McGill University Library
3 102 905 389 Q

SHASTRI INDO-CANADIAN INSTITUTE
156 Golf Links,
New Delhi-3, India

~~MG1 .U847f~~
INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES
52806 ★
McGILL
UNIVERSITY

Vol. ~~1+2~~

"عزیز الفتاویٰ"

حصہ ۴ ~~۲~~

Library
Institute of Islamic Studies
DEC 23 1971

مالکه ابو القاسم بن مولٰنا المولوی الحافظ الشاہ محمد جان اسکنہ اللہ

فرادیس الجنان العمری الفاروقی الحنفی الغازیفوری البحری آبادی

سلمہ اللہ ذوالایادی فی العواقب والمبادی

نابالغ کی طرف سے ولی طلاق نہیں دے سکتا + عزیز الفتاوی ج ۱ ص ۱۰۸ / ۲

نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اُس کی طرف سے اُس کا ولی + امداد المفتین ج ۲ ص ۲۸۲

محررہ بندہ [illegible] غفرلہ

۸ اپریل ۱۹۴۳ء

۲ ربیع ۱۳۶۲ھ

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

الحمد للہ والمنۃ کہ توفیق اشاعت این خزینہ علوم و ذخیرہ فتاوے بما بخشید

جلد اوّل

فتاوےٰ دار العلوم دیوبند

کہ مشتمل ست بر

عزیز الفتاوےٰ

از افاضات زین مسند الافتاء والتدریس مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب قدس سرہٗ

مفتی دار العلوم دیوبند (ق)

امداد المفتین

از جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہٗ دیوبندی مدرس دار العلوم دیوبند

بار اوّل در ۱۳۵۴ھ

از دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور شائع گردید

اعلان

یہ کتاب اور مفتی صاحب کی دوسری تالیفات نیز اکابر دار العلوم دیوبند کی تصانیف مفید بکفایت ملنے کا پتہ

ناظم دار الاشاعۃ دیوبند ضلع سہارنپور

مطبوعہ خواجہ پریس دہلی

فہرست مضامین امداد المفتین

مضمون	صفحہ	کتاب یا باب
تمہید	۱	
مطلقہ کے لئے تاحیات خورد ونوش کا وعدہ ادائے مہر کے لئے کافی نہیں	۳	طلاق
کیا زوجہ اپنے خاوند کے ترکہ پر بلا رضائے ورثہ قبضہ کر سکتی ہے۔	″	میراث
بت کو سجدہ کرنا کفر ہے	۴	ایمان
رہن کی آمدنی جائز نہیں	″	رہن
خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا مستحب ہے اور کبھی ترک کر دے تو بہتر ہے	۵	صلوٰۃ جمعہ
چند آدمیوں کا حق ایک شخص کے ذمہ تھا ایک نے جبراً اوس سے کوئی چیز لے لی تو دوسرے غرباء کا بھی اس میں حق ہے۔	″	دین
متفرق سوال متعلقہ وقف	۶	وقف
دائم المرض کے لئے روزہ کے فدیہ کا حکم	۷	صوم
قراءۃ خلف الامام	۷	صلوٰۃ
ساس سے زنا کیا تو زوجہ ہمیشہ کیلئے حرام نہیں ہوئی۔	۹	نکاح فصل فی المحرمات
اپنی لڑکی فلاں کو دیدی اس لفظ سے نکاح منعقد ہوا یا نہیں۔	″	نکاح
اپنی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح حرام ہے	″	″
گمشدہ چیز کیلئے نام نکالنے کے واسطے قرآن کا استعمال۔	۱۰	کراہۃ
بعد نماز جنازہ میت کے گرد پھرنا اور صدقہ کرنا	۱۰	
سوال متعلقہ حلالہ	۱۰	طلاق
نکاح نابالغہ کا فسخ تین شرطوں پر موقوف ہے	۱۱	″
مدرک لاحق مسبوق کی تعریف اور حکم	۱۲	صلوٰۃ جماعت
قرارت خلف الامام اور قصر مسافر	۱۳	″
کاغذ کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے	۱۴	″ باب مایکرہ فی الصلوٰۃ
کافر عورت جو کسی کافر کی منکوحہ ہو بعد مضی ثلثہ قروء نکاح جائز ہوگا اُس سے پہلے نہیں۔	۱۴	طلاق باب العدۃ
دہ در دہ تالاب میں کتا مر جائے تو اسکا حکم	۱۴	طہارۃ بیاہ
منکوحہ لڑکی کو شوہر کے گھر جانیسے روکنا ظلم ہے	″	نکاح
مسجد کی دکانوں کی آمدنی یا شادی کا مقرر چندہ جو مسجد میں یا ہو اس میں سے امام کو دینا جائز ہے یا نہیں	۱۵	وقف
زوجہ کی مداوۃ کا خرچہ زوجہ پر نہیں میکہ میں جانیسے نفقہ بھی زوجہ پر نہیں۔	۱۵	النفقۃ
سامان جہیز لڑکی کی ملک ہے اور سسرال سے جو زیور ملے وہ شوہر کی ملک ہے۔	۱۶	نکاح باب المہر
امام کے پیچھے الحمد پڑھنے والے کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں	″	صلوٰۃ
لباس مسنون وہ ہی ہے جو بے تکلف میسر آجائے اور کسی ممنوع شرعی پر مشتمل نہ ہو	۱۷	لباس
مردوں کو سرخ کپڑا پہننا کیسا ہے	″	″
تصویر کشی اور استعمال تصویر کے مفصل احکام	۱۸	الحظر والاباحۃ
معتدہ کے نکاح اور وطی کو حلال سمجھنے والا فاسق ہے کافر نہیں۔	۲۰	ایمان والحقائد
خرگوش حلال ہے بنص حدیث۔	″	کتاب الصید والذبائح
نو سال سے کم عمر لڑکی کو ہاتھ لگانے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔	۲۱	نکاح فصل فی المحرمات
رضائی بہن اگرچہ عمر میں بڑی ہو اس سے نکاح جائز نہیں۔	″	الرضاعۃ
فرش بوریا وغیرہ پر نماز پڑھنا افضل ہے یا خالی زمین پر	۲۲	صلوٰۃ
بالغہ کا نکاح باپ کی خلاف مرضی اگرچہ درست ہے مگر گناہ ہے۔	″	نکاح
بلا اجازت شوہر بیوی کو کہیں جانا درست نہیں	۲۳	اجازت
حرف ضاد کی تحقیق اور غلط پڑھنے میں فساد نماز کا حکم۔	″	صلوٰۃ
تعلیق الطلاق علی امر مسطور پر کہ خود طلاق کو نہیں سنا۔	″	طلاق
الاحریٰ بالقبول فی وقف العمارہ علے ارض النزول۔	۲۵	
نیل المرام فی حکم المسجد المبنی بالمال الحرام	۳۳	وقف
انگریزی ٹوپی پہننے کی ممانعت اور امام ابو یوسف کے قول کی شرح۔	۳۶	لباس
حرام مغز کا کھانا جائز ہے یا نہیں	۳۸	الذبائح
کوچھ مچھلی کے متعلق تحقیق	۳۹	″
قرآن ہاتھ میں لیکر وعدہ کرنا قسم نہیں ہے جب تک لفظ قسم وغیرہ کے نہ لیوے	۴۰	یمین

ضمیمہ رسالہ المفتی بابت ماہ حال

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

الحمد للہ والمنۃ کہ ایں خزینۂ علوم و ذخیرۂ فتاویٰ

مسمّٰی

عزیز الفتاویٰ

یعنی

فتاویٰ دار العلوم دیوبند

بابتہ سنہ ۱۳۲۹ھ لغایتہ سنہ ۱۳۳۴ھ

از افاضات

عارف باللہ عالم ربانی فقیہ الثانی مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب عثمانی

دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام احقر الخدام محمد شفیع عفا اللہ عنہ مدرس دار العلوم دیوبند

بار اول در سنہ ۱۳۵۶ ہجری

از دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور شائع گردانید

(قدوی پریس دہلی)

فہرست مضامین عزیز الفتاوی تا صفحہ ۹۶

عزیز الفتاوی کا یہ ابتدائی حصہ رسالہ المفتی جلد اول میں طبع ہوا تھا اُس میں اس حصہ کی صرف مجمل فہرست لکھکر یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ تین سال کے فتاوے جمع ہوجانے کے بعد عزیز الفتاوی وامداد المفتین کا علیحدہ علیحدہ ٹائیٹل شائع کیا جائیگا تاکہ جو صاحب دونوں فتاوٰی کی علیحدہ علیحدہ جلدیں بنوانا چاہیں اُن کے لئے آسانی ہوجاوے۔ نیز اُسی ٹائیٹل کے ساتھ عزیز الفتاوی کی مفصل فہرست بھی شائع کی جائیگی۔ مگر بعض مصالح کی بنا پر تیسرے سال میں یہ ٹائیٹل اور فہرست شائع نہ کی گئی۔ اب چوتھی سال میں شائع کی جاتی ہے سال دوم وسوم وچہارم کی فہرستیں تو دونوں فتاوے مفصل المفتی میں شائع ہوچکی ہیں صرف سال اول کی فہرست کی تفصیل باقی تھی جواب پوری کی جاتی ہے واللہ الموفق۔

مضامین	صفحات
کتاب الایمان والعقائد	
تکفیر مسلم میں کامل احتیاط لازم ہے۔	۱۹
ردبدعات	
قبور اولیاء کی تقبیل وطواف وغیرہ کی مفصل ومکمل بحث	۲۱
کلمات کفر پر مطلقاً حکم تکفیر نہ کیاوے۔	۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان میں توقف کرنا چاہیئے۔	″
توہین عالم مطلقاً کفر نہیں۔	۱۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل مخلوقات ہیں	۱۱
متعلقہ قادیانی وروافض	
روافض پر حکم تکفیر عام نہیں۔	۱۱
واقعہ قرطاس کی مکمل بحث اور علامہ شبلی کی تحقیق کا جواب	۱۳
لکھنے نام دربارہ لعنت بریزید	۱۶
بوقت ذکر آنحضرت صلعم انگوٹھے چومنا۔	۱۷
پختہ قبر وگنبد بنوانا	″
قبر پر پتھر کندہ کر کے لگانا	۱۹
بوقت نکاح نوشہ کا پالکی پر سوار ہونا	۱۹
زیارت قبور۔ محفل میلاد کے متعلق۔	۲۲
غناومزامیر کی حرمت	۲۴
تقلید وعدم تقلید	
آمین بالجہر کی تحقیق	۲۵
اخلاق وتصوف	۲۶
تجدید بیعت دوسرے پیر سے	۲۶
تصوف کے چار خاندانوں کا حکم	۲۷
حدیث اربعین کی تحقیق	″
حدیث اذا احب اللہ عبدا لم یضرہ ذنب کی تحقیق	″
کتاب الطہارۃ	۲۸
بعض دواؤں کے ناپاک ہونیکی تحقیق	۲۸
اونی سوتی جرابوں پر مسح جائز نہیں	۲۹
حرام پرندہ کا پاخانہ کنوئیں میں گرے تو ناپاک نہیں ہوتا۔	۲۹
چھپکلی کنوئیں گرے تو ناپاک نہیں ہوتا	۲۹
شیرخوار بچہ کا پیشاب نجس ہے	۳۰
سرکہ میں چھپکلی گرگئی تو نجس نہیں ہوتا	۳۰
مستعمل جوتہ کا کنوئیں میں گرنیکا حکم	۳۰
موزہ پر مسح کرنے کی شرائط	۳۱
مشرکین اگر اپنے برتن سے پانی کنوئیں سے بھریں تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا	۳۱
پوڑیہ کا رنگ مشتبہ ہو اور جس پانی میں دال بھیگی ہو اگر تغیر نہ ہو تو اس سے وضو جائز ہے	″
حالت جنابت میں تیل لگانا یا بال منڈانا وغیرہ جائز ہیں۔	۳۲
کفار ومشرکین اگر کنوئیں سے پانی بھریں تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا	″
ڈھیلہ سے استنجا کرنا عورتوں کے لئے بھی مستحب ہے	″
خطبۃ الوداع اور ایصال ثواب وغیرہ کا حکم	۳۳
متعلقہ جہر بسم اللہ	۳۴
سیر پر تولیہ یا رومال باندھکر نماز پڑھنا جائز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کی تحقیق کہ کتنا ہوتا تھا۔	″
فوجی ملازم کو پتلون وہیٹ میں نماز پڑھنا درست ہے۔ مع دیگر جزئیات متفرقہ۔	۳۵
صبح کی جماعت کھڑی ہوجاوے تو سنت پڑھنے کا حکم۔	۳۶
نماز جنازے میں سورہ فاتحہ پڑھنا	″
چند جنازے جمع ہوجاویں تو علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنا افضل ہے	″
اذان خطبہ مسجد کے اندر جائز ہے	۳۷
جس کو خونی بواسیر ہو وہ دوسروں کا امام ہوسکتا ہے۔	۳۸
مقتدی مقیم نے امام مسافر کیساتھ ایک رکعت پائی باقی کو کس طرح ادا کرے	″
درود اور دعا قعدہ سہو میں پڑھے۔	۳۹
رکوع کی حد کیا ہے سنت فجر کی قضا	″
فوت شدہ نمازیں یاد نہ ہو تو کس طرح قضا کرے	″
بعض آیات کا جواب جو مسنون ہے نماز میں بھی دیا جائے یا نہیں	۴۰
سفر میں چند آدمی جمعہ کے دن ظہر باجماعت پڑھ سکتے ہیں۔	″
کتاب الصلوٰۃ	
تکبیر کس وقت شروع کیجاوے	۴۱
احتیاط الظہر کا حکم	″

مضامین	صفحات
حرف ضاد کی تحقیق	۴۱
فرض کے بعد سنتوں میں تاخیر کرنیکا حکم	۴۲
فاتحہ خلف الامام کفر نہیں۔	//
تکبیر داہنی جانب ہو یا بائیں	//
عشاء و عصر کے بعد سجدہ کر کے دُعا	//
کرنا ممنوع ہے۔	
عشاء کیساتھ نماز تہجد پڑہنا درست ہے	۴۳
احتیاط الظہر پڑھنے کا حکم	//
نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا سنت ہے	۴۴
اذان جمعہ دو ہیں ایک پر اکتفا کرنا	//
ترک سنت ہے۔	
قراءة خلف الامام	۴۵
احتیاط الظہر کی ممانعت۔	۴۶
دفع طاعون کے لئے نماز صبح میں	۴۷
قنوت پڑہنا درست ہے	
نابالغ کی اذان مکروہ تنزیہی ہے	//
اذان واقامت کے متعدد مسائل	//
جس شہر میں اٹھارہ گھنٹہ دن اور	۴۸
چھ گھنٹہ رات ہو وہاں نمازوں اور	
روزوں کا حکم۔	
باب الجمعة والعیدین والجنائز	۴۹
بے نماز کی نماز جنازہ	//
خطبہ کی اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے	
جمعہ کا افضل وقت	
دفن کے بعد میت کو دوسری جگہ منتقل کرنیکا حکم	//
عیدگاہ میں مدرسہ کی تعمیر بنانا	۵۰
پیشہ قصابہ و گوشت فروشی جائز ہے	//
ہلال رمضان و عید کا اعلان کرنیکے	//
لئے نقارہ وغیرہ بجانا درست ہے	
اسلامی مدارس میں غیر مسلموں کا چندہ لگانا	۵۲
خطبہ سے پہلے وعظ یا تقریر کرنا	//
جمعة الوداع میں خطبہ داعیہ پڑہنا	//
میت کو ثواب تقسیم ہو کر پہنچتا ہے یا پورا	//
بدعتی کس درجہ کا گنہگار ہے	//
مرنیکے بعد بیوی کا چہرہ دیکھنا جائز ہے	۵۳

مضامین	صفحات
دار الحرب میں اقامت جمعہ کی شرط	۵۴
سلطان یا نائب کس طرح پوری کری	//
عیدگاہ کے آداب و احکام	//
ہندوستان میں وجوب جمعہ کا حکم	۵۵
اذان خطبہ کے بعد دعاء وسیلہ نہ پڑھے	//
گاؤں میں جمعہ کا حکم	۵۶
جنازہ میں سلام سے پہلے ہاتھ چھوڑے یا بعد میں	۵۷
خطبہ جمعہ کا غیر عربی میں جائز نہیں	//
جمعہ کیلئے قریہ کبیرہ کی شرط اور شاہ ولی اللہ کی تحقیق	۵۸
موروثی زمین چھوڑنے کے بدلہ میں	۵۹
روپیہ لینا جائز نہیں	//
خودکشی کرنیوالے پر نماز جنازہ پڑھنی چاہیے	//
فاسق کے پیچھے نماز تنہا پڑھنے سے افضل ہے	۶۰
متعدد جنازوں کی نماز علیحدہ علیحدہ افضل ہے	//
دو مردوں کا ایک قبر میں دفن کرنا	//
بلا ضرورت شدیدہ جائز نہیں	
میت کی پیشانی و سینہ پر کلمہ لکھنے کے احکام	۶۱
جامع مسجد کی تعریف اور تعدد جمعہ کا حکم	۶۲
بعد نماز جنازہ سورہ اخلاص پڑہنا	//
جس گاؤں میں چھ سو آدمی ہوں وہ قریہ صغیرہ	۶۳
دفن کے بعد لاش منتقل کرنا	//
نماز جنازہ کا تکرار جائز نہیں	//
نماز جنازہ کو سنتوں پر مقدم کرنا چاہیے	۶۴
مرنیکے بعد زوجہ کو غسل دینا جائز نہیں	//
روافض کے جنازہ کی نماز	//
اذان خطبہ مسجد کے اندر کہنے کی مفصل تحقیق	۶۵
دفن کرنیکے وقت اذان کہنا بدعت ہے	۶۹
جو آدمی کٹ جائے اور ایک عضو اُس کا	//
ملے تو اس پر نماز جنازہ کا حکم	
کتاب الزکوٰة	۷۰
نوٹ پر زکوٰة واجب ہے۔	//
نوٹ کو کم و بیش قیمت پر لینا دینا جائز نہیں	//
رشوت کے روپیہ پر زکوٰة کا حکم	۷۱
دین مہر مانع زکوٰة ہے یا نہیں	//
زمین عشر کا حکم	//

مضامین	صفحات
مد زکوٰة سے سفیر کو تنخواہ دینا	۷۲
ہاشمی طالب العلم کو مد زکوٰة سے وظیفہ دینا	//
مکانات کی زکوٰة۔ ادائے زکوٰة کا	۷۳
وقت۔ سامان جہیز کی زکوٰة۔	
چند مسائل عشر	//
سونا اور چاندی دونوں موجود ہوں	۷۴
تو اُس کی زکوٰة کا طریقہ۔	//
ہندوستان کی زمینوں کا ایک حکم نہیں	۷۵
زیورات کی زکوٰة	//
زمین عشری میں خراج لگانے سے عشر ساقط ہونا نہیں	//
جس کو زکوٰة دیجائے اُس کو یہ بتلانا ضروری	۷۶
نہیں کہ یہ زکوٰة ہے مع دیگر مسائل۔	//
سودی قرض میں سود پر زکوٰة نہیں اور	۷۷
بیع مسلم میں دئے ہوئے روپیہ پر زکوٰة نہیں۔	
وکیل زکوٰة خود اگر محتاج ہو اپنے اُوپر	//
خرچ نہیں کرسکتا مگر اپنی اولاد زوجہ	
محتاج کو دے سکتا ہے۔	
عشری زمین کو اگر پانی خود دیا جاوے	۷۸
اُس میں نصف عشر واجب ہے	
سہواً کھائے ہوئے پر قصداً کھانا	//
موجب کفارہ ہے یا نہیں۔	
زندگی میں فدیہ کون دے سکتا ہے	//
خط اور تار کا حکم رویت ہلال میں	۷۹
اختلاف مطالع معتبر نہیں خبر ہلال جب	
معتبر ذریعہ سے آگئی تو سب کیلئے	
اُس پر عمل کرنا ضروری ہے۔	
کتاب الحج	۸۱
حج فرض میں بلا اجازت والدین	//
کے بھی جا سکتا ہے۔	
حج بدل کا روپیہ کسی دوسرے	//
مصرف میں خرچ کرنا۔	
دختر رضاعی کا شوہر محرم ہے	//
اُس کے ساتھ سفر حج جائز ہے	//
حج بدل کے احکام	//

مضامین	صفحات
جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اُس سے حج بدل کرانا جائز مگر مکروہ ہے۔	۸۲
حجاج پر گورنمنٹ کی طرف سے زائد قیود عائد کرنا مذہبی مداخلت ہے۔	〃
کتاب النکاح والرضاع	۸۴
عورت کو مطالبہ مہر کے لئے شوہر سے علیحدہ رہنے کا حق کس صورت میں ہے۔	〃
بعد وفات تایا کے تائی سے نکاح جائز ہے۔	۸۵
عدّت میں اگر حمل زنا کا ہو جاوے تو قبل وضع حمل دوسرے سے نکاح جائز نہیں۔	〃
زوجہ کے مرنے کے بعد فوراً سالی سے نکاح جائز ہے	〃
میں نے اپنی لڑکی فلاں کو دیدی یہ الفاظ عرفاً رشتہ کے ہیں نکاح نہیں۔	۸۷
محض تہمت زنا لگانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔	〃
اسقتیذان کے معاملہ میں ولی اور اُس کا وکیل اور رسول سب برابر ہیں۔	۸۷
نکاح کے انعقاد کے لئے قاضی شرط نہیں اور قاضی	۸۸
نکاح خوان کو نکاح خوانی پر جبر کر کے اُجرت لینا جائز نہیں	〃
نکاح میں یہ شرط کہ لڑکا اپنی سسرال میں رہے گا۔	۸۹
دو بیبیاں ہوں تو دونوں میں مساوات فرض ہے	〃
الزنا صحیح النسب کا کفو نہیں ہے	۹۰
ولایت نکاح نابالغہ کی بعد وفات والد چچا کو ہے۔ جب کہ کوئی اور عصبہ قریب موجود نہ ہو۔	〃
اپنے نانا کی زوجہ ثانیہ سے نکاح حرام ہے۔	〃
رضاعی بھائی کی بہن سے نکاح درست ہے۔	۹۱
بذریعہ خط نکاح کرنے کی شروط۔	〃
نکاح ثانی کا جواز قرآن وحدیث سے ثابت ہے اُس کو معیوب جاننے میں اندیشہ کفر کا ہے۔	〃
نومسلمہ سے نکاح	۹۲
نصاب شہادت سے کم ہو تو اُس شہادت پر رضاعت قضاءً ثابت نہیں	〃
زوجہ خال وعم متوفی سے نکاح درست ہے	۹۳
حکم نکاح سنیہ با رافضی	〃
باپ کی موجودگی میں چچا نے اگر نکاح نابالغہ کا کر دیا تو نافذ نہیں	〃
رضاعی بھتیجی سے نکاح درست نہیں۔	۹۴
دھوکہ سے عمر کم بتلا کر نکاح کر لیا تو فسخ کا اختیار نہیں	〃
زوجہ کے پستان مُنہ میں لینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا	۹۵
عورت رتقاء کا نکاح صحیح ہے اور مہر واجب ہے	۹۶

مظلوم عورتوں کی مشکلات کا شرعی حل

یعنی

الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ

ازافاضات قطب عالم مجدّد الملّت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم

آج کل جاہل اور بیرحم شوہروں کے ظلم اور زیادتی کی شکایت عام ہوتی جارہی ہے بعض لوگ مفقود الخبر ہو جاتے ہیں بعض بیوی کو چھوڑ کر باہر چلے جاتے ہیں اور کسی قسم کی خبر گیری نہیں کرتے۔ بعض پاس رہتے ہوئے نان نفقہ اور دوسرے حقوق ادا نہیں کرتے۔ بعض مجنون ہو جاتے ہیں۔ اور ہندوستان میں قاضی شرعی نہونیکی بوجہ ان عورتوں کیلئے کوئی رہائی کی شکل نظر نہیں آتی۔ یہانتک کہ بہت سی عورتیں تنگ ہو کر معاذ اللہ مرتد ہو گئیں۔ پنجاب میں خصوصیت سے یہ فتنہ بہت بڑھا۔ اس لئے ضرورت تھی کہ ان عورتوں کے لئے کوئی شرعی مخلص تحقیق کے ساتھ بیان کیا جاوے۔ الحمد للہ کہ حضرت حکیم الامت دامت برکاتہم نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور پانچ سال کے غور وخوض اور علماء مدینہ طیبہ سے بارہا مکاتیب اور علماء دیوبند وسہارنپور سے بارہا مشوروں کے بعد یہ عظیم الشان اور کثیر الفائدہ کتاب مرتب فرمادی اور پھر تمام مشاہیر علماء ہند کے پاس تصدیق کے لئے بھیجکر تصدیقات حاصل کی۔ قیمت صرف ایک روپیہ دو آنہ (عـہ/) محصول مع رجسٹری (۶/)

یہ کتابیں اور ہر قسم کے قرآن مجید و مذہبی کتابیں بکفایت ملنے کا پتہ — دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور

عزیز الفتاویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھو الملک القدوس العزیز الرحمٰن، وبیدہ ملکوت السمٰوات والارض والاکوان والازمان، والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علیٰ سید ولد عدنان وفخر عدنان وھو المبعوث الی الاسود والاحمر والانس والجان۔ وعلیٰ الہ واصحابہ مادامت السمٰوات وتجدد الملوان۔

امابعد:۔ عمدۃ الاتقیاء زبدۃ الاولیاء عارف باللہ سیدی و استاذی حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق مفتی دار العلوم دیوبند کا نام نامی آج محتاج تعارف نہیں ہندوستان کے ہر شہر اور قصبہ بلکہ گاؤں گاؤں میں حضرت موصوف کے فتاوی پہونچے ہوئے ہیں۔ دیندار مسلمانوں کے طبقہ میں بہت کم لوگ ایسے ملیں گے جو ممدوح کے فیوض علمیہ سے بہرہ اندوز نہ ہوئے ہوں۔ آپ کے حالات زندگی اور خدمات اسلامیہ ایک مستقل درس عمل ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اگر مفصل نہیں تو مختصر ہی آپ کی سوانح کا ضروری حصہ جمع ہو کر اس فتاویٰ کا مقدمہ بنجائے۔ دیکھیے اگر حق تعالیٰ کو منظور رہے تو کسی آیندہ اشاعت میں یہ بھی ناظرین کے ہاتھوں میں آجائیگا۔

حضرت ممدوح تقریباً ۱۳۲۸ھ سے دار العلوم میں مسند افتاء کو عزت بخشی اور ۱۳۴۷ھ تک لیل و نہار اسی اہم خدمت میں صرف فرمایا۔ اس طویل مدت میں ہر باب کے متعلق تمام ضروریات اسلامیہ پر مشتمل ہزارہا فتاویٰ تحریر میں آئے۔ دار العلوم دیوبند کی مرکزیت و شہرت کی وجہ سے مہمات و مشکلات کا رجوع اسطرف ہوا اور جن مسائل کو علماء و ارباب فتویٰ لاینحل سمجھتے یا باہمی اختلاف کی بنا پر طے نہ ہو سکتے وہ یہاں بھیجے جاتی اور حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ کا ہر جواب خداداد علمی قابلیت اور تفقہ فی الدین کا ایک خاص مظہر ہوتا تھا، اسلئے یہ مجموعۂ فتویٰ نہ صرف عوام کیلئے بلکہ علماء و ارباب فتوی کے لئے بھی ایک نہایت مکمل رہبر و رہنما ہے جو دار الافتاء کی تیرہ چودہ ضخیم جلدوں میں محفوظ و مدوّن ہے۔ لیکن چونکہ اندراج فتاویٰ کا حسب ترتیب

52806

سوال کیا جاتا ہے اور ابواب و فصول کی ترتیب اس میں قائم نہیں کیجا سکتی اس لئے خاص فتویٰ کا اس عظیم الشان ذخیرہ سے نکالنا اور اس سے فائدہ اٹھانا تقریباً متعذر ہو گیا تھا - اور اسی بنا پر یہ علمی جواہرات کا دفینہ تقریباً بیکار رکھا ہوا تھا - اور ضرورت تھی کہ اس کو ابواب فقہی پر ترتیب دیجاوے تاکہ بوقت ضرورت ہر مسئلہ کا استخراج آسان ہو سکے ؛

نیز کثرت مشاغل کی بنا پر اس نقل کی مطابقت اصل کی ساتھ نہو سکنے کیوجہ سے یہ تمام فتاوی اغلاط کتابت سے لبریز ہیں - ضرورت ہے کہ انپر نظر کر کے تصحیح کیجاوے ؛

اس ناکارہ خلایق کو مدت سے خیال تھا کہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عمر بھر کی کمائی جو گرانقدر علمی ذخائر پر مشتمل ہے اگر اس طرح مبوّب و مہذب ہو کر شائع ہو جاوے تو عام اہل اسلام اور علماء و اہل فتویٰ کے لئے ایک نہایت بیش بہا مفید ذخیرہ ہو جاوے اور حضرت ممدوح کا یہ صدقہ جاریہ کام میں لگ جاوے اس کام کی اہمیت و کثرت اور ادہر اپنی علمی بے بضاعتی اور ہجوم مشاغل ہمیشہ اسپر اقدام کرنے سے روکتی تھیں - تا آنکہ حق تعالیٰ نے المفتی کے نام سے ایک ماہوار رسالہ کے اجرا کی صورت بعض اکابر اور بہت سے احباب کے دل میں ڈالی جس میں کام کی تدریج پر نظر کر کے ہمت بڑھی - تو بنام خدا تعالیٰ اس کام کو شروع کرتا ہوں اور اس اشاعت میں جو امور بطول اصول موضوعہ کے زیر نظر رہیں گے وہ یہ ہیں ؛

(۱) جس قدر جلدیں موجود ہیں انکو ابتدا سے بترتیب سنین شروع کیا جاوے گا -

(۲) ترتیب ابواب فقہیہ پر ہو گی جسکی فہرست ہر جلد کے شروع میں لگا دی جاوے گی ؛

(۳) بالفعل ہر جلد کی ترتیب جدا جدا رہے گی - مثلاً ایسا نہیں کیا جا دیگا کہ ابتدا سے ۱۳۴۵ھ تک تمام رجسٹروں سے کتاب الطہارت کے مسائل کا انتخاب کر کے ایک جگہ لکھا جاوے پھر اسیطرح کتاب الصلوٰۃ و زکوٰۃ وغیرہ کا کیونکہ اس صورت میں طول بہت ہے - بلکہ ایک جلد ہی مسائل طہارت کا انتخاب کر کے لکھدیا جاویگا پھر اسی جلد کے مسائل صلوٰۃ و زکوٰۃ وغیرہ لکھکر مکمل کر دیا جاویگا اسکی تکمیل کے بعد دوسرے رجسٹر کو اسیطرح مرتب کر کے شائع کیا جاویگا

(۴) ایک ہی مسئلہ اگر بالکل مکرر کئی جگہ آیا ہے تو مکررات کو حذف کیا جاویگا -

(۵) اغلاط کاتب کی اصلاح اگر بسہولت و بدرجہ یقین ہو سکے گی تو صحیح کر کے شائع کیا جاویگا - اور جس مسئلہ میں صحت مشکل ہو گی اس کو ترک کر دیا جاویگا ؛

(۶) اگر کسی مسئلہ میں احقر کو علمی طور پر کوئی شبہ ہو گا تو دوسرے اکابر کے مشورہ کے بعد اس کی اشاعت یا عدم اشاعت کا فیصلہ کیا جاوے گا -

(۷) بعض جگہ حسب ضرورت فوائد یا حواشی کا اضافہ بھی احقر کی طرف سے ہو گا (انشاء اللہ تعالیٰ)

واللہ المستعان وعلیہ التکلان وھو الاول والآخر والظاھر والباطن والیہ المتاب فی کل باب -

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ وعافاہ وجعلہ کما یحب ویرضاہ

خادم دار الافتاء دار العلوم دیوبند ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ

از رجسٹر فتاوی ۱۳۲۹ھ لغایت ۱۳۳۲ھ

کتاب الایمان والعقائد

تکفیر مسلم میں احتیاط لازم ہے

سوال اگر کسی عورت سے ایسے افعال واقوال سرزد ہوں جسکا کفر وارتداد ہونا اتفاقی وقطعی ہو جیساکہ خدا کو ظالم کہنا یا نعوذ باللہ کہنا کہ خدا ہماری طرف سے اندھا ہو گیا ہے یا یہ کہنا کہ خدا بھی اگر فلاں امر کی گواہی دے تو ہم سچ نہ جانیں گے یا نماز وشرع وفتوی کی تحقیر قولاً یا فعلاً کرنا یا لڑکے کے چیچک نکلنے میں پرستش بت پرستار کرنا یا بھوانی وغیرہ سے صحت چاہنا وامثال ذلک اور ایسے افعال واقوال کا صدور حالت رنج وغصہ میں یا محض شامت نفس سے یا نومسلم ہونیکی وجہ باعث بقایا اثر کفر وقرب عہد بالکفر کے ہوا ہو مقصود اُس عورت کا فسخ نکاح یا شوہر سے علیحدہ ہونا وغیرہ نیات فاسدہ نہوں مگر شوہر کی ضرورت ومصلحت سے اوس عورت کے طلاق دینے اور اوس سے علیحدگی کے خیال میں پہلے سے ہو لہذا افعال واقوال مذکورہ بالا کو بحیثیت اتفاق عمدہ ذریعہ اپنی نیت وارادہ کے پورا ہونیکا پاکر بفحوائے ارتداد احد ھما فسخ عاجل کے عبارت متون کی اور قول عامۂ علماء کا ہے موجب فسخ نکاح سمجھ لیوے اور بحالت موجودہ حاجت تفریق کے خیال سے روایت مذکورہ پر عمل کرے تو ترک تقلید مذہب امام صاحب کا یا اور کوئی مخالفت شرع کا الزام تو شوہر مذکور پر نہ آئے گا۔

جواب افعال مذکورہ فی السوال جو اُس عورت سے صادر ہوئے ہیں بعض انہیں سے شرک وکفر کے ہیں اور بعض اقوال قریب بکفر ہیں مگر مذہب اہل سنت والجماعت کا یہ ہے کہ حتی الوسع تکفیر مسلم میں احتیاط لازم رکھی جاوے اور جہانتک ہوسکے تاویل کیجاوے اگرچہ چند کلمہ جن کو وہ عورت استعمال کرتی ہے انپر اگر کفر کا فتویٰ دیا جاوے تو کوئی حرج نہیں مگر بفحوائے حدیث من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا الحدیث بہت گنجائش ہے اور احتیاط لازم ہے۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں ص ۱۹۹ فرماتے ہیں وقد ذکروا ان المسئلۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لہا تسع وتسعون احتمالاً للکفر واحتمال واحد فی نفیہ فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی لان الخطاء فی ابقاء الف کافر اھون من الخطاء فی افناء مسلم واحد الخ غرض اہل قبلہ کی تکفیر میں بہت احتیاط لازم ہے قال الملا علی القاری

وان المراد بعدم تکفیر احد من اهل القبلۃ عند اهل السنۃ انہ لا تکفیر مالم یوجد شیٔ لمن امارات الکفر و علاماتہ ولم یصدر عنہ شیٔ من موجباتہ الخ۔ یہی مضمون درالبط سے علامہ شامی نے باب المرتد ص۲۸۵ میں ارقام فرمایا ہے۔ غرض جبتک اقرار توحید و رسالت و دیگر احکام کا ہے مرتد نہ کہا جاویگا قال فی الدرالمختار والاقرار شرط لاجراء الاحکام الدنیویہ الخ وفیہ ایضاً واعلم انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ الخ البتہ صورت مسئولہ میں حکم توبہ واستغفار کیا جاوے اور تجدید نکاح بھی کرنا چاہیئے قال فی الدرالمختار وما فیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح الخ قال الشامی فی شرحہ وظاھرہ انہ لا یحکم القاضی بالفرقۃ بینھما وتقدم ان المراد بالاختلاف ولو روایۃ ضعیفۃ ولو فی غیر المذہب شامی باب المرتد۔ اور اگر شوہر کو اوس کا رکھنا ہی منظور نہیں ہے یا وہ ان افعال کو باوجود فہمایش و ممانعت ترک نہیں کرتی تو طلاق دیدے فقط واللہ اعلم بالصواب "

کتبہ رشید احمد عفی عنہٗ

جب تک کوئی امر قطعی موجب کفر و ارتداد سرزد نہو حکم ارتداد و فسخ نکاح نہ کرنا چاہیئے احتمال تاویل باب واسع ہے تا امکان تاویل و عدم قطع جانب تکفیر سوئے اسلام لازم ہی فقط واللہ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہٗ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔ ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ

سوال۔ تارک الصلوۃ دائرۂ اسلام میں ہیں یا نہیں اون کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے یا نہیں جو ان کی نماز جنازہ پڑھاوے اس کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

الجواب۔ کوئی شخص کافر نہیں ہوتا اور اس پر حکم کفر نہ دیا جاوے گا۔ جب تک ضروریات دین سے صریح انکار بلا تاویل نہ کرے اگر ضروریات دین کا انکار صریح بلا تاویل کرے گا تو حکم کفر عائد ہو گا۔ ورنہ نہیں۔ لہذا بے نماز جب تک اقرار حکم فرضیت نماز کا کرے اور توحید اور رسالت پر قائم رہے مسلمان رہے گا۔ لقولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ولقولہ علیہ السلام من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ دوسری حدیث من مات وھو یعلم انہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ مندرجہ بالا آیت قرآن شریف اور ہر دو حدیث سے بے نماز دائرہ اسلام میں داخل ہے اور اس کے جنازہ کی نماز جائز ہے اگر بلا نماز دفن کر دیا تو سب گنہگار ہونگے اور جو شخص نماز جنازہ میں شریک ہو یا پڑھاوے تو اسکی امامت بلا کراہت درست ہے اور کوئی وجہ عدم جواز امامت نہیں پائی جاتی

زبدۃ العقائد

قبور اولیاء کی تقبیل و طواف وغیرہ

(کی)

مفصل و مکمل بحث

سوال۔ بوسہ دینا قبر اولیاء کرام کو اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ بوسہ دینا قبر اولیاء کرام و دیگر صلحاء عظام کو اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً یہ سب عادات نصاریٰ و طریقہ پرستش کفار کا ہے ہرگز ہرگز جائز نہیں حرام ہے۔

کما قال حجۃ الاسلام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ فی احیاء العلوم والمستحب فی زیارۃ القبور ان یقف مستدبر القبلۃ مستقبلاً لوجہ المیت وان یسلم ولا یمسح القبر ولا یمسہ ولا یقبلہ فان ذلک من عادات النصاریٰ ہے۔ اور ملا علی قاری اپنی کتاب شرح مناسک میں باب زیارت مزار پر انوار رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آداب میں تحریر فرماتے ہیں لا یطوف ای ولا ید ور حول البقعۃ الشریفۃ لان الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء ولا عبرۃ بما یفعلہ العامۃ الجھلۃ ولو کانو فی صورۃ المشائخ والعلماء ولا ینحنی ولا یقبل الارض فانہ ای کل واحد بدعۃ ای غیر مستحسنۃ فتکون مکروھۃ واما السجدۃ فلا شک انہا حرام وھکذا قال مولانا محمد عبد الحق محدث دھلوی فی اشعۃ اللمعات فی کتاب الجنائز فی باب زیارت القبور "طریقہ زیارت قبور این ست کہ رو بجانب قبر و پشت بجانب قبلہ روی میت باشد و سلام دہد و مسح نکند قبر را بدست و بوسہ ندہد آنرا و منحنی نشود و روئے بخاک نہ مالد کہ این عادت نصاری ست۔

یعنی طریقہ زیارت کا یہ ہے کہ منہ بجانب قبر کے ہو اور پشت بجانب قبلہ مقابل روئے میت کے کھڑا ہو کر سلام پڑھے اور مسح نہ کرے قبر کو اور خم نہ کرے پشت کو اور بوسہ نہ دے کہ یہ عادت نصاریٰ ہے۔ اور ایسا ہی مالا بد منہ میں قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی تحریر فرماتے ہیں۔ سجدہ کردن بسوی

قبور انبیاء و اولیا و طواف گرد قبور کردن و دعا از انہا خواستن و نذر برائے آنہا قبول کردن حرام است بلکہ چیزے ازانہا بکفر میرساند پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم برانہا لعنت گفتہ و ازانہا منع فرمودہ وگفتہ کہ قبر مرا بت نکنید کما قال صلے اللہ علیہ وسلم لا تجعلوا قبری وثناً اور حضرت شاہ عبد العزیز اپنی کتاب فتاوی عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں طواف کرنا صالحین اور اولیا کی قبر کا بلاشبہ بدعت ہے اس واسطے کہ بت پرستوں کے ساتھ بہت مشابہت ہے کہ وہ بتوں کے گرداگرد یہ عمل کرتے ہیں اور حضرت مولانا شاہ شیخ محمد عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ماثبت بالسنۃ میں ذکر زیارت روضہ پاک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آداب میں فرماتے ہیں۔ ثم یاتی القبر الشریف ویقف عندہ اسہ مستقبلا ویکون مستند برالقبلہ ولا یضع یدہ علی جدار الحظیرو لا یقبلها فان ذلک واستالہ من صنیع الجاهلین ولیس من سیرۃ السلف الصالحین بل یبعد علی قدر ثلاثۃ اذرع او اربعۃ ثم یصلی علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم و علی الصدیق والفاروق رضوان اللہ تعالی علیهم اجمعین۔

یعنی جب جاوے مسجد نبوی میں تو آوے قبر شریف کے پاس اور کھڑا ہو سر مبارک کے پاس پشت کرے قبلہ کیطرف اور نہ رکھے ہاتھ کو اوپر دیوار روضہ پاک کے اور نہ بوسہ دیوے اوسکو پس یہ فعل اور مثل اسکے طریقہ جاہلین سے ہیں نہ تھا یہ طریقہ سلف صالحین کا بلکہ تین یا چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو کر درود اور سلام پڑھے بس جبکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کیواسطے دیوار کے بوسہ دینے کی ممانعت اور طریقہ جاہلین سے فرماتے ہیں پس اوروں کے واسطے کب جائز ہو سکتا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

اور حضرت مولانا محمد رضا علی صاحب اپنی کتاب فیوض الرضا میں تحریر فرماتے ہیں طور جمع شدن بر قبور این ست کہ مردمان یکروز معین نمودہ ولباسہائے نفیس و فاخرہ پوشیدہ و مثل عید شادمان شدہ بر قبرہا جمع شدند و رقص وغیرہ و سماع با مزامیر و دیگر بدعات ممنوعہ مثل سجود براں قبر و طواف گرد قبور کردن حرام و ممنوع است بلکہ بعض بحد کفر میرسند و ہمیں محل ہر دو حدیث است لا تجعلوا قبری عیداً و لا تجعلوا قبری وثناً۔

پس مولانا مرحوم جو ہمارے شہر کے مقتدا عالم باعمل تھے وہ بھی طواف قبور و سجدہ وغیرہ کو بدعت و حرام فرماتے تھے۔ اور علامہ ابراہیم حلبی کبیری شرح منیہ میں نقل اقوال متعلق رکھنے ہاتھ کے قبر پر اور بوسہ قبر کے متعلق اپنی تحقیق از قول محقق یہ لکھتے ہیں لاشک انہ بدعۃ لا سنۃ فیہ ولا اثر عن صحابی ولا عن امام ممن یعتمد علیہ فیہ ولم یعہد الاستلام فی السنۃ الا للحجر الاسود والرکن الیمانی انتهى اور فاضل طحطاوی حواشی مراقی الفلاح میں رقم فرماتے ہیں ولا یمسح القبر ولا یقبلہ ولا یمسہ فان ذلک من عادۃ النصاری کذا فی المشرح الشرعۃ انتهى۔ اور زین الحلم شرح عین العلم میں ہے۔ ولا یمس ای القبر ولا الشباک

ولا یسجد فورد النهی ای عن مثل ذلک بقبرہ علیہ السلام فکیف بقبور سائر الانام ولا یقبل نانہ زیادۃ علی المس فهو اولی بالنهی انتهی۔

علامہ عینی بنایہ شرح ہدایہ میں افادہ فرماتے ہیں قال الفقهاء الخراسانیون لا یمسح القبر ولا یقبلہ ولا یمسہ فان کل ذلک من عادۃ النصاریٰ قال معا ذکروہ قبیح وقال الزعفرانی لا یستلم القبر بیدہ ولا یقبلہ قال وعلی هذا مضت السنۃ وما یفعل العوام الآن من البدع المنکر شرعاً۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ذیل آداب زیارت قبر شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جذب القلوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ واز انچہ در وسع و امکان بود در ظاہر و باطن از خضوع و وقار و ذلت و انکسار ذرہ نامرعی نگذارد و غیر آنکہ از سجود و تمریغ وجہ بہ تراب و استلام و تقبیل شباک شریف و امثال آن آنکہ در شرع رخصت نکردہ اند و در نظر ظاہر بینان از قبیل آداب نماید اجتناب کند بلکہ بہ یقین داند کہ حقیقت ادب در رعایت اتباع و امتثال امر آنحضرت ست و ہر چہ نہ ازین باب ست توہم باطل ست طحطاوی حواشی در مختار میں ہے۔ قال ابن الملقن فی شرح العمدۃ لا یشرع التقبیل الا للحجر الاسود والمصحف وایدی الصالحین من العلماء وغیرهم وللقادمین من سفر بشرط ان لا یکون امرد ولا امراۃ محرمۃ ولوجوہ الموتی الصالحین ومن نطق بعلم او حکمۃ ینتفع بها وکل ذلک قد ثبت فی الاحادیث الصحیحۃ وفعل السلف فاما تقبیل الاحجار والقبور والجدران والستور وایدی الظلمۃ والفسقۃ واستلام ذلک جمیعہ فلا یجوز ولو کانت الاحجار للکعبۃ او لقبر الشریف او ستورهما او صخرۃ بیت المقدس فان التقبیل والاستلام ونحوهما تعظیم والتعظیم خاص باللہ تعالیٰ لا یجوز الا فیما اذن فیہ اھ شلبی وظاهر اقرارہ کلام ابن الملقن ان مذهبنا لا یابی ذلک انتهی۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے۔ ولا یمسح القبر ولا یقبلہ فان ذلک من عادۃ النصاریٰ ولا بأس بتقبیل قبر والدیہ۔ کذا فی الغرائب انتهی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔

بوسہ دادن قبر را و سجدہ کردن آنرا و کلہ نہادن حرام و ممنوع است و در بوسہ دادن قبر والدین روایۃ فقہی نقل میکنند و صحیح آنست کہ لا یجوز است۔ انتهی۔

مولوی عبدالحی صاحب مرحوم اپنے رسالہ ۔۔۔۔ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ

کے ملتزم القبر دیکھے جانے اور مرواں کے روکنے کی روایۃ کے بعد فرماتے ہیں۔ مخفی نہ رہے کہ بعض قاصرین اس حدیث اور حدیث قصہ بلال اور قصۂ زیارت حضرت فاطمہ سے استناد کر کے کہتے ہیں کہ بوسہ دینا قبر کا اور چھونا واسطے برکت کے اور لینا قبر کے ساتھ خصوصاً قبور اولیاء اللہ کے ساتھ درست ہے اور یہ استناد اون کا غلط ہے کیونکہ ان حضرات سے یہ امور حالت وجد بے اختیاری میں صادر ہوئے ایسی صورت میں فاعل ان امور کا معذور ہے اس سے جواز ان امور کا حالت اختیار میں ثابت نہیں ہوتا اور اسی واسطے اور صحابہ سے ایسے امور مروی نہیں ہیں بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نہی مروی ہے اور محققین حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ و حنبلیہ تصریح کرتے ہیں کہ اس طرح کے امور مکروہ و بدعت کسی قبر کے ساتھ خواہ قبر رسول ہو یا قبر ولی ہو یا قبر مرشد ہو یا قبر والدین ہو ہرگز نہ چاہئے تفصیل اس کی درمنظم وغیرہ میں مبسوط ہے انتہی۔ شرح شفا لعلی القاری میں ہے۔ ولا یمس القبر ولکن اجن امر قبة وشبكة حجرة عليه السلام بيده ولا بفمه لعدم ورده عن الصحابة الكرام ولانه اقرب الى مقام الادب ولان ذلك من عادة النصارى على مانقله الغزالى انتهى تفسیر فتح العزیز میں ذیل انواع اتخاذ انداد کے یہ عبارت مرقوم ہے۔ بعضے از ایشاں با صور ہیاکل و قبور و معابد و مساکن و مجالس آنہا انحائے کہ برائے مسجد و کعبہ و خدا باید کرد بعمل می آرند مانند سر برزمین نہادن و گرد اگر دگشتن و دست بستہ بصورت استقبال قبلہ در نماز استادن حالانکہ ایں محبت ایشاں مقتضائے ایمان ..... برائے خدا نیست تا نزد خدا مفید افتد و در رضامندی او بکار افتد انتہی

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ طواف اور سجدہ کرنا اور بوسہ دینا شباک شریف سرور عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بقول صحیح محقق ممنوع و خلاف ادب و اتباع ہے اور جب کہ قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان امور کا ارتکاب ممنوع و حرام ہے پس دوسرے کی قبر کے ساتھ کیونکر یہ افعال جائز و مشروع ہو سکتے ہیں یہی قول محقق و صحیح ہے اس کے خلاف کسی کا قول اگر ہو تو وہ قابل التفات و عمل و توجہ نہیں ہو سکتا فقط۔ واللہ اعلم

بندہ عزیز الرحمٰن مفتی
دار العلوم دیوبند

نمبر ۳ سوال۔ جس قدر کلمات کفریہ کتب فتاوی میں مذکور ہیں اگر ان میں سے کسی کلمہ کا تلفظ کسی شخص نے کر لیا مطلقاً اوس کو کافر کہا جاوے گا یا کچھ تفصیل ہے

الجواب۔ فتاوی والے جو بہت سی جزئیات میں حکم کفر کا کرتے ہیں محققین حنفیہ کا اسمیں قول ہے کہ اس میں حکم تکفیر نہ کیا جاوے۔ علامہ شامی نے بحرالرائق سے یہ نقل کیا ہے ھذا اکثر الفاظ التکفیر المذکورۃ لایفتی بالتکفیر فیہا وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئ منہا انتہی درمختار میں ہے والفاظہ تعرف فی الفتاوی الخ مع انہ لا یفتی بالکفر بشئ منہا الا فیما اتفق المشائخ علیہ قال فی البحر وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئ منہا باب المرتد بانی انبت الربیع البقل کے مثال جو لکھی ہے یہ مثال کتب معانی میں لکھی ہے نہ فقہ کی کتابوں میں اور اس میں یہ نہیں ہے کہ اس پر حکم کفر کا کر دیا جاوے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جاہل دہریہ اگر یہ کہے تو یہ اسناد حقیقی ہوگی اور اگر مسلمان کہے تو مجازی ہے نہ یہ کہ مسلمان جاہل اگر ایسا کہے تو حکم کفر کا کر دیا جاوے۔ معاذ اللہ ورنہ بہت جاہل مسلمانوں کو جو نسبت انبات بقل کی بارش کی طرف کرتے ہیں کافر کہنا لازم آتا ہے۔ وھو باطل۔ الغرض ایسی باتوں سے استدلال کفر مسلم پر نہیں ہو سکتا فقط واللہ اعلم

نمبر سوال۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد یا آپ کے جد امجد حضرت عبد المطلب کے نام پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رحمۃ اللہ علیہ یا اور ایسے الفاظ لکھنا کیسا ہے۔ اگر کچھ بھی پڑھنا مروی ہو تو صاف تحریر فرمادیں۔

الجواب۔ روایت مسلم میں ہے ان ابی وابلک فی النار اور آپ کی والدہ ماجدہ کے بارہ میں صحیح مسلم میں ہے استاذنت ربی ان استغفر لامی فلم یاذن لی الحدیث۔ پس مقتضا ان احادیث صحیحہ کا یہ ہے کہ رحمۃ اللہ علیہما و رضی اللہ عنہما نہ کہا جاوے۔ لیکن علامہ شامی نے بعد نقل کرنے ان روایات کے اور تطبیق بین الروایات کے یہ کہا ہے کہ اس مسئلہ کا ذکر کرنا نہ چاہیئے۔ مگر ادب کے ساتھ اور یہ اون مسائل میں سے نہیں کہ اون کا نہ جاننا مضر ہو یا قبر میں اور موقف میں سوال ہو۔ پس سکوت مع الادب اولی والنسب ہے کیونکہ ابوین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احیاء بعد الموت اور ایمان لانے کی روایات بعض علماء نے ذکر فرمائی ہیں اگرچہ وہ ضعیف ہیں فقط عبد المطلب جد امجد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں روایت دخول نار کی ثابت ہے اور متاخرین کا اوس میں اختلاف بھی مذکور ہے۔ اوس سے بھی سکوت کرے۔

نمبر ۵ سوال۔ عالم اگرچہ فاسق ہو بوجہ علم کے اوس کی توہین کرنا کیسا ہے۔ یہ جو مشہور ہے کہ عالم کو گالی دینے والے کی عورت پر طلاق ہوجاتی ہے از روئے فقہ حنفیہ صحیح ہے یا نہیں

الجواب۔ عند الحنفیہ یہ حکم بالعموم صحیح نہیں ہے۔ جس صورت میں حکم کفر کا کیا جاوے گا اوسی صورت میں حکم بینونت زوجہ کا حکم کیا جاوے گا اور حکم کفر مطلقاً صحیح نہیں ہے۔ اگرچہ بعض فتاوی میں ایسے نقول موجود ہیں لیکن محققین اون کو صحیح نہیں سمجھتے اور اون روایات کے موافق فتوی دینے کو منع فرماتے ہیں۔ اور یہی سبیل احتیاط اور اوسط السبل ہے۔ ۵ توہین عالم مطلقاً کفر نہیں

درمختار باب المرتد میں ہے والفاظہ تعرف فی الفتاوی بل افردت بالتالیف مع انہ لا یفتی بالکفر بشئی منہا الا فیما اتفق المشائخ علیہ کما سیجی قال فی البحر وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئی منہا۔ قال العلامۃ الشامی لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نہایۃ فی العقوبۃ فیستدعی نہایۃ فی الجنایۃ ومع الاحتمال لا نہایۃ الخ والذی تحرر انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ اختلاف ولو روایۃ ضعیفۃ فعلی ھذا فاکثر الفاظ التکفیر المذکورۃ لا یفتی بالتکفیر فیہا۔ لقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئی منہا انتہی کلام البحر ملخصاً۔ دوسری جگہ شامی میں ہے ثم ان مقتضے کلامہم ایضاً انہ لا یکفر بشتم دین مسلم ای لا یحکم بکفرہ لامکان التاویل ثم رأیتہ فی جامع الفصولین حیث قال بعد کلام اقول وعلی ھذا ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم ولکن یمکن التاویل بان مرادہ اخلاقہ الردیۃ ومعاملتہ القبیحۃ لا حقیقۃ دین الاسلام فینبغی ان لا یکفر حینئذٍ واقرہ فی نور العین الخ شامی۔

الغرض نقول و روایات اس بارہ میں بکثرت ہیں حاصل یہی ہے جو مذکور ہوا۔ پس عالم اگر صالح بھی ہو تو اوس کی توہین کرنے والے کو مرتد و کافر نہ کہا جاوے۔ لامکان التاویل اور عالم فاسق کی مذمت تو حدیث شریف میں وارد ہے ان من شر الشر شرار العلماء الحدیث۔ برے علماء کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بدترین شرار فرمایا۔

الغرض باب تاویل وسیع ہے اور تاویل ضعیف بھی مانع عن التکفیر ہے اور بینونۃ زوجہ ارتداد پر متفرع ہے فحیث لا ارتداد فلا بینونۃ فقط۔

نمبر ۶ سوال۔ فخر عالم سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے کل انبیاء سے افضل

ہونے کا مسئلہ اصول دین میں سے ہے یا فروع میں سے۔

ر۲ اصول دین وفروع دین کی تعریف۔ اگر کوئی مسلمان سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو افضل الرسل نہ مانے تو اوس کی نسبت کیا حکم ہے۔ مذہب اسلام میں کوئی فرقہ ایسا ہے جو سرور کائنات کو افضل الرسل نہ جانتا ہو۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم افضل المخلوقات ہیں۔

الجواب ۱ آنحضرت کا صلے اللہ علیہ وسلم کا افضل الانبیاء ہونا مجمع علیہ اہل اسلام ہے۔ اور یہ مسئلہ اصول دین میں سے ہے یعنی اعتقادیات میں سے قال التفتازانی رحمۃ اللہ علیہ اجمع المسلمون علی ان افضل الرسل محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔

قال اهل التفسیر اراد بقوله تعالی ورفع بعضهم درجات محمداً صلی اللہ علیہ وسلم ای رفع اللہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم علی سائر الانبیاء علیهم السلام۔ شرح شفاء۔ والمعتقد المعتمد ان افضل الخلق نبینا صلی اللہ علیہ وسلم۔ شرح فقہ اکبر۔

ر۲ جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیاء نہ جانے وہ ضال ومبتدع ہے مذہب اسلام میں کوئی فرقہ ایسا نہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیا نہ جانتا ہو

متعلقہ قادیانی ورد روافض

نمبر۲ سوال۔ جو روافض صحابہ کرام کو برا کہتے ہیں ان کے یہاں سنیوں کی لڑکیاں شادی میں دینا ایسے روافض کی لڑکیاں سنیوں کو اپنے یہاں شادی میں لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ قال فی الدر المختار الکافر بسب الشیخین او بسب احدهما فی البحر عن الجوهرة معزیا للشهید من سب الشیخین او طعن فیهما کفر ولا تقبل توبته وبه اخذ الدبوسی والولیث وهو المختار للفتوی انتهی وجزم به فی الاشباه واقره المصنف الخ فالمحقق الشامی بعد نقل الخلاف وان الراجح عند المحققین عدم تکفیره نعم لا نشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی اللہ عنہ عبارات مرقومہ سے معلوم ہوا کہ غالی شیعوں کی لڑکیاں سنیوں کو لینا جائز نہیں اور نہ ان کو اپنی لڑکیاں دینا جائز ہے۔

روافض پر حکم تکفیر عام نہیں

نمبر۸ سوال۔ کتاب الجمیل صفحہ ۵۶ میں درج ہیں کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تین شب غار میں ہی رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادہ حضرت عبد اللہ دن بھر قریش کے بچوں کی ساتھ کھیلا کرتے۔ اور کل خبر پہنچاتے تھے تیسری شب کی صبح کو عبد اللہ بن اریقط

دونوں اونٹنیاں لیکر حاضر ہوا اور ساحل کی راستہ سے چلا چونکہ حضرت ابوبکر تجارتی سفروں سے کثیر آشنا شخص تھے اس واسطے آنے جانیوالے مسافر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت جب پوچھتے تھے کہ یہ کون شخص ہیں تو کہتے تھے رجل یھدینی السبیل - یہ جھوٹ نہیں بلکہ توریہ تھا اس طور پر زید کا اعتراض ہے کہ جس طرح مذہب شیعہ میں تقیہ جائز ہے اوسی طرح مذہب اہل سنت میں توریہ جائز ہوگیا اگر تقیہ اور توریہ میں کچھ فرق ہے اس کی وضاحت کر دی جائے زید کا بیان ہے کہ ایک مولوی صاحب سے ہم نے مسئلہ توریہ دریافت کیا جواب دیا کہ شرع شریف میں توریہ لا اصل لہ ہے جو شخص توریہ کو شرعاً حلال سمجھتا ہے ہرگز اوس کی اقتدا نماز میں جائز نہیں۔ کیونکہ جھوٹ کو من حیثیت توریہ حلال سمجھنا کفر ہے اور حضرت ابوبکر پر جس کو لقب صدیق ہے کتاب الجمیل سے اتہام جھوٹ کہنے کا وارد ہوتا ہے۔ کتب تواریخ سے حضرت ابوبکر کو لفظ رجل یھدینی السبیل کہنا ثابت نہیں۔

الجواب رجل یھدینی السبیل بالکل صحیح اور راست امر اور واقعی بات ہے جس میں جھوٹ کا شائبہ نہیں بخلاف تقیہ کی کہ جنکا یہ شعار ہے وہ اسکی آڑ میں صریح کذب و افترا پردازی کرتے ہیں چہ نسبت خاک را با عالم پاک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول رجل یھدینی السبیل جس معنی کے اعتبار سے اونہوں نے فرمایا وہ بالکل صحیح اور واقعی امر تھا مخاطب نے اگر اس کا مطلب دوسرا سمجھا اس سبب اوس کلام کے ذو معنین ہونے کے تو اسمیں متکلم پر کوئی عیب نہیں باقی مسئلہ توریہ کا کتب فقہ میں اس طرح ہے کہ جن ضرورتوں میں جھوٹ بولنا شرعاً درست ہے جیسے کسی مسلمان کی جان و مال بچانے کے لئے تو اوس موقع پر فقہا کہتے ہیں کہ حتی الوسع صریح جھوٹ نہ بولے اگر توریہ سے کام چل سکے ورنہ صریح جھوٹ بھی ایسے مواقع میں درست ہے کما قیل دروغ مصلحت آمیز بہ زراستی فتنہ انگیز۔

نمبر ۸ سوال۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوی مسیحیت اور مہدیت سے واقف ہوکر بھی اگر کوئی شخص مرزا کو مسلمان سمجھتا ہے تو کیا وہ شخص مومن کہلا سکتا ہے۔

الجواب۔ مرزا قادیانی کے عقاید و خیالات باطلہ اس حد تک پہنچے ہوئے ہیں کہ ان سے واقف ہوکر کوئی مسلمان مرزا کو مسلمان نہیں کہسکتا۔ البتہ جس کو علم اوس کے عقائد باطلہ کا نہ ہو یا تاویل کرے وہ کافر نہ کہے تو ممکن ہے بہرحال بعد علم عقائد باطلہ مرزا مذکور کو کافر کہنا اوس کا ضروری ہے اوس کو اور اوس کے اتباع کو جن کا عقیدہ مثل اوس کے ہو مسلمان نہ کہا جاوے۔ وہ مسلمان نہ تھا جیسا کہ اوس کی کتب سے ظاہر ہے۔ باقی یہ کہ جو شخص بسبب کسی شبہ اور تاویل کے کافر نہ کہے اوس کو بھی کافر نہ کہا جاوے کہ موقع تاویل میں احتیاط عدم تکفیر میں ہے۔ فقط

نمبر ۹ سوال - بیماری کا بڑا مشہور واقعہ قرطاس کا واقعہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ نے وفات سے تین روز پیشتر قلم دوات طلب کیا اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایسی چیز لکھوں گا کہ تم آئندہ گمراہ نہ ہوگے - اوس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا آنحضرت کو درد کی شدت ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے - حاضرین میں سے بعضوں نے کہا کہ رسول اللہ بہکی باتیں کر رہے ہیں نعوذ باللہ - روایت میں ہجر کا لفظ ہے جسکے معنے بذیان کے ہیں یہ واقعہ بظاہر تعجب انگیز ہے - ایک معترض کہسکتا ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا گستاخی اور سرکشی ہوگی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بستر مرگ پر ہیں اور امت کی درد غمخواری کے لحاظ سے فرماتے ہیں کہ لاؤ میں ایک ہدایت نامہ لکھدوں جو تم کو گمراہی سے محفوظ رکھے یہ ظاہر ہے کہ گمراہی سے بچانے کے لئے جو ہدایت ہوگی وہ منصب نبوت کے لحاظ سے ہوگی اور اس لئے اوس میں سہو وخطا کا احتمال نہیں ہوسکتا باوجود اوس کے حضرت عمر بے پروائی ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کچھ ضرورت نہیں مجھکو قرآن کافی ہے - طرہ یہ ہے کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرت کے ارشاد کو ہجر کے لفظ سے تعبیر کیا تھا (نعوذ باللہ) -

یہ اعتراض ایک مدت سے چلا آتا ہے اور مسلمانوں کے دو مختلف گروہ نے اوس پر طبع آزمائی کی ہے - لیکن چونکہ اس بحث میں غیر متعلق باتیں چھڑ گئی اور اصول روایت سے کسی نے کام نہیں لیا اس لئے اصل مسئلہ نا مکمل رہا اور عجیب عجیب بیکار بحثیں پیدا ہوگئیں یہاں تک کہ یہ مسئلہ چھڑ گیا کہ پیغمبر سے ہذیان ہونا ممکن ہے کیونکہ ہذیان اون انسانی عوارض میں سے ہے جن سے آنحضرت بری تھے - یہاں دراصل یہ امر غور طلب ہے کہ جو واقعہ جس طریقے سے روایتوں میں منقول ہے اس سے کسی امر پر استشہاد ہوسکتا ہے یا نہیں اس کیلئے پہلے واقعات ذیل کو پیش نظر رکھنا چاہیئے -

(۱) آنحضرت کم و بیش ۱۲ - دن تک بیمار رہے (۲) کاغذ قلم طلب کرنے کا واقعہ جمعرات کے دن کلب ہے جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں تصریح مذکور ہے - اور چونکہ آنحضرت نے دوشنبہ کے روز انتقال فرمایا اس لئے اس واقعہ کے بعد آنحضرت چار دن تک زندہ رہے (۳) اس تمام مدت بیماری میں آنحضرت کی نسبت اور کوئی واقعہ اختلال حواس کا کسی روایت میں کہیں مذکور نہیں -

(۴) اس واقعہ کے وقت کثرت سے صحابہ موجود تھے لیکن یہ حدیث باوجود اس کے کہ بہت طریقوں سے مروی ہے۔ چنانچہ صرف صحیح بخاری میں سات طریقوں سے مذکور ہے بایں ہمہ بجز عبداللہ بن عباس کے اور کسی صحابی سے اس واقعہ کے متعلق ایک حرف بھی منقول نہیں۔ (۵) عبداللہ بن عباس کی عمر اس وقت صرف ۱۳-۱۴ تھی (۶) سب سے بڑھکر یہ کہ جس وقت کا یہ واقعہ ہے۔ اوس واقعہ پر عبداللہ بن عباس موجود نہ تھے اور یہ معلوم نہیں کہ یہ واقعہ اونہوں نے کس سے سنا (۷) تمام روایتوں میں مذکور ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ قلم مانگا لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہکی ہوئی باتیں کر رہے ہیں۔

اب سب سے پہلے یہ امر لحاظ کے قابل ہے کہ جب اور کوئی واقعہ یا قرینہ آنحضرت کے اختلال حواس کا کہیں کسی روایت میں مذکور نہیں تو صرف اس قدر کہنے سے کہ قلم دوات لاؤ لوگوں کو ہذیان کا خیال کیونکر پیدا ہوسکتا تھا۔ فرض کرلو انبیاء سے سرزد ہوسکتا ہے۔ لیکن اس کے تو یہ معنے نہیں کہ وہ معمولی بات بھی کہیں تو ہذیان سمجھی جاوے۔

ایک پیغمبر کا وفات کے قریب یہ کہنا قلم دوات لاؤ میں ایسی چیز لکھوں کہ آئندہ تم گمراہ نہ ہو اس میں ہذیان کی کیا بات ہے۔ یہ روایت اگر خواہ مخواہ صحیح سمجھی جاوے تب بھی اس قدر بہر حال تسلیم کرنا ہوگا کہ راوی نے روایت کے وہ واقعات چھوڑ دیئے جس سے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ آنحضرت ہوش میں نہیں ہیں۔ اور بے ہوشی کی حالت میں قلم دوات طلب فرما رہے ہیں پس اس روایت جس میں راوی نے واقعہ کی نہایت ضروری خصوصیتیں چھوڑ دی کسی واقعہ پر کیونکر استدلال ہوسکتا ہے کہ اس کے ساتھ جب ان امور کا لحاظ رکھا جاوے کہ اتنے بڑے عظیم الشان واقعہ میں تمام صحابہ میں سے صرف عبداللہ ابن عباس اس کے راوی ہیں اور یہ کہ اون کی عمر ۱۳-۱۴ برس کی ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ وہ خود واقعہ کے وقت موجود نہ تھے تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس روایت کی حیثیت غبار سے خالی نہیں ممکن ہے کہ سطحی نظر پر یہ امر گراں گذرے کہ بخاری وسلم کی حدیث پر شبہ کیا جاوے۔ لیکن اس کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ بخاری ومسلم کے کسی راوی کے نسبت یہ شبہ کرنا کہ واقعہ کی پوری ہیئت محفوظ نہ رکھ سکا۔ اس سے کہیں زیادہ آسان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہذیان اور حضرت عمر کی نسبت گستاخیوں کا الزام لگایا جاوے۔

غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس واقع کے بعد چار دن زندہ رہے اور اس اثنا میں

وقتاً فوقتاً سب کو ہدایتیں اور وصیتیں فرمائی۔ عین وفات کے دن آپ کی حالت اس قدر سنبھل گئی تھی کہ لوگوں کو صحت کا گمان ہو گیا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس خیال سے اپنے مکان جو کہ مدینہ منورہ سے ۲ میل تھا واپس چلے گئے۔ لیکن حضرت عمر وفات کے وقت تک موجود رہے۔

آنحضرت نے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت حضرت عائشہ کے گھر میں انتقال فرمایا تھا۔ سہ شنبہ کو دوپہر ڈھلنے پر مدفون ہوئے۔ جماعت اسلام کو آپکی وفات سے جو صدمہ ہوا اس کا اندازہ کوئی کر سکتا ہے۔ عام روایت ہے کہ حضرت عمر اس قدر ازخود رفتہ ہوئے کہ مسجد نبوی میں جا کر اعلان کیا کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت نے وفات پائی تو میں اوس کو قتل کر ڈالوں گا۔ لیکن بعض اس روایت کی تصدیق نہیں کرتے۔ ہمارے نزدیک چونکہ مدینہ شریف میں کثرت سے منافقین کا گروہ موجود تھا جو فتنہ پردازی کے لئے آنحضرت کی وفات کے منتظر تھے۔ اس لئے حضرت عمر نے مصلحتاً اس خبر کے مشہور ہونے کو روکا ہوگا۔ اسی واقعہ میں روایتوں نے ..... مختلف صورت اختیار کر لی ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ صحیح بخاری وغیرہ میں اس قسم کی تصریحات موجود ہیں جو ہمارے اس خیال کے مطابق نہیں ہو سکتا۔ فقط

الجواب یہ تقریر ہذیانات سے ہے قابل التفات اور توجہ کے نہیں ہے۔ ایسے خیالات فاسدہ اور ایسی عقل نارسا اور فہم ناقص کی بنا پر حدیث صحیح کی در پردہ تردید کرنا مسلمان سنّی کا کام نہیں ہے۔ شراح حدیث نے اس حدیث کے مطلب و معنی کو پوری طرح واضح فرمایا ہے اور شبہات کا جواب دیدیا ہے کسی نے علماء اہل حق میں سے ایسا نہیں کیا۔ کہ حدیث کی تغلیط کی جاوے۔ یہ امر مسلم و محقق ہے کہ چند معاملات میں حضرت عمرؓ کی رائے وارشاد کے موافق وحی آئی اور مشورہ حضرت فاروق کا مقبول ہوا۔ پس کیا تعجب ہے کہ اس واقعہ قرطاس میں بھی یہی قصہ ہو۔ بلکہ قرائن بتلا رہے ہیں کہ ایسا ہی ہوا اور یہ رائے و مشورہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پسندیدہ اور مطابق حکم باری تعالیٰ ہوا کہ پھر آپ نے باوجود کئی روز اس عالم فانی میں تشریف رکھنے کے اس کا تذکرہ نہ فرمایا اور دوات و کاغذ طلب نہ فرمایا فنعم الوفاق واللہ ولی التوفیق لفظ اھجر استفھموہ جو اس حدیث میں واقع ہے محققین اس کو استفہام انکاری فرما رہے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ کا کلام ہذیان نہیں ہے آپ سے تحقیقات اس امر کی دریافت کر لو اور بذات خود

آپ دستکلیف نہ دو صاحب مرقاۃ ولمعات شرح اس قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں فرماتے ہیں۔ فقال عمر قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ الخ اراد عمر التخفیف علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند شدۃ الوجع وقولہ حسبکم کتاب اللہ خطاب من نازعہ فی ذلک وقد عرف رضی اللہ تعالی عنہ ولہ موافقات کثیرۃ ان ذلک الامر یکن حتماً منہ صلی اللہ علیہ وسلم بل دعا المصالحہم وکان اصحابہ اذا امر وانتھی غیر جازم یراجعونہ وکان یترکہ برایہم ولو کان الامر لابد منہ لما ترک ذلک بسبب اختلافہم وقد عاش بعد ھذہ ایاماً الخ قولہ فقالوا ماشانہ اھجر بالف الاستفہام اے اختلط کلامہ بسبب المرض قالو ذلک انکاراً علی من قال لا یکتبہا لا تجعلوا امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامر من ھجر فی کلامہ انتھی۔ ان عبارات نے مطلب حدیث کو خوب واضح کر دیا۔ اور کسی ننگ ومرتاب کو جائے شبہ وریب باقی نہ رہا۔ باوجود وضاحت مطلب وتاویل حسن کیا ضرورت تکذیب حدیث وتقلید تخیلات فاسدہ کی ہے جو کہ شبلی کو پیش آئی یہ کلام .... کوئی تحقیق نہیں ہے بلکہ مبنی اسکا فساد وقساوت قلب ہے کہ حدیث کی تغلیط وتکذیب اون کے نزدیک کوئی امر عظیم نہیں ہے اور جلیل القدر صحابہ کی توہین وتخطیہ اوس کے خیال میں نازیبا کام نہیں والی اللہ المشتکی واللہ المستعان علی ما تصفون فقط

نمبر ۱ سوال۔ گروہے می گوید کہ یزید حاکم ووالی مسلمین بہ بیعت اکثر اہل اسلام مقرر شدہ بود واگرچہ فسق وفجور وے معروف است لیکن والی از فسق معزول نمی شود۔ وگروہے دیگر می گوید کہ اگر در اول امر ولایت وامارت وے تسلیم ہم کردہ شود تاہم چوں عامہ مسلمین از طاعت وے برآمدند وخلع بیعت او کردند والی ایشان نماند وبوجہ آں افعال شنیعہ کہ از وصادر شدہ اند لعنت بروے جائز است۔ پس فیصلہ شما دریں باب چیست 　　دربارہ لعنت بر یزید

الجواب۔ راجح عند اہل السنۃ والجماعت عدم تکفیر وعدم لعن یزید است اگرچہ در ظلم وجور وتعدی وفسق او کلام نیست لیکن ایں امور موجب کفر وارتداد نمی تواند شد۔ واگر باشد تا وقتیکہ یقین او حاصل نہ شود تکفیر نباید کرد والحق ما قال ابن الھمام ونقل عنہ فی شرح فقہ الاکبر وحقیقۃ الامر التوقف فیہ ومرجع امرہ الی اللہ سبحانہ انتھی وایں توقف ہم حکم عدم تکفیر وعدم لعن می کند وقصہ خلافت دیگر است خلیفہ از فسق معزول نمی شود ونزد بعض معزول می شود۔ پس دریں چنیں مسائل مختلف فیہا نزاع وجدال مناسب شان علما نیست وسکوت بہتر است فقط

کیا فرماتے ہیں علمار دین ومفتیان شرح متین مسائل ذیل میں مدلل ومشرح معہ حوالہ کتب بینوا توجروا
نمبر ۱۱۔ سوال۔ بوقت ذکر جناب سرور کائنات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انگوٹھے
چومنا۔ اور درود شریف جو حدیث سے ثابت ہے نہ پڑھنا۔ یا درود شریف بھی پڑھا جاوے
اور انگوٹھے کو بھی بوسہ دیا جائے۔

الجواب۔ اس میں اختلاف ہے شامی نے بعض کتب سے استحباب اس کا نقل کیا ہے۔
پھر نقل کیا ہے ولم یصح فی المرفوع من کل ھذ الشئ الخ پس احوط ترک کر اُس کا ہے۔
اور اکتفار ساتھ دعار مسنون کے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نمبر ۱۲۔ سوال۔ ایک متبع شریعت فوت ہوا اوس کے مریدین ومعتقدین اوس کی قبر پر
گنبد پختہ اور فرش پختہ بنانے پر آمادہ ہیں۔ اور اندر صرف قبر کچی رکھیں۔ اوس شخص کی اولاد
مانع ہے کیونکہ اس میں مظنہ شرک کا ہے۔ جیسا کہ فی زماننا مقابر اولیار اللہ پر مشاہدہ
کیا جاتا ہے تو بروز حشر اولاد پر عند اللہ مواخذہ ہوگا یا نہیں۔ اور بعض تمثیلاً کہتے ہیں کہ
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے روضے پختہ بنے ہوئے ہیں یہ کیسے درست اور جائز ہوئے بالتشریح ١٧
والتفصیل جواب تحریر فرمائیے۔ فقط

الجواب۔ قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا ناجائز اور حرام ہے۔ بنانے والے اور جو اس فعل
سے راضی ہوں گنہگار ہیں۔ اور مخالفت کرنے والے ہیں حکم جناب سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم کی مسلم شریف میں روایت ہے۔ حضرت جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
قال نھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبر وان یبنیٰ علیہ وان یقعد
علیہ رواہ مسلم دوسری حدیث صحیح مسلم میں ہے قال لی علی الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان لا تدع تمثالاً الا طمستہ ولا قبراً مشرفاً الا
سوّیتہ رواہ مسلم۔ گنبد وغیرہ کی ممانعت ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہے اور قبروں کو
کچی رکھنا اور گرد اوس کے چبوترہ پختہ یا گنبد بنانا اسی حکم میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوس سے منع فرمایا ہے۔ فقہ کی معتبر کتابوں میں بھی پختہ قبر کرنے اور چبوترہ
پختہ بنانے اور گنبد بنانے کی صاف ممانعت ہے در مختار میں ہے۔ ولا یجصص للنھی
عنہ ولا یطین ولا یرفع علیہ بناء الخ اس روایۃ میں قبر کے پختہ کرنے اور گنبد بنانے کی

صاف ممانعت مصرح ہے۔ پس جبکہ خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ممانعت قبر کے پختہ کرنے اور گنبد وغیرہ بنانے کی ثابت ہوگئی اور اقوال فقہار سے بھی ممانعت اس کی معلوم ہوئی تو اگر کسی نے سلاطین وغیرہم میں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر گنبد بنایا یا اسی طرح دوسرے لوگوں نے بزرگوں کی قبر کو پختہ کیا تو یہ فعل بادشاہوں وغیرہم کا بمقابلہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعبارت کتب فقہہ کے حجت نہیں ہوسکتا۔ قرآن شریف میں جگہ جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات واقوال وافعال کے اتباع کا حکم ہے۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ وقال تعالیٰ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے انہیں آیات کا مطلب واضح فرمایا ہے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ؎ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

فقہار رحمہم اللہ نے قبر میں پختہ اینٹ تک رکھنے کو منع فرمایا ہے۔ اور وجہ ممانعت شامی میں یہ بھی لکھی ہے کہ وہ آگ میں پکی ہوئی ہے۔ میت کے پاس تک نہ لائی جائے۔
ولانہ مماسۃ النار فیکرہ ان یجعل علی المیت تفاولا الخ۔ ۱۸

الغرض مریدین ومعتقدین کا یہ فعل بزرگ متوفی کے قبر کی ساتھ درست نہیں اور اون کو کچھ حق نہیں کہ باوجود مانع ہونے اولاد بزرگ متوفی کے اوس کی قبر کے ساتھ ایسا معاملہ کریں۔ اولاد اگر مانع ہوئی اور دوسرے معتقدین نے ایسا کیا تو مواخذہ وبازپرس اون معتقدین سے ہوگا۔ اور اگر اولاد بھی راضی وشریک اون کی ہوئی تو وہ بھی معصیت اور گناہ میں شریک ہیں۔ واللہ ولی التوفیق وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ فقط

نمبر ۱۳ سوال۔ چندکس پیر خود را سجدہ کنند اگر کسے منع کند جواب می دہند سجدہ تحیہ مشروع است۔ ایا قول وفعل شاں دریں باب موافق کتاب وسنت است یا نہ برتقدیر ثانی معاملہ بدیشاں چگونہ کردہ آید واقتدار ایشاں۔ درجمعہ وجماعت چہ حکم دارد۔ فقط

الجواب۔ سجدہ کردن پیر خود را وکسے را ماسوائے خدا تعالیٰ از انبیار عظام واولیار کرام حرام وممنوع است وفاعل وراضی ازاں فعل ہردو عاصی وآثم اند قال فی الدر المختار وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وھل یکفر ان علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان

علی وجہ التحیۃ لا وصار اثما مرتکبا للکبیرۃ وفی الشامی قال القہستانی وفی الظہیریۃ یکفر بالسجدہ مطلقًا الخ وعن قیس ابن سعد قال اتیت الحیرۃ فرأیتہم یسجدون لمرزبان لہم فقلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق ان یسجد لہ فأتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرأیتہم یسجدون لمرزبان لہم فانت احق ان یسجد لک فقال لی لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعلوا لو کنت آمر احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجہن الحدیث رواہ ابوداؤد وغیرہ۔

پس معلوم شد کہ سجدہ بغیر اللہ حرام ست ولو کان علی وجہ التحیۃ کما صرح بہ فی الشامی پس آن کسان کہ سجدہ بپیر خود را جائز می دارند جہلا ومبتدعین وفساق اند لائق اقتدا نباشند ونماز جمعہ وپنجگانہ خلف شان مکروہ است۔ فقط

نمبر ۱۴ سوال۔ پتھر پر آیات قرآنی کندہ کرا کر قبر پر لگانا اور تاریخ وفات پتھر پر کھدوا کر قبر پر لگانا درست ہے یا نہیں۔ فقط

الجواب۔ پتھر پر آیات قرآنیہ کندہ کرا کر قبر پر لگانا اور اسی طرح تاریخ وغیرہ پتھر پر لکھ کر قبر پر لگانا جائز نہیں ہے۔ اس میں قرآن شریف کی بہت بے حرمتی ہے اور اوسکا وبال لگانے والے پر ہے۔ فقط

نمبر سوال۔ چہ فرمایند علماء دین دریں باب کہ از قدیم الایام در امصار و دیہات ہنگام کتخدائی وعروسی رفتن نوشہ بر سواری پالکی وپوشیدن ملابس فاخرہ ونشستن بر فرش مکلف وغیرہا شیوع وذیوع تمام تر یافتہ وکسے از سلف وخلف تا ایندم مشاجرت ومعاندت نہ نمودہ وزبان بکراہت نکشادہ اما دریں زمان برخی از بزرگان دین بالخصوص از سواری پالکی منع فرمایند ومیگویند کہ ایں عمل بدعت سیئہ است وچندے از ایشان بر آنند کہ ایں عمل حرام قطعی است۔ وچند دیگر زبان بکراہت می کشایند۔ نہ زمرۂ قلیلہ دیگر کہ بوفور زہد وتقوی فیما بین الناس مشہور اند وحقیقت حال اوشاں خدا داند۔ اگر بشنوند کہ نوشہ بر پالکی سوار شدہ بخانۂ خسر خواہد رفت اوشاں ہرگز ہمراہ نوشہ نمی روند پس حکم شرع چہ خواہد شد وباید دانست کہ قول مانعین مبنی است بر چند امور۔ اولاً لزوم سوء ادب یعنی رفتن نوشہ بر پالکی وبزرگان پیادہ سوء ادب شمردہ آید۔ ثانیاً اشتغال بما لا یعنی۔ ثالثاً اسراف۔ رابعًا ایں عمل

مشابہ رکوب الخیل وطواف بلدانست ورکوب خیل وطواف بلدان مختص بہنودان ست پس احتراز از افعال واشتغال ورسوم ایشاں واجب ست۔

خامسًا التزام مالایلزم یعنی لازم گرفتن چیزے برخود کہ لازم نیست۔ سادسًا ریا وتفاخر یعنی بیشتر ایں عمل منجر بہ ریا وتفاخر میگردد۔ سابعًا تخصیص یوم العروس یعنی صرف بروز کتخدائی سوار شدن ودیگر روز پیادہ رفتن از بدعت سیئہ است۔ ثامنًا پالکی از نو ایجاد ہنودان ودر زمان شاہان پیشین اصلا نبودہ پس ارتکاب ایں عمل ومباشرت آں لعینہٖ مشابہت بافعال اوشان است وایں حرام ست بہ نص صریح من تشبہ بقوم فھو منھم۔ پس قول ما معتبر است یا نہ فقط

الجواب۔ جائز ودرست است تجملاً بوجوہ اولاً ایں زیب وزینتی است ودر ضمن آں اظہار نعمت حضرت حق است وآں ہر دو زینت واظہار نعمت مامور بہ است وماذون فیہ لقولہ تعالیٰ خذوا زینتکم الآیۃ ولقولہ تعالیٰ واما بنعمۃ ربک فحدث ومامور بہ قبیح نتواں شد وثانیاً شارع در محل امتنان فرمودہ یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم
۲۰ وریشا ای لباسا تتجملون بہ والریش الجمال ای انزلنا علیکم لباسین لباسا یواری سوآتکم ویزینکم لان الزینۃ غرض صحیح کما قال اللہ تعالیٰ لترکبوھا وزینۃً وقال لکم فیھا جمال کذا فی الکبیر والبیضاوی والامتنان بما ھو غیر مشروع لا یستقیم۔ ثالثاً ایں انتفاعی است کہ شارع باباحت آں تصریح فرمودہ کما قال اللہ تعالیٰ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا ای لاجلکم وانتفاعکم فی الدنیا کما بانتفاعکم بھا فی مصالح ابدانکم وھو تفید اباحۃ الاشیاء النافعۃ لان الاصل فی المنافع الحل والاباحۃ کذا فی الکبیر والبیضاوی۔ رابعًا در سواری بر پالکی غیر تجمل وزینتی چیزے نیست وتجمل وتزین باقسامہا درست وجائز است تا وقتیکہ ممانعت شرع وارد نشود کذا فی تفسیر ابو السعود وفیہ دلیل علی ان الاصل فی المطاعم والملابس وانواع التجملات الاباحۃ وکذا فی الکبیر والبیضاوی۔ خامسًا پالکی مرکوب ست کالحمیر والبغال والخیل ورکوب بر آنہا درست است لقولہ لترکبوھا وزینۃ پس رکوب بر پالکی ہم درست وجائز است قیاسًا للنظیر عن النظیر لاطلاق قولہ تعالیٰ انا جعلنا ما فی الارض زینۃ لھا ای لاھلھا۔ سادسًا نزد فقہا اصل در اشیاء اباحت است تا وقتیکہ

دلیل مناقض دارد نشود کما فی التفسیر الاحمدی تحت قولہ تعالی ہو الذی خلق لکم
ما فی الارض جمیعاً بالجملۃ فی الآیۃ دلیل علی کون الاباحۃ اصلاً فی الاشیاء
صرح بہ صاحب الکشاف حیث قال قد استدل بقولہ تعالی خلق لکم علی
ان الاشیاء التی تصلح ان ینتفع بہا ولم تجر مجری المحظورات فی العقل خلقت
فی الاصل مباحۃ مطلقاً لکل احد ان یتناولہا وینتفع بہا وقد صرح بہ صاحب
المدارک ایضاً حیث قال قد استدل الکرخی وابوبکر والرازی والمعتزلۃ بقولہ تعالی
خلق لکم علی ان الاشیاء التی تصلح ان ینتفع بہا خلقت فی الاصل مباحۃ۔
سابعاً۔ شارع در محل وعید فرمودہ قل من حرم زینۃ اللہ التی من الثیاب وسائر ما یتجمل بہ
بہ اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق۔ وقال الرازی فی الکبیر والقول الثانی انہ یتناول
انواع الزینۃ فیدخل تحت الزینۃ جمیع التزین ویدخل تحتہا تنظیف البدن
من جمیع الوجوہ ویدخل تحتہا المرکوب ویدخل تحتہا ایضاً انواع الحلی لان کل
ذلک زینۃ الی قولہ تعالی ویدخل تحت الطیبات من الرزق کل ما یستلذ ویشتہی
من انواع الماکولات والمشروبات ویدخل تحتہ التمتع بالنساء وبالطیب انتہی ۲۱
بعد ازاں حدیثے طویل آوردہ میگوید واللہ اعلم ان الحدیث یدل علی ان ہذہ
الشریعۃ الکاملۃ تدل علی ان جمیع انواع الزینۃ مباح ومأذون فیہ الا ما خصہ
الدلیل فلہذا السبب ادخلنا الکل تحت قولہ تعالی قل من حرم زینۃ اللہ الآیۃ
ازیں روشن گردید کہ رکوب بر پالکی اسراف واشتغال بمالایعنی نیست بل باذن شارع است
زیراکہ اسراف آن است کہ از حد شریعت تجاوز کردہ باشد ولایعنی عبارت از لغو باشد
ومامور ومأذون فیہ اسراف ولغو نتواں شد عیاذاً باللہ قال اللہ تعالی کلوا واشربوا ولا تسرفوا
بتحریم الحلال او بالتعدی الی الحرام او بافراط الطعام والشراب وعن ابن عباسؓ کل ما
شئت والبس ما شئت ما اخطاک خصلتان سرف ومخیلۃ کذا فی البیضاوی اگر
کسے گوید کہ پالکی را بر حمیر وبغال قیاس کردن قیاس مع الفارق است زیراکہ در صورت پالکی
رکوب بر اعناق رجال است وفیہ ابتذال الناس والناس محترمون مکرمون لقولہ تعالی
ولقد کرمنا بنی آدم الآیۃ اقول فقہا تصریح کردہ اندکہ اگر کافرے مسلمانے را برائے
برداشتن مردار یا خون یا خمر اجیر گیرد درست باشد فی الحادیۃ من الخیانیۃ استاجر

الذمی مسلماً لیحمل له دماً او میتةً یجوز وفی السراجیة یهودی استاجر مسلما لیحمل له خمراً اجاز انتهی۔ وچون مسلم را اجیر گرفتن کافر مع انه نجس لقوله تعالی انما المشرکون نجس درست باشد۔ پس دریں صورت که امر بالعکس است یعنی کهاران و پالکی برادران اکثر اهل هنود باشند چرا درست وجائز نبود بل اولی لقوله تعالی ضربت علیهم الذلة والمسکنة الآیة ودر نصاب الاحتساب تصریح نموده که اجاره بحمل انسان درست است واجیر مستحق اجرت هم شود حیث قال والخامسة عشر دل علی جواز وضع الرجل علی عاتق الرجل باذنه لان عباساً وضع رجله علی عاتق عمرؓ باذنه فیتصرح جواز وضع الرجل علی عاتق المملوک اذا کان یطیق وجواز الاستیجار بحمل الانسان ووجوب الاجرة انتهی۔

وظاهر است که بحس عروسی در رکوب پالکی هیچگونه قباحتے وسوء ادبی لازم ومتصور نیست زیراکه اکابر وبزرگان بطیب خاطر وبجهت شادمانی خود میخواهند که نوشه بر پالکی سوار کنانیده بخانه خسر نوشه برند بلکه دران عین اطاعت وامتثال اوامر ایشان است وعلاوه آنکه پوشیدن نوشه بروز عروس ملابس فاخره ونشستن بر فرش مکلف وغیرها از قسم تجملات را سوء ادب نه انگاشتن ونقط سواری پالکی راکه ماذون فیه وشرعاً منتفع به است از سوء ادب پنداشتن ۲۲
بجز عناد وتعصب وجهے وجیه دیگر ندارد پس نیکو هویدا گردید که سواری پالکی هنگام عروس اگر به نیت تجمل وزینت کرده باشند هرگز از سوء ادب شمرده نخواهد شد وسواری پالکی را بر رکوب خیل وطواف بلدان قیاس کردن قیاس مع الفارق است زیراکه در رکوب خیل وطواف بلدان تفاخر وتعاظم مقصود می باشد ودر رکوب پالکی این مقصود نباشد علاوه بریں سواری پالکی ماذون فیه است بنص مامر۔ پس این قیاس شما در محل نص باشد وقیاس در محل نص باطل است کما هو مصرح فی الاصول .... پس از حرمت رکوب خیل وطواف بلدان حرمت سواری پالکی راکه ماذون فیه است هرگز لازم نخواهد آمد نیز دلیل از دلائل اربعه شرعیه بر حرمت یا کراهت آن وارد نشده پس موافق قاعدهٔ مستمرهٔ فقهاء که الاصل فی الاشیاء الاباحة الا اذا دل الدلیل علی خلاف۔ رکوب بر پالکی مباح خواهد ماند دریں عمل التزام مالایلزم هم نمی آید زیراکه کسے از عوام وخواص این عمل را لازم وواجب نمی شمارد بلکه از جمله مباحات انگاشته اندامش می نماید۔ لهذا اگر کسے استطاعت ندارد دریں امر مباح گام نمی زند اگر از قسم ضروریات شمردی۔ زنهار زنهار ترک نه کردی۔ اگر کسے گوید که ایں عمل بیشتر بسوی تفاخر

ورعونت ونخوت منجر می باشد۔ گو ہم اگر کسے بہ نیت تفاخر و کبر و نخوت اقدام ایں عمل نماید بیشک
حرام ونارواخواہد شد کما فی العالمگیریۃ انما یکرہ الرکوب للریاء اما دریں ہنگام یعنی بہنگام
عروس ہیچ وجہ ممانعت رکوب در فہم نمی آید زیرا کہ محظور در ہمہ وقت محظور می باشد تا آنکہ اگر
کسے تفاخراً ملابس فاخرہ در غیر وقت شادی پوشد یا رکوب خیل وبغال و پالکی نماید قطعاً حرام
ونارواخواہد شد خصوصیت را دراں دخلے نبود لقولہ تعالیٰ ولا تکونوا کالذین خرجوا
من دیارھم بطراً ورئاء الناس الآیۃ نعم اگر کسے از ضروریات دین دانستہ بعمل آرد
یا روپیہ سودی گرفتہ مروج ایں عمل باشد ناچار آں کس مجرم وگنہگار خواہد شد وفعلش موجب
کراہت شود زیرا کہ ایں عمل از قسم مباحات اصلیہ است کہ فعل وترک دراں برابر است واصرار
والحاح در امر مباح خواہ بر فعل خواہ بر ترک آں مکروہ گفتہ اند چنانچہ ملا علی قاری در شرح مشکوٰۃ
می نویسد فی من اصر علی امر مندوب ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان
من ضلال فکیف من اصر علی بدعۃ انتہی۔
آرے سوار شدن نوشہ برائے گشت کردن وبرائے اظہار شان وشوکت بلا حاجت ہرگز جائز
نیست چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ در بعض تالیفات خود در رسوم منہیات نکاح نوشتہ اند ۲۲۳
لا یجوز تضییع المال باحراق البارود والکاغذ ورکوب الخیل وطواف البلد ان من
غیر حاجۃ۔ واگر بالفرض حرمت یا کراہت ایں عمل ثابت گردد پس مرداں وزناں را حکم عام
گردد پس بروز عروس نوشہ را از سواری پالکی باز داشتن وزناں را بر سواری آں دستوری دادن
از عجائبات است۔
اگر کسے گوید کہ از جملہ ایام سرور ایام عیدین است پس فقط بروز عروس مباشر فعل معلوم
گشتن ودیگر روز ہا را پس پشت انداختن وجہی ندارد۔ اقول چونکہ بروز عید وجمعہ پیادہ رفتن
بسمت مسجد وعیدگاہ افضل ومستحب است۔ لہٰذا عوام وخواص ہماں روز طریق استحباب را نگاہ
داشتہ پیادہ رفتن ظاہر است کہ استحباب منافی جواز نیست اگر بر پالکی سوار شدن کہ نو ایجاد
راجگان است حسب قول بعض علماء زنان خود را بر پالکی سوار کنانیدن وبروز عروس عامۂ
زنان مسلمانان را اجازت سواری پالکی فرمودن ونیز خود علماء را بر پالکی سوار شدہ برائے ہدایت
در اطراف واکناف بلاد گردیدن چگونہ جائز شدہ دراں وقت مصداق من تشبہ بقوم فھو
منھم کدام کس باشد وصرف بروز کتخدائی بوجہ مشابہت ہنوداں سواری پالکی را ممنوع پنداشتن

وہمہ روز زناں را بر پالکی سوار کنانیدن و خود برآں سوار شدن چگونہ از مشروعات باشد پس از ادلہ منقولہ مذکورہ بوضوح پیوست کہ سواری بر پالکی بلاشبہ و شک مباح است حرام و مکروہ نیست۔ فقط

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ ۳ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ

نمبر ۱۵۔ سوال۔ زیارت قبور کا کیا حکم ہے۔

الجواب۔ زیارت قبور عامہ مومنین و بزرگان دین جائز و مستحب ہے۔

نمبر ۱۶۔ سوال۔ ایصال ثواب بروح میت کیسا ہے۔

الجواب۔ ایصال ثواب بروح بزرگاں و عام مومنین امر خیر و موجب اجر ہے مگر اپنی طرف سے قید دن و تاریخ سوم و دہم و چہلم و یازدہم و فاتحہ وغیرہ نہ لگانا چاہیئے۔

نمبر ۱۷۔ سوال۔ میلاد شریف مروجہ و قیام کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ میلاد شریف مروجہ و قیام مروج جو امور محدثہ ممنوعہ کو مشتمل ہے ناجائز اور بدعت ہے۔ وکل بدعۃ ضلالۃ الحدیث۔

نمبر ۱۸۔ سوال۔ زید نے ایک شیشے میں چند کپڑے بزرگان دین اور سلف صالحین کے رکھکر لوگوں کو دن و تاریخ معین کر کے زیارت کرائی جائز ہے یا نہیں۔ ۲۴

الجواب۔ آثار سلف صالحین و بزرگان دین کی زیارت و ملامست سے برکت حاصل کرنا جائز و مستحب ہے لیکن تاریخ و دن مقرر کر کے اجتماع زیارت کے لئے کرنا التزام مالایلزم ہے جو اصل ہے بدعات مروجہ کی لہذا طریق مذکور اختیار نہ کرنا چاہیئے اور اس سے احتراز چاہیئے کما قال العلامۃ الشامی عن شرح المنیۃ فی السجدۃ بعد الصلوۃ وما یفعل عقیب الصلوۃ فمکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یودی الیہ فہو مکروہ انتہیٰ

نمبر ۱۹۔ سوال۔ غناء اور مزامیر کی حرمت کونسی آیۃ سے ثابت ہے۔

الجواب۔ قرآن شریف میں ہے ومن الناس من یشتری لہو الحدیث الآیۃ سورہ نعمان پارہ اتل ما اوحی علامہ شامیؒ نے فرمایا ہے ومن الناس من یشتری لہو الحدیث جاء فی التفسیر ان المراد الغناء وفی الحدیث ان الغناء ینبت النفاق فی القلب وفی الدر المختار قال ابن مسعودؓ صوت اللہو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات۔ فقط

عزیز الرحمن عفا اللہ عنہ
مفتی دار العلوم دیوبند

تقلید و عدم تقلید

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین در بارہ اس امر کے حدیث آمین جو شعبہ راوی ہے جس کی نسبت امام بخاری علیہ الرحمۃ وغیرہ کہتے ہیں کہ شعبہ نے خطا کی ہے لہذا حدیث شعبہ جو در باب اخفائے آمین ہے اوس کی متابعت دوسرے نے بھی کی ہے جس کی وجہ سے حدیث شعبہ کو قوت ہو جائے یا کوئی حدیث اخفائے آمین میں علاوہ حدیث شعبہ کے دیگر راویوں کی روایت سے جس کی وجہ سے اس حدیث شعبہ کو تقویت ہو اور ضعف سے نکلجائے اور اگر آپ کی نظر فیض اثر سے گذری ہو تو عنایت کر بیانہ فرما کر ضرور مطلع فرما دیں تاکہ جواب اہل حدیث میں ہم کو موقع ملے۔ اور حدیث شعبہ میں ضعف کیسا ہے جو اس کی ضعف سے مبرا کرنے کے لئے کسی متابع کی ضرورت ہو۔

سوال دوم جب بخاری علیہ الرحمۃ وغیرہ نے اس حدیث مذکورہ بالا میں جس طرح شعبہ کا مخطی ہونا ثابت کیا ہے اسی طرح کسی دوسری حدیث میں بھی جس میں شعبہ راوی ہو شعبہ کا خطا کرنا ثابت کیا ہے۔ یا محض اسی حدیث میں بسبب موافقت مذہب امام ہمام ۲۵ کے امام بخاری نے شعبہ کا مخطی ہونا ثابت کیا ہے چونکہ بغیر ذات ستودہ صفات کے ایسے رموز کا کشف ابعد معلوم ہوتا ہے اسی واسطے تکلیف دی جاتی ہے۔ امید کہ اس کی تحقیق فرمائیں گے۔ بینوا توجروا

الجواب۔ روایات حدیث کا تتبع کرنے سے اب تک اس روایت میں کوئی راوی شعبہ کا متابع نظر نہیں پڑا اور سفیان ثوری کے روایت کے متابع بیشک موجود ہیں باقی شعبہ کی روایت کا تخطیہ سفیان کی روایت کے مقابلہ میں جن وجوہ کے بنا پر ترمذی یا بخاری یا ابوداؤد نے کیا ہے وہ ہرگز ایسے مضبوط نہیں ہیں جن کی وجہ سے حدیث قابل احتجاج نہ رہے۔ چنانچہ علامہ عینی نے شرح بخاری میں اون سب وجوہ کا جواب دیا ہے اور بتلایا ہے کہ اس حدیث سے استدلال ہو سکتا ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ امام بخاری ناقد حدیث ہیں۔ اس لئے اون کے وجدانی بات کو بھی باوقعت سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ کسی مسئلہ میں محدثین کا کسی جانب کو دوسرے دلائل کی وجہ سے اختیار کر لینا بھی بعض جگہ

اوس کے مقابل کی حدیث کے تخطیہ کرنے میں ایک حد تک مؤثر ہوتا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ امام ممدوح نے اس روایت میں شعبہ کا تخطیہ محض حدیث کی ضرورت سے کر دیا۔ اور کسی دوسری جگہ شعبہ کا تخطیہ نہیں کیا کیونکہ ترمذی کے باب التجسع فی الصلوٰۃ صفحہ مطبوعہ مجتبائی دہلی میں شعبہ کا تخطیہ امام بخاری سے تین وجوہ سے نقل کیا ہے۔ اور اس کے نظائر دوسری جگہ بھی تلاش کرنے سے مل سکتے ہیں۔ آمین بالسر کے بارہ میں بعض روایات وائل رضی اللہ عنہ کی روایت کے سوا بھی ہیں مگر اون کی تصحیح محدثین سے منقول نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب مولانا شبیر احمد صاحب۔

شرح منیہ میں ہے ویخفونہا ای ویخفی الامام والمقتدون آمین لقول ابن مسعودؓ اربع یخفیہن الامام التعوذ والتسمیۃ وآمین وربنا لک الحمد وھذہ الاربعۃ رواہ ابن ابی شیبۃ عن ابراھیم النخعی وقد روی احمد وابو یعلی والطبرانی والدارقطنی والحاکم فی المستدرک من حدیث شعبۃ عن سلمۃ بن کھیل عن حجر بن العنبس عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ انہ صلّی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین اخفی بہا صوتہ وقال الشافعی واحمد یجہر الامام والماموم بآمین لما روی ابن ماجہ کان علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا تلا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال آمین حتی سمع من الصف الاولی فیرتج المسجد۔ قلنا تعارض روایتا الجہر والاخفاء فی فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فیرجح الاخفاء باشارۃ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فان الامام یقولہا وبانہ الاصل فی الدعاء وآمین دعاء فان معناہ استجب الخ شرح منیۃ الکبیر للحلبی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲۶

اس عبارت شرح منیہ سے ترجیح قول امام ثابت ہے باقی مکان جدال واسع ہے اور طرفین کے دلائل کتب میں مبسوط ہیں عمدۃ القاری شرح بخاری للعلامۃ الامام العینی کو ملاحظہ فرماویں۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقط بندہ عزیز الرحمن عفا اللہ عنہ

اخلاق و تصوف

سوال۔ تجدید بیعت دوسرے پیر سے جائز ہے یا نہیں۔

(۲) ایک شخص کہتا ہے کہ نقشبندیہ خاندان کا مرید دوسرے خاندان میں داخل نہیں ہو سکتا

صحیح ہے یا غلط؟

الجواب۔ اگر شیخ اول سے مرید کو نفع حاصل نہ ہو تو دوسرے شیخ سے بحیات شیخ اول یا بعد موت شیخ اول بیعت کرنا درست ہے۔ اور اسی کو تجدید بیعت کہتے ہیں والتفصیل فی قول الجمیل للشیخ ولی اللہ الدہلوی۔

(۲) یہ کہنا اوس کا غلط ہے جس غرض کی وجہ سے تجدید بیعت درست ہے وہ ہر ایک خاندان میں پائی جاسکتی ہے۔ مثلاً اگر نقشبندی مرید کو اپنے شیخ سے نفع نہو تو وہ شیخ قادری یا چشتی وغیرہ سے بیعت ہو سکتا ہے؟

سوال اذا احب اللہ عبداً لم یضرہ ذنب یہ حدیث کتب حدیث میں سے کس کتاب میں ہے

الجواب۔ یہ حدیث ثابت نہیں ہے کتب احادیث میں نہیں ملی بظاہر قول کسی بزرگ کا ہے اور معنے صحیح ہیں کہ اگر گنہ اوس سے ہوگا تو توفیق توبہ ہو جاوے گی۔ پس مضرت نہ ہوگی؟

سوال۔ دیلمی اور ابن ابی شیبہ نے یہ حدیث روایت کی ہے من زهد فی الدنیا
٢٧ اربعین یوماً واخلص فیہا العبادۃ اجری اللہ علی لسانہ ینابیع الحکمۃ من قلبہ۔ اخلاص سے مراد لغیر ریا وسمعہ عبادت کرنا ہے یا کچھ اور اوّل معنے کا صلہ لازم آتا ہے کما قال صاحب الصراح لو اخلص للہ الخ اصل عبارت سمجھی جاوے گی اور للہ محذوف مانا جاوے گا۔ یا کچھ اور مطلب ہے۔ یا اخلاص سے یہ مراد ہے کہ ان ایام میں سوائے عبادت کے دوسرا کام مثل دیگر ایام کے نہ کرے خورو نوش و پیشاب پائخانہ وغیرہ سے علاوہ جیسا کہ صوفیہ کرامؒ ایام چلہ نشینی میں کرتے ہیں؟

الجواب۔ یہ ہی مطلب ہے واخلص للہ فیہا العبادۃ اور کچھ نہیں پس للہ کا محذوف ماننا ضروری ہے کیونکہ اخلاص عبادت اللہ کے لئے ہونا ضروری ہے اور فیہا ظرف ہے اسکو کچھ دخل تغییر معنے اخلص میں نہیں ہے؟

سوال۔ نقشبندیہ۔ چشتیہ۔ قادریہ سہروردیہ۔ وغیرہ خاندانوں میں سے کس میں مرید ہونا چاہئے؟

(۲) امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی کیسے شخص ہیں کیا ان کی شان میں کوئی حدیث بھی آئی ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے حضرت مجدد کی نسبت ایک شعر

ارشاد الطالبین میں تحریر فرمایا ہے ؎

پنہاں زشام وروم بسر ہند رشتہ اند ✣ نے نے تراز تربت یثرب گرفتہ اند

الجواب جو پیر متبع سنت و پیرو شریعت ہو خواہ وہ کسی خاندان کا ہو اوس سے مرید ہونا چاہئے بدعتی سے مرید ہونا نہ چاہیئے۔ اور حضرت امام مجدد الف ثانی طریقہ نقشبندیہ کی زیادہ مدح فرماتے ہیں۔ وہ اسی بناء پر ہے کہ اوس وقت اتباع سنت مشائخ نقشبندیہ میں زیادہ تھا۔ مگر اس زمانہ میں کہ اتباع سنت مشائخ میں بہت کم ہے اس لئے یہ لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ جو شیخ پورا پابند شریعت غرا، اور متبع سنت بیضاء ہو اوس سے بیعت ہو خواہ وہ کسی طریقہ اور خاندان کا ہو کہ جملہ طرق و خاندان حق ہیں اور سب موصل الی اللہ ہیں۔ اور علاوہ بریں اتباع جملہ طرق میں ایسا ہی ارتباط ہے کہ ہر ایک خاندان دوسرے خاندان سے مربوط ہے۔ مثلاً جو نقشبندی ہے وہ چشتی و قادری و سہروردی بھی ہے کیونکہ اکثر مشائخ نے مختلف خاندانوں میں فیض حاصل کیا ہے۔ مثلاً حضرت مجدد الف ثانی باوجودیکہ ان کا طریقہ نقشبندیہ مشہور ہے۔ مگر وہ چشتی و قادری بھی ہیں اور جن کے مشائخ چشتی ہیں کہ وہ نقشبندی اور قادری وغیرہ بھی ہیں بس تفریق غیر مناسب ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ ۲۸

کتاب الطہارۃ

سوال۔ کسی شئے میں رس ڈالکر دھوپ میں رکھدی گئی بعد کو اس شئے کو تیل میں ڈالا گیا اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں اور وہ دوا جس میں ڈالکر دھوپ سے اڑادی وہ پاک ہے یا ناپاک۔ دیگر سور کی چربی کسی صابون میں برتی ہے اس کی نسبت کسی راوی نے بیان کیا ہے کہ اس کی استعمال کا فتویٰ علمائے دیوبند نے دیا ہے آیا یہ بات صحیح ہے یا غلط۔ ناپاک شئے کا جب استحالہ ہوجاوے تو وہ پاک ہوجاتی ہے۔ اس کی کیا صورت ہے۔ شراب میں نمک ڈالکر سرکہ ہوجاتا ہے۔ اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔ حلال ہے یا ناپاک، یا مکروہ۔

الجواب۔ استعمال اوس تیل اور دوا کا ناجائز ہے۔

۲ صابون کے مسئلہ کو درمختار اور شامی میں یہ لکھا ہے کہ ناپاک تیل اور نجس چربی اور مردار کی چربی سے جو صابون بنایا جاوے وہ پاک ہے بسبب انقلاب حقیقۃ کے جیسا کہ نمک میں کوئی مردار جانور گرجاوے اور نمک ہوجاوے وہ بھی پاک ہے۔ صابون کی بحث میں

شامی میں ہے ویطہر دھن تنجس بجعلہ صابوناً بہ یفتیٰ الخ وظاہرہ ان دہن المیتۃ کذٰلک الخ وعن شرح المنیۃ ثم قال وعلیہ یتفرع مالو وقع انسان او کلب فی قدر الصابون فصار صابوناً یکون طاہراً لتبدل الحقیقۃ اور درمختار میں دوسری جگہ ہے ولا ملح کان حماراً او خنزیراً الخ لانقلاب العین بہ یفتی۔ درمختار۔

ان عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خنزیر کی چربی کا بھی حکم یہی ہے کہ صابون بنکر پاک ہو جاوے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہی حکم ہے شراب کے سرکہ بنانے میں کہ سرکہ بنکر انقلاب عینی ہو جاتا ہے اور شراب شراب نہیں رہتی استعمال اس کا حلال ہے اور وہ پاک ہے۔ شامی میں ہے نحو خمر صار خلاً وحمار وقع فی مملحۃ فصار ملحاً الخ فان ذٰلک کلہ انقلاب حقیقۃ الی حقیقۃ اخریٰ۔ فقط

سوال۔ موزہ ہائے سوتی جو آجکل تمام دنیا میں مروج ہو رہے ہیں اون پر مسح درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اونی وسوتی جرابوں پر مسح درست نہیں ہے مگر جبکہ وہ ایسے موٹے اور
29 گاڑھے ہوں کہ بقدر ایک فرسخ یعنی تین میل ان کو پہنکر بغیر جوتہ کے چل سکے اور پنڈلی پر قائم رہیں جیسا کہ درمختار میں ہے۔ ولو من غزل او شعر الثخینین بحیث یستمسک ویثبت علی الساق بنفسہ ولا یریٰ ما تحتہ ولا ینشف الخ اور شامی میں یہ بھی لکھا ہے کہ چونکہ سوتی جرابوں میں غالباً یہ شروط نہیں پائے جاتے اس وجہ سے اون پر عدم جواز مسح کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ پس بناءً علیہ سوائے چرمی موزہ کے کسی موزہ پر مسح نہ کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال۔ سوت کے جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ سوت کے جرابوں پر مسح کرنا عند الحنفیہ درست نہیں مگر جبکہ اون کے نیچے اور اوپر چمڑا چڑھا ہوا ہو یعنی منعل یا مجلد ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔ پائخانہ حرام پرندوں کا مثل زاغ وزغن وکرگس کے اگر کنوئیں میں گرے تو پانی ناپاک ہوگا یا نہیں۔ اور اگر ناپاک ہوگا تو کتنا پانی نکالا جاوے؟

الجواب کنوئیں کے بارہ میں فقہاء نے لکھا ہے کہ حرام پرندوں کے پاخانہ سے ناپاک نہیں ہوتا لتعذر صونہا عنہ۔ درمختار۔

سوال چھپکلی میں خون سائل ہے یا نہیں اور چھپکلی سے کنوئیں کے گرنے میں

اور مرنے سے اور سڑنے سے کیا حکم دیا جاوے گا۔

الجواب چھپکلی میں خون سائل نہیں سمجھا گیا۔ البتہ اگر رنگ بدلتی ہو جیسا کہ گرگٹ کہ اس میں خون سائل ہے اس سے کنوا نجس ہوگا۔ اور چھپکلی سے نجس نہ ہوگا۔ فقط

سوال۔ کیا بچہ شیر خوار کا پیشاب نجس ہے۔

الجواب۔ بول صبی نجس است لقولہ علیہ السلام استنزھوا عن البول الحدیث

سوال۔ ایک گھڑا سرکہ قریب دس سیر کے ہے اس میں چھپکلی گر کر مرگئی اسکا کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور کام میں لانا جیسے ضماد میں لانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب۔ چھپکلی جس میں خون سائل نہیں ہے اوس کے مرنے سے پانی و سرکہ وغیرہ ناپاک نہیں ہوتا اگر طباً اس کا کھانا مضر سمجھا جاوے تو نہ کھاوے۔ مگر اس صورت میں ضماد درست ہے کیونکہ وہ پاک ہے اگر بڑی قسم ہے جس میں خون بہنے والا ہے اس کے مرنے سے پانی وغیرہ ناپاک ہوجاتا ہے۔ پس اگر شبہ ہے کہ خون ہے یا نہیں تو بھی استعمال اس کا نکرے اور ضماد بھی اسی کا درست ہے جس کا کھانا درست ہے۔ شامی میں ہے وکالحجنۃ البریۃ
۳۰ الوزغۃ لوکبیرۃ لہا دم سائل اگر باوجود پاک ہونے کے بسبب مضرت کے نہ کھاوے تو ضماد درست ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

سوال۔ ایک کنوئیں میں اس قدر پانی عمیق ہے کہ وہ ٹوٹ نہیں سکتا اس کے اندر ایک جوتہ مستعمل گر گیا اور وہ جوتہ پانی میں ڈوب گیا ہرچند کوشش کی گئی مگر وہ جوتہ نہ ملا اور پانی جس قدر کنوئیں سے نکالا جاتا ہے اسی قدر پانی بھر آتا ہے اور جوتہ بھی نہیں نکل سکتا۔ تو اس کا پانی کس طرح پاک ہوگا۔

الجواب جب تک یقین نجاست کا نہ ہو کنواں ناپاک نہیں ہوتا اگر بالیقین جوتہ کا ناپاک ہونا معلوم ہو تو بصورت دشواری جوتہ کے نکلنے کے تین سو ڈول پانی اوس کنوئیں میں سے نکلوادئے جاویں پانی پاک ہوجاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال۔ مسح کرنا ایسے جوتہ پر جو فیتے سے بندھا ہوا ہے اور جس کے کھولنے میں تھوڑی سی طوالت ہو یا کھولنے اتارنے میں وقت کی تنگی کا اندیشہ ہو اور اس قدر اونچا ہو کہ ٹخنے بالکل چھپے رہیں۔ جیسے انگریزی جوتے لانبے ہوتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اگر وہ جوتہ انگریزی ٹخنوں سے اوپر ڈھکی ہوئی ہو اور فیتہ جو پشت جوتہ

پر ہے وہ خوب کسا ہوا ہو کہ دونوں طرف خوب ملی رہیں اور وہ جوتہ پاک ہو تو اس پر مسح درست ہے۔ بشرطیکہ طہارت پر پہنا ہو جیسا کہ شامی کی عبارت ذیل سے ظاہر ہوتا ہے۔

ویجوز علی الجاروق المشقوق علی ظہر القدم ولہ ازرار علیہ تشدہ لانہ کغیر المشقوق الخ۔

سوال۔ مسح کرنے کی کیا تعریفیں ہیں اور کیا کیا شرائط کا ہونا ضروری ہے بتلائیے کہ بالغرض دن میں ایک بار اس کے بعد یا دو بار جوتا اُتارنے کی ضرورت پڑے اور پھر پہن لیا گیا اس کے بعد مسح کرنا چاہیئے یا پھر دھونا چاہیے۔

(۲) جوتے سمیت جبکہ اس کا یقین ہو کہ اس میں ناپاکی وغیرہ نہیں ہے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مسح کے جواز کے لئے یہ ضروری ہے کہ وضو پر پہنے جاویں اتارنے کی صورت میں اگر نماز پھر پڑھنا چاہے تو صرف پیر دھو لینا کافی ہے اگر وضو نہ ٹوٹا ہو۔

سوال۔ اگر مشرک مسلمانوں کے چاہ سے اپنے برتن سے پانی نکالیں تو چاہ پاک ہے یا ناپاک؟

(۲) اگر چاہ پاک ہے تو انما المشرکون نجس کے کیا معنے ہوں گے؟

الجواب۔ مشرک اگر اپنے برتن سے چاہ سے پانی نکالے اور طاہر اوس برتن پر کچھ نجاست نہیں ہے تو پانی چاہ کا پاک ہے کچھ وہم نہ کرنا چاہیئے۔

(۲) انما المشرکون نجس سے عقیدہ کی نجاست مراد ہے۔

سوال۔ پوڑیہ کا رنگ پاک ہے یا ناپاک اور اوس سے رنگے ہوئے کپڑے سے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ پوڑیہ کی پاکی مشتبہ ہے اور پوڑیہ سے نماز بھی مشتبہ ہو جاتی ہے۔ لہذا احتیاط کے خلاف ہے اولیٰ و افضل یہ امر ہے کہ پوڑیہ میں رنگے ہوئے کپڑے سے نماز نہ پڑھے اور جو کپڑا کسم یا زعفران میں رنگا ہوا ہو اوس کا پہننا مردوں کو ناجائز ہے۔ درمختار میں ہے وکرہ لبس المعصفر والمزعفر الاحمر والاصفر للرجال الخ۔

سوال۔ اگر نابالغ لڑکا بالغہ سے یا بالغ مرد نابالغہ سے جماع کرے تو غسل کس پر واجب ہوگا؟

الجواب۔ عورت بالغہ پر غسل واجب ہوگا اگر لڑکا اس قابل ہے کہ جماع کر سکتا ہے قریب البلوغ ہے اور اوس کو شہوت ہوتی ہے تو اوس پر غسل واجب ہے۔ علی ہذا القیاس اگر جماع کرے بالغ مرد نابالغہ سے تو مرد پر غسل واجب ہے اگر لڑکی مراہقہ قریب البلوغ ہے اور اوس کو شہوت ہوتی ہے تو اوس پر بھی غسل واجب ہے۔ یہ مسئلے منیۃ المصلی اور ہدایہ قدوری وغیرہ میں ہیں

سوال۔ حالت جنابت میں تیل لگانا اور بال کتروانا یا مونڈنا اور ناخن کٹروانا کیسا ہے؟

الجواب۔ جنبی اگر سر اور بدن کو تیل لگاوے کچھ حرج نہیں ہے۔ بال کترنے اور مونڈنے اور ناخن کترنے کو بحالت جنابت بعض فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ بظاہر مراد مکروہ سے مکروہ تنزیہی ہے جس کا مآل خلاف اولیٰ ہے۔

عالمگیری جلد خامس میں ہے حلق الشعر حالت الجنابۃ مکروہ وکذا قص الاظافیر کذا فی الغرائب عالمگیریہ وفی المرقاۃ شرح المشکوۃ واتفقوا علی طہارۃ عرق الجنب والحائض وفیہ دلیل علی جواز تاخیر الاغتسال الجنب وان یسعی فی حوائجہ۔ مرقاۃ۔ فقط

سوال۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہندو مشرک دوکاندار اگر کنوئیں سے پانی نکالیں تو کنوا نجس عین ہوگا بلکہ اس کے پانی سے نماز وغیرہ نہیں ہوتی؟

(۲) اور بعض کہتے ہیں کہ اگر مشرک اپنے برتن سے جو کنوئیں سے پانی نکالنے کا مقرر کیا گیا ہو پانی نکالیں تو وہ کنواں پلید نہیں ہوتا؟

الجواب۔ ہندو مشرک اگر برتن سے یا ڈول سے اوس کنوئیں سے پانی نکالیں تو پانی چاہ کا پاک ہے کچھ وہم نہ کرنا چاہئے قال اللہ تعالیٰ لیس علیکم فی الدین من حرج وقال اللہ وانزلنا من السماء ماءً طہوراً۔ وقال علیہ السلام الماء طہور الحدیث کتب فقہ میں مسطور ہے کہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا۔ پس اصلی طہارت ماء کسی شبہ و وہم کی وجہ سے زائل نہ ہوگی؛ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۳۲

سوال۔ کلوخ سے استنجا پیشاب و پاخانہ کی جگہ پر جس طرح پر مردوں کو ضروری ہے اسی طرح سے عورتوں کو بھی ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب۔ کلوخ وغیرہ کے ساتھ استنجا کرنا عورتوں کو بھی ایسا ہی مستحب ہے جیسا کہ مردوں کو شامی میں ہے قلت بل صرح فی بانہا تفعل کما یفعل الرجل الا فی الاستبراء فانہا لا استبراء علیہا بل کما فرغت من البول والغائط تصبر ساعۃً لطیفۃً ثم تمسح قبلہا ودبرہا بالاحجار ونحوہا ثم تستنجی بالماء اور شامی میں بنحو حجر کے ذیل میں یہ لکھا ہے کہ کپڑا ہو یا ڈھیلہ سب برابر ہیں اور یہ بھی شامی میں ہے کہ اگر صرف پانی سے استنجا کیا جاوے تو سنت ادا ہو جاوے گی مگر افضل یہ ہے کہ دونوں کو جمع کرے یعنی ڈھیلے یا کپڑے وغیرہ سے استنجا کر کے پانی سے کرے۔ ثم اعلم ان الجمع بین الماء والحجر افضل الخ

سوال - اسلامی و مذہبی مدرسوں و مسجدوں میں غیر مذہب سے چندہ لیکر لگانا طالبعلموں کی کفالت اُس سے کرنا کیسا ہے۔ (۲) جامع مسجد میں جمعہ کی اذان کے بعد خطبہ سے پہلے وعظ یا تقریر یا مسائل ضروری کا بیان کرنا کیسا ہے کیونکہ بعد جمعہ کے آدمی چلے جاتے ہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔
(۳) رمضان کے آخری جمعہ کو جمعۃ الوداع پڑھنا کیسا ہے حضرت کے زمانہ میں کبھی پڑھا گیا یا نہیں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کن لوگوں نے جاری کیا۔
(۴) میت کو ثواب تقسیم ہو کر پہنچتا ہے یا ایک ثواب ہیں جن لوگوں کو بخشا گیا سب کو مساوی پہنچتا ہے فقط مولانا رشید احمد صاحب نے لکھا ہے کہ تقسیم ہو کر پہنچتا ہے اسمیں آپکی کیا رائے ہے؟
(۵) جو بدعتی اپنی بدعت پر مصر ہو اور اُن کو اچھا فعل جانتا ہو وہ شرعاً کس درجہ کا گنہگار ہے اوس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے یا نہیں، اُس کے پیچھے نماز پڑھی ہوئی کا اعادہ کرے یا نہیں۔ اگر اعادہ کرے کن کن وقتوں کی نماز اعادہ کرے۔ فقط
(۶) مسجد و مدرسہ کے واسطے ایک ہی جگہ چندہ جمع کیا جاتا ہے۔ اور چندہ دہندگان کا مقصد بھی یہی ہے کہ دونوں میں خرچ کیا جاوے تو ایسی صورت میں کچھ قباحت ہے یا نہیں۔

۲۳ **الجواب** (۱) درست ہے (۲) قبل خطبہ ضروریات دین کے بیان کر دینا جائز ہے اسمیں کچھ حرج نہیں۔ (۳) یہ خطبہ ثابت نہیں ہے اور علماء نے اس کو شعار روافض سے لکھا ہے پس اس کو ترک کرنا چاہئے۔ (۴) جبکہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا یہی حق ہے۔ ثواب تقسیم ہو کر پہنچتا ہے۔ (۵) وہ فاسق ہے نماز اوس کے پیچھے مکروہ ہے نماز ادا ہو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ سوائے عصر و فجر و مغرب کے اگر عشا و ظہر کا اعادہ کرے اچھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۶) جبکہ چندہ دینے والوں کا مقصد دونوں میں صرف کرنا ہے تو دونوں جگہ صرف کرنا بلا تمیز و بلا تفریق درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کے مذہب پر نماز جہری میں تسمیہ بالجہر سورۃ فاتحہ و ضم سورۃ کے ساتھ قرأۃ کرتا ہے یا نہیں اگر کوئی حنفی المذہب بسم اللہ بالجہر پڑھتا ہو تو اسکی نماز درست ہوگی یا نہیں اور موافق مذہب امام اعظم کے ہے یا نہیں فقط زید اپنے کو حنفی المذہب قرار دیتا ہے اور متبع شرع کہتا ہے باینہمہ اس کا یہ قول ہے کہ مفسرین اور محدثین اور فقہا کا قول معتبر نہیں اور بسم اللہ بالجہر پڑھتا ہے آیا اس کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے فقط

الجواب (جواب کسی اور عالم کا) قرأۃ میں قاری کی اتباع چاہئے چونکہ قرأۃ متواتر ہے

اور قرآن میں قاری کا قول معتبر ہے بمفسر اور محدث اور فقیہ کا نہیں اس لیے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے قراۃ سیکھی اور حضرت امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ بسم اللہ بالجہر پڑھتے تھے اگر کوئی حنفی المذہب حضرت امام عاصم رحمہ اللہ کے قراۃ کے موافق بروایت حضرت حفص رحمہ اللہ بسم اللہ بالجہر پڑھتا ہو تو وہ مصیب اور موافق تواتر کے اس کا عمل ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے کہ بسم اللہ ہر سورۃ کی پہلی آیت ہے اس پر عمل کرنا عین مذہب حنفی ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مقتدی جہر بسم اللہ

الجواب (از حضرت مفتی صاحب دیوبند) مذہب حنفیہ میں بسم اللہ کا جہر نماز میں نہیں پس نماز میں اپنے فقہا کے مذہب پر عمل کرے خارج عن الصلوۃ اختیار ہے خارج از صلاۃ اتباع اپنے امام کا قرأت میں سے کرے در مختار میں ہے وکما تعوذ سمّی غیر المؤتم بلفظ التسمیۃ الخ سراً او فی الشامی قال فی الکفایۃ عن المجتبی والثالث انہ یجہر بہما فی الصلوۃ عند نا خلافاً للشافعی وفی خارج الصلوۃ اختلاف الروایات والمشائخ فی التعوذ والتسمیۃ قیل یخفی التعوذ دون التسمیۃ والصحیح انہ یتخیر فیہما ولکن یتبع امامًا من القراء وہم یجہرون بہما الاحمزۃ فانہ یخفیہما شامی۔ پس حنفی کو مذہب خلاف اپنے امام مجتہد کا درست نہیں باقی رہا یہ کہ نماز اس کے پیچھے درست ہے یا نہیں سو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے کیونکہ بسم اللہ سراً پڑھنا مسنون ہے جہر کرنے والا بسم اللہ کا تارک سنت ہے کذا فی الشامی فقط واللہ اعلم کتبہ مفتی عزیز الرحمن۔

۳۴ **سوال**۔ تولیہ یا رومال بجائے عمامہ کے باندھکر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور تولیہ ٹوپی پر باندھنا مکروہ ہے یا نہیں اور اوس سے نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں اور یہ اعتجار ہے یا نہیں اگر کوئی شخص اوس پر طعن کرے اور الفاظ جاہلانہ توہین کے کہے تو اس کو عتاب ہونا چاہیے یا نہیں؟

سر پر تولیہ یا رومال باندھکر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کی مقدار۔ اس پر طعن کرنا نا جائز ہے۔

الجواب۔ تولیہ ورومال ٹوپی پر باندھنا مکروہ نہیں ہے۔ یعنی عمامہ کے طور پر باندھنا اور نماز اس سے مکروہ نہ ہوگی بلکہ اطلاق عمامہ کا اوس پر آوے گا اور باندھنے والا مستحق ثواب ہوگا۔ یہ اعتجار مکروہ نہیں ہے۔ عصابہ بمعنے عمامہ بھی آتا ہے۔ اور پٹی جو سر پر باندھی جاوے اوسکو بھی عصابہ کہتے ہیں۔ العصابۃ تاتی بمعنے العمامۃ کما فی القاموس شرح شمائل للقاری حج عمامہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت منقول ہے کہ آپ کے پاس دو عمامے تھے ایک سات ذراع کا اور ایک بارہ ذراع کا لیکن صحیح یہ ہے کہ اس میں کوئی تحدید شرعاً نہیں ہے

بقدر ضرورت ہونا کافی ہے۔ جمع الوسائل شرح الشمائل للعلی القاری میں ہے کہ وقال الشیخ الجزری فی تصحیح المصابیح قد تتبعت الکتب وتطلبت من السیر والتواریخ لاقف علی قدر عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم اقف حتی اخبرنی من اثق انہ وقف علی شئ من کلام النووی ذکر فیہ انہ کان لہ صلی اللہ علیہ وسلم عمامۃ قصیرۃ وعمامۃ طویلۃ وان القصیرۃ کانت سبعۃ اذرع مطلقاً من غیر تقیید بالقصیر والطویل الخ

سوال۔ انگریزی مال کھانا کیسا ہے۔ لکڑی سرکاری جو نیلام ہوتی ہے اوسکا جلانا سواروں کو کیسا ہے، جو گھاس دانہ وگڑ سرکار سے گھوڑے کے لئے ملتا ہے اوس میں سے اپنے جانوروں کو کھلانا یا خود کھانا درست ہے یا نہیں۔ فوجی ملازموں کو بوجہ ضرورت مع بوٹ وپٹی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ اور فوجی ملازموں کو سفر میں بوجہ دقت باوجود پانی کے تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور جس جگہ فوجی ملازم جاتے ہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہاں پہ کتنے روز قیام ہوگا اس صورت میں قصر کرنا چاہیئے یا نہیں۔ چاندی کا نصاب کہانتک ہے اور سونے کا نصاب ناقص ہے تو سونے کی بھی زکوۃ دینی پڑے گی یا نہیں۔

کسی کی گاڑی پر بغیر کرایہ سوار ہونا درست ہے یا نہیں۔ دسویں محرم کو کھانا پکا کر امام باڑے میں لیجانا کیسا ہے؟

الجواب۔ مال انگریزی چوری سے کھانا یا غصب کرکے کھانا درست نہیں ہے، لکڑی سرکاری جس کے جلانے کی اور بلاقیمت لینے کی ممانعت ہے اوس کا لینا اور جلانا درست نہیں ہے، اوس گھاس دانہ اور گڑ میں سے جو سرکار سے گھوڑے کے لئے ملتا ہے اپنے دودھ کے جانور کو کھلانا یا خود کھانا درست نہیں ہے، نماز پڑھنا معہ بوٹ وپٹی اگر بوٹ وپٹی پاک ہوں درست ہے، فوجی لوگ اگر تندرست ہیں اور پانی کافی مقدار موجود ہے تو تیمم درست نہیں ہے اور سوار ہو کر فرض نماز پڑھنا بھی درست نہیں ہے، قصر کا حکم ۳۶ کوس کے سفر کے ارادہ پر ہے اگر افسر کا ارادہ ۳۶ کوس سفر کا ہے تو سوار جو ساتھ ہیں قصر کریں گے۔ اور بغیر اجازت مالک کے قسم بقولات وغیرہ سے کھانا درست نہیں ہے، دسویں محرم کو کھانا پکا کر امام باڑے میں لیجانا حرام اور بدعت اور معصیت ہے اس کو ترک کرنا چاہیئے۔ جبکہ نصاب چاندی کا پورا ہے یعنی دوسو درہم وزن کی چاندی اور سونا نصاب سے کم ہے تو سونے قیمت چاندی

سے کر کے یعنی کل کو چاندی سمجھی جاوے اور زکوٰۃ کل کی ادا کی جائے۔ کسی کی گاڑی پر بلا کرایہ بغیر اجازت مالک کے سوار ہونا درست نہیں ہے؟

سوال۔ اگر صبح کی جماعت کھڑی ہو جاوے تو صف کے پیچھے سنت پڑھکر جماعت میں شامل ہو یا بغیر سنت پڑھے جماعت میں شامل ہو جائے؟

(۲) تین چار جنازہ اگر جمع ہو جاویں تو نماز جنازہ علیحدہ علیحدہ پڑھی جاوے یا ملا کر اگر ملا کر پڑھے تو دعا کس طرح پڑھے؟

(۳) نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) صبح کی سنت کے بعد ذرا لیٹنا کیسا ہے؟

(۵) ایک شخص ایک رکعت کے بعد جماعت میں شریک ہوا تین رکعت پڑھکر بھولے سے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا اوس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب۔ صبح کی سنتوں کی تاکید بہت زیادہ ہے اس لئے حنفیہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر فرضوں کا تشہد بھی مل سکے تو سنت ادا کرلیوے الا سنۃ الفجر ان لم یخف فوت جماعتھا ولو بادراك التشھد درمختار۔ علامہ شامی نے امام طحاوی وغیرہ سے نقل فرمایا عن ابن مسعودؓ انہ دخل المسجد واقیمت الصلوٰۃ فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی اسطوانۃ وذلك بمحضر حذیفۃ والی موسی ومثلہ عن عمرؓ وابی الدرداء وابن عباس وابن عمر الخ شامی ج ۱ صفحہ پس ہم لوگوں کا اور ہمارے اکابر کا بھی یہی مسلک ہے کہ حتی الوسع سنتوں کو ترک نہ کرے اگرچہ تکبیر جماعت فرض کی ہو جاوے علیحدہ ہو کر کسی علیحدہ جگہ میں یا باہر کے فرش پر سنت صبح کی ایک طرف کو ادا کرلیوے پھر جماعت میں شامل ہو جاوے؟

(۲) مذہب حنفیہ اس میں یہ ہے کہ نماز جنازہ اون کی جدا جدا پڑھنا افضل ہے اگر ملا کر پڑھیں یہ بھی درست ہے اور دعا ایک ہی دفعہ پڑھی جاویگی جیسا کہ ایک میت کی نماز میں واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوٰۃ اولی وان جمع جاز الخ۔ درمختار

(۳) معمول یہ ہے کہ سورہ فاتحہ نماز جنازہ میں نہیں پڑھی جاتی لیکن اگر کوئی شخص بہ نیت دعا پڑھے تو اوس کو جائز سمجھتے ہیں اور کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے وعندنا تجوز بنیۃ الدعاء وتکرہ بنیۃ القراءۃ الخ۔ درمختار۔

(۴) جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اگر اوس طرح کرے تو بیشک موجب ثواب ہے۔

۳۶

یعنی تہجد پڑھکر چونکہ کچھ ماندگی ہوتی ہے تو اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بعد سنت کے تھوڑی دیر لیٹ جاتے تھے نہ یہ کہ یہ کوئی طریقہ مسنونہ صبح کی سنتوں کے بعد ہے کہ خواہ مخواہ ضرورت ہو یا نہ ہو اور جماعت میں دیر ہو یا نہ ہو اس کو کیا جاوے ایسا ثابت نہیں ہے

(۵) نماز اوس کی صحیح ہے بعد ختم کرنے اپنی نماز کے سجدہ سہو کر لیوے پھر کچھ نقصان بھی نہ رہے گا ولو سلم ساھیا ان بعد امامہ لزمہ السھو والا لا درمختار علامہ شامی نے فرمایا کہ معیۃ حقیقیہ نادر الوقوع ہے لہذا سجدہ سہو آنا چاہئے! شامی صفحہ ۴۰۲ ج اول

سوال۔ اذان خطبۂ جمعہ مسجد میں جیسا کہ آجکل عام طور سے ہوتی ہے جائز ہے یا نہیں۔ زمانہ حضرت رسالتمآب میں یہ اذان خطبہ مسجد میں ہوتی تھی یا خارج از مسجد۔ ابو داؤد شریف جلد اول صفحہ ۱۵۶ میں جو حدیث عن السائب ابن یزیدؓ قال کان یوذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر میں بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علیٰ باب المسجد وارد ہے۔ ان کا مفہوم کیا ہے۔ ان دونوں کلموں سے اذان خارج از مسجد ہونا ثابت ہوتا ہے یا داخل مسجد۔

۴۷ **الجواب**۔ اذان خطبہ جمعہ سامنے منبر کے مسجد کے اندر جیسا کہ آجکل جملہ بلاد اسلام وحرمین شریفین میں ہوتی ہے بلا کراہت درست ہے۔ اور صاحب ہدایہ نے اس اذان کو بہیئۃ مذکورہ توارث میں سے ثابت فرمایا ہے واذا صعد الامام المنبر وجلس اذن المؤذنون بین یدی المنبر بذلک جری التوارث ولم یکن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ھذا الاذان ھدایہ ویؤذن ثانیا بین یدی الخطیب قال الشامی ای علی سبیل السنیۃ کما یظہر من کلامہم اور عنایہ اور کفایہ و مراقی الفلاح وطحطاوی میں اس اذان میں قید عند المنبر مصرحا مذکور ہے جس سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ ہمارے فقہاء کا مطلب بین یدیہ سے یہی ہے کہ مسجد میں منبر کے قریب یہ اذان ہونا مسنون ہے۔ پس اس کو بدعت قرار دینا سخت جرأت اور مخالفت فقہاء حنفیہ کی ہے علامہ عینی نے قول صاحب ہدایہ بذلک جری التوارث کی تحت میں یہ لکھا ہے ای من زمن عثمانؓ۔ پس جبکہ بعض خلفاء راشدینؓ کے زمانہ سے توارث اس کا اسی طرح ثابت ہے تو پھر اس کی سنت ہونے میں کیا شبہ رہا اور ہم مقلدین کے لئے یہ دلیل کافی ہے۔ رہی روایت ابو داؤد شریف قطع نظر اس کے کہ اس کے راوی محمد ابن اسحاق ہیں جن میں بہت کچھ کلام ہے وہ خارج عن المسجد ہونے میں صریح نہیں قرب باب مسجد کو بھی علیٰ باب المسجد کہدیتے ہیں اور ہیں ہدایہ

میں جبکہ قید عند المنبر بھی لی جاوے تو مسجد کے اندر ہونا اوس کا ظاہر ہے پس حدیث کا مطلب یہ لیا جاوے گا کہ یہ اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کے سامنے دروازہ کے قریب ہوتی تھی؛ فقط

جس کو خونی بواسیر ہو وہ دوسروں کا امام ہو سکتا ہے؛

سوال۔ ایک شخص کو مرض خونی بواسیر کا ہے اور ہر وقت اوس کے جاری ہونے کا خوف رہا کرتا ہے ایسے شخص کی امامت باوجود تندرست امام کے درست ہے یا نہیں؛

الجواب۔ خون جاری ہونیکے خوف سے وہ شخص معذور شرعاً نہیں ہو سکتا معذور شرعاً اس وقت ہوتا ہے کہ اُس کو تمام وقت نماز میں اتنا موقع نہ ملے کہ وضو کر کے بدون اُس مرض حدیث کے نماز پڑھ سکے پس جبکہ وہ ابھی معذور نہیں ہوا امامت اوس کی درست ہے کچھ کراہتہ اس وجہ سے اوس کی امامت میں نہیں ہے اور جس وقت وہ معذور ہوگا اوس وقت وہ امام تندرستوں کا نہیں ہو سکتا۔ اوس وقت امامت اوس کی بوقت عذر بالکل ناجائز ہے قال فی الدر المختار و صاحب عذر من به سلس بول الخ ان استوعب عذره تمام وقت صلوٰة مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتوضأ و یصلی فیه خالیا من الحدث الخ وهذا شرط العذر فی حق الابتداء و فی حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة الخ درمختار ۳۸
شامی جلد اول صفحہ ۲۰۳ و فی باب الامامة منه ولا طاهر بمعذور ان قارن الوضوء الحدث الخ و صح لو توضأ علی الانقطاع و صلی کذلک کاقتداء بمفتصد امن خروج الدم الخ شامی جلد اول صفحہ ۳۸۹

مقتدی مقیم نے امام مسافر کے ساتھ ایک رکعت پائی باقی کو کس طرح ادا کرے؛

سوال۔ اگر مقتدی مقیم نے مسافر امام کے ساتھ ایک رکعت پائی تو اب اُس کو تین رکعت جو ادا کرنا ہوں گی تو یہ کونسی رکعت کو بھری پڑھے اور کونسی رکعت کو خالی۔ اگر مقتدی مقیم امام مسافر کے قعدہ میں آکر شریک ہوا تو اب یہ اپنی چار رکعت کس طرح سے ادا کرے گا؛

الجواب۔ اگر مقتدی مقیم کی ایک رکعت امام مسافر کی ساتھ ہوئی تو بعد سلام امام مسافر کے وہ مقتدی اوٹھکر اول ایک رکعت خالی پڑھکر بیٹھ جاوے تشہد کے بعد اوٹھکر پھر ایک رکعت خالی پڑھے پھر چوتھی رکعت بھری پڑھے پھر بیٹھکر تشہد وغیرہ پڑھکر سلام پھیرے اور اگر قعدہ میں شریک ہوا تو اول دو رکعت خالی پڑھے آخر میں بھری پڑھے کیونکہ یہ شخص مسبوق لاحق ہے اور اوس کا حکم عند الحنفیہ یہ ہے کہ درمختار میں ہے و حکمه ای اللاحق کمؤتم فلا یأتی بقراءة و یبدأ بقضاء ما فاته عکس المسبوق ثم یتابع امامه ان امکنه ادراکه والا تابعه ثم صلی ما نام فیه بلا قراءة ثم ما سبق به بها ان کان مسبوقا ایضا ولو عکس صح و اثم لترک الترتیب درمختار فقط

سوال (۱) جب سجدہ سہو کسی کے ذمہ واجب ہو تو درود شریف اور دعا سجدہ سہو کے بعد والے قعدہ میں پڑھے یا اوس سے پہلے۔ (۲) بیٹھکر نماز پڑھنے میں رکوع کی حد کیا ہے (۳) صبح کی سنتیں فوت ہو جاویں تو اون کو کس طرح قضاء کرے۔ (۴) اگر کسی کی بہت سی نمازیں فوت ہو گئی اور صحیح تعداد اون کی یاد نہیں تو وہ قضاء کیسے کرے؟

الجواب۔ ہدایہ کی عبارت یہ ہے ویأتی بالصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والدعاء فی قعدۃ السہو ہو الصحیح لان الدعاء موضعہ اخر الصلوٰۃ اور درمختار کی عبارت یہ ہے ویاتی بالصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والدعاء فی القعود الاخیر فی المختار دونوں کا حاصل ایک ہے پس حاصل ہدایہ و درمختار کا یہ ہے کہ درود شریف اور دعاء دوسرے قعدہ میں پڑھے جو سجدہ سہو کے بعد ہے پہلے قعدہ میں صرف تشہد پڑھے۔

(۲) رکوع جھکنے کو کہتے ہیں اگر تھوڑا سا بھی جھک گیا تو رکوع ادا ہو گیا۔ ومنہا الرکوع بحیث لو مد یدیہ نال رکبتیہ) کذا فی السراج وفی شرح المنیہ ہو طأطأۃ الراس ای خفضہ لکن مع انحناء الظہر الی ان قال ولو کان یصلی قاعداً ینبغی ان یحاذی جبہتہ قدام رکبتیہ لیحصل الرکوع قلت ولعلہ محمول علی تمام الرکوع والا فقد علمت حصولہ باصل طأطأۃ الراس مع انحناء الظہر شامی۔

(۳) زوال سے پہلے پہلے سنت صبح کی فرض کے ساتھ قضاء کرنا چاہئے بعد زوال کے نہیں قال فی الدر المختار ولا یقضیہا الا بطریق التبعیۃ لقضاء فرضہا قبل الزوال لا بعدہ اور اگر تنہا سنت فوت ہو جاوے تو اوس کی قضاء نہیں ہے مگر امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ زوال سے پہلے پڑھے تو اچھا ہے۔

(۴) اندازہ کر کے گمان غالب کے موافق جس قدر نمازیں اوس کے اندازہ میں قضا ہوئی ہوں اون کو قضا کرے زیادہ ہو جانے میں کچھ حرج نہیں ہے نیت قضاء کی کرے اگر بالفرض زیادہ قضاء کر لی تو باقی نوافل ہو جاویں گی۔

سوال۔ ایک صورت کا رکوع پڑھنا رکعت اول میں اور اس سورۃ یا دوسری سورۃ کا رکوع پڑھنا دوسری رکعت میں یا دوسری پوری سورۃ کا پڑھنا دوسری رکعت میں۔ یا ایک سورۃ کو دو رکعت میں پڑھنا جائز ہے یا خلاف اولیٰ۔

الجواب۔ جواب اول یہ ہے کہ یہ سب خلاف استحباب ہے حنفیہ کے نزدیک مسنون

مستحب یہ ہے کہ پوری سورۃ ایک رکعت میں مفصل میں سے موافق ترتیب فقہاء کے پڑھے جو معروف ہے اور کتب فقہ میں مذکور ہے قال فی الشامی لان السنۃ فی الحضر فی کل رکعت سورۃ تامۃ کما یاتی وفیہ بعد صفحۃ مع انہم صرحوا بان الافضل فی کل رکعۃ الفاتحۃ وسورۃ تامۃ پس جزو سورۃ کا پڑھنا خلاف افضل وخلاف مستحب ہے جس کا مآل کراہتہ تنزیہی ہے نہ کراہتہ تحریمی۔

سوال غیر مقلد جو آیات کے جواب دیتے ہیں مثلاً سبح اسم ربك الاعلیٰ کا جواب سبحان ربی الاعلیٰ دیتے ہیں جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب آیات مذکورہ فی السوال کا جواب عند الحنفیہ نماز میں دینا جائز نہیں ہیں نماز میں جواب نہ دینا چاہیئے۔ البتہ خارج نماز سے اگر کوئی آیات مذکورہ پڑھے تو جواب دینا مسنون و مستحب ہے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر یہ جوابات خارج صلوۃ ہی منقول ہیں نماز میں اگر کہیں وارد ہے تو وہ تعلیم کے لئے ہے یا ابتداء اسلام میں تھا جب تک کہ نماز میں زیادہ قیود نہ تھی مثلاً باتیں کر لیتے تھے اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں جلدی پڑھکر امام سے ملجاتے تھے وغیرہ وغیرہ رفتہ رفتہ یہ امور ممنوع ہو گئے؛

سوال اگر چند آدمی سفر میں ہوں تو نماز ظہر جمعہ کے روز با جماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؛

الجواب۔ پڑھ سکتے ہیں اور اون کو ظہر با جماعت ہی ادا کرنا چاہیئے؛ لا باس فی السفر یومہا اذا خرج من عمران المصر قبل خروج وقت الظہر در مختار وحرم لمن لاعذر لہ صلوۃ الظہر قبلہا الخ فی یومہا بمصر قولہ بمصر اما لو کان فی قریۃ فلا یکرہ لعدم صحۃ الجمعۃ فیہا رد المحتار للشامی؛ فقط

سوال۔ ایک شخص احادیث جھوٹی بنا کر بیان کرتا ہے اور خلاف عقائد بہت باتیں بیان کرتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ اور اوس شخص کے لئے کیا حکم ہے؛

الجواب وہ شخص کذاب ومفتری یا دیوانہ ہے جھوٹی روایات بیان کرتا ہے اور حق تعالیٰ اور اوس کے رسول برحق پر بہتان لگاتا ہے اور مصداق اِس وعید کا ہوتا ہے۔ من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار یعنی جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بناوے وہ شخص مبتدع وفاسق ہے اوس کو امام بنانا درست نہیں ہو اور اوس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں؛ فقط

بعض آیات کا جواب جو سورتوں میں ہیں نماز میں بھی دینا جائز ہے یا نہیں

۳۰

سفر میں چند آدمی جمعہ کے روز ظہر با جماعت پڑھ سکتے ہیں

کتاب الصلوٰۃ

سوال بروقت جماعت قبل کھڑے ہونے امام کے مصلے پر تکبیر شروع کی جاوے یا بوقت عدم موجودگی پر۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں سے تکبیر سُنکر تشریف لاتے تھے اور یہی معمول تھا یا کبھی کبھی ایسا ہوا ہے؟

الجواب یہ ضروری نہیں کہ جب امام مصلے پر کھڑا ہو تب تکبیر شروع کی جاوے بلکہ امام جبکہ مسجد میں موجود ہے تکبیر کہنا درست ہے امام تکبیر سُنکر خود مصلے پر آجاوے گا جیسا درمختار میں اس عبارت سے ظاہر ہے ویقوم الامام والمؤتم حین حی علی الفلاح اذا کان الامام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتھی الیہ الامام علی الاظہر الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال احتیاط الظہر پڑھنا کیسا ہے ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ نہ پڑھی جاوے اور حوالہ درمختار کا دیتے ہیں۔ فقط

الجواب۔ درمختار میں صاحب بحر کا فتوی عدم جواز احتیاط الظہر کا نقل فرمایا ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے اُس میں لکھا ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ احتیاط الظہر اس زمانہ میں نہ پڑھی جاوے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔ حرف ضاد مشتبہ الصورۃ بالظاء ست یا بالدال چہ بعض علماء دین این حرف را محض بالدال تلفظ کنند و بعض دیگر بالظاء پس کدام راہ راجع الی الصواب ست۔ در علم تجوید و قرأت چہ فیصلہ شدہ است وہم در شرح شاطبی و تمہید فی علم تجوید للعلامہ الجزری مذکور ست کہ این حرف مشتبہ الصوت و مشارکۃ فی السمع بالظاء ست و علیہ اکثر العلماء المتقدمین والمتاخرین اند حضرت امام اعظم صاحب درین باب ہیچ فرمودہ اند یا نہ اکثر احناف بر کدام طریق و درین باب للاکثر حکم الکل ثابت خواہد شدہ یا نہ در فساد صلوٰۃ کدام مذہب اقرب و در کدام راہ رہائی عوام است؟ فقط

الجواب۔ درین مسئلہ از امام ابو حنیفہ جیزی منقول نیست چراکہ این مسئلہ فن تجوید است نہ مسئلہ فقہیہ پس درین بارہ آنچہ از قرار مشق کردہ باشد عمل کنند و حروف ضاد را از مخارج آن حتی الوسع ادا نمایند و آنچہ از قراء و علماء عرب و علماء حرمین شریفین مسموع می شود ضاد را مشتبہ الصوت بالدال المہملہ المفخمہ می خوانند تغلیط آں ہمہ علماء و قراء

سوال۔ ہر فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق صحیح ثابت ہے یا نہیں اگر کوئی اثبات دعاء کا قائل نہ ہو انکار کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۲)۔ اذان جمعہ دو ہیں یا ایک اگر ایک اذان سے جمعہ کی نماز ادا کی جائے اور اذان اول کو بدعت عثمانی کہا جائے تو اس میں کچھ برائی ہے یا نہیں؟

(۳) پنجگانہ نماز کے اذان میں بجائے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ کہنا درست ہے یا نہیں۔ کوئی حدیث صحیح موجود ہے یا نہیں۔ اور متقدمین اور متاخرین کا کیا عمل رہا ہے۔

الجواب۔ فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا اور بعد دعاء کے منھ پر ہاتھ پھیرنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے منکر اس کا جاہل اور بے خبر ہے سنت سے اور تارک سنت ہو کر مورد ملامت وطعن ہے ترمذی شریف میں مروی ہے عن ابی امامۃ قال قیل یارسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الآخر ودبر الصلوۃ۔ اور حصن حصین میں بروایت ترمذی وحاکم نقل کیا ہے وبسط الیدین اور صحاح ستہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔ ورفعہما پس مجموعہ ان احادیث صحیحہ سے ہر ایک نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا اور اس کا سنت ہونا ثابت ہوا اور حصن حصین میں التزام احادیث صحیحہ کا کیا گیا ہے۔ والحمد للہ ۴۴

(۲) اذان جمعہ کی دو ہیں اگر صرف ایک اذان سے نماز جمعہ ادا کی جائے گی تو خلاف اجماع و ترک سنت لازم آوے گا اذان اول کو بدعت عثمانی کہنا جیسا کہ بیس تراویح باجماعت کو غیر مقلدین بدعت عمری کہتے ہیں گمراہی ہے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ خلفائے راشدین میں سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین کے طریقہ کو سنت فرمایا ہے فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین۔ الحدیث رواہ اصحاب السنن اور پھر اس پر یعنی اذان اول پر ایسا ہی بیس تراویح پر اجماع صحابہ ہو چکا ہے اور اجماع ایک حجت ہے حجج شرعیہ میں سے کہ خلاف اس کا جائز نہیں قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی الضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی۔

(۳) پنجگانہ نماز کی اذان میں بجائے حی علی الفلاح کے حی علی الخیر العمل کہنا جائز نہیں ہے۔ تمام احادیث صحیحہ میں حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح وارد ہے ملک نازل من السماء کے اذان میں یہ ہی کلمات ہیں حی علی خیر العمل نہیں ہے اور ملک فرشتہ نازل من السماء ہی کی اذان اس بارہ میں اصل ہے اوسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت وقائم رکھا اوسی پر سب

صحابہ وتمام امت کا عمل درآمد رہا ہے اور ہے خلاف سنۃ متوارثہ اور خلاف اجماع کوئی امر اختیار کرنا سراسر گمراہی اور ضلالۃ ہے من شذ شذ فی النار حدیث شریف میں وارد ہے تمام ائمہ دین کا یہی مسلک اور طریقہ ہے کسی کا اس میں خلاف نہیں بجز روافض خذلہم اللہ تعالی فقط واللہ تعالی اعلم کتبہ عزیز الرحمن مفتی مدرسہ دیوبند۔

قراءۃ خلف الامام

سوال۔ قراۃ خلف الامام کی جو احادیث صحاح میں اکثر وارد ہیں یہ احادیث منسوخ ہیں یا نہیں۔ یہ بھی مفصل تحریر فرماویں کہ اصول حدیث میں کس مرتبہ کی حدیث صحیح حدیث کی ناسخ بن سکتی ہے اور سند اس امر کی کہ آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون نماز ہی میں نازل ہوئی ہے مع احادیث معتبرہ کے اور اقوال صحابہ کرام کے تحریر فرمائیے کہ اطمینان ہووے غیر مقلدین سوائے صحیحین کی احادیث کے دوسری صحاح ومسندات کتب حدیث کو نہیں مانتے ہیں ہر جگہ صحیحین کی حدیث طلب کرتے ہیں پس یہ بھی تشریح فرماویں سوائے صحیحین کے دوسری کتب حدیث میں بھی صحیح حدیثیں موجود ہیں کہ جن کو بخاری ومسلم نے تخریج نہیں کیا اور منسوخیت حدیث آمین بالجہر کی نسبت بھی یہی خیال ہے کن احادیث سے حدیث آمین بالجہر منسوخ ہے۔

۴۵

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم ٭ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

الجواب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم قرأۃ خلف الامام میں اختلاف ائمہ ہے امام اعظم رحمہ اللہ اور ان کی اتباع وموافقین عدم وجوب وعدم جواز قرأۃ خلف الامام کی قائل ہیں دلیل امام اعظم رحمہ اللہ کی آیت قرآنیہ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا اور حدیث صحیح مسلم واذا قرء فانصتوا وحدیث من کان لہ امام الحدیث اور شامی میں خزائن سے منقول ہے وفی الکافی ومنع المؤتم من القراءۃ ماثور عن ثمانین نفرا من کبار الصحابۃ المرتضی والعبادلۃ۔ وقد دوّن فی الحدیث اسامیہم۔

اور دربارہ نزول آیۃ قرآنیہ واذا قرئ القرآن الآیۃ فتح القدیر میں منقول ہے واخرج ابو الشیخ من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ ہذہ الآیۃ نزلت فی صلوۃ الجمعۃ وفی العیدین قال محی السنۃ والاولی انہا فی القراءۃ فی الصلوۃ لان الآیۃ مکیۃ والجمعۃ وجبت بالمدینۃ وہذا قول الحسن والزہری والنخعی واخرج البیہقی عن احمد انہ قال اجمع الناس علی ان ہذہ الآیۃ فی الصلوۃ واخرج ابن مردویہ فی تفسیرہ

عن معاویۃ بن قرۃ قال سئلت بعض اشیاخنا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحسبہ قال عبد اللہ بن مغفل کل من سمع القرآن وجب الانصات والاستماع قال انما نزلت ھذہ الآیۃ فی القرءۃ خلف الامام کذا فی فتح القدیر۔ اور آمین بالجہر یا سر دونوں حدیث سے ثابت ہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ سے حدیث اخفاء کو ترجیح دی ہے جیسا کہ شرح منیہ میں ہے ویخفونہا ای یخفی الامام والمقتدون آمین لقول ابن مسعودؓ اربع یخفیہن الامام التعوذ والتسمیہ وآمین وربنا لک الحمد وھذہ الاربعۃ رواھا ابن ابی شیبۃ عن ابراھیم النخعی وقد خرجہ احمد وابویعلی والطبرانی والدارقطنی والحاکم فی المستدرک من حدیث شعبۃ عن سلمۃ بن کہیل عن حجر بن العنبس عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین واخفی بہا صوتہ وقال الشافعی واحمد رحمہ اللہ یجہر الامام والماموم لما روی ابن ماجہ کان علیہ الصلوۃ والسلام اذا تلا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین حتی یسمع من فی الصف الاول فیرتج المسجد قلنا تعارض روایتا الجہر والاخفاء فی فعلہ فیرجح الاخفاء باشارۃ قولہ ۴۶
فان الامام یقولہا وبانہ الاصل فی الدعاء وآمین دعاء فان معناہ استجب انتہی فقط

احتیاط الظہر کی ممانعت

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع شریف اس بابت کہ ایک آدمی اعتقاداً وعملاً یوں کہتا ہے کہ بدون احتیاط الظہر بعد الجمعہ جمعہ جائز نہیں۔ اور حنفی وہی ہو سکتا ہے جو احتیاطی مذکورہ کا قائل ہو جائے جو احتیاطی نہیں پڑھتا وہ غیر مقلد ہے۔ جناب امام ابوحنیفہؒ کا پیرو ہرگز نہیں بن سکتا۔ لہذا جو قائل نے جواز جمعہ کو مشروط بالاحتیاط کہا ہے یہ کہاں تک صحیح ہے اور یہ عبارت قائل کی علمیت پر دلالت کر رہی ہے یا نہیں للہ بینوا بالبینات وتوجروا

الجواب یہ قول اوس قائل کا غلط ہے اوس کو محققین حنفیہ کے کلام کی خبر نہیں ہے کہ علماء محققین حنفیہ ایسی حالت میں احتیاط الظہر سے منع فرماتے ہیں اور یہ تو کسی حنفی کا بھی مذہب نہیں کہ جواز جمعہ کو مشروط باحتیاط الظہر کہا جاوے۔ بلکہ محققین حنفیہ وجہ ممانعت از احتیاط الظہر یہ تحریر فرماتے ہیں کہ احتیاط الظہر پڑھنے سے جمعہ میں شبہ اور تردد لازم آتا ہے۔ لہذا احتیاط الظہر سے احتراز کرنا احوط ہے تاکہ بلا تردد و بلا شبہ جمعہ ادا کریں اور جمعہ کے فرضیت میں شبہ باقی نہ رہے در مختار میں بحر الرائق سے منقول ہے فی البحر قد افتیت مراراً بعدم صلوۃ

الاربع بعدھا بنیۃ آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وھو الاحتیاط فی زماننا
الخ دیکھئے صاحب بحرالرائق احتیاط الظہر کے ترک کو احتیاط فرماتے ہیں اور یہ صاحب بحرالرائق علامہ
زین العابدین ابن ابراہیم ابن نجیم ہیں جو فقہاء حنفیہ میں بڑے درجہ کے محقق ہیں شامی میں کہا
ہے کتاب ان کی مرجع علماء حنفیہ کی ہے اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ جو شخص کہتا ہے کہ بدون
احتیاط الظہر کے جمعہ ہی نہیں ہوسکتا وہ مذہب حنفیہ سے واقف نہیں اور محققین حنفیہ کی تحقیق
سے بے خبر ہے اور یہ فتوی اس کا خلاف جمہور حنفیہ ہے کوئی عالم حنفیہ احتیاط الظہر کو شرط صحت
واداء جمعہ نہیں کہتا جن علماء نے احتیاط الظہر کا بعد الجمعہ حکم کیا ہے وہ محض احتیاطاً کیا ہے جیسا کہ
احتیاط الظہر اوس کا نام رکھنا خود شاہد اس امر پر ہے اور باینہمہ وہ یہ بھی شرط لگاتے ہیں کہ
خوف مفسدہ کی صورت میں علی الاعلان احتیاط الظہر نہ پڑھی جاوے اور مفسدہ یہ ہی ہے کہ جمعہ
کی فرضیت میں شبہ ہونے لگے اب چونکہ یہ مفسدہ مظنون تھا اس وجہ سے صاحب بحر نے فرمایا
والاحتیاط فی زماننا ترک احتیاط الظہر۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔ کتبہ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سوال۔ کیا رفع طاعون کے لئے نماز صبح میں دعاء قنوت جائز ہے؟

۴۷ **الجواب**۔ رفع طاعون کے لئے دعاء قنوت صبح کی نماز میں درست ہے لکن انی الشافعی

سوال (۱) نابالغ لڑکے کی اذان درصورت یا عدم صورت شخص بالغ جائز ہوگی یا نہیں
ہر دو صورت میں حکم سے معزز فرمائیے؟

(۲) تکبیر بائیں جانب جائز ہے یا نہیں یا داہنی جانب ہی کہی جاوے اذان داہنی جانب
درست ہے یا نہیں؟

(۳) اذان خطبہ روبرو امام کے دوسری یا تیسری جماعت میں کہنا درست ہے یا نہیں
اگر نابالغ لڑکا جمعہ کے دن خطبہ کی اذان کہے وہ درست ہوگی یا نہیں؟

(۴) تکبیر بلا اجازت مؤذن غیر مستقل، درست ہوگی یا نہیں؟

(۵) جمعہ کے روز اکثر دروں میں آدمی کھڑے ہو جاتے ہیں اس صورت میں نماز درست ہوگی
یا نہیں (۶) جمعہ کے روز ایک ہی خطبہ پڑھنا یعنی ہر جمعہ کو ایک ہی خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب (۱) نابالغ لڑکے کی اذان مکروہ تنزیہی ہے دونوں صورتوں میں ایک ہی
حکم ہے ادا ہو جاتی ہے مگر کراہت تنزیہی کے ساتھ اور تفصیل اس میں یہ ہے کہ نابالغ مراہق
کی اذان مکروہ تنزیہی ہے اور جو نابالغ بہت چھوٹا اور غیر عاقل بے سمجھ ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔

کذا فی الشامی (۲) تکبیر بائیں جانب بھی درست ہے داہنی جانب کی تخصیص کچھ نہیں ہے۔
(۳) اذان خطبہ کی امام کے سامنے دوسری یا تیسری صف میں جائز ہے اور لڑکے نابالغ
کی اذان کا وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا (۴) درست ہے مگر بہتر ہے کہ وہی کہے یا اوس سے
اجازت لیجاوے (۵) دروں میں کھڑا ہونا مکروہ لکھا ہے کذا فی الشامی۔
(۶) کچھ حرج نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ ۱۳/ رجب سنہ ۳۱ھ

سوال۔ جس جگہ ۳ بجے دن نکلے اور ۹ بجے دن چھپے یعنی لندن میں ایسا وقت ہے تو اس حساب سے ۱۸ گھنٹہ کا دن اور چھ گھنٹے کی رات ہوتی ہے تو نماز مغرب بعد غروب ہی پڑھے یا کہ بارہ گھنٹے کے حساب سے پڑھی جاوے اور اسی طرح عشا کی نماز کس طرح پر اور کس وقت پر پڑھی جاوے　۴۸ جس جگہ اٹھارہ گھنٹہ دن اور چھ گھنٹہ رات ہو وہاں کی نمازوں اور روزہ کا حکم

الجواب۔ نماز مغرب بعد غروب کے پڑھے اسی طرح سب نمازیں وہاں کے حساب سے پڑھے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سوال۔ اس موسم گرما میں جب کہ ۱۸ گھنٹے روزہ رکھنا پڑے تو کیا روزہ کی عیوض کفارہ اناج دیدیا جاوے بلا عذر بیماری کے۔

الجواب روزہ ہی رکھے فدیہ دینا بلا عذر کے صحیح نہیں ہے اگر کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے رمضان شریف میں روزہ نہ رکھا تو قضا اوس کی بعد میں کرے فدیہ اوس کو بھی دینا جائز نہیں فدیہ خاص شیخ فانی کو ہے فی الدر المختار وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوباً الخ و فی الشامی عبارۃ الکنز وھو الفدی فقط اشارۃ الی انہ لیس علی غیرہ الفدیۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن مفتی مدرسہ ۱۹/ رجب سنہ ۳۱ھ

سوال۔ امامت ولد الحرام مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔ (۱) امام نے نماز فرائض واجبات وغیرہ اچھی طرح ادا کئے جماعت مقتدی دو قسم کی ہیں بعض اس کی امامت سے رضامند ہیں بعض ناخوش کس طبقہ کا اعتبار ہوگا حدیث ابی داؤد ولا یقبل اللہ صلوۃ من تقدم قوماً وھم لہ کارھون کا یا مطلب

الجواب۔ شامی میں منقول ہے اور اگر ولد الحرام اعلم وافضل ہو ولد الرشدہ سے تو ولد الحرام کی امامت افضل ہے (۲) کتب فقہ میں ہے کہ اگر امام میں کچھ نقصان نہیں تو مقتدیوں کی ناراضی کا اثر نماز میں کچھ نہیں امام کی نماز بلا کراہت درست ہے اور گناہ مقتدیوں پر ہے اور اگر امام میں نقص ہو اور اسوجہ سے مقتدی ناخوش ہیں تو امام کے اوپر مواخذہ ہے اور اوسکو امام ہونا مکروہ ہے اور مورد حدیث من تقدم قوماً الخ وہی امام ہے جس کے اندر خلل و نقص ہو ورنہ مقتدی گنا ہگار ہیں کہ بے وجہ ناراض ہیں۔ واللہ اعلم

باب الجمعة والعیدین والجنائز

سوال۔ بے نماز کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے یا نہیں؟

الجواب۔ بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے۔ قال علیہ الصلوۃ والسلام صلوا علی کل بر وفاجر الحدیث؛

سوال۔ جمعہ میں قبل خطبہ جو اذان دی جاتی ہے اس کا جواب دینا اور قبل شروع خطبہ دعاء ماثورہ پڑھکر مناجات کرنا کیسا ہے۔ اور مابین امام صاحب و صاحبین کے جو اختلاف ہو اُس میں راجح مرجوح کونسا ہے؛

الجواب۔ درمختار باب الاذان میں ہے۔ قال وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقا بین یدی الخطیب اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اذان قبل خطبہ میں باتفاق زبان سے جواب دینا درست نہیں ہے اور اس میں صاحبین کا بھی خلاف نہیں جیسا کہ لفظ اتفاقاً سے واضح ہے۔ اور درمختار باب الجمعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کا اس میں خلاف ہے۔ مگر راجح مذہب امام صاحب کا ہے اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے واذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام الی تمامها الخ درمختار وغیرہ؛ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال۔ جمعہ کا افضل وقت کونسا ہے اور کتنے بجے سے کتنے بجے تک رہتا ہے اور معمول بہا حضرت سیدنا خاتم المرسلین وخلفاء راشدین وائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اس میں کیا رہا ہے اور جو لوگ جمعہ سوا بجے پڑھ لیتے ہیں وہ افضلیت پر ہے یا کہ جو لوگ اڑہائی بجے پڑھتے ہیں وہ بہتر ہے مفتی بہ کونسی بات ہے۔ بدلائل قویہ معہ حوالہ کتب ہو؛ فقط

الجواب۔ جمعہ میں تعجیل افضل ہے ایک بجے سوا بجے پڑھنے والے افضلیت پر ہیں شامی میں ہے۔ لکن جزم فی الاشباہ من فن الاحکام انہ لیس بسنۃ الابراد فیہ ایضاً لانہا تقام بجمع عظیم فتاخیرھا مفض الی الحرج ولا کذلک الظہر وموافقۃ الخلف لاصلہ من کل وجہ لیس بشرط الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین وحامیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید متوفی کا دوسرے موضع میں انتقال ہوا وارث کے پہنچنے سے پہلے غسل دیا گیا۔ وارث نے ظاہر کیا کہ میں میت

اپنے شہر لے جاوُں گا۔ اس موضع میں ہم راضی نہیں ہیں۔ باشندگان موضع مذکور نے بغیر قبر کندنی نے ہموار زمین پر صندوقچہ میں میت کو رکھکر جبراً بلا مرضی وارث کے قبر کے گرد اینٹیں رگادی۔ اور نمونہ قبر کا بنادیا۔ اب دعویٰ فریقین کا عدالت میں دائر ہے۔ عدالت سے حکم ملا ہے کہ فیصلہ شریعت پر کیا جاوے گا؛ بینوا توجرو

الجواب۔ شریعت کے موافق لیجانا اس میت کو اب دوسری جگہ درست نہیں ہے اور یہ طریقہ دفن کا اگرچہ خلاف سنت ہے کہ بغیر قبر کھودنے کے صندوق میں میت کو رکھکر قبر بنائی جاوے لیکن جب کہ قبر بنادی گئی تو اب اُس کو نہ کھولی جاوے اور میت کو اُس میں سے نہ نکالا جاوے۔ شامی صفحہ ۶۰۲ جلد اوّل باب صلوۃ جنازہ میں ہے واتفقت کلمۃ المشائخ فی امرءۃ دفن ابنھا وھی غائبۃ فی غیر بلدھا فلم تصبر وارادت نقلہ علی انہ لایسعھا ذلک فتجویز شواذ بعض المتاخرین لایلتفت الیہ واما نقل یعقوب ویوسف علیہما السلام من مصر ولی الشام لیکونا مع ابائہما الکرام فھو شرع من قبلنا ولم یتوفر فیہ شروط
کونہ شرعا لنا انتھی ملخصاً فقط واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔ ۵۰

سوال۔ ایا عیدگاہ کی مستعمل یا غیر مستعمل زمین پر کوئی ایسا مدرسہ تعمیر کیا جا سکتا ہے جس میں دینی و دنیوی تعلیم دی جاتی ہو۔ اور ایا ایسی اراضی پر بچوں کا کھیل اور قواعد کرنا جائز ہے اور یہ کہ ایسی جگہ پر خورد و نوش کی تقریب کرنا ممنوع ہے یا نہیں؛

موجودہ زمانے میں جو قصابـنے عام طور سے لحم فروشی کو اپنا پیشہ مقرر کیاہے ان کا یہ پیشہ [illegible] شرعاً قابل مواخذہ تو نہیں؛

الجواب۔ جو جائے نماز عیدین کے لئے وقف ہے جو کہ عیدگاہ کے نام سے موسوم ہے اُس میں یہ تصرفات کرنا تعمیر مدرسہ و کتب خانہ وغیرہ اور کھیل کود ورزش وغیرہ اور مجلس خورد و نوش اس کو قرار دینا جائز نہیں؛ فقط

پیشہ قصابی و لحم فروشی درست ہے۔ زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی یہ پیشہ اہل اسلام میں جاری تھا اور بعض صحابہؓ اس کام کو کرتے تھے۔ پس شرعاً یہ پیشہ اور یہ فعل ممنوع نہیں اور قابل مواخذہ نہیں ہے؛

سوال۔ رویت ہلال رمضان وعید الفطر کے اعلان واطلاع کرنے کی غرض سے نقارہ دہل دف بجانا درست ہے یا نہیں؛ اور بوقت روانگی عید الفطر و آمد رفت کے بجانا جائز

ہے یا نہیں؟

(۲) عید گاہ میں وقت تیار ہو جانے جماعت کے پارچہ چادر یا رومال وغیرہ ہلانا درست ہے یا نہ

(۳) اکثر دیہات اور شہروں میں وقت افطار روزہ اور وقت شروع و ختم ہو جانے سحری و وقت رویت ہلال ماہ رمضان و عید الفطر میں نقارہ بجا کر اعلان کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) عیدین میں آذان و تکبیر کہنا کیوں ممنوع ہے؟

(۵) چند آدمی فرماتے ہیں کہ عید میں باجہ بجنے میں کوئی حرج اسلامی نہیں بلکہ بہت نفع ہے۔ باجہ سُنکر قرب و جوار گاؤں کے نمازی آجاتے ہیں علاوہ ازیں شوکتِ اسلام ہے ہم نے عالموں سے دریافت کر لیا ایسے گاؤں میں کچھ حرج نہیں۔ امام عیدین صاحب فرماتے ہیں کہ کعبہ میں بعد ہو جانے نماز حج کے فوراً بہت دھوم دھام سے شاہی باجہ بجائے جاتے ہیں اگر ایسے موقعہ پر منع ہوتا تو کعبہ والے کیوں بجاتے اگر نا جائز ہے اور گمراہی کی تائید کرتے ہیں اور کراتے ہیں تو ویسے صاحبان کس فرقہ میں شمار ہوں گے؟

51 (۶) شادی نکاح و ختنہ و عقیقہ وغیرہ میں کسی قسم کے باجے کی اجازت ہے یا نہیں۔ بروقت نکاح کسی باجہ سے اعلان کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(۷) زمانہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بروقت جہاد کس قسم کا باجہ بجتا تھا؟ فقط

الجواب۔ رویت ہلال رمضان و عید الفطر کے اعلان اور اطلاع عام کرنے کی غرض سے نقارہ دہل و دف بجانا درست ہے ماسوائے اس کے بوقت روانگی عید الفطر و آمد و رفت کی حالت میں درست نہیں ہے

(۲) کچھ حرج نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم؟

(۳) ان مواقع میں اعلان کے لئے نقارہ بجانا جائز و درست ہے

(۴) احادیث سے ثابت نہیں ہے اور انکار اذان وغیرہ کا احادیث میں وارد ہے اس وجہ سے اذان وغیرہ کہنا عیدین میں بدعت و مکروہ ہے؟

(۵) مسئلہ نمبر ۱ میں جو تفصیل تھی اوپر لکھی گئی اسی قدر درست ہے۔ باقی خیال غلط ہے اور حج میں فوج سلطانی جو باجہ بجاتے ہیں وہ فتویٰ شرع کے خلاف ہے وہ لوگ اپنے فوجی قواعد و احکام فوج کے حکم سے کرتے ہوں گے۔ وہ لوگ پابند احکام شرع نہیں ہوتے۔ نماز بھی نہیں پڑھتے ان کی تقلید کس کس بات بات میں کریں گے وہ داڑھی بھی منڈاتے ہیں؟

(۶) کسی قسم کے باجے کی اجازت نہیں؛ (۷) کوئی باجہ ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال اسلامی ومذہبی مدرسوں ومسجدوں میں غیر مذہب سے چندہ لیکر لگانا طالبعلموں کی کفالت اس روپیہ سے کرنا کیسا ہے؛

(۲) جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے وقت خطبہ سے پہلے وعظ یا تقریر یا مسائل ضروری کا بیان کرنا کیسا ہے کیونکہ بعد جمعہ کے آدمی چلے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ظاہر ہے؛

(۳) رمضان کے آخری جمعہ کو خطبۃ الوداع پڑھنا کیسا ہے۔ حضرت کے زمانہ میں کبھی پڑھا گیا یا نہیں۔ یا آنحضرت کے بعد کن لوگوں نے جاری کیا؛

(۴) میت کو ثواب تقسیم ہو کر پہنچتا ہے یا ایک ثواب میں جن لوگوں کو بخشا گیا سب کو مساوی پہنچتا ہے۔ فقط مولانا رشید احمد صاحب نے لکھا ہے کہ تقسیم ہو کر پہنچتا ہے اس میں آپ کی کیا رائے ہے؛ فقط

(۵) جو بدعتی اپنی بدعت پر مصر ہو اور ان کو اچھا فعل جانتا ہو وہ شرعاً کس درجہ کا گنہگار ہے اُس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے یا نہیں؛ اس کے پیچھے نماز پڑھی ہوئی کا اعادہ کیے یا نہیں اگر اعادہ کرے تو کن کن وقتوں کی نماز کا اعادہ کرے؛ فقط ۵۲

(۶) مسجد ومدرسہ کے واسطے ایک ہی جگہ چندہ جمع کیا جاتا ہے اور چندہ دہندگان کا مقصد بھی یہی ہے کہ دونوں میں خرچ کیا جاوے تو ایسی صورت میں کچھ قباحت ہے یا نہیں؛

الجواب۔ درست ہے؛ فقط

(۲) قبل خطبہ ضروری بات دین کی بیان کر دینا جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں؛ فقط

(۳) یہ خطبہ ثابت نہیں ہے اور علماء نے اس کو شعار رافض سے لکھا ہے۔ پس اس کو ترک کرنا چاہیے

(۴) جیسا کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا یہ ہی حق ہے ثواب تقسیم ہو کر پہنچتا ہے؛ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) وہ فاسق ہے نماز اُس کے پیچھے مکروہ ہے نماز ادا ہو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ سوائے عصر و فجر ومغرب کے اگر عشاء وظہر کا اعادہ کرے اچھا ہے؛ فقط

(۶) جبکہ چندہ دینے والوں کا مقصد دونوں میں صرف کرنا ہے تو دونوں جگہ صرف کرنا بلا تمیز وبلا تفریق درست ہے؛ فقط

سوال۔ ایک مسماۃ[ط] دو سال سے بیوہ تھی اور ماں باپ بھی اس کے فوت ہوگئے اور وہ

[ط] یہ سوال اس باب کا نہیں ہے غلطی کاتب سے اس جگہ درج ہوگیا ۱۲

خود بالغ ہے اس کی عمر بائیس سال کی اس وقت ہے۔ اس عورت کا ایک چچا موجود ہے اس نے اس بیوہ کو نکاح ثانی کرنے کے واسطے تاکید کی اور ایک لڑکا جسکی عمر تقریبًا تیرہ سال ہے تجویز کیا گیا۔ اس مسماۃ نے فورًا انکار کیا نکاح کرانے پر رضامند نہ ہوئی۔ یہ مسماۃ ایک اور شخص سے نکاح کرانے کے لئے پیشتر سے رضامند تھی اور اس کے چچا وغیرہ اُس سے ناراض تھے۔ اس لئے دو چار شخصوں کو جمع کر کے اس مسماۃ پر زور دیا گیا مگر اُس نے اقرار نہ کیا۔ آخرکار بوقت مغرب ان اشخاص نے اس بیوہ کا نکاح جبرًا اس نابالغ لڑکے سے کر دیا بلکہ وہ مسماۃ جس شخص سے رضامند تھی اس کے یہاں جانے کے لئے گھر سے باہر نکلی۔ مگر یہ لوگ اُس کو پکڑ کر گھر لے گئے اور گھر میں بٹھلا کر نکاح کر دیا۔ اور جبرًا اُس نابالغ لڑکے کے گھر پہنچا دی۔ وہ مسماۃ رات کے بارہ بجے موقع پا کر اُس شخص کے پاس جس سے وہ نکاح کرنے پر پیشتر سے رضامند تھی چلی آئی اور اُسی وقت اُس شخص سے رضامند ہو کر نکاح کر لیا۔ اور تین روز تک اُس کے ہمبستر رہی بعد تین روز کے برادری نے اس مسماۃ کو اُس شخص سے جبرًا چھین لیا۔ اور نابالغ لڑکے کے گھر پہنچا دی۔ تو موجب شرع شریف کون نکاح جائز ہے اور ناجائز نکاح کے قاضی وکیل گواہ کیلئے شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ نابالغ لڑکے سے نکاح اُس عورت کا صحیح نہیں ہوا۔ کیونکہ رضامندی عورت کی نابالغ کی جواز نکاح کے لئے شرط ہے۔ پس جب کہ عورت اُس نابالغ کے نکاح سے ناراض ہے اور آخر تک راضی نہیں ہوئی تو نکاح باطل اور ناجائز ہوا۔ دوسرا نکاح جو خود عورت نے اپنی رضامندی سے اپنے کسی ہم کفو سے کیا ہے وہ صحیح ہوا اُس نابالغ کے گھر بھیجنا عورت کو جبرًا حرام ہے۔ اور ناجائز ہے۔ بھیجنے والے مرتکب فعل حرام کے ہوئے اور فاسق وفاجر ہیں۔ ناجائز نکاح کے قاضی وکیل شاہد جن کو حال معلوم ہے سب فاسق ہیں؟

سوال۔ بعد ممات عورت کے اُس کے شوہر کو اُس کا منھ دیکھنا۔ یا تجہیز و تکفین میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔ کہا تو یہ جاتا ہے۔ کہ اُس کے جنازہ کو ہاتھ لگانا شوہر کو جائز نہیں ہے۔ برخلاف اس کے عورت کو کوئی ممانعت نہیں ہے؟

الجواب۔ عورت متوفیہ کا منھ دیکھنا اس کے شوہر کو جائز ہے۔ اور تجہیز و تکفین میں شریک ہونا اور جنازہ کو اٹھانا درست ہے۔ مگر شوہر غسل نہ دے اور اس کے بدن کو ہاتھ نہ لگاوے یہ ممنوع ہے۔ اور شوہر مرجاوے تو اُس کی عورت غسل بھی دے سکتی ہے۔ درمختار میں

ہے ویمنع زوجہا من غسلہا لا من النظر الیہا علی الاصح وھی لا تمنع من ذلک

سوال۔ حنفی مذہب میں جمعہ قائم کرنے کے لئے شرط ہے کہ بادشاہ سے اجازت لی جائے اور خطیب کی تقرری بھی بادشاہ کی جانب سے ہونی چاہئے۔ لیکن اکثر دیکھا جاتا ہے کہ انگریزی علاقہ میں علماء خود بخود جمعہ قائم کر لیتے ہیں۔ اور ایسے ہی اسلامی ریاستوں میں باوجود مسلمان رئیس ہونے کے اجازت نہیں لیتے۔ کیا ایسی صورت میں نماز جمعہ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔ کفار کے ملک کے متعلق فقہا فرماتے ہیں کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسے ملک میں اپنے لئے ایک والی امیر المسلمین مقرر کریں۔ وہی جمعہ قائم کرے اُسی سے اجازت لینی چاہئے۔ حالانکہ اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ کیا ایسی صورت میں نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

کیا جب ایک جگہ جمعہ مقرر ہو تو دوسری جگہ بلا اجازت جمعہ مقرر کرنا جائز ہے؟

الجواب۔ بلاد کفار میں اور نیز اُن مسلمانوں کی ریاستوں میں جو ماتحت کفار کے ہیں۔ جس طریق سے جمعہ جاری ہے اس طرح درست ہے۔ مسلمان جس کو امام جمعہ مقرر کر دیں صحیح ہے۔ اور جہاں بادشاہ اسلام ہے وہاں باجازت بادشاہ امام مقرر ہوتے ہیں اس لئے وہاں بھی جمعہ صحیح ہے!

سوال۔ اس مسئلہ میں کہ جو عیدگاہ نماز عید کے واسطے مقرر کی جاوے جس طرح کہ دیوبند ۵۴
وغیرہ میں بھی ہے اس کے اندر مع اہل و عیال کے رہنا اور چارپائیوں کو اس میں رکھنا کتوں وغیرہ کو اس میں رکھنا اس کے اندر بھنگ وغیرہ پینا درست ہے یا نہیں۔ یہ سب باتیں اس میں ایک قطعہ زمین کا احاطہ کر کے اس کے اندر کی جاتی ہیں۔ جو ان باتوں کا مرتکب ہو وہ کیسا ہے۔ اور اس کا اٹھا دینا ضروری ہے یا نہیں۔ عیدگاہ کو مسجد کا حکم ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو شخص ان گناہوں کا مرتکب ہے فاسق بدکار ہے۔ اور اس کو وہاں سے نکالنا ضروری ہے؛

تفصیل نمبر ۲ کی یہ ہے بعض امور میں عیدگاہ کو مسجد کا حکم دیا ہے۔ اور بعض میں نہیں۔ درمختار میں ہے۔ واما المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ او عید فہو مسجد فی حق جواز الاقتداء وان انفصل الصفوف رفقا بالناس لا فی حق غیرہ فحل دخولہ لجنب وحائض کفناء مسجد علامہ شامی نے بحر سے نقل کیا ہے لکن قال فی البحر ظاہرہ انہ یجوز الوطی والبول والتخلی فیہ ولا یخفی ما فیہ فان البانی لم یعدہ لذلک فینبغی ان لا یجوز وان حکمنا بکونہ غیر مسجد وانما تظہر فائدتہ فی حق بقیۃ الاحکام

وحل دخوله للجنب والحائض بل المختار ما صححه فی المحیط فی مصلی الجنازۃ انه لیس له حکم المسجد اصلاً وما صححه تاج الشریعة ان مصلی العید له حکم المساجد وتمامه فی شرنبلالیه شامی صفحہ ۲۲ جلد اوّل

بہر حال یہ امور جو وہ شخص عیدگاہ میں کرتا ہے اور وقف میں تصرف بالکل مالکانہ کرتا ہے یہ کسی طرح اور کسی کے نزدیک جائز نہیں ہوتا کہ اُس میں پاخانہ پیشاب اور وطی کی جائے یہ امور بالکل ناجائز ہیں۔ اور تاج الشریعۃ نے تو اس کی تصحیح کی ہے۔ کہ عیدگاہ کو جملہ امور میں مسجد کا حکم ہے؛ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمار دین اس مسئلہ میں کہ ایک ملا صاحب ضلع رائچور میں تشریف لائے اور فرماتے ہیں کہ جمعہ کی فرضیت کی شروط ہندوستان میں نہیں پائے جاتے اور کتاب ہدایہ اور کنز وغیرہ کا حوالہ دیکر کہتے ہیں کہ بدون شروط جمعہ جائز نہیں۔ اس کا جواب معہ حوالہ کتب احادیث وغیرہ مرحمت فرمایئے؛ فقط

الجواب۔ شامی میں ہے فلو الولاۃ کفاراً یجوز للمسلمین اقامة الجمعة الخ ۵۵
پس معلوم ہوا کہ ہندوستان کے امصار میں جمعہ واجب ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ہندوستان میں فرضیت جمعہ کی شروط نہیں پائی جاتی؛ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔ ما قولهم رحمهم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ دعائے وسیلہ بعد اذان ثانی جمعہ کے حدیث صحیح سے ثابت ہے یا نہیں۔ اور یہ اذان ثانی کون اذان ہے۔ اور اس اذان ثانی کے بعد خطبہ کے آگے دعائے وسیلہ جائز ہے یا نہیں۔ واذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام اس حدیث سے کیا ثابت ہے۔ اور دعائے وسیلہ بعد اذان کے یا بعد اذان ثانی کے سنت ہے یا مستحب اور اس کا ترک کرنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب اقول وباللہ التوفیق اذان ثانی وہ اذان ہے جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت خطبہ کے لئے امام کے سامنے کھڑے ہو کر دی جاتی ہے ویؤذن ثانیاً بین یدیہ ای الخطیب درمختار اجابت اذان اسوقت عند الامام الاعظم مکروہ ہے پس اجابت اس اذان کی زبان سے نہ کرے اور دعائے وسیلہ اس وقت نہ پڑھے۔ لقولہ علیہ السلام اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام فی الشامی هذا اللفظ الحدیث ذکرہ فی الهدایة مرفوعاً لکن فی الفتح ان رفعه غریب والمعروف کونه من کلام الزهری اخرج

ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن علی وابن عباس وابن عمرؓ کانو یکرھون الصلوٰۃ
والکلام بعد خروج الامام والحال ان قول الصحابی حجۃ یجب تقلیدہ عندنا اذا لم
ینفہ شیٔ اٰخر من السنۃ ۔۔ وفی باب الاذان من الدر المختار وینبغی ان لا یجیب
بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب وفی الشامی من الجمعۃ واجابۃ
الاذان حینئذ مکروہ۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ صاحب درمختار کا قول عدم اجابت کو خطار فاحش کہنا خطار
ہے علامہ شامی بھی ایسا ہی لکھ رہے ہیں۔ اور حدیث اذا خرج الامام الخ اس کو مفید ہے فقط واللہ اعلم

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ ایسے قریہ میں جہاں
پندرہ بیس مسلمان رہتے ہوں گے ہر اُس مسلمان کا ارادہ ہے کہ ایک مسجد چندہ کرکے بنائی جائے اور
جمعہ وعیدین کی نماز اُس میں پڑھی جایا کرے۔ اور جس زمین پر مسجد بنانے کا قصد ہے وہ زمین زرخرید
وحق نہیں بلکہ ایک رنگریز کی زمین چند سال کے پٹہ پر کرایہ سے لی گئی ہے۔ پٹہ کی مدت تمام ہونے
سے زمین والا زمین کو اپنے قبضہ میں لے کر مسجد اکھاڑ پھینکے گا۔ ان حالات میں مسجد بنانا جائز ہے یا نہ ۵۶
اور ایسے قلیل مسلمانوں کو جمعہ وعیدین کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب چھوٹے قریہ میں عند الحنفیہ جمعہ واجب وادا نہیں ہوتا اور عیدین کا حکم مثل
جمعہ کے ہے جس جگہ جمعہ نہیں ہوتا وہاں عیدین کی نماز بھی نہیں ہوتی پس اس صورت میں نماز جمعہ
وعیدین نفل ہوگی۔ اور نفل کو باجماعت بتداعی ادا کرنا مکروہ ہے درمختار میں ہے؛ وفی القنیۃ فی
القریٰ تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان شرط المصر للصحۃ الخ (قولہ
صلوٰۃ العید) ومثل الجمعۃ قولہ بما لا یصح) ای علی انہ عید والا فھو نفل مکروہ لادائہ
بالجماعۃ شامی جلد اول باب العید وفی کتاب الجمعہ من الشامی لا یجوز فی الصغیرۃ
التی لیس فیھما قاض ومنبر الخ والظاھر انہ ارید بہ الکراھۃ لکراھۃ النفل بالجماعۃ

اس عبارت سے واضح ہے کہ قریہ صغیرہ میں نماز جمعہ وعیدین ادا نہیں ہوتی اور مکروہ تحریمی کا ارتکاب
اسمیں لازم آتا ہے اور مسجد شرعی وہ ہوتی ہے جو لِلّٰہ وقف ہو قال اللہ تعالیٰ وان المساجد للہ الآیۃ پس مسجد زمین کرایہ پر بنائی جاوے
گی مسجد نہو گی مسلمانوں کو اس فعل بناء مسجد مذکور واقامۃ جمعہ وعیدین فی القریٰ سے احتراز لازم ہے کہ موافق روایت
مذکورہ یہ فعل ناجائز ومکروہ تحریمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سوال جنازہ کی نماز میں سلام پھیرنے سے پہلے ہاتھ چھوڑنے چاہئیں یا بعد سلام پھیرنے کے اس مسئلہ کا جواب مفصل بحوالۂ کتب معتبرہ فقہیہ تحریر فرماکر عنداﷲ مشکور و عنداﷲ ماجور ہوں؛

الجواب ظاہر متون وعبارات کتب فقہ مروجہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جملہ تکبیرات جنازہ میں وضع ید ہے اس بناء پر چوتھی تکبیر کے بعد بھی قبل سلام ہاتھ باندھنے کا اور بعد سلام کے ہاتھ چھوڑنے کا معمول ہے لیکن خلاصۃ الفتاوی اور بعض دیگر کتب کے عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیر دے درمختار میں ہے۔ وھو سنۃ قیام لہ قرار فیہ ذکر مسنون فیضع حالۃ الثناء وفی القنوت وتکبیرات الجنازۃ درمختار قولہ فیہ ذکر مسنون ای مشروع فرضا کان او واجبا او سنۃ شامی وفی خلاصۃ الفتاوی ولا یعقد بعد التکبیر الرابع لانہ لا یبقی ذکر مسنون حتی یعقد فالصحیح انہ یحل الیدین ثم یسلم تسلیمتین الخ انتھی

لکن قد یقال ان التسبیحتین بعد التکبیر الرابع ذکر مسنون ولعل ھذا منشاء اطلاق الوضع فی التکبیرات فقط واﷲ تعالی اعلم؛

٥٧

سوال جمعہ وعیدین میں بجائے عربی خطبہ کے اُردو فارسی میں خطبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؛

الجواب اگر خطبہ عربی کی جگہ اُردو یا فارسی میں پڑھا جاوے تو امام صاحب کے نزدیک مکروہ تحریمی ہوگا۔ اور صاحبین کے نزدیک ایک قول میں خطبہ صحیح نہوگا اور ادا نہ ہوگا۔ اور جب کہ خطبہ ادا نہ ہوگا تو نماز جمعہ بھی نہ ہوگی کیونکہ جمعہ کے اداء کی شرائط میں سے خطبہ بھی ہے۔ والرابع الخطبۃ فیہ فلو خطب قبلہ وصلی فیہ لم تصح درمختار باب الجمعۃ کما صح لو شرع بغیر عربیۃ الخ وشرط عجزہ وعلی ھذا الخلاف الخطبۃ وجمیع اذکار الصلوۃ درمختار وفی الشامی وعلی ھذا الخلاف لو سبح فی الفارسیۃ فی الصلوۃ او دعا الخ ای یصح عندہ لکن سیأتی کراھۃ الدعاء بالاعجمیۃ الخ شامی باب صفۃ الصلوۃ وفی باب الجمعۃ من رد المحتار لم یقید الخطبۃ بالعربیۃ اکتفاءً بما قدمہ فی باب صفۃ الصلوۃ من انھا غیر شرط ولو مع القدرۃ علی العربیۃ عندہ خلافا لھما حیث شرطاھا الا عند العجز الخ۔ ان عبارات سے واضح ہے کہ باوجود قدرۃ علی العربیۃ اُردو فارسی میں خطبہ پڑھنا صاحبین کے قول کے موافق صحیح نہیں اور امام صاحب کے نزدیک اگرچہ خطبہ ادا ہوجاویگا

مگر مکروہ تحریمی ہوگا اور اگرچہ خطبہ عربی میں پڑھکر پھر اُردو فارسی نظم و نثر پڑھیں تو اسمیں بھی کراہت ہے۔ اور خلاف سنۃ متوارثہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال حضرت شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے کہ جمعہ کے لئے قریہ جامعہ شرط ہے اور قریہ جامعہ وہ ہے جس میں پچاس آدمی ہوں۔ کیا حنفیہ کا یہی مذہب ہے، اور فتویٰ کس پر ہے

جمعہ کے لئے قریہ کبیرہ کی شرط اور شاہ ولی اللہ کی تحقیق

الجواب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جو کچھ تحقیق جمعہ کے بارے میں ہے اُس میں کوئی اخفاء اور استبعاب نہیں ہے اکابر کی کلام میں ایسے مضامین بیشتر ہوتے ہیں۔ دیہات میں جمعہ کا نہونا یہ بھی مسلم امر ہے جس کو شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ پھر اپنی تحقیق سے جس قریہ کو اُنہوں نے جامعہ خیال فرمایا اُس میں حکم جمعہ کا ارقام فرمایا اس میں شک نہیں کہ قریہ جامعہ میں سب کے نزدیک جمعہ کا ادا ہونا مسلم ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی قریہ جامعہ میں حکم جمعہ کا فرماتے ہیں۔ باقی یہ امر اور تحقیق ثانی ہے کہ قریہ جامعہ کس کو کہا جاوے گا۔ امام صاحب امصار و قصبات و قری کبیرہ کو جن میں ضروریات انسانیہ کا بہم پہنچانا سہل ہو بازار دوکانیں وہاں ہوں حکام کا قیام گاہ ہو۔ قریہ جامعہ فرماتے ہیں ۵۸
اور اُس میں حکم جمعہ کا فرماتے ہیں۔ اور قریہ صغیرہ کو جس میں اوصاف مذکورہ موجود نہوں محل جمعہ قرار نہیں دیتے۔ بخاری کی حدیث جس میں اہل قری کا مدینہ شریف میں نوبت بنوبت جمعہ کے لئے آنا ثابت ہے وہ قوی دلیل ہے اس پر کہ اہل قری پر جمعہ واجب نہیں ورنہ سب کا آنا ضروری ہوتا نوبت بنوبت آنا کیسے جائز ہو سکتا تھا اور یہ بھی مسلم ہے کہ خود اُن قریے میں جمعہ نہ ہوتا تھا جو یہ خیال کیا جاوے کہ جو صحابہ مدینہ شریف میں نہ آئے وہ وہاں جمعہ پڑھ لیتے ہوں گے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اتنی بات میں تو متفق ہیں کہ قریہ جامعہ جمعہ کے لئے ضروری ہے باقی یہ اُن کی تحقیق ہے کہ جس قریہ میں پچاس آدمی ہوں اُس کو وہ قریہ جامعہ خیال فرماتے ہیں اور دیگر ائمہ مثل امام مالک و امام شافعیؒ کی تحقیق کو اس بارہ میں اختیار فرماتے ہیں ہر ایک محقق امت کی ایک تحقیق ہے جو اُس کو مختار و پسندیدہ ہے دوسروں پر اُس کا کچھ التزام نہیں ہے مجتہدین امت کی تحقیقات کو اگر ملاحظہ کیا جاوے تو بہت مواقع میں ایسے امور نظر آتے ہیں جن میں بظاہر اُن کا کلام متعارض معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت تعارض نہیں ہر ایک تحقیق کا محل و منشاء دوسرا ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بھی اُنہیں محققین و مرجحین میں سے ہیں کہ اُن کی تحقیق کا مرتبہ جدا اور ممتاز ہے عام آدمیوں کو اُن کی تحقیقات کا انحصار کیسے

ہوسکتاہے کہ خواص بھی اس میدان میں حیران ہوتے ہیں پس اس قصہ سے قطع نظر کیجئے کہ اُن اکابرین کی تحقیق فلاں جگہ کیا ہے اور فلاں جگہ کیا ہے اپنے مجتہد امام کی تقلید کرنی چاہئے کہ اس قسم کے خطرات سے امن ہے۔ امام ابوحنیفہ کا مسلک ومذہب دربارۂ جمعہ معلوم ومحقق ہے جس کو احقر نے بھی کچھ لکھدیا ہے اور کتب فقہ میں مبیّن ومبرہن ہے اُس کو اختیار کرنا چاہئے اور باقی تحقیقات اپنی وسعت فہم وادراک سے باہر سمجھ کر اُس سے اغماض وسکوت چاہئے۔

سوال۔ اگر موروثی کاشتکار زمیندار سے یہ کہے کہ تم مجھے پچاس روپیہ یا سو روپیہ دیدو تو میں تمہاری زمین سے دست بردار ہوجاؤں گا اور موروثیت چھوڑ دوں گا آیا کاشتکار کو یہ روپیہ لینا اور زمیندار کو یہ روپیہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ یہ معاملہ شرعاً جائز نہیں ہے زمین مملوکہ زمیندار کی ہے موروثیت شرعاً کوئی چیز نہیں۔ کاشتکار نے جب اپنا قبضہ اُٹھا کر زمین حوالہ زمیندار کے کردی تو کاشتکار

۵۹ کو کچھ حق روپیہ لینے اور کہنے کا نہ رہا۔ باقی رہا یہ کہ زمیندار کے حق میں یہ روپیہ دینا گویا رشوت دینا ہے ظلم سے بچنے کے لئے رشوت دینا جائز لکھا ہے۔ کاش اگر کاشتکار پچاس روپیہ لیکر بالکل ہمیشہ کے لئے زمین سے اپنا قبضہ ناجائز اُٹھالے اور زمین حوالہ زمیندار کے کردے تو فی الجملہ بحق زمیندار اس رشوت کے دینے کا جواز نکل سکتا ہے۔ لیکن بحق کاشتکار کسی طرح روپیہ لینا حلال نہیں اور کاشتکار کو پچاس روپیہ لینا درست نہیں اُس کو لازم ہے کہ وہ روپیہ واپس کرے اور زمیندار اگر کسی طرح اپنا روپیہ کاشتکار سے وصول کرسکے تو کرے اس کی اجازت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال۔ قاتل نفس کا جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب۔ بر جنازہ وے نماز ادا کردہ شود قال علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل بر وفاجر وقال فی الشامی جواباً عن استدلال الامام ابی یوسف بحدیث مسلم انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتی برجل قتل نفسہ فلم یصل علیہ، اقول لا دلالۃ فی الحدیث علی ذلک لانہ لیس فیہ سوی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یصل علیہ فالظاہر انہ امتنع زجراً لغیرہ عن مثل ہذا الفعل کما امتنع عن الصلوٰۃ علی المدیون ولا یلزم من ذلک عدم صلوٰۃ احد علیہ من الصحابۃ اذ لا مساواۃ

ؔ یہ مسئلہ اس باب کا نہیں غلطی کاتب سے یہاں درج ہوگیا ۱۲ مصحح

بین صلوتہ علیہ السلام وصلوۃ غیرہ قال اللہ تعالی ان صلوتک سکن لھم
ثم فی شرح المنیہ رائیت کذلک الخ
وقال فی الدر المختار من قتل نفسہ ولو عمدا یغسل ویصلی علیہ وان
کان اعظم وزرا من قاتل غیرہ الخ۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔

سوال۔ جو شخص خائن وبدعتی وغیرہ ہو اُس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟
(۲) جو آدمی امام مذکور کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور دوسرے مکان میں جماعت سے نماز پڑھیں تو جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں۔ ایک رکعت میں ایک سجدہ کیا اور دوسری یا تیسری رکعت میں یاد آیا تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جاوے گی یا نہیں؟

الجواب۔ ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے؟
(۲) کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر امام فاسق وبدعتی وغیرہ ہو تو اُس کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے افضل ہے اور مسجد میں نماز جماعت سے پڑھنے میں جو ثواب ہے وہ مکان میں جماعت کرنے سے نہیں ہے؟
وہ سجدہ جو رہ گیا ہے وہ ادا کرے اور پھر آخر میں سجدۂ سہو کرے تب نماز ہو گی اگر وہ سجدہ جو رہ گیا تھا ادا نہ کیا تو نماز نہ ہو گی از سر نو نماز پڑھنی چاہیے؟

سوال۔ تین چار جنازے اگر جمع ہو جاویں تو نماز جنازہ علیحدہ علیحدہ پڑھی جاوے یا ملا کر اگر ملا کر پڑھے تو دعا کس طرح پڑھے۔
(۲) نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مذہب حنفیہ اس میں یہ ہے کہ نماز جنازہ اُن کی جُدا جُدا پڑھنا افضل ہے اگر ملا کر پڑھیں یہ بھی درست ہے اور دعا ایک ہی دفعہ پڑھی جاوے گی جیسا کہ ایک میت کی نماز میں واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوۃ اولی وان جمع جاز الخ درمختار
(۲) معمول یہ ہے کہ سورہ فاتحہ نماز جنازہ میں نہیں پڑھی جاتی لیکن اگر کوئی شخص بہ نیت دعا پڑھے تو اُس کو جائز سمجھتے ہیں اور کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے وعندنا تجوز بنیۃ الدعاء وتکرہ بنیۃ القراءۃ الخ درمختار واللہ تعالی اعلم

سوال۔ بلا ضرورت شدیدہ دو مُردوں کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب۔ بلا ضرورت دو مُردوں کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ ضرورت

فاسق کے پیچھے نماز تنہا پڑھنے سے افضل ہے۔

۶۰

متعدد جنازوں کی نماز علیحدہ علیحدہ افضل ہے

دو مردوں کا ایک قبر میں دفن کرنا بلا ضرورت شدیدہ جائز نہیں

کے وقت ایسا کرنا جائز ہے۔ (قولہ لضرورۃ) قید بہا لانہ لا یدفن اثنان فی قبر مالم یصر الاوّل ترابا فیجوز حینئذ البناء علیہ والزرع الا بضرورۃ فیوضع بینہما تراب اولبن لیصیر کقبرین الخ شامی؛

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت شدیدہ دو مُردوں کو ایک قبر میں دفن نہیں کر سکتے لیکن ضرورت شدیدہ کے وقت دو مردوں کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے اور اُن دونوں مُردوں کے درمیان کوئی حد فاصل ہونی چاہیے؛ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال۔ بعد غسل میت کی پیشانی اور سینہ پر عنبر یا اور کسی خوشبودار چیز سے انگشت شہادت کے ساتھ کلمہ اور بسم اللہ لکھنا جائز ہے یا نہیں؛

(۲) میت کے کفن میں دعا یا شجرہ وغیرہ رکھنا کیسا ہے؛

(۳) میت کو چھتری وغیرہ سے ڈھانک کر لے جانا کیسا ہے؛

(۴) بعد دفن میت کی قبر سے چالیس قدم ہٹ کر اذان کہنا کیسا ہے؛

(۵) اور امور مذکورہ کو ضروری اور لازم وواجب اور فرض سمجھنا جائز ہے یا نہیں؛

الجواب۔ میت کی پیشانی اور سینہ پر یا کفن پر سیاہی یا عنبر وغیرہ سے کلمہ طیبہ یا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ لکھنا چاہیے کہ میت کی نجاست سے اُس کو ملوث ہوگا اس لئے شامی میں کہا کہ بلا سیاہی وغیرہ کے صرف انگشت شہادت کے اشارہ سے پیشانی میت پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سینہ پر کلمہ طیبہ لکھدے جو محض انگشت کا اشارہ ہو نشان حروف کچھ ظاہر نہ ہو۔ عن فوائد السرخی ان مما یکتب علی جبہۃ المیت بغیر مداد بالاصبع المسبحۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وعلی الصدر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ وذلک بعد الغسل قبل التکفین شامی

(۲) یہ بھی درست نہیں کہ نجاست سے اُس کو ملوث ہوگا؛ اور بے ادبی ہوگی؛

(۳) اس کی کچھ اصل نہیں اور یہ فضول حرکت اور بدعت ہے؛

(۴) یہ بھی درست نہیں اور سلف سے منقول نہیں۔ پس بدعت ہے؛

(۵) جب کہ ان امور کے مشروع ہونے اور جائز ہونے میں بھی کلام ہے اور بدعت اور مذموم ہونا ان امور کا شرعاً ثابت ہے تو فرض اور لازم جاننا اُن کا محض جہالت ہے اور یہ وجہ مستقل ممانعت وعدم جواز امور مذکورہ کی ہے ایسا عقیدہ رکھنا ان امور کیسا تھ

کہ یہ امور مشروع ہیں اور فرض وواجب ہیں یا معاملہ فرض وواجب کا ساکرنا بالکل غلط اور کذب ہے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کل بدعۃ ضلالۃ وقال علیہ السلام من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن

جامع مسجد کی تعریف اور تعدد جمعہ کا حکم

سوال جامع مسجد کی کیا تعریف ہے؟

الجواب جس مسجد میں جمعہ پڑھا جاوے وہ جامع مسجد ہے اور عرفاً واصطلاحاً جامع مسجد وہ کہلاتی ہے جو بڑی مسجد کسی شہر وقصبہ میں خاص اس لئے بنائی جاوے کہ علاوہ پنجگانہ جماعت کے جمعہ کی نماز بھی وہاں ہوا کرے۔ حنفیہ کا مفتیٰ بہ مذہب یہ ہے کہ ایک شہر میں چند جگہ بھی جمعہ درست ہے؛ وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً علی المذھب وعلیہ الفتوی در مختار۔

پس اگر جامع مسجد سے یہ مُراد لی جاوے کہ جس میں جمعہ ہو تو جتنی مسجدوں میں جمعہ پڑھا جاوے گا سب کو جامع مسجد کہہ سکتے ہیں۔ قولہ الا الجامع ای الذی تقام فیہ الجمعۃ شامی جلد اوّل، فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

۶۲ بعد نماز جنازہ سورۂ اخلاص پڑھنا

سوال بعد نماز جنازہ فوراً ایک عالم کا فرمان ہوتا ہے کہ تین مرتبہ قُل ھُوَ اللّٰہ پڑھکر اس میت کو بھی بخشدو۔ کیونکہ ابھی سب باوضو اور قبلہ رُخ کھڑے ہو اس لئے اس وقت میں پڑھنا بہتر ہے۔ ایک دوسرا شخص کہتا ہے کہ یہ بدعت ہے اور شبہ زیادتی نماز جنازہ پر وال ہے اور عالم کے کہنے کی وجہ سے لوگ سند پکڑتے ہیں۔ اس لئے ابھی نہ پڑھو تھوڑی دیر بعد پڑھکر سب اموات کو بخشدیجو؛

اس سوال کا ایک جواب ایک شخص نے لکھا ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے اُس کے خلاف مولوی محمد نے عدم جواز کا فتویٰ تحریر فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے؛

الجواب بے شک اس طرح پر التزام کرنا اور پڑھنے کا حکم دینا ثابت نہیں ہے جو شخص منع کرتا ہے وہ صحیح کہتا ہے۔ ایسی باتوں کی ابتدا خواہ نیک نیتی سے ہو لیکن اس کا انجام بدعت کی طرف پہنچ جاتا ہے۔ پس کسی ایسی بات کو جس کا ثبوت نہ ہو ہرگز ایجاد نہ کرنا چاہئے۔ شریعت نے جتنی موت وحیات کے معاملات میں تعلیم دی ہے وہ بہت کافی ہے اُس پر زیادتی کرنی اور نئی باتیں ایجاد کرنے کی ضرورت نہیں؛ فی الدر المختار ویسلم بلا دعاء بعد الرابعۃ؛ فقط اس جواب کی تائید مفتی صاحب کرتے ہیں؛

الجواب اقول وبہ نستعین یہ صحیح ہے کہ عالم صاحب کو بعد نماز جنازہ اس فرمان کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور صحابہ وتابعین وائمہ دین کے تعامل سے ثابت نہیں نماز جنازہ کافی ہے؛ ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

سوال۔ جس گاؤں میں چھ سو آدمی آباد ہوں وہاں جمعہ درست ہے یا نہیں۔
(۲) سنا ہے کہ جس گاؤں میں جمعہ درست نہیں وہاں عیدین بھی درست نہیں؛
(۳) مسجد میں دائیں طرف اذان کہی جاوے یا بائیں طرف؛

الجواب۔ جس گاؤں میں کل چھ سو آدمی ہوں وہ قریہ صغیرہ ہے اور قریہ صغیرہ میں جمعہ نہیں ہوتا کما فی الشامی وفی ما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا یجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب الخ

(۲) یہ صحیح ہے جس گاؤں میں جمعہ درست نہیں وہاں عیدین بھی درست نہیں؛
(۳) ہر طرف درست ہے یمین وشمال کی تخصیص شریعت میں کچھ نہیں ہے؛

سوال۔ ایک عورت کا جنازہ صندوق میں رکھکر دفن کر دیا تھا اور نیچے صندوق کے اینٹوں کا فرش پختہ بنا دیا تھا۔ اب اُس جنازہ کو منتقل کرنا جائز ہے یا نہیں اور جو فرش صندوق کے نیچے ہے اُس کو اپنے حال پر چھوڑا جاوے یا کیا؛

الجواب۔ شامی میں ہے واما نقلہ بعد دفنہ فلا مطلقا وھکذا النقلہ عن الفتح پس منتقل کرنا اُس جنازہ کا درست نہیں ہے جس طرح دفن کر دیا ہے اُسی طرح چھوڑا جاوے رد وبدل کچھ نہ کیا جاوے۔ فرش جو نیچے صندوق کے پختہ ہے اُس کو بھی اب پختہ چھوڑا جاوے الغرض قبر کو کھولا نہ جاوے۔ ولا یخرج منہ بعد اہالۃ التراب درمختار فقط

سوال۔ نماز جنازہ مکرر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور کیا باذن ولی تکرار نماز جنازہ جائز ہے؛

الجواب۔ نماز جنازہ جب کہ ایک بار ہو چکی تو دوبارہ نہ پڑھی جاوے کما فی الدر المختار لان تکرارھا غیر مشروع مگر یہ عدم جواز تکرار اُس وقت ہے کہ ولی نماز پڑھ چکا ہو ورنہ ولی دوبارہ پڑھ سکتا ہے وان صلی ھو ای الولی بحق الخ لا یصلی غیرہ بعدہ درمختار۔ اور جب کہ ولی نماز پڑھ چکا ہے تو پھر کسی کو ولی کی اجازت سے بھی دوبارہ نماز پڑھنا جنازہ کی درست نہیں ہے کیونکہ تکرار نماز جنازہ مشروع نہیں ہے؛

جس گاؤں میں چھ سو آدمی ہوں وہ قریہ صغیرہ
٦٣
دفن کے بعد لاش کو منتقل کرنا۔
نماز جنازہ کو مکرر پڑھنا جائز نہیں

(۲) ولی کو یہ درست نہیں ہے کہ باوجود موجود ہونے قاضی شرعی کے جو منجانب سلطان مقرر ہو بلا اجازت قاضی کے کسی دوسرے شخص کو امام بنا دے اسی طرح امام حی کی موجودگی میں دوسرے کو امام نہیں بنا سکتا لیکن یہ جو اس زمانہ کے قضاۃ برائے نام ہیں جو بوجہ نکاح خوانی کے قاضی کہلاتے ہیں ان کے لئے یہ حکم نہیں ہے؛ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔ نماز جنازہ کو سنت پر مقدم کیا جاوے یا مؤخر؛

الجواب نماز جنازہ کو سنتوں پر اور خطبہ پر مقدم کرنا چاہیئے۔ شامی میں ہے وتقدم صلوۃ الجنازۃ علی الخطبۃ وعلی سنۃ المغرب وغیرھا قولہ وغیرھا کسنۃ الظہر والجمعۃ والعشاء الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سوال (۱) زوجہ کو بعد مرنے کے غسل دینا اور دیکھنا جائز ہے یا نہیں؛

(۲) جنتی کو جنت میں کتنی حوریں ملیں گی؛

الجواب (۱) غسل دینا اور ہاتھ لگانا جائز نہیں دیکھنا درست ہے ویمنع زوجہا من غسلہا ومسہا لا من النظر الیہا درمختار

(۲) جنتی کو جنت میں حوریں ملیں گی باقی ہر ایک کے لئے جو تعداد خاص ہوگی وہ اللہ کو معلوم ہے؛ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

قال ابو الطاہر فی باب صفۃ الجنۃ من سنن ابن ماجۃ ص۲۹۷ عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من احد یدخلہ اللہ الجنۃ الا زوجہ اللہ عز وجل ثنتین

سوال روافض کے جنازہ کی نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے

الجواب۔ روافض میں جو فرقہ سب شیخین کرتا ہے یعنی اُن کو بُرا کہنے والا ہے اُن کو بہت سے فقہاء نے کافر کہا ہے اور محققین فقہاء کی تحقیق یہ ہے کہ وہ فاسق و مبتدع ہیں کافر نہیں البتہ اُن میں سے جو افک حضرت صدیقہؓ کے قائل ہیں یا حضرت صدیقؓ کی صحبت کے منکر ہیں یا حضرت علیؓ کی الوہیت کے قائل ہیں وہ بالاتفاق کافر و مرتد ہیں پس اُس عورت رافضیہ کا چونکہ پورا حال معلوم نہیں کہ وہ کس فرقہ میں داخل تھی اس لئے جو نماز اُس کے جنازہ کی سنیوں نے پڑھی مضائقہ نہیں کیونکہ حدیث میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر مگر آئندہ ایسے رافضی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں جو تبرا گویا افک حضرت صدیقہؓ وغیرہ عقائد باطلہ کے معتقد ہیں اور ختم قرآن شریف و کلمہ طیبہ کا ثواب اُن خبیث ارواح کو نہ پہنچاویں اور آپ کو مناسب یہ ہے کہ آپ اس بارہ میں گفتگو و نزاع نہ کیا کریں مگر آپ خود اپنا عمل یہ رکھیں کہ اُن کے جنازہ میں شریک نہ ہوں اُن کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں دعاء و استغفار و ایصال ثواب اُن کے لئے نہ کریں؛ فقط واللہ اعلم کتبہ الاحقر عزیز الرحمن عفی عنہ۔

۷۴ روافض کے جنازہ کی نماز

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ اذان خطبہ جمعہ مسجد میں مکروہ ہے یا بلا کراہت جائز ہے؟

الجواب۔ اذان کے معنے لغت میں اعلام کے اور اصطلاح شرع میں اعلام مخصوص کے ہیں جس کو عرف شرع میں اذان کہتے ہیں شامی صفحہ ۲۹۷ ھو لغۃ الاعلام وشرعاً اعلام مخصوص اذان کی وجہ مشروعیت کتب احادیث سے اسی قدر ثابت ہے کہ نمازیوں کو اوقات نماز کی اطلاع ہو جاوے اور مسجد میں حاضر ہو کر با جماعت نماز ادا کریں۔ اذان کے کلمات پر غور کرو تو صرف ذکر اللہ ہے یا ذکر اللہ کی طرف بلایا جاتا ہے ان کلمات کو نہ مسجد سے کسی قسم کی منافات نہ خارج مسجد سے خاص مناسبت بلکہ بظاہر تو معاملہ برعکس معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضور فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مساجد کی بنا نماز وذکر اللہ کے لئے ہے لیکن چونکہ اذان سے مقصود اعلام اور اطلاع عام ہے اس لئے بلند جگہ پر اذان دینا اولی ہوا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بلند مقام پر اذان دینے کا اہتمام تھا لیکن مسجد یا خارج مسجد کا کوئی التزام نہ تھا۔ حضور کے زمانہ مقدس میں مسجد اور خارج مسجد ٦٥
دونوں جگہ اذان دینا ثابت ہے۔ دیکھئے شامی صفحہ ۲۷۲ قال ابن سعد بالسند الی ام زید ابن ثابت کان بیتی اطول بیت حول المسجد فکان بلال یوذن فوقہ من اول ما اذن الی ان بنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجدہ فکان یوذن بعد علی ظہر المسجد وقد رفع لہ شئی فوق ظہرہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر سے پیشتر ام زید کے مکان پر جو متصل مسجد تھا اذان ہوتی رہی اور تعمیر مسجد کے بعد مسجد کی چھت پر ہونے لگی۔ اور چھت پر اذان کے لئے کچھ اور بلندی بھی کر دی گئی۔ اذان کی ابتداء عبداللہ ابن زید صحابی کی خواب سے ہوئی چنانچہ اکثر کتب صحاح میں احادیث مطولہ اس مضمون کی موجود ہیں ابوداؤد صفحہ ۷۲ میں ہے ایک طویل حدیث سے الفاظ مدعا نقل کرتا ہوں فجاء رجل من الانصار فقال یا رسول اللہ انی لما رجعت رئیت من اہتمامک رائیت رجلاً کان علیہ ثوبین اخضرین فقام علی المسجد فاذن اس حدیث میں انصاری مذکور سبز پوش شخص کا مسجد پر اذان دیتے دیکھنا بیان کیا ہے۔ ابن ماجہ باب الاذان میں ہے حدیث بالفاظ دیگر مروی ہے جس میں حضور نے عبداللہ بن زید سے یوں ارشاد فرمایا ہے فاخرج مع بلال الی المسجد۔ فالقہا علیہ ولیناد بلال فانہ اندی صوتا منک قال فخرجت

مع بلال الی المسجد فجعلت القیہا علیہ وھو ینادی. جس کا ماحصل یہ ہے کہ بلال کو مسجد میں لیجاکر اُن کو الفاظ اذان بتاؤ چنانچہ وہ اُن کو مسجد میں لیجاکر بتاتے رہے اور بلال اذان دیتے رہے احادیث مذکورہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان مسجد اور مسجد کی چھت پر ہوئی اور ظاہر ہے کہ مسجد کی چھت جملہ احکام میں مسجد ہے بلکہ یہ بھی ثابت ہوگیا کہ سب سے پہلی اذان حضور ہی کے حکم سے مسجد میں ہوئی تاویلات سے کیا کام چلتا ہے!

الغرض چونکہ اذان اطلاع عام کے لئے ہے اس لئے بلند جگہ ہونا انسب ہے خواہ مسجد ہو یا خارج مسجد. میرے نزدیک تو حضرات فقہاء کا جو اذان کو مسجد میں مکروہ یا نامناسب فرمارہے ہیں یہی مطلب ہے کہ اذان میں اعلام تام ہونا چاہیئے. مسجد میں اذان دینے سے اعلام کافی نہ ہوگا. لہذا مسجد میں کسی اونچی جگہ پر یا خارج مسجد ہونی چاہیئے. چنانچہ ارشاد فقہاء یوذن علی المیذنہ اوخارج المسجد میں تردید خود اس کی مقتضی ہے کہ میذنہ جزو مسجد ہے اس لئے اگر معتکف اگر میذنہ یا مسجد کی چھت پر چڑھ جاوے تو اعتکاف باطل نہ ہوگا.
میرے خیال ناقص میں تو یہ بات نہیں آتی کہ فقہا نفس اذان کو مسجد میں مکروہ فرمائیں کیونکہ ۶۶
اذان دنیا کی باتیں نہیں ہیں لہو لعب نہیں ہاں اذان سے جو غرض ہے وہ پست جگہ کہنے سے ناقص رہتی ہے اس لئے مناسب نہیں ہے.

اذان خطبہ جمعہ جس میں چند روز سے علماء میں اختلاف ہے اور سائل کا سوال بھی یہی ہے سو غور سے سنئے اذان خطبہ کو اور اذانوں سے بچند وجوہ امتیاز ہے تمام احادیث سے ثابت ہے کہ حضور سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک ہی اذان جمعہ کے لئے ہوتی تھی جبکہ حضور منبر پر جلوہ افروز ہوتے اس پر امت کا اتفاق ہے کسی کو خلاف نہیں. البتہ ابوداؤد میں ایک روایت محمد بن اسحٰق میں لفظ بین یدی اور علی باب المسجد مروی ہیں یہ دونوں لفظ سوائے روایت محمد ابن اسحق کے اور کسی کتاب صحاح ستہ میں نہیں ہیں ممکن ہے کسی اور کتاب حدیث میں ہوں جس کا ماحصل یہ ہے کہ اذان آپ کے سامنے باب مسجد پر دی جاتی تھی محمد ابن اسحق راوی کتنا ہی ضعیف سہی مگر امت نے بجز بعض مالکیہ کے بین یدی کی زیادتی کو تسلیم کیا ہے دوسری زیادتی علی باب المسجد کی ترک کرنیکے لئے اُس کے ضعف کو کیوں حیلہ بنایا جاتا ہے. انصاف تو یہ ہے کہ تسلیم کیجئے تو دونوں کو چھوڑیئے تو دونوں کو البتہ علی باب المسجد چند احتمالات کو ضرور محتمل ہے یعنی دروازہ کے اوپر اگر مسقف ہونا ثابت

ہوجاوے یا دروازے کی کسی دیوار پر یا دروازے کے آس پاس مسجد میں یا خارج مسجد مگر باغلب احتمال اوّل یا ثانی راجح کیا بلکہ یقینی معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمعہ کے لئے یہی ایک اذان تھی اسی سے اعلام وقت اسی سے وجوب سعی الی استماع الخطبہ اسی سے ترک بیع وشرا اسی کے بارہ میں آیت یاایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ الخ نازل ہوئی تو پھر کیا وجہ ہے کہ اور پنج وقتہ اذانوں میں تو بلند جگہ پر ہونے کا اہتمام ہو اور اس میں نہ ہو۔ میرے نزدیک تو جمعہ کی اذان میں اور بھی زیادہ ہونا چاہئے کیونکہ اور اذانوں سے تو اعلام وقت ہی مقصود ہے۔ اور اس اذان سے علاوہ اعلام وجوب سعی وترک بیع وشرا بھی متعلق ہے۔ مگر چونکہ اس اذان کا خطیب کے سامنے ہونا مسنون ہے لہذا ادھر ادھر منارہ پر تو ہو نہیں سکتی دروازہ مسجد کا عادتاً مسقف حصہ کے در کے سامنے ہوتا ہے اور اسی پر اذان ہوتی ہو تو اعلام بھی کامل اور محاذات خطیب بھی حاصل۔ میرے خیال میں زیادتی ابن اسحٰق مقبول اور مثل زیادتی اولیٰ لائق تسلیم۔

ایک امتیاز اس اذان کو اور اذانوں سے یہ ہے کہ اس اذان سے علاوہ اعلام غیر حاضرین مسجد کو بھی اطلاع کرنی تھی۔ کہ حضور پرنور منبر پر تشریف فرما ہوئے صلوٰۃ وکلام ترک کرو اور استماع خطبہ کے لئے متوجہ ہو جاؤ کہ اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام کا منشا ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر پر تشریف لانے کے وقت یہ اذان ہوتی تھی ورنہ مثل اور اذانوں کے پہلے کیوں نہ ہوتی؟

الغرض اس اذان سے دو اعلام مقصود ہیں اعلام غیر حاضرین کہ بیع وشرا ترک کر کے فوراً مسجد میں آئیں۔ دوسرا اعلام حاضرین انصات وترک صلوٰۃ وکلام کے لئے چنانچہ آنحضرت اور شیخین کے زمانہ تک جمعہ کے لئے یہی ایک اذان رہی جس سے دونوں اعلام ہوتے رہے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جبکہ مدینہ طیبہ کی آبادی وسیع ہوگئی اور یہ اذان اعلام عام کے لئے کافی نہ ہوئی آپ نے اس اذان سے پہلے ایک اور اذان زوراء پر جو متصل مسجد بازار میں ایک بلند مقام ہے پڑھائی چونکہ اس اذان کی زیادتی صحابہ کی موجودگی میں ہوئی لہذا اس اذان اوّل پر اجماع ہوگیا اور یہ اذان بھی سنت ہوگئی حسب ارشاد علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین اور جو احکام اذان خطبہ سے متعلق تھے اکثر اس سے متعلق ہوگئے اعلام تام جو غیر حاضرین کے لئے تھا اس سے حاصل ہوگیا اکثر فقہاء کا یہی مذہب ہے کہ وجوب سعی وترک بیع وشراء

اسی اذان اول سے ہوتا ہے چند فقہاء کے الفاظ ملاحظہ ہوں شامی صفحہ ۸۶۰ وجب السعی الیہ وترک البیع بالاذان الاول فی الاصح وان لم یکن فی زمن الرسول بل فی زمن عثمانؓ قولہ فی الاصح قال فی شرح المنیۃ اختلفوا فی المراد بالاذان الاول باعتبار المشروعیۃ وھو الذی بین یدی المنبر لانہ الذی کان اولاً فی زمنہ علیہ السلام وزمن ابی بکر وعمر حتی احدث عثمان الاذان الثانی علی الزوراء حین کثر الناس والاصح انہ الاول باعتبار الوقت وھو الذی یکون علی المنارۃ بعد الزوال۔ طحطاوی صفحہ ۲۸۲ قولہ فی الاصح وقال الطحاوی المعتبر ھو الاذان الثانی بین یدی المنبر لانہ کان فی زمنہ صلعم والشیخین بعدہ۔ قال فی البحر وھو ضعیف مراقی الفلاح بر حاشیہ طحطاوی جلد اول صفحہ ۲۸۲ فی الاصح لحصول الاعلام بہ لانہ لو انتظر الاذان الثانی الذی عند المنبر تفوتہ السنۃ وربما لا یدرک الجمعۃ لبعد محلہ وھو اختیار شمس الائمۃ عینی شرح ہدایہ صفحہ ۱۱۴ وعن الحسن ابن زیاد عن ابی حنیفہ ھو اذان المنارۃ۔ لانہ لو انتظر الاذان عند المنبر تفوتہ اداء السنۃ واستماع الخطبۃ بل تفوتہ اداء الجمعۃ اذا کان المصر بعید الاطراف

ان اقوال سے صراحۃً معلوم ہوگیا کہ اعلام عام اور وجوب سعی اور ترک بیع سب اذان اول ۶۸
سے جو منارہ پر ہوتی ہے اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بڑھائی گئی تھی متعلق ہوگئے اور اس اذان کے جو منبر کے پاس ہوتی ہے نہیں رہے اس اذان اول سے اعلام ہو چکا وجوب سعی و ترک بیع سب کچھ ہو لیا اور اذان خطبہ کا کام یہ اذان اول دے چکی گویا یہ اذان اول امور بالا میں اذان خطبہ کے قائم مقام ہوگئی اذان خطبہ کے متعلق کیا کام رہا وہی اطلاع حاضرین مسجد کو کہ امام منبر پر آگئے صلوۃ وکلام ترک کرو واستماع خطبہ کے لئے مستعد ہو جاؤ درمختار و شامی سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے دیکھو شامی صفحہ ۳۹۷ ھو لغۃ الاعلام وشرعاً اعلام مخصوص لم یقل بدخول الوقت لیعم الفائتۃ وبین یدی الخطیب یعنی اذان کی تعریف میں بدخول الوقت کی قید نہیں لگائی جیسا کہ اکثر فقہاء لگاتے ہیں تاکہ قضا نمازوں کی اذان اور خطیب کے سامنے کی اذان کو شامل ہوجائے کیونکہ ان دونوں اذانوں میں وقت کے داخل ہونے کی اطلاع مقصود نہیں جو اذان کا مقصود اصلی ہے۔ اس لئے کہ قضا کے واسطے تو کوئی مخصوص نہیں اور اذان خطبہ سے بیشتر پہلی اذان کے ذریعہ سے وقت جمعہ کے ہو جانے کی اطلاع ہو چکی ہے علامہ شامی کی بھی یہی رائے ہے اُن کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ماتن اذان کی تعریف میں بدخول الوقت کی قید بڑھا بھی دیتے تو بھی اذان خطبہ

اذان میں داخل رہتی کیونکہ یہ اذان اصل میں تو اعلام بدخول الوقت کے لئے تھی اگرچہ اب یہ
اعلام اذان اول سے ہونے لگا بہرحال واضح ہوگیا کہ اذان خطبہ سے اعلام کامل مقصود نہیں رہا بلکہ
یہ کام اُس کی نائب اذان اول سے حاصل ہوگیا تو اذان خطبہ سے آس پاس والوں کو اور حاضرین
مسجد کو اطلاع مقصود رہگئی اور یہ امر پہلے مشرح ہوچکا ہے کہ اذان کا بلند جگہ ہونا صرف اعلام
ہی کے لئے تھا اور جب کہ اذان خطبہ سے یہ اعلام نہیں رہا تو فرمایئے کہ پھر یہ اذان مسجد میں کیوں
مکروہ ہو۔ حالانکہ کلمات اذان میں عبادت ذکر اللہ مسجد کے مناسب ہیں یہی باعث ہے کہ وہ فقہاء
جو یکرہ الاذان فی المسجد یا لا ینبغی الاذان فی المسجد فرمارہے ہیں اذان خطبہ کو عند المنبر
فرماتے ہیں عبارات مذکورہ بالا ملاحظہ ہوں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابو حنیفہ اور جملہ فقہاء
کے زمانہ میں اذان خطبہ عند المنبر ہوتی تھی اور آج تک تمام بلاد عرب و عجم میں یہی توارث چلا
آتا ہے۔ انصاف سے بعید ہے کہ بلا ضرورت عند المنبر کے صاف بدیہی مضمون کو بدلا جاوے
عند المنبر کے صاف بدیہی معنے باعتبار لغت و عرف منبر کے پاس و نزدیک کے ہیں۔

٦٩ الغرض حضرت عثمان کے زمانہ میں یا کچھ بعد سے جب کہ اس اذان کا کام اعلام وغیرہ
اذان اول سے حاصل ہوگیا تو اذان خطبہ کو بلند مقام پر مسجد یا خارج مسجد میں کہنے کی
کوئی ضرورت نہ سمجھکر مسجد میں منبر کے سامنے منتقل کر دیا اور اسی پر امت کا عملدرآمد چلا
آرہا ہے صدق رسول صلے اللہ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ فقط واللہ اعلم

سوال میت کو دفن کرتے وقت اذان کہنا کیسا ہے؟

الجواب وقت دفن میت کے اذان کہنا بدعت ہے اور سلف سے منقول نہیں ہے
شامی میں ہے فی الاقتصار علی ما ذکر اشارۃ الی انہ لا یسن الاذان عند ادخال
المیت فی قبرہ الخ وقد صرح ابن حجر فی فتاواہ انہ بدعۃ الی اخر ما حققہ رحمہ اللہ
وفی الدر المختار وھو سنۃ للفرائض الخمس الخ لا یسن لغیرھا کعید الخ وفی الشامی
قولہ لا یسن لغیرھا ای من الصلوٰۃ والا فیندب للمولود والمھموم والمصروع الخ
شامی نے اذان وقت دفن کا اس موقع پر بھی انکار کیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال اگر کوئی آدمی کٹکر مرجائے اور اُس کا ایک عضو ملجائے تو اُسکے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے یا نہیں۔

الجواب آدھے سے کم حصہ آدمی کا ملے تو اُس کو نہ غسل ہے نہ اُس پر نماز ہے۔
او احد شقیہ لا یغسل ولا یصلے علیہ بل یدفن الا ان یوجد اکثر من نصفہ الخ درمختار فقط واللہ اعلم

كتاب الزكوٰة

سوال ماتقولكم في هذا القرطاس المسمّى بالنوت هل هو مال ام سند من قبيل الصك۔

(۲) هل تجب فيه الزكوٰة اذا بلغ نصاباً وحال عليه الحول ام لا۔

(۳) اذا باع باكثر من القيمة التي كتب فيه الى الاجل جاز ام لا۔

الجواب نوٹ وثیقہ اور سند ہے اُس مقدار روپیہ کی جو اُس کے اندر تحریر ہے وہ خود مال نہیں اور اُس مقدار کاغذ کی قیمت ہزار روپیہ یا پانسو نہیں ہوسکتا اور نہ عرفاً وہ کاغذ اس قیمت کا سمجھا جاتا ہے؛

(۲) زکوٰۃ اُس میں واجب ہے بلا قید تجارت کے جب کہ وہ مقدار روپیہ بقدر نصاب ہو اور حولان حول ہوجاوے؛ ۷۰

(۳) بیع اُس کی زائد و کم کو اُس مقدار سے جو اُس کے اندر تحریر ہے درست نہیں اور درحقیقت اُس کی بیع نہیں ہوسکتی بلکہ بطریق حوالہ اُس کا انتقال ہوتا رہتا ہے۔ شامی میں تحت شرح اس قول درمختار کے بیع البراءات التي يكتبها الديوان على العمال لا يصح مذکور ہے قلت وعبارة الصيرفية هكذا سئل عن بيع الخط قال لا يجوز فانه لا يخلو اما ان باع ما فيه او عين الخط لا وجه للاول لانه بيع ما ليس عنده ولا وجه للثاني لان هذا القدر من الكاغذ ليس متقوماً الخ بس دفع ہوا وہم اُن لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ یہ کاغذ مال ہے اور بیع اُس کی جس طرح چاہے کرے اور وہ جو بعض کتب میں مذکور ہے کہ ایک ورق کاغذ کو ہزار روپیہ کو فروخت کرسکتا ہے استدلال اُس روایت سے اس موقع پر صحیح نہیں ہے کیونکہ غرض اُس سے یہ ہے کہ ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ اپنی چیز جس قیمت کو چاہے فروخت کرے اور مشتری کو اختیار ہے کہ جس قیمت کو چاہے لیوے۔ لیکن یہ جب ہے کہ غرض بائع و مشتری کی بیع کرنا اور خریدنا اُس کاغذ کا اور وہ کاغذ خود مال سمجھا جاتا ہو۔ حالانکہ نوٹ میں قطع نظر اُس کے سند اور وثیقہ ہونے کے فی حد ذاتہ اُس کی قیمت اُس قسم تحریر شدہ کو کوئی نہیں سمجھتا نہ بائع کی یہ غرض ہے نہ مشتری کی اگر نوٹ کا وثیقہ اور سند سرکاری ہونے سے قطع نظر

کر لی جاوے اور وہ سند سرکاری نہ ہو تو کوئی شخص اُس کو ایک روپیہ کو بھی نہ خریدے۔ اگر فی حد ذاتہ مال ہوتا تو اُس کے چاک کر دینے سے اور دریا میں پھینک دینے سے اور کسی طریق سے ہلاک کر دینے سے چاہئے کہ وہ مال ضائع ہو جاوے جیسا کہ جملہ اموال کا حال ہے۔ مثلاً اگر کوئی اپنے زر و سیم کو سمندر میں ڈالدے ظاہر ہے کہ مال اُس کا ضائع ہوا اور اب کوئی صورت اُس مال کے ملنے کی بظاہر نہیں ہے بخلاف نوٹ کے کہ اُس کے نمبر محفوظ کر کے چاک کر دیجئے بعد طلب دوسری سند اُس مقدار روپیہ کی سرکار سے ملجاوے گی یہ کیسی کوتاہ فہمی ہے کہ باوجود وضاحت اس مسئلہ کے پھر اُسکو مال متقوم بحیثیت مذکور کہا جاتا ہے۔ زیادہ بسط و تفصیل کی حاجت نہیں ہے فہم کے لئے ایک نکتہ کافی ہے اور معاند کے لئے ایک دفتر بھی نافع نہیں، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

سوال۔ رشوت کے روپیہ پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب۔ رشوت یا اور کسی طریق حرام سے جو روپیہ جمع کیا گیا ہے اُس پر شرعاً زکوۃ واجب نہیں ہوتی کیونکہ وہ سب مال حرام واجب التصدق ہے فقراء پر سب مال صدقہ کرنا چاہئے اگر مالکین معلوم نہ ہوں اور اُن پر رد نہ ہو سکے ورنہ مالکوں کو واپس دینا چاہئے

سوال۔ جس شخص کے پاس دو سو روپیہ کے مقدار ہو اُس پر دین مہر زوجہ کا دو ہزار ۷۱ یا چار ہزار ہو اُس پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں۔

(۲) نر گاؤ و مادہ ہائے نر گاؤ کہ جو سلسلہ کشت کاری کے واسطے رکھی جاویں نر گاؤ بایں غرض کہ وہ ہل وغیرہ میں مدد دیں گاؤ بایں غرض کہ ان سے بچے وغیرہ ہوں پھر اُن سے زراعت میں کام لیا جاوے ان پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں اور اگر واجب ہو اور اپنی اہلیہ کے دین مہر کا مقروض ہو تو پھر کس پہلو کو اختیار کرے۔

(۳) وہ زمین کہ جس میں نہر وغیرہ سے پانی دیا جاوے اس پر بیسواں حصہ اور آسمانی پر دسواں حصہ زکوۃ کا ہے تو سرکاری محصول مقرر کریں گے بعد مرقومہ بالا کے عشر کی ضرورت رہیگی یعنی جب سرکاری محصول دیدیا جاوے تو پھر شرعی طریقہ دسواں اور بیسواں عمل میں لایا جاویگا یا نہیں

(۱) دین مہر موجل مانع زکوۃ سے نہیں زکوۃ اس کو دینی چاہئے شامی میں ہے۔ والصحیح انہ غیر مانع۔

(۲) درمختار میں ہے ولا فی عوامل اے التی اعدت للعمل کاثارۃ الارض الخ شامی اس سے معلوم ہوا کہ ہل چلانے کے لئے جو بیل ہیں اُن پر زکوۃ تو نہیں البتہ مادہ گاؤ جو بچے کے حاصل

کرنے کے لئے ہیں اگر وہ سائمہ ہوں یعنی اکثر سال مثلاً ۶ ماہ سے زیادہ جنگل میں مفت کے گھاس پر اکتفاء کرتی ہوں اور قیمت کا چارہ گھر کھڑے ہو کر نہ کھاتی ہوں اور نصاب بھی پورا ہو جاوے یعنی چالیس گائے ہو جاویں تو زکوۃ ان کی واجب ہے فقط

(۴) اگر زمین عشری ہے تو سرکاری محصول دینے سے عشر ساقط نہیں ہوتا ما بینہ و بین اللہ فقراء کو دسواں یا بیسواں حصہ دینا چاہئے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

سوال - مد زکوۃ سے اگر کسی سفیر کو تنخواہ دی جاوے اگرچہ سید ہی ہو جائز ہے یا نہیں اور والعاملین علیہا میں داخل ہے یا نہیں؟

(۲) مد زکوۃ سے اگر کسی طالب علم پردیسی کو وظیفہ دیا جاوے اگرچہ سید ہی ہو جائز ہے یا نہیں اور ابن سبیل میں داخل ہے یا نہیں؟

الجواب مد زکوٰۃ سے کسی سفیر کو تنخواہ دینا جائز نہیں اور وہ عاملین علیہا میں داخل نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(۲) سیّد کو بدون حیلہ تملیک کے نہ دیا جاوے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

سوال اگر کوئی شخص مال زکوۃ سے کتب خرید کر کے برائے طلبہ علوم دینیہ کے بطور وقف رکھ چھوڑے تا کہ ضرورت کے وقت لی جاوے ...... اگر اس جگہ رہی تو پڑھتا اور ان استعمال کرتا رہے جائز ہے یا نہیں۔ اس جگہ اس مسئلہ کی بہت اشد ضرورۃ ہے جلد سے جلد جواب دیویں۔ ۷۲

الجواب - مال زکوۃ سے کتب دینیہ خرید کر وقف کرنا درست نہیں ہے زکوۃ اس میں ادا نہیں ہوتی زکوۃ میں مالک بنا دینا محتاجوں کو شرط ہے اگر کتب خرید کر طالب علموں کو دیدیویں اور اُن کی ملک کر دیویں تو زکوۃ ادا ہو جاوے گی بدون مالک بنانے کے زکوۃ ادا نہو گی فقط

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

(نمبر ۹۶) **سوال**۔ ایک شخص کے تین مکانات ہیں بعض کرایہ پر ہیں بعض خالی ہیں اُن مکانات میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں (۲) طلاء و نقرہ پر زکوٰۃ کس وقت واجب ہوتی ہے (۳) جس وقت زکوٰۃ فقراء کو دی جاوے تذکرہ کی ضرورت ہے یا نہیں (۴) زکوٰۃ کس ماہ اور کون تاریخ کو ادا کرنی چاہئے۔ (۵) سواری کے گھوڑے میں زکوٰۃ ہے یا نہیں۔ (۶) میری تین لڑکیاں ناکتخدا ہیں اگر اُن کے حصہ کا زیور جہیز کے واسطے طیار کرا لیا جاوے تو اُس کی زکوٰۃ کس کو دینا چاہئے؟

الجواب۔ زکوٰۃ اُن مکانات میں لازم نہیں ہے (۲) زکوٰۃ نقرہ پر اُس وقت واجب ہوتی ہے کہ ۵۲½ تولہ چاندی ہو جاوے اور طلائی ساڑھے سات ۷½ تولہ پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے (۳) تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ (۴) کچھ تخصیص اور کچھ قید تاریخ و ماہ کی نہیں ہے۔ (۵) سواری کے گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (۶) جب تک نکاح کر کے وہ زیور اُن دختران کی ملک نہ کر دیا جاوے اُس وقت تک زکوٰۃ آپ کے ذمہ لازم ہے جس وقت وہ مالک ہو جاویں گی اُن کے ذمہ لازم ہوگی۔ فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی اللہ عنہ

(۷۳) (نمبر ۹۷) **سوال**۔ عشر میں کوئی نصاب ہے یا نہیں چار یا پانچ من غلہ پر عشر دینا ہوگا یا نہیں۔ (۲) عشری زمین اگر اجارہ پر دی جاوے تو سرکاری مالگذاری مالک پر ہے یا مستاجر پر۔ (۳) گھاس کا اجارہ درست ہے یا نہیں (۴) قرض میں زیادہ قیمت کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں (۵) سود کا روپیہ مسجد میں لگانا کیسا ہے اور نماز اُس مسجد میں پڑھنا کیسا ہے (۶) مسجد میں رنگ و زیبائش و تکلفات کرنا کیسا ہے (۷) مسجد میں مٹی کا تیل جلانا جائز ہے یا نہیں (۸) نماز فرض ترک کرنا کیسا ہے (۹) مسجد کے اندر اور صحن میں نماز پڑھنا ثواب میں برابر ہے یا فرق ہے (۱۰) زکوٰۃ مال اپنے بچوں کو دینا کیسا ہے؟

الجواب (۱) عشر میں کچھ نصاب نہیں ہے قلیل و کثیر پیداوار زمین عشری میں عشر لازم ہوتا ہے۔ قال فی الدر المختار و تجب فی مسقی سماء و سیح کنھر بلا شرط نصاب و بقاء الخ۔

پس چار من غلہ ہو یا پانچ من یا کم زیادہ سب میں عشر لازم ہے (۲) جو زمین عشری اجارہ پر دی جاوے اُس میں اختلاف ہے کہ عشر کس پر واجب ہے موجر پر یا مستاجر پر۔ امام صاحب موجر پر فرماتے ہیں اور صاحبین مستاجر پر۔ والعشر علی الموجر الخ وقالا علی المستاجر الخ و فی الحاوی وبقولہ ناخذ الخ درمختار

(۳) اجارہ گھاس کا باطل اور ناجائز ہے اجرت اور خراج اُس کا لینا درست نہیں ہے (۴) قرض میں زیادہ قیمت کو فروخت کرنا درست ہے الا تری انہ یزاد الثمن لاجل الاجل ہدایہ۔

المفتی بابت ماہ ذیقعدہ ۳۵ھ

(۵) سود کا روپیہ مسجد میں لگانا حرام اور ناجائز ہے اور نماز اُس مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے (۶) مسجد میں رنگ وزیبائش وتکلفات اپنی مال حلال سے اگر کوئی کرے درست ہے مگر قبلہ کی طرف کی دیوار اور محراب میں نہ کرے کذا فی الدر المختار۔

(۷) مسجد میں مٹی کا تیل جلانا جس میں بدبو ہو مکروہ ہے (۸) نماز فرض ترک کرنا درست نہیں اگر کبھی وقت میں نہوئی تو قضا کرے (۹) مسجد کے اندر اور اُس کے صحن میں نماز پڑھنا ثواب میں برابر ہے۔

(۱۰) زکوٰۃ کا مال اپنی اولاد کو دینا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم

نمبر ۹۸ سوال جس کے پاس چاندی وسونے دونوں کا نصاب ہو تو دونوں کو ملا کر زکوٰۃ دیوے یا علیحدہ علیحدہ (۲) جس کے پاس دونوں نصاب ہیں اور چاندی کی نصاب پر حولان حول ہوگیا ہو اور سونے پر ابھی تک حولان حول نہیں ہوا تو زکوٰۃ سونے کے لئے حولان حول شرط ہے جب کہ سونا وسط حول میں مالک کے قبضہ میں آیا ہو یا شرط نہیں۔ (۳) جس کے پاس چاندی کا نصاب کامل موجود ہے اور سونے کا ناقص اب دونوں ملا کر زکوٰۃ دے یا فقط چاندی کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔

الجواب علیحدہ علیحدہ زکوٰۃ ہر ایک کی ادا کرے اور اگر ملا کر کسی ایک جنس سے ادا کردے جس میں نفع فقراء کا ہو تو یہ بھی درست ہے قال فی الشامی عن البدائع انما ذکر من وجوب الضم اذا لم یکن کل واحد منهما نصابا بان کان اقل فلو کان کل منهما نصابا تاما بدون زیادة لا یجب الضم بل ینبغی ان یؤدی من کل واحد زکوته فلو ضم حتی یؤدی کله من الذهب او الفضة فلا باس به عندنا ولکن یجب ان یکون التقویم بما هو انفع للفقراء الخ شامی صـ۳۲ ج ۲

(۲) اس صورت میں سونے کی نصاب کے لئے جدا حولان حول شرط نہیں ہے۔ چاندی کی نصاب کا حولان حول وجوب زکوٰۃ کے لئے کافی ہے قال فی الشامی صـ۳۲ ج ۲ فی شرح قوله والمستفاد وسط الحول یضم الی نصاب من جنسه فیزکیه بحول الاصل۔ قوله من جنسه سیأتی ان احد النقدین یضم الی الآخر۔

الغرض سونا اور چاندی باعتبار ضم کے ایک جنس ہی سمجھے جاتے ہیں اور وسط حول آخر سال تک کو شامل ہے۔

(۳) دونوں کو ملا کر زکوٰۃ ادا کرے کما مر عن البدائع انما ذکر من وجوب الضم اذا لم یکن کل واحد منهما نصابا بان کان اقل الخ اور ظاہر ہے کہ یہ عبارت

اُس کو بھی شامل ہے کہ ایک نصاب پورا ہو اور دوسرا ناقص ہو جیسا کہ اس کے مقابلہ میں یہ کہنا فلو کان کل منہما نصابا تاما بدون الزیادۃ لا یجب الضم الخ اس کی دلیل ہے کیونکہ اُس سے معلوم ہوا کہ اگر ہر ایک جنس سے نصاب تام نہو بلکہ احدہما اقل ہو یا دونوں اقل ہوں نصاب سے تو ضم لازم ہے اور نقدین کو باعتبار ضم کے جنس واحد سمجھنا بھی اس کی دلیل ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن غفرلہٗ

نمبر ۹۹ سوال۔ ہندوستان کی زمین خراجی ہیں یا عشری اور جو عشری ہیں اُن میں عشر واجب ہے یا نہیں۔ فقط

الجواب۔ ہندوستان کی تمام زمینوں کا ایک حکم نہیں ہے البتہ جو زمین مملوکہ مسلمین ہے اُس میں عشر واجب ہے مسلمانوں کو عشر نکالنا چاہیئے؛ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۱۰۰ سوال۔ زکوٰۃ مال نامی کی دی جاتی ہے اور زیورات بظاہر مال نہیں ہے دوسرے وہ لوگ جو مقروض ہیں اور اُن کے پاس زیورات طلائی یا نقرائی موجود ہیں اُن پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں اور اگر قرض ادائے زکوۃ حلی کو مانع ہے تو مقدار قرض کی کچھ تعیین ہے یا مطلق؛

۷۵

الجواب۔ زیور سونے و چاندی کا اگر بقدر نصاب ہو عند الحنفیہ اُس پر زکوۃ واجب ہے کیونکہ اُن میں سے نمو تقدیری ہے یعنی تجارت کر کے اُس کو بڑھا سکتے ہیں درمختار میں ہے وسببہ ملک نصاب حولی تام فارغ عن دین الخ تام ولو تقدیرا بالقدرۃ علی الاستنماء الخ فتح القدیر میں ہے کہ ہماری دلیل وجوب زکوۃ زیورات کی یہ ہے کہ اُن میں نماء تقدیری باجماع کافی ہے یعنی سونے چاندی میں باتفاق قدرۃ علی الاستنماء کافی ہے ثم ساق الاحادیث الواردۃ فی وجوب زکوۃ الحلی وصححہا وفی الدر المختار ولو تبرا او حلیا مطلقا الخ باقی جو لوگ مقروض ہیں بقدر دین وضع کر کے جو باقی رہے اُس پر زکوۃ واجب ہے اگر بقدر نصاب باقی رہے۔ درمختار میں ہے ومدیون للعبد بقدر دینہ فیزکی الزائد ان بلغ نصابا فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

نمبر ۱۰۱ سوال۔ عشر در اراضی ہندوستان واجب ست یا نے واز اں زمین کہ خراج گرفتہ شدہ است ادائے عشر ازاں واجب ست یا نے؛

الجواب۔ زمین اگر خراجی است عشری نیست ظاہر ست کہ بعد ادائے خراج عشر دراں لازم نیست ولا یوخذ العشر من الخارج من ارض الخراج لانہما لا یجتمعان الخ درمختار

لیکن زمین اگر عشری است وخراج از اں گرفتہ شد عشر او نیشود پس ما بینہ و بین اللہ عشر باید داد و بمصرفش صرف باید کرد و مصرفہ مصرف الزکاۃ و لو ترک العشر لا یجوز اجماعاً و یجبر حسبہ بنفسہ للفقراء، درمختار فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی اللہ عنہ۔

(نمبر ۱۰۲) **سوال**- کیا زکوٰۃ کا روپیہ جس کو دیا جائے تو یہ ضروری ہے کہ اس کو بتلا دیا جاوے کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے؟

(۲) کیا زکوٰۃ کے روپیہ کے خرچ کرنے کے لئے کوئی میعاد مقرر ہے یا زکوٰۃ دہندہ کی مرضی پر منحصر ہے کہ خواہ وہ ایک دن میں صرف کر دے یا پورے سال یا سال سے زائد میعاد میں مثلاً فقراء اور مساکین کو پیسہ پیسہ یا کم و بیش کر کے سال بھر کے لئے دے جایا کریں یہ درست ہے یا نہ

(۳) فرض کریں کہ زکوٰۃ نکالنے کی میعاد ابھی چھ مہینہ بعد ہے اور ہم نے ابھی سے کچھ روپیہ فقراء میں اس نیت سے دینا شروع کر دیا کہ جب حساب کریں گے تو اس میں مجرا کریں گے یہ درست ہے یا نہیں؟

(۴) اگر زکوٰۃ کی نیت نہ کی جائے اور جو خیرات یا صدقہ ہم سال بھر کرتے رہے ہوں کیا وہ زکوٰۃ میں مجرا ہو سکتا ہے؟

(۵) اگر زکوٰۃ کے جتانے کی ضرورت نہیں تو پھر انجانی میں اگر کسی سید یا غنی کو اس میں سے دیدیا جاوے تو کیا زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے؟

الجواب- جس کو زکوٰۃ کا روپیہ پیسہ دیا جاوے اس کو جتلانے کی ضرورت ہے کہ یہ روپیہ زکوٰۃ کا ہے بلکہ صرف دینے والے کی نیت کافی ہے اور یہ کہ جس کو دیا جاوے وہ مصرف زکوٰۃ یعنی محتاج غیر مالک نصاب ہو فقط

(۲) وجوب ادائے زکوٰۃ بعد سال بھر کے ہوتا ہے پس سال گذرنے کے بعد خواہ ایک دفعہ تمام زکوٰۃ دیدے یا متفرق دیوے درست ہے مثلاً سال کے اندر فقراء کو پیسہ پیسہ دو دو پیسہ یا کم و بیش بہ نیت زکوٰۃ دیا جاوے یہ جائز ہے؟

(۳) پہلے سے زکوٰۃ دینا جائز ہے یعنی مثلاً سال بھر ابھی نہیں ہوا سال کے اندر ہی فقراء کو بہ نیت زکوٰۃ کچھ کچھ دیا جاوے یہ جائز ہے بعد سال بھر کے اس کو محسوب کر لیا جاوے؟

(۴) وہ زکوٰۃ میں مجرا محسوب نہیں ہو سکتا زکوٰۃ کے ادا ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت سے دیا جاوے؟

جس کو زکوٰۃ دی جاوے اس کو بتلانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے مع دیگر مسائل ۷۶

(۵) اگر معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اور انجانی پن میں سید کو زکوٰۃ دی گئی بعد میں معلوم ہوا کہ سید ہے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی کما قال فی الدر المختار وان بان غنائہ الخ او انہ ابوہ وابنہ او امرأتہ او ھاشمی لا یعید الخ درمختار فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ۹ رجب

نمبر ۱۰۳ سوال۔ (۱) کوئی دائن نے مدیون کو پانسو روپیہ سود پر قرض دیا اور اُس کا سود سالانہ مثلاً ایک سو روپیہ ہے۔ اب اُن روپیوں سے ہر سال بقدر نصاب وصول ہو یا نہ ہو وہ اصل روپیہ اور اس سود کے روپیہ دونوں سے دائن پر زکوٰۃ لازم اور واجب ہو گی یا فقط اصل روپیہ کی زکوٰۃ واجب ہے؟

(۲) زید نے عمر سے بیع سلم کیا کہ زید نے عمر کو ایک سو روپیہ دیا اس شرط پر کہ عمر زید کو بعد دو سال کے ایک سو من گندم دیوے۔ اب زید پر روپیہ مذکورہ کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں

الجواب۔ اصل دین کی زکوٰۃ بعد وصول لازم ہو گی فقط

(۲) زید پر روپیہ مذکورہ کی زکوٰۃ واجب نہ ہو گی بلکہ گندم وغیرہ جو خریدی ہیں اگر وہ تجارت کا ہیں تو بعد وصول حولان حول زکوٰۃ اُس کی لازم ہو گی فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن ۱۵ شوال

نمبر ۱۰۴ سوال۔ کیا ماں کے لئے یہ جائز ہے کہ ترکہ شوہر میں جتنا زیور ہو سب اپنے استعمال میں لاوے۔ یا بچوں کا حصہ جدا کر دینا ضروری ہے۔ اور اگر ان کا حصہ جدا کیا جاوے تو اسپر زکوٰۃ آئے گی یا نہیں۔

الجواب۔ بچوں کے حصہ کا زیور بیوہ اپنے استعمال میں نہ لاوے۔ محفوظ رکھے اور بچوں کے زیور پر زکوٰۃ نہیں۔ اور مہر اگر معاف کر دیا تھا تو ترکہ شوہر سے نہ لیوے۔ فقط

نمبر ۱۰۵ سوال۔ اگر کسی شخص کے ذمہ زکوٰۃ اور کچھ لوگوں کے قرض واجب تھے اُس نے اپنا مال سب وقف کر دیا تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی یا نہیں۔ نیز قرض سے سبکدوشی ہوئی یا نہیں

الجواب۔ وقف کر دینے سے زکوٰۃ وحق العباد واجبہ ادا نہ ہو گی۔ اُن کو علیحدہ ادا کیا جاوے۔

نمبر ۱۰۶ سوال۔ جس شخص کے ذمہ زوجہ کا دین مہر ہو اور اُسیقدر روپیہ نقد یا زیور وغیرہ بھی اُسکی ملک میں ہو تو اس پر زکوٰۃ اور ادائے حج کے لئے کافی ہونے کی صورت میں حج واجب ہو گا یا نہیں۔

الجواب۔ دین مہر موجل مانع زکوٰۃ سے نہیں حج بھی ایسا ہی ہے۔

نمبر ۱۰۷ سوال۔ ایک استاد نے اپنے شاگرد کو زکوٰۃ کے واسطے تاکید کی اور مسئلوں سے

اُس کو آگاہ کیا شاگرد نے زکوٰۃ حساب کرکے اُستاد کو دے دی کہ آپ جس کو مناسب سمجھیں دیدیں۔ لیکن شاگرد نے یہ نہیں کہا کہ خواہ آپ لے لیں یا اپنی بیوی کو دے دیں۔ تو اُس زکوٰۃ کے روپیہ کو اگر اُستاد اپنے خرچ میں لاوے جس حالت میں کہ وہ خود صاحب نصاب نہیں ہے؟

الجواب۔ اس صورت میں استاد وکیل ہے اس کا حکم درمختار میں یہ لکھا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو یا زوجہ محتاج کو وہ زکوٰۃ کا روپیہ دے سکتا ہے اور خود نہیں رکھ سکتا مگر جب کہ اسکو شاگرد نے یہ کہا ہو کہ جس جگہ چاہو اُس کو صرف کرو اس صورت مسئولہ میں چونکہ شاگرد نے یہ کہدیا ہے کہ جس کو چاہو دو تو استاد کو خود بھی رکھنا درست ہے اور اپنے صرف میں لانا بھی درست ہے

(نمبر ۱۰۸) **سوال**۔ زید نے برسات میں باڑی یا کوئی بیج بویا۔ پھر تین چار مہینہ میں اُس کھیت کو پانی دینے کی ضرورت ہوئی تو کوئیں سے پانی دیا گیا تو ایسے کھیت کی پیداوار میں سے حق اللہ پور عشر دینا واجب ہے یا نصف عشر؟

الجواب۔ اس میں نصف عشر واجب ہے۔ درمختار ویجب نصفہ الخ

کتاب الصوم

(نمبر ۱۰۹) **سوال**۔ اگر کسی شخص نے سہواً کوئی چیز کھائی روزہ رمضان میں بعد کو اس نے خیال کیا کہ اب روزہ تو ٹوٹ گیا افطار کر لینا چاہیے۔ بعد کو اُس نے افطار کر لیا عمداً۔ ایا اس میں اس کو فقط قضا آئے گی یا کفارہ بھی۔ علیٰ ہذا القیاس ستمنی بالید عمداً کو بھی قضا آئے گی فقط یا کفارہ بھی

الجواب۔ اول صورت میں صرف قضا لازم ہے کفارہ واجب نہیں درمختار میں ہے۔

او اکل ناسیاً الخ فظن انہ افطر فاکل عمداً قضا فقط فی الصور کلہا۔

علیٰ ہذا ستمنی بالید پر بھی صرف قضا لازم ہے نہ کفارہ او استمنی بکفہ فانزل درمختار الخ فقط واللہ اعلم

(نمبر ۱۱۰) **سوال**۔ زندگی میں روزہ کا فدیہ کون شخص دے سکتا ہے اور اسکے لئے کیا شرائط ہیں؟

الجواب۔ شیخ فانی ہر روزہ کا فدیہ مثل فطرہ کے دے۔ اور شیخ فانی وہ بوڑھا ہے جو کسی طرح روزہ نہ رکھ سکے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(نمبر ۱۱۱) **سوال**۔ بذریعہ خط یا تار اگر خبر رویت ہلال رمضان یا شوال آوے تو اُس پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - خط یا تار کے ذریعہ سے خو خبر رویت ہلال رمضان یا شوال کے آوے وہ شرعاً حجۃ نہیں ہے اور عمل کرنا اُس پر درست نہیں بکذا فی کتب الفقہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(نمبر ۱۱۲) **سوال** - رمضان کے روزہ چھوڑنے اور عید کرنے میں تار کا اعتبار ہے یا نہیں ہم نے عربستان میں دیکھا ہے کہ تار کے اعتبار پر عید کر لیتے ہیں۔ سادات دیوبند کا کیا مسلک ہے۔

(۲) زید اور عمر دونوں حنفی سنی المذہب ہیں زید نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہا امام صاحب تابعی ہیں اور روایت بھی کی ہیں۔ اور ۴۰ سال عشار کی وضو سے نماز صبح ادا کرتے تھے اور ستر ہزار قرآن ختم کئے ہر رات ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ اور امام صاحب نے کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔ عمر کہتا ہے کہ بیشک امام صاحب تابعی ہیں جیسا کہ محدث گنگوہی سبیل الرشاد میں لکھتے ہیں۔ مگر امام صاحب کی بزرگی کے لئے یہ بیان کرنا کہ امام صاحب نے روایت کی ہیں اور قرآن ختم کرنا اور عشار کے وضو سے ۴۰ سال صبح کی نماز پڑھنا اور کتابیں تصنیف کرنا صحیح نہیں بلکہ غلط ہے۔ البتہ امام صاحب کی زمانہ میں مسئلہ مدوّن ہے۔ ہر دو میں جھگڑا ہوگیا آخر الامر علماء دیوبند کا فیصلہ پر راضی ہیں اصل مسئلہ بیان فرمادیں:

الجواب - قواعد شرعیہ کے مطابق تار کا اعتبار اور اُس پر اعتبار کرکے روزہ اور عید جائز نہیں ہے۔ بقولہ علیہ السلام صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ الحدیث لیکن اگر قرائن سے صدق اُس خبر کا معلوم ہوجائے یا متواتر ہوجائے تو درست ہے۔ فقط

79 (۲) امام صاحب کی مناقب میں جیسا کہ یہ ہے کہ امام صاحب تابعی ہیں ویسا ہی یہ بھی معتبر کتابوں میں ہے کہ امام صاحب نے صحابہ سے روایت احادیث بھی کی ہے اور درمختار و شامی وغیرہ میں اُن احادیث اور صحابہ کی تفصیل بیان کی ہے اور چالیس برس عشار کی وضو سے فجر کی نماز پڑھنا درمختار میں موجود ہے اور شامی میں حافظ ذہبی سے تیس برس تک۔ ایک رکعت میں قرآن شریف کا ختم کرنا اور ابن المبارک سے بیالیس برس تک۔ پانچوں نمازیں ایک وضو سے پڑھنا نقل فرمایا ہے۔ اور تیس سال تک جبکہ ہر ایک رات میں ایک قرآن شریف ختم ہوا تو تیس برس میں دس ہزار آٹھ سو قرآن شریف ہوتے ہیں پس ان امور کے انکار کی ضرورت نہیں ہے۔ اور انکار کرنے والے کا قول معتبر نہیں ہے کیونکہ وہ بلا دلیل ہے۔ اور مثبت کو زیادہ علم ہے فقط

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفا اللہ عنہ

رویت ہلال کی خبر جو بذریعہ خط آوے اس میں تو یہ حکم ظاہر ہے مگر تار کی خبر میں چونکہ تار دینے والے کا عادل بلکہ مسلمان ہونا بھی معلوم نہیں

نمبر ۱۳۱ سوال۔ اکثر ماہ رمضان و عید الفطر کے چاند میں بوجہ ابر کے ہمیشہ اختلاف رہتا ہے۔ چنانچہ امسال تین آدمی معتبر قاضی علاؤالدین و غلام حسین و رمضان علی مقام رائے پور ریاست حیدر آباد دکن سے آئے ہیں۔ اور بیان کیا ہے کہ ۲۹ شعبان کو بروز اتوار کو رائے پور میں ہم نے چاند رمضان کا دیکھا اور دوشنبہ کو روزہ رکھا اور ۲۹ ہی کا چاند اجمیر میں دیکھا گیا اور یہاں سے قاضی عظیم الدین و منشی علاؤالدین اور چند آدمی دہلی الوداع پڑھنے گئے وہاں جمعہ کو ستائیسویں ہونا بیان کرتے ہیں اور دوشنبہ کا روزہ قضا رکھنا چاہئے یا نہیں؛

(۲) عید الفطر کا چاند بوجہ ابر کے سہ شنبہ کو نظر نہیں آیا ۲۹ کے حساب سے منگل کو پورے تیس روزے ہوئے لیکن قصبہ سوجت میں بوجہ ابر کے چاند نظر نہیں آیا۔ اور چونکہ بجائے دوشنبہ کے سہ شنبہ کو پہلا روزہ یہاں رکھا گیا۔ اس حساب سے سوجت والوں کے ۲۹ روزے ہوئے۔ اجمیر رائے پور والوں کا چشم دید بیان ہے کہ ۲۹ شعبان کو چاند دیکھا جب کہ ۲۹ کے حساب سے ۲۹ رمضان کو تیس روزے ہو گئے عید کرنا چاہئے یا نہیں۔ علاوہ ان کے اخبار وکیل امرتسر نے لکھا ہے کہ ۳ ستمبر کو عید ہے اس وجہ سے اخبار شائع نہ ہو گا۔ چنانچہ چند جگہ سے متواتر خبریں آتی رہی ایسی حالت میں عید جائز ہے یا نہ۔ فقط

الجواب۔ یہ شہادت شرعاً معتبر ہے دوشنبہ کا روزہ ثابت ہو گیا قضا اُس روزے کی لازم ہے۔ فقط

(۲) دوشنبہ کے روزہ کی حساب سے جب تیس دن پورے ہو گئے اگرچہ منگل کے روزہ رکھنے والوں کی ۲۹ روزے ہوئے چہارشنبہ کو عید کرنا ضروری ہے۔ دوسرے شہر سے جب معتبر شہادت آجاوے تو اس کا اعتبار کیا جاوے گا۔ لیکن صرف تار یا خط کی خبر کا اعتبار نہیں ہے۔ اگر معتبر گواہ چاند کے دیکھنے والے یا دوسرے شہر کے قاضی و عالم کے حکم کی شہادت لیکر آویں تو اُن کی گواہی معتبر ہے روزہ افطار کرنا لازم ہے۔ اختلاف مطالع عند الحنفیہ معتبر نہیں ہے۔ اہل مغرب کو اگر چاند نظر آوے اور ثبوت اس کا شرعی طریق سے اہل مشرق کو ہو جاوے تو اُنہیں بھی روزہ افطار لازم ہو جاتا ہے۔ اور رویت اہل مغرب کی اہل مشرق کے لئے کافی ہے۔ فقط

والله سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اختلاف مطالع معتبر نہیں خبر ہلال جب معتبر ذریعہ سے آگئی تو سب کو اس کے اوپر عمل کرنا ضروری ہے

کتاب الحج

(نمبر ۱۱۴۹) **سوال** ۔ حج کو بلا اجازت والدین جانا درست ہے یا نہیں ۔

حج فرض میں بلا اجازت والدین کے بھی جا سکتا ہے

الجواب ۔ حج اگر فرض ہو جاوے تو بدون اجازت باپ کے بھی جانا ضروری ہے اور اگر فرض نہو تو بلا اجازت باپ کے نہ جاوے ۔ فقط واللہ اعلم

(نمبر ۱۱۵۰) **سوال** ۔ انجمن ہلال احمد کے لئے حج بدل کا روپیہ دے دینا جائز ہو گا یا نہیں ۔ ایک مالدار کا انتقال ہو گیا ان کے وارث چاہتے ہیں اس روپیہ کو جو کسی بدل کو دیں گے یہ مبلغ ہلال احمد میں دینا چاہتے ہیں ۔ جائز ہے یا نہیں اور ایسا ہی کسی مسجد یا مدرسہ وغیرہ میں دینا جائز ہے یا نہیں ؛

حج بدل کا روپیہ کسی دوسرے مصرف خیر میں خرچ کرنا

الجواب ۔ حج بدل کی دو صورتیں ہیں ۔ ایک یہ کہ متوفی کے ذمہ حج فرض تھا اور اس نے وصیت حج کرانے کی کی ہے تو اس صورت میں حج بدل کرانا متوفی کے روپیہ سے ضروری ہے ۔ اور دوسری صورت یہ کہ متوفی نے وصیت حج کی نہیں کی تھی تو اُس صورت میں بہتر ہے کہ حج بدل کرایا جاوے ۔ اور اگر اس قدر روپیہ یا کم و بیش ہلال احمد میں یا مسجد و مدرسہ میں دے دیا جائے تو یہ بھی درست ہے ۔ بشرطیکہ سب ورثہ بالغ ہوں ۔ سب کی رضا و اجازت سے ایسا ہو سکتا ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

۸۱

(نمبر ۱۱۶۱) **سوال** ۔ دختر رضاعی کے شوہر کے ساتھ سفر حج کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

دختر رضاعی کا شوہر محرم ہے اسکے ساتھ سفر حج جائز ہے ۔

الجواب ۔ دختر رضاعیہ کا شوہر محرم ہے سفر حج اُس کی ساتھ کرنا درست ہے ۔ البتہ فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ جوان ساس اسکے ساتھ سفر نہ کرے احتیاطاً ۔ از شامی کتاب الحج ۔ فقط

(نمبر ۱۱۷۱) **سوال** ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید جس نے نہ کبھی حج فرض ادا کیا ہے اور نہ اس کو استطاعت حج کی ہے اپنے ماں کے طرف سے جس کا انتقال بعد علالت متصلہ دو سال کے ہو گیا ہے اور جس پر آئندہ ذی الحجہ میں حج فرض ہوتا اور اُس کے ساتھ اس کا محرم بھی جا سکتا حج بدل کرے اور اپنے ماں کا روپیہ صرف کر کے جاوے ایسی صورت میں حج بدل ادا ہو گا یا نہیں ۔ بینوا توجروا ؟

حج بدل کے احکام

الجواب ۔ اس صورت میں والدہ کی طرف سے حج کرانا اُس کے روپیہ سے فرض نہیں ہوا ۔ کیونکہ اُس نے وصیت حج کرانے کی نہیں کی ۔ پس روپیہ سے جو اُس نے چھوڑا وہ ورثہ کا ہے ورثہ کو اختیار ہے کہ چاہیں اُس کی طرف سے حج بدل کرا دیں تو یہ اچھا ہے اور نہ کرا دیں تو

ورثہ پر مواخذہ نہیں۔ باقی یہ کہ زید جس نے خود حج نہیں کیا وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے یا نہیں تو حنفیہ کے مذہب کے موافق کر سکتا ہے مگر مکروہ ہے۔ اور جب کہ زید اپنی والدہ کے مرنے کے بعد مالک اُس کے ترکہ کا ہوگیا تو اگر روپیہ بقدر حج کے اور نفقہ عیال کے ہے تو زید کے اوپر حج فرض ہوگیا ہے اور اُس کو اپنا حج بھی کرنا چاہئے فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

۱۱۸ / ۱۳۳۰ھ جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اس سے حج بدل کرانا جائز مگر مکروہ ہے

(نمبر ۱۱۸) **سوال**۔ حج بدل کیا وہی شخص کر سکتا ہے جو حج کرآیا ہو یا ہر شخص جو کعبہ شریف نہ گیا ہو وہ بھی کر سکتا ہے۔ صاحب علم فقہ مترجمہ مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوی نے تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے امام اعظم صاحب کے یہاں ہر شخص کر سکتا ہے۔ یہ مسئلہ جو مشہور ہے کہ جو شخص حج کرآیا ہو وہ حج بدل کرے۔ یہ امام شافعی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ہے۔ یا کہ ہمارے امام حضرت ابو حنیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھی یہی مذہب ہے؟

الجواب۔ یہ صحیح ہے کہ مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں حج بدل وہ شخص بھی کر سکتا ہے جس نے حج نہ کیا ہو لیکن افضل یہ ہے کہ حج بدل وہ کرے جس نے حج کر لیا ہو اور درمختار و شامی وغیرہ میں ہے کہ حج ضرورہ کا مکروہ ہے یعنی حج بدل کرانا اُس سے جس نے حج نہ کیا ہو مکروہ ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں بالکل صحیح نہیں۔ پس اختلاف سے بچنے کے لئے یہ افضل ہے کہ حج بدل اس سے کراوے جس نے اپنا حج کر لیا ہو۔ فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

۸۲

۱۱۹ / ۱۳۳۳ھ حجاج پر گورنمنٹ کی طرف سے زائد قیود کا عائد کرنا مذہبی مداخلت ہے۔

(نمبر ۱۱۹) **سوال**۔ اگر کوئی سلطنت اپنی مسلمان رعایا کے سفر حج کے لئے جانے میں یہ شرط لگائے کہ "جس شخص کے پاس صرف مکہ معظمہ تک پہنچنے کا کرایہ ہو اور وہاں سے واپسی کا خرچ اس کے پاس نہو تو اُس کو جہاز کا ٹکٹ نہ دیا جائے" تو آیا یہ حکم بموجب شرع شریف کے جائز ہے یا نہیں۔ اور ایسا حکم مسلمان کے مذہبی معاملات میں مداخلت سمجھا جائے گا یا نہیں۔ اور آیت وللہ حج البیت من استطاع الیہ سبیلا میں مصارف واپسی کی استطاعت بھی داخل ہے یا نہیں؟

(۲) گورنمنٹ ہند چاہتی ہے کہ حجاج کو جدہ تک لانے اور لیجانے کے ٹھیکہ ایک غیر مسلم جہاز راں کمپنی کو دے دیا جائے۔ اس کمپنی کے جہازوں سے کسی دوسرے جہاز میں حجاج سفر نہ کر سکیں پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس قسم کی پابندیاں سفر حج میں عاید کرنی قابل اعتراض ہیں یا نہیں۔ اور اگر مسلمانان ہندوستان حدود قانونی کے اندر رہ کر اس حکم کو منسوخ کئے جانے اور گورنمنٹ کو اس سے باز رکھنے کے لئے جدوجہد کریں تو کیسا ہے؟

الجواب۔ حج کعبہ اہل اسلام کے اُن چہار ارکان ضروریہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ میں

ایک ممتاز اور نہایت مؤکد رکن ہے جس پر اسلام کا قیام و بقار موقوف ہے اور جس کے ادا
نہ کرنے کی صورت میں قرآن و حدیث کے حکم کے موافق ایک مسلمان ہم رنگ و ہم سنگ یہودی و
نصرانی سمجھا جاتا ہے۔ اور قریب و بعید مرد و عورت کو سب کو شامل ہے اپنے مقدس پیغمبر علیہ السلام
کی تصریح کے موافق مسلمان کا مسلّم مسئلہ ہے کہ حج بیت اللہ کے بند ہونے کے بعد قیامت آجائیگی
اور تمام دنیا فنا ہوجائے گی۔ یہ اُس پیشین گوئی کی آج کھلی تصدیق ہے کہ اس زمانہ ضعیف اسلام
اور افلاس اہل اسلام میں بھی حج بیت اللہ جو ہر چہار ارکان اسلام سے دشوار اور مشکل حکم ہے
جس میں مالی اور جانی تکلیفوں کا پورا تحمل کرنا پڑتا ہے۔ پوری ہمت و قوت کی ساتھ مسلمانوں میں
علی العموم جاری ہے اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ حاجیوں کے مجمع میں امرا کو غربا سے
وہ نسبت ہوتی ہے جو ایک کو سو سے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حج بیت اللہ کی فرضیت کے لئے
اس قدر مال ہونا جو حاجی کی تمام ضروریات سفر و حضر کو کافی ہو شرط ہے۔ مگر اس میں بھی تاویل تھی
کہ مذہب اسلام میں مطلوب اور پسندیدہ یہ ہے کہ ہر ایک مسلمان غریب ہو یا امیر حج ادا کرے۔
اور ایک دفعہ پر بس نہ کرے۔ غیر مذہب والے اور ناواقف گو اس عبادت کو وقعت کی نظر سے
۸۳ نہ دیکھیں اور مجنونانہ حرکت سمجھیں۔ مگر وہ مسلمان جو اس حکم کے اغراض و مقاصد کو سمجھے ہوئے ہیں
اُن سے پوچھنا چاہئے کہ اُس کی نظر میں حج بیت اللہ اسلام کے لئے کس قدر مہتم بالشان ضروری
اور مفید و واجب التعمیل حکم ہے۔ اس حالت میں ادائے حج کے لئے ایسی قیدیں لگانا جس سے
حاجیوں کو جانے میں تنگی پیش آوے یا غریبوں کا جانا بالکل موقوف یا کم ہوجائے۔ بالیقین مذہبی
مداخلت ہے اور اُس آزادگی کے خلاف ہے جو گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے سب مذہب والوں کو
دی گئی ہے۔ پس مسلمانوں کو ان قیود کے ہٹانے کی کوشش کرنا اور گورنمنٹ سے درخواست کرنا
فرض اسلام ہے اور حدود قانون کے اندر رہکر ان قیود کے فسوخ کرانے میں جائز کوششوں میں
کسی قسم کی کوتاہی اور سکوت جائز نہیں ہے اور ایسی کوشش کرنا ہرگز منشار گورنمنٹ یا قانون کے
خلاف نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ

عزیز الرحمن عفی عنہ

کتاب النکاح والرضاع

عنوان ۱۲۰ عورت کو مطالبہ مہر کیلئے شوہر سے علیحدہ رہنا کا حق کس صورت میں ہے۔

(نمبر ۱۲۰) **سوال**۔ ہندہ کا نکاح زید سے ہوا۔ اب تین سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ زید اور اُس کے باپ نے ہندہ سے اپنے یہاں کی جہیز وکپڑا چھین کر نکالدیا اور زید کی دوسری شادی کردی۔ ہندہ اپنے مہر کی خواستگار ہے۔ جس کی دوسو پچیس روپیہ ہے اس پر زید کے باپ نے اخراجات شادی کے متعلق مبلغ تین سو پچیس روپیہ کا دعوےٰ کیا ہے اور کہتا ہے کہ اگر روپیہ نہ دو تو ہندہ کو میرے مکان پر آنے دو لیکن ہندہ کہتی ہے کہ میرا مہر ادا کردیا جاوے تب میں زید کے یہاں جاؤں گی تو عندالشرع ہندہ کا مہر زید کو دینا چاہیے یا نہیں۔ نیز زید کے باپ کا دعویٰ اخراجات جو ملکی رسومات و بدعات میں خرچ ہوا زید کے باپ کو ہندہ کے سرپرستوں سے لینا چاہیئے یا نہیں؟ وقت شادی ہندہ کی عمر نو برس کی تھی اور کوئی علامت بلوغ کی نہوئی تھی؟ فقط

الجواب۔ زید کے باپ کا دعویٰ اس مال کے متعلق جو اُس نے محض اپنی خوشی سے شادی کی رسوم میں صرف کیا ہے ہرگز مسموع نہیں!۔ اور بالکل باطل ہے اس کو کوئی حق شرعاً ہندہ ۴۸
کے سرپرستوں سے وصول کرنے کا نہیں ہے! باقی ہندہ کبیرہ ہونے کی حالت میں اگر ایک دفعہ بھی زید کے ساتھ خلوت صحیحہ یا ولی رضامندی کے ساتھ کرچکی ہے تو اب اگرچہ امام صاحب رحمۃ اللہ کی رائے کے موافق زید کے گھر نہ جانے کا حق حاصل ہے و نیز وطی وغیرہ سے زید کو روک سکتی ہے۔ لیکن صاحبین کے نزدیک اس کو یہ حق نہیں رہا۔ اور مشائخ حنفیہ نے اسی قول کو اس مسئلہ میں پسند فرمایا ہے چنانچہ بحرالرائق میں ہے واما اذا وطئھا او خلابھا برضاھا ففیہ خلاف قال ابو حنیفۃ لھا ان تمنع نفسھا وقالا لا الخ پھر لکھتے ہیں وفی شرح الجامع الصغیر للبزدوی کان ابو القاسم الصفار یفتی فی المنع بقول ابی یوسف و محمد وفی السفر بقول ابی حنیفۃ ثم قال وھذا احسن فی الفتیا یعنی بعد الدخول لا تمنع نفسھا ولو منعت نفقۃ لھا کما ھو مذھبھما ولا یسافر بھا ولھا الامتناع منہ لطلب المھر ولھا النفقۃ کما ھو مذھبہ کذا فی غایۃ البیان۔ واضح ہو کہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی منع کا حق ہندہ کو اس صورت میں حاصل ہے جب کہ مہر معجل ہو اگر کل معجل ہے تو کل وصول کرنے تک۔ اور اگر کچھ معجل اور کچھ موجل ہے تو بقدر معجل

کے وصول ہونے تک اور اگر کل مؤجل ہے تو امام صاحب اور امام محمد صاحب کے نزدیک منع کا حق نہیں ہے۔ اور امام ابی یوسف صاحب کے نزدیک استحساناً حق ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ تعجیل اور تاجیل سے سکوت کی صورت میں عرف قاضی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ شبیر احمد مدرس مدرسہ دارالعلوم دیوبند

(نمبر ۱۲۱) **سوال**۔ تایا کے مرجانے اور عدت گذر جانے کے بعد تائی سے نکاح جائز ہے یا نہیں نیز خسر کی دوسری زوجہ سے بعد مرنے خسر کے نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ تائی سے بعد مرنے تایا کے نکاح شرعاً درست ہے اور خسر کی دوسری زوجہ سے جو اپنی زوجہ کی والدہ حقیقی نہیں ہے بعد مرنے خسر کے نکاح درست ہے اور کسی کو ماں کہنے سے وہ ماں نہیں ہوتی فقط واللہ تعالیٰ اعلم   کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

(نمبر ۱۲۲) **سوال**۔ زید کی زوجہ زید کو چھوڑ کر عمر کے پاس نکل گئی۔ اور عمر نے اُس کو بلا نکاح رکھ لیا۔ اور ہفتہ عشرہ کے بعد زید کو معلوم ہوا کہ میری زوجہ عمر کے گھر ہے۔ مگر زید نے مسماۃ کو طلاق نہیں دی اور خاموش ہو گیا۔ اور دس ماہ کے بعد زید نے عمر سے اپنی کُل شادی کا خرچ لیکر اپنی زوجہ کو طلاق دیدی اب اُس عورت کو دو ماہ سے عمر کا حمل ہے اور وہ عورت مذکورہ عمر سے حمل ہونے کا اقرار بھی کرتی ہے اور عمر اُس عورت سے عقد کرنے کا ارادہ کرتا ہے مگر لوگ عمر کو منع کرتے ہیں کہ بغیر پورے کئے ہوئے عدت کے نکاح جائز نہیں ہے۔ فقط

الجواب۔ واضح ہو کہ جب تک زید نے اُس عورت کو طلاق نہیں دی تھی اُس وقت تک وہ اُسی کی زوجہ تھی جب زید نے طلاق دی اُس وقت سے اُس پر عدت واجب ہوگی۔ اگر بوقت طلاق وہ حاملہ تھی یا عدت میں حمل ہوا اگرچہ حمل زنا کا ہو تو عدت اُس کی وضع حمل ہے اور اگر اس وقت حاملہ نہ تھی تو تین حیض۔

الغرض بعد گذرنے عدت کے عمر سے نکاح ہو سکتا ہے عدت گذرنے سے پہلے نکاح عمر سے درست نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم   کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

(نمبر ۱۲۳) **سوال**۔ ایک شخص کی زوجہ کا انتقال ہو گیا بعد دو ماہ کے ۔۔۔ وہ اپنی سالی سے نکاح کرتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرد کے لئے بھی عدت ہے۔ چار مہینہ دس روز کی فقط

الجواب۔ مرد پر بعد گذرنے زوجہ کے عدت نہیں عدت عورت پر بعد مرنے خاوند کے ہوتی ہے۔ پس بعد مرنے زوجہ کے فوراً زوجہ کی بہن سے نکاح درست ہے۔ پندرہ روز یا ایک ماہ بعد

جب چاہے سالی سے نکاح کرے شرعاً اُس میں کچھ حرج نہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ مرد پر عدت ہے اُن کو مسئلہ معلوم نہیں۔ ہکذا فی کتب الفقہ کالدر المختار وغیرہ فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

(نمبر ۱۲۴) **سوال**۔ زید اور بکر دونوں حقیقی بھائی ہیں زید کی لڑکی ہندہ اور بکر کا لڑکا عمر دونوں نابالغ ہیں۔ زید نے کہا میں نے اپنی لڑکی ہندہ تیرے لڑکے عمر کو دے دی۔ بکر نے کہا میں نے اُسکو قبول کی بعد اس کے رسومات مروجہ . . . اپنی قوم میں ادا کرے۔ اور زید کی لڑکی ہندہ بھی اس رشتہ پر رضامند ہوگئی اب اس کے باپ کا انتقال ہوگیا۔ بعد بالغ ہونے کے مسماۃ ہندہ اس رشتہ کو جو زید نے حالت نابالغی میں کیا فسخ کرسکتی ہے یا نہیں؟ اور رشتہ نابالغی کی حالت کا مستحکم ہے یا نہیں ۱۲۴

الجواب۔ پہلے جو کچھ زید نے بکر سے کہا میں نے اپنی لڑکی ہندہ تیرے لڑکے عمر کو دیدی اس کا مطلب بظاہر رشتہ کرنے کا تھا پس رشتہ ایک وعدہ ہے نکاح کا۔ پس ہندہ کا بعد بلوغ کے اختیار ہے کہ وہ اپنا نکاح عمر سے کرے یا نہ کرے۔ زید کے وعدے کو پورا کرنا ہندہ کے ذمہ لازم نہیں ہے۔ مگر بہتر ہے کہ باپ کی تجویز کے موافق نکاح کرلے لیکن ہندہ کے نزدیک وہ موقع خلاف مصلحت ہے اور اس کی مرضی وہاں نکاح کرنے کی نہیں ہے تو اُس کو اختیار ہے کہ جہاں اُس کی مرضی ہو اپنا نکاح کرے۔ فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفا اللہ عنہ ۸۶

(نمبر ۱۲۵) **سوال**۔ زید کا نکاح مسماۃ ہندہ سے ہوا۔ ہندہ چھ یوم زید کے مکان پر رہکر اپنی والدہ کے چلی آئی۔ بعد کچھ عرصہ کے زید کی والدہ بیمار ہوگئی ہندہ بیمار پرسی کو گئی پھر اپنے خاوند کے مکان میں چند یوم رہی۔ زید نے ہندہ سے کہا کہ میرے بھائیوں کی عورتوں سے نہ ملنا کیونکہ مکان قریب قریب تھے عورتوں میں ملنا بیٹھنا برابر ہوتا ہے۔ ہندہ پندرہ یوم رہکر اپنی والدہ کے آگئی۔ اب زید اپنی زوجہ ہندہ پر زبانی تہمت لگاتا ہے۔ عرصہ پندرہ یوم کا ہوا کہ زید اپنے خسر کے ہمسایہ میں جو اشخاص بود و باش رکھتے ہیں ان سے کہتا ہے کہ میرے خسر نے اپنی بیٹی کی ملاقات کسی غیر شخص سے کرا رکھی ہے جو رخصت نہیں کرتا ایسے کلمات سُننے سے والدہ ہندہ نے ہندہ کو رخصت نہیں کیا دراصل ہندہ پرہیزگار ہے بخلاف زید کے۔ فقط ۱۲۵ محض تہمت زنا لگانے سے نکاح میں فرق نہیں آتا

الجواب۔ زید کو بے وجہ اور بدون کسی دلیل کے اپنی زوجہ ہندہ کو تہمت زنا کی لگانا اور اپنے خسر سے نسبت الفاظ ناشائستہ کہنا سخت گناہ ہے اور معصیت ہے زید کو لازم ہے کہ اس سے توبہ کرے اور اپنا قصور معاف کراوے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ الآیۃ ترجمہ بیشک جو لوگ مسلمان

پاک بے خبر عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں وہ مطعون ہوئے دنیا اور آخرت میں فقط واللہ اعلم

(نمبر ۱۲۶) **سوال**۔ اجازۃ بالکتابۃ جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس صورت میں زید وکیل پدر ہندہ قرار پائے گا یا نہ؟ خانیہ وغیرہ میں درج ہے کہ اگر ولی نے بلا اجازت اپنی لڑکی بالغہ کا نکاح پڑھدیا تو یہ نکاح لڑکی کی رضا پر موقوف ہے۔ اگر لڑکی بالغہ ہے تو سکوت بھی رضا ہوگا جیسا کہ عند الاستیذان سکوت رضا پر محمول ہے۔ اور یہ امر بھی مسلّم ہے کہ رسول ولی (جو صرف پیام بر ہے) بمنزلہ ولی ہے تو وکیل جس کے اختیارات رسول سے کہیں زیادہ ہیں بمنزلہ ولی ہوگا۔ پس اگر زید وکیل پدر ہندہ قرار پایا ہے تو اُس کے نکاح پڑھا دینے پر سکوت رضا پر محمول ہوگا یا نہ؟ اور اگر بالفرض زید وکیل نہیں بلکہ ولی قرار دیا جاوے تو بغیر تصریح اذن ہندہ کے یہ نکاح نافذ ہوگا یا نہ؟ اور اجازت فعلی المعنی خلوت صحیحہ مثل اجازت قولی یعنی اقرار باللسان کے معتبر ہوگی یا نہیں؟

(۲) انعقاد نکاح کے وقت نامزد کرنا دو گواہوں کا (جیسا کہ فی زماننا ہذا مروّج ہے) بھی ضرور ہوگا یا صرف موجود رہنا کافی ہوگا؟

87 (۳) بعد نکاح منکوحہ کے پاس روبرو شخص خاص (جیسا کہ فی زماننا ہذا رائج ہے) کو جاکر نکاح کی اطلاع کرنا بھی ضروری ہے یا کسی طرح سے (جیسا کہ ما نحن فیہ میں ہوا ہے) اطلاع ہو جانا کافی ہوگا؟

(۴) استیذان غیر ولی میں تکلم باللسان شرط ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے واذا استاذنہا الولی فسکتت او ضحکت فھو اذن وان فعل ھذا غیر الولی لم یکن رضاء حتی تتکلم بہ اور ما نحن فیہ میں یہ نکاح بوجہ ترک استیذان ہندہ کے اجازت پر موقوف ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے و العبد والامۃ غیر اذن مولاھما فھو موقوف فان اجاز المولی جاز الخ پس استیذان اور اجازت شرعاً دو شے یا شئے واحد اگر دو شے ہیں تو جس طرح استیذان غیر ولی میں تکلم باللسان شرط ہے اُسی طرح اجازت میں تکلم باللسان شرط ہے یا نہ اور ہر واحد کی بقول مفتی بہ اجمالاً یا جداگانہ کیا تعریف ہے؟

(۵) مجرد سکوت دلیل اجازت ہے یا نہ اور اگر بالفرض مجرد سکوت دلیل اجازت نہیں ہے تو خلوت صحیحہ دلیل اجازت ہوگی یا نہ؟ فقط

الجواب۔ اجازت بذریعہ کتابت درست ہے پس اس صورت میں زید وکیل پدر ہندہ

جا کر اور اس کا نکاح کر دینے کے بعد جب ہندہ کو علم نکاح کا کسی ذریعہ سے ہوا تو سکوت اس کا جواز نکاح کے لئے کافی ہے جیسا کہ درمختار میں ہے فان استاذنہا ھو ای الولی وھو العصبۃ او وکیلہ او رسولہ الخ فسکتت فھو اذن الخ فقط

(۲) نامزد کرنا گواہوں کا ضرور نہیں صرف موجود ہونا اور سننا ایجاب قبول کا کافی ہے۔ فقط

(۳) اگر ولی معتبر استیذان نکاح بالغہ کر دے ۔ اور پھر بالغہ کو کسی ذریعہ سے خبر پہنچ جاوے اور وہ سکوت کرے وہ بھی رضا ہے روجھا ولی واخبرھا رسولہ او فضول عدل فسکتت فھو اذن الخ او ماھو فی معناہ من فعل یدل علی الرضاء کطلب مہرھا و نفقتھا و تمکینھا من الوطی ودخولہ بھا برضاھا ظہیریہ وقبول الھدیۃ والضحک سرورا الخ پس اگر صورت مسئولہ میں یہ کہا جاوے کہ یہاں مجرد سکوت کافی نہ تھا کہ استیذان ولی اقرب نہیں پایا گیا تو تمکین وطی بالرضا جو یہاں پائی گئی وہ دلیل رضاء ہے اور نکاح صحیح ہے بہرحال صورت مسئولہ میں صحت نکاح میں تردد نہیں اور تجدید نکاح کی ضرورت نہیں فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفا اللہ عنہ

نمبر (۱۳۷) **سوال**۔ نکاح کے منعقد ہونے میں قاضی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں اگر کوئی دوسرا شخص ایجاب و قبول کرا دیوے تو نکاح منعقد ہو جاوے گا یا نہیں۔ اور قاضی نکاح خواں کا نکاح خوانی کو اپنا حق سمجھنا اور جبراً اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ شرعاً زوجین کے ایجاب و قبول روبرو شاہدین مسلمین کے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ خود زوجین ایجاب و قبول دو گواہوں کے سامنے کر لیویں یا کوئی تیسرا شخص ایجاب و قبول کرا دیوے نکاح صحیح ہے۔

قاضی نکاح خواں کے پڑھنے کی کچھ ضرورت شرعاً نہیں۔ اور جب کہ نکاح خوانی میں لوگوں کو تنگ کرتا ہے اور جبراً اجرت لیتا ہے تو اس سے نکاح خوانی نہ کرائی جاوے۔ قاضی مذکور کا نکاح خوانی اپنا حق جاننا اور پھر نکاح پڑھ کر اجرت کا مطالبہ کرنا معصیت اور ظلم ہے حدیث شریف میں ہے الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرء الا بطیب نفس منہ رواہ البیہقی وغیرہ مشکوۃ۔۔۔۔۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ احقر عزیز الرحمن عفا اللہ عنہ

مفتی دارالعلوم دیوبند

۲۰۶ نکاح کے انعقاد کے لیے قاضی ضروری نہیں اور قاضی نکاح خواں کو ... جبراً اجرت لینا جائز نہیں

(نمبر ۱۲۸) **سوال**، ہندہ بالغہ کے باپ نے بے استرضاء ہندہ بکر سے نکاح کر دیا اور خلوت صحیحہ بھی پائی گئی۔ بس یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(۲) زید نے عمر سے کہا کہ آپ اپنی لڑکی کا نکاح میرے لڑکے کے ساتھ منظور فرمائیے، عمرو نے جواب دیا کہ ہم اس شرط پر منظور کرتے ہیں کہ تمہارا لڑکا میرے ہی مکان پر رہے۔ کیونکہ ہم بسا اوقات مکان پر نہیں رہتے ہیں، اور میرے لڑکے صغیر السن ہیں اُس وقت مستورات کو سخت پریشانی ہوتی ہے، اِس شرط کو زید نے قبول کرلیا، بلکہ شرعی قسم کھالی، اور یہ بھی کہا کہ جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا میں وہیں دیا کروں گا، اس پر عمر نے کہا اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ آپ کی خوشی پر ہے، اب زید اپنے اس اقرار سے انحراف کر کے اپنے لڑکے کو سسرال میں آنے و رہنے نہیں دیتا، اور بہو کی رخصتی چاہتا ہے، زید و عمر کو اس کی پابندی چاہیئے یا نہیں، اگر زید اقرار کا پابند نہ ہو تو اُسکے لئے شرعاً کیا حکم ہے،

الجواب، بعد نکاح کے خبر ہونے پر اگر ہندہ راضی رہے، جیساکہ خلوت صحیحہ اور تمکین وطی دلیل اُس کی ہے تو وہ نکاح صحیح ہوگیا،

(۲) زید کو فی الواقع اپنے وعدہ کو پورا کرنا چاہیئے بے وجہ خلاف وعدہ و عہد کرنے سے زید گنہگار ہے اور کچھ نہیں ہو سکتا،

(نمبر ۱۲۹) **سوال**، ایک شخص دو منکوحہ رکھتا ہے، ایک کو ہے، دوسری کو سوائے روٹی کپڑے کچھ نہیں دیتا، اور نہ تقسیم شرعی کرتا ہے، اور مرد کی طبیعت اس حد کے متنفر کو بہکی ہے کہ اس سے تعادل ممکن بھی نہیں، وجہ یہ ہے کہ اس معلقہ میں انتظام کی لیاقت نہیں، مثلاً اگر کوئی چیز رات کو لاکر دے، صبح کو نام و نشان کا پتہ بھی نہ ملے گا، اور روٹی کپڑا با فراغت دیتا ہے، تو یہ شخص عند اللہ گنہگار ہوگا، یا نہیں، کیونکہ واعظوں سے سُنا گیا ہے، کہ تعادل نہ قائم کرنے والا قیامت کے روز سخت عذاب میں مبتلا ہوگا، فقط،

الجواب، عدل اور برابری، ہر دو زوجہ میں فرض و لازم ہے، اس میں کچھ گنجائش مخلصی کی بدون اُس کے نہیں ہے کہ جس سے طبیعت شوہر کی متنفر ہے، اور اس کے حقوق ادا نہیں کر سکتا، اُس کو طلاق دیدیوے، کیونکہ عدل نہ کرنے میں احادیث میں سخت وعید وارد ہے، اور قرآن شریف میں حکم ہے، فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ، عدل نہ کرنے کی صورت میں ایک عورت کو نکاح میں رکھنا چاہیئے، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولا تمیلوا

المفتی ۸ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ

كل الميل فتذروها كالمعلقة ،

پس معلقہ چھوڑنا دوسری زوجہ کو جس سے متنفر ہے درست نہیں، مگر یہ کہ وہ عورت اپنے حقوق کو معاف کر دے، اور واضح ہو کہ عدل اور برابری، محبت اور تعلق قلبی میں ضروری نہیں، مگر ماکولات و مشروبات و لباس و نقد و زیور کے دینے اور بنانے میں اور شب باشی کرنے میں، مساوات ضروری ہے، هكذا في كتب الفقه فقط واللہ اعلم، کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ،

(نمبر ۱۳۰) **سوال**، زید نے ہندہ سے نکاح کیا پھر بلا طلاق ہندہ کی ہمشیرہ سے کر لیا، جو اولاد اس سے پیدا ہوئی اُس اولاد سے نکاح کرنے میں پرہیز جائز ہے یا نہیں،

الجواب، صورت مسئولہ میں ہندہ کی بہن سے نکاح نہیں ہوا، اولاد جو اُس سے ہوئی ولد الزنا ہے، صحیح النسب و ثابت النسب نہیں ہے، وہ اولاد کفو صحیح النسب نہ ہوگی، فقط واللہ اعلم

(نمبر ۱۳۱) **سوال**، زید اور عمر دو حقیقی بھائی ہیں، زید کا انتقال ہو گیا، ایک لڑکا اور ایک لڑکی، اور زوجہ چھوڑی، اُس کے علاوہ اور کوئی جائداد نہیں، زید کی زوجہ بعد انتقال زید، عمر سے علیحدہ ہو گئی، اور بعد دو ماہ کے نکاح کر لیا، لڑکا عمر کے پاس آ گیا، اور لڑکی اپنی ماں کے پاس ہے، اُس لڑکی کو ایسی جگہ پرورش کے لئے دینے کا ارادہ ہے کہ جن کا کسب پیشہ کمانے کا ہے، عمر چاہتا ہے کہ اُس لڑکی کو میں اپنے پاس رکھوں، بعد بلوغت کے اس کی شادی کسی اچھی جگہ کروں، مگر وہ زوجہ نہیں دیتی اور اُس کا ارادہ آوارہ کرنے کا ہے، یہ مقدمہ جج صاحب کے ہے، عرض یہ ہے کہ اُن بچوں کا پرورش کنندہ اور وسیلہ کون ہو سکتا ہے،

الجواب، ماں اگر نابالغ بچوں کے غیر محرم شخص سے نکاح کر لیتی ہے، تو حق پرورش اُس کا ساقط ہو جاتا ہے، پس لڑکی نابالغہ کے رکھنے کا اُس کو حق حاصل نہیں ہے، اور ولایت و اختیار نکاح تو والدہ کو بموجودگی باپ کے یا چچا کے کسی حال نہیں ہے، نکاح کا اختیار چچا کو ہے اگر والدہ اُس لڑکی کا نکاح کر بھی دے گی، تو بدون رضا و اجازت، چچا کے وہ نکاح صحیح نہ ہوگا، پس صورت مسئولہ میں شرعاً چچا کو حق ہے کہ اُس لڑکی کو اُس کی والدہ کے پاس نہ چھوڑے اور نکاح اُس کا بہ ولایت خود اچھے موقع پر کر دے، هكذا في عامة كتب الفقه فقط واللہ اعلم

(نمبر ۱۳۲) **سوال**، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے حقیقی نانا کی یعنی اپنی ماں کے باپ کی دوسری منکوحہ سے جو اُس کی نانی کی غیر اور سوت ہے نکاح کرنا چاہتا ہے، آیا یہ نکاح حسب شرع شریف جائز ہے یا نہیں، بہ جو قرآن شریف میں آیا ہے، لا تنکحوا

۲۳۵ ولد الزنا صحیح النسب کا کفو نہیں ہے،

۲۳۶ ولایت نکاح نابالغ لڑکی بعد وفات والد چچا کو ہے چچا کو لڑکی اور حضانت قریب موجود ہو،

۲۳۷ اپنے نانا کی زوجہ منکوحہ سے نکاح حرام ہے،

ما نکح اباء کم، یہاں آباءکم سے معنی حقیقی مراد ہے یا مجازی بر تقدیر مجازی کے نانا بھی اس میں داخل ہے یا نہیں، اور اگر شامل ہے تو کس دلیل سے، اور اگر نہیں تو کس وجہ سے،

الجواب، حقیقی نانا کی زوجہ سے جو نانی کی سوتن ہے نکاح حرام ہے، لقولہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح آباء کم من النساء الآیۃ آباءکم سے مُراد عام ہے، باپ، اور دادا، اور نانا، اوپر تک سب کو شامل ہے، عالمگیری میں ہے، والرابعۃ من المحرمات نساء الآباء والاجداد من جھۃ الاب او الام وان علوا فھؤلاء محرمات علی ابنائھم نکاحاً ووطأً وفی الدرالمختار زوجۃ اصلہ وفرعہ مطلقاً ولو بعیداً دخل بہا اولا الخ وفی الھدایۃ ولا بامرأۃ ابیہ واجدادہ لقولہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح آباء کم، فقط واللہ اعلم،

نمبر ۱۳۳، **سوال**، کیا رضاعی بھائی کی بہن سے نکاح جائز ہے یا نہیں؛

الجواب، بھائی رضاعی کی بہن سے نکاح درست ہے، وتحل اخت اخیہ رضاعاً (درمختار)

نمبر ۱۳۴، **سوال**، ایک لڑکی بالغہ نے بدون اجازت والدین اپنا نکاح ایک شخص سے اس طرح کیا کہ دو شخص کو جو اس کے مضمون کو شناخت کرتے تھے، دو خط لکھے کہ میں نے اپنے نکاح کا اختیار فلاں شخص کو دیدیا، اور تم کو اس خط کے ذریعہ سے گواہ بناتی ہوں، اسی کے ہمراہ ایک خط اُس شخص کو لکھ جس سے نکاح کرنا چاہتی تھی کہ میں نے تم کو اپنے نفس کا اختیار مطلقاً دیدیا، اور یہ خط دو گواہوں والے تم فلاں فلاں میرے عزیزوں کے نام بھیجدو، اس شخص نے ان خطوں کو پاکر دونوں کو یہ لکھدیا کہ میں نے قبول کیا اور اپنے دستخطوں سے مکمل کرنے کے بعد ان دونوں کو جن کی بابت لڑکی کی ہدایت تھی روانہ کردیا، تو اس صورت میں نکاح ہوگیا یا نہیں؛

الجواب، اس صورت میں نکاح نہیں ہوا، دو گواہوں کا ایک بار ایجاب وقبول کا سُننا شرط ہے، اور کتابت کی صورت میں یوں ہونا جائز تھا کہ جس وقت ناکح کے پاس عورت کا خط اختیار دینے کا آیا وہ دو گواہوں کو بلاکر اُن کی سامنے عورت کے خط کا مضمون پڑھے، کہ فلاں عورت نے مجھ کو اختیار نکاح دیا میں نے قبول کیا، تم گواہ رہو، یا میں نے اُس سے نکاح کیا، درمختار میں ہے، وشرط حضور شاھدین حرین مکلفین سامعین قولھما معاً الخ وفی الشامی عن الفتح ومن الشروط ما قدمناہ فی التزوج بالکتاب من انہ الخ فقط

نمبر ۱۳۵، **سوال**، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نکاح ثانی کا ثبوت قرآن وحدیث اور فقہ سے ہے یا نہ، اور جو شخص رسم دنیا کی وجہ سے اس کو بُرا یا ذلیل جانے، وہ شخص شرعاً

کافر ہے یا فاسق، بحوالہ کتب ارقام فرماویں، بینوا توجروا،

الجواب، نکاح ثانی کا ثبوت آیات واحادیث واجماع سے ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح زیادہ تر بیوہ عورتوں سے ہوا ہے، کما ھو معروف ومسلم عند الکل پس رسم دنیا کی وجہ سے نکاح ثانی کو عیب جاننا گناہ کبیرہ ہے، اور سخت معصیت ہے، نکاح نہ کرنا کسی وجہ سے امر آخر ہے، لیکن معیوب جاننا نکاح ثانی کا سخت خوفناک امر ہے۔ اس میں مقابلہ شریعت غرا کا ہے، اور فسق ہونے میں اسکے کلام نہیں، بلکہ خوف کفر ہے، کیونکہ کسی حکم شرعی کو عیب جاننا کفر ہے، جیسا کہ جملہ کتب میں استخفاف احکام شرعیہ کو کفر لکھا ہے، درالمختار میں ہے، والکفر لغۃ الستر وشرعًا تکذیبہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شئی مما جاء بہ فی الدین الخ وفی الشامی ویظھر من ھذا ان کان دلیل الاستخفاف یکفر بہ وان لم یقصد الاستخفاف، فقط واللہ اعلم

(نمبر ۱۳۶) **سوال**، ایک شخص ایک عورت کو مسلمان کیا، پردہ نشینی کا عہد لیکر اپنا نکاح کرلیا، زوج اولیٰ اور عوام اُس کو اس عورت کو طلاق دینے کو کہتے ہیں، اس لحاظ سے کہ عورت مذکورہ کا نکاح میں رکھنا عرفاً خلاف شان، اور عوام کے نزدیک موجب بیوقعتی ہے، مگر وہ اس خیال سے کہ بلا وجہ شرعی طلاق نہ دینا چاہئے، مولانا روم فرماتے ہیں،

تا توانی پا منہ اندر فراق ؛ ابغض الاشیاء عند اللہ الطلاق

دوسرے یہ کہ میں نے اس کو مسلمان کیا، تیسرے یہ کہ عورت مذکورہ کی کوئی صورت گذران کی نہیں، ناچار بیجرہ دری کرنی پڑے گی، اور بارہ برس کی پردہ نشینی زائل ہوگی، چوتھے یہ کہ اُس کے ماں باپ زندہ ہیں کہیں یہ وہ بسبب تکلیف کے پھران سے نہ جاملے، اور اس کا اسلام ضائع ہوجائے غرض اس قسم کی بہت سی خرابیاں ہیں،

الجواب، اس صورت میں بہتر وعمدہ یہ ہے کہ طلاق نہ دے، اور طعن دنیا واہل اسلام کا خیال نہ کرے، فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ،

(نمبر ۱۳۷) **سوال**، ایک عورت کے انتقال کے بعد اُس کی بہن، اور ایک دوسرا مرد گواہی دیتے ہیں کہ عورت مرحومہ نے فلاں لڑکے کو دودھ پلایا ہے، تو اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی یا نہیں،

الجواب، اگر مرضعہ کے مرنے کے بعد مرضعہ کی بہن اور ایک مرد شہادت رضاع

کی دیوے قضاءً حرمت رضاعت ثابت نہیں، لیکن نکاح میں احتیاط اور تنزہ بہتر ہے، فقط

(نمبر ۱۳۸) **سوال**، ماموں اور چچا کے انتقال کے بعد ممانی اور چچی سے نکاح درست ہے یا نہیں

الجواب، ممانی اور چچی سے نکاح درست ہے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم،

(نمبر ۱۳۹) **سوال**، چہ فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ بکر سنّی دختر خود را بہ وجیت عمر شیعہ کہ خود را غیر تبرائی می خواند می تواں داد، ایں چنیں رشتہ مناکحت درمیان اہل سنّت، وحضرات شیعہ جائز بود یا نہ،

الجواب، اگر درحقیقت عمر غیر تبرائی وغیر غالی است نکاح سنّیہ با او جائز وصحیح خواہد شد، اگرچہ بہتر نیست کہ سنیہ را بہ نکاح شیعہ دادہ شود اگر عمر شیعہ غالی است کہ قائل افک حضرت صدیقہؓ ومنکر صحبت حضرت صدّیقؓ ہست ایں چنیں شیعہ را علماء باتفاق کافر گفتہ اند نکاح سنیہ با او صحیح نخواہد شد، ولیکن بہرحال احتراز واجتناب از چنیں فرقہ ضالہ لازم است وہرگز عقد مناکحت با وشان نہ کردہ شود کہ در احادیث از مجالست ومناکحت وارتباط بافرق محدثہ ضالہ ممانعت شدید وارد است وتجربہ شاہد است کہ سنیہ را کہ در نکاح شیعہ دادہ شود آں مرد شیعہ زن . . . . را بہ رفض میخوانند وجبراً وقہراً اورا رافضیہ گردانند وتقیہ در رفض ہم معروف ست، قول او چگونہ معتبر خواہد شد کہ من تبرائی نیستم وتبرائی شیعہ را بسیارے فقہائے مرتد کافر گفتہ اند، وقائلین افک حضرت عائشہؓ را جملہ محققین کافر مرتد گفتہ اند، فقط واللہ اعلم

(نمبر ۱۴۰) **سوال**، ہندہ نابالغہ کا نکاح اُس کے چچا نے اُس کے باپ خالد کی زندگی وعدم موجودگی میں بکر نابالغ کے ساتھ کردیا، حالانکہ ہندہ کا باپ بکر کے ساتھ نکاح کرنے سے ناراض تھا، اور بعد میں جب اُس کو معلوم ہوا تب بھی اُس نے نامنظور کردیا، اب بحالت بلوغ ہندہ وبکر، ہندہ کا باپ اُس نکاح کو منظور کرتا ہے لیکن ہندہ کو منظور نہیں، تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں، اگر صحیح ہوگیا تو اب ہندہ کے فسخ کرنے سے فسخ ہوا یا نہیں۔

الجواب، اس صورت میں بدون اجازت ورضاء خالد پدر ہندہ جو نکاح ہندہ کے چچا نے کیا، شرعاً ناجائز وغیر نافذ ہے، کیونکہ اگرچہ ولی ابعد کو ولی اقرب کی عدم موجودگی میں اختیار نکاح نابالغہ کا ہوتا ہے، مگر شرط اس میں یہ ہے کہ ولی اقرب کے آنے اور اُس سے رائے لینے میں کفو خاطب کے فوات کا اندیشہ ہو اور اس صورت میں ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے، لہٰذا وہ نکاح باپ کی ناراضگی ظاہر کرنے سے باطل ہوگیا، اور بعد بطلان کے باپ کی رضا بھی مفید نہیں، قال

فی الذخیرۃ الاصح انہ اذا کان فی موضع لو انتظر حضورہ اواستطلاع رأیہ فات الکفوالذی حضر فا لغیبۃ منقطعۃ فقط واللہ اعلم

(۱۱۸۱ رضاعی بھتیجی سے نکاح درست نہیں،)

نمبر ۱۴۱ **سوال**، ہندہ نے اپنے نواسہ رحمت اللہ کو دودھ پلایا، اب رحمۃ اللہ کا نکاح ماموں کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں، رحمۃ اللہ نے اپنی چھوٹی خالہ کے ساتھ دودھ پیا ہے،

الجواب، نکاح رحمۃ اللہ کا زبیدہ دختر ماموں بنت بکر یعنی ماموں سے صورت مسئولہ درست نہیں ہے، قطعاً حرام ہے، کیونکہ بکر رحمت اللہ خاں کا بھائی رضاعی ہوگیا، اور زبیدہ بھتیجی رضاعی بہن، رحمت اللہ مذکور کی ہوگئی، لہذا نکاح ناجائز ہے، یہ مسئلہ جملہ کتب فقہ میں مذکور ہے، درمختار باب الرضاع میں ہے، ولا حل بین الرضیعۃ وولد ولدھا لانہ ولد الاخ الخ صفحہ ۴۰۶ شامی جلد ثانی، فقط واللہ تعالیٰ اعلم، کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

(۱۱۹۶ دھوکہ سے عمر چھپا کر نکاح کر لیا تو فسخ کا اختیار نہیں،) ۹۴

نمبر ۱۴۲ **سوال**، زید سے چند لوگوں نے کہا کہ ایک لڑکا لائق اور قابل ۱۸ سال کی عمر کا ہے لہذا مناسب ہے کہ تو اپنی لڑکا رشتہ اس سے کردے، زید نے منظور کیا، اور تاریخ خود مقرر کردی، جس وقت بارات آئی کسی شخص نے زید سے کہا کہ لڑکے کی عمر جو تم کو ظاہر کی گئی تھی اس سے زیادہ ہے، لہذا مناسب ہے کہ تم اُس کو دیکھ لو، چنانچہ زید نے درمیانی لوگوں سے کہا کہ میں لڑکے کو دیکھنا چاہتا ہوں، تو اُنہوں نے یہ عذر کیا کہ وہ اپنے کسی عزیز سے ملنے گیا ہے، اور آپ ہر طرح سے اطمینان رکھئے، آپ کو جو لوگوں نے شبہات میں ڈالدیا ہے وہ بالکل غلط ہے، غرضکہ زید کو محض جھوٹی اور دھوکہ بازی کے طریقہ سے اطمینان دلاکر ان سے نکاح کی اجازت لے لی، حتیٰ کہ نکاح بھی ہوگیا، صبح کو جب زید نے اپنے داماد کو دیکھا تو نہایت ناراض ہوا، چونکہ اس کی عمر ۶۰ سال کی تھی بے شک اور بے شبہ صفائی ریش ڈھکے ہوئے تھا، اور لڑکی نابالغہ کے رخصت نہ کرنے کی بیحد کوشش کی، لیکن درمیانی لوگوں اور برادری کے لوگوں کی کوشش سے مجبور ہو کر رخصت کردی، اور اگلے روز لڑکی حسب دستور اپنے گھر آئی، اب بعد چھ سال کے شوہر ۶۶ سالہ اپنی زوجہ کو جو ۱۴ سالہ ہے اپنے گھر بجبر لیجانا چاہتا ہے، مگر لڑکی کسی صورت سے جانے پر رضامند نہیں ہے، والدین اور اہل برادری نے کوشش کا حق ادا کر دیا، لیکن لڑکی کسی طریقہ سے جانے پر آمادہ نہیں ہوتی، بلکہ اندیشہ اس بات کا بھی ہوتا ہے کہ اگر بجبر دھکیل بھی دیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ لڑکی زہر کھا کر مرجاوے، چونکہ وہ اعلانیہ یہ بات کہتی ہے کہ وہ میرے نانا کی عمر کا ہے، اُس کے یہاں جانے سے مجھکو مرنا بہتر ہے تو اس صورت میں کوئی شکل خلع یا فسخ

نکاح کی ہوسکتی ہے یا نہیں،

الجواب، اس صورت میں نکاح ہوگیا، اور بدون خلع یا طلاق کے ہندہ اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوسکتی ہے خلع ہوسکتا ہے، مگر خلع میں فریقین کی رضا شرط ہے، شوہر اگر راضی ہے تو عورت سے کچھ لیکر یا بعوض مہر کے خلع کر لیوے جبراً خلع نہیں ہوسکتا، یا طلاق دیوی تب ہندہ اُس کے نکاح سے خارج ہوگی، فقط واللہ اعلم، کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہٗ،

نمبر ۱۴۳ **سوال**، استقرار حمل سے کتنے مہینے تک عورت سے ہم صحبت ہونے کی اجازت ہے اور پھر وضع حمل کے کتنے عرصہ بعد تک ہم صحبت نہ ہونا چاہیئے،

(۲) حالت حیض ونفاس میں ہم بستر ہونے سے علاوہ طبی اصول کے بموجب نقصان صحت کے شرعاً کیا حکم ہے، جائز ہے یا نہیں،

(۳) حالت حیض ونفاس میں اپنی زوجہ سے خلاف وضع فطری یعنی دوسرے طریقہ سے ہم بستر ہونا جائز ہے یا ناجائز، اور وہی حکم شرعی اس امر میں عورت کے ساتھ کرنے سے ہے جیسا کہ مرد سے

(۴) ایک شخص نے یہ خیال کر کے کہ ایسا کرنے سے عورت کو حظ حاصل ہوگا اپنی زوجہ سے حالت ہم بستری میں اُس کی چھاتی کا مساس اپنے مُنھ سے کیا، اور منھ میں لیکر اس کو کھینچا، عورت کے ابھی تک کوئی بچہ نہیں ہوا ہے، یہ فعل شرعاً جائز ہے یا ناجائز، اور ایسا کرنے سے وہ عورت اُس مرد کے نکاح سے باہر تو نہیں ہوئی، اور ابھی تک اُس شخص کو اُس کے جائز یا ناجائز ہونے کا کچھ علم نہیں ہے، تو لاعلمی میں ایسا کرنا کیا حکم رکھتا ہے، اگر ناجائز ہے تو علم ہونے پر توبہ کرنے سے معافی ہوجاوے گی یا نہیں، یا دوبارہ عقد کی ضرورت ہوگی اور پہلا مہر ادا کرنا ہوگا یا نہیں، اور عدت کرنی ہوگی یا نہیں، اور اس ہی عورت سے پھر عقد ہوجاوے گا یا نہیں، اور جس عورت کے بچہ ہوگیا ہو، اور جس کے نہ ہوا ہو دونوں سے ناجائز ہے یا صرف اوّل الذکر سے،

(۵) مرد نے قصداً عورت کی پیشاب گاہ میں انگلی کردی، اس حالت میں عورت کو غسل واجب ہوا یا نہیں، یا ایک عورت نے اگر دوسری عورت کے جسم میں دوا پہنچانے یا کوئی خرابی اندرونی دیکھنے کو ہاتھ یا انگلی کرے، یا خواہ مخواہ ہی کرے، تو غسل واجب ہوگا یا نہیں،

الجواب، استقرار حمل کے وقت سے وضع حمل سے پہلے وطی اپنی زوجہ سے درست ہی پھر بعد وضع حمل نفاس کے مدت تک وطی حرام، اور نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو بعد ولادت کے جاری ہو زیادہ مدت چالیس دن ہیں، ویسے جس وقت اس سے کم میں خون بند ہوجاوے لیع

عنسل کے وطی درست ہے ، فقط واللہ اعلم ،

(۲) حالت حیض ونفاس میں وطی شرعاً حرام ہے ، فقط واللہ اعلم ،

(۳) حرام ہے ، فقط واللہ تعالیٰ اعلم ،

(۴) اس فعل سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا ، اور جس کے بچہ ہوا ہو یا نہوا ہو دونوں کا حکم برابر ہے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا ، البتہ اس قدر احتیاط چاہیئے کہ جس عورت کی پستان میں دودھ ہو تاکہ دودھ منھ میں نہ آوے ، فقط واللہ اعلم ،

(۵) اس میں غسل واجب نہیں ہے ، فقط واللہ اعلم ، کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ،

نمبر ۱۲۴۴ **سوال** ، زید نے ہندہ سے نکاح کرکے رخصتی کراکر اپنے مکان میں لایا ، جب شب خلوت کو ارادہ مجامعت کا کیا تو مقام دخول کو بالکل متنگ پایا ، فی زمانتا طبیبہ قابلہ میم پاس کردہ شدہ سے تجویز ملاحظہ کرایا گیا ، میم مذکور نے بعد ملاحظہ کے صاف طور سے کہدیا کہ یہ عورت نہیں مخنثہ ہے اور یہ حرج ہر گنہ وہر آئینہ اصلاح پذیر نہیں ہو سکتا ہے ، اور کبھی ہرگز مرد کے لائق ہی نہیں ہو سکتی ہے ، پس ایسی صورت میں اپنا مہر زید سے پا سکتی ہے یا نہیں ، بر تقدیر اول کتنا پاوے گی ، بر تقدیر ثانی دغا وفریب دیدہ ودانستہ ولی ہندہ نے جو شادی کرادی ، زید خرچ شادی کا اپنی پا سکتا ہے یا نہیں ،

عورت رتقاء کا نکاح صحیح ہے اور مہر واجب ہے ، ۱۲۵۶ ۹۶

الجواب ، ایسی صورت میں اگر زید ہندہ کو طلاق دیوے تو ہندہ نصف مہر پانے کی مستحق ہے ، یہ مرض جو ہندہ کو ہے رتق کہلاتا ہے ، جس کی وجہ سے آدمی جماع نہ کر سکے ، اس صورت میں بعد طلاق نصف مہر لازم آتا ہے ، اور بصورت موت زید یا ہندہ پورا مہر لازم ہوگا ، اور شادی کا خرچ زید واپس نہیں لیسکتا کیونکہ نکاح صحیح ہوگیا ، ہکذا فی کتب الفقہ ، فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ

عزیز الرحمن ، عفا اللہ عنہ ،

اِمدَادُ المُفتِین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ، وھو الذی بیدہ الامر کلہ ولا مالک ولا مصرف الا ایاہ، فنسألہ بمعاقد العز من عرشہ وبمفاتیح الرحمۃ من کتابہ ان یجعلنا کما یحب ویرضاہ، و ان یکون لنا ویجعلنا لہ ویغنینا عمن سواہ، وان یعصم عبدہ من الزلۃ فی الفتیا ویحماہ، وصلی اللہ تعالیٰ علی من تخیرہ من بین عبادہ واصطفاہ ولاسیما سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ ومن اھتدی بھداہ

اما بعد

یہ ناکارہ خلایق، و نامہ سیاہ، بدنام کنندہ نکونامے چند محمد شفیع دیوبندی عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ منصب فتوے کی دشوار گذاری اور شدید ترین ذمہ داری اور عظمت واہمیت جس علم وفضل اور حال وقال کو چاہتی ہے اوس پر نظر کرنے کے بعد اگر اپنی علمی وعملی حالت پر نظر پڑ جاتی ہے تو حیرت واضطراب کا ایک عالم سامنے آجاتا ہے کہ کہاں یہ ناکارہ اور کہاں فتوی نویسی اور پھر اپنے تحریر کردہ فتاوی کی طباعت اشاعت کا تو وہم بھی نہ ہو سکتا تھا۔

مگر صفر سنہ ۱۳۵۰ھ میں جبکہ نیرنگ تقدیر سے یہ احقر منصب فتوی میں مبتلا ہوا تو دارالافتاء میں ایک عظیم الشان ذخیرہ نمونہ سلف عارف باللہ زبدۃ الاتقیاء عمدۃ الاولیاء حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ مفتی دارالعلوم دیوبند کے فتاوی کا سامنے آیا۔ جو سولہ سترہ عظیم الشان جلدوں میں لکھا ہوا ہے۔ ان ذخائر علمیہ کی اشاعت کو ایک اہم دینی خدمت اور حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہترین یادگار سمجھ کر احقر نے ان کی اشاعت کا عزم کیا۔ تو اس وقت بعض اکابر اور بہت سے احباب نے فرمایا کہ موجودہ زمانہ کے فتاوی کا بھی ایک سلسلہ

اس کی ساتھ شائع ہونا مناسب ہے۔

میں اگرچہ اپنی علمی بے مائگی اور اوس کی وجہ سے ہر قدم پر زلات وخطایا کے قوی احتمال سے غافل نہ تھا۔ اور یہ میرے لئے اپنے تحریر کردہ فتاوی کی اشاعت سے مانع قوی موجود تھا۔

لیکن پھر چند فوائد پر نظر کر کے اس کی طرف اقدام کیا۔

اوّل[۱] یہ کہ شائع ہونے کے بعد انشاء اللہ تعالے یہ فتاوی اہل علم حضرات کی نظر سے بھی گذریں گے تو زلات وخطایا کی اصلاح اپنے سامنے بآسانی ہو جائیگی۔ اور جس فتوی میں کسی غلطی پر تنبہ ہوگا اُس کے مستفتی مکتوب الیہ کو اس کی اطلاع کردی جاویگی۔

دوسرے[۲] یہ کہ اختلاف عنوان وعبارت سے فائدہ بدل جاتا ہے ممکن ہے کہ موجودہ زمانہ کے بعض حضرات کے لئے اس سلسلہ کی کوئی تحریر زیادہ مفید ہو۔ بالخصوص وقائع جدیدہ کے متعلق جو روزانہ نئے نئے حوادث پر فتاوے لکھے جاتے ہیں وہ گذشتہ ذخیرہ فتاوی میں کم ملتے ہیں۔ یا تفصیل سے نہیں ملتے۔ اُس کے لئے ان کی اشاعت بھی انشاء اللہ تعالے مفید ہوگی۔

تیسرے[۳] یہ کہ اگر ان حروف سطور سے کسی نیک بندے کو فائدہ پہنچ گیا تو شاید وہ ہی اس احقر کے لئے دنیا میں حق تعالی کی نصرت وامداد کا اور آخرت میں نجات کا سبب بنجائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

بناءً علیہ حق تعالے پر توکل کر کے اس سلسلہ کی اشاعت بھی شروع کرتا ہوں۔ اور حسب تجویز سیدی وسندی کہفی ومعتمدی آیۃ من آیات اللہ **حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرفعلی صاحب** تھانوی دامت برکاتہم۔ اس سلسلہ کا نام **امداد المفتین**[ع] رکھتا ہوں وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔

درخواست حضرات اہل علم کی خدمت میں نیازمندانہ درخواست ہے کہ اگر اس سلسلہ کا کوئی جزو نظر سے گذرے اور کوئی غلطی وزلت معلوم ہو تو برائے کرم اس احقر کو مطلع فرما کر ممنون فرماویں تا کہ اصلاح کردی جاوے یا اگر کوئی وجہ ہو تو وہ عرض کردی جاوے۔ غلطی پر متنبہ کرنے کے لئے جو منشا غلطی کا ہوا اُس کو کسی قدر مدلل ارشاد فرماویں تو غور کرنے میں آسانی ہوگی۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

ع حضرت والا دامت برکاتہم نے اپنے فتاوی کا نام اپنے شیخ شیخ العرب والعجم قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی کی مناسبت سے امداد الفتاوی رکھا ہے اور پھر حضرت مولانا ظفر احمد صاحب سابق مفتی تھانہ بھون کے تحریر فرمودہ فتاوی کا نام امداد الاحکام اور حضرت مولانا عبد الکریم صاحب مفتی حال کے فتاوی کا نام امداد المسائل رکھا ہے۔ اسی مناسبت پر احقر کے تحریر کردہ فتاوی کا نام امداد المفتین تجویز فرمایا ہے ۱۲ منہ

از رجسٹر فتاویٰ سنہ ۱۳۵۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال :- عبدالصمد نے اپنی زوجہ کو یہ لکھا کہ میں اپنی بی بی ظفرالنساء کو ایک طلاق بائن دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ جب تک میری زندگی ہے بعوض دین مہر کے خورد و پوش کا ہمیشہ ذمہ دار رہوں گا اس بارہ میں حکم شرعی کیا ہے

الجواب - یہ طلاقنامہ صحیح ہے مسماۃ ظفرالنساء پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی اور تاحیات خورد و پوش کے ذمہ دار رہنے کو جو عوض مہر قرار دیا ہے اگر اس سے یہ مطلب ہی کہ پورے مہر کے بدلے میں خورد و پوش کی کفالت کرتا ہے تو یہ جائز نہیں کیونکہ مہر معین ہی اور خورد و پوش کی قیمت غیر معین نیز یہ بھی معلوم نہیں کہ مسماۃ کی عمر آیندہ کتنی ہے غرض غیر معین مہر معین کا عوض نہیں بن سکتا - اور اگر یہ مراد ہے کہ مہر میں سے خورد و پوش دیتا رہونگا اور حساب کرکے جو باقی رہے گا وہ بعد وفات مسماۃ کے اونکے ورثار کو ادا کردونگا تو جائز ہے اور مسماۃ کے ورثہ کو حق ہوگا کہ بعد وفات مسماۃ کل خورد و پوش کی قیمت کا حساب کرکے باقی روپیہ خاوند سے وصول کرلیں - فقط ——— محمد شفیع غفرلہٗ یکم صفر سنہ ۱۳۵۰ھ

سوال زید کا انتقال ہوا ایک زوجہ ایک لڑکا نابالغ وارث چھوڑے مسماۃ کا دین مہر دو ہزار پانچسو روپیہ ہے جو ابتک ادا نہیں ہوا زوجہ جائداد پر بذریعہ دین مہر بعد وفات شوہر ہی قابض ہوگئی اور ترکہ متوفی دین مہر کے برابر بھی نہیں ہے بلکہ کم ہے لڑکا بالغ ہونے کے بعد جائداد پدری پر قابض ہونیکا طالب ہے دین مہر ادا کرتا ہے اور زمانہ گذشتہ کا منافع جائداد بھی مانگتا ہے آیا مسماۃ نے جو منافع ابتک وصول ہے اوسکے منافع کی مسماۃ مالک ہی یا لڑکے کو واپس دینا چاہئے ؟

الجواب - جبکہ زوجہ کا دین مہر میت پر ثابت ہے اور زوجہ نے اپنا حق وصول کرنے کے لئے جائداد پر قبضہ کرلیا تو بقدر دین مہر کے جائداد پر قبضہ شرعاً درست ہوگیا اور اس کی آمدنی اسکی ملک میں داخل ہوگئی اب کسیکو اس کے منافع کے واپس لینے کا حق نہیں البتہ اگر جائداد دین مہر سے زائد تھی تو جسقدر جائداد مہر سے اور زوجہ کے حصہ شرعیہ سے زائد ہے اوس پر زوجہ کا قبضہ

ناجائز ہے اس کے یعنی زاید جائداد کے کل منافع کو وارث واپس لیسکتے ہیں شامی میں ہے :- فاذا ظفر بمال مدیونہ لہ الاخذ دیانۃ بل لہ الاخذ من خلاف جنسہ نیز اشباہ والنظائر میں ہے والدین المستغرق للترکۃ یمنع ملک الوارث قال فی جامع الفصولین من الفصل الثامن والعشرین لو استغرقہا دین لا یملکہا بارث الا اذا ابرأ المیت غریمہ او اداہ وارثہ بشرط التبرع وقت الاداء اشباہ ص۵۳۴

خلاصۃ الفتاوی ص۲۴۱ ج۴ کتاب الوصایا میں ہے :- المراۃ یاخذ مہرہا من الترکۃ من غیر رضاء الورثۃ ان کانت الترکۃ دراہم او دنانیر وان کانت شیئاً مما یحتاج الی البیع تبیع ما کان اصلح وتستوفی صداقہا سواء کانت وصیۃ من جہۃ زوجہا اولم تکن وتاخذ من غیر رضاء الورثۃ اھ۔ وفی الخلاصۃ ص۲۴۱ ج۴ من کتاب الوصیۃ ولا یملک الوارث بیع الترکۃ المشغولۃ بالدین المحیط للا برضاء الغرماء۔ وفی الفتاوی المہدیۃ ص۲۴۳ ج۳ وفی حواشی الدر ہذا اذا اخذ الترکۃ مقیدا بما اذا لم تتفق الورثۃ علی اداء الدین کلہ من مالہم وفی الخلاصۃ ص۲۴ ج۴ وہکذا ذکر فی نکاح الفتاوی ان القول قول المراۃ بعد وفاۃ الزوج ان قالت لی علیہ الف درہم ان کان مہر مثلہا قوم فقط کذا فی المجموعۃ الفتاوی ص۵۸ ج۱

صورت مذکورہ میں حسب بیان سائل دین مہر تمام ترکہ کو مستغرق ہے اس لئے ترکہ ابھی تک ورثاء کی ملک میں داخل ہی نہیں تھا کہ زوجہ نے اپنے حق کے موافق اسپر قبضہ کر لیا اور یہ قبضہ روایت شامی کے وخلاصہ کی بنا پر جائز ہے اور بیوی اوس کے تمام منافع کی مالک ہے لہذا اب اوس سے کسیکو مطالبہ کا حق نہیں۔ فقط ——— محمد شفیع غفرلہ، ۴ صفر ۱۳۵۰ھ

سوال ۳۔ زید کی منکوحہ ہندہ نے مندر میں جاکر بت کے آگے اپنا ہاتھ جوڑا اور بت کو سجدہ بھی کیا اور اس سے منت مراد بھی طلب کی ہندہ شرعاً مسلمہ رہی یا نہیں ؟

الجواب۔ یہ عورت بت کو سجدہ کرنے سے کافر ہوگئی۔ لما فی الاعلام بقواطع الاسلام و منہا ای من موجبات الردۃ کل قول او فعل صدر عن تعمد واستہزاء بالدین صریح کسجود للصنم او الشمس سواء کان فی دار الحرب ام دار الاسلام وفی المواقف وشرحہا من صدق بما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مع ذلک سجد للشمس کان غیر مومن بالاجماع "

——— محمد شفیع غفرلہ ۴ صفر ۱۳۵۰ھ

سوال ۴۔ زید نے عمر کے پاس اپنی زمین گروی رکھدی اور یہ کہدیا کہ ٹھیکہ آبیانہ ادا کرتے رہو

رزمین کی پیداوار کہاتے رہو۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

تواب۔ رہن کی آمدنی کھانا حرام ہے حدیث میں ہے کل قرض جر نفعاً فہو ربوا جس سے
علوم ہوا کہ قرض سے جو نفع حاصل ہو وہ سود ہے۔ علامہ شامی نے ردالمحتار کتاب الرہن میں مفصل
ث کے بعد یہی تحقیق فرمائی ہو واللہ اعلم ۔ محمد شفیع غفرلہ ۔ ۵ر صفر ۱۳۵۰ھ

وال۔ زید کہتا ہے کہ خطبہ پڑھتے وقت عصا ہاتھ میں لینا بموجب حدیث ابوداؤد سنت
ؤکدہ ہے۔ اگر سنت خیال کرکے ہاتھ میں لیلے تو باعث ثواب ہو اور احیاناً ترک بہتر ہے۔
کہتا ہے کہ اخذ عصا سنت مؤکدہ ہے اور ترک اوس کا مکروہ تحریمی کس کا قول صحیح ہے۔

تواب۔ زید کا قول اس مسئلہ میں بچند وجوہ صحیح ہے اس باب میں احادیث مختلفہ کے
یکھنے سے جو کچھ ثابت ہوتا ہو وہ صرف یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصا پر ٹیک
کر خطبہ دیا اس سے مواظبت (یعنی دوام ۱۲) مستفاد نہیں ہوتی حدیث ابوداؤد جو اس باب میں عمر کی
ت ہے وہ اس سے زاید پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ اوس کے لفظ یہ ہیں فقام متوکئاً
عصا او قوس اس سے کسی طرح مواظبت معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ حدیث مسلم سے
خطبہ عید کے باب میں واقع ہے صراحۃً اس مواظبت کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ
ا میں ہے ثم قام فتوکئاً علی بلال ظاہر ہے کہ جب حضرت بلال پر تکیہ لگا یا گیا تو عصا
وس پر تکیہ نہ تہا جس سے عصا و قوس کا ترک احیاناً مستفاد ہوا۔ اور جو فعل آنحضرت صلی اللہ
وسلم سے مع الترک ثابت ہو وہ سنن زوائد میں شمار کیا جاتا ہے کما فی شرح الوقایۃ وسائر کتب الاصول
اور اگر بالفرض مواظبت بھی ثابت ہو تو بھی زید کا یہ قول صحیح ہے کہ مطلقاً مواظبت
سنت مؤکدہ ہونے کی نہیں جبتک بطور عبادت ہونا ثابت نہ ہو ورنہ گیہوں کی
پیٹ بھر کر کھانا بھی بقول عمر مکروہ تحریمی ہو جائیگا۔ خلاصہ یہ کہ عصا کو بوقت خطبہ ہاتھ
لینا سنت غیر مؤکدہ ہے۔ اور جن حضرات نے مکروہ کہا ہے وہ التزام و صورت افتراض
مفاسد پر نظر فرما کر کہا ہے واللہ اعلم ۔ محمد شفیع غفرلہ ۴ر صفر ۱۳۵۰ھ

ال ایک شخص مرا بیوی اور چند لڑکے چھوڑے اور ترکہ میں مختلف اشیا چھوڑی
ون کی والدہ نے تمام ترکہ پر قبضہ کرکے لڑکوں کو بلا وجہ حصہ دینے سے انکار کر دیا۔ ایک
نے اپنا حصہ چھین لیا یہ جائز ہے یا نہیں۔ اور اس چھینی ہوئی چیز میں سب وارث
دار ہوں گے یا یہ چیز اسی کے حصہ کی ہوگی؟

الجواب۔ اس طرح چھین لینا جائز ہے بشرطیکہ اپنے حق سے زاید نہ ہو۔ فی الدر والفتویٰ الیوم علی جواز الاخذ عند القدرۃ من ای مال کان لا سیما فی دیارنا لمداومتہم للعقوق انتھی شامیہ۔

لیکن دوسرے وارثوں کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ اس کی چھینی ہوئی چیز میں سے بقدر اپنے حصہ کے اوس شخص سے وصول کرلیں جس نے چھینا ہے۔ کما فی باب الصلح فی الدین من الھدایہ مانصہ اصل ھذا ان الدین المشترک بین اثنین اذا قبض احدھما شیئاً منہ ان یشارکہ فی المقبوض (ہدایہ ص ۲۳۷ ج ۳) محمد شفیع غفرلہٗ ۲۴ صفر ۱۳۵۰ھ

سوال۔ ایک شخص نے مرض الموت میں بیوی سے کہا کہ میں نے اپنی فلاں زمین جو ثلث سے بھی کم ہے مسجد کے لئے وقف کردی لیکن تاحیات تم اوس کی آمدنی سے کچھ اپنے صرف لانا اور کچھ مسجد کی مرمت واصلاح میں خرچ کرنا یہ وقف اگر صحیح ہے تو اسی وقت سے یا بعد واقف کے مرنے کے بعد صحیح ہوگا۔ اور بیوی تمام آمدنی خرچ کرسکتی ہے یا نہیں۔ اور جبکہ واقف نے مسجد کے اور بیوی کے لئے مقدار معین نہیں کی بلکہ کچھ کچھ کہا ہے تو بیوی کتنا خرچ کرے اور مسجد میں کتنا خرچ کیا جاوے۔

الجواب وقف صحیح ہے اور اسی وقت سے صحیح ہے۔ کما فی الشامیۃ الوقف فی مرض الموت کھبۃ فیہ من الثلث اور بیوی اگرچہ وارث ہے اور وارث کیلئے وقف کی وصیت باطل نہیں ہے لیکن منافع وقف کی تقسیم حسب سہام شرعی ہونا ضروری ہے۔ واقف کی تجویز کے موافق نہیں ہوسکتی اس لئے وقف کی آمدنی میں سے جسقدر حصہ زوجہ کے لئے تجویز ہو وہ صرف اسی کا نہوگا بلکہ شرعی سہام کے موافق سب وارثوں کا حق ہوگا جن میں زوجہ بھی شامل ہے۔ کما فی باب وقف المریض من الدر المختار کا ذامت فقد وقفت داری علیٰ کذا فالصحیح انہ کوصیۃ تلزم من الثلث بالموت لا قبلہ قلت ولو لوارث وان ردوہ لکنہ یقسم کالثلث علی الورثۃ

رہا یہ کہ تعین مقدار کیسے کیجائے سو اسکا حکم وصیت مبہم جیسا ہے اور اس قسم کی وصیت میں نصفا نصف تقسیم کیا جاتا ہے۔

کما فی الدر لو قال بین زید وعمرو وھو میت لزید نصفہ وفی الشامیۃ فانما تنصف لان الشرکۃ بین اثنین ولا نہایۃ لما فوقھما اس کلام مذکور میں اگرچہ لفظ بین اس کا نہیں مگر دونو جانب لفظ کچھ سے تسویہ مستفاد ہوتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بندہ محمد شفیع غفرلہٗ ۲۴ صفر ۱۳۵۰ھ

روزہ کے فدیہ کا حکم

سوال - ایک شخص کو بوجہ بھوکہ رہنے کے نکسیر وغیرہ ہوجاتا ہی اسی حالت میں دو رمضان گذر گئے اور آیندہ بھی بہت کم امید ہے تو یہ شخص گذشتہ رمضان کا فدیہ دے یا صحت کا انتظار کرے۔

الجواب یہ شخص مریض ہے شیخ فانی نہیں اور مریض کا حکم شریعت میں یہ ہی کہ اگر مرض سے اچھا ہونے کے بعد اتنی مدت اس کو ملے کہ اس میں قضا کرسکتا ہی تو روزے کی قضا اس کے ذمہ ورنہ قضا بھی نہیں لقولہ تعالیٰ فعدۃ من ایام اخر۔ الغرض اسکو صحت کا انتظار کرنا چاہئے فقط

محمد شفیع غفرلہ - ۶ صفر ۱۳۵۰ھ

سوال جناب مفتی صاحب السلام علیکم - قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے متعلق یہ ادلہ ایک غیر مقلد نے پیش کی ہیں جن کی نقل ارسال ہے، اب ہم احناف کی جو دلیلیں ہوں انکے جواب میں ان کو بحوالہ کتاب تحریر فرماکر ماجور ہوں۔

الجواب مذہب مختار جمہور حنفیہ کا اس باب میں یہی ہے کہ امام کے پیچھے قرارۃ فاتحہ وغیرہ سب مکروہ ہے مطلقاً خواہ نماز جہری ہو یا سری صرف امام محمد رحمۃ اللہ سے غیر ظاہر الروایۃ میں ایک قول نقل کیا جاتا ہے کہ وہ قرارۃ فاتحہ کو احتیاطاً مستحسن فرماتے ہیں سائل نے اس تحریر میں حنفیہ کا مذہب نقل کرنے میں احتیاط و انصاف سے کام نہیں لیا کیونکہ خود ھدایہ میں جس سے عبارت مذکورہ فی السوال نقل کی گئی ہے اسکے خلاف صراحۃ موجود ہے سائل نے صرف اپنے مطلب کا ایک جملہ لے لیا اور اس کے خلاف قوی روایات و تصریحات کو چھوڑ دیا ھدایہ کے یہ الفاظ ہیں۔

ولنا قولہ علیہ السلام من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ وعلیہ اجماع الصحابۃ الخ

اور جو قول امام محمد صاحب کا سائل نے ھدایہ سے نقل کیا ہی وہ بھی ادھورا ہے ھدایہ کے الفاظ یہ ہیں ویستحسن علی سبیل الاحتیاط فیما یروی عن محمدؒ ویکرہ عندھما لما فیہ من الوعید۔ اس پوری عبارت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ اول یہ کہ امام محمدؒ کا قول جو نقل کیا گیا ہے ظاہر اور قوی نہیں بلکہ روایت ضعیفہ ہے۔ صحیح قول وہی ہے جو امام صاحب کا ہے۔ دوسرے یہ معلوم ہوا کہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابویوسفؒ سے ایسی ضعیف روایت بھی منقول نہیں بلکہ وہ یقینی طور پر قرارۃ خلف الامام کو ناجائز فرماتے ہیں۔ دلیل ان دونوں امر کی یہ ہے کہ ابن ہمام فتح القدیر میں ہدایہ کے اس قول کے تحت میں فرماتے ہیں۔ یقتضی ھذہ العبارۃ

انها لیست ظاهر الروایة عنه کما قال فی الزکوٰة وهو الذی یظهر من قوله فی الذخیر
وبعض مشایخنا ذکر وان علی قول محمد لا یکره وعلی قولهما یکره ثم قال فی الفصل الراب
الاصح انه یکره۔ والحق ان قول محمد کقولهما فان عباراته فی کتبه مصرحة ما یجانی
خلاف فان فی کتاب الآثار فی باب القراءة خلف الامام بعد ما اسند الی علقمه بن قی
ان ما قرأ فقط فیما یجهر فیه ولا فیما لا یجهر فیه قال وبه ناخذ لا نری القراءة خلف الا
فی شئی من الصلوٰة وفی الموطاء للامام قط بعد ان روی فی منع القراءة فی الصلوٰة ما
قال محمد لا قراءة خلف الامام فیما جهر ولا فیما لم یجهر فیه بذلك جاءت عامة الاخبا
قول ابی حنیفة۔

الغرض امام محمد رحمۃ اللہ سے جو استحسان قراءۃ خلف الامام منقول ہے وہ ضعیف روا
ہے جو تمام اون کی تصانیف کے خلاف ہے اور خود ہدایہ میں بھی اوس کی تضعیف کی طرف اشار
جیسا کہ ابن ہمام کی تصریح سے معلوم ہوا اب سائل نے اسی ضعیف روایت کو مختلف کتب حنف
نقل کر کے یہ دکھانا چاہا ہے کہ خود حنفیہ کے نزدیک بھی قراءۃ خلف الامام مستحسن ہے۔ اور اون
کتابوں میں جو اس روایت کے خلاف تصریحات اور قوی روایات ہیں۔ اون کو چھوڑ دیا الغ
بات وہی ہے جو علامہ ابن ہمامؒ نے فرمائی ہے یعنی والحق ان قول محمدؒ کقولهما)

یہانتک تو اس کی متعلق تھا کہ حنفیہ کا مذہب مختار اور صحیح کیا ہے رہا یہ امر کہ قراءۃ فاتحہ خلف
کی ممانعت پر حنفیہ کے دلائل کیا ہیں سو یہ ایک طویل الذیل سوال ہے جس کے جواب میں بہ
مفصل و مدلل رسائل حنفیہ کی طرف سے مطبوعہ موجود ہیں۔ اگر اس کی مکمل تحقیق کرنا ہے تو
ذیل ملاحظہ فرمائیں۔ ہدایۃ المعتدی۔ فصل الخطاب۔ امام الکلام۔ آثار السنن۔ اعلا
وغیرہ اور اجمالاً اتنا بھی کافی ہے کہ ایک دلیل حنفیہ کی آیت قرآن ہے۔ واذا قرئ القرآن فاستمع
وانصتوا۔ جس میں صاف سکوت واستماع کا امر ہے اور منجملہ دلائل کے ایک وہ حدیث
ہے جو اوپر بحوالہ ہدایہ گذری یعنی من کان له امام فقراءة الامام له قراءة یہ حدیث با
اور صریح ہے۔ احلہ محدثین نے اسکی تصحیح فرمائی ہے جسکی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں فقط
محمد شفیع عفرلہ

ے یہ سب کتابیں دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور سے مل سکتی ہیں ۔ ان میں
اردو زبان میں ہے باقی عربی میں ۱۲ منہ

سوال ۸- ایک شخص نے اپنی سالی کی ساتھ زنا کیا۔ اوس کی منکوحہ یعنی مزنیہ کی ہمشیرہ اوس شخص پر حرام ہو گئی یا نہیں۔

الجواب۔ قال فی البحر لو وطی اخت امرأته بشبهة تحرم امرأته ما لم تنقض عدة ذات الشبهة وفی الدراية عن الكامل ولو زنی باحدی الاختين لا يقرب الاخری حتی تحيض الاخری حيضة وفی الخلاصة وطی اخت امرأته لا تحرم عليه امرأته قال فی الشامية فالمعنی لا تحرم حرمة مؤبدة والا فتحرم الی انقضاء عدة الموطوءة۔ شامی صفحہ ۳۸۶ مطبوعہ استنبول

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اس شخص کی منکوحہ اس پر ہمیشہ کیلئے حرام نہیں ہوئی۔ البتہ جبتک مزنیہ کو ایک حیض نہ آچکے اوس وقت تک اس منکوحہ بی بی سے علیحدہ رہنا واجب ہے۔

سوال ۹- ایک شخص نے مجمع عام میں اقرار کیا ہے کہ میں نے اپنی فلاں لڑکی نابالغہ فلاں شخص کو دیدی ہے بعد بلوغ اس شخص نے لڑکی مذکورہ کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا۔ کیا پہلے اقرار سے نکاح ثابت ہو گا یا نہیں۔ اور دوسرے نکاح کا کیا حکم ہے۔ اور پہلا اقرار جب اس نے کیا تھا تو اوس کی غرض نکاح سے تھی نہ کوئی دوسری۔

الجواب: میں نے اپنی لڑکی فلاں شخص کو دیدی یہ الفاظ ہبہ ہیں اور ہبہ کے لفظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے بشرطیکہ قرینہ نکاح موجود ہو۔ مثل گواہان نکاح اور بیان مہر وغیرہ کے اور اگر یہ قرینہ موجود نہو تو نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ کما فی الشامية من كتاب النكاح صفحہ ۲۷۶ ج ۲۔

فان قامت القرينة علی عدمه ای النكاح لا ينعقد فلو طلب من امرأة الزنا فقالت وهبت نفسی منك فقال الرجل قبلت لا يكون نكاحا كقول ابی البنت وهبتها لك لتخدمك فقال قبلت الا اذا اراد به النكاح كذا فی البحر۔ اس واقعہ میں بھی یہ دیکھا جائیگا کہ مجمع عام میں اس کا یہ اقرار بطور نکاح تھا یا محض بطور منگنی درصورت اول نکاح منعقد ہو گیا۔ اور درصورت ثانیہ نہیں لیکن سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اقرار کے وقت غرض اور قصد نکاح ہی کا تھا اس لئے نکاح منعقد ہو چکا ہے۔ اور نکاح ثانی صحیح نہیں ہوا۔

سوال ۱۰- اپنی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ اگر دونوں سے اولاد پیدا ہو تو وہ کس کو ملے گی۔

الجواب: یہ نکاح جائز نہیں۔ کما فی الدر المختار ج ۲ ص ۲۷۶۔ وحرم ایضا بالصهرية اصل مزنيته

الی قولہ دفعہ دعھن اور جو اولاد ان دونوں سے ہوئی اوس کا نسب اس شخص سے ثابت کما فی الدر المختار والشامیہ صفحہ ۲/۱۲ من کتاب الحدود۔ وحرر فی الفتح انہا شبہۃ المحل وفیہا یثبت النسب۔ لیکن اولاد کی پرورش کا حق اون کی والدہ کو حاصل ہے کما فی الدر المختار صفحہ ۲/۴۵ تربیۃ الولد تثبت للام النسبیۃ ولو کتابیۃ او مجوسیۃ الی قولہ او فاجرۃ فجورہا یضیع الولد بہ کزنا الخ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ بندہ محمد شفیع عفرلہ۔

گمشدہ چیز کے معلوم کرنے کے لئے قرآن مجید کا استعمال

سوال ۱۱ کسی کا روپیہ گم ہوگیا تھا اوس نے سارق کو معلوم کرنے کے واسطے لوٹے پر قرآن رکھکر اور قرآن مجید پر جوتہ رکھکر جن لوگوں پر شبہ تھا انکا نام لکھکر قرآن شریف کے او رکھکر تدبیر کی اس فعل سے فاعل اور مفعول اور حاضران مجلس پر شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب فی العالمگیریۃ من کتاب الکراہۃ صفحہ ۴/۱۱۴ الاتکاء بالکتاب الذی فیہ الاخبار لا یجوز الا علی نیۃ الحفظ بہ وفی موضع آخر منہا۔ رجل وضع رجلہ علی المصحف ان کان ع وجہ الاستخفاف یکفر والا لا۔ پہلی روایت سے حدیث کی کتاب پر ٹیک لگانا ناجا ثابت ہوا تو قرآن پر ٹیک لگانا بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوا اور جوتہ رکھنا تو سخت توہین ہے اور تو اندیشہ کفر کا ہے۔ اگر بہ نیت توہین ایسا کرتا تو کافر ہوجاتا۔ مگر چونکہ اس عمل کرنے والے کی توہین کی نہیں۔ اس لئے کفر سے تو بچگیا مگر سخت گنہ گار اور فاسق ہے۔ توبہ کرنا ضروری

بعد نماز جنازہ میت کے گرد پھرنا و صدقہ کرنا

سوال ۱۲ آج کل رواج ہے کہ بعد از نماز جنازہ میت کے گرد اگرد پھرتے ہیں اور کچھ پڑھکر ملا کی ملک کرتے ہیں اور وہ قبلت کہتا ہے۔ اور پھر ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور اس اصرار کرتے ہیں کہ یہ سنت ہے۔ یہ امر شرعاً عند الاحناف مسنون وجائز ہے یا نہیں۔

الجواب یہ عمل خود بھی بدعت سیئہ ہے قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کی کہیں نظیر نہیں ملتی اور اس پر یہ مزید ہوگیا کہ لوگوں نے اوس پر اصرار بدرجہ سنیت ووجوب شروع کردیا۔ ایسی صورت میں تو بعض سنتوں کا ترک بھی ضروری ہوجاتا ہے۔ کما فی المدخل لابن امیر الحاج۔ الغرض یہ عمل بدعت ہے اور حدیث میں ہے۔ کل بدعۃ ضلالۃ فقط محمد شفیع عفرلہ ۲۷ شعبان

سوال متعلق حلالہ

سوال ۱۳ زید نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دی۔ اور اوس کو اپنے ہی مکان میں جبریہ رکھا اور زید نے ایک آدمی سے حلالہ کے لئے اوس کو آمادہ کیا اوس آدمی نے نہ تو جماع کیا اور نہ طلاق دی تقریباً ایک سال بعد زید نے دوسرے آدمی سے معاہدہ کرکے حلالہ کے لئے نکاح کرایا۔ اور اوس عورت اور زید کو اپنے ہی [illegible] اور [illegible] طلاق دیدی۔ اب وہ عورت

نے ماں باپ بھائی کے گھر چلی گئی مہینہ کے بعد وہاں سے آئی تو زید نے اوس سے نکاح
لیا۔
آیا حلالہ درست ہوا یا نہیں۔ اور نکاح خواں کو اول سے آخر تک سب حال معلوم تھا اوسکی
ت جائز ہے یا نہیں۔ وکیل اور گواہ اور قاضی نکاح خواں کے نکاح میں تو کچھ خلل نہیں آیا۔
م مجمع میں توبہ کر رہا ہے کہ مجھ سے خطا ہوئی۔

ب صورت مسئلہ مندرجہ خط سے معلوم ہوا کہ پہلی مرتبہ جس شخص کو حلالہ کے لئے آمادہ
تھا اوس نے نہ جماع کیا اور نہ طلاق دی۔ پھر دوسرا خط مرسلہ حافظ محمود حسن صاحب کا
جس سے معلوم ہوا کہ اوس نے جماع تو نہ کیا تھا مگر طلاق دیدی۔ اب اگر دوسرے خط کا
مون صحیح ہے تو دوبارہ جس شخص کو حلالہ کے لئے آمادہ کیا ہے اوس سے نکاح بعد انقضائی
ی کے صحیح ہوگیا اور جب اوس نے بعد نکاح اور جماع کے اوس کو طلاق دیدی تو اس کی
ت گذر جانے کے بعد خاوند اوّل یعنی زید کے لئے نکاح درست ہوگیا۔ لقولہ تعالیٰ حتی تنکح
جا غیرہ۔ اور جب یہ نکاح درست ہے تو نکاح پڑھنے والے اور گواہان نکاح پر کوئی
م نہیں۔ البتہ پہلے اور دوسرے شخص سے جو نکاح بشرط حلالہ کیا ہے۔ یہ نکاح کرنا ناجائز
عث لعنت اس نکاح کا پڑھنا اور گواہی دینا بھی گناہ ہے۔ درمختار میں ہے۔ وکرہ التزوج
ی لحدیث لعن اللہ المحلل لہ۔ شامی صفحہ

الغرض نکاح بشرط حلالہ کرنا اور کرانا سخت گناہ اور باعث لعنت ہے۔ لیکن اگر کرلیا جائے
وجود گنہگار ہونے کے پہلے خاوند کے لئے نکاح کرنا حلال ہوجائے گا۔ کما فی الدر المختار
ی حلت للاول لصحۃ النکاح وبطلان الشرط اور جس شخص نے نکاح بشرط حلالہ پڑھا ہے
نہگار ہے اگر توبہ کرے تو اوس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔ فقط محمد شفیع عفرلہ ۱۰ صفر ۱۳۵۰ھ

ل ایک نابالغہ کا نکاح اس کی والدہ نے بغیر رضامندی آباء اور اجداد کے کردیا۔ بالغ
ے سے پہلے یہ لڑکا دیوانہ ہوگیا۔ بالغ ہونے پر لڑکی نے اور جگہ نکاح کرنے کی کوشش
ر سال بعد پنچائت نے لڑکی کا دوسرا نکاح کردیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہ۔

واب۔ اس لڑکی کا نکاح سابق تین شرطوں سے فسخ ہوسکتا ہے۔ لڑکی کے باپ یا دادا
یہ نکاح نکیا ہو (۲) بالغ ہوتے ہی فوراً لڑکی نے نکاح فسخ کرنے کو کہدیا ہو (۳) کسی قاضی
عدالت میں یا جس جگہ قاضی نہو کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں اگرچہ وہ انگریزی حکومت

کا ماتحت ہو) مقدمہ دائر کر کے یہ نکاح فسخ کرائے۔ جب یہ تینوں شرطیں پائی جائیں تو نکاح اول فسخ ہو جائے گا۔ اور پھر جہاں چاہے نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ کما فی الشامیۃ صفحہ ۳۱۵ ج ۲ وحاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلہما الخیار بالبلوغ او العلم فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء وفی الدر المختار فی ھذا البحث وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ ولو الام الخ۔

صورت مذکورہ فی السوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نکاح باپ دادا نے نہیں کرایا تھا لہذا شرط اول متحقق ہو گئی۔ اور پھر بالغ ہونے کے بعد ہی اس نکاح کو فسخ کرنے کے لئے کہا۔ لہذا دوسری شرط متحقق ہو گئی۔ بشرطیکہ جس وقت آثار بلوغ دیکھے بلا تاخیر اوسی وقت نکاح کو رد کر دیا ہو۔

اب تیسری شرط یعنی حکم قاضی یا مسلمان حاکم کا باقی ہے کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں مقدمہ دائر کر کے فسخ نکاح کرایا جاوے۔ پھر دوسرا نکاح صحیح ہو گا بغیر اس کی پنچائت کا نکاح کر دینا کافی نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔ بندہ شفیع عفرلہ ۱ ر سفر ۱۳۵۰ھ

مدرک، لاحق، مسبوق کی تعریف اور حکم

سوال ۵۱ مدرک اور موتم میں کیا فرق ہے اور مسبوق اور لاحق میں کیا۔

الجواب موتم کا لفظ کبھی تو مطلق مقتدی کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ اور اس اطلاق میں یہ لفظ مدرک اور لاحق اور مسبوق سب کو شامل ہے۔ کما لا یخفی علی متتبع کتب الفن۔ اور کبھی لفظ موتم خاص مدرک کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ تو اب یہ مسبوق اور لاحق کے مقابل ہو جائے گا۔ اسلئے معلوم ہوا کہ موتم کوئی خاص قسم نہیں بلکہ مقتدی جس کو دوسرے لفظ میں موتم بھی کہتے ہیں تین قسم پر ہے۔ جن کی تفصیل مع تعریفات کے درج ذیل ہے۔

(۱) مدرک وہ شخص ہے جس نے پوری نماز امام کی اقتدا میں پڑھی ہو۔

(۲) لاحق وہ شخص ہے جو ابتداءً امام کی ساتھ شریک نماز ہوا مگر بعد میں کسی عذر سے یا بلا عذر اوس کی تمام رکعتیں یا بعض رکعتیں رہ گئیں۔

(۳) مسبوق جو ابتدا میں امام کے ساتھ شریک نماز نہ تھا ایک یا چند رکعتیں گذرنے کے بعد شریک ہوا۔ کما فی الدر المختار واعلم ان المدرک من صلاھا کاملۃ مع الامام واللاحق من فاتتہ الرکعات کلھا او بعضھا ولکن بعد اقتدائہ الی قولہ والمسبوق من سبقہ الامام بھا او ببعضھا الخ

مسبوق اور لاحق کے احکام میں اہم فرق یہ ہے کہ لاحق اپنی تمام نماز میں مقتدی کا حکم رکھتا ہے اسی لئے فوت شدہ رکعات میں بھی قراءۃ نہ کرے گا۔ اور مسبوق اپنی فوت شدہ رکعات میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔ اسی لئے ان رکعتوں میں اوس کو قراءۃ کرنا چاہئے۔ لما فی الدر المختار فی حکم اللاحق وحکمہ ای اللاحق کمؤتم فلا یاتی بقراءۃ ولا سہو الخ قال وفی حکم المسبوق وھو اے المسبوق منفرد حتی یثنی ویتعوذ ویقرأ الخ فقط محمد شفیع غفرلہ ۱۰ صفر ۱۳۴۵ھ

سوال (۱) صحابہ کرام جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو مقتدی ہونیکی حالت میں کیا کیا پڑھتے تھے اور کس وقت خاموش رہتے تھے۔ (۲) ظہر عصر میں کچھ پڑھتے تھے یا خاموش کھڑے رہتے تھے۔ (۳) مغرب اور عشاء میں صحابہ کرام مقتدی ہونے کی حالت میں تیسری اور چوتھی رکعت میں کچھ پڑھتے تھے یا خاموش رہتے تھے۔ (۴) اگر کوئی صحابہ ایک یا دو رکعت کے بعد جماعت میں شریک ہوتے تھے تو فوت شدہ رکعات میں کچھ پڑھتے تھے یا نہیں۔ (۵) اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قصر پڑھکر سلام پھیر دیتے تو مقتدی باقی دو رکعت کس طرح ادا کرتے تھے

قراءت خلف الامام اور ظہر و عصر نماز

الجواب نمبر اول سے نمبر پانچ تک تمام صورتوں میں صحابہ کرام کا عمل مختلف رہا ہے اور اسی لئے اون کے بعد تابعین اور تبع تابعین اور تمام ائمہ دین کے اندر اس مسئلہ میں خلاف واقع ہوا صحابہ کرام اس باب میں تین جماعتوں پر منقسم تھے بعض حضرات مطلقاً امام کے پیچھے قراءۃ نہ پڑھتے تھے نہ سری نمازوں میں اور نہ جہری نمازوں میں اور نہ جہری نمازوں کی آخری تیسری یا چوتھی رکعت میں اور بعض حضرات سری نمازوں میں پڑھتے تھے اور جہری میں نہیں۔ اور بعض حضرات سے یہ بھی نقل کیا جاتا ہے کہ وہ سری اور جہری دونوں میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے تھے جیساکہ کتب حدیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جمہور صحابہ کا عمل کتب حدیث سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قراءۃ خلف الامام کے مطلقاً منکر تھے جن میں سے بعض آثار اس جگہ نقل کئے جاتے ہیں۔ کان عبد اللہ بن عمر لا یقرأ خلف الامام واسنادہ صحیح رواہ مالک فی الموطا۔ (۲) عن وھب بن کیسان انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام رواہ مالک فی المؤطا واسنادہ صحیح (۳) عن زید بن ثابت وجابر بن عبد اللہ فقالوا لا یقرأ خلف الامام فی شئ من الصلوۃ رواہ الطحاوی واسنادہ صحیح عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال انصت للقراءۃ فان فی الصلوۃ شغلا وسیکفیک ذلک الامام رواہ الطحاوی

واسنادہ صحیح

سوال ۱۷ اگر کسی نے کاغذ کی ٹوپی پہنکر نماز پڑھائی تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

جواب نماز صحیح ہوگئی لیکن اگر یہ ٹوپی ایسی ہے کہ جس کو اوڑھکر برادری اور بازار وغیرہ میں جاتے ہوئے اس کو شرم آتی ہو تو نماز مکروہ ہوگی۔ کما فی سائر کتب الفقہ من الکراھۃ فی ثیاب البذلۃ۔ فقط والله اعلم بالصواب بندہ محمد شفیع غفرلہ ۱۲؍ صفر ۱۳۵۰ھ ہجری

سوال ۱۸ ایک عورت کافرہ جس کو اوس کے خاوند نے عرصہ دو سال سے اپنے گھر سے نکالدیا تھا اب مشرف باسلام ہوگئی ہے۔ اوس کا نکاح ایک مسلمان سے کرنا چاہتے ہیں ایسی صورت میں اوس کو عدت گذارنی پڑے گی۔ یا بغیر عدت اس کا نکاح کردیا جائے۔

الجواب جب تک تین حیض نہ گذر جائیں نکاح جائز نہیں۔ کما فی الدر المختار ولو اسلم احدھما ای احد المجوسیین او امرأۃ الکتابی ثمہ ای فی دار الحرب وملحق بھا کالبحر الملح لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثۃ اشھر قبل اسلام الاخر اقامۃ بشرط الفرقۃ مقام السبب ولیست بعدۃ۔ فقط محمد شفیع غفرلہ ۱۳؍ صفر ۱۳۵۰ھ

سوال ۱۹ ایک کچا تالاب جس میں پانی دو کنال ہے ایک کنال جگہ میں پانی کی گہرائی دو فٹ اور دوسرے میں تین فٹ ہے بلکہ کچھ زیادہ پانی کی طرف ایک باولا کتا داخل ہوا اور مرگیا چند گھنٹہ اس پانی میں رہا پھر نکال لیا۔ مگر سوج گیا لوگ پانی کو استعمال نہیں کرتے یہ پانی پاک ہے یا نہیں۔

الجواب اگر یہ تالاب جس کی گہرائی دو اور تین فٹ بتلائی گئی ہے پیمائش میں دس ہاتھ چوڑا اور دس ہاتھ لانبا ہو یعنی دس ہاتھ مربع تو کتے کے اوس میں مرجانے اور سوج جانے سے یہ تالاب اوس وقت تک ناپاک نہ ہوگا جب تک اوس کے پانی میں اس مردار کی بدبو نہ آجائے یا ذائقہ اور رنگ میں فرق نہ آجائے۔ کما فی الدر المختار وکذا یجوز براکد کثیر کذلک ای وقع فیہ نجس لم یر اثرہ بحر الی قولہ وفی النھر وانت خبیر بان اعتبار العشر اضبط لا سیما فی حق من لا رای لہ

سوال ۲۰ امام مسجد نے روپیہ لیکر اپنی دو لڑکیوں کی شادی کی اب وہ نوجوان لڑکی شادی شدہ کو خاوند کے پاس جانے سے جبراً روکتا ہے کہ طلاق لیکر کسی دوسری جگہ روپیہ لیکر اس کو دیا جائے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ۔

الجواب منکوحہ لڑکی کو بلا وجہ شرعی اوس کے شوہر کے گھر جانے سے روکنا دوھرا ظلم ہے

یعنی خاوند پر بھی اور لڑکی پر بھی اور ظلم فسق اور گناہ ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے کما فی الھدایۃ والدر وسائر کتب الفقہ فقط ــــــــ محمد شفیع عفرلہ ۱۳ صفر ۱۳۵۰ھ

سوال ۲۱ مسجد کی دو کانوں کے کرایہ میں سے امام کو دینا جائز ہے یا نہیں۔ اور شادی میں یک روپیہ مسجد کا مقرر ہے وہ روپیہ امام کو دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب جس چندہ کے متعلق چندہ دینے والے نے مسجد کے کسی خاص مد میں خرچ کرنے کی قید نہ لگائی ہو اوس چندہ میں سے امام مسجد کو متولی مسجد برضاء قوم دیسکتا ہے۔ نیز دوکانوں کے کرایہ سے امام مسجد کی تنخواہ بھی دیجاسکتی ہے۔ لما فی الاشباہ صفحہ ۲۱۲ من الفن الثانی الذی یبدأ بہ من ارتفاع الوقف عمارتہ شرط الواقف ام لا ثم ما ھو اقرب الی العمارۃ واعم للمصلحۃ کالامام للمسجد والمدرس للمدرسۃ الخ لہذا مسجد کی دوکانوں کے کرایہ سے امام کو تنخواہ دینا اور لینا جائز ہے۔ فقط۔ واللہ اعلم بندہ محمد شفیع عفرلہ ۱۳ صفر ۱۳۵۰ھ

سوال ۲۲ ایک سماۃ شوہر کے گھر بیمار تھی سماۃ کا باپ اوس کو اپنے گھر لیگیا اور اوس کا علاج کرتا رہا۔ اور شوہر بھی خدمت کرتا رہا۔ ایسی صورت میں سماۃ کا باپ اوس کے شوہر سے صرفہ تیمار داری و خرچ نان نفقہ سماۃ کا لے سکتا ہے یا نہیں (۲) سماۃ کا باپ سماۃ کے شوہر سے حیلہ حوالہ کرکے سماۃ کا زیور جو دونوں طرف سے چڑھایا گیا تھا واپس لیگیا اور رکھ لیا۔
(۳) سماۃ نے مرض موت میں مہر معاف کر دیا اور فوت ہوگئی۔ یہ معافی معتبر ہے یا نہیں
(۴) بعد انتقال سماۃ کے زیورات اوس کے پدر سے طلب کئے گئے بعد حیلہ حوالہ یہ جواب دیا کہ زیورات صرفہ تیمار داری اور نان نفقہ میں رکھا گیا۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب دوا اور تیمارداری کا خرچ کسی حال خاوند کے ذمہ نہیں خواہ بیوی اوس کے گھر میں ہو یا اپنے میکہ میں اس لئے پدر سماۃ کو صرفہ تیمار داری وصول کرنے کا کوئی حق نہیں لما فی الشامیۃ من النفقہ صفحہ ۶۶۲ ج ۲ کما لا یلزمہ مداواتھا ای اتیانہ لھا بدواء المرض ولا اجرۃ للطبیب ولا الفصد ولا الحجامۃ الخ البتہ اگر کوئی لڑکی اس قدر بیمار و ضعیف ہو کہ ڈولی وغیرہ میں بھی اپنے خاوند کے گھر نہ جا سکے تو کھانے پینے کا خرچ پدر سماۃ خاوند سے وصول کرسکتا ہے۔ اور اگر باوجود قدرت کے خاوند کے گھر نہ جانے دیا تو کھانے پینے کا خرچ بھی خاوند سے نہیں لے سکتا۔ کما فی الدر المختار والشامی مرضت عند الزوج فانتقلت الی دار ابیھا ان لم یمکن نقلھا بمحفۃ ونحوھا فلھا النفقۃ والا لا۔

(۲) جو زیورات شوہر کے گھر سے لڑکی کو دئے گئے وہ ہمارے عرف اور رواج کے اعتبار سے شوہر کی ملک ہیں اور جو میکہ کی جانب سے دئے گئے ہیں وہ لڑکی کی ملک ہیں۔ بعد وفات لڑکی کے اوس کے ورثہ میں حسب قاعدہ شرعیہ تقسیم ہوں گے والد مسماۃ کو اپنے حد سے زائد رکھنے کا حق نہیں۔

(۳)۔ مہر کی معافی کے متعلق سوال میں مذکور ہے کہ مرض وفات میں کی گئی ہے۔ اور مرض وفات میں جو تصرف کیا جاتا ہے وہ بحکم وصیت ہوتا ہے۔ اور وارث کے حق میں کوئی وصیت بلا اجازت دوسرے وارثوں کے نافذ نہیں ہوتی۔ حدیث میں ہے۔ لاوصیة لوارث الا ان تجیز الورثة کذا فی الدرالمختار۔ خاوند چونکہ زوجہ متوفیہ کا شرعی وارث ہے اوس کے حق میں دین مہر کی معافی بوقت مرض وفات بلا اجازت دوسرے وارثوں کے ہرگز معتبر نہیں بلکہ یہ دَین اوس کے ذمہ واجب ہے جو متوفیہ کے ترکہ میں حسب حصص شرعیہ تقسیم ہوگا۔ فقط

سوال (۱۲۳) جو لوگ امام کے پیچھے الحمد شریف پڑھتے ہیں اون کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(۲) جمعہ کے بعد احتیاط الظہر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور فرض جمعہ کے بعد کتنی سنت پڑھنی چاہئے۔

الجواب کتب فقہ میں ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے الحمد شریف پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اصح مذہب کے موافق نماز صحیح ہوجاتی ہے۔ درمختار میں ہے۔ والمؤتم لا یقرأ مطلقاً ولا الفاتحة فان قرأ کرہ تحریماً وتصح فی الاصح الخ۔

(۲) جمعہ کے بعد احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے عدم فرضیت جمعہ کا شبہ ہوتا ہے۔ درمختار میں بحر سے منقول ہے۔ وفی البحر وقد افتیت مراراً بعدم صلوة الاربع بعدها بنیة آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضیت الجمعة وهو الاحتیاط فی زماننا الخ۔

اور جمعہ کے بعد چار سنت موکدہ ہیں درمختار میں ہے۔ واربع قبل الجمعة واربع بعدها الخ اور شامی میں ہے۔ وعن ابی هریرة انه صلی الله علیه وسلم قال من کان منکم مصلیاً بعد الجمعة فلیصل اربعاً الحدیث جواب صحیح ہے اور بعد جمعہ کے چار سنتوں کا موکد ہونا تو متفق علیہ ہے اوس کے بعد دو سنتوں کے مؤکد ہونے میں ائمہ حنفیہ مختلف ہیں۔ کما ذکرہ فی شرح المنیة الکبیر۔ پس احتیاط اسی میں ہے کہ بعد جمعہ چھ رکعتیں پڑھی جاویں فقط۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ

خادم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند ۱۳ ر صفر ۴۵ھ

سوال ۴۷- مسنون لباس کونسا ہے۔ اور کل لباس کو سرخ کرنا شرعاً روا ہے یا نہیں اور افضلیت کس میں ہے۔

الجواب۔ لباس مسنون یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا لباس) ہمیشہ کے لئے کوئی مقرر نہ تھا بلکہ مختلف حالات صیف وشتا اور سفر وحضر اور دیگر طبعی اقتضاءات کی وجہ سے مختلف اقسام اور الوان منقول ہیں جن کی تفصیل تمام کتب شمائل میں مفصل ہے۔ بالخصوص زاد المعاد صفحہ ۳۱ ج اول میں اس بحث کو سہل اور صاف اور مفصل لکھا گیا ہے۔ تفصیل مطلوب ہو تو اوس کی مراجعت کی جائے۔ لیکن آپ کے تمام اقسام لباس میں یہ قدر مشترک سب میں موجود تھی (۱) لباس سادہ ہو زیادہ تکلف نہ ہو۔ (۲) ریشم وغیرہ جو مردوں پر حرام ہے وہ نہو۔ (۳) وضع ایسی ہو کہ جو مسلمانوں کے امتیاز قومی کو باقی رکھے دوسرے اہل مذاہب کی وضع نہو جیسا کہ کتب حدیث وشمائل کے تتبع سے ثابت ہے۔ ان امور مذکورہ کی رعایت رکھتے ہوئے پھر عام طرز عمل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ لباس کی کوئی فکر میں نہ رہتے تھے۔ وقت پر جیسا میسر ہوگیا خواہ عمدہ یا معمولی اوسی کو استعمال فرمایا۔

127 کما فی زاد المعاد صفحہ ۳۶ ج اوّل۔ والصواب ان افضل الطرق طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی سنہا وامر بہا ورغب فیہا وداوم علیہا وھی ان ھدیہ فی اللباس ان یلبس ما تیسر من اللباس من الصوف تارۃ والقطن تارۃ والکتان تارۃ۔

(۲) سرخ لباس پہننے کے متعلق فقہاء کے اقوال مختلف واقع ہوئے ہیں لیکن اکثر کتب فقہ وحدیث کے تتبع سے جو بات ثابت ومختار معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے۔

خالص سرخ کپڑا پہننا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ عصفر یا زعفران کا رنگا ہوا نہو۔ اور رنگ میں کوئی نجاست بھی شامل نہو۔ کما فی الدر المختار من المجتبی وغیرھا لا باس بلبس الثوب الاحمر ومفادہ الکراھۃ التنزیھیۃ صفحہ ۲۲۹ ج ۵۔

(۲) وہ سرخ کپڑا جو عصفر اور زعفران کا رنگا ہوا ہے یا اوس کے رنگ میں نجاست شامل ہے اوس کا استعمال مکروہ تحریمی ہے۔ کما فی الشامی صفحہ ۲۲۹ ج ۵ من الحظر والاباحۃ نعم ھذا القول ما ذکرہ عن المجتبی والقہستانی وشرح ابی المکارم تعارض القول بکراھۃ التحریم ان لم یصح التوفیق بازخوا التحریم علی المصبوغ بالنجس او نحو ذلک

(۳۳) جو کپڑا خالص سرخ نہ ہو بلکہ اوس میں سرخ دھاریاں یا بیل بوٹے سرخ ہوں وہ بلاکراہت جائز ہے ایسے لباس کا پہننا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کما حققہ فی زاد المعاد تحت حدیث ولبس حلۃ حمراء غلط من ظن انہا کانت حمراء بحتا لا یخالطہا غیرہا وانما الحلۃ الحمراء بردان یمانیان منسوجان بخطوط حمر مع الاسود الخ زاد المعاد صفحہ ۳۵ جلد اوّل ھذا۔ واللہ اعلم فقط محمد شفیع عفرلہ ۱۳ ؍ صفر ۱۳۵۰ھ

سوال ۲۵۔ گلزار بی نابالغہ کا نکاح اوس کی دادی کے بھائی نے کر دیا تھا وہ گلزار بی کو منظور نہیں ہے۔ لہذا مسماۃ اوس کو فسخ کرا سکتی ہے یا نہ۔

الجواب۔ مسماۃ مذکورہ کو خیار فسخ نکاح حاصل ہے۔ کیونکہ نکاح کرنے والا مسماۃ کا باپ یا حقیقی دادا نہیں ہے مسماۃ کو چاہئے کہ جس وقت آثار بلوغ حیض وغیرہ کا مشاہدہ کرے اوسی وقت فوراً بلا تاخیر زبان سے کہدے کہ میں اس نکاح کو فسخ کر دیا۔ اور اس کہنے پر گواہ بھی بنائے۔ پھر کسی قاضی یا مسلمان حاکم کی عدالت میں (اگرچہ وہ انگریزی حکومت کا ماتحت ہو) یا مسلمانوں کی پنچائت میں اس معاملہ کو پیش کر کے فسخ نکاح کا حکم حاصل کرے۔ کما فی الھدایۃ وان زوجہما غیر الاب والجد فلکل واحد منہما الخیار اذا ۱۸
بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ ثم قال ویشترط فیہ القضاء فقط محمد شفیع عفرلہ ۱۳ ؍ صفر ۱۳۵۰ھ

سوال ۲۶۔ تصویر کشی کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے

الجواب۔ تصویر کشی شریعت اسلامیہ میں مطلقاً حرام ہے خواہ قلم سے ہو یا بصورت فوٹوگرافی یا بصورت طباعت و پریس بشرطیکہ کسی جاندار کی تصویر ہو۔ حدیث میں ہے۔ اشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذی یضاہون بخلق اللہ رواہ البخاری ومسلم عن عائشۃ مرفوعاً۔ اور بعض روایات میں اس جگہ لفظ مصورون بھی موجود ہے کما رواہ البخاری ومسلم عن عبد اللہ بن مسعودؓ۔ اور حضرت ابوہریرہ سے دوسری ایک حدیث مروی ہے سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ من اظلم ممن ذھب یخلق کخلقی۔ بخاری ومسلم اور ایک اور حدیث میں ہے۔ یقال لہم احیوا ما خلقتم۔ یعنی مصوروں سے کہا جائیگا کہ اپنی بنائی ہوئی صورتوں

ان روایات اور دوسری اسی قسم کی احادیث سے ثابت ہوا کہ تصویر کشی مطلقاً حرام ہے جس میں کسی قسم کا استثناء منقول نہیں۔

سوال ۲۷۔ فوٹو تصویر ہے یا نہیں اور فوٹوگرافی تصویر کشی میں داخل ہے یا نہیں۔

الجواب۔ فوٹو بھی تصویر کی ایک قسم ہے جیسے پریس پر چھپی ہوئی تصویر ایک قسم ہے تصویر کی فرق صرف اتنا ہی کہ دستی اور قلمی تصویروں میں قلم دوات کے ذریعہ سے تصویر کھینچی جاتی ہے اور پریس میں سیاہی کے رول سے اور فوٹو میں عکس پر اوس کے مصالحہ اور آلات سے۔ آئینہ اور پانی کے عکس پر اوس کو قیاس کرنا محض بے معنی اور لغو ہے۔ کیونکہ اوس عکس کو کسی مصالحہ سے پائدار اور قائم نہیں کیا جاتا اور اگر بالفرض آئینہ یا پانی میں بھی کسی مصالحہ کے ذریعہ سے عکس کو قائم کر دیا جائے تو وہ بھی تصویر کے حکم میں داخل ہو جائے گا۔ پھر وہ عکس نہ رہے گا کیونکہ عکس اوسی وقت تک عکس ہے جب تک ذی عکس کے تابع ہو اوس کے وجود سے جدا نہ ہو سکے اور ظاہر ہے کہ فوٹو کا عکس ذی صورت کے مرنے کے بعد بھی قائم رہتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ فوٹو گرافی بھی تصویر کشی کے حکم میں ہے۔

سوال ۲۸۔ کسی جاندار کی وہ مکمل تصویر جو محض آرائش اور زیب و زینت کے لئے رکھی جاتی ہے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ جو تصویر محض آرائش کے لئے رکھی جاتی ہے اگر وہ کسی جاندار کی تصویر ہے تو اوس کا رکھنا ناجائز ہے البتہ اگر اوسی کو ذلت و امتہان کی جگہ میں ڈالدیا جائے جیسے جوتوں کے فرش میں یا اور کسی ایسی ہی جگہ تو پھر جائز ہو جاتا ہے۔ کما فی حدیث عائشہؓ عند احمد فی مسندہ وعند البخاری ومسلم۔ بعض روایات حدیث میں صراحۃً مذکور ہے فاما ان تقطع رؤسہا او تجعل بساطاً موطأ وقال البدر العینی وبہ قال مالک وابو حنیفہ والشافعیؒ

سوال ۲۹۔ وہ مکمل تصویر جو محض طبی معلومات یا نقشہ جات جنگ یا دوستوں سے بغرض ملاقات حاصل کرنے وغیرہا کے لئے ہو تو کیا حکم ہے۔

الجواب۔ طبی معلومات یا نقشہ جنگ وغیرہا کے لئے مکمل تصویر رکھنا جائز نہیں اول تو یہ ضرور نہیں کہ ہر وہ ضرورت جس کو لوگ ضرورت سمجھیں شریعت اوس کی اجازت بھی دے۔ اور دوسرے اس جگہ تو یہ ضرورت اس طرح بھی رفع ہو سکتی ہے کہ ہر عضو کی علیحدہ علیحدہ تصویریں رکھی جائیں بجز سر کے کہ اس کی تصویر تنہا رکھنا بھی جائز نہیں جیسا کہ سوال نمبر ۳ میں ذکر کیا جائے گا۔

سوال ۳۰۔ صرف چہرہ کی تصویر یا نصف اعلی کی تصویر شرعاً کیا حکم رکھتی ہے۔

الجواب۔ صرف چہرہ کی تصویر۔ یا نصف دھڑ کی یعنی نصف اعلیٰ کی وہ بھی مکمل تصویر کے حکم میں ہے۔ لما فی روایۃ الطحاوی عن ابی ھریرۃؓ الصورۃ الراس فکل شئی لیس لہ راس فلیس بصورۃ معانی الآثار صفحہ ۳۶۶ ج اول۔ اور شرح احیاء العلوم میں حضرت عکرمہ سے مروی ہے کل شئی لہ راس فھو صورۃ اتحاف السادہ صفحہ ۵۹ ج ۷) اور تلقیح فہوم اہل الاثر لابن الجوزی میں ہے صفحہ ۲ کان لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ترس فیہ تمثال راس کبش فکرھہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاصبح یوماً وقد اذھب اللہ عز وجل۔

تصویر کے متعلق تمام احکام کی تفصیل مع دلائل نقلیہ وعقلیہ اور مع جواب شبہات احقر کے رسالہ التصویر لاحکام التصویر میں مذکور ہیں ضرورت ہو تو اوس کا مطالعہ فرمایا جاوے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ فقط ــــــ محمد شفیع عفرلہ ۱۵ صفر ۱۳۵۰ھ

سوال ۳۱۔ مسماۃ صغریٰ بیوہ معتدہ کا نکاح تین ماہ کے اندر اوس کے والدین نے کر کے رخصت کر دیا گویا معتدہ کی وطی کو حلال جانا اور مسماۃ کو شوہر کے لئے حلال سمجھا حالانکہ نکاح اور وطی ناجائز ہے اب مسماۃ کے والدین اور شرکاء نکاح کے لئے شرعاً کیا حکم ہے اون پر تجدید ایمان ونکاح بموجب شریعت واجب ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اس نکاح کے گواہ اور نکاح پڑھنے والے سخت گنہگار اور فاسق ہیں اور خوف کفر کا ہے مگر کفر کا حکم اور تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم نہ کیا جاوے گا۔ لما فی الخلاصۃ اما اذا قال لحرام ھذا حلال لترویج السلعۃ او بحکم الجھل لایکون کفراً وفی الاعتقاد ھذا اذا کان حراماً لعینہ وھو یعتقدہ حلالاً حتی یکون کفراً اما اذا کان حراماً لغیرہ فلا کذا الخ۔ مسئلہ مذکورہ میں اوّل تو ان نکاح پڑھنے اور پڑھانے والوں کے فعل کی تاویل ہو سکتی ہے اور دوسرے یہ نکاح بھی حرام لعینہ نہیں۔ اس لئے اگر فی الواقع بھی حلال سمجھتے ہوں تو کفر کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ لہذا تجدید ایمان ونکاح ضروری نہیں۔

۲۰ معتدہ سے نکاح اور وطی کو حلال سمجھنے والا اس سے کافر نہیں۔

سوال ۳۲۔ خرگوش کا گوشت کھانا حلال ہے یا حرام۔

الجواب۔ بلاشبہ حلال ہے لما فی الھدایۃ ولا باس باکل الارنب لان النبی صلے اللہ علیہ وسلم اکل منہ حین اھدی الیہ مشویاً وامر اصحابہ رضی اللہ عنہم بالاکل منہ ولانہ لیس من السباع ولا من اکلۃ الجیف فاشبہ الظبی انتہی۔ ومثلہ فی الدر المختار حیث قال وحل غراب الذرع والارنب الخ اور صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ

خرگوش حلال ہے بنص حدیث

سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرگوش کا گوشت تناول فرمایا۔ اور سنن نسائی میں حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خرگوش بھنا ہوا پیش کیا آپ نے اوس وقت خود تناول نہیں فرمایا اور یہ عذر فرمایا کہ مجھے اس وقت خواہش نہیں صحابہ کرام نے آپکی مجلس میں کہایا فقط محمد شفیع عفرلہ

سوال ۲۳ - زید رات کو اپنی بی بی کو جگانے کے لئے اٹھا مگر غلطی سے لڑکی کے پیر پر ہاتھ پڑگیا اور بی بی سمجھکر جوانی کی خواہش کے ساتھ اوس کو ہاتھ لگایا تھا لڑکی بعمر سات سال نحیف لاغر ہے۔ اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہے یا نہ۔

الجواب - لڑکی چونکہ کم عمر ہے سات سالہ اس لئے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی۔ یعنی اس شخص کی بی بی وغیرہ اس پر حرام نہیں ہوئی۔ لما فی الدر المختار والشامی صفحہ ۳۰۲ ج ۲ هذا ای جمیع ما ذکرہ فی مسائل المصاهرة اذا کانت حیة مشتهاة واما غیرها فلا۔ وقال فی الدر بعد ذلك باسطر وبنت سنها دون تسع لیست بمشتهاة به یفتی وفی شامیة فافاد انه لا فرق بین ان تکون سمینة اولا الخ۔

غرض نو سال سے کم عمر کی لڑکی مشتہاۃ نہیں ہوتی اور غیر مشتہاۃ کے ہاتھ لگانے سے اگرچہ شہوت کے ساتھ ہو حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ فقط محمد شفیع عفرلہ ۱۵ صفر ۱۳۳۵ھ

۲۱

نو سال سے کم عمر کی لڑکی کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی

سوال ۲۴ - نور بھری کے دو لڑکیاں اللہ جوائی و اللہ دسائی ہیں۔ نور بھری نے اپنے چچا کے لڑکے محمد امیر کو دودھ پلایا اب محمد امیر نے اللہ جوائی کے ساتھ نکاح کیا ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ نکاح جائز ہے کیونکہ اللہ جوائی عمر میں محمد امیر سے بڑی ہے اور بعض ناجائز کہتے ہیں کیونکہ رضاعی بہن ہے۔

الجواب - صورت سوال سے معلوم ہوا کہ مسماۃ اللہ جوائی محمد امیر کی رضاعی بہن ہے۔ اور بہن سے نکاح حلال نہیں۔ لما فی الحدیث یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب رواہ البخاری ومسلم۔ وقال فی الدر المختار ولا حل بین رضیعی امرأة الی قوله ولا بین الرضیعة وولد مرضعتها ای التی ارضعتها قال فی الشامی تحت قوله وولد مرضعتها ای من النسب نه قال واطلقه فافاد التحریم وان لم ترضع ولدها النسبی۔ ثم قال وشمل ایضا ما لو ولدته قبل ارضاعها للرضیعة او بعد بسنین۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ جوائی کی عمر میں محمد امیر سے بڑا ہونے کی وجہ سے حرمت رضاعت میں کوئی فرق نہیں آتا فقط محمد شفیع عفرلہ ۱۵ صفر ۱۳۳۵ھ

رضاعی بہن اگر عمر میں بڑی ہو تب بھی اس سے نکاح جائز نہیں

فرش بوریا وغیرہ پر نماز پڑھنا افضل ہے یا خالی زمین پر

سوال ۲۵۔ مساجد میں برائے ادائے فرض نماز فرش یا چٹائی افضل ہے یا مسجد کی چٹائی وفرش سے خالی رکھکر نماز پڑھنا افضل ہے۔

الجواب۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دونوں طرح نماز پڑھنا ثابت ہے۔ حدیث لیلۃ القدر سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے زمین پر نماز پڑھی تھی یہانتک کہ آپ کی پیشانی مبارک پر گارے کا نشان ہوگیا۔ وھو الحدیث المعروف فی کتب الصحاح اور شرح منیہ میں بحوالہ حدیث صحیح ثابت کیا ہے کہ آپ کے لئے نماز کے وقت ایک کھجور کا بوریہ بچھایا جاتا تھا۔ ولفظہ کان تحمل لہ الخمرۃ فیسجد علیہا وھی حصیر صغیرۃ من الخوص۔ کبیری قیومی صفحہ ۲۸۳

اس سے معلوم ہوا کہ دونوں طریقے سنت ہیں جس کو چاہے اختیار کرلے۔ البتہ اگر سردی یا گرمی کی وجہ سے کھلی زمین پر نماز پڑھنے سے تکلیف ہو تشویش خاطر ہوتی ہو تو پھر بوریہ وغیرہ بچھا لینا افضل ہے۔ اسی طرح اگر زمین پر گرد وغبار کی وجہ سے کپڑے میلے ہوجانے کا خطرہ تعلق خاطر کی حد تک پہنچتا ہو تو بھی بوریہ پر پڑھنا افضل ہے۔ کیونکہ اس میں اپنے مال کا تحفظ ہے جس کی شرعاً اجازت ہے۔ اور اگر پیشانی یا ہاتھوں پر مٹی لگنے سے طبیعت میں تکدر رہتا ہو پھر اس کی طرف التفات نکرنا اور زمین ہی پر نماز پڑھنا افضل ہے کیونکہ اسکا ۲۳
منشاء اس قسم کا ترفع ہے جو مقصود نماز سے دور ہے۔ والدلیل علی ھذہ الدعاوی ما فی شرح منیۃ صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ ھند قیومی ثم ان البسط لدفع الحر او البرد لا کراھۃ فیہ لان یحصل بہ الخضوع وزوال الاضطراب واما لدفع التراب فان لدفعہ عن جبھتہ ووجھہ یکرہ لان فیہ نوع ترفع وھو غیر لائق بالمصلی وان کان لدفعہ عن عمامتہ وثوبہ لا یکرہ لان صیانۃ للمال۔ فقط بندہ محمد شفیع عفرلہ ۱۷ صفر سنہ ۱۳۵۰ھ

بالغہ کا بلا اجازت باپ کے نکاح کرنا

سوال ۲۶۔ ایک لڑکی عاقلہ بالغہ اپنے باپ کے ہوتے ہوئے اپنے نکاح کا اختیار پنچوں کو دے اور پنچ اس لڑکی کے کفو کے ساتھ مہر مثل سے زیادہ مہر پر عقد کردیں تو یہ نکاح بلا مرضی باپ کے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ نکاح جائز ہے مگر یہ عورت اگر بلا وجہ شرعی باپ کے خلاف مرضی نکاح کرتی ہے تو یہ گنہگار ہوگی۔ اوّل تو باپ کو بلاوجہ ناراض کرنا گناہ ہے۔ اور پھر بلا اجازت ولی نکاح کرنا بھی بے حیائی اور گناہ سے خالی نہیں اگرچہ نکاح درست وصحیح ہوجاتا ہے۔ کما ظھر من روایات الحدیث المانعۃ عن التزوج بلا اذن ولی۔ وصرح بالکراھۃ فی الدر المختار

سوال ٢٤. ایک عورت بلا اجازت خاوند کے اپنے بھائی کے گھر جاوے تو وہ نکاح سے شرعاً باہر ہوجاتی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اس صورت میں عورت نکاح سے باہر نہیں ہوتی البتہ سخت گناہگار ہوتی ہے کیونکہ خاوند کی اطاعت تمام مباح کاموں میں زوجہ کے ذمہ واجب ہے۔ اور ہر مباح کام خاوند کے حکم کر دینے سے زوجہ کے لئے واجب ہوجاتا ہے۔ کما صرح بہ الشامی فی الاجارات

سوال ٢٥. زید قاری بجائے ض کے ظاء خالص عمداً نماز میں ہر جگہ پڑھتا ہے۔ اس سے معنی اور نماز فاسد ہوتی ہے یا نہ۔ (٢) ضاد مشابہ بالظاء ضرور ہے مگر کیا دونوں کی صوت میں فرق مسموع ہوگا یا نہیں (٣) ضاد کو اصلی مخرج سے ادا کرتے ہوئے کچھ اطباق زیادہ ہوجاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دال مفخم ادا ہوتی ہے جیسا کہ آجکل تمام قراء عرب و عجم سے مسموع ہوتا ہے۔ کیا اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ (٤) ایک شخص کہتا ہے کہ خالص ظاء پڑھنے میں تحریف لازم آتی ہے۔ اور اگر ذرا اطباق ہوجائے تو محض ضاد کی ایک صفت باطل ہوتی ہے اس کا خیال درست ہے یا نہیں۔ (٥) مسئلہ ضاد و ظاء میں متقدمین کا مسلک احتیاطی ہے یا متاخرین کا۔

الجواب۔ مسئلہ ضاد میں جو اختلافات ہیں وہ دراصل دو قسم پر منقسم ہیں۔ اول یہ کہ مخرج ضاد کیا ہے اور وہ مشابہ ظاء ہے یا دال مہملہ کے مشابہ ہے۔ دوسرے یہ کہ جو شخص بجائے ضاد کے نماز میں ظاء معجمہ یا دال مہملہ پڑھے اوس کی نماز جائز ہوتی ہے یا نہیں دونوں امر کے متعلق مختصراً عرض ہے۔ امر اول کے متعلق تو تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور قراء و فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مخرج ضاد حافہ لسان اور اوس کی متصل کی داڑھیں ہیں اور اس کی آواز ظاء معجمہ کی آواز کے مشابہ ہے دال مہملہ کے مشابہ نہیں جیسا کہ اکثر کتب قراءۃ و فقہ میں اس کی بے شمار تصریحات موجود ہیں۔

منجملہ اون کے شیخ مکی اپنے رسالہ نہایت القول المفید فی علم التجوید میں فرماتے ہیں۔ صفحہ ٥٨ مطبوعہ مصر۔ ان الضاد والظاء المعجمتان اشترکتا جہراً و رخاوۃ واستعلاءً واطباقاً وافترقتا مخرجاً وانفردت الضاد بالاستطالۃ وفی المرعشی نقلاً عن الرعایۃ بما مختصرہ ان ھذین الحرفین اعنی الضاد والظاء متشابہان فی السمع ولا تفترق الضاد عن الظاء الا باختلاف المخرج والاستطالۃ فی الضاد ولولاھما لکانت احدہما عین الاخری

فالضاد اعظم کلفۃ واشق علی القاری من الظاء ومتی قصر القاری فی تجوید الظاء جعلہا
ضاداً انتہی۔ اور امر ثانی کے متعلق مختار للفتوی اور احوط یہ ہے کہ ضاد جیسا اوپر عرض
کیا گیا نہ عین ظاء ہے نہ عین دال نہ ان کے مخرج میں اتحاد ہے اور نہ صوت میں بلکہ صرف
مشابہ بالظاء ہے جس سے خود عینیت کی نفی ہوتی ہے اس لئے بجائے ضاد کے خالص
ظاء پڑھنا اور دال مفخم خالص پڑھنا دونوں غلط محض ہیں لیکن اس سے فساد صلوۃ کے
باب میں یہ تفصیل ہے کہ جو شخص قاری مجود ہے اور صحیح مخرج سے اوس کو نکال سکتا ہے
اگر وہ عمداً اوس کو غلط پڑھتا ہے یعنی ظاء خالص یا دال خالص پڑھتا ہے تو نماز فاسد
ہوجائے گی اور اگر عمداً غلطی نہیں کرتا یا ناواقفیت کی وجہ سے اوس کو ظاء و ضاد میں یا دال
مفخم اور ضاد میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ اور اس بنا پر ظاء خالص یا دال مفخم پڑھتا ہے تو
دونوں صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ یہ شخص غلط پڑھنے اور صحیح حاصل نکرنے
کی وجہ سے گناہگار ہوگا۔ اور آجکل عام طور پر یہی صورت درپیش ہے۔
والدلیل علی ہذہ الدعاوی ہذہ الروایات الفقہیہ فی الذخیرۃ ان الحرفین ان
کانا من مخرج واحد اوکان بینہما قرب المخرج واحدہما یبدل بالآخر کان ذکر ہذہ ۲۴
الحروف کذکر ہذا الحرف فلا یوجب فساد الصلوۃ وکذا اذا لم یکن بین الحرفین اتحاد
المخرج والاقرب الا ان فیہ بلوی العامۃ نحو ان یاتی بالذال مکان الضاد او ان یاتی بالزاء
المحض مکان الذال والظاء مکان الضاد لا تفسد عند بعض المشائخ وفی خزانۃ الروایۃ
قال القاضی امام ابو الحسن والقاضی الامام ابو عاصم ان تعمد ذلک تفسد وان جری
علی لسانہ او لا یعرف التمیز لا تفسد وہذا اعدل الاقاویل وہو المختار۔
اس تفصیل سے تمام سوالات مذکورہ کا جواب ہوگیا۔ فقط محمد شفیع عفرلہ ۱۸ صفر ۱۳۵۰ھ
سوال ۳۹ زید نے اپنے دل میں قصد کیا کہ میں عمر کے ساتھ بات نکروں گا اگر ہم نے بات
کیا تو ہماری عورت تین طلاق سے طلاق ہے مگر لفظ طلاق کا ایسا استعمال کیا کہ طلاق
نے خود بھی نہیں سنا۔ اور بعد میں شرط بھی پائی گئی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔
الجواب۔ اگر واقع میں حسب بیان سائل طلاق کا لفظ ایسا آہستہ کہا کہ کہنے والے نے خود بھی نہیں
سنا تو یہ تعلیق صحیح نہیں ہوئی اور وجود شرط سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کما فی الدر المختار والتنلیہ
من القراءۃ فلو طلق او استثنی ولم یسمع نفسہ لم یصح فی الاصح۔ فقط محمد شفیع غفرلہ ۲ صفر ۱۳۵۰ھ

حوادث الفتاویٰ

الاحریٰ بالقبول فی وقف العمارة علیٰ ارض النزول

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک قطعہ اراضی نزول ملکیت سرکار انگلشیہ بذریعہ کرایہ نامہ حسب شرائط مفصلہ ذیل مجوزہ و معمولات کلکٹر صاحب جو اوس اراضی نزول کے منجانب سرکار منتظم و مہتمم باختیار کلی ہیں۔ بہ تقرر کرایہ ماہانہ یا سالانہ واسطے تعمیر عمارت کرایہ پر لیکر بحسب اجازت کلکٹر صاحب موصوف اپنی لاگت سے چند دکانات تعمیر کراکر اون سے استفاضہ حاصل کرتا رہا پھر بعد وفات زید اوس کے دو پسران وارث جو مستفیض ہوتے رہے عرصہ بیس بائیس سال بعد کلکٹر صاحب نے دوسرا کرایہ نامہ ۱۹۰۵ء میں ایک پسر سے بشرائط و تعامل عامہ و مفصلہ ذیل میعادی تیس سالہ تجدید کرالیا اوس کے بعد اون دونوں پسران نے ۱۹۱۰ء میں جو اون دوکانات سے اوس وقت مبلغ ۶۵ روپیہ سالانہ کرایہ کی آمدنی تھی معہ ملبہ خشتی و چونی و جملہ متعلقات اوس کے کے قیمتی پندرہ سو روپیہ کو بلا اراضی نزول ہمیشہ کے واسطے فی سبیل اللہ وقف کردی اور اپنے قبضہ مالکانہ سے خارج کرکے تاحیات خود بحیثیت متولی قابض رہکر کل آمدنی اوس کے مصارف ہی میں خرچ کرتے رہے پھر اون کے انتقال کے بعد سے ابتک ابتدائی تاریخ وقف سے جو بیس بچیس سال کا زمانہ گذرتا ہے باوجود اون کے چودہ عدد وارث موجود ہونے کے علاوہ واقفان کے غیر اشخاص میں سے یکے بعد دیگرے چند شخص بحیثیت متولیان وقف قابض رہکر آمدنی اوس کی بمد خیرات خرچ کرتے رہے اور آج تک کوئی وارث اوس سے نہ متمتع ہوا نہ کسی نے متمتع ہونا چاہا بلکہ حسب قانون وقف وہ جائداد موقوفہ درج رجسٹر جی بھی ہوگئی ہے۔ اور متولی سے حساب جمع خرچ بھی جج صاحب سمجھ چکے ہیں۔ مگر اب تھوڑا زمانہ گذرا کہ دو شخص جو وارث حصہ دار

۔۔۔ ہو سکتے ہیں بوقت حساب مدخلہ متولی موجودہ عدالت ججی میں بایں دعوی عذردار ہوئے
کہ یہ شخص نہ متولی ہے اور نہ وقف ہوا مگر اپنی عذرداری میں ناکامیاب رہے۔ اوس کے بعد
ان دونوں نے جائداد موقوفہ پر جبراً قبضہ کرنا چاہا اور مداخلت بیجا شروع کردی اوس پر
متولی نے عدالت کلکٹری میں درخواست دی کہ جائداد موقوفہ پر فلاں فلاں جبراً جو قبضہ کرتے
ہیں ایسی صورت میں جائداد موقوفہ کو نقصان پہنچتا ہے تا تصفیہ عدالت مجاز یہ عدالت خود اپنے
قبضہ میں کرے اس پر اون میں سے ایک شخص نے جو چوتھے حصہ کا حصہ دار ہو سکتا تھا دخولت
متولی پر عدالت کلکٹری میں یہ تحریری بیان پیش کردیا کہ درحقیقت یہ جائداد میرے ماموں
صاحبان نے وقف کردی ہے اور دوسرا مزاحم میں اس کے خلاف ثبوت پیش نہ کرسکا۔ پس
عدالت نے متولی کو صحیح قابض ہونا مان لیا۔ لیکن اب پھر وہ شخص مذکور جو چوبیسویں حصہ کا
حصہ دار ہو سکتا تھا بشمول ایک اور دوسرے شخص کے جو وہ بھی چوبیسویں حصہ کا حصہ دار
ہو سکتا تھا بلا شرکت چوتھائی حصہ کے حصہ دار کے تحریر وقف نامہ کو تسلیم کرتے ہوئے
عدالت منصفی میں متولی موجودہ اور اون جملہ اشخاص کو جو وارث ہو سکتی تھی اور وہ زمرۂ
مدعیان میں شریک نہیں ہوئی ہیں اون سب کو بھی مدعا علیہم قائم کرکے بایں دعویٰ ۲۶
نالشی ہیں کہ یہ وقف قانوناً اور شرعاً ناجائز ہے۔ اور نہ اس وقف کا نفاذ ہوا بلکہ متولی بحیثیت
ہمارے کارکن کے قابض ہے پس اب صرف ہم دو مدعیان کیلئے فیصلہ دخل استقرار فرمایا جائے
اور شرائط کرایہ نامہ اقراری زید کے جس کے بموجب دکانات مذکورہ تعمیر ہوئی ہیں یہ ہیں
کہ میں مقر کرایہ نامہ اقرار کرتا ہوں کہ اوقات مقررہ پر کرایہ ادا کرتا رہوں گا اور بعد انقضائے
میعاد کرایہ نامہ اگر باضافہ کرایہ بھی گورنمنٹ تجدید کرایہ نامہ چاہیگی تو تجدید کرایہ نامہ
کردوں گا اپنا ملبہ اوٹھا لیجاؤں گا اور اراضی خالی کردوں گا یا بقیمت مناسب عمارت
حوالہ کردوں گا پھر جبکہ تعمیر دکانات کو تخمیناً عرصہ بیس بائیس سال کا اور زمانہ انتقال
مسمٰی زید کرایہ دار سابق کا بھی پندرہ سولہ سال گذر چکا تھا دوسرا کرایہ نامہ حسب شرائط
ذیل معیادی تیس سالہ بحق گورنمنٹ تکمیل کرادیا اور اس اقرارنامہ میں بھی بعد انقضائے
تیس سالہ یکے بعد دیگرے مجموعی نو سال تک کی معیاد تک کی تجدید کرایہ نامہ کا معاہدہ ہے
اور کرایہ دار کو اختیار ہے کہ اندر معیاد جب چاہے حسب مرضی خود اوس عمارت کو فروخت
کرسکتا ہے اور یہ کلکٹر صاحب بجائے اوس کرایہ دار کے اوس مشتری ملبہ سے کرایہ نامہ

تحریر کرا لیتے ہیں یا کرایہ دار جس طرح چاہے دوسرے کے حق میں منتقل کر سکتا ہے۔ یا اپنا ملبہ اوٹھا لیجاوے اور مطالبہ قرضہ وغیرہ میں دوسرے شخص خود بھی قرق و نیلام کرا لیتے ہیں۔ اور پھر اوس سے کرایہ نامہ مرتب کرا لیا جاتا ہے اور ایک شرط یہ بھی ہے کہ جس وقت گورنمنٹ خود کو اوس اراضی کی ضرورت ہوگی خواہ اندر میعاد یا بعد انقضائے میعاد بلا مزاحمت مع عمارت بھی اگر گورنمنٹ کو عمارت کی ضرورت ہوگی بادا رقیمت عمارت کرایہ دار اوس اراضی کو اپنے قبضہ سے چھوڑ دے گا مگر یہ شرط اس وجہ سے لی گئی ہے کہ اگر یہ شرط نہ کی جاتی تو گورنمنٹ کو یہ جو اختیار حاصل ہے کہ اپنی ضروریات کے واسطے یا مفاد عامہ وغیرہ کیواسطے جب چاہے ہماری مملوکہ مقبوضہ اراضیات کو لے سکتی ہے زائل اور منسوخ ہو جاتا ہے اور نیز تعامل گورنمنٹ سے بھی ثابت ہے کہ جس وقت سے محکمہ نزول قائم ہوا ہے آجتک کوئی قطعہ اراضی بلا ضرورت ذاتی نہیں نکالی گئی ہیں اور اسی وجہ سے رعایا کرایہ داران نزول نے اسی امید سے کہ یہ اراضیات نزول ہمارے قبضہ سے نہیں نکالی جاوے گی۔ بہت زیادہ لاگت کی اور نہایت مستحکم عمارات جو صدہا سال قائم رہ سکتی ہیں گورنمنٹ کی اجازت سے قائم کر لیں ہیں اور نیز گورنمنٹ کے اس عمل سے بھی کہ اراضی نزول میں مساجد و دھرم شالہ و دیگر اور ایسی عمارت کیواسطے جو ہمیشہ رہنے والی ہیں اون کی تعمیر کی اجازت دی جا رہی ہے اور بہت پہلے سے ایسی عمارات موجود ہیں اور ایک امر خاص استفتاء ہذا میں سب سے زیادہ قابل توجہ ضروری ہے کہ جس عمارت دوکانات موقوفہ کی بابت استفسار ہے وہ اندر میعاد کرایہ نامہ ہے اوس کی نوعیت تعمیر اور حالت موجودہ عمارت سے بخوبی واضح ہے کہ وہ اندر میعاد مقررہ کے منہدم ہو جاوے گی اور نوبت اس بحث کی نہ آوے گی کہ بعد انقضائی میعاد متعلق عمارت کیا عمل ہوگا اور نہ یہ معاہدہ ہو کہ بعد نوے سال اراضی کرایہ سے چھوڑا ہی لیجاوے گی۔ لہذا مفتیان و علماء دین سے صورت مسئولہ مذکورہ بالا میں شرعاً استفسار ہے کہ آیا شرعاً بموجب عبارات کتب فقہیہ مفصلہ ذیل یہ وقف ناجائز ہے اول یہ عبارت ہے فی البزازیہ لا یجوز وقف البناء فی ارض عاریۃ او اجارۃ (درمختار) دوئم عبارت یہ ہے۔ لا یجوز وقف البناء فی ارض ھی عاریۃ او اجارۃ کذا فی قاضی خاں و عالمگیری پس اگر واقعی یہ وقف ناجائز ہے تو آیا کل جائداد متنازعہ پر یہ صرف دو چھوٹے حصہ دار تنہا دخل حاصل کر سکتی ہیں یا بقدر اپنے حصہ کے۔ یا آیا بموجب عبارات ذیل یہ وقف جائز ہے اور دعوی مدعیان قابل سماعت نہیں ہے؛

اول عبارت یہ ہے جو عبارت سب سے اول مندرجہ مذکورہ بالا کے لفظ (او اجارۃ) کے تحت میں شامی میں تحریر ہے یستثنیٰ منہ ماذکرہ الخصاف من الارض اذا کانت منفردۃ للاحتکار فانہ یجوز قال فی الاسعاف وذکر فی اوقاف الخصاف ان وقف حوانیت الاسواق یجوز ان کانت الارض باجارۃ فی ایدی الذین بنوھا لا یخرجہ السلطان عنہا الخ۔ دویم عبارت جو عالمگیری میں عبارت مذکورہ بالا عدم جواز وقف کے استدلال میں بالائے ازیں نقل ہے اوس کے آگے ہی یہ لکھا ہے ذکر الخصاف ان وقف حوانیت الاسواق یجوز ان کانت الارض باجارۃ فی ایدی الذین بنوھا لا یخرجہم السلطان عنہا وبہ عرف وقف البناء علی الارض المحتکرۃ کذا فی نہر الفائق۔ سویم عبارت بنی علی الارض ثم وقف البناء قصدا بدون ہا ان الارض مملوکۃ لا یصح وقیل صح وعلیہ الفتوی (در مختار) چہارم عبارت سئل قاری الہدایہ عن وقف البناء والغراس بلا ارض فاجاب الفتوی علی صحۃ ذلک ورجح شارح الوہبانیۃ واقرہ المصنف معللاً بانہ منقول فیہ تعامل فتعین الافتاء (در مختار) کیونکہ جبکہ وقف عمارت کا بغیر زمین کے ایسی صورت میں بھی جائز ہے کہ اوس مالک اراضی اور اوس کے قائممقام ووارث وغیرہ کو ہر وقت اختیار حاصل ہے۔ کہ چاہے جب خالی کرالیوے تو صورت مسئولہ میں تو بجانب سلطان بحیثیت کرایہ دار ایک مدت طویلہ بلکہ ہمیشہ کے واسطے مقبوضہ کرایہ دار واقف عمارت ہونا یقینی ہے تو ایسی صورت میں تو بدرجہ اولیٰ جائز ہونا چاہئیے؛

پنجم عبارت اقر بوقف صحیح وبانہ اخرجہ من یدہ و ورثتہ یدعی خلافہ جاز الوقف ولا تسمع دعوی ورثتہ قضاءً (در مختار)

لہذا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جبکہ اکثر اور بڑے حصہ دار وارث واقف بھی تو اس وقت تک باوجود بیس پچیس سال وقف ہوئی گذر جانے کے وقف کردہ مورث کو صحیح اور درست جانتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں تو ایک دو حصہ دار چھوٹے حصہ دار ہونیوالے کا دعوی کس طرح قابل سماعت ہو سکتا ہے۔

بینوا بالدلیل

توجروا عند اللہ الجلیل

الجواب

فی البحرالرائق :- وفی المجتبی لایجوز وقف البناء بدون الاصل هو المختار الخ۔ وفی الفتاوی السراجیہ سئل ھل یجوز وقف البناء والغرس دون الارض اجاب الفتوی علی صحۃ ذلک وظاھرہ لافرق بین ان یکون الارض ملکا او وقفا (بحر صفحہ ۲۰۲ ج ۵)

وفی الدرالمختار بنی علی الارض ثم وقف البناء بدونہا ان الارض مملوکۃ لایصح وقیل صح وعلیہ الفتوی سئل قاری الہدایہ عن وقف البناء والغراس بلا ارض فاجاب الفتوی علی صحۃ ذلک ورجحہ شارح الوھبانیہ واقرہ المصنف معللا بانہ منقول فیہ تعامل فیتعین بہ الافتاء (درمختار مع الشامی صفحہ ۴۲ ج ۳)

(۲) وفی الدرالمختار عن البزازیہ لایجوز وقف البناء فی ارض عاریۃ او اجارۃ ومثلہ فی الہندیہ عن الخانیہ۔

(۳) قال العلامۃ الشامی تحت قول الدر لایجوز وقف البناء فی ارض عاریۃ او اجارۃ مانصہ ویستثنی منہا ماذکرہ الخصاف من ان الارض اذا کانت متقررۃ للاحتکار فانہ یجوز (بحر) قال فی الاسعاف ذکر فی اوقاف الخصاف ان وقف حوانیت الاسواق یجوز ان کانت الارض اجارۃ فی ایدی الذین بنوھا لایخرجہم السلطان عنہا من قبل انا رأینا ھا فی ایدی اصحاب البناء توارثوھا وتقسم بینہم لایتعرض لہم السلطان فیہا ولا یزعجہم وانما لہ غلۃ یأخذھا منہم وتداولہا خلف عن سلف ومضی علیہا الدھور وھی فی ایدیہم یتبایعونہا ویواجرونہا ویجوز فیہا وصایاھم ویہدمون بنائہا ویعیدونہ ویبنون غیرہ فکذلک الوقف فیہا جائز واقرہ فی الفتح وذکر ایضا انہ مخصص لاطلاق قولہ او اجارۃ وقد علمت وجہہ وھو البقاء التابید وھو موید لما قلنا من تخصیص الوقف لما اذا کانت الارض محتکرۃ (شامی صفحہ ۴۲ ج ۳)

وفیہ بعد ذلک وقدمنا وجہہ وھو ان البناء علیہا یکون علی وجہ الدوام فیبقی التابید المشروط لصحۃ الوقف (ردالمحتار) قال الشامی فی حاشیۃ البحر والارض المحتکرۃ ھی اللتی وقف بنائہا ولم توقف ھی کان استاجر ارضا للبناء علیہا وبنی فیہا ثم وقف البناء کذا رأیت لبعض الشافعیۃ واقول الارض ھی المقررۃ للاحتکار اعم من ان تکون وقفا او ملکا والاحتکار فی العرف اجارۃ یقصد بہا منع الغیر (بحر الرائق صفحہ ۲۰۲ ج ۵) وفی قانون العدل والانصاف معزیا کردالمختار الاحتکار وھو عقد اجارۃ یقصد بہ استبقاء الارض الموقوفۃ مقررۃ للبناء والتعلی اوللغرامن (صفحہ ۹۲)

وفیہ معزیاً لتنقیح الحامدیہ صفحہ ۳۱ ج ۲) یثبت للمحتکر حق القرار ببناء الارض والجدار ویلزم باجرۃ مثل الارض مادام بنائہ قائما فیہا۔ وفیہ معزیاً لرد المحتار ولا یکلف المحتکر برفع بنائہ ولا بقلع غراسہ مادام یدفع اجرۃ المثل المقررۃ علی ساحۃ الارض المحتکرۃ (قانون العدل صفحہ ۹۲)

(۴) قال الشامی تحت مطلب وقف البناء مانصہ بان شرط الوقف التابید والارض اذا کانت ملکاً لغیرہ فللمالک استردادہا وامرہ بنقض البناء ولکن لو کانت ملکاً لہ فان لورثتہ بعدہ ذلک فلا یکون الوقف موبداً۔

وعلی ہذا فینبغی ان یستثنی من ارض الوقف ما اذا کانت معدۃ للاحتکار لان البناء یبقی فیہا کما اذا کان وقف البناء علی جہۃ وقف الارض فانہ لا مطالب لنقضہ والظاہر ان ہذا وجہ جواز وقفہ اذا کان متعارفاً ولہذا اجازو وقف بناء القنطرۃ علی النہر العام وقالوا ان بناءہا لا یکون میراثاً وقال فی الخانیۃ انہ دلیل جواز وقف البناء وحدہ فیما سبیلہ البقاء۔ کما قلنا (رد المحتار صفحہ ۴۲۶ ج ۳) وفی الدر المختار اذا وقتہ بشہر وسنۃ بطل اتفاقاً (در مع الشامی صفحہ ۳۹۹ ج ۳)

نزول کی زمین میں کوئی عمارت وغیرہ بنا کر اوس کو وقف کرنے میں قواعد فقہیہ کے اعتبار سے چند سوال عائد ہوتے ہیں؛

(الف) یہ وقف صرف عمارت وغیرہ کا ہوگا زمین بوجہ مملوکہ گورنمنٹ ہونے کے وقف نہ ہوگی کیا ایسا وقف جائز ہے

(ب) یہ زمین چونکہ واقف عمارت کے قبضہ میں بطور اجارہ وکرایہ ہے تو کیا کرایہ کی زمین میں عمارت کا وقف صحیح ہو سکتا ہے۔

(ج) اگر اجارہ کی زمین میں کسی عمارت کا وقف جائز ہے تو کیا اوس کے لئے یہ شرط ہے کہ جب تک یہ عمارت باقی رہے اوس وقت تک کرایہ دار اپنی عمارت موقوفہ کو اٹھانے پر مجبور نہ کیا جاوے خواہ کتنی ہی مدت گذر جائے۔ نیز یہ کہ عمارت بعد اختتام میعاد اجارہ کسی شخص یا حکومت کی ملک خاص میں نہ آسکے؛

عبارات فقہیہ مذکورہ میں ان سب سوالات کے جواب آگئے ہیں۔ مثلاً سوال اوّل کا جواب عبارت ۱ میں بوضاحت معلوم ہو گیا کہ فتوی اس پر ہے کہ تنہا عمارت بغیر زمین کے بھی وقف ہو سکتی ہے۔ یعنی یہ جائز ہے کہ کوئی شخص زمین کو وقف نہ کرے اور اس پر جو عمارت یا درخت ہیں صرف اون کو وقف کر دے۔ اور سوال دوم کا جواب عبارت ۲ میں بوضاحت معلوم

ہوگیا کہ عاریت یا کرایہ پر زمین لیکر اوس میں کوئی عمارت بنائی جائے تو عام ضابطہ یہی ہے کہ اوس کا وقف جائز نہیں صرف ایک صورت مستثنیٰ ہے جو سوال سوم کے جواب میں آتی ہے۔

اور سوال سوم کا جواب عبارات ۳۲ و ۳۳ سے معلوم ہوا کہ کرایہ کی زمین میں وقف کرنے کی صرف ایک صورت جائز ہے وہ یہ کہ یہ زمین اسی کام کے لئے مقرر ہو کہ اس کو کرایہ پر دیا جائے اور لوگ اس میں عمارتیں بنائیں یا درخت وغیرہ لگائیں۔ مالک زمین یا منتظم زمین اس کا کرایہ اوس سے وصول کرتا رہے اور بس۔ اور اس قسم کی زمین کا نام اصطلاح فقہار میں ارض محتکرہ ہے لیکن اس خاص صورت کے جواز کے لئے دو شرطیں ہیں اوّل یہ کہ جبتک یہ عمارت یا درخت باقی ہیں اور کرایہ دار کرایہ ادا کرتا رہے اوس وقت تک کرایہ دار کو اون کے اکھاڑنے اور اٹھانے پر مجبور نکرے خواہ مدت اجارہ ختم ہو جائے جیسا کہ شامی کی عبارت بحوالہ اسعاف و فتح القدیر وغیرہ سے ثابت ہے کہ اس قسم کے وقف کا جواز صرف اسی بات پر مبنیٰ ہے کہ یہ عمارت بقار و دوام کے لئے ہوتی ہے اور اس طرح شرط تابید کا تحقق ہو جاتا ہے جیسا کہ عبارات ۳۲ میں گذر چکا ہے۔ نیز عبارت ۳۳ میں امام قاضی خانؒ سے اس قسم کے وقف کا جواز اسی شرط کیساتھ منقول ہے کہ یہ عمارت وغیرہ باقی رکھی جائے کسی وقت (بغیر کرایہ دار کی بدعہدی کے) اوس کو توڑنے پر مجبور نکیا جاوے اور دوسری شرط وہ ہے جو عبارت درمختار مندرجہ ۳۶ میں بیان کی گئی ہے کہ اگر کسی وقف میں کسی خاص مدت و میعاد کی قید ہو اور بعد اس میعاد کے کسی کی ملک خاص کی طرف لوٹ جانا اوس کا تسلیم کر لیا گیا ہو تو وہ وقف باتفاق باطل ہے۔ بنارٌ علیہ

ثابت ہوا کہ نزول کی زمین میں اگر بعد اختتام میعاد قانون وقت اور عادت عامہ یہ ہو کہ کرایہ دار کو توسیع نہ دی جاوے اور عمارت توڑنے پر مجبور کیا جاوے تو یہ وقف صحیح نہو گا۔ اسی طرح اگر کرایہ دار نے کہیں یہ شرط منظور کر لی ہو کہ بعد اختتام میعاد کے یہ عمارت گورنمنٹ کی ملک ہو جائے گی۔ جب بھی وقف صحیح نہو گا۔ کیونکہ جواز کی صرف ایک ہی صورت تھی کہ ارض محتکرہ کی شرائط اس میں متحقق ہوتیں لیکن معاملہ زیر بحث کے کرایہ نامہ مطبوعہ کا ترجمہ کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اوس کی دو شرطیں نزول کی اس زمین میں متحقق نہیں ہیں ایک دوام و بقار عمارت دوسرے بعد ختم میعاد کسی کی ملک خاص نہونا کیونکہ حسب تصریح کرایہ نامہ اس عبارت کو گورنمنٹ اندر میعاد بھی اپنی ضرورت کے لئے منہدم کر سکتی ہے اور بعد اختتام میعاد تو ظاہر ہی ہے۔ نیز اس کرایہ نامہ میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ بعد اختتام میعاد یہ عمارت

بھی گورنمنٹ کی ملک ہوجائے گی اس لئے نزول کی زمین میں جس جگہ یہ دو شرطیں کرایہ دار سے منظور کرالی جائیں وہاں وقف عمارت اس زمین پر صحیح نہوگا اور اوس کو ارض محتکرہ پر قیاس کرنا جائز نہوگا۔ اور جب وقف ثابت نہوا تو یہ عمارت لا محالہ وارثوں کی طرف منتقل اور اون کی حسب حصہ ملک ہوگی خواہ وہ دعوی کریں یا نکریں اور ایک میعاد معین کے بعد قضائً عدم سماع دعوے کا حکم جو کتب فقہ میں منقول ہے وہ اس صورت میں ہے جبکہ حق پہلے سے ثابت اور مسلم نہو اور جبکہ اس مکان کا ملک مورث ہونا فریقین کو مسلم ہے اور وقف ہونا شرعاً ثابت نہوا تو وارثوں کا حق اس میں خود بخود ثابت ہوگیا وہ دعویٰ ابطال وقف کا کریں یا نکریں کما یتضح من کلام الفقہاء فی ھذا الباب واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہٗ۔

خلاصہ

یہ ہے کہ نزول کی زمینوں کے قواعد مختلف شہروں میں مختلف ہیں جس جگہ یہ دو شرطیں موجود ہوں وہاں وقف صحیح ہے:

اول یہ کہ جب تک عمارت یا درخت قایم ہے اور کرایہ دار کرایہ ادا کرتا رہے اوس وقت تک گورنمنٹ اوس کو عمارت کے اکھاڑنے پر مجبور نہ کرے اگرچہ مدت کرایہ ختم ہوجاوے: ۳۲

دوسرے یہ کہ بعد اختتام میعاد اس عمارت کا کسی شخص کی ملک کی طرف منتقل ہوجانا کرایہ نامہ میں تسلیم نہ کرلیا گیا ہو۔

ان دونوں شرطوں میں سے ایک بھی مفقود ہوگئی تو وقف باطل ہوجائے گا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم، وہو الذی علم الانسان مالم یعلم،

بندہ محمد شفیع غفرلہٗ

خادم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

۳ ربیع الثانی ۵۳ھ

نیل المرام فی حکم المسجد المبنی بالمال الحرام

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سماۃ تھیا نے ایک قطعہ زمین خرید ا اور اوس میں ایک مسجد تعمیر کرائی ایک عرصہ کے بعد یہ سماۃ انتقال کرگئی اوس کی بہن حقیقی سماۃ عیدیا اس زمین پر وراثتاً قابض ہوئی اس سماۃ عیدیا نے اس زمین کو واسطے مصارف مسجد مذکور بتولیت مسمی بوندو وقف کر دیا اور وقف نامہ کو رجسٹری کرادیا یہ سماۃ تھیا قوم سے کنچن تھی اور کوئی ذریعہ معاش اس کا سوائے طریق ناجائز کے دوسرا نہ تھا عوام میں یہ شہرت ہوگئی تھی کہ اس مسجد میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے چونکہ طوائف کی بنوائی ہوئی ہے اور اوس کی کمائی ناجائز تھی اس وجہ سے یہ مسجد غیر آباد ہوگئی مسمی بوندو نے کچھ عرصہ کے بعد اپنی تولیت سے بذریعہ تحریر رجسٹری دست برداری دے دی۔ اور سماۃ عیدیا نے بھی اُسی روز ایک تحریر منسوخی وقف نامہ مذکور رجسٹری کرادی اس مسجد میں اب بھی کوئی نماز نہیں پڑھتا۔ مسلم اور غیر مسلم اِس اراضی کو خریدنا چاہتے ہیں مگر عیدیا یہ کہتی ہے کہ میں اس اراضی کو مسلم کے ہاتھ فروخت کروں گی چونکہ اس میں مسجد بنی ہوئی ہے۔ اب دریافت طلب چند اُمور ہیں:

(۱) یہ وقف صحیح ہوا یا نہیں۔ (۲) اسمیں نماز پڑھنا عام مسلمانوں کو درست ہے یا نہیں (۳) اگر کوئی مسلمان اس زمین کو خرید کر اور دوسری مسجد اپنے روپیہ سے بنوادے اور اس سابقہ مسجد کو شہید کرادے تو درست ہوگا یا نہیں یعنی دوسری مسجد تعمیر کرانا اور اوس میں نماز درست ہوجانا اور پہلی مسجد کو چونکہ اوس میں کوئی نماز نہیں پڑھتا توڑ وادینا کیسا ہے؟

الجواب (نظر فرمودہ حضرت سیدی حکیم الامت تھانوی دامت برکاتہم):

فی تکملۃ البحر الرائق وفی المحیط ومہر البغی فی الحدیث هو ان یؤجر امتہ علی الزنا وما اخذہ من المہر فہو حرام عندهما وعند الامام ان اخذہ بغیر عقد بان زنی بامتہ ثم اعطاها شیئاً فہو حرام لانہ اخذہ بغیر حق وان استاجرها لیزنی ثم اعطاها مہرها او ما شرط لها لا باس بالاخذ لانہ فی اجارۃ فاسدۃ فیطیب لہ وان کان السبب حراماً (تکملۃ البحر صفحہ ۱۹ ج ۱)۔

(الجزء الثامن من بحر الرائق رطبع مطبع دار الکتب العربیہ ۱۳۳۴ھ)

ومثلہ فی ذخیرۃ العقبی للحسن الچلپی۔

(۲) وفی الدر المختار ولا یصح اجارۃ لعسب التیس ولا لاجل المعاصی مثل الغناء والنوح والملاهی ولو اخذ بلا شرط یباح انتہی وفی رد المحتار تحت قولہ یباح وفی المنتقی

اصراتقایة او صاحبة طبل اوزمر کتسعبت مالاَزوتہ علی اربابہ ان علموا والا تصدق بہ ق ان من شرط فہن لہا قال الامام الاستاد لا یطیب والمعروف کالمشروط قلت وھذا مما یتعین الاخذ بہ فی زماننا لعلمھم انہم لا یذھبون الا باجرا بتہ ط رشامی صفہ ج ۵)

وفی شرح المشکوٰۃ لعلی القاریؒ مہر البغی خبیث ای حرام۔ اجماعًا لانہا تاخذہ عوضًا عن الزنی المحرم ووسیلۃ الحرام حرام وسماہ مہرًا مجازًا لان فی مقابلۃ البضع انتہی۔ ومثلہ فی شرح المشکوٰۃ للشیخ عبد الحق الدہلوی ولفظہ حرام قطعًا۔

۳ وفی المؤطا للامام مالکؒ عن سعید بن یسارؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من تصدق بصدقۃ من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا طیبًا کان انما یضعہا فی کف الرحمٰن انتہی قال فی المحلی شرح المؤطا فیہ نص علی ان غیر الحلال غیر مقبول۔

۴ وفی فصل ما یکون فرارًا عن الربوا من بیوع الخانیۃ رجل فی یدہ دراھم اغتصبہا فاشتری بہا شیئًا قال بعضہم ان لم یضف الشراء الی تلک الدراھم یطیب لہ المشتری وان اضاف الشراء الی تلک الدراھم ونقد منہا لا یطیب وذکر شداد عن ابی حنیفۃ اذا اشتری الرجل بالدراھم المغصوبۃ طعامًا ان اضاف الشراء الیہا ونقد منہا وکذا ذکر الطحاوی (الی ان قال) وقال بعضہم اذا اضاف الشراء الیہا او نقد منہا لا یلزمہ التصدق الا ان یضیف الشراء الیہا ونقد منہا وکذا ذکر الطحاوی (الی ان قال) وقال بعضہم اذا اضاف الشراء الیہا ونقد منہا انتہی (فتاوی قاضی خان مصطفائی صفہ ج ۲) واوضح منہ فی الانقرویہ معزیًا للتتارخانیۃ وفیہا وھو علی خمسۃ اوجہ اما ان دفع تلک الدراھم الی البائع اولا ثم اشتری منہ بتلک الدراھم او اشتری قبل الدفع بتلک الدراھم ودفعہا۔ (الی قولہ) قال ابو الحسن الکرخی فی الوجہ الاول والثانی لا یطیب وفی الوجہ الثالث والرابع والخامس یطیب (الی ان قال)۔ ولکن الفتوی الیوم علی قول الکرخی دفعًا للحرج عن الناس فی فصل الشراء بمال حرام من بیوع التاتارخانیۃ وکذا فی تتمۃ الفتاوی الانقرویۃ صفہ ج ۱)

۵ وفی الاشباہ والنظائر والحرمۃ تتعدی فی الاموال مع العلم الا فی حق الوارث فان مال مورثہ حلال لہ وان علم بحرمۃ منہ من الخانیۃ وقیدہ فی الظہیریۃ بان لا یعلم ارباب الاموال۔ وفی الدر المختار ولکن فی المجتبی مات وکسبہ حرام فی المیراث حلال ثم رمز وقال لا ناخذ بہذہ الروایۃ وھو حرام مطلقًا علی الورثۃ۔

۶ وفی القنیہ غلب علی ظنہ ان اکثر بیاعات اھل الاسواق لاتخلو عن الربوا فما کان الغالب ھو الحرام یتنزہ عن شرائہ ولکن مع ھذا لو اشتراہ یطیب لہ المشتری شراءً فاسد اً اذا کان عقد المشتری اخر اً صحیحاً کذا فی مجموعۃ الفتاوی صفحہ ۳

عبارات مرقومہ ۱ سے معلوم ہوا کہ صورت مندرجہ سوال میں اس مال کا حاصل کرنا اگرچہ باتفاق وباجماع حرام ہے لیکن امام اعظمؒ کے نزدیک یہ مال اس عورت فاحشہ کی ملک میں داخل ہوگیا اگرچہ بسبب حرام کی وجہ سے ہوا اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اوس کی ملک میں بھی داخل نہیں ہوا اور نتیجہ خلاف کا اس صورت مرقومہ میں یہ ہوگا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک وقف صحیح ودرست ہوگیا اور یہ جگہ مسجد شرعی بن گئی اگرچہ بنانیوالی کو اس کا کچھ ثواب نہ ملے گا بلکہ اجر سے بالکل محروم رہیگی اور صاحبینؒ کے نزدیک وقف ہی صحیح نہیں ہوا کیونکہ صحت وقف کے لئے یہ شرط ہے کہ شئی موقوفہ واقف کی ملک ہو لہذا صاحبین کے نزدیک یہ جگہ نہ وقف ہوئی نہ مسجد شرعی بنی فاحشہ کے مرنیکے بعد اوس کی میراث ہوکر تقسیم ہوگی فتاوی شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی میں ہے۔

معلوم است کہ در زمین مغصوبہ پیش حنفیہ نماز ساقط از ذمہ میشود پس در مسجد فاحشہ خواہد شد لیکن نقصان ثواب برائے مصلی ومحرومی از ثواب برائے زانیہ مقرر است فی الحدیث لا یصل الی اللہ الا الطیب انتہی

اور عبارات مندرجہ ۲ سے ثابت ہوا کہ فاحشہ اور مغنیہ وغیرہ کو اگر کچھ روپیہ کسی نے بغیر شرط زنا وغناء کے دیدیا تو وہ روپیہ اپنے اصل سے مباح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مغنیہ اور فاحشہ کے مال میں بھی احتمال ہے کہ کچھ مال حلال ہو گو سبب حرام سے حاصل ہوا ہو۔ پھر یہ سب کلام خاص اوس روپیہ میں ہے جو فاحشہ نے کسب حرام سے حاصل کیا ہے لیکن اس کے بعد جو زمین یا ملبہ مسجد کے لئے خریدا یہ حرام ہے یا حلال اس کے متعلق قاضی خاں اور انقرویہ کی عبارت مندرجہ ۳ سے یہ فیصلہ معلوم ہوا کہ فتوی اس پر ہے کہ اگر اوس نے یہ مال حرام بائع زمین وغیرہ کو پیشگی دیدیا اور پھر یہ کہکر خریدا کہ اوس مال کے بدلہ میں یہ زمین یا ملبہ خریدتی ہوں یا پیشگی ندیا مگر خاص اس مال کی طرف اشارہ یا نسبت کرکے یوں کہا کہ اس روپیہ کے عوض یہ زمین یا ملبہ خریدتی ہوں تب تو یہ زمین اور ملبہ بھی اوس مال حرام

کے حکم میں ہوگیا لیکن اگر ایسا نہیں کیا بلکہ بغیر پیشگی دیے ہوئے اور بغیر نسبت و اشارہ کے مطلقاً خرید لیا جیسا کہ عام طور پر یہی دستور ہے تو یہ زمین اور ملبہ اوس مال حرام کے حکم میں نہیں ہوا بلکہ پاک اور حلال ہے اس کا وقف کرنا اور مسجد بنانا صحیح و درست ہے اور اس صورت میں اس جگہ میں ثواب بھی مسجد کا حاصل ہوگا اور یہ جگہ تمام احکام میں بحکم مسجد ہوگی۔

بنائے علیہ فاحشہ اور مغنیہ عورتوں کی بنائی ہوئی مسجدوں کو وقف سے خارج کرکے میراث قرار دینا صحیح نہیں کیونکہ اوّل تو امام صاحب کے نزدیک یہ وقف مطلقاً صحیح ہے اور اوقاف میں یہ قاعدہ مسلم ہے کہ جس وقف میں علماء کا اختلاف ہو تو فتویٰ اس صورت پر دینا چاہیے۔ جو انفع للوقف ہو کما صرح بہ الشامی فی رد المختار صفحہ ۳۹۲ ج ۳)

دوسرے یہ ضروری نہیں کہ فاحشہ کا کل مال حرام ہی ہو بلکہ اوس میں کچھ مال حلال ہونے کا بھی احتمال ہے۔ تیسرے جو زمین اور ملبہ وغیرہ تعمیر مسجد کے لئے خرید اگیا ہے اوسمیں عام دستور کے موافق یہ ہی ظاہر ہے کہ پیشگی روپیہ سے یا اس خاص روپیہ کی طرف نسبت کرکے
۲۸ نہ خریدا ہوگا۔ اس لئے امام قاضی خاں اور کرخی کے فتوے کے موافق یہ جگہ اور ملبہ تعمیر حرام ہوئی اور مسجد بنانا اون کا صحیح و درست ہوگیا مزید احتیاط کے لئے ایسا کرلیا جاوے تو اور بھی بہتر ہے کہ میت کے وارث اس مسجد کو اپنی طرف سے وقف کردیں اور مسجد قرار دیں جیسا کہ عبارت ۵ کا اقتضاء ہے، فقط کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ۔

انگریزی ٹوپی کی ممانعت

انگریزی ٹوپی پہننے کی ممانعت اور امام ابو یوسف کے قول کی تشریح

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ہیٹ یعنی انگریزی ٹوپی کا مسلمانوں کے لئے استعمال کرنا درست ہے یا نہیں اس زمانہ میں قریب قریب سب مسلمان گورنمنٹ عہدہ دار خصوصاً سیاحت کنندہ آفیسر اس کو پہنتے ہیں۔ اب اس کی خصوصیت کسی قوم کی ساتھ نہیں رہی البتہ صلحاء و علماء ہنوز اس کے استعمال سے مجتنب ہیں۔ اب یہ ٹوپی نہایت ہلکی ہے سر و دماغ میں بخوبی ہوا پہنچتی ہے جو لوگ گھوڑے یا بائیسکل پر سوار ہوتے ہیں ان کے لئے دھوپ میں یہ ٹوپی نہایت ہی مفید ہے کیونکہ ایسی حالت میں چھتری کا استعمال دشوار ہے۔ اگر اس میں تشبہ بالنصاری یا بالفساق مان بھی لیا جائے تاہم چونکہ صلاح العباد کا تعلق ہے۔ اس لئے ایسی مشابہت کا مضر نہونا چاہئے کیونکہ امام ابو یوسف

نے باوجود مشابہت بالرہبان کے نعلین مخصوفین بسامیر کو بسبب صلاح العباد کے استعمال کیا ہے اور اشارہ طرف عدم ضرر کے کیا ہے کما فی ردالمختار صفحہ ۲۶۱ ج ۱ باب مایفسد بہ الصلوٰۃ حضرات علماء اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

الجواب۔ ہیٹ یعنی انگریزی ٹوپی کا استعمال مسلمانوں کے لئے جائز نہیں اور باوجودیکہ آجکل کس قدر عموم ہو چلا ہے لیکن عرف عام میں اب بھی اس کی خصوصیت انگریزوں کی ساتھ سمجھی جاتی ہے اس لئے تشبہ بالنصاریٰ سے ہرگز خالی نہیں رہا ضرورت کا سوال سو رفع ضرورت کے لئے دوسری صورتیں بھی ممکن ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس قسم کی ٹوپی میں کوئی ایسی صورت بنائی جاوے کہ وہ نصاریٰ کی ٹوپی سے ممتاز ہو جائے۔ اور بالفرض اگر کوئی دوسری صورت نہ بن سکے تو جواز اس کا صرف بقدر ضرورت ہوگا جیسا کہ قاعدہ مسلمہ ہے ماجاز للضرورۃ یتقدر بقدر الضرورۃ تو صرف دھوپ کے وقت اور وہ بھی گھوڑے یا بائیسکل کی سواری کے وقت جائز ہوگا باقی اوقات میں بدستور ناجائز و ممنوع رہیگا اور جو لوگ اس کا استعمال کرتے ہیں وہ ہرگز اس کی رعایت نہیں کرتے اور تجربہ مشاہد ہے کہ ایسے معاملات میں اگر کچھ قیود و شرائط لگا کر ۳۷
اجازت دی جاتی ہے تو عوام میں قیود و شرائط سب حذف ہو جاتے ہیں اصل جواز باقی رہجاتا ہے ۲۹
اس لئے انگریزی ٹوپی کا پہننا ناجائز و ممنوع ہے بالخصوص جبکہ تفاخر یا انگریزوں کی وضع بنانے کی نیت سے پہنی جاوے تو اور بھی زیادہ سخت گناہ ہے۔ اور حضرت امام ابویوسفؒ کا ارشاد در حقیقت مسئلہ تشبہ کی دو صورتیں واضح کرنے کیلئے واقع ہوا ہے جن میں سے ایک ناجائز ہے اور دوسرے جائز کیونکہ اس جگہ دو چیزیں ہیں ایک تو غیر اختیاری مشابہت و مشاکلت اور دوسرے اختیاری طور پر کسی خاص قوم یا شخص کی وضع کو اختیار کرنا پہلی صورت کی مثال یہ ہے کہ ہر انسان کی صورت و شکل ناک نقشہ قد و قامت حرکت و سکون دوسرے سب انسانوں سے مشابہ اور ہم شکل ہی اس میں کفار و فجار سب ہی شریک ہیں جس طرح وہ کھانا کھاتے ہیں مسلمان بھی کھاتے ہیں جس طرح وہ کرتہ پاجامہ پہنتے ہیں مسلمان بھی پہنتے ہیں جس طرح وہ سوتے ہیں یہ بھی سوتے ہیں اس کو اصطلاح اور لغت میں مشابہت اور تشابہ کہا جاتا ہے یہ غیر اختیاری امر ہے اس کے متعلق حسب قواعد مقررہ کوئی ممانعت نہیں ہو سکتا یہ بلا خلاف جائز و مباح ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایک وضع یا کوئی لباس یا برتن وغیرہ کسی خاص قوم کی علامت سمجھی جاتی ہو۔ اب مسلمان اوس کو اختیار کریں یہ تشبہ میں داخل اور ناجائز ہے۔ پھر اگر

قصد و نیت بھی تشبہ اور تفاخر کی ہو تو گناہ عظیم ہے اور یہ نیت نہ ہو بلکہ بغیر خیال تشبہ اتفاقاً استعمال کر لیا تو یہ بھی جائز نہیں مگر گناہ میں پہلے سے کم ہے حضرت امام ابو یوسفؒ نے اپنے جواب میں اس کی طرف اشارہ فرمادیا ہے کہ ان جوتوں کا پہننا حد تشبہ سے خارج ہے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے جوتے پہننے کا ثبوت ہوا ہے جن کو نصاری کے پادری بھی استعمال کرتے تھے مگر اوس میں محض اتفاقی مشابہت تھی بقصد و اختیار تشبہ نہ تھا۔

علامہ شامی کی عبارت جو اس واقعہ کی تشریح میں وارد ہے اس کی تائید کیلئے کافی ہے۔ وَہِیَ ہذا فقد اشار الی ان صورة المشابہة فیما تعلق بہ صلاح العباد لا یضر فان الارض مما لا یمکن قطع المسافة البعیدة فیہا الا بہذا النوع وفیہ اشارة ایضاً الی ان المراد بالتشبہ اصل الفعل ای صورة المشابہة بلا قصد (شامی باب یفسد الصلوة صفحہ ۱/۴۲۶) اور اسی تفصیل کی تائید درمختار و شامی کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے فان التشبہ بہم لا یکرہ فی کل شیٔ بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ کما فی البحر (درمختار) قال الشامی فانا ناکل ونشرب کما یفعلون بحر (شامی صفحہ مذکورہ) مزید تفصیل کیلئے رسالہ تنزہ الاخیار عن التشبہ بالکبار ملاحظہ فرمائیں اور اس سے زیادہ جزئیات کی تفصیل مطلوب ہو تو مولانا محمد طیب صاحب کے رسالہ التشبہ فی الاسلام کا مطالعہ مناسب ہے۔

سوال حلال جانور کا حرام مغز کھانا درست ہے یا نہیں فقہ حنفیہ کی کتب میں سات چیزیں حلال جانور کی حرام لکھتے ہیں ان میں حرام مغز کی حرمت کا کہیں ذکر نہیں مگر حضرت مولانا گنگوہیؒ کے فتاوی رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۲۸ میں حرام بتاتے ہیں مگر حوالہ ندارد اسلئے حضرات علماء سے برائے اطمینان قلب حوالہ مطلوب ہے۔

حرام مغز کا کھانا درست ہے یا نہیں

الجواب۔ احقر کو بھی باوجود بہت تلاش کے اس کا کوئی حوالہ نہیں ملا ممکن ہے کہ حضرت مولانا نے اوس نص قرآنی سے استدلال فرمایا ہو جس کو حرمت کے بارے میں فقہائے بطور قاعدہ کلیہ کے استعمال کیا ہے یعنی قولہ تعالیٰ یحرم علیہم الخبائث ضب کی حرمت میں حنفیہ نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے۔ کما صرح بہ الشامی فی الذبائح صفحہ ۲۱۲/۵۷)۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حرام مغز ایک ایسی چیز ہے کہ طبیعت سلیمہ کو اوس سے نفرت اور استقذار لازم ہے۔ بہر حال جبتک کتب مذہب میں اس کی حرمت کی تصریح نہ ملے حنفی کے لئے حرمت میں تامل کی گنجائش ہے اور عمل میں احتیاط یہی ہے کہ ترک کیا جاوے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کوچھ مچھلی کے متعلق تحقیق

سوال۔ کوچھ مچھلی جس کی صورت بام مچھلی سے ملتی ہے مگر وہ مائل بسرخی اور جناح نہیں جان دم میں تھوڑا سا جناح معلوم ہوتا ہے حلق کی دو طرف سے چھوٹا سوراخ ہیں پانی ہی میں رہتا ہے خشکی میں دیر تک رکھنے سے تڑپ تڑپ کر مثل دیگر مچھلیوں کے مرجاتا ہے اس کا گوشت جیسا کہ لوگ سمجھتے ہیں دافع لاغری اور مولد خون ہے المنجد (لغت عربی نوشتہ یکے از نصاری بیروت) میں تصویر دی ہوئی ہے اس کو جلکی کہتے ہیں جلکی کی تصویر ہو بہو کوچھ مچھلی سے ملتی ہے علامہ دمیری نے حیوٰۃ الحیوان صفحہ ۲۵۱ میں لکھا ہے۔ حلکی کمرضی متولد بین الحیۃ والسمک اذا ذبح لایخرج منہ دم وعظم رخو یوکل مع لحمہ سمن النساء۔ اذا اکل وھو نعم العلاج لذالک واللہ اعلم۔ کوچھ کے بدن میں خون بہت ہے مگر کاٹنے سے نکلتا نہیں علامہ دمیری نے جریث۔ جرّی اور مار ماہی کو ایک ہی لکھا ہے جس کو ہم بام مچھلی کہتے ہیں یوروپ کے ماہرین علم حیوانات نے کوچھ اور بام کو مچھلی میں شمار کیا ہے ابا یہ حلال ہے؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار بعد قولہ ولایحل حیوان مائی الا السمک والا الجریث اسود والمارماھی سمک فی صورۃ الحیۃ وافردھما بالذکر للخفاء وخلاف محمدؒ (درمختار مع الشامی صفحہ ۲۱۳ ج ۵)۔

عبارت مرقومہ سے معلوم ہوا کہ جریث اور مار ماہی کے بارہ میں امام محمدؒ کا خلاف ہے۔ اور مبنی خلاف کا اس پر ہے کہ اوس کے نوع سمک میں داخل ہونے میں شبہ ہے اسی طرح تحریر سوال میں جلکی کے حالات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اوس کا نوع سمک کے اندر داخل ہونا بے غبار اور بے اشتباہ نہیں اس لئے ان تمام انواع سمک کے متعلق احتیاط کی بات تو یہ ہے کہ تعلیم نبوی دع مایریبک الی مالایریبک پر عمل کیا جاوے اور ان کے کھانے سے اجتناب کیا جاوے (الا بضرورۃ التداوی کما ھو حکم سائر المحرمات) اور گنجائش اس کی بھی ہے کہ جو لوگ انواع حیوانات کے پہچاننے میں بصیرت رکھتے ہیں اون میں معتبر آدمیوں سے دریافت کرے اگر وہ اُن کو مچھلی ہی قرار دیں اور اوس کو اون کے قول پر اطمینان ہوجاوے تو اوس کے لئے کھانا جائز ہوجاوے گا، فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہٗ۔

السوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں زید اور بکر دو حقیقی بھائی تھے زید بقضاء الٰہی فوت ہوگیا زید مرحوم کی بیوہ کلثوم نے بکر سے درخواست کی کہ اگر آپ مجھ سے نکاح کریں تو آپکے نکاح کی انتظار کروں ورنہ مجھے اجازت دیجئے کہ بعد عدت اپنا نکاح کسی دوسری جگہ کروں بکر نے کلثوم سے وعدہ کیا کہ ہاں میں تجھ سے نکاح کرونگا۔ کلثوم نے قرآن مجید اٹھاکر درمیان رکھا کہ اس پر ہاتھ رکھکر وعدہ کیجئے بکر نے کہا کہ ہاں وعدہ کو پورا کرونگا عدت گذرنیکے بعد بکر نے قطعی فیصلہ کیا کہ نکاح کیا جاوے مگر بکر کے والد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم کلثوم سے نکاح کروگے تو میں تمکو اپنا حقوق نہیں بخشونگا اور تم سے ناراض ہونگا بکر نے اس ارادہ پر کلثوم کو جواب نہ دیا کہ کسی نہ کسی طرح والد صاحب کو راضی کر کے نکاح کرونگا۔ بکر کی نیت وعدہ کے مطابق سچی تھی مگر صرف والد صاحب کی ناراضگی کی وجہ سے آجکل پر معاملہ رہا مدت تک بکر نے والد صاحب کو راضی کرنے کی کوشش کی مگر وہ تادم حیات بالکل رضامند نہ ہوا اس اثنا میں بکر کو ایک اور بات پیش آئی وہ یہ تھی کہ بکر مذکور کی اہلیہ نے اپنے خط میں بہت کچھ اشتعال آمیز کلمے لکھے جسکے جواب میں بکر نے اپنی اہلیہ کو یہی لکھدیا کہ کلثوم میری عورت ہی اوس سے میرا نکاح پڑھا ہوا ہے حالانکہ نکاح وغیرہ بالکل نہ تھا ویسے ہی جھوٹ لکھدیا۔ اس عرصہ میں بکر کے والد کا انتقال ہوگیا کلثوم نے بکر کو وعدہ یاد دلا کر روئی کہ اب نکاح کرو بکر نے جوابدیا کہ مجھکو والد صاحب کی غمی سے فارغ ہونیدو پھر نکاح کیا جاویگا کچھ دن گذرنیکے بعد کلثوم مذکور نے بکر کو بہت بُری طرح گالیاں دیں اور بکر کے بزرگونکو بھی بُرا بھلا کہا جسکی وجہ سے بکر نے قطعی فیصلہ کرلیا کہ اب میں کلثوم سے ہرگز نکاح نہیں کرونگا تو اب سوال یہ ہی کہ ایا بکر کو وعدہ پورا کرنا چاہئے تھا یا نہیں۔

الجواب۔ اگر بکر نے اس وعدہ میں جو قرآن پر ہاتھ رکھکر کہا گیا تھا کوئی لفظ قسم کا بھی بولا تھا تو نکاح نہ کرنے کی صورت میں اس پر کفارہ قسم کا واجب ہوگا اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس مسکینوں کو صبح وشام دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے یا دس مسکینوں کو متوسط درجہ کے کپڑے پہناوے اور اگر لفظ قسم کا نہ بولا تھا تو کوئی کفارہ اوس کے ذمہ نہیں۔ البتہ اگر وہ ایفاء وعدہ میں بلا کسی عذر کے کوتاہی کرے گا تو گنہ گار ہوگا۔

کذا فی ردالمحتار والا نقرویہ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ

منشی بشیر احمد صدیقی پبلشر نے باہتمام مولوی عتیق صاحب قاسمی پریس میں چھپوا کر دار الاشاعت دیوبند سے شائع کیا۔

صلی اللہ تمثال القبول فی ظل الرسول علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا یا نہیں بعض واعظ جو یہ کہتے ہیں کہ آپ کا سایہ نہ تھا اس کا ثبوت ہے یا نہ۔

الجواب اگر نقل صحیح سے یہ ثابت ہو جائے کہ بطور معجزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا تو کوئی مسلمان اس کے تسلیم کرنے میں تامل نہیں کر سکتا۔ لیکن نقل صحیح اس باب میں کوئی موجود نہیں۔ حدیث کی کتب متداولہ صحاح ستہ وغیرہ میں اس مضمون کی کوئی حدیث وارد نہیں البتہ خصائص کبریٰ میں شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اس مضمون کی ایک حدیث مرسلاً روایت کی ہے۔ باب المعجزۃ فی بولہ وغائطہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرج الحکیم الترمذی من طریق عبد الرحمٰن بن قیس الزعفرانی عن عبد الملک بن عبد اللہ بن الولید عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر ولا اثر قضاء حاجۃ خصائص صفحہ ۱ مطبوعہ دائرۃ المعارف۔ وقال فی باب الآیۃ فی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل۔ اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان بمثلہ ثم قال ای السیوطی۔ قال ابن سبع من خصائصہ ان ظلہ کان لا یقع علی الارض وانہ کان نوراً فکان اذا مشی فی الشمس والقمر لا ینظر لہ ظل۔ قال بعضہم ویشہد لہ حدیث قولہ علیہ السلام فی دعائہ واجعلنی نوراً خصائص صفحہ ۶۸/۱ وبمثلہ ذکرہ فی المواھب نقلاً عن الفخر الرازیؒ مواھب صفحہ ۳۹۸/۲۔

لیکن یہ روایت بچند وجوہ ثابت و معتبر نہیں:

(۱) اول اس لئے کہ دھوپ اور چاندنی میں چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے کے واقعات جو سفر و حضر میں مجامع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے تمام عمر نبوی میں پیش آئے ہیں ظاہر ہے کہ غیر محصور اور نہایت کثیر التعداد ہیں۔ پھر دیکھنے والے صحابہ کرام ہزاراں ہزار ہیں۔ پھر صحابہ کرام کی عادت سے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرا ذرا سی بات اور نقل و حرکت اور آثار و حالات کے بیان کرنے کا انتہائی اہتمام فرماتے تھے۔ ان امور کا مقتضی یقینی طور پر یہ ہے کہ اگر یہ واقعہ معجزہ ثابت ہوتا تو اس کی روایات صحابہ کرام کی ایک جم غفیر سے منقول ہوتی اور یقیناً حد تواتر کو پہنچتی۔ لیکن جب ذخیرہ حدیث پر نظر ڈالی جاتی ہے تو اس بارہ میں صرف ایک حدیث وارد ہے وہ بھی مرسل اور وہ بھی سخت ضعیف دواہی نکلتی ہے جو قرینہ قویہ اس امر کا ہے کہ یہ بات

خلاف واقعہ ہے!

(۲) یہ حدیث مرسل ہے اور محدثین کی ایک عظیم الشان جماعت مرسل کو حجت نہیں سمجھتی۔

(۳) اس حدیث کا پہلا راوی عبدالرحمن بن قیس زعفرانی بالکل ضعیف و مجروح اور کاذب ناقابل اعتبار ہے بلکہ بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ جھوٹی حدیثیں وضع کرتا تھا ملاحظہ ہوں اقوال ذیل۔ قال فی المیزان کذبہ ابن مہدی وابو زرعۃ وقال البخاری ذھب حدیثہ وقال احمد لم یکن بشئ وخرج لہ الحاکم حدیثا منکرا وصححہ ومثلہ فی التقریب وقال فی تہذیب التہذیب کان ابن مہدی یکذبہ وقال احمد حدیثہ ضعیف ولم یکن بشئ متروک الحدیث وقال النسائی متروک الحدیث وقال زکریا الساجی ضعیف کتبت عن حوثرۃ المنقری عنہ وقال صالح بن محمد کان یضع الحدیث وقال ابن عدی عامۃ مایرویہ لایتابعہ علیہ الثقات قلت وقال الحاکم روی عن محمد بن عمرۃ حماد بن سلمۃ احادیث منکرۃ منہا حدیث من کرامۃ المؤمن علی اللہ ان یغفر لمشیعیہ قال وھذا عندی موضوع ولیس الحمل فیہ الا علیہ وقال الحاکم ابواحمد ذاھب الحدیث وقال ابونعیم الاصبہانی لاشئ۔

اور دوسرا راوی عبدالملک بن عبداللہ بن عبدالولید بھی مجہول الحال ہے کتب متداولہ میں اس کا حال مذکور نہیں۔

الحاصل اول تو ایک ایسے عامۃ الورود واقعہ میں تمام صحابہ کرام کا سکوت اور صرف ایک حدیث مرسل کا اس میں مذکور ہونا ہی علامت قویہ روایت کے غیر ثابت و غیر معتبر ہونے کی ہے ثانیاً روایت مرسل ہے ثالثاً اوس کا راوی بالکل کاذب واضع حدیث ہے جس سے اگر حدیث کو موضوع کہدیا جائے تو بعید نہیں۔ اور بعض حضرات نے جو سایہ نہ ہونے پر اس سے استدلال کیا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالی نے قرآن میں خود فرمایا ہے یا آپ اپنی دعاؤں میں اجعلنی نوراً فرمایا کرتے تھے سو یہ استدلال بالکل ناقابل التفات ہے ظاہر ہے کہ آیت میں نیز حدیث دعا میں نور ہونے سے یہ کسی کے نزدیک مراد نہیں کہ عالم عناصر کی کیفیات و آثار آپ میں نہ تھے یا آپ کی دعا و خواہش یہ تھی کہ عالم عناصر کے آثار مخصوصہ سے علیحدہ ہو کر معاذ اللہ ہوا کی طرح غیر مرئی ہو جائیں بلکہ باتفاق عقلاء و علماء مراد یہ ہے کہ جس طرح نور ذریعہ ہدایت و بصیرت ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذریعہ ہدایت ہیں اور چونکہ نبی کا انتہائی کمال اسی میں ہے کہ شان نبوت و ہدایت درجہ کمال میں ہو اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں میں اس کا کمال طلب

فرماتے تھے اور اسی معنی کی بنا پر قرآن کو اور تورات کو بنص قرآن نور کہا گیا ہے اسی معنے سے صحابہ کرام کو نجوم ہدایت فرمایا گیا ہے۔ علاوہ بریں یہ دعا اجعلنی نوراً تو تمام امت کو تلقین فرمائی گئی ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت بھی باقی نہیں رہتی۔ بعض حضرات نے سایہ نہونے کی یہ توجیہ کی ہے کہ جسطرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے سر مبارک پر فرشتے یا ابر رحمت سایہ افگن رہتا تھا یہ اگر ثابت بھی ہو تو دوسری صحیح وصریح روایات اس کے معارض موجود ہیں مثلاً صحیح بخاری کی حدیث میں دربارہ ہجرت بروایت عائشہؓ مذکور ہے ان ابابکر قام للناس وجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صامتاً فطفق من جاء من الانصار ممن لم یر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحیی ابابکر حتی اصابت الشمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل ابوبکر حتی ظلل علیہ بردائہ فعرف الناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند ذالک کذا فی المواہب۔ وقال الزرقانی فی شرح المواہب وعند ابن عقبۃ عن الزہری فطفق من جاء من الانصار یحسب ایاہ حتی اصابتہ الشمس اقبل ابوبکر بشئی اظلہ بہ شرح المواہب للزرقانی صفحہ ۳۵۰ جلد اول ومثلہ یروی تظلیلہ علیہ السلام فی حجۃ الوداع وھو مشہور ومذکور فی عامۃ الکتب۔ اس لئے یا تو سایہ نہونے کی حدیث کو بمقابلہ ان روایات کے غیر ثابت قرار دیا جائے اور یا یہ کہا جائے کہ پہلے ایسا ہوگا بعد میں یہ صورت نہ رہی قسطلانی نے مواہب میں اسی صورت کو اختیار کیا ہے چنانچہ حدیث ہجرت مذکور الصدر کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے وظاہر ھذا انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کانت الشمس تصیبہ وما تقدم من تظلیل الغمام والملک لہ کان قبل بعثتہ کما ھو صریح فی موضعہ زرقانی صفحہ ۳۵۱ جلد اول فقط

سوال۔ زید نے جھگڑا کرتے ہوئے اپنی زوجہ سے کہا کیا تو طلاق چاہتی ہے ہندہ نے جواب دیا کہ میں تو نہیں چاہتی اگر تمہاری طبیعت چاہے تو طلاق دیدو اس پر زید نے کہا کہ میری جانب سے تو طلاق سی ہی ہے اب مجھے بالکل غیر سمجھو اور جس طرح غیر آدمی سے پردہ کیا جاتا ہے تم مجھ سے بھی پردہ کرلو۔ آیا زید کے ان الفاظ سے ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہ؟

الجواب۔ مندرجہ بالا الفاظ سے ہندہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی قال فی الشامی من الکنایۃ صفحہ ۷۰۶ ج ۲ ولو قال استتری منی خرج عن کونہ کنایۃ وھل المراد عدم الوقوع بہ اصلا او انہ یقع بلا نیۃ والظاہر الثانی وعلیہ فہل الواقع بائن او رجعی والظاہر البائن لکون قولہ منی قرینۃ لفظیۃ علی ارادۃ الطلاق بمنزلۃ المذکورۃ فقط واللہ اعلم۔

حیات عیسے علیہ السلام پر چند سوال و جواب

سوال لو کان موسی و عیسی حیین لما وسعهما الا اتباعی ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان صفحہ ۲۴۶ الیواقیت الجواھر جلد ۲ صفحہ ۲۲ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۰۱ میں بھی یہی مضمون ہے؛

(۲) ان عیسی بن مریم عاش عشرین ومائة سنة الحدیث کنز العمال صفحہ ۱۲۰ جلالین مجتبائی صفحہ ۵۲ اس حدیث سے وفات ثابت ہوتی ہے؛

(۳) خلاصہ سوال یہ کہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کیوں ہوئی۔ حضرت عیسی علیہ السلام کی طرح آسمان پر کیوں نہ اٹھائے گئے؛

(۴) ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ سورۂ آل عمران اس آیت سے وفات عیسی علیہ السلام پر استدلال کرنا کیسا ہے؛

(۵) اموات غیر احیاء الآیۃ سے وفات عیسے علیہ السلام ثابت ہوتی ہے یا نہیں؛ ۳۶

(۶) شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ لا نبی بعدی کے یہ معنی ہیں کہ تشریعی نبوت ختم ہوچکی لیکن غیر تشریعی نبوت ختم نہیں ہوئی۔ یہ صحیح ہے یا نہیں،

الجواب (۱) حدیث لو کان موسی وعیسی حیین۔ دو تین کتابوں میں مذکور ہے مگر سب میں بلا سند لکھی ہے اور جبتک سند معلوم نہ ہو کیسے یقین کرلیا جائے کہ یہ حدیث صحیح یا قابل عمل ہے اگر اس طرح بلا سند روایات پر عمل کریں تو سارا دین برباد ہوجائے اسی لئے بعض اکابر محدثین نے (غالباً حضرت عبداللہ ابن مبارک نے) فرمایا ہے لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء دوسرے اگر بالفرض سند موجود بھی ہو اور مان لو کہ صحیح بھی ہو تو غایت یہ ہے کہ یہ حدیث دوسری احادیث سے جو حضرت عیسے علیہ السلام کے رفع آسمانی پر صریح ہیں اور درجہ تواتر کو پہنچ گئی ہیں اُن کی معارض ہوگی اور تعارض کے وقت شرعی اور عقلی قاعدہ یہی ہے کہ اقوی کو ترجیح ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایک غیر معروف حدیث ان تمام صحیح اور قوی متواتر روایات حدیث پر راجح نہیں ہوسکتی یہ قادیانی ہی مذہب کی خصوصیت ہے کہ مطلب کے موافق نہ ہو تو صحیح بخاری ومسلم کی حدیث کو معاذاللہ ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے لئے تیار ہوجائیں۔ اور مطلب کے بزعم خود موافق ہو تو ضعیف روایت کو الہام بنائیں

که صحیح اور متواتر روایات پر ترجیح دیدیں کوئی مسلمان ایسا نہیں کرسکتا۔ اس حدیث کی تحقیق پر مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہم ناظم تبلیغ دار العلوم نے ایک مستقل رسالہ بھی لکھا ہے جو عنقریب طبع ہو کر شائع ہونے والا ہے۔

(۲) اس حدیث سے وفات کا ثابت کرنا قادیانی فراست ہی کی خصوصیات سے ہے اولاً اس لئے کہ حدیث خود متکلم فیہ ہے بعض محدثین نے اُس میں کلام کیا ہے ثانیاً اگر حدیث ثابت بھی ہوجائے تو صحاح ستہ میں جو قوی اور صریح وصحیح روایات حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی اور نزول فی آخر الزماں کے متعلق وارد ہیں۔ یہ حدیث اُن کا معارضہ عقلاً واصولاً نہیں کرسکتی ثالثاً حدیث کی مراد صاف یہ ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام زمین پر ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے آسمان پر زندہ رہنا چونکہ بطور معجزہ ہے اسلئے اُس حیات کو حیات دنیوی میں شمار نکرنا چاہئے تھا اور نہ کیا گیا۔ اور اس حدیث میں زمین اور اس عالم عناصر کی حیات کا ذکر ہے بطور اعجاز جو حیات کسی کے لئے ثابت ہو اُس کا اس میں شمار کرنا اور داخل سمجھنا عقل ونقل کے خلاف ہے۔

(۳) حق تعالیٰ کے معاملات ہر شخص کے ساتھ جداگانہ ہیں کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالےٰ سے یہ سوال کرے کہ جو معاملہ نوح علیہ السلام کی ساتھ کیا وہی موسیٰ علیہ السلام کی ساتھ کیوں نہ کیا۔ اور جو ابراہیم علیہ السلام کی ساتھ کیا وہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیوں نکیا۔ اور نہ صرف ان معاملات وواقعات سے ایک نبی کو دوسرے نبی پر کوئی ترجیح وتفضیل دی جاسکتی ہے جبتک دوسری صحیح وصریح روایات تفضیل پر دلالت نکریں انبیاء علیہم السلام کی تاریخ پڑھنیوالوں پر مخفی نہیں کہ بعض انبیاء کو آروں کے ذریعہ دوٹکڑے کردیا گیا اور بعض کو آگ میں ڈالا گیا اور بعض کو خندق وغیرہ میں پھر کسی پر آفات ومصائب اوّل ہی جاری کردئے اور کسی کو آخر الامر بچالیا اور کسی کو اول ہی سے محفوظ رکھا۔ اب یہ سوال کرنا کہ جیسے عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھا کر زندہ رکھا گیا ہے ایسے ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ معاملہ کیوں نکیا گیا۔ یہ تو ایسا ہی سوال ہے جیسے کوئی یوں کہے کہ جو معاملہ موسیٰ علیہ السلام اور لشکر فرعون کے ساتھ بنص قرآن کیا گیا وہی معاملہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور کفار مکہ کے ساتھ کیوں نہوا کہ جنگ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہونے اور چہرہ انور زخمی ہونے کی نوبت آئی۔ آپکو ہجرت کرکے وطن اور مکہ چھوڑنا پڑا۔ غار میں چھپنا پڑا۔ سب کفار قریش پر ایک دفعہ ہی آسمانی بجلی کیوں نہ آگئی۔ یا دریا میں غرق کیوں نہ ہوگئے۔ جیسے یہ سوال حضرت حق تعالیٰ کے معاملات میں بیجا ہیں ایسے ہی یہ بھی

بالکل بیجا اور نامعقول سوال ہے کہ جیسے عیسےٰ علیہ السلام کو زندہ رکھا آپکو بھی زندہ آسمان پر رکھنا چاہئے تھا۔ کیونکہ زیادہ دنوں تک زندہ رہنا یا آسمان پر رہنا ان سے کوئی فضیلت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں ہوتی کیونکہ زیادتی عمر فضیلت ہوتی تو بہت سے صحابہ کرام اور عوام امت کی عمریں آپ سے دوگنی چوگنی ہوئی ہیں اُن کو بھی افضل کہہ سکیں گے اور اسی طرح اگر آسمان میں رہنا یا چڑھنا ہی مدار فضیلت ہو تو فرشتوں کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل ماننا لازم آئے گا جو نصوص شرعیہ اور اجماع امت کے خلاف ہے؛

(۴) قد خلت من قبلہ الرسل سے عیسےٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرنا اُنہیں لوگوں کا کام ہے جنہیں عربی عبارت سمجھنے سے کوئی علاقہ نہیں اور جو محاورات زبان سے بالکل واقف نہیں کیونکہ اول تو اس جیسے عمومات سے کسی خاص واقعہ مشہورہ پر کوئی اثر محاورات کے اعتبار سے نہیں پڑتا بلکہ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی بیمار طبیب سے پوچھے کہ پرہیز کس چیز کا ہے وہ کہدے کہ ترشی اور تیل مت کھاؤ باقی سب چیزیں کھاؤ کوئی چیز مضر نہیں۔ اب اگر یہ بیوقوف جاکر پتھر یا لوہا کھائے یا سنکھیہ کھائے اور استدلال میں قادیانی مجتہدین کا سا استدلال پیش کرے کہ حکیم صاحب نے کہا تھا کہ ترشی اور تیل مت کھاؤ ترشی اور تیل کے سوا ساری چیزیں کھاؤ کوئی مضر نہیں اور ساری چیزوں میں پتھر اور لوہا اور سنکھیہ (زہر) بھی داخل ہے لہذا میں جو کچھ یہ کھاتا ہوں حکیم صاحب کے فرمانے سے کھاتا ہوں انصاف کیجئے کہ کوئی عقلمند اس کو صحیح العقل سمجھیگا۔ اور پھر یہ بھی انصاف کیجئے کہ اس قادیانی استدلال میں اور اس میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ ذرا غور سے معلوم ہو جاوے گا کہ اگر بالفرض خلت کے معنٰی موت ہی ہوں تو بھی اس سے اُن انبیاء کی موت ثابت نہیں ہو سکتی جن کے متعلق قرآن وحدیث کی دوسری نصوص حیات ثابت کرتی ہیں جیسے سب چیزیں کھاؤ کے قول سے پتھر اور زہر کا کھانا داخل مراد نہیں۔ اس کے علاوہ خلت کے معنے لغت میں موت کے نہیں بلکہ گذر جانے کے ہیں خواہ مرکر خواہ کسی دوسرے طریقہ سے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہوا؛ امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں اس لفظ کے یہی معنٰی لکھتے ہیں والخلو یستعمل فی الزمان والمکان لکن لما تصور فی الزمان المضی فسر اهل اللغۃ خلا الزمان بقولہم مضی الزمان وذھب قال تعالیٰ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل اھ یہ الفاظ صریح ہیں کہ خلت کے معنے قرآن شریف میں چلے جانے اور گذر جانے کے ہیں جس میں عیسےٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیاء بلا شبہ برابر ہو گئے۔ تعجب ہے کہ قادیانی خانہ ساز پیغمبر کے

صحابی اتنی سی بات کو کیوں نہیں سمجھتے۔ اور اگر حق تعالیٰ اُن کو چشم بصیرت عطا فرمائے تو وہ اب بھی غور کریں تو سمجھیں گے کہ یہ آیۃ بجائے وفات عیسیٰؑ پر دلیل ہونیکے حیات کی طرف مشیر ہے کیونکہ صریح لفظ مات وغیرہ چھوڑ کر خلت شاید اللہ تعالےٰ نے اسی لئے اختیار فرمایا ہے کہ کسی بیوقوف کو موت عیسٰےؑ کا شبہ نہ ہو جائے۔ اگرچہ محاورہ شناس کو تو پھر بھی شبہ کی گنجائش نہ تھی؛

(۵) اموات غیر احیاء کی تفسیر باعتبار لغت بھی اور جو کچھ مفسرین نے تحریر فرمایا ہے اُس کے اعتبار سے بھی یہی ہے کہ یہ سب حضرات ایک معین مدت کے بعد مرنے والے ہیں نہ یہ کہ بالفعل مر چکے ہیں اور یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہی انك میت وانهم میتون۔ تو کیا اس کا یہ مطلب تھا کہ معاذ اللہ آپ اس وقت وفات پا چکے ہیں بلکہ اتفاق وہی معنیٰ مذکور مراد ہیں کہ ایک وقت معین میں وفات پانیوالی ہیں۔ یہ بھی جھوٹی نبوت کی نحوست ہے کہ اتنی سی بات سمجھ میں نہ آئی؛

(۶) شیخ محی الدین ابن عربی کا قول استدلال میں پیش کرنا اول تو اصولاً غلطی ہے کیونکہ مسئلہ ختم نبوت عقیدہ کا مسئلہ ہے جو باجماع امت بغیر دلیل قطعی کے کسی چیز سے ثابت نہیں ہو سکتا اور دلیل قطعی قرآن کریم اور حدیث متواتر اور اجماع امت کے سوا کوئی نہیں؛ ابن عربی کا قول ان میں سے فرمائیے کس میں داخل ہے اس لئے اُس کا استدلال میں پیش کرنا ہی اصولی غلطی ہے ثانیاً خود ابن عربیؒ اپنی اسی کتاب فتوحات میں نیز فصوص میں اس کی تصریح کرتے ہیں کہ نبوت شرعی ہر قسم کی ختم ہو چکی ہے۔ (ابن عربی اور دوسرے حضرات کی عبارتیں صریح وصاف رسائل ذیل میں مذکور ہیں۔ عقیدۃ الاسلام۔ التنبیہ الطربی وغیرہ؛

اسی طرح صاحب مجمع البحار اور ملا علی قاری بھی اپنی دوسری تصانیف میں اسی کی تصریح کرتے ہیں جو جمہور کا مذہب ہے، یعنی ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے آئندہ یہ عہدہ کسی کو نہ ملے گا۔ فقط

سوال۔ جو لوگ آمین بالجہر کہتے ہیں اُن کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؛

الجواب۔ آمین بالجہر کہنے والے جو ہمارے دیار میں عام طور پر غیر مقلد ہیں اُنکے پیچھے بلا ضرورت نماز نہ پڑھنی چاہئے کیونکہ وہ وضوء وطہارت میں قواعد کے پابند اور محتاط نہیں لیکن اگر اتفاقاً اُن کی مسجد یا جماعت میں پہنچ جائے اور جماعت شروع ہو جائے تو شریک ہو جانا چاہئے نماز ہو جائیگی بشرطیکہ اُن سے صراحۃً کوئی ایسی چیز صادر نہ ہو جو ہمارے نزدیک مفسد نماز ہے۔ کذا قال الشامی فی باب الامامۃ نقلا

۴۷
۳۹

سوال مسجد قدیم کو مسلمانان محلہ وسیع کرنا چاہتے ہیں اس کی پچھلی طرف احاطہ شلث ہے اس کو مسجد میں شامل کرکے باقی محراب قدیم کے ساتھ کچھ جگہ شلث بھی ہے اس جگہ میں امام مسجد کے لئے رہایشی مکان بنانا چاہتے ہیں چونکہ محراب جدید اب سابقہ جگہ سے ۱۵ فٹ دائیں طرف بنائی جاوے گی اس لئے محراب قدیم کی اب ضرورت نہیں مسلمان چاہتے ہیں کہ محراب قدیم کو امام مسجد کے مکان میں داخل کردیا جاوے۔ زید معترض ہے کہ جو جگہ پہلے مسجد رہ چکی ہے اس کو مسجد سے خارج کرنا جائز نہیں۔ بکر کہتا ہے کہ مصالح مسجد کے لئے جبکہ مسجد کے اوپر امام مسجد کا مکان بنانا جائز ہے تو محراب کو مکان میں شامل کرنے میں کیا حرج ہے وہ مسجد سے خارج نہیں ہوئی جیسا کہ غسلخانہ وغیرہ مسجد کے حکم میں داخل ہیں اسی طرح امام مسجد کا حجرہ بھی مسجد میں داخل ہے؟

مسجد کے کسی حصہ کو مسجد سے خارج کرنا جائز نہیں اگرچہ مصالح مسجد ہی سے متعلق ہو۔

۴۰ ۴۱

الجواب۔ جو جگہ ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہو چکی اب اُس کو مسجد سے خارج کرنا اگرچہ مصالح مسجد ہی کے متعلق ہو مثلاً امام کے لئے مکان بنانا یا مسجد کے لئے وضوخانہ یا غسلخانہ بنانا یہ سب ناجائز ہے وہ جگہ قیامت تک مسجد ہی رہیگی اور اگر کسی نے اُس کو مسجد سے نکالکر کوئی دوسری چیز بنادی تو متولی مسجد پر واجب ہے کہ اُس کو منہدم کرکے مسجد میں شامل کردے۔ البتہ اگر مسجد بنانے کے وقت اول ہی سے کوئی جگہ مصالح مسجد کے لئے علیحدہ کرلی جائے مثلاً مسجد کے اوپر یا نیچے امام کے لئے مکان یا کرایہ کی دکانیں وغیرہ بنائی جائیں تو جائز ہے۔ لیکن جب اوّل بنار کے وقت مسجد بن گئی تو پھر اُس کا نکالنا مسجد سے جائز نہیں اور اگر بانی بھی کہے کہ میری نیت پہلے ہی سے اس جگہ کو علیحدہ کرنے کی تھی تب بھی اُس کی تصدیق نہ کی جائیگی صرح بهذا کلہ فی البحر ولفظہ لو بنی بیتاً علی سطح المسجد لسکنی الامام فانہ لا یضر فی کونہ مسجداً لانہ من المصالح فان قلت لو جعل مسجداً ثم اراد ان یبنی فوقہ بیتاً للامام او غیرہ هل لہ ذلک قلت فی التتارخانیة اذا بنی مسجداً و بنی فوقہ وهو ای المسجد فی یدہ فلہ ذلک وان کان حین بناہ خلی بینہ و بین الناس ثم جاء بعد ذلک یبنی لا یترکہ وفی جامع الفتاوی اذا قال عنیت ذلک فانہ لا یصدق۔ بحرالرائق کتاب الوقف صفحہ ۲۵۱ ج ۵)

الحاصل محراب قدیم جو مسجد کے اندر داخل تھی اب اُس کو امام کے حجرہ وغیرہ میں داخل کرنا اور مسجد سے نکالنا جائز نہیں، فقط

بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔
خادم دارالافتاء دارالعلوم
دیوبند

سوال ۴۹؎ (۱) عشرہ محرم میں تعزیہ داری دُلدُل قبر اور عَلم وغیرہ کی صورت بنانا (۲) عشرہ محرم میں زینت ترک کرنا اور لذتوں کا چھوڑنا گوشت وغیرہ نہ کھانا غمگین رہنا (۳) تعزیہ داری کے کاموں میں کوشاں اور مددگار رہنا اور اپنا اسباب اون کو استعمال کے لئے دینا اور روپیہ پیسے سے امداد کرنا۔ (۴) عشرہ محرم میں عوام جہلا سینہ پیٹتے ہیں یہ فعل کیسا ہے۔

(۵) مرثیہ خوانی اور واقعات شہادت پڑھنا اور نوحہ کرنا کیسا ہے (۶) جو چیزیں تعزیہ داری دُلدُل اور عَلم پر بطور نذر نیاز کے لاتے ہیں ناریل وغیرہ توڑتے ہیں۔ اور شب عاشوراء کو حلوہ وغیرہ جو تعزیہ کے سامنے رکھا جاتا ہے ان چیزوں کا بطور تبرک کھانا اور تقسیم کرنا کیسا ہے۔ (۷) دسویں رات کو تعزیہ دلدل اور علم وغیرہ کا شب گشت کرنا باجہ گاجہ کے ساتھ اور اوس کو دیکھنا کیسا ہے۔ (۸) دسویں صبح کو شہادت کا دن ہوتا ہے تو اس روز بھی اسی جوش وخروش اور دھوم دھام سے تعزیہ دلدل علم وغیرہ کے جلوس کو دفن کے لئے نکالا جاتا ہے تو اس کے ساتھ جانا کیسا ہے۔

(۹) امور مندرجہ بالا حرام ہیں یا کفر اور ان کے کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے۔

۴۹ الجواب۔ یہ سب امور بدعت سیئہ ہیں اور بعض ان میں سے علاوہ بدعت ہوے کے خود بھی حرام ہیں اور بعض میں شرک کا بھی احتمال ہے۔ اس لئے ان تمام امور کا ترک ضروری اور واجب ہے حدیث میں ہے شر الامور محدثاتها وکل بدعة ضلالة رواه مسلم۔ وروى الطبراني عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احدث حدثا اوآوى محدثا عليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا تعزیہ کا جلوس نکالنا اور اوس کے ساتھ ان تمام ناجائز امور کا ارتکاب کرنا علاوہ بدعت ہونے کے کفار ہنود کے طرز عمل کے مشابہ ہے اس لئے بھی حرام ہے۔ نیز یہ جلوس شان وشوکت کے ساتھ نکالنا اور باجہ گاجہ وغیرہ ساتھ ہونا تو علامت اظہار مسرت کی ہے دیکھنے والے اس سے یہی سمجھ سکتے ہیں اس کو غم واندوہ کا نشان قرار دینا بھی تعجب ہے۔

نوحہ وسینہ کوبی کرنا خود شرعاً حرام ہے۔ کما فی مجمع البرکات۔ يكره للرجل تسويد الثياب وتخريقها للتعزية واما تسويد الخد ودوالايدى وشق الجيوب وخدش الوجوه ونشر الشعور ونثر التراب على الرؤس والضرب على الصدر

والفحش والیقاد النار علی القبور فمن رسوم الجاهلیة والباطل۔ کذا فی المضمرات مجموعۃ الفتاوی)۔

البتہ واقعات کربلا اور شہادت اہل بیت کو یاد کر کے رنجیدہ ہونا عین ایمان ہے مگر اس کو صرف محرم کی دس تاریخ میں محدود کر دینا ایک عجیب آفت ہے۔ یہ تو ایک ایسی مصیبت ہے کہ مسلمان کو ہمیشہ ہی یاد رہنی چاہئے۔ فقط محمد شفیع غفرلہ ۱۹ صفر سنہ ۱۳۵۰ھ

سوال ۱۱۶: کسی کی ملک میں بالبنی ضرورت سے زیادہ ایک مکان ہے دو ہزار قیمت کا اوس کا کرایہ ساٹھ روپیہ سالانہ ہے تو ساٹھ روپے کی زکوۃ ادا کی جائے گی یا قیمت کی۔ اور جبکہ مکان خالی ہو یا کوئی رشتہ دار مفت سکونت اختیار کرے تو کیا حکم ہے۔

الجواب۔ ایسے مکان کی مالیت پر زکوۃ نہیں آئے گی بلکہ آمدنی کرایہ وغیرہ پر بشرطیکہ اوس پر سال بھر گذر جائے اور وہ تنہا یا دوسرے اموال کی ساتھ ملکر مقدار نصاب ہو جائے لما فی الخلاصۃ الفصل السابع من الزکوۃ صفحہ ۲۳۰ جلد اول۔ ولو اشتری جاریۃ او عبدا للتجارۃ فآجرہ یخرج من ان یکون للتجارۃ وکذا فی الدار لو آجرها وقال وقال قبلہ باسطر رجل اشتری جوالقا بعشرۃ آلاف درهم لیواجر من الناس ۵۰
فحال علیہ الحول لا زکوۃ علیہ الخ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

سوال ۱۱۷: بحالت صوم انجکشن کرنے سے روزہ میں کچھ نقصان آتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ انجکشن کے متعلق جہاں تک تحقیق کی گئی ہے یہ معلوم ہوا کہ اوس میں بذریعہ مسامات کے دوا بدن میں پہنچائی جاتی ہے۔ اس لئے ناقض صوم نہیں۔

ناقض صوم وہ ہے جو بذریعہ کسی منفذ کے بدن کے اندر پہنچے نہ کہ بذریعہ مسامات قال فی الدر المختار او اکتحل او ادهن او احتجم وان وجد طعمہ فی حلقہ اثر داخل من المسام الذی هو خلل البدن والمفطر انما هو الداخل من المنافذ للاتفاق علی ان من اغتسل فی ماء فوجد بردہ فی باطنہ انہ لا یفطر۔ اور داخل بدن میں دوا کا اثر پہنچ جانے سے فساد صوم لازم نہیں آتا جیسے غسل کا اثر اور زہریلے جانور کے کاٹنے کا اکثر بدن کے اندر سرایت کر جاتا ہے مگر وہ باتفاق مفسد روزہ نہیں۔ اسی طرح انجکشن بھی مفسد روزہ نہیں۔ اس مسئلہ کی مفصل تحقیق احقر کے رسالہ المقالات المفیدہ فی الآت الجدیدہ میں مذکور ہے واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

سوال ۳۳۔ لاہوری جماعت کے مرزائی حنفیوں کی جماعت نماز میں شریک ہوجاتے ہیں تو نماز میں کوئی کراہت آتی ہے یا نہیں۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ حنفی ایسے جاہل ہوں کہ اگر امام اس مرزائی کو روکے تو خوف فتنہ کا ہو۔

الجواب۔ نماز میں کوئی کراہت نہیں آتی۔ البتہ مسلمانوں کی جماعت میں تابمقدور اونکو شریک نہ ہونے دیا جائے کیونکہ اس سے عام مسلمان اون کو مسلمان سمجھکر اون کے دھوکہ میں آجاتے ہیں اور اون کو اپنی مفسدانہ ریشہ دوانیوں کا موقع ملجاتا ہے۔ ہاں اگر اونکے منع کرنے میں فتنہ کا اندیشہ شدید ہو تو چندے صبر کیا جائے اور آہستہ آہستہ لوگوں کو اون کے عقائد باطلہ اور مکاید پر مطلع کرتے رہنا چاہئے۔

سوال ۳۴۔ کوئی امام بھولکر تیسری رکعت میں بیٹھ گیا بعد میں مقتدی نے فوراً لقمہ دیا تو امام دوبارہ تکبیر کہکر کھڑا ہو یا بلاتکبیر کھڑا ہوجائے۔

الجواب۔ کوئی صریح روایۃ فقہیہ اس میں نظر سے نہیں گذری لیکن حدیث میں ہے۔ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یکبر عند کل خفض ورفع اور شرح منیہ وغیرہ میں اس تکبیر کی یہ صورت لکھی ہے کہ حرکت انتقال کے ساتھ شروع ہو اور ختم حرکت پر ختم ہو۔ حیث قال بان یکون ابتداء التکبیر عند ابتداء الخرور وانتہائہ عند انتہائہ کبیری صفحہ ۳۱۲۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حرکت انتقال سے پہلے تکبیر ختم کرچکا تو سنت تکبیر کامل ادا نہ ہوئی۔ ۵۱

سوال ۳۵۔ سونے کے کانٹے جس کو عورتیں بجائے بالیوں کے استعمال کرتی ہیں ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ سونے کے کانٹے اور کلپ اگر کسی غیر مسلم فرقہ کی خاص علامت وشعار نہیں بلکہ صرف جدت پسند اور فیشن پرست لوگوں کی عادت وعلامت ہے۔ تب بھی اس سے بچنا ضروری ہے۔ لعموم قولہ تعالی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وکذلک قولہ علیہ السلام من کثر سواد قوم فھو منھم وقولہ علیہ السلام من تشبہ بقوم فھو منھم واحمد بن ثابت، حققہ السخاوی فی المقاصد الحسنہ وغیرہ۔

البتہ اگر کسی خطہ ملک میں ان کا ایسا عام رواج ہوجائے کہ کسی خاص جماعت کی علامت نہ رہے تو ان کا استعمال جائز ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

سوال ۲۶۔ ایک عورت کو بارہ روز نفاس آکر سفید پانی آگیا بعد میں پھر خون آگیا۔ اس خون کا کیا حکم ہے۔

الجواب۔ مدت نفاس یعنی چالیس دن کے اندر جو خون آئے گا۔ وہ سب نفاس میں شمار ہوگا۔ اور درمیان میں جو دن خالی گذریں گے وہ بھی نفاس ہی میں شمار ہوں گے۔ البتہ اگر چالیس دن سے زائد خون جاری رہا تو پھر دیکھا جائے گا کہ اس عورت کی نفاس کے متعلق کوئی عادت پہلے سے متعین تھی یا نہیں اگر متعین ہے تو ایام عادت کے بعد سے استحاضہ شمار ہوگا۔ مثلاً تیس دن کی عادت تھی اور خون پچاس دن تک جاری رہا تو تیس دن نفاس اور باقی بیس دن استحاضہ ہوگا۔ کما فی الھدایۃ وشرح الوقایۃ۔

اور اگر پہلے سے کوئی عادت متعین نہ تھی تو چالیس دن نفاس اور باقی دس دن استحاضہ ہوگا۔

سوال ۲۷۔ ایک عورت کو پانچ دن عادت حیض کی تھی بعد میں کبھی دس دن خون آتا کبھی گیارہ دن تو پانچ دن کے بعد یہ حکم حائضہ ہے یا طاہرہ۔

الجواب۔ اگر دس دن کے اندر اندر خون آیا ہے تو کل حیض شمار ہوگا۔ اور اگر دس دن سے ۵۲
تجاوز کر گیا تو صورت مذکورہ میں ایام عادت یعنی پانچ دن حیض اور باقی استحاضہ شمار ہوگا۔ ہدایہ وشرح وقایہ۔

سوال ۲۸۔ کوئی شخص قعدہ اولیٰ میں بجائے التحیات کے قل ہو اللہ یا الحمد پڑھنے لگے بعد یاد آنے کے التحیات پڑھکر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو یا بغیر التحیات پڑھے کھڑا ہو جائے۔ اور سجدۂ سہو کرے۔ نیز قعدہ آخیرہ میں اگر الحمد پڑھنے لگے تو بعد یاد آنے کے التحیات پڑھکر سجدۂ سہو کرے یا اوسی وقت سجدہ سہو کر کے پھر التحیات پڑھے۔ نیز کوئی امام جہری نماز میں نصف الحمد سراً پڑھ گیا بعد یاد آنے کے شروع سے الحمد پڑھے یا جہاں سے باقی ہے وہاں سے شروع کر دے آواز سے

الجواب۔ ان اکثر صورتوں میں تاخیر واجب یا ترک واجب ہے۔ اگر یہ افعال قصداً نہیں کئے اور آخر میں سجدۂ سہو کر لیا تو نماز درست ہو گی ورنہ واجب الاعادہ ہو گی۔ کمافی سائر الکتب الفقھیہ اور نصف الحمد سراً پڑھنے کے بعد جب یاد آوے تو شروع سے جہراً پڑھنا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم بندہ محمد شفیع غفرلہ ۱۹ ر صفر ۱۳۵۰ھ

سوال۔ ایک نوٹ میرے پاس ایسا آگیا ہے جس میں تیل کا اثر ہے معلوم ہوا ہے کہ ایسے نوٹ کا یہ حکم ہے کہ دفتر کرنسی میں بھیجدیا جائے نیا نوٹ اسی نمبر کا چھاپ کر بھیجدیا جائے گا۔ اور چھپائی لے لیجائے گی۔ اگر بازار میں ہم اس نوٹ کو چلا دیں تو کسی قسم کا گناہ تو نہیں۔

الجواب۔ نوٹ دراصل حوالہ ہے قرض کا اور صورت مذکورہ میں چونکہ اس حوالہ میں حوالہ قبول کرنے والے کا یعنی نوٹ لینے والے کا ضرر ہے کہ اوس کو چھپائی کی اجرت دینی پڑیگی اس لئے بغیر اوس کی اطلاع و رضا کے دینا جائز نہیں۔ ہذا ظاہر۔ فقط محمد شفیع عفرلہ ۲۰ صفر ۱۳۳۵ھ

سوال۔ اگر سات آدمی شریک ہو کر عقیقہ میں ایک گائے ذبح کریں تو درست ہے یا نہ۔

الجواب۔ عقیقہ میں بھی چند آدمیوں کی شرکت گائے میں جائز ہے۔ لما فی العالمگیریۃ من کتاب الاضحیۃ صفحہ ۱۷۶ جلد ۵ مطبوعہ ھند ولو اراد والقربۃ الاضحیۃ او غیرھا من القرب اجزاھم سواء کانت القربۃ واجبۃ او تطوعا قال وکذلک ان اراد بعضھم عن ولد ولد لہ من قبل کذا ذکر محمد فی نوادر الضحایا۔ فقط محمد شفیع

سوال ۱۵۔ سود کی کارروائی میں کسی قسم کی شرکت جائز ہے یا نہیں۔

۵۳ الجواب۔ جائز نہیں حدیث میں سود کے معاملات میں اعانت کرنے والے پر بھی لعنت آئی ہے۔ فقط ——— بندہ محمد شفیع عفرلہ ۲۰ صفر ۱۳۳۵ھ

سوال ۲۲۔ زید نے ایک اقرار نامہ روبرو چند گواہوں کے لکھا کہ اگر میں شرائط مندرجہ اقرار نامہ کے خلاف کروں تو یہ تحریر بمنزلہ فارغخطی کے شمار ہو۔ اوسے اور اوس کے والدین کو لکھدیا ہے۔ اب اوس نے اپنے عمل سے شرائط کی مخالفت ثابت کردی۔ اب زوجہ اور اوسکے والدین تحریر مندرجہ صدر کے موافق طلاق کا نفاذ کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اور لفظ فارغخطی سے طلاق بائن مراد ہوگی یا مغلظہ۔

الجواب۔ فارغخطی کا لفظ اصل میں بیباق کے معنی میں آتا ہے۔ اور عرف میں کبھی بے تعلقی کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ اور لفظ بے تعلقی الفاظ کنایہ طلاق میں سے ہے جس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس لفظ سے طلاق کی نیت کی یا ذکر طلاق کے ساتھ یہ لفظ کہے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔ اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین واقع ہو جائیں گی۔ اور اگر کچھ نیت نہ کی تو بالکل طلاق واقع نہوگی۔ والدلیل علی ما قلنا ما فی العالمگیریۃ صفحہ ۲ جلد ۲ والخلاصۃ صفحہ ج ۲ وکذا لو قال میان ما و او نیست ان نوی الثلث فثلث وان لم ینو شیئا فلیس بشئ

وفی مجموعۃ الفتاوی عن خزانۃ المفتین لو قال لم یبق بینی وبینك عمل او انا برئ من نکاحك او ابعدی عنی ونوی الطلاق یقع۔ فقط محمد شفیع عفرلہ ۱۲ صفر ۱۳۵۰ھ

سوال ۵۳ سرکہ انگور وجامن وگڑ سڑا کر بنایا جاتا ہے یہاں تک کہ اوس میں کرم پیدا ہوجاتے ہیں پھر صاف کرکے پھر سڑایا جاتا ہے پھر کیڑے پڑتے ہیں حالانکہ اکلاً اسکا استعمال درست ہے پھر اس میں کیا وجہ ہے کہ ایسی مکروہ شے کا استعمال درست وجائز ہوا۔

الجواب۔ اصل وجہ تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قولاً و فعلاً اس کو حلال فرمایا۔ لما روی مسلم فی صحیحہ عن جابر مرفوعاً نعم الادام الخل۔ وفی سنن ابن ماجۃ عن ام سعید اللھم بارك فی الخل ولم یفتقر بیت فیہ الخل زاد المعاد فی ذکر الادویہ والاغذیہ صفحہ ۱۵ ج اول۔

باقی عقلی حکمت سو وہ بھی بالکل ظاہر ہے وہ یہ کہ سرکہ پر جو مختلف قسم کے انقلابات آتے ہیں ان سے اوس میں انقلاب ماہیت پیدا ہوجاتا ہے تمام خواص وآثار بدل جاتے ہیں تو حکم شرعی بھی بدل جاتا ہے۔ جیسے ہوا اگر پانی بنجائے تو اوس سے وضو جائز ہوجاتا ہے پیاس بجھ جاتی ہے۔ نجاست جلکر اگر خاک ہوجائے تو پاک ہوجاتی ہے۔ فقط محمد شفیع عفرلہ ۲ صفر 54

سوال ۵۴ ایک مجلس میں چند اشخاص تشریف رکھتے تھے کہ ایک سانپ چھت سے ایک شخص کے بدن پر گرا اوس نے گھبرا کر سانپ کو پھینکدیا۔ اب وہ سانپ دوسرے شخص کے بدن پر گرا اس نے بھی پھینکدیا۔ غرضکہ سب نے ایسا ہی کیا آخر میں جاکر ایک اخیر شخص کے اوپر گرا اور وہ مرگیا اب دیت کس شخص پر لازم ہوگی۔

الجواب۔ یہ دیکھا جائے کہ آخر شخص کو جو سانپ نے کاٹا ہے پھینکنے کے ساتھ ہی فوراً کاٹا ہے یا کچھ دیر بعد۔ صورت ثانیہ میں کسی پر دیت نہیں کیونکہ پہلے جن لوگوں پر پھینکا گیا اور وہ بچ گئے تو اون کے پھینکنے والے جنایت سے بری ہوگئے آخر میں جس نے پھینکا اور ایک شخص کو کاٹا وہ بھی جنایت سے اس لئے بری ہوگیا کہ سانپ نے اوس کے پھینکتے ہی نہیں کاٹا بلکہ دیر کے بعد اس کی سستی کرنے کی وجہ سے کاٹا ہے اور اگر فوراً کاٹ لیا ہو تو آخری شخص پر دیت آئے گی کیونکہ یہ قتل کی قسم خامس یعنی قتل بالتسبب میں داخل ہے۔ وموجبہ الدیۃ لا الکفارۃ ولا اثم القتل کذا فی الدر المختار صفحہ ۳۴۲ جلد ۵

یہ واقعہ اور اس کا جواب مذکورہ بعینہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ سے اون کی سوانح میں

منقول ہے۔ فقط ـــــــــــ بندہ محمد شفیع غفرلہ ۲۱ صفر ۱۳۵۰ھ

سوال ۵۵۔ سلیمان کی زوجہ ہندہ اپنے باپ کے گھر گئی اور باپ نے اوس کو عرصہ تک روک لیا باوجود کوشش کے ہندہ کو سلیمان کے گھر نہیں بھیجا سلیمان نے ضروریات سے تنگ آکر عقد ثانی کر لیا اور اپنے دوسرے خسر سے کہا کہ اب ہم ہندہ سے تعلق نہیں رکھیں گے۔ لہذا ہندہ کا طلاق ہو گیا سلیمان اس سے انکار کرتا ہے اور کسی طرح ہندہ کے چھوڑنے کو تیار نہیں ہے۔ آیا ہندہ کو طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب۔ یہ الفاظ (اب ہم ہندہ سے تعلق نہیں رکھیں گے) اگر سلیمان نے کہے بھی ہوں تو بھی ان سے طلاق واقع نہیں ہوتی کیونکہ اس میں قطع تعلق کو بیان نہیں کیا گیا بلکہ زمانہ مستقبل میں ایسا کرنے کا خیال ظاہر کیا گیا ہے۔ اور اگر زمانہ آئندہ بھی اس میں ہو تا تب بھی یہ الفاظ کنایہ ہیں جن سے بغیر نیت طلاق کے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کما فی سائر کتب الفقہ۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ ۲۲ صفر ۱۳۵۰ھ

سوال ۵۶۔ ایک شخص عبدالقادر کے مبلغ ۵ روپے گم ہو گئے مزدوروں نے اوٹھائے اور عبدالخالق کو دیدیئے اوس نے وہ روپیہ اسمٰعیل کو دیدیا کہ کار خیر میں خرچ کردیں۔ تب عبدالقادر کو معلوم ہوا تو وہ عبدالخالق کے پاس گیا اور یہ کہا کہ وہ روپیہ میرا ہے عبدالخالق نے کہا کہ وہ روپیہ ہم نے صدقہ کر دیا ہے۔ یہ روپیہ عبدالقادر کو پہنچتا ہے یا نہیں۔ 55

الجواب۔ قال فی فتح القدیر ص۳۳۸ ج۲ مطبوعہ ہند فان جاء صاحبہا بعد التصدق فہو بالخیار ات ثلث ان شاء امضی الصدقۃ ولہ ثوابہا الی قولہ وان شاء ضمن الملتقط لانہ سلم مالہ الی غیرہ بغیر اذنہ الی قولہ وان شاء ضمن المسکین اذا کان المدفوع الیہ ہلک فی یدہ لانہ قبض مالہ بغیر اذنہ الی قولہ وان کان قائما اخذہ لانہ وجد عین مالہ ومثلہ فی الدر المختار والشامی بضرب من الاختصار

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ۵ جو عبدالخالق نے صدقہ کر دیئے ہیں عبدالقادر ان کے پانے کا مستحق ہے اور اس کو اس وقت تین اختیار حاصل ہیں۔ (۱) عبدالخالق نے جو صدقہ کیا ہے اس کو جائز کر دے۔ اور یہ صدقہ اب عبدالقادر کی طرف سے ہو جائے گا اور اس کا ثواب عبدالقادر کو ہو گا۔ (۲) عبدالخالق سے اس کا ضمان وصول کرے (۳) عبدالخالق نے جس غریب مسکین پر یہ روپیہ خرچ کیا ہے اوس سے اپنا روپیہ اگر اوسکے

پاس ابھی تک موجود ہے واپس لیلے اور اگر موجود نہیں تو ضمان لیلے آخر کی دونوں صورتوں میں جو ضمان ادا کرے گا صدقہ اوسی کی طرف سے ہوگا اور ثواب اسی کو ملے گا فقط

سوال ۵۶ کلہن نے حاجی عبداللہ کو ایک قطعہ اراضی فی سبیل اللہ ہبہ و بخشش کر کے دیتا ہے کہ حاجی امداد اللہ اس زمین میں مدرسہ بنالیوے اور لڑکے لڑکیوں کو قرآن شریف کی تعلیم دیا کرے لیکن کسی کو زمین مرہونہ کے انتقال کا اختیار نہ ہوگا۔

بموجب تحریر ہبہ نامہ حاجی عبداللہ نے مدرسہ تعمیر کر کے تعلیم قرآن مجید جاری کردی جو عرصہ تیئس ۲۳ سال سے برابر پورے طور سے جاری ہے۔ اب حاجی عبداللہ کے ساتھ ایک شخص کا لین دین کے متعلق کچھ تکرار ہوگیا۔ اس پر چند اہل محلہ نے متفق ہو کر حاجی عبداللہ کو سخت تشدد کر کے مدرسہ مذکور سے بیدخل کردیا اور زبردستی کر کے حاجی عبداللہ اور اوس کے لڑکے حافظ عبدالرحمٰن کی طرف سے اپنے حق میں خود بنا کر اون کے انگوٹھے و دستخط کرائے کہ ہم نے مدرسہ چھوڑ دیا۔ اس مدرسہ کے ساتھ ایک مسجد بھی ہے جس کا حاجی عبداللہ امام تھا حاجی مذکور کی طرف سے ایک حافظ امامت کراتا تھا۔ چند اہل محلہ نے ضد
٥٦ کی وجہ سے اوس نابینا قرآن حافظ پر یہ حیلہ بنا کر کہ اندھے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی علیحدہ کر کے دوسرا امام مقرر کرلیا۔ باقی چند اہل محلہ اس فعل سے ناراض ہیں۔ اور سابق امام سے ہمدردی کرتے ہیں کہ ہم اس کو بلا وجہ شرعی علحدہ کرنا پسند نہیں کرتے ہم جماعت ثانی کرلیا کرینگے مخالفین نے یہ بات بھی منظور نہیں کی اور کہا کہ اگر تم جدید امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تب تم علحدہ علحدہ نماز پڑھ لیا کرو۔ کیا یہ فعل اہل محلہ کا شرعاً درست ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اگر واقعہ یہی ہے جو تحریر کیا گیا ہے تو اہل محلہ کا یہ فعل درست نہیں نابینا کی امامت اوس وقت مکروہ ہوتی ہے جبکہ وہ نجاسات سے بچنے پر قادر نہ ہو یا دوسرے موجود لوگوں سے باعتبار قراءۃ قرآن اور علم مسائل افضل نہ ہو اور اگر کوئی نابینا ایسا ہے کہ نجاسات سے بچنے کا انتظام رکھتا ہے تو اوس کی امامت میں کوئی کراہت نہیں بلکہ اگر دوسروں سے قراءۃ اچھی پڑھتا ہے یا مسئلہ زیادہ جانتا ہے تو اوسی کی امامت اولیٰ ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں امام بنا کر بھیجا تھا حالانکہ یہ بھی نابینا تھے۔ قال الشامی قید کراھۃ امامۃ الاعمی فی المحیط وغیرہ بان لا یکون افضل القوم فان کان افضلھم فھو اولی شامی مصری صفحہ ۳۷۶ جلد ۱

یہ تو اصل مسئلہ کا جواب ہے اور اگر بالفرض اس شخص کی امامت مکروہ بھی ہو تب بھی بہ نسبت علحدہ نماز پڑھنے یا جماعت ثانیہ کرنے کے اسی شخص کے پیچھے پڑھنا افضل و بہتر ہے۔ کما فی الدرالمختار و الشامی صفحہ ۳۷۷ جلد ۱ صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعۃ در مختار الخ ان الصلوۃ خلفہ اولی من الانفراد لکن لا ینال کما ینال خلف تقی۔

الغرض محلہ والوں کا اس امام کو بلا وجہ شرعی علحدہ کرنا درست نہیں لیکن اگر ایسا کر دیا گیا اور دوسرا امام بنا دیا گیا تو دوسرے لوگوں کو بھی فتنہ و اختلاف پیدا نہ کرنا چاہیئے

نمبر ۵۸ سوال۔ جس شخص کی منکوحہ بے حجاب پھرے اور خاوند اوس کو ہدایت نہ کرے اور نہ طلاق دے تو اوس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے مع الکراہتہ اس لئے اگر کوئی اس سے اچھا دیندار آدمی امامت کے لئے ملجائے تو بہتر ہے۔ فقط محمد شفیع غفرلہ ۴ر صفر ۱۳۵۰ھ

نمبر ۵۹ سوال۔ زید ایک کافر کی خمر کو موٹر پر لاد کر کسی جگہ پہنچاتا اور اوس پر اجرت لیتا ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

٥٧ الجواب۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک ناجائز اس لئے بلا ضرورت شدیدہ اس میں مبتلا نہ ہونا چاہیئے۔ اور مبلغ اسلام وغیرہ کی جو صورتیں لکھی ہیں اگر اون کے لئے کوئی دوسری صورت ہو تو یہ بھی ضرورت میں داخل ہے۔ کرایہ لیکر ان پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔ قال الزیلعی علی ھذا الخلاف لو اجرہ ای الکافر دابتہ لینقل علیہا الخمر او اجرہ بنفسہ لیرعی لہ الخنازیر یطیب لہ الاجر عند ابی حنیفہؒ و عندھما یکرہ شامی استنبولی کتاب الخطر و الاباحۃ صفحہ ۲۵۲ ج ۵ و فی الخلاصۃ صفحہ ۱۲۹ ج ۳ من کتاب الاجارۃ و کذا لو آجر نفسہ لیعمل لہ الخمر یکرہ لان التصرف فی الخمر حرام قال ح ھکذا اطلق لکن ھذا قولھما و اما علی قول ابی حنیفہ رح لا یکرہ فقط محمد شفیع غفرلہ ۲۴ر صفر ۱۳۵۰ھ

اگرچہ نفس عقد جائز ہے مگر بوجہ اعانت علی المعصیت ایسے معاملات سے احتراز لازم ہے۔

بندہ اصغر حسین عفی عنہ

نمبر ۶۰ سوال۔ زید نے اپنی لڑکی کی شادی بقاعدہ شرعی بکر کے لڑکے کی ہمراہ ۱۹۳۰ء میں کر دی تھی۔ اس وقت زید کی لڑکی کی عمر پندرہ سال ہے اور بالغ ہے اور بکر کے لڑکے کی عمر بارہ سال ہے۔ زید نے ہر چند کوشش کی کہ میری لڑکی بالغ ہے تم اوس کو لیجاؤ بکر کہتا ہے کہ جب میرا لڑکا بالغ ہوجائے گا اوس وقت لیجاؤں گا۔

ایا نابالغی کی حالت میں جو نکاح ہوا تھا وہ جائز ہے یا نہیں۔ اور اس لڑکی کا نان نفقہ کس کے ذمہ ہے۔

الجواب۔ یہ نکاح بلاشبہ جائز ہے اور اس لڑکی کا نان نفقہ اس کے شوہر کے ذمہ واجب ہے۔ خواہ اپنے گھر لیجائے یا نہ لیجائے۔ اب اگر شوہر نابالغ کی ملک میں کوئی مال وجائداد وغیرہ ہے تو یہ نان ونفقہ اوس میں سے ادا کیا جائے ورنہ اس کے باپ کے ذمہ واجب ہے کہ کہیں سے قرض لیکر یا خود اپنے پاس سے بطور قرض اس کا نان نفقہ ادا کرے اور جب لڑکے کے پاس کچھ مال ہوجائے تو اوس سے یہ رقم وصول کر کے قرض ادا کرے۔ الغرض زوجہ کا نفقہ اس کے شوہر نابالغ ہی کے مال سے دیا جائے گا۔ البتہ اگر بوقت نکاح لڑکے کے باپ نے نان نفقہ کی ذمہ داری کی ہو تو پھر باپ ہی کے ذمہ نفقہ واجب ہوگا۔ **بیوی کا نفقہ شوہر نابالغ کے ذمہ بھی واجب ہے ۵۸**

فان کان صغیراً لا مال لہ لم یؤخذ ابوہ بنفقۃ زوجۃ الا ان یکون ضمنہا۔ وفی الخانیۃ ان کانت کبیرۃ ولیس للصغیر مال لا تجب علی الاب نفقتہا ویستدین الاب علیہ ثم یرجع علی الابن اذا ایسر۔ شامی استنبولی صفحہ ۹۰۲ ج ۲۔ فقط محمد شفیع غفرلہ ۲۵ر صفر ۱۳۵۰ھ

نمبر ۶۱ سوال۔ قوم یہود بوقت ذبح زبان سے تکبیر ادا نہیں کرتے چھری پر تکبیر لکھی ہوئی ہے۔ یہ ذبح جائز ہے یا نہیں۔

(۲) یہود ونصاری یا ہندو نے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھکر ذبح کر دیا اس کا کھانا ہم کو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ جو شخص واقعی یہودی یا نصرانی ہو اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھکر ذبح کرے تو مسلمان کے لئے حلال ہوجاتا ہے۔ لیکن صرف چھری پر بسم اللہ یا اللہ اکبر لکھنے سے کچھ فائدہ نہیں جب تک زبان سے نہ کہے ذبیحہ حلال نہ ہوگا اور جو غیر مسلم اہل کتاب یعنی یہودی یا نصرانی وغیرہ نہ ہو بلکہ مشرک وبت پرست ہو یا مجوسی وغیرہ اوس کا ذبیحہ کسی حال حلال نہیں اگرچہ وہ بسم اللہ پڑھکر ذبح کرے۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ آجکل جو لوگ نصاری کہلاتے ہیں اون میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو دھری ہیں کسی مذہب ہی کو نہیں مانتے بلکہ خدا کے وجود ہی کے قائل نہیں یہ لوگ اگرچہ باعتبار مردم شماری نصاری کہلاتے ہیں مگر حکم شرع میں ایسے لوگ اہل کتاب نہیں ہو سکتے اون کا ذبیحہ بھی کسی حال درست نہیں اگرچہ بسم اللہ پڑھکر ذبح کرے اس لئے بہتر یہی ہے کہ غیر مسلم یہود و نصاری کے ذبیحہ سے بھی تا بمقدور احتراز کرے۔ والدلیل علی ما قلنا ما فی الدر المختار والشامی صفحہ ۲۵۸ ج ۵ استنبولی وشرط کون الذابح مسلمًا الی قوله او کتابیا قال الشامی ویدخل فی النصاری الافرنج والساعثانی والارهن ثم قال والاولی ان لا یوکل ذبیحتهم ولا تتزوج منهم الا للضرورة کما حققه الکمال ابن الهمام الخ ومثله فی القنیه فی نکاح الکفار۔ فقط محمد شفیع عفرلہ ۲۵ صفر سنہ ۱۳۵۰

نمبر ۶۲ سوال۔ موذن اذان پڑھ چکا اور کچھ نمازی مسجد میں ہیں اور کچھ مسجد سے باہر کھڑے ہیں اگر امام اون کو نماز کے لئے بلا وے تو جائز ہے یا نہ۔

الجواب۔ جو لوگ احاطہ مسجد سے باہر ہیں اون کے بلانے کے لئے اذان کافی ہے اور جو احاطہ مسجد کے اندر ہیں خواہ متفرق ہوں کوئی صحن میں کوئی اندر اون کے بلانے کے لئے اقامت کافی ہے ان کے علاوہ علیحدہ بلانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اذان واقامت کی غرض تو بلانا ہی ہے اس لئے پیش امام کے ذمہ نہیں کہ وہ لوگوں کو بلاتا پھرے۔ البتہ اگر بلالے تو کفارہ بھی لازم نہیں آتا جس کسی نے ایسا کہا ہے غلط ہے۔ لیکن اس طرح بلانے کی عادت ڈالنے کو علماء نے مکروہ کہا ہے۔ وکره التثویب وهو الاعلام بعد الاعلام۔ فقط محمد شفیع غفرلہ

نمبر ۶۳ سوال۔ وبعد فان الناس فی هذه الدیار مختلفون فی النطق بالضاد المعجمة القرآنیة علی طرق واکثرهم یقرؤن الضاد بصوت یکون اقرب الی صوت الدال المهملة فی السمع ویمیزها من الدال بالاطباق ویقول لولا الاطباق فی الضاد لکان دالا وبعضهم یقرء الضاد بصوت یکون متشابها بصوت الظاء المعجمة فی السمع۔ فما قولکم فی صحة القراءتین وعدم صحتها۔

الجواب۔ اقول وبالله التوفیق ان الکلام ههنا فی امرین الاول فی مخرج الضاد ماهو وهل هو فی التلفظ متشابه بالظاء او الدال المهملة والثانی ان من تلفظ بالظاء او الدال المهملة مکان الضاد تجوز صلاته ام لا۔ فالجواب فی امر الاول ان

الحق الذی علیہ اطباق الجماھیر من القراء والفقہا ھو ان مخرج الضاد حافۃ اللسان مع ما یلیہ من الاضراس وتلفظہ یشبہ تلفظ الظاء المعجمۃ لا الدال المھملۃ کما ظھر من العبارات المرقومۃ فی السوال وغیرھا من کتب الفن فقد قال الشیخ محمد مکی ... فی رسالۃ نھایۃ القول المفید فی علم تجوید صفحہ مطبوعہ مصران الضاد والظاء المعجمتان اشترکتا جھرا ورخاوۃ واستعلاءً واطباقاً وافترقتا مخرجاً وانفردت الضاد بالاستطالۃ۔ وفی المرعشی نقلاً عن الرعایۃ ما مختصرہ ان ھذین الحرفین اعنی الضاد والظاء متشابھان فی السمع ولا تفترق الضاد عن الظاء الا باختلاف المخرج والاستطالۃ فی الضاد ولولاھما لکانت احداھما عین الاخری فالضاد اعظم کلفۃ واشق علی القاری من الظاء ومتی قصر القاری فی تجوید الظاء جعلھا ضاداً انتھی۔

واما الجواب فی الامر الثانی فالمختار الاحوط فی ھذا الباب ان من تعمد الغلط فجعلھا ظاءً محضاً او دالاً محضاً مع قدرتہ علی التلفظ الصحیح واخراجھا عن مخرجھا الصحیح فسدت صلوتہ وان لم یتعمد الغلط بل صدر منہ لعدم التمیز بینھما جازت الصلوۃ وان کان اثما لترک السعی فی تعلم الصحیح وانا نری العامۃ فی زماننا ھذا علی ھذا الطریق فمنھم من یجعلھا ظاءً محضاً او زاءً او ذالاً ومنھم من یجعلھا دالاً مفخمۃ مطبقۃ وکلاھما لحن وغلط الا انھما لا یفسدان الصلوۃ لعموم البلوی وعدم التمیز الا بالمشقۃ ومما یدل علی ما قلنا ھذہ الروایات الفقھیۃ فی الذخیرۃ ان الحرفین اذا کانا من مخرج واحد ... . او کان بینھما قرب المخرج واحدھما یبدل بالاخر کان ذکر ھذا الحرف کذکر ھذا الحرف فلا یوجب فساد الصلوۃ وکذا اذا لم یکن بین الحرفین اتحاد المخرج ولا قربہ الا ان فیہ بلوی العامۃ نحو ان یاتی بالذال مکان الضاد وان یاتی بالزاء المحض مکان الذال والظاء مکان الضاد لا تفسد عند بعض المشائخ وفی خزانۃ الروایات قال القاضی الامام ابو الحسن والقاضی الامام ابو عاصم ان تعمد فی ذلک تفسد وان جری علی لسانہ او لا یعرف التمیز لا تفسد وھذا اعدل الاقاویل وھو المختار فقط ———— محمد شفیع غفرلہ ۷ صفر ۱۳۵۰ھ ہجری

نمبر ٦٤ سوال۔ ایک عورت کو بوقت زائیدگی بچہ از حد تکلیف ہوتی ہے ایسی صورت میں وہ کوئی ایسا علاج کر سکتی ہے جس سے آئندہ بچہ نہ ہو۔

الجواب خاوند کی اجازت سے ایسا حیلہ کر سکتی ہے جس سے حمل قرار نہ پائے اور اگر خاوند اجازت نہ دے اور بچہ پیدا ہونے کی صورت میں اپنی جان ضایع ہو جانے کا خطرہ ہو تو بلا اجازت خاوند بھی ایسا حیلہ کرنا جائز ہوگا۔ قال الشامی یجوز لها سد فم الرحم کما تفعله النساء مخالفا لما بحثه فی البحر من انه ینبغی ان یکون حراما بغیر اذن الزوج قیاسا علی عزله بغیر اذنها قلت لکن فی البزازیة ان له منع امرأته عن العزل الخ نعم النظر الی فساد الزمان یفید الجواز من الجانبین فما فی البحر مبنی علی ما هو اصل المذهب وما فی النهر علی ما قاله المشائخ شامی مصری باب نکاح الرقیق صفحہ ٣٩٠ ج ٢۔ فقط

نمبر ٦٥ سوال۔ موضع بہاری گڈھ میں سڑک کے قریب ہی ایک مسجد خام ٨٠ اسی برس کی بنی ہوئی ہے یہاں کا زمیندار ایک بنیا ہے وہ کہتا ہے کہ اس مسجد کے بجائے دوسری جگہ مسجد بنا لو اور میں اپنے ہی روپیہ سے اس مسجد کو پکی بنوا دوں۔ غرض مسجد کی یہ جگہ چھوڑانا چاہتا ہے۔ مسلمان کم ہیں اور سب رعایا ہیں اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

الجواب۔ جو جگہ مسجد بنگئی اب قیامت تک وہ مسجد ہی رہیگی کسی طرح اوس جگہ کو دوسرے کام میں لگانا حلال نہیں خواہ ایک مسجد کے بدلے میں کوئی دس مسجدیں بنانا چاہے تب بھی یہ مسجد مسجدیت سے خارج نہیں ہو سکتی۔ کذا فی الاشباہ والشامی والدر وغیرہ من کتب الفقه المعتبرۃ۔ فقط ——— محمد شفیع غفرلہ۔ ٢٦ صفر سنہ ١٣٥٠ ہجری

نمبر ٦٦ سوال۔ جو کپڑا بالکل سرخ ہو نہ اوس میں کسی قسم کی دھاریاں وغیرہ ہوں اور نہ رنگ میں کسی اور رنگ کی آمیزش۔ تو مردوں کو اس کا استعمال مکروہ ہے۔ پھر اگر یہ سرخی زعفران یا عصفر سے حاصل کی گئی ہو۔ یا اس رنگ میں کوئی نجاست شراب وغیرہ پڑی ہو تو مکروہ تحریمی ہے ورنہ تنزیہی اور جس کپڑے کا استعمال خارج میں مکروہ ہے اوس کا نماز میں بدرجۂ اولی مکروہ ہوگا۔ اور اگر کوئی دھاری دار سرخ ہے۔ تو اوس کا استعمال بلاکراہت جائز اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ کما فی زاد المعاد قال الشامی قیل یکرہ اذا صبغ بالاحمر القانی لانه خلط بالنجس شامی صفحہ ٢١٣ ج ۵ وفی شرح النقایة لابی المکارم لاباس بلبس الثوب الاحمر ومفادہ ان الکراهة تنزیهیه در مختار۔

الغرض جو سُرخ کپڑا نجاست یا زعفران وعصفر سے رنگا ہوا نہو اوس کا استعمال جائز ہے مگر ترک اولیٰ ہے۔ بالخصوص عمامہ میں سرخ کا جواز اور بھی زیادہ صریح ہے۔ کما فی الشامی ولا یکرہ فی الراس اجماعاً۔ فقط بندہ محمد شفیع عفرلہ۔ ۲۶ صفر ۱۳۵۰ھ

نمبر ۶۷ سوال۔ جو کھانا فقیروں کے واسطے پکایا ہو اوس پر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب۔ کھانے پر فاتحہ پڑھنا بالکل بے اصل ہے (لیکن اگر ایسا کیا جائے تو یہ کھانا حرام نہیں ہوتا اس کا کھانا جائز ہے) نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہیں ثابت ہے۔ نہ صحابہ وتابعین سے نہ ائمہ مجتہدین سے محض بدعت محدثہ ہے۔ سمجھنے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اگر یہ کوئی ثواب کا کام ہوتا تو صحابہ کرام جو ایسے کاموں کے عاشق تھے کبھی نہ چھوڑتے۔ اور ہزاروں واقعات اون کے اس بارہ میں منقول ہوتے۔ حالانکہ تمام کتب تاریخ وسیر میں اس کا ایک واقعہ بھی پیش نہیں کیا جاسکتا کہ بطرز مروج کھانے پر فاتحہ کسی نے پڑھی ہو اس لئے بدعت وضلالت ہے۔ لما فی الحدیث الصحیح کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ مشکوٰۃ۔ فقط بندہ محمد شفیع عفرلہ ۲۶ صفر ۱۳۵۰ھ

نمبر ۶۸ سوال۔ ایک کنوئیں میں بکری کا جیر (جو بچہ پیدا ہونے کے بعد رحم سے نکلتی ہے۔ اس میں رحم کا خون اور آنولی وغیرہ ہوتا ہے) ڈالی گئی اور پانی میں سخت تعفن ہے ایسی حالت میں کتنا پانی نکالنا چاہئے۔

الجواب۔ اس کنوئیں کا سارا پانی نکالنا چاہئے۔ اور اگر سب پانی ختم نہ ہوسکے تو تین سو ڈول نکالدینا کافی ہوگا۔ کذا فی الہدایہ وسائر کتب الفقہ۔ اور اگر اوس کے ڈالنے کا وقت یقینی طور سے معلوم ہو جیسا کہ عبارت سوال سے معلوم ہوتا ہے تو کنواں اوسی وقت سے ناپاک ہے یعنی ۱۲ جون ۳۱ء قبل ظہر سے۔ اس لئے اس وقت سے جس جس چیز کو اس کا پانی پہنچا ہو وہ ناپاک ہے اوسے پاک کرنا چاہئے اور جو نماز اس پانی سے وضو کرکے پڑھی ہے اوس کا اعادہ کرنا چاہئے۔ فقط بندہ محمد شفیع عفرلہ۔ ۲۶ صفر ۱۳۵۰ھ

نمبر ۶۹ سوال۔ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زمانہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں فدک لینے کو گئیں تو حضرت ابوبکر نے فدک کا کاغذ لکھدیا پر عمر بن الخطاب نے اون سے چھین لیا۔ اور کہا کہ گواہ لاؤ جب گواہ پیش ہوئے تو پھر بھی نہ دیا کیا یہ صحیح ہے

الجواب۔ محض جھوٹ ہے صحیح واقعہ جو تمام کتب حدیث میں صحیح ومعتبر طور سے منقول ہے

یہ ہے کہ حضرت فاطمہ اور ابن عباس نے میراث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طلب کی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث صحیح اون کو سنائی جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا تھا ہمارے ترکہ میں میراث جاری نہ ہوگی بلکہ جو کچھ ہم چھوڑیں وہ سب صدقہ ہے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت میرے نزدیک اپنی قرابت سے بھی زیادہ محبوب ہے مگر اس واقعہ میراث میں حق وہی ہے جو میں نے عرض کیا اور یہی ارشاد ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا۔

یہ روایت بخاری اور مسند احمد وغیرہ میں موجود ہے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت صدیق نے ایسی نرمی اور ملاطفت سے جواب دیا کہ اوس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا راضی ہو کر اُٹھیں۔ ازالۃ الخفا، صفحہ ٢٩ ج ٢۔ فقط محمد شفیع غفرلہ۔ ٢٧ر صفر ١٣٥٠ھ

نمبر سوال۔ قصہ قلم دوات۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قلم دوات مانگا حضرت عمر نے نہیں دینے دیا اور یہی کہا کہ ان کو تو خفقان ہو گیا ہے کیا یہ بھی صحیح ہے۔

الجواب۔ یہ بھی محض غلط ہے صحیح واقعہ اس میں بھی وہ ہے جو صحیح بخاری وغیرہ معتبر کتب حدیث میں منقول ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر مرض کی شدت ہوئی اور چند
٦٣ صحابہ حاضر خدمت تھے آپ نے فرمایا کہ لاؤ میں تمہارے لئے ایک پرچہ لکھدوں تاکہ بعد میں پریشان نہ ہو اس پر صحابہ موجودین کے آپس میں اختلاف ہوا۔ بعض کی رائے ہوئی کہ اسوقت آپ سخت درد میں مبتلا ہیں تکلیف دینا اچھا نہیں اور کتاب اللہ (قرآن) ہماری ہدایت کے لئے موجود کافی ہے ہی۔ اور بعض کی رائے تھی کہ نہیں یہ پرچہ لکھوا لیا جائے۔ آپس میں اختلاف ہونے لگا تو خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قوموا یعنی ہٹ جاؤ۔ چنانچہ پھر یہ پرچہ نہیں لکھا (بخاری) جس سے معلوم ہوا کہ اس وقت جو کچھ تحریر فرمانے کا ارادہ تھا وہ کوئی نیا حکم نہ تھا بلکہ وہی احکام قرآنیہ کی تاکید وغیرہ تھی۔ ورنہ حکم الٰہی کی تبلیغ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی کے کہنے یا اختلاف کرنے سے کیوں باز رہتے (مواہب لدنیہ) صفحہ ٢٤٧ ج ٢ فقط محمد شفیع غفرلہ

نمبر سوال۔ اہل سنت والجماعت کے امام کتنے ہیں اون کے نام کیا کیا ہیں۔

الجواب۔ اہل سنت والجماعت کے لئے اصل میں تو تمام صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنے والے ہیں سبھی امام ہیں لیکن جن سے فقہ مرتب ہوا اور جزئیات فتاوی زیادہ منقول ہوئے وہ چار امام مشہور ہیں۔ ابو حنیفہؒ۔ مالکؒ۔ شافعیؒ۔ احمد بن حنبلؒ

نمبر۲ سوال۔ زید نے اپنی زوجہ کو ۲۸ر اپریل ۱۹۳۰؁ کو اقرار نامہ ذیل لکھدیا کہ جب سے میری شادی ہوئی ہے میری عادات واطوار خراب تھے جن کی وجہ سے میں اپنی زوجہ کو اچھی طرح نان نفقہ نہ دیسکا اس لئے آج کی تاریخ سے (۱) میں الگ کوٹھری محلہ میں لیکر رہوں گا (۲) اپنی زوجہ کو علیحدہ نان نفقہ کے لئے اپنی تنخواہ میں سے ماہانہ دیتا رہوں گا۔ (۳) اور اپنی خراب عادت چھوڑدوں گا۔ اور بڑے بھائی کے کہنے پر چلوں گا۔ (۴) ہمیشہ ساتھ عزت کے ایک جگہ نوکری کروں گا۔ (۵) اپنی والدہ کے یہاں اپنی زوجہ کو بغیر اوس کی مرضی کے اور بھائی کی صلاح بغیر زبردستی نہ لیجاؤں گا جس تاریخ کو ان شرطوں میں سے کسی ایک شرط پر بھی عمل نہ کرسکا تو اپنی بی بی کے لئے یہ دستخطی کاغذ طلاقنامہ کے لئے کافی ہے یہ کاغذ میری زوجہ کیلئے طلاق نامہ ہے۔

اس اقرار نامہ کے لکھدینے کے بعد ایک سال کی مدت گذر چکی اس نے شروط مذکورہ میں سے کسی شرط پر بھی عمل نہیں کیا پس بموجب مذہب احناف زید کی عورت مطلقہ ہوگئی یا نہ۔

الجواب۔ اگر فی الواقع زید نے شروط مندرجہ اقرار نامہ کی پابندی نہیں کی تو اوس کی بیوی پر طلاق بائنہ واقع ہوگئی اگر اوس نے تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاقیں واقع ہوگئی کیونکہ اس میں لفظ طلاق صریح کے ساتھ اور بھی ایسے الفاظ لکھے گئے ہیں جن سے طلاق کے معنی میں شدت وبینونت کا اضافہ ہوگیا۔ جیسے لفظ زوجہ کا نکاح فسخ۔ مجھ سے علیحدہ ہوسکے گی۔ لہذا اس سے طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ کما صرح بہ فی الدر المختار حیث قال ویقع البائن لو قال لہا انت طالق طلقۃ تملکی بہا نفسك الخ۔ فقط بندہ محمد شفیع عفرلہ ۲۷ر صفر ۱۳۵۰؁

نمبر۳ سوال۔ غلام حسن خاں نے اپنی لڑکی کا ناطہ روبرو گواہوں کے فضل الہی خاں کے لڑکے سے کردیا کچھ عرصہ بعد غلام حسن نے اپنی لڑکی مذکورہ کا نکاح دوسری جگہ کردیا۔ اس کے لئے کیا حکم ہے اور لڑکی مذکورہ کا نکاح دوسری جگہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور جو عالم ایسا نکاح کردے اوس کے اور گواہوں وغیرہ کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب۔ ناطہ جس کو منگنی کہتے ہیں ایک وعدہ ہے اور وعدہ کرکے بلاوجہ پھر جانا حرام ہے اور اگر اول ہی سے ارادہ وعدہ پورا کرنے کا نہ ہو تو علامت نفاق ہے جو سخت گناہ ہے حدیث میں ہے۔ آیۃ المنافق ثلاثۃ اذا وعد اخلف الحدیث مشکوۃ وقال فی اللمعات من باب الوعد وقیل الخلف فی الوعد من غیر مانع حرام وھو المراد ھٰہنا وکان الوفاء

ایسی منگنی ناطہ کرکے بے وجہ شرعی کے بعد وعدہ کو توڑ دینا گناہ ہے

بالوعد مامورًا بہ فی الشرایع السابقۃ ایضًا۔

الغرض اگر غلام حسن نے بلا وجہ خلاف وعدہ کیا ہے تو سخت گنہگار ہوا اوس کو توبہ کرنی چاہئے۔ اور اگر عذر پیش آیا تو مضائقہ نہیں لیکن نکاح جو دوسری جگہ کیا گیا وہ بہر حال بلا شبہ درست و صحیح ہے۔ اس نکاح کے پڑھنے والے اور گواہوں پر کوئی گناہ نہیں۔ فقط محمد شفیع غفرلہ

نمبر ۴ سوال۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی ڈیڑھ سال کے بعد عورت آریہ یعنی مرتد ہوگئی پھر مسلمان ہوگئی۔ اب اس شخص کے نکاح میں آنا چاہتی ہے جس کے نکاح میں پہلے تھی۔ آریوں کا دعوی ہے کہ اگر کوئی آریہ عورت مسلمان ہوجاوے تو ہمارے مذہب میں اوس کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔ اور آریہ ہونے کے بعد ایک ہندو کے ہمراہ اسکی شادی ہوگئی تھی۔

الجواب۔ جب اس عورت کو خاوند نے طلاق دیدی تو عدت گذر جانے پر اس کے نکاح سے تو قبل از ارتداد ہی خارج ہوگئی۔ اس لئے اگر اب دوبارہ مسلمان ہو کر وہ اس کے یہاں رہنا چاہتی ہے تو تین حیض گذر جانے کے بعد دوبارہ نکاح کر کے رہ سکتی ہے۔

رہا آریوں کا یہ دعوی کہ عورت کے مسلمان ہوجانے کے بعد بھی اون کا نکاح نہیں ٹوٹتا اول تو اون کی کتب مذہب سے غالبًا یہ دعوی ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر ہو بھی تو جب عورت مسلمان ہوگئی اب اوس پر احکام اسلامی جاری ہوں گے نہ کہ احکام آریہ فقط محمد شفیع غفرلہ ۲۷ صفر ۱۳۵۴ھ

نمبر ۵ سوال۔ زید نے ہندہ کا دودھ پیا تو زید کے لڑکے کا نکاح ہندہ سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ ہندہ زید کے لڑکے کی رضاعی پھوپی ہے اور پھوپی سے نکاح حرام ہے رضاعی ہو یا نسبی۔ کما فی الدر المختار وغیرہ فیحرم منہ بسببہ ما یحرم من النسب فقط محمد شفیع غفرلہ ۲۷ صفر ۱۳۵۴ھ

نمبر ۶ سوال۔ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اوس کی والدہ نے ایک ڈوم کے لڑکے سے بلا اجازت تایا چچا کے کر دیا اب لڑکی سن شعور کو پہنچی عمر تیرہ سال ہے اس نکاح سے متنفر ہے اور اپنے چچاؤں سے دربارہ فسخ نکاح امداد طلب کرتی ہے کیا لڑکی کی فریاد پر اوس کے چچوں کا مدد کرنا واجب ہے۔

الجواب۔ اگر یہ لڑکی کسی شریف خاندان کی ہے اور ڈوم اس کا کفو نہیں ہے تو یہ نکاح شرعًا منعقد ہی نہیں ہوا۔ اب لڑکی کو بعد بلوغ خود اختیار حاصل ہے کہ جہاں چاہے نکاح

کرے۔ لما فی باب الولی من الدر وان کان المزوج غیرھما اے غیرالاب ابیہ ولو الام او القاضی او وکیل الاب (الی قولہ) لا یصح النکاح من غیر کفو اوبغبن فاحش اصلا (شامی صفحہ ۳۳۱ ج ۲) واللہ اعلم۔ بندہ محمد شفیع غفرلہ ۲۷ صفر ۱۳۵۰ھ

نمبر سوال۔ اراضی مملوکہ اہل اسلام خراجی ہیں یا نہیں اور اس صورت میں ان سے عشر ساقط ہو جائے گا یا واجب رہے گا۔

الجواب۔ ہندوستان کی زمینوں کے عشری یا خراجی ہونے میں مدت سے علماء کا اختلاف ہے۔ شامی نے باب الرکاز میں لکھا ہے کہ دار الحرب کی زمینیں نہ عشری ہوتی ہیں نہ خراجی حیث قال ویحتمل ان یکون احترازا عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست بارض خراج او عشر شامی استنبولی صفحہ ۷ ج ۲۔

اسی طرح حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مالابدمنہ میں لکھتے ہیں کہ ہندوستان کی زمینیں عشری نہیں مالابدھ کتاب الزکوۃ صفحہ ۹۳ مجتبائی۔

ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کی تمام زمینوں میں عشر واجب نہیں لیکن زمین عشری وخراجی کے لئے جو اصول وقواعد مقرر کئے گئے ہیں ان سے اشتباہ ہوتا ہے کہ بعض زمینوں میں عشر واجب ہو اس لئے اگر کوئی احتیاطاً ادا کرے تو اولیٰ وافضل ہے خواہ اوس کی یہ صورت کرے کہ جتنے صدقات نفلیہ ادا کرتا ہے سب میں عشر کی نیت کرے اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو اوس کو تارک واجب بھی نہیں کہا جا سکتا۔ ھذا ما ظہر الآن وعلی اللہ التکلان۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ ۲۷ صفر ۱۳۵۰ ہجری

نمبر سوال۔ صلوۃ استسقا کے اندر دعا کے وقت ہاتھ اولٹا کرکے دعا مانگنا چاہئے یا سیدھا کرکے۔

الجواب۔ نماز استسقا میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اولٹے ہاتھ کرکے دعا مانگنا ثابت ہے۔ کما اخرجہ ابوداؤد عن انسؓ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان یستسقی ہکذا ومد یدیہ وجعل بطونہما مما یلی الارض حتی رأیت بیاض ابطیہ سنن ابی داؤد باب الاستسقاء۔ اس لئے معلوم ہوا کہ استسقا میں اولٹے ہاتھ کرکے دعا مانگنا سنت ہے۔ فقط ———— بندہ محمد شفیع غفرلہ ۲۷ صفر ۱۳۵۰ھ

سوال۔ عرصہ چار یا پانچ سال کا ہوا احمد علی شاہ نے اپنی عورت کو طلاق رجعی دی تھی

ہندوستان کی زمینوں پر عشر نہیں۔

٦٦

نماز استسقاء کے بعد دعا میں ہاتھ اولٹا کرکے مانگنا سنت ہے

اور عدت کے اندر رجوع کر لیا تھا عورت کے بھائی عدت کے اندر ہی عورت کو اپنے گھر لیگئے۔ اور بوجہ جہالت احمد علی شاہ کے پاس واپس نہ پہنچایا ایک سال کے بعد اور جگہ نکاح کر دیا۔ اب وہ عورت اوس خاوند کے گھر آباد نہیں ہوتی بلکہ احمد علی شاہ کے یہاں آباد ہونا چاہتی ہے کیا احمد علی شاہ بغیر کسی جدید نکاح کے اوس اوس عورت کو اپنے گھر آباد کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اگر واقع میں سید احمد علی شاہ صاحب نے عدت کے اندر رجعت کر لی تھی خواہ بذریعہ قول یا فعل تو اون کی عورت اون کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور اس کا دوسرا نکاح جو اوس کے بھائیوں نے کرایا ہے صحیح نہیں ہوا۔ احمد علی شاہ اوس کو حسب سابق اپنے گھر بلا تجدید نکاح آباد کر سکتا ہے۔

نمبر۲ سوال۔ جس وقت احمد علی شاہ نے طلاق دی تھی ایک سال کی لڑکی گود میں تھی اس وقت تک وہ اپنی والدہ کے پاس ہے عمر اوس کی چھ سال ہے احمد علی شاہ اوس کو لے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ جب تک لڑکی بالغ نہو جائے اوس وقت تک اوس کو اپنے پاس رکھنے اور پرورش کرنے کا حق اوس کی ماں کو ہے باپ اوس سے علیحدہ نہیں کر سکتا۔ لما فی الدر المختار والام والجدۃ لام اولاب احق بہا ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فقط محمد شفیع عفرلہ

نمبر۳ سوال۔ احمد علی شاہ چاہتا ہے کہ لڑکی کا نکاح کسی مالدار کے یہاں کر دوں اور پھر بذریعہ عدالت لڑکی کو اوس کی ماں سے لیلوں کیا احمد علی شاہ لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے۔

الجواب۔ نکاح کرنے کا حق نابالغہ کے باپ احمد علی شاہ کو ہے وہ نکاح کر سکتا ہے لیکن اگر کسی ضد وغیرہ کی وجہ سے بے موقع نکاح کریگا تو لڑکی بعد بلوغ اوس کو فسخ کر سکیگی کذا فی الدر المختار والشامی باب الاولیاء والاکفاء فقط بندہ محمد شفیع عفرلہ ۲۸ صفر

نمبر۴ سوال۔ عورت اور اوس کے بھائی بلا رضامندی احمد علی شاہ کے لڑکی کا نکاح کر سکتے ہیں اور نکاح جائز ہوگا یا نہیں۔

الجواب۔ باپ کے ہوتے ہوئے لڑکی کی ماں اور ماموں وغیرہ اوس کا نکاح بحالت صغری بغیر اجازت باپ کے نہیں کر سکتے البتہ بعد بلوغ وہ اپنا نکاح خود اپنی مرضی کے موافق کر سکتی ہے۔ در مختار شامی۔ فقط ——— محمد شفیع عفرلہ ۲۸ صفر سنہ ۱۳۵۰ھ

نمبر ۳۸ سوال۔ اگر مسمی جبیب عرف رضی احمد مسماۃ فرحت زوجہ اپنی کو لوگوں سے یوں کہتا پھرے کہ مسماۃ فرحت زوجہ میری میرے کام کی نہیں رہی میں اوس سے سخت بیزار ہوں میں اوسے نہیں بساؤں گا۔ میرے سامنے سے چلی جا تو میری بیوی نہیں اور میں تیرا شوہر نہیں۔ اس صورت میں مسماۃ فرحت زوجہ جبیب پر طلاق واقع ہوئی یا نہ۔

الجواب۔ یہ الفاظ کہ میری زوجہ میرے کام کی نہیں رہی اور میں اوس سے بیزار ہوں اور میرے یہاں سے چلی جا۔ یہ سب الفاظ کنایہ طلاق کے الفاظ ہیں جن کا حکم یہ ہے کہ اگر شوہر نے ان الفاظ سے طلاق دینے کی نیت کی ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔ ورنہ کچھ نہیں۔ لہذا اگر مسمی جبیب نے ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی تھی تو طلاق بائنہ واقع ہوگئی ورنہ نہیں۔ قال فی العالمگیریۃ صفحہ ۳۰۲ ج ۲ وفی الفتاوی لم یبق بینی وبینک عمل ونوی یقع الطلاق وفی موضع آخر منہا قبل ذلک باسطر اخرجی اذہبی قومی وغیرہا۔ من باب الکنایات۔ وفی الطلاق بالفارسیۃ منہا صفحہ ۴۰۲ ج ۲ ولو قالت بیزار شو از من فقال بیزار شد یشترط النیۃ اسی طرح جو الفاظ شعر میں ہیں کہ تو میری بیوی نہیں اور میں تیرا شوہر نہیں۔ یہ بھی الفاظ کنایہ ہی ہیں۔ کما فی العالمگیریۃ صفحہ ۳۹۲ ج ۲ ولو قال انت لی بامرأۃ ولست لک بزوج ونوی الطلاق یقع عند ابی حنیفۃؒ۔ ۶۸

خلاصہ یہ ہے کہ اگر مسمی جبیب نے طلاق کی نیت کی یا ذکر طلاق کے وقت یہ الفاظ بولے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی ورنہ نہیں۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۲۹/صفر ۱۳۵۰ھ

نمبر ۳۹ سوال۔ ایک قریہ میں چودہ مکان ہیں اور جب سے یہ موضع آباد ہوا ہے اس میں ایک مسجد ہے۔ اب اہل قریہ نے جدید مساجد بنائی ہیں قدیم مسجد کی ساتھ چھ مکان رہ گئے ہیں اور جدید مساجد کی ساتھ آٹھ مکان ہیں ایک مسجد کے ساتھ دو مکان ہیں اور ایک مسجد کے ساتھ چھ مکان ہیں آیا جدید مساجد کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب۔ اتنے چھوٹے سے گاؤں میں اتنی اتنی قریب مسجدیں بنانا فضول ہے۔ اور اگر بلا وجہ شرعی پہلی مسجد کی جماعت کم کرنے یا محض فخر و مباہات کے لئے دوسری مسجدیں بنائی ہیں تو بنانے والوں کو بجائے ثواب کے گناہ ہوگا۔ لیکن جو مسجدیں بنی ہیں وہ بہرحال واجب الاحترام اور تمام احکام میں مساجد کا حکم رکھتی ہیں۔ اور اگر آپس کے اختلاف کو رفع کرنے یا اور کسی ضرورت سے یہ مسجدیں بنائی ہیں تو کوئی گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے۔ تفسیر کشاف میں نقل کیا ہے کہ جب

اللہ تعالیٰ نے حضرت فاروق اعظمؓ کے ہاتھ پر ملک فتح کئے تو آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے محلوں میں مسجدیں بناؤ مگر ایسی دو مسجدیں نہ بناؤ جن میں ایک سے دوسرے کو ضرر پہنچے فقط ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بندہ محمد شفیع غفرلہ ۔ ۲۹ صفر ۱۳۵۰ھ

ننانوے سوال ۔ موضع ہوشیار پور ضلع انبالہ میں پانی کے متعلق ہندو جاٹوں سے جھگڑا ہو کر مقدمہ ہوگیا تھا اس مقدمہ میں چند مسلمان شریک تھے اور چند نہیں ۔ جو مسلمان مقدمہ میں شریک نہیں ہوئے تھے اون کا بائیکاٹ کر دیا ہے ۔ اور تین سو روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے جن لوگوں پر جرمانہ کیا گیا اون کے یہاں ایک موت ہوگئی تھی اس کے جنازہ کی نماز دوسرے فریق مسلمانان نے نہیں پڑھنے دی اور بلا نماز پڑھے ہی جنازہ دفن کیا گیا ۔ دوسرے روز میں نے آکر قبرستان میں جاکر اوس کی قبر پر نماز پڑھی ہے ۔ اس بارہ میں کیا حکم ہے ۔

الجواب ۔ ہندوؤں کے مقابلہ میں باوجود قدرت کے مسلمانوں کی امداد نہ کرنا سخت گناہ ہے اور جن مسلمانوں نے ایسا کیا وہ سخت گنہگار ہیں ۔ اور اس کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں نے اگر ان لوگوں سے کچھ دنوں کے لئے بطور سزا قطع تعلقات کر دیا تو اس میں بھی مضائقہ نہیں اس کی بعض نظیریں احادیث میں موجود ہیں ۔ اس لئے یہاں تک جو کچھ کیا اچھا کیا ۔

لیکن اسلام میں ہر چیز کی ایک حد مقرر ہے اوس سے تجاوز کرنا ظلم ہے ۔ (۱) اسی میں یہ بھی داخل ہے کہ اس قسم کے مقاطعات محض چند روزہ ڈرانے کے لئے ہونے چاہئیں ۔ مسلمانوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قطع تعلقات کر دینا کسی گناہ کی وجہ سے جائز نہیں ۔ ملنا جلنا سلام کا جواب دینا ۔ مریض کی عیادت کرنا ۔ مر جائے تو جنازہ کی نماز پڑھنا اور تجہیز و تکفین میں شریک ہونا وغیرہ یہ ہر مسلمان کا حق ہے خواہ کتنا ہی گناہگار ہو حدیث میں ہے ۔ عن ابی ہریرۃ حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام و عیادۃ المریض و اتباع الجنائز و اجابۃ الدعوۃ و تشمیت العاطس رواہ البخاری و مسلم (مشکوۃ) نیز حدیث میں ہے ۔ صلوا علی کل بر و فاجر (شرح المنیہ) یعنی ہر نیک و بد مسلمان پر نماز جنازہ پڑھو ۔ (۲) اس لئے یہ سخت ظلم کیا گیا کہ ایک مسلمان کے جنازہ کو بغیر نماز کے دفن کیا گیا اگر بعد دفن کوئی اوس پر نماز نہ پڑھتا تو اس کا وبال ساری بستی کی گردن پر رہتا ۔ (۳) اسی طرح جرمانہ مالی مقرر کرنا یہ بھی ظلم ہے شریعت میں جرمانہ مالی کی کوئی اصل نہیں حاکم شرعی بھی کسی پر ایسا جرمانہ واجب نہیں کر سکتا ۔ لما فی الشامی من کتاب التعزیر لا باخذ المال فی المذھب درمختار لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ

۶۹

(۱) [illegible]

مال احد بغیر سبب شرعی الی قوله والحاصل ان المذهب عدم التعزیر باخذ المال شامی مصری صفحہ ۱۹۳ ج ۳۔

اس لئے اب مسلمانوں کے لئے مناسب ہے کہ ان لوگوں سے توبہ کرالیں اور آئندہ کے لئے مسلمانوں کی امداد پر عہد لیکر مقاطعہ کو اوٹھا دیں اور جو جرمانہ ان پر عاید کیا گیا ہے وہ بالکل چھوڑ دیں۔

نمبر ۸۶ سوال۔ زینب بی بی دختر گل بعمر چودہ سال ہے۔ اس کا باپ عرصہ ہوا فوت ہو گیا ہے اس کی والدہ نے دوسری جگہ نکاح کر لیا ہے۔ اب زینب کا کوئی ولی اقرب یعنی باپ دادا تایا چچا برادر موجود نہیں ہے تو کیا ولایت نکاح زینب کی والدہ کو ہے یا ولی البعد کو جو نہایت ہی بعید ہیں۔ اگر مادر زینب کا عقد کفو میں کر دے تو ولی البعد کو حق فسخ نکاح کا ہے یا نہ۔ تنویر الابصار میں ہے۔ الولی فی النکاح العصبة بنفسه فان لم یکن عصبة فالولایة للام۔ کیا عبارت ہذا سے ولایت ام ثابت ہے۔

الجواب۔ عبارت مذکورہ سے ولایت ام ثابت ہے۔ ومثله فی الدر المختار فان لم یکن عصبة فالولایة للام۔ قال الشامی هو عند الامام ومعه ابو یوسف فی الاصح وقال محمد لیس لغیر العصبات ولایة وانما هی للحاکم والاول الاستحسان والعمل علیه الخ شامی باب الولی صفحہ ۲۹۶ ج ۲۔ اس لئے صورت مذکورہ میں جبکہ عصبات موجود نہیں لڑکی کی والدہ اوس کا نکاح کر سکتی ہے اور اگر لڑکی بالغ ہو چکی ہے تو وہ خود مختار ہے اوس کی اجازت کے بغیر کوئی شخص اوس کا نکاح نہیں کر سکتا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ——— بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۲۹ صفر ۱۳۵۰ھ

نمبر ۸۷ سوال۔ نماز میں بعد سورۂ فاتحہ کے لفظ آمین کہنا سنت مؤکدہ ہے یا مستحب

الجواب۔ سنت مؤکدہ ہے۔ لما فی الدر المختار وسننها الی قوله ثم هی علی ما ذکره ثلاثة وعشرون الی قوله والتحمید والتامین وکونهن سرا۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۲۹ صفر ۱۳۵۰ھ

نمبر ۸۸ سوال۔ لفظ آمین کوئی اسم ہے یا دعا۔

الجواب۔ لفظ آمین دعا ہے معنی یہ ہیں۔ یا اللہ میری دعا قبول فرما۔ کذا فی کتب اللغة فقط محمد شفیع

نمبر ۸۹ سوال۔ آمین جہر میں بالجہر افضل ہے یا بالاخفاء۔

الجواب۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک بالاخفاء ہونا اولیٰ وافضل ہے۔ لقوله تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیه۔ ولکون آمین دعاء کما مر۔ فقط محمد شفیع غفرلہ۔ ۲۹ صفر ۱۳۵۰ھ

نمبر ۹۰ سوال۔ غیر مقلد جب اقتدا امام حنفی کی کرے تو اوس کو آمین بالاخفاء افضل ہے یا بالجہر

مسائل متعلقہ آمین

الجواب۔ بہتر یوں معلوم ہوتا ہے کہ جب امام حنفی کی اقتدا کرے تو آمین کو بالاخفا رکھے کیونکہ جہراً کہنے میں عوام کو توحش ہوگا۔ اور عجب نہیں کہ کہیں فتنہ اختلاف نہ کھڑا ہو جائے۔

نمبر ۹۱ سوال۔ کسی مقام پر غیر مقلد ہمیشہ سے امام حنفی کی اقتدا کرتے ہیں۔ اور آمین بالاخفا کہتے رہے ہیں۔ مگر اب وہ کسی مفسدہ کی بنا پر آمین بالجہر کہنے کے لئے آزادی کی درخواست کر رہے ہیں عوام اس کو سن کر افروختگی ظاہر کرتے ہیں بلکہ اس صورت کے ظاہر ہونے پر بہت ممکن ہے کہ فساد ہو جائے۔ ایسی حالت میں اون کو آمین بالجہر کہنے کی اجازت دیدیجائے یا نہیں۔

الجواب۔ چونکہ اون کی نیت محض فساد و اختلاف ہے اس لئے اہل محلہ تا مقدور اس کی اجازت نہ دیں۔ البتہ اگر اجازت نہ دینے میں جھگڑے فساد کا اندیشہ قوی ہو تو اجازت دیدینا مناسب ہے فتنہ و فساد اور جھگڑے سے بچنا ہر حال مقدم ہے۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۲۹ صفر

نمبر ۹۲ سوال۔ زید نے زینب سے نکاح کیا کچھ عرصہ کے بعد زید نے زینب کی حقیقی ہمشیرہ کے ساتھ زنا کیا جس سے حمل قرار پا گیا۔ آیا زید پر اوس کی زوجہ حرام ہو گئی یا نہیں۔

الجواب صورت مذکورہ میں زید پر اوس کی زوجہ زینب ہمیشہ کے لئے تو حرام نہیں ہوئی مگر جبتک اس کی بہن (جس سے زنا کیا ہے) اوس پر ایک حیض نہ گذر جائے اوس وقت اپنی زوجہ زینب سے جماع کرنا اس کے لئے جائز نہیں۔ فی الدر المختار وطی اخت امرأتہ لا تحرم علیہ امرأتہ وفی الشامی عن الکامل لو زنی باحدی الاختین لا یقرب الاخری حیضۃ شامی استنبولی صفحہ ۳۸۶ ج ۲۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۲۹ صفر ۱۳۵

نمبر ۹۳ سوال۔ خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک شخص نے یہ اقرار کیا کہ اگر پنچایت میری طرف فیصلہ کردے یعنی میری زوجہ کو طلاق دیدے تو میری زوجہ پر طلاق ہے۔ اور پنچایت کا فیصلہ مجھے منظور ہوگا۔ اس کے بعد پنچایت نے اوس شخص کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ تو عورت پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

دیگر عرض یہ ہے کہ اس عورت کو اوس کے شوہر نے ایک ہندو کو دیدی تھی وہاں ایک شخص نے روپیہ خرچ کر کے عورت کو نکالا۔ اس شخص کا کچھ حق اس عورت پر ہے یا نہ اور یہ شخص اپنا روپیہ کس سے لے سکتا ہے۔

الجواب۔ اس صورت میں جبکہ پنچایت نے شوہر کے خلاف فیصلہ کر دیا یعنی عورت کو طلاق

دیدی تو اوس عورت پر طلاق واقع ہوگئی بعد عدت طلاق کے یعنی تین حیض گذرنے کے عورت کو اختیار ہے کہ وہ اپنی رضامندی سے اپنا نکاح کفو میں کر سکتی ہے۔ اور جس شخص نے عورت مذکورہ کو ہندو کے قبضہ سے نکالی ہے۔ اور روپیہ خرچ کیا ہے یہ اوس نے بہت اچھا کام کیا اس کا ثواب اور اجر اوس کو ملے گا۔ لیکن اس وجہ سے اوس شخص کو کوئی اختیار عورت مذکورہ پر شرعاً نہیں ہے۔ البتہ اگر عورت عدت کے بعد اس شخص سے نکاح کرنے پر راضی ہو تو وہ شخص بعد عدت کے اس سے نکاح کر سکتا ہے اس کے سوا کوئی حق اوس شخص کا عورت مذکورہ پر نہیں ہے اور نہ وہ اپنا روپیہ کسی سے لینے کا شرعاً مستحق ہے۔ فقط مسعود احمد۔ الجواب صحیح۔ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ یکم ربیع الاولی سنہ ۱۳۵۰ھ

نمبر ۹۴ سوال۔ ایک دوکان ہیں دوکان کا مال و نقد روپیہ لیکر پانچہزار ہے اور قرض میں ایک ہزار ہے۔ اس میں سے کچھ وصول ہوگا اور کچھ نہیں۔ اور نہ معلوم کتنے عرصہ میں وصول ہوگا آیا جو مال اور روپیہ دوکان میں موجود ہے صرف اُسی کی زکوٰۃ دیجائے یا قرض کی بھی زکوٰۃ دی جائے

الجواب۔ جو قرض لوگوں کے ذمہ واجب ہے اگر قرضدار قرض کا اقرار کرتا ہے اور دینے کا وعدہ کرتا ہے یا آپ کے پاس کوئی ایسی حجت موجود ہے جس کے ذریعہ آپ عدالت سے وصول کر سکیں اوس مال کی زکوٰۃ آپ کے ذمہ واجب ہے۔ اور اگر ایسا نہیں تو واجب نہیں لیکن اس مال کی زکوٰۃ کا ادا کرنا آپ کے ذمہ اوسی وقت واجب ہوگا جب یہ مال آپ کو ملجائیگا۔ مثلاً پانسو ۵۰۰ روپیہ کسی کے ذمہ ہے اور اوس نے تین سال کے بعد آپ کو ادا کیا۔ تو ان تین سال کے دوران میں آپ کے ذمہ ان پانسو کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری نہ ہوگا۔ البتہ جب تین سال کے بعد یہ روپیہ آپ کے ہاتھ آیا تو گذشتہ تین سال کی پوری زکوٰۃ اس وقت ادا کرنا واجب ہوگا۔ لما فی الدر المختار ولو کان الدین علی مقر ملی او علی او مفلس الی قولہ فوصل الی ملک فعلیہ زکوٰۃ ما مضی انتہی وھذا ھو المختار عند اکثر الفقہاء واختارہ الشامی صفحہ ۱/۲۳

نمبر ۹۵ سوال۔ ایک شخص کے پاس پانسو روپیہ قرض ہے معلوم نہیں کہ کب وصول ہو یا نہو اس روپیہ کی زکوٰۃ دینی ہوگی یا نہیں۔

الجواب۔ اس سوال کا جواب بھی پہلے سوال سے ظاہر ہوچکا۔ فقط۔
بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ یکم ربیع الاولی سنہ ۱۳۵۰ھ

جو روپیہ کسی شخص کے ذمہ قرض ہے اوس کی زکوٰۃ کب واجب ہوگی ۷۲

نمبر ۹۶ سوال۔ حافظ حاجی عبد الکریم مراد آباد محلہ نئی بستی مسجد ملا قائم میں ایک عرصہ سے امام ہیں کچھ مدت سے مقتدیوں کو اون سے نفرت پیدا ہوگئی ہے اور نماز پڑھنا اون کے پیچھے چھوڑ دیا۔ وجہ نفرت یہ ہے کہ آپ سفلی عملیات کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک مقتدی نے آپ سے مجرب حب کا عمل طلب کیا تو آپ نے یہ عمل لکھکر دیا اللھم کل بیبین فلان بنت فلان کو دین بحق اللہ یا منین یا تمیع یا ارواح المومنین یا ہمزاد و یا ہمزاد۔

ایک مرتبہ ایک شخص امام مذکور کو نکاح پڑھانے کے لئے لیگیا جب لڑکی کا نام بسم اللہ بتلایا تو امام نے ایک بزرگ سے کہا کہ آپ ایجاب وقبول کرا دیجئے۔ میں اس لڑکی کا نام اپنی زبان سے ادا نہیں کرسکتا کیونکہ میں ایک عمل پڑھ رہا ہوں اوس کی وجہ سے بسم اللہ کو دو سال سے ترک کر رکھا ہے۔ چنانچہ اوسی وقت مقتدیوں نے اون کو امامت سے سبکدوش کرکے دوسرا امام مقرر کرلیا پہلے امام کے معاونین نے ثانی امام کو مختلف طرق سے اذیت دی جسکی وجہ سے وہ امامت چھوڑ کر چلے گئے اور سابق امام نے چند مقتدیوں کے سامنے توبہ کرکے نماز پڑھانا شروع کردی مگر سفلی عملیات کو نہیں چھوڑا۔ تو امام سابق کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور جو نمازیں اون کے پیچھے پڑھی گئی اون کا اعادہ واجب ہے یا نہیں۔ ۷۳

الجواب۔ ایسے عمل وتعویذات کرنا جن میں اللہ کے نام کو یا طہارت وغیرہ کو ترک کرنا پڑے سخت گناہ ہے۔ اور فسق ہے۔ بلکہ بعض مواقع میں خوف کفر کا ہے۔ فقہاء نے اس میں یہانتک احتیاط فرمائی ہے کہ ایسے تعویذ گنڈوں کو بھی منع فرما دیا جس میں ایسے الفاظ یا منتر غیرہ پڑھے جائیں جن کے معنی معلوم نہ ہوں۔ کما فی حظر الشامی صفحہ ۲۵۲ ج ۵۔ قالوا وانما تکرہ العوذۃ اذا کانت بغیر لسان العرب ولا یدری ما ھو ولعلہ یدخلہ سحر او کفر او غیر ذلک۔

الغرض ایسے سفلی عملیات کرنا فسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ کما فی الدر المختار ویکرہ امامۃ عبد الی قولہ وفاسق۔

لہذا جب تک وہ ان عملیات کو ترک نکریں اور توبہ نہ کریں اون کے پیچھے نماز مکروہ ہے اسی طرح یہ عمل حب کا تعویذ بھی مکروہ ہے۔ جیسا کہ شامی میں ہے۔ امرأۃ ارادت ان تضع تعویذا لیحبھا زوجھا ذکر فی الجامع الصغیر ان ذلک حرام لا یحل۔

لیکن اگر خاوند ظلم کرتا ہو اور بیوی کے حقوق ادا نکرتا ہو تو پھر حب کا ایسا تعویذ کرنا اور کرانا جائز ہے جس میں منتر جنتر وغیرہ کوئی ناجائز چیز نہو۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ یکم ربیع الاولی سنہ ۱۳۵

رسالہ المفتی ماہ شوال سنہ ۵۳ھ

نمبر ۹۷ سوال۔ یابدوح کے کیا معنے ہیں اور اس کا ورد کیسا ہے
الجواب۔ بدوح۔ یہ لفظ عام طور پر بضم یا، وتشدید دال مشہور ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ صحیح لفظ بُدُوح ہے بفتح با وتخفیف دال تحقیق یہ ہے کہ یہ عربی زبان کا لفظ نہیں بلکہ عبرانی میں اللہ تعالی کا نام ہے اور اگر عربی قرار دیا جاوے تو اس کے معنی عاجز کرنے والے کے ہیں بہرحال جب خدا کا نام ہونا ثابت ہے تو یا بدوح کا وظیفہ بے تامل جائز ہے۔ فقط محمد شفیع غفرلہ۔

نمبر ۹۸ سوال یا بدوح یا جبرئیل میں استغاثہ لغیر اللہ ہے یا نہیں۔ اور اوس کے مرتکب کا کیا حکم ہے۔
الجواب۔ یا جبرئیل وغیرہ الفاظ میں اگر عقیدہ یہ ہو کہ جبرئیل علیہ السلام اس آواز کو سنیں گے اور مدد کو پہنچیں گے تو عقیدہ شرکیہ اور حرام ہے۔ اور اگر محض تحصیل برکت کی نیت سے لکھا ہے تو مضائقہ نہیں تاہم ایسے موہم الفاظ کا ترک اولی ہے۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ یکم ربیع اولی ۱۳۵۰ھ

نمبر ۹۹ سوال۔ نقوش میں اللہ ورسول کے نام ہوتے ہیں زمین میں دفن کر کے اوپر آگ جلانا کیسا ہے۔
الجواب۔ دفن کرنا جائز ہے فقہاء نے ناقابل استعمال قرآن مجید کے اوراق کے لئے بھی دفن کرنے کی صورت بہتر فرمائی ہے۔ کما فی الشامیۃ وغیرہ۔ اور دفن کرنے کے بعد اوپر آگ جلانا بھی کوئی بے حرمتی نہیں اس لئے جائز ہے۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۷۴

نمبر ۱۰۰ سوال۔ عملیات میں یوم اور وقت کا تعین منجانب اللہ ہے یا اس کا تعلق کواکب سے ہے اور اس کا لحاظ شرعاً کیسا ہے۔
الجواب۔ وقت اور یوم کا تعین منجانب اللہ نہیں بلکہ محض تجربہ کی بنا پر لوگوں نے یہ تعینات کئے ہیں اگر ان اوقات وحالات خاصہ کو موثر بالذات نہ سمجھے بلکہ ایسا تعین سمجھے جیسے دھان مونجی بونے کے لئے برسات کا موسم متعین کیا جاتا ہے۔ اور کسی کام کے لئے جاڑے کا موسم کسی کے لئے گرمی کا تو ان تعینات میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

نمبر ۱۰۱ سوال۔ ایک شخص امام مسجد جب نماز میں آیات قرآنی پڑھتے ہیں تو نماز کے اندر ہی رونا چیخنا شروع کر دیتے ہیں اور دریافت کرنے پر جواب دیتے ہیں کہ میں خوف خدا میں روتا ہوں۔ جس وقت جہنم کا ذکر قرآن شریف میں آتا ہے اوس وقت مجھے رونا آجاتا ہے۔ ایسے امام کے پیچھے مقتدیوں کی نماز جائز ہے یا نہیں۔ ایک مقتدی ابھی جہنم کا بیان سمجھ کر نماز

میں روتے رہتے ہیں۔

الجواب۔ اگر واقع میں یہ امام یا مقتدی دوزخ جنت وغیرہ کے ذکر سے روتے ہیں تو نماز میں کوئی خلل نہیں آتا البتہ فرض نماز میں امام کے لئے مناسب ہے کہ جہاں تک ہو سکے رونے کو ضبط کرے۔ اور پھر اگر گریہ طاری بے اختیار ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ فی الدر المختار فی مفسدات الصلوٰۃ والبکاء بصوت الی قولہ لا لذکر جنۃ و نار۔

نیز حدیث میں ہے کہ مرض وفات میں جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر کو امامت کے لئے حکم فرمایا تو حضرت صدیقہ عائشہ اور دوسری ازواج مطہرات نے حضرت صدیق کے متعلق یہی عذر کیا تھا کہ اون پر گریہ اکثر طاری ہو جاتا ہے۔ وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ضرور گریہ طاری ہو جائے گا لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عذر کو قبول نہ فرمایا اور اونہیں کو امام بنایا۔

البتہ اگر کسی تکلیف و مصیبت یا اور کسی دنیوی غرض سے روتا ہے تو آواز و حروف نکلنے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۵۰

نمبر ۲۱؎ سوال۔ جو شخص مسئلہ طلاق سے ناواقف ہو وہ دھمکانے کے لئے اپنی زوجہ کو دو مرتبہ ۷۵
یہ کہدے کہ میں نے طلاق دی اور تیسری مرتبہ یہ کہدے کہ بخدا میرا تجھسے تعلق نہیں یا تعلق نہ رکھوں گا۔ اور نیت طلاق کی قطعی نہ رکھتا ہو اس صورت میں وہ اپنی عورت کو رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ پہلی دو طلاقیں قطعاً اور یقیناً واقع ہو گئیں کیونکہ لفظ طلاق میں نیت کرنا اور نہ کرنا دھمکی کے لئے کہنا یا محض ہنسی وغیرہ سے کہنا سب برابر ہیں ہر حال میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ کما صرح بہ الفقہاء قاطبۃً من غیر خلاف اور حدیث میں ہے ثلث جدھن جد وھزلھن جد وعد منھا الطلاق۔ البتہ تیسری مرتبہ جو لفظ بولے ہیں اوس میں تفصیل ہے اگر یہ لفظ کہے کہ میں تعلق نہ رکھوں گا تو ان لفظوں سے نہ طلاق جدید واقع ہوتی ہے۔ اور نہ پہلی طلاقوں پر اس کا کوئی اثر پڑتا ہے کیونکہ یہ صورت وعدہ ہے ایقاع نہیں سو اس صورت میں دونوں طلاقیں رجعی رہیں گی حالت عدت میں بلا تجدید نکاح رجعت کر سکتا ہے اور بعد عدت تجدید نکاح بغیر حلالہ ہو سکتی ہے۔ اور اگر تیسری مرتبہ میں یہ لفظ کہے ہیں کہ میرا تجھے تعلق نہیں تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ ان لفظوں

سے اوس کی نیت تیسری طلاق واقع کرنے کی نہ تھی تو پہلی دو طلاقیں ان لفظوں کی وجہ سے بائنہ ہوجائیں گی اس صورت میں رجعت کا حق تو نہ ہوگا لیکن نکاح جدید بغیر حلالہ ہوسکے گا لمافی الخلاصۃ لو قال لامرأۃ انت طالق ثم قال للناس زن من بر من حرام است وعنی بہ الاول اولاثنیۃ لہ فقد جعل الرجعی بائناً وان عنی بہ الابتداء فھی طالق اخر بائن خلاصۃ الفتاوی صفحہ ۲۶ ج ۲ اس سے معلوم ہوا کہ الفاظ کنایہ اگر مطلقہ رجعی کے حق میں بولے جائیں تو طلاق جدید کی نیت کرنے سے طلاق جدید واقع ہوجاتی ہے اور کچھ نیت نکرنے سے پہلی طلاق بائنہ ہوجاتی ہے۔

الغرض مسئلہ کی تین صورتیں ہوگئی تینوں کو غور سے دیکھکر یا کسی اہل علم سے معلوم کر کے اپنے مسئلہ کی صورت متعین کرلیں۔ فقط بندہ محمد شفیع عفر لہ۔ ۳ ربیع اولی ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۰۳ سوال۔ زید نے اپنی لڑکی کی شادی کردی بیوی خاوند کا باہم بہت اتفاق ہوگیا ہے مگر اب زید اپنی لڑکی کو خاوند کے یہاں نہیں بھیجتا حالانکہ لڑکی جانا چاہتی ہے کیا زید کے بھائی عمر کو حق حاصل ہے کہ جبراً زید کی لڑکی کو خاوند کے ساتھ روانہ کردے۔

الجواب۔ زید کا اپنی لڑکی کو اوس کے خاوند کے گھر جانے سے روکنا صریح ظلم ہے۔ اور حدیث میں مظلوم کی اعانت کی تاکید کی گئی ہے اس لئے زید کے بھائی عمر کو بلکہ ہر اوس شخص کو جو اس ظلم کو رفع کرسکے حق حاصل ہے کہ اس لڑکی کو اوس کی منشاء کے موافق خاوند کے گھر پہنچا دے۔ اگرچہ اس کا باپ زید ناراض ہو۔ حدیث میں ہے انصر اخاک ظالماً و مظلوماً۔ فقط ٧٦

محمد شفیع عفر لہ۔ ۳ ربیع الاولی ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۰۴ سوال۔ زید نے اپنی چھوٹی لڑکی کو اپنے بھائی عمر کے لڑکے سے نامزد کیا۔ اور پھر انکار کردیا۔ لڑکی خواہشمند ہے کہ میرا نکاح وہیں کیا جائے۔ اور اپنی چچی سے اشارۃً کہتی ہے کہ میرا نکاح یہیں ہو۔ ایسی صورت میں زید کے بھائی عمر لڑکی کے چچا کو اختیار ہے کہ وہ لڑکی کا نکاح یہیں کردے۔

الجواب۔ زید کی چھوٹی لڑکی اگر بالغہ ہے جیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے تو بغیر اس کی رضا و اجازت کے کسی جگہ نکاح نہیں ہوسکتا نہ باپ کرسکتا ہے نہ کوئی دوسرا اور اجازت سے سب کرسکتے ہیں اگر باپ کی منشاء کے خلاف لڑکی نے اپنے چچا عمر کو وکیل بنا کر اپنا نکاح اوسی جگہ کرالیا جس جگہ رشتہ ہوا ہے تو نکاح منعقد ہوجائے گا۔ باپ کو فسخ کرانے کا حق ہوگا

بشرطیکہ مہر مثل سے کم نہ رکھا جائے۔ کذا فی سائر کتب الفقہ مفصلاً۔ فقط۔ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۳ ربیع الاولیٰ سنہ ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۵۰ سوال۔ دسواں چہلم شش ماہی برسی وغیرہ رسوم کے متعلق کیا حکم ہے۔ چونکہ اس رسم کو آڑ پکڑ کر کھا جاتے ہیں بڑے پیٹ والے نہیں ملتا غریبوں اور مسکینوں کو اس میں سے۔ نہیں دیکھتے برادری والے مال یتیموں اور بیواؤں کا۔ دب جاتے ہیں قرض کے نیچے غریب بوجہ اس رسم کے۔

الجواب۔ یہ تمام رسمیں سخت بری ہیں ان کو ثواب کو ضروری سمجھنا بدعت و گمراہی ہے آجکل مسلمانوں کو عام طور پر انہیں رسموں نے فقیر و گداگر بنا دیا ہے۔ عزت و آبرو بلکہ دین تک بیچتے پھرتے ہیں جہانتک ہو سکے ان کے مٹانے کی کوشش کیجئے اور سمجھنے سمجھانے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اگر یہ کوئی ثواب کا کام ہوتا تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور دوسرے حضرات سلف اس کو نہ چھوڑتے کیونکہ وہ تو ہر نیک کام کے عاشق تھے مگر کسی ایک ضعیف روایت میں بھی اس کا ثبوت ان حضرات سے نہیں ہوتا بلکہ حضرات علماء نے ان کے بدعت و ناجائز ہونے کی تصریحیں کی ہیں۔ البتہ اہل میت کی تعزیت و تسلی کے لئے اون کے پاس جانا قرآن شریف پڑھکر یا کچھ کھانا وغیرہ کھلا کر میت کو ثواب بخشنا ثواب ہے۔ بشرطیکہ معین تاریخوں میں نہو۔ نام نمود کے لئے نہ ہو۔

ضروری و واجب نہ سمجھے حضرات علماء نے اس کے متعلق جو لکھا ہے اوس کا مختصر یہ ہے۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی شرح سفر السعادۃ سے ناقل ہیں۔ نعم تعزیت اہل میت و تسلیہ و صبر فرمودن سنت و مستحب است۔ اما دریں اجتماع مخصوص روز سوم و ارتکاب تکلفات دیگر و صرف اموال بے وصیت از حق یتامی بدعت است و حرام انتہی۔

اور فتاوی بزازیہ میں ہے۔ بکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث بعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی الموسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والفقراء للختم اولقراءۃ سورۃ الانعام او الاخلاص۔

ملا علی قاری مکی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں علامہ طیبی شارح مشکوۃ سے ناقل ہیں من اصر علی امر مندوب وجعل عزما ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب

منه الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعة او منکر هذا محل تذکر الذین یصرون علی الاجتماع فی الیوم الثالث للمیت ویرونه ارجح من الحضور للجماعة ونحوه انتهی۔ اور امام نوویؒ کی شرح منہاج میں ہے۔ واطعام الطعام فی الایام المخصوصة کالثالث والخامس والتاسع والعاشر والعشرین والاربعین والشهر السادس والسنة بدعة۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ اپنے وصیت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ دیگر از عادات شنیعہ ما مردم اسراف است در ماتمہا و چہلم و فاتحہ ولیانہ ایں ہمہ را در عرب اولی وجود نبود مصلحت آنست از تعزیت وارثان میت تا سہ روز اطعام ایشاں یکشبانہ روز رسمے نباشد۔

الغرض یہ سب رسوم بدعات ہیں جن کا ترک واجب ہے۔ فقط محمد شفیع غفرلہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۰۶۱ سوال۔ زید نوجوان بالغ کا نکاح ایک بیوہ عورت کی دختر نابالغہ کے ساتھ ہوگیا اور بوجہ نابالغ ہونے منکوحہ کے وداعگی نہیں ہوئی اور زید کے ناجائز تعلقات زناشوئی ہمراہ خوشدامنہ خود ہوکر عام شہرت ہوگئی۔ پس ایسی حالت میں تعلقات ناجائز علانیہ طور پر ہوتے ہوئے شرعاً زید کی منکوحہ اس کے لئے حلال ہے یا نہیں۔ ۷۸

الجواب۔ اگر واقع میں زید نے اپنی بیوی کی ماں کے ساتھ زنا کیا ہے۔ یا شہوت کیساتھ اوس کو ہاتھ وغیرہ لگایا ہے تو زید پر اوس کی منکوحہ بی بی نابالغہ حرام ہوگئی لما فی الدر المختار وحرم ایضاً بالصهریة اصل مزنیة واصل الزانی الی قوله وفروعهن۔

اب اس کو چاہیئے کہ اس نابالغہ کو چھوڑ دے اور بہتر یہ ہے کہ زبان سے بھی کہدے کہ میں نے تجھکو چھوڑ دیا ہے۔ تاکہ عدت ختم ہونے پر اوس کا نکاح دوسری جگہ کیا جاسکے بغیر اسکے چھوڑ دینے اور عدت گذرنے کے اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ نہیں ہوسکتا۔ لما فی الدر المختار وبحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لها التزوج باخر الا بعد المتارکة وانقضاء العدة الی قوله فی المتارکة) واما فی غیر المدخول بها فقیل تکون معنی المتارکة بالقول وبالترک علی قصد عدم العود الیها وقیل لا تکون الا بالقول الخ

نمبر ۱۰۶۲ سوال۔ تن بخشی جائز ہے یا نہیں۔ صورت اس کی یہ ہے کہ ایک کنواری بالغ یا بیوہ عورت کسی غیر مرد کے ساتھ تعلق پیدا کرکے خفیہ طور پر نکاح کرلیتی ہے نکاح میں قاضی اور دو گواہوں کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا نکاح کو ہمیشہ راز میں رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے

جو شخص ساس سے ناجائز تعلق رکھے بیوی ہمیشہ کیلئے حرام ہوجاتی ہے۔

عورت کے ماں باپ یا دیگر ورثار کو بالکل خبر نہیں ہوتی اس لئے وہ لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیتے ہیں اور وہ اپنی سسرال جاکر ہمیشہ بسر کرتی ہے اگر راز فاش ہوجاوے تو لڑکی کے اولیار لڑکے سے طلاق لینے کی کوشش کرتے ہیں اور اکثر کامیاب ہوتے ہیں۔

دریافت طلب یہ ہے کہ نکاح اول جائز ہے یا ثانی۔

الجواب۔ تن بخشی کی جو صورت اوپر لکھی گئی ہے اس سے نکاح تو منعقد ہوجاتا ہے بشرطیکہ یہ شخص اس عورت کا کفو ہو اور مہر مثل پر نکاح کیا گیا ہو۔ کیونکہ شرائط نکاح امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مذہب پر متحقق ہوگئی۔ کما فی الهدایة وغیرہ لیکن ایسا کرنا سخت بری حرکت ہے حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اعلنوا النکاح رواہ الترمذی وقال حسن غریب وفی بعض الروایات اعلنوا النکاح ولو بالدف۔ اور درحقیقت نکاح اور زنا کے درمیان فرق کرنے والی چیز اعلان ہی ہے اگر اس طرح خفیہ نکاح جاری کر دئے جائیں تو زناکاری کا دروازہ کھلجائے گا۔ اس لئے ایسا کرنا گناہ ہے مگر نکاح درست ہوجاتا ہے کیونکہ شاہدین اور دوسری شرائط نکاح موجود ہیں۔ کذا فی

۷۹ فتح القدیر صفحہ ۱۲ ج ۲۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلا نکاح صحیح ہوگیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرا نکاح حرام ہے جبتک پہلا خاوند طلاق نہ دے، اور اوس کی عدت نہ گذر جائے۔ لقولہ تعالیٰ والمحصنت من النساء الأية۔ البتہ اگر ماں باپ کو اس خفیہ نکاح کی اطلاع نہیں تو وہ دوسرے نکاح کرنے کرنے میں گنہ گار نہ ہوں گے۔ بلکہ اس کا گناہ فقط لڑکی پر اور اون لوگوں کی گردن پر رہیگا جن کو اس نکاح خفیہ کی اطلاع تھی اور اونہوں نے نکاح ثانی کی خبر سننے پر بھی اس کے والدین کو اطلاع نہ کی، فقط ——— بندہ محمد شفیع غفرلہٗ ۴ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

نمبر ۸۱ سوال۔ نکاح اول سے دباؤ دیکر طلاق حاصل کرنا کیسا ہے۔

الجواب۔ نکاح اول اگر لڑکی نے اپنے کفو میں کیا ہے اور مہر بھی مہر مثل سے کم مقرر نہیں کیا تب تو اس کے خاوند پر دباؤ ڈالکر طلاق لینا جائز نہیں کیونکہ اس میں ابطال حق ثابت ہے وهو لا یجوز، اور اگر یہ نکاح اپنے کفو میں نہیں کیا یا مہر اپنے مہر مثل سے کم مقرر کرلیا تو قول مفتی بہ کے موافق یہ نکاح ہی منعقد نہیں ہوا۔ کما صرح بہ فی الدر المختار من ان الفتوی علی روایة الحسن عن الامامؒ پس اس صورت میں نکاح ثانی جو ماں باپ نے کر دیا ہے وہ

وہ صحیح و جائز ہوگیا۔

نمبر۹ سوال۔ اگر کوئی شخص جو عالم نہیں ہے کسی شرعی مسئلہ میں جواز یا عدم جواز کا فتوی دے اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب۔ بغیر علم کے فتوی دینا حرام ہے اور جو شخص اس کے فتوی پر عمل کریگا اس کا گناہ بھی اس مفتی کے سر رہے گا۔ حدیث میں ہے فانما اثمہ علی من افتی اور کفارہ اس گناہ کا یہ ہے کہ اپنے فتوی کے غلط ہونے کا اعلان کرے اور اللہ تعالے سے توبہ کرے فقط

نمبر۱۰ سوال۔ میں اپنی عورت کو چار پانچ مرتبہ یہ کہدیا کہ تو مجھ پر حراب ہے۔ اور اب چاہتا ہوں کہ ہم آپس میں رضامند ہو جائیں تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے۔

الجواب۔ آپ نے جو لفظ حراب بے کے ساتھ لکھا ہے سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر یہ لفظ غلطی سے لکھا گیا ہے اور اصلی لفظ حرام کہا ہے تو اس سے عورت پر طلاق بائنہ واقع ہوگئی خواہ آپکی نیت طلاق کی ہو یا نہیں اور جب پہلی دفعہ حرام کہنے سے طلاق بائنہ واقع ہوگئی تو پھر دوسری تیسری مرتبہ جو ان لفظوں کا استعمال کیا ان سے دوسری طلاقیں واقع نہیں ہوئی۔ لہذا اب عدت کے اندر اور عدت کے بعد جب چاہیں بتراضی طرفین نکاح جدید کر سکتے ہیں حلالہ کی ضرورت نہیں والدلیل علیہ مافی الشامی من کنایۃ الطلاق وقد صرح ۸۰

ی اولابان حلال اللہ علیہ حرام بالعربیۃ او بالفارسیۃ لا یحتاج الی نیۃ الی قولہ وھو الصحیح المفتی بہ للعرف وانہ یقع بہ البائن لانہ المتعارف شامی صفحہ ۴۸۶ ج ۲ وایضا فی الشامی من الطلاق واذا طلقھا تطلیقۃ بائنۃ ثم قال لھا فی عدتھا انت علی حرام او بریۃ الی قولہ وھو یرید بہ الطلاق لم یقع علیھا شئی شامی مصری صفحہ ۴۳۲ ج ۲ وایضا قال الشامی تحت قول الدر المختار والصریح یلحق البائن ثم قولہ والصریح ما لا یحتاج الی النیۃ ولا یرد انت علی حرام علی المفتی بہ من عدم توقفہ علی النیۃ مع انہ لا یلحق البائن ولا یلحقہ البائن لکونہ بائنا لما ان عدم توقفہ علی النیۃ امر عرض لہ لا بحسب اصل وضعہ۔ شامی صفحہ ۴۸۱ ج ۲ فقط۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم فقط

بندہ محمد شفیع غفرلہ ۴ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

لفظ حرام بغیر نیت کہنے سے طلاق بائن ہو جاتی ہے بعد اس کے کہنے سے دوسری طلاق نہیں پڑتی

۸۱

نمبر ۱۱ سوال۔ زید مسجد کا امام تھا اور حدیث تفسیر فقہ میں اچھی واقفیت رکھتا تھا اور قرآن صحیح پڑھتا تھا اور پرہیز گار متقی تھا۔ لیکن زید کے غیر مقلدوں نے حسد سے ان کو برخواست کر کے بکر کو امام بنا دیا لیکن بکر حدیث تفسیر سے ناواقف ہے مگر فقہ کچھ جانتا ہے۔ اور قرآن غلط پڑھتا ہے۔ بہت سے مقتدی بکر کے پیچھے نماز پڑھنے سے ناراض ہیں اسی واسطے ایک مسجد میں دو جماعت نماز پنجگانہ و جمعہ کی ہو سکتی ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو جمعہ دوسری جگہ پڑھ لینے سے صحیح ہوگا یا نہیں۔

الجواب۔ ایک عالم متقی کو امامت سے علیحدہ کر کے غیر عالم کو امام بنانا سخت برا ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ قرآن شریف کو بھی غلط پڑھتا ہو۔ مگر جب اکثر محلہ والوں نے اوس کو امام بنا دیا تو اگرچہ اونہوں نے برا کیا لیکن اب یہ شخص امام بن گیا نماز سب کی اس کے پیچھے جائز ہے البتہ جس نماز میں کوئی ایسی غلطی کرے جو مفسد صلوٰۃ ہو وہ نماز نہ ہوگی محلہ والوں کو چاہئے کہ اختلاف اور لڑائی جھگڑے سے بچیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ آپس کے اتفاق سے پہلے امام کو بحال کر دیں۔ لیکن اگر کوئی فریق اس پر راضی نہ ہو تو دوسرے فریق کو چاہئے کہ اب اسی کے پیچھے نماز پڑھنے لگیں جماعت چھوڑ کر تنہا نماز پڑھنا بھی بہت بڑے ثواب سے محرومی و سنت مؤکدہ کا ترک ہے اور اسی مسجد میں ایک ساتھ دو جماعتیں قائم کرنا اوس سے زیادہ برا اور گناہ ہے اور اگر جھگڑے کے قطع ہونے کی کوئی صورت نہ ہو تو کسی دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھنے لگیں۔ غرض آپس کا اختلاف سب سے زیادہ گناہ ہے اس سے بچو۔ والدلیل علی ما قلنا هذه الروایات الفقهیة والاحق بالامامة (الی) الاعلم باحکام الصلوٰۃ الخ در مختار والخیار الی القوم فان اختلفوا اعتبر اکثرهم ولو قدموا غیر الاولی اساؤا بلا اثم در مختار صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة در مختار افادان الصلوٰۃ خلفهما اولی من الانفراد لکن لا ینال کما ینال خلف تقی ورع شامی صفحہ ۳۷۷ ج اول بل یکرہ فعلها تکرار الجماعة در مختار وقد الف جماعة من العلماء رسائل فی کراهة ما یفعله اهل الحرمین الشریفین من تعدد الائمة والجماعات وصرحوا بان الصلوٰۃ باول امام افضل شامی باب الاذان صفحہ ۳۶۸ ج ۱ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ ۱۲ ربیع الاولی ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۲ سوال۔ بالغہ برادر زادی کا نکاح حقیقی چچا نے باوجود انکار صریح بالغہ کے کر دیا ہے ملاحظہ ڈاکٹری سے منکوحہ بالجبر کی عمر سترہ ۱۷ سال ہے اور چچا کے بیان سے بارہ ۱۲ سال لڑکی

سے انکار کے گواہ موجود ہیں نکاح مذکور نافذ ہے یا نہیں۔

الجواب۔ بالغہ لڑکی کا نکاح اگر جبراً کیا جائے تو کسی حال درست نہیں ہوتا خواہ باپ
کرے یا چچا اور صورت مذکورہ میں اگر بالفرض بوقت نکاح لڑکی نابالغہ بھی تھی تب بھی
بعد بلوغ کے اگر وہ چاہے تو فوراً اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے والدلیل علی الاول ما
ولا یجوز للولی اجبار البکر البالغۃ علی النکاح الخ والدلیل علی الثانی ما فی الهدایہ
ان زوجہا غیر الاب والجد فلکل واحد منہما الخیار اذا بلغ الخ فقط محمد شفیع غفرلہ ۲ ربیع الاول

نمبر ۱۱۳۔ **سوال**۔ زید اپنی اولاد کی نالائقیوں سے تنگ آکر ان کو عاق کرتا ہے اس کے
خیال میں ایسا کرنے سے اوس کا لڑکا فرزندی سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور حق وراثت سے
محروم ہو جاتا ہے۔ اس باب میں شرع کا کیا حکم ہے۔ عاق کرنے والا خاطی ہے یا نہیں
اوس کو ایسا کرنا چاہیے یا نہیں۔ اور لڑکی کو عاق کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ عاق و محروم کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ اپنی زندگی اور صحت میں
اپنا تمام مال و جائداد اس وارث کے علاوہ دوسرے وارثوں یا غیر وارثوں میں تقسیم کر کے
مالک بنادے اور اس کے لئے کچھ نہ چھوڑے اس صورت میں اس کا یہ تصرف اوس کی زندگی ۸۲
میں نافذ ہے۔ پھر اگر اوس نے بلا وجہ وارث کو محروم کیا ہے تو سخت گنہگار ہوگا۔ حدیث میں
ہے۔ من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ رواہ ابن ماجہ والبیہقی
کذا فی المشکوۃ باب الوصیۃ۔ اور اگر اس وارث کی ایذاؤں اور تکالیف سے یا فسق
سے عاجز ہو کر ایسا کیا ہے تو توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اپنی حیات میں کسی کو مالک نہیں بنایا بلکہ بطور وصیت
یا تحریری یہ طے کر دیا کہ فلاں شخص کو میری میراث نہ ملے تو یہ کہنا اور لکھنا فضول و لغو
ہے شرعاً اس کا کوئی اثر نہیں۔ بعد وفات حسب حصہ شرعیہ اس کو میراث ملے گی فقط

نمبر ۱۱۴۔ **سوال**۔ دو رسائل مطبوعہ۔ زبدۃ التحقیقات۔ و عمدۃ التحقیقات برائے ملاحظہ
ارسال ہیں۔ ان پر تقریظ لکھکر واپس فرمادیجئے یہ رسالے اس مسئلہ کی تحقیق میں ہیں کہ خطبہ جمعہ اردو وغیرہ میں پڑھنا بدعت ہے

الجواب[1]۔ وبعد فقد طالعت الرسالتین الموسومتین زبدۃ التحقیقات وعمدۃ التحقیقات
فی کراهۃ الخطبۃ بغیر العربیۃ للفاضل الاجل مولانا المحقق محمد تمیم ابن محمد الامین
فوجدتہما انفع شیء فی الباب واجمع ما ادی الیہ نظری من الرسائل فی هذا الباب

[1] یہ رسالے چونکہ عربی زبان میں تھے اس لئے جواب عربی میں لکھا گیا اور اس جگہ ترجمہ کرنے کی اس لئے ضرورت نہ سمجھی کہ اس مسئلہ پر
احقر کا مستقل رسالہ اردو میں بنام الاعجوبہ شائع ہو چکا ہے اردو خواں حضرات اس کو دیکھ سکتے ہیں۔ ۱۲

فلله در المصنف حيث اشاد منار الهدى فاجاد فجزاه الله عنا وعن سائر المسلمين
خير الجزاء۔ هذا ولكن الاستدلال على الوجوب بمحض مواظبة النبى صلى الله عليه وسلم
على الخطبة بالعربية محل نظر فان الصحيح الذى عليه اطباق جمهرة الفقهاء هو ان
المواظبة المحضة من النبى صلى الله عليه وسلم على فعل وان كان بلاترك احيانا ليس
دليل الوجوب بل السنية المؤكدة ما لم يرد على تركه انكار او وعيد مستقلا و
الا فلا وجه للقول بسنية المضمضة والاستنشاق عند الحنفية فان النبى صلى الله عليه وسلم
واظب على فعلهما بلاترك كما صرح به الفقهاء والمحدثون والدليل على ما قلنا
تصريحات الفقهاء والاصوليين نذكرهنا نبذة منها قال صاحب البحر والذى ظهر
للعبد الضعيف ان السنة ما واظب عليه النبى صلى الله عليه وسلم لكن ان كانت مع الترك
فهى دليل السنة المؤكدة وان كانت مع الترك احيانا فهى دليل الغير المؤكدة وان
اقترنت بالانكار على من لم يفعله فهى دليل الوجوب فافهم من الشامى استنبولى صفحہ ۹۰ ج اول
وفى الشامى فما كان فعله اولى من الترك مع منع الترك ان ثبت بدليل قطعى ففرض
او ظنى فواجب وبلا منع الترك ان كان مما واظب عليه الرسول صلى الله عليه وسلم ۸۳
او الخلفاء الراشدون من بعده فسنة والا فمندوب شامى صفحہ ۹۵ ج اول ومثله فى
البدائع فى ذكر سنة التسمية عند الوضوء بدائع صفحہ ۲۰ ج اول۔ وفى هذا
اليسير كفاية لحصول الغاية،

فالاحوط فى هذا الباب ان يقال الخطبة بالعربية سنة مؤكدة لمواظبة
النبى صلى الله عليه الصلوة والسلام لا يقال ان المواظبة تكون دليل السنة اذا لم يكن
دليل الخصوص وكفى كونه عليه الصلوة والسلام عربيا وكون لغته عربية دليل الخصوص
لانا نقول ان الخلفاء الراشدين ومن سواهم من اصحابه عليه الصلوة والسلام بلغوا
مشارق الارض ومغاربها وافتتحوا العرب والعجم ولم يثبت من احد منهم ترك
العربية مع القدرة عليه لما ثبت من كثير من الصحابة معرفتهم بلغة العجم
وقدرتهم على الخطبة بها۔ كزيد بن ثابت رضى الله تعالى عنه كان يعلم اللسان
العجمى والحبشى والرومى وكسلمان الفارسى كان يعلم الفارسية ومع ذلك لم يأمرهم
النبى صلى الله عليه وسلم بالخطبة بلسان العجم مع مس الحاجة اليه ومعرفتهم به

فی شیئ من الاحادیث علی انہ قد ثبت من الاحادیث الصحیحۃ والسیرۃ النبویۃ حضور العجمیین عندہ صلی اللہ علیہ وسلم وحدانا وزرافات وفرادی وجماعات وکانوا فی اول امرھم لا یعرفون العربیۃ فان کان تفہیم الخطبۃ للحاضرین من ضروریات الخطبۃ فقد مست الحاجۃ الی ترجمتہا بلسانہم ولم یفعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع القدرۃ علیہ باقامۃ الترجمان من جماعۃ الصحابۃ فعلم ان مواظبتہ علیہ السلام علی اللغۃ العربیۃ فی الخطبۃ لیس لمحض کونہ عربیا وعلی سبیل جریان العادۃ کما ظنہ بعض الفضلاء بل کان ذلک مقصودا منہ علیہ الصلوۃ والسلام والحاصل ان جعل الخطبۃ بالعربیۃ سنۃ موکدۃ وقال محدث الہند حضرۃ الشاہ ولی اللہ فی شرح الموطاء ولما لاحظنا خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخلفائہ رضی اللہ عنہم جرا فنقحنا وجود اشیاء فیہا الحمد والشہادتین والصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والامر بالتقوی وتلاوۃ آیۃ والدعاء للمسلمین والمسلمات وکون الخطبۃ عربیۃ الی قولہ اما کونہا عربیۃ فلاستمرار عمل المسلمین فی المشارق والمغارب بہ مع ان فی کثیر من الاقالیم کان المخاطبون اعجمیین۔ وقال النووی الشافعیؒ فی الاذکار فی کتاب حمد اللہ تعالی ویشترط کونہا یعنی خطبۃ الجمعۃ وغیرہا بالعربیۃ انتہی)

والحاصل ان اللغۃ العربیۃ فی الخطبۃ سنۃ موکدۃ عندنا ولکن ترک العربیۃ وجعلہا بالعجمیۃ مکروہ تحریما وتارکہا آثم ولاسیما المدمن علیہ۔ ولا یرد علینا ما نقل علیہ فی رد المحتار من ان ترک الواجب مکروہ تحریما وترک السنۃ تنزیہا وایضا بہ الحلبی فی شرح المنیۃ حیث قال والمراد بہا ما لزمہ ترک السنۃ وھو کراھۃ تنزیہۃ او ترک واجب وھو کراھۃ تحریم کما ذکرہ المصنفؒ فی رسالتہ ھذہ زبدۃ التحقیقات وذلک لان الحکم بتنزیہیۃ الکراھۃ فی ترک السنۃ انما ھو اذا لم یخالطہ غیرہ من احداث بدعۃ او ادمان علی ترکہا والا فالفقہاء مصرحون بکونہ آثما قال الشامی فی اوائل سنن الوضوء وھی السنن الموکدۃ القریبۃ من الواجب۔ التی یضلل تارکہا لان ترکہا استخفاف بالدین صفحہ ۹۶ ج ۱ ثم قال فی المضمضۃ والاستنشاق فلو ترکہما اثم علی الصحیح (سراج)

وقال فی الحلبۃ لعلہ محمول علی ما اذا جعل الترک عادۃ لہ من غیر عذر کما قال

مثلہ فی التثلیث شامی جلد اول صفحہ ۵۱۱ - وقال فی البدائع لان من لم یر سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام سنۃ فقد ابتدع فیلحقہ الوعید بدائع صفحہ ۲۳ ج اول ۔ قلت والمراد بالوعید قولہ علیہ السلام فی حدیث الاعرابی من زاد علی ھذا اونقص فقد تعدی وظلم ۔ ومن ھذہ الجملۃ وضح ان تارک العربیہ فی الخطبۃ آثم مبتدع فانہ لایراہ سنۃ فالحاصل ان اختصاص اللغۃ العربیۃ فی الخطبۃ وان کان فی الاصل من السنن الا انہ لحق بترکہ امور اخر من ابتداع بدعۃ واثم الادمان علی ترک السنۃ و ترک البدعۃ واجب فجاء الوجوب من ھذا القبیل لا بمحض المواظبۃ علیہ ۔ وبالجملۃ فالحکم بوجوب العربیۃ واثم تارکہا فی خطبۃ الجمعۃ وان ترجمتہا بغیر العربیۃ بدعۃ حق لاریب فیہ ۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ ۔ ۶ ربیع الاولی ۱۳۵۰ھ

۵ یہ کہنا کہ میں کدو کو پسند نہیں کرتا کفر نہیں اور تشریح واقعہ امام ابو یوسف ج

نمبر ۵ السوال ۔ مشہور ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو دوست رکھتے تھے اگر کوئی یہ کہے کہ میں کدو کو دوست نہیں رکھتا یہ کہنا اوسکا کفر ہے ۔ اور یہ بات صحیح ہے یا نہیں ۔

الجواب ۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ امام ابو یوسفؒ یہ حدیث بیان کر رہے تھے ۔ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یحب الدباء ایک شاگرد نے فوراً کہا ولکنی لا احبہ امام ابو یوسفؒ نے فوراً تلوار نکالی کہ یا توبہ کر ورنہ قتل کردوں گا ۔ یہ واقعہ اسماء الرجال سیر کی کتب معتبرہ میں موجود ہے ۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں کدو کو دوست نہیں رکھتا تو کافر ہو جائے گا ۔ کیونکہ نہ کدو کا دوست رکھنا ایمان کا موقوف علیہ ہے اور نہ ایسا کہنا کوئی شعار کفر ہے مگر ابو یوسفؒ کے واقعہ میں ایک وقتی بات یہ پیش آگئی تھی کہ حدیث رسول کی ساتھ ساتھ جو اوس نے کہا لا احبہ تو صورۃً معارضہ حدیث پیدا ہو گیا اور حدیث رسول کی ساتھ معارضہ و مقابلہ کرنا کفر ہے ۔ لہذا یہاں پر صورت کفر پیدا ہو گئی تھی جس کی وجہ سے امام ابو یوسفؒ نے تہدیداً و زجراً ایسا کیا نہ بخیال کفر و ارتداد ۔ اور یہ واقعہ بعینہ ایسا ہے جیسے حضرت فاروق اعظمؓ کو اپنے صاحبزادہ کے ساتھ پیش آیا کہ حضرت فاروقؓ نے حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں کو مسجد میں جانے سے مت روکو لا تمنعوا اماء اللہ عن المساجد صاحبزادہ نے بوجہ وقتی ضرورت کے کہا واللہ لنمنعھن ۔ اور یہ کہنا اون کا فی الواقع حق تھا

جس کا بعد میں خود حضرت فاروقؓ نے بھی اعتراف کیا لیکن اوس وقت چونکہ صورۃً حدیث کا معارضہ ہو گیا تو حضرت فاروقؓ ایسے ناراض ہوئے کہ صاحبزادہ سے کلام کرنا چھوڑ دیا۔

یہ واقعہ بھی معتبر شروح حدیث میں مفصل موجود ہے۔ فقط محمد شفیع غفرلہٗ

نمبر ۱۶۷ سوال۔ اکثر آدمی گرمی میں صرف تہ بند باندھکر باقی جسم ننگا رکھتے ہیں اور حرکت کرنے میں بے شرمی ہو جاتی ہے۔ آیا جو لوگ پاس بیٹھتے ہیں اون کا وضو قائم رہ سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ خلوت میں ایسی حالت میں رہنا بلا کراہت درست ہے۔ اور جلوۃ میں مروۃ و وقار کے خلاف ہونے کی وجہ سے خلاف اولی اور اگر واقع میں کشف عورت بھی ہو جاتا ہے تو گناہ ہے۔ لیکن بہر حال پاس بیٹھنے والوں کے وضو میں اس سے کسی طرح کا خلل نہیں آتا لعدم الناقض وھذا کلہ ظاہر۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

نمبر ۱۶۸ سوال۔ لا تکفروا اھل قبلتک حدیث ہے یا نہیں اور اس کا کیا مطلب ۸۶ حدیث لا تکفروا اھل قبلتک کی تحقیق اور عدم تکفیر اہل قبلہ کی تشریح

الجواب۔ حدیث لا تکفروا اھل قبلتک کے متعلق جواباً عرض ہے کہ ان لفظوں کی ساتھ تو یہ جملہ کسی حدیث کی کتاب میں نظر سے نہیں گذرا لیکن اس مضمون کے جملے بعض احادیث میں وارد ہیں مگر قادیانی مبلغ جو ان الفاظ کو ناتمام نقل کر کے اپنے کفر کو چھپانا چاہتے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں جیسے قرآن سے کوئی شخص لا تقربوا الصلوٰۃ نقل کرے کیونکہ جن احادیث میں اس قسم کے لفظ واقع ہیں اون کی ساتھ ایک قید بھی مذکور ہے یعنی بذنب او بعمل وغیرہ جس کی غرض یہ ہے کہ کسی گناہ و معصیت کی وجہ سے کسی اہل قبلہ کو یعنی مسلّم مسلمان کو کافر مت کہو چنانچہ بعض روایات میں اس کی بعد ہی یہ لفظ بھی منقول ہیں۔ الا ان تروا کفراً بواحاً یعنی جب تک کفر صریح نہ دیکھو کافر مت کہو۔ خواہ گناہ کتنا بھی سخت کرے۔

یہ روایت ابوداؤد کتاب الجہاد میں حضرت انسؓ سے اس طرح مروی ہے۔ الکف عمن قال لا الہ الا اللہ ولا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام بعمل۔ نیز بخاری نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے مرفوعاً من شھد ان لا الہ الا اللہ واستقبل قبلتنا وصلی صلاتنا واکل ذبیحتنا فھو المسلم اہل قبلہ سے مراد باجماع امت وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین کو مانتے ہیں۔ نہ یہ کہ قبلہ کی طرف نماز پڑھ لیں چاہے ضروریات اسلامیہ کا انکار

کرتے رہیں کما فی شرح المقصد المجلد الثانی من صفحہ ۲۶۹ الی صفحہ ۲۷۰ قال المبحث السابع فی حکم مخالف الحق من اہل القبلۃ لیس بکافر مالم یخالف ما هو من ضروریات الدین الی قولہ والا فلا نزاع فی کفر اہل القبلۃ المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی العلم بالجزئیات وکذا بصدور شئی من موجبات الکفر الخ وفی شرح الفقہ الاکبر وان غلا فیہ حتی وجب اکفارہ لا یعتبر خلافہ ووفاقہ ایضاً الی قولہ وان صلی الی القبلۃ واعتقد نفسہ مسلماً لان الامۃ لیست عبارۃ عن المصلین الی القبلۃ بل عن المؤمنین ونحوہ فی الکشف البزدوی صفحہ ۲۳۸ ج ۳ وفی الشامی صفحہ ۳۷۷ جزء اول باب الامامۃ لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اہل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات وقال القامی ایضاً اہل القبلۃ فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین ای الامور التی علم ثبوتہا فی الشرع واشتہر فمن انکر شیئاً من الضروریات کحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم اللہ سبحانہ بالجزئیات وفرضیۃ الصلوۃ والصوم لم یکن من اہل القبلۃ ولو کان مجاہداً بالطاعات الی

۸۷ قولہ ومعنی عدم تکفیر اہل القبلۃ ان لا یکفر بارتکاب المعاصی ولا بانکار الامور الخفیۃ غیر المشہورۃ ہذا ما حققہ المحققون فاحفظہ ومثلہ قال المحقق ابن امیر الحاج فی شرح التحریر لابن ہمام والنہی عن تکفیر اہل القبلۃ ہو الموافق علی ما هو من ضروریات الاسلام۔ ہذہ جملۃ قلیلۃ من اقوال العلماء نقلتہا واکتفیت بہا لقلۃ الفراغۃ وتفصیل ہذہ المسئلۃ فی رسالتنا اکفار الملحدین فی شئی من ضروریات الدین لشیخنا ومولانا الکشمیری مد ظلہ واللہ اعلم فقط واللہ شفیع عفرلہ۔

نمبر ۸۱ سوال۔ تبلیغ کے لئے مد زکوۃ میں سے روپیہ صرف کیا جاسکتا ہے یا نہیں (۲) جو مبلغ صاحب نصاب ہو اوس کی تنخواہ زکوۃ کے روپیہ سے دی جاسکتی ہے یا نہیں (۳) مبلغ مذکور اگر علاوہ تبلیغ کے فراہمی چندہ زکوۃ کا کام بھی کرے تو زکوۃ سے اوس کا سفر خرچ یا تنخواہ ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں۔ (۴) اگر فراہم شدہ رقم اس کی ماہوری تنخواہ سے کم ہو تو غیر زکوۃ سے تنخواہ پوری کی جائے تو اس مخلوط تنخواہ کا کیا حکم ہے۔ (۵) کیا مد زکوۃ میں سے تبلیغ دین کیلئے رسالوں کی اشاعت اور مفت تعلیم دی جاسکتی ہے یا نہیں۔ (۶) مبلغ اگر سادات میں سے ہو تو اوس کا کیا حکم ہے زکوۃ فراہم کرسکتا ہے یا نہیں۔ پھر زکوۃ سے تنخواہ لے سکتا ہے یا نہیں

(۷) اگر غیر مسلموں کو تبلیغ دین کے لئے دعوت دی جاوے تو اس دعوت میں طعام وغیرہ پر زکوۃ کا روپیہ صرف ہو سکتا ہے یا نہیں۔ (۸) تبلیغ دین کے لئے خط وکتابت میں زکوۃ کا مال صرف ہو سکتا ہے یا نہیں۔ (۹) تبلیغ دین کے لئے غیر مذہب کی کتب مطالعہ کے لئے زکوۃ سے خرید کی جاسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ ادائے زکوۃ کے لئے یہ شرط ہے کہ کسی ایسے شخص کو مالک بنا دیا جائے جو مصرف زکوۃ ہو مثلاً فقیر مسکین ہو غنی نہ ہو بنی ہاشم میں سے نہ ہو۔ اور مالک بنانا بھی کسی خدمت کے عوض میں نہ ہو۔ قال فی الدر المختار یصرف الزکوۃ الی کلھم او بعضھم الی قولہ تملیکا لا اباحۃ ولا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت وقضاء دینہ الی قولہ لعدم التملیک وھو الرکن وقدمنا ان الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیر ثم یامرہ بفعل ھذہ الاشیاء الخ در مختار صفحہ ۶۲ ج ۲ اس قاعدہ سے سوالات مذکورہ کے جوابات حسب ذیل نکل آئے۔ (۱) تبلیغ دین کے لئے صرف کرنے کا اگر یہ مطلب ہے کہ مفلس ونادار نومسلموں پر خرچ کیا جائے جو مصرف زکوۃ ہوں تو جائز ہے ورنہ نہیں لعدم المصرف (۲) مبلغ صاحب نصاب کی تنخواہ زکوۃ کے روپیہ سے دینا جائز نہیں۔ لما مر (۳) جائز نہیں لما مر لانہ لیس فی ۸۸
حکم العامل علی الصدقۃ فان العامل ھو المامور من السلطان واذ لیس فلیس۔ (۴) تنخواہ کا لینا تو اس کے لئے جائز ہوگا لیکن زکوۃ ادا نہ ہوگی لعدم المصرف۔ (۵) جائز نہیں لعدم التملیک۔ (۶) زکوۃ کا روپیہ بطور چندہ کے جمع کر کے اوسکے مصرف میں خرچ کر سکتا ہے لیکن خود اوس میں سے تنخواہ لینا جائز نہیں لعدم المصرف (۷) غیر مسلمین پر زکوۃ کا روپیہ صرف کرنا جائز نہیں اگرچہ بہ نیت تبلیغ دین ہو کیونکہ مؤلفۃ القلوب کو زکوۃ دینا منسوخ ہو گیا قال فی الدر وسقط عن المؤلفۃ قلوبھم لسقوطھم (۸) جائز نہیں لعدم التملیک۔ تمام سوالات کا اصل جواب یہی ہے لیکن ان تمام مصارف میں زکوۃ کا روپیہ ایک تدبیر سے لگانا جائز ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اول یہ روپیہ کسی فقیر کو تملیک کر کے دے دیا جائے اور پھر اوس سے کہا جائے کہ وہ اس روپیہ کو ان مصارف میں خرچ کرنے وہ اپنی طرف سے ان میں خرچ کرے گا تو جائز ہو جائے گا۔ جیسا کہ در مختار کی عبارت مذکورۃ الصدر میں مذکور ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ پہلے کسی فقیر سے جو مصرف زکوۃ ہو کہا جائے کہ تم کہیں سے قرض لیکر اسقدر روپیہ تبلیغ دین یا فلاں کار خیر کیلئے چندہ میں دیدو اور پھر اوسکے قرض کو اوسکی اجازت سے مال زکوۃ سے ادا کر دیا جائے اسطرح پر زکوۃ کی روپیہ کو تمام مصارف مذکورہ میں خرچ کرنا جائز ہو جائے گا فقط واللہ اعلم

بندہ محمد شفیع غفرلہ ۲۳ ربیع الاول

ردع الناس
عن
محدثات الاعراس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

نمبر ۱۱۹ سوال عرس کے لغوی معنی کیا ہیں اور اصطلاح شرع میں عرس کی کیا تعریف ہے
قرون ثلثہ میں اس کا وجود تھا یا نہیں اگر نہیں تھا تو یہ کب سے ہوا (۲) آجکل ہند وبنگال کے ۸۹
چند مواضع مثلاً اجمیر بریلی اور چاٹگام وغیرہ میں ایک تاریخ معین میں کوئی شاہ صاحب کسی
مزار پر سجادہ نشین ہوکر بیٹھے ہیں اور اون کے مریدین ومعتقدین کا جم غفیر ہوتا ہے اور مزار
پر عمدہ سے عمدہ بیش بہا قیمت غلاف چڑھایا جاتا ہے اور اوپر شامیانے لگائے جاتے ہیں
اور مزار پر چراغاں کیا جاتا ہے اور مزار کے گرد لوگ اوس مردہ کی شان میں مضمون نعتیہ
گاتے ہیں اور ناچتے کودتے ہیں یہ امور جائز ہیں یا نہیں۔ اس صورت کے ساتھ عرس کرنے
والے اور اس میں شریک ہونے والے بدعتی ہیں یا نہیں۔ (۳) چند پیر یہاں ایسے بھی
جو اپنے مریدوں سے سجدہ کراتے ہیں بس اس قسم کے حکم کرنے والے اور اوس کے قائلین
مرتد اور بدعتین ہیں یا نہیں۔ اور بعض پیر گو زبان سے حکم نہیں کرتے لیکن مریدین اونہیں
سجدہ کرتے ہیں اور وہ منع نہیں کرتے بس ایسے پیر کے لئے کیا حکم ہے کیا یہ لوگ حسب فرمان
نبوی الساکت عن الحق کشیطن الاخرس کے شیطان نہیں ہیں اور یہ مرتکب معصیت کبیرہ
ہیں یا نہیں۔ اور بعض پیر اپنے مریدوں کو منع کرتے ہیں لیکن مرید نہیں مانتے اور سجدہ

کرتے ہیں اوس وقت کبھی منع کرتے ہیں اور کبھی دم بخود ہو کر رہ جاتے ہیں لیکن پھر بھی عرس بند نہیں کرتے کہ جس سے اس شرک و بدعت کا قلع قمع ہو جائے۔ بلکہ عرس کو باعث ثواب سمجھتے ہیں ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے پھر یہ پیر صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ میں کیا کروں لوگ سجدہ کرتے ہیں منع کرتا ہوں وہ نہیں مانتے میں معذور ہوں۔

(۴) پیر کی کیا تعریف ہے مرتکب امور بالا کو پیر بنانا اور اوس کا معتقد ہونا جائز ہے یا نہیں (۵) سجدہ لغیر اللہ مطلقاً حرام ہے یا اس میں کچھ تفصیل ہے بعض لوگ سجدہ تحیہ کو جائز کہتے ہیں اور وہ یہ جاہل پیر لوگ ہیں کیا واقعہ بھی ایسا ہی ہے کوئی ان میں فتوی تیسیر کا حوالہ بھی دیتا اور کوئی فتح القدیر کا آیا وہ عبارات صحیح ہیں یا نہیں۔ (۶) بدعت کی تعریف اور تقسیم مع حوالہ کتب تحریر فرماتے ہوئے یہ بھی تحریر فرمائیے کہ کونسی بدعت معصیت ہے اور کونسی نہیں عرس اگر بدعت ہو تو عرس کرنے والے کو بدعتی کہیں گے اور اوس کے پیچھے نماز کیسی ہوگی نیز عرس کے بدعت ہونے پر بھی اگر کوئی شخص اوسے نہ چھوڑے بلکہ اوس پر مداومت اور اصرار کرے اور اوسے جائز اور قابل ثواب کرنے کے لئے کوشش کرے تو ایسا شخص مصر علی المعصیت ہے یا نہیں اور اصرار علی المعصیۃ عمداً اور باعث ثواب سمجھ کر کرنا کیسا ہے ۹۰
(۷) جن بدبودار چیزوں کو کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت کی گئی ہے اور وہ شخص مسجد میں بسبب اس اختیاری کے نہ آئے اور جماعت میں شامل نہ ہو لیکن نیت جماعت کی رکھے تو جماعت کا ثواب اوسے ملے گا یا نہیں۔ اور جو لوگ اضطراراً معذور ہوں ابخر اور اذفر ہوں تو آیا اون کے لئے بھی لا یقرب مسجدنا۔ کا حکم ہو گا اور اون کے لئے بھی ممانعت ہے یا نہیں بنا بر نیت حضوری جماعت، کے جماعت کا ثواب مل گیا یا نہ۔

الجواب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عرس بضم اول و بضمتین لغت عرب میں طعام ولیمہ کو نکاح کو کہا جاتا ہے کما صرح بہ القاموس آج کل ہمارے دیار میں جس کو لوگ عرس کہتے ہیں یعنی کسی بزرگ کی تاریخ وفات پر سالانہ اون کی قبر پر اجتماع اور میلہ قائم کرنا یہ فعل بھی بدعت مستحدثہ ہے اور یہ نام بھی اس کے لئے مستحدث ہے۔ قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر میں کیا قرون مابعد میں بھی صدیوں تک اس کا کہیں نام و نشان نہ تھا بہت آخر زمانہ میں ایجاد ہوا ہے مشہور یہ ہے کہ جس طرح اور تمام بدعات کی اصل ابتداء بری نہ تھی بعد میں لوگوں کی تعدی نے اوس کو گناہ اور بدعت بنا دیا اسی طرح اس میں بھی ابتدائی واقعہ یہ ہوا

کہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے سالانہ غیر معین تاریخوں میں پیران کلیر حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوتے تھے اوس کی خبر سُن کر آپ کے مرید بھی آنے لگے پھر لوگوں نے اس خیال سے کہ حضرت شیخ کے ساتھ حاضری کے شائقین کو دشواری ہوتی ہے کوئی دن بھی متعین کر دیا یہاں تک بھی منکرات کا ہجوم نہ تھا پھر بعد میں جہلاء و مبتدعین نے اوس کو اس حد تک طول دیدیا کہ سینکڑوں محرمات اور افعال شرک و کفر کا تماشہ گاہ ہو گیا اور پھر یہ رسم سب جگہ چل پڑی اب مسئلہ عرس میں دو حیثیت قابل بیان ہیں اول نفس عرس خالی از دیگر منکرات دوسرے مع بدعات و منکرات مروجہ۔

سو امر اوّل کا جواب تو یہ ہے کہ اتفاقی طور پر کوئی شخص کسی بزرگ کے مزار پر بلا تعین تاریخ و بلا اہتمام خاص کے اگر ہمیشہ سالانہ بھی جایا کرے تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ مستحب بلکہ سنت ہے بشرطیکہ منکرات مروجہ وہاں نہوں لما اخرج ابن جریر عن محمد بن ابراہیم قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ وابوبکر وعمر وعثمانؓ اس قسم کے متعلق شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اپنے مکاتیب میں فرماتے ہیں کہ تعیین روز عرس برائے آنست ۹۱ که آں روز بذکر انتقال ایشاں می باشد از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز کہ ایں عمل واقع شود موجب فلاح و نجات است۔ از مجموعہ فتاوی صفحہ ۶۹۔

لیکن کسی معین تاریخ کو ضروری سمجھنا یا ایسا عمل کرنا جس سے دیکھنے والوں کو ضروری معلوم ہو اور نہ کرنے والوں پر اعتراض کی صورت پیدا ہو یہ ایک بدعت سیئہ ہے جس کا اصول اسلام میں کہیں نام نہیں۔

امر دوم یعنی عرس مصطلح مع منکرات مروجہ جو لوازم عرس سے سمجھی جاتے ہیں اوسکا جواب ظاہر ہے کہ ایک تو فی نفسہ بدعت اور پھر اوس میں بہت سے مشرکانہ افعال اور بدعات اور امور قبیحہ کا ارتکاب لازم آتا ہے اس لئے بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہو گیا۔ جن میں سے بعض یہ ہیں (۱) چراغ جلانا جو بنص حدیث حرام ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر چراغ جلانے والے پر لعنت فرمائی ہے (مشکوۃ) (۲) چادر وغیرہ چڑھانا جسکی حدیث صریح میں مخالفت ہے (بخاری)، (۳) اون کے نام کی نذر و منت ماننا جو مطلقاً حرام ہے قال فی البحر الرائق الاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا یشتغل به الذمة

وانه حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذه ولا اکله ولا التصرف فیه بوجه
من الوجوه (۴) پھر اس نذر کی مٹھائی وغیرہ کو تبرک سمجھ کر کھانا اور تقسیم کرنا حالانکہ اس کا
حرام ہونا اوپر کی عبارت بحر سے معلوم ہو گیا اس لئے اس کے حلال و تبرک سمجھنے میں
تو اندیشہ کفر کا ہے والعیاذ باللہ (۵) راگ باجہ وغیرہ جس کی حرمت و ممانعت پر احادیث
کثیرہ صراحۃً وارد ہوئی ہیں تفسیر روح المعانی میں آیت لہو الحدیث کے ذیل میں تعداد
کثیر ان روایات کی جمع کی گئی ہے فلیراجع نیز شیخ ابن حجر مکی کا رسالہ کف الرعاع عن
محرمات اللهو والسماع بھی اس موضوع میں کافی شافی ہے خود صوفیائے کرام کی ایک
جماعت کثیرہ نے بھی اس کو ناجائز فرمایا ہے ملاحظہ ہو رسالہ حقوق السماع حکیم الامۃ مولانا
التھانوی مدظلہ (۵) فاحشہ عورتوں کا گانا اور اجتماع جو بہت سے محرمات کا مجموعہ ہے
(۷) عام عورتوں کا قبروں پر جمع ہونا جس پر حدیث میں ارشاد ہے۔ لعن اللہ زوارات
القبور۔ (۸) قبروں کے مجاورین کا بیٹھنا جس کی ممانعت حدیث و فقہ کی معتبر کتب میں
منصوص ہے (۹) قبر کا طواف کرنا جو قطعاً حرام ہے۔ ملا علی قاری شرح مناسک باب زیارت
روضۃ القدس میں فرماتے ہیں ولا یطوف ای ولا یدور حول البقعۃ الشریفۃ لان الطواف
من مختصات الکعبۃ المنیفۃ یحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء انتہی۔ 92
(۱۰) سجدہ کرنا جو بقصد عبادت ہو کفر صریح ہے اور بلا قصد عبادت انتہائی درجہ کا گناہ کبیرہ
ہے۔ کما سیاتی تفصیلہ اگر تتبع کیا جاوے تو اس قسم کے سیکڑوں گناہوں کا مجموعہ ان
اعراس میں مشاہد ہو جائے گا۔ وفی ذلک کفایۃ لمن اراد الھدایۃ۔ اسی لئے جس وقت
سے اس قسم کے عرس کا رواج ہوا ہے اسی وقت سے علماء امت بلکہ خود صوفیائے کرام
جو محقق ہوئے ہیں اس سے منع کرتے رہے ہیں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ جو علاوہ
علوم ظاہرہ کے ماہر و علامہ ہونے کے خاندان نقشبندیہ میں حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ
کے خلفاء میں سے ہی ارشاد الطالبین میں فرماتے ہیں قبور اولیاء بلند کردن و گنبد براں ساختن
و عرس و امثال آں و چراغاں کردن ہمہ بدعت است بعض ازاں حرام و بعض مکروہ پیغمبر خدا
بر شمع افروزاں نزد قبر و سجدہ کنندگاں را لعنت گفتہ اور بریقہ شرح طریقہ محمدیہ صفحہ ۱۲۲ ج ۱
واقبح البدع عشرۃ وعد منها طعام المیت وایقاد الشموع علی المقابر والبناء علی
القبور وتزیینہ والبتوتۃ عندہ والتغنی والسماع واتخاذ الطعام للرقص واجتماع النساء

لزیارۃ القبور الخ۔ اور حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ محدث دہلوی مسائل اربعین میں
فرماتے ہیں۔ مقبرہ ساختن، و زعرس جائز نیست در تفسیر مظہری می نویسد لا یجوز ما یفعلہ
الجہال بقبور الاولیاء والشہداء من السجود والطواف حولہا واتخاذ السرج والمساجد
الیہا ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد و تسمونہ عرسا۔ اصول کی بات وہی ہے جو
امام مالکؒ نے فرمائی ہے مالم یکن یومئذٍ دینا لا یکون الیوم دینا۔ اس لئے جس
عبادت کی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین کے زمانہ میں اصل نہ ہو وہ عبادت
نہیں گمراہی ہے۔ رسالہ قشیری میں اکابر اہل طریق کے بہت اقوال اس کی تائید میں
لکھے گئے ہیں فلیراجع ثمہ ومثلہ فی مفتاح السنۃ للسیوطی صفحہ ۵۔

(۲) تفصیل مذکورہ سے ثابت ہوا کہ ایسا کرنے والے بدعتی اور سخت گناہگار ہیں (۳) غیر اللہ
کو سجدہ کرنا اگر بہ نیت عبادت ہو تو کفر صریح اور ارتداد محض ہے نعوذ باللہ منہ) اور اگر نیت
عبادت نہ ہو بلکہ قصد تعظیم معروف ہو تو ارتداد و کفر تو نہیں لیکن سخت تر گناہ اور قریب شرک کے
ہے۔ کذا قال ابن حجر المکی فی الاعلام بقواطع الاسلام علی ہامش الزواجر صفحہ ۲۲ ج ۲
وفی المواقف وشرحہا من صدق بما جاء بہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ومع ذلک سجد
۹۳ للشمس کان غیر مومن بالاجماع لان سجودہ لہا یدل بظاہرہ انہ لیس بمصدق
ونحن نحکم بالظاہر فلذلک حکمنا بعدم ایمانہ لان عدم السجود لغیر اللہ داخل فی
حقیقۃ الایمان حتی لو علم انہ لم یسجد لہا علی سبیل التعظیم واعتقاد الٰہیۃ بل سجد
لہا وقلبہ مطمئن بالایمان لم یحکم بکفرہ فیما بینہ وبین اللہ تعالی وان اجری
علیہ حکم الکافر فی الظاہر انتہی ثم قال نقلاً عن الروضۃ ولیس من ہذا ما یفعلہ
کثیر من الجہلۃ الظالمین من السجود بین یدی المشائخ فان ذلک حرام قطعاً بکل
حال سواء کان للقبلۃ او لغیرہا وسواء قصد السجود للہ او غفل وفی بعض صورہ
ما یقتضی الکفر عافانا اللہ تعالی من ذلک انتہی۔ فافہم انہ قد یکون کفراً بان قصد
بہ عبادۃ مخلوق او التقرب الیہ وقد یکون حراماً ان قصد بہ تعظیمہ او اطلق
یہی مضمون حضرت شاہ محمد اسحق صاحبؒ محدث دہلوی نے مائۃ مسائل کے مسئلہ ۲۲)
میں ذکر فرمایا ہے اور حلبی نے شرح منیہ کبیر میں کہا ہے حتی لو سجد لغیر اللہ یکفر۔
اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا انتہائی درجہ کا سخت گناہ ہے اور جو پیر اپنے

سامنے اس گناہ کو جاری رکھتے ہیں اگرچہ انکے پیر اللہ شریک گناہ ہیں اگر بالفرض لوگ اس کا
کہنا نہیں مانتے تو یہ پیر ہی کس کام کا ہے کم ازکم اس کو اون سے علیحدہ ہو جانا فرض ہے۔

الغرض ایسے پیروں سے بیعت کرنا حرام ہے جو حدود شرعیہ کی پروانہ کرتے ہوں
جیساکہ امام غزالی کی اپنی اکثر تصنیفات میں اور رسالہ قشیریہ۔ عوارف المعارف وغیرہ میں خود
ائمہ تصوف کے اقوال سے اس کو ثابت کیا گیا ہے۔ (۴) حضرت شاہ ولی اللہ نے القول الجمیل
میں پیر یعنی شیخ کامل کی چند شرطیں لکھی ہیں جو شخص ان شرائط کے ساتھ موصوف نہ ہو اوس کے
ہاتھ پر بیعت نہ کرنا چاہئے۔ بالخصوص جو شخص مرتکب امور مذکورہ فی السوال ہو۔ اور معاصی کا
مرتکب ہو اوس کے ہاتھ پر بیعت کرنا حرام ہے۔ ذالک کلہ ظاہر (۵) سجدہ تحیہ کے متعلق کی تفصیل
سے جو مسئلہ میں مذکور ہو چکی اتنی بات بالاجمال ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام ضرور ہے کفر
ہونے میں تفصیل ہے حرمت میں کوئی تفصیل نہیں۔ شیخ القدیر کی طرف اباحت کو منسوب کرنا
غلط محض ہے۔ (۶) بدعت لغت میں ہر نئے کام کو کہتے ہیں خواہ عادت ہو یا عبادت جن لوگوں
نے یہ معنی لئے ہیں اونہوں نے بدعت کی تقسیم دو قسم کیا کی ہے سیئہ اور حسنہ جن فقہاء
کے کلام میں محض بدعت کو حسنہ کہا گیا ہے وہ اسی معنے لغوی کے اعتبار سے بدعت ہیں ۹۴
ورنہ درحقیقت بدعت نہیں اور معنی شرعی بدعت کے یہ ہیں یا دین میں کسی کام کا زیادہ یا کم
کرنا جو قرن صحابہ تابعین کے بعد ہوا ہو اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اوس کے کرنے کی
اجازت منقول نہ ہو نہ قولاً نہ فعلاً نہ صراحۃً نہ اشارۃً۔ ھذا ملخص ما فی الطریقۃ المحمدیۃ
وھو اجمع ما رأیت من تعریف البدعۃ وان اردت التفصیل فراجعہ (بریقہ شرح
الطریقہ صفحہ ۱۲۸ جزو اول) پھر بدعت میں درجات ہیں بعض مکروہ کے درجہ میں ہیں بعض
حرام بعض شرک اور مصر علی البدعۃ بہرحال فاسق ہے اوس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے
کما فی الدر المختار وغیرہ وخلف مبتدع الخ (۷) جب ان چیزوں کا ترک اوس کے اختیار
میں ہے اور ترک نہیں کرتا بلکہ جماعت کو ترک کر دیتا ہے تو خواہ نیت ہو یا نہ ہو ثواب
جماعت نہ ہوگا البتہ جو معذور ہوں جیسے ابخرہ ذفر وغیرہ اون کے لئے بھی مناسب ہے
کہ جماعت میں شریک نہ ہوں تاکہ لوگوں کو ایذا نہ پہنچے ایسے لوگوں کو انشاء اللہ تعالے
جماعت کا ثواب گھر بیٹھے مل جائے گا۔ کما صرح بہ الفقہاء التفصیل فی رسالتی آداب المساجد

بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۸ ربیع الاولی سنہ ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۲۰ سوال۔ مسجد میں درگاہ ہے درگاہ پر روزانہ اور جمعرات کو روشنی ہوتی ہے۔ روشنی کیلئے تیل وغیرہ کا انتظام مسجد کی آمدنی سے اور اہل محلہ کی طرف سے ہوتا ہے صرف درگاہ کے لئے تیل اتنی کثیر مقدار میں جمع ہو جاتا ہے کہ تمام درگاہ کی روشنی میں خرچ نہیں ہو سکتا اگر باقی ماندہ تیل کو امام مسجد اپنے ذاتی مصارف کتب بینی وغیرہ میں استعمال کرے تو جائز ہے یا نہ۔

الجواب۔ قبروں پر چراغ جلانا جائز نہیں حدیث میں ہے لعن اللہ زوارات القبور والمتخذین علیہا السرج اسلئے جو تیل درگاہ کی روشنی کیلئے دیا جاتا ہے اوس کو اصل مزار پر جلانا چاہئے۔ البتہ اگر مزار کے متعلق حجرے ہوں یا راستہ پر روشنی کی ضرورت ہو وہاں جلایا جا سکتا ہے اور اگر کوئی مسجد درگاہ ہی کے متعلقات میں سے ہو تو اوس مسجد میں بھی یہ تیل جلایا جا سکتا ہے اسی طرح حجرہ امام اگر متعلقات درگاہ میں ہو تو اوس میں بھی جلا سکتے ہیں۔ ورنہ بلا اجازت مالک دوسری جگہ استعمال کرنا جائز نہیں اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ تیل بطور نذر مزار پر چڑھایا ہے تو کسی جگہ بھی اوس کا استعمال جائز نہیں کیونکہ غیر اللہ کے نام کی نذر حرام ہے اور اوس چیز کا استعمال بھی حرام ہے جس کی نذر کی گئی ہو۔ صرح بہ فی البحر الرائق من کتاب الندر۔ فقط۔ بندہ محمد شفیع غفرلہ ۲۹ ربیع الاولی ۳۵ھ

۹۵ نمبر ۱۲۱ سوال۔ جب کہ مسجد کے اندر حسب ضرورت کافی روشنی ہوتی ہے اور درگاہ کی روشنی کوئی فائدہ نہیں رکھتی روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں نیز جمعرات کے دن جو ختم درگاہ پر ہوتا ہے اس میں شرکت کرنے والا کیا حکم رکھتا ہے۔

الجواب۔ قبر پر چراغ جلانا حرام ہے کما مر۔ اور ختم قرآن میں اگر دوسری بدعات نہ ہوں تو شرکت میں مضائقہ نہیں۔ لیکن پھر بھی ترک اولی ہے کہ یہ چیزیں اگرچہ بالفعل بدعات نہ ہوں رفتہ رفتہ بدعات سے بھی آگے تجاوز کر جاتی ہیں۔ فقط بندہ محمد شفیع عفرلہ

نمبر ۱۲۲ سوال۔ بزرگان دین کے جو مزار ہیں انکی فاتحہ خوانی بجائز و ناجائز دونوں طرح ہو رہی ہے فاتحہ خوانی کے لئے مزاروں پر حاضر ہونے کو واجب اور فرض سمجھا گیا ہے۔ ایصال ثواب ہر جگہ سے ہو سکتا ہے یا مزاروں پر جانا ضروری ہے نیز اس طریقہ سے دعا کرنا کہ یا حضرت آپ اللہ کے دوست ہیں اور اوس کے مقبول بندے ہیں آپ خدا سے میرے لئے دعا کیجئے کہ خدا مجھے مقصد میں کامیاب کرے یہ دعا جائز ہے یا نہیں۔ مزاروں پر عرس ہوتے ہیں ان میں شرکت کرنا کیسا ہے "

الجواب۔ ایصال ثواب کے لئے قبر پر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہر جگہ سے پہنچتا ہے۔ البتہ قبر پر جانے سے دوسرے فوائد ہیں عامہ مومنین کی قبروں پر جانے سے عبرت اور اعزاء و اقربا کی

قبروں پر عبرت کے ساتھ ادائے حق بھی اور بزرگوں کی قبروں پر اس کی ساتھ برکات بھی۔ دعاء میں صاحب قبر کو خطاب نہ کرنا چاہئے بلکہ یوں دعا کرے تو مضائقہ نہیں کہ یا اللہ فلاں مقبول بندے کے طفیل سے ہمارا کام کر دے۔

نمبر ۱۲۳ سوال۔ زید سنتا ہے کہ فلاں بزرگ کی درگاہ نہایت عالیشان ہے اس کو سُن کر وہ سفر طے کر کے درگاہ کے دیکھنے کو جاتا ہے یہ جانا کیسا ہے۔

الجواب۔ اگر وہاں بدعات و منکرات میں مبتلا نہ ہو تو جائز ہے۔

نمبر ۱۲۴ سوال۔ زید کہتا ہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو فلاں بزرگ کی درگاہ پر چادر چڑھاؤں گا اور وہاں بنام خدا نیاز کروں گا یہ کیسا ہے۔ اگر زید کا کام حسب منشاء ہو جائے تو چادر چڑھانا اوس پر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب۔ چادر قبر پر چڑھانا خود بھی ناجائز ہے اور نذر اس کی کرنا دوسرا گناہ ہے۔ اور یہ نذر صحیح بھی نہیں ہوئی۔

نمبر ۱۲۵ سوال۔ مولود شریف جو مروجہ طریقہ سے ہوتا ہے کیا حکم رکھتا ہے مولود میں قیام جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ ناجائز ہے اور اگر بدعات و تعینات مروجہ سے خالی ہو تو جائز ہے۔ ۹۶

نمبر ۱۲۶ سوال۔ شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی گیارہویں ایصال ثواب کے لئے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ ایصال ثواب جائز ہے بشرطیکہ گیارہویں کی تخصیص نہ کرے۔

نمبر ۱۲۷ سوال۔ بزرگوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لئے کھانا مزاروں پر بھیجا جاتا ہے جائز ہے یا نہیں۔ اگر مکان میں فاتحہ دلا کر ایصال ثواب کر دیا جائے تو کیا ثواب کم ہوتا ہے جیسے اکثر لوگوں کا مقولہ ہے کہ نیاز قبول نہیں ہو سکتی جب تک مزاروں پر نہ بھیجی جائے۔

الجواب۔ مزار پر بھیجنا فضول اور لایعنی حرکت ہے۔ ہر جگہ سے ایصال ثواب ہو سکتا ہے۔ اور اگر یہ عقیدہ ہے کہ اس کے بغیر ثواب ہی نہ پہنچے گا۔

نمبر ۱۲۸ سوال۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی فاتحہ خوانی جو عشرہ محرم میں ہوتی ہے اس کے لئے کیا حکم ہے نیز ان کا ذکر شہادت پڑھنا کیسا ہے

الجواب۔ ایصال ثواب یا ذکر شہادت کے لئے عشرہ محرم کی تخصیص لغو اور بدعت ہے۔ بلا تعین کبھی کسی وقت .... کر دے تو جائز اور ثواب عظیم ہے فقط بندہ محمد شفیع عفرلہ ۲۹ ربیع الاولیٰ ۳۵ھ

کشف الظنون عن حکم الخط و التلفون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاستفتاء

تار ٹیلیفون۔ خط۔ وائرلیس وغیرہ جدید آلات کے ذریعہ رویت ہلال کی خبر کا کیا حکم ہے اور آجکل کے زمانہ کے متعلق حضور والا اور علماء دیوبند کا کیا فتویٰ ہے اور جدید آلات کی خبر کو معتبر مانا جاوے یا نہیں اگر مانا جاوے تو کس وجہ سے اور اگر نہیں تو کیوں؛

الجواب۔ اصل مسئلہ کے جواب سے پہلے چند امور بطور مقدمہ سمجھ لینا ضروری ہے اس کے بعد سوالات کا جواب آسان ہوگا؛

اول۔ شریعت مقدسہ کی رو سے شہادت اور خبر جداگانہ چیز ہے اور ہر دو کیواسطے الگ الگ شرائط و احکام ہیں؛

دوم۔ شہادت کے لئے تمام وہ شرائط ہیں جو کتاب الشہادۃ میں مصرح ہیں کہ (۱) نصاب شہادت دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ہوں (۲) اور یہ سب ثقہ ہوں فاسق نہ ہوں۔ (۳) اور مجلس قاضی میں (۴) لفظ شہدا کے ساتھ بیان کریں (کما فی عامۃ کتب الفقہ) (۵) شاہد خود حاکم کے سامنے ہوں پس پردہ نہو۔ کما یستفاد من کلام الفقہاء فی باب الشہادۃ ولفظ الزیلعی فی شرح الکنز۔ ولو سمع من وراء الحجاب لا یسعہ ان یشہد لاحتمال ان یکون غیرہ اذ النغمۃ تشبہ النغمۃ۔ زیلعی شرح کنز صفحہ ۲۱۲ ج ۴ (قلت ہذہ العبارۃ وان کان سیاقہا فی تحمل الشہادۃ الا ان اعتبارہا فی اداء الشہادۃ ایضاً ظاہر لاشتراک العلۃ۔ ۱۲ محمد شفیع غفرلہ۔) اور خبر کے لئے امور دینیہ کے بارہ میں یہ

یہ شرط ہے کہ خبر دینے والا مسلمان ہو اور عادل ہو لما فی الباب الاول من کراھیۃ العالمگیریۃ خبر الواحد یقبل فی الدیانات کالحل والحرمۃ والطہارۃ والنجاسۃ اذا کان مسلماً عدلاً ذکراً او انثیٰ حراً او عبداً محدوداً او لا ولا یشترط لفظ الشہادۃ والعدد کذا فی الوجیز للکردری وھکذا فی محیط السرخسی والہدایہ ولا یقبل قول الکافر فی الدیانات الخ (عالمگیری مصری ص ۳۲ ج ۵) البتہ اگر کوئی مسلمان مستور الحال ہو کہ نہ اسکی عدالت و ثقاہت معلوم ہو اور نہ اس پر کوئی علامت فسق کی ہو تو اس کا قول بھی اس قسم کی خبر میں معتبر ہو جاوے گا لما فی مطلب رویۃ الہلال من الدر المختار وقبل بلا دعوی وبلا لفظ اشہد وبلا حکم ومجلس قضاء لانہ خبر لاشہادۃ لصوم مع علۃ کغیم وغبار خبر عدل او مستور علی ما صحح البزازی علی خلاف ظاہر الروایۃ انتہی قال الشامی وکذا صحح فی المعراج والتجنیس وقال وھو روایۃ الحسن وبہ اخذ الحلوانی ومشی علیہ فی نور الایضاح واقول ان ظاہر الروایۃ ایضاً الخ شامی ص ۹۸ ج ۲۔

سوم تفصیل مذکور سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ جن صورتوں میں ثبوت ہلال کے لیے شہادت کی ضرورت ہے وہاں اشیاء مذکورہ تار، ٹیلیفون، خط، گراموفون، وائرلیس وغیرہ آلات جدیدہ کے ذریعہ آنے والی خبریں ثبوت ہلال کے لیے کافی نہ ہوں گی کیونکہ شہادۃ کی شرائط ان میں قطعاً موجود نہیں ہیں۔ البتہ جن صورتوں میں ثبوت ہلال کے لئے محض خبر کافی ہے شہادت کی ضرورت نہیں ہے وہاں ان آلات کی خبر معتبر ہو سکتی ہے جن میں قبول خبر کی شرائط مذکورہ موجود ہوں اور شرائط مذکورہ میں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ امور دینیہ میں قبول خبر کے لئے مخبر کا مسلمان ہونا اور عادل یا کم از کم مستور الحال ہونا یعنی فاسق نہ ہونا شرط ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ امور دینیہ میں سے ہے اور لاسلکی پیغام (وائرلیس) اور تار (ٹیلیگراف) میں کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ جس سے یہ تیقن ہو جائے کہ تار دینے والا مسلمان ہے یا کافر اور فاسق ہے یا عادل۔ اسلئے معلوم ہوا کہ وائرلیس اور ٹیلیگراف کی خبریں اُس صورت میں بھی ثبوت ہلال کے لئے کافی نہیں جس میں صرف خبر قبول کی جا سکتی ہے اب خط اور ٹیلیفون کا معاملہ غور طلب ہے۔ ٹیلیفون تو جدید آلہ ہے اس لئے اس کا صریح حکم تو ظاہر ہے کہ کتب فقہ میں نہیں مل سکتا ہے۔ لیکن خط ایسی چیز ہے کہ ہر زمانہ اور ہر قرن میں رسل و رسائل اور خبر کا ذریعہ رہا ہے اور ٹیلیفون کا حکم بھی اُسی کے حکم پر قیاس کر کے معلوم ہو سکتا ہے اس لئے پہلے خط کے اعتبار و عدم اعتبار کی تحقیق ہونا ضروری ہے؛

نمبر چہارم (در اعتبار و عدم اعتبار خط) اس پر سب کا اتفاق ہے کہ شہادت کے لئے خط کسی حال میں اور کسی جگہ کافی نہیں ہے بجز اس کے کہ کتاب القاضی الی القاضی کے طریق پر لکھنے والا خط کا دو شاہدوں کے سامنے لکھ کر ان کے حوالہ کرے اور یہ دو شاہد دوسرے شہر کے قاضی کے پاس یہ خط پیش کریں اور گواہی دیں کہ ہمارے سامنے یہ خط لکھا ہے تو یہ خط اصل واقعہ کے متعلق ایک شاہد کے قائمقام ہو جاوے گا در مختار وغیرہ کی عبارت ذیل کا یہی مطلب ہے۔ وفی الاشباہ لایعمل بالخط الا فی مسئلۃ الامان ویلحق بہ البراءۃ ودفتر بیاع وصراف وسمسار وجوزہ محمد لراو وقاض وشاهد ان یتقن بہ قیل وبہ یفتی (در مختار) قال الشامی قولہ ان یتقن بہ ای بانہ خط من یروی عنہ فی الاول وبانہ خط نفسہ فی الآخرین (وقولہ وبہ یفتی) قال فی خزانۃ الاکمل کما اجاز ابو یوسف العمل بالخط فی الشاهد والقاضی والراوی اذا رأی خطہ ولم یتذکر الحادثۃ قال فی العیون والفتوی علی قولهما اذا تیقن انہ خطہ سواء کان فی القضاء والروایۃ او الشهادۃ علی الصك وان لم یکن الصك فی ید الشاهد لان الغلط نادر واثر التغییر یمکن الاطلاع علیہ وقلما یشتبہ الخط من کل وجہ فاذا تیقن جاز الاعتماد علیہ توسعۃ علی الناس اھ حموی لکن سیذکر الشارح فی الشهادات قبیل باب القبول ما لفظہ وجوازہ لو فی حوزہ وبہ ناخذ بحر عن المنتقی۔ وهذا ما اختارہ المحقق ابن الهمام هناك وسیاتی تمامہ انشاء اللہ (شامی ص۳۹ ج۴) قال الشامی تحت قول الدر دفتر بیاع وصراف وسمسار فالظاهر ولایلزم من هذا ان یعمل بکتابت فی الذی لہ کما لایخفی خلافاً لمن فہم منہ ذلك ویجب تقییدہ ایضاً بما اذا کان دفترہ محفوظاً عندہ فلو کانت کتابتہ فی ما علیہ فی دفتر خصمہ فالظاهر انہ لایعمل خلافاً لما بحثہ ط لان الخط مما یزور وکذا لو کان لہ کاتب والدفتر عند الکاتب لاحتمال کون الکاتب کتب ذلك علیہ بلا علمہ فلا یکون حجۃ علیہ اذا انکرہ او ظهر ذلك بعد موتہ وانکرتہ الورثۃ (شامی باب کتاب القاضی الی القاضی ص۳۰۹ ج۴) وتفصیل حکم کتاب القاضی الی القاضی بمالہ وعلیہ مصرح فی الدر المختار مع الشامیہ ص۳۸۲ ج۴)۔ عبارت مرقومہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دیانات میں خط بدرجہ خبر معتبر ہے بشرطیکہ مکتوب الیہ صاحب خط کو پہچانتا ہو کہ وہ عادل ہے۔ اور پھر اس کے خط کو دیکھ کر یہ بھی شناخت کرے کہ یہ خط اسی کا ہے۔ تو بدرجہ خبر اس پر عمل کرنا جائز ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم کا عمل متواتر اس کے لئے حجت کافیہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ملوک حجاز وعراق وروم وشام وغیرہ کے پاس خطوط بھیجے اور عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے لئے کچھ احکام شرعیہ لکھوائے اور باتفاق صحابہ ان احکام مکتوبہ کو معمول بہا سمجھا گیا اسی طرح خلفاء راشدین بذریعہ خطوط بہت سے احکام مختلف بلاد میں بھیجتے تھے اور وہاں کے قضاۃ وحکام اس پر عمل کرنا ضروری سمجھتے تھے لیکن یہ سب دربارہ دیانات بدرجہ خبر ہوتا تھا اور وہ بھی اسی شرط پر کہ مکتوب الیہ کو اس خط کی یقینی طور پر شناخت ہو جاوے اور جہاں شہادت کی ضرورت پڑتی ہے تو اس خط پر دو شاہد قائم کر کے اُن کو بھیجا جاتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ جن اُمور میں خبر کافی ہے وہاں خط کا اعتبار معاملہ دیانات میں دو شرطوں کی ساتھ جائز ہے۔ اول یہ کہ خط لکھنے والا مسلمان عادل ہو فاسق نہ ہو دوسرے یہ کہ مکتوب الیہ اس کے خط کو پوری طرح پہچانتا ہو اور اس کا اطمینان ہو جاوے کہ یہ خط اسی کا ہے دربارہ خط اس تفصیل کے بعد ٹیلیفون کے مسئلہ پر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا درجہ خط سے بھی کم ہے کہ اول تو اس کی آواز کا پہچاننا ہر شخص کے لئے آسان نہیں ہے جیسا کہ عام اہل تجربہ سے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا پھر اگر پہچان ہو بھی جائے تو اُس میں اشتباہ کے مواقع بہ نسبت خط کے زیادہ ہیں۔ خط میں تو مکرر سہ کرر نظر کر کے یا دوسروں کو دکھلا کر کوئی فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور ٹیلیفون کی خبر محض ایک ہوا ہے جو ایک مرتبہ صادر ہو کر ختم ہو جاتی ہے نہ دوسروں کو سُنایا جا سکتا ہے نہ خود اس پر مکرر غور کرنے کا موقع ملتا ہے تاہم اگر کسی شخص کو کافی طور سے ٹیلیفون کے ذریعہ آنے والی خبر کی شناخت پر اطمینان ہو جاوے تو وہ بھی بحکم خط ہو سکتی ہے؛

مُبحم اگر مطلع غبار آلود ہے تو ہلال رمضان بالاتفاق خبر کے ذریعہ سے ثابت ہو سکتا ہے شہادت کی ضرورت نہیں ہے نہ عدد شہادت ضروری ہے اور نہ مجلس قاضی اور نہ لفظ اشہد خواہ دار الاسلام میں ہو یا دار الحرب میں کوئی والی وحاکم مسلم وہاں موجود ہو یا نہ ہو محض ایک ثقہ آدمی کی خبر سے ابر وغبار کی حالت میں ہلال رمضان المبارک ثابت ہو سکتا ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو جم غفیر کی شہادت ضروری ہے اور قول مفتی بہ کی رو سے ایک یا دو عادل وثقہ آدمی کا قول بھی اس صورت میں قبول کیا جا سکتا ہے جب کہ یہ شخص کہیں شہر سے باہر جنگل یا گاؤں وغیرہ میں دیکھ کر آیا ہو اور ہلال عید الفطر وعید الضحیٰ کے لئے شہادت کا نصاب ضروری ہے یعنی دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ہوں اور سب ثقہ ہوں اور مجلس قاضی میں آکر بلفظ اشہد

گواہی دے اور اگر مطلع صاف ہو تو رمضان کے لئے بھی اور عیدین کے لئے بھی جم غفیر کی شہادت شرط ہے اور دلیل اس کل مضمون کی عبارت ذیل ہے قال العلامۃ الشامی فی رسالۃ تنبیہ الغافل والوسنان علی احکام ہلال رمضان فی مجموعۃ الرسائل صفحہ ۲۳۲) قال علماءنا الحنفیۃ فی کتبہم یثبت رمضان برؤیۃ ہلالہ وبکمال عدۃ شعبان ثم اذا کان فی السماء علۃ من نحو غیم او غبار قبل لہلال رمضان خبر واحد عدل فی ظاہر الروایۃ او مستور علی قول مصحح لا ظاہر الفسق اتفاقا سواء جاء ذلک المخبر من المصر او من خارجہ ولو کانت شہادتہ علی شہادۃ مثلہ او کان قنا او انثی او محدودا فی القذف تاب فی ظاہر الروایۃ لانہ خبر دینی فاشبہ روایۃ الاخبار ولہذا لا یشترط لفظ الشہادۃ ولا الدعوی ولا الحکم ولا مجلس القضاء وشرط لہلال الفطر مع علۃ فی السماء شروط الشہادۃ لانہ تعلق بہ نفع العباد وہو الفطر فاشبہ سائر حقوقہم فاشترط لہ ما اشترط لہا من العدد والعدالۃ والحریۃ وعدم الحد فی القذف وان تاب ولفظ الشہادۃ والدعوی علی خلاف فیہ الا اذا کانوا فی بلدۃ لا حاکم فیہا فانہم یصومون فیہ بقول ثقۃ ویفطرون بقول عدلین للضرورۃ وہلال الاضحی وغیرہ کالفطر۔ واذا لم یکن فی السماء علۃ اشترط لہلال رمضان والفطر جمع عظیم یقع العلم الشرعی وہو غلبۃ الظن بخبرہم (الی قولہ) وہذا ظاہر الروایۃ (ثم قال) ان ہذا اذا کان الذی شہد بذلک فی المصر اما اذا جاء من مکان آخر خارج المصر فانہ تقبل شہادتہ ای الواحد اذا کان عدلا ثقۃ لانہ یتفق فی الرؤیۃ فی الصحاری ما لا یتفق فی الامصار لما فیہ من کثرۃ الغبار وکذا اذا کان فی المصر موضع مرتفع اھ۔ قال الشامی اقول وہذا التفصیل قول الطحاوی قال فی الذخیرہ وہکذا ذکر فی کتاب الاستحسان وذکر القدوری انہ لا یقبل شہادتہ فی ظاہر الروایۃ وذکر الکرخی انہا تقبل وفی الاقضیۃ صحح روایۃ الطحاوی واعتمد علیہا انتہی وکذا اعتمدہا الامام ظہیر الدین والمرغینانی وصاحب الفتوی الصغری کما فی مدارج الفتاح عن معراج الدرایۃ (اقول) وہذا وان کان خلاف ظاہر الروایۃ فینبغی ترجیحہ فی زماننا تبعا لہؤلاء الائمۃ الکبار الذین ہم من اہل الترجیح۔ والاختیار (مجموعۃ الرسائل ابن عابدین صفحہ ۲۲۵)

ششم۔ علامہ شامی کی عبارت مذکورہ مقدمہ پنجم سے واضح ہوا جس جگہ والی مسلم ہو جو نہ ہو جو باقاعدہ شہادات لیکر حکم کر سکے وہاں ہلال عیدین کے لئے بھی شہادت کی ضرورت نہیں ہے لیکن عبارت مذکورہ سے یہ بات واضح نہ ہوئی کہ ایسے مقامات میں شہادت کی صرف وہ شرائط ساقط ہوں گی جو قاضی پر موقوف ہیں مثلاً لفظ اشہد اور مجلس قاضی وغیرہ یا تمام شرائط شہادت ساقط ہوں گے اور ہلال فطر ایسے مواضع میں بحکم ہلال رمضان ہو جاوے گا اور باوجود تتبع اور تلاش کے اس کے متعلق کوئی نص صریح کتب فقہ میں نظر میں نہیں آئی لیکن عبارات فقہاء سے قرائن اُس کے مستفاد ہوتے ہیں کہ ایسے مقامات میں شرائط شہادت کا سقوط چونکہ ضرورت کی بناء پر ہے تو اس کا حکم بقدر ضرورت ہی جاری ہو گا اس لئے وہ شرائط جن کا تعلق قاضی یا مجلس قاضی سے نہیں مثلاً عدد کامل ہونا۔ عادل ہونا حر ہونا غیر محدود فی القذف ہونا اُس کی سامنے حاضر ہونا وغیرہ۔ اس صورت میں ساقط نہ ہوں گے۔ مثلاً ایک قرینہ تو اس کا یہی ہے جو شامی کی عبارات مذکورہ میں گذر گیا کہ ہلال رمضان اور ہلال فطر میں ایسے مقامات کے لئے بھی ایک فرق کا لحاظ رکھا گیا کہ رمضان میں ایک شخص کی خبر کافی پائی گئی اور ہلال فطر میں دو آدمیوں کی خبر ضروری قرار دی ہے جو ایک شرط ہے شرائط شہادت میں سے دوسرا قرینہ بحر الرائق کی عبارت ہے ولفظہ فیشترط فیہ ما یشترط فی سائر حقوقہم من العدالۃ والحریۃ والعدد وعدم الحد فی القذف ولفظ الشہادۃ والدعوی علی خلاف فیہا ان امکن ذلک والا فقد نقل مرانہم لو کانوا فی بلدۃ لاقاضی فیہا ولا والی فان الناس یصومون فیہا بقول ثقۃ ویفطرون باخبار العدلین (بحر الرائق) کیونکہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صرف غیر ممکنہ شرائط کو ساقط کیا جاوے گا۔

ہفتم۔ ہمارے بلاد میں جن میں کوئی باقاعدہ قاضی یا والی مسلم نہیں ہے مگر ہلال رمضان وعید کے بارے میں عادۃً وہ کسی عالم یا جماعت علماء کو اپنا حکم فیصلہ کن فیصلہ کن سمجھتے ہیں اور اُن کے قول کو بلا خلاف تسلیم کرتے ہیں وہ کس قاعدے کے ماتحت میں داخل ہوں گے کیا ان علماء کو اس خاص معاملہ میں بمنزلہ قاضی قرار دیکر شہادت کی ضرورت ہوگی یا عدم قاضی و والی کا حکم جاری ہو گا۔ تو مقتضائے احتیاط اس باب میں پہلی صورت معلوم ہوتی ہے۔ پس ایسے مواقع پر شہادت کا لفظ استعمال کیا جاوے۔

تنبیہ۔ تار۔ اور لاسلکی پیغام کی خبر کے مطلقاً اور ٹیلیفون وغیرہ کی خبر کے بعض

معاملات میں شرعاً غیر معتبر ہونے پر بعض جدید الخیال حضرات یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ آجکل تمام دنیا کے کاروبار انہیں چیزوں کی خبروں پر دائر ہیں کروڑوں روپیہ کا بیوپار اسی کے ذریعہ ہوتا ہے اور سب کاموں میں ان اعتبار کیا جاتا ہے پھر شرع شریف کا ان کو غیر معتبر ٹھہرانے کی حکمت معلوم نہیں ہوتی اس کا ایک اصولی جواب تو یہ ہے کہ آسمانی شریعت دنیوی رسوم و رواج کے تابع نہیں اور یہ ضروری نہیں کہ جس چیز یا جس شخص کا اعتبار عام طور پر کیا جاتا ہو۔ شریعت مطہرہ بھی اُسے معتبر تسلیم کرے۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ آجکل عام طور پر سرکاری عہدہ داروں اور زمینداروں کی بات کو اسقدر معتبر سمجھا جاتا ہے کہ معمولی حیثیت کا آدمی خواہ کتنا ہی سچا اور ثقہ ہو اُس کا قول ان لوگوں کے مقابلہ میں کوئی اثر نہیں رکھتا؛

حالانکہ ان لوگوں کی غلط بیانی رشوت خواری وغیرہ کے واقعات سے بھی کوئی شخص ناواقف نہیں ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ اگر دنیا ایک غلط راستہ پر پڑ جائے تو آسمانی شریعت تو اس راستہ پر نہیں پڑ سکتی؛

دوسرا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں کی تقلید اور اُسوہ کو مایۂ ناز سمجھا جاتا ہے وہ بھی ان چیزوں کی خبروں کا پورا اعتبار نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ شہادت کے موقع پر نہ کسی خط کا بغیر زبانی شہادت کے اعتبار کیا جاتا ہے اور نہ کسی تار اور وائرلیس کا کہیں نہیں سُنا گیا کہ کوئی شاہد اپنی شہادت ان چیزوں کے ذریعہ ادا کرتا ہو اور عدالت اُس کو قبول کرے اسی طرح سنگین معاملات میں کبھی محض تار یا وائرلیس کی بلکہ ٹیلیفون کی خبر پر بھی اعتماد نہیں کیا جاتا شریعت مطہرہ کی نظر میں صوم و افطار کے مسائل بھی چونکہ بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں اس لئے ان میں ایسی چیزوں کا اعتبار نہ کرنا کیا مستبعد اور کیوں محل تعجب ہے۔

واللہ تعالیٰ والمستعان وعلیہ التکلان

جواب سوال۔ مقدمات مذکورۃ الصدر سے سوالات مندرجہ استفتاء کے جواب میں امور ذیل حاصل ہوئے

(الف) وائرلیس یعنی لاسلکی پیغام اور ٹیلیگراف (تار) کی خبروں کا ثبوت ہلال وغیرہ امور دینیہ میں کسی حال کوئی اعتبار نہیں نہ شہادت کے درجہ میں آسکتے ہیں نہ خبر شرعی کے اور نہ اُن سے ہلال رمضان ثابت ہو سکتا ہے نہ ہلال عیدین جیسا کہ مقدمہ سوم میں معلوم ہو چکا ہے اگر بہت سے تار ایک شہر سے وصول ہوں تو وہ بھی خبر مستفیض کے حکم میں نہونگے

جیسا کہ مقدمہ دوم میں علامہ شامی نے بحوالہ رحمتی خبر مستفیض کی تعریف میں تبلایا ہے کہ آج تک شائع کنندہ کا علم نہ ہو کہ کون ہے اس وقت تک اُس کا اعتبار نہ ہوگا اور ظاہر ہے کہ وائرلیس اور تار میں اُس کے علم کا کوئی معتد بہ ذریعہ نہیں ہے؛

(ب) خط کی اگر بخوبی شناخت ہو جاوے کہ فلاں شخص کا لکھا ہوا ہے اور وہ خط لکھنے والا مسلمان عادل یا مستور الحال ہو تو ہلال رمضان میں خط کی خبر معتبر ہے؛

اور ٹیلیفون کے ذریعہ جو خبر موصول ہو اگر اس میں سننے والوں کو خبر دینے والوں کی آواز پوری طرح شناخت میں آجاوے اور یہ یقین ہو جاوے کہ اُسی شخص کی آواز ہے تو خط پر قیاس کر کے ہلال رمضان میں اس پر عمل کرنے کی گنجائش ہے بشرطیکہ خبر دینے والا فاسق یا کافر نہ ہو اور اگر آواز میں کچھ تردد ہے تو جائز نہیں لیکن ٹیلیفون میں بہ نسبت خط کے تردد و اشتباہ زیادہ ہے اس لئے اُس میں ایک پر اکتفا نہ کیا جاوے بلکہ جب متعدد مقامات سے بذریعہ ٹیلیفون دریافت کر کے اطمینان حاصل نہ ہو جائے تب عمل کریں؛

(ج) ہلال عید وغیرہ کا ثبوت خط اور ٹیلیفون سے نہیں ہو سکتا اگرچہ آواز پہچان لی جاوے کیونکہ اس میں شہادت کی ضرورت ہے جیسا کہ شامی کی عبارت مندرجہ مقدمہ پنجم سے معلوم ہوا اور یہ خبریں شہادت کے لئے کافی نہیں ہیں جیسا کہ مقدمہ دوم میں ثابت ہوا؛

خلاصہ جواب تار اور وائرلیس کی خبر نہ ہلال رمضان میں معتبر ہے اور نہ ہلال عیدین وغیرہ میں اور خط اور ٹیلیفون کی خبر پر ہلال رمضان میں اس شرط کے ساتھ اعتماد جائز ہے کہ لکھنے والے کا خط اور کہنے والے کی آواز پوری طرح پہچان لی جاوے اور یہ لکھنے والا عادل ثقہ یا مستور الحال ہووے اور ٹیلیفون میں یہ بھی لحاظ رکھا جاوے کہ ایک خبر پر اعتماد نہ ہو بلکہ دو تین جگہ سے خبر آنے پر اعتبار کیا جائے (کما علم من الفرق بین الخط والتلیفون فی الفقرۃ ب)

ب عیدین میں ان شرطوں کے باوجود بھی خط اور ٹیلیفون پر اعتماد جائز نہیں؛

الغرض ہلال رمضان کے علاوہ کسی ہلال میں ان آلات جدیدہ کی خبروں پر اعتماد جائز نہیں ہے اور ہلال رمضان میں بھی شرائط مذکورہ کیساتھ خط اور ٹیلیفون پر اعتماد کرنیکی گنجائش ضرور ہے مگر اسمیں بھی احتیاط اولیٰ ہے؛ فقط

کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ
خادم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند
رجب سنہ ۵۵ھ

مضمون	صفحہ	کتاب یاباب
ناموس لقبول نی ظل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۱	ایمان وعقائد
تفویض کے رد کے بعد ان الفاظ میری جانب سے تو طلاق ہی ہی ہے اب مجھے بالکل غیر سمجھو جسطرح غیروں سے پردہ کیا جاتا ہے مجھسے کرو) طلاق ہوئی یا نہیں۔	۴۳	(طلاق باب التفویض)
حیات عیسیٰ علیہ السلام پر چند سوالات	۴۴	ایمان وعقائد
آمین بالجہر کہنے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں	۴۷	باب صفت الصلوٰۃ
مسجد کے کسی حصہ کو مسجد سے نکالنا جائز نہیں اگرچہ مصالحہ مسجد ہی سے متعلق ہو۔	۴۸	کتاب الوقف
عشرہ محرم میں تعزیہ داری کے متعلق مسائل	۴۹	ایمان وعقائد
مکان جو تجارت کے لئے نہ ہو اُسپر زکوٰۃ نہیں	۵۰	زکوٰۃ
بحالت صوم انجکشن کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا	〃	صوم
مرزائی اگر جماعت میں شریک ہو جائے تو نماز مکروہ نہیں۔	۵۱	صلوٰۃ
بھول کر تیسری رکعت میں بیٹھنے سے فوراً لقمہ دیا جائے تو تکبیر کہکر کھڑا ہو یا نہیں	〃	〃
سونے کے کانٹے استعمال کرنا کیسا ہے	〃	لباس
مدت نفاس میں جو خون آئے وہ نفاس ہے	۵۲	طہارۃ حیض
دس دن خون آئے وہ حیض چاہے عادت کچھ اگر اس سے زیادہ ہو جائے تو عادت پر لوٹا جائیگا	〃	〃
قعدہ اولی میں بجائے التحیات کے الحمد پڑھنے سے نماز صحیح ہے یا نہیں۔	〃	صلوٰۃ
نوٹ خراب ہونے کی صورت میں اُسکا بازار میں چلا دینا جائز ہے یا نہیں۔	۵۳	خطر واباحت
سات آدمی ایک گائے میں شریک ہو کر عقیقہ کریں تو جائز ہے یا نہیں۔	〃	اضحیہ
فارغ خطی کے شرائط محررہ کے خلاف کرنے سے والدین طلاق کا نفاذ کر سکتے ہیں یا نہیں۔	〃	طلاق
سرکہ کی حلت پر دلائل	۵۴	اکل
اگر کوئی شخص دوسرے پر سانپ پھینکدے اور آدمی اُس کے کاٹنے سے مرجائے تو دیت آئیگی یا نہیں	〃	معاقل
اب ہم ہندہ سے تعلق نہیں رکھیں گے اس لفظ سے طلاق ہوئی یا نہیں۔	۵۵	طلاق
مال غیر کو صدقہ کرنا بلا اس کی اجازت تاوان کو لازم کرتاہے یا نہیں	〃	ضمان
نابینا کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔	۵۶	صلوٰۃ باب الجماعت
بے حجاب پھرنے والی عورت کے شوہر کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔	۵۷	صلوٰۃ باب الجماعت
کافر کی شراب مسلمان آدمی اپنے موٹر پر لاد سکتا ہے یا نہیں	〃	اجارۃ
بیوی کا نفقہ خاوند نابالغ کے ذمہ بھی واجب ہے	۵۸	نفقہ
یہود ونصاریٰ کا مذبوحہ جبکہ بسم اللہ نہ پڑھے	〃	ذبائح
عادت تثویب کی کراہت	۵۹	صلوٰۃ۔ اذان
مانع حمل دوا کا استعمال خاوند کی اجازت سے	۶۱	نکاح۔ باب نکاح الرقیق
مسجد کی جگہ بدلکر دوسری جگہ مسجد بنانا جائز نہیں۔	〃	وقف
سرخ عمامہ باندھنا	〃	لباس
کھانے پر فاتحہ دینا بدعت ہے۔	۶۲	کتاب الاکل
بکری کی جیر کنوئیں میں گرنے کا حکم	〃	طہارۃ
تحقیق واقعہ فدک	〃	ایمان وعقائد
قصہ قلم دوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیق	۶۳	〃
اہل سنت والجماعت کے امام کتنے ہیں اسکی تحقیق	〃	〃
شروط اقرارنامہ کے خلاف کرنے سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔	۶۴	طلاق
ایک جگہ ناطہ کردینے کے بعد اسکو بلاوجہ توڑ دینا گناہ ہے نکاح نہیں ہوا۔	〃	نکاح
ایک عورت آریہ ہوکر آریہ سے نکاح کرنے کے بعد مسلمان ہوگئی تو اب مسلمان سے اُس کا نکاح بعد انقضا عدت ہو سکتا ہے۔	۶۵	〃
ہندوستان کی زمینوں پر عشر نہیں	۶۶	زکوٰۃ۔ عشر
نماز استسقاء کے بعد دعا میں ہاتھ اولٹا کرکے مانگنا سنت ہے۔	〃	صلوٰۃ استسقاء
طلاق رجعی کی عدت کے اندر رجعت کرلی تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔	۶۷	طلاق
بلوغ سے پہلے لڑکی کی پرورش ماں کا حق ہے اور نکاح والد کا حق۔	〃	
ہندؤں کا جائز مقابلے کے وقت مسلمانوں کی امداد نہ کرنا گناہ ہے		جہاد
مگر گنہگار مسلمان کی بھی نماز جنازہ پڑھنا فرض ہے		صلوٰۃ۔ جنائز
جرمانہ مالی کی سزا جائز نہیں	۶۹	کتاب الحدود
اگر لڑکی کا کوئی عصبہ نہ ہو تو اُس کی ولی نکاح ماں ہے	۷۰	
مسائل متعلقہ آمین۔	۷۱	صلوٰۃ
زوجہ کی بہن سے زنا کیا تو زوجہ حرام نہیں ہوتی	۷۱	نکاح فصل فی المحرمات
جو روپیہ کسی شخص کے ذمہ قرض ہو اُسکی زکوٰۃ کب واجب ہوگی	۷۲	زکوٰۃ

(بقیہ فہرست اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے)

مختصر فہرست عزیز الفتاوے

عزیز الفتاوی چونکہ ابواب پر مرتب ہے اُس سے بلا مکمل فہرست کے بھی استفادہ ہو سکتا ہے اس لئے بالفعل عدم گنجائش کی وجہ سے اُس کی صرف فہرست ابواب پر اکتفا کیا گیا ہے۔ تین سال کی جلدیں مکمل ہو جانے پر انشاء اللہ تعالیٰ عزیز الفتاوی اور امداد المفتین کا جدا جدا ٹائیٹل عمدہ کاغذ پر شائع کیا جاوے گا۔ اُس وقت فہرست بھی مکمل شائع ہوگی۔

کتاب یا باب	صفحہ	کتاب یا باب	صفحہ
کتاب الایمان والعقائد	۳	باب الجمعۃ والعیدین والجنائز	۴۹
رد بدعات	۵	کتاب الزکوٰۃ	۷۰
تقلید و عدم تقلید	۲۵	کتاب الصوم	۷۸
اخلاق و تصوف	۲۶	کتاب الحج	۸۱
کتاب الطہارۃ	۲۸	کتاب النکاح والرضاع	۸۴
کتاب الصلوٰۃ	۳۴		

بقیہ فہرست مضامین امداد المفتین

مضمون	صفحہ	کتاب یا باب
ایسا سفلی عمل کرنا جس میں خدا کا نام لینا یا پاک رہنا نہ ہو سکے جائز نہیں اور ایسے عامل کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے	۷۳	خطر و اباحت
لفظ بدوح کا وظیفہ جائز ہے	۷۴	〃
یا بدوح یا جبرئیل میں استغاثہ غیر اللہ ہے کہ نہیں	〃	〃
جن نقوش میں خدا تعالیٰ کا نام ہو اُسکو زمین میں دفن کرنا	〃	〃
شبہات میں یوم اور وقت کی تعیین من جانب اللہ ہے یا نہیں اسکی تحقیق۔	〃	〃
جو امام نماز میں روتا ہو اُسکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے	〃	صلوٰۃ
جد اور ہزل طلاق میں برابر ہے دھمکی میں طلاق کہنے سے طلاق پڑتی ہے۔	۷۵	طلاق
زوجہ کو اُسکے خاوند کے گھر نہ بھیجنا ظلم ہے	۷۶	نکاح
زید نے اپنی چھوٹی لڑکی کی نسبت چچا کے لڑکے سے کر دی اُس کے بعد انکار کر دیا۔	〃	〃
چہلم و برسی کا بدعت ہونا۔	۷۷	رد بدعات
خوشدامن سے ناجائز تعلق رکھنے سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔	۷۸	نکاح فصل فی المحرمات
تن بخشی جائز ہے یا حرام۔	〃	نکاح
نکاح اولیٰ سے دباؤ دیکر طلاق حاصل کرنا کیسا ہے	۷۹	طلاق
بغیر علم فتویٰ دینا حرام ہے	۸۰	
لفظ حرام زوجہ کو کہنے سے طلاق بائن ہو جاتی ہے اور اسکے مکرر کہنے سے دوسری طلاق نہیں پڑتی۔	۸۰	〃

مضمون	صفحہ	کتاب یا باب
امامت کے بارہ میں اہل محلہ میں اختلاف اور اسکا فیصلہ	۸۱	صلوٰۃ
چچا بالغہ کا نکاح جبراً کر دے نافذ ہوتا ہے یا نہیں	۸۱	نکاح
وارث کو عاق کرنا	۸۲	میراث
زبدۃ التحقیقات و عمدۃ التحقیقات پر تقریظ خطبہ اردو میں پڑھنا ناجائز ہے۔	〃	صلوٰۃ باب الجمعہ
یہ کہنا کہ میں کدو کو پسند نہیں کرتا کفر نہیں اور تشریح واقعہ امام ابو یوسف	۸۵	ایمان
حدیث لا تکفروا اہل قبلتک کی تحقیق اور عدم تکفیر اہل قبلہ کی تشریح۔	۸۶	〃
زکوٰۃ کا روپیہ مبلغین کی تنخواہوں میں خرچ کرنا جائز نہیں	۸۷	زکوٰۃ
رسالہ ردع الناس عن محدثات الاعراس یعنی عرس مروج اور اُس کا حکم شرعی	۸۹ تا ۹۲	رد بدعات
سجدۂ تعظیم کا حکم شرعی	۹۳	〃
بدعت کی تعریف اور اسکے اقسام و احکام	۹۴	〃
مزارات پر روشنی کے لئے جو تیل جمع ہو جاوے اسکا مصرف	۹۵	〃
مزارات پر روشنی کرنے کا حکم	〃	〃
زیارت قبور اور توسل کے بعض احکام	〃	〃
درگاہ و مزار کی زیارت کے لئے جانا جائز ہے	۹۶	〃
قبر پر چادر چڑھانے کا حکم	〃	〃
محفل میلاد، گیارہویں، عشرہ، یوم کی بدعات کا حکم۔	〃	〃
ضمیمہ:۔ حوادث الفتاوی کشف الظنون عن حکم الخط والتلفون		کتاب الصوم

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

الحمد للہ والمنۃ کہ ایں خزینۂ علوم فقہیہ وذخیرۂ فتاوی

جلد ثانی

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

کہ مشتمل ست بر

عزیز الفتاویٰ

ازافاضات زین مسند الافتاء والتدریس مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب

قدس سرہ مفتی دارالعلوم دیوبند

و

امداد المفتین

ازجناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہ مدرس دارالعلوم دیوبند

بار اول در ۱۳۵۵ھ

از دارالاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور شائع گردید

اعلان

یہ کتاب اور مولانا محمد شفیع صاحب کی دیگر تالیفات ونیز اکابر دارالعلوم دیوبند کی مفید تصانیف بکفایت ملنے کا پتہ

ناظم دارالاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور

جناب مولانا محمد شفیع صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند کی تالیفات مفیدہ

سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی مختصر مگر نہایت جامع اور مستند سوانحمری نہایت سلیس عام فہم اُردو میں لکھی ہے۔ خصوصیت سے ایسے واقعات کا انتخاب کیا گیا ہے جو بجائے خود حقانیت اسلام اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل ہیں۔ نیز تعداد ازدواج و مسئلہ جہاد پر جو مخالفین کے اوہام ہیں اُن کی بھی قلعی کھول دی گئی ہے، حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نے اس کو تعلیم کیلئے پسند فرماکر اپنے مدرسہ اسلامیہ کے ابتدائی نصاب میں داخل فرمالیا ہے۔ اور نیز ایک طویل مضمون کے ذیل میں تحریر فرمادیا ہے:-

"بہرحال رسالہ ہر پہلو سے محبوب و دلکش ہے اور اپنے مؤلف کے کمالات کا آئینہ ہے۔ اس کو ختم کرکے جازم رائے دیتا ہوں کہ اس کے درس سے کسی کو خالی نہ چھوڑا جائے۔ اور میرے مشورہ سے جو اس رائے کو قبول کریں گے اُن سب سے پہلے میں مؤلف سلمہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی دس جلدوں کا ویلو میرے نام کردیں تاکہ میں اپنے خاندان کی بچوں اور عورتوں کو پڑھنے کے لئے دوں۔"

دو تین سال کی قلیل عرصہ میں پنجاب و بنگال اور ہندوستان کے اکثر مدارس کے ابتدائی نصاب میں اور عورتوں کی تعلیم میں مقبول ہوچکا ہے، کتابت، طباعت بہت عمدہ۔ اور ٹائیٹل رنگین دیدہ زیب۔ قیمت باہمہ اوصاف صرف (۱۰/

آداب المساجد

مسجد کے فضائل، آداب، احکام اور ان کاموں کی مفصل کیفیت جو مسجد میں ناجائز یا مکروہ ہیں مع ضمیمہ داب المساجد فی آداب المساجد۔ از حضرت مجدد الملت حکیم الامۃ مولانا تھانوی

الاجر الجزل فی الغزل

یعنی چرخہ کاتنے کی فضیلت ا/ احادیث اور عمل سلف سے یہ رسالہ دراصل شیخ جلال الدین سیوطی رح کے ایک رسالہ کی اُردو شرح ہے؛

السعید بن الشہیدین

حضرت سعید بن مسیب رح اور سعید بن جبیر رح کے حالات زندگی قیمت ا/۔ اللہ کے راستہ میں جانبازی اور حق کے لئے ہر قسم کی قربانی حجاج ظالم کے ساتھ مکالمہ اور پھر عجیب طرح سے شہادت۔ دل نہ لگے تو قیمت واپس۔

درس عبرت

ایک اندلسی عالم کا نہایت عبرت انگیز واقعہ قیمت ا/ درس و تدریس، مراقبہ وذکر کے بعد ایک نصرانی لڑکی کے عشق میں نصرانی بن کر خنزیر چرانا اور پھر اسلام کی طرف لوٹنا اور لڑکی کا مسلمان ہوکر ان کی خدمت میں آنا۔ نہایت دلچسپ واقعہ بطرز ناول

رفع التضاد عن احکام الضاد

حرف ضاد کے متعلق
فساد نماز و عدم فساد کی جھگڑوں کا بہترین فیصلہ قیمت

حکم الازدواج مع اختلاف دین الازواج

مرد و عورت اگر مختلف مذہب کے ہوں تو کس مذہب میں نکاح جائز ہے اور کس میں نہیں۔ اور اگر بعد نکاح کوئی مرتد ہو جاوے تو کس صورت میں نکاح فسخ ہوتا ہے اور کس میں نہیں اور عورت کے ارتداد سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے یا نہیں اس کے متعلق مفصل مدلل بحث مع تصدیقات اکابر علماء دیوبند و تھانہ بھون و سہارنپور۔ قیمت صرف ۱/

جوامع الکلم

یعنی مختصر چہل حدیث قیمت ۱/
بغرض ثواب مفت تقسیم کرنے کے لئے چار آنہ کے بیس اور ایک روپیہ کے سو عدد دی جاتی ہیں؛

دعاوی مرزا

ردّ قادیانی کی لاجواب کتاب ہے قیمت ا/ جس میں مرزاجی کے چوالیس مہمل اور متضاد دعوے خود ان کی کتابوں سے مع نقل عبارت و حوالہ صفحات لکھے گئے ہیں؛

بسم اللہ

بسم اللہ کے فضائل اور احکام۔ قیمت ۔/

ملنے کا پتہ ناظم دارالاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور

زوجہٴ عنین کا حکم

سوال ۱۴۵ - ایک عورت کا نکاح ایک مرد سے کیا گیا بعد کو معلوم ہوا کہ مرد محض نامرد ہے اس بات کی پنچایت ہوئی اوس عورت کے باپ نے پنچوں کے روبرو اس بات کو ظاہر کیا پنچوں نے اس بات کی آزمایش کی تو معلوم ہوا کہ درحقیقت نامرد ہے اُس وقت اُس نامرد نے کہا کہ مجکو چند روز کی مہلت دیجاوے میں اپنا علاج کرونگا خیر اُسکو ایک برس کی مہلت دیگئی بعد اسکے وہ مرد اقرار کرتا ہے کہ میں مرد ہوگیا۔ اسکے بعد وہ عورت اُسکے پاس گئی اور دو ماہ تک رہی پھر واپس آئی عورت کی زبانی معلوم ہوا کہ اس عرصہ میں وہ مجھسے مزاحم کار نہیں ہوا یعنی مجامعت نہیں کی اب یہ جھگڑا عرصہ چار برس سے پڑا ہوا ہے وہ کسی طور اس کو چھوڑتا نہیں اور وہ عورت کسی طرح اُس سے راضی نہیں لیکن یہ بات ثابت ہوگئی کہ وہ مرد محض نامرد ہے لہذا اب اسکے لئے شریعت میں کیا حکم ہے۔ کسی طرح اس عورت کو اس سے چھٹکارا ہوسکتا ہی یا نہیں۔

الجواب - صورت اُس مرد سے چھٹکارہ کی یہ ہے کہ اُس سے کہا جاوے کہ طلاق دیدے سوائے طلاق کے اس زمانہ میں اور کوئی صورت فسخ نکاح کی نہیں ہے کیونکہ اب قاضی شرعی نہیں ہے جو نامرد کو مہلت سال بھر کی علاج کے لئے دے اور پھر بھی اگر وہ مرد نہ ہو تو اُسکی عورت کو علیحدہ کردے یہ امر قاضی کے قضا ریر موقوف ہے اب اسکی کوئی صورت نہیں ہے اور حَکَم بھی اس کام کو کرسکتا ہی مگر حَکَم بھی فریقین کی رضامندی سے مقرر ہوتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسلمان عورت کافر کی بیوی

سوال ۱۴۶ - ایک[1] عورت مسلمان ایک کافر کے گھر رہتی ہی اُسکو اپنا زوج بنالیا ہے۔ اُس کے دو لڑکے پیدا ہوئے ان کے سر پر چوٹی ہے اِن لڑکوں کی شادی ایک ایسی مسلمان کی لڑکیوں سے قرار پائی ہے کہ جسکی بیوی کی آشنائی ایک ہندو کافر سے ہے اور شبہ ہے کہ یہ لڑکیاں اُس کافر سے ہیں یا اُس مسلمان کے نطفہ سے ہیں۔ لڑکوں کی عمر دس۱۰ اور آٹھ۸ سال کی ہی اور اُن کے ساتھ کل رسومات مثل شادی کافروں کے ادا کی گئیں۔ اور لڑکیوں کی عمر بھی اسی قدر ہے صورتِ مذکورہ میں ان لڑکیوں کی شادی ہوگئی یا نہیں درصورت جواز نکاح کیونکر ہوگا کیونکہ ہر دو فریق نابالغ ہیں اور لڑکوں کا باپ صراحۃً اور لڑکیوں کا باپ شبہۃً کافر ہے۔ مگر لڑکوں کی ماں موجود نہیں باپ کافر موجود ہے اور جبکہ عقد میں لڑکیوں کی ماں موجود ہے۔ اور اگر یہ نکاح

---

[1] موجودہ زمانہ کی ضرورت پر نظر کرکے اس مسئلہ میں مذہب مالکیہ پر فتویٰ اختیار کیا گیا ہے اور عورت کی رہائی کی صورت لکھی گئی ہی تفصیل اُسکی رسالہ "الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ" میں مرقوم ہی ۱۲ محمد شفیع عفا عنہ

جائز نہیں تو جس نے نکاح پڑھا اور جو مسلمان اس نکاح میں گواہ ہوئے یا شریک ہوئے اُن پر کوئی الزام تو نہیں؟ اگر وہ ملزم ہیں تو کس قدر گناہ ہے۔

(۲) ایک شخص ایک عورت سے تعلق قلبی رکھتا ہے اور اُسکو اپنے عقد میں لانا چاہتا ہے مگر چند وجوہ ایسی ہیں کہ جنکے باعث وہ خائف ہے اسلئے عورت سے فرشتوں کو شاہد بناکر اور مہر مقرر کرکے نکاح کرلیا۔ ان کا کیا حکم ہے۔

الجواب (۱) وہ نکاح نہیں ہوا لاعلمی اور ناواقفیت سے جو لوگ اس میں شریک ہوئے یا گواہ ہوئے یا نکاح پڑھایا معاف ہے مگر آیندہ ایسا نہ کریں اور ظاہر کردیں کہ وہ نکاح نہیں ہوا اور اگر جانکر ایسا نکاح کیا ہے تو گنہگار ہیں گناہ پر توبہ کرنی چاہیئے۔ فقط

(۲) وہ نکاح ہی نہیں ہوا بلکہ فقہا نے لکھا ہے کہ اس میں خوف کفر ہے توبہ کرنی چاہیئے اور علیحدگی کرلینی چاہیئے۔

ایک بھائی کے نکاح میں خالہ دوسرے کے بھانجی ہو تو درست ہے

سوال ۱۴۷- دو بھائی ایک والدین سے ہیں ایک نام خدا بخش اور دوسرے کا نام آلہی بخش ہے اور دونوں کے ایک ایک لڑکی ہے اور یہ دونوں لڑکیاں آپس میں چچیری بہنیں ہوئیں اور خدا بخش کی ایک لڑکی نعمت کے یہاں اور دوسری کی آلہی بخش کے لڑکے اسمعیل کے یہاں شادی ہوئی تو یہ آپس میں ساڑھو ہوئے اور اب ایک ایک ساڑھو دوسرے ساڑھو کے بھائی کو اپنی لڑکی دینا چاہتا ہے تو عندالشرع کیا حکم ہے۔

الجواب- ایک بھائی کے گھر میں خالہ اور دوسرے بھائی کے گھر میں بھانجی ہو یہ درست ہے مثلاً ہندہ اور زبیدہ دو بہنیں ہیں ایک بھائی کے گھر میں ہندہ ہو اور دوسرے بھائی کے گھر میں زبیدہ کی لڑکی ہو تو یہ درست ہے۔ او ر و احل لکم ما وراء ذلکم سے اسکی حلت ثابت ہے فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

زیادہ عمر والے شخص کی کم عمر بتاکر کم عمر والی لڑکی سے شادی کردیجائے اور لڑکی معلوم ہونے کے بعد جانے پر راضی نہ ہو تو کیا حکم ہے

سوال ۱۴۸- زید سے چند لوگوں نے کہا کہ ایک لڑکا لائق اور قابل ۱۸ سال کی عمر کا ہے لہذا مناسب ہے کہ تو اپنی لڑکی کا رشتہ اُس سے کردے زید نے منظور کیا اور تاریخ عقد مقرر کردی جسوقت بارات آگئی کسی شخص نے زید سے کہا کہ لڑکے کی عمر جو ظاہر کی گئی تھی اُس سے زیادہ ہے لہذا مناسب ہے کہ تم اسکو دیکھ لو چنانچہ زید نے درمیانی لوگوں سے کہا کہ میں لڑکے کو دیکھنا چاہتا ہوں تو اُنھوں نے یہ عذر کیا کہ وہ اپنے کسی عزیز سے ملنے گیا ہے اور آپ

ہر طرح سے اطمینان رکھئے آپ کو جو لوگوں نے شبہات میں ڈالدیا ہے وہ بالکل غلط ہے غرضیکہ زید کو محض جھوٹ اور دھوکے بازی کے طریقہ سے اطمینان دلاکر اُس سے نکاح کی اجازت لیلی حتیٰ کہ نکاح بھی ہوگیا۔ صبح کو جب زید نے اپنے داماد کو دیکھا تو نہایت ناراض ہوا چونکہ اُس کی عمر ۶۰ سال کی تھی بیہ شک اور یہ شبہ صفائی ریش ڈھکے ہوئے تھا اور لڑکی نابالغہ کے رخصت نہ کرنے کی بجد کوشش کی لیکن درمیانی لوگوں اور برادری کے لوگوں کی کوشش سے مجبور ہوکر رخصت کردی اور اگلے روز لڑکی حسب دستور اپنے گھر آئی اب بعد چھ سال کے شوہر ۶۶ سالہ اپنی زوجہ کو جو چودہ سالہ ہے اپنے گھر بجبر لیجانا چاہتا ہے مگر لڑکی کسی صورت سے جانے پر رضامند نہیں والدین اور اہلِ برادری نے کوشش کا حق ادا کردیا لیکن لڑکی کسی طریقہ سے جانے پر آمادہ نہیں ہوتی بلکہ اندیشہ اس بات کا بھی ہوتا ہے اگر بجبر دھکیل بھی دیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ لڑکی زہر کھاکر مرجاوے چونکہ وہ علانیہ یہ بات کہتی ہے کہ وہ میرے نانا کی عمر کا ہے اُسکے یہاں جانے سے مجھکو مرنا بہتر ہے۔ تو ایسی صورت میں کوئی شکل خلع یا فسخ نکاح کی ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ اس صورت میں نکاح ہوگیا اور بدون خلع یا طلاق کے لڑکی اپنے شوہر سے خارج نہیں ہوسکتی خلع ہوسکتا ہے مگر خلع میں فریقین کی رضا شرط ہے شوہر اگر راضی ہو تو عورت سے کچھ لیکر یا بعوض مہر کے خلع کرلیوے جبراً خلع نہیں ہوسکتا یا طلاق دیوے تب اُسکے نکاح سے خارج ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ساس کیساتھ زنا کرنے سے بیوی حرام ہوجاتی ہے

سوال ۱۴۹ ۔ (۱) زید نے عمرو کی لڑکی نابالغہ سے نکاح کیا بعدہ زید نے عمرو کی زوجہ سے زنا کرنا شروع کیا یہانتک زید سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اب زید کی عورت بالغ ہوئی۔ اب اسکی طرف رجوع کیا تو علماء نے انکار کیا ایک مولوی صاحب نے جسکا عقد اول نابالغہ عورت سے ہوا تھا دوبارہ عقد کردیا اور مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ وقت جاہلیت کا تھا اسوجہ سے حرام کیا۔ تو کچھ نقصان تو نہیں توبہ کرلے تو یہ عقد ثانی صحیح و درست ہوجاویگا یا نہیں۔ اور اس حکم دہندہ کا کیا حکم ہے۔ فقط

(۲) ایک شخص نے زید کی ایک لڑکی سے نکاح کیا چند ایام کے بعد اُسکی حیات میں ہی اُسکی دوسری بہن سے نکاح کرلیا دونوں سے لڑکے پیدا ہوئے بعد کو علماء نے گرفت کی اور آیت پیش کی ان تجمعوا بین الاختین جب ایک کو چھوڑ دیا یعنی دوسرے مکان میں اُسکو اور اُسکے لڑکے کو نکال دیا۔ کچھ دن بعد اُسکے مکان میں آمد و رفت بھی کیا کرتا تھا یہانتک جس عورت کو

اپنے پاس رکھا تھا وہ مرگئی تب ایک مولوی صاحب نے کہا کہ تمھارا نکاح اُس عورت سے درست ہے تو حکم دہندہ کا کیا حکم ہے اور مولوی صاحب کی کیا سزا ہے۔

(۳) ایک عورت نے حرام کی کمائی یعنی سود سے روپیہ جمع کیا ہی اور اُس روپیہ سے ایک کنواں بنوایا ہے اور ایک مسجد اُس کنویں کے متصل ہی بنوائی ہے ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اس کنویں سے پانی پینا اور وضو کرنا جائز نہیں ہے اور مسجد بھی جائز نہیں ہی۔

الجواب ۔ (۱) زید کی منکوحہ زید پر حرام ہوگئی اس سے دوبارہ نکاح صحیح نہیں ہے جائز کہنے والا گنہگار فاسق ہے۔

(۲) بعد مرنے ایک بہن کے اُسکی بہن سے نکاح درست ہے، جواز کا فتوےٰ دینے والا حق پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اس پانی سے وضو کرکے جو نماز ادا کی جاویگی نماز ادا ہوجاویگی۔ فقط

دو شاہدوں کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا

سوال ۱۵۰۔ ایک شخص نے ایک عورت سے ذات بخشی یعنی خفیہ نکاح کیا پھر اُس نے حاکم کے نزدیک بہت سے لوگوں کے سامنے انکار کیا کہ میں نے اس عورت سے نکاح نہیں کیا۔ تو کیا اس انکار سے طلاق ہوجاتی ہے؟ اور ہوتی ہے تو کونسی۔

الجواب ۔ نکاح کے جواز اور صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ دو گواہوں کے سامنے عورت و مرد کا ایجاب و قبول ہو اور وہ گواہ ایجاب و قبول کو سنیں لیں، اگر خفیہ نکاح اس طرح ہوا ہو کہ دو آدمی گواہ بھی موجود نہ تھے تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ اور انکارِ شوہر درست ہے کیونکہ درحقیقت وہ نکاح نہیں ہوا۔ اور اگر پہلا نکاح دو گواہوں کے روبرو ہوا تھا تو بھی اس انکارِ شوہر سے طلاق نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سالی کے ساتھ زنا سے اُسکی بیٹی حرام ہوجاتی ہے

سوال ۱۵۱۔ ایک شخص کی عورت فوت ہوگئی ہی اور بعد ایک ہفتہ کے اُس شخص کی سالی کا خاوند بھی مرگیا تو اس شخص مذکور نے چند ایام کے بعد سالی مذکور سے شادی کرنے کی نہایت کوشش کی اور اسکی سالی اِس شخص کے گھر ہفتہ ہفتہ رہ کر کے واپس میکے کو جاتی۔ جب ایام عدّت کے ختم ہوگئے تو اس عورت نے دوسرے آدمی کے ساتھ جاکر نکاح کیا جب شخص مذکور کو اس بات کا پتہ لگا تو وہ اپنی سالی کے گھر مع دیگر شخص کے گیا تو راستہ میں کوڑا نامی موچی ملا اسنے کہا کہ اگرچہ تمنے اسکو بہت کچھ کھلایا تو اُسنے تیرے ساتھ

عقد نہ کیا تو اُسنے جواب دیا کہ اگر میں نے اُسکو کھلایا پہنایا ہے تو اُس سے جماع بھی تا ہنوز کرتا رہا کرتا رہا آخر بعد ہفتہ کے اس شخص نے اُس عورت یعنی سالی کو کہا کہ تمنے تو میرے ساتھ نکاح نہ کیا اب مجھسے اپنی لڑکی کا نکاح کر دو۔ عورت مذکورہ نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا اب وہ شخص شادی شدہ ہے اب آپ فرمائیں کہ اس شخص کا عقد اس عورت یعنی سالی کی لڑکی سے جائز ہے یا نہ اور اُس آدمی کا ذبح کیا ہوا جانور یا پرندے شریعت جائز رکھتی ہے یا نہ۔

الجواب۔ جبکہ اُس شخص نے اپنی سالی کے ساتھ زنا کیا ہے اور اسکو اسکا اقرار ہے تو سالی کی دختر سے اوسکا نکاح درست نہیں ہے بالکل حرام ہے۔ وہ نکاح نہیں ہوا۔ ذبح کیا ہوا جانور اُس کا جو اللہ کے نام پر ذبح کیا ہو حلال ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۵۲- اگر کسی لڑکے نے ڈہائی برس کے بعد اپنی خالہ کا دودھ پیا تو کیا حرمت رضاعت	اگر ڈہائی برس کے بعد کسی بچہ نے مرضعہ کا دودھ پیا تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی

ثابت ہو جاویگی؟

الجواب۔ اگر کسی لڑکے کی عمر ڈھائی برس ہو جانے کے بعد اُس لڑکے نے اپنی خالہ کا دودھ پیا ہے تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ اور اگر لڑکا ڈھائی برس سے کم تھا اور اُسوقت اُس نے دودھ پیا ہے تو حرمت رضاعت ثابت ہو جاویگی۔ لڑکی اگر ڈھائی برس کی ہوگئی ہو اور اسکی مدت رضاعت ختم ہو جانے پر لڑکے نے دودھ پیا ہے تو حرمت قائم ہے دودھ پینے والیکی عمر کا اعتبار ہے اگر لڑکا ڈھائی برس سے کم عمر کا تھا جبکہ اُس نے دودھ پیا تو لڑکی کی عمر اگرچہ ڈھائی برس کی ہوگئی ہو حرمت رضاعت ثابت ہو جاویگی اور نکاح ناجائز ہوگا۔

سوال ۱۵۳- اگر بالغہ لڑکی بلا اجازت ولی غیر کفو میں نکاح کرے تو ولی فسخ نکاح کا مجاز ہے یا نہیں اور ولی کے فسخ سے نکاح فسخ	لڑکی بالغہ کا نکاح غیر کفو میں بلا اذنِ ولی باطل ہے

ہو جاویگا یا نہیں۔

الجواب مفتی بہ یہ ہے کہ لڑکی بالغہ اگر اپنا نکاح غیر کفو میں بدون رضامندی واجازت ولی کے کر لیوے تو وہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا فسخ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ درمختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی الخ۔ شامی میں ہے قولہ وھو المختار للفتوی) وقال شمس الائمۃ وھذا اقرب الی الاحتیاط کذا فی تصحیح علامۃ قاسم الخ۔

رنڈی اگر تائب ہو کر نکاح کرے اس سے بغیر استبراء کے وطی کرنا درست ہے

سوال ۱۵۴ - رنڈی اگر توبہ کرے تو اُس سے نکاح درست ہے یا نہیں اور مالِ مکسوبہ سے قرض لیکر تجارت جائز ہے یا نہیں؟ اور استبراء رحم کے لئے کتنی مدت شرط ہے۔

الجواب - اس عورت سے نکاح درست ہے، اور شوہر کو بلا استبراء وطی درست ہے استبراء کی ضرورت نہیں۔ شامی نے کہا کہ یہ مذہب شیخین کا ہے اور امام محمد کے نزدیک استبراء مستحب ہے، ساتھ ایک حیض کے (وله وطيها بلا استبراء) اى عندهما وقال محمد لا احب ان يطأها مالم يستبرئها - هدایہ شامی۔

اور کسبی جسنے توبہ کرلی اگر قرض لیکر قرض کے روپیہ سے تجارت کرے درست ہے اور مالِ مکسوب عن الزنا کو بصورت تعذر رد علی المالک فقراء پر صدقہ کرے فقط۔

جبکہ زوجِ ثانی سے نکاح ہوگیا اور مقر وطی ہے تو نکاح زوجِ اول سے درست ہے

سوال ۱۵۵ - زید را دو زوجہ است اولی و ثانیہ زنِ اولی را سہ طلاق داد بعد انقضائے عدتش با بکر نکاح داد بعد پنج یا شش ساعت باز بکر مذکور آن زن را سہ طلاق داد پس زید با زنِ مطلقہ بخانہ خود بیک طعام دمبدم ہمراہی آں می ماند خویش و قرابتِ وے ہر چند اورا ممانعت کرد او اعتبار نکرد پس خویش و قرابتِ وے از محلہ یکسو کردبا ایں ہمہ عدتش منقضی گشت بعد ازاں زید بایک کسے میگوید کہ از بکر پرسیدہ ام بکر خود گفتہ است کہ بآن زن وطی کردہ است قولِ زید بیک شہادت معتبر است یا نہ وقول بکر شرعاً معتبر ست یا نہ۔ بقرائنِ وے معلوم میشود کہ کذب میگوید و نیز در این زوجۂ ثانیہ زید شرط است کہ بلا اذنش زنِ دیگر نکنم اگر کنم یا قربت دارم بر زوجۂ جدید سہ طلاق خواہد شد بعد توبہ نصوح بلا اذن زوجۂ ثانیہ باز زید زنِ مطلقہ را بنکاح خود آورد شرعاً نکاحش جائز است یا نہ۔

الجواب - اگر بکر اقرارِ وطی کردہ است حِلّت برائے شوہر اول ثابت است واگر زن تنہا اقرارِ وطی مے کند آن ہم برائے حلّت کافی است حاجتِ شہادت و ضرورت عدالت نیست ولو اخبرت مطلقة الثلاث بمضى عدته وعدة الزوج الثانى بعد دخوله والمدة تحتمله جازله اى للاول ان يصدقها ان غلب على ظنه - درمختار - وفى الشامى قوله فالقول قولها - كذا فى البحر وعلله فى البزازية ادعت ان الثانى جامعها وانكر الجماع حلت للاول وعلى القلب لا اه ومثله فى الفتاوى الهندية عن الخلاصة ويخالف قوله وعلى القلب

مافی الفتح والبحر ولو قالت دخل بی الثانی والثانی منکرٌ فالمعتبر قولها وکذا فی العکس - رد المحتار - شامی ص۵۲ ج ثانی - آخر عبارۃ منقولہ از فتح القدیر و بحر الرائق دلیل ظاہر است برآن کہ ہر کہ از زوجین اقرار وطی بکند برائے حلت کافی است و اگر ہر دو از زوجین اقرار وطی کنند یا صرف زوجہ اقرارِ وطی کند کافی است بہر حال در صورتِ مسئولہ قولِ بکر در بارہ وطی کافی نیست ورد المحتار ایضاً قولہ اِن غَلَب عَلیٰ ظَنِّہٖ صدقہا - اشار بہ الیٰ ان عدالتہا لیست شرطاً الخ وہر گاہ زوج شرط کردہ است کہ اگر بلا اذن زوجہ ثانیہ نکاح کنم برآن منکوحہ سہ طلاق واقع شود پس اگر زید بازنِ مطلقہ نکاح کند برآن سہ طلاق واقع خواہد شد - قال فی رد المحتار - وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً لکن ان وجد فی الملک طلقت الخ باب التعلیق ص۵۰۲ ج۲

وفیہا کلما تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃً الا فی کلما فانہ ینحل بعد الثلث لاقتضاءھا عموم الافعال کاقتضاء کلٍ عموم الاسماء - در مختار - وفی الشامی - قولہ کاقتضاء کل عموم الاسماء) لان کلما علی الافعال وکلاً تدخل علی الاسماء فیفید کل منہما عموم ما دخلت علیہ فاذا وجد فعلٌ واحدٌ او اسمٌ واحدٌ فقد وجد المحلوف علیہ فانحلت الیمین فی حقہ وفی حق غیرہ من الافعال والاسماء باقیۃٌ علی حالہا فیحنث کلما وجد المحلوف علیہ الخ - رد المحتار -

باب التعلیق ص۵۰۲ ج۲

ازیں عبارت واضح است کہ از ہر زنی کہ بلا اذن زوجۂ ثانیہ نکاح خواہد شد برآن منکوحۂ جدید سہ طلاق معلق واقع خواہد شد - فقط واللہ تعالیٰ اعلم -

زبردستی اجازت سے نکاح ہو جاتا ہے

سوال ۱۵۶ - ایک لڑکی سے زبردستی اجازت لیکر برادری نے اُس کا نکاح کر دیا پس اس صورت میں نکاح ہو گیا یا نہیں -

الجواب جو صورت آپ نے لکھی ہے اُس کے موافق نکاح ہو گیا کیونکہ حدیث شریف میں یہ مضمون ہے کہ نکاح کی اجازت اگر زبردستی سے بھی لیلے تو نکاح ہو جاتا ہے -

اگر عورت کا نکاح مرد عنین سے ہوا ہے تو اسکو چاہیے کہ اسکا دعویٰ قاضی کے یہاں کر دے

سوال ۱۵۷ - ایک عورت کا نکاح ایک مرد کے ساتھ کر دیا تھا بعد نکاح معلوم ہوا کہ مرد قابلِ زوجیت نہیں مخنث و نامرد ہے - اس صورت میں وہ عورت بدون طلاق شوہر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

الجواب - مسئلہ یہ ہے کہ عورت قاضی کے یہاں دعویٰ کرے کہ میرا شوہر عنین ہے میرا نکاح فسخ کر دیا جاوے اور قاضی عنین کو سال بھر کی مہلت علاج کرنے کے لئے دے اگر بعد

علاج تندرست ہوجاوے تو فبہا ورنہ عورت کی طلب پر قاضی نکاح فسخ کراسکتا ہی اگر قاضی نہ ہو
تو حکم یعنی ایسا شخص جسکے فیصلہ پر فریقین راضی ہوں شوہر کو بعد مہلت دینے ایک سال کے
عورت کی طلب پر نکاح فسخ کراسکتا ہی اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو بدون طلاق شوہر اول کے اور
بدون گذرنے عدت کے مسماۃ دوسرا نکاح نہیں کرسکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جبکہ زوجین مسلمان ہوں قبل ایجاب وقبول اُن کو کلمۂ طیبہ وغیرہ پڑھانے کی ضرورت نہیں ہر جیساکہ عوام جُہال میں رواج ہے

سوال ۱۵۸- اگر زوجین مسلمان ہوں تو ایجاب اور قبول سے پہلے کلمہ طیبہ اور آمنت باللہ پڑھوانا کیسا ہی ہماری طرف اس کا رواج ہے اور یہ رواج کب سے ہی
اور اگر یہ بدعت ہے تو بدعت کی کیا تعریف ہے۔

الجواب- جبکہ زوجین مسلمان ہیں اور کلمہ گو ہیں تو قبل ایجاب وقبول کے اُن کو کلمۂ طیبہ وآمنت باللہ پڑھانے کی ضرورت نہیں ہے اور جیساکہ عوام جُہال میں رواج ہے کہ اس کو ضروری سمجھتے ہیں یہ بدعت ہے۔ خیر القرون میں اس کا رواج نہ تھا اور ائمۂ دین نے اس کا حکم نہیں کیا۔ یہی علمائے سلف کا فتوےٰ ہے۔ اور عوام الناس کا بسبب جہالت کے اس کا التزام کرنا یہ اجماع نہیں ہے۔ اجماع سلف کا معتبر ہے باقی یہ کہ رواج کس وقت سے ہوا اس کا حال معلوم نہیں۔ ہمارے بلاد میں تو اس کا بالکل رواج نہیں ہے جبکہ یہ رواج ہو وہاں کے لوگوں سے دریافت کرنا چاہیئے کہ یہ رواج خلافِ شرع کب سے ہے اور بدعت کی تعریف اور اقسام لکھنے کی یہاں ضرورت نہیں ہے کیونکہ سائل کا جو اصل سوال تھا اُس کا جواب ہوگیا فقط

حقیقی بھائی کی وکالت اور اقربا کی شہادت نکاح میں درست ہے

سوال ۱۵۹- حقیقی بھائی کی وکالت اور قرابتی لوگوں کی شہادت نکاح میں درست ہی یا نہیں اور دو شخص قرابتی کے روبرو
ادائیگی دین مہر صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب- حقیقی بھائی کی وکالت درست ہے اور نیز قرابت کے لوگوں کی شہادت سے نکاح صحیح ہوجاتا ہے۔ لہذا نکاح مذکور ساتھ طریقہ مذکورہ کے صحیح ہوگیا اور ادائگی ومعافی زرمہر صحیح ہوئی۔ فقط

مہر اگر خاوند کی حیثیت سے زیادہ ہو تو وہ لازم ہو اور نکاح درست ہے

سوال ۱۶۰- اگر دین مہر مرد کی حیثیت سے زیادہ ہو تو مرد کے ذمہ اُس کا ادا کرنا لازم ہو یا نہیں اور نکاح صحیح ہوجاتا ہے یا نہیں۔ عوام کہتے ہیں کہ مہر کے تین درجہ ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب- مہر مرد کی حیثیت سے زیادہ ہو تو مہر لازم ہوجاتا ہی اور نکاح صحیح ہو۔ عوام کا یہ قول کہ مہر کے تین درجہ ہیں غلط ہی۔

اگر دو گواہوں نے اجازت نکاح کے الفاظ سنے ہیں تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے

سوال ۱۶۱۔ ایک عورت نے تین گواہوں کے سامنے ایک مرد سے اپنا نکاح کر لیا اور اجازت ان لفظوں سے ادا کی کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا مرد مذکور نے قبول کر لیا عورت نے الفاظ اجازت آہستہ سے ادا کیے اسی وجہ سے ایک گواہ نے عورت کی آواز صاف صاف سنی اور دوسرے نے سنی تو سہی مگر سمجھ میں نہیں آئی اور تیسرے نے بالکل نہیں سنی نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔

الجواب۔ درمختار میں ہے وشرط سماع شاہدین الخ سامعین قولہما معاً علی الاصح فاہمین انہ نکاح علی المذہب الخ وفی الشامی وقال فی الظہیریۃ والظاہر انہ یشترط فہمہ انہ نکاح واختارہ فی الخانیۃ فکان ہو المذہب الخ پس اگر دونوں گواہوں نے الفاظ سن لیے ہیں اور یہ بھی وہ جانتے ہیں کہ یہ نکاح کے الفاظ ہیں اور نکاح کا ایجاب قبول سنا ہے تو نکاح صحیح ہوا فقط

کتاب الطلاق والخلع

حکم اس کا جو خاوند زوجہ کا نان ونفقہ وغیرہ ادا نہیں کرتا اس صورت میں شریعت جدائی کا حکم دیتی ہے یا نہیں۔

سوال ۱۶۲۔ زید سے زینب نے بدیں شروط نکاح کیا کہ حقوق خاوندی اور شروط زوجیت تا نقش حیات پورا کرتا رہوں گا اور نان ونفقہ دیتا رہوں گا بعد کچھ مدت کے حقوق مشروطہ بالکل ترک کر دیئے نان ونفقہ دیتا ہے نہ رہنے کو جگہ دیتا ہے اس کو سخت تکلیف ہے ایسی صورت میں بموجب قاعدہ مسلم اذا فات الشرط فات المشروط کو جاری کیا جاویگا یا نہیں اور بموجب حدیث ان احق الشروط ان توفوا الخ اور موافق قرآن شریف فامسکوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا الخ پس ایسی صورت میں مظلومہ کو شریعت جدائی کا حکم دیتی ہے یا نہیں فقط۔

الجواب۔ زید کے ذمہ واجب ہے کہ یا اپنی زوجہ زینب کی خبر گیری نان ونفقہ کی کرے اور حقوق اس کے ادا کرے ورنہ طلاق دیدیوے اور اس کو معلقہ نہ رکھے۔ کما قال اللہ تعالیٰ فتذروھا کالمعلقۃ اور آیۃ فامسکوھن بمعروف الخ کا بھی یہی مطلب ہے کہ مردوں کو چاہیے کہ یا عورتوں کو رکھیں اچھی طرح ورنہ طلاق دیویں پس زید کو لازم ہے کہ اگر وہ خبر گیری اپنی زوجہ کی نہیں کرتا تو اس کو طلاق دیوے اگر وہ طلاق نہ دیوے تو نالش کر کے زبردستی بذریعہ حکام اس سے طلاق دلوائی جاوے بدون طلاق کے دوسرا نکاح درست نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

صفر ۱۳۵۵ھ

زبردستی طلاق نامہ لکھوانیسے طلاق کا حکم | **سوال ۱۶۳** اسماۃ بیگم جو کہ بندہ کے نکاح میں تھی والد صاحب کو چند آدمی نے یہ کہا کہ اس کو اس سے علیحدہ کرا دیجیے بندہ باوب والد صاحب کو جواب دیا کہ میری حالت اس کے ترک کرنے سے ابتر ہو جاویگی والد نے کہا کہ تجھ سے کبھی نہ بولوں گا اسپر بندہ نے دو روپیہ کے کاغذ اسٹام خرید کر ایک پر طلاق نامہ لکھا گیا اور دوسرے پر مہر نامہ مگر مہر پانچسو روپیہ کا تھا بحکم والد وہ کاغذ زوجہ کو دیا اس نے مجھے دیا مگر اسوقت میری حالت ابتر اور خراب تھی مجھ کو خبر نہ تھی کہ کس حالت میں مجھ پر صدمہ پڑا ہوا تھا کبھی روتا تھا کبھی خاموش ہو جاتا تھا یہ بات قسمیہ عرض ہے جہانتک مجھ کو خیال ہے اس حالت میں مجھ سے لفظ طلاق دو مرتبہ نکل گیا تو یہ جائز ہے یا نہیں

الجواب. کاغذ کی لکھی ہوئی طلاق تو اس حالت عدم رضا میں نہیں واقع ہوئی مگر زبان سے دو مرتبہ طلاق کا لفظ نکلا اس سے دو طلاق رجعی واقع ہو گئی عدۃ کے اندر رجوع کرنا درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر پورے غصہ کی حالت میں طلاق دے تو بغیر حلالہ نکاح دوبارہ درست نہیں ہو گا۔ | **سوال ۱۶۴**۔ ایک شخص نے جس کی عمر اٹھاسی برس کی ہے اپنی منکوحہ کو جو اس وقت ہر صورت میں اس کی ناصرہ اور خادمہ ہے تین طلاق مغلظہ دیں جس کی وجہ سے بجز اسکی کوئی نہیں کہ عورت مطلقہ سے کوئی قصور اسکی خدمت گذاری میں ہوا ہو چنانچہ مشہور ہے کہ کمزور کو غصہ زیادہ آتا ہے بوڑھا سخت کم طاقت ہو جانے سے چنانچہ اس عمر والوں کو ہو جاتا ہے۔ سخت تکلیف اٹھاتا ہے حتیٰ کہ پاخانہ پیشاب وغیرہ میں زیادہ بے پردگی ہوتی ہے جیسے بہو و بیٹی وغیرہا اس کی خدمت سے معذورات سمجھی جاتی ہے اور عورت مغلظہ اس قابل ہے کہ اس کی خدمت اچھی طرح کر سکے غالباً پچاس برس کی عمر ہے اور دونوں لوازم ازواج سے بالکل معذور ہیں اب دونوں سخت بے دم ہے دن گذارتے ہیں کہ رجعت کریں تو کیسے کریں کہ حلالہ کرنا بھی ایک شرم کی بات ہے اور نہ کرے تو کیا کرے بڈھے کو خدمت کی ضرورت ہے علاوہ بریں میراث کا جھگڑا ہے کیونکہ اولاد بہت موجود ہے دونوں بوڑھے بڑھیا کے تفرقہ سے ہزاروں کا روبار میں ہل چل پڑتا ہے اب عرض ہے کہ عمداً علیٰ قول شافعیؒ بلا حلالہ رجعۃ کرانا شرعاً اس حالت معروضہ میں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ مطلقہ ثلاثہ سے بدون حلالہ کے نکاح کسی طرح جائز نہیں اور امام شافعیؒ کے نزدیک بھی ایسی صورت میں بدون حلالہ کے نکاح درست نہیں ہوتا شامی نے فتح القدیر سے نقل کیا ہے کہ جمہور ائمہ و صحابہ کا یہی مذہب ہے کہ بدون حلالہ کے وہ عورت شوہر پر حلال نہیں ہوتی اس میں اگر کوئی خلاف کرے تو خلاف اس کا معتبر نہیں ہے اور قاضی اگر بلا حلالہ کے جواز نکاح کا حکم

کرے تو حکم اس کا نافذ و صحیح نہ ہوگا پس جبکہ حکم شریعت حلالہ کا ہے تو اس میں شرم نہ کرے فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

خنثیٰ کو طلاق دینے کی ضرورت نہیں بلکہ نکاح نہیں ہوا

سوال ۱۶۵- مسمیٰ زید نے ہندہ سے نکاح کیا بوقت خلوت صحیحہ عورت مذکور کے علامت دخول و غرض جماع نہیں تھی کوئی علامت جماع نہیں ہے۔ بعد نکاح و خلوۃ اس کا مذکور ہوا شفاخانہ میں معائنہ کیا گیا ڈاکٹر نے بھی تصدیق کیا کہ یہ عورت کی قابل نہیں ایسی عورت کا طلاق دینا ضرور ہے یا بدون طلاق کے چھوڑ دے اور مہر زید کے ذمہ لازم آوے گا یا نہیں فقط

(۲) قاضی بوقت نکاح کس قدر مہر اور کس طریق سے مقرر کرنا واجب ہے۔ مثلاً زید نہایت غریب ہے اور اگر رئیس ہے تو کس قدر مقرر کیا جاوے فقط۔

الجواب۔ جسکے مقام جماع نہ ہو وہ حکم میں خنثیٰ کے ہے اور نکاح مرد کا خنثیٰ سے نہیں ہوتا پس حاجت طلاق کی نہیں اور مہر واجب نہیں . . . . قولہ او من فقد خرج الزیلعی وغیرہ بانہ ملحق بالخنثی شامی کتاب الخنثی وفی الدر المختار من کتاب النکاح فخرج الذکر والخنثی المشکل اور اِنّ ا لخ ایراد العقد علیہما لا یفید ملک استمتاع الرجل بہما لعدم محلیتہما لہ الخ شامی فقط

(۲) جس مقدار پر زوجین یا ان کی اولیاء راضی ہوں اس مقدار پر نکاح پڑھدیوے کہ بعوض اسقدر مہر کے تجھ سے نکاح فلان کا کیا الخ اگر شوہر غریب ہے اپنی وسعت کے موافق مہر مقرر کرے یا جس مقدار پر زوجہ اور اس کی اولیاء راضی ہوں اور شوہر رئیس ہو تب بھی یہی حکم ہے کمتر مقدار مہر کی دس درہم ہیں جو بمقدار ڈھائی تین روپیہ کے ہے زیادہ کی کوئی حد نہیں مگر زیادہ کرنا اچھا نہیں طرفین کو اس کا خیال چاہیئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شہادت طلاق میں عدالت گواہوں کا اعتبار ہے

سوال ۱۶۶- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قابل بیپاری نے پنچایت کے روبرو یوں بیان کیا ہے کہ میں نے اپنی چھوٹی بیوی کو یہ کہا تھا کہ تجھ پر میرا کوئی دعوی نہیں ہے میں نے تجھ کو صاف کردیا اس گفتگو کو مسمیٰ محمد منشی جو بوقت گفتگو کے حاضر تھا سنکر کہا کہ تمہاری تو دونوں عورتوں پر طلاق ہوگئی بڑی بی بی نے منشی صاحب کے الفاظ پر اذعان طلاق کرکے مہر طلب کیئے ہیں میں زیورات نکالکر دیا یا پانچ روز کے بعد میں سسرال میں جاکر بڑی بی بی سے کہا کہ کیا تم نے میری زبان سے الفاظ

صفر ۱۳۵۵ھ

المفتی جلد ۲ نمبر ۲

طلاق سنے ہیں اس نے جواب دیا کہ نہیں آپ کے زبان سے نہیں سنے بلکہ محمد منشی کے کہنے
میں چلی آئی آخر الامر بڑی بی بی کو میں اپنے مکان پر لے آیا اس بیان کے بعد شاہد محمد منشی
نے کہا کہ قابیل بیوپاری نے مجھ کو راستہ سے بلا کر کے ڈگیا اور کہا میں اپنی دونوں بی بی کو
کردیا۔ میرزا علی میر جو میرے ساتھ تھے انھوں نے کہا کہ کیسے صاف کردیا اس پر قابیل بیوپاری
نے کہا میری دونوں بی بی کو تین طلاق باین دیدیا اُس وقت یوسف علی اور باہر علی بھی
تھے دوسرا شاہد مرزا علی میں نے کہا کہ میرے سامنے قابیل بیوپاری نے اپنی بیوی کے
کہا کہ میں نے اب ان کو ایک دو تین طلاق دیدیا پھر میرے ہاتھ میں قابیل بیوپاری نے
زیور دیا جو میں نے ان کی بڑی بی بی کے ہاتھ میں دیدیا پھر چھوٹی بی بی نے بھی مہر طلب
تو اس کو قابیل بیوپاری نے جواب دیا کہ گود کا بچہ تیرا مہر ہے اس کے بعد ہم دونوں چلے
شاہد رجب علی کا بیان ہے وہ یہ کہتا ہے کہ مجھ کو محمد منشی نے بُلا کر کہا کہ دیکھو قابیل بیوپاری
کہتا ہے اُس کو کیا ہوا کہ میں نے اُس سے معاملہ دریافت کیا تو جواب دیا کہ میں نے اپنی
بی بی کو تین طلاق دیدیا پس ان شاہدوں کے بیان اور زوج کے انکار سے اس بڑی
پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں

الجواب۔ دو گواہ طلاق کے اگر عادل ثقہ ہیں تو اس کی دونوں زوجہ پر طلاق
واقع ہوگئی زوج کا انکار معتبر نہیں اور اگر دو گواہ عادل نہیں اور زوج منکر ہے تو طلاق
بڑی بی بی پر واقع نہ ہوگی ھٰکذا فی کتب الفقہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی
مدرسہ اسلامیہ عربیہ دیوبند۔

نابالغ کی طرف سے ولی طلاق نہیں دے سکتا | سوال ۱۶۷۔ ما قولکم رحمکم اللہ اندریں مسئلہ
کا نکاح اس کے باپ نے نابالغ کے ساتھ کردیا نابالغہ کا ولی اس کا باپ تھا اور نابالغ
ولی اس کا دادا تھا اب لڑکی کی جانب سے دادا نے طلاق دیدی یہ طلاق درست
نہیں اگر واقع ہوگئی تو لڑکی کا دین مہر اس کے باپ ولی کو مل سکتا ہے یا نہیں (۲) ہندہ
موروثی جائداد کے حصہ میں بقدر ایک روپیہ کے مستقل مالک ہے اس کے ورثہ میں
شوہر اور چار بھائی اور ایک باپ ہے از روے فرائض بعد وفات ہندہ اس ایک
ہے کس طرح حصہ تقسیم ہوگا ہندہ لاولد ہے اور اپنی زندگی میں اس ایک روپیہ کو وقف
کرنا چاہتی ہے اور اس وقف کا متولی اپنے شوہر کو کرنا منظور ہے وہ تولیت نامہ

المفتی جلد ۲ نمبر ۲

بجانب ہندہ بنام اس کے شوہر کے لکھا جاوے تو آیا جائز ہو سکتا ہے یا نہیں (۳) اگر بعد وفات ہندہ اس کے باپ اور بھائی دعوے دار ہوں تو وقف بتولیت اسکے شوہر کے قائم رہ سکتا ہے یا ٹوٹ جاوے گا۔

الجواب۔ اول تو یہ طلاق واقع نہیں ہوئی لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الطلاق لمن اخذ الساق رواہ ابن ماجہ یعنی طلاق شوہر ہی دیسکتا ہے اور کوئی نہیں دے سکتا اور بالغ ہونا شوہر کا شرط ہے نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور جبکہ طلاق واقع نہیں ہوتی تو دین مہر جسکی اجل طلاق یا موت ہوتی ہے اسکا مطالبہ بھی ابھی نہیں ہو سکتا۔ الجواب دوم ہندہ اگر اسی حالت میں مرجاوے تو ورثہ مذکورین سے اس کے دو وارث ہیں شوہر اور باپ اور برادران محروم ہیں ترکہ نصف شوہر کو اور نصف باپ کو ملے گا اور حقوق مقدمہ اول ادا کیا جائے گا اور زندگی میں ہندہ کو اختیار ہے کہ کل جائداد کو وقف کر دے اور شوہر کا متولی بنانا بھی صحیح ہے (۳) بعد وفات ہندہ وہ وقف ٹوٹ نہیں سکتا اور دعوی برادران و باپ کا دربارہ توڑنے وقف کے ناجائز و باطل ہوگا ۷ رجب ۳۱ھ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اگر دو زوجہ کو کہے کہ تم دونوں کو تین طلاق ہیں تو کیا حکم ہے

سوال ۱۶۸- اگر کسی شخص نے اپنی دو بیویوں کو کہا کہ میں نے تم کو تین طلاق دی تو کیا حکم ہے۔

الجواب۔ اگر شوہر نے اپنی دو زوجہ کو کہا کہ میں نے اپنی دونوں بی بیوں کو تین طلاق دی تو عبارت عالمگیریہ میں تصریح ہے کہ اس کے ہر ایک زوجہ پر تین تین طلاق واقع ہونگی لیکن اگر وہ نیت تقسیم کی کرے تو ہر ایک پر دو دو طلاق واقع ہونگی دیانۃً الخ۔

حالت حمل میں دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے خلع بلا تراضی طرفین کے نہیں ہو سکتا اور طلاق خلوت میں بھی واقع ہوتی ہے مع دیگر مسائل

سوال ۱۶۹- زید نے اپنی عورت کو حالت حمل میں طلاق دیدی حمل اسکو چار یا پانچ ماہ کا تھا ایسی صورت میں کیا طلاق واقع ہو سکتی ہے

خلع ہندہ اپنے خاوند سے خلع کرنا چاہتی ہے تو اس زمانہ میں خلع کس طرح کرایا جائے خلع بوجہ صورت مندرجہ کے اول عورت اور خاوند میں وقت عقد سے لیکر ابتک محبت باہمی نہیں ہوئی ہمیشہ لڑائی گالی گلوچ رہا دوم عورت کو اس درجہ تکلیف دی گئی ہے کہ ایک مکان میں مقفل بند کیا گیا ہے اور کھانے پانی کی تکلیف دی گئی اور لکڑیوں سے مارا گیا اور چاقو اور کسی آلہ سے جسم کو کاٹا گیا کہ نشان ایک عرصہ تک قائم رہیں اور ایسے کام لیئے جاویں جنکی ممانعت شریعت میں ہے سوم عورت کو ماں باپ کے زیارت اور ان کے ہاں کے آنے جانے سے

بند کیا جاوے مثل شادی و غمی کے حالانکہ اسکی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دے رہے ہیں کہ عورت بلا شوہر کی اجازت کے اپنے ماں باپ کے جاسکتی ہے یا خاوند عہد کرے کہ میں تجھ سے اتنی مدت تک صحبت نہ کروں گا یا ماں بہن کی مثال دے روزمرہ ایسی ہی باتوں کا استعمال ہوتا ہو تو ایسی صورت میں خلع ہوسکتا ہے یا نہیں فقط۔

ع۳۔ زید نے ایسے مقام پر اپنی عورت کو طلاق دی جہاں کوئی موجود نہ ہو یا ایسے لفظ کہے ہوں جن سے طلاق واقع ہوگئی اور گواہ سوائے کنبہ والے بیوی منکوحہ کے مثل چچا، نانا یا باپ خالو وغیرہ کے ہوں تو ان کی گواہی معتبر ہوگی یا نہیں اور اسکی طلاق کا دینا مشہور بھی ہوگیا ہو فقط۔

ع۴۔ زید بوقت پڑھنے نکاح کے اور ایجاب و قبول کے نابالغ تھا اس کے باپ خالد نے اس کا ولی بنکر ایجاب قبول معہ مہر کے کیا خالد نے مہر کی نسبت عورت کے وارثوں یا عورت سے اقرار کرلیا کہ مہر میں دوں گا زید کے بالغ ہونے پر یا ان صورتوں میں کہ زید اگر اپنی بیوی کو چھوڑ دے یا بیکار رہے یا تکلیف دے یا اگر زید بالغ ہے اور بلوغ کی حالت میں بھی زید کے باپ نے اقرار کیا مہر دینے کی بابت روبرو گواہوں کے اکثر ایسی صورتوں میں شرط قائم ہوکر اقرار کیا جاتا ہے اور نکاح ہوجاتا ہے ان دونوں صورتوں کے گواہ موجود ہوں یا مرگئے ہوں جن کے سامنے روپے مہر کا اقرار کیا تھا اور عورت مہر بندہ چاہتی ہے زید کا باپ خالد دینے سے منکر ہے اور زید بیکار ہے یا شامل باپ کے ہے اور سوائے اپنی جان کے کوئی مال و اسباب نہیں رکھتا جس سے عورت کو مہر دلایا جاوے جو کچھ مال جائداد ہے سب زید کے باپ کی ہے تو ایسی صورتوں میں بیوی زید مہر کس سے پاوے اور مہر کس سے دلایا جاوے اگر گواہ مرگئے ہیں تو کیا جاوے فقط۔

ع۵۔ مہر مثل۔ وکم۔ و موجل۔ و معجل۔ و غیر معجل۔ و عند الطلب کے اور کتنی قسم ہیں اور انکی کیا تعریف ہے مہر مثل و مہر کم کا کیا حکم ہے مثلاً عورت سو روپیہ مہر کے بتاوے اور خاوند پچاس تو کس کے گواہوں کو معتبر اور مقبول سمجھا جاوے اگر گواہ مرگئے ہوں تو کیا کیا جاوے فقط

ع۶۔ اگر زید نے اپنی بیوی سے زبردستی مہر معاف کرایا تو معاف ہوسکتا ہے یا نہیں یا کسی اور وجہ سے معاف کرایا فقط

الجواب۔ طلاق حالت حمل میں واقع ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ واولات الاحمال

الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن الآیة

ع۲۔ ایسی حالت ناموافقت میں خلع درست ہے بلکہ ضروری ہے مگر خلع خاوند زوجہ دونوں کی رضامندگی پر ہوتا ہے مثلاً عورت مہر معاف کردے اور شوہر طلاق دیدے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ع۳۔ طلاق تنہائی میں بھی واقع ہو جاتی ہے اور منکوحہ کے کنبہ والوں کے روبرو ہو تب بھی واقع ہو جاتی ہے اور شوہر اگر طلاق سے انکار کرے اور عورت دعویٰ طلاق کا کرے تو چچا تایا کی گواہی سے طلاق ثابت ہو جاتی باپ دادا کی شہادت سے ثابت نہیں ہوتی فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ع۴۔ زید کا باپ اگر مہر کا ذمہ دار ہو گیا ہے تو عورت زید کے باپ سے مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے اگر زید کا باپ ذمہ داری سے انکار کرتا ہے اور گواہ موجود نہیں تو زید کے باپ سے مطالبہ مہر کا نہیں کر سکتی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ع۵۔ مہر کم معلوم نہیں کیا چیز ہے مہر مثل وہ ہے جو اسکے کنبہ کی ہم عمر عورتوں کا مہر ہو اختلاف کی صورت میں مہر مثل حکم بنایا جاتا ہے اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں دیکھنی چاہیئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ع۶۔ زبردستی مہر معاف کرانے سے مہر معاف نہیں ہوتا اگر خوشی سے عورت مہر معاف کردے معاف ہو جاتا ہے اور پھر عورت مہر نہیں لے سکتی اگر دو معتبر گواہوں کے روبرو عورت نے بخوشی مہر معاف کیا ہے تو پھر اگر عورت انکار بھی کرے تو انکار اس کا مسموع نہ ہوگا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا خط کے ذریعہ طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال ۱۷۰۔ زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو خط کے ذریعہ سے تین طلاق دی جس کا مضمون درج ذیل ہے۔

تحریر خط زید کے دست خاص کا ہے زید کو جنکے ساتھ کتابت رہا کرتی ہے وہ شہادت دیتے ہیں کہ یہ خط زید کے ہاتھ کا ہے اس خط سے ہندہ کو طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

نقل خط میں نے جیسا نفع ٹالکر اور اپنے بزرگان کی باتوں کو اٹھا کر آپ کی دختر بی بی حمدی سے ایک محض معمولی طریقہ سے حرام کار خیال اٹھا کر عقد کر لیا تھا ان کی بدسلوکی اور بدزبانی پاکر جو اپنے خاوند سے نہیں کرنا چاہیئے تھا دیکھکر اور جسقدر خفیف دین مہر ان سے ہوا تھا اُن کو معاف کر دینگے آج دن و تاریخ سے خدا اور رسول کو گواہ رکھکر طلاق دیتے ہیں طلاق دیتے ہیں. طلاق دیتے ہیں۔ چونکہ انھوں نے بھی اپنا دین مہر جو کہ محض خفیف ہوا تھا گویا وہ وصول بھی ہو گیا ہے آج سے کیا معنی کہ جب سے وہ مجھ کو ناخوش اور بد سلوکی کر گئے

ہیں کوئی سروکار نہیں ہے اور وہ جو چاہیں اپنا دوسرا نکاح وبیاہ کر سکتے ہیں۔ ہم ایسی عورت کے ہرگز ہرگز روادار نہیں ہو سکتے حالانکہ آپ لوگ کا دین وایمان اور اس کا بھی دین وایمان جانتا ہوگا جس قدر اس کو چاہتے اور مانتے تھے اور ایک گھڑی اپنی نظر سے علیحدہ کرنیکے روادار نہیں رہا کرتے تھے اب اسی سے سمجھ سکتے ہیں کہ اسنے کسقدر میرا دل دکھایا ہے آہ کے ساتھ آج ہم اس سے بالکل بے سروکار ہوتے ہیں باقی لڑکی کا اللہ حافظ و مددگار ہے جس کی ہوگی انشاء اللہ اس کو خود دلوادے گا ابرو غریب کے ساتھ اس کو اپنے ساتھ رکھے گا انشاء اللہ بی بی اس سے میرے بعد نہیں بھولیگی اور بی بی سے بھی خدا سمجھے گا بس صبر کیا۔

الجواب۔ اس صورت میں تین طلاق زوجہ زید پر واقع ہوگئی تحریر کے ذریعہ سے جو طلاق واقع کی جاتی ہے وہ واقع ہوتی ہے لیکن اگر زید یہ کہے کہ یہ تحریر میری نہیں اور وہ انکار کرے تو پھر دو گواہ معتبر اس کے ہونے چاہے کہ یہ تحریر زید نے ہمارے سامنے لکھی ہے یا ہمارے سامنے اقرار اپنی تحریر کا کیا ہے اور یہ امر ثبوت تحریر زید کے لئے کافی نہیں ہے کہ لوگ یہ کہیں کہ خط زید کا ہے ہم اس کے خط کو پہچانتے ہیں بلکہ زید اگر اقرار کرے کہ یہ خط میرا ہے یا جن کے سامنے لکھا ہے وہ گواہی دیں کہ ہمارے سامنے زید نے یہ خط لکھا ہے یا اقرار کیا ہے تو اس وقت خط کے ذریعہ سے تین طلاق ہوجاویگی اور عورت کو بعد گذرنے عدت کے دوسرا نکاح درست ہے۔

كذباً طلاق کا حکم | **سوال ۱۷۱۔** اگر کسی شخص نے جھوٹ کہدیا کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی تو یہ طلاق واقع ہوئی

الجواب۔ اگر زید نے عمر سے کہا کہ اگر تو اپنی زوجہ سابقہ کو طلاق دیدی تو میں اپنی دختر کا نکاح تجھ سے کردوں بکر نے کذباً کہا کہ میں نے طلاق دیدی ہے اور واقع میں نہ دی تھی زید نے نکاح کردیا تو نکاح منعقد ہوگیا اور طلاق دیانۃً واقع نہیں ہوئی قضاءً واقع ہوئی

طلاق معلق | **سوال ۱۷۲۔** ایک شخص نے کہا اپنی زوجہ کو کہا اگر میں جمادی الاولیٰ کے آخر تک نان ونفقہ نہ دوں تو میری طرف سے طلاق ہوجاویگی چنانچہ اس نے آخر ذیقعدہ میں صرف چند روپے بھیجے تو اس کی زوجہ کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب۔ اس صورت میں پہلی جمادی الآخر کو اسکی زوجہ پر ایک طلاق رجعی واقع ہوئی عدت کے اندر رجعت بلا نکاح اور بعد عدت کے نکاح صحیح ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے

خلع میں ایک طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے

سوال ۱۷۳- خلع میں کیسی طلاق ہوتی ہے اور شوہر اول سے نکاح دوبارہ ہو سکتا ہے یا نہیں

الجواب۔ خلعہ میں طلاق بائنہ ہوتی ہے بعد عدت کے دوسرے مرد سے یہ عورت نکاح کر سکتی ہے اور شوہر اول سے بھی نکاح ہو سکتا ہے الخ

بیوی کی رضاعی ماں سے مرتکب زنا ہوا تو بیوی حرام ہو گئی

سوال ۱۷۴- زید کے دو بیویاں تھیں اور دونوں سے اولاد ہے اور دونوں میں باہم یہ اتفاق تھا کہ اگر ہم دونوں میں سے کوئی باہر جاوے تو جو گھر پر موجود رہے وہ دونوں کے بچوں کو دودھ پلایا کرے حتی کہ دونوں اپنے معاہدہ کے موافق دودھ پلاتی رہیں اتفاق سے بعد انتقال کر جانے زید کے کوئی وارث بجز عورتوں اور بچوں کے باقی نہیں رہا اب محل اول کی لڑکی جس نے اپنی سوتیلی ماں کا بھی دودھ پیا ہے اس کا نکاح محض نابالغیت میں بولایت ماں کے ایک جوان لڑکے سے کردی گئی۔ اور وہ شخص بعد چند روز کے اپنی سوتیلی ساس سے محبت بڑھا کر مرتکب زنا کا ہو گیا اب اس صورت میں سگی اصلی بی بی کا نکاح باقی رہا یا ٹوٹ گیا۔

الجواب۔ جبکہ محل اول کی لڑکی نے اپنی سوتیلی ماں کا حالت شیر خواری میں دودھ پیا ہے تو اس لڑکی کی والدہ رضاعی ہو گئی پس زنا کرنا اس والدہ رضاعی سے سبب حرام ہو جانے اس کی دختر رضاعیہ کا ہے پس اس حالت میں اس کی زوجہ اس پر حرام ہو گئی چاہیئے کہ اس کو علیحدہ کر دے۔ قال فی البحر اراد بحرمۃ المصاهرۃ الحرمات الاربع حرمۃ المرءۃ علی اصول الزانی وفروعہ نسباً ورضاعاً وحرمۃ اصولہا وفروعہا علی الزانی نسباً ورضاعاً الخ شامی فصل فی المحرمات۔

مہر مؤجل کا مطالبہ عورت قبل از موت یا طلاق نہیں کر سکتی

سوال ۱۷۵- مہر مؤجل اور معجل کا ادا کرنا شوہر پر کس وقت لازم آتا ہے۔ عورت اس بات کا حق رکھتی ہے یا نہیں کہ شوہر سے طوعاً یا کرہاً اپنا مہر اس کی حیات میں وصول کرے فقط۔

الجواب۔ مہر جس قدر مقرر ہوا ہے اس کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ ہے موافق شرط کے اگر مہر معجل ہے تو فی الحال عورت مطالبہ کر سکتی ہے اور اگر مؤجل ہے تو اس کی اجل موافق عرف کے طلاق ہے یا موت پس مہر مؤجل کا مطالبہ عورت اپنی اور شوہر کی حیات میں بدون طلاق دینے شوہر کے نہیں کر سکتی۔ فقط

طلاق دیدونگا کے الفاظ سے طلاق نہیں ہوتی

سوال ۱۷۶- ایک شخص کی زوجہ ابلی نکل گئی

اس نے دوسرا نکاح کر لیا اور زوجہ ثانیہ سے یہ الفاظ کہے کہ اگر پہلی زوجہ آئی تو میں اس کو طلاق دیدوں گا اس کے بعد زوجہ اولیٰ آئی اور ایک ماہ رہکر چلی گئی اُس شخص نے اُس کو طلاق نہیں دی تو اس صورت اس شخص کی پہلی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور وہ عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔ ع۲ غیر مقلد جو آیات کے جواب دیتے ہیں مثلاً سبح اسم ربك الاعلی کا جواب سبحان ربی الاعلی دیتے ہیں جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ اس صورت میں اُس کی پہلی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ اس شخص نے اس عورت کو طلاق نہیں دی البتہ زوجہ ثانیہ سے یہ الفاظ کہے تھے کہ اگر وہ آبھی گئی تو میں اسکو طلاق دیدونگا اس کے بعد اوکوئی لفظ طلاق کا اُس نے عورت کو نہیں کہا صرف یہ کہنے سے کہ میں اُس کو طلاق دیدوں گا طلاق واقع نہیں ہوتی۔ جب اس شخص نے طلاق نہیں دی تو نکاح ثانی اس عورت کا نہیں ہو سکتا نکاح ثانی بدون طلاق اور بدون گذرنے عدت کے جائز نہیں ہے فقط۔

ع۲ مذکورہ فی السوال کا جواب عند الحنفیہ نماز میں دینا جائز نہیں ہے جواب دینا چاہیئے البتہ خارج نماز سے اگر کوئی آیات مذکورہ پڑھے تو جواب دینا مسنون و مستحب ہے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر یہ جوابات خارج صلاۃ ہی منقول ہیں نماز میں اگر کہیں وارد ہے تو وہ تعلیم کے لیئے ہے یا ابتداء اسلام میں تھا جب تک کہ نماز میں زیادہ قیود نہ تھے مثلاً باتیں کر لیتے تھے اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں جلدی پڑھ کر امام سے مل جاتے تھے وغیرہ وغیرہ رفتہ رفتہ یہ امور ممنوع ہو گئے۔

دو ماہ کا حمل لڑکا لڑکی کے حکم میں نہیں جو طلاق اُس پر معلّق ہو واقع ہوگی

سوال ۱۷۷۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر میرے لڑکا یا لڑکی ہوئی ہو تو میری زوجہ پر طلاق ہے اور ابھی تک اس کے کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوئی تھی مگر دو حمل ماہ دو ماہ کے ساقط ہو چکے تھے اُس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب۔ اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ شرط نہیں پائی گئی دو ماہ کا حمل بچہ کے حکم میں نہیں ہے درمختار میں ہے۔ فان لم یظہر له شیئ فلیس بشئی وفیه ایضاً ولا یستبین خلقه الا بعد مائة وعشرین یوماً۔

چند مسائل خلع

سوال ۱۷۸۔ زینب نے اپنے خاوند سے اس طرح خلع کیا زینب نے

(...) کہا کہ میں اپنا مہر معاف کرتی ہوں تو مجھ کو طلاق دیدے شوہر نے تین طلاق دیدی، اب دونوں رضامند ہیں زینب بکر کے لیئے حلال ہے یا نہیں۔ ع۲ خلع میں طلاق بائن واقع ہوتی ہے یا تین طلاق ع۳ مرد عورت سے مقدار مہر کی لے سکتا ہے اگر پیشتر مہر ادا کر چکا ہو زیادہ لینا مکروہ ہے یا جائز ہے ع۴ سود خور مشرک تعزیہ پرست یا جسکی عورتیں بے پردہ ہوں ایسے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں ع۵ ایسا شخص امام بنانے کے قابل ہے یا نہیں ع۶ جو آدمی ایسے امام کو معزول نہ کریں اور ایسے امام کو پسند کریں وہ گنہگار ہیں یا نہیں ع۷ اہل نصاب کم کا ہو یا زیادہ کا ایک بکرا یا بھیڑ قربانی کرنے سے واجب ادا ہو جاوے گا یا نہیں ع۸ مُردوں کی جانب سے قربانی کرنا کیسا ہے اور اس قربانی کے گوشت کو کیا کرنا چاہیئے اور قربانی کرنے والے کو بھی ثواب ہوگا یا نہیں ع۹ زید کی بہو بغیر اجازت قبرستان میں گئی زید نے اس کو منع نہیں کیا علاوہ ازیں زید کے پاس ایک زمین رہن ہے اسکی آمدنی زید کو صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ خلع میں طلاق بائن واقع ہوتی ہے مگر اس صورت میں چونکہ زوج نے تین طلاق دیدی لہذا اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی اب بدوں حلالہ کے شوہر اول کے لیئے حلال نہیں ہو سکتی۔ ع۲ خلع میں طلاق بائن واقع ہوتی ہے خلع کے بعد طلاق کی ضرورت نہیں ہے ع۳ مہر سے زیادہ لینا مرد کو عورت سے مکروہ ہے اگر مرد کے قصور کی وجہ سے خلع کی نوبت آئی ہے تو مہر کی مقدار بھی لینا مکروہ ہے اگر عورت کے قصور سے خلع کی نوبت آئی ہے تو مہر کی قدر عورت سے لینا جائز ہے زیادہ لینا مکروہ ہے، ع۴ سود خور مشرک تعزیہ پرست یا جس کی عورتیں بے پردہ ہوں یہ لوگ فاسق ہیں امامت ان کی مکروہ تحریمی ہوتی ہے امام ایسا شخص ہو سکتا ہے جو متبع شریعت ہو۔ ع۵ ایسا شخص امام بنانے کے قابل نہیں ہے ع۶ شخص مذکور کو امامت سے معزول کر دینا چاہیئے اور جو شخص ایسے امام کو پسند کرتے ہیں اور معزول نہیں کرتے وہ بھی گنہگار ہیں۔ ع۷ اہل نصاب کم کا ہو یا زیادہ کا ایک بکرا یا بھیڑ قربانی کر دینے سے واجب ادا ہو جاتا ہے ع۸ اگر زندہ آدمی صاحب نصاب ہے تو اس کے ذمہ قربانی واجب ہے اور مُردوں کی جانب سے قربانی کرنا مستحسن ہے کرنیوالے کو بھی ثواب ہوتا ہے ع۹ عورتوں کا بے پردگی کے ساتھ پھرنا اور مزاروں پر جانا حرام ہے

اور صورت مسئولہ میں چونکہ زید نے اپنی بہو کو اس فعل حرام سے نہیں روکا لہذا ز
بھی گنہگار عاصی ہوا زید کو مناسب تھا کہ اپنی بہو کو تنبیہ کرتا خیر گذشت آنچہ گذشت
آئندہ عورتوں کو ممانعت کرنی چاہیئے کہ بے پردگی نہ کرے اور مزاروں پر ہرگز نہ
جاویں۔ اور زید کے پاس جو زمین رہن ہے اس کی آمدنی زید کو صرف کرنا جا
نہیں کیونکہ رہن کی آمدنی لینا ربوا ہے اور ربوا کی حرمت نص قاطع سے ثابت ہے
لہذا رہن کی آمدنی زید کو لینا حرام ہے اور امامت ایسے شخص کی مکروہ تحریمی ہے۔

نکاح سے پہلے تعلیق طلاق بدون اضافت الی النکاح معتبر نہیں

سوال ۱۷۹۔ ایک شخص مسمیٰ زید نے قبل نکاح یہ شرط کی کہ اگر
میں بیگم جان بیوہ کی دختر کو روٹی کپڑا نہ دوں تو اس کو طلاق
ہے اس کے بعد زید نے اس دختر سے نکاح کر لیا اور چند روز روٹی کپڑا دیا پھر اس عورت
گھر سے نکال دیا اور روٹی کپڑا کچھ نہیں دیتا طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ فقط

الجواب۔ صورت مسؤلہ میں موافق سوال سائل کے زید کی زوجہ پر طلاق
واقع نہیں ہوئی کیونکہ سوال میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے کہ جس میں اضافت طلاق
کی طرف نکاح کے ہو۔ صرف یہ لفظ سوال میں ہیں کہ اگر میں بیگم جان بیوہ کی دختر کو روٹی
کپڑا نہ دوں تو اس کو طلاق ہے ان لفظوں سے طلاق واقع نہیں ہوتی کنز الدقائق میں
ہے فلو قال لاجنبیۃ ان زرت فانت طالق فنکحہا فزارت لم تطلق الخ فقط۔

چند مسائل حرمت مصاہرت

سوال ۱۸۰۔ اگر کوئی مرد کسی عورت کی چوڑیوں کو ہاتھ لگا
یا عورت کی پشت کو ہاتھ لگاوے اور درمیان میں کپڑے حائل ہوں مرد کا ہاتھ
کپڑوں کو لگے۔ یا مرد عورت کی فرج کو دیکھے قصداً اور یہ یاد نہ ہو کہ عند المس و النظر
الی الفرج شہوت تھی یا نہیں تھی تو ان صورتوں میں حرمت مصاہرۃ ثابت ہوگی یا نہیں

الجواب۔ چوڑیوں کو ہاتھ لگنے سے حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہوتی فلو
کان مانعاً لا تثبت الحرمۃ الشامی ص ۲۸۱ جلد ۲۔ اسی طرح کپڑوں کا حائل ہونا
بھی مانع عن الحرمت ہے اسلئے بغیر حرمت مصاہرۃ ثابت نہ ہوگی اور پیر کے مس کرنیکے وقت
یا نظر الی الفرج کے وقت اگر شہوت کا ہونا نہ ہونا یاد نہیں تب بھی حرمت مصاہرۃ
ثابت نہ ہوگی قال فی الدر المختار و فی المس لا تحرم ما لم تعلم الشہوۃ لان الاصل
فی التقبیل الشہوۃ بخلاف المس الخ و فی الشامی و اذا اقبلہا او لمسہا او نظر الی

جہا ثم قال لم یکن عن شہوۃ ذکر الصدر الشہید انہ فی القبلۃ یفتی بالحرمۃ
لم تتبین انہ بلا شہوۃ وفی المس والنظر لا الا ان تبین انہ بلا شہوۃ الخ
شامی فقط۔

دائم الحبس کا حکم و دیگر مسئلہ طلاق

سوال ۱۸۱ - ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق نامہ تحریری لکھا اور مجمع عام میں بیان کیا کہ میں اپنی زوجہ کو چار ماہ ہوئے طلاق دے چکا ہوں اور اب واسطے اطمینان مطلقہ اور اس شخص کے جو اس سے نکاح کرے طلاق نامہ بھی لکھدیا اور گواہ بھی قاضی کے سامنے پیش کیئے اس پر قاضی نے مطلقہ مذکورہ کا نکاح اسی وقت دوسرے شخص کے ساتھ کر دیا اس صورت میں قاضی کے ذمہ کچھ الزام آسکتا ہے اور یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ ۲ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کرنیکے لیئے قاضی کو بلایا قاضی نے اس عورت کے حال کی تحقیق و تفتیش کی تو اس شخص نے اور نیز چند اشخاص نے ظاہر کیا کہ اس عورت کا شوہر دائم الحبس ہو گیا ہے۔ قاضی نے اس بیان پر اعتبار کر کے اور اس نکاح کو جائز سمجھ کر نکاح کر دیا صبح کو معلوم ہوا کہ اس عورت کا خاوند دائم الحبس نہیں ہے ابھی تک مقدمہ زیر تجویز ہے قاضی نے فوراً جا کر اس شخص سے کہدیا کہ تیرا یہ نکاح صحیح و جائز نہیں ہوا اس صورت میں قاضی کے ذمہ کچھ الزام ہے اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں

الجواب - اگر واقع میں شوہر نے چار ماہ ہوئے طلاق دیدی تھی اور اس وقت سے تین حیض اس کو آچکے ہیں تو عدۃ اسکی پوری ہو گئی نکاح اس کا درست ہے اصل یہ ہے کہ طلاق اسی وقت واقع ہو جاتی ہے جس وقت طلاق دی جاوے اور عدت مطلقہ کی تین حیض ہیں پس اگر عدۃ طلاق کی گذر چکی تھی یعنی وقت طلاق سے تین حیض ہو چکے ہیں تو نکاح صحیح ہو گیا اور اگر تین حیض نہ آئے تھے تو نکاح صحیح نہیں ہوا اس امر کی تحقیق کر لی جاوے اگر واقع میں عدت گذرنے کے بعد قاضی نے نکاح کیا ہے تو قاضی پر کچھ الزام نہیں اور اگر عدۃ کے اندر نکاح کیا ہے تو نکاح نہیں ہوا قاضی کی غلطی ہے کہ اس نے عدۃ کے اندر نکاح پڑھا ۲ اگر بالفرض شوہر دائم الحبس ہوتا تب بھی بدون طلاق دینے شوہر کے نکاح ثانی صحیح نہ ہوتا

اور اب کہ وہ دائم الحبس نہیں ہوا قاضی نے اچھا کیا کہ صاف ظاہر کر دیا کہ نکاح نہیں ہوا اب قاضی پر کچھ الزام نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ فقط۔

بے پڑھے یا نے کسی طلاق نامہ پر انگوٹھا لگوا لینے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال ۱۸۲۔ ایک شخص فضولی نے اس وجہ سے زوجین میں جھگڑا رہتا ہے اپنی جانب سے بغیر اذن و اطلاع طرفین کے ایک طلاق دو طلاق تین طلاق لکھوا کر بغیر سنائے شوہر کے انگوٹھا چسپاں کرا لیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب۔ جبکہ شوہر نے نہ الفاظ طلاق زبان سے کہے اور نہ لکھے اور اس کو سنکر تصدیق کی تو محض انگوٹھا لگوانے سے طلاق واقع نہیں ہوئی ہکذا فی الشامی فقط۔

والدین اگر بیوی کو طلاق دینے کا حکم کریں تو تعمیل کرنا چاہیئے

سوال ۱۸۳۔ زید اپنے بیٹے عمر کو کہتا ہے کہ تو اپنی زوجہ منکوحہ ہندہ کو طلاق دیدے پس اس صورت میں اگر ہندہ صالحہ ہے یا فاجرہ ہے۔ بہر حال کیا حکم ہے زید کو طلاق دینا باپ کے کہنے سے جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ وعن ابن عمرؓ قال کانت تحتی امرأۃ احبہا وکان عمرؓ یکرہہا فقال لی طلقہا فابیت فاتی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لہ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلقہا رواہ الترمذی وابو داؤد۔

قال فی اللمعات قولہ طلقہا ان کان الحق فی جانب الوالدین فطلاقہا واجب للزوم العقوق وان کان فی جانب المرأۃ فان طلقہا لرضاء الوالدین فہو جائز حدیث مذکور سے واضح ہے کہ باپ کے حکم کو مقدم سمجھے اور عورت کو طلاق دیدے اور صاحب لمعات کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ عورت اگر واقع میں فاجرہ بد زبان وغیرہ ہے اور باپ حق پر ہے تو طلاق دینا اس صورت میں واجب ہے ورنہ جائز و افضل ہے

چچا اور ماں دونوں موجود ہوں تو ولایت نکاح نابالغہ کس کو ہے

سوال ۱۸۴۔ ایک نابالغ کا چچا فیض محمد اور نانا محمد علی اور والدہ بشیرن موجود ہیں اس صورت میں ولایت نکاح کس کو ہے۔

الجواب۔ ولایت نکاح نابالغ اس صورت میں فیض محمد چچا کو ہے محمد علی نانا بشیرن والدہ کو ولایت نکاح بموجودگی فیض محمد کے نہیں ہے البتہ حق حضانت

بالغ یعنی پرورش سات برس کی عمر تک اول اس کی والدہ بشیرن کو ہے والدہ نے اگر
نابالغ کا غیر محرموں میں کیا ہے تو والدہ کے بعد نانی پھر دادی پھر بہن پھر خالہ
پھر پھوپی کو ہے والحاضنة احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع
یفتی الخ درمختار وفیه ثم ای بعد الام بان ماتت اولم تقبل او اسقطت
حقها او تزوجت باجنبی ام الام ثم ام الاب ثم الاخت ثم الخالات ثم العمات الخ
مختار وفیه والولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ درمختار فقط

> کی طلاق واقع ہوجاتی ہے
> اور نشہ ... اقرار طلاق اسکا معتبر نہیں

سوالات ۱۸۵ - زید جو پیشہ پیری و مریدی کرتا تھا تقریباً
ایک مہینہ سے پاگل ہوگیا اپنے مریدوں کو مار اُڑتا تھا
اور میدان میں پھرا کرتا تھا دیوانہ کا سا کلام کرتا تھا کتہ وغیرہ کی بولی بولا کرتا تھا اُس
نے ایک دن اپنے مرید کے گردن پر سوار ہوکر اور اس کے حلقوم کو پکڑ کر یہ کہا کہ
تو اپنی بیوی کو طلاق دیدے اس نے جان جانیکے خوف سے کہا میں نے طلاق
دی اس کے بعد وہ مرید بالکل بے ہوش ہوگیا اور اس کو کچھ خبر نہیں کہ اس کے بعد
اس نے کیا کہا مگر جو لوگ وہاں پر موجود تھے اُن کا بیان ہے کہ پانچ چھ دفعہ اس نے
کہا میں نے طلاق دی اس کے بعد زید اس کے گردن سے اتر گیا اور لوگوں نے جو اس
مرید کو دیکھا تو بیہوش پایا پانی وغیرہ دیا تو اس کو ہوش آیا اندریں صورت طلاق
واقع ہوئی یا نہیں اگر طلاق ہوئی تو رجعی یا مغلظ جواب بہ حوالہ کتب مرحمت ہو۔
۲ اگر اس مرید کے زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ میں نے ایک مرتبہ طلاق دی اور بعد میں
بیہوش ہوگیا اور بقیہ حالت وہی رہی جو اوپر گذری تو اس صورت میں کیا حکم ہے
وقوع طلاق یا عدم وقوع اگر وقوع ہے تو رجعی یا بائن یا مغلظ جواب بہ حوالہ کتب
۳ اگر پیر نے یہ کہا کہ طلاق کا اقرار کر اس نے ایک مرتبہ اقرار کیا اور بعد میں بیہوش
ہوگیا اور لوگ جو وہاں پر موجود تھے وہ کہتے ہیں کہ پانچ چھ دفعہ اقرار کیا تو کیا حکم ہے
اس صورت میں قاضی خاں کے کتاب الاکراہ میں ہے کہ اگر زبردستی کی جاوے اقرار
طلاق پر اور اقرار کیا تو طلاق واقع نہوئی اور ایسی ہی شامی اور بحر الرائق کے
کتاب الطلاق میں اور فتاوی خانیہ میں اور بحر الرائق اور شامی نے اس میں جرح
کیا ہے امید کہ دیکھکر جواب مرحمت ہو۔ ۴ اکراہ کے صورت میں ضرورۃ اور

دفعہ حرج کے لیئے ائمہ ثلاثہ کے مذہب پر فتوی دے سکتے ہیں یا نہیں کسی نے اس
لکھا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ عند الحنفیہ طلاق مکرہ کی واقع ہو جاتی ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام
جدھن جد وھزلھن جد فی الدر المختار ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل
ولو عبدا۔ او مکرھاً فان طلاقہ صحیح لا اقرارہ بالطلاق در مختار وغیرہ پس
اس سے معلوم ہوا کہ طلاق حالت اکراہ کے وقت ہو جاتی ہے اور اقرار بالطلاق
حالت اکراہ کا معتبر نہیں ہے پس صورت مسئولہ میں اگر تین بار یا زیادہ حالت ہوش
میں کہا کہ میں نے طلاق دی تو تین طلاق مغلظ واقع ہو گئیں اور ایک یا دو بار ہوش میں کہا او
باقی بیہوشی میں تو طلاق رجعی ہوئی پس سوال ۱ و ۲ میں اگر طلاق دینے والا ایک
دفعہ کہکر بیہوش ہو گیا ہے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ۳ میں طلاق واقع
نہیں ہوئی ۴ دوسرے کے مذہب پر فتویٰ دینا اس صورت میں منقول نہیں
ہے پس جائز نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المآب۔

بَابُ کنایاتُ الطلاق

سوال ۱۸۶۔ شوہر نے اپنی زوجہ کو کہا کہ تجھ کو اختیار ہے جہاں چاہے رہ تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔	تجھ کو اختیار ہے جہاں چاہے رہ ان لفظوں سے طلاق نہیں ہوئی

الجواب۔ شوہر نے اپنی زوجہ کو یہ لفظ کہا کہ تجھ کو اختیار ہے جہاں چاہے
اگر نیت طلاق نہ تھی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

سوال ۱۸۷۔ شوہر نے اپنی خوشدامنہ سے کہا کہ اپنی لڑکی کی	اپنی لڑکی کی طلاق مجھ سے لیلو

طلاق مجھ سے لیلو تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب۔ اگر کسی نے اپنی خوشدامنہ سے روز کی لڑائی پر یہ کہا کہ تم اپنی بیٹی کی
مجھ سے طلاق لے لو۔ (یعنی ہی دھمکی وغیرہ ہے نکاح کردو اور یہ واقعہ مکرر ہوا) تو اس میں طلاق نہیں پڑی

سوال ۱۸۸۔ الفاظ کنایہ چند بار کہے اور نیت طلاق کی تھی ایک طلاق واقع ہوگی یا چند۔	الفاظ کنایہ چند بار کہے تو ایک طلاق واقع ہوئی

الجواب۔ اگر الفاظ کنایہ چند بار کہے جائیں اور نیت طلاق ہو ایک طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے بار دیگر بلا حلالہ تجدید نکاح

چند الفاظ کنایہ وصریح

سؤال ۱۸۹ - زید نے ہندہ کو بغرض دھمکانے کے الفاظ ذیل جو کنایۂ طلاق ہیں اپنے خسر کو لکھکر روانہ کیئے اور نیت طلاق کی نہیں کی۔ الفاظ مذکور یہ ہیں:۔ "ہندہ اپنی مادر کی اطاعت کرے و زید کی ہمشیرہ کا نام نہ لیا کرے اور ہندہ سفید پائجامہ پہنا کرے کیونکہ اسکی سسرال میں ان کو سخت معیوب جانتے ہیں۔ چہارم اگر ہندہ کو شرائط مذکورہ نامنظور ہوں اور آپ اپنی دختر کو مطلقہ کرانا چاہیں تو لکھدیں تا کہ باقاعدہ طلاق دیدی جاوے"۔ انہوں نے جواب نہیں دیا اور نہ ہندہ کو زید کے یہاں بھیجا۔ زید نے ایک تحریر اپنے خسر کو لکھی کہ آپ ۲۵ یا ۲۶ محرم تک ہندہ کو اپنے مکان پر روانہ کر دیں اور شرائط مذکورہ کا اقرار کرالیں یعنی جو الفاظ کنایہ ہیں اگر محرم گذر گیا تو ہندہ سے میرا کچھ کام نہیں اور میں بھی دل سے اجازت دیتا ہوں کہ مجھے مرا ہوا تصور کر کے اُس کا دوسری جگہ انتظام کر دیں۔ ایک تحریر ۱۰ جنوری کو منشی برکت اللہ کو لکھی جو ہندہ کے رشتہ دار تھے کہ آپ ہندہ کے والد کو لکھدیں کہ ہندہ کو میرے مکان پر نہ روانہ کریں ورنہ میں بُری طرح پیش آؤنگا۔ اسکے بعد دوسری تحریر ۱۲ فروری کو لکھی کہ میری بابتہ کچھ نہ تحریر کریں۔ میں طلاق دیچکا ہوں فقط اب طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

9 **الجواب** - زید نے جو الفاظ کہے ہیں اُن میں سے صرف اخیر تحریر جو منشی برکت اللہ کے پاس آئی اُس سے ایک طلاق واقع ہو گئی اور چونکہ وقت طلاق کے عورت حاملہ تھی اور اب وضع حمل ہو چکا اسلئے عدت وضع حمل پر پوری ہو گئی اب نکاح جدید بلا حلالہ کے ہو سکتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

چند الفاظ کنایہ کی تعلیق شرط پر

سوال ۱۹۰ - زید نے (۱) اپنی بیوی سے قسم کھاکر کہا کہ آج سے اگر ہم تاڑی کا استعمال کریں یا زنا کریں تو تم ہمپر حرام ہو مگر تاڑی کے لئے اگر دوا اطبا نے تجویز کیا تو مجبوری ہوگی مگر بعد اس کے زید نے صرف زنا کیا تو آیا یہ طلاق بائن ہوئی یا رجعی اور اگر طلاق ہو گئی تو پھر حلال ہونے کی کیا صورت ہے۔

(۲) اور اگر دوبارہ عقد کرنے کی ضرورت ہو تو اسکی کیا صورت ہوگی۔

الجواب (۱) حرام کا لفظ صریح طلاق نہیں ہے کنایہ طلاق کا ہے۔ اگر زید نے نیت طلاق کی لفظ سے کی تھی تو بصورت وقوع زنا کے اُسکی زوجہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ اور نکاح جدید عدۃ میں اور بعد عدۃ کے ہر حال درست ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ فقط۔

(۲) دوبارہ نکاح کی یہ صورت ہے کہ جدید مہر مقرر کر کے روبرو دو گواہوں کے ایجاب قبول کر لیا جاوے فقط۔

بَابُ الْعِدَّۃ

عدۃ طلاق گذارنا ضروری ہے عدۃ وفات گذارنے سے پہلے نکاح صحیح نہیں

سوال ۱۹۱- زید[۱] نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی اب اگر اُس کی زوجہ دوسرا نکاح کرنا چاہے تو عدّت کرنے کی ضرورت ہے یا بغیر عدّت کئے نکاح ثانی کر سکتی ہے؟-

(۲) ہندہ کا شوہر مر گیا ہے اور ہندہ نے قبل گذارنے عدّت وفات کے ایک شخص سے زنا کرایا اور حاملہ ہو گئی۔ پھر اُس سے نکاح کر لیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر جائز نہیں تو کس طور سے نکاح ہونا چاہیئے۔

الجواب (۱) طلاق کے بعد ایّام عدّت یعنی تین حیض گذار کر دوسرا نکاح کرے قبل عدّت دوسرا نکاح جائز نہیں ہے۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔

(۲) اگر شوہر کے مرجانے سے چار ماہ دس یوم پورے کر کے نکاح کیا ہے تو صحیح ہے اور اگر اُس سے پہلے کیا ہے تو صحیح نہیں ہے۔ بعد عدّت کے پھر نکاح کرنا چاہیئے۔ شامی باب العدۃ میں ہے۔ ومثلہ ای عدتہا وضع الحمل مالو کان الحمل فی العدۃ الخ والذی ذکرہ محمدؒ ان ہذا فی عدۃ الطلاق اما فی عدۃ الوفاۃ فلا تتغیر بالحمل وھو الصحیح کذا فی البدائع۔ درمختار اور شامی کے باب ثبوت النسب کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کے مرنے کے بعد اگر دو برس سے کم میں بچّہ پیدا ہوا ہے تو نسب اُس کا شوہر متوفی سے ثابت ہے بشرطیکہ عورت نے اقرار گذرنے عدّت کا نہ کیا ہو اور بعد اقرار کے چھ ماہ سے زیادہ میں بچّہ پیدا نہ ہوا ہو۔ اس قاعدے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بچّہ اُس حاملہ کے دو برس سے کم میں پیدا ہوا ہو تو عدّت اُس کی وضع حمل ہی ہوئی اس صورت میں نکاح بعد وضع حمل ہونا چاہیئے۔ پس یہی احوط ہے کہ نکاح بعد وضع حمل کیا جاوے تاکہ بلا خدشہ صحیح ہو جاوے۔ فقط

والدین کے مکان پر عدت گذارنا جائز ہے

سوال ۱۹۲- ایک عورت اپنے والدین کے مکان پر تھی اُسکے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ عورت کو عدّت کہاں کرنی چاہیئے۔

الجواب- عورت مذکورہ کو اپنے والدین کے مکان پر عدّت وفات پوری کرنی چاہیئے قال فی الدر المختار وتعتدان ای معتدۃ الطلاق وموت فی بیت وجبت فیہ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قبل خلوت عدۃ طلاق واجب نہیں

سوال ۱۹۳ - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس بارہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور بغیر خلوت صحیحہ اور بلا صحبت کے عورت کو طلاق دیدی اب اس عورت پر عدتِ طلاق واجب ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب۔ اگر خلوت وصحبت نہیں ہوئی تو عدت واجب نہیں ہے۔ قال تعالیٰ وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لكم عليهن من عدة الخ۔ فقط۔

حمل زنا کے وقت بھی عدت طلاق گذارنا ضروری ہے

سوال ۱۹۴- مدت دو سال سے منکوحۂ زید کسی اور مرد کے پاس چلی گئی تھی اور اس وقت وہ حاملہ من الزنا ہے اور زید نے اب اسکو طلاق دیدی ہے اور حمل کی نفی کرتا ہے تو جسوقت میں زانیہ اور زانی حملِ زنا کے مقر ہوں اور زوج یعنی زید بھی ان کے موافق ہے تو زانی اس حاملہ کو بعد طلاقِ زوج اسی وقت نکاح میں لاسکتا ہے یا عدت گذرنے کے بعد۔ اور قبل حمل اگر نکاح صحیح ہے تو وطی بھی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اس صورت میں عدت کا گذارنا ضروری ہے قبل وضع حمل نکاح اسکا درست نہیں ہے کیونکہ منکوحۂ زید بحالتِ قیامِ نکاح حاملہ ہوئی ہے۔ اور منکوحہ حاملہ کو بعد طلاق کے عدت گذارنا ضروری ہے لقولہ تعالیٰ واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن۔ الآیۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ 11

کتاب الایمان

حالف غیر اللہ کے متعلق چند مسائل

سوال ۱۹۵- حلف غیر اللہ یعنی کلام مجید وغیرہ کیسی ہے اور حالفِ کلام مجید مرتکب گناہ کبیرہ کا ہے یا صغیرہ کا۔

الجواب - حلف اللہ اور اُس کی صفات واسماء کے ساتھ ہوتا ہے۔ کلام اللہ کے ساتھ حلف صحیح ہے کہ کلام اللہ صفت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس حلف سے نہ حالف گنہگار ہے نہ حلف ناجائز ہے۔ درمختار میں ہی۔ البتہ ماسوا اللہ تعالیٰ کے اور ائس کے اسماء وصفات کے دوسرے کی قسم کھانا جیسے پیغمبر کی یا کعبہ کی یا کسی چیز کی حرام اور باطل ہے وہ قسم ہی نہیں ہو گی اور حلف کرنے والا گنہگار اور مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوگا درمختار میں ایسا ہی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کفارہ یمین کا مسئلہ

سوال - ۱۹۶ - کفارۂ یمین میں روزہ کس وقت جائز ہوتا ہے۔

الجواب - کفارۂ یمین میں روزہ اُسوقت جائز ہوتا ہے کہ کفارہ مالی اداکرنے سے عاجز ہو اور جبکہ کفارہ مالی اداکرسکتا ہے اگرچہ دیر میں ہو اُسوقت کفارہ مالی ہی ادا کرنا ضروری ہے روزہ رکھنا درست نہیں ہے - کما فی الدرالمختار وان عجز عنها کلها وقت الاداء صام ثلثة ایام ولاءً الخ - قال فی البحر - اشار الی انه لوکان عنده واحد من الاصناف الثلاثة لا یجوز له الصوم وان کان محتاجا الیه - ففی الخانیة - لایجوز له الصوم لمن یملك ماهو منصوص علیه فی الکفارة - فقط واللہ تعالیٰ اعلم -

سوال ۱۹۷ - کفارۂ یمین اور چند دیگر مسائل

ایک شخص نے کسی وجہ سے قسم کھائی کہ خدا کی قسم میں اپنی زوجہ کو طلاق دیدوں گا اور اُسکو محنت اور مشقت کی زندگی بسر کرادوں گا اب اگر وہ اپنی زوجہ کو طلاق نہ دے تو قسم کا کیا کفارہ ہے - اور الفاظِ مذکورہ قسم ہیں یا کیا اور اُسکی تدبیر کیا ہے - فقط

الجواب - صورتِ مسئولہ میں اُس شخص کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی البتہ قسم کھانے کی وجہ سے اُس کے ذمہ کفارہ ضروری ہے اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ یا تو ۱۲ غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلادے دو وقت یا اُن کو لباس پہناوے قال فی الدرالمختار وکفارته تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین او کسوتهم الخ اور الفاظِ مذکورہ فی السوال قسم ہیں اور تدبیر یہی ہے کہ کفارہ قسم کا ادا کر دیا جاوے اور طلاق نہ دے - قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من حلف علی یمین فرأی غیرها خیراً منها الخ شدید قسمیں کھانے سے شوہر گنہگار ہوا اب توبہ استغفار و حسب استطاعت صدقہ کرے اور عورت کی نسبت جو زندگی محنت سے بسر کرانے وغیرہ کی قسمیں کھائی ہیں اُن سے باز رہنا اور کفارہ ادا کرنا ہی بہتر ہے - فقط واللہ تعالیٰ اعلم -

کتاب المفقود

زوجۂ مفقود کے بارہ میں متاخرین حنفیہ نے بضرورتِ زمانہ امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے اور اسی کے موافق حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے فتاوی منقول ذیل ہیں لیکن چونکہ مذہب مالکیہ کی تفصیلات فقہ حنفی میں موجود نہیں اور مالکیہ کی کتابیں اور اُن کے علماء ہندوستان میں کالعدم ہیں اسلئے اس مسئلہ کے بہت سے پہلو خفاء میں تھے اور عمل کرنے والوں کے لئے سخت مشکلات کا سامنا تھا۔

مسئلہ کے شرائط و قیود جو فقہ مالکی میں مذکور ہیں اور جن کے بغیر فتویٰ مکمل نہیں ہو سکتا وہ صحیح طور پر معلوم نہ تھے اسلئے حال میں مجدد الملۃ حکیم الامۃ سیدی و سندی حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم نے پانچ سال تک مکمل غور و خوض اور مدینہ طیبہ کے علماء مالکیہ سے خط و کتابت اور مشاہیر علماء ہندوستان سے مشورہ کے بعد اس مسئلہ کی مکمل تحقیق رسالہ "الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ" میں تحریر فرمائی ہے۔ جسکے ساتھ بہت سے دوسرے ضروری مسائل جو قاضی شرعی نہ ہونے کے سبب عورتوں کی موجودہ مشکلات کے متعلق ہیں وہ بھی منضم کر دئے ہیں۔ اسلئے اب مسائل مفقود و مجنون و متعنت و غائب وغیرہ کے متعلق کوئی صاحب اُسوقت تک عمل نہ کریں جب تک اُس رسالہ کو نہ دیکھ لیں۔ واللہ الموفق والمعین۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ مدرس دارالعلوم دیوبند

۱۳ **سوال ۱۹۸** - ہندہ حنفیۃ المذہب منکوحہ زید مفقود کو موافق مذہب امام مالک رحمہ اللہ کے چار سال کے بعد دوسری جگہ نکاح کرنے کی اجازت ہے یا نہیں۔ اگر جیسا کہ فتوی مولوی عبدالحی صاحب مرحوم میں ہے تو قضاء قاضی شرط ہے یا نہیں اگر ہے تو اسمیں حرج عظیم لازم ہے کیونکہ مفتی مالکی المذہب اس ملک میں مفقود ہیں اور دوسرے ملک سے فتوی منگانے میں حرج واقعہ ہوتا ہے اور اگر نہیں تو خروج عن المذہبین لازم۔ عندالاحناف مفقود کی میعاد ۹۰ سال ہے اور مالکی میں جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔ قضاء شرط و اذا فات الشرط فات المشروط۔ فقط۔

(زوجہ مفقود الخبر بعد چار سال کے تفریق کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہے)

الجواب - شامی میں ہے۔ بعض فقہاء سے منقول ہے کہ اس زمانہ میں فتویٰ امام مالک کے مذہب پر ہے کہ بعد چار سال کے مفقود کی زوجہ کو مفقود کے نکاح سے خارج کر کے عدت وفات کا حکم کریں

پھر نکاح ثانی درست ہے و قد قال فی البزازیة الفتوی فی زماننا علی قول مالک الخ شامی
اور کتب مالکیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر قاضی ووالی نہ ہو تو مسلمین کی جماعت تفریق کر دیں ہدایہ
میں جو یہ عبارت ہے وقال مالک رح اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینہ وبین
امرأتہ وتعتد عدة الوفاة ثم تتزوج من شاءت الخ تو اس عبارت کا مطلب موافق
تصریح اہل مذہب مالکیہ یہ ہے کہ اگر قاضی ہو تو وہ تفریق کرے ورنہ مسلمانان بلد ومحلہ تفریق
کر دیں اور ظاہر عبارت شامی سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے فان عدة تعتد زوجة
المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین وھو مذھب الشافعی رح القدیم
شامی۔ عبارت کتاب شرح دردیر فقہ مالکی کی یہ ہے۔ فصل الذکر للمفقود الخ۔ ولزوج
المفقود الرفع للقاضی وللوالی ووالی الماء فلجماعة المسلمین الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زوجہ مفقود الخبر بعد چار سال کے تفریق کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہے

سوال ۱۹۹- زید سفر میں گیا کسی شہر میں مقیم ہو گیا۔ دو
اپنی عورت کے لئے پارسل وغیرہ روانہ کرتا رہا بعد کو اُسنے کوئی خ
نہ دی نہ خط لکھا۔ کیا یہ مفقود الخبر ہو سکتا ہے اور زید کی عورت کے پاس سامان بہت ہے، اگر
نکاح ثانی نہ کرے سلائی وغیرہ کر کے وہ عمر گذار سکتی ہے اور زید کی ماں بھی اسکی زوجہ کی ۱۴
بہت خدمتگذار ہے۔ اس صورت میں عمرو سے نکاح کرنا درست ہے یا نہیں۔ اگر عمرو نے طلاق
مغلظہ دیدی تو پھر عمر زید کی بیوی کو لا سکتا ہے۔ فقط۔

الجواب۔ متاخرین حنفیہ نے مفقود الخبر کی زوجہ کے بارہ میں امام مالک کے مذہب
پر فتوی دیا ہے کہ اگر کوئی شخص لاپتہ ہو جاوے کہ اسکے مرنے جینے کی خبر نہ ملے اور چار برس
گذر جاویں تو اُسکی عورت بعد تفریق کے عدت وفات دس دن چار ماہ پورے کر کے دوسرے
شخص سے نکاح کر سکتی ہے پس اگر یہ باتیں صورت مسئولہ میں موجود ہیں تو نکاح عمرو سے درست
بعد تین طلاق کے پھر دوبارہ بدون حلالہ کے اُس سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ

واپسی مفقود کا حکم

سوال ۲۰۰- ایک لڑکا سن بلوغ کو پہونچا اُسنے نکاح کیا تھا کچھ عرصہ
بعد اپنی منکوحہ کو گھر چھوڑ کر بتلاش ملازمت دیگر ملک میں چلا گیا اور عرصہ پانچ چھ سال
باہر رہا بعد اس کے منکوحہ سے تقریبًا ۴ سال کے بعد ایک دختر پیدا ہوئی بعد پیدا ہونے
دختر کے ایک اور شخص سے نکاح ثانی کر لیا امی منکوحہ سے جس شخص نے نکاح پڑھایا اسکو
کیا سزا ہونی چاہیئے۔ یہ نکاح درست ہوا یا نہیں۔ کیونکہ اسکے شوہر نے طلاق نہیں دی تھی۔

بعد کو جب وہ آیا اُسنے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ میری منکوحہ کیا ہوئی اُسنے جواب دیا کہ اُسنے نکاح کر لیا لہذا مقدمہ شریعت میں پیش ہوا۔ شریعت نے حلالہ کا حکم دیا اُسنے حلالہ نہ کیا بلکہ نکاح تازہ کر لیا آیا وہ نکاح بغیر حلالہ کے درست ہے یا نہیں۔ فقط۔

الجواب۔ ایسی صورت میں جب شوہر اول واپس آیا تو اُسکی زوجہ اُسکو ملیگی۔ ان کا نکاح باقی ہے۔ دوسرے شخص کا نکاح نہیں ہوا حلالہ وغیرہ کا اسکو کچھ تعلق نہیں ہے وہ عورت منکوحہ شوہر اول کی ہے اور اُس کے نکاح میں ہے دوسرے شخص سے لیکر اول کو واپس دیجاوے البتہ اگر شوہر اول نے طلاق دیدی ہو تو بعد عدت کے یعنی تین حیض کے دوسرے شخص سے نکاح صحیح ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

زوجہ اسیر کا حکم

سوال ۲۰۱ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس معاملہ میں کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو کسی خانگی معاملہ میں ناراض ہو کر غصہ کی حالت میں تین طلاق دیدی۔ ہندہ دوسرے شخص کے گھر میں جو زید کے گھر سے متصل تھا چلی گئی۔ دو گھنٹہ کے بعد جب زید کا غصہ فرو ہوا تو ہندہ کو اپنے گھر لے آیا۔ کیا یہ طلاق ہوگئی یا نہیں۔

الجواب۔ ہندہ پر تین طلاق واقع ہوگئی۔ اب رکھنا اُس کا زید کو درست نہیں۔ 15
اور بدون حلالہ کے زید سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

زوجہ اسیر سے جو اولاد اُسکی غیبت میں پیدا ہو وہ اُسکی طرف منسوب ہوگی

سوال ۲۰۲ - زید کو بعد نکاح کے خلوت بھی نہ ہونے پائی کہ اُسکو کسی جرم میں حبس دوام عبور دریائے شور ہو گیا چار سال تک اُسکی زوجہ باعفت رہی پانچویں سال اُسنے ایک غیر مرد سے تعلق ناجائز پیدا کر لیا اور اُسکے ساتھ عرصہ پچاس سال سے بذریعہ زنا گذر کرتی ہے اور اُس کے زنا کی تصدیق بھی شرعی طور پر ہوگئی۔ اور آٹھ دس لڑکے بھی پیدا ہوئے۔ اور زوج کو مطلق اسکی اطلاع نہیں ہوئی پس اس صورت میں یہ لڑکے جو زنا سے پیدا ہوئے زانی کے قرار دئے جاوینگے یا زوج کے۔ اور یہ حرامی ہیں یا حلالی۔

الجواب۔ اگر شوہر نے طلاق نہ دی تھی اور وہ زندہ بھی رہا تو اولاد اُسکی طرف منسوب ہوگی حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاہر الحجر اس حدیث کے موافق مذہب حنفیہ یہ ہے کہ اُسکی زوجہ کی ہر اولاد کی نسبت اُسی کی طرف ہوگی زانی کی طرف نسبت نہ ہوگی قال فی الدر المختار ویجیٔ فی الاستیلاد ان الفراش علی اربع مراتب وقد اکتفوا بقیام

الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینہما سنۃ فولدت لستۃ اشہر قد تزوجہا الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

زوجۂ غائب غیر مفقود کا حکم۔

سوال ۲۰۳ ۔ ایک شخص نے پانچ سال سے اپنی زوجہ کے پاس نہ خط بھیجا اور نہ خرچ روانہ کیا اس صورت میں اُسکی زوجہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں فقط

الجواب ۔ اس صورت میں چونکہ شوہر مفقود الخبر نہیں ہے[له] اس وجہ سے اُس کی زوجہ بدون طلاق دیئے شوہر کے اور بدون گذرنے عدت کے دوسرا نکاح نہیں کرسکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

واپسی مفقود کا حکم

سوال ۲۰۴ ۔ زید مفقود الخبر ہوگیا تھا اسی وجہ سے اُس کی زوجہ نے دوسرا نکاح کرلیا تھا عمرو کے ساتھ۔ اب زید واپس آگیا ہے تو زوجہ اُسکو مل سکتی ہے یا نہیں اور عمرو سے جو اولاد پیدا ہوئی ہے وہ کسکو ملیگی۔ فقط

الجواب ۔ جبکہ زید واپس آگیا ہے تو زوجہ اسکو ملیگی اور اولاد عمر کی رہیگی قال فی الدر المختار غاب عن امرأتہ فتزوجت بآخر وولدت اولادا ثم جاء الزوج 16
الاول فالاولاد للثانی الخ۔ فقط

[له] یہ شخص اگرچہ مفقود نہیں مگر چونکہ زوجہ اسکی غیبت اور عدم التفات کی وجہ سے مصیبت میں رہتی ہے اسلئے بضرورت اس مسئلہ میں بھی مذہب مالکیہ پر فتوی دیا گیا ہے اور چند شرائط کے ساتھ اسکے لئے نکاح ثانی کی اجازت دیگئی ہے جسکی تفصیل رسالہ "حیلہ ناجزہ" میں مذکور ہے۔ فقط واللہ اعلم ۱۲ بندہ محمد شفیع عفا عنہ۔ ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ

مظلوم عورتوں کی مشکلات کا شرعی حل

یعنی

الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ

جو علمائے دیوبند و تھانہ بھون و سہارنپور و دیگر اکابر علمائے ہند کے مکمل غور و خوض کا نتیجہ ہے۔ جسمیں مفقود الخبر، مجنون، عنین کی بیویوں کے لئے رہائی کی شرعی صورتیں، نیز وہ شخص جو بیوی کو چھوڑ کر باہر چلا جائے یا موجود ہو مگر نان نفقہ کی خبر نہ لے، اُن کے لئے رہائی کی صورت۔ خیار بلوغ و خیار کفاءت کی مفصل شرطیں فقہ کی معتبر کتب سے نہایت تحقیق کے ساتھ جمع کی گئی ہیں۔ آخر میں معاملات نکاح پر اختلاف مذہب کے اثر کا بیان کہ کس کس صورت میں نکاح جائز ہے اور کس میں نہیں اور کس صورت میں نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور کس میں نہیں۔ ضخامت تقریباً دو سو صفحات **قیمت ایکروپیہ (عہ)**

اس رسالہ کے تمام مضامین کا خلاصہ بحذف عبارات عربی جداگانہ بھی ملتا ہے جسکا نام "المرقومات للمظلومات" ہے قیمت صرف (۶ر) ملنے کا پتہ :- مولوی محمد شفیع ناظم دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور۔ یوپی۔

کتاب الوقف

فقرائے مکہ کے لئے جو وقف ہو وہ دوسری جگہ کے فقراء پر خرچ ہو سکتا ہے

سوال ۲۰۵ - ایک شخص نے اپنی جائداد اس شرط پر وقف کی کہ اسکی آمدنی میں سے پہلے اسکی تعمیر وغیرہ میں صرف ہو اکرے جس سے یہ باقی رہے - پھر جو باقی رہے اسمیں سے سات حصے کر کے ایک حصہ مدینہ منورہ میں کسی کار خیر میں صرف کیا جاوے جو باعث ثواب ہو - اب سوال یہ ہے کہ جو حصہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے لئے خرچ کیا جانا مقرر ہے اگر ترکی فنڈ میں صرف کیا جاوے جائز ہے یا نہ -

الجواب - جو حصہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں صرف کرنے کو کہا ہے اسکو مجروحین و بیوگان و یتامٰی اہل اسلام و جنگ ترک و بلقان میں صرف کرنا جائز ہے - فقط واللہ تعالیٰ اعلم -

مال حرام کسی نے مسجد کے لئے وقف کر دیا تو کیا کیا جاوے

سوال ۲۰۶ - ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا ہے اُسنے مرتے وقت یہ وصیت کی ہے کہ مبلغ پانصد روپیہ دیکر کسی کو حج کرا دیا جاوے اور پانصد روپیہ مسجدوں کو جو دہرہ میں ہیں دیا جاوے چنانچہ یہاں کے مولوی صاحبان سے اس کا تذکرہ کیا گیا وہ فرماتے ہیں کہ چونکہ تم طوائف ہو اور ناجائز وسیلہ کا روپیہ راہِ خدا میں نہیں لیا جا سکتا اسوجہ سے حضور کو تکلیف دینی پڑی - دریافت یہ ہے کہ کسی طریقہ سے روپیہ راہِ خدا میں دیکا ثواب مرنے والی کو پہونچے دے سکتی ہوں یا کوئی طریقہ نہیں ہے اگر کوئی طریقہ شرعی ہو تو بتلائیے

الجواب - حج کرانے کی اور مسجدوں میں روپیہ خرچ کرنے کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ قرض لیکر اُس روپیہ سے حج کرا دیا جاوے اور مسجدوں میں دیدیا جاوے لیکن ضروری نہیں ہے کہ متوفیہ کی وصیت پوری کیجاوے اگر کرنا ہے تو قرض لیکر پورا کر دیا جاوے فقط -

مسجد کی زمین ہمیشہ مسجد رہتی ہے دوسرے کام میں نہیں آسکتی

سوال ۲۰۷ - ایک جگہ ایک مسجد میں جمعہ قائم تھا اندک زمانہ میں وہ مسجد شکست ہو کر نام و نشان جاتا رہا جس جگہ وہ مسجد قائم تھی وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ میں مسجد تیار ہو کر نماز جاری ہے اب اُس مسجد سابق کی جگہ مجرد خالی پڑی ہے اگر کوئی شخص بصورتِ لاچاری اس جگہ مکان تیار کرے تو جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کس صورت میں وہ جگہ مستعمل ہو سکتی ہے -

الجواب - مسجد سابق کی زمین ابدالآباد تک مسجد ہی رہیگی اُس جگہ مکان تیار کرنا درست نہیں اُس جگہ کو محفوظ رکھا جاوے ہو سکے تو تعمیر مسجد کر دیجاوے - کسی وقت اللہ کو منظور ہو گا

آباد بھی ہو جاویگی وقال ابو یوسف هو مسجد ابداً الیٰ قیام الساعة لا یعود میراثاً ولا یجوز نقله ونقل ماله الیٰ مسجد آخر ص۲۷۳ وبه علم ان الفتویٰ علیٰ قول محمدؒ فی آلات المسجد وعلیٰ قول ابی یوسف رحمه الله فی تابید المسجد ۔ شامی جلد ثالث کتاب الوقف ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۔

غیر مسلم اگر کرایہ زیادہ دے تو مسجد کی دوکان اُسی کو دینا چاہیئے

سوال ۲۰۸ ۔ ایک دوکان موقوفہ ایک شخص مسلمان کے پاس ایک معیّن کرایہ پر ہے اب ایک شخص غیر مسلمان ایک تجارۃ جارئہ کے لیئے وہ دوکان زیادہ کرایہ معینہ پر لینا چاہتا ہے اگر وہ مسلمان کرایہ زیادہ نہ کرے تو متولی غیر مسلمان کو زیادتی کرایہ پر دیدے یا نہیں ۔ اور اگر وہ مسلمان غیر مسلمان سے زیادتی کرایہ میں تخفیف چاہے اور یہ کہے کہ مجھسے تھوڑا کرایہ زیادہ لے لو اور بمقابلہ غیر مسلمان کے میری رعایت کرو تو متولی کچھ حق کم کر دینے کا رکھتا ہے یا نہیں ۔ فقط

الجواب ۔ رعایت وقف مقدم ہے جو غیر مسلم کرایہ زیادہ دیتا ہے اُسکو دکان کرایہ پر دیجاوے لیکن اگر تھوڑا سا فرق ہے تو جسکو پہلے سے دوکان کرایہ پر دے رکھی ہے اُسی کے پاس چھوڑ دی جاوے اگر زیادہ فرق ہے تو پہلے اجارہ کو توڑ دے اگر وہ زیادہ کرایہ دینے پر راضی نہ ہو تو دوسرے شخص کو کرایہ پر دیدے ۔ شامی میں ہے قال فی البحر وهو یدل علیٰ نقضها بالیسیرة ولعل المراد بالفاحشة ما لا یتغابن الناس فیها کما مر الخ والواحد فی العشرة یتغابن الناس فیه الخ فاذا کانت اجرة دار عشرة مثلاً وتراد اجر مثلها واحداً فانها لا تنقض بخلاف الدرهمین فی الطرفین الخ ص۳۹۸ ج۳ کتاب الوقف ۔ وهکذا فی کتب الاجارة ۔ الحاصل اگر دس درہم میں ایک درہم کا فرق ہے تو اس کی وجہ سے اجارہ اولیٰ کو نہ توڑا جاوے بلکہ مستاجر اول اولیٰ ہے جبکہ وہ اُس مقدار کو قبول کرے جسمیں تفاوت فاحش نہیں والمستاجر الاول اولیٰ من غیره اذا قبل الزیادة ای الزیادة المعتبرة عند الکل اور یہ بھی شامی میں ہے لیس المراد بالزیادة ما یشمل زیادة تعنت ای اضرار فی واحد او اثنین فانها غیر مقبولة بل المراد تزید فی نفسها عند الکل الخ ان عبارات سے یہ امر واضح ہے کہ اگر تعنتاً کوئی شخص کرایہ بڑھاوے تو یہ معتبر نہیں اور اُسکی وجہ سے کرایہ دار اول کو نہ نکالا جاوے بلکہ واقعی طور سے اگر اسی دوکان کا کرایہ سب کے نزدیک بڑھ گیا ہو تو اُس وقت یہ دیکھا جاوے کہ اول اور ثانی کے کرایہ میں کسقدر فرق ہے تفاوت متفاحش نہ ہو تو اول کے

پاس چھوڑ دیا جاوے اور اگر تفاوت فاحش ہے اور اول اسکو قبول نہیں کرتا تو ثانی کو دیا جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۔

متولی کو بغیر خیانت کے معزول نہیں کیا جا سکتا

سوال ۲۰۹ - زید اپنے محلہ میں سربرآوردہ پابند صوم وصلوٰۃ خواندہ و متولی مسجد محلہ معمرہ مورثان خود ہے عمرو لا ولد نا خواندہ نے بغرض ایصال ثواب زوجۂ مرحومۂ خود تعمیر جزو مسجد میں باجازت ومشورہ متولی مذکور روپیہ اس طرح صرف کیا کہ حصۂ دیوار احاطہ ویک غسلخانہ داخلِ مسجد کو منہدم کرکے معہ ملبہ شکستہ دیوار و غسلخانہ مذکور سامان زر موقوفہ شامل کرکے باضافہ اراضی صحنِ مسجد ایک حجرہ بنوا دیا جو زاید از یک سال استعمال میں رہا بعدہٗ بمشورہ اہلِ محلہ بمنظوری متولی حجرہ مذکور بغرض افادۂ مسجد دوکان تجویز کیا گیا جسکو متولی نے باختیارِ تولیت خود بکر کو بکرایہ معیّنہ دیکر بٹھا دیا اور کرایہ وصول کرکے بشمول دیگر مدّات آمدنی مسجد اپنی تفویض میں رکھا جو قدرے خرچ ہوا اور زیادہ باقی ہے۔ عمرو دو سال بعد باغوائے خالد رشتہ دار کے خود کو وقف کنندہ تعمیر دوکان حجرہ واقع اراضی مسجد اور متولی قرار دیکر بکر دوکاندار پر وصولیتِ کرایہ کا دعوی دار ہے متولی قدیم پابند صوم وصلوٰۃ وامام مسجد برضاء ورغبت اہلِ محلہ نیز بنظر خاص وعام اہل البستی نیک و متدین مشہور ہے اب بصورت مذکورہ عمرو واقف سمجھا جائیگا یا تعمیر مذکور موقوفہ سابق ہے اور عمرو علیحدہ متولّی دوکان حجرہ جزو مسجد ہونا چاہیئے۔ یا متولی قدیم حسب حالتِ سابقہ متولی رہیگا ۔ فقط

الجواب - عمرو کا دعویٰ دوکاندار پر وصولیتِ کرایہ کا شرعًا باطل ہے اور غیر مسموع ہے اور عمرو متولی دوکان حجرہ مذکور کا نہیں زید جو متولی قدیم ہے وہی متولی اس مسجد و دوکان وغیرہ متعلقات مسجد کا ہے ۔ عمرو کا یہ فعل دیوار احاطہ و غسلخانہ کو منہدم کرکے اُسکے ملبہ شکستہ اور زر نقد سے حجرہ بنانا اور پھر اسکو دوکان قرار دینا اور موافق روایاتِ کتبِ فقہ جائز نہیں تھا اگر بالفرض اسکے جواز کی صورت بھی نکلے تو بعد اسکے کہ وہ حجرہ وغیرہ زید متولّی قدیم کے سپرد ہو چکا وہی متولی اُس کا رہا عمرو کو اس جزو پر دعویٰ نہیں پہونچ سکتا ۔ متولی قدیم جو پہلے سے متولی ہے اور اہلِ محلہ بسبب اسکی صلاح کے اسکی تولیت وانتظام سے راضی وخوش ہیں تو سامان مسجد اور تولیتِ مسجد و متعلقاتِ مسجد اُس کے قبضہ سے نہیں نکال سکتے اور اسکو تولیت سے علیحدہ نہیں کر سکتے ۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے ۔ ولو ان قیم المسجد اراد ان یبنی حوانیتًا فی حریم المسجد وفنائہ قال الفقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالے لا یجوز لہٗ ذلک ان یجعل شیئًا من

المسجد مسکنا و مستغلا [۱] ص ۲۹۸ ج ۳ ۔ ولو ان [۲] رجلا وقف وقفا و اخرجہ من یدہ وسلمہ الی المتولی ذکر الناطفی رحمہ اللہ لیس لہ ان یعزل المتولی الخ ۔ فتوی قاضیخان جلد ۱ ۔ وفی [۳] الدر المختار اقر بوقف صحیح بانہ اخرجہ من یدہ ووارثہ یعلم خلافہ جاز الوقف ۔ در مختار وقد [۴] منا انہ لا یعزلہ القاضی بمجرد الطعن بل بخیانۃ ظاہرۃ ببینۃ ۔ رد المحتار شامی جلد ثم [۵] ذکر عن التتارخانیۃ ما حاصلہ ان اہل المسجد لو اتفقوا علی نصب رجل متولیا لمصالح المسجد فعند المتقدمین یصح الخ ۔ رد المحتار جلد ۳ ۔

خلاصہ ترجمہ روایات مذکورہ بترتیب نمبر یہ ہے ۔ اگر [۱] متولی و ناظر مسجد یہ چاہے کہ چہار دیواری و فناء مسجد میں دوکانیں بنوادے تو فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ یہ اسکو جائز نہیں الخ فتاوی قاضیخاں ۔ اگر کسی [۲] شخص نے کوئی چیز وقف کی اور متولی کے قبضہ میں اُس کو دیدیا تو ناطفی رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا کہ اب اسکو یہ اختیار نہیں کہ متولی مذکور کو معزول کردے اور اُس کے قبضہ سے اس کو نکالے ۔ الخ فتاوی قاضیخاں ۔ کسی [۳] نے وقف صحیح کا اقرار کیا کہ میں نے اسکو اپنے قبضہ سے نکالکر متولی کے سپرد کیا اور اس کا وارث اس کے خلاف جانتا ہے تو وقف جائز ہے الخ یعنی دعوی وارث مسموع نہ ہوگا ۔ درمختار ۔ اور [۴] ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ متولی کو قاضی معزول نہیں کرسکتا ۔ بمجرد اس کے کہ کوئی شخص اسکی امانداری میں طعن کرے بلکہ خیانت ظاہر کی وجہ سے جو گواہوں سے ثابت ہو ۔ شامی ۔ پھر [۵] ذکر کیا تتارخانیہ سے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر اہل محلہ کسی شخص کو مصالح مساجد کے لئے متولی بنانے پر متفق ہوں تو وہ بنا سکتے ہیں ۔ متقدمین فقہاء کا یہی قول ہے ۔ پھر شامی نے آخر میں لکھا ہے کہ متاخرین بھی اس زمانہ میں اسی پر متفق ہیں فقط واللہ تعالی اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ۔

پرانے قبرستان کو مسجد بنانا

سوال ۲۱۰ ۔ ایک قبرستان پرانا ہوگیا ہے ۔ اب وہاں مردے دفن نہیں ہوتے اسکو مسجد بنا دینا جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب ۔ قبرستان مملوکہ اگر پرانا ہوگیا ہے اسکو فروخت کرکے اُس قیمت سے مسجد بنا دینا جائز ہے اور اگر وقف ہے تو درست نہیں ۔

بلفظ ہبہ وقف درست ہے

سوال ۲۱۱ ۔ ایک مسماۃ نے اپنی جائداد غیر منقولہ مسجد میں ہبہ کی اور ہبہ نامہ لکھا اور رجسٹری کرا دیا آیا وہ جائداد مسجد پر وقف ہوئی یا نہیں ۔

الجواب ۔ وقف ہوگئی جیسا کہ عبارت عالمگیریہ سے ظاہر ہے ولو قال وھبت داری

للمسجد او اعطیتھا لہ صح ویکون تملیکا فیشترط التسلیم کما لو قال وقفت ھذہ کا المائۃ للمسجد یصح بطریق التملیک اذا سلمہ للقیم الخ ۔

اوقاف مدرسہ اسلامیہ سے تعلیم انگریزی پر خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں

سوال ۲۱۲ ۔ اوقاف مسجد سے ایک مدرسہ قائم ہے اُس میں کتب دینیات کی تعلیم طلباء کو دیجاتی ہے ۔ دینیات کے لڑکے اس میں زیادہ نہیں رہتے انگریزی میں جاکر داخل ہوتے ہیں ۔ اگر اوقاف مذکور سے انگریزی بھی پڑھائی جائے تو درست ہے یا نہ ۔

الجواب ۔ فقہائے حنفیہ نے اوقاف کے بارہ میں بہت احتیاط اور تنگی فرمائی ہے یہاں تک تصریح کی ہے کہ اگر ایک شخص دو وقف کرے ایک مسجد پر اور دوسرا مدرسہ پر تو اوقاف مسجد کی آمدنی مدرسہ پر صرف کرنا اور بالعکس درست نہیں ہے اگرچہ ایک وقف کی آمدنی فاضل ہے اور دوسرے میں ضرورت ہے ۔ درمختار میں ہے کہ اتحد الواقف والجھۃ وقل مرسوم بعض الموقوف علیہ بسبب خراب وقف احدھما جاز للحاکم ان یصرف من فاضل الوقف الآخر علیہ لانھما حینئذ کشئ واحد وان اختلف احدھما بان بنی رجلان مسجدین او رجل مسجدا ومدرسۃ ووقف علیھما اوقافا لا یجوز لہ ذلک اھ شئ بناءً علیہ اوقاف مسجد سے مدرس انگریزی پڑھانا اور آمدنی مذکور سے اُن کی تنخواہ دینا درست نہیں البتہ اگر مدرسہ چندہ سے ہوتا تو چندہ دہندگان کی اجازت سے ایسا ہو سکتا تھا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ فقط

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۔

تبدیل مکان مدرسہ

سوال ۲۱۳ ۔ الموڑہ شہر کے اندر ایک افتادہ زمین تھی جو مسلمانان شہر کو ملی ہوئی تھی اور نماز جنازہ پڑھانے کے کام میں آتی تھی جبکہ آبادی شہر زیادہ ہونے لگی اور یہ ٹکڑا اس وسط بازار میں بدنما معلوم ہونے لگا تو مسلمانان شہر نے اس پر ایک عمارت بنا دی تھی جو اسوقت مدرسہ اسلامیہ کے نام سے مشہور ہے اور اس میں خاص طور پر مسلمانوں کے بچے تعلیم دینی و دنیوی پاتے ہیں سرکار بھی اس میں مدد دیتی ہے ۔ اب چونکہ حکام وقت اس عمارت کو کسی اور کام میں لانا چاہتے ہیں اور دوسری جگہ مدرسہ بنانے کے لئے تاکید کرتے ہیں مسلمانان شہر اس قابل نہیں ہیں کہ ایک رقم کثیر جمع کریں اور کوئی عمارت بنالیویں ۔ اسمیں یہ تجویز سوچی گئی ہے کہ عمارت موجودہ کو فروخت کر کے دوسری عمارت حسب منشاء حکام بنائی جادے اور یہ عمارت بھی مثل پورانی عمارت کے وقف ہے اور مال عام مسلمانان ہے لہذا التماس ہے

کہ اس کا کافی جواب مع مہر و دستخط تحریر فرمایئے۔

الجواب ۔ اگر وہ افتادہ زمین وقف نہیں کی گئی تھی اور وقف کے شرائط اس میں نہیں پائے گئے تھے تو اُس کو فروخت کرکے دوسری جگہ اُسکی قیمت سے مدرسہ بنانا جائز ہے اور اگر وہ زمین وقف ہو چکی تھی حسب قواعد شرعیہ، تو بدون تصریح دمشرط واقف کے فروخت کرنا اُس کا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

کسی کی مملوکہ زمین بغیر اجازت مالک کے وقف میں شامل کرنے کا حکم

سوال ۲۱۴ ۔ مکان موقوفہ تعمیر شدہ سابق میں متولیان نے شخص ثالث کی مملوکہ مقبوضہ اراضی مکان موقوفہ میں بلا اجازت شخص کے اسطرح شامل کرلی ہے کہ اُسپر عمارت جدید بنادی گئی ہے لاگت آمدنی شے موقوفہ سے عمارت تعمیر ہوئی ہے شرعاً بلا اجازت اصل مالک کے جو متولیان نے قبضہ کیا ہو یہ بکت نیتی ہے یا کیسا ۔ اور شخص ثالث شرعاً اُس عمارت کو ہٹا سکتا ہے یا مع عمارت اراضی پر قبضہ کرلیوے یا عمارت و اراضی دونوں مالک اراضی کے حوالے کرے یا کچھ حرجہ وقیمت عمارت کی مالک اراضی سے لیکر مع عمارت اراضی کے حوالہ کرے۔

الجواب ۔ مالک اراضی اپنی اراضی خالی کرسکتا ہے اور ملبہ اُٹھوا سکتا ہے اور ملبہ کی قیمت دیدیوے تو مع ملبہ کے لے سکتا ہے اور آمدنی وقف کا جو نقصان ہوگا وہ متولیان سے لیا جاویگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ

اولاد واقف تولیت میں دوسروں سے مقدم ہیں

سوال ۲۱۵ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد قدیم ہے جسکے متعلق اُسکے نیچے چند دوکانیں ہیں کہ جو مسجد کے ساتھ ہی بنائی گئی تھیں اوس مسجد اور ایک دوسری مسجد کہ جسکو بانی مسجد نے اپنے محلہ میں بنایا تھا اُن دوکانوں کو دونوں مسجدوں کے کل خرچ و اخراجات کے صرفہ کے واسطے وقف کیا تھا۔ بعد ازاں بانی مسجد جب تک حیات رہے دونوں مسجدوں اور ان دوکانوں کا انتظام اپنے قبضہ میں رکھا اور خود متولی اور منتظم رہے اسکے بعد اُن کے ورثاء ہمیشہ کل کاروبار مسجد اور دوکانوں کے متولی اور منتظم ہوتے رہے چنانچہ اسوقت بھی اونہی لوگوں میں سے متولی اور منتظم ہیں ان میں سے اکثر تو یہ کہتے ہیں کہ دوکانیں دونوں مسجدوں پر وقف ہیں لیکن ایک شخص سرے سے اُن کے وقف علی المسجد ہونے کا منکر ہے اس حالت میں اگر کوئی غیر شخص اُن سب کو مسجد کے اہتمام سے علیحدہ کرنا چاہے تو یہ سب لوگ علیحدہ کردئے جاوینگے یا وہ ایک

شخص جو منکر ہے پھر احسن اس کام کے واسطے کون ہے فقط بینوا توجروا۔

الجواب ۔ متولی دوکانہائے مذکورہ موقوفہ کے بانی واقف کی اولاد میں سے رہنا چاہیئے جب تک اُن لوگوں میں لائق تولیت کے موجود ہوں غیر شخص کو متولی نہ بنایا جائے۔ و مادام احد یصلح للتولیۃ من اقارب الواقف لا یجعل المتولی من الاجانب الخ در مختار۔ البانی للمسجد اولیٰ من القوم بنصب الامام والمؤذن فی المختار الا اذا عین القوم اصلح ممن عینہ قولہ البانی اولی۔ وکذا ولدہ وعشیرتہ اولیٰ من غیرھم اشباہ شامی۔ اولاد واقف میں سے جو شخص لائق تولیت کے نہیں ہے اور اُس پر خیانت کا اندیشہ ہے اُسکو متولی نہ بنایا جاوے۔ چنانچہ جو شخص دوکانوں کے وقف ہونے کا انکار کرتا ہے حالانکہ وقف ہونا اُس کا تعامل سے اور اقارب واقف کے اقرار سے ثابت ہے ایسے شخص منکر وقف کو متولی نہ بنایا جاوے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ تصرف مالکانہ اُن دوکانوں میں کریگا کیونکہ وہ وقف ہونے کو تسلیم نہیں کرتا۔ ایسا شخص لائق متولی بنانے کے نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔

جائداد موقوفہ کے عوض جو روپیہ حاصل ہو اُس سے دوسری جائداد خرید کر وقف کرنا ضروری ہے

سوال ۲۱۶ ۔ جزو جائداد موقوفہ کا روپیہ معاوضہ سرکار سے متولی جائداد کو ملا اس روپیہ کو متولی کو کیا کرنا چاہیئے آیا جائداد خرید کر کے شامل جائداد موقوفہ کرنا چاہیئے یا کسی مصارف خاص میں یا عام مصارف جائز میں اس قسم کا صرف کرنا جائز ہے۔

الجواب ۔ جو روپیہ جزو جائداد موقوفہ کے معاوضہ کا سرکار سے ملا ہے ضروری ہے کہ اُس روپیہ سے جائداد خرید کر کے شامل جائداد موقوفہ کیا جاوے اُس روپیہ کو اور کسی کام میں نہ لگانا چاہیئے۔ اگر متولی سابق متوفی کی حیات میں اس کا موقع نہیں ملا تو متولی حال کا یہ فرض ہے کہ وارثانِ متولی متوفی سے اُس روپیہ کو وصول کر کے اُس روپیہ سے جائداد خرید کر کے شامل جائداد موقوفہ کرے درمختار میں ہے۔ وجاز شرط الاستبدال بہ ارضا اخری لو شرط بیعہ ویشتری بثمنہ ارضا اخری اذا شاء فاذا فعل صارت الثانیۃ کالاولی الخ واما الاستبدال بدون الشرط فلا یملکہ الا القاضی الخ وفی النھر ان المستبدل قاضی الجنۃ فالنفس بہ مطمئنۃ فلا یخشیٰ ضیاعہ ولو بالدراھم والدنانیر در مختار وفیہ ایضا عن الاشباہ لا یجوز استبدال العامر

الا فی اربع الخ قال فی الشامی قوله الا فی اربع الاولیٰ لو شرطه الواقف الثانیة اذا غصبه غاصب واجری علیه الماء حتی صار بحرًا فیضمن القیمة و یشتری المتولی بها ارضًا بدلًا - الثالثة ان یجحده الغاصب ولا بنیة ای واراد دفع القیمة فللمتولی اخذها لیشتری المتولی بها بدلا الخ شامی جلد ثالث کتاب الوقف -

ان عبارات سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ کا یہ حکم ہے جو اول لکھا گیا - فقط

زمین موقوفہ کو بیع کرکے دوسری زمین سے بدلنا بدون شرائط مقررہ جائز نہیں

سوال ۲۱۷ - میں نے ایک جائداد بنام مسجد ہبہ کی ہے کہ اُس کی آمدنی مسجد میں صرف ہوتی رہے ایک شخص کو اُس کا متولی مقرر کرکے میں حج کو چلا گیا تھا واپس آکر معلوم ہوا کہ زمین مذکور سے کچھ حصہ زمینداران قرب و جوار نے دبا لیا اور انتظام تحصیل کا بھی ٹھیک نہیں رہا اور مسجد کا خرچ بھی اُسکی آمدنی میں نہیں چل سکتا آٹھ روپیہ ماہوار کی آمدنی ہے جو مسجد کے اخراجات کو کافی نہیں ہے اس لئے بغرض نفع مسجد میرا یہ قصد ہے کہ زمین موقوفہ مذکورہ کو بشمول دیگر اپنی جائداد مملوکہ کے بیع کردوں اور مسجد کے اخراجات کے لئے چالیس روپیہ ماہوار مقرر کردوں کہ یہ رقم متعینہ ہمیشہ مسجد میں پہونچتی رہے پس اس صورت میں فروخت کرنا زمین موقوفہ کا مجھ واقف کو درست ہے یا نہیں - فقط -

الجواب - اس صورت میں فروخت کرنا زمین موقوفہ علی المسجد کا واقف اور غیر واقف کو درست نہیں ہے اگرچہ اس غرض سے ہو کہ اُس کی عوض اُس سے عمدہ اور زیادہ آمدنی کی جائداد مسجد کے لئے وقف کردیجاوے کیونکہ جو شرائط وقف کی بیع و استبدال کے جواز کے لئے شرعًا ثابت ہیں وہ یہاں موجود نہیں - اولًا واقف نے بوقت وقف کرنے زمین مذکورہ کے استبدال کی شرط نہیں کی دوم وہ زمین ایسی نہیں ہوگئی کہ اُس سے کچھ نفع حاصل نہ ہو - شامی میں ہے وقد اختلف کلام قاضیخان فی موضع جوزه للقاضی بلا شرط الواقف حیث رای المصلحة وفی موضع منع منه ولو صارت الارض بحال لا ینتفع بها والمعتمد انه بلا شرط یجوز للقاضی بشرط ان یخرج عن الانتفاع بالکلیة الخ درمختار میں ہے کہ واما الاستبدال ولو للمساکین بدون الشرط فلا یملکه الا القاضی - در - وشرط فی البحر خروجه عن الانتفاع بالکلیة وکون البدل عقارًا والمستبدل قاضی الجنة المفسر بذی العلم والعمل وفی النهر ان المستبدل قاضی الجنة فالنفس به مطمئنة فلا یخشی ضیاعه ولو بالدراهم والدنانیر - فقط -

وقف زبانی کر دینا بھی صحیح ہے

سوال ۲۱۸ - جو شخص اپنی جائداد کی آمدنی کار خیر میں صرف کرتا رہا ہو اور اُس کی وفات کے بعد بھی اس کی جائداد کی آمدنی کار خیر میں صرف ہوتی رہی لیکن کوئی وقف نامہ تحریری نہیں ہے اور کوئی متولی مقرر نہیں کیا تو آیا یہ جائداد وقف سمجھی جاویگی یا نہیں۔ اگر وقف صحیح ہے تو زید کا نواسہ یا نواسہ کا بیٹا یا بھانجہ بموجودگی رشتہ داران دیگر متولی وقف ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا۔

الجواب - زبانی وقف کرنے سے بھی وقف صحیح ہو جاتا ہے تحریری وقف نامہ ضروری نہیں۔ پس اگر زید نے زبانی وقف کر دیا تھا تو وقف صحیح ہوا اور آمدنی اُسکی مصارف خیر میں موافق عملدرآمد زید کے صرف ہو گی۔ اور زید کی اولاد میں سے جو لائق ہو وہ متولی مقرر کیا جاوے گا اگر نواسہ کا بیٹا لائق ہے تو اسکو متولی بنانا چاہیئے۔ اگر وہ لائق نہ ہو تو دیگر رشتہ داران میں جو لائق ہو اُس کو متولی بنایا جاوے۔ ورنہ اجنبیوں میں سے کسی کو بنایا جاوے۔ فقط

اراضی مشترکہ میں عیدگاہ بنانا بدون اجازت شرکاء جائز نہیں

سوال ۲۱۹ - اراضی مشترکہ میں بلا رضامندی مالکوں کے عیدگاہ بنانا جائز ہے یا نہیں اور قریہ صغیرہ میں عید کی نماز پڑھنا اور اُسمیں عیدگاہ بنانا جائز ہے یا نہیں۔ فقط۔

الجواب - اراضی مشترکہ میں عیدگاہ بنانا جائز نہیں ہے اور قریہ صغیرہ میں عید کی نماز پڑھنا اور وہاں عیدگاہ بنانا ناجائز ہے اور نہ عیدگاہ بنانے کی قریہ صغیرہ میں ضرورت ہے۔ وفی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ الخ درمختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مسلمانوں کے قدیم قبرستان پر ایک ہندو کا دعوائے ملکیت

سوال ۲۲۰ - ایک گاؤں میں مسلمانوں کی زمینداری ہے اور اُس میں اُن لوگوں کا قبرستان عرصہ دراز سیکڑوں برس سے چلا آتا ہے۔ چنانچہ نشانات کہنہ قبروں کے نمودار ہیں اب ایک شخص ہندو مدعی ہے کہ زمین قبرستان میری ملک ہے اور ثبوت میں کاغذات سرکاری چالیس پچاس برس تک کا پیش کرتا ہے اور فی الحقیقت بعض کاغذات میں اُس کا نام مالکانہ اور بعض میں بحیثیت مرتہن درج ہے آیا شرعاً شخص مذکور زمین قبرستان کا مالک ہو سکتا ہے اور فتاویٰ عالمگیری میں جو لکھا ہے کہ کسی غیر کی زمین میں اگر کوئی مُردہ بلا اذن اُس کے دفن کر دیا جاوے تو مالک زمین کو اس میں تصرف کا اختیار ہے۔ اُس کا کیا مطلب ہے۔ فقط۔

کی طرف سے ہوگا اور قانوناً حکّام وقت کی طرف سے ہوگا قیاساً لھٰذہ الاستعانۃ علے الاستعانۃ بالمتولی غیر المسلم کما فی رد المختار ویشترط للصحۃ بلوغہ وعقلہ لا حریتہ واسلامہ لما فی الاسعاف الخ ص ۵۹۵ ج ۳ - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ -

ایک شخص نے اپنی مملوکہ جائداد کے وقف نامہ میں یہ بھی لکھدیا کہ آج کی تاریخ کے بعد جو جائداد میری ملک میں آویگی وہ بھی وقف ہو جائیگی یہ درست ہے یا نہیں

سوال ۲۲۲ - ایک شخص نے ایک جائداد وقف کی اور جملہ شرائط وقف نامہ موافق قواعد شرعیہ کے ہیں البتہ ایک یہ شرط ہے کہ آج کی تاریخ کے بعد جو جائداد میری ملک میں آویگی وہ بھی وقف ہو جاویگی - اس شرط کا کیا حکم ہے صحیح ہے یا نہیں

الجواب - شرائط وقف نامہ سوائے ایک شرط کے سب قابلِ نفاذ و مطابق شرع شریف کے ہیں جو شرط قابلِ نفاذ نہیں وہ مندرجہ نمبر ۴ ہے کہ جسکا یہ مضمون ہے نیز آج کی تاریخ کے بعد اگر میں اور کوئی جائداد غیر منقولہ علاوہ جائداد مذکورہ کے کسی طرح پیدا کروں الخ - تو وہ کل جائداد بھی وقف ہو جاویگی اس طرح کہنے سے وقف صحیح نہیں ہوتا یعنی وہ جائداد جو آیندہ کو ملک میں آویگی اس کہنے سے وقف نہ ہوگی بلکہ جسوقت وہ جائداد ملک میں آجاوے اُسوقت اُس کو پھر وقف کرنا چاہیئے اگر وقف کرنا منظور ہے - ورنہ اِس وقت کی تحریر اُس جائداد کے وقف ہونے کے لئے کافی نہیں ہے - جیساکہ کتب فقہ درمختار شامی وغیرہ میں ہے - وان یکون قربۃ فی ذاتہ معلوماً منجزاً لا معلقاً الا بکائن ولا مضافاً ولا موقتاً الخ قولہ لا معلقاً لقولہ اذا جاء غد او اذا جاء راس الشھر او اذا احکمت فارضی ھٰذہ صدقۃ موقوفۃ او ان شئت او احببت یکون الوقف باطلاً الخ شامی - قولہ الا بکائن ای موجود للحال فلا ینافی عدم صحتہ معلقاً بالموت قال فی الاسعاف ولو قال ان کانت ھٰذہ الارض فی ملکی فھی صدقۃ موقوفۃ فان کانت فی ملکہ وقت التکلم صح الوقف والا فلا الخ - شامی - قولہ معلوماً حتے لو وقف شیئاً من ارضہ ولم یسمہ لا یصح ولو بیّن بعد ذٰلک الخ شامی ص ۳۶۶ ج ۳ کتاب الوقف - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ

مسجد کے لئے کوئی زمین خریدی گئی لیکن ابھی وقف نہیں کی گئی تو اس سے دوسری جگہ تبادلہ درست ہے

سوال ۲۲۳ - ایک زمین تعمیر مسجد کے لئے خریدی تھی وہ زمین قلیل ہے تو اُس زمین کو فروخت کرکے دوسری زمین مسجد کے لئے خرید سکتے ہیں یا نہیں اور جبکہ کچھ روپیہ ایک مسجد کے نام کا مقرر ہو اور اُس مسجد کی تعمیر کا انتظام فی الحال نہ ہو تو وہ روپیہ مقرر شدہ دوسری مسجد میں صرف کرسکتے

وقف زبانی کر دینا بھی صحیح ہے

سوال ۲۱۸ - جو شخص اپنی جائداد کی آمدنی کارِ خیر میں صرف کرتا رہا ہو اور اُس کی وفات کے بعد بھی اس کی جائداد کی آمدنی کارِ خیر میں صرف ہوتی رہی لیکن کوئی وقف نامہ تحریری نہیں ہے اور کوئی متولی مقرر نہیں کیا تو آیا یہ جائداد وقف سمجھی جاوے گی یا نہیں۔ اگر وقف صحیح ہے تو زید کا نواسہ یا نواسہ کا بیٹا یا بھانجہ بموجودگی رشتہ داران دیگر متولّی وقف ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا۔

الجواب - زبانی وقف کرنے سے بھی وقف صحیح ہو جاتا ہے تحریری وقف نامہ ضروری نہیں۔ پس اگر زید نے زبانی وقف کر دیا تھا تو وقف صحیح ہوا اور آمدنی اُسکی مصارفِ خیر میں موافق عملدرآمد زید کے صرف ہو گی۔ اور زید کی اولاد میں سے جو لائق ہو وہ متولی مقرر کیا جاوے گا اگر نواسہ کا بیٹا لائق ہے تو اسکو متولی بنانا چاہیئے۔ اگر وہ لائق نہ ہو تو دیگر رشتہ داران میں جو لائق ہو اُس کو متولی بنایا جاوے۔ ورنہ اجنبیوں میں سے کسی کو بنایا جاوے۔ فقط

اراضی مشترکہ میں عیدگاہ بنانا بدون اجازت شرکاء جائز نہیں

سوال ۲۱۹ - اراضی مشترکہ میں بلا رضامندی مالکوں کے عیدگاہ بنانا جائز ہے یا نہیں اور قریہ صغیرہ میں عید کی نماز پڑھنا اور اُسمیں عیدگاہ بنانا جائز ہے یا نہیں۔ فقط۔

الجواب - اراضی مشترکہ میں عیدگاہ بنانا جائز نہیں ہے اور قریہ صغیرہ میں عید کی نماز پڑھنا اور وہاں عیدگاہ بنانا ناجائز ہے اور نہ عیدگاہ بنانے کی قریہ صغیرہ میں ضرورت ہے وفی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القرٰی تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بمالا یصح لان المصر شرط الصحۃ الخ درمختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مسلمانوں کے قدیم قبرستان پر ایک ہندو کا دعوائے ملکیت

سوال ۲۲۰ - ایک گاؤں میں مسلمانوں کی زمینداری ہے اور اُس میں اُن لوگوں کا قبرستان عرصہ دراز سیکڑوں برس سے چلا آتا ہے۔ چنانچہ نشانات کہنہ قبروں کے نمودار ہیں اب ایک شخص ہندو مدعی ہے کہ زمین قبرستان میری ملک ہے اور ثبوت میں کاغذات سرکاری چالیس بیاس برس تک کا پیش کرتا ہے اور فی الحقیقت بعض کاغذات میں اُس کا نام مالکانہ اور بعض میں بحیثیت مرتہن درج ہے آیا شرعاً شخص مذکور زمین قبرستان کا مالک ہو سکتا ہے اور فتاوی عالمگیری میں جو لکھا ہے کہ کسی غیر کی زمین میں اگر کوئی مُردہ بلا اذن اُس کے دفن کر دیا جاوے تو مالک زمین کو اس میں تصرف کا اختیار ہے۔ اُس کا کیا مطلب ہے۔ فقط۔

کی طرف سے ہوگا اور قانوناً حکامِ وقت کی طرف سے ہوگا قیاساً لهذه الاستعانة على الاستعانة بالمتولی غیر المسلم کما فی رد المحتار ویشترط للصحة بلوغه وعقله لا حریته واسلامه لما فی الاسعاف الخ ص۵۹۵ ج۳ - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ایک شخص نے اپنی مملوکہ جائداد کے وقف نامہ میں یہ بھی لکھدیا کہ آج کی تاریخ کے بعد جو جائداد میری ملک میں آویگی وہ بھی وقف ہو جائیگی یہ درست ہے یا نہیں

سوال ۲۲۲ - ایک شخص نے ایک جائداد وقف کی اور جملہ شرائط وقف نامہ موافق قواعد شرعیہ کے ہیں البتہ ایک یہ شرط ہے کہ آج کی تاریخ کے بعد جو جائداد میری ملک میں آویگی وہ بھی وقف ہو جاویگی۔ اس شرط کا کیا حکم ہے صحیح ہے یا نہیں

الجواب - شرائط وقف نامہ سوائے ایک شرط کے سب قابلِ نفاذ و مطابق شرع شریف کے ہیں جو شرط قابلِ نفاذ نہیں وہ مندرجہ نمبر ۴ ہے کہ جسکا یہ مضمون ہے نیز آج کی تاریخ کے بعد اگر میں اور کوئی جائداد غیر منقولہ علاوہ جائداد مذکورہ کے کسی طرح پیدا کروں الخ - تو وہ کل جائداد بھی وقف ہو جاویگی اس طرح کہنے سے وقف صحیح نہیں ہوتا یعنی وہ جائداد جو آیندہ کو ملک میں آویگی اس کہنے سے وقف نہ ہوگی بلکہ جسوقت وہ جائداد ملک میں آجاوے اُسوقت اُس کو پھر وقف کرنا چاہیئے اگر وقف کرنا منظور ہے۔ ورنہ اِس وقت کی تحریر اُس جائداد کے وقف ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔ جیسا کہ کتب فقہ درمختار شامی وغیرہ میں ہے۔ وان یکون قربة فی ذاته معلوماً منجزاً لا معلقاً الا بکائن ولا مضافاً ولا موقتاً الخ قوله لا معلقاً لقوله اذا جاء غد او اذا جاء راس الشهر او اذا احکمت فارضی هذه صدقة موقوفة او ان شئت او احببت یکون الوقف بالملک الخ شامی - قوله الا بکائن ای موجود للحال فلا ینافی عدم صحته معلقاً بالموت قال فی الاسعاف ولو قال ان کانت هذه الارض فی ملکی فهی صدقة موقوفة فان کانت فی ملکه وقت التکلم صح الوقف والا فلا الخ - شامی - قوله معلوماً حتی لو وقف شیئاً من ارضه ولم یسمه لا یصح ولو بین بعد ذلك الخ شامی ج۳ ص۲۶ کتاب الوقف - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ

مسجد کے لئے کوئی زمین خریدی گئی لیکن ابھی وقف نہیں کی گئی تو اس سے دوسری جگہ تبادلہ درست ہے

سوال ۲۲۳ - ایک زمین تعمیر مسجد کے لئے خریدی تھی وہ زمین قلیل ہے تو اُس زمین کو فروخت کر کے دوسری زمین مسجد کے لئے خرید سکتے ہیں یا نہیں اور جبکہ کچھ روپیہ ایک مسجد کے نام کا مقرر ہو اور اُس مسجد کی تعمیر کا انتظام فی الحال نہ ہو تو وہ روپیہ مقرر شدہ دوسری مسجد میں صرف کر سکتے

ہیں یا نہیں ۔ بینوا توجروا ۔ فقط

الجواب ۔ اگر اُس زمین کو جو برائے تعمیر مسجد خرید کی تھی ابھی وقف نہیں کیا تھا تو اسکو فروخت کرکے دوسری زمین مسجد کے لئے خرید سکتے ہیں یا تعمیر مسجد میں صرف کرسکتے ہیں اور جو روپیہ کسی خاص مسجد کی تعمیر کے لئے ہو اور وہ مسجد تعمیر نہ ہو تو دوسری مسجد میں وہ روپیہ صرف کرسکتے ہیں ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۔

آمدنی مسجد سے غسالہ کو تنخواہ دینا جائز نہیں

سوال ۲۲۴ ۔ اوقاف مساجد کی آمدنی میں سے غسالہ کو تنخواہ جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب ۔ اوقاف مساجد کی آمدنی میں سے غسالہ کو یعنی جو کہ مردہ مستورات کو غسل دیوے تنخواہ دینا جائز نہیں ہے ۔ متولی مساجد کو یہ اختیار نہیں ہے کہ فاضل آمدنی اوقاف مساجد کو وہ غسالہ کی تنخواہ میں صرف کرے ۔ فقط

غیر آباد مسجد کا حکم

سوال ۲۲۵ ۔ ایک پرانی مسجد ہے کچی دیواریں ہیں اور کھپری کی بنی ہوئی ہے اور دیوار کے کھپرے کچھ گر گئے ہیں وجہ یہ ہے جہاں یہ مسجد ہے وہاں دور دور تک کسی مسلمان کا گھر نہیں سب ہندو رہتے ہیں اُس میں نمازی نہیں جاتا بلکہ کوئی چراغ بھی نہیں جلاتا کیونکہ اس قصبہ کے اس حصہ میں ہندو آبادی ہیں بلکہ وقت بے وقت وہاں بول و براز کو چلے جاتے ہیں لہذا ارادہ ہے کہ یہ مسجد کسی مسلمان کو مکانوں کے بدلہ میں دیکر مسلمانوں کے محلہ میں مسجد بنادیجاوے ہمیشہ نمازی بھی رہینگے اور مسجد بھی آباد رہیگی ۔ بندہ کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو گھر بنانے کے لئے مسجد دیسکتے ہیں یا نہیں ۔ جو اسکے بدلے اپنا گھر مسجد بنانے کو دیدے ۔

الجواب ۔ ایسا کرنا شرعاً درست نہیں ہے پورانی مسجد کو کسی کے رہنے کا مکان بنادینا اور بدلنا درست نہیں ہے ۔ اس پرانی مسجد کو از سر نو تعمیر کردیجاوے اور جہانتک ہوسکے اسکی آبادی اور تعمیر کا انتظام کیا جاوے اور کوئی حجرہ اسمیں بنادیا جاوے جسمیں کوئی مؤذن وغیرہ آباد رہے اور اذان کہدیا کرے نماز پڑھلیا کرے ۔ چندہ کرکے مؤذن کی تنخواہ کا انتظام اور مسجد کی ڈول درستی وصف ولوٹہ وغیرہ کا انتظام کردیا جاوے اسمیں بہت بڑا ثواب واجر ہے مگر یہ کسی طرح درست نہیں ہے کہ اس مسجد کو بالکل اپنے اختیار سے مٹادیا جاوے مسجد ہمیشہ قیامت تک مسجد ہی رہتی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۔

مسجد کا بیکار شامیانہ کس کام میں صرف کیا جائے

سوال ۲۲۶ ۔ ایک مسجد کا شامیانہ بالکل بے کار پڑا ہے

باقی رکھا۔ پھر اُسی جائداد پر جسکو بطور بیع بالخیار خرید کیا تھا کارکنان انجمن نے بالعان کی تحریک پر دیا اور اسکی بھی دستاویز لکھالی ہے۔ اب فرمایئے کہ یہ بیع ہے یا رہن ہے یا جو کچھ ہو تحریر فرمایئے۔ فقط۔

الجواب۔ وہ مکانات جو انجمن اسلامیہ کے کارکنان نے بیع بالخیار کے نام سے خرید کئے ہیں یہ بیع بالوفاء ہے اور اس میں فقہاء کا بہت اختلاف ہے بعض رہن کہتے ہیں اور بعض بیع کہتے ہیں اور پھر یہ کہ بیع صحیح ہے یا بیع فاسد اوفق و انسب یہ ہے کہ یہ بیع ہے کیونکہ الفاظ بیع و شراء کے اس میں موجود ہیں پھر اگر بیع کے وقت اور بیع کے اندر شرط واپسی کی گئی ہے تو بیع فاسد ہے کما ورد نہی عن بیع و شرط اور اگر بعد تمامی بیع و ایجاب و قبول کے شرط واپسی کی گئی ہے تو بیع صحیح ہے اور یہ شرط ایک وعدہ ہے جسکی وجہ سے بیع میں کچھ خرابی نہیں آتی ہے بہر حال جبکہ یہ معاملہ بیع ہے تو کرایہ مکانات کا جو بالعان سے حاصل ہوا درست ہے اور جب تک واپسی مکانات کی ہو کرایہ لینا درست ہے پس جبکہ یہ کرایہ جائز ہوا تو کارکنان پر الزام سود لینے کا یا حرام کو حلال کرنے کا نہیں ہے اور ایسے مسئلہ مختلف فیہا میں جسمیں راجح بیع ہوتا ہے تفسیق و تضلیل مباشر عقد مذکور کی جائز نہیں ہے۔ در مختار بیان بیع بالوفاء میں ہے۔ وقیل بیع یفید الانتفاع بہ و فی اقالتہ شرح المجمع عن النہایۃ و علیہ الفتوے وقیل ان بلفظ البیع لم یکن رہنا ثم ان ذکر للفسخ فیہ اوقبلہ او زعماہ غیر لازم کان بیعاً فاسداً ولو بعدہ علی وجہ المیعاد جاز ولزم الوفاء بہ الخ قال فی الشامی قولہ وقیل بیع الخ۔ ھذا محتمل لاحد القولین الاول انہ بیع صحیح مفید لبعض احکامہ من حل الانتفاع بہ الا انہ لا یملک بیعہ قال الزیلعی فی الاکراہ وعلیہ الفتوی الثانی القول الجامع لبعض المحققین انہ فاسد فی حق بعض الاحکام حتی ملک کل منہما الفسخ صحیح فی حق بعض الاحکام کحل الانزال ومنافع المبیع ورہن فی حق البعض حتی لا یملک المشتری بیعہ من اٰخر ولا رہنہ الخ۔ قال فی البحر و ینبغی ان لا یعدل فی الافتاء عن القول الجامع وفی النہر والعمل فی دیارنا علی ما رجحہ الزیلعی الخ شامی جلد رابع ص ۲۴۷۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند

ہیں یا نہیں - بینوا توجروا - فقط

الجواب - اگر اُس زمین کو جو برائے تعمیر مسجد خرید کی تھی ابھی وقف نہیں کیا تھا تو اُسکو فروخت کر کے دوسری زمین مسجد کے لئے خرید سکتے ہیں یا تعمیر مسجد میں صرف کر سکتے ہیں اور جو روپیہ کسی خاص مسجد کی تعمیر کے لئے ہو اور وہ مسجد تعمیر نہ ہو تو دوسری مسجد میں وہ روپیہ صرف کر سکتے ہیں - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ -

آمدنی مسجد سے غسالہ کو تنخواہ دینا جائز نہیں

سوال ۲۲۴ - اوقاف مساجد کی آمدنی میں سے غسالہ کو تنخواہ جائز ہے یا نہیں -

الجواب - اوقاف مساجد کی آمدنی میں سے غسالہ کو یعنی جو کہ مردہ مستورات کو غسل دیوے تنخواہ دینا جائز نہیں ہے - متولی مساجد کو یہ اختیار نہیں ہے کہ فاضل آمدنی اوقاف مساجد کو وہ غسالہ کی تنخواہ میں صرف کرے - فقط

غیر آباد مسجد کا حکم

سوال ۲۲۵ - ایک پرانی مسجد ہے کچّی دیواریں ہیں اور کھپری کی بنی ہوئی ہے اور دیوار کے کھپرے کچھ گر گئے ہیں وجہ یہ ہے جہاں یہ مسجد ہے وہاں دور دور تک کسی مسلمان کا گھر نہیں سب ہندو رہتے ہیں اُس میں نمازی نہیں جاتا بلکہ کوئی چراغ بھی نہیں جلاتا کیونکہ اس قصبہ کے اس حصہ میں ہندو آباد ہیں بلکہ وقت بے وقت وہاں بول و براز کو چلے جاتے ہیں لہذا ارادہ ہے کہ یہ مسجد کسی مسلمان کو مکانوں کے بدلہ میں دیگر مسلمانوں کے محلہ میں مسجد بنا دیجاوے ہمیشہ نمازی بھی رہینگے اور مسجد بھی آباد رہیگی - بندہ کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو گھر بنانے کے لئے مسجد دیسکتے ہیں یا نہیں - جو اسکے بدلے اپنا گھر مسجد بنانے کو دیدے -

الجواب - ایسا کرنا شرعاً درست نہیں ہے پورانی مسجد کو کسی کے رہنے کا مکان بنا دینا اور بدلنا درست نہیں ہے - اس پرانی مسجد کو از سر نو تعمیر کر دیجاوے اور جہانتک ہو سکے اسکی آبادی اور تعمیر کا انتظام کیا جاوے اور کوئی حجرہ اسمیں بنا دیا جاوے جسمیں کوئی مؤذن وغیرہ آباد رہے اور اذان کہدیا کرے نماز پڑھلیا کرے - چندہ کر کے مؤذن کی تنخواہ کا انتظام اور مسجد کی ڈول ورسّی و صف و لوٹہ وغیرہ کا انتظام کر دیا جاوے اسمیں بہت بڑا ثواب و اجر ہے مگر یہ کسی طرح درست نہیں ہے کہ اس مسجد کو بالکل اپنے اختیار سے مٹا دیا جاوے مسجد ہمیشہ قیامت تک مسجد ہی رہتی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ -

مسجد کا بیکار شامیانہ کس کام میں صرف کیا جاوے

سوال ۲۲۶ - ایک مسجد کا شامیانہ بالکل بے کار پڑا ہے

باقی رکھا۔ پھر اُسی جائداد پر جسکو بطور بیع بالخیار خرید کیا تھا کارکنان انجمن نے بالعان کی تحریک پر دیا اور اسکی بھی دستاویز لکھالی ہے۔ اب فرمائیے کہ یہ بیع ہے یا رہن ہے یا جو کچھ ہو تحریر فرمائیے۔ فقط۔

الجواب ۔ وہ مکانات جو انجمن اسلامیہ کے کارکنان نے بیع بالخیار کے نام سے خرید کئے ہیں یہ بیع بالوفاء ہے اور اس میں فقہاء کا بہت اختلاف ہے بعض رہن کہتے ہیں اور بعض بیع کہتے ہیں اور پھر یہ کہ بیع صحیح ہے یا بیع فاسد ادفق وانسب یہ ہے کہ یہ بیع ہے کیونکہ الفاظ بیع وشراء کے اس میں موجود ہیں پھر اگر بیع کے وقت اور بیع کے اندر شرط واپسی کی گئی ہے تو بیع فاسد ہے کما ورد نھی عن بیع وشرط اور اگر بعد تمامی بیع وایجاب وقبول کے شرط واپسی کی گئی ہے تو بیع صحیح ہے اور یہ شرط ایک وعدہ ہے جسکی وجہ سے بیع میں کچھ خرابی نہیں آتی بہرحال جبکہ یہ معاملہ بیع ہے تو کرایہ مکانات کا جو بالعان سے حاصل ہوا درست ہے، اور جب تک واپسی مکانات کی ہو کرایہ لینا درست ہے پس جبکہ یہ کرایہ جائز ہوا تو کارکنان پر الزام سود لینے کا یا حرام کو حلال کرنے کا نہیں ہے اور ایسے مسئلہ مختلف فیہا میں جسمیں راجح بیع ہوتا ہے تفسیق تضلیل مباشر عقد مذکور کی جائز نہیں ہے۔ درمختار بیان بیع بالوفاء میں ہے۔ وقیل بیع یفید الانتفاع بہ وفی اقالتہ شرح المجمع عن النھایۃ وعلیہ الفتویٰ ۔ وقیل ان بلفظ البیع لم یکن رھنا ثم ان ذکر الفسخ فیہ اوقبلہ او زعماہ غیر لازم کان بیعا فاسدا ولو بعدہ علی وجہ المیعاد جاز ولزم الوفاء بہ الخ قال فی الشامی قولہ وقیل بیع الخ ھذا محتمل لاحد القولین الاول انہ بیع صحیح مفید لبعض احکامہ من حل الانتفاع بہ الا انہ لا یملک بیعہ قال الزیلعی فی الاکراہ وعلیہ الفتویٰ الثانی القول الجامع لبعض المحققین انہ فاسد فی حق بعض الاحکام حتی ملک کل منھما الفسخ صحیح فی حق بعض الاحکام کحل الانزال ومنافع المبیع ورھن فی حق البعض حتی لا یملک المشتری بیعہ من اٰخر ولا رھنہ الخ۔ قال فی البحر وینبغی ان لا یعدل فی الافتاء عن القول الجامع وفی النھر والعمل فی دیارنا علی ما رجحہ الزیلعی الخ شامی جلد رابع ص۲۴۷ ۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند

مسجد کے لئے سودی قرض لینا اور نوٹ پر منافع لینا

سوال ۲۳۰ - (۱) مسجد کے صرف کے لئے سودی قرض لینا درست ہے یا نہیں اور مسجد کے مکانات کی آمدنی سے سود اداکرنا جائز ہے یا نہیں۔
(۲) روپیہ یا اشرفی یا نوٹ پر منافع لینا پیسہ دو پیسہ درست ہے یا نہیں۔ فقط

الجواب (۱) سودی قرض مسجد کے اخراجات کے لئے لینا درست نہیں اور ادا کرنا سود کا مسجد کے مکانات کی آمدنی سے درست نہیں ہے جسنے سودی قرض لیا ہے وہی دیوی۔
(۲) روپیہ یا اشرفی یا نوٹ پر کچھ منافع دینا پیسہ دو پیسہ درست نہیں ہے۔ فقط

ایکھ بونے کے وقت کسی خاص نرخ پر رس خریدنا

سوال ۲۳۱ - اس نواح میں تجارتِ رس ایک زمانہ سے ہوتی چلی آئی ہے جسکی صورت یہ ہے کہ جب نیشکر یعنی ایکھ کو بوتے ہیں اور بعض دفعہ بونے سے بھی پہلے اور کبھی ایکھ کھڑے ہوئے ہوتے ہیں تو مالکانِ نیشکر کو پیشگی روپیہ دیدیا جاتا ہے۔ اور کسی خاص نرخ سے رس خرید لیتے ہیں مثلاً مبلغ یک صد روپیہ مالکانِ ایکھ کو پہلے دیدیا اور یہ کہدیا کہ فصل میں فی روپیہ یکمن یا دو من رس لیکر راب وغیرہ بنالینگے تو ایسی تجارت جائز ہے یا نہیں۔ راب کی تجارت میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے جائز ہے یا نہیں۔ فقط۔

الجواب - رس کا خریدنا رس کے موجود ہونے سے پہلے کسی طرح درست نہیں ہے۔ نہ بطریق بیع مطلق نہ بطریق بیع سلم اسلئے کہ بیع مطلق میں مبیع کا موجود ہونا شرط ہے معدوم کی بیع درست نہیں ہے۔ اور بیع سلم کے جواز کی شروط میں سے یہ بھی ہے کہ مبیع بوقت معاملہ منقطع نہ ہو بلکہ اس شہر و بستی کے بازاروں میں موجود ہو ولا فی منقطع لا یوجد فی الاسواق من وقت العقد الی وقت الاستحقاق ولو انقطع فی اقلیم دون اخر لم یجز فی المنقطع درمختار - وفی الشامی عن الھدایۃ ولا یجوز السلم حتی یکون المسلم فیہ موجوداً من حین العقد الی حین المحل الخ - پس معلوم ہوا کہ تجارت رس کی بطریق مذکور فی السوال درست نہیں ہے۔ البتہ جس وقت رس موجود ہو اسکی بیع وشرار خواہ بطریق بیع مطلق اور خواہ بطریق بیع سلم بشرائطہ صحیح ہے۔ اور راب کی تجارت بطریق بیع سلم صحیح ہے کیونکہ راب غالب بازاروں میں اور تاجروں کے پاس موجود رہتی ہے۔ پس باقی شرائط سلم کو ملحوظ رکھکر معاملہ بیع سلم کا راب میں کرنا صحیح ہے وہ شرائط یہ ہیں کہ قیمت پیشگی دیجاوے اور وقت لینے کا اور جگہ لینے کی مقرر کرلیجاوے اور نرخ قطعی طور سے فی الحال مقرر کرلیا جاوے اور وصف وجنس اور نوع مبیع کی بیان کردیجاوے درمختار میں ہے وشرطہ بیان جنس ونوع وصفۃ وقدر واجل واشتہ

وبیان قدر راس المال وبیان مکان الایفاء الخ فقط عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سلطنت ٹرکی کے تمسکات کی خریداری

سوال ۲۳۲ - (۱) سلطنت ٹرکی نے جو تمسک جاری کئے ہیں اُنکی خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں۔

(۲) آسٹریا ہنگری کی گورنمنٹ نے ایک کمپنی قائم کی ہے جو اراضیات رہن رکھتی ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب (۱ و ۲) بالاجمال اسی قدر جواب ہے کہ شرعاً یہ صورت درست نہیں ہے کہ اس میں ربوٰا اور قمار دونوں کا اشتباہ ہے۔ پس احتراز خریداری تمسکاتِ مذکورہ سے مسلمانوں کو لازم ہے۔ اراضی کی رہن کا سلسلہ بھی ناجائز ہے۔ فقط

باغات کے پھل فروخت کرنے کے احکام

سوال ۲۳۳ - (۱) باغِ انبہ اگر کوئی شخص صلاح ظاہر ہونیکے بعد بیع کرے اور باجازت بائع تا پختگی پھل درخت پر چھوڑے تو یہ بیع جائز ہے یا نہیں۔

(۲) اگر کوئی شخص اجارہ اراضی مع درختان انبہ ایک میعاد معین تک کرے درست ہے یا نہیں

(۳) اجارہ اراضی مع درختان کا جواز فتاویٰ رشیدیہ سے معلوم ہوتا ہے صحیح ہے یا نہیں

(۴) باغ میں مختلف قسم کے پھل ہیں ہر ایک قسم کا پھل آگے پیچھے آتا ہے تو اُس باغ کی بہار کس طرح بیع کرے۔

(۵) قرآن شریف ناظرہ خواں کو تیمم سے تلاوت کرنا باوجود قدرت پانی کے جائز ہے

الجواب (۱) جائز ہے کذا فی الشامی وغیرہ۔ (۲) اجارہ اراضی درست ہے اور اجارۂ اشجار درست نہیں ہے۔ ولا تعامل فی اجارۃ الاشجار المجردۃ فلا یجوز (۳) فتاویٰ رشیدیہ میں یہ ہے کہ اجارہ اشجار صحیح نہیں ہے۔ (۴) ہر ایک جنس کے پھل کو اُسوقت فروخت کرے کہ وہ متناہی ہو جاوے یعنی جسقدر بڑھنا ہے بڑھ لیوے قائلہ محمد لا یفسد اذا تناھت الثمرۃ للتعارف الخ۔ وبہ یفتی۔ (۵) تیمم بوقت آب کالعدم ہے پس مس مصحف اس سے درست نہیں۔ اگر بدون مس کے تلاوت کرے درست ہے کیونکہ تلاوتِ قرآن شریف بے وضو کو جائز ہے۔ فقط۔

ایضاً بابتہ بیع ثمار

سوال ۲۳۴ - بیع الثمار بشرط الترک علی رؤس النخل والشجر جائز ہے یا

الجواب - اس قسم کی بیع بیع فاسد ہو جاتی ہے اور حکم بیع فاسد کا یہ ہے کہ بعد قبضہ کے ملک مشتری میں مبیع آجاتی ہے مگر شرعاً اس بیع کا قائم رکھنا حرام ہے اور فسخ کرنا واجب ہے

پس چاہیئے کہ اُسوقت بیع کو فسخ کردیں بعد پک جانے پھل کے پھر بیع کریں ۔ فقط ۔

مروجہ نوٹ کے احکام نوٹ خود مال متقوم نہیں بلکہ قرض کا وثیقہ ہے

سوال ۲۳۵ ۔ (۱) ماقولکم فی ھذا القرطاس المسمیٰ بالنوٹ ھل ھو مال ام سند من قبیل الصک ۔
(۲) ھل تجب فیہ الزکوٰۃ اذا بلغ نصابًا وحال علیہ الحول ام لا ۔
(۳) اذا باع باکثر من القیمۃ التی کتب فیہ الی الاجل جاز ام لا ۔

الجواب (۱) نوٹ وثیقہ اور سند ہے اس مقدار روپیہ کی جو اُس کے اندر تحریر ہے وہ خود مال نہیں اور اس مقدار کاغذ کی قیمت ہزار روپیہ یا پانسو روپیہ نہیں ہوسکتا اور نہ عرفًا وہ کاغذ اس قیمت کا سمجھا جاتا ہے ۔
(۲) زکوٰۃ اُس میں واجب ہے بلا قید تجارت کے جبکہ وہ مقدار روپیہ بقدر نصاب ہو اور حولانِ حول ہوجاوے ۔
(۳) بیع اُس کی زائد و کم کو اُس مقدار سے جو اُس کے اندر تحریر ہے درست نہیں اور درحقیقت اُسکی بیع نہیں ہوسکتی بلکہ بطریق حوالہ اس کا انتقال ہوتا رہتا ہے شامی میں تحت شرح اس قول درمختار کے بیع البراءات التی یکتبھا الدیوان علے العمال لا یصح مذکور ہے قلت وعبارۃ الصیرفیۃ ھکذا سئل عن بیع الخط قال لا یجوز فانہ لا یخلو اما ان باع مافیہ او عین الخط لا وجہ للاول لانہ بیع مالیس عندہ ولا وجہ للثانی لان ھذا القدر من الکاغذ لیس متقومًا الخ پس دفع ہوا وہم اُن لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ یہ کاغذ مال ہے اور بیع اُسکی جس طرح کرے اور وہ جو بعض کتب میں مذکور ہے کہ ایک ورق کاغذ کو ہزار روپیہ کو فروخت کرسکتا ہے استدلال اُس روایت سے ۔ اس موقعہ پر صحیح نہیں ہے کیونکہ غرض اُس سے یہ ہے کہ ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ اپنی چیز جس قیمت کو چاہے فروخت کرے اور مشتری کو اختیار ہے کہ جس قیمت کو چاہے لیوے لیکن یہ جب ہے کہ غرض بائع و مشتری کی بیع کرنا اور خریدنا اُس کاغذ کا ہو اور وہ کاغذ خود مال سمجھا جاتا ہو حالانکہ نوٹ میں قطع نظر اُسکی سند اور وثیقہ ہونے کے فی حد ذاتہ اُسکی قیمت اس رقم تحریر شدہ کو کوئی نہیں سمجھتا نہ بائع کی یہ غرض ہے نہ مشتری کی اگر نوٹ کا وثیقہ اور سند سرکاری ہونے سے قطع نظر کرلیجاوے اور وہ سند سرکاری نہ ہو تو کوئی شخص اُس کو ایک روپیہ کو بھی نہ خریدے اگر فی حد ذاتہ مال ہوتا تو اسکے چاک کردینے سے اور دریا میں پھینکدینے سے اور کسی طریق سے ہلاک کردینے سے چاہیئے کہ وہ مال ضائع ہوجاوے

جیساکہ جملہ اموال کاحال ہے مثلاً اگر کوئی اپنے زر وسیم کو سمندر میں ڈالدے ظاہر ہے کہ مال اُس کا ضائع ہوا اور اب کوئی صورت اُس مال کے ملنے کی بظاہر نہیں ہے بخلاف نوٹ کے کہ اُس کے نمبر محفوظ کر کے چاک کر دیجئے ضائع کر دیجئے بعد طلب دوسری سند اُس مقدار روپیہ کی سرکار سے مل جاویگی یہ کیسی کوتاہ فہمی ہے کہ باوجود وضاحت اس مسئلہ کے پھر اُسکو مال متقوم بحیثیت مذکور کہا جاتا ہے۔ زیادہ بسط وتفصیل کی حاجت نہیں ہے فہم کے لئے ایک نکتہ کافی ہے اور معاند کے لئے ایک دفتر بھی نافع نہیں۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حقیقۃً بیع ہو جانے کے بعد کاغذات سرکاری میں رہن لکھوانے سے عقد بیع پر کچھ اثر نہیں پڑتا

سوال ۲۳۶ - (۱) ایک شخص نے پہلے کچھ زمین بیچ لی اور عقد بیع بالکل تام ہو گیا تھا۔ پھر مالک اصلی کی طرف سے وہ زمین رہن کردی تھی ابھی تک مرتہن سے زمین چھوڑائی نہیں گئی تھی کہ بوجہ خوف حق شفیع اصلی مالک سے عقد رہن کرالیا گیا لیکن عقد بیع فسخ نہیں کیا تھا تحصیلدار کے کاغذ نبا کر پیش کر دئے گئے تاکہ سرکار کے ہاں رہن سمجھی جاوے اور آپس میں بیع رہے۔ آیا وہ زمین بیع رہی یا رہن۔

(۲) مردہ شو کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اس کا پیشہ مردہ نہلانے کا ہے اور امام بھی ہے۔

الجواب (۱) - جبکہ معاملہ بیع کا تام ہو گیا اور ایجاب وقبول ہو گیا بیع ہو گئی اُسکو عند الحکام رہن ظاہر کرنے سے وہ معاملہ رہن نہ ہوگا اور نفع اُٹھانا خریدی ہوئی چیز سے جائز ہے ہندو کی زمین بھی رہن رکھنا درست ہے مگر نفع اُس کا خود حاصل نہ کرے کہ سود ہے اور مسلمان کو کسی سے سود نہ لینا چاہیئے۔ فقط

(۲) مردہ شو کے پیچھے نماز درست ہے اور غسال کو اجرتِ غسل مردہ کی لینا درست ہے اگرچہ اولیٰ نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

باب الربوا والصرف والسلم

قیدی کا روپیہ جو سرکاری بنک میں رکھا جاتا ہے اُس کے سود کا حکم

سوال ۲۳۷ - محبوس یعنی قیدی کا روپیہ سرکاری بنک میں جمع کیا جاتا ہے اور بموجب قواعدِ بنک سود بھی دیا جاتا ہے، محبوس مسلمان کو سود لینا واجب ہے یا نہیں۔؟

الجواب - سود لینا جائز نہیں ہے اگر بمجبوری لینا پڑے تو لیکر اُسکو صدقہ کر دیوے۔

بنک کے سود کا حکم

سوال ۲۳۸ - زید نے بغرض حفاظت کچھ روپیہ بنک بنگال میں اس شرط سے داخل کیا کہ بنگال بنک والے اس روپیہ کو کسی تجارتی کاروبار میں لگا کر اُس کا منافع سالانہ زید کو دیا کریں - بنگال بنک نے اس شرط کو منظور کر لیا اور مطابق قواعد بنک بنگال اسکو منافع (جسکو انگریزی ترجمہ میں سود کہتے ہیں) دینا شروع کیا زید نے اس رقم منافع سے زکوٰۃ بھی ادا کی کیا اس طریقہ سے روپیہ کا داخل کرنا اور منافع لینا جائز ہے اور اس رقم سے زکوٰۃ ادا ہو سکتی ہے یا نہیں -

الجواب - بنک میں روپیہ داخل کر کے جو کچھ بنام نہاد منافع رقم متعینہ سالانہ وہاں سے روپیہ داخل کنندہ کو ملتی ہے وہ شرعاً سود ہے لینا اس کا جائز نہیں اور اگر لیا تو اسکو صدقہ کرنا فقراء پر لازم ہے - پس وہ روپیہ جو زید نے زکوٰۃ میں دیا اُس سے زکوٰۃ تو ادا ہو گئی مگر زید کے ذمہ اُس قدر روپیہ جو بنک سے منافع میں لیکر خرچ کیا خواہ وہ زکوٰۃ میں دیا یا دیگر مصارف میں صرف کیا صدقہ کرنا فقراء پر لازم ہے - فقط واللہ تعالیٰ اعلم -

سلم در روغن زرد جائز است بشرائط

سوال ۲۳۹ - در روغن زرد بیع سلم جائز است یا نہ

الجواب - سلم در روغنِ زرد اگر نرخ و مدّت معیّن باشد جائز است - فقط

غیرمسلموں سے سود لینے کا حکم

سوال ۲۴۰ - روپیہ دادن مسلمانان ذمیان را دریں زماں یعنی در حکومتِ انگریز بسود دادن ربوا باشد یا نہ فقط

الجواب - در حرمتِ ربوا آنچہ در آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ نبویہ وعید وارد شدہ مخفی نیست و آنچہ از امام ابوحنیفہؒ در نفی ربوا در بلاد کفار از حربیان منقول است دریں دربلاد در تحقق شروطِ آں تردد ہاست و مذہب ائمہ ثلاثہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ عموم حرمت ربوا است و تصریحاتِ فقہائے ماست کہ بصورت اختلاف ما بین ائمہ ما عبرت قوت

دلیل راست وقوت دلیل امام ابو یوسف رحمہ اللہ ظاہر ست پس بمقتضائے ایں تقریر حرمت ربوا ہست احوط دردین واخذ بالتیقین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

امانت کے روپیہ میں تجارت کا حکم

سوال ۲۴۱ - زید نے عمرو کو ایک ہزار روپیہ برائے امانت دیا عمرو نے اس روپیہ سے تجارت بغیر اجازت زید کے کرلی۔ جب زید نے اپنا روپیہ طلب کیا تو اس مال سے دیدیا اب جو نفع اس مال سے عمرو نے حاصل کیا وہ ربوا ہے یا نہیں اسکو کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب یہ روپیہ جو عمرو کو نفع میں حاصل ہوا سود نہیں مگر عمرو نے جو بلا اجازت زید کے یہ تصرف امانت میں کیا اچھا نہیں کیا اسکی اجازت زید سے لے لے بعد اجازت زید کے عمرو کے لئے وہ نفع بالکل حلال ہے اور بلا اجازت اچھا نہیں ہے۔ فقط

کفار سے سود لینے کا حکم

سوال ۲۴۲ - (۱) ہندوستان میں کافروں سے سود لینا جائز ہے یا نہیں اور بنک ہائے مروجہ میں روپیہ داخل کرکے سود لینا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) اشرفی ہائے مروجہ کی بیع وشرا میں کمی بیشی کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب - ہندوستان میں کافروں سے سود لینا جائز نہیں ہے جیسا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب میں مکتوبات قاسم العلوم سے اسکی تحقیق فرمائی ہے اور امام محمدؒ سے جو اس بارہ میں روایت ہے اُسکی شرائط کا تحقق اس وقت میں نہیں ہے جیسا کہ یہ بھی اُسی مکتوب میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت فرمایا ہے اور ائمہ حنفیہ میں امام ابو یوسفؒ اور ائمہ ثلاثہؒ قطعاً ہر جگہ سود لینا ناجائز فرماتے ہیں ایسی حالت میں جانب احتیاط سود کا نہ لینا ہے جسکی حرمت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ اور بنک ہائے مروجہ میں روپیہ داخل کرنا اور سود لینا مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح ڈاکخانہ میں روپیہ داخل کرکے سود لینا درست نہیں ہے۔

(۲) نوٹ میں کمی بیشی کرنا جائز نہیں ہے اور اشرفی کو اگر روپیوں سے بدلا جائے تو کمی بیشی کرنا درست ہے۔ فاذا اختلفت ھذہ الاصناف فبیعوا کیف شئتم الی آخر الحدیث۔ (رواہ مسلم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

بیع سلم اور اسکی شرائط

سوال ۲۴۳ - بیع سلم میں مسلم فیہ کا موجود رہنا من حین العقد الی انقضائے العقد اُسی شہر میں جسمیں عقد واقع ہوا ہے ضروری ہے یا نہیں اگر مسلم فیہ نوع دیگر ہو اور

عقد پورا ہونے تک موجود نہ رہتا ہو بلکہ دوسری قسم کا موجود رہتا ہو تو عقد سلم جائز ہوگا یا نہیں۔

(۲) زید نے عمر پر بقایا لگان کا دعوی کیا تو خرچہ مدعا علیہ سے وصول کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ جس نوع پر عقد سلم وارد ہوا ہے اُس نوع کا اُس شہر میں جسمیں عقد ہوا ہے باقی رہنا وقت عقد سے دینے کے وقت تک ضروری ہے درمختار میں ہے ومنقطع لا یوجد فی الاسواق من وقت العقد الی وقت الاستحقاق ولو انقطع فی اقلیم دون اخر لم یجز فی المنقطع الخ ای المنقطع فیہ شامی۔ وشرطہ بیان جنس ونوع الخ درمختار۔

(۳) اگر عمر لگان کا روپیہ نہیں دیتا تھا اور تمرد وسرکشی ... کرتا تھا زید نے مجبوری نالش کی ایسی حالت میں مدعا علیہ سے خرچہ وصول کرنا جائز ہے۔ ورنہ نہیں۔ فقط

غلہ کا مبادلہ غلہ سے | **سوال ۴۴۴**۔ تبادلہ غلہ کا غلہ سے اس طور پر کہ ایک من مکی یا جوار زید کو دیجاوے اور چھ ماہ کے بعد زید سے ایک من گندم لئے جاویں جائز ہے یا نہیں۔

(۲) اگر مال قرض خریدنے والوں کو کم نرخ سے دیا جاوے اور نقد لینے والوں کو زیادہ نرخ سے دیا جاوے تو درست ہے یا نہیں۔

(۳) اگر کوئی جنس اسوقت مثلاً دس سیر کے نرخ سے فروخت ہوتی ہے اور زید کہتا ہے کہ مجکو دس روپیہ اسوقت دیدو میں چھ ماہ میں تمکو بارہ سیر کے حساب سے دیدوں گا۔ اس طریقہ پر معاملہ کرنا درست ہے یا نہیں اور اس معاملہ میں کیا شرائط ہیں۔

الجواب۔ اس طرح تبادلہ غلہ کا غلہ سے نسیئۃً نہیں ہے اگر اس طرح کیا جاوے کہ ایک من مکی یا جوار کی قیمت طے کرکے مثلاً دو روپیہ یا تین روپیہ جو کچھ قیمت ہو وہ بذمہ زید اودھار کردی جاوے اور اُس قیمت کے گندم خواہ ایک من یا جسقدر قرار پاویں بعد چھ ماہ کے لینا قرار پاوے تو یہ درست ہے۔ (۲) یہ جائز ہے۔ (۳) یہ جائز ہے بشرطیکہ جنس ونرخ بالکل اُسی وقت طے ہو جاوے۔ اور قیمت کل اُسی وقت لیلی جاوے۔ یہ معاملہ بیع سلم یعنی بدھنی کا ہے اُسکی شرائط یہ ہیں کہ جنس ونوع ووصف غلہ بتلا دیا جاوے مثلاً یہ گندم فلاں قسم کے اس نرخ سے فلاں وقت فلاں جگہ لونگا۔

ایک فصل میں غلہ دیکر دوسری فصل میں لینے کا حکم | **سوال ۴۴۵**۔ زید نے عمر کو مبلغ پچیس روپیہ اس شرط پر دئے کہ فصل اگھن میں جس نرخ سے دھان فروخت ہوگا اُس نرخ سے دھان دیدینا ایسی بیع سلم شرعاً درست ہے یا نہیں۔ (۲) اہل حدیث کے پیچھے حنفی المذہب کو اقتدا کرنا درست ہے یا نہیں

(۳) ہندوستان کی زمینیں خراجی ہیں یا عشری اور جو عشری ہیں اُن میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ شرائط صحت سلم سے یہ بھی ہے کہ نرخ معین کر لیا جاوے اس طرح نرخ کو مجہول چھوڑنا کہ فصل اگہن میں جس نرخ سے دھان فروخت ہوگا اُسی نرخ سے دھان دیدینا یہ درست نہیں ہے۔ ولا بمکیال وذراع مجهول الخ در مختار۔ (۲) اسمیں تفصیل ہے بعض صورتوں میں درست ہے اور بعض صورتوں میں مکروہ ہے یا درست نہیں پس احتیاط اسی میں ہے کہ اقتدا اُن کا نکیا جاوے لیکن جسنے لاعلمی سے اقتدا کر لیا یا علم سے اقتدا کیا اُسکو درمیان نماز کے نیت توڑنا نہ چاہیئے اگر توڑ دی اُس نماز کو پھر پڑھ لیوے۔ (۳) ہندوستان کی تمام زمینوں کا ایک حکم نہیں ہے البتہ جو زمین ملوکہ مسلمین ہے اُس میں عشر واجب ہے، مسلمانوں کو عشر نکالنا چاہیئے۔

سوال ۲۴۶	درہم کا وزن بحساب مروج کیا ہے پیسوں میں بیع سلم جائز ہے

سوال ۲۴۶ ۔ دوسو درہم شرعی کا حساب انگریزی روپیہ سے کیا ہے فلوس مروجہ عددی ہیں یا وزنی اور اُن میں بیع سلم جائز ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ حساب صحیح درہم کے وزن کا یہ ہے کہ سات مثقال کو برابر دس درہم کے لیا جاوے جو کہ وزن سبعہ ہے جسکو فقہاء نے معتبر رکھا ہے اور ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہے پس سات مثقال ۳۱½ ماشہ کی برابر ہوئے اسکو دس پر تقسیم کرنے سے ایک درہم کا وزن ۳ ماشہ ۱⅕ رتی ہوتا ہے پس دوسو درہم برابر ۵۲½ تولہ کے ہیں۔ فلوس عددی ہیں بیع سلم کرنا اُن میں درست ہے جس طرح چاہے کرے یعنی ایک روپیہ کے جسقدر پیسے چاہے ٹھیرالیوے مگر روپیہ دینے کے وقت پیسوں کی شمار مقرر کرلے مثلاً ایک روپیہ کے سو پیسے انگریزی لونگا اور وقت وصول وغیرہ مقرر کرلے۔ فقط

سوال ۲۴۷	سٹہ کھیلنا حرام ہے

سوال ۲۴۷ ۔ دڑہ یعنی سٹہ لگانا جائز ہے یا نہیں اور سٹے سے جو روپیہ کمایا ہو اُس سے قرض ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اور امام کو دڑہ لگانا کیسا ہے اور امامت اُسکی کیسی ہے اگر اُس روپیہ کو کسی کارِ خیر میں صرف کرے تو ثواب ہوگا یا نہیں۔

الجواب ۔ دڑہ یعنی سٹہ لگانا حرام ہے کیونکہ سٹہ جوا ہے لہذا حرام ہے اور سٹہ سے جو روپیہ جمع کیا جاوے اُس سے قرض ادا کرنا جائز نہیں ہے اور دڑہ لگانیوالا فاسق وعاصی ہے اور امامت اُسکی مکروہ تحریمی ہے اور جو روپیہ سٹہ کے ذریعہ سے کمایا ہے اُس کا کارِ خیر میں صرف کرنا حرام ہے۔ اور امام کو دڑہ لگانا حرام ہے اور امامت اسکی مکروہ تحریمی ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یجوز الصدقۃ من مال الحرام وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند

کتاب الوکالۃ

پیشہ وکالت مروج کا حکم

سوال ۲۴۸ مروجہ پیشہ وکالت ومختارکاری جسمیں اکثر جھوٹے مقدمات کی پیروی بھی کرنا ہوتی ہے جائز ہے یا نہیں اور جو آمدنی اُس سے حاصل ہو وہ حلال ہے یا حرام ؟

الجواب ۔ جھوٹے مقدمات کی پیروی سے جو آمدنی حاصل ہوگی وہ حرام ہے بشرطیکہ وکیل کو علم اُس کے جھوٹا ہونے کا ہو۔ وکیل جو اپنے علم کے موافق سچے مقدمات کی پیروی کرے اُسکے پیشہ کی حلت میں کچھ شبہ نہیں ہے۔ پس پیشہ وکالت تو دراصل درست ہے۔ لیکن جو آمدنی اُس میں خلافِ شریعت طریق سے حاصل ہوگی وہ آمدنی حرام ہوگی ؛ فقط عزیز الرحمٰن

کتاب الدعوٰی

فروخت شدہ محدود مکان کی مساحت میں زیادتی برآمد ہونا ۔

سوال ۲۴۹ ۔ عمرو نے ایک مکان عبداللہ سے خریدا جسکی حدود بھی سند میں تحریر ہیں اور مساحت بقدر سو گز لکھی ہے اب
۱۴۳ بیع سے پچاس سال بعد اُسی محدودہ مکان کی مساحت کی گئی تو زمین ڈیڑھ سو گز کے قریب ہے تو کیا عمرو کے میراثی خصیم عمرو پر شرعاً یہ دعوی کرسکتے ہیں کہ اس محدودہ مکان میں عمرو کی مملوکہ زمین صرف سو گز ہے۔ حالانکہ حدود مکان ہذا کی وہی ہیں جو سند خرید میں لکھی ہے جس سے کسی طرح یہ وہم بھی نہیں ہوسکتا کہ مورث اعلی کی کچھ زمین عمرو نے مکان خرید کردہ میں شامل کرلی ہو۔ یہ دعوی شرعاً باطل اور نامسموع ہوگا یا نہیں ؟

(۲) زید کے دو بیٹے عمرو و بکر تھے عمرو اُس کے سامنے اور ایک مکان اپنا خرید کردہ چھوڑ کر مرگیا۔ زید نے اپنی زندگی میں اپنے پوتوں سے اپنا سدس جو اُس کو ترکہ عمرو سے ملتا ہے طلب نہیں کیا تو بعد موت زید کے اُس کا حق یعنی سدس باقی ہے یا نہیں اور دست برداری معتبر ہوگی یا نہیں ؟

الجواب ۔ عمرو نے جو مکان محدودہ عبداللہ سے خرید کیا اور عبداللہ اُس کا مالک تھا تو وہ مکان ملک عمرو میں آگیا۔ چونکہ مساحت کا محض اندازہ تھا مدارِ قیمت مساحت پر نہ تھا اس لئے مساحت کی کمی و بیشی ملک عمرو میں خلل انداز نہیں ہوسکتی پس دعوی دوسرے خصمار کا اُس مکان کے کسی حصۂ زمین پر مسموع نہ ہوگا ؛

(۲) زید کی ملک حصہ شرعی یعنی سدس پر باقی ہے حق اُس کا فوت نہیں ہوا پس وہ حصہ اُس کے وارثوں کو ملے گا اور دست برداری معتبر نہ ہوگی۔ فقط

ایک باغ دو شخصوں کو نصفا نصف ہبہ کیا گیا پھر حصوں میں کمی بیشی برآمد ہوئی۔

سوال ۲۵۰- ایک شخص نے ایک باغ اپنی دو زوجہ کو نصف ایک کو اور نصف ایک کو دیا بعد وفات شوہر باغ کی پیمائش کی گئی تو ایک حصہ کچھ زیادہ اور ایک کا حصہ نصف سے کچھ کم نکلا۔ تو جس طرح شوہر نے عملدرآمد کرادیا تھا اُسی طرح رکھنا چاہیے یا کچھ تغیر تبدل کیا جاوے؟

الجواب۔ ہبہ مشاع کا شرعاً باطل اور ناجائز ہے پس اگر شوہر نے بدون تحدید و بدون تقسیم حصص نصف نصف ہبہ کیا ہے تو باطل ہے اور اگر تحدید و تقسیم کرکے ہبہ کیا ہے تو صحیح ہے۔ پھر جب کہ تحدید کرکے اور تقسیم کرکے ہبہ کیا ہے تو مساحت کرکے کسی فریق کا دوسرے فریق کے حصہ میں سے کچھ لینا اور دعوی کرنا ناجائز و باطل ہے؛

کتاب الدین

مدیون متمرد سے خرچہ مقدمہ کا لینا جائز ہے

سوال ۲۵۱- اگر مدیون متمرد ہو اور دائن بمجبوری نالش کرے تو خرچہ عدالت مدیون سے وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب جس صورت میں کہ مدیون متمرد ہو اور باوجود استطاعت دین کے ادا کرنے میں تساہل وانکار کرتا ہے اور دائن بمجبوری نالش کرکے قرض وصول کرتا ہے تو اس حالت میں مدیون کی خرچہ عدالت لینا درست ہے کہ سبب اس خرچہ کا مدیون ہوا ہے شامی میں ہے۔ وفی منیۃ المفتی مؤنۃ المشخص قیل فی بیت المال وفی الاصح علی المتمرد الخ وفی البزازیۃ ولیستعین باعوان الوالی علی الاحضار واجرۃ الاشخاص فی بیت المال وقیل علی المتمرد الخ شامی ص ۳۱۰ ج ۴ فقط

۲۵۲ رفع اشتباہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ۔ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ خادم مدرسہ عربیہ دیوبند عرض پرداز ہے کہ رسالہ الرشید نمبر ۱ ماہ رجب المرجب ۱۳۴۲ھ میں ایک فتوی دار العلوم کی طرف سے اس مضمون کا شائع ہوا تھا کہ مدیون اگر دین کے ادا کرنے میں باوجود طلب دائن انکار و کاہلی کرے اور دائن بمجبوری نالش کرے تو اس صورت

میں جو کچھ خرچ مدعی کا ہوا وہ مدیون سے لینا درست ہے اور اس پر استدلال ایک روایت فقہیہ سے کیا گیا تھا جس کا حاصل یہ تھا کہ مدعی علیہ کے حاضر کرنے میں جو کچھ خرچ ہو وہ عند البعض بیت المال سے دیا جاوے گا اور عند البعض مدیون متمرد سے لیا جاوے گا اور اسی کو صحیح کہا گیا ہے الخ

اس کے متعلق اخبار المشیر ۱۱ جولائی ۱۹۱۴ء میں ایک مضمون قابل تحقیق فتویٰ از جناب مولانا ظہور احمد صاحب رسولپوری در بھنگوی کی طرف سے شائع ہوا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ صورت موجودہ میں مدیون مدعی علیہ کو متمرد کہنا اور مدیون متمرد سے ہر ایک قسم کا خرچہ عدالت لینے کو جائز کہنا صحیح نہیں بلکہ خلاف حق ہے۔ الخ

مضمون مذکور بہت طویل ہے جو ناظرین المشیر پر مخفی نہیں ہے۔ آخر میں مولانا موصوف نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مدیون متمرد کو سبب اس نالش و خرچۂ عدالت کا گردان کر اس سے خرچۂ مذکورہ وصول کرنے کو جائز قرار دینا منظور فیہ ہے کیونکہ ضمان مباشر پر ہے نہ متسبب پر اور جو خاص مسائل اس سے مستثنیٰ ہیں اُن میں مدیون متمرد داخل نہیں انتہیٰ بحاصلہ۔

احقر کہتا ہے کہ قبل از عرض جواب یہ عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر ظاہر ہے اور عبارات کتب سے واضح ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے جیسا کہ لفظ قیل وقیل سے ظاہر ہے اگرچہ 15
مولانا موصوف کو اس صورت خاص میں جو الرشید میں درج ہے اس کے مختلف فیہا ہونے سے انکار ہے کیونکہ اُن کے نزدیک مدیون اس صورت میں متمرد ہی نہیں اور جب وہ متمرد نہیں تو اس پر ضمان کسی قول کے موافق بھی لازم نہیں لیکن اس قدر کی تسلیم میں غالباً مولانا کو تامل نہ ہوگا کہ جو مدیون متمرد ہو اُس پر عند البعض خرچ احضار مثلاً لازم آتا ہے۔ احقر کی غرض مختلف فیہا کہنے سے یہاں اسی قدر ہے کہ بعد تحقق تمرد مدیون اُس سے ضمان لینے کی رائے بعض فقہاء کی ہے جو صحیح تسلیم کی گئی ہے۔ پس جیسا کہ پہلے فقہاء کے نزدیک یہ مسئلہ مختلف فیہا تھا ویسا ہی پچھلے علماء و محققین کا بھی اس میں اختلاف ہوا مولانا عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدیون مذکور سے تمام خرچہ عدالت کا لینا جائز نہیں ہے اور وہ مدیون متمرد بھی نہیں ہے کیونکہ متمرد کی تفسیر فقہاء نے خاص کی ہے جو عموماً اس زمانہ کے مدیونوں پر صادق نہیں آتی۔

اور حضرت سند الفقہاء والمحدثین مولانا رشید احمد محدث و فقیہ گنگوہی قدس سرہٗ کے نزدیک مدیون مذکور متمرد ہے اور اُس سے تمام خرچہ عدالت لینا درست ہے حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ کی رائے اس وجہ سے قابل ترجیح معلوم ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں ادائے حقوق میں بہت کمی

ہوگئی بلکہ اس زمانہ سے پہلے سے یہ مرض عام ہو چکا ہے اسی بنا پر فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ صاحب حق اگر بقدر اپنے حق کے من علیہ الحق کے مال میں سے پاوے جس طرح ہوسکے لیلے اگرچہ اپنے حق کی جنس سے نہ ہو چنانچہ شامی کتاب الحجر جلد خامس میں ہے۔ قال الحموی فی شرح الکنز ان عدم جواز الاخذ من خلاف الجنس کان فی زمانہم لمطاوعتہم فی الحقوق والفتوی الیوم علی جواز الاخذ عند القدرۃ من ای مال کان لاسیما فی دیارنا لمداومتہم العقوق قال الشاعر ؎

عفاء علی ھذا الزمان فانہ | زمان عقوق لا زمان حقوق
وکل رفیق فیہ غیر مرافق | وکل صدیق فیہ غیر صدوق

پس جب ادائے حقوق کا یہ حال ہے اور تمرد کی یہ کیفیت ہے ایسی حالت میں اگر دائن مجبور ہو کر نالش مدیون کی کرے تو ظاہر ہے کہ بسبب اس نالش و خرچہ کا مدیون کا تمرد و عدم ادا ہے اور حدیث شریف میں ہے مطل الغنی ظلم اور نیز وارد ہے لی الواجد یحل عرضہ و عقوبتہ۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ مدیون مذکور سے لینا اس خرچہ کا ناجائز کہا جائے۔

اس اختلاف کے لکھنے سے عرض احقر کی یہ ہے کہ جب یہ مسئلہ پہلے سے بھی اور حال میں بھی 16
مختلف فیہ رہا ہے تو اگر بلحاظ اس زمانہ کی اضاعت حقوق کے جانب ضمان کو کسی نے اختیار کیا تو محل اعتراض نہ ہونا چاہیئے دوسروں کو اختیار ہے کہ وہ دوسری جانب کو لیں۔

حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کے اس زمانہ عدم وجود قضاء و قاضی میں مسئلہ مذکورہ کا یہ جواب دینا کہ مدیون سے خرچہ عدالت لینا درست ہے اس امر کا بھی فیصلہ کرتا ہے کہ تحقق تمرد اس وقت میں بھی ہے اگرچہ قاضی اور قضاء اس زمانہ میں نہیں اور جب قاضی نہیں تو متمرد کی وہ تفسیر جو عبارات فقہیہ سے نقل کی گئی ہے ظاہر ہے کہ متحقق نہیں

اب احقر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہے اور مختصر عبارت و الفاظ میں اعتراضہائے مذکورہ کا جواب عرض کرتا ہے کہ متمرد کی جو تفسیر فقہاء نے اس موقع میں کی ہے غرض اس سے یہ ہے کہ عند القاضی تمرد کا ظہور اس طریق سے ہوگا تاکہ بعد ظہور اس تمرد کے قاضی حکم خرچہ کا اس پر کرے نہ یہ کہ واقع میں متمرد وہی ہے جس کو قاضی بلاوے اور وہ نہ آوے۔ الخ

ورنہ چاہیئے کہ اس زمانہ میں کوئی بھی متمرد نہ ہو کیونکہ قاضی شرعی کوئی نہیں پس جب

یہ ہے کہ فتویٰ دیانت پر ہوتا ہے جیسا درمختار وغیرہ میں ہے المفتی یفتی بالدیانۃ والقاضی
یقضی بالظاهر تو مفتی صرف یہ فتویٰ دے گا کہ مدیون متمرد سے خرچہ لینا درست ہے لیکن
قاضی کے نزدیک جب تک یہ ثابت نہ ہو جاوے کہ مدیون متمرد ہے یا نہیں اُس وقت تک
حکم ضمان کا اُس پر نہ کرے گا اور ظہور اُس کے تمرد کا اور علم اُس کے تمرد کا قاضی کو اُس وقت ہوگا
کہ قاضی کے حکم کی تعمیل سے اُس نے رُوگردانی کی۔ اور اگر قاضی کو دوسرے طریق سے علم اُس کے
تمرد کا ہو جاوے تب بھی اُس پر حکم کر سکتا ہے جیسا کہ بہت سے مواقع میں قاضی اپنے علم کے
موافق حکم کرتا ہے اس کے سوا چونکہ کلام محقق یعنی پیادہ وغیرہ کی اُجرت میں تھی اس لئے اُس
موقع پر تمرد کی تفسیر خاص کی گئی ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب مطل غنی اور لی الواجد یعنی مالدار
کے ٹلانے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظلم اور سبب آبروریزی و سزا کا فرماویں تو مرتکب اس
فعل کا یا اس سے بھی زیادہ کا یعنی یہ کہ باوجود استطاعت بالکل ارادہ قرض کے ادا کرنے ہی کا
نہ ہو شرعاً متمرد نہ ہو فقہاءِ اُمت کب ایسی بات فرما سکتے ہیں۔ پس لامحالہ غرض فقہاء کی
وہی ہونی چاہیے جو احقر نے عرض کی۔ ہر ایک قسم کا خرچہ مدیون متمرد سے لینا اس وجہ سے درست
ہے کہ وہ سبب ہوا ہے اس زیر باری کا اشباہ ونظائر میں اس قاعدہ کے تحت میں اذا ۱۷
اجتمع المباشر والمتسبب اضیف الحکم الی المباشر چند مسائل کا اس قاعدہ سے
مستثنیٰ ہونا بیان فرمایا ہے۔ اُن میں سے یہ بھی ہے الافتا بتضمین الساعی۔
صورت اُس کی یہ ہے کہ کوئی شخص ظالم بادشاہ کو خبر پہنچا دے کہ فلاں شخص کے پاس
اس قدر مال ہے تاکہ وہ ظالم صاحب مال سے بے وجہ مال لیوے اور اُس کو نقصان پہنچا دے
تو اس صورت میں اگرچہ مباشر ظالم ہے لیکن فقہاء نے فتویٰ دیا ہے کہ اُس ساعی چغل خور
سے ضمان صاحب مال سے دلوا دیا جاوے گا۔ کیونکہ وہ سبب ہوا ہے اس ظلم و غرامت کا شامی
میں ہے والمتسبب لا یضمن الا اذا تعدی۔ قلت فصارت المستثنیات ثمانیة
ویزاد تاسعة وهی ما قدمناه قریبًا عن الرملی والتتبع ینفی الحصر انتهی۔
نیز شامی باب العشر میں ہے۔ فاذا کان الظالم لابد من اخذه
المال علی کل حال لا یکون العاجز عن الدفع عن نفسه آثمًا بالاعطاء
روایت تضمین ساعی۔ اور اس اخیر روایت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جو کچھ اخراجات سرکاری
طور سے جبرًا اُس سے لئے جاتے ہیں وہ سب مدعی علیہ سے وصول کر سکتا ہے۔ اس

سے بعض اُن حضرات کا بھی شبہ رفع ہو سکتا ہے جن کو خرچ اسٹامپ وغیرہ مدیون متمرد سے لینے میں شبہ تھا۔ چنانچہ ایک تحریر اس قسم کی بندہ کی نظر سے گذری ہے۔ آخر میں مولانا ظہور احمد صاحب کا مباشر و متسبب کی بحث میں یہ فرمانا کہ صورت مذکورہ اُن مسائل میں داخل نہیں جن میں متسبب پر ضمان آتی ہے نہایت ہی عجیب ہے۔ کیونکہ مدیون متمرد پر جو فقہاء ضمان کے قائل ہیں وہ اسی وجہ سے ہیں کہ وہ سبب ہے ورنہ اور کیا وجہ ضمان کی اُس پر ہو سکتی ہے۔

ظاہر ہے کہ وجہ اس حکم استحسانی کی متسبب متعدی ہونا مدیون متمرد کا ہے نہ کچھ کیونکہ مباشرہ تو وہ نہیں ہے۔ پس لامحالہ متسبب ہوگا ورنہ وجہ ضمان کی اُس پر کیا ہو سکتی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

بعد اس کے عرض ہے کہ مولانا موصوف کے اصرار کی وجہ سے احقر کے خیال میں جو وجوہ ترجیح جانب ضمان کی اور تاویل عبارات متنازعہ کی تھی وہ لکھدیں اگر قبول ہو فبہا ورنہ اصل فتویٰ اور اُس کے وجہ کے ماننے پر مجبور نہیں ہیں۔ دوسری جانب کو اختیار
وراجح فرما سکتے ہیں۔ منازعت کی اس میں حاجت نہیں ہے اور سلسلہ تحریر کو بڑھانے ۱۸
کی ضرورت نہیں ہے۔ ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

کتاب الہبہ

نفاذ ہبہ کیلئے یہ شرط ہے کہ مشترک نہو اور موہوب لہٗ کا قبضہ ہو جاوے۔

سوال ۲۵۴ ایک شخص کے تین لڑکے چھ لڑکیاں ہیں اور وہ شخص اپنی حالتِ حیات میں اپنی ملک میں سے تیسرے حصہ کا مالک فقط تین لڑکوں کو بنا دیتا ہے اور اپنی لڑکیوں کو اس میں شامل نہیں کرتا اور اگر یہ شخص اس قسم کی وصیت کرے جائز ہے یا نہیں اور اجابت دعوتِ حق کرے تو باقی ماندہ دو حصہ مال میں مذکورہ بالا تین لڑکے موافق شرع حصہ لیسکتے ہیں

الجواب اگر اُس تیسرے حصہ ملک کو علیحدہ کرکے تقسیم کرکے ہر ایک پسر کو جدا جدا قطعہ محدود اپنی حیات میں ہبہ کر دیا ہے اور قبضہ کرا دیا ہے تو وہ پسران مالک اسکے ہو جاوینگے اور پھر بعد مرنے واہب کے باقی دو ثلث ترکہ میں بھی حقدار ہیں مگر اُس میں واہب گنہگار ہوگا اور اگر تقسیم کرکے ہبہ نہ کیا بلکہ سوم حصہ مشترکہ ہر سہ پسران کو مجتمعاً و مشترکا ہبہ کر دیا تو ہبہ صحیح نہیں ہوا پسران مالک اسکے نہونگے۔ اسی طرح وصیت بھی پسران کیلئے بدون رضامندی ورثہ باقی صحیح و نافذ نہ ہوگی۔ ان دونوں صورتوں میں وہ ثلث ملک بعد مرنے مورث کے شامل جملہ ترکہ ہو کر سب اولاد کو بقدر حصہ پہنچیگا
فقط

سوال ۲۵۴ عبداللہ اپنی جائداد کی حساب سے اپنی لڑکیوں کا حق دختری ادا کر کے باقی ماندہ اپنے لڑکے خدابخش کو دیکر حج کو چلا گیا۔ حج سے واپس آکر اپنے لڑکے خدابخش ہی کے پاس رہنے لگا بعد چند سال کے خدابخش فوت ہوگیا اور اپنی زوجہ مکتولہ کو وصیت کر گیا کہ تیرا مہر اور جہیز میری ملکیت میں ہے تو میری جائداد پر قابض رہنا اور زندگی بھر میرے باپ عبداللہ کی خدمت کرنا مسماۃ مکتولہ نے موافق وصیت مرحوم کے جائداد کو زیر قابض رکھ کر اپنے خسر عبداللہ کی زندگی بھر خدمت کی حتی کہ عبداللہ بھی فوت ہوگیا اور اپنے ہمسایوں اور بھائیوں اور بیٹیوں کو بلا کر وصیت کر گیا کہ میں لڑکیوں کا حق ادا کر چکا ہوں میرے بعد میری بہو مسماۃ مکتولہ اور اس کے بچوں سے کوئی مزاحمت نہ کریں۔ پنچ نگہبان رہیں۔

عبداللہ یہ وصیت کر کے مسماۃ مکتولہ کو جائداد پر قابض چھوڑ کر مرا۔ ان دونوں مرحوموں کی وصیت کی رو سے فرائض میں عبداللہ کے بھائیوں اور بھتیجے اور بیٹیوں کا حق ہوتا ہے یا نہیں اور اگر ہوتا ہے تو کس قدر۔ بہو کا مع بچوں کے کس قدر ہوگا؟

الجواب عبداللہ نے جو کچھ خدابخش کو ہبہ کر دیا اگر اس کو باقاعدہ مالک بنا دیا تھا یعنی جائداد کو تقسیم کر کے خدابخش کو ہبہ کر دیا تھا اور اس کے قبضہ میں کر دیا تھا یا نقد و غیرہ اسباب اس کو ہبہ کر کے اس کے قبضہ میں کر دیا تھا خدابخش اس کا مالک ہوگیا بعد مرنے خدابخش کے وہ چیز اُس کی زوج اور اولاد کو اور باپ عبداللہ کو حصہ شرعیہ کے موافق ملے گی۔ پھر جو کچھ عبداللہ کے حصہ میں آیا وہ اس کے دختران اور پوتوں اور پوتیوں کو حسب حصص شرعیہ ملے گا۔ اور اگر عبداللہ نے جو ہبہ کیا تھا وہ بقاعدۂ شرعیہ نہ تھا مثلاً یہ کہ مشترک جائداد ہبہ ہوا تھا تو وہ صحیح نہیں ہوا۔ عبداللہ کے ملک خدابخش کو بعد مرنے عبداللہ دختران اور پوتو و پوتیوں کو حسب حصص شرعیہ ملے گا فقط واللہ اعلم

19

دو شخصوں کو ایک مکان کا ہبہ کر دیا پھر دوسرے کے ہاتھ بیع کر دے

سوال ۲۵۵۔ زید نے اپنا مکان جو کہ اُس کی ملکیت کی قبضہ میں تھا اور کوئی دوسرا اُس کا شریک نہیں تھا۔ وہ مکان بکر، عمر، ہندہ کے نام ہبہ کر دیا اور رجسٹری کرا دی اور دخل بھی دیدیا اور یہ حصے مساوی کر دے بعد ہبہ کے کچھ عرصہ تک تینوں شخص رہے کچھ عرصہ کے بعد زید اور ہندہ حج کو چلے گئے اور بکر پردیس اپنے کاروبار کے واسطے چلا گیا۔ بعد یہ کہ پانچ سال کے زید بیمار ہوا اور حالت بیماری میں اسی کا مکان کا حیلہ بیع نامہ اس طرح پر کیا کہ ایک حصہ عمر کی زوج کے نام۔ ایک حصہ ہندہ کے نام۔ ایک حصہ ہندہ کی بھتیجی کے نام بیع کر دیا اور

اسی بیماری میں زید مر گیا اس صورت میں ہبہ جائز ہے یا نہیں اور بیع نامہ جائز ہوا یا نہ؟

الجواب۔ درمختار شامی میں ہے والدا ادمن رجلین (؟) فقط پس معلوم ہوا کہ یہ صحیح نہیں ہوا تھا لہٰذا بیع صحیح ہے۔ فقط

ہبہ زبانی بھی صحیح ہے | **سوال ۲۵۶** اپنی زندگی میں اپنے مملوکہ حقوق کو ہبہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ٢٧٦٦

(۲) ہبہ زبانی بھی صحیح ہوتا ہے یا نہیں اگر واہب فوت ہو جاوے تو معتبر شہادت پر ہبہ تسلیم کیا جاوے گا یا نہیں؟

(۳) اگر واہب اپنے چند ورثہ چھوڑ کر فوت ہو جاوے تو شے موہوب میں اُن ورثہ کا کوئی حق باقی رہتا ہے یا نہیں؟

(۴) اگر مابین ورثہ متوفی اور موہوب لہٗ کے موہوبہ پر نزاع ہو تو کون فریق حق پر ہوگا؟ فقط

الجواب۔ ہبہ کرنا موافق قواعد شرعیہ کے درست ہے۔ (۲) ہبہ زبانی بھی صحیح ہو جاتا ہے۔ بعد فوت ہونے واہب کے اگر شہادت شرعیہ موجود ہوگی تو ہبہ معتبر ہوگا۔ (۳) اگر موانع ہبہ میں سے کوئی امر موجود نہیں ہے تو واہب کی اولاد کا کوئی حق شے موہوب میں نہ ہوگا اور اگر کوئی مانع موجود ہوگا تو ہبہ ناجائز رہے گا۔ اور سب ورثہ واہب پر حسب فرائض تقسیم کیا جاوے گا۔ مانع تمامی ہبہ یہ ہیں کہ شے موہوب مشترک ہو منقسم نہ ہو۔ قبضہ موہوب لہٗ کا نہ کرایا ہو قال فی الدرالمختار والمانع شیوع مقارن للعقد وفیہ وتتم الهبة بالقبض الکامل فی محوز مقسوم الخ

اس عبارت سے واضح ہے کہ ہبہ مشترک چیز کا ناجائز ہے اور جب تک موہوب لہٗ کا قبضہ شے موہوب پر نہ ہوگا ہبہ صحیح نہ ہوگا (۴) اگر ہبہ صحیح ہے تو موہوب لہٗ حق پر ہوگا اور اگر ہبہ ناجائز ہے تو ورثہ واہب کے حق پر ہوں گے۔ فقط

٢٠

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مفتی دارالعلوم دیوبند

شوہر کی طرف سے جو زیور و کپڑے زوجہ کو دیئے جاویں وہ کس کی ملک ہیں

سوال ۲۵۷ بعد نکاح کے زوجہ کو جو زیورات یا کپڑے وغیرہ مرد یعنی خاوند بطور چڑھاوہ دیتا ہے بعد مرنے عورت کے ایسے زیورات یا کپڑے وغیرہ ترکہ عورت کا ہوگا اور عورت متوفیہ کے ورثہ میں حسب حصص شرعی تقسیم ہوگا یا نہیں

الجواب۔ اگر وہ زیور جو شوہر نے زوجہ کو دیا ہے مہر میں ہے یا اُس کو ہبہ کردیا ہے تب تو وہ ملک زوجہ ہوگی اور بعد انتقال زوجہ زوج اُس کو واپس نہیں لے سکتا بلکہ زوجہ کے ورثہ پر وہ زیور حسب حصص تقسیم کیا جاوے گا اور شوہر کو بھی اُس میں سے اُس کے حصہ کے موافق ملے گا۔ اور اگر وہ زیور جو زوجہ کو شوہر نے دیا ہے مہر میں نہ دیا تھا اور نہ ہبہ کیا تھا بلکہ عاریۃً دیا تھا تو شوہر اُس کو بعد انتقال واپس لے سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ہبہ مشترک ناجائز ہے

سوال ۲۵۸۔ زید نے اپنی حیات میں جو جائداد غیر منقولہ خرید کرلی اس میں کچھ مکانات اپنے دو پسران خود کے نام خرید کیا اور تا حین حیات وہ اپنی جائداد پر متصرف و قابض مالکانہ رہکر کرایہ وغیرہ وصول کرتے رہے اور وصول کرکے اپنی تحت و تصرف میں لاتے رہے اور ان پسران کو نہیں دیا کہ جن کے نام بیع نامہ تھا اور اس جائداد کو از سر نو بنوایا بھی علاوہ اس کے وقتاً فوقتاً زید نے اپنی مالیت اور نقدی موجود کا بطور یادداشت چٹھہ لکھتے رہے۔ اس میں جس طرح اپنی جائداد کی قیمت لگائی اسی طرح اس کی بھی قیمت لگاتے رہے مثل اپنی جائداد کے۔ قضاءِ الٰہی سے زید نے انتقال کیا اور اپنے وارثان میں چند لڑکے لڑکیاں اور زوجہ چھوڑے۔ ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا۔ اور وہ جائداد کس طرح تقسیم ہوگی ان دونوں پسران کو ملے گی یا کل وارثان پر تقسیم ہوگی؟

الجواب۔ وہ جائداد جو دو پسران کے نام خرید کی تھی اپنی روپیہ سے وہ بھی شامل ترکہ زید ہوکر سب ورثہ کو بقدر حصص پہنچے گی۔ کیونکہ یہ ہبہ تھا اور ہبہ مشاع کا شرعاً باطل ہے اور مشترک مشاع اس لئے رہا کہ ہر ایک پسر کا حصہ علیحدہ علیحدہ تقسیم کرکے انکو نہیں دیا گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۲۵۹۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کی دو لڑکیاں اور بھتیجا ہے ہندہ مذکورہ نے اپنی کل جائداد اپنی دونوں لڑکیوں کو ہبہ کردی اور قبضہ دیدیا۔ اب جائداد

9

ہبہ شدہ میں بھتیجے کا حق ہے یا نہیں؟

الجواب۔ دو لڑکیوں کو اکٹھا ہبہ کرنا صحیح نہیں۔ اگر ہندہ مرگئی ہے تو اُس کی جائداد کے تین حصے کر کے دو حصے دونوں لڑکیوں کو اور ایک حصہ بھتیجے کو ملے گا، فقط

جائداد کا ہبہ جب صحیح و تام ہوگیا تو موہوب لہٗ کو اختیار ہے جو چاہے کرے

سوال ۲۶۰۔ ایک شخص نے کچھ جائداد اپنی زندگی میں خرید کر اپنی زوجہ کو دیدی تھی اور اُس شخص کی زوجہ رحمت بی بی اُس جائداد پر قابض ہے ۲۵۵۸

پس مسماۃ نے سہ ربع جائداد کا شوہر کے بعض ورثہ کو تقسیم کر دیا اور بعض کو نہیں دیا۔ اور ایک ربع میں سے کچھ حصہ وقف کر دیا ہے اور جو باقی ہے اُس کو اُس کے مرنے کے بعد کیا کرنا چاہئے اور جن ورثہ شوہر کو اُس نے ہبہ میں شریک نہیں کیا اُن کا مواخذہ و دار و گیر اُس کے ذمہ ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو جائداد شوہر نے رحمت بی بی کو اپنی زندگی میں دیدی تھی اور بقاعدہ شرعیہ رحمت بی بی اُس کی مالک ہوگئی تھی اُس میں سے اُس کو اختیار ہے کہ جس کو چاہے دیوے اور جس کو چاہے نہ دیوے۔ پس جس کو اُس نے دیا اور شرط صحت ہبہ پائی گئی یعنی تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ ہر ایک کا قبضہ کرا دیا وہ مالک اُس کے ہو گئے۔ اور جو حصہ اُس نے وقف کیا وہ وقف ہوگیا جو حصہ اُس کے پاس باقی رہا اُس کو مطالبہ داراں بقدر حصہ تقسیم کرلیں جو ہبہ اور وقف حالت صحت میں ہو چکا وہ توڑا نہ جاوے گا۔ قال فی الدر المختار یعتبر حال العقد فی تصرف منجز ہو الذی اوجب حکمہ فی الحال فان کان فی الصحۃ فمن کل مالہ والا فمن ثلثہ الخ در مختار (۱۰)

نابالغہ نواسی یا پوتوں کو جو شئ ہبہ کی جاوے اُس پر نانی دادی کا قبضہ کافی ہے یا نہیں۔

سوال ۲۶۱۔ ایک مسماۃ عمر تقریباً ۸۰ سال ساکن میرٹھ جو عرصہ سے بعوارض مختلفہ بیمار تھی اور محض لاولد اور صاحب ۲۹۸۲

جائداد منقولہ و غیر منقولہ تخمیناً پندرہ سولہ ہزار کے انتقال سے تخمیناً دو ماہ میں بعارضہ پیچش و واسہال مبتلا ہو کر اس میں انتقال ہوگیا ایک اس کی حقیقی بہن یعنی متوفیہ کی میرٹھ میں اس کے پاس رہا کرتی تھی اور ایک بہن اور ایک بھائی حقیقی شہر رام پور میں رہتے ہیں۔ اُس بہن نے کہ جو میرٹھ میں رہتی تھی بطمع مال و اسباب و جائداد رام پور والی بہن بھائی کو اس مرض موت اور انتقال کی خبر نہ کی اور ایک ہبہ نامہ اُس متوفیہ کی طرف سے اُسی حالت مرض میں جانکر کہ یہ اب اس مرض سے جاں بر نہ ہو سکے گی اپنی ایک پوتی اور ایک نواسی کہ ہر دو نابالغ ہیں ہبہ نامہ تحریر کرا کر اپنے میل کے دو آدمیوں سے کہ وہ محض اجنبی تھے اور کوئی رشتہ نہیں رکھتے تھے رشتہ دار متوفیہ کا

بنا کر بغرض شہادت ذریعہ کمیشن گھر بلا کر تصدیق کرا دیا اور ہبہ نامہ میں ایک مکان مسکونہ جو اس متوفیہ کا تھا اور تا دمِ مرگ اسی مکان میں مع مال و اسباب رہی اور ایک مکان مع چہار دکانیں کہ جو تحت میں پشت پر واقع ہیں اور انہی کی چھت پر مکان بنا ہوا ہے اور اُن دو کانوں میں ایک مدت سے کرایہ دار متوفیہ کی طرف سے چلے آتے ہیں اس سب جائداد جزو کل کا ایک ہبہ نامہ مشاع دونوں نابالغوں کے نام مالیت پانچہزار روپیہ قرار دیکر بولایت اپنی اس بہن نے کہ جو اس کے پاس رہتی تھی تصدیق کرا دیا۔ شہادت اُنہیں اشخاص کی جن کو رشتہ دار متوفیہ کا بنایا تھا۔ اور خود سب جائداد منقولہ و غیر منقولہ پر بعد وفات اپنی بہن کے قابض بن بیٹھی۔ دوسرے روز مرنے سے متوفیہ کے چند اشخاص کہ جو تقریب شادی سرکار والی ریاست رام پور گئے تھے اُن سے خبر متوفیہ کے بھائی کو معلوم ہوئی بھائی بمجرد سننے خبر فوت بہن کے تیسرے روز سیوم کے وہاں پہنچا تو یہ کارروائی دیکھی اور سنی کہ ہبہ نامہ لکھا گیا اور ہم دونوں بھائی، بہن کی حق تلفی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ پس سوال یہ ہے کہ ہبہ مشاع کا جائز ہے یا نہ؟

۱۱ (۲) اور نانی نے نابالغہ کی طرف سے ولی بنکر جائداد موہوبہ پر قبضہ کیا باوجودیکہ باپ نابالغہ کا وہیں میرٹھ میں موجود ہے یہ قبضہ کر لینا نانی کا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(۳) یہ کہ پوتی اس کی رام پور میں اپنی ماں کی پرورش میں بھی بغیر اطلاع اور بلا اجازت پوتی اور ہونے ماں کے قبضہ دادی کا صحیح ہے یا نہیں؟

(۴) چہارم یہ کہ متوفیہ اپنے مکان مسکونہ میں تا دمِ حیات مع مال و اسباب اپنے کے رہی تا دمِ مرگ مکان خالی نہیں کیا اس صورت میں قبضہ ہو گیا یا نہیں؟

(۵) پنجم یہ کہ بعض جائداد موہوبہ پر اگر قبضہ ہو جاوے اور بعض پر نہ ہو تو موجبِ نقصان ہبہ ہے یا نہ؟

(۶) ششم یہ کہ اگر مکان مسکونہ میں متوفیہ تا دمِ حیات خود رہی بعد تحریر ہبہ نامہ اور باقی مکان و دوکانیں اُسی متوفیہ کے کرایہ دار تھے اور کوئی امر جدید جو موجبِ قبضہ ہبہ ہوتا تا حیات متوفیہ عمل میں نہیں آیا تو موجبِ بطلانِ ہبہ ہوا یا نہیں؟ فقط

الجواب (۱) ہبہ مشاع ناجائز و غیر نافذ ہے لاتتم الا بالقبض فی ما یقسم ولو وھبہ لشریکہ او لاجنبی لعدم تصور القبض الکامل الخ درمختار قال

وفی الفتاوی الخیریۃ ولا یفید الملک فی ظاہر الروایۃ شامی۔

(۲) نانی کا قبضہ جب کہ نواسی اس کے عیال میں نہیں ہے۔ اس صورت میں صحیح نہیں ہے وان وہب لہ اجنبی یتم بقبض ولیہ وہو احد اربعۃ الاب وصیہ ثم الجد ثم وصیہ وان لم یکن فی حجرہم وعند عدمہم تتم بقبض من یعولہ درمختار وفی الشامی عن التجرید فلو ان الاب ووصیہ والجد ووصیہ غائب غیبۃ منقطعۃ جاز قبض الذی یتولاہ ولا یجوز قبض غیر ہولاء الاربعۃ مع وجود واحد منہم سواء کان الصغیر فی عیالہ اولا وسواء کان ذا رحم محرم او اجنبیا وان لم یکن من ہولاء الاربعۃ جاز قبض من کان الصبی فی حجرہ الخ شامی۔ وفی غایۃ البیان ولا تملک الام وکل من یعول الصغیر مع حضور الاب وقال بعض مشائخنا یجوز اذا کان فی عیالہم کالزوج۔ وعنہ احترز فی المتن بقولہ فی الصحیح الخ شامی۔

اور اگر وہ نواسی اپنی نانی کے پاس رہتی ہے اور اس کی عیال میں ہے تو علامہ شامی نے اس میں دونوں قول جواز و عدم جواز کے نقل کئے اور آخر میں قاضی خاں کی تصحیح کو راجح کیا جو قائل جواز ہیں کیونکہ اس میں صغیر کا نفع ہے۔ فقط واللہ اعلم

(۳) جبکہ وہ پوتی اپنی دادی کے عیال میں اور پرورش میں نہیں ہے تو قبضہ دادی کا صحیح نہیں ولم یجز قبض من لم یکن فی عیالہ بزازیہ شامی۔

(۴) اس صورت میں قبضہ نہیں ہوا و فی الاشباہ ہبۃ المشغول لا یجوز الا اذا وہب الاب لطفلہ درمختار کان وہبہ دارا والاب ساکنہا اولہ فیہا متاع لانہا مشغولۃ بمتاع القابض شامی۔

(۵) جس پر قبضہ ہو جاوے گا اس میں ہبہ صحیح ہے اور جس پر قبضہ نہیں ہوا اس میں صحیح نہیں فقط واللہ اعلم۔

جبکہ کوئی امر جدید متعلق قبضہ کے نہیں پایا گیا تو موہوب لہ یا اس کے ولی وغیرہ کا قبضہ نہ ہوا پس ہبہ ناتمام رہا اور باطل ہوا وتتم الہبۃ بالقبض الکامل درمختار فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عزیز الرحمٰن عفی عنہ

کتاب الاجارہ

بیری یا انبہ پر پیوند لگانا اور اُس کی اُجرت لینا جائز ہے۔

سوال ۲۶۰۔ انبہ یا بیر کے درخت پر پیوند لگانا کیسا ہے اور اس کی اجرت لینا کیسا ہے؟

الجواب۔ جائز ہے اور اُجرت لینا درست بھی ہے۔ فقط واللہ اعلم

تراویح میں قرآن سنانے پر اُجرت طے کر کے لینا یا بلا تعین خدمت کرنا۔

سوال ۲۶۲۔ آیا تراویح میں حافظ قرآن شریف کو اجرت قرآن شریف دیکر اس سے قرآن مجید سننا جائز ہے یا نہیں۔ آیا اُجرت دہندگان کو ثواب ملتا ہے اور اُن سے سنت ادا ہو جاتی ہے یا نہیں اور حافظ کو ایسی صورت میں اجرت لینی جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کوئی شخص لوگوں کو کہے کہ میں خدا تعالیٰ کے لئے قرآن شریف تراویح میں سُناتا ہوں اگر تمہاری مرضی ہو تو خدا تعالیٰ کے لئے مجھ کو کچھ مبلغان دے دینا ورنہ خیر۔ جب حافظ قرآن شریف کو تراویح میں ختم کر لیتا ہے تو لوگ خدا کے لئے حافظ کو مبلغان دیتے ہیں۔ آیا ایسا فعل کرنا جائز ہے اور لوگوں کو ایسی طرح کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اُن سے سنت ادا ہو جاتی ہے اور حافظ کو ایسی صورت میں مبلغان لینی جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳)

(۳) ایک حافظ قرآن شریف کا ہے اور وہ اپنے گاؤں سے علاوہ کسی دوسرے شہر متعینہ میں جاکر ہمیشہ قرآن شریف تراویح میں لوگوں کو سناتا رہتا ہے اور وہاں کے لوگ حافظ کو قرآن شریف کے سنانے اور اُجرت قرآن کے بارے میں کچھ نہیں کہتے وہ حافظ یوں ہی قرآن شریف سناتا ہے۔ جب وہ قرآن شریف ختم کر لیتا ہے تو حافظ کو لوگ مبلغان دیتے ہیں۔ آیا ایسا فعل جائز ہے اور لوگوں کو ثواب ملے گا اور ان سے سنت ادا ہو گی اور حافظ کو ایسی صورت میں مبلغان لینی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب اُجرت دینا اور لینا قرآن شریف کے سننے اور پڑھنے کے لئے جائز نہیں ہے اور اس میں کسی کو ثواب نہیں ہوتا۔ نہ پڑھنے والے کو اور نہ سننے والے کو۔ اور سنت ختم قرآن اس طرح پر ادا نہیں ہوتی کما فی الشامی قال تاج

الشریعة فی شرح الھدایہ ان القرآن بالاجرة لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری وقال العینی فی شرح الھدایہ و یمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی آثمان الخ شامی ج ۵ ص ۳۵

(۲) اگر نیت خالص یہ ہے کہ حسبۃً للہ قرآن شریف سنتا ہے اور دینے والے بھی محض اللہ کے واسطے اُس کو غریب سمجھ کر کچھ دیتے ہیں معاوضہ قرآن شریف پڑھنے کا نہیں سمجھتے تو پھر اُس کے جواز اور ثواب ملنے میں تامل نہیں ولیکن اس زمانہ میں ایسا کہاں ہے ولولا الاجرة ما قرء احد لاحد فی ھذا الزمان بل یجعل القرآن العظیم مکسبًا ووسیلۃً الی جمع الدنیا انا للہ وانا الیہ راجعون الخ شامی ص ۳۵ ج ۵

(۳) قاعدہ فقہ کا ہے المعروف کالمشروط لہٰذا یہ صورت بھی ناجائز ہے اور استیجار علی قرءۃ القرآن میں داخل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

گائے کے بچے کو مروجہ صورت سے پال پر دینا جائز نہیں۔

سوال ۲۶۳۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر زید اپنی مادہ گاؤ کا بچہ پرورش کے لئے بکر کو اس شرط پر دے کہ جب وہ بڑا ہو کر قابل کار ہو جائے گا تو اس کی قیمت بکر تجویز کر کے زید پر ظاہر کرے گا زید کو حق ہو گا کہ نصف قیمت مجوزہ بکر کو دیکر گاؤ مذکور کو لیلے یا نصف قیمت مذکور بکر سے لیکر گاؤ اُس کو دیدے تو یہ طریقہ شرعاً جائز ہے یا ناجائز ہے۔ تو فریقین کو اُس ناجوازی کے رفع کرنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے جب کہ گاؤ مذکور پرورش ہو کر قابل کار ہو گیا ہے اور اس ناجائز معاملہ کے بعد اگر فریقین سے جو مالک ہوا ہو اُس سے کوئی شخص ثالث اس گاؤ کو خرید کر قربانی کرے تو جائز ہے یا ناجائز۔

اصلاح الرسوم میں مولانا اشرف علی صاحب نے اس طریقہ کو ناجائز لکھا ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ بچہ مذکور کے قابل کار ہونے پر پرورش کنندہ سے کس طرح معاملہ کیا جاوے جو مالک بچہ گاؤ کے لئے اس کا تصرف جائز ہو جاوے اور شخص ثالث خرید کر اس کی قربانی کر سکے۔ اور قربانی میں بکری اور بکرا برابر ہیں یا نر کی تخصیص ہے۔ اور عقیقہ میں نر و مادہ کی تخصیص چاہئے یا نہیں اور دو بکروں کا لڑکے کے عقیقہ میں ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ یا ایک بھی کفائت کر سکتا ہے؟

الجواب۔ شامی میں یہ مسئلہ لکھکر اس کا حکم لکھا ہے کہ ایسی صورت میں جانور

بعد پرورش کے مالک کے لئے رہتا ہے اور پرورش کنندہ کو اجرت اس کی محنت کی اور خرچ گھانس وغیرہ کا دینا چاہئے۔ پس صورتِ مسئولہ میں مادہ گاؤ زید کی مالک ہے اور جو کچھ شرط مابین زید و بکر کی قرار پائی وہ باطل ہے ولغو ہے۔ بکر کو اجرت مثل اور خرچ گھاس وغیرہ کا ملجانا چاہئے۔ اب جواز کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ مادہ گاؤ زید لیوے اور بکر جس قدر پر راضی وخوش ہو جاوے اس کو دیدیا جاوے مگر اُس پہلے معاملہ کو کالعدم کیا جاوے کہ وہ معاملہ ناجائز تھا اُس کے موافق عمل کرنا جائز نہیں مادہ گاؤ زید کو ملجانی چاہئے اور بکر کو حق محنت کچھ دیکر راضی کر دیا جاوے۔

پس جبکہ معلوم ہوا کہ مالک اس مادہ گاؤ کا زید ہے تو زید اگر اُس کو فروخت کرے تو درست ہے اور مشتری کو قربانی کرنا بھی جائز ہے اور بکر جو کہ مالک واقعی نہیں ہے اُس کو فروخت کرنا اُس مادہ گاؤ کا درست نہیں اور اس سے خریدنے والے کو قربانی کرنا بھی درست نہیں۔ عبارت شامی وعلی ہذا اذا اعطی البقرۃ بالعلف لیکون الحادث بینہما نصفین فما حدث لصاحب البقرۃ وللعامل مثل علفہ واجر
15 مثلہ الخ کتاب الشرکت فقط دونوں برابر ہیں نر کی تخصیص نہیں وایضاً عقیقہ۔ لڑکے کے عقیقہ میں دو بکریاں مستحب ہیں ایک بھی کافی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ

اجرت امامت جائز ہے

سوال ۲۶۵۔ اجرت امامت کی جائز ہے یا نہیں۔ اور اجرتِ مقررہ بذریعہ عدالت لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اجرت امامت جائز ہے۔ اُجرت مقرر بذریعہ عدالت لے سکتا ہے فقط

نماز جنازہ پر اجرت لینا جائز نہیں

سوال ۲۶۶۔ نماز جنازہ پڑھانے کی وجہ سے روپیہ پیسہ لینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ نمازِ جنازہ پڑھانے کی وجہ سے روپیہ پیسہ لینا درست نہیں ہے کہ نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ وعبادت ہے اور عبادت پر روپیہ پیسہ لینا جائز نہیں۔ جیسا کہ تلاوتِ قرآن مجید پر روپیہ پیسہ لینا درست نہیں ہے اور دینے والا اور لینے والا اگرچہ معاوضہ اور اُجرت کا نام نہ لیویں لیکن بحکم المعروف کالمشروط جبکہ یہ لینا دینا بعد نمازِ جنازہ وتلاوتِ کلام اللہ معروف ہو گیا ہے اور نماز جنازہ پڑھنے پڑھانے والے اور قرآن شریف پڑھنے والے اسی خیال اور نیت سے پڑھتے پڑھاتے ہیں کہ ہم کو روپیہ پیسہ

ملے گا۔ لہٰذا یہ لینا دینا ناجائز ہے قال فی الشامی قال تاج الشریعۃ فی شرح الہدایۃ ان القرآن بالاجرۃ لایستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری الی ان قال ولولا الاجرۃ ما قرء احد لاحد فی ھذا الزمان الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم عزیز الرحمن عفی عنہ

اجارہ فاسدہ کا حکم | **سوال ۲۶۷** زید نے عمر سے ایک دوکان تین سال تک کرایہ پر لی تھی اس پر زید نے اسی دوکان کو بکر کو ایک سال کے کرایہ پر دیا تھا اس شرط کے ساتھ کہ بکر نے کہا کہ اگر سال کے بعد دوکان کو خالی نہ کروں تو فی یوم کا ایک روپیہ کرایہ دوں گا۔ سال کے بعد بکر نے دوکان خالی نہیں کی اور نہ فی یوم کا روپیہ موعود دیا کیا زید سے لے سکتا ہے؟

الجواب۔ اجارہ اس قسم کی شرطوں سے فاسد ہو جاتا ہے۔ پس یہ اجارہ فاسد ہو گیا اور اجارہ فاسدہ میں اجر مثل لازم ہو جاتا ہے۔ ایک روپیہ روزانہ اجر مثل نہیں ہے پس وہ لازم نہ ہوگا اور زید بکر سے ایک روپیہ روزانہ نہیں لے سکتا ہے۔ لفسدت الاجارۃ بالشروط المخالفۃ لمقتضی العقد ما افسد البیع مما مر یفسدھا کجھالۃ ماجور او اجرۃ او مدۃ او عمل وکشرط طعام عبد اعلف دابتہ ومرمۃ الدار وعشر او خراج او مونۃ۔ اشباہ درمختار فقط عزیز الرحمن عفی عنہ۔ ۲۹۸۷

کسی گناہ کی طرف جانے کے لئے گاڑی وغیرہ کرایہ پر لیجانا۔ | **سوال ۲۶۸** شراب یا تاڑی کے لئے گاڑی کرایہ پر لیجانا کسی مسلمان گاڑی والے کو درست ہے یا نہیں۔ اسی طرح کسی جگہ ہندو لوگوں کو کسی مندر وغیرہ پر پہنچانے کے لئے گاڑی کرایہ پر لیجانا جائز ہے یا نہیں۔ اسی طرح کسی جگہ عرس کے میلے پر لوگوں کو پہنچانے کے لئے گاڑی کرایہ پر لیجانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶) ۲۹۸۸

الجواب۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ان امور میں جواز کا ہے اور اُجرت حلال ہے اور صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ مکروہ ہے۔ بسبب اعانت علی المعصیت کے۔ فی الدر المختار وجاز تعمیر کنیسۃ وحمل خمر ذمی بنفسہ او بدابتہ باجر الخ۔ وفی الشامی قال الزیلعی وھذا عندہ وقالا ھو یکرہ الخ وفی الدر المختار ایضاً وجاز اجارۃ بیت بسواد الکوفۃ لمن یتخذہ بیت نار او کنیسۃ او بیعۃ او یباع فیہ الخمر وقالا لا ینبغی ذلک لانہ اعانۃ علی المعصیۃ وبہ قالت الثلاثۃ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند

کتاب الشفعہ

حق شفعہ محض رشتہ داری کی وجہ سے کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔

سوال ۲۶۹ زید عمر کا قریبی رشتہ دار ہے عمر نے اپنا مکان فروخت کیا جس میں زید کا نہ کوئی حصہ ہے نہ حق اور نہ وہ اُس کا پڑوسی ہے تو کیا رشتہ داری کی وجہ سے اُس کو حق شفعہ حاصل ہے یا نہیں

الجواب۔ شفعہ بسبب شریک فی نفس المبیع یا حق المبیع ہونے کے ہے یا بسبب جوار کے قرابت نسبی کا اس میں کچھ اعتبار نہیں ہے۔ مثلاً قریب رشتہ دار بائع کا اگر شریک مبیع یا جار نہیں ہے تو وہ شفیع نہیں۔ شفیع وہ ہوسکتا ہے جو شریک فی نفس المبیع یا حق المبیع یا جار ملاصق ہو کما فی الھدایۃ کتاب الشفعہ ص۳۸۷ ج۲۔ الشفعۃ واجبۃ للخلیط فی نفس المبیع ثم للخلیط فی حق المبیع کالشرب والطریق ثم للجار افاد ھذا اللفظ ثبوت حق الشفعۃ لکل واحد من ھؤلاء وافاد الترتیب اما الثبوت فلقولہ علیہ السلام الشفعۃ لشریک لم یقاسم و لقولہ علیہ السلام جار الدار احق بالدار الخ فقط

۹

کتاب الذبائح

ذبح کرنے والا مسلمان ہو اور پکڑنے والا کافر ہو تو ذبیحہ درست ہے۔

سوال ۲۷۰۔ ان قصبات میں قصاب ہندو ہیں ہم لوگ اپنے سامنے مسلمان سے ذبح کرا کر گوشت لیا کرتے ہیں جب وہ اپنے گھر اٹھا لیجاتا ہے پھر نہیں لیتے مگر وقت ذبح کے پکڑنے والا اس راس کا وہی ہندو ہوتا ہے اور مسائل اربعین میں لکھا ہے کہ جو شرکت مشرک و کافر کی وقت ذبح کے ہو وہ حلال نہیں۔ اب یہ دبانا اور پکڑنا ذبیحہ کا وقت ذبح کے شرکت ذبح میں سمجھی جاوے گی یا نہیں اور گوشت اُس کا حلال ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جب کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو تو ذبیحہ حلال ہے اگرچہ پکڑنے والا اور دبانے والا جانور کا ہندو کافر ہو۔ مسائل اربعین میں شرکت سے مراد ذبح میں شرکت ہے کہ چھری کو وہ بھی ہاتھ لگاوے۔ دبانا اور پکڑنا شرکت ذبح میں نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

جو مچھلی پانی میں خود بخود مرجاوے اُس کا حکم۔ نیز مچھلی کے بلا ذبح حلال ہونے کی وجہ

سوال ۲۷۱ مچھلی اگر تالاب یا ندی میں خود بخود مرجاوے تو کھائی جاسکتی ہے یا نہیں اور دریائی مچھلیاں اگر پکڑ کر حوض میں ڈالی گئی ہوں اور مرجاویں ان کا کیا حکم ہے؟

(۲) مچھلی کو ذبح نہیں کرتے اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب۔ مچھلی اگر تالاب یا ندی میں خود بخود بدون کسی آفت کے مرجاوے وہ حرام ہے اس کو نہ کھایا جاوے اور دریائی مچھلیوں کو پکڑ کر اگر کسی چھوٹے حوض میں ڈالا جاوے کہ بدون شکار کئے ہاتھ آجاوے اور نکل نہ سکیں اور وہاں مرجاویں تو کھانا اُن کا جائز ہے وہ طافی نہیں ہیں۔ بلکہ تنگی مکان کی وجہ سے مری ہیں۔ شامی میں ہے قولہ فهوت بآفة لیس منه کما فی الکفایة مالو جمعه فی خظیرة الخ

(۲) کیونکہ حدیث صحیح میں آگیا ہے احلت لنا میتتان السمك والجراد و دمان الکبد والطحال شامی میں ہے و هو مشهور مؤید بالاجماع فیجوز تخصیص الکتاب به وهو قوله تعالیٰ حرمت علیکم المیتة والدم علی ان حل السمك ثبت بمطلق قوله تعالیٰ و تاکلوا منه لحما طریا۔ کذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم　　عزیز الرحمٰن عفی عنہ

کسی پیر کے نام پر جانور ذبح کیا تو حلال نہیں

سوال ۲۷۲ کسی پیر کا بکرا یا جیسے شیخ سدو وغیرہ کے نام سے کیا جاوے اور بوقتِ ذبح اُس پر بسم اللہ کہکر کیا جاوے تو یہ بکرا ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہے یا نہیں اور ما اہل بہ لغیر اللہ کے محض رفع الصورت عند الذبح کے جیسے کہ صاحب جلالین بیان فرماتے ہیں یا کچھ اور۔ اور جیسا کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے حرام لکھا ہے۔ آیا وہی جیسا حکم ہے۔ یا جیسا مولانا اسمٰعیل صاحب نے لکھا ہے کہ بکرا توپ یا بھوا کی کنجشک جائز ہے۔ آیا اُس پیر کے بکرے کا بھی یہی حکم ہے کہ جائز ہے اور یہ امر جو مولانا اسمٰعیل صاحب کی طرف منسوب ہے واقعی لکھا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ وہ جانور ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہے تسمیہ عند الذبح سے وہ حلال نہیں ہوتا اور ما اہل بہ لغیر اللہ رفع الصورت عند الذبح کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ کتب فقہ حنفیہ میں ایسا ہی ہے اور تحقیق شاہ عبد العزیز صاحب بھی اس بارہ میں یہی ہے وہی احق بالقبول ہے۔ فقط واللہ اعلم　　عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مردار کی کھال اور گوشت فروخت کرنا جائز نہیں

سوال ۲۷۳ ایک شخص کی گائے یا بھینس یا بکری مردار ہوگئی تو اس مردار جانور سے نفع حاصل کر سکتا ہے کہ نہیں۔ مثلاً زید کی گائے مرگئی اور بغیر کھال چھوڑائی چمار یا اور کسی کے ہاتھ فروخت کر کے اس کی کھال یا گوشت کی قیمت اپنے مصرف میں لا سکتا ہے کہ نہیں بینوا توجروا؟

الجواب۔ مردار کی کھال یا گوشت فروخت کرنا حرام ہے اور اس قیمت کو اپنے صرف میں لانا حرام ہے اور ناجائز ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم عزیز الرحمٰن عفی عنہ

یہود و نصاریٰ کے ذبیحہ اور اُن کی عورتوں سے نکاح کا حکم

سوال ۲۷۴ یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ مسلمانوں کو جائز ہے یا نہیں اور ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ذبیحہ یہود و نصاریٰ کا مسلمانوں کے لئے درست ہے اور نکاح کرنا اُن کی عورتوں سے جائز ہے وشرط کون الذابح مسلماً الخ او کتابیاً ذمیاً او حربیاً الا اذا سمع منہ عند الذبح ذکر المسیح۔ الخ۔ درمختار کتاب الذبائح ترجمہ کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اور کتابی یعنی یہودی و نصارے کا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال ہے لیکن اگر مسیح کا ذکر وقتِ ذبح کے اُنہوں نے کیا یعنی نام عیسیٰ مسیح کا لیا تو جائز نہیں اور شامی میں مبسوط شمس الائمہ سے نقل کیا۔ و مقتضی الدلائل الجواز۔ و فی فصل المحرمات فی کتاب النکاح وصح نکاح کتابیۃ وان کرہ تنزیہاً درمختار و فی الشامی ولکن بالنظر الی الدلیل ینبغی ان یجوز الاکل والتزوج الخ ان عبارات کتب فقہ سے واضح ہے کہ ذبیحہ یہود و نصاریٰ کا اور مناکحت ان کی عورتوں کے ساتھ جائز ہے۔ گو بلا ضرورتِ شدیدہ ایسا نہ کیا جاوے والاحوط ان لا یاکل ذبیحتہم ولا یتزوج منہم الا بضرورۃ۔ کتاب الذبائح فقط واللہ اعلم۔ عزیز الرحمٰن

بوقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر بلا واؤ کہنا بہ نسبت مع واؤ کے اولیٰ ہے

سوال ۲۷۵ جناب مہتمم صاحب استفتاء مرسل خدمت ہے مولوی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبند کے اس فتوے میں بڑا شور و غل ہے کہ مولوی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نے ذبح کرتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر کو مکروہ لکھا ہے۔ حالانکہ بڑی بڑی کتابوں میں مسنون بدرجۂ اولےٰ یہ ہے کہ بجائے بسم اللہ اللہ اکبر کے بسم اللہ واللہ اکبر۔ اس شور و غل میں کچھ پڑھے لکھے لوگ بھی ہیں۔ مولوی صاحب موصوف کا فتوٰے دیگر علماء کے پاس گیا ہے تصحیح کے لئے۔

رضا خاں بریلوی کے پاس بھی گیا ہے۔ لہٰذا دوسری مرتبہ غور سے ملاحظہ فرماویں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مسئلہ الفاظ تسمیہ بوقت ذبح کے بارہ میں جن کتابوں میں بلا واؤ یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کو مستحب لکھا ہے اور بسم اللہ واللہ اکبر کو مکروہ یعنی خلافِ اولیٰ لکھا ہے درج ذیل ہیں عالمگیریہ میں ہے۔ قال البقالی بعض میں یقال کا قول بالواؤ مذکور ہے ممکن ہو بقالی سے دونوں روایت مراد ہوں المستحب ان یقول بسم اللہ اللہ اکبر یعنی بدون الواؤ ومع الواؤ یکرہ لان الواؤ یقطع فور التسمیۃ کذا فی المحیط

۲ـ عینی شرح ہدایہ میں ذخیرہ سے منقول ہے قال البقالی والمستحب ان یقول بسم اللہ اللہ اکبر یعنی بدون الواؤ ثم قال وذکر الشمس الائمۃ الحلوانی ویستحب ان یقول بسم اللہ اللہ اکبر یعنی بدون الواؤ لان الواؤ یقطع فور التسمیۃ

۳ـ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق للزیلعی میں منقول ہے وذکر الحلوانی المستحب ان یقول بسم اللہ اللہ اکبر بلا واؤ وبالواؤ یکرہ لانہ یقطع فور التسمیہ

۴ـ درمختار میں ہے والمستحب ان یقول بسم اللہ اللہ اکبر بلا واؤ وکرہ بہا لانہ یقطع فور التسمیہ کما رواہ الزیلعی للحوانی وقال فیہ والمتداول المنقول عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم بالواؤ۔ ١٢

ان عبارات کے لکھنے کے بعد وہ عبارات درج کی جاتی ہیں جن سے ان کراہت کا انکار معلوم ہوتا ہے۔ درمختار کی عبارت اخیر والمتداول المنقول الخ سے ظاہر ہے کہ کراہت نہ ہونی چاہئے کیونکہ بالواؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور متداول علی الالسنہ ہے۔ ہدایہ میں بھی یہ عبارت اخیرہ ـ والمتداول المنقول الخ منقول ہے۔ اس پر علامہ عینی نے شمس الائمہ حلوانی وغیرہ سے بلا واؤ مستحب ہونا نقل کیا ہے اور آخر میں اس قول شمس الائمہ میں نظر کی ہے کہ جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بسم اللہ واللہ اکبر مروی ہے تو اس میں کراہت نہ ہونی چاہئے۔

علامہ زیلعی نے شرح کنز میں اول یہ لکھکر کہ منقول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بسم اللہ واللہ اکبر واؤ کے ساتھ ہے۔ اخیر میں شمس الائمہ حلوانی کی روایت کراہت کی نقل کی ہے اور اس پر کچھ اعتراض نہیں کیا۔ لیکن اس کے محشی شہاب الدین شلبی نے اس میں نظر کی

اور علامہ عینی سے نقل کیا کہ اُنہوں نے یہ فرمایا ہے ان کان المنقول بالواؤ فلا یکرہ
جناب من یہ عبارات مختلفہ فقہاء کی ہیں جو اس بارہ میں منقول ہیں یہ تو معلوم ہے کہ آپ نے کارڈ جوابی پر اس مسئلہ کا جواب طلب فرمایا تھا اور اس میں دوسرا ایک مسئلہ بھی دریافت فرمایا تھا اس میں گنجائش اس قدر تفصیل و تحقیق کے نہ تھی۔ بعض عبارات کتب فقہ کو دیکھکر بندہ نے مختصراً یہ لکھدیا تھا کہ مستحب بلا واؤ ہے اور واؤ کے ساتھ مکروہ ہے۔ جیسا کہ عالمگیریہ در مختار تبیین الحقائق وغیرہ کے حوالہ سے معلوم ہوا کہ شمس الائمہ حلوانی وغیرہ بڑے بڑے علماء و فقہاء کے بسم اللہ اللہ اکبر کو مستحب لکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات نے جبکہ باوجود علم اس امر کے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بالواؤ منقول ہے بلا واؤ کو ترجیح دیا تو بخیال احتیاط و تجرید تسمیہ اور عوام الناس کو یہ بتلانے کے لئے کہ تسمیہ اور ذبح میں فصل نہ ہونا چاہئے ایسا کہا ہے لیکن اس میں بھی کچھ شبہ نہیں کہ محققین نے جیسے علامہ عینی وغیرہ نے یہ فرمادیا کہ بعد اس کے کہ بالواؤ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے مکروہ نہ ہونا چاہئے۔

۱۴۲ احقر کہتا ہے کہ جبکہ بالواؤ میں ہمارے بعض فقہاء کو کچھ کلام ہے اور بلا واؤ میں کسی کو بھی کچھ کلام نہیں تو بلا واؤ کو اختیار کرنا غالباً مقتضائے احتیاط ہونا چاہئے باقی جواز میں کسی جانب کے کوئی تأمل نہیں ہے اور متفق علیہ کو اختیار کرنا بھی اس لئے اچھا ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ بالواؤ کو بھی جائز سمجھا جاوے جیسا کہ علماء نے لکھا ہے۔ روایات احادیث اس بارہ میں مختلف ہیں احادیث فعلیہ میں بعض میں بسم اللہ واللہ اکبر وارد ہے۔ بعض میں اللہ اکبر مقدم اس کے بعد بسم اللہ پر ذبح کرنا مذکور ہے۔ اخرجہ الزیلعی۔ بعض میں محض تسمیہ مذکور ہے۔ اور احادیث قولیہ میں سے اکثر روایات میں تسمیہ مجردہ کا امر ہے۔

چنانچہ فلیسمّ اللہ و یسمّی وارد ہے کما فی الحصن الحصین وغیرہ۔ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضؓ سے مروی ہے جرّدوا التسمیۃ اس صورت میں اگر شمس الائمہ جیسے فقہاء کوئی امر احتیاطی اختیار فرماویں تو جائے استعجاب اور شور و غل کرنے کی بات نہیں عالمگیریہ محیط وغیرہ کچھ چھوٹی اور غیر معتبر کتابیں نہیں ہیں۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند

۲۷۶

از الرشید شوال ۱۳۴۳ھ

الصَّدَقَۃُ وَالاُضْحِیَّۃُ

حامداً و مصلیاً۔ برادرانِ اسلام گذشتہ سال بلادِ ہند کے بعض سر برآوردہ علماء نے اپنے ذاتی رائے سے فتویٰ دیا کہ ذبح قربانی واجب کی بجائے قیمت قربانی کا تصدق شرعاً جائز ہے اور اُس پر بعض اہلِ نصاب اغنیا نے عمل بھی کیا حالانکہ قرآن و حدیث و فقہ سے اس کا ثبوت نہیں مل سکتا ہر چند کہ مفتیان جواز کی نیت بخیر تھی کہ ایسے نازک وقت میں عساکر عثمانیہ جیسے جانبازانِ اسلام کی ہمدردی اُن کو محرک جواز ہوئی تاہم معتبرات فتاویٰ کی عدم مزاولت بھی موجب لغزش ہوئی اب ہم عباراتِ فتاویٰ ذیل میں درج کر کے اُن حضرات کی خدمت میں جنہوں نے بجائے قربانی قیمت کا تصدق کیا ہے مستدعی ہیں کہ صرف ایک قربانی کی قیمت آئندہ عید الضحیٰ آنے سے بیشتر دوبارہ تصدق کریں کیونکہ ایام قربانی میں قیمت کا تصدق قربانی کے قائم مقام نہیں ہو سکتا ہے مگر بعد گذر جانے ایام مذکورہ کے قیمت قربانی بجائے قربانی کافی ہو سکتی ہے ہاں ایک سے زائد قربانی کسی پر واجب نہیں ہے اگر اُس کی قیمت ایام قربانی میں تصدق کی گئی ہو تو اُس کے اعادہ کی حاجت نہیں ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے۔ لو تصدق بعین اشارۃ او قیمتہا فی الوقت لایجزیہ عن الاضحیۃ یعنی ایام قربانی میں اگر خود بکری کو یا اُس کی قیمت کو صدقہ کرے تو قربانی سے کافی نہ ہوگا۔

اور درمختار و ردالمحتار میں ہے۔ لایجوز دفع القیمۃ فی الضحایا والہدایا والعتق۔ وفی الشرح انہ مقید ببقاء ایام النحر اما بعدہا فیجوز دفع القیمۃ۔ باب الزکوٰۃ۔ یعنی عید کی قربانیوں میں اور بیت اللہ کے نامزد جانوروں میں اور کفارہ عتق بردہ میں قیمت کا ادا جائز نہیں ہے۔ شرح میں ہے کہ قربانی میں قیمت کا عدم جواز صرف ایام قربانی تک محدود ہے اُس کے بعد قیمت کا ادا جائز ہے۔ شاید مفتیانِ جواز کو ہدایہ کی عبارتِ ذیل اور اُس کا حاشیہ مختصرہ باعثِ لغزش ہوا۔ والتضحیۃ فیہا افضل من التصدق بثمن الاضحیۃ لانہا تقع واجبۃً او سنۃً والتصدق تطوع محض فتفضل علیہ یعنی ایام نحر میں قربانی ذبح کرنا تصدق قیمت سے افضل ہے کیونکہ قربانی از قسم واجب ہے یا از قسم سنت اور تصدق قیمت کا نفل محض ہے سو قربانی قیمت سے افضل ہوئی جملہ اخیرہ میں تطوع محض کے نیچے کسی مجہول الاسم محشی کا حاشیہ

(۴)

یوں ہی وان کان یسقط عنہ الواجب۔ اس کا ترجمہ یہ ہے اگرچہ اُس شخص سے ذبح واجب ساقط ہوجاوے۔ اس حاشیہ کا منشا یہ ہے کہ اگرچہ شخص مذکور کی ذمہ سے بوجہ ذبح ایک جانور قربانی واجب ساقط ہو چکی ہو۔ پھر بھی ایام نحر میں مالی تصدق سے ذبح قربانی افضل ہے۔ تو مفتیانِ جواز کو عبارت ہدایہ سے شبہ پڑا کہ ایام نحر میں قربانی کرنا افضل تو ہے مگر ضروری نہیں ہے اور تصدق قیمت جائز تو ہے مگر بہتر نہیں اور عبارت حاشیہ سے شبہ پڑا کہ تصدق قیمت سے وجوب قربانی اُسکی ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے مگر یہ دونوں شبہات عدم تدبّر پر مبنی ہیں۔ صاحب ہدایہ کا مقصود اس سے صرف یہ ہے کہ ایام نحر میں قربانی کرنا تصدق مالی سے ذاتاً و صفتاً افضل ہے صفتاً تو اس لئے کہ قربانی دو حال سے خالی نہیں ہے واجب ہوگی یا مسنون اور تصدق مالی نہ واجب ہے اور نہ مسنون بلکہ محض نفل ہے اور ظاہر ہے کہ عبادت واجبہ یا مسنونہ عبادت نفلیہ سے افضل ہوتی ہے اور ذاتاً اس لئے افضل ہے کہ قربانی میں فدائے جان اور ادائے مال دونوں ہیں اور تصدق مالی میں صرف ادائے مال ہے۔ اور ظاہر ہے کہ دو عبادتوں کا مجموعہ ایک عبادت سے بہتر ہے سو چاہیے کہ ایام نحر میں خواہ اُس کے ذمہ قربانی واجب ہو کہ نہ ہو قربانی ہی کرے تصدق مالی کو چھوڑے کہ بمقابلہ واجب و سنت نفل کو اختیار کرنا نادانی ہے۔ یہ تھا منشا صاحبِ ہدایہ کا مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ ادائے قیمت بھی قربانی سے کافی ہوسکتی ہے صاحبِ ہدایہ کی دلیل مذکور کی منافی ہے کیونکہ وہ ادائے قیمت کو تطوع یعنی نفل اور قربانی مردّد بین الواجب و السنۃ ٹھیراتے ہیں تو اس سے نفل کا واجب و سنت کی قائم مقام ہونا کس طرح نکل سکتا ہے کیا نماز روزہ اور زکوۃ و حج میں کوئی نظیر ہے کہ نفل فرض کی قائم مقام ہوسکتا ہو ہرگز نہیں خوب سمجھ لو کہ عبارت ہدایہ سے یہ قائم مقامی ہرگز مفہوم نہیں بلکہ عدم قائم مقامی مصرح ہے۔ بلکہ غلط فہمی کا اقتضا تو یہ ہے کہ عبارت مذکورہ سے قربانی اور قیمت دونوں کا وجوب اڑا دیا جاوے کیونکہ تضحیہ کی افضل ہونے سے تو بزعم مفتیان جواز قربانی کا عدم وجوب نکلا اور تصدق کی تطوع محض ہونے سے اُسکا عدم وجوب مصرح ہوا تو دونوں غیر واجب ٹھیرے العظمت اللہ کیسی غلط فہمی ہے حق یہ ہے کہ جملہ (التضحیۃ افضل من التصدق) سے قربانی کو غیر واجب سمجھنا ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ آیت قرآنی ولو آمن اھل الکتاب لکان خیراً لھم سے یہ سمجھنا کہ اہل کتاب کو ایمان لانا بہتر تو ہے فرض نہیں ہے غلطِ محض ہے جس کا ترجمہ یہ ہے اگر وہ اہل کتاب قرآن پر ایمان لاتے تو اُن کے حق میں بہتر تھا یا جیسا کہ آذان فجر میں (الصلوۃ خیر من النوم) سے نماز فجر کا غیر فرض سمجھنا غلط ہے والعاقل تکفیہ

(۱۵)

الاشارہ۔ علی ہذا حاشیہ بالا سے تصدق مالی کو مسقط قربانی سمجھنا بھی غلط ہے اس میں مفتیان بالا کو دو غلطیاں لاحق ہوئیں پہلے حاشیہ مع متن ملاحظہ فرماویں دونوں ملکر گویا یوں ہوں گے۔ والتصدق تطوع محض۔ وان کان یسقط عنہ الواجب۔ سو مفتیان جواز کو ایک غلطی یہ لاحق ہوئی کہ ضمیر مجرور عنہ کو راجع الی التصدق سمجھا حالانکہ وہ راجع الی المضحی ہے جو تضحیہ سے التزاماً مفہوم ہے۔ دوم غلطی یہ ہے کہ عنہ اور منہ کا فرق لسانی نہیں سمجھا جو واقفان لغت عرب پر مخفی نہیں ہے۔ اگر تصدق مالی سقوط قربانی کا سبب ہوتا تو حاشیہ میں عنہ کے بجائے منہ آنا چاہئے تھا کیونکہ اسباب و علل پر من سببیہ داخل ہوا کرتا ہے نہ کہ عن جیسا کہ حدیث معروف انما الماء من الماء میں ہے اور عن مجاوزت کے لئے موضوع ہے جس کا دخول ارباب ذمم وامثالہا پر ہوتا ہے جیسا کہ آیت قرآنی ویضع عنہم اصرہم والاغلال التی کانت علیہم میں ہے۔ سو مطلب حاشیہ یہ ہے کہ تصدق مالی محض نفل ہے خواہ مضحی کے ذمہ وجوب قربانی باقی ہو یا ساقط ہو گیا ہو نہ یہ کہ درصورتِ بقاء واجب تو نفل ہو اور بصورتِ سقوط واجب غیر نفل ہو کر کم از کم مسنون ہو جاوے ہرگز نہیں بلکہ وہ بہر حال نفل محض ہی رہے گا اور ظاہر ہے کہ عبادت نفلیہ عبادتِ واجبہ و مسنونہ کے نائب مناب نہیں ہو سکتی ہے اور یہ بات میں ہی نہیں کہتا (۱۶)
ہوں بلکہ نہایہ شرح ہدایہ میں بشرح عبارت ہدایہ یوں مذکور ہے لا یفہم منہ جواز التصدق وترک الاضحیۃ حتی اذا تصدق الغنی بثمن الشاۃ ولم یضح لا یخرج عن عہدۃ الواجب یعنی اس عبارت ہدایہ سے یہ مفہوم نہیں ہوتا ہے کہ قیمت کا صدقہ کرنا اور قربانی ترک کرنا جائز ہے بلکہ اگر کوئی غنی صاحبِ نصاب ایک بکری کی قیمت صدقہ کرے اور قربانی نہ کرے تو قربانی واجب سے سبکدوش نہ ہوگا۔ الغرض صاحبِ ہدایہ کا مقصود صرف یہ ہے کہ ایام نحر میں قربانی واجب و غیر واجب محبوبیت خداوندی میں صدقہ سے اعلیٰ و افضل ہے درحقیقت عبارتِ ہدایہ اُس حدیث نبوی کی شرح ہے جو ترمذی میں اس طرح مروی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اہراق الدم یعنی بروز قربانی انسان کوئی عمل قربانی کا خون بہانے سے بڑھکر نہیں کر سکتا ہے جو اللہ کے نزدیک محبوب تر ہو۔ امید ہے کہ اس تحقیق کو بغور ملاحظہ فرماویں گے اگر اس پر کوئی خدشہ ہو تو مقامی علماء سے اپنا اطمینان فرمائیں۔ واللہ اعلم

محمد ناظر حسن نقشبندی از چھتاری ضلع بلند شہر

شیعوں کے ذبیحہ کا حکم

سوال ۲۷۷۔ شیعوں میں چند فرقے ہیں۔ سب کا ذبیحہ ناجائز ہے یا کسی فرقہ کا جائز ہے؟

الجواب۔ جو رافضی تبرا گو ہوں اور سب شیخین کرتا ہو اُس کو بعض فقہاء نے کافر و مرتد کہا ہے اُن کے ذبیحہ میں مسلمان سنیوں کو احتیاط کرنا لازم ہے اُن کا ذبیحہ نہ کھایا جاوے۔ اصل یہ ہے کہ شیعہ کے بعض فرقے بالاتفاق کافر ہیں وہ جو اِفک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معتقد ہیں یا اُلوہیت حضرت علیؓ کے قائل ہیں یا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی صحابیت کے منکر ہیں یا بداء کے قائل ہیں اُن کی ساتھ مناکحت اور اُن کا ذبیحہ بالاتفاق ناجائز ہے اور ایک فرقہ جو سب شیخین کرتا ہو۔ اور امور بالا کا معتقد نہو۔ اُس کے کفر میں اختلاف ہے۔ اُن کے ذبیحہ و مناکحت میں احتیاط کرنی لازم ہے اور ایک فرقہ جو محض تفضیلیہ ہے کہ حضرت علی رضؓ کو خلفائے ثلثہ سے افضل جانتا ہے مگر کسی کو بُرا نہیں کہتا اور سب شیخین نہیں کرتا اُن کا ذبیحہ حلال ہے اور وہ مسلمان ہیں اگرچہ سُنی نہیں ہیں فقط واللہ اعلم۔ عزیز الرحمٰن۔

شکار پر گولی چلانے کے وقت بسم اللہ پڑھنا کافی نہیں۔

سوال ۲۷۸۔ اگر شکاری تکبیر پڑھکر شکار کے گولی مارے اور شکار بلا ذبح مرجاوے تو کھانا جائز ہے یا نہیں؟

۹

الجواب۔ بدون ذبح کے اگر شکار بندوق کی گولی سے مرجاوے تو حرام ہے قال فی الشامی کتاب الصید و لا یخفی ان الجرح بالرصاص انما هو بالاحراق و الثقل بواسطة اندفاعه العنيف اذ ليس له حد فلا يحل و به افتى ابن نجيم۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

ذابح اگرچہ فاسق ہو ذبیحہ اُس کا حلال ہے۔

سوال ۲۷۹۔ آجکل اکثر جگہ جانور گائے بھینس وغیرہ نہایت بے احتیاطی کے ساتھ ذبح کیے جاتے ہیں۔ کھڑے جانور پر چھری پھیر دی جاتی ہے۔ اور اکثر ذابح غیر واقف اور پابند صوم و صلوٰۃ نہیں ہوتے تو اُن کا ذبیحہ کیسا ہے؟

الجواب۔ جو جانور اللہ کے نام پر ذبح کیا جاوے وہ حلال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ۔ پس شبہ کرنا اُس میں نہ چاہیے؛

ف جس طرح بھی بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کر دیا جاوے ذبیحہ حلال ہے۔ اگرچہ کھڑے ہوئے جانور پر چھری پھیر دی جاوے۔ اور اگرچہ ذابح غیر پابند صوم و صلوٰۃ ہو مگر مسلمان ہو۔ اور عروق ذبح قطع ہو جاویں فقط واللہ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بندوق کے شکار اور کتے کے شکار کا حکم۔ نیز یہ کہ شکار نے بوقتِ ذبح خون دیا تو کیا حکم ہے۔

سوال ۲۸۰۔ بندوق چلانے کے وقت بسم اللہ پڑھی اور گولی سے جانور مر گیا تو حلال ہے یا نہیں؟ (۲) شکاری

کتے کا شکار حلال ہے یا نہیں؟ (۳) بوقت ذبح جانور نے خون نہ دیا تو حلال ہے یا نہیں؟

الجواب۔ بندوق اور غلیل کا شکار اگر بلا ذبح مرجاوے تو حلال نہیں ہے۔ قال قاضی خاں لا یحل صید البندقة والحجر المعراض والعصا وما اشبه ذلك الخ۔

(۲) کتے کو تکبیر کہکر اگر شکار پر چھوڑا اور شکار مرگیا تو حلال ہے۔ بشرطیکہ کتا سکھلایا ہوا ہو۔ اور تعلیم دیا ہوا ہو۔ اور تعلیم ہونا کتے کا یہ ہے کہ شکار میں سے نہ کھاوے۔ تین بار ایسا ہوچکا ہو۔ درمختار

(۳) گائے یا بھینس اگر کوئیں میں گرجاوے اور زندہ نکلنا اس کا دشوار ہو اور ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو کسی جگہ زخم کردینا کافی ہے۔ اور کھانا اس کا حلال ہے۔ وکفی جرح نعم کبقر وغنم توحش فیجرح کصید او لقدر ذبحه کان تردی فی بیر الخ درمختار

(۴) جانور وقت ذبح کے اگر کانپا یا آواز کی اگرچہ اس وقت خون نہ دیا حلال ہے۔ ذبح شاة مریضة فتحرکت او خرج الدم حلت الخ درمختار فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

کتاب الاضحیة والعقیقة

قربانی کی کھال کا حکم | **سوال ۲۸۱**۔ قربانی کی کھال کا روپیہ مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں اور گوشت قربانی کا بھنگی کو دینا اور چمار کو دینا و گھر بھونکر کھانا درست ہے یا نہیں؟ ۱۰

الجواب۔ قربانی کی کھال کی قیمت مسجد میں لگانا جائز نہیں ہے۔ مگر کسی محتاج کی تملیک کرکے یعنی پھر وہ محتاج اپنی طرف سے مسجد میں صرف کرسکتا ہے۔ کذا فی الدر المختار۔

گوشت قربانی کا کفار بھنگی کو دینا درست ہے۔ و جاز دفع غیرها ای غیر الزکوٰة وغیر العشر والخراج الیه ولو واجبا ککفارة وفطرة درمختار۔ گوشت قربانی کا آگ میں بھون کر کھانا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

قربانی کا جانور کھویا گیا پھر دوسرا خریدنیکے بعد مل گیا تو کیا کیا جائے۔ | **سوال ۲۸۲**۔ ایک شخص نے قربانی کا جانور خریدا وہ بھاگ گیا بعد خریدنے دوسرے جانور کے وہ بھی مل گیا۔ اب ایک کو قربانی کیا جاوے یا دونوں کو۔ اگر قربانی کرنے والا غریب ہو تو کیا کرے۔ اگر ایسا اتفاق امیر کو پڑے تو ایک کو قربانی کرے اگر کسی غریب کو پڑے دونوں کو کرنا واجب ہے۔ اور مسئلہ مذکورہ کو مولوی اشرف علی صاحب نے بہشتی زیور میں تیسرے حصہ میں دربیان قربانی لکھا ہے۔ مگر اس مسئلہ کو دوسرے عالم نے ناجائز بتلایا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ غلطی کاتب کی ہے لہٰذا صحیح جواب تحریر ہو؟

الجواب۔ در مختار میں اس کے متعلق اول یہ لکھا ہے کہ دونوں کو قربانی کرنا افضل ہے اور اگر صرف پہلی کو ذبح کرے یہ بھی درست ہے۔ اور امیر اور فقیر اس میں برابر ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ بعض فقہا نے یہ فرمایا ہے کہ غنی کے لئے یہ حکم ہے اور فقیر کو دونوں کا ذبح کرنا ضرور ہے۔ شامی نے اس کی تصریح کی ہے چند کتب سے نقل کی ہے اور اسی کو موافق قواعد فقہیہ بیان فرمایا ہے پس اس بنا پر بہشتی زیور میں بھی اسی ایک قول کو نقل کیا ہوگا۔ دوسرے عالم کا اس کو غلطیٔ کاتب پر محمول کرنا صحیح نہیں ہے۔ اُن کو اس اختلاف فقہا، وراجح وغیر راجح کی خبر نہ ہوگی۔ عبارت در مختار یہ ہے:۔

ضلت او سُرقت فاشتری اُخریٰ ثم وجدھا فالافضل ذبحھما وان ذبح الاولی جاز الخ بلا فرق بین غنی و فقیر و قال بعضھم ان وجدت عن یسار فکذا الجواب و عن اعسار ذبحھما ینابیع۔

شامی میں ہے قولہ وقال بعضھم اقتصر علیہ فی البدائع و قال السائحانی و بہ جزم الشمنی کما سیذکرہ الشارح و ھو الموافق۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم عزیز الرحمٰن عفی عنہ

بکری اس لئے خریدی کہ اس کے بچوں کی قربانی کیا کروں گا تو ان بچوں کی فروخت جائز ہے یا نہیں

سوال ۲۸۳۔ زید نے ایک بکری خریدی اس کے ہمراہ ایک بچہ تھا زید نے یہ نیت کی یہ بچہ اور جس قدر اس بکری سے بچے ہوں گے قربانی کرتا رہوں گا۔ اب چونکہ جانور کا معاملہ پڑا لوگوں کا نقصان کر دیتی ہے۔ شکایت کی وجہ سے زید بچوں کو فروخت کرنا چاہتا ہے کہ اس کے روپیہ سے ذی الحجہ میں خرید کر کے قربانی کر دوں گا۔ اپنے صرف میں ہرگز نہ لاؤں گا۔ آیا زید فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر زید نے صیغۂ نذر کا بولا ہے تو بکری کے تمام بچوں کو جو اس کی ملک میں ہیں قربانی کرے اور اگر لوگوں کی نقصان کی غرض سے وہ اس نذر کے پورا کرنے سے تکلیف میں ہو تو اس بکری کو فروخت کر دے تاکہ آئندہ کو اس کی نسل سے اس کی ملک میں بچہ پیدا نہ ہوں مگر جو بچے اب تک موجود ہیں ان کو قربانی کر دیوے۔ در مختار نذر عشر اضحیات میں ہے۔ اور اگر زید نے محض نیت اور ارادہ ایسا کیا ہے نذر کا صیغہ نہیں بولا تو یہ نذر نہیں ہے۔ اختیار ہے اُن بچوں کو فروخت کر کے صدقہ کر دے یا خود رکھے یا کوئی دوسرا جانور خرید کر قربانی کر دیوے یا نہ کرے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

عقیقہ ساتویں روز مستحب ہے اسکے خلاف مستحب نہ ہوگا۔ ذبیحہ گاؤ کی متعلق ایک موضوع روایت کی تحقیق

سوال ۲۸۴۔ عقیقہ کس یوم میں کرنا سنت ہے۔ فقہ کی کتابوں میں قید السبوع لکھی ہے۔ پھر مہینوں میں بھی اسی سات عدد کو ماننا ہے۔ سوال یہ ہے کہ عقیقہ بغیر اس قید کے درست ہے یا نہیں۔ چوتھی یا پانچویں دن

بچے کے پیدا ہونے سے اگر عقیقہ کیا جاوے تو سنت ادا ہوگی یا نہیں۔ اور اگر وقت پیدائش سے ایک روز بعد یا ساتویں دن بچے کے بالوں کو تراش کران کو چاندی سے وزن کر کے صدقہ کرے اور اگلے دن عقیقہ کرے تو درست ہے یا نہیں؟

دوسرا امر یہ ہے کہ اخبار توحید جو میرٹھ لال کرتی سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کسی نے یہ چھاپ دیا ہے کہ جو کوئی آدمی چالیس گائے ذبح کرے۔ اُس نے ایک خون ناحق کا ارتکاب کیا اور جو بخواہش نفس شکار کرے اُس نے مسجد یا دیوارِ کعبہ کو منہدم کیا اور اس کی روایت کو جناب خواجہ خواجگان حضرت سلطان الہند مولانا مولوی شاہ معین الدین چشت اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بسلسلہ پیر و مرشد برحق حضرت شاہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھا ہے اس کی کیا سند ہے؟

الجواب۔ مسنون اور مستحب یہ ہے کہ ساتویں روز عقیقہ کیا جاوے اُسی روز بال مونڈے جاویں اور اسی روز بال مونڈنے کے ساتھ بکرا ذبح کیا جاوے۔ اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو پھر چودھویں یا اکیسویں روز عقیقہ کرے اگر اس کے خلاف کیا تو مستحب ادا نہ ہوگا۔ اور عقیقہ خود مستحب امر ہے اس کو مستحب طریقے سے ہی ادا کرنا چاہئے۔ اگر بلا قید ساتویں روز کے کرے گا عقیقہ ہو جائے گا مگر مستحب نہ ہوگا۔ 12

دوسرا امر جو اخبار توحید میرٹھ کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے۔ یہ بالکل حضرت خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ پر افترار و بہتان ہے۔ ان کی طرف اس کو نسبت کرنا اپنی عاقبت کو خراب کرنا ہے۔

اسی طرح حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح کی طرف سلسلۂ روایت کو پہنچانا اور ان کی طرف نسبت کرنا بھی بہتان ہے۔ اگر درحقیقت ان کے ملفوظات میں کسی نے ایسا لکھا ہے تو بالضرور یہ کسی ہندو گاؤ پرست کی کارروائی ہے۔ مسلمانوں سے سخت تعجب ہے کہ ایسے ہندوانہ خیالات وعقائد کو حضرات ائمۂ طریقت کی طرف و پیشوایانِ شریعت کی طرف نسبت کرنے کو گوارا کریں۔ جو امور شریعتِ غرا میں نص قطعی سے ثابت ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان افعال کو کیا اور ان کی اجازت دی ہے۔ یہ کب ممکن ہے کہ شیدایانِ سنتِ نبویہ و عاشقانِ خدا تعالیٰ و محبانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امور کی نسبت ایسا فرماویں معاذ اللہ ولا حول ولا قوۃ۔

حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود گائے ذبح کی ہے۔ اور شکار کی اجازت احادیث متعددہ میں وارد ہے اور آپ نے خود شکار کیا ہوا صحابہ کا تناول فرمایا ہے اور آیاتِ قرآنیہ میں ان دونوں امر یعنی ذبح بقرہ و شکار کی حلت و اجازت وارد ہے۔ تفصیل کی ضرورت

نہیں ہے کوئی مسلمان ان امور سے ناواقف نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ

گائے کا اگر ایک تھن نہ ہو تو قربانی درست ہے

سوال ۲۸۵۔ اگر گائے کا ایک تھن نہ ہو تو اُس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر گائے کا ایک تھن نہ ہو تو قربانی اُس کی درست ہے۔ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خنثی جانور کی قربانی جائز نہیں

سوال ۲۸۶۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ خنثی بکرے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ درمختار اور شامی میں مذکور ہے کہ خنثی کی قربانی درست نہیں ہے ولا بالخنثی لان لحمها لا ينضج شرح وهبانية درمختار قوله لان لحمها لا ينضج بباب سمعو ولهذا قيل انه فعما اورده ابن وهبان من انها لا تخلو اما ان تكون ذكراً او انثى وعلى كل تجوز الخ۔ شامی جلد ۵ کتاب الاضحیۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ

حاملہ گائے کی قربانی مکروہ ہے

سوال ۲۸۷۔ جس گائے کے پیٹ میں بچہ ہو اُس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟ اور جو بچہ پیٹ میں سے نکلے اُس کو کیا کرنا چاہیئے؟

۱۳

الجواب۔ قربانی صحیح ہے لیکن شامی میں کفایہ سے منقول ہے کہ قریب الولادۃ جانور کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔ ان تقاربت الولادة يكره ذبحها۔ شامی۔

بچہ جو پیٹ میں سے نکلے اگر وہ زندہ نکلے اُس کو ذبح کرلیا جاوے۔ کھانا اُس کا حلال ہوجاوے اور اگر مردہ نکلے کھانا اُس کا عندالامام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ درست نہیں ہے۔ فی الشامی ان الجنین وهو ولد فی بطن ان ذكی علیحدة والا ولا یتبع الله فی تذكیتها لو خرج میتاً الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

کتاب الرھن

مرہون سے نفع اٹھانا مرتہن کو ناجائز ہے۔

سوال ۲۸۸۔ کیا فرماتے علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی ملکیت میں ایک موضع ہے۔ جس کی مال گذاری کلکٹری میں ادا کرتا ہے۔ اب زید نے بضرورت اخراجات موضع مذکورہ کو رہن رکھکر عمرو سے کچھ روپیہ حسب ضرورت اس شرط پر لیا کہ تا ادائے زر قرض شئ مرہونہ کے منافع سے ہم کو کوئی واسطہ نہیں مرتہن (عمرو) شئ مرہون سے نفع حاصل کرے اور مال گذاری جو راہن کو کلکٹری میں داخل کرنا ہوتا ہے اسکی

ادا کاری بھی مرتہن کے ذمہ واجب ہے جس وقت راہن زرِ رہن مرتہن کو ادا کر دے گا اُس
مرتہن مرہون سے دست بردار ہو جائے گا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ایسا معاملہ عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟ بعض علماء اسے ناجائز
ہیں۔ اور بعض جائز قرار دیتے ہیں۔ اگر جائز ہے تو اُس کے کیا دلائل ہیں۔ بحوالہ کتب فقہ مشرح
پر ارقام فرماویں۔ اس علاقے میں اس مسئلہ کی سخت ضرورت ہے اور ایسے معاملات اکثر ہوا کر
ہیں اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اس طریقہ سے نفع حاصل کرنے میں شائبہ ربوا کا پایا جاتا ہے؟

الجواب۔ یہ معاملہ شرعاً حرام و ناجائز ہے منافع شئی مرہونہ کے مرتہن کو لینا ناجائز
اور محصول سرکاری بھی بذمۂ راہن ہے۔ مرتہن پر شرط کرنا کہ مرتہن محصول ادا کیا کرے بالکل ناجائز
ہے ونفقة الرهن والخراج والعشر على الراهن وفی الشامی عن المنح انه لایحل له
ای للمرتهن ان ینتفع بشئی منه بوجه من الوجوه وان اذن له الراهن لانه
اذن له فی الربوا الی ان قال ثم رأیت فی جواهر الفتاوی اذا کان مشروطاً
صار قرضاً فیه منفعة وهو ربوا الخ ثم قال العلامة قلت والغالب من احوال
الناس انهم انما یریدون عند الدفع الانتفاع ولولاه لما اعطاه الدراهم ۱۴
وهذا بمنزلة الشرط لان المعروف کالمشروط وهو مما یعین المنع فقط والله

اجارہ اور رہن جمع نہیں ہو سکتے

سوال ۲۸۹۔ اگر مرتہن شئی مرہون کا کرایہ ادا کرے اُس کی
حاصل کرے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر راہن مال گذاری وغیرہ مرتہن کے ذمہ رکھے اور مرہون کا نفع وہ حاصل کرے
جائز ہے یا نہیں؟

الجواب مسلمانوں کو سود کے لین دین اور سودی معاملات سے مطلقاً احتراز لازم ہے۔ پس جو
سوال میں رہن کی درج ہے یہ بھی سودی معاملہ ہے۔ مرتہن جو نفع زمینِ مرہونہ سے لے گا اور
تصرف میں لاوے گا وہ سود ہے۔ کیونکہ قاعدہ مقررہ شریعت کا ہے۔ کل قرض جر نفعاً
فهو ربوا۔ اور عقد اجارہ سے رہن باطل ہو جاتا ہے۔ پس اگر راہن کو یہ منظور ہے کہ
مرتہن سے لیوے تو عقد اجارہ اُس سے کرے اور مرتہن قبض جدید اجارہ کے لئے کرے
راہن کی ساتھ اجارہ جمع نہیں ہو سکتا کما فی الدر المختار بخلاف الاجارة والبیع
والهبة والرهن من المرتهن او من اجنبی اذا باشر احدهما باذن الآخر حیث

ج من الرھن وفی الشامی واما الاجارۃ فالمستاجر ان کان ھو الراھن فھی باطلۃ وان کان ھو المرتھن وجدد القبض للاجارۃ الخ بطل الرھن الخ۔

(۲) رہن میں شرعاً یہ حکم ہے کہ خرچ رہن کا بذمہ راہن ہے اور منافع رہن کے بھی ملک راہن ہیں پس یہ شرط کرنا کہ خرچ گھاس دانہ کا مرتہن اٹھاوے اور نفع گھوڑے سے اٹھاوے یہ درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند۔

مشترک کا رہن درست نہیں

سوال ۲۹۰۔ بعد مرنے عمرو کے عمرو کا مکان مسکونہ مشترکہ ... نے عمرو کے ایک بہنوئی کے نام رہن کر دیا حالانکہ عمرو نے اپنے بہنوئی سے زندگی میں ایک ... پیسہ تک نہیں لیا تھا۔ یہ رہن نامہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ رہن کرنا مکان مشترک شرعاً صحیح نہیں ہے بسبب شیوع کے۔ کما فی الدر المختار ... یصح رھن مشاع لعدم کونہ ممیزاً کما مر الخ۔ باقی یہ کہ عمرو نے اپنے بہنوئی سے کچھ روپیہ ... لیا تھا یا نہیں لیا تھا اس کا ثبوت و عدم ثبوت گواہان معتبر کے وجود و عدم وجود پر ہے۔ اگر بہنوئی قرض ... طالب مدعی ہے اور دو گواہ معتبر موجود ہیں تو قرض ثابت ہو جاوے گا۔ اور اگر عمرو کا اقرار مرض الموت ... میں قرض کا ہے اور دو گواہوں معتبر سے یہ اقرار اُس کا ثابت ہو تو وہ قرض بھی ثابت ہو جاوے گا اور ... ترکہ عمرو سے دلایا جاوے گا۔ کما فی الدر المختار وغیرہ۔ اقرارہ بدین لاجنبی نافذ ... من کل مالہ درمختار واخر الارث عنہ ودین الصحۃ مطلقاً وما لزمہ فی مرضہ بسبب معروف الخ قدم علی ما اقر بہ فی مرض موتہ الخ درمختار فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن

(۱۵)

كتاب الحظر والاباحة

یعنی جائز و ناجائز اور مکروہ و مباح چیزوں کا بیان

جس شہر میں طاعون وغیرہ ہو اُس سے ... تبدیل آب و ہوا نکلنا درست ہے

سوال ۲۹۱۔ در شہرے کہ مرض وبا اُفتد خروج ازوے بغرض تبدیل آب و ہوا جائز ست یا نہ؟

الجواب خروج از بلد طاعون بغرض علاج و تبدیل آب و ہوا نہ بایں عقیدہ ... کہ خروج موجب نجات و قیام درانجا موجب ہلاکت است عند الحنفیہ درست است فقط

... نسبتی اسماء کا حکم

سوال ۲۹۲۔ ہر شخص اپنے نام کے آخر میں کچھ نہ کچھ نسبتی لفظ استعمال کرتے ... ہیں مثلاً قادری، چشتی وغیرہ یہ الفاظ کون اور کس قوم کا اہل اختیار کر سکتا ہے۔ کیا ان کو وہ عوام جنکو

مذکورہ حضرات سے کچھ تعلق ہو یا خاص ان کی اولاد کیٔے اسم یا عرف استعمال کرے۔ ہر حضرت جیلانی قدس سرہٗ کا معتقد اپنے لئے قادری کا لفظ اختیار کر سکتا ہے۔ یا حضرت کی اولاد کی خصوصیت ہے؟

الجواب۔ اگر حضرت عبد القادر جیلانی رضؓ کے معتقدین ومتوسلین اور اولاد قادری کا لفظ نسبت کے لئے اختیار کریں۔ اس طرح متوسلین بدیگر اکابر اپنی نسبت اُسی طرف کریں تو اُس میں شرعاً کوئی ممانعت اور کوئی حرج اور کوئی مضائقہ نہیں۔ نہ اس میں کوئی فخر بزرگی ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

تصویر کے متعلق شرعی حکم

سوال ۲۹۳۔ تصویر کھینچنا اور کھنچوانا جدید طریقہ فوٹو گرافی سے جسمیں آئینہ کی طرح صورت کا عکس آتا ہے۔ غیر مستقل اور مستقل طور پر صورت قائم ہو جانے کا فرق ہے جائز ہے یا نہیں۔ اور ناجائز کیوں ہے کیا مصلحت ہے۔ بصورت عدم جواز مصور (فوٹو گرافر) اور مصور جو تصویر کھینچوائے) ان کے متعلق کیا حکم ہے ایسے اشخاص کا اقتدا درست ہے کیا یہ فاسق کے حکم میں داخل ہے۔ اس قسم کی تصویروں کو اپنے پاس رکھنا درست ہی یا نہیں؟

الجواب تصویر کھینچنا اور کھنچوانا جدید طریق فوٹو سے ایسا ہی حرام اور ناجائز ہے جیساکہ دستی تصویر کھینچنا اور کھنچوانا ممنوع اور حرام ہے اور رکھنا اس کا ایسا ہی حرام ہے جیساکہ دستی تصویر کا رکھنا فوٹو کے ذریعہ سے تصویر کھینچوانے والا اور کھینچنے والا مستحق وہ سزا وار اس سزا اور وعید کے ہیں جو احادیث میں مصورین کے لئے وارد ہیں۔ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے۔ عبد اللہ ابن مسعود رضؓ سے سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اشد الناس عذابا عند اللہ المصورون دوسری حدیث صحیحین میں ہے اشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذین یضاھون بخلق اللہ متفق علیہ۔ یہ بھی احادیث صحیحہ میں ہے کہ اصحاب تصاویر کو عذاب کیا جاوے گا۔ اور ان سے کہا جا احیوا ما خلقتم۔ یعنی زندہ کرو جن کو تم نے بنایا۔ تیسری حدیث یعنی الذین یضاھون بخلق اللہ دعویٰ ہمسری اور مشارکت باری تعالیٰ کا ہے۔ فقہائے احناف وغیرہم نے بھی یہی علت حرمت تصو کی فرمائی ہے۔ علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں وظاھر کلام النووی فی شرح مسلم الاجماع علیٰ تحریم تصویر الحیوان مطلقاً سواء کان لما یمتھن او لغیرہ فصنعۃ حرام بکل حال لان فیہ مضاھاۃ بخلق اللہ وسواء کان فی ثوب او درھم او اناء ا وغیرھا انتھی پھر کچھ آگے فرماتی ہیں لان علۃ حرمۃ التصویر المضاھاۃ بخلق اللہ تعالیٰ وھی موجودۃ فی کل ماذکر انتھی شامی ج۱ ص۴۲ پس جبکہ تصویر کشی حرام ہوئی مطلقاً تو مرتکب ایسے فعل کا فاسق ہے اور امام بنانا اسکا حرام ہے اور نماز اُسکے پیچھے مکروہ تحریمی ہے ھکذا فی الشامی وغیرہ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

المفتی جلد ۲ نمبر ۱۱ ماہ ذیقعدہ سنہ ۵۵

قصابی پیشہ کے متعلق شرعی فیصلہ

سوال ۲۹۴۔ موجودہ زمانہ میں جو قصاب نے عام طور سے لحم فروشی کو اپنا پیشہ مقرر کیا ہے ان کا یہ فعل کسی طرح شرعاً قابل مواخذہ تو نہیں۔ ؟

الجواب۔ پیشہ قصابی ولحم فروشی درست ہے۔ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی یہ پیشہ اہلِ اسلام میں جاری تھا اور بعض اصحاب رضؓ اس کام کو کرتے تھے۔ پس شرعاً یہ پیشہ اور یہ فعل ممنوع نہیں اور قابلِ مواخذہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اسقاطِ حمل بوجہ ضرورتِ شدیدہ کے جائز ہے یا نہیں

سوال ۲۹۵۔ ایک لڑکی ہندہ کا دودھ پیتی ہے جو پندرہ سولہ ماہ کی ہے اور ہندہ مرض ضعفِ قلب ودماغ میں مبتلا ہے ادویہ مقویہ کا علاج رہتا ہے حکیم اور ڈاکٹر کی رائے ہوئی کہ لڑکی کا دودھ چھڑایا جاوے تاکہ ہندہ کو بسبب پلانے دودھ کے ضعف نہو۔ دودھ چھڑانے کی کوشش کی گئی مگر لڑکی نہ کچھ کھاتی ہے نہ گائے وغیرہ کا دودھ پیتی ہے بالآخر ہندہ اُس کو دودھ پلاتی ہے۔ اب دو ڈھائی ماہ کا حمل ہندہ کو ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر اور حکیم کی رائے اب یہ ہوئی کہ اس حمل کو بوجہ ادویہ ساقط کر دیا جاوے۔ اس میں دو فائدے ہیں۔ ایک تو ہندہ کی قوت زائل نہ ہوگی۔ دوسرے لڑکی ایام حمل کے دودھ پینے سے نقصان سے محفوظ رہے گی۔ اس صورت میں جبکہ ہندہ حاملہ بھی رہے گی اور دودھ پلاتی رہے گی تو اُس کے زیادہ کمزور ہو جانے اور بہت مختلف امراض کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

چونکہ دو مجبوریاں لاحق ہیں یعنی ایک تو ہندہ کا بذاتِ خود لاغر ہونا۔ دوسرے لڑکی کا دودھ پینا اس لئے حمل کے گرانے سے عند اللہ مواخذہ ہوگا یا نہیں۔ ؟

الجواب۔ بعض روایات کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حمل چار ماہ گذرنے سے پہلے اس کا ساقط کر دینا ادویہ سے درست ہے۔ پس صورتِ مذکورہ میں چونکہ ضرورتِ شدیدہ ہے۔ اور حمل کو صرف دو ڈھائی ماہ گذرے ہیں۔ اس حالت میں گرا دینا حمل کا جائز ہے۔ کما فی الشامی وعبارتہ فی عقد الفرائد قالوا یباح لہا ان تعالج فی استنزال الدم مادام الحمل مضغۃ ولم یخلق لہ عضو وقدروا تلک المدۃ بثلثۃ وعشرین یوماً وانما اباحوا ذلک لانہ لیس بآدمی الخ اس کے بعد علامہ شامی نے اس میں کچھ اشکال پیش کیا ہے۔ لیکن بصورتِ مسئولہ چونکہ ضرورتِ شدیدہ ہے اور مدتِ حمل کم ہے۔ اس وجہ سے جواز میں تردد نہ ہونا چاہئے فقط واللہ اعلم

ترجمہ قرآن مجید بلا متن چھاپنے کا حکم

سوال ۲۹۶۔ قرآن شریف کا ترجمہ بزبان اُردو یا کسی زبان غیر عربی میں متن قرآن سے بالکل جدا جلدوں میں صرف ترجمہ چھپوا کر شائع کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب۔ قرآن شریف کا ترجمہ اُردو میں یا کسی اور زبان میں متن سے علیحدہ کرکے چھاپنے کی کوئی ممانعت فقہاء کے اقوال سے معلوم نہیں ہوتی اور جب کوئی دلیل عدم جواز کی نہو تو بلاوجہ کیوں ناجائز کہا جائے البتہ کتب سابقہ کے تجربہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس طرح سے چھاپنا اکثر عدم مبالاۃ بالقرآن اور تساہل فی التدبیر کا موجب ہوگا اور الفاظ قرآن مجید جو سراسر خیر و ثواب اور معارف و حکم سے مملو ہیں ترجمہ پڑھنے والے کے نزدیک غیر مانوس ہوجائیں گے جو باعث حرمان ہے۔

نیز اس صورت میں مترجم کی اغلاط وغیرہ پر متنبہ ہونا بھی سہل نہ رہے گا۔ غرض اسی قسم کے مصالح شرعیہ کی بناء پر مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ ترجمہ قرآن شریف سے علیحدہ کرکے بلا ضرورت چھاپا جائے فقط

آڑت لینا دونوں طرف سے جائز ہے

سوال ۲۹۷۔ مثلاً زید دوکان آڑت میوہ وغیرہ کی کرتا ہے اور اپنی آڑت خریدار سے بھی لیتا اور مالک مال سے بھی لیتا ہے۔ گویا کہ دونوں سے لیتا ہے۔ پھر علاوہ اس کے میوہ وغیرہ جو نیلام کے ذریعہ سے فروخت کیا جاتا ہے اس میں سے جو پھل وغیرہ اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اس کو چھانٹ چھانٹ کر اپنے لئے علیحدہ رکھتا ہے کہ جو جھولی کے نام سے مشہور ہے اور پھر اُس کو علیحدہ بڑی قیمت سے بیچکر اس کی قیمت خود رکھتا ہے؛

ایسی صورت میں دونوں طرف سے آڑت لینا اور جھولی کا مال نکالنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر ایسی آمدنی سے کسی مدرسہ یا مسجد میں چندہ دیا جاوے تو وہ جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ دونوں جانب سے آڑت لینا جائز ہے اور عمدہ پھل نکالنا اگر برضائے مالک ہے تو یہ بھی درست ہے اور کسی مسجد یا مدرسہ یا کارِ خیر میں دینا اس میں سے درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

عورتوں کو کھڑا جوتا پہننا مکروہ ہے

سوال ۲۹۸۔ عورت کو کھڑا جوتا پہننا جائز ہے یا نہیں بعض جائز کہتے ہیں بعض ناجائز۔؟

الجواب۔ عورت کو کھڑا جوتا پہننا مکروہ ہے۔ حدیث میں ممانعت وارد ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مغنیہ عورتوں کو مال کا حکم

سوال ۲۹۹۔ گانے بجانے والیوں کے مال کا کیا حکم ہے؟ اور اسے کیا کرنا چاہیئے؟

الجواب۔ گانے بجانے کا پیشہ کرنے والی عورت کا مال حرام ہے۔ مالکین پر رد کیا جاوے اگر نہ ملیں تو فقراء پر صدقہ کیا جاوے۔ کذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

زوجۂ صالحہ اپنے زوج فاسق کو نصیحت کرسکتی ہے۔

سوال ۳۰۰۔ زوجۂ صالحہ اپنے زوج فاسق کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرے یا نہ کیونکہ قولہ تعالیٰ قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ (۲) اگر زوج اسکا

کسنا نہ مانے اور کہے کیا تمہارے کہنے سے تسبیح لیکر کرتا پہنکر ملا بن جاویں تو اس وقت زوجہ کیا کرے؟

الجواب۔ امر بالمعروف کرنا چاہئے۔ فقط (۲) اگر نہ مانے خاموش ہو رہے اور حقوق زوجیت میں فرق نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مسجد میں بلند آواز سے پڑھنا

سوال ۳۰۱۔ مسجد میں زور سے کچھ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب۔ مسجد میں اگر نمازی نماز پڑھتے ہیں تو کسی کو اشعار بلند آواز سے پڑھنا یا قرآن شریف بلند آواز سے پڑھنا نہیں چاہئے۔ جن سے نماز میں اور... قرأۃ وغیرہ میں سہو ہو فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشتبہ مال کا کھانا حرام نہیں

سوال ۳۰۲۔ زید دوکان کرتا ہے اس کی دوکان پر بکری نہیں ہوتی یہاں تک کہ خرچ اہل وعیال و کرایہ دوکان کا بمشکل ادا کرتا ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ زید کے ہاں مال چوری کا آتا ہے جس کی وجہ سے اس نے ایک مکان خرید کیا اور اس کی خوشی میں تمام برادری کو مٹھائی و کھانا وغیرہ تقسیم کیا۔ برادری کو یہ خوب معلوم ہے کہ اس کی دوکان پر اتنی بکری نہیں ہوئی جو وہ اتنی خوشی کرے اور چوری کا مال اس طرح آتا ہے کہ دوسرے دوکانداروں کا مال چوری ہو کر اس کے پاس آئے تو وہ اس کے مثلاً ۵ کا مال ہے تو ۱ میں لے لیتا ہے تو اس صورت میں اس کے گھر کی مٹھائی وغیرہ کھانا درست ہے یا حرام یا مکروہ؟

الجواب۔ مشتبہ چیز سے احتراز کرنا تقویٰ کی بات ہے۔ لیکن بدون یقین اس امر کے کہ یہ مٹھائی و کھانا اُس مال حرام سے ہے۔ فتویٰ یہ ہے کہ کھانا اس کا حرام نہیں ہے جائز و درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مالک کی بتائی ہوئی قیمت سے زیادہ دام وصول کرنا کسی مال پر جائز نہیں

سوال ۳۰۳۔ زید نے دوکان کر رکھی ہے اس کی دوکان پر بکر نے آکر کچھ صابون کے بکس فروخت کرنے کو دیئے اور کہا کہ ان کو دو روپیہ فی بکس فروخت کر ڈالو۔ تم کو اس کے عوض میں پانچ روپیہ سیکڑہ کمیشن ملے گا۔ اب زید نے بجائے دو روپیہ کے دو روپیہ دو آنہ کو فروخت کرنا شروع کئے۔ حالانکہ بکر نے دو روپیہ فی بکس کی اجازت دی ہے۔ اب امیر بخش اسکی دوکان پر ملازم ہوا اُس کو بھی فی بکس دو روپیہ دو آنہ فروخت کرنے پڑے اور وہ دو آنے زید اپنے پاس رکھتا ہے اور امیر بخش کو معلوم ہے کہ بکر کی اجازت دو روپیہ کو فروخت کرنے کی ہے تو امیر بخش زید کی دوکان پر ملازم ہوا۔ اس کی تنخواہ کھانی درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اوّل تو زید کو دو روپیہ دو آنہ کو فروخت کرنا نہیں چاہئے۔ جبکہ اس کی مالک کی اجازت دو روپیہ کو فروخت کرنے کی ہے اور پھر اگر دو روپیہ ۲ کو فروخت کرے تو وہ پوری قیمت بکر کو جو مالک ہے دینی چاہئے اور صرف کمیشن پانچ روپیہ سیکڑہ لینا چاہئے۔

پس امیر بخش ملازم کو اس خیانت میں زید کا شریک ہونا درست نہیں حرام ہے۔ اگر وہ ملازمت

زید کی کرے تو صاف کہدے کہ میں اس خیانت میں نہ ہوں گا اور اُسی قیمت پر فروخت کروں گا۔ جو مالک کی اجازت ہے۔ اگر زید اس طرح امیر بخش کو نوکر رکھنے پر راضی نہ ہو تو ملازمت اُس کی درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

شادیوں میں گانا بجانا قطعی حرام ہے

سوال ۳۰۴۔ شادی میں باجا وغیرہ بجانا درست ہے یا نہیں۔ ایک پیر جی صاحب نے اس کی اجازت دی ہے کہ خوشی میں باجا بجانا درست ہے۔؟

الجواب۔ باجا اور ناچ بیاہ شادیوں میں مسلمانوں کے لئے حرام قطعی ہے۔ یہانتک کہ اُن کی جائز و حلال جاننے والوں کو کافر کہا گیا ہے۔ مسلمانوں کو ایسی حرام رسموں سے نہایت پرہیز اور احتیاط لازم ہے جو لوگ ناچ باجا شادیوں میں بجواتے ہیں کیسے فاسق اور بدکار ہیں اور جو شخص فتویٰ جواز کا دیتا ہے وہ گمراہ ہے اور فاسق ہے۔ اُس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

ایسے لوگوں سے ملنا اور کھانا پینا۔ اور ایسی شادیوں میں مسلمانوں کو شریک ہونا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ قال اللہ تبارك وتعالیٰ۔ ومن الناس من یشتری لهو الحدیث جاء فی التفسیر المراد به الغناء

خنزیر کی کھائی ہوئی کھیتی کا بقیہ حلال ہے۔

سوال ۳۰۵۔ اگر کسی کھیت کا کچھ حصہ خنزیر وغیرہ کھائے تو باقی کا کھانا کیسا ہے۔؟

الجواب۔ کھیت کا اگر کچھ حصہ خنزیر وغیرہ نے کھایا تو وہ حلال و پاک ہے۔ کھانا اُس کا جائز ہے۔ لعدم الیقین وعموم البلویٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

کافر کا مسجد میں آنا کیسا ہے؟

سوال ۳۰۶۔ اگر کافر مسجد میں بہ نیت وعظ سننے کے آوے تو کیا کرنا چاہئے

الجواب۔ کافر اگر مسجد میں وعظ سننے کو آوے بانظافت وغسل تو اُس کو منع نہ کیا جاوے۔ فقط

سرکاری کمیشن لینا درست ہے

سوال ۳۰۷۔ سرکاری کمیشن جو کسی فیصل کنندہ کے لئے مقرر ہو اُس کا لینا کیسا ہے؟

الجواب۔ کمیشن جو سرکار کی طرف سے کسی فیصل کنندہ کے لئے مقرر ہو وہ لینا درست ہے۔ فقط

اہل ہنود کو تعویذات دینے کا حکم

سوال ۳۰۸۔ تعویذات ونقوش کا دینا اہل ہنود کو کیسا ہے؟ اور بیماروں کو دم کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ تعویذات ونقوش اہل ہنود کو دینا درست ہے۔ اور بیماروں پر آیت قرآنی پڑھکر دم کرنا جائز ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نمبر	مضامین	صفحات
	کتاب الایمان والعقائد	
۱	تکفیر مسلم میں کامل احتیاط لازم ہے	۳
	ردبدعات	
۲		۵
۳	کلمات کفر پر مطلقاً حکم تکفیر نہ کیا جائے	۹
۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین	
"	کے ایمان میں توقف کرنا چاہئے۔	"
۵	توہین عالم مطلقاً کفر نہیں۔	۱۰
۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوقات ہیں	۱۱
۷	روافض پر حکم تکفیر عام نہیں۔	"
۸		"
۹		۱۲
۱۰		۱۳
۱۱	درباره لعنت بر یزید۔	۱۶
۱۲		۱۷
۱۳	قبر پر پتھر کندہ کرکے لگانا	۱۹
۱۴	بوقت نکاح نوشہ کا پالکی پر سوار ہونا۔	۱۹
۱۵	زیارت قبور۔ محفل میلاد کے متعلق۔	۲۴
۱۶	غناو مزامیر کی حرمت۔	"
۱۷		۲۵
۱۸		۲۶
۱۹		۲۷
۲۰		۲۸
۲۱	مشرکین اگر اپنے برتن سے پانی کنوئیں میں سے	
"	بھریں تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔	۳۱
۲۲	پوڑیہ کا رنگ مشتبہ ہے اور جس پانی میں ڈال بھیگی	
"	ہو اگر تغیر نہ ہو تو اُس سے وضو جائز ہے۔	"
۲۳	خطبہ الوداع اور ایصال ثواب بذریعہ عزہ کا حکم	۳۳
۲۴	متعلقہ جہر بسم اللہ	۳۴
۲۵	سر پر تولیہ یا رومال باندھکر نماز پڑھانا	
"	جائز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	
"	کے عمامہ کی تحقیق کہ کتنا ہوتا تھا۔	۳۴
۲۶	فوجی ملازم کو پتلون و پیٹی میں نماز پڑھنا	
	درست ہے۔ مع دیگر جزئیات متفرقہ۔	۳۵

نمبر	مضامین	صفحات
۲۷	اذان خطبہ مسجد کے اندر جائز ہے	۳۷
۲۸	جسکو خونی بواسیر ہو وہ دوسروں کا امام ہو سکتا ہے	۳۸
۲۹	مقتدی مقیم نے امام مسافر کیساتھ ایک	
	رکعت پائی باقی کو کسطرح ادا کرے۔	"
۳۰	دعا، اور درود قعدہ سہو میں پڑھے	
"	رکوع کی حد کیا ہے سنت فجر کی قضاء،	
"	فوت شدہ نمازیں یاد نہ ہونے کا حکم	۳۹
۳۱	بعض آیات کا جواب جو مسنون ہے	
"	نماز میں بھی دیا جائے یا نہیں۔	۴۰
۳۲	سفر میں چند آدمی جمعہ کے دن ظہر	
"	بجماعت پڑھ سکتے ہیں۔	"
	کتاب الصلوۃ	
۳۳		۴۳
۳۴		۴۴
۳۵	قرأۃ خلف الامام۔	۴۵
۳۶	احتیاط الظہر کی ممانعت۔	۴۶
۳۷	جس شہر میں اٹھارہ گھنٹہ دن اور چھ گھنٹہ	
"	رات ہو وہاں کی نمازوں اور روزہ کا حکم	۴۸
۳۸		۵۰
۳۹		۵۶
۴۰	جنازہ میں سلام سے پہلے ہاتھ چھوڑے یا بعد میں	۵۷
۴۱	خطبہ جمعہ غیر عربی میں جائز نہیں۔	"
۴۲	جمعہ کیلئے قریہ کبیرہ کی شرط اور شاہ ولی اللہ کی تحقیق	۵۸
۴۳	خودکشی کرنیوالے پر نماز جنازہ پڑھنی چاہئے	۵۹
۴۴	فاسق کے پیچھے نماز تنہا پڑھنے سے افضل ہے	۶۰
۴۵	متعدد جنازوں کی نماز علیحدہ علیحدہ افضل ہے	"
۴۶	دو مردوں کا ایک قبر میں دفن کرنا	
"	بلا ضرورت شدیدہ جائز نہیں۔	"
۴۷	میت کی پیشانی و سینہ پر کلمہ لکھنا	
"	وغیرہ کے احکام۔	۶۱
۴۸	جامع مسجد کی تعریف اور تعدد جمعہ کا حکم	۶۲
۴۹	بعد نماز جنازہ سورۂ اخلاص پڑھنا	"

نمبر	مضامین	صفحات
۵۰	جس گاؤں میں چھ سو آدمی ہوں وہ قریہ صغیرہ	۶۳
۵۱	دفن کے بعد لاش کا منتقل کرنا۔	"
۵۲	نماز جنازہ کا تکرار جائز نہیں۔	"
۵۳	نماز جنازہ کو سنتوں پر مقدم کرنا چاہئے۔	۶۴
۵۴	مرنیکے بعد زوجہ کو غسل دینا جائز نہیں۔	"
۵۵	روافض کے جنازہ کی نماز۔	"
۵۶		۶۵
	کتاب الزکوۃ	
۵۷		۷۰
۵۸		۷۲
۵۹	مکانات کی زکوۃ، ادائے زکوۃ کا	
"	وقت، سامان جہیز کی زکوۃ۔	۷۳
۶۰	چند مسائل عشر۔	"
۶۱	سونا اور چاندی دونوں موجود ہوں تو اسکی	
"	زکوۃ کا طریقہ۔	۷۴
۶۲	ہندوستان کی زمینوں کا ایک حکم نہیں ہے۔	۷۵
۶۳	زیورات کی زکوۃ۔	"
۶۴	زمین عشری میں خراج نکالنے سے عشر ساقط	
"	نہیں ہوتا۔	"
۶۵	جس کو زکوۃ دی جائے اُس کو یہ بتلانا	
"	ضروری نہیں کہ یہ زکوۃ ہے مع دیگر مسائل	۷۶
۶۶	سودی قرض میں سود اگر اسی نہیں اور	
"	بیع میں دیئے ہوئے روپیہ پر زکوۃ نہیں	۷۷
۶۷	زکوۃ خود اگر محتاج ہو اپنے اوپر خرچ	
"	نہیں کرسکتا۔ مگر اپنی اولاد زوجہ محتاج	
"	کو دے سکتا ہے۔	"
۶۸	عشری زمین کو اگر پانی خود دیا جاوے	
	اُس میں نصف عشر واجب ہے۔	۷۸
	کتاب الصوم	
۶۹	روزہ میں سہواً کھائے ہوئے پر قصداً	
"	کھانا موجب کفارہ ہے یا نہیں۔	"
۷۰	زندگی میں فدیہ کون دے سکتا ہے۔	
۷۱	اختلاف مطالع معتبر نہیں خبر ہلال جب	
"	معتبر ذریعہ سے آگئی تو سب کے لئے اُس پر عمل کرنا	۸۰
	ضروری ہے	

نمبر	مضامین	صفحہ
	کتاب الحج	
۷۲	حج فرض میں بلا اجازت والدین کے بھی	
″	جاسکتا ہے۔	۸۱
۷۳	حج بدل کا روپیہ کسی دوسرے مصرف خیر میں لگانا	″
۷۴	دختر رضاعی کا شوہر محرم ہے اسکی ساتھ	
″	سفر حج جائز ہے۔	″
۷۵	حج بدل کے احکام۔	″
۷۶	جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اُس سے حج بدل	
″	کرانا جائز مگر مکروہ ہے۔	۸۲
۷۷	حجاج پر گورنمنٹ کی طرف سے زائد قیود	
″	عائد کرنا مذہبی مداخلت ہے۔	″
	کتاب النکاح والرضاع	
۷۸	عورت کو مطالبہ مہر کیلئے شوہر سے علیحدہ	
″	رہنے کا حق کس صورت میں ہے۔	۸۴
۷۹	بعد وفات تایا کی تائی سے نکاح جائز ہے۔	۸۵
۸۰	عدت میں اگر حمل زنا کا ہو جاوے تو قبل	
″	وضع حمل دوسرے سے نکاح جائز نہیں	″
۸۱	زوجہ کے مرنیکے بعد فوراً سالی سے نکاح جائز ہے	″
۸۲	میں نے اپنی لڑکی فلاں کو دیدی یہ الفاظ	
″	عرفاً رشتہ کے ہیں نکاح نہیں۔	۸۶
۸۳	محض تہمت زنا لگانیسے نکاح نہیں ٹوٹتا	″
۸۴	استیذان کے معاملہ میں ولی اور اُسکا	
″	وکیل اور رسول سب برابر ہیں۔	۸۷
۸۵	نکاح کے انعقاد کیلئے قاضی شرط نہیں اور	
″	قاضی نکاح خواں کو نکاح خوانی پر جبر	
″	کر کے اُجرت لینا جائز نہیں۔	۸۸
۸۶	نکاح میں یہ شرط لڑکا اپنی سُسرال میں رہیگا	۸۹
۸۷	دو بیویاں ہوں تو دونوں میں مساوات فرض ہے	″
۸۸	ولد الزنا صحیح النسب کا کفو نہیں ہے۔	۹۰
۸۹	ولایت نکاح نابالغہ کی بعد وفات والد	
″	چچا کو ہے جبکہ کوئی اور عصبہ قریب موجود نہو	″
۹۰	اپنے نانا کی زوجہ ثانیہ سے نکاح حرام ہے	″
۹۱	رضاعی بھائی کی بہن سے نکاح درست ہے	
۹۲	بذریعہ خط نکاح کرنیکی شروط۔	۹۱
۹۳	نکاح ثانی کا جواز قرآن وحدیث سے	
″	ثابت ہے اُسکو معیوب جاننے میں اندیشہ کفر کا ہے	″

نمبر	مضامین	صفحہ
۹۴	نومسلمہ سے نکاح۔	۹۲
۹۵	نصاب شہادت سے کم ہو تو اُس تہدیت	
″	پر رضاعت قضاءً ثابت نہیں۔	″
۹۶	زوجہ خال وعم متوفی سے نکاح درست ہے۔	۹۳
۹۷	حکم نکاح سنیہ با رافضی۔	″
۹۸	باپ کی موجودگی میں چچا نے اگر نکاح	
″	نابالغہ کا کر دیا تو نافذ نہیں۔	″
۹۹	رضاعی بھتیجی سے نکاح درست نہیں۔	۹۴
۱۰۰	دھوکہ سے عمر کم بتلا کر نکاح کر لیا تو فسخ	
″	کا اختیار نہیں۔	″
۱۰۱	زوجہ کے پستان مُنھ میں لینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا	۹۵
۱۰۲	عورت رتقا کا نکاح صحیح ہے اور مہر واجب ہے	۹۶
۱۰۳	زوجہ عنین کا حکم۔	۹۷
۱۰۴	مسلمان عورت کافر کی بیوی	″
۱۰۵	ایک بھائی کے نکاح میں خالہ دوسرے	
″	بھائی کی بھانجی ہو تو درست ہے۔	۹۸
۱۰۶	زیادہ عمر والی شخص کی کم عمر بتا کر کم عمر والی	
″	لڑکی سے شادی کر دی جائے اور	
″	شادی ہونیکے بعد جانبین راضی نہو تو کیا حکم ہے	″
۱۰۷	ساس کیساتھ زنا کرنیسے بیوی حرام ہو جاتی ہے	۹۹
۱۰۸	دو شاہدوں کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا	۱۰۰
۱۰۹	سالی کیساتھ زنا سے اُسکی بیٹی حرام ہو جاتی ہے	″
۱۱۰	اگر ڈھائی برس کے بعد کسی بچہ مرضعہ کا دودھ	
″	پیا تو حرمت رضاعت ثابت نہو گی	۱۰۱
۱۱۱	لڑکی بالغہ کا نکاح غیر کفو میں بلا اذن ولی	
″	باطل ہے	″
۱۱۲	رنڈی اگر تائب ہو کر نکاح کرے اس	
″	سے بغیر استبراء کے وطی کرنا درست ہے	۱۰۲
۱۱۳	جبکہ زوج ثانی سے نکاح ہو گیا اور مقر	
″	وطی ہے تو نکاح زوج اول سے درست ہے	″
۱۱۴	زبردستی اجازت سے نکاح ہو جاتا ہے	۱۰۳
۱۱۵	اگر عورت کا نکاح مرد عنین سے ہوا ہو تو	
″	اُسکو چاہئے کہ اسکا دعویٰ قاضی کے یہاں کردے	″
۱۱۶	جبکہ زوجین مسلمان ہوں قبل ایجاب وقبول	
″	اُن کو کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھانیکی ضرورت	
″	نہیں ہے جیسا کہ عوام جہال میں رواج ہے	۱۰۴

نمبر	مضامین	صفحہ
۱۱۷	حقیقی بھائی کی وکالت اور اقربا کی	
″	شہادت نکاح میں درست ہے	۱۰۴
۱۱۸	مہر اگر خاوند کی حیثیت سے زیادہ ہو تو	
″	وہ لازم ہے اور نکاح درست ہے	″
۱۱۹	اگر دو گواہوں نے اجازت نکاح کے	
″	الفاظ سنے ہیں تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے	۱۰۵
	کتاب الطلاق والخلع	
۱۲۰	حکم اسکا جو خاوند زوجہ کا نان نفقہ وغیرہ	
″	ادا نہیں کرتا اس صورت میں شریعت	
″	جدائی کا حکم دیتی ہے یا نہیں۔	″
۱۲۱	زبردستی طلاقنامہ لکھوانیسے طلاق کا حکم	۱۰۶
۱۲۲	اگر پورے غصہ کی حالت میں طلاق دے تو	
″	بغیر حلالہ نکاح دوبارہ درست نہو گا	″
۱۲۳	خنثیٰ کو طلاق دینے کی ضرورت نہیں بلکہ	
″	نکاح درست نہیں ہوا۔	۱۰۷
۱۲۴	شہادت طلاق میں عدالت گواہوں	
″	کا اعتبار ہے۔	″
۱۲۵	نابالغ کی طرف سے ولی طلاق نہیں دلسکتا	۱۰۸
۱۲۶	اگر دو زوجہ کو کہے کہ تم دونوں کو تین	
″	طلاق ہیں تو کیا حکم ہے۔	۱۰۹
۱۲۷	حالت حمل میں دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے	
″	خلع بلا تراضی طرفین کے نہیں ہو سکتا اور	
″	طلاق خلوت میں بھی واقع ہوتی ہے مع دیگر مسائل	″
۱۲۸	کیا خط کے ذریعہ طلاق واقع ہو جاتی ہے	۱۱۱
۱۲۹	کذباً طلاق کا حکم۔	۱۱۲
۱۳۰	طلاق معلق۔	″
۱۳۱	خلع میں ایک طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے	۱۱۳
۱۳۲	بیوی کی رضاعی ماں سے مرتکب زنا ہوا	
″	تو بیوی حرام ہو گئی۔	″
۱۳۳	مہر مؤجل کا مطالبہ عورت قبل از موت	
″	یا طلاق نہیں کر سکتی۔	″
۱۳۴	نہیں جو طلاق اُسپر معلق ہو واقع نہو گی	۱۱۴
۱۳۵	چند مسائل خلع۔	″
۱۳۶	نکاح سے پہلے تعلیق طلاق بدون	
″	اضافت الی النکاح معتبر نہیں۔	۱۱۶
۱۳۷	چند مسائل حرمت مصاہرت۔	″
۱۳۸	زوجہ دائم الحبس کا حکم ودیگر مسئلہ طلاق	۱۱۷

نمبر	مضامین	صفحات
۱۳۹	بے پڑھے یا سنے کسی طلاق نامہ پر	
"	انگوٹھا لگوالینے سے طلاق نہیں ہوتی۔	۱۱۸
۱۴۰	والدین اگر بیوی کو طلاق دینے کا حکم کریں	
"	تو تعمیل کرنا چاہئے۔	"
۱۴۱	چچا اور ماں دونوں موجود ہوں تو	
"	ولایت نکاح نابالغہ کس کو ہے	"
۱۴۲	مُکرہ کی طلاق واقع ہوجاتی ہے البتہ اقرارِ	
"	طلاق اُس کا معتبر نہیں۔	۱۱۹

باب کنایات الطلاق

نمبر	مضامین	صفحات
۱۴۳	تجھ کو اختیار ہے جہاں چاہے رہ ان لفظوں	
	سے طلاق نہیں ہوئی۔	۱۲۰
۱۴۴	اپنی لڑکی کی طلاق مجھ سے لے لو۔	"
۱۴۵	الفاظ کنایہ چند بار کہے تو ایک طلاق ہوئی	"
۱۴۶	چند الفاظ کنایہ و صریح	۱۲۱
۱۴۷	چند الفاظ کنایہ کی تعلیق شرط پر۔	"

باب العدۃ

نمبر	مضامین	صفحات
۱۴۸	عدۃ طلاق گذارنا ضروری ہے عدۃ وفات	
"	گذارنے سے پہلی نکاح صحیح نہیں۔	۱۲۲
۱۴۹	والدین کے مکان پر عدۃ گذارنا جائز ہے	"
۱۵۰	قبل خلوت عدۃ طلاق واجب نہیں۔	۱۲۳
۱۵۱	حمل زنا کے وقت بھی عدۃ طلاق گذارنا ضروری ہے	"

کتاب الایمان

نمبر	مضامین	صفحات
۱۵۲	حالف غیر اللہ کے متعلق چند مسائل	"
۱۵۳	کفارۂ یمین کا مسئلہ۔	"
۱۵۴	کفارۂ یمین اور چند دیگر مسائل۔	۱۲۴

کتاب المفقود

نمبر	مضامین	صفحات
۱۵۵	زوجہ مفقود الخبر چار سال کے تفریق	
"	کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہے۔	۱۲۵
۱۵۶	" " "	۱۲۶
۱۵۷	واپسی مفقود کا حکم۔	"
۱۵۸	زوجۂ اسیر کا حکم۔	۱۲۷
۱۵۹	زوجۂ اسیر سے جو اولاد اُسکی غیبت	
"	میں پیدا ہو وہ اُسی کی طرف منسوب ہوگی	"
۱۶۰	زوجۂ غائب غیر مفقود کا حکم۔	۱۲۸
۱۶۱	واپسی مفقود کا حکم	"

کتاب الوقف

نمبر	مضامین	صفحہ
۱۶۲	فقرائے مکہ کے لئے جو وقف ہو وہ دوسری	
"	جگہ کے فقراء پر خرچ ہو سکتا ہے۔	۱۲۹
۱۶۳	مال حرام کسی نے مسجد کیلئے وقف کردیا	
"	تو کیا کیا جاوے۔	"
۱۶۴	مسجد کی زمین ہمیشہ مسجد رہتی ہے دوسرے	
"	کام میں نہیں آسکتی۔	"
۱۶۵	غیر مسلم اگر کرایہ زیادہ دے تو مسجد	
"	کی دوکان اُسی کو دینا چاہئے۔	۱۳۰
۱۶۶	متولی کو بغیر خیانت کے معزول نہیں کیا جاسکتا	۱۳۱
۱۶۷	پرانے قبرستان کو مسجد بنانا۔	۱۳۲
۱۶۸	بلفظ ہبہ وقف درست ہے۔	"
۱۶۹	اوقاف مدرسہ اسلامیہ سے تعلیم انگریزی	
"	پر خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟	۱۳۳
۱۷۰	تبدیل مکان مدرسہ۔	"
۱۷۱	کسی کی مملوکہ زمین بغیر اجازت مالک	
"	کے وقف میں شامل کرنے کا حکم۔	۱۳۴
۱۷۲	اولاد واقف تولیت میں دوسروں سے مقدم ہیں	"
۱۷۳	جائداد موقوفہ کے عوض جو روپیہ حاصل ہو	
"	اُس سے دوسری جائداد خرید کر وقف کرنا ضروری ہے	۱۳۵
۱۷۴	زمین موقوفہ کو بیع کرکے دوسری زمین سے	
"	بدلنا بدون شرائط مقررہ جائز نہیں۔	۱۳۶
۱۷۵	وقف زبانی کردینا بھی صحیح ہے۔	۱۳۷
۱۷۶	اراضی مشترکہ میں عیدگاہ بنانا بدون	
"	اجازت شرکاء جائز نہیں۔	"
۱۷۷	مسلمانوں کے قبرستان پر ایک ہندو	
"	کا دعوائے ملکیت۔	"
۱۷۸	انتظام وقف میں غیر مسلم گورنمنٹ کا دخل	
"	جائز نہیں۔	۱۳۸
۱۷۹	ایک شخص نے اپنی مملوکہ جائداد کے وقف نامہ میں	
"	یہ بھی لکھدیا کہ آج کی تاریخ کے بعد جو	
"	جائداد میری ملک میں آوے گی وہ بھی	
"	وقف ہو جائیگی یہ درست ہے یا نہیں؟	۱۴۰
۱۸۰	مسجد کیلئے کوئی زمین خریدی گئی لیکن ابھی	
"	وقف نہیں کیگئی تو اس سے دوسری جگہ تبادلہ درست ہے	"

نمبر	مضامین	صفحات
۱۴۱	آمدنی مسجد سے غسالہ اموات کو تنخواہ دینا	
	جائز نہیں۔	۱۴۱
۱۴۲	غیر آباد مسجد کا حکم۔	۱۴۱
۱۴۳	مسجد کا بیکار شامیانہ کس کام میں صرف کیا جائے	"

کتاب البیوع

نمبر	مضامین	صفحات
۱۴۴	جبراً فسخ بیع نہیں ہوسکتی۔	۱۴۲
۱۴۵	طبی نسخہ کے خلاف طیار کی ہوئی دواؤں کی بیع	"
۱۴۶	بیع بالوفاء کا حکم۔	۱۴۳
۱۴۷	مسجد کیلئے سودی قرض لینا اور نوٹ پر منافع لینا	۱۴۵
۱۴۸	ایکھ بونیکے وقت کسی خاص نرخ پر رس خریدنا	"
۱۴۹	سلطنت ٹرکی کے تمسکات کی خریداری۔	۱۴۶
۱۵۰	باغات کے پھل فروخت کرنیکے احکام۔	"
۱۵۱	ایضاً بابتہ ثمار۔	"
۱۵۲	مروجہ نوٹ کے احکام نوٹ خود مال متقوم نہیں	
"	بلکہ قرض کا وثیقہ ہے۔	۱۴۷
۱۵۳	حقیقۃً بیع ہوجانیکے بعد کاغذات سرکاری	
"	میں رہن لکھوانے سے عقد بیع پر کچھ	
"	اثر نہیں پڑتا۔	۱۴۸

باب الربوا والصرف والسلم

نمبر	مضامین	صفحات
۱۵۴	قیدی کا روپیہ جو سرکاری بنک میں رکھا	
"	جاتا ہے اُس کے سود کا حکم۔	۱۴۹
۱۵۵	بنک کے سود کا حکم۔	"
۱۵۶	سلم در روغن زرد جائز نیست بشرائط۔	"
۱۵۷	غیر مسلموں سے سود کا حکم۔	"
۱۵۸	امانت کے روپیہ میں سود کا حکم۔	۱۵۰
۱۵۹	کفار سے سود لینے کا حکم۔	"
۱۶۰	بیع سلم اور اس کی شرائط۔	"
۱۶۱	غلہ کا مبادلہ غلہ سے۔	۱۵۱
۱۶۲	ایک فصل میں غلہ دیکر دوسری فصل میں لینے کا حکم	"
۱۶۳	درہم کا وزن بحساب مروج کیا ہے بیسوں	
"	میں۔ بیع سلم جائز ہے۔	۱۵۲
۱۶۴	سٹہ کھیلنا حرام ہے۔	"

کتاب الوکالت

نمبر	مضامین	صفحات
۱۶۵	پیشہ وکالت مروج کا حکم۔	۱۵۳
۱۶۶	فروخت شدہ محدود مکان کی مساحت میں زیادتی برآمد ہونا۔	"

نمبر	مضامین	صفحات
۱۶۷	ایک باغ دو شخصوں کو نصفا نصف ہبہ	
″	کیا گیا پھر حصوں میں کمی بیشی برآمد ہوئی۔	۱۵۴
	کتاب الدین	
۱۶۸	مدیون متمرد سے خرچہ مقدمہ کا لینا جائز ہی	″
۱۶۹	رفع اشتباہ۔	″
	کتاب الہبہ	
۱۷۰	نفاذ ہبہ کیلئے یہ شرط ہی کہ مشترک نہو اور	
″	موہوب لہٗ کا قبضہ ہو جاوے۔	۱۵۸
۱۷۱	دو شخصوں کو ایک مکان کا ہبہ کر دیا	
″	پھر دوسرے کے ہاتھ ہبہ کر دے۔	۱۵۹
۱۷۲	ہبہ زبانی بھی صحیح ہے۔	۱۶۰
۱۷۳	شوہر کی طرف سے جو زیور و کپڑے زوجہ	
″	کو دیئے جاویں وہ کس کی ملک ہیں۔	۱۶۱
۱۷۴	ہبہ مشترک ناجائز ہے۔	
۱۷۵	جائداد کا ہبہ جب صحیح و تام ہو گیا تو موہوب لہٗ	
″	کو اختیار ہے جو چاہے کرے	
۱۷۶	نابالغہ نواسی یا پوتی کو جو شئی ہبہ کیجاوے	
″	اُسپر نانی دادی کا قبضہ کافی ہی یا نہیں	
	کتاب الاجارہ	
۱۷۷	بیری یا انبہ پر پیوند لگانا اور اُس کی	
	اُجرت لینا جائز ہے۔	۱۶۵
۱۷۸	تراویح میں قرآن سنانے پر اُجرت	
″	طے کر کے لینا یا بلا تعین خدمت کرنا۔	″
۱۷۹	گائے کی بچّہ کو مروّجہ صورت سے	
″	پال پر دینا جائز نہیں۔	۱۶۶
۱۸۰	اجرت امامت جائز ہے۔	۱۶۷
۱۸۱	نماز جنازہ پر اُجرت لینا جائز نہیں	
۱۸۲	اجارہ فاسدہ کا حکم	۱۶۸
۱۸۳	کسی گناہ کی طرف جانے کیلئے گاڑی	
″	وغیرہ کرایہ پر لیجانا۔	″
	کتاب الشفعہ	
۱۸۴	حق شفعہ محض رشتہ داری کیوجہ سے کسی	
″	کو حاصل نہیں ہوتا۔	۱۶۹

نمبر	مضامین	صفحات
	کتاب الذبائح	
۱۸۵	ذبح کرنیوالا مسلمان ہو اور پکڑنے	
″	والا کافر ہو تو ذبیحہ درست ہے۔	۱۶۹
۱۸۶	جو مچھلی پانی میں خود بخود مرجاوے	
″	اُسکا حکم نیز مچھلی کے بلا ذبح حلال	
″	ہونے کی وجہ	۱۷۰
۱۸۷	کسی پیر کے نام پر جانور ذبح کیا تو حلال نہیں	″
۱۸۸	مردار کی کھال اور گوشت فروخت	
″	کرنا جائز نہیں۔	۱۷۱
۱۸۹	یہود و نصاریٰ کے ذبیحہ اور اُنکی	
″	عورتوں سے نکاح کا حکم۔	″
۱۹۰	بوقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر بلا واؤ	
″	کہنا بہ نسبت مع واؤ کے اولیٰ ہے	″
۱۹۱	الصدقۃ والاضحیۃ۔	۱۷۴
۱۹۲	شیعوں کے ذبیحہ کا حکم	۱۷۵
۱۹۳	شکار پر گولی چلانیکے وقت بسم اللہ	
″	پڑھنا کافی نہیں۔	۱۷۶
۱۹۴	ذابح اگرچہ فاسق ہو ذبیحہ اُسکا حلال ہے	″
۱۹۵	بندوق کے شکار اور کتے کے شکار کا حکم	
″	نیز یہ کہ شکار نے بوقت ذبح خون	
″	نہ دیا تو کیا حکم ہے۔	″
	کتاب الاضحیۃ والعقیقۃ	
۱۹۶		۱۷۸
۱۹۷	قربانی کا جانور کھو یا گیا پھر دوسرا	
″	خریدنیکے بعد مل گیا تو کیا کیا جائے۔	″
۱۹۸	بکری اسلئے خریدی کہ اسکے بچوں کی	
″	قربانی کیا کرونگا تو ان بچوں کی فروخت	
″	جائز ہے یا نہیں۔	۱۷۹
۱۹۹	عقیقہ ساتویں روز مستحب ہی اسکے خلاف	
″	مستحب نہوگا۔ ذبیحہ گاؤ کے متعلق	
″	ایک موضوع روایت کی تحقیق۔	″
۲۰۰	گائے کا اگر بچّہ نہو تو قربانی درست ہے	۱۸۰
۲۰۱	خنثی جانور کی قربانی جائز نہیں۔	″
۲۰۲	حاملہ گائے کی قربانی مکروہ ہے۔	″

نمبر	مضامین	صفحات
	کتاب الرہن	
۲۰۳	شئی مرہونہ سے نفع اٹھانا مرتہن کو ناجائز ہے	۱۸۱
۲۰۴	اجارہ اور رہن جمع نہیں ہو سکتے۔	۱۸۲
۲۰۵	مکان مشترک کا رہن درست نہیں۔	۱۸۳
	کتاب الحظر والاباحت	
۲۰۶	جس شہر میں طاعون وغیرہ ہو اُس سے	
″	بغرض تبدیل آب و ہوا نکلنا نادرست ہی	″
۲۰۷	نسبتی اسماء کا حکم	″
۲۰۸	تصویر کے متعلق شرعی حکم	″
۲۰۹	قصابی پیشہ کے متعلق شرعی فیصلہ	۱۸۵
۲۱۰	اسقاطِ حمل بوجہ ضرورت شدیدہ	
″	کے جائز ہے یا نہیں۔	″
۲۱۱	ترجمۂ قرآن مجید بلا متن چھاپنے کا حکم۔	″
۲۱۲	آڑھت لینا دونوں طرف سے جائز ہے	۱۸۶
۲۱۳	عورتوں کو کھڑاجوتا پہننا مکروہ ہے	″
۲۱۴	مغنیہ عورتوں کے مال کا حکم۔	″
۲۱۵	زوجۂ صالحہ اپنے زوج فاسق کو نصیحت	
″	کر سکتی ہے۔	″
۲۱۶	مسجد میں بلند آواز سے پڑھنا	۱۸۷
۲۱۷	مشتبہ مال کا کھانا حرام نہیں۔	″
۲۱۸	مالک کی بتائی ہوئی قیمت سے زیادہ	
″	دام وصول کرنا کسی مال پر جائز نہیں	″
۲۱۹	شادیوں میں گانا بجانا قطعی حرام ہی	۱۸۸
۲۲۰	خنزیر کی کھائی ہوئی کھیتی کا بقیہ	
″	حلال ہے۔	″
۲۲۱	کافر کا مسجد میں آنا کیسا ہے؟	
۲۲۲	سرکاری کمیشن لینا کیسا ہے؟	
۲۲۳	اہل ہنود کو تعویذات دینے کا حکم۔	″

تمت

ہر قسم کی عمدہ و ارزاں کتابیں
ملنے کا پتہ
ناظم دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور

متعلق زیارت قبور و توسل و تعلق ارواح و غیرہ متعلقہ

نمبر ۱۲۹ سوال۔ اولیاء اللہ اور صلحاء کی قبروں پر حاضر ہو تو اون سے استمداد فیض ہوتا ہے یا نہیں۔ (۲) فاتحہ کے بعد دعاء مانگنا کہ اے خدا ان کے بزرگ کے طفیل سے میرا یہ کام پورا ہو۔ یا یہ کہے کہ اے فلاں بزرگ آپ مقبول بارگاہ خداوندی ہیں ہمارے مقاصد کے لئے دعاء فرمائیے یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ (۳) امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ قبر امام موسی کاظمؒ پر دعاء کا مقبول ہونا مجرب ہے مثل تریاق ہے۔ اس کا ثبوت ہے یا نہیں۔

(۴) عام قبور پر بغرض فاتحہ عزیز و احباب حاضر ہوتے ہیں میت کو یہ معلوم ہوتا ہے اور وہ ہمارے کلام کو سنتے ہیں یا نہیں۔ (۵) اہل قبر کی ارواح کا تعلق قبر سے رہتا ہے یا نہیں عذاب یا ثواب قبر ہمیشہ اہل قبر پر ہوتا رہتا ہے یا نہ (۶) پنجشنبہ اور عیدین کو ارواح اپنی قبور اور مکانات پر آتی ہیں یا نہیں۔

الجواب۔ ۱ و ۲ اس طرح اور اس عنوان سے توسل بزرگوں کی ساتھ جائز ہے (۳) یہ منقولہ امام شافعیؒ کی طرف منسوب ہے ابن تیمیہ نے اپنے فتاوی میں اس کو نقل کیا ہے اور رد کیا ہے لیکن ہمارے نزدیک کسی بزرگ کی قبر پر جاکر اگر وہ بغیر ہاتھ اوٹھائے ہوئے دل دل میں اللہ تعالی سے دعاء کرے تو جائز ہے۔ (۴) بعض روایات حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اون کو اپنے اعزا و احباب کے آنے کی اطلاع ہوتی ہے اور خوش ہوتے ہیں و سرد السیوطیؒ هذه الاحادیث فی شرح الصدور۔ باقی اون کے کلام سننے یا نہ سننے میں روایات حدیث و اقوال ائمہ مختلف ہیں اعدل الاقوال اور اصح و مختار یہ ہے۔ جن جن مواضع میں میت کا کلام غیر سننا منصوص ہے وہاں تو بلا تامل یقین کیا جاوے باقی عام کلام خطاب کے متعلق کوئی ضابطہ تو نہیں کہ ضرور سنتے ہیں لیکن نہ سننا بھی ضروری نہیں اگر حق تعالے چاہیں تو سنا دیں غرض ایسی حالت نہیں جیسے زندگی میں بطور جریان عادت سننا ضروری ہوتا ہے۔ هذا ما ذکرہ المحققون۔ (۵) تعلق قبر سے کچھ نہ کچھ باقی رہنا احادیث سے ثابت ہے لیکن یہ تعیین کہ کسی قسم کا تعلق رہتا ہے مشکل ہے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ روحیں قبروں پر رہتی ہیں اور بعض سے اس کے خلاف اس لئے اپنی طرف سے کوئی فیصلہ اس میں کرنا مناسب نہیں بلکہ سکوت و توقف مناسب ہے کیونکہ حلال و حرام سے اس کا تعلق نہیں والمسئلة مع ما لها و علیها ذکرها ابن القیم فی کتاب الروح مفصلاً والسیوطی فی شرح الصدور ان شئت فراجعهما عذاب و ثواب

بعض چیزوں کا تو منصوص حدیث ہے کہ تا قیامت رہے گا جیسے خودکشی کا عذاب وغیرہ باقی اس سے عام ضابطہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ (۶) اس کا ثبوت نہیں سیوطی نے شرح الصدور میں جو اس مضمون کی روایتیں نقل کی ہیں سب ضعیف ہیں فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ ۶ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۳۰ سوال۔ بکرا سید احمد کبیر یا غازی مسعود یا شیخ سدو کے نام سے چھوڑ دیتے ہیں ۲۰۵
اگر ایسے جانور کو اللہ کا نام لیکر بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کریں تو کھانا اوس کا حلال ہے یا حرام

الجواب۔ جب شیخ سدو وغیرہ کے نام پر نذر کر دیا گیا تو یہ صرف بوقت ذبح اللہ کا نام لینے سے حلال نہ ہوگا۔ قال فی التفسیر النیشاپوری تحت قولہ وما اھل لغیر اللہ بہ قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحھا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحۃ مرتد، انتھی اور بحر الرائق میں ہے الاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا یشتغل الذمۃ بہ وانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذہ ولا اکلہ ولا التصرف فیہ بوجہ من الوجوہ۔

نمبر ۱۳۱ سوال۔ اہل ہنود بیل بکرا بھوانی اور کالی کے نام یا اپنے بزرگوں کے نام لیکر چھوڑتے ہیں اور اپنی ملکیت سے خارج کر دیتے ہیں ایسے جانور کو پکڑ کر بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کر اوس کا اور کھانا حلال ہے یا نہیں۔

الجواب۔ یہ بھی بوجہ غیر اللہ کے نام نذر کر ......نے کے حرام ہوگیا البتہ اگر خود مالک اپنے خیال سے رجوع کر کے اوس جانور کو پھر پکڑ لے اور فروخت کر دے یا کسی کو ہبہ کر دے تو پھر اوس کا کھانا جائز ہو جائے گا کیونکہ نجاست و حرمت بوجہ اعتقاد نذر کے تھی جو توبہ و رجوع سے زائل ہو جائے گی اور ملک اس کی ہے زائل نہ ہوئی تھی لہذا اس کو فروخت وغیرہ کرنا جائز ہوگا یہی صورت مسئلہ اولی کی ساتھ بھی سمجھنی چاہئے ولھذہ المسئلۃ تفصیل لا یسع ھذا المقام۔ فقط۔ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۶ ربیع الاولی ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۳۲ سوال۔ ایک گائے سات آدمیوں نے ملکر قربانی کی بعض نے اپنی طرف سے ۲۰۶
وجوبا اور بعض نے بغیر وصیت اموات کی طرف سے قربانی کی اور سب کا مقصود تقرب الی اللہ ہو اس صورت میں شرکت فی الاضحیۃ زندہ لوگوں کی اموات کے ساتھ درست یا نہیں۔

الجواب۔ اس صورت میں وہ زندہ خود ہی اس قربانی کا شریک ہوگا پھر اوس کو اختیار

ہے کہ اوس کا ثواب کسی کو بخشدے یہ خیال غلط ہے کہ مردہ اس قربانی کا شریک ہی کیونکہ مردہ کو شریک قربانی کرنا بغیر اوس کی وصیت کے ممکن ہی نہیں بہرحال اس قربانی کے شرکا رسب زندہ ہی ہیں اور اگرچہ جہات تطوع مختلف ہیں لیکن چونکہ سب کی نیت تقرب الی اللہ ہے اس لئے یہ قربانی جائز ہے۔ لما فی العالمگیریۃ ولو اراد والقربۃ فی الاضحیۃ او غیرھا من القرب اجزاھم سوءٌ کانت القربۃ واجبۃ او تطوعاً او وجب علی البعض وسواء اتفقت جہات القربۃ او اختلفت الخ۔ عالمگیری مطبوعہ ہند صفحہ ۱۲۶ ج ۴ البتہ اولیٰ وافضل یہ ہے کہ جہت قربت بھی سب شرکار کی متحد ہو کما صرح الشامی۔ فقط

نمبر ۱۳۳ سوال۔ ہندہ کے والد نے ہندہ کا نکاح جبکہ اوس کی عمر چودہ سال کی تھی ایک ایسے شخص سے کر دیا جو مستورات کا نجی ملازم ہے نکاح کے وقت اوس کی اس کم حیثیتی کا علم نہ تھا۔ اب ہندہ کے والدین ہندہ کو رخصت نہیں کرتے اور ہندہ خود جانے کے لئے رضامند نہیں ہے جب کہ ہندہ نے بعد بلوغ قبول نکاح سے انکار کر دیا تو کیا ہندہ بلا طلاق کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اول تو ہندہ کا نکاح چودہ سال کی عمر میں ہوا ہے جس میں عادۃً لڑکی بالغ ہوجاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نکاح ہندہ کا بلوغ کے بعد ہوا ہے۔ اور جب ہندہ نے اوس وقت والد کے نکاح کرانے پر باوجود اطلاع واستیذان کے سکوت کیا تو یہ نکاح بالکل صحیح ہوگیا۔ اب ہندہ کو اوس کے فسخ کا کسی طرح اختیار نہیں۔ اور بالفرض اگر وہ بالغہ بھی نہ تھی تب بھی اوس کے والد نے یہ نکاح کرایا ہے۔ اور والد کا کیا ہوا نکاح لڑکی بعد البلوغ بھی فسخ نہیں کر سکتی۔ لما فی الھدایۃ فان زوجھا الاب او الجد یعنی الصغیر والصغیرۃ فلا خیار لھما بعد بلوغھما۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۳۴ سوال۔ زمانہ کے انحطاط سے مسلمان بیشتر بالکل جاہل رہ جانے کی وجہ سے مذہب کے احکامات حتیٰ کہ خدا اور رسول کی صحیح تعریف سے لاعلم ہوگئے ہیں معدودے چند کے علاوہ قرآن مجید کی تعلیم سمجھ کر سیکھنے کے خلاف بیشتر خود جہالت کی وجہ سے آوارہ گرد اور احکام اسلام سے دور رہ کر لہو ولعب و ممنوعات اسلام میں منہمک ہوئے۔ اور اپنی اولاد کو جاہل رکھنے اور مذکورہ امور میں منہمک کرنے کا باعث ہوئے۔ کثیر تعداد بچوں کی رات دن افعال قبیحہ کی مرتکب اور لہو ولعب میں آزادانہ مشغول نظر آنے لگی۔ تعلیم قرآن بے معنے

وناظرہ پڑھنے سے بھی بچوں کو نفور ہوگیا عربی کی تعلیم کا تو ذکر ہی کیا اُردو زبان جس میں احکام
اسلام بیشتر مترجمہ ہوجانے کی وجہ سے ان سے بخوبی واقفیت حاصل کی جاسکتی ہے۔ اُسے
بھی بالکل ناآشنا رہنے کی وجہ سے وہ تمام دینی و دنیوی معمولی امور میں بھی دوسروں کے دست
بن گئے۔ حساب (جس کے لئے ہر انسان دنیاوی امور کے لئے ہی نہیں بلکہ مذہبی امور۔ مثلاً
زکوۃ۔ فطرہ۔ حج۔ حقوق وراثت۔ اور ترتیب نماز جیسے اہم مسائل میں بھی سخت ترین ضرورت
ہے) سے وہ محض ناآشنا رہنے کی وجہ سے مذہبی اموراات کو خود صحیح طور پر ادا کرنے کے
نااہل ہیں اور اپنے تمول کو جو خدا نے اپنے انعام سے عطا فرمایا تھا اپنی مذکورہ جہالت کی بدولت
چالاک اور حساب ان غیر مذہب والوں کے سپرد کرکے عسرت اور فاقہ کشی جو غلباً ہر قوم
کے زوال کا باعث ہے) خرید رہے ہیں۔ ایسی حالت میں اگر گورنمنٹ جو غیر اسلامی ہے
اس شرط کے ساتھ کہ مسلمان بچے جو تعلیم قرآن مجید حاصل کرتے ہیں وہ اس سے مستثنےٰ رہیں
ایک ایسا قانون بنادے جس کی پابندی میں ہر بچہ پر اردو زبان اور حساب پڑھنا ضروری
ہوجاوے اور اس قانون کے ذریعہ بچوں کے والدین اُردو اور حساب کی تعلیم دلانے پر مجبور
ہوجاویں تو ایسی حالت میں (۱) مسلمانوں کو اوس قانون کے احکام کی تعمیل میں اپنے بچوں
کو تعلیم دلانا چاہیئے یا نہیں۔ (۲) بچوں کا جاہل رہنا لہو ولعب میں مارے مارے آوارہ پھرنا
بہتر ہے یا ایسی تعلیم حاصل کرنا۔ (۳) مسلمانوں کو مذکورہ بالا حالات میں ایسے احکام کی تعمیل
کرنا بہتر ہے یا اس کی مخالفت کرنا۔

الجواب۔ جبریہ تعلیم کے قانون دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سراسر تعلیم قرآن کے راستہ
میں رکاوٹیں پیدا کرنے والا ہے اور یہ امر محتاج دلائل نہیں کہ جب تک مسلمان مسلمان
ہے تعلیم قرآن کے راستہ میں ادنیٰ سی رکاوٹ بلکہ اوس کے خطرہ کو بھی برداشت نہیں
کرسکتا کیونکہ اسلام و ایمان کا امتیازی نشان اور تعلیم اسلام کا سب سے پہلا اور سب سے آخری
سبق قرآن ہی ہے۔ (۱) مسلمانوں پر فرض ہے کہ اوس کے معانی کو سمجھیں اور سمجھائیں
(۲) اون پر فرض ہے کہ اوس کے احکام کے پابند ہوں۔
(۳) اون پر فرض ہے کہ اوس کے الفاظ کو حفظ کریں اور کرائیں (۴) اون پر فرض ہے کہ
اوس کے نقوش اور رسم خط کی حفاظت کریں۔ (۵) اون پر واجب ہے کہ اپنی اولاد کو جب
وہ سمجھنے اور بولنے کے قابل ہوجائے قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ (۶) اون پر ضروری ہے

کہ قرآن کو ناظرہ بھی پڑھیں اور پڑھائیں جیساکہ حضرت عبادۃ بن الصامت سے حدیث میں مروی ہے افضل عبادۃ امتی قراءۃ القرآن نظراً (کنز العمال صفحہ ۱۳۰ ج اول)

الغرض تعلیم قرآن مسلمانوں پر نہ صرف ایک حیثیت سے بلکہ مختلف جہات سے فرض ہے۔ ناظرہ پڑھنا حفظ کرنا۔ معانی کو سمجھنا۔ بلا سمجھے تلاوت کرنا۔ لغت قرآن کو یاد کرنا۔ نقوش اور رسم خط کو محفوظ رکھنا سب اس فریضہ تعلیم القرآن کے افراد ہیں جو قانون ان میں سے کسی ایک جیز میں بھی رکاوٹ پیدا کرتا ہو یا آئندہ رکاوٹ پیدا ہونے کا خطرہ ہو وہ مذہبی مداخلت ہے اور شریعت اسلام کسی وقت اوس کو جائز نہیں رکھ سکتی اور نہ کوئی مسلمان اپنے مذہبی فریضہ کو محسوس کرتا ہوا اس قانون کی حمایت کرسکتا ہے۔ البتہ اگر یہ یقین دلادیا جائے اور وہ بھی صرف قولاً اور قلماً نہیں بلکہ عملاً کہ مذکورۃ الذیل دو شرطوں کا لحاظ اس قانون میں یقینی طور پر رکھا جائے گا۔ جیساکہ عبارت سوال سے یہ بات سمجھی بھی جاتی ہے، تو پھر مسلمانوں کو مذہبی حیثیت سے اس قانون پر کوئی اعتراض نہ ہوگا

شرط اول۔ تمام مکاتب قرآن اور اون میں پڑھنے والے لڑکے خواہ ناظرہ پڑھنے والے ہوں یا حفظ کرنے والے سب کے سب اس قانون سے اس طرح مستثنیٰ کردئے جائیں کہ وہ سابق طرز پر آزاد رہکر اپنی تعلیم قرآن میں مشغول رہ سکیں۔ جبریہ قانون اور اوس کے نافذ کرنے والے اون سے کسی قسم کا تعرض نہ کریں۔ اون کی نگرانی بھی میونسپل بورڈ کے لوگ نہ کریں۔

شرط دوم۔ جو پرائمری تعلیم جبراً نافذ کی جائے اوس کا کورس ایسا نہ ہو جس سے مذہب کی وقعت و حرمت میں کمی آئے۔ یا مذہبی تعلیمات کو ضعف پہنچے۔ نیز متعصب غیر مسلموں کی لکھی ہوئی تاریخیں اور دیگر تصانیف جن میں حقیقت پر تعصب کا پردہ ڈالا گیا ہے۔ اور شاہان اسلام اور اسلاف امت کو ایک نہایت (بھیانک) صورت میں دکھلایا گیا ہے۔ اس کورس کا جزو نہ ہوں اور اس کی اطمینان بخش صورت یہی ہوسکتی ہے کہ اس کی تجویز میں علماء اسلام سے بھی مشورہ لیا جایا کرے۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۸ ربیع الاولیٰ ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۳۵ سوال۔ ایک مسلمان کی بیوی فوت ہوگئی اس کی لڑکی دو ماہ کی ہے ا۔ شخص نے وہ لڑکی پالنے پرورش میں برال کو دے دی جو عیسائی مذہب رکھتی ہے وہ لڑکی بالغ ہوکر جو فعل بد کرے گی اس کا گناہ لڑکی کے ذمہ ہوگا یا اس کے باپ کے یا وہ شخص مسلمان

رہ سکتا ہے۔

الجواب۔ بچہ شیر خوار کو تربیت و رضاعت کے لئے بلا ضرورت کافر عورت کے سپرد کرنا مناسب نہیں لیکن جائز ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ جب بچہ کچھ دین و مذہب کو سمجھنے لگے تو اوس سے بچہ کو علیحدہ کر دیا جائے۔ نیز اگر یہ اندیشہ ہو کہ اس عورت کے پاس رہنے سے اوس کے مزاج و طبیعت میں کفر کی محبت پیدا ہو جائے گی تب بھی اوس عورت سے علیحدہ کرنا ضروری ہے لما فی الدر المختار والحاضنة الذمية ولو مجوسية كمسلمة مالم يعقل دينا الی قولہ الا ان يخاف ان يألف الكفر فينزع منها وان لم يعقل دينا۔ اور جو شخص اس کے خلاف کرے گنا ہگار ہوگا مگر مسلمان رہے گا۔

نمبر ۱۳۶ **سوال**۔ جو شخص آڑت کا کام کرتے ہیں۔ اور آڑتیہ دونوں فریق سے لیتے ہیں اور چنگی مال میں سے علیحدہ لیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں اور وہ چنگی جو زمیندار کے مال میں سے نکالکر جمع کرتے ہیں پھر اس مال میں سے چنگی و آڑت لیتے ہیں ایسی کمائی سے جو مال جمع ہو وہ حلال ہے یا حرام۔

الجواب۔ دلال کی اجرت کام اور محنت کے موافق لینا اور دینا جائز ہے بشرطیکہ ظاہر کر کے رضا سے لیا جائے اور جو خفیہ طرفین سے لیا جاتا ہے وہ جائز نہیں۔ فی الشامی کتاب الاجارہ صفحہ ۴۲ ج ۵ قال فی التتارخانية وفی الدلال والسمسار يجب اجر المثل وما تواضعوا عليه ان فی عشرة دنانير كذا فذاك حرام عليهم۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو روپیہ وغیرہ خفیہ لیتے ہیں وہ حرام ہے۔ فقط بندہ محمد شفیع غفر لہ۔ ۹ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۳۷ **سوال**۔ نابالغہ لڑکی ہندہ سے عمر نے دھوکہ دیکر اپنے بالغ لڑکے بکر کا عقد کرلیا لیکن قبل عقد مذکورہ بکر کے سفید داغ (برص) تھا جس کی خبر نہ زید کو اور نہ لڑکی وغیرہ کو تھی۔ اب بعد عقد زید کو معلوم ہوا اس لئے زید اپنی لڑکی کو رخصت کرنا نہیں چاہتا اور عمر وبکر زبردستی رخصت کرانا چاہتے ہیں۔ آیا نکاح اس دھوکہ بازی سے ہوا یا نہیں بصورت صحت نکاح زید و ہندہ کو فسخ نکاح کا کچھ اختیار رہے یا نہیں اگر نہیں تو فسخ نکاح کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

الجواب۔ فی الدر المختار ولا يتخير احد الزوجين بعيب فی الآخر فاحشا كجنون وجذام وبرص الخ در مختار آخر باب العنين وقال فی الهداية واذا كان بالزوج جنون

او برص او جذام فلا خیار لہا عند ابی یوسفؒ وقال محمد لہا الخیار دفعاً للضرر عنہا کما فی الجتبٰی...... ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں امام اعظم ابو حنیفہؒ و ابو یوسفؒ کے نزدیک لڑکی یا اوس کے والد کو فسخ نکاح کا اختیار نہیں اور اسی پر فتوی ہے لہذا اب اس خاوند سے جدا ہونے کی بجز طلاق کوئی صورت نہیں فقط۔ محمد شفیع غفرلہ

نمبر ۱۳۸۔ سوال۔ زید نے اپنی بیوی سے کچھ جھگڑا کیا۔ اس پر بیوی نے بذریعہ عدالت چارہ جوئی کی عدالت میں زید نے بحلف بیان کیا اور شہادت بھی دی کہ میں نے اس عورت کو طلاق دیدی ہے۔ عدالت سے نکلنے کے بعد زید نے کئی شخصوں سے طلاق ہونے کا اقرار کیا۔ یہ طلاق مغلظ ہوئی یا نہیں۔

الجواب۔ زید نے جو عدالت میں بیان دیتے وقت کہا کہ میں نے اس عورت کو طلاق دی۔ اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی پھر عدالت سے نکلنے کے بعد جو کئی شخصوں سے طلاق ہونے کا اقرار کیا اگر اس اقرار سے اوس کی نیت پہلی طلاق ہی کا بیان کرنا تھا تو دوسری طلاق نہیں پڑی اور اگر نیت اس اقرار سے دوسری طلاق دینے کی تھی تو دوسری طلاق بھی پڑ گئی لیکن یہ بھی طلاق رجعی ہوئی کما فی الدر المختار کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر دو صورت میں طلاق رجعی واقع ہوئی عدت کے اندر اندر بلا تجدید نکاح رجعت کر سکتا ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بغیر حلالہ کے کر سکتا ہے فقط

نمبر ۱۳۹۔ سوال۔ زید اور اوس کے خسر میں جھگڑا ہوا زید نے کہا میں نے طلاق دی وہ میری ماں ہے میں نے طلاق دی اس صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

الجواب۔ زید کی بیوی پر پہلے لفظ سے ایک طلاق رجعی اور تیسرے لفظ سے دوسری طلاق رجعی واقع ہوئی۔ لتحقق الاضافۃ الی الزوجۃ معنی وان لم یکن صراحۃً والاضافۃ المعنویۃ کافیۃ نص علیہ فی البحر ورد المحتار۔ اور درمیانی لفظ (یعنی وہ میری ماں ہے) لغو ہوگیا اس سے کوئی طلاق نہیں پڑی البتہ ایسے لفظ بیوی کو کہنا گناہ ہے حاصل یہ ہے کہ زید کی بیوی پر دو طلاقیں رجعی واقع ہوگئی عدت کے اندر بلا تجدید نکاح رجعت کر سکتا ہے اور بعد عدت تجدید نکاح کرکے رکھ سکتا ہے لیکن اس کے بعد اگر کبھی یک دفعہ بھی طلاق دیدی تو طلاق مغلظہ ہوجائے گی وھذا کلہ ظاہر من قولہم کما ھو مصرح فیہ العالمگیریۃ من الفقہاء

ولفظہ ولو قال لہا انت امی لایکون مظاہراً وینبغی ان یکون مکروہاً عالمگیری صفحہ ۵۲۷ ج ۲
ومثلہ فی الدر المختار والشامی وفیہ حدیث رواہ ابوداؤد ویدل علی کراہۃ ہذا اللفظ
لا وقوع الطلاق بہ فقط ــــــــ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۱۰ ربیع الاولی سنہ ۱۳۵۰ھ

۲۱۱۷ لفظ گذاشتم فارسی اور چھوڑ دیا اردو میں صریح طلاق کے حکم میں ہے ۱۲

نمبر ۱۴۸ سوال۔ شوہر بغضب آمدہ گفت کہ مادرم را بگوئید کہ زیورات من از زوجہ من گرفتہ بدہند من او را بگذاشتم برزنش کدامی طلاق واقع می شود۔ بعض علماء میگویند کہ دریں صورت برزنش یک طلاق بائن واقع می شود زیراکہ لفظ گذاشتم ترجمہ فارسی لفظ سرحتُ است وبعض علماء برآن رفتہ کہ سرحت اگرچہ از الفاظ کنایہ است لیکن از آں باعتبار عرف یک طلاق رجعی واقع می شود چنانچہ در بحر از مجتبی نقل ساختہ و در شامی از نجم الزاہدی مصرح شدہ کہ معنی سرحت رہا کردم است از آں باعتبار عرف یک طلاق رجعی واقع می شود۔

الجواب۔ قال فی العالمگیریۃ فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ والاصل الذی علیہ الفتوی فی زماننا ہذا فی الطلاق بالفارسیۃ انہ اذا کان فیہا لفظ لایستعمل الا فی الطلاق فذالک اللفظ صریح یقع بہ الطلاق من غیر نیۃ اذا اُضیف الی المرأۃ وما کان بالفارسیۃ من الالفاظ وغیرہ فہو من کنایات الفارسیۃ فیکون حکمہ حکم الکنایات العربیۃ کذا فی البدائع عالمگیری مطبوعہ ہند صفحہ ۳۷۹ ج اول وقال فی الدر المختار من باب الکنایات صفحہ ۷۲۷ ج ۲ مطبوعہ مصر وقد مر ان الصریح مالم یستعمل الا فی الطلاق من ای لغۃ کانت الخ ثم قال فی العالمگیریۃ ولو قال الرجل لامرأتہ ترا چنگ بازداشتم او ہشتم او یلہ کردم ترا او پائے کشادہ کردم ترا فہذا کلہ تفسیر قولہ طلقتک عرفاً حتی یکون رجعیاً ویقع بدون النیۃ کذا فی الخلاصۃ وقال الشامی من باب الکنایات صفحہ ۷۲۷ ج ۲ فان سرحتک کنایۃ لکنہ فی عرف الفرس غلب استعمالہ فی الصریح فاذا قال رہا کردم ای سرحتک یقع بہ الرجعی مع ان اصلہ کنایۃ ایضاً وما ذاک الا لانہ غلب فی عرف الفرس استعمالہ فی الطلاق وقد مر ان الصریح مالم یستعمل الا فی الطلاق عبارات مذکورۃ الصدر سے ثابت ہوا کہ لفظ گذاشتم اگرچہ ترجمہ لفظ سرحتک کا ہے لیکن بوجہ عرف کے یہ لفظ طلاق صریح کے حکم میں ہے۔ لہٰذا اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہو گی اور نیت کی محتاج نہ ہو گی فقط ــــــــ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۱۰ ربیع الاولی سنہ ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۸۱ سوال۔ بسماۃ فاطمہ کو (جس کی عمر میں اختلاف ہے اوس کا چچا کہتا ہے کہ وہ نابالغ ہے اور بظاہر وہ لڑکی بالغ معلوم ہوتی ہے اور اوس کی منگنی بھی اوس کے باپ نے اپنی زندگی میں کردی تھی) اوس کا بہنوئی زید چچا کے گھر سے اپنے گھر لے گیا اور اپنے بھائی کے ساتھ بلا اجازت فاطمہ کے چچا کے نکاح کر دیا لڑکی یہ کہتی ہے کہ میں نے یہ نکاح اپنی رضامندی سے کیا ہے (۱) شرعاً یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔ (۲) بصورت صحت اس کے خاوند سے طلاق دلوا کر پہلی منگنی والے کی طرف رد کی جائے یا اسی نکاح پر قایم رکھی جائے اور احتیاطاً تجدید نکاح کی جاوے یا نہیں۔ (۳) پہلی منگنی والے کو اوس کا تمام خرچ واپس دلوایا جائے گا یا نہ۔ اور لڑکی کو جو زیور وغیرہ تقریب منگنی میں دیا گیا تھا وہی دلوا جائے گا یا رشتہ داروں وغیرہ کو جو کھانا کھلایا تھا اوس کا خرچ بھی دلوایا جائے گا۔ (۴) صورت مذکورہ میں یہ چند خرابیاں معلوم ہوتی ہیں۔ فاطمہ کو دھوکہ سے لیجا کر نکاح کر دینا۔ باپ کی منگنی کے بعد دوسری جگہ نکاح کر دینا۔ ولایت مذہب کو بے وقعت جان کر بغیر اجازت ولی کے نکاح کر دینا۔ منکوحہ کا وقاحت اور بے شرمی پر جرأت کرنا۔ سو ان خرابیوں کا مرتکب صرف زید کے بھائی اور زید کو قرار دیا جائے گا یا منکوحہ اور شاہد و معادنین وغیرہ کو بھی مرتکب قرار دیا جائے گا۔ اور اون پر کیا سزا جاری ہوگی۔

الجواب۔ اگر لڑکی بوقت نکاح نابالغہ تھی تو یہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف تھا جب ولی نے خبر نکاح سن کر اوس کو رد کر دیا تو باطل ہوگیا قال فی الدر المختار وھو اے الولی شرط صحۃ نکاح صغیر ومجنون ورقیق لا مکلفۃ اور اگر بوقت نکاح لڑکی بالغہ تھی تو نکاح صحیح ہوگیا۔ البتہ اگر نکاح غیر کفو میں یا مہر مثل سے کم پر کیا گیا ہو تو لڑکی کے اولیاء چچا وغیرہ کو اوس وقت تک نکاح فسخ کرانے کا حق رہے گا جب تک اوس سے اولاد پیدا نہ ہو جائے۔ کما فی الدر المختار فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی وللولی الاعتراض فی غیر الکفو مالم تلد منہ۔

(۲) اگر نکاح بوجہ مذکور صحیح نہیں ہوا تو اوس شخص سے علیحدہ کرنا فرض ہے اور پھر اختیار ہے کہ جس سے چاہے نکاح کرے اور اگر لڑکی اسی سے نکاح کرنے پر راضی ہو تو اسی سے تجدید نکاح باضابطہ ناضروری ہے اور اگر بوجہ مذکور نکاح ہوگیا تو اب تجدید کی حاجت نہیں (۳) پہلی منگنی والے کو کوئی کسی قسم کا خرچ کسی سے دلوانے کا حق نہیں اوس نے اپنی خوشی

سے فضول خرچ کیا اس کا وہی ذمہ دار ہے۔

(۴) اگر لڑکی نابالغہ تھی تو دھوکہ دینے کا نیز ناجائز طور پر خلاف شرع نکاح کا نام کر کے اپنے گھر میں رکھنے کا سخت گناہ ان دھوکہ دینے والوں کو ہوگا اور اگر نکاح پڑھنے والے اور شاہدین کو بھی اس دھوکہ کے واقعہ کا علم ہو تو اون کو بھی گناہ اعانت معصیت کا ہوگا۔ لقولہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان. اور اگر لڑکی بوقت نکاح بالغہ تھی تو وقاحت و بے شرمی پر جرأت کرنے سے نیز بلا اذن ولی نکاح کرنے سے یہ لڑکی گنہگار ہوئی نکاح کرانے والے اور پڑھنے والے اور شاہدین پہلی قسم کے شدید گناہ سے بری ہو گئے۔ البتہ وقاحت و بے شرمی پر لڑکی کی امداد کرنے سے اون کو بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اون کو ایسا کرنا نہ چاہئے تھا۔ اور اگر لڑکی کو اونہوں نے کوئی فریب دھوکہ دیا ہے۔ اس کا گناہ اون کے سر علیحدہ ہے۔

نمبر ۱۲ سوال۔ صورت مذکورہ میں اگر متخاصمین کسی ثالث کو حکم مقرر کر دیں تو وہ حکم یہ سزائیں جاری کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر جرمانہ اس غرض سے لیا جائے کہ اوس کو لے کر کسی کار خیر میں خرچ کر دیں گے تو یہ کیسا ہے۔

الجواب۔ جن جرائم پر شرعاً حد واجب نہیں اون میں ہر جرم کی سزا اوس کے انداز کے موافق ہے جس کی کوئی کیفیت یا تعداد شرعاً مقرر نہیں بلکہ قاضی یا اوس کے قائم مقام حکم وغیرہ کی رائے پر ہے کہ جس جرم کی مناسب جو سزا۔ مارنا یا قید یا زبانی تنبیہ وغیرہ کافی سمجھے اوس کا استعمال کرے۔ البتہ اگر مارنے کی سزا تجویز کرے تو اوس میں یہ شرط ہے انتالیس (۳۹) کوڑے سے زیادہ تجویز نہ کرے۔ اور اس سزا میں اوس شخص کے حال کی بھی رعایت کی جائے جس پر سزا جاری کی جاتی ہے۔ اگر کوئی شریف آدمی ہے جس کے لئے زبانی تنبیہ مارنے پیٹنے کی برابر یا زیادہ سمجھی جاتی ہے تو اوس کے لئے زبانی تنبیہ پر اکتفا کیا جائے۔

صورت مذکورہ میں اگر لڑکی نابالغہ تھی اور نکاح صحیح نہیں ہوا تو اب اوس کا گھر میں رکھنا اور تعلقات زن شوئی قائم رکھنا سخت جرم ہے۔ اوس کی تعزیر انتہائی سخت ہونی چاہئے اور اگر لڑکی بالغہ تھی اور نکاح صحیح ہو گیا تو لڑکی پر معمولی تعزیہ کافی ہے۔ مالی تعزیر جرمانہ وغیرہ شرعاً معتبر نہیں نہ جرمانہ لینا جائز ہے اور نہ اوس کے لئے کوئی مصرف مقرر ہے اگر کوئی

دوسری سزا جاری نہ کرسکے تو پھر انسداد جرائم کی صورت یہ ہے کہ ایسے شخص سے سب مسلمان ایک مدت کے لئے قطع تعلقات کردیں اور ان تمام اقوال کی دلیل شامی و درمختار کی عبارات ذیل ہے۔

شامی استنبولی صفحہ ۲۱۳ ج ۳ قال الزیلعی ولیس فی التعزیر شیء مقدر وانما ھو مفوض الی رائے الامام علی ما تقتضی جنایتھم فان العقوبۃ فیہ تختلف باختلاف الجنایۃ الی قولہ کذا ینظر فی احوالھم فان الناس من ینزجر بالیسیر ومنھم من لا ینزجر الا بالکثیر انتھی وقال فی الدر المختار اکثرہ (ای الضرب بالتعزیر) تسعۃ وثلاثون سوطا واقلہ ثلاثۃ وقال الشامی قال فی الفتح فلو رای انہ ینزجر بسوط واحد اکتفی بہ شامی صفحہ ۲۲۵ ج ۳ قال فی الدر المختار ویقیمہ کل مسلم حال مباشرۃ المعصیۃ واما بعدہ فلیس ذلک لغیر الحاکم والزوج والمولی الی قولہ لکن فی الفتح ما یجب حقا للعبد لا یقیمہ الا الامام لتوقف علی الدعوی الا ان یحکما فیہ شامی صفحہ ۲۵۰ ج ۳ وفی الدر المختار لا باخذ المال فی المذھب بحر فقط۔ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۴۳ سوال۔ حلق شعر سوائے راس و بطن و عانہ جائز ہے یا نہیں مثلاً اگر فخذ یا ساق وغیرہ کے شعر کو حلق کرے یا قصر کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ فخذ اور ساق وغیرہ کے بال کا حلق جائز ہے بعض کے متعلق تو فقہا نے صراحۃ لکھا ہے مثلاً عالمگیری و شامی وغیرہ کے کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے لا باس باخذ الحاجبین وشعر الوجہ ما لم یتشبہ بالمخنث کذا فی الینابیع وفی حلق شعر الصدر والظھر ترک الادب عالمگیری صفحہ ۲۳۹ ج ۴۔ اور ساق کے بالوں کے متعلق حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی میں تصریح جواز بحوالہ حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام بدن پر سوائے چہرہ کے نورہ کرتے تھے۔ فتاوی رشیدیہ صفحہ ۶۲ ج ۱ فقط۔

نمبر ۱۴۴ سوال۔ جمعہ کا خطبہ فرض ہے یا واجب یا سنت اور بلا خطبہ نماز جمعہ ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ خطبہ جمعہ نماز جمعہ کی صحت کے لئے شرط ہے بغیر اوس کے نماز جمعہ ادا نہیں ہوتی قال فی الدر المختار والرابع یعنی الشرط الرابع لصحۃ الجمعۃ الخطبۃ فیہ ای فی الوقت فلو خطب قبلہ وصلی فیہ لم تصح۔

نمبر ۱۲۳۵ سوال۔ سجدہ میں جاتے وقت اکثر لوگ پائجامہ یا دھوتی ہاتھ سے اوپر کو چڑھا لیتے ہیں کیا اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

الجواب۔ ہاتھ سے پائچہ وغیرہ چڑھا لینے سے نماز تو فاسد نہیں ہوتی کیونکہ عمل کثیر کی صحیح تعریف کی رو سے یہ عمل کثیر نہیں اگرچہ دونوں ہاتھوں کا اس میں استعمال کیا جائے البتہ بلا ضرورت اس سے بچنا بہتر ہے۔ اور اگر کوئی ضرورت ہو جیسے بعض اوقات کپڑا تن جاتا ہے کہ سجدہ میں یا تو اوس سے تکلیف ہوتی اور یا پھٹ جانے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں اگر کپڑا سجدہ میں جاتے وقت درست کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔ فقط ——— بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۱۰ ربیع الاولی ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۲۳۶ سوال۔ زید کی عورت ہندہ خالد کی ساتھ بھاگی اور خالد سے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی لیکن زید نے طلاق نہیں دی اب خالد کا نکاح ہندہ سے جائز ہو سکتا ہے یا نہیں

الجواب۔ جب تک پہلا خاوند طلاق نہ دے یا گذر نہ جائے اور عدت طلاق یا وفات نہ گذر جائے اوس وقت تک کسی طرح اس کا نکاح خالد سے حلال نہیں ہو سکتا۔ لقولہ تعالیٰ والمحصنات من النساء الآیۃ فقط ——— بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۱۰ ربیع الاولی ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۲۳۷ سوال۔ سرساوہ میں ایک قدیم جامع مسجد شاہجہاں کی تعمیر کردہ ہے۔ پیشتر جس وقت زلزلہ شدید آیا تھا اوس وقت مسجد مذکورہ میں جگہ جگہ شگاف آگئے تھے گر جانیکا ہر وقت خطرہ رہتا تھا اور زیادہ کشادہ بھی نہ تھی باتفاق رائے اوس کو از سر نو تعمیر کرائی یہ مسجد قصابوں کے متصل ہے چنانچہ قصابوں نے اس کی تعمیر میں چندہ دیا اور اپنی برادری سے باہر سے بھی چندہ لائے اور لاتے رہتے ہیں اور اہل قصبہ نے تمام کوشش سے چھ ہزار روپیہ چندہ کا بھوپال سے منگایا۔ دو تین سال سے قصابوں نے مسجد میں ایک مدرسہ اپنے اخراجات سے جاری کیا لہذا قصابان کو معلم مقرر کرنے کا بہر صورت حق حاصل ہے مگر امامت کے واسطے بلا مشورہ اہل قصبہ اون کو حق حاصل نہیں آیا اس صورت میں خاص قصابان کو حق تقرر امام کا ہے یا تمام اہل قصبہ کو اگر اس معاملہ میں مسلمانوں کے دو فریق ہو جائیں تو شرعاً کثرت رائے کو ترجیح ہو گی یا نہیں اگر فریقین میں سے کوئی یہ دعوی کرے کہ ہم بھی بنا مع مسجد کے حقدار مالک ہیں وہ شرعاً مالک ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب۔ محلہ جو مسجد کے ساتھ متعلق ہے اگر قصابان ہی کا ہے تو پنجگانہ نماز کے لئے تقرر امام کا حق اون کو ہوگا اور اگر اون کے علاوہ اور لوگ بھی قریب مسجد میں آباد ہیں تو وہ بھی قصابان کے ساتھ حق تقرر امام میں شریک ہوں گے اور اگر اون میں آپس میں اختلاف ہو جائے تو جس طرف اکثر لوگ ہوں اوس کو ترجیح ہوگی قال فی الدر المختار فان اختلفوا اعتبر اکثرھم ومثلہ فی الخلاصۃ من الامامۃ۔

البتہ امام جمعہ مقرر کرنے میں علاوہ قصابان اہل محلہ کے دوسرے اہل قصبہ کے رائے بھی لینی چاہئے۔ کیونکہ امام جمعہ مقرر کرنا عام اہل قصبہ سے متعلق ہے کما قال الشامی والد المختار ونصب العامۃ الخطیب غیر معتبر مع وجود من ذکر اما مع عدمھم فیجوز للضرورۃ انتہٰی والضرورۃ متحققۃ فی دیارنا الھندیۃ لعدم اولی المسلم اور جو شخص مسجد کے مالک ہونے کا دعوی کرتا ہے وہ غلط کہتا ہے مسجد کسی کی ملک نہیں ہو سکتی یہانتک کہ خود اوس شخص کی بھی ملک نہیں ہوتی جو تمام روپیہ اوس میں اپنا خرچ کرے فقط

بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۱۰ ربیع الاولی سنہ ۱۳۵۰ ہجری

نماز عشاء کی بابت دو حدیثوں میں تطبیق

نمبر ۱۴۸ سوال۔ ایک روایت عاصم بن حمید السکونی سے ابوداؤد باب وقت العشاء صفحہ ۶۰ مطبوعہ نولکشور میں مروی ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں فانکم قد فضلتم بھا علی سائر الامم لم تصل امۃ قبلکم ایک دوسری روایت ابن عباس سے اس کتاب کے باب المواقیت صفحہ ۵۶ مطبوعہ مذکور میں مروی ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں ھذا وقت الانبیاء من قبلك والوقت ما بین ھذین الوقتین۔ دریافت طلب یہ ہے کہ دونوں روایتوں میں بظاہر جو تناقض ہے اوس کی تطبیق کی کیا صورت ہے۔

الجواب۔ ملا علی قاری نے تبعاً للبیضاوی اس تعارض کا یہ جواب دیا ہے کہ وقت عشاء میں انبیاء سابقین خود نماز پڑھتے تھے اون کی امتوں پر یہ نماز فرض نہ تھی جیسے صلوۃ تہجد کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر واجب تھی اور آپ کی امت پر نہیں

جب دونوں حدیثوں کے الفاظ دیکھے جاتے ہیں تو اس کی پوری تائید ہو جاتی ہے کیونکہ حدیث اول میں تو نفی امم سابقہ سے کی گئی ہے۔ انبیاء سابقین سے نہیں اور حدیث دوم میں اوس کا اثبات انبیاء سابقین کے لئے ہوا ہے امم سابقہ کے لئے نہیں۔

حافظ ابن حجر نے اس تعارض کو ایک دوسری طرح رفع کیا ہے مگر وہ اتنا واضح نہیں

کذا فی بذل المجہود شرح ابی داؤد صفحہ ۲۲۷ ج اول

سوال نمبر ۱۴۵۹۔ امام غزالی نے اپنے رسالہ التفرقہ بین الاسلام والزندقہ میں روایت ستفترق امتی سبعاً وسبعین فرقۃ کلھم فی الجنۃ الا الزنادقۃ نقل فرمایا ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ اوس کے راوی اہل رجال کے نزدیک کیسے ہیں اور یہ روایت حدیث کی کس کتاب میں ہے۔

حدیث افتراق امت کی تحقیق اور زنادقہ کے متعلق تفصیل

الجواب۔ یہ حدیث باوجود مختصری تلاش کے کسی حدیث کی کتاب میں نہیں ملی بلکہ تمام کتب صحاح وغیرہ میں اس کے خلاف اس طرح ہے تفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الاملۃ واحدۃ الخ رواہ الترمذی وابوداؤد واحمد (مشکوٰۃ) اور نہ اس حدیث کی سند ورجال کچھ معلوم ہیں۔

البتہ کنز العمال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ تفترق ھذہ الامۃ علی ثلث وسبعین فرقۃ شرھا فرقۃ تنتحلنا وتفارق امرنا کنز العمال صفحہ ۹۶ جزو اول ورمز للحلیۃ لابی نعیم ومثلہ عن علی بلفظ آخر ونصہ۔ وان من اضلھا واخبثھا من یتشیع او الشیعۃ کنز العمال صفحہ مذکورہ۔ اور مجمع البحار صفحہ ۶۹ جزو اول لفظ زند کے تحت میں زندیق کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے ھُمْ قوم من المجوس الی قولہ ثم استعمل لکل ملحد فی الدین والمراد ھھنا ای فی وانحۃ ان علیاً اتی بزنادقۃ فاحرقھم قوم ارتدوا من الاسلام وقیل قوم من السبائیۃ اصحاب عبد اللہ بن سبا اظھر الاسلام ابتغاء للفتنۃ وتضلیلاً للاسلام فسعی اولاً فی اثارۃ الفتنۃ علی عثمانؓ ثم انضوی الی الشیعۃ

اس سے معلوم ہوا کہ زنادقہ کا اطلاق شیعہ پر بھی کیا گیا ہے۔ اور حدیث علیؓ میں ایک قول کے موافق زنادقہ سے شیعہ ہی مراد ہیں تو حدیث مذکور از کنز العمال میں بھی جن کو اضل واخبث اور شر الفرق فرمایا ہے وہ بھی زنادقہ ہوئی۔ اور در اصل ملحد اور زندیق اصطلاح میں وہ لوگ ہیں جو بظاہر تو اصول اسلام قرآن وحدیث کو ماننے کے مدعی ہوں اور مسلمان ہونے کا دعوی رکھتے ہوں مگر نصوص شرعیہ میں تحریفات کرکے اون کے ظواہر کے خلاف اور جمہور سلف کے خلاف نئے نئے معنے تراشتے ہوں صرح بہ فی رد المحتار باب المرتد ین وتفصیلہ فی رسالۃ اکفار الملحدین لشیخنا مولانا محمد انور شاہ الکشمیری نور اللہ مرقدہ۔

اس لئے خلاصہ مضمون حدیث یہ ہو گیا کہ تہتّر فرقوں میں سب سے زیادہ شریر اور گمراہ فرقہ زنادقہ ہے۔ لیکن یہ اب بھی نہ نکلا کہ اس کے سوا سب جنتی ہیں جیسا کہ حدیث مذکورہ فی التفرقہ سے ثابت ہوتا ہے۔

الغرض یہ حدیث بوجہ مخالف جملہ طرق حدیث کے حجت نہیں معلوم ہوتی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

نمبر ۱۵۰ سوال۔ طلاق کے بارہ میں شاہدین کا عادل ہونا شرط ہے یا نہیں

الجواب۔ طلاق کے واقع ہونے میں سرے سے شہادت ہی کی ضرورت نہیں اگر کوئی گواہ بھی نہ ہو تنہائی میں طلاق دیدے تب بھی طلاق پڑ جائے گی بخلاف نکاح کے کہ وہ بغیر شاہدین کے صحیح نہیں ہوتا صرح بہ فی کتب الفقہ وفی الخلاصۃ خلاصۃ البتہ اگر طلاق دینے کے معاملہ میں باہمی زوجین کا خلاف ہو اور مقدمہ قاضی کے یہاں پہنچے تو اوس وقت گواہوں کی ضرورت ہو گی اور اوس میں گواہوں کا عادلین ہونا شرط ہے تمام وہ شرائط جو گواہوں کے لئے عام معاملات میں ضروری ہیں وہ یہاں بھی معتبر ہونگی فقط بندہ محمد شفیع غفرلہٗ

نمبر ۱۵۱ سوال۔ بے نمازی کی گواہی طلاق کے بارہ میں معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب۔ بے نماز کی گواہی مقبول نہیں کیونکہ وہ فاسق ہے۔ کذا فی کتب الفقہ فقط۔

نمبر ۱۵۲ سوال۔ ایک شخص نے کسی خاص مسجد کے ستون لگانے کیلئے ایک لکڑی وقف کر دی اب فی الحال اوس مسجد میں مرمت کی ضرورت نہیں دوسری جدید مسجد میں ستون لگانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب۔ دوسری مسجد میں اوس کا استعمال درست نہیں۔ البتہ یہ کر سکتا ہے کہ ان کو فروخت کر کے اس مسجد کے کسی دوسرے صرف میں لگا دے جس پر ان کو وقف کیا تھا) قال الشامی الفتوی علی ان المسجد لا یعود میراثا ولا یجوز نقلہ ونقل مالہ الی مسجد اٰخر شامی کتاب الوقف مطلب فی نقل القاض الوقف صفحہ ۵۱۳ ج ۳ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہٗ ۱۱ ربیع الاولیٰ ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۵۳ سوال۔ زید کی زوجہ کچھ عرصہ سے اپنے میکہ گئی ہوئی ہے۔ جاتے وقت کسی قسم کی رنجش نہ تھی بعد کچھ عرصہ کے زید لینے گیا زوجہ کی والدہ نے رخصت کرنے سے انکار کیا۔ زید نے کہا کہ اگر میری زوجہ خود آنے سے انکار کرتی ہے تو میں بھی طلاق دینے پر آمادہ ہوں۔ اور جو کچھ فیصلہ ہو اسی وقت ہو۔ چنانچہ زید اور اوس کی زوجہ کا نانا زوجہ کے مکان پر آئے اور لڑکی سے کہا کہ تم شوہر کے یہاں جانا چاہتی ہو یا علیحدگی چاہتی ہو۔ لڑکی نے جواب دیا

مجھے علیحدگی منظور ہے۔ پھر لڑکی کا نانا چند لوگوں کو بطور گواہ موقع پر لایا سب کی موجودگی میں لڑکی سے کہا کہ تمہارا شوہر تمہیں طلاق دینا چاہتا ہے تمہیں منظور ہے۔ لڑکی نے کہا مجھے منظور ہے۔ اور مہر میں نے معاف کیا۔ زید یہ گفتگو خاموشی سے سنتا رہا۔ اور جو گواہ تھے اونہوں نے بھی سُنی۔ زید کے ایک لڑکا اس زوجہ سے ہے۔ زید نے کہا لڑکا مجھے دیدو۔ چنانچہ لڑکا لیکر وہ چلا گیا۔ لیکن زید نے اپنی زبان سے طلاق نہیں دی۔ تو اوس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب۔ اگر واقعہ یہی ہے جو سوال میں مذکور ہے تو زید کی زوجہ پر طلاق نہیں پڑی کیونکہ ابتداء میں جو لفظ طلاق اوس نے کہے تھے۔ یعنی میں بھی طلاق پر آمادہ ہوں، یہ تو وعدہ طلاق یا ارادہ طلاق ہے۔ طلاق نہیں اور وعدہ یا ارادہ کے اظہار سے طلاق نہیں پڑتی کما ھو مصرح فی عامۃ کتب الفقہ۔ پھر گھر پر آکر جو کچھ کہا اوس کے نانا نے کہا اور نانا کو زید نے طلاق کے لئے وکیل نہیں بنایا۔ اور خود کوئی لفظ صریح طلاق یا کنایہ کا استعمال نہیں کیا اور معاملہ طلاق میں کسی کے کہنے پر خاموش رہنے سے طلاق نہیں پڑتی بلکہ خود اپنے اقرار اور تلفظ وغیرہ سے پڑتی ہے۔ کما ھو ظاھر من سائر کتب الفقہ۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ

نمبر ۱۵۳ سوال۔ جو شخص مدرسہ اسلامیہ کا بہت سا روپیہ غبن کرے اور واپس نہ دے۔ اور طمع پر جھوٹی شہادت دینے پر رضامند ہو جاتا ہے۔ مسجد کی چاندنی کرایہ پر دے کر کرایہ خود استعمال اور خرچ کر لیتا ہے۔ مسجد کا تیل بیچکر پیسے خود خرچ کر لیتا ہے۔ بدعتی خائن ہے۔

الجواب۔ اگر فی الواقع یہ اوصاف اوس میں موجود ہیں تو وہ سخت فاسق اور خائن ہے اوس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کما فی الھدایہ وغیرہ وخلف فاسق۔ ایسے شخص کو اگر قدرت ہو تو امامت اور مسجد کی تولیت دونوں سے علیحدہ کر دینا واجب ہے۔ قال فی الدر المختار وینزع وجوباً لو الواقف در ر فغیرہ اولی غیر مامون او عاجزا او ظھر بہ فسق کشرب خمر ونحوہ فتح او کان یصرف مالہ فی الکیمیا نھر بحثاً فقط۔

بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ ہجری

مسجد کا مال کسی مدرسہ یا فقراء میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں

نمبر ۵۵۲ سوال۔ ایک مسجد کے سئے وقف ہے۔ اب کئی سال سے ایک اسکول قائم ہوا ہے۔ جس پر مکان مذکورہ کی آمدنی میں سے خرچ ہوتا ہے۔ یا کبھی کبھی بیوہ عورتوں کو اس کی آمدنی دی جاتی ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اس مکان کی آمدنی کو کسی اسکول یا مدرسہ میں اگرچہ مدرسہ اسلامیہ ہے۔ یا بیوہ عورتوں اور مساکین پر خرچ کرنا جائز نہیں۔ بلکہ کسی دوسری مسجد پر بھی خرچ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ معتبر اس معاملہ میں شرائط واقف ہیں۔ اون کے خلاف کرنا جائز نہیں قال فی الشامی فان شرائط الواقف معتبرة اذا لم تخالف الشرع وهو مالك فله ان يجعل ماله حيث شاء مالم يكن معصية وله ان يخص صنفا من الفقراء ولو كان الوضع فی كلهم قربة الخ شامی کتاب الوقف صفحہ ۳۹۲ ج ۳۔ فقط بندہ محمد شفیع عفرلہ ۱۲ ربیع الاولی ۱۳۵۰ھ

نمبر ۵۵۳ سوال۔ بنی ہاشم کی عورتوں کا نکاح دوسری کسی قوم میں حلال اور جائز ہے۔ یا حرام۔ بصورت جواز جو شخص حرمت کا قائل ہو اوس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب۔ ان لوگوں کا یہ خیال غلط اور بے دلیل ہے۔ بنی ہاشم کی عورتوں کا نکاح بالغہ لڑکی اور اوس کے اولیاء کی اجازت سے تو ہر قوم کے مسلمان میں ہو سکتا ہے۔ لیکن بغیر رضاء اولیاء قریش کے علاوہ کسی دوسرے خاندان میں کرنا درست نہیں۔ اور اگر کر لیا گیا تو وہ نکاح قول مفتی بہ کے موافق درست نہ ہوگا۔ علی ما اختارہ صاحب الدر المختار والشامی وغیرہ البتہ قریش کے تمام خاندانی خواہ وہ بنی ہاشم میں سے ہوں یا نہ ہوں بنی ہاشم کے کفو ہیں اون میں نکاح بلا اجازت اولیاء بھی جائز ہے۔

اور یہ حکم فقط بنی ہاشم کی عورتوں کا نہیں۔ بلکہ جملہ اقوام کا یہی حکم ہے کہ غیر کفو میں نکاح کر لینے پر اولیاء کو فسخ کرانے کا حق ہوتا ہے قال فی الهداية وغيره واذا زوجت المرأة نفسها من غير كفو فللاولياء ان يفرقوا بينهما دفعا لضرر العار عن انفسهم انتهى والفتوى على رواية الحسن من انه لا ينعقد كما صرح به فی الدر المختار۔

جو لوگ بنی ہاشم کی عورتوں کے نکاح کو غیر بنی ہاشم سے حرام کہتے ہیں سخت گنہگار ہیں قال تعالى ولا تقولوا لما تصف السنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام۔ لیکن من حرم حلالا کا جو فتوی کتب عقائد سے نقل کیا گیا ہے وہ مقید بقیود ہے۔ یہاں اوس کا حکم نہیں کیا جا سکتا اور ان لوگوں کو اسلام سے خارج کہنا جائز نہیں فقط محمد شفیع عفرلہ

نمبر ۱۵۶ سوال۔ بلاضرورت اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کے ساتھ تفخیذ یا مساس سے انزال کرے تو گناہ ہے یا نہیں
الجواب۔ اپنے ہاتھ وغیرہ سے یا کسی اجنبی مرد یا عورت کے ہاتھ وغیرہ سے انزال کرنا گناہ ہے۔ حدیث میں ہے ناکح الید ملعون البتہ اگر زنا میں مبتلا ہوجانے کا شدید اندیشہ ہوجائے تو اگر اوس سے بچنے کے لئے ایسا کرے تو شاید اللہ تعالےٰ معاف فرمادیں کذا فی الدر المختار من الصوم باب مایفسد الصوم۔ اور اپنی زوجہ کے ہاتھ وغیرہ سے انزال کرنا اگر بضرورت ہو تو بلاکراہت جائز ہے۔ مثلاً حیض و نفاس وغیرہ کے عذر سے جماع نہیں کرسکتا اور غلبہ شہوت کی وجہ سے صبر مشکل ہے وغیرذلک۔ اور اگر بلاضرورت ہو تو مکروہ ہے والدلیل علیہ مافی الشامی من المعراج ویجوز ان یستمنی بید زوجتہ وخادمتہ وسیذکر الشارح فی الحدود انہ یکرہ ولعل المراد بہ کراھۃ التنزیہ فلا ینافی قول المعراج یجوز تامل۔ شامی صفحہ ۱۰۲ ج ۲۔ فقط بندہ محمد شفیع عفرلہٗ۔ ۱۳ ر ربیع الاولی ۱۳۵۰ھ
نمبر ۱۵۷ سوال۔ مسجد اور مسافرخانہ میں کیا فرق ہے۔ اگر کوئی مشرک اپنا مکان مسجد کے لئے ہبہ کرے تو اس میں نماز درست ہے یا نہ۔
الجواب۔ مسجد مسافرخانہ میں سیکڑوں احکام میں فرق ہے آپ کس معاملہ کا فرق پوچھتے ہیں۔ جو شخص اپنا مکان مسجد کے لئے ہبہ کردے۔ اوس میں نماز درست ہے
نمبر ۱۵۸ سوال کونسی مسجد میں نماز درست نہیں۔
الجواب۔ جب مسجد حسب قواعد شرعیہ مسجد بنجائے تو اوس میں نماز درست ہے ایسی کوئی مسجد نہیں جس میں باوجود مسجد ہونے کے نماز جائز نہ ہو۔
نمبر ۱۵۹ سوال۔ کون سے شخص کو جماعت سے خارج کرنا درست ہے۔
الجواب۔ ایسے شخصوں کو جماعت سے خارج کرنا جائز ہے جن سے دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہو۔ جیسے مجذوم اور گندہ دہن یا گندہ بغل وغیرہ۔ فقط محمد شفیع عفرلہٗ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ
نمبر ۱۶۰ سوال۔ زید نے اپنے نابالغ لڑکے کا نکاح نابالغہ ہندہ سے کرادیا تھا کچھ عرصہ کے بعد زید کا لڑکا بحالت بلوغ انتقال ہوگیا کیا اس صورت میں ہندہ کے والدین زید پر ادائے گی زرمہر کا دعوی کرسکتے یا نہیں۔
الجواب۔ اگر بوقت نکاح زید نے مہر کا ذمہ اپنے اوپر نہیں لیا تھا تو اس کے لڑکے متوفی

خالد کے ذمہ جو مہر واجب ہے۔ اس کا مطالبہ زید سے نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ اگر لڑکے متوفی خالد کے نام کوئی جائداد یا مال وغیرہ ہو تو اس میں سے مہر وصول کیا جاسکتا ہے۔ کذا فی الدر المختار ولا یطالب الاب بمہر ابنہ الصغیر الفقیر اما الغنی فیطالب ابوہ بالدفع من مال ابنہ لا من مال نفسہ اذا زوجہ امرأۃ الا اذا ضمنہ علی المعتمد کما فی النفقۃ فقط

نمبر ۱۶۱ سوال۔ میں نے اپنی دختر زیب النساء کی شادی اصغر کے ساتھ کردی بعد شادی اس نے تمام زیورات و کپڑے چھین کر مار پیٹ کر گھر سے نکالدیا اور یہ کہا تم یہاں سے فوراً چلی جاؤ مجھسے تمسے کوئی واسطہ سروکار نہیں ہے۔ اس صورت میں لڑکی کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ جو الفاظ اصغر نے کہے ہیں وہ کنایہ طلاق ہیں جن سے بغیر نیت طلاق کے طلاق نہیں پڑتی۔ سو اگر اصغر نے ان لفظوں سے طلاق کی نیت کی تب تو طلاق بائنہ پڑگئی اور بعد عدت عورت کو دوسرا نکاح کرنا حلال ہوگیا ورنہ نہیں۔ لیکن اگر واقع میں اصغر اپنی بیوی کے نان نفقہ کی خبر نہیں لیتا تو اس کی زوجہ کو حق ہے کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں یا مسلمانوں کی پنچایت میں اپنا واقعہ پیش کرکے بموجب فتوی فسخ نکاح کا حکم حاصل کرے۔ اور پھر بعدت طلاق گذار کر دوسری جگہ نکاح کرے بغیر اس طرح حکم حاصل کرنے کے دوسرا نکاح حلال نہیں والدلیل علی القول الاول ما فی الشامی فی الکنایات اخرجی واذہبی وفی العالمگیریۃ وفی الخلاصۃ لم یبق بینی وبینك شیء او عمل یقع ای الطلاق ان نوی والدلیل علی ما قلنا ثانیاً ما فی الشامی من کتاب النفقۃ فی اعسار الزوج ما حاصلہ ان ینفذ فی ہذا الباب مذہب من یجوز فسخ النکاح باعسار الزوج بذریعۃ القاضی ولکن لا قاضی فی دیارنا الھندیۃ فقلنا بالافتاء علی مذہب مالک فی ہذا الباب ضرورۃً تبعاً للاکابر والتفصیل فی رسالۃ الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ واللہ اعلم فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ ۱۳ ربیع الاولی ۱۳۵۰ھ

نمبر ۱۶۲ سوال۔ کسی شخص کو واسطے امامت و تعلیم اطفال کے پوری تنخواہ پر مقرر کر رکھا ہو مگر امام صاحب نہ تو جماعت پنجگانہ کے پابند ہیں اور نہ لڑکوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ بلکہ ادن لڑکوں سے نیچی کا کام لیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

(۲) مسجد کی اشیاء جیسے تیل یا چارپائی اور بستر جو مسافروں کے واسطے مسجد میں ہو۔ امام

اوس کو اپنے مصرف میں لا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر متولی مسجد اوس کو اجازت نہ دے۔

الجواب۔ جس شخص نے امامت اور تعلیم کے لئے ملازمت اختیار کی ہے جب تک وہ اپنے مقررہ کام کو انجام نہ دے اوس کو تنخواہ لینا حلال نہیں جس قدر کام میں کمی کرے گا اوسی قدر تنخواہ اوسی حساب سے ناجائز ہو جائے گی کما ھو مسئلۃ الاجارۃ۔ اور لڑکوں سے جو کام لیتے ہیں اگر لڑکے بالغ ہیں اور اپنی خوشی سے کام کرتے ہیں تو جائز ہے اور اگر نابالغ ہیں تو جب تک اون کے اولیا اجازت نہ دیں اُن سے کام لینا جائز نہیں صرح بہ فی الخلاصۃ وغیرہ۔ البتہ اگر کام ایسے معمولی ہوں جن کا بچوں سے لینا عادۃ معروف ہے اون میں اجازت ضمنیہ ہوتی ہے ایسے کام لینا بلا اجازت صریحہ کے جائز ہے۔

(۲) مسجد میں جو سامان تیل وغیرہ رہتا ہے یا جو سامان مسافروں کے لئے چارپائی بستر وغیرہ رکھا جاتا ہے وہ سب مال وقف ہیں اور مال وقف کا واقف کی منشاء و شرائط کے خلاف استعمال کرنا متولی کے لئے بھی جائز نہیں کسی دوسرے کے لئے کیسے ہو سکتا ہے۔ قال الشامی فان شرائط الواقف معتبرۃ اذا لم تخالف الشرع وھو مالک لہ فلہ ان یجعل مالہ حیث شاء شامی صفحہ ۳۹۲ ج ۳۔

چراغ سے اپنا کوئی جائز کام کر لینا جیسے کتاب کا مطالعہ یا کوئی تحریر وغیرہ یہ جائز ہے اور وہ بھی صرف تہائی رات تک اوس کے بعد نہیں صرح بہ فی خلاصۃ الفتاوی اور چارپائی بستر وغیرہ مسافروں کے لئے وقف ہے اوس کا استعمال بجز مسافروں کے کسی کو جائز نہیں لما مر من الشامی۔

نمبر ۱۲۳ **سوال۔** عیدین کا خطبہ سُننا ضروری ہے یا نہیں اگر خطبہ کے وقت شور و غل کیا جاوے تو کیسا ہے اور خطبہ کے وقت امام کے لئے چندہ اکھٹا کرنا کیسا ہے۔

الجواب۔ خطبہ عید کا پڑھنا اور سُننا سنت مؤکدہ ہے۔ لیکن جب خطبہ پڑھا جائے اور کوئی شخص وہاں موجود ہو تو خطبہ سُننا واجب ہو جاتا ہے اوس وقت کلام وغیرہ کرنا ناجائز ہے اور شور مچانا سخت گناہ ہے۔ قال فی الدر المختار من باب العیدین۔ سوی الخطبۃ فانہا سنۃ بعدھا ای بعد صلاۃ العید وقال فی البحر حتی لو لم یخطب اصلاً صح واساء لترک السنۃ شامی باب العید۔ وقال فی رد المحتار من خطبۃ الجمعۃ وکذا یجب الاستماع لسائر الخطب کخطبۃ نکاح وخطبۃ عید فقط۔ بندہ محمد شفیع عفرلہٗ ۱۳ ربیع الاولی سنہ ۵۰ھ

نمبر ۲۴ سوال۔ اگر لنگڑا بیٹھکر اذان دے تو مکروہ ہے یا نہیں۔

الجواب۔ بیٹھکر اذان دینا مکروہ ہے۔ البتہ اگر کوئی دوسرا آدمی موجود نہیں اور یہ تنہا نماز اذان دیکر پڑھنا چاہتا ہے تو بیٹھکر اذان دے سکتا ہے کذا فی شرح المنیۃ الکبیر حیث قال ویکرہ ان یؤذن قاعدًا الا اذا کان لنفسہ لان المقصود بہ مراعات السنۃ لا الاعلام کبیری صفحہ ۳۷۲۔

اور اگر دوسرے آدمی موجود ہوں تو معذور کا بیٹھکر اذان دینا مکروہ ہوگا۔

نمبر سوال۔ ختم قرآن کے وقت تراویح میں قل ہو اللہ کو تین مرتبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ قل ہو اللہ احد کا تکرار ختم قرآن کے وقت جائز ہے۔ اور نوافل و تراویح میں بعض علماء نے مستحسن کہا ہے مگر دوسرے اکابر و فقہاء اس کو غیر مستحسن کہتے ہیں۔ اس لئے ترک اولی۔ پھر بعض حضرات نے تین مرتبہ پڑھنے کو اولی کہا ہے اور بعض نے نہ پڑھنے کو۔ قال فی شرح المنیۃ قراءۃ قل ھو اللہ احد ثلث مرات عند ختم القرآن لم یستحسنھا بعض المشائخ وقال الفقیہ ابو اللیث ھذا شیء استحسنہ اہل القرآن۔ واہل الامصار فلا باس بہ الا ان یکون الختم فی المکتوبۃ فلا یزیدہ علی مرۃ انتھی) اور اسی کتاب میں دوسری جگہ ہے ویکرہ تکرار قراءۃ السورۃ فی الفرض ولا یکرہ تکرار السورۃ فی التطوع لان باب التطوع اوسع۔ انتھی فقط ______ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔ ۱۵ ربیع الاولی ۱۳۵۰ھ

نمبر سوال۔ بسم اللہ کا جہر تراویح میں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ جائز ہے بلکہ اولی ہے کیونکہ حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ الرحمن الرحیم علاوہ سورۂ نمل کے بھی ایک مستقل آیت ہے جس کا تکرار ہر سورۃ کے شروع میں کیا گیا ہے تو جو شخص سارا قرآن مجید ختم کرے اور بسم اللہ ایک جگہ بھی نہ پڑھے اس کا قرآن ختم نہ ہوگا اور جس طرح سارے قرآن کو جہراً پڑھا ہے ایک مرتبہ کسی سورۃ کے شروع میں، خواہ سورۂ بقرہ ہو یا کوئی دوسری سورۃ۔ بسم اللہ کو جہراً پڑھنا چاہئے تنویر المنار میں ہے۔ حنفیہ برآنند کہ بسم اللہ آیت واحدہ است مکرر شدہ برائے فصل میان سور۔ پس قرآن عبارت است از صد و چہار دہ سورت و یک آیت پس در ختم قرآن یکبار بسم اللہ ضروری ست الخ

نمبر ۱۶۷ سوال۔ آٹھ رکعت تراویح حضور سے پڑھنی ثابت ہے یا نہ۔ اگر ثابت ہے تو بیس رکعت کیوں پڑھتے ہیں۔ اور ترجیح کس کو ہے۔

الجواب۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعتیں پڑھنا قوی اور صحیح روایتوں سے ثابت ہے اور ایک روایت سے بیس رکعت پڑھنا بھی ثابت ہے۔ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم کسی اجماع سے بیس رکعت تراویح پڑھا جانا اوس کی تائید کرتا ہے اسی لئے تمام ائمہ اربعہ نے بیس سے کم تراویح کو اختیار نہیں کیا مسئلہ کی تفصیل دیکھنا ہو تو رسالہ التنقیح فی عدد رکعات التراویح ملاحظہ فرمائیں فقط بندہ محمد شفیع

گردن کے بال منڈانا

نمبر ۱۶۸ سوال۔ گردن کے بال جو کہ کانوں کے لو کے نیچے ہوتے ہیں تراشنے یا منڈانے جائز ہیں یا نہیں۔

الجواب۔ جائز ہیں کذا اشیر الیہ بعض الفاظ الشامی من الحظر و الاباحۃ وکذا صرح بہ حضرۃ الشیخ الگنگوھی رحمۃ اللہ علیہ فی فتاواہ صفحہ ۳۲ ج ۲

نمبر ۱۶۹ سوال۔ چھپکلی حدیث قتل وزغہ میں داخل ہے۔ یا نہیں۔ اگر ہے تو کوئی اور صریح حدیث یا روایت فقہی اس کے مارنے کے متعلق بھی وارد ہے یا نہیں۔ اگر داخل نہیں تو اقتلوا للوزغۃ ولو فی جوف الکعبۃ سے کیا مراد ہے

الجواب روی البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجۃ عن ام شریک رض انہا استأمرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی قتل الوزغان فامرھا بذلک وفی الصحیحین ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم امر بقتل الوزغ وسماہ فویسقا وقال کان ینفخ النار علی ابراھیم علیہ السلام وکذلک رواہ الامام احمد فی مسندہ وفی الحدیث الصحیح من روایۃ ابی ھریرۃ قال ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال من قتل وزغۃ فی اول ضربۃ فلہ کذا وکذا حسنۃ ومن قتلہا فی الضربۃ الثانیۃ فلہ کذا وکذا حسنۃ دون الاولی ومن قتلہا فی الثالثۃ فلہ کذا وکذا حسنۃ دون الثانیۃ وفیہ ایضاً ان من قتلہا فی الاولی فلہ مائۃ حسنۃ وفی الثانیۃ دون ذلک وفی الثالثۃ دون ذلک روی الطبرانی عن ابن عباس ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اقتلوا الوزغۃ ولو فی جوف الکعبۃ لکن فی اسنادہ عمر بن قیس المکی وھو ضعیف وفی الکامل فی ترجمۃ وھب ابن حفص عن ابن عباس ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال من قتل وزغۃ فکانما

قتل شیطاناً وفی الباب من عائشۃ۔ فی الباب عن عائشۃ فی ابن ماجۃ وعنہا فی تاریخ البخاری وعن عبد الرحمن بن عوف فی المستدرک الحاکم اخرج الکل الدمیری فی حیوۃ الحیوان فی لفظ الوزغۃ صفحہ ۲۳۲ ج ۲۔

احادیث مذکورہ سے مذکورہ قتل وزغہ کے مضمون کی تائید ہوگئی اگرچہ حدیث دلونی جوف الکعبۃ ضعیف ہے لما صرح الدمیری۔

اب دوسری بات یہ ہے کہ وزغہ کی تعریف کیا ہے اور اوس میں چھپکلی داخل ہے یا نہیں اس کے متعلق کتب لغت وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وزغہ ایک لفظ عام ہے جو... گرگٹ، کرلیا کو بھی شامل ہے اور چھپکلی کو بھی اور لفظ سام ابرص فقط گرگٹ کرلیا پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس لئے بعض اہل لغت ... نے وزغہ کا ترجمہ سام ابرص کردیا ہے۔ اور بعض نے یہ تصریح کی ہے کہ سام ابرص وزغہ کی ایک نوع خاص ہے جو بڑی ہے اور گھاس میں رہتی ہے قال فی القاموس تحت الوزغۃ محرکۃ سام ابرص وقال تحت البرص وسام ابرص من کبار الوزغ ومثلہ فی حیوۃ الحیوان تحت سام ابرص وقال فی مجمع البحار وھی مایقال لہ سام ابرص ثم قال الوزغ دابۃ لہا قوائم تعدو فی الحشیش الخ قال فی النہایۃ لابن اثیر وھی التی یقال لہا سام ابرص ومثلہ فی الدر المنیر للسیوطی اور برہان قاطع لغت فارسیہ میں ہے۔ کرفش بروزن مفرش چلپاسہ را گویند واور خانہا بسیار است۔ گویند زدن وکشتن آں جانور آں مقدار ثواب دارد کہ کسے ہفت من گندم بمستحق دہد۔ اور نفائس اللغات لغت ہندیہ میں ہے چھپکلی معروف جانورے ست مانند آفتاب پرست بر دیوارہا وسقفہائے خانہ چسپد بعربی آں را وزغہ گویند۔ ودر بہار عجم لغت فارسیہ صفحہ ۳۰۱ آوردہ چلپاسہ جانورے کہ در ہندی چھپکلی خوانند ومثلہ فی الغیاث اور برہان قاطع میں لفظ کرس وکرش کے تحت میں لکھا ہے۔ جانورے گزندہ وموذی از جنس چلپاسیہ دست وپائے کوتاہ دارد وبیشتر در ویرانہا می باشد گویند ہر کرا بگزد دندان در زخم بماند وسام ابرص ہمان است۔

آن تمام لغت عربی وفارسی وہندی کی عبارتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عربی میں وزغہ اور فارسی میں چلپاسہ لفظ عام ہے دونوں قسم پر صادق آتا ہے۔ یعنی گرگٹ اور چھپکلی دونوں پر۔ اور عربی میں سام ابرص اور فارسی میں کرلیہ اور کریش وغیرہ گرگٹ کو کہا جاتا ہے

حدیث قتال کا حکم لفظ وزغہ کے ساتھ ارشاد ہوا ہے۔ اس لئے دونوں قسموں کو شامل معلوم ہوتا ہے۔

نمبر ۱۷۰ سوال۔ موسم گرما میں جو اکثر لوگوں کے بدن پر گرمی دانے نکلتے ہیں اون کے پھٹ جانے سے جو پانی نکلتا ہے اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اگر یہ پانی اتنا زیادہ ہے کہ گرمی دانوں کے اوپر سے متجاوز ہو کر بدن پر بہنے لگے تو ناقض وضو ہونا چاہئے ورنہ نہیں۔ کیونکہ اُس کا حکم بھی خون اور پیپ اور زخم کے پانی جیسا ہے قال فی الدر المختار وینقضہ خروج کل خارج نجس بالفتح ویکسر منہ ای من المتوضی الحی معتادا او لا من السبیلین او لا الی ما یطھر الخ وفی شرح الکبیر للمنیۃ صفحہ ۱۱۱ ایضا رطوبات البدن واخرتھا لا یعطی لھا حکم النجاسۃ الا بالانتقال الی قولہ ولا تکون منتقلۃ الا بالتجاوز والسیلان ثم قال نفطۃ وھی الجدری والبثرۃ تشترت فسال منھا ماء خالص اجتنب من خارج والتأمت علیہ اودم او صدید الی قولہ ان سال عن راس الجرح نقض الخ فقط۔ بندہ محمد شفیع غفرلہ ۵ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ

نمبر ۱۷۱ سوال لوکان موسی وعیسی حیین کیا یہ حدیث کسی حدیث کی کتاب میں موجود ہے یا کہ نہ بیہقی کا حوالہ دیا جاتا ہے کا ہے۔

الجواب حدیث لوکان موسی وعیسی حیین کسی حدیث کی معتبر کتاب میں موجود نہیں۔ البتہ تفسیر ابن کثیر میں ضمناً یہ الفاظ لکھے ہیں اور اسیطرح اور بعض کتب تصوف میں نقل کر دیا ہے مگر سب جگہ بلا سند نقل کیا ہے اس لئے یہ حدیث بچند وجوہ احادیث مشہورہ کے معارض نہیں ہو سکتی اولاً معارض کیلئے مساوات فی القوۃ شرط ہے اور اس حدیث کا کہیں پتہ نہیں اور جہاں کہیں ہے تو وہ بلا سند ہے اور یہ قول ائمہ حدیث کا مقبول و مشہور ہے کہ لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء۔ ثانیاً اگر بالفرض یہ حدیث معتبر ہی ہو تو احادیث متواتر دربارہ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے معارض ہوگی اور ترجیح کی نوبت آئیگی تو ظاہر ہے کہ احادیث کثیرہ متواترہ المعنے کو اسکے مقابلہ میں ترجیح ہوگی نہ ایک اس حدیث کو جبکا حدیث ہونا بھی متعین نہیں۔ ثالثاً اگر ان الفاظ کو صحیح اور ثابت بھی مان لیا جائے تب بھی اس سے وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت نہیں ہوتی بلکہ اسکے معنے صاف یہ ہوتے ہیں کہ عالم زمین پر حیوۃ ہوتے کیونکہ حدیث میں اتباع نبوت کا ذکر ہے اور یہ اتباع اس عالم کیساتھ تعلق رکھتا ہے سو یہ صحیح ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام اس عالم میں زندہ ہوتے تو آپکا اتباع کرتے۔ اب چونکہ ایک دوسرے عالم میں ہیں اگرچہ زندہ ہیں اسلئے اتباع انپر ضروری نہ رہا سمجھنے کیلئے اتنا ہی کافی ہے اور اگر اس مضمون کو مبسوط دیکھنا چاہے تو مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب نے اس مضمون پر مستقل رسالہ لکھا ہے وہ ملاحظہ فرمایئے۔

(۱۲۷) **سوال**۔ بعض جگہ دستور ہے کہ لڑکوں کی ختنہ کرنے کے بعد جب ساتواں روز ہوتا ہے تو لوگوں کی دعوت کی جاتی ہے اور لوگ کپڑے وروپیہ وغیرہ ساتھ لاکر دعوت میں شرکت کرتے ہیں بعض اوقات افلاس کی بنا پر لوگوں کو مجبور ہو کر لڑکے کو حد بلوغ تک پہنچا دینا ہوتا ہے اور بغیر اس رسم کے سنت مذکورہ کا ادا کرنا عار سمجھا جاتا ہے اس قسم کی دعوت میں شرکت جائز ہوگی یا نہیں۔ اور روپیہ وکپڑے دینے والے مرتکب گناہ صغیرہ ہیں یا بدعت؛

(۲) بعض جگہ رواج ہے کہ جب میت متمول ہوتا ہے تو ورثاء میت بہ نیت ایصال ثواب بہت بڑی ضیافت کرتے ہیں جس میں غیر معمولی روپیہ خرچ ہوتا ہے گاہ گاہ اس کے نہ کرنے کو باعث عار سمجھتے ہیں بعض واقعات ایسے بھی پیش آئے کہ مال میت سے دَین وغیرہ ادا نہیں کیا گیا اور ضیافت کرنا مقدم سمجھا گیا یہ شرعاً جائز بھی ہے یا نہیں؛

الجواب۔ اس قسم کی رسموں کی پابندی کرنے والا مرتکب بدعت صغیرہ نہیں بلکہ کبیرہ کے مرتکب اور سخت گنہگار ہیں کیونکہ اس میں بہت سے گناہوں کا مجموعہ جمع ہو گیا ہے؛

(۱) دعوت کے لئے ساتویں روز کی ایسی تعیین کہ اُس کے سوا کو برا سمجھیں یہ تعیین بدعت ہے کیونکہ اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں کما صرح بہ الطیبی فی شرح المشکوٰۃ تحت حدیث ابن مسعودؓ فی التزام الانصراف عن الیمین بعد الصلوٰۃ فانصہ فیہ ان من اصر علی مندوب وجعلہ عزماً ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان فکیف من اصر علی بدعۃ او منکر انتہی۔

(۲) ختنہ کے وقت لوگوں کو دعوت دینا یہ خود ہی بدعت ہے مسند احمدؒ میں حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان ابن ابی العاصؓ کو کسی نے ختنہ میں شرکت کے لئے بلایا آپ نے تشریف لیجانے سے انکار فرمایا آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی آپ نے جواب دیا کہ ہم لوگ عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں کبھی ختنہ میں نہ جاتے تھے البتہ غسل صحت کے بعد اگر کوئی بطور شکرانہ حدود شرعیہ اور اپنی گنجائش کی رعایت رکھکر کچھ احباب واقربا کو کھانا کھلاوے تو یہ جائز ہے۔ اور اس کا کھانا بھی جائز ہے۔ وھو مراد ما فی العالمگیریہ من الکراھیۃ لا ینبغی التخلف من اجابۃ الدعوۃ العامۃ کدعوۃ العرس والختان ونحوھما عالمگیری صفحہ ۲۲۲/۴؎

(۳) اس دعوت کو اتنا ضروری سمجھنا کہ ختنہ کو بلوغ تک ملتوی کیا جائے یہ جداگانہ

گناہ ہے کیونکہ امر مندوب پر اگر اصرار بدرجہ وجوب کیا جاوے تو وہ بھی مکروہ و ناجائز ہوجاتا ہے یہ تو کام مندوب و مستحب بھی نہیں غایت یہ ہے کہ مباح ہو،

(۴) لڑکے کو بلوغ یا قریب بلوغ تک پہنچا دینا اور ختنہ نکرنا یہ ایک مستقل گناہ ہے کیونکہ اس وقت اس کے ستر کو بلاضرورت دیکھنا گناہ ہے جو دعوت اس قسم کی رسوم ناجائزہ امور پر مشتمل ہو اگر یہ منکرات دعوت کھانے والوں کے سامنے دسترخوان پر ہیں تو کسی کو کھانا اور جانا جائز نہیں اور اگر کھانے سے جدا کسی اور جگہ یہ منکرات ہوں تو اس دعوت میں شریک ہوجانا جائز ہے بشرطیکہ یہ شخص قوم کا مقتدا نہ ہو۔ اور اگر مقتدا ہو تو پھر ہرگز شریک نہ ہو۔ کذا روی فی واقعات الامام ابی حنیفہؒ اور بہرحال ایسی دعوتوں میں اولیٰ یہی ہے کہ شریک نہ ہو۔ کما قال فی العالمگیریۃ کتاب الکراھیۃ واما یجب علیہ ان یجیبہ اذا لم یکن ھناک معصیۃ ولا بدعۃ وان لم یجبہ کان عاصیاً والامتناع اسلم فی زماننا اذا علم یقیناً بانہ لیس فیھا بدعۃ ولا معصیۃ کذا فی الینابیع ثم قال من دعی الی ولیمۃ فوجدہ ثمہ لعباً او غناءً فلاباس ان یقعد ویاکل فان قدر علی المنع یمنعھم وان لم یقدر یصبر وھذا اذا لم یکن مقتدی بہ امّا اذا کان ولم یقدر علی منعھم فانہ یخرج ولا یقعد ولو کان ذلک علی المائدۃ لا ینبغی ان یقعد وان لم یکن مقتدی بہ وھذا کلہ بعد الحضور واما اذا علم قبل الحضور فلا یحضر عالمگیری مطبوعہ ھند صہ ۲۲۳

(۵) ایسی دعوت کرنا اور کھانا جائز نہیں کیونکہ اگر میت پر دین ہے تب تو اس کے ترکہ میں مقدم ادائے دین ہے اس سے پہلے کسی خرچ میں روپیہ لگانے کا خود ورثہ کو بھی حق نہیں اور اگر دین نہو تب بھی مشترک ترکہ میت سے ایصال ثواب کے لئے روپیہ خرچ کرنا پھر بھی اچھا نہیں کیونکہ تمام ورثاء کی رضا کا اس میں تحقق ہونا مشکل ہوتا ہے بعض اُن میں سے شرما شرمی راضی ہوجاتے ہیں۔ دل سے راضی نہیں ہوتے؛

اور اگر میت کے مال سے بھی نہ ہو تب بھی مناسب نہیں کیونکہ یہ جو کچھ کیا جاتا ہے محض نام و نمود اور عار سے بچنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ جس کا کوئی ثواب خرچ کرنے والے ہی کو نہیں ملتا میت کو کیا پہنچے گا، فقط

بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

سوال (۱۶۳) سلیمان نے اپنی بی بی مسماۃ زیتونہ کو کہا تو میری ماں بہن ہے آیا زیتونہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب۔ اگر یہی لفظ کہے ہیں کہ تو میری ماں بہن ہے تو طلاق نہیں پڑی لیکن ایسا لفظ بیوی کو کہنا گناہ ہے؛ صرح بہ فی العالمگیریہ من باب الظہار ومثلہ فی الشامی فقط

بندہ محمد شفیع غفرلہ؛

سوال (۱۶۴) میری اپنی زوجہ ہندہ سے بدسلوکی ہو گئی چونکہ میری بیوی کے والدین میرے گھر آباد نہیں ہونے دیتے تھے۔ میں نے ہر چند کوشش کی مگر اُنہوں نے میری بیوی کو نہیں بھیجا۔ لاچار ہو کر میں نے دوسری شادی کا انتظام کیا بوقت منگنی یہ اقرار نامہ تحریر ہوا کہ اگر میں پہلی بیوی کو نکاح ثانی ہو جانے کے بعد آباد کر دوں تو نئی بیوی کو طلاق سمجھی جاوے اس اقرار نامہ کے بعد پہلی بیوی کے والدین نے اُس کو میرے گھر بھیجدیا اور وہ آباد ہو گئی؛ آباد ہو جانے کے دو سال بعد میرا دوسرا نکاح بھی ہو گیا۔ تو نئی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہ؛

الجواب۔ اگر واقعہ یہی ہے جو سوال میں درج ہے تو اس شخص کی بیوی پر طلاق نہیں پڑی اور نئی بیوی کو جو طلاق معلق دی گئی ہے اُس کی تعلیق اگرچہ منعقد ہو گئی لیکن جس شرط پر طلاق کو معلّق کیا گیا تھا وہ شرط نئی بیوی کے نکاح سے پہلے واقع ہو گئی (یعنی پہلی بیوی کو آباد کرنا) لہذا وہ تعلیق ختم ہو گئی اور تعلیق ختم ہونے کے بعد نئی بیوی سے نکاح ہوا تو اُس پر بھی طلاق نہ پڑی والدلیل علی انعقاد التعلیق مع عدم الملک او الاضافۃ الی الملک صراحۃً ما فی الخلاصۃ والعالمگیریہ ولو قال کل امرأۃ لی فہی طالق ان فعلت کذا ولا امرأۃ لہ فان نوی امرأۃ یتزوجہا یصح ویکون بمنزلۃ قولہ کل امرأۃ یکون لی خلاصہ صفحہ ۹۶ ج ۲ وفی العالمگیریۃ صفحہ ۴۳۹ ج ۲ مثلہ ثم قال والی ہذا ذہب شمس الاسلام محمود وقال نجم الدین لا یصح وقال السید الامام بالقول الاول ناخذ ثم الدلیل علی انحلال الیمین وعدم وقوع الطلاق ما فی الہدایہ من الایمان فی الطلاق۔ وان وجد الشرط فی غیر الملک انحلت الیمین لوجود الشرط ولم یقع شیٔ لانعدام المحلیۃ باقی پنچایت کے فسخ شرط کرنے یا امام کے اطلاع نہ کرنے کا اس معاملہ میں کچھ اعتبار نہیں نہ اُس پر کوئی حکم موقوف ہے مسئلہ وہ ہے جو اوپر لکھدیا گیا

بندہ محمد شفیع غفرلہ

نمبر ۱۷۵ سوال۔ انجکشن کے ذریعہ جو دوا بدن کے اندر پہنچائی جاتی ہے اُس سے روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ڈاکٹروں کی تحقیق کرنے سے نیز تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ انجکشن کے ذریعہ دوا جوف عروق میں پہنچائی جاتی ہے اور خون کی ساتھ شرائین یا اوردہ میں اُس کا سریان ہوتا ہے جوف دماغ یا جوف بطن میں دوا نہیں پہنچتی اور فساد صوم کے لئے مفطر کا جوف دماغ یا جوف بطن میں پہنچنا ضروری ہے مطلقاً کسی عضو کے جوف میں یا عروق (شرائین واوردہ) کے جوف میں پہنچنا مفسد صوم نہیں فقہاء کی عبارتیں دو طرح پر تقریباً بلکہ حقیقۃً اس دعوے کی تصریح کرتی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ فقہاء نے زخم پر دوا ڈالنے کو مطلقاً مفسد نہیں بلکہ جائفہ یا آمہ کی قید لگائی ہے کیونکہ انہیں دو قسموں کے زخموں سے دوا جوف دماغ یا جوف بطن کے اندر پہنچتی ورنہ جوف عروق کے اندر تو دوسری قسم کے زخموں سے بھی دوا پہنچ جاتی ہے دوسرے بہت سی جزئیات فقہیہ مسلمات فقہاء میں سے ایسی ہیں جن میں دوا وغیرہ مطلقاً جوف بدن میں تو پہنچ گئی لیکن چونکہ جوف دماغ یا جوف بطن میں نہیں پہنچی اس لئے اُس کو مفطر و مفسد صوم نہیں قرار دیا جیسے مرد کے پیشاب گاہ کے اندر دوا یا تیل وغیرہ چڑھانے سے باتفاق ائمہ ثلاثہ روزہ فاسد نہیں ہوتا کما صرح بہ الشامی حیث قال وافاد انہ لو بقی فی قصبۃ الذکر لا یفسد اتفاقاً ولا شک فی ذلک شامی صفحہ ۱۰۳ ج ۲ ومثلہ فی الخلاصۃ صفحہ ۲۵۳ ج نقلاً عن ابی بکر البلخیؒ۔ اور اگر دوا مثانہ تک پہنچ جائے تب بھی امام اعظم اور امام محمدؒ کے نزدیک مفسد صوم نہیں امام ابو یوسفؒ جو مثانہ میں پہنچ جانے کو مفسد قرار دیتے ہیں وہ بھی اس بناء پر کہ ان کو یہ معلوم ہوا کہ مثانہ اور معدہ کے درمیان منفذ ہے جس سے دوا معدہ میں پہنچ جاتی ہے ورنہ نفس مثانہ میں پہنچنے کو وہ بھی مفسد نہیں فرماتے اسی لئے صاحب ہدایہ نے اس اختلاف کے متعلق فرمایا ہے۔ فکانہ وقع عند ابی یوسف ان بینہ وبین الجوف منفذاً ولھذا یخرج منہ البول ووقع عند ابی حنیفۃ ان المثانۃ بینہما حائل والبول یترشح منہ وھذا لیس من باب الفقہ۔ محقق ابن ہمام اس کی شرح میں فرماتے ہیں یفید انہ لا خلاف لو اتفقوا علی تشریح ھذا العضو فان قول ابی یوسفؒ بالافساد انما ھو علی ابناء قیام المنفذ بین المثانۃ والجوف الی قولہ، قال فی شرح الکنز وبعضھم جعل المثانۃ نفسھا جوفاً عند ابی یوسفؒ وحکی بعضھم الخلاف مادام فی قصبۃ الذکر ولیسا

بشئی انتہی۔ اسی طرح اگر کان میں پانی ڈالے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کما صرح بہ فی الدر المختار والخلاصۃ حالانکہ کان بھی ایک جوف ہے۔ اسی طرح اگر کوئی انگور وغیرہ کو ایک تاگہ میں باندھکر نگل جائے اور پھر معدہ میں پہنچنے سے پہلے کھینچ لے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کما قال فی الخلاصۃ وعلی ہذا لو ابتلع علبا مربوطا بخیط ثم اخرجہ لایفسد صومہ خلاصہ صفحہ ۲۶ ج ۱ ومثلہ فی العالمگیریۃ مطبوعۃ الہند صفحہ ۲۰۲ ولفظہ ومن ابتلع لحما مربوطا علی خیط ثم انتزعہ من ساعتہ لایفسد وان ترکہ فسد کذا فی البدائع۔

الغرض اگر مطلق جوف بدن میں کسی شئی کا پہنچنا بلا خلاف مفسد ہوتا تو خود پیشاب گاہ بھی ایک جوف ہے اور مثانہ تو بدرجہ اولیٰ جوف ہے کان اور حلق بھی جوف ہیں ان میں پہنچنا بلا خلاف مفسد صوم ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ مطلقاً جوف بدن میں مفطر چیزوں کا پہنچنا مفسد صوم نہیں بلکہ خاص جوف دماغ اور جوف بطن مراد ہیں بلکہ جوف دماغ بھی اس میں اصل نہیں وہ بھی اسی وجہ سے لیا گیا ہے کہ جوف دماغ میں پہنچنے کے بعد بذریعہ منفذ جوف معدہ میں پہنچ جانا عادتاً ثابت ہے جیسا کہ صاحب بحر کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے قال فی البحر والتحقیق ان بین جوف الراس وجوف المعدۃ منفذا اصلیا فما وصل الی جوف الرس یصل الی جوف البطن من الشامی صفحہ ۱۰۶ اس عبارت سے اس مقصد کی بالکل تصریح ہوگئی کہ جوف سے مراد صرف جوف بطن ہے اور جوف دماغ سے چونکہ جوف بطن میں پہنچنا لازمی ہے اس لئے اس میں پہنچنے کو بھی تبعاً لجوف المعدہ مفسد قرار دیا ہے اسی طرح حقنہ وغیرہ کو تبعاً لجوف المعدہ مفسد کہا گیا ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے اما الحقنۃ والوجور فلانہ وصل الی الجوف ما فیہ صلاح البدن وفی القطور والسعوط لانہ وصل الی الراس ما فیہ صلاح البدن اس عبارت سے بھی یہی معلوم ہوا کہ جس جوف میں پہنچنا مفسد صوم ہے وہ جوف معدہ وجوف دماغ ہے مطلقاً جوف مراد نہیں اور خلاصۃ الفتاوی کی عبارت اس مضمون کے لئے بالکل نص صریح ہے وہی ہذا وما وصل الی جوف الراس والبطن من الاذن والانف والدبر فہو مفطر بالاجماع وفیہ القضاء وہی مسائل الاقطار فی الاذن والسعوط والوجور والحقنۃ وکذا من الجائفۃ والامۃ عند ابی حنیفۃؒ الخ اسی طرح عالمگیری کے الفاظ بھی اس کے قریب ہیں۔ وفی دواء الجائفۃ والامۃ اکثر المشائخ علی ان العبرۃ للوصول الی الجوف والدماغ انتہی عالمگیریہ مطبوعۃ الہند صفحہ ۲۰۲ جلد اول اور بدائع کی عبارت

ان سب سے زیادہ اس مضمون کے لئے اصرح واوضح ہے وھی ھٰذہ وما وصل الی الجوف اوالی الدماغ من المخارق الاصلیۃ کالانف والاذن والدبر بان اسقط او احتقن او اقطر فی اذنہ فوصل الی الجوف اوالی الدماغ فسد صومہ اما اذا وصل الی الجوف فلاشك فیہ لوجود الاکل من حیث الصورۃ وکذا اذا وصل الی الدماغ لانہ لہ منفذ الی الجوف فکان بمنزلۃ زاویۃ من زوایا الجوف الی قولہ واما ما وصل الی الجوف اوالی الدماغ من غیر المخارق الاصلیۃ بان داوی الجائفۃ والآمۃ فان داواھا بدواء یابس لایفسد لانہ لم یصل الی الجوف ولا الی الدماغ ولو علم انہ وصل لیفسد فی قول ابی حنیفۃ الخ بدائع صفحہ ۹۳ ج ۲۔ فقط

بندہ محمد شفیع غفرلہ

(۲۱۵۷) معاہدۂ بیع مکمل ہوجانے کے بعد اُس کے خلاف بلا وجہ کرنا گناہ ہے مگر بائع مشتری کو مجبور نہیں کرسکتا

نمبر ۱۷۶ **سوال**۔ محمد اسمٰعیل و محمد ابراہیم نے نصف مکان جس میں وہ شریک فی حقوق البیع تھے بحساب ۸؍ گز خرید لیا اور بایعان میاں محمد یعقوب وغیرہ سے یہ وعدہ ہوگیا کہ باقی نصف مکان محمد اسمٰعیل و محمد ابراہیم کو چند مہینہ بعد بقیمت ۸؍ گز بیع کیا جاوے گا۔ چنانچہ چند ماہ کے بعد بایعان مذکورین نے بقیہ نصف مکان مسمیٰ عبدالرحمٰن کو (جو جار ملاصق ہے) فروخت کر دیا بقیمت ۱۲ گز۔ اور بیع نامہ میں ۱۴ گز زیادہ لکھایا ہے یعنی ۱۴؍ گز لکھایا ہے۔ تو بقیہ نصف مکان کی بیع بدست عبدالرحمٰن صحیح ہوئی یا نہیں اور بصورت صحت محمد اسمٰعیل و محمد ابراہیم اس بقیہ نصف مکان کو بحق شفعہ سابق معاہدہ کے موافق اُس قیمت پر لے سکتے ہیں یا نہیں۔ مشتریوں کے تقاضا کرنے پر بایعان نے یہ الفاظ کہے کہ ہم معاہدہ کر چکے ہیں زمین تمہاری ہوچکی ہے ہم اس معاہدہ سے ہٹ نہیں سکتے ہیں چاہے شفیع ثانی کتنی ہی رقم زیادہ دے اس کے بعد بایعان نے کچھ عذرات بیان کر کے یہ کہا کہ اب تم نصف زمین کا بیعنامہ لکھوالو ہمارا معاملہ ۸؍ گز کا تھا اب تم زمین آنجہانی کرکے ۸؍ گز لیلو بقیہ زمین ردی رہجائے گی، وہ دو چار مہینہ کے بعد تمہارے نام دو روپیہ گز بیع کر دیں گے؛ فقط

الجواب۔ سائل کے بیان منسلکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد قاسم اور محمد یعقوب نے محمد اسمٰعیل اور اُس کے برادر سے جو کچھ کہا تھا وہ ایک معاہدہ اور وعدہ تھا بیع نہیں اسلئے بایعان نے جو خلاف معاہدہ کرکے عبدالرحمٰن کے ہاتھ زمین کو بیع کر دی یہ بیع تو منعقد ہوگئی لیکن محمد قاسم و محمد یعقوب کا معاہدہ کرکے پھر جانا ناجائز اور سخت گناہ ہے اور اگر اول ہی سے ارادہ ایفائے عہد کا نہ تھا و علامت نفاق ہے۔ جس سے بچنا واجب اور نہایت

ضروری ہے اور لمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ وعدہ کر کے بلا عذر شرعی پھر جانا حرام ہے۔ قیل الخلف فی الوعد من غیر مانع حرام وھو المراد ھھنا وکان الوفاء بالعھد مامورا فی الشرائع السابقۃ ایضاً حاشیہ مشکوٰۃ۔ اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین باتیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص کے اندر ہوں وہ منافق ہے اگرچہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں اور وہ تین چیزیں یہ ہیں کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور امانت اُس کے پاس رکھی جائے تو خیانت کرے بخاری مسلم عن ابی ہریرۃ۔ اور حدیث میں ہے الوعد العطیۃ قال العراقی فی تخریج الاحیاء رواہ الطبرانی فی الاوسط وابونعیم۔ اور دوسری حدیث میں ہے الوائی مثل الدین او افضل والوائی الوعد رواہ ابن ابی الدنیا والدیلمی فی مسند الفردوس کذا قالہ العراقی فی التخریج ان دونوں حدیثوں سے بھی معلوم ہوا کہ وعدہ ایسا لازم ہو جاتا ہے جیسے قرض اور وعدہ پورا کرنا ایسا ہی ہے جیسے دین دینا اس لئے صورت مذکورہ میں محمد قاسم اور محمد یعقوب اُس وقت تک گناہ گار رہیں گے جب تک اپنے معاہدہ کو پورا نکریں یا کچھ دے دلا کر محمد اسمعیل و محمد ابراہیم کو راضی نکریں لیکن بہرحال محمد اسمعیل و محمد ابراہیم اُن کو اس پر مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ باقی زمین کو معاہدہ سابقہ کے موافق اُن کے حوالہ کرے یا ہر فی گز جو معاہدہ سے زائد لئے ہیں وہ واپس کر دے۔ ہاں محمد اسمعیل بحق شفعہ اس باقی زمین کو عبدالرحمٰن شفیع ثانی سے اُسی قیمت پر لے سکتا ہے جس پر فی الواقع اُس نے خریدی ہے بیع نامہ میں چاہے کچھ بھی درج ہو۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

نمبر ۱ **سوال**۔ ایک عالیشان قبہ ہے جس میں متعدد قبریں لکڑی کی جالی دار کٹھروں کے اندر موجود ہیں اس قبہ کے برابر لائن میں دائیں طرف مسجد ہے اور بائیں طرف دوسرا قبہ ہے اور ان تینوں کے آگے ایک بڑا صحن ہے جو تقریباً ایک جریب ہے جس کو مسجد کا حکم ہے۔ آیا مسجد کے برابر والے صحن کو امام چھوڑ کر درمیانی قبہ (جس کا دروازہ کھلا ہوا ہے) کے تھوڑے شمال کی طرف کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے اور صفیں سارے صحن کی لمبائی پر بنائی جاتی ہیں کیا اس حالت میں امام اور مقتدیوں کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ صورت مذکورہ میں اس شرط کی ساتھ نماز جائز ہے کہ یا تو قبروں اور نمازی کی صفوں کے درمیان کوئی دیوار یا بند شدہ کواڑ وغیرہ حائل ہوں اور یا اتنا فاصلہ ان

فاصلہ بقدر دو صف ہو تو نماز جائز ہے

قبروں اور نماز کی صفوں میں ہو کہ جب نمازی خشوع کی ساتھ نماز پڑھے تو اُس کی نظر ان قبروں پر نہ پہنچے خشوع کی تفسیر یہ ہے کہ حالت قیام میں نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے اور حالت رکوع میں پشت قدم پر اور حالت قعود میں زانوں کی جڑ پر۔ اور اگر نہ کوئی دیوار یا کواڑ حائل ہوں اور نہ اتنا فاصلہ ہے تو ان قبروں کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ والدلیل علیہ ماذکرہ الطحطاوی فی حاشیتہ علی مراقی الفلاح لما نصہ وفی القہستانی عن جنائز المضمرات لا تکرہ الصلوٰۃ الی جہۃ القبر الا اذا کان بین یدیہ بحیث لو صلی صلوٰۃ الخاشعین وقع بصرہ علیہ وما فی عالمگیریۃ ان کانت القبور ماوراء المصلی لا یکرہ فانہ ان کان بینہ وبین القبر مقدار ما لو کان فی الصلوٰۃ ویمر الانسان لم یکرہ انتہی وما فی خزانۃ الروایات فی مفید المستفیدین من الحادی سئل ابو نصر عن ذلک فقال ان کان القبر وراء المصلی لا یکرہ فانہ ان کان بینہ وبین القبور مقدار ما لو مر انسان بین یدیہ لم یکرہ فکذا ھہنا والحد الفاصل موضع سجودہ انتہی وصرح فی الخلاصۃ من کتاب الصلوٰۃ بجواز الصلوٰۃ الیہا اذا کان ھناک حائل مثل الجدار وغیرہ فقط

نبت لہ **سوال**۔ محمد یوسف نے اپنی زوجہ کو یہ اقرار نامہ لکھدیا کہ اگر ایک مہینہ تک برابر کچھ خرچ نہ دوں تو دوسرے مہینہ میں تینوں طلاق واقع ہو جائیں۔ آیا اگر محمد یوسف اس کے خلاف کریں گے تو اُن کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی یا نہیں؟ ۱۴۲۱

الجواب۔ اقرار نامہ منسلکہ کی رو سے یہ بات لازم ہوئی کہ اگر محمد یوسف اپنی بی بی کو دو ماہ تک خرچ نان نفقہ نہ دیں گے تو دوسرے ماہ میں اُس کی بی بی پر تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ البتہ اگر محمد یوسف خرچ ماہوار دیتے رہیں یا دوسرے ماہ تک ادا کریں تو کوئی طلاق واقع نہ ہو گی نیز اگر محمد یوسف کی بی بی بلا اُس کی اجازت کے اپنے میکہ چلی جائے اور اس وجہ سے محمد یوسف نان نفقہ نہ دے تب بھی اُس پر طلاق واقع نہ ہو گی کیونکہ زوجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ اُسی وقت ہے جب کہ وہ بلا اجازت اور بغیر حق کے اُس کے گھر سے نہ نکلے!

نیز اقرار نامہ میں شوہر نے وعدہ نفقہ بھی اس شرط پر کیا ہے کہ اُس کے گھر رہے لما فی الدر المختار لا نفقۃ لاحد عشر الی قولہ وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ شامی باب النفقہ صفحہ ۶۴۳ ج ۲

احقر محمد شفیع غفرلہ۔

سوال ۹! مسلمان کو ہندو کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب جائز تو ہے کیونکہ فقہاء کافر کے جھوٹے (پسماندہ) کو بھی جائز فرماتے ہیں کما فی الدر المختار فسور آدمی مطلقاً ولو جنباً او کافراً الیٰ قولہ طاہر لیکن کفار کے ساتھ اتنا اختلاط فی نفسہ بُرا ہے۔ کیونکہ اول تو صحبت و اختلاط سے ہی محبت بڑھتی ہے اور بالخصوص ساتھ کھانے سے اور زیادہ محبت بڑھ جاتی ہے اور کفار سے تعلق محبت بنص قرآن ممنوع ہے حافظ ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ اقتضاء الصراط المستقیم فی مخالفت اصحاب الجحیم میں اس بحث پر مفصل و مدلل کلام کیا ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ کافر سے زائد از حاجات کوئی تعلق نہ رکھے اختلاط و صحبت میں اور طرز و وضع میں اُن کی مخالفت کا اعلان کرے۔ فقط احقر محمد شفیع غفرلہٗ۔

سوال ۱۰! ملک کے ہر گوشہ میں یوم ربیع الاول کی تحریک چل رہی ہے خصوصاً نگینہ میں یوم النبی خاص طور سے منایا جاتا ہے یہ جلسہ ۱۲ ربیع الاول کو ہوتا ہے اگر اسی تاریخ کو یا کسی دوسرے ماہ میں تمام سال میں ایک دن خصوصیت کے ساتھ یوم النبی منایا جائے اور اُس میں سیرۃ النبی سُنائی جائے تو شرعی حکم اس کے متعلق کیا ہے؟

الجواب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت و حالات پر مسلمانوں کو مطلع کرنا اسلام کا اہم ترین فرض ہے اور میرے نزدیک ساری اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہی ہے اور اسی میں مسلمانوں کی ہر فلاح و بہبود منحصر ہے لیکن اس کی ساتھ یہ جان لینا نہایت ضروری ہے کہ شریعت نے ہر کام اور ہر عبادت کے لئے کچھ حدود و قواعد مقرر فرمائی ہیں اُن سے تجاوز کرنا ہر عبادت میں سخت گناہ ہے کوئی شخص اگر مغرب کی تین رکعتوں کے بجائے چار پڑھنے لگے تو ظاہر ہے کہ وہ تلاوت قرآن اور تسبیح و تہلیل ہی ہوگی فی نفسہ کوئی گناہ کی چیز نہیں لیکن تجاوز حدود اور احداث بدعت ہونے کی وجہ سے ساری امت اُس کو گناہ کہتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و حالات پر مسلمانوں کو مطلع کرنا یہ ایک ایسی ضرورت و عبادت ہے جو آج نئی پیدا نہیں ہوئی بلکہ بعثت و نبوت کے بعد ہی سے اس کی ضرورت تھی بلکہ ابتدائی زمانہ میں اور قرون اولیٰ میں جبکہ سیر مدون نہ ہوئی تھی اور منتشر کلمات مختلف لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھے اُس وقت اس کی ضرورت آج سے زیادہ تھی لیکن اس کے باوجود قرون اولیٰ میں بلکہ اُس کے بھی بہت بعد تک اس کی ایک نظیر پیش نہیں کی جاسکتی کہ کہیں سالانہ جلسوں کا انعقاد اس کام کے لئے ان تعینات کے ساتھ کیا گیا ہو بلکہ اس مقصد کی تحصیل کا ذریعہ صرف

یہ رکھا گیا کہ اول تو سیرت قدسیہ عام مسلمانوں کی نصاب تعلیم کا اہم جزو تھا۔ اور جو عوام بالکل ہی پڑھنے پڑھانے سے جُدا رہے اُن کے لئے علماء کرام کے مواعظ حسنہ میں بلاقید تاریخ و بلا رسوم مروجہ اس مقصد کو باحسن وجوہ حاصل کر سکتے تھے اور آج بھی اگر مسلمانوں کی قسمت میں اصلاح و درستی مقدر ہے تو بھی بزرگان کا اسوۂ حسنہ اُن کو قعر ذلت و ضلالت سے نکال سکتا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ اس باب میں ہر وقت یاد رکھنے کے قابل ہے یعنی لن یصلح اٰخر ھذہ الامۃ الا ما صلح بہ اولہا یعنی اس امت محمدیہ کے آخری دور اور متاخرین امت کی اصلاح بھی اگر ہو سکے گی تو اُسی ذریعہ اور اُسی طریقہ سے جس کے ذریعہ اول مرتبہ اصلاح ہوئی تھی اور درحقیقت اگر غور کیا جائے تو سیرت قدسیہ ایسی چیز نہیں کہ سال بھر میں آپ ایک روز میں لوگوں تک پہنچا کر فارغ ہو جائیں بلکہ ضرورت اسی کی ہے کہ ہر مکتب و مدرسہ و اسکول کا اس کو جزو لازم قرار دیا جائے اور باقی عوام کو ہمیشہ مواعظ کے ذریعہ اُس پر مطلع کیا جائے یہ تعینات خاصہ جو مجالس یوم النبی کے اندر رائج ہو گئی ہیں اور وہ رسوم منکرہ جو ان جلسوں میں بڑھتی جا رہی ہیں کسی طرح قدیم طرز کے محفل میلاد سے کم نہیں۔ البتہ اُس کو ایک نئے عنوان سے نیچرل لباس میں پیش کر دیا گیا ہے۔ اس لئے ان جلسوں کی شرکت و اہتمام بعینہ مجالس میلاد کا حکم رکھتا ہے جس کے متعلق ہمارے تمام اکابر اور بزرگوں کا فتویٰ شائع شدہ ہے کہ بدعت قابل ترک ہے۔ تفصیل کے لئے فتاوی میلاد حضرت گنگوہیؒ کا مطالعہ فرمایا جائے؛ فقط

سوال (۸۱) جو امام گانجھا پیتے ہیں اُن کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ گانجھا جو مسکر ہے پینا ناجائز اور پینے والا فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ لہذا ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے جو گانجھا پیتا ہو۔ لیکن جو نمازیں پڑھی گئی ہیں اُن کے لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ لما فی الاشباہ من ان کل صلوۃ ادیت مع الکراھۃ تجب اعادتہا فی الوقت وبعدہ لا۔ وقال فی الہدایۃ وغیرہا فی مکروھات الصلوۃ وخلف فاسق۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ

سوال (۸۲) فٹ بال کھیلنا صحت بدن کے لئے جس میں تالی بجائی جاتی ہے جائز ہے یا نہ؟

الجواب کھیل خواہ گیند کا ہو یا کوئی دوسرا اگر اس سے محض کھیل اور لہو و لعب مقصود ہے تو مکروہ ہے اور اگر تفریح طبع یا رفع کسل یا تحصیل قوت مقصود ہو تو جائز ہے بشرطیکہ کسی ممنوع شرعی پر مشتمل نہ ہو وقال الشامی اما اذا قصد التلہی او الفخر او لتری

شجاعۃ فالظاہر الکراہۃ وقال فی الدر المختار اما بدونہ فیباح فی کل الملاعب ثم قال بعد ذلک واما السباق بلاجعل فیجوز فی کل شئ قال الشامی فی کل شئ ای مما یعلم الفروسیۃ ویعین علی الجہاد بلاقصد التلہی کما یظہر من کلام فقہائنا مستدلین بقولہ علیہ السلام لا تحضر الملائکۃ شیئاً من الملاہی سوی النضال ای الرمی والمسابقۃ الخ اس سے معلوم ہوا کہ گیند کا کھیل بھی اگر بقصد تلہی نہ ہو تو جائز ہے بلاکراہت۔ وقد صرح بہ الشامی عن القہستانی حیث قال عن الملتقط من لعب بالصولجان یرید الفروسیۃ یجوز کل ذلک من خطر الشامی صفحہ ۳۵۵ ج ۵ فٹ بال بھی فی نفسہ گیند کا کھیل ہے اس لئے وہ بھی بدلیل مذکور فی نفسہ جائز ہے لیکن آج کل دوسری مکروہات بلکہ بعض محرمات مثل کشف ستر وغیرہ اُس کی ساتھ مثل لازم کے ہوگئے ہیں نیز عموماً اس کھیل کے حامل وہی لوگ ہوتے ہیں جو دین ومذہب اور مذہبی احکام سے آزاد ہیں اور عموماً نیکر پہن کر کھیلتے ہیں جس میں کشف عورت ہوتا ہے اُن کی ساتھ کھیلنا اور اتنا زیادہ اختلاط بھی کراہت سے خالی نہیں لہذا موجودہ صورت کے ساتھ فٹ بال کھیلنا مکروہ ہے۔ ہاں اسکول کے لڑکے قواعد اسکول کی وجہ سے مجبور ہوں تو اُن کے لئے مضائقہ نہیں بشرطیکہ دوسرے منکرات سے بچیں۔

سوال ۸۳ مسجد کا تیل بتی بلا اجازت متولی وارکین مسجد امام وغیرہ کو استعمال کرنا اور جلائی ہوئی بتی میں کتاب دیکھنا اور مطالعہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

مسجد کے چراغ کا استعمال

الجواب۔ مسجد کے چراغ سے درس تدریس یا مطالعہ کتب اس شرط پر کہ مسجد سے باہر نہ نکالا جائے ثلث لیل تک جائز ہے قال فی البحر من الوقف احکام المسجد ولیس لمتولی المسجد ان یحمل سراج المسجد الی بیتہ ثم قال ویجوز الدرس بسراج المسجد ان کان موضوعاً فیہ لا للصلوۃ بان فرغ القوم من الصلوۃ وذہبوا الی بیوتہم وبقی السراج فیہ قالوا لاباس بان یدرس بنورہ الی ثلث اللیل لانہم لو اخروا الصلوۃ الی ثلث اللیل لاباس بہ فلا یبطل حقہم بتعجیلہم وفیما زاد علی الثلث لیس لہم تاخیرہا فلا یکون لہم حق الدرس بحرالرائق صفحہ ۲۵۱ ج ۵

البتہ اگر کسی مسجد میں ساری رات چراغ جلانے کی عادت ہو اور محلہ والے یا چندہ دینے والے ساری رات چراغ جلانے کی اجازت دیتے ہوں تو تمام رات بھی مطالعہ وغیرہ

جائز ہے۔ قال فی البحر ولا یجوز ان یترك فی کل اللیل الا فی موضع جرت العادۃ فیہ بذلك کمسجد بیت المقدس ومسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمسجد الحرام او شرط الواقف فیہ ترکہ کل اللیل الخ۔ بحر صفحہ ۲۵۰ ج ۵ فقط بندہ محمد شفیع عفرلہ۔

سوال ۲۸۸ قاضی کے پاس ایک نے آکر بیان کیا کہ میں نے غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ کو تین طلاق کہدیا اور عدت بھی گذرگئی اب میں اُس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہوں وہ بھی میرے نکاح میں آنا چاہتی ہے؛

قاضی نے اُس شخص کی ہمراہ جاکر دوسرے شخص سے اُس عورت کا نکاح کراکے بغیر وطی کے طلاق دلاکر اُسی وقت شوہر اوّل سے نکاح کر دیا۔ اور اسکے جواز کا فتویٰ دیدیا۔ یہ فتویٰ صحیح ہے یا نہ۔

الجواب۔ جو الفاظ طلاق کیلئے استعمال کرتے اگر ان میں اضافت طلاق کی عورت کیطرف تھی یا اُسکو خطاب کرکے طلاق دی گئی تو یہ الفاظ کو کہی گئے ہیں تو طلاق مغلظہ ہوگئی اور قاضی صاحب کا یہ فتویٰ بالکل غلط اور ناجائز ہے خلاصۃ الفتاویٰ اور شامی میں ایسے فتوے دینے والے پر لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لکھا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ فتویٰ تمام امت محمدیہ کے خلاف ہے اور یہ جو قاضی صاحب نے عذر پیش کیا ہے کہ امام مالک کے مذہب پر فتویٰ دیا جائے یہ بھی محض غلط ہے کیونکہ اس مسئلہ میں امام مالک رحمۃ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ جب تک زوج ثانی وطی نہ کرے اور طلاق دیکر عدت نہ گذر جائے نکاح زوج اوّل کی ساتھ صحیح نہیں ہوتا بلکہ امام مالک کے مذہب میں تو اور بھی بعض شرطیں زاید ہیں۔ غرض امام اعظم ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل اور تمام امت محمدیہ کے ائمہ کا اس پر اجماع ہے کہ صرف نکاح پڑھادینا زوج اوّل کے لئے حلال نہیں کرتا وطی ہونا شرط ہے۔ حضرت سعید بن مسیبؒ کا جو قول نقل کیا ہے اُس کے متعلق بھی شامی میں ہے۔ کہ اُنہوں نے بھی اپنے اس قول سے رجوع کرلیا ہے لہٰذا یہ نکاح صحیح نہیں ہوا اس میں کوئی عذر شرعاً مسموع نہیں۔ زنا سے بچنے اور بچہ کی تربیت کے لئے دوسری تدبیریں کی جائیں یہ نکاح تو جبھی صحیح ہوگا جب حسب قاعدہ شرعیہ ہو۔

قال الشامی ثم اعلم ان اشتراط الدخول ثابت بالاجماع فلا یکفی مجرد العقد قال القہستانی وفی الکشف وغیرہ من کتب الاصول ان العلماء غیر سعید بن المسیبؒ اتفقوا علی اشتراط الدخول وفی الزاہدی انہ ثابت باجماع الامۃ وفی المنیۃ ان سعیدا رجع عنہ الی قول الجمہور فمن عمل بہ یسود وجہہ ویبعد ومن افتی بہ یعزر الی قولہ

طلاق مغلظہ کے بعد بغیر وطی زوج ثانی کے زوج اول سے نکاح جائز نہیں ہوتا

وذکر فی الخلاصۃ عنہ او عن الصدر الشہید ان من افتی بہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین فانہ تخالف الاجماع ولا ینفذ قضاء القاضی بہ انتہی۔

کذا فی الشامی باب الرجعۃ صفحہ ۵۵۲ جلد ۲۔ فقط محمد شفیع غفرلہ۔

سوال ۱۸۵ ۔ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ شہادت جو صحیح طریقہ پر ہو تحریر فرماویں؛

الجواب۔ مولانا شہید موصوف کی وجہ شہادت جو اخبار متواترہ اور مستقل تاریخ کے کتابوں سے معلوم ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ آپ نے اقصائے پنجاب میں ہزاروں مسلمانوں کی معیت و معاونت کے ساتھ سکھوں پر جہاد کیا اور جہاد میں شہید ہوئے۔ خاندان ولی اللہی کے تذکرے جن کتابوں میں موجود ہیں اُن سب میں اس کا ذکر ہے۔ مستقل سیرت بھی آپ کی لکھی گئی ہے۔ حیاۃ طیبہ نام ہے پنجاب میں چھپی ہے۔ لیکن اس پر کامل اعتماد نہیں کہ جتنے واقعات اُس میں لکھے ہیں سب صحیح ہی ہیں۔ ان کے اور دوسرے حضرات خاندان ولی اللہی کے صحیح حالات میں دو مختصر رسالے حال میں لکھے گئے ہیں ایک امیر الروایات اور دوسرا اشرف التنبیہ۔ ان میں ان حضرات کے مختصر حالات متفرق درج ہیں؛ فقط محمد شفیع غفرلہ؛

سوال ۱۸۶ ۔ صبی نابالغ کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؛

الجواب۔ صبی اور مجنوں اور معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی لما فی الدر المختار لا یقع طلاق الی قولہ المجنون الی والصبی الی والمعتوہ وقال فی الہدایۃ ولا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم واخرج الترمذی مرفوعاً کل طلاق جائز الا طلاق المعتوہ المغلوب علی عقلہ الخ

وروی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن ابن عباس لا یجوز طلاق الصبی انتہی کذا فی تخریج الزیلعی علی الہدایہ۔ پس حنفی کو یہ جائز نہیں کہ صبی یا مجنون یا معتوہ کی طلاق کو واقع کہے۔ البتہ امام احمدؒ کے نزدیک صبی ممیز کی طلاق واقع ہو جاتی ہے جو اُن کا مقلد ہو وہ کہہ سکتا ہے صرح بہ فی الدر المختار جو حنفی مذکورہ صورتوں میں وقوع طلاق کا حکم دیتا ہے گنہگار ہے توبہ کرنی چاہئے؛ فقط محمد شفیع غفرلہ؛

سوال ۱۸۷ زید نے جھگڑا کرتے ہوئے اپنی زوجہ ہندہ سے کہا کیا تو طلاق چاہتی ہے ہندہ نے جواب دیا کہ میں تو نہیں چاہتی اگر تمہاری طبیعت چاہے تو طلاق دیدو اُسپر

زید نے کہا کہ میری جانب سے تو طلاق سی ہی ہے اب مجھے بالکل غیر سمجھو اور جس طرح غیر آدمی سے پردہ کیا جاتا ہے تم مجھ سے بھی پردہ کرلو آیا زید کے ان الفاظ سے ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہ۔

الجواب۔ مندرجہ بالا الفاظ سے ہندہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی قال فی الشامی من الکنایۃ ص۴۷۶ ج۲ ولو قال استتری منی خرج عن کونہ کنایۃ وھل المراد عدم الوقوع بہ اصلاً او انہ یقع بلا نیۃ والظاہر الثانی وعلیہ فھل الواقع بائن او رجعی والظاہر البائن لکون قولہ منی قرینۃ لفظیۃ علی ارادۃ الطلاق بمنزلۃ المذاکرۃ۔ فقط　　محمد شفیع غفرلہ

سوال ۱۸۸ زید بوجہ ادھار کے نرخ بازار سے کم فروخت کرتا ہے اگر جائز ہے تو قاضی خاں اور مبسوط نے جو جائز لکھا ہے اس کا جواب کیا ہوگا۔

(ادھار کی وجہ سے قیمت میں زیادتی کرنے کا حکم)

الجواب۔ ادھار کی وجہ سے نرخ بازار سے کم فروخت کرنا جائز ہے مگر خلاف مروت ہے دلیل جواز پر صاحب ہدایہ کا قول ہے باب مرابحہ میں ہے الا تری انہ یزاد فی الثمن لاجل الاجل۔ وقال فی البحر من باب المرابحۃ لان للاجل شبھاً بالمبیع الا تری انہ یزاد فی الثمن لاجل الاجل ثم قال بعد اسطر الاجل فی نفسہ لیس بمال ولا یقابلہ شیء من الثمن حقیقۃً اذا لم یشترط زیادۃ الثمن بمقابلتہ قصداً ویزاد فی الثمن لاجلہ اذا ذکر الاجل بمقابلۃ زیادۃ الثمن قصداً انتھی بحر الرائق ص۱۱۴ ج۶۔ ومثلہ فی الشامی من المرابحۃ ص۱۷۵ ج۴۔ اور علامہ کواکبی مفتی حلب فوائد سمیہ میں لکھتے ہیں لان المؤجل والاطول اجلاً انقص مالیۃ من الحال ومن الاقصر اجلاً (فوائد سمیہ باب المرابحۃ ص۳۳ ج۲)

عبارات مذکورہ سے بوجہ ادھار کے زیادتی ثمن کا جواز صاف معلوم ہوتا ہے "قاضیخاں کے باب الاجل والدین اور باب الربوا میں تو بنظر اجمال ایسی کوئی چیز نظر نہیں پڑی جو اس کے خلاف ہو اسلئے اگر قاضی خاں اور مبسوط کی عبارت معہ حوالہ باب وصفحہ وغیرہ لکھی جائے تو کچھ جواب عرض کیا جاسکتا ہے۔ البتہ ہدایہ کتاب الصلح میں جو یہ الفاظ ہیں الاعتیاض عن الاجل حرام ان سے اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے مگر وہ اس صورت میں ہے جبکہ ایجاب وقبول کے ساتھ بطور شرط کے یہ کہا جاوے کہ اگر تم نقد لیتے ہو تو یہ قیمت اور ادھار لیتے ہو تو یہ۔ یا ایک

مہینہ کا ادھار لینے ہو تو دس روپیہ ہوں گے اور دو مہینہ کا ادھار لوگے تو بارہ روپیہ

(نوٹ) بعد میں تلاش کرنے سے قاضیخاں کی عبارت بھی مل گئی۔ وہ بھی اسی صورت میں ناجائز فرماتے ہیں جو اوپر مذکور ہوئی۔ مطلقاً ادھار کی وجہ سے قیمت کی زیادتی کو ممنوع نہیں قرار دیتے جیسا کہ اُن کی عبارت میں تقریباً اسکی تصریح موجود ہے فقط واللہ اعلم

کتبہ محمد شفیع عفا عنہ۔

سوال ۱۸۹ زید نے اپنے بھائی بکر کو اپنی زوجہ کو لانے کے لئے لکھا اور زوجہ کو یہ لکھا کہ اُس کے ہمراہ فوراً چلی آؤ ورنہ عمر بھر صورت نہ دیکھونگا۔ ہندہ کے باپ نے بلا اجازت ہندہ کے بکر کو واپس کر دیا اور ہندہ کو نہیں بھیجا اس صورت میں ہندہ کے لئے کیا حکم ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایلاء مؤبد کا فتویٰ دیا ہے یہ صحیح ہے یا نہ۔

الجواب ۔ زید کے یہ الفاظ "ورنہ عمر بھر صورت نہیں دیکھونگا" ظاہر یہ ہے کہ کنایہ طلاق ہیں کیونکہ عرفاً ایسے الفاظ مطلقاً قطع تعلق کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں نہ کہ ترک وطی کے اور کنایۂ طلاق کا یہ حکم ہے کہ اگر شوہر نے نیت طلاق کی تو اُس سے طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ خلاصۃ الفتاوی میں اسی کے قریب قریب الفاظ کو کنایۂ طلاق قرار دیا ہے ولفظہ۔ ولو قال لامرأتہ تو مرا نشائی تا قیامت او ہمہ عمر لا یقع الطلاق بدون النیۃ خلاصہ ج۲ ص۱ ۔ اور اگر عرف سے قطع نظر کیجائے تو ان الفاظ کو کنایہ ایلاء مؤبد بھی قرار دیا جاسکتا ہے لیکن پھر بھی کنایہ ہوگا جو ایلاء میں بھی محتاج نیت ہے بغیر نیت ایلاء کے ایلاء مؤبد بھی ان الفاظ سے منعقد نہیں ہوتا لما قال الشامی تحت قولہ وھو الحلف علی ترک قربانھا قید بالقربان ای الوطء لانہ لو حلف علی غیرہ کو اللہ لا یمس جلدی جلدک او لا اقرب فراشک ونحو ذلک ولم ینو الوطء لم یکن مولیاً کما یاتی شامی ج۲ ص۷۵۔ اسلئے اس لفظ کی مثال ایسی ہوگئی جیسے کوئی یہ کہے تو مجھپر حرام ہے۔ اسکو صاحب درمختار وغیرہ نے ایک لفظ مشترک قرار دیا ہے جو ایلاء پر بھی محمول ہو سکتا ہے۔ اور ظہار پر بھی کنایہ طلاق بھی ہو سکتا ہے لیکن چونکہ عرف میں یہ لفظ ایلاء کے لئے عموماً نہیں بولا جاسکتا بلکہ طلاق کے لئے مستعمل ہوتا ہے اسی لئے درمختار باب الایلاء میں اسی پر فتوی دیا ہے کہ یہ لفظ طلاق ہی ولفظہ ویفتی بہ انہ طلاق بائن وان لم ینوہ للعرف اور شامی نے اسی لفظ پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے وحاصلہ ان فیہ عرفین عرف اصلی وھو کونہ یمیناً یمتنے الایلاء

وعرف حادث وهو ارادة الطلاق وما قاله شمس الائمة من انه لا يصدق في القضاء بل يكون ايلاء مبنى على العرف الاصلى والفتوى على العرف الحادث لان كلامهم كل عاقد وحالف ونحوه يحمل على عرفه وان خالف ظاهر الرواية كما قالوا من ان الحاكم او المفتى ليس له ان يحكم او يفتى بظاهر الرواية ويترك العرف الخ شامی باب الایلاء ص ۵۶۶ ج ۲ - الغرض فی نفسہٖ زید کے الفاظ (عمر بھر صورت نہ دیکھوں) اس معنی کا بھی احتمال رکھتے ہیں کہ اس سے مراد جماع نہ کرنے پر قسم کھانا ہے جسکو اصطلاح میں ایلاء کہتے ہیں لیکن عرف میں ان الفاظ کو سنکر عموماً یہ مضمون نہیں سمجھا جاتا بلکہ جماع و وطی کا اسکے ذیل میں تصور بھی نہیں آتا - ہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص کوئی تعلق اُس سے نہ رکھیگا اور یہ مفہوم کنایہ طلاق کا ہے جیساکہ خلاصۃ الفتاوی کی عبارت سے ذکر کیا گیا ہے لہذا اگر زید نے ان لفظوں سے طلاق کا ارادہ کیا ہے تو طلاق پڑیگی ورنہ نہیں اور اگر بالفرض ایلاء بھی قرار دیں حکم جب بھی اسی کے قریب ہوگا - کیونکہ جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا یہ لفظ ایلاء کے لئے صریح تو کسی طرح ہو نہیں سکتے غایت یہ ہے کہ کنایۂ ایلاء قرار دیں وہ بھی اس کا محتاج ہے کہ زید بہ نیت ایلاء یہ لفظ کہے تو حکم ایلاء جاری کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں اور ان سب امور سے قطع نظر کرکے اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ زید نے نیت ایلاء بھی کی تھی اور ایلاء منعقد بھی ہو گیا تھا تب بھی اُس کی زوجہ صورتِ مذکورہ میں چار ماہ کے بعد اُس سے بائنہ نہیں ہو سکتی - کیونکہ ایلاء کا جو یہ حکم ہے کہ چار ماہ تک وطی نہ کرنے سے عورت بائنہ ہو جاتی ہے یہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ وطی کرنے سے کوئی امر مانع نہ ہو اور اگر کوئی چیز مانع ہو مثلاً زوجہ کو کسی شخص نے روک لیا اور خاوند کے پاس نہیں جانے دیا یا زوجہ خود بوجہ نافرمانی کے وطی کرنے سے باز رہی جیساکہ صورت مندرجہ سوال میں واقع ہے تو اس صورت میں کتنی ہی مدّت گذر جائے وطی نہ کرنے کی وجہ سے عورت بائنہ نہیں ہو سکتی بلکہ چار ماہ کے اندر خاوند کا محض زبان سے یہ کہدینا کافی ہوگا کہ میں ایلاء سے رجوع کرتا ہوں - قال فی الدر المختار وکذا احبسها ونشوزها ففيؤه نحو قوله بلسانه فئت اليها او راجعتك او ابطلت الايلاء الخ از شامی ص ۵۶۷ ج ۲ الغرض درصورت انعقاد ایلاء بھی واقعہ مذکورہ میں چار ماہ تک وطی نہ ہونے سے عورت پر طلاق نہیں پڑ سکتی -

(۳) جبکہ ہندہ خود بالغ ہے تو اس کے باپ کو بغیر اُس کی رضامندی کے ایسا معاملہ کرنا اور یہ جواب دینا جائز نہیں فقط

محمد شفیع غفرلہ - ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

سوال نمبر ۱۹۰ ہمارے یہاں ایک مہتر یعنی بیت الخلا صاف کرنے والا مسلمان ہے لیکن فی الحال وہ یہ کام نہیں کرتا اسکے خویش واقارب یہ کام کرتے ہیں ایسے شخص کو مسجد میں نماز پڑھنے کا اور دیگر جماعت مسلمین میں برتاؤ کرنے کا کیا حکم ہے۔

(۲) ہمارے یہاں ہر ایک نماز کے بعد مصافحہ کرنے کا طریقہ ہے اس بارہ میں کیا حکم ہے

الجواب (۱) اس شخص کے ساتھ کھانا پینا اور سلام و کلام وغیرہ کرنا اور تمام اسلامی معاملات کو جاری رکھنا جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہیں کیونکہ جب وہ مسلمان ہوگیا تو تمام وہ حقوق اُس کے بھی واجب ہو گئے جو عامۂ مومنین کے لئے مسلمانوں پر واجب ہیں بلکہ ایک حیثیت سے یہ اَور مسلمانوں سے بھی بڑھا ہوا ہے کہ اول تو بنصِّ حدیث تمام گناہوں سے پاک ہوگیا - لقولہ علیہ السلام والاسلام یھدم ما کان قبلہ - (مشکوٰۃ) دوسرے دینِ آبائی کو چھوڑنا بھی ایک بڑا مجاہدہ ہے اسکی بھی قدر کرنی چاہیئے - مساجد میں بھی اسکو شریک جماعت ضرور کیا جائے - البتہ بدن اور کپڑے صاف رکھنے اور پاک رہنے کی ہدایت کیجائے -

(۲) یہ طریقہ بدعت ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کے بعد خلفائے راشدین سے اور اُن کے بعد ائمۂ دین اور اسلافِ اُمت سے کہیں اس کا ثبوت نہیں - فقط - محمد شفیع غفرلہٗ -

سوال نمبر ۱۹۱ مدعی کا بیان ہے کہ عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ میں رات کو شاہ محمد کے گھر گیا اور سوال کیا کہ مجھکو اپنے فرزند دل محمد کے لئے ناطہ دیدو تو شاہ محمد اور اُسکی زوجہ نے کہا ناطہ دیدینگے - تب دن نکاح مقرر ہوا اور اُسدن ایجاب و قبول کرایا گیا - اب پانچ سال کے بعد شاہ محمد ناطہ سے انکاری ہے بیانات گواہان منسلک ہیں - آیا اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں -

الجواب - اول تو تحریری شہادت اس طرح شرعاً معتبر نہیں دوسرے ہم اس معاملہ کے حَکَم نہیں کہ شہادت سُنیں اس لئے ہم اس کا کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے البتہ مسئلہ بتلا سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر فی الواقع ایجاب و قبول نکاح یا اس کے مثل الفاظ کے ساتھ دو گواہوں کے سامنے کیا گیا ہے تو نکاح منعقد و صحیح ہوگیا اور اگر ایجاب و قبول نہیں ہوا یا لفظ ناطہ یعنی منگنی کے ساتھ ایجاب و قبول ہوا ہے تو ان لفظوں سے نکاح منعقد نہیں ہوا کیونکہ ہمارے

عرف میں یہ لفظ نکاح کے لئے استعمال نہیں ہوتے اور اگر آپ کے یہاں کا عرف یہ ہو کہ یہ لفظ بمعنی نکاح بولتے ہوں تو اطلاع دیجائے تاکہ اُس کا حکم لکھیں فقط محمد شفیع عفرلہ

ف عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے یا نہیں

سوال ۱۹۲ ہندہ زوجہ زید تقریبًا دو تین سال سے اپنے خاوند سے ناشزہ رہی اب چھ ماہ سے اسلام کو ترک کرکے مذہب عیسائی اختیار کرلیا ہے تو نکاح قائم ہے یا منقطع ہوگیا۔ اگر ہندہ پھر اسلام قبول کرے تو زید کا نکاح عود کریگا یا نہیں۔

الجواب۔ مرتد ہوجانے سے ہندہ کا نکاح فسخ ہوگیا۔ پھر جب کبھی وہ اسلام قبول کرے اُسکو زید ہی کے نکاح میں رہنا ہوگا۔ مگر نکاح جدید کرنا پڑیگا۔ لقولہم وارتداد احدھما فسخ عاجل وصرح باجبارھا علےٰ نکاح زوجھا السابق فی الخلاصہ وغیرھا۔ فقط محمد شفیع عفرلہٗ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

ف ہندوستان میں بحالت موجودہ زنا کی سزا

سوال ۱۹۳ عورت منکوحہ غیر مدخول بہا سے زنا کا ثبوت ہوجاوے تو اُسکے لئے شرعًا کیا سزا ہے جرمانہ لینا جائز ہے یا نہ۔

الجواب۔ زنا اگر شہادت شرعیہ سے ثابت ہوجائے تو صورت مذکورہ میں اس کی سزا شرعی ہے یعنی سو کوڑے مارے جائیں لیکن یہ حکم دار الاسلام کے ساتھ خاص ہے دار الحرب میں حد زنا جاری نہیں کی جاسکتی۔ کما صرح بہ فی الدر المختار۔ البتہ بستی کے مسلمان پنچایت کرکے بطور تعزیر اُسکے ساتھ معاملات کھانا پینا نکاح شادی وغیرہ ترک کردیں جب تک وہ اس سے توبہ نہ کرے۔ ہندوستان میں آجکل یہی تعزیر جاری ہوسکتی ہے۔ مالی جرمانہ لینا شرعًا درست نہیں۔ صرح بہ فی الدر المختار من باب التعزیر۔ فقط محمد شفیع عفرلہ

ف فسخ نکاح کے لئے مدعا علیہ کے غیر حاضر ہونے کی صورت میں کسی کو وکیل بنا کر کھڑا کرنا

سوال ۱۹۴ دو صغیرہ لڑکیوں کا نکاح چچا حقیقی نے بلا اجازت اُن کی والدہ کے کردیا۔ جس وقت لڑکیاں بالغ ہوئیں تو اُنہوں نے نکاح فسخ کرنا چاہا اور دعوےٰ کیا کہ ہمکو چچا کا نکاح نامنظور ہے۔ ایک عالم صاحب نے مدعا علیہم کے قائم مقام غیر شخص کو کھڑا کرکے فسخ کا حکم دیدیا تو یہ حکم نافذ ہے یا نہ۔

الجواب۔ یہ عالم صاحب اگر حَکَم مسلمہ فریقین تھے اور فریق مدعا علیہم کو اُنہوں نے اطلاع

---

۵ یہ فتوی ظاہر الروایت پر دیا گیا ہے اسکے بعد شیوع ارتداد اور عدم قدرت اجبار پر نظر کرکے فتوے متاخرین بلخ کے قول پر اختیار کیا گیا جسمیں نکاح فسخ نہیں ہوتا اور تفصیل اسکی احقر کے رسالہ "حکم الارتداد علے اختلاف دین الازواج" میں ہے۔ اسمیں تصدیقات اکابر مذکور ہیں۔ ۱۲ محمد شفیع عفا عنہ ۲۰ ربیع الثانی

حاضری کی دی اور وہ حاضر نہ ہوا تو پھر اُن کے لئے یہ جائز ہے کہ کسی شخص کو مدعا علیہم کی طرف سے وکیل بناکر کھڑا کرلیں اور اُس کے سامنے فسخ نکاح کردیں۔ تو یہ فسخ نافذ ہوجائیگا لما فی الدر المختار من القضاء اذا توارى الخصم فالمتاخرون على ان القاضی ینصب وکیلاً فی الکل الخ شامی ص۳۷۲ ج۴ اور اگر یہ عالم صاحب حَکَم مسلم فریقین نہوں یا فریق مدعا علیہم کو اُن کے فیصلہ کی اطلاع نہیں دی گئی تو ان کا فیصلہ معتبر نہیں اور نہ وکیل کا کھڑا کرنا کچھ فائدہ رکھتا ہے کیونکہ یہ سب حق قاضی کا ہے یا حَکَم کا جو کہ بحکم قاضی ہوجاتا ہے۔ فقط محمد شفیع غفرلہ۔

سوال ۱۹۵ کسی صورت سے باپ کا کیا ہوا نکاح بھی فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب باپ کا کیا ہوا نکاح صغر سنی صرف اُس صورت میں فسخ ہوسکتا ہے کہ اس نکاح کرنے سے پہلے ہی یہ بات عام طور پہ مشہور و معروف ہو کہ اُس کے باپ کو اپنی اولاد نابالغ پر شفقت نہیں اور ان کے معاملہ میں کسی وجہ سے بے پروائی کرتا ہے تو اس صورت میں اگر وہ نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کردیگا تو اُن کو بعد البلوغ فسخ کا اختیار رہیگا۔ قال فی الدر المختار وان عرف لیعنی سوء الاختیار من الاب والجد۔ لا یصح النکاح اتفاقاً وکذا لو کان سکران فزوجها من فاسق او شریر او فقیر او ذی حرفۃ دنیۃ۔ وقال الشامی والحاصل ان المانع هو کون الاب مشهوراً بسوء الاختیار قبل العقد فاذا لم یکن مشهوراً بذلک ثم زوج بنته من فاسق صح الی قولہ۔ ثم اعلم ان ما مر من النوازل من ان النکاح باطل معناہ انہ سیبطل کما فی الذخیرۃ الخ شامی باب الولی من النکاح ص۳۱۲ ج۲۔ فقط محمد شفیع غفرلہ

سوال ۱۹۶ آیہ کریمہ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا الآیۃ خطبہ کے بارہ میں نازل ہوئی ہے یا نہ خطیب جس وقت خطبہ پڑھ رہا ہو آنے والا سنتیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کرسکتا ہے۔ درود شریف تسبیح پڑھ سکتا ہے۔ اگر حاکم وقت آوے اُسکے لئے تعظیمی قیام کیا جاسکتا ہے۔ سلام کرسکتا ہے اور جواب سلام دیسکتا ہے۔ حاکم کو پنکھا کرسکتا ہے۔ کوئی گڑبڑ مچا رہا ہو اُسکو روکا جاسکتا ہے۔

الجواب۔ آیت کے شان نزول میں کچھ اختلاف ہے لیکن یہ قاعدہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ عموم لفظ کا اعتبار ہوتا ہے خصوص مورد کا نہیں۔ لہذا جب آیت شریفہ کے الفاظ

عام ہیں تو جب قرآن سنانے کے لئے پڑھا جائے اس کا سننا اسی آیت کی رو سے واجب ہوگا خواہ نماز میں ہو یا خطبہ میں یا خارج میں۔ علاوہ ازیں خطبہ میں صلوٰۃ و کلام کی ممانعت جُداگانہ بھی احادیثِ صحیحہ میں وارد ہوئی ہے اور درمختار میں ہے کل ما حرم فی الصّلوٰۃ حرم فیہا ای فی الخطبۃ۔ خلاصہ وغیرہا فیحرم اکل وشرب وکلام ولو تسبیحاً اورد سلام او امرا بمعروف بل یجب علیہ ان یستمع ویسکت الخ۔ درمختار کی عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے وقت نماز پڑھنا اور تلاوتِ قرآن اور درود و تسبیح اور سلام اور جوابِ سلام سب ناجائز ہیں۔ نیز کسی کے لئے قیام تعظیمی کرنا یہ بھی چونکہ خطبہ سننے میں خلل آتا ہے ناجائز ہے لما فی الشامی ظاھرہ انہ یکرہ الاشتغال بما یفوت السماع وان لم یکن کلاماً شامی ج۱ ص۵۵۱۔ فقط محمد شفیع غفرلہ

سوال ۱۹۷: ایک مسماۃ کے شوہر نے عرصہ سات سال سے اپنی منکوحہ سے تعلق نہ رکھتے ہوئے بذریعہ تحریر طلاق دیدی آیا اس عورت پر عدت لازم ہے یا نہیں اور یہ تحریر شوہر کی عرصہ دو سال سے آئی ہوئی تھی ایام عدت کس وقت سے شمار ہوں گے

الجواب۔ عبارتِ سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ سات سال سے پہلے زوجین میں تعلقاتِ زن و شوہر قائم تھے۔ یعنی بعد نکاح جماع یا خلوت وغیرہ ہو چکی ہے لہٰذا بعد وقوعِ طلاق کے عدتِ طلاق گذارنا ضروری ہے۔ طلاق سے پہلے سات سال کی علیحدگی عدت کو ساقط نہ کریگی۔ اور وقوعِ طلاق اُسوقت سے شمار ہوگا جس وقت اقرار نامہ طلاق لکھا گیا اسی وقت سے ایامِ عدت شمار کئے جائیںگے عدتِ طلاق تین حیض ہیں اور جسکو حیض نہ آتا ہو اُس کے لئے تین ماہ ہیں۔ کذا فی عامۃ کتب الفقہ۔ فقط۔ محمد شفیع غفرلہ۔

عرصہ دراز تک زوجین میں علیحدگی رہنے سے عدت ساقط نہیں ہوتی بلکہ روزِ طلاق سے عدت گزارنا ضروری ہے گی۔

سوال ۱۹۸: زید نے بحالتِ غضب اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ میں تجھکو طلاق دیتا ہوں نیت طلاق کی نہیں تھی اور اس واقعہ کو پورے تین سال ہوئے اور محض اس شبہ پر کہ طلاق ہوگئی زید و ہندہ میں تعلقِ زن و شو نہیں ہوا۔ آیا ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

حالتِ غضب میں طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

الجواب۔ غضب و غصّہ میں اگر لفظِ طلاق سے اپنی عورت کو طلاق دی تو طلاق واقع ہوجاتی ہے خواہ نیتِ طلاق کرے یا نہ کرے کیونکہ طلاق تو ہمیشہ غصہ ہی سے

دیجاتی ہے اسلئے غصہ میں، طلاق دیدینا وقوعِ طلاق کے لئے مانع نہیں البتہ اگر غصہ اسقدر غالب ہوا کہ مثل جنون کے ہوگیا یہانتک کہ اُس کو اپنے الفاظ کی بھی خبر نہ رہے کہ میں نے کیا کہا تو البتہ اُس کا دوسرا حکم ہے مگر صورت مندرجہ سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی حالت ایسی نہ تھی اور نہ عام طور پر ایسی حالت کسی شخص کی ہوتی ہے۔ اسلئے ایک طلاق واقع ہوگئی، اور یہ طلاق اصل سے رجعی تھی اگر عدت کے اندر رجعت کر لیجاتی تو نکاح جدید کی ضرورت نہ تھی مگر جبکہ تین سال گزر گئے تو ظاہر یہی ہے کہ عدت طلاق یعنی تین حیض بھی گذر گئے ہوں گے اگر واقعہ ایسا ہی ہے تو اب رجعت بلا تجدید نکاح جائز نہیں۔ البتہ بتراضی طرفین نکاح جدید با قاعدہ بدون حلالہ ہوسکتا ہے۔ کذا فی الدر المختار ابتدائے کتاب الطلاق۔ فقط محمد شفیع غفرلہ

سوال ۱۹۹ (۱) ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور تاش خوب کھیلتا ہے تو اُس کی نماز کیسی ہے۔

(۲) جو شخص کسی پر اعتراض کرے اور الزام لگائے اُس کے لئے کیا حکم ہے۔

(۳) جس شخص کو غسل کرتے وقت پیشاب کا قطرہ آتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(۴) نماز سچّے دل سے پڑھنی اور دکھلاوے کی پڑھنی دونوں کی کیا پہچان ہے۔

(۵) اگر کوئی شخص ہر نماز کے بعد سجدہ سہو کرے تو نماز میں کچھ نقص تو نہیں آتا

(۶) میلاد شریف پڑھنا یا سُننا کیسا ہے کون سے طریقہ پر جائز ہے اور کونسے طریقہ پر ناجائز ہے۔

تاش کھیلنا۔ کسی پر الزام لگانا۔ بلا ضرورت سجدۂ سہو کرنا۔ میلاد وغیرہ کے احکام

الجواب۔ (۱) تاش کھیلنا بہت بُرا ہے اور اگر اُسپر ہار جیت روپیہ پیسہ وغیرہ کی ہو تو جُوا ہے اور بالکل حرام ہے لیکن اسکی وجہ سے نماز میں خلل نہیں آتا البتہ نمازی کو ایسی حرکتوں سے پرہیز لازم ہے۔

(۲) اگر بلا وجہ شرعی کسی پر کوئی الزام لگاوے تو سخت گناہ ہے۔ حدیث میں ہے من قال فی مؤمن مالیس فیہ اسکنہ اللہ ردغۃ الخبال (مشکوٰۃ)

(۳) اگر درمیان غسل پیشاب کا قطرہ آجائے تو غسل کے لوٹانے کی ضرورت نہیں صرف وضو کر لینا نماز وغیرہ کے لئے کافی ہے۔

(۴) سچّے دل سے نماز پڑھنے کی یہ پہچان ہے کہ جسوقت کوئی دیکھنے والا اور کہنے

سُننے والا موجود نہ ہو اُس وقت بھی نماز قضا نہ کرے۔

(۵) بلا وجہ شرعی ہر نماز کے بعد سجدہ سہو کرنا بدعت و گمراہی ہے۔ البتہ کوئی واجب نماز میں سہواً فوت ہو جاوے اُسوقت سجدہ سہو مشروع ہے۔

(۶) محفل میلاد میں اگر کوئی تاریخ معیّن اور ضروری نہ سمجھی جائے شیرینی و روشنی وغیرہ کو ضروری نہ سمجھے روایات غلط نہ پڑھیں نظم پڑھنے والے لڑکے نہوں اور گانے کی طرح نہ پڑھیں۔ اسی طرح اَور دوسری رسوم بدعت سے خالی ہو تو مضائقہ نہیں غرض یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک جبکہ ان رسومِ بدعت سے خالی ہو ثواب اور افضل ہے۔ اور اگر مروّجہ طریق پر بدعات و رسوم سے بھرا ہو تو نیکی برباد گناہ لازم ہے۔ جیسے کوئی پاخانہ میں جاکر قرآن پڑھنے لگے۔ فقط محمد شفیع غفرلہ

سوال نمبر ۲۰۰ ایک شیعہ کی عورت کو ایک سنت جماعت لیگیا اور اُس سے نکاح کرلیا۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔

شیعہ عورت سے سنی کا نکاح کس صورت میں جائز ہے۔

الجواب۔ اگر یہ عورت کسی ایسی بات کا عقیدہ نہیں رکھتی جو صراحۃً قرآن اور قطعیاتِ اسلام کے خلاف ہو تو نکاح درست وصحیح ہوگیا مثلاً اس کا عقیدہ نہ رکھتی ہو کہ معاذ اللہ حضرت عائشہ رضؓ پر جو تہمت لگائی گئی تھی وہ صحیح ہے و امثال ذٰلک۔ الغرض رافضی عورت سے بشرط مذکور نکاح صحیح ہے۔ قال فی المحیط ان بعض الفقہاء لا یکفر احداً من اھل البدع وبعضھم یکفرون البعض وھو من خالف ببدعتہ دلیلاً قطعیاً ونسبہ الی اکثر اھل السنۃ کذا فی الشامی من الارتداد ص ۳۱۹/ج ۳۔ فقط۔ محمد شفیع غفرلہ۔

سوال نمبر ۲۰۱ ہندوستان میں اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے قضات نہیں ہیں تو بجائے قاضی کے کس کو حق ہے کہ میاں بیوی کے درمیان لعان کے بعد تفریق کرسکے۔ آیا علماء یا حاکمِ وقت۔ یا مسلمانوں کی کوئی جماعت مثلاً پنچایت وغیرہ اسکے مجاز ہوسکتے ہیں یا نہیں۔

ہندوستان میں بحالت موجودہ لعان ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ دار الحرب میں لعان نہیں ہوسکتا اسکے لئے دار الاسلام ہونا شرط ہے۔ صرح بہ الشامی۔ وقال فی الدر المختار فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام زوجتہ الحیۃ بنکاح صحیح الخ۔ قال الشامی۔ اخرج دار الحرب

لانقطاع الولایۃ - البتہ اگر حاکم وقت مسلمان ہو اگرچہ حکومت غیر مسلمہ کا مامور و ملازم ہے اور باقاعدہ شرعیہ لعان کرائے تو لعان ہو جائیگا - کیونکہ وہ بھی بحکم قاضی ہے کما صرح بہ فی رد المختار من باب القضاء - اور دار الحرب میں لعان نہ ہونے کا حکم جو شامی میں مذکور ہے وہ انقطاع ولایت کی وجہ سے ہے - جب حکومت کی طرف سے کوئی مسلمان مامور ہو کر لعان کرائے تو انقطاع ولایت نہ رہا -

احقر نے اپنے اس خیال کو حضرت الشیخ العلامۃ حکیم الامۃ مولانا محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں بھی عرض کیا تھا - حضرت نے بھی تصویب فرمائی اور بدائع الصنائع کی عبارت سے اسکی پوری توضیح و تائید ہو گئی - واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم -

بندہ محمد شفیع عفاعنہ

تہمت زنا کے بعد اپنی غلطی کا اعتراف کیا تو تفریق ہوگی یا نہیں اور حد قذف جاری ہوگی یا نہیں۔

۲۲۰۹ **سوال** ۳۲ زید نے اپنی عفیفہ بیوی پر زنا کی تہمت لگائی جس سے اُس کی بڑی رسوائی ہوئی - اس وجہ سے وہ زید سے قطع تعلق کرنا چاہتی ہے لیکن اب زید قاضی کے سامنے کہتا ہے کہ میں نے سُنکر کہا تھا اب معافی چاہتا ہوں اور عورت معاف نہیں کرتی - اس صورت میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں -

الجواب - اگر قاضی یا قائم مقام قاضی کے سامنے حکم تفریق کر دینے سے پہلے اگرچہ لعان کے بعد ہو یہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے سُنی سنائی بات کہدی تھی اور اب معافی چاہتا ہوں اور جس طرح علانیہ اسکو رُسوا کیا ہے اسی طرح اپنے دعوے کے جھوٹ ہونے کا بھی اعلان کرے تو اب فسخ نکاح و تفریق نہ ہو گی لیکن اگر دار الاسلام میں ایسا کرتا تو حد قذف اسوقت بھی اُسپر قائم کیجاتی - دار الحرب میں حد قذف جاری نہیں ہو سکتی - قال فی الشامی لاتقع الفرقۃ بنفس اللعان قبل تفریق الحاکم ویتفرع علیہ ایضاً ما فی السعدیۃ عن الکفایۃ انہ لو طلقہا فی ھذہ الحالۃ طلاقاً بائناً یقع وکذا لو اکذب نفسہ حل الوطء من غیر تجدید النکاح ص۸۱۰ ج۲ اور اگر حاکم نے لعان کے بعد تفریق بین الزوجین کا حکم دیدیا اور اس کے بعد خاوند نے اپنے قول کی تکذیب کی اور معافی مانگی تو اس معافی مانگنے کا اعتبار نہیں تفریق نافذ ہو چکی - البتہ پھر اگر عورت راضی ہو تو اس سے نکاح جدید ہو سکتا ہے - قال فی الدر المختار وان اکذب نفسہ یعنی بعد تفریق القاضی الی قولہ حد للقذف ولہ بعد ما اکذب نفسہ ان ینکحہا شامی ص۸۱۲ ج ۲ - والدلیل ان

حد القذف لا تقام بدار الحرب تقییدہ فی الدر المختار و الشامی بدار الحرب وقال الشامی اخرج دار الحرب لانقطاع الولایۃ۔ شامی ص۲۰۶ ج۳ ۔فقط۔ محمد شفیع غفرلہ

سوال ۲۰۳ (۱) سُنا ہے کہ حضرت نوح کی کشتی جودی پہاڑ پر جب لگی تو اناج کو جمع کرکے کھچڑا پکایا یہ صحیح ہے یا نہ۔

(۲) ماہ صفر میں آخری بدھ جو ہوتا ہے اُس کی کیا اصل ہے سُنا ہے کہ اس دن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طبیعت زیادہ خراب تھی مجھے اُس دن کیا کرنا چاہیئے۔

ماہ صفر کا آخری بدھ کوئی شے نہیں۔

الجواب۔ دونوں باتیں بالکل بے اصل اور غلط ہیں بلکہ حدیث میں ماہ صفر کا کوئی خاص اہتمام کرنے کی ممانعت وارد ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لاھامۃ ولا صفر الحدیث۔ مسلمان کا بڑا کام اور سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرے اور اتباع کرنے میں اسکو اچھی طرح علماء سے تحقیق کرے کہ یہ فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں سنی سنائی باتوں کا اتباع کرنا بھی گناہ ہے۔ فقط محمد شفیع غفرلہ

سوال ۲۰۴ آستین چڑھاکر نماز پڑھنے سے نماز میں کوئی خلل ہوتا ہے یا نہیں

کہنیاں کھلی ہوں تو نماز مکروہ

الجواب۔ اگر کہنیاں کھُلی ہوئی ہوں تو بالاتفاق مکروہ ہے اور اس سے کم میں خلاف ہے۔ ھو المراد من قول الحلبی فی شرح المنیۃ حیث قال ویکرہ ایضاً ان یکف ثوبہ وھو فی الصلوٰۃ بان یرفعہ من بین یدیہ او من خلفہ عند السجود او ملاہ فیھا وھو مکفوف کما اذا دخل وھو مشمر الکم او الذیل کبیری ص۳۱۰ ۔ وقال الشامی وقید الکراھۃ فی الخلاصۃ والمنیۃ بان یکون رافعاً کمیہ الی المرفقین وظاھرہ انہ لایکرہ الی مادونھما قال فی البحر والظاھر الاطلاق لصدق کف الثوب علی الکل شامی کراھۃ الصلوٰۃ ص۴۳۰ ج۱ فقط۔ محمد شفیع غفرلہ

سوال ۲۰۵ ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور اسپر فخر کرتا ہے او کپڑے صاف نہیں رکھتا رنڈیوں میں جاکر سبق پڑھاتا ہے اور ساز مزامیر بجاتا ہے اُس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

جھوٹ بولنے اور فخر کرنے ساز وغیرہ وغیرہ بجانے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

الجواب۔ ایسا شخص فاسق ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کما فی الہدایۃ وخلف فاسق الخ۔ فقط۔ محمد شفیع غفرلہ

سوال ۲۰۶ دوکان ۹۴ ملکیت بابو عبدالرشید کوہ شملہ لوئر بازار میں واقع ہے وہ یکم جنوری ۱۹۳۱ء کو مبلغ دو سو روپیہ کرایہ پر معہ تحریر تمسک وگواہ وضامن بابو غلام محی الدین - مالک دوکان نے یہ اقرار کیا تمسک لینے کے بعد کہ ایک ہفتہ میں دوکان صاف کر کے تمھیں قبضہ دیدوں گا - کاغذ دیکر میں دہلی روانہ ہو گیا اور اُن سے کہا کہ مجھے دہلی اطلاع کر دینا اور میں اپنا انتظام کرتا ہوں - چنانچہ میں نے دہلی جاکر کاروبار بند کیا اور اسباب بند کیا اور شملہ روانہ کیا - اس انتظار میں عرصہ پندرہ روز کا گذر گیا مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی - میں نے جوابی کارڈ روانہ کیا جس کا کوئی جواب نہیں ملا - ۵ فروری ۱۹۳۱ء کو رجسٹری لفافہ روانہ کیا اس کا بھی کوئی جواب نہیں ملا - پھر ۲۰ مارچ کو ایک نوٹس اُسکے نام بھیجا جسکی نقل منسلک ہے اس کا جواب بھی نہیں ملا - پھر میں نے اپنے ضامن کو شملہ بھیجا تو ایجنٹ بابو عبدالرشید کا یہ جواب دیتا ہے کہ ہمیں کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی - پھر میں ۱۴ اپریل کو سامان لیکر شملہ چلا آیا اب اُسی عبدالرشید کی ملکیت میں دوکان ۹۳ خالی ہے وہ بعوض دوکان ۹۴ اس شرط پر دی ہے کہ دوکان ۹۴ جب خالی ہو جاویگی وہ تمکو دیدی جاویگی - چونکہ وہ دوکان موقع کی تھی اور یہ کنج میں دبی ہوئی ہے اب مالک دوکان اس بات پر حجت کرتا ہے کہ میں کرایہ دوکان پورا لونگا یعنی مبلغ دو سو روپیہ اور کچھ حرجانہ وغیرہ نہیں دونگا - اس صورت میں مالک دوکان سے میں حرجانہ لے سکتا ہوں یا نہیں -

الجواب - دوکان ۹۴ جس کا کرایہ نامہ مکمل ہو کر عقد اجارہ سائل کے حق میں مکمل ہو چکا ہے مالک دوکان کے ذمہ شرعاً واجب ہے کہ اپنی تحریر کے موافق اس کرایہ دار کے حوالہ کر دے اور سائل کو حق ہے کہ وہ بذریعہ عدالت یا پنچایت وغیرہ مالک دوکان کو دوکان ۹۴ کے دینے پر مجبور کرے لیکن درصورت خلاف ورزی سائل کو کوئی جرمانہ یا تاوان مالک دوکان سے لینے کا حق نہیں - البتہ کرایہ اس دوکان کا اُس کے ذمہ واجب ہوگا اور مالک دوکان اس حرکت کی وجہ سے سخت گنہگار اور مستحق عذاب ہوگا - باقی رہا دوکان ۹۳ کا قصہ سو یہ ایک مستقل معاملہ ہے اِسکو پہلے معاملہ سے کچھ تعلق نہیں - نہ سائل اسپر مجبور ہے کہ وہ اس دوکان کو ضرور لے یا اُسی کرایہ پر لے جو ۹۴ کا قرار پایا تھا اور نہ دوکاندار اسپر مجبور ہے کہ اسکو دے بلکہ بتراضی طرفین جو کرایہ طے ہو جائے

بابت ماہ رجب ۱۳۵۰ھ

وہی معتبر ہوگا۔ والدلیل علی ما قلنا اولاً ما فی العالمگیریۃ من باب تسلیم الاجارۃ اذا وقع عقد الاجارۃ صحیحاً علی مدۃ او مسافۃ وجب تسلیم ما وقع علیہ العقد دائماً مدۃ الاجارۃ کذا فی المحیط۔ عالمگیری ہندی ج ۳ ص ۱۲۲

والدلیل علی ما قلنا ثانیاً فلانہ من قبیل حبس المنافع وھی غیر مضمونۃ فی امثال ھذہ الصور۔ فقط۔ محمد شفیع غفرلہ

ہندوستان میں کفار سے سود لینے کا حکم

سوال نمبر ۲۰۷ سرکاری بنک سے سود لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب - دارالحرب میں کفار سے سود لینا جمہور ائمہ وعلماء کے نزدیک حرام ہے امام مالک رح وامام شافعی رح اور امام احمد بن حنبل رح اور ائمۂ حنفیہ میں سے امام ابو یوسف رح اسی حرمت کے قائل ہیں البتہ امام اعظم ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح سے دار الحرب میں اُس کا جواز منقول ہے اور طحاوی رح نے مشکل الآثار میں سفیان ثوری رح اور ابراہیم نخعی رح کا بھی یہی مذہب نقل کیا ہے۔ مشکل الآثار ج ۴ ص ۲۴۳۔

اس میں مشائخ نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ سود لینا جائز ہے دینا جائز نہیں۔ قال فی البحر وغیرہ ولا بین الحربی والمسلم ثمہ ای لا ربوا بینھما فی دار الحرب عندھما خلافاً لابی یوسف رح الی قولہ) الا انہ لا یخفی انہ انما یقتضی حل مباشرۃ العقد اذا کان الزیادۃ ینالھا المسلم والربوا اعم من ذلک الخ وقال الشامی بعد نقل ھذہ العبارۃ من فتح القدیر وقد التزم اصحاب الدرس ان مرادھم من حل الربا والقمار ما اذا حصلت الزیادۃ للمسلم نظراً الی العلۃ وان کان اطلاق الجواب خلافہ ثم ایدہ العبارۃ السیر الکبیر والصغیر شامی باب الربوا ج ۴ ص ۲۰۸

پھر امام صاحب کے قول کا بھی بہت سے علماء محققین نے ایسا مطلب بیان کیا ہے جو جمہور کے خلاف نہیں رہتا۔ نیز بعض علماء کو ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں بھی شبہ ہے نیز سود کے متعلق قرآن وحدیث میں جسقدر سخت وعیدیں آئی ہیں جو ہر اعتبار سے قطعی ہیں اُن کو دیکھکر بھی کوئی مسلمان اسکی جرأت نہیں کرسکتا کہ جس معاملہ میں سود کا احتمال بھی ہو اُس کے پاس جائے کیونکہ حدیث میں ہے کہ سود کے معاملہ میں بہت قسم کے گناہ آدمی کو ہوتے ہیں جسمیں سے ادنیٰ گناہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے اخرجہ فی باب الربوا من المشکوٰۃ۔ نیز حدیث میں ہے کہ سود سے جو آدمی ایک درہم حاصل کرے وہ چھتیس زنا

سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ مشکوۃ۔ اس لئے حضرات صحابہ وتابعین اور ائمۂ اسلام نے
اس بارہ میں ہمیشہ احتیاط کی جانب کو اختیار کیا ہے۔ خود حضرت فاروق اعظم رض
فرماتے ہیں فدعوا الربوا و الریبۃ یعنی سود کو بھی چھوڑ دو اور اُس کے شبہ کو بھی۔
نیز شعبی رح حضرت فاروق اعظم رض سے روایت فرماتے ہیں ترکنا تسعۃ اعشار
الحلال خشیۃ الربا۔ کنز العمال باب الربا من باب الافعال۔ یعنی دس چیزیں
اگر ہمارے لئے حلال ہوں تو ہم اُن میں سے صرف ایک کو لیتے ہیں جو بالکل سود کے
شبہ اور شائبہ سے خالی ہیں اور جس میں ذرا بھی شبہ ہو اسکو چھوڑ دیتے ہیں۔
لہذا انگریزی بنک سے سود لینے کے متعلق بھی علماء محققین کا فتویٰ بنظر احتیاط
اسی پر ہے کہ جائز نہیں ہے۔ اب رہا یہ امر کہ کوئی شخص روپیہ محض بغرض حفاظت
بنک میں جمع کرے سود لینے کا ارادہ نہیں تو یہ بھی گناہ ہے اسواسطے کہ اس میں اعانت ہے
سود خواروں کی اور کفار کی اور دونوں کی اعانت حرام ہے۔ حدیث میں اُس شخص
پر بھی لعنت آئی ہے جو سود خوار کی اعانت معاملہ سود میں کرے۔ مشکوۃ شریف۔
نیز قرآن شریف میں وارد ہے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان اور اگر سود لیکر
صدقہ کرنے کا ارادہ ہو تو بھی درست نہیں ہے کیونکہ صدقہ کرنے کی نیت سے جس طرح
چوری کرنا ڈاکہ ڈالنا جائز نہیں اسی طرح سود لینا بھی جائز نہیں۔ البتہ اگر کسی نے
غلطی سے سود لیلیا یا روپیہ بنک میں جمع کر دیا اور اُس کا سود بنک میں جمع ہو گیا تو اب
اُسکو بنک میں چھوڑنا نہ چاہیئے کیونکہ اُس میں اعانتِ کفار ہے اور اس سے عیسائیت
کی تبلیغ کیجاتی ہے وہ جُداگانہ گناہ ہے۔ بلکہ لیکر اُس کا صدقہ کر دینا واجب ہے لیکن
یہ یاد رہے کہ اُس صدقہ میں نیت ثواب کی نہ کرے ورنہ اُلٹا گناہ ہوگا بلکہ محض یہ سمجھکر
صدقہ کرے کہ میں اس خبیث آمدنی سے بری ہو جاؤں۔ درمختار کتاب الزکوۃ میں
ہے۔ فی شرح الوھبانیۃ من البزازیۃ انما یکفر اذا تصدق بالحرام القطعی اور
شامی میں ہے قولہ اذا تصدق بالحرام القطعی مع رجاء الثواب الناشی عن
استحلالہ اور شرنبلالی کے رسالہ حفظ الاصغرین عن اعتقاد ان الحرام لا یتعدی الی
ذمتین میں ہے۔ لا یقصد بہ ای بالتصدق من المال الخبیث تحصیل الثواب
بل تفریغ الذمۃ ومثلہ فی شرح المشکوۃ لعلی القاری ۲ ج اور اگر مسئلہ کی پوری

تحقیق منظور ہو تو رسالہ تحذیر الاخوان عن الربوا فی الهندوستان نیز رفع الضنک عن منافع البنک ملاحظہ فرمائیں۔

الغرض بنک میں روپیہ جمع کرنا جائز نہیں خواہ سود لینے کی نیت ہو یا نہ ہو لیکن اگر کسی کا روپیہ مسئلہ معلوم ہونے سے پہلے جمع ہو یا غلطی سے جمع کر دیا ہو تو اس کا سود بنک میں نہ چھوڑے بلکہ لیکر غربا اور فقراء پر صدقہ کرے۔ فقط محمد شفیع عفرلہ

جاہلیت عرب کے سب لوگوں کو ولدالحرام کہنا غلطی اور گستاخی ہے

سوال ۲۰۸ (۱) زید مدعی ہے کہ جملہ اہلِ عرب ولدالزنا اور ولدالحرام ہیں اس لئے کہ ایام جہالت میں جملہ قبائل اہلِ عرب میں یہ رواج تھا کہ وہ اپنی لڑکیوں اور ماؤں سے شادی کیا کرتے تھے اور اسپر زید یہ حجت پیش کرتا ہے کہ قرآن مجید میں وارد ہے" لوگو تم پر حرام کی گئیں مائیں تمہاری پھوپیاں تمہاری خالائیں تمہاری اور بیٹیاں تمہاری" الخ اس سے ثابت ہوا کہ پہلے یہ رواج تھا اس وجہ سے قرآن نے ان بانوں کو حرام قرار دیا اگر ایسا رواج نہ ہوتا تو قرآن کبھی حرام قرار نہ دیتا۔ برعکس اسکے بکر کہتا ہے کہ یہ احکام ہیں۔ قرآن مجید نے ایک ضابطہ صراحۃً جاری کیا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ سابق میں معاذاللہ ایسا ہی ہوا کرتا تھا۔ اہلِ عرب گو جاہل یا غیر منظم تھے مگر اُن کو اپنی شرافت پر ناز تھا۔ غیرت حمیت مہمان نوازی اور شجاعت و زبان پر غرور تھا بس صورتِ مذکورہ میں زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا۔ نیز زید کا قرآن سے ثبوت دینا اور آیتِ مذکورہ کا شانِ نزول ایامِ جہالت میں ماں بیٹی سے شادی کرنے کی رسم قرار دینا صحیح ہے یا غلط یہ بھی ارشاد ہو کہ اس آیت کا شانِ نزول کیا ہے۔

(۲) زید ایک ایسے مجمع میں جہاں ہندو مسلم موجود ہیں الف لام میم کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ صلوٰۃ سے مراد عام طور پر ذکر الٰہی ہے اس سے نماز اسلامی مراد نہیں۔ نماز ہر مذہب کی عبادت کو کہتے ہیں۔ یہ قول اس کا صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب (۱) بکر کا قول صحیح ہے قرآن مجید میں کسی ضابطہ یا قانون کا ذکر کرنا ہرگز اس کی دلیل نہیں کہ اس سے پہلے اسکے خلاف کا عام رواج ہو اور نہ آیت کا وہ شانِ نزول ہے جو زید کہتا ہے اور عام عربوں کو ولدالزنا کہنا نہایت سخت گستاخی ہے۔ اور واقعات کے قطعاً خلاف ہے۔ کتب تاریخ و معاملات جاہلیتِ عرب دیکھنے والوں سے یہ ہرگز مخفی نہیں کہ جتنے قصے فواحش و زناکاری کے جاہلیت عرب میں مشہور رہیں وہ

عموماً کنیزوں اور لونڈیوں کے یا بہت ہی کمینہ خاندانوں کے ہیں۔ ورنہ شرفائے عرب کی غیرت تو اس بارہ میں ضرب المثل ہے۔ اور اشعارِ جاہلیت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شرفائے عرب میں ایامِ جاہلیت میں بھی پردۂ نسوان کا خاص اہتمام تھا البتہ خاص خاص واقعات مکروہہ کا انکار کسی زمانہ اور کسی قوم میں بھی نہیں ہو سکتا۔ جاہلیت عرب کے جو فواحش کے واقعات عام طور پر بیان کئے جاتے ہیں اُن سے لوگوں کو اشتباہ ہو جاتا ہے۔ ورنہ حقیقت اسکی اس سے زائد نہیں کہ یہ قصے محض باندی لونڈیوں کے یا بہت ہی کمینہ لوگوں کے ہیں عام اور شرفائے عرب کی طرف منسوب کرنا غلط محض ہے۔

(۲) آیت یقیمون الصّلوٰۃ وغیرہ میں صلوٰۃ سے مطلق ذکر الٰہی مراد قرار دینا قرآن کی تحریف اور نصوصِ حدیث و اجماعِ امت کی تکذیب ہے بالخصوص ہر مذہب کی عبادت کو نماز کہنا تو کفر صریح ہے۔ اعاذنا اللہ وسائر المسلمین۔ فقط

محمد شفیع غفرلہ

سوال ۲۰۹ مسماۃ عائشہ کے دو بیٹے اور دو لڑکیاں تھی ایک لڑکا اور دو لڑکی اس کی حیات میں مرگئے ایک لڑکی کے دو لڑکے نابالغ تھے۔ عائشہ نے بیٹی کا زیور چار سو روپیہ میں فروخت کر کے اُسکی ساتھ خاص اپنا روپیہ شامل کر کے تقریباً ہزار روپیہ لیکر ایک کمپنی میں بطور سرمایہ نابالغ نواسوں کے واسطے عبد القادر مالک کمپنی سے جاکر کہا کہ ان روپیوں کو آپ اپنے نام سے جمع رکھیں ورنہ لڑکوں کا باپ لیکر کھا جائیگا بالغ ہونے کے بعد امانت لڑکوں کو دیدینا مگر کمپنی کے مالک نے اپنے نام جمع کرنے سے انکار کر کے عائشہ کے نام سے داخل کرلیا۔ بعد چند مدت کے عائشہ فوت ہوگئی اور نواسے روپیہ کا مطالبہ کرنے لگے تو موافق شریعت کے کمپنی والے نے نواسوں کو محروم بنایا اور عائشہ کا جو ایک بیٹا موجود ہے اُسکو مالک قرار دیا۔ آیا لڑکوں کی ماں کے زیور کے چار سو روپیہ اس مبلغ میں ملانیکا وارث ہی شاہد ہے۔ کیا یہ خاص چار سو روپیہ ہی ملیگا یا تمام روپیہ جو عائشہ کے نام سے ہے وہ بھی ملیگا۔ یا کچھ نہ ملیگا۔

الجواب ۔ چار سو روپیہ جو عائشہ نے اپنی بیٹی کے زیور سے حاصل کئے تھے وہ شرعاً اس بیٹی کے وارثوں کا یعنی اسکے نواسوں وغیرہم کا حق ہے وہ اسپر شہادت پیش کردیں کہ عائشہ نے چار سو روپیہ اپنی بیٹی کا زیور بیچکر حاصل کئے تھے اور یہ روپیہ وصول

لے پالک بیٹی کا نکاح

کرلیں۔ البتہ باقی روپیہ جو عائشہ نے نواسوں کے لئے اپنے نام سے جمع کرایا تھا
ہبہ ہے اور وہ بھی ناتمام کیونکہ ہبہ بغیر قبضہ کے ناتمام رہتا ہے اور صورت مذکورہ
نابالغ کی طرف سے اُس کا ولی یعنی باپ قبضہ کرسکتا تھا۔ دوسرے کا قبضہ معتبر
لہذا یہ ہبہ صحیح نہ ہوا۔ بلکہ یہ باقی روپیہ عائشہ ہی کی ملک میں رہا۔ بعد اُسکی وفات
عائشہ کے وارثوں میں حسب حصص شرعیہ تقسیم ہوگا۔ قال فی الکنز۔ وھبۃ الا
لطفلہ تتم بالعقد وان وھب لہ اجنبی یتم بقبض ولیہ الخ۔ وفی البحر
بلا اب من لہ ولایۃ علیہ فی الجملۃ الی قولہ عند غیبۃ منقطعۃ بحر الرائق
اس سے معلوم ہوا کہ باپ کے موجود ہوتے ہوئے نابالغ کی طرف سے ہبہ پر کوئی
شخص قبضہ کرنے کا حق نہیں رکھتا اور بغیر قبضہ کے ہبہ تمام نہیں ہوتا۔ فقط محمد شفیع

سوال ۲۱۰ زید نے اپنی لڑکی ہندہ عاقلہ بالغہ کا نکاح عمر کے لڑکے بکر
گواہوں کی روبرو کردیا ایک دوسرے شخص نے ہندہ کو بیٹی بنا رکھا ہے تو ولی ہند
کون ہے اور وہ کس کی بیٹی ہوگی۔ اور باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے یا نہیں

الجواب - ہندہ عاقلہ بالغہ کا نکاح جو اُس کے باپ زید نے اُس کی
سے کیا ہے اور باقاعدہ گواہوں کے سامنے کیا ہے وہ شرعاً نافذ ہوچکا اول تو ہند
نکاح کی خود مختار ہے ثانیاً اُس کا ولی بھی صورت مذکورہ میں باپ ہی ہے جسنے اُسکو
بیٹی بنایا ہے شرعاً اُس کو نہ باپ کہا جاسکتا ہے نہ باپ کے حقوق اُس کو دئے جا
ہیں۔ قال تعالیٰ وما جعل ادعیاءکم ابناءکم ذٰلکم قولکم بافواھکم واللہ یقول
الحق وھو یھدی السبیل وقال فی الھدایۃ وینعقد نکاح الحرۃ البالغۃ
برضاھا وان لم یعقد علیھا ولی بکراً کانت او ثیباً۔ فقط محمد شفیع غفرلہ

حد زنا اور زانیہ کے متعلق بعض احکام

سوال ۲۱۱ زانیہ عورت جسکو حمل حرام بھی ہو اُسکے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جا
ہے یا نہیں۔ چونکہ آیت الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ
کی رو سے گناہ کبیرہ کی مرتکب ہے اس کا ملازم رکھنا اور اُس سے طعام پکوا کر کھانا جا
ہے یا نہیں۔ اور محصنہ زانیہ کی سزا قرآن سے سنگسار کرنا ثابت نہیں ہوتا۔ اس شبہ کا کیا
اس سوال کا جواب مولوی محمد اسحٰق صاحب نے یہ لکھا ہے کہ عورت مذکورہ پر جبتک حد جاری نہ
اس وقت تک اُس سے تعلق رکھنا حرام ہے۔ الخ۔

الجواب - دار الحرب میں حدِّ زنا جاری نہیں ہوسکتی اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر معاملہ عدالتِ قاضی میں پہونچنے اور بقواعد شرعیہ ثابت ہونے سے پہلے مجرم اپنے جرم سے توبہ کرلے تو حدِ شرعی ساقط ہوجاتی ہے - لہٰذا عورت مذکورہ اگر توبہ کرلے تو پھر اُسکو ملازم رکھنا اور اس سے معاملات رکھنا جائز ہوجائیگا - قال فی الدر المختار والزنا الموجب للحد وطأ الی قولہ فی دار الاسلام لانہ لاحد بالزنا فی دار الحرب قال فی الشامی فی اول کتاب الحدود - الظاہر ان المراد انہا تسقط بعد لثابت عند الحاکم بعد الدفع الیہ اما قبلہ فیسقط الحد بالتوبۃ حتی فی قطاع الطریق الخ شامی مصری ص ۱۵۳ ج ۳ چونکہ ہندوستان میں حدِّ شرعی زنا کی جاری نہیں ہوسکتی اسلئے مجرم کیساتھ آیندہ معاملات رکھنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ توبہ کرے اور مولانا محمد اسحٰق صاحب کا فتوی عدم جواز کا غالباً اُسوقت کیلئے ہے جبکہ وہ توبہ نکرے - رہا یہ امر کہ منکوحہ زانیہ کی سزا رجم ہونا قرآن سے ثابت نہیں سو یہ مسئلہ علیحدہ ہے جس کا مفصل جواب اس فتوے میں نہیں ہوسکتا آپکے اطمینان کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اگر بالفرض قرآن سے ثابت بھی نہ ہو تو حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہونا کیا احکامِ شرعیہ کے لئے کافی نہیں اور زانی محض کی سزا کا رجم ہونا احادیث متواترہ سے ثابت ہوچکا ہے قولاً بھی اور فعلاً بھی صحابہ کرام کی اتنی بڑی جماعت اس کام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ کے قول و فعل کا مشاہدہ کرنیوالی ہے کہ کسی مسلمان کو گنجائش نہیں ہوسکتی کہ اُن سب کو معاذ اللہ کاذب کہہ سکے - اور ساڑھے تیرہ سو برس سے آجتک اُمّت میں کسی کو اس میں شبہ پیدا بھی نہیں ہوا یہ صرف قادیانی خانہ ساز نبوّت کا کرشمہ ہے کہ اُسنے تمام قطعیاتِ اسلامیہ میں ایسے ایسے پوچ شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ دینِ اسلام میں اُن کی کسی طرح گنجایش نہیں - فقط محمد شفیع غفرلہ

سوال ۲۱۲ زید با ہندہ تعلق ناجائز پیدا شت حتی کہ ہندہ مذکورہ را غصب کردہ در ولایتِ دیگر برد و چند سال ہندہ را درخانۂ خود مثل زن و شوہر داشت شوہر ہندہ و اقربائے آن زید را بہ بندوقہ کشتند دریں صورت دیت بر قاتلان شرعاً لازم مے آید یا نہ و مقتول شہید است یا نہ - بیّنوا توجروا -

الجواب - سفر ہندہ با زید اجنبی و بودنِ او درخانۂ زید چند سال مثل زن و شوہر قرینہ قاطعہ است بر وجود زنا پس اگر شوہر ہندہ و اقربائے او این اغوا یعنی رفتنِ ہندہ با زید و ماندن در خانۂ وے چند سال مثل زن و شوہر بہ بینہ ثابت اوستند تا بر سر آنہا قصاص یا دیت لازم نے آید و آن مقتول شہید نمے شود - قال فی رد المحتار باب التعزیر ص ۲۹۸ ج ۳ رجل رأی رجلا

مع امرأته یزنی بها او یقبلها او یضمها الی نفسه وهی مطاوعة فقتله او قتلهما لا ضمان
علیه ولا یحرم من میراثه ان اثبته بالبینة او بالاقرار ولو رأی رجلا مع امرأة
فی مفازة خالیة او رآه مع محارمه هکذا ولم یر منه الزنا ودواعیه قال بعض
المشائخ حل قتلهما وقال بعضهم لا یحل حتی یری منه العمل ای الزنا ودواعیه اھ
ازیں عبارت معلوم شد کہ خلوۃ یا دواعی زنا قائم مقام زنا و قرینہ قاطعہ اند بر وجود زنا پس سفر زن
با مرد اجنبی و ماندنِ آں زن در خانۂ اجنبی چند سال مثلِ زن و شوہر بطریق اولیٰ قائم مقام زنا و قرینہ
خواہند بود بر وجود زنا و ہم معلوم شد کہ اگر کدام کس زنِ خود را یا محارم خود را ہمراہ کسی بحالتِ مباشرتِ زنا
یا ملوث بدواعی زنا دید یا در خلوتِ خاصہ دید پس آں شخص را حلال است کہ آں زن را یا ہر دو را قتل
و ضمان نمی شود بشرطیکہ ایں مباشرت و مانی حکمہا را بہ بینہ عادلہ ثابت کند۔ قال فی شرح المجلۃ
المادۃ ۱۷۴۰ احد اسباب الحکم القرینة القاطعة ایضاً المادۃ ۱۷۴۱ القرینة القاطعة
هی الامارة البالغة حد الیقین مثلاً اذا خرج احد من دار خالیة خائفاً مدهوشاً فی
سکین ملوثة بالدم فدخل فی الدار ورأی فیها شخص مذبوح فی ذلک الوقت فلا یشتبه
فی کونه قاتل ذلک الشخص ولا یلتفت الی الاحتمالات الوهمیة الصرفة کان یکون الشخص
المذکور بما قتل نفسه او قتله آخر ثم تسور الحائط لان هذا احتمال بعید لم ینشاء عن دلیل
در مختار اھ وقال ایضاً فی رد المحتار اول کتاب القضاء ص ۹۴ وطریق القاضی الی الحکم
یختلف باختلاف المحکوم به الی ان قال والحجة وهی اما البینة او الاقرار او الیمین او النکول
او القسامة او علم القاضی بما یرید ان یحکم به او القرائن الواضحة التی تصیر الامر فی حیز المقطوع
فقد قالوا لو ظهر انسان من دار بیده سکین وهو متلوث بالدم سریع الحرکة الخ من الفوائد
لابن الوس اھ۔ محمد صادق کراچوی۔

جواب صحیح ہے اور اسکی مزید تصریح شامی باب التعزیر میں اس طرح ہے لمن وجد رجلاً مع امرأة
له الخ در مختار قوله مع امرأة ظاهرہ ان المراد الخلوة بها وان لم یر منه فحلاً قبیحاً کما
یدل علیه ما یأتی عن منیة المفتی انتهی اور چونکہ صورتِ مذکورہ میں ہندہ زید کے گھر میں اسکی
موجودتھی تو وہ اُسوقت بھی مرتکب جرمِ خلوت تھا لہذا یہ شبہ بھی دفع ہو گیا کہ مباشرتِ معصیت کے بعد غیر حاکم
کے لئے تعزیر جاری کرنے کا حق نہیں کما قاله فی البحر ونصه لکل مسلم اقامته حال مباشرة
المعصیة واما بعد الفراغ منها فلیس ذلک لغیر الحاکم۔ بحر ص ۴۲ ج ۵ ۔ فقط محمد شفیع غفرلہ

حرمت مصاہرت کے متعلق چند سوال وجواب

سوال ۲۱۳: خسر نے جبراً و قہراً اپنے بیٹے کی بیوی سے بالشہوت زنا کیا تو اس کے بعد وہ عورت اپنے خاوند کے لئے حلال رہی یا نہیں (۲) اگر خسر کے اس فعل شنیع پر گواہ ہوں لیکن خاوند تسلیم نہیں کرتا تو اس صورت میں کیا حکم ہے (۳) محض عورت کے اقرار پر کیا حکم ہے۔ (۴) اگر یہ فعل سرزد ہوا ہو۔ اور خاوند تسلیم بھی کرتا ہو لیکن خاوند عورت کو خلاص نہیں کرتا کیا عورت کو اجازت ہے کہ دوسری جگہ نکاح کرلے (۵) عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب (۱) حلال نہیں رہی صرح به فی الهدایة والدر المختار وغیرها من کتب الفقه۔ (۲) اگر گواہ بقواعد شرعیہ موجود ہوں تو خاوند کے انکار سے کچھ اثر نہیں پڑتا بلکہ بدستور عورت حرام ہوگی۔ وهو ظاهر کله (۳) محض عورت کے اقرار کی وجہ سے تفریق نہیں کی جاسکتی جب تک کہ اُس کا خاوند تسلیم نہ کرے۔ یا شہادتِ شرعیہ سے ثابت نہ ہوجائے کذا فی عامة کتب الفقه (۴ و ۵) دوسری جگہ نکاح کرنا اُس وقت تک جائز نہیں جب تک کوئی مسلمان حاکم یا شرعی پنچائت ان دونوں میں تفریق نکرادے۔ یا یہ کہ خاوند چھوڑ دے اور چھوڑنے کی بہتر صورت یہ ہے کہ زبان سے کہے کہ میں نے اُس کو چھوڑ دیا اور عملاً بھی چھوڑ دے صرح به الشامی قال فی الدر المختار وبحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لها التزوج بآخر الا بعد المتارکة وانقضاء العدة وقال الشامی وعبارة الحاوی الا بعد تفریق القاضی او المتارکة۔ فقط محمد شفیع

خطبہ جمعہ میں بعض بدعات اور اُن کے احکام۔

سوال ۲۱۴: شامی ص۵۷۵ قوله فالترقیة المتعارفة سے لیکر فیکون المعتبر هو الثانی فتامل تک اور قوله من الترضی سے تحطیط الحروف والنغم کا ترجمہ مع ماله وما علیہ بیان فرمائیں۔؟ (۲) مرقّی کے معنی کیا ہیں؟ (۳) اس ترقیہ کے متعلق مفتی بہ مسئلہ کیا ہے؟ (۴) خطیب ممبر پر چڑھتے وقت کچھ دعا اور السلام علیکم کہکر ممبر پر بیٹھتا ہے کیا یہ فعل موافق شریعت کے ہے؟ (۵) یہ ترقیہ کیوں اور کب سے ایجاد ہوا۔؟

الجواب۔ درمختار اور شامی نے اس جگہ دو بدعتوں پر رد فرمایا ہے جو بعض بلادِ اسلامیہ میں خطبہ جمعہ کے اندر رائج ہیں ایک یہ کہ جب امام خطبہ کے لئے منبر پر آگئے تو ایک آدمی کھڑا کیا جاتا ہے جو لوگوں کو صحیحین کی یہ حدیث پڑھکر سناتا ہے اذا قلت لصاحبك

یوم الجمعۃ الصت والامام یخطب فقد لغوت۔ اور اسی لئے صاحب درمختار نے اس کو بدعت کہنے کے علاوہ اظہارِ تعجب بھی کیا ہے کہ لوگوں کو جس چیز سے منع کرتا ہے خود خود اُسی کا ارتکاب کر رہا ہے یہ حدیث سنانے والا چونکہ اونچی جگہ چڑھکر سناتا ہے۔ اس لئے اس فعل کو ترقیہ اور اُس شخص کو اصطلاح میں مرقی کہتے ہیں۔

دوسری بدعت یہ ہے کہ درمیان خطبہ میں جب امام آیۃ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الآیۃ پڑھتا ہے تو یہی شخص بآواز بلند نغمہ کی ساتھ خوب آواز کو بنا بنا کر اُس کو پڑھتا ہے اور جب امام صحابۂ کرام کا نام لیتا ہے تو یہ بآواز بلند ہر ایک نام کیساتھ رضی اللہ عنہ کہتا ہے اسی کو درمختار میں ترضی ونحوہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ یہ دونوں چیزیں بدعت و ناجائز ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ ترقیہ میں صرف امام صاحب کے مذہب کا خلاف ہوتا ہے صاحبین کا نہیں۔ کیونکہ قبل شروع الخطبہ صاحبین کلام کو جائز فرماتے ہیں اور ترضی اور قراۃ آیت جو درمیان خطبہ میں کی جاتی ہے یہ باتفاق ائمہ ثلثہ ناجائز ہے۔

درمختار اور شامی نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور یہی صحیح ہے بلکہ احقر کے خیال میں تو ترقیہ بھی باتفاق ائمہ ثلثہ مکروہ و ناجائز ہونا چاہیئے۔ کیونکہ صاحبین جو قبل الخطبہ کلام کرنے کو جائز فرماتے ہیں ظاہر ہے اُن کا مطلب اُس کلام سے ہے جو فی نفسہ جائز ہو اور جو کلام کسی بدعت وغیرہ پر مشتمل ہو وہ تو جمعہ اور مسجد کے علاوہ بھی ہر وقت اور ہر جگہ ناجائز ہے خطبہ کے وقت میں بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ ۲۲

صاحب درمختار کا مطلب اس جگہ صرف یہ ہے کہ صاحبین کے مذہب پر نفس کلام کی وجہ سے گناہ نہ ہوگا بدعت ہونے کی وجہ سے گناہ ہو وہ دوسری چیز ہے۔

حاصل یہ ہے کہ صحیح یہی ہے کہ یہ دونوں چیزیں اول تو بدعت ہونے کی وجہ سے ناجائز باتفاق ائمہ ثلثہ ہیں۔ اور دوسرے خطبہ کے وقت میں کلام کرنا یہ مستقل گناہ ہے جس میں ترقیہ صرف امام صاحب کے نزدیک اور ترضی سب کے نزدیک گناہ ہے۔

اس تفصیل سے سوالات ۱ و ۲ و ۳ کا جواب معلوم ہوگیا۔

(۴) خطبہ کے لئے منبر پر چڑھنے کے وقت السلام علیکم وغیرہ کہنا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضؓ سے کہیں منقول نہیں اس لئے ترک کرنا اُس کا ضرور ہے۔

(۵) علامہ ابن حجر کی عبارت جو شامی میں نقل کی ہے اُس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ صدر

اول کے بعد یہ بدعتیں پیدا ہوئی ہیں۔ اب یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ کس نے اول ایجاد کی اور کیوں

نوٹ:۔ خلاصہ مطلب۔ درمختار اور شامی کا عرض کر دیا گیا جس سے انشاء اللہ ترجمہ خود حل ہو جائے گا۔ بلفظہٖ ترجمہ کرنے کی نہ فرصت ہے نہ ضرورت۔ تخطیط و تنغم سے مراد یہ ہے کہ حرفوں کو نغمہ کی ساتھ کھینچ کھینچ کر پڑھنا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ **محمد شفیع غفرلہٗ۔**

گونگے کی طلاق اور نفقہ نہ دینے کی صورت میں زوجہ کی تفریق

سوال ۲۱۵:۔ نور محمد کا نکاح ایسی حالت میں کیا گیا جب کہ وہ پیدائشی گونگا و بہرہ تھا اور اس کی زوجہ سے اولاد بھی پیدا ہوئی اس کا تعلق اپنی زوجہ سے تقریباً ڈیڑھ سال سے اچھا نہیں ہے۔

اُس نے زوجہ کو دو مرتبہ ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر کر دیا ہے۔ اور اشارہ سے کئی مرتبہ یہ کہہ چکا ہے کہ میرے پاس کھانے کو نہیں تو چلی جا۔ اور بیوی بچوں کو گھر سے باہر کر کے گھر کا قفل لگا دیا۔ اور نور محمد لکھنا نہیں جانتا۔ آیا اُس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب۔ گونگے کی طلاق ایسے اشارہ سے پڑتی ہے جس سے صاف طور پر طلاق ہی سمجھی جائے لیکن جو اشارہ سوال میں درج ہو چکا ہے وہ طلاق پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اس پر کہ میرے پاس نفقہ نہیں۔ سو اس سے طلاق نہیں پڑتی۔ (۲۳)

البتہ چونکہ یہ شوہر نفقہ وغیرہ دینے سے انکار کرتا ہے اور مفلس ہے اس لئے عورت کے آزاد ہونے کی ایک صورت ہے وہ یہ کہ یہ عورت اپنا معاملہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں یا مسلمانوں کی پنچائت، میں یا مسلم فریقین حَکَم کے سامنے پیش کرے۔ اور یہ حاکم یا سرپنچ یا حکم فتویٰ شرعی کی موافق خاوند سے کہے کہ یا تو اپنی بیوی کو خرچ نان نفقہ دے ورنہ طلاق دیدے اگر وہ دونوں سے انکار کرے تو یہ حاکم وغیرہ تفریق بین الزوجین کرا دیں۔ یہی تفریق طلاق کے قائم مقام سمجھی جائے گی اور پھر عدت گذر کر جس جگہ چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ والدلیل علیٰ ما قلنا اولاً ما فی الدر المختار او اخرس الی قولہ باشارتہ المعهودة فانها تكون كعبارة الناطق استحساناً والدليل على ما قلنا ثانياً ما فى الشامية من النفقة من ان يحتال لحكم التفريق بين الزوجين لاعسار الزوج بان يومر قاضى شافعى او مالكى فهو يحكم بهذا الامر فينفذ حكمه شرعاً ولما لم يمكن ذلك ايضاً فى ديارنا الهنديه افتى علماء زماننا بالتفريق بين الزوجين باباء [illegible] عن النفقة وهو مذهب الامام مالك رح افتى به

للضرورة وذلك لما قال الشامی فی باب الرجعة من تاسیس النظر للفقیه
ابی اللیث انه اذا لم یوجد فی مذهب الامام قول فی مسئلة یرجع
الی مذهب مالك لانه اقرب المذاهب الیه انتهی شامی ص۵۵۲ ج۲ فقط محمد شفیع عفرا

زوجہ کو یہ کہنا کہ مجھ سے تیرا کوئی تعلق نہیں۔

سوال ۲۱۶ :- زید کی بیوی ہندہ رنجیدہ ہو کر میکہ چلی آئی زید ساڑھے گیارہ بجے شب کو ہندہ کے مکان پر آیا اور ہندہ سے کہا کہ میں تجھ کو لینے آیا ہوں تم ابھی چلو۔ اور اس وقت میرے ساتھ نہ چلوگی تو آج سے تم سے مجھے کوئی واسطہ کوئی تعلق کوئی سروکار عمر بھر نہ ہوگا۔

اس پر ہندہ نے جانے سے انکار کر دیا اور زید نے تین مرتبہ یہ لفظ کہے کہ ہم سے تم سے کوئی تعلق نہیں۔ اور ہندہ کے ورثا سے کہا کہ ہمارے زیور واپس کر دو اور اپنے جہیز کے برتن منگالو؟

الجواب :- زید کا قول ہم سے تم سے کوئی تعلق نہیں یہ کنایہ طلاق ہے صرح بذلك فی العالمگیریة والخلاصة حیث قال لم یبق بینی وبینك عمل او شی وامثال ذلك۔ اور یہ کنایہ قسم ثانی میں داخل ہے جس کا حکم یہ ہے کہ نیت پر موقوف ہے۔ اگر زید نے ان لفظوں سے طلاق کی نیت کی ہے جیسے کہ قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گئی اور اگر نیت نہیں کی تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ زید سے حلف دیکر دریافت کیا جا سکتا ہے۔ قال فی الدر المختار وفی الغضب توقف الاولان ان نوی وقع والا وقال قبله باسطر والقول له بیمینه فی عدم النیة ویکفی تحلیفها له فی منزله فان ابی رفعته الی الحاکم فان نکل فرق بینهما فقط محمد شفیع

قبرستان کے متعلق بعض مسائل

سوال ۲۱۷ :- راجہ . . . ساکن کالاکانگر ضلع پرتاب گڈھ کے باغ میں ایک مسلمان کا پرانا مزار تھا اُس کو راجہ صاحب نے قدِ آدم سے زائد نیچے کھدوا کر اُس کی اینٹیں اور کل ملبہ دریا برد کرا دیا۔ جب مسلمانوں میں ہیجان پھیلا اور ذریعہ پولیس تحقیقات شروع ہوئی تو راجہ صاحب کہتے ہیں کہ اگر مسلمان مجھ سے اس ناکردہ گناہ کے معاوضہ میں بطور تاوان دو چار ہزار روپیہ لیکر مسجد بنالیویں یا مدرسہ اسلامیہ قائم کر لیویں اور معاملات متنازعہ کو داخل دفتر کرا دیویں تو میں خوشی سے سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔

کیا مسلمان راجہ صاحب سے اس قسم کا معاملہ کر سکتے ہیں۔ اور اُس کی نوعیت کیا ہوگی

الجواب۔ مسلمانوں پر ضروری ہے کہ مزار کی جگہ کو محفوظ کردیں۔ پختہ قبر نہ بنائی جائے لیکن اس جگہ کو کسی احاطہ وغیرہ سے محفوظ کردی جائے۔ کیونکہ اس کا حکم اب بھی مزار اور مقبرہ ہی کا ہے۔

اور چونکہ راجہ صاحب مذکور نے مسلمانوں کے ایک محترم مزار اور میت کی توہین کی ہے اس لئے اگر مسلمان اُن سے بطور جرمانہ کوئی رقم وصول کریں تو مناسب ہے اور پھر مسلمانوں کو اختیار ہوگا کہ اُس رقم کو باہمی مشورے سے مسجد یا مدرسہ یا اور کسی اسلامی ضرورت میں صرف کردیں لیکن اس رقم کو مزار کا معاوضہ نہ قرار دیا جائے۔ والدلیل علی ما قلنا اولاً ما فی العالمگیریۃ من اخر الوقف وسئل هو یعنی القاضی الامام شمس الائمۃ المحمود الاوزجندی عن المقبرۃ فی القری اذا اندرست ولم یبق فیها اثر الموتی لا العظم ولا غیره هل یجوز زرعها واستغلالها قال لا ولها حکم المقبرۃ فلو کان فیها حشیش یحش ویرسل الی الدواب ولا ترسل الدواب فیها کذا فی البحر الرائق۔ عالمگیری ص۳۹ ج۲۔

والدلیل علی ما قلنا من اخذ التعزیر المالی فلوجهین الاول لما فی روایۃ عن ابی یوسف رح من جواز اخذ المال تعزیراً ذکره فی الفتح کذا فی الشامی والثانی انه مال غیر معصوم فیجوز اخذه برضاه کیف ما کان وذلك لکون الرجل حربیاً۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم محمد شفیع عفرلہٗ۔

۲۵

نابالغ کا نکاح ماں کی اجازت سے عصبات نہونے کی صورت میں نافذ ہے

سوال ۲۱۸۔ ایک نابالغ لڑکے کا نکاح پانچ برس ہوئے ہوا تھا لڑکا ابھی تک نابالغ ہے۔ اب لڑکے والے یہ کہتے ہیں کہ وہ نکاح بوجہ نابالغ ہونے کے ناجائز تھا ہم دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ جائز ہے یا نہیں۔ نکاح والدہ کی اجازت سے ہوا تھا۔؟

الجواب۔ نابالغ کا نکاح جو اُس کی ماں نے کیا ہے نافذ و منعقد ہوگیا۔ بشرطیکہ نابالغ کا کوئی اور ولی اقرب مثل باپ دادا یا بھائی، چچا وغیرہ کے موجود نہ ہو۔ یا ہو تو اُس نے اجازت دیدی ہو۔ قال فی الدر المختار فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام وایضاً قال قبل ذلك وللولی انکاح الصغیر والصغیرۃ جبراً۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع عفرلہٗ۔

(۱۳۳۲)

واقف آمدنی جائداد کو تاحیات اپنے لئے مقرر کرلے تو جائز ہے اور وصیت ایک ثلث مال میں جائز ہے

سوال ۲۱۹ مسماۃ . . . نے ایک وصیت نامہ لکھا جو ارسال خدمت ہے۔ اس وصیت نامہ میں چار مکان مسجد کو دیئے اور یہ لکھا کہ ۱ مکانات ذیل دوکان ۲۶/۴۲ و مکان ۲۶/اے و مکان ۲۶/بی و مکان ۲۶/سی چار قطعہ واقع آبادی کوہ کسولی یہ مکانات مظہرہ مع جملہ حقوق داخلیہ وخارجیہ کے مسجد کوہ کسولی کے نام بشرائطِ ذیل منتقل کرتی ہے کہ تاحین حیات خود من مظہرہ ان مکانات کو اپنے قبضہ میں رکھکر آمدنی کرایہ خود وصول کرے گی اور مرمت ضروری بھی خود کرے گی اور ٹیکس چھاونی خود ادا کرے گی۔ بعد وفات مظہرہ کے متولیانِ مسجد و جملہ بجائت اہلِ اسلام کوہ کسولی کو حق حاصل ہوگا کہ وہ زر کرایہ وصول کرکے مصارفِ مسجد میں خرچ کریں و مرمت و ٹیکس وغیرہ ادا کریں اور ملکیت مسجد میں داخل کریں۔

یہ جائداد مسجد کے نام وقف ہوئی یا نہیں۔ اور اس کے علاوہ جو وصیت دوسرے لوگوں کو کی ہے وہ صحیح ہوئی یا نہیں۔ وصیت نامہ ملاحظہ فرما کر جواب لکھیں؟

الجواب۔ وصیت نامہ منسلکہ دیکھا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسماۃ لاڈی نے جو مسجد کے نام جائداد وقف کی ہے اور اس کی آمدنی کو حین حیات اپنے لئے رکھا ہے یہ وقف (۲۶) صحیح اور نافذ ہوچکا اس میں کسی وارث کا کچھ حصہ نہیں۔ قال فی الدر المختار من الوقف وجاز جعل غلۃ الوقف او الولایۃ لنفسہ عند الثانی وعلیہ الفتویٰ شامی ج۳ ص۲۲۱

اور وصیت ۲ جو محمد یوسف کے نام ہے اور اسی طرح وصیت ۳ جو مسماۃ حسو کے نام ہے اور اسی طرح وصیت ۴ جو علی بخش کے نام ہے۔ اسی طرح سے باقی تمام وصیتیں جس طرح مسماۃ مذکورنے کی ہیں ٹھیک اُسی طرح تو نافذ نہیں ہوسکتی۔ بلکہ شرعاً اُس کی صورت یہ ہوگی کہ مسجد کے نام جو جائداد وقف کی گئی ہے اُس کو علیحدہ کرکے کل مال وجائداد کو دیکھا جائے کتنا ہے اُس کل مجموعہ میں سے ایک تہائی مال کے اندر یہ تمام وصیتیں حسب حصہ نافذ ہوجائیں گی اور اگر یہ سب وصیتیں تہائی مال سے زائد ہوں تو اُن کا نفاذ سب وارثوں کی اجازت پر موقوف ہوگا اگر وہ اجازت نہ دیں تو باقی دو تہائی مال مسماۃ کے وارثوں میں تقسیم ہوگا جس کی تفصیل اُس کے تمام وارثوں کے نام بتلانے پر بتلائی جاسکتی ہے۔ فقط

(۱۳۳۳)

بعض مسائل نماز وامامت

سوال ۲۲۰۔ امام صاحب بجائے قعدہ اولیٰ میں بیٹھنے کے بھولکر تیسری رکعت کے لئے نصف کھڑے ہونے پائے تھے کہ لقمہ دینے پر بیٹھ گئے تو

اُن کو سجدہ سہو کرنا چاہیئے یا نہیں اگر نہ کیا تو نماز باطل ہوئی یا نہیں۔ (۲) جو امام نیت نماز اس طرح کرے۔ نیت کرتا ہوں نماز کی واسطے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اور مع موکلوں کی) اُس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں یہ طریقہ نیت کا درست ہے یا نہیں۔ (۳) ایک شخص نے اپنے بزرگ کو کہا کہ تو جاہل تیرا باپ جاہل تھا جس کو کہا اُس کا باپ مرچکا ہے۔ آیا اس کلمہ کا عذاب مردہ کو ہوا یا کہنے والے کو۔ (۴) ایک شخص نے فرض عشاء پڑھنے کے بعد سنت و دو نفل اور وتر پڑھ لئے پھر تہجد میں بھی پڑھ لئے تو اُس نے ٹھیک کیا یا نہیں۔ بہتر طریقہ کونسا ہے؟ (۵) مصلے پر اگر مسجد وغیرہ کی تصویر ہو تو اُس پر نماز جائز ہے یا نہیں کیونکہ ہر رنگ میں شراب ملی ہوئی ہوتی ہے؟

الجواب۔ اگر امام صاحب اتنے کھڑے ہو چکے تھے کہ ٹانگیں سیدھی ہو گئی تھی اگرچہ پشت وغیرہ سیدھی نہیں ہوئی تھی۔ اور اس حالت کے بعد پھر بیٹھ گئے تب تو سجدۂ سہو واجب ہوگا اور اگر نہ کیا تو نماز باطل تو نہ ہوگی مگر وقت کے اندر اندر اُس نماز کا اعادہ واجب ہوگا۔ اور اگر اعادہ نہ کیا اور وقت گذر گیا تو پھر بطور قضا اعادہ نہ کیا جائے گا۔ قال الشامی اما اذا

۲۷ اعاد وھو الی القیام اقرب فعلیہ سجود السھو الی قولہ ان استوی النصف الاول وظھرہ بعد منحن فھو اقرب الی القیام وقال فی الاشباہ والنظائر کل صلوٰت ادیت مع الکراھۃ تعاد فی الوقت وفی الھدایۃ مثلہ الا انہ لم یقید بکونہ فی الوقت۔ اور اگر اس قدر کھڑے نہیں ہوئے تھے بلکہ اس سے کم کھڑے ہوئے تھے اور پھر بیٹھ گئے تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ قال الشامی اذا عاد قبل ان یستوی قائما وکان الی القعود اقرب فانہ لا سجود علیہ فی الاصح وعلیہ الاکثر (۲) اس طرح نیت نماز کرنا ناجائز ہے۔ اور اگر ان لفظوں کی مُراد یہ ہیں کہ نماز اللہ کے واسطے بھی پڑھتا ہوں اور موکلوں کے واسطے بھی تو یہ کلمات اور یہ نیت شرک ہے۔ جس سے اندیشہ کافر ہو جانے کا ہے۔ توبہ کرنی چاہیئے اور جب تک توبہ نہ کرے اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیئے۔

کیونکہ اُس کی امامت مکروہ ہے قال فی الدر المختار وخلف فاسق ومبتدع وقال اللہ تبارک وتعالیٰ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ۔

(۳) ایسا کہنا نہایت بُرا اور بڑا گناہ ہے اس کا عذاب کہنے والے کو ہوگا مردہ کو اس سے کچھ عذاب نہیں۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سباب المؤمن فسوق۔

(۴) جس شخص کو یہ پورا بھروسہ ہو کہ آخر شب میں تہجد کے وقت آنکھ ضرور کھل جائے گی اُس کے لئے تہجد اور وتر آخری وقت پڑھنا ہی اولی ہے۔ اور جس کو یہ بھروسہ نہ ہو اُس کے لئے یہی اولی اور بہتر ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد دونوں چیزیں پڑھ لے کذا فی المنیۃ وشروحہا۔ (۵) نماز جائز ہے اور اگر رنگ میں شراب ملے ہونے کا احتمال ہو تو اُس کو پاک کرلے۔ اور پھر نماز اُس پر پڑھے۔ البتہ مصور یا منقش مصلے پر نماز پڑھنا علاوہ احتمال نجاست کے خود بھی بہتر نہیں۔ کیونکہ قلب اُس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ فقط محمد شفیع غفرلہٗ

رہن سے نفع اُٹھانا جائز نہیں

سوال ۲۲۱ زید ایک شخص سے سو روپیہ کی زمین رہن کرتا ہے اور زید مرتہن راہن کو کہتا ہے کہ اس زمین کو تم ہی کاشت کرو اور میرے حصہ کا ٹھیکہ کر دو کہ اسقدر چیز دیتا رہوں گا۔ یہ معاملہ درست ہے یا نہیں؟ ۱۸۷۵

الجواب۔ صورتِ مذکورہ ایک نوع ہے انتفاع بالرہن کی اور وہ بھی اس طرح کہ نفس عقد میں انتفاع کی شرط صراحۃً لگا رکھی ہے۔ اس لئے یہ صورت باتفاق حرام ہے اور اگر صراحۃً بھی شرط نہ ہوتی تو چونکہ شرطاً انتفاع عادت متعارف ہے اس لئے کالمشروط ہونے کی وجہ سے پھر بھی انتفاع ناجائز رہتا اور صورتِ مذکورہ میں تو بوجہ صراحت بدرجہ اولی حرام ہے۔ قال الشامی عن المنح لا یحل لہ ان ینتفع بشیء منہ بوجہ من الوجوہ وان اذن لہ الراھن لانہ اذن لہ فی الربا الخ ثم قال ثم رأیت فی جواھر الفتاوی اذا کان مشروطاً صار قرضاً فیہ منفعۃ وھو ربا والا فلا باس ثم قال قلت والغالب من احوال الناس انھم انما یریدون عند الدفع الانتفاع ولولاہ لما اعطاہ الدراھم وھذا بمنزلۃ الشرط لان المعروف کالمشروط وھو مما یعین المنع انتھی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالی اعلم محمد شفیع غفرلہٗ۔

مسئلہ متعلقہ امامت

سوال ۲۲۲ ایک شخص سند یافتہ تمام علوم کا ہے اور حافظ وقاری ہے ایک مسجد میں لوجہ اللہ نماز پڑھاتا ہے اور دوسرا شخص صرف حافظ وقاری ہے لیکن تیس روپیہ ماہوار اجرت پر نماز پڑھاتا ہے ان دونوں میں سے کس کے پیچھے نماز افضل ہے ۱۸۷۶

الجواب۔ پہلے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا بہ نسبت دوسرے کے افضل ہے اول اس لئے کہ وہ اعلم واقرأ ہے۔ دوسرے اس لئے بھی کہ اس میں مسجد کا نفع ہے کہ تنخواہ دینی نہیں پڑتی فقط واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

ایک فصل میں غلہ اُدھار دیکر دوسری فصل کی قیمت لینا جائز نہیں۔

سوال ۲۲۳ زید نے اپنا غلہ فروخت کیا مگر فی الحال خریدنے والوں کو غلہ دیدیا اور ان سے کہا کہ فلاں ماہ میں جو نرخ ہوگا۔ اس نرخ پر روپیہ ادا کرنا یہ بیع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ یہ بیع بوجہ جہالت ثمن جائز نہیں قال الشامی تحت مطلب یعتبر الثمن فی مکان العقد وزمنہ وکما یعتبر مکان العقد یعتبر زمانہ ایضاً الی قولہ۔ فلا یعتبر زمان الایفاء لان القیمۃ فیہ مجھولۃ وقت العقد وفی البحر عن شرح المجمع لو باعہ الی اجل معین وشرط ان یعطیہ المشتری ای نقد یروج یومئذ کان البیع فاسداً شامی کتاب البیوع ص۲۹ ج۴۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

قرأت میں ایک غلطی اور اُس کا حکم

سوال ۲۲۴ ایک شخص نے مغرب کی نماز میں رکعتِ اولیٰ میں القارعۃ پڑھی اور یہ آیت چھوڑ گیا فھو فی عیشۃ راضیہ واما من خفت موازینہ۔ آیا نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب۔ اگر مَوَازِیْنُہٗ پر وقف تام کرنے کے بعد فامہ ھاویہ کہا ہے تو نماز ہوگئی اور اگر بلا وقف تام کہا ہے جیساکہ سوال میں مذکور ہے تو نماز فاسد ہوگئی قال فی شرح المنیۃ الکبیر والقاعدۃ عند المتقدمین ان ما غیر تغیراً یکون اعتقادہ کفراً (۱۷)
تفسد فی جمیع ذلک سواء کان فی القرآن اولم یکن الا ما کان من تبدیل الجمل مفصولاً بوقف تام ثم قال بعد ذلک فالاولی الاخذ بقول المتقدمین الخ کبیری ص۴۰۸ مطبوعہ لاہور فقط محمد شفیع غفرلہٗ۔

عدت میں نکاح بلکہ نکاح کی گفتگو بھی حرام ہے۔

سوال ۲۲۵ زید نے اپنی بی بی ہندہ کو طلاق مغلظہ دیا۔ مطلقہ ابھی عدت میں تھی کہ عمر کے چچا زاد بھائی نے کہا کہ ہم ہندہ کے والدین سے کہہ آتے ہیں کہ ہندہ معتدہ نے کہا ہے کہ ہمارا نکاح ہوگیا۔ اس کے بعد ہندہ اپنے والدین کے یہاں چلی گئی عدت کے بعد جب ہندہ کا نکاح ایک دوسرے شخص سے ہونا قرار پایا تو عمر نے بوجہ رُکوانے نکاح کے یہ خبر مشہور کی کہ ہمارا نکاح ہوگیا ہے۔ قوم کے سردار نے ثبوت نکاح کا عمر سے طلب کیا وہ ثبوت نہیں دے سکا۔ عمر کی زوجہ ثانیہ نے جب عمر سے دریافت کیا تو اُس نے بحلف انکار کیا کہ میں نے ہندہ سے نکاح نہیں کیا۔ پس جو شخص مسلمان کی آبروریزی کے لئے ایسی جھوٹی خبر مشہور کرے وہ کس گناہ کا مرتکب اور سزا کا مستحق ہے۔ اگر ایسے شخص کو خارج از برادری کیا جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو قرائن سوال میں درج ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ واقع میں نکاح عمر سے

کیا ہی نہیں گیا لیکن بالفرض اگر نکاح پڑھا بھی گیا ہو۔ اور یہ بھی فرض کرلیں کہ ہندہ نے اجازت بھی دیدی تھی تب بھی شرعاً کسی طرح یہ صحیح و نافذ نہیں ہوسکتا کیونکہ سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر خود بھی اس نکاح کے متعلق اُن ایام کے اندر ہونے کا مدعی ہے جو ایام عدت ہیں اور عدت میں نکاح کیا نکاح کی بات چیت بھی بنص قرآن حرام ہے۔ اس لئے جو نکاح بعد انقضائے عدت والدین نے کیا ہے وہی شرعاً صحیح ہے عمر کے ساتھ حالت عدت میں اگر نکاح بالفرض ہوا بھی تو صحیح نہیں اور عمر اپنے اس دعوے اور ہندہ اور اُس کے والدین کی آبرو ریزی کرنے کی وجہ سے سخت گناہگار ہوا حدیث میں ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده یعنی مسلمان تو وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ اور بھائی مسلمان کی آبرو ریزی کرنا اعلیٰ درجہ کا فسق وگناہ ہے۔ صرح به فی الاحادیث الکثیرة۔ فقط محمد شفیع عفرلہٗ۔

قادیانیوں کا کافر ہونا اور اُن سے اختلاط کا ناجائز ہونا

سوال ۲۲۶ مرزائیوں کے دونوں فریق قادیانی و لاہوری بالیقین مرتد خارج من الاسلام ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو مرتد کا کیا حکم ہے۔ مرتدین کی ساتھ اختلاط و برتاؤ کرنا عوام کو اُن کی باتیں سننا، جلسوں میں شریک ہونا، اُن سے مناکحت کرنا، اُن کی شادی و غمی میں شریک ہونا، اُن کی ساتھ کھانا پینا، تجارتی تعلقات قائم رکھنا، اُن کو ملازم رکھنا یہ امور جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ مرزا غلام احمد کا کافر مرتد ہونا اور اُن کے اقوال و کلمات غیر محصورہ کا غیر محتمل للتاویل ہونا اظہر من الشمس ہوچکا ہے اور اسی لئے جمہور علمائے اُمت اُن کی تکفیر پر متفق ہیں اس کی مفصل تحقیق کرنا ہو تو مستقل رسائل مثل اشد العذاب۔ مصنفہ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب اور القول الصحیح فی مکائد المسیح۔ مصنفہ مولانا محمد سہول صاحب اور مطبوعہ فتاوی علمائے ہند دربارہ تکفیر قادیانی جس میں ہر ضلع و صوبہ کے علماء کے سیکڑوں دستخط و تصدیق ہیں ملاحظہ فرمائے جائیں۔ پھر مرزائیوں کے دونوں فرقے قادیانی اور لاہوری اتنی بات پر متفق ہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کا مسلمان بلکہ مجدد و محدث اور مسیح موعود تھے اور ظاہر ہے کہ کسی کافر مرتد کے متعلق بعد اُس کے عقائد معلوم ہوجانے کے ایسا عقیدہ رکھنا خود کفر و ارتداد ہے۔ اس لئے بلاشبہ دونوں فرقے کافر و مرتد ہیں اور اب تو لاہوریوں نے جو تحریف قرآن اور انکار ضروریات دین کا خاص طور پر بیڑا اُٹھایا ہے۔ اُس کے سبب اب وہ اپنے کفر و ارتداد میں مرزا صاحب کے تابع ہونے سے مستغنی ہوکر خود بالذات ارتداد کے علمبردار ہیں اس لئے دونوں فریق سے عام مسلمانوں کا اختلاط اور اُن کی باتیں سُننا

جلسوں میں اُن کو شریک کرنا یا خود اُن کے جلسوں میں شریک ہونا، شادی وغمی اور کھانے پینے میں اُن کو شریک کرنا سخت گناہ ہے اور مناکحت قطعاً حرام ہے اور جو نکاح پڑھ بھی دیا جائے تو نکاح منعقد نہیں ہوتا بلکہ اگر بعد انعقادِ نکاح مرزائی ہو جائے تو نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے۔ البتہ تجارتی تعلقات اور ملازمت میں رہنا یا ملازم رکھنا بعض صورتوں میں جائز ہے۔ بعض میں وہ بھی ناجائز اس لئے بلا ضرورتِ شدیدہ اُس سے بھی احتراز ضروری ہے۔ فقط محمد شفیع عفرلہٗ۔

| مذبوح کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اُسکا سر جدا کرنا مکروہ ہے |

سوال ۲۲۷ شخصے بوقت ذبح جانور سر را فی الفور جدا می کند ایں مذبوحہ در شرع چہ حکم دارد؟

الجواب۔ ٹھنڈا ہونے سے پہلے مذبوح جانور کا سر علیحدہ کرنا مکروہ ہے مگر ذبیحہ حلال ہو جاتا ہے قال فی الدر المختار وکرہ کل تعذیب بلا فائدۃ مثل قطع الراس والسلخ قبل ان تبرد حاشیہ شامی ص ۲۰۵ ج ۵ فقط محمد شفیع عفرلہٗ۔

| عاقلہ بالغہ کا نکاح بدون اجازت ولی |

سوال ۲۲۸ ایک لڑکی بالغہ بعمر بیس سال نے پنچوں کے سامنے آکر بغیر اپنے باپ کے مرضی واجازت کے ایک شخص سے نکاح پڑھوالیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

(۱۹) **الجواب۔** اگر لڑکی بالغہ عاقلہ ہے تو اُس کا نکاح اپنی مرضی سے بغیر اجازت ولی باپ بھائی وغیرہ کے اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اپنے کفو میں کیا ہو۔ یعنی نسب اور پیشہ وغیرہ کے لحاظ سے اس کے باپ کے قبیلہ کی مانند ہو۔ قال فی الہدایۃ وینعقد نکاح المرأۃ البالغۃ برضاہا وان لم یعقد علیہا ولی وقال بعد ذلک اذا تزوجت المرأۃ فی غیر الکفو فللاولیاء الاعتراض وصحح الشامی بعدم نفاذ ہذا النکاح۔ لیکن لڑکی کا خود اپنا نکاح بغیر توسط ولی کے کرنا بے حیائی اور مذموم ہے۔ اس سے اجتناب لازم ہے صرح بہ فی رد المختار فقط محمد شفیع عفرلہٗ۔

| مذکوٰۃ سے مدرسین مدرسہ کو تنخواہیں دینا جائز نہیں۔ اور مسجد کا تیل امام یا مؤذن کو اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں۔ |

سوال ۲۲۹ مدرسین وملازمین مدرسہ کو تنخواہ مدزکوٰۃ سے دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) مساجد میں جو تیل آتا ہے تو جن مساجد میں بجلی کی روشنی ہوتی ہے اُن میں تیل کی ضرورت نہیں ہوتی کیا امام مسجد یہ تیل اپنے خانگی مصارف میں لاسکتا ہے

الجواب۔ اس سوال کے دو جواب لکھے ہوئے آئے تھے ایک جواز کا دوسرا عدم جواز کا اس پر یہاں یہ جواب ذیل لکھا گیا۔

جواب ثانی صحیح ہے اور جواب اول از روئے فقہ غلط ہونے کے علاوہ غلط استدلالات پر مشتمل ہے قاضی وحاکم کو جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اجرت دینے کا ارشاد فرمایا یا طبری وغیرہ سے اُس کا جواز لکھا گیا ہے۔ اس کا جواز تو مسلّم ہے مگر اس سے یہ کہاں معلوم ہوا کہ ان کو تنخواہیں مدِ زکوٰۃ سے دی جاتی تھی البتہ عاملین صدقات کو مدِ زکوٰۃ سے روپیہ دیا جانا قرآنِ کریم میں منصوص ہے۔ مگر آجکل عاملین صدقات کی صورت ہندوستان میں نہ موجود ہے اور نہ دارالحرب ہوتے ہوئے ہوسکتی ہے۔

(۶) مسجد کے تیل یا چراغ کو مسجد سے باہر جلانا خود واقف کے لئے بھی جائز نہیں کسی متولی یا امام کو تو اُس کا کیا حق ہوتا بلکہ مسجد کے اندر بھی مسجد کے چراغ سے کوئی اپنا ذاتی مباح کام جیسے کتاب وغیرہ دیکھنا یہ بھی صرف تہائی رات تک جائز ہے اُس کے بعد نہیں۔ البتہ اگر محلہ والوں اور چندہ دینے والوں کی اجازت تمام رات مسجد میں چراغ جلانے کی ہو تو تمام رات بھی مسجد کے اندر رہکر اُس چراغ سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے قال فی البحر الرائق من الوقف احکام المسجد لیس لمتولی المسجد ان یحمل سراج المسجد الی بیتہ ولا یجوز ان یترک فیہ کل اللیل الا فی موضع (ای فی مسجد) جرت العادۃ بذلک کمسجد بیت المقدس ومسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمسجد الحرام او شرط الواقف ذلک کما جرت العادۃ بہ فی زماننا ویجوز الدرس لسراج المسجد ان کان موضوعاً فیہ لا للصلوٰۃ الی قولہ ولا باس بان یدرس بنورہ الی ثلث اللیل الخ بحر ص۲۰ ج۵ فقط محمد شفیع غفرلہ۔

ایک مسجد کے قریب دوسری مسجد بنانا

(۲۰) **سوال ۲۲۰** محلہ میں ایک مسجد کے ہوتے ہوئے دوسری مسجد اس قدر قریب بنائی جارہی ہے کہ ایک مسجد کی تکبیر اور قرأت کی آواز دوسری مسجد میں اچھی طرح سنائی دیتی ہے۔ حالانکہ پہلی مسجد وسیع کرنے کے لئے جگہ مل سکتی ہے۔ لہٰذا جدید مسجد میں چندہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ ۱۲۵۹

(۲) اس میں چندہ دینے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے (۴) یہ مسجد مسجدِ ضرار کے حکم میں ہے یا نہیں؟ (۵) مسجد کی بنیاد رکھتے وقت اور پہلے روز نماز پڑھتے وقت مٹھائی تقسیم کرنا کیسا ہے؟

الجواب۔ بلا ضرورت شرعیہ اتنے قرب میں دوسری مسجد بنانا مناسب نہیں بالخصوص

اگر اس مسجد کے بنانے سے پہلی مسجد کی جماعت کم کرنا مقصود ہو تو اور بھی زیادہ گناہ ہے کیونکہ یہ مسجد ضرار کے مشابہ ہو جائے گی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ماتحت حکام کے نام ایک حکم جاری فرمایا کہ ہر محلہ میں مسجدیں بناؤ مگر ایسی مسجدیں نہ بناؤ جن سے پہلی مسجدوں کی جماعت توڑنا مقصود ہو تفصیل فی آداب المساجد عن الکشاف۔

البتہ اگر مسجد کے نمازیوں میں کسی وجہ سے اختلاف ہو تو بہتر تو اُس وقت بھی یہی ہے کہ آپس میں صلح کی کوشش کی جائے اور ایک ہی مسجد میں سب نماز پڑھیں لیکن اگر یہ صورت نہ ہو سکے تو پھر دوسری مسجد قرب میں بھی بنا لینا درست ہے؛

(۲) اگر بضرورت مذکورہ مسجد بنائی جاتی ہے تو چندہ دینا بھی مکمل ثواب رکھتا ہے۔ ورنہ اس مسجد میں چندہ دینے کا ثواب نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کی نیت مسجد بنانے کی نہیں بلکہ دوسری مسجد کا توڑنا مقصود ہے؛ (۳) اس مسجد میں نماز بلاشبہ درست ہے اور اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا پہلی مسجد میں۔ بشرطیکہ نیت بُری نہ ہو؛ (۴) یہ مسجد بھی تمام مسجدوں کی طرح ہے اور تمام احکام مسجد ہی کے اس پر جاری ہوں گے۔ مسجد ضرار کے احکام اس پر جاری نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مسجد ضرار کے لئے بہت سی اور شرطیں بھی ہیں جو یہاں موجود نہیں؛

(۵) اگر لازم اور ضروری نہ سمجھیں تو جائز ہے۔ فقط محمد شفیع غفرلہٗ۔ (۲۱)

کسی مال کا مالک لاپتہ ہو جائے تو کیا کیا جائے

سوال ۱۲۲۱ ایک عورت جوتیاں بغرض فروخت لائی چنانچہ ایک خراب کم قیمت کی جوتی اُس نے میرے ہاتھ آٹھ دس آنے زیادہ کو فروخت کی جس کا علم مجھکو بعد میں ہوا۔ دوسری بار وہ کھڑاویں فروختگی کے واسطے لائی چنانچہ میں نے اُس سے دو جوڑی کھڑاویں لی قیمت طلب کرنے پر میں نے کہا کہ جوتی میں تم نے مجھ سے آٹھ آنے زیادہ لئے اُس میں کھڑاونکی قیمت ادا ہو گئی۔ وہ غصہ میں آکر کل کھڑاوں کو چھوڑ کر چلی گئی یعنی اپنے وطن اُس کو تخمیناً چار یا پانچ سال ہو گئے اور اُس کی سکونت کا پتہ نہیں اب بوجہ مجبوری اُس کی کھڑاویں اُسی قیمت پر جیسا کہ وہ فروخت کرتی تھی۔ فروخت کر دی گئی۔ اُن کی قیمت کو کیا کیا جاوے؟

الجواب جب تک توقع ہو کہ شاید وہ عورت پھر آجائے یا کسی سے اُس کا پتہ لگ جائے اُس وقت تک اُس کا روپیہ جو کھڑاوں کی قیمت سے حاصل ہوا ہے اپنے پاس یا کسی اور امانتدار کے پاس جمع رکھیں اور اگر اپنے پاس رکھیں تو بہتر یہ ہے کہ دو آدمیوں کو اس پر گواہ بنا لین کہ فلاں عورت کا اتنا روپیہ میرے پاس امانۃً رکھا ہے۔ اور جب یہ توقع کسی طرح نہ رہے کہ

اب وہ عورت آئے گی یا پتہ لگے گا تو پھر اُس روپیہ کو صدقہ کردیں۔ لیکن صدقہ کرنے کے بعد اگر وہ آگئی اور اُس نے اپنا روپیہ طلب کیا تو شرعاً آپ کو دینا ہوگا اور اُس صدقے کا ثواب آپ کو ہوجائے گا۔ قال فی الدر المختار علیہ دیون ومظالم جہل اربابہا وایس من معرفتہم فعلیہ التصدق بقدرہا من مالہ قال الشامی ای الخاص بہ او المتحصل من المظالم شامی من اللقطہ وقال فی موضع اٰخر فان جاء مالکہا بعد التصدق خیر بین اجازۃ فعلہ ولو بعد ہلاکہا ولہ ثوابہا او تضمینہ۔

نیز یہ بھی معلوم رہنا چاہیے کہ جوتی کی قیمت میں جو اُس نے زیادتی کی تھی اُس کے بدلے میں شرعاً آپ کو حق نہ تھا کہ کھڑاویں کی قیمت اُس کی نہ دیں۔ غایت حق یہ ہوسکتا تھا کہ آپ جوتے کو واپس کردیں اپنی رضا سے لینے کے بعد تاوان لینے کا کوئی حق نہ تھا فقط محمد شفیع عفرلہٗ۔

یوم النبی کے جلسوں کا حکم **سوال ۲۲۲** یوم النبی کا سب جگہ بہت چرچا ہے اس میں شرکت کرنا وچندہ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ ۲۲۲

الجواب۔ یوم النبی کے جلسے جن تقییدات وتعیّنات کے ماتحت ہو رہے ہیں یہ تو وہی مروّجہ محفل میلاد کو جدید لباس میں پیش کیا گیا ہے۔ میرے نزدیک تو جدید طرز کی عید میلاد یا مطلق محفلِ میلاد (۲۲) میں اور ان جلسوں میں کوئی فرق نہیں جس طرح وہ رسوم و بدعات کے اشتمال کی وجہ سے بدعت ہیں۔ بلاشبہ یہ بھی بدعت ہیں؛

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حق اُمّت پر ہے کہ سارے سال میں صرف ایک دن اور وہ بھی صرف تماشے کے طور پر آپ کا ذکرِ مُبارک جھوٹے سچے رسالوں سے پڑھ دیا۔ اور پھر سال بھر کے لئے فارغ ہوکر آئندہ بارہ وفات کے منتظر ہوکر بیٹھ گئے؛

افسوس مسلمان کا فرض تو یہ ہے کہ کوئی دن آپ کے ذکرِ مبارک سے خالی نہ جائے۔ البتہ یہ ضرور نہیں کہ ذکر فقط ولادت ہی کا ہو کبھی آپ کی نماز کبھی آپ کے روزہ کا اور کبھی جہاد کا اور کبھی آپکے اخلاق واعمال کا جو کہ سب سے زیادہ اہم ہیں کبھی ولادت باسعادت کا بھی ہوجائے کہ باعث برکت ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ محمد شفیع عفرلہٗ۔

ہندوؤں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا پاک ہے مگر اجتناب اُس سے بہتر ہے۔ **سوال ۲۲۳** ہندوؤں کے ہاتھ کا پکّا ہوا کھانا یا مٹھائی پاک ہے یا نہیں۔ اور مسلمانوں کو اُس کا کھانا جائز ہے یا نہیں۔؟ ۲۲۳

الجواب۔ جب تک یہ یقین نہ ہو کہ پکانے والے کافر کے ہاتھ یا برتن ناپاک تھے اُس وقت تک

کھانا اُن کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز ہے۔ اور اگر یہ یقین ہو جائے کہ ہاتھ یا برتن وغیرہ ناپاک تھے تو جائز نہیں اور اس میں ہندو یا کافر کی بھی کوئی تخصیص نہیں۔ مسلمان کا بھی یہی حکم ہے؛

بات اصل میں یہ ہے کہ کفر درحقیقت باطنی نجاست ہے ظاہری نجاست و طہارت کا تعلق کفر و اسلام سے کچھ نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود بھی کفار کے ہاتھوں کا پکا ہوا کھانا تناول فرمانا ثابت ہے اور اسی سلسلہ میں وہ واقعہ ہے کہ ایک یہودی عورت نے آپ کو ایک کھانا کھلایا جس میں کچھ زہر ملا ہوا تھا۔ یہ واقعہ حدیث کی اکثر کتب میں موجود ہے؛

الغرض کفار خواہ ہندو ہوں یا اور کوئی اُن کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا اپنی ذات سے جائز ہے۔ البتہ چونکہ ہندو ہم سے نفرت کرتے ہیں تو غیرت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ہم بھی اُن سے نفرت کریں اور بلا ضرورت اُن سے چیزیں نہ خریدیں۔ نیز بہ نسبت دوسرے کفار کے ہندو کچھ غلیظ الطبع اور نجاسات کے ساتھ آلودہ بھی زیادہ رہتے ہیں اس لیے اُن کی بکائی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرنا بلاشبہ اولیٰ و بہتر ہے لیکن نجس و ناجائز ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔ فقط محمد شفیع عفرلہٗ۔

(۲۲۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں بعض گستاخانہ اشعار

سوال ۲۲۴ اگر کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انی انا اللہ کا قائل قرار دے تو اُس پر کیا حکم ہے؟

(۲) مندرجہ ذیل اشعار کہنے والے اور پڑھنے والے، سُننے والے کے لیے کیا حکم ہے؟ ۹

اُن کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے — مالکِ کل کہلاتے یہ ہیں
اُن کا حکم جہاں میں نافذ — قبضہ کل پر رکھاتے یہ ہیں
ماتم گھر میں ایک نظر میں — شادی شادی رچاتے یہ ہیں
قادر کل کے نائبِ اکبر — کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں
لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن — کون بچائے۔ بچاتے یہ ہیں
کسوت احمدی پہن آیا — اپنا محبوب آپ بن آیا
جامع ہر ایک حمد کی جو ذات پاک ہے — شکلِ محمدی میں ہوتی رونما ہے آج
وہی ہے عرش وہی عرش استوی ہو کر — اُتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر
نہیں فرق احمد احد میں عزیزو — میں باطن کو ظاہر کیا چاہتا ہوں
وہ یوں حسن اپنا دکھائے ہوئے ہیں — محمد کی صورت میں آئے ہوئے ہیں؟

الجواب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انی انا اللہ کا قائل قرار دینا نہایت سخت افترا و تہمت

ہے ، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ اور حدیث میں ہے کہ جو شخص میری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرے اُس کو اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھ لینا چاہئے۔ بخاری ومسلم وغیرہ۔

اور اگر اس سے یہ مُراد ہے کہ آیت قرآنی انا اللہ کو آپ نے تلاوت فرمایا تو اُس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا خصوصیت ہے۔ یہ تو ہر مسلمان تلاوت کرتا ہے۔

(۲) یہ تو اکثر اشعار ایسے ہیں کہ اگر تاویل نہ کی جائے تو ظاہر ان کا شرک ہے اس لئے ان کا کہنا اور پڑھنا اور سُننا سب گناہ ہیں اور سخت گستاخی ہے حضرت حق جل وعلاشانہ کی شان میں بلکہ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی۔ کیونکہ یہ کھلی نافرمانی ہے۔ حضور کی حدیث میں ہے لا تطرونی کما اطرت النصاری الحدیث البتہ چونکہ مسئلہ تکفیر میں ہے کہ احتیاط لازم ہے اس لئے ان کو شرک وکفر نہ کہا جائے بلکہ تاویل حسن کرکے قائل کو شرک سے بچانا چاہئے۔ کذا فی جامع الفصولین من باب کلمات الکفر۔

(۳) ایسا شخص چونکہ گناہ کبیرہ اور بدعت عقیدہ کا مرتکب ہے اس لئے اُس کے پیچھے نماز مکروہ ہے لما فی الدر المختار من باب کراھۃ الصلوٰۃ وخلف فاسق ومبتدع الخ فقط (۲۴)

محمد شفیع عفرلہ۔

اگر فلاں گاؤں میں نکاح کروں تو اُس عورت پر طلاق۔ اس جملہ کا حکم

۲۲۶ **سوال ۲۳۵** زید نے تحریر کردیا کہ اگر میں فلاں گاؤں میں نکاح کروں تو اُس عورت پر طلاق ہے پھر عمر نے بحکم حدیث لاطلاق قبل النکاح۔ زید کا نکاح اُسی گاؤں میں کرادیا۔ یہ نکاح درست ہوا یا نہیں۔ کیا وہ عورت بلا طلاق زید دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔؟

الجواب۔ نکاح درست ہوگیا لیکن حنفیہ کے نزدیک نکاح ہوتے ہی ایک طلاق رجعی پڑگئی۔ عدتِ طلاق گذارنے کے بعد یہ عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ البتہ اگر ایام عدت میں زید نے رجعت کرلی خواہ قولاً یا فعلاً تو یہ عورت بدستور اُس کے نکاح میں رہے گی۔ دوسری جگہ نکاح بغیر زید کے دوبارہ طلاق دینے اور عدت گذارنے کے نہیں ہوسکتا۔ وذلک لما الھدایۃ وغیرہ واذا اضاف الطلاق الی النکاح وقع عقیب النکاح الی قولہ والحدیث محمول علی نفی الاضافۃ والحمل ماثور عن السلف کالشعبی والزھری وغیرھما قال العینی فی شرح الھدایہ اخرجہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن ھؤلاء اور صاحب عنایہ نے مکحول وسالم بن عبداللہ رضہ کا بھی یہی مذہب لکھا ہے۔ ہدایہ باب الایمان فی الطلاق۔ الغرض حنفیہ کے نزدیک ایک طلاق کے وقوع میں شبہ نہیں۔ کیونکہ طلاق کی اضافت نکاح کی طرف موجود ہے۔ فقط محمد شفیع عفرلہ۔

بیمہ زندگی کا حکم | **سوال ۲۳۶** ایک کمپنی جو مشہور ہے اور جان کا بیمہ کرتی ہے اُس کے شرائط بھی یہی ہیں کہ کچھ عرصہ تک وہ روپیہ جمع کردیتے ہیں اگر درمیان وعدہ کے وہ شخص مرجاتا ہے تو حسبِ وعدہ روپیہ دیتے ہیں آیا جو کمپنی سے چندہ شدہ سے زائد روپیہ ملتا ہے یہ روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ یہ روپیہ لینا جائز نہیں دو وجہ سے اول تو سود ہے۔ دوسرے قمار اور دونوں حرام ہیں اس لئے لینے والا سود اور جوئے دونوں کا گنہگار ہوگا۔ فقط محمد شفیع غفرلہٗ۔

فرشتے اور بچے بھی معصوم ہیں | **سوال ۲۳۷** انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی اور بھی معصوم ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ ملائکہ اور بچے نابالغ بھی معصوم ہیں۔ لقولہ تعالیٰ لا یعصون اللہ ما امرھم۔ وقال علیہ السلام۔ رفع القلم عن ثلث وعد فیھم الصبی حتی یبلغ۔

لیکن تینوں کی عصمت مختلف قسم سے ہے حقیقی اور کامل عصمت تو انبیاء ہی کی ہے کہ باوجود مادہ معصیت اور اسبابِ معصیت بوجہ اتم موجود ہونے کے پھر اُن سے معصیت کا صدور نہیں ہوتا اور فرشتوں کی عصمت اس بناء پر ہے کہ اُن میں معصیت کا مادہ اور خواہش ہی نہیں ہے۔ اور بچوں کو بایں معنیٰ معصوم کہتے ہیں کہ قلتِ عقل کی وجہ سے اُن پر کوئی بازپُرس نہیں کی جاتی۔ لہٰذا کوئی گناہ بھی اُن کو نہیں ہوتا۔ فقط محمد شفیع غفرلہٗ۔

سنت فجر کے بعد لیٹ جانا | **سوال ۲۳۸** فجر کی سنت اور فرض کے درمیان ایک شخص داہنی کروٹ پر لیٹ جاتا ہے۔ ایک شخص نے منع کیا اور یہ کہا کہ اس کو حنفیہ نے منع کیا ہے اور بخاری کے حاشیہ پر جہاں فاتحہ کی ممانعت لکھی ہے وہاں منع لکھا ہے۔ اس بارہ میں شرعی تحقیق کیا ہے؟

(۲) چھپکلی اگر بدن پر چڑھ جائے تو غسل واجب ہے یا نہیں؟

الجواب۔ فجر کی سنت اور فرض کے درمیان داہنی کروٹ پر کبھی کبھی لیٹ جانا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ مگر مسجد میں نہیں بلکہ اپنے گھر میں۔ اور وہ بھی التزام کے ساتھ نہیں۔ یہی مُراد ہے اُس حدیث کی جو بخاری میں ہے۔ اگر کوئی ایسا ہی کرے تو حنفیہ اس کو منع نہیں کرتے بلکہ ثواب کہتے ہیں؛

البتہ آجکل جو یہ رسم ہوگئی ہے کہ مسجد میں آکر لیٹتے ہیں اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اس کو حنفیہ منع کرتے ہیں۔ کیونکہ اوّل تو مسجد میں لیٹنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ اور

اگر ثابت بھی ہوتا تب بھی محض سُنّت و مستحب ہوتا۔ اب لوگ اُس کو لازم وواجب کی طرح سمجھنے لگے تو ایسی حالت میں ترک ہی اولیٰ ہوگا۔ کذا افادہ الشامی فی مکروھات الصلوٰۃ ص۲۳۲ ج۱۔

(۲) چھپکلی کے بدن پر چڑھ جانے سے غسل وغیرہ شرعاً کچھ واجب نہیں ہوتا۔ فقط محمد شفیع عفرلہٗ

ایصالِ ثواب زندوں کو بھی کیا جا سکتا ہے۔

سوال ۲۳۹ (الف) جس طرح اموات کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے احیاء کو بھی کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔؟

(ب) اگر ثواب پہنچ سکتا ہے تو مُردوں کی برابر یا کچھ کم۔؟

(ج) اس شرط پر ایصالِ ثواب کیا جائے کہ اے خدا اس ختم کا ثواب فلاں شخص کو اُس وقت پہنچا دیجئے جب کہ لوگ اس کے دفن سے فارغ ہو جائیں اس صورت میں ثواب شرط کے مطابق پہنچے گا یا کیا صورت ہوگی۔؟

(د) اگر ثواب مطابق شرط کے پہنچے تو ایصالِ ثواب کی یہی صورت بہتر معلوم ہوتی ہے۔ کیا واقعی بہتر ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ (الف) ایصالِ ثواب احیاء و اموات دونوں کو کیا جا سکتا ہے۔ قال فی الدر المختار من باب الحج للغیر۔ الاصل ان کل من اتی بعبادۃ مّا لہ جعل ثوابھا لغیرہ۔ قال الشامی ای من الاحیاء والاموات۔ الخ شامی مصری ص۲۴۲ ج۱۔

(ب) عبارت مذکورہ سے ظاہراً اور قواعد سے عقلاً معلوم ہوتا ہے کہ اس بارہ میں احیاء و اموات دونوں برابر ہیں دونوں کو یکساں ثواب پہنچتا ہے۔

(ج) اولاً تو یہ شرط بیکار و فضول ہے کیونکہ اگر پہلے سے کسی کے لئے کوئی ثواب جمع کر دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ وہ بوقتِ دفن کام آئے گا۔ خاص دفن ہی کے وقت پہنچنا کوئی خاص فائدہ نہیں رکھتا۔ ثانیاً اس شرط کا قبول ہونا اور اُس کے موافق پہنچنا نقل اور روایت پر موقوف ہے، وہ موجود نہیں۔ بازہم اگر کسی کو اسی کا شوق ہو کہ عین دفن کے وقت ثواب پہنچائے تو اُس کی تدبیر یہ ہے کہ وہ عمل جس کا ثواب پہنچانا مقصود ہے دفن کے وقت کرے یا دوسروں سے کرائے۔ اور کرنے کے وقت اُس کے ثواب کی نیّت میّت کے لئے کرے۔ اس صورت میں باتفاق میّت کو بوقتِ دفن ثواب پہنچے گا۔

اور اگر ایسا کرے کہ عمل تو پہلے کرے اور اُس کا ثواب میّت کو بوقتِ دفن پہنچائے تب بھی اکثر کے نزدیک ثواب بوقتِ دفن پہنچ جائے گا۔ قال الشامی من باب الحج عن الغیر دل

۱۸

علی انہ لا یلزم فی وصول الثواب ان ینوی الغیر عند الفعل۔ لیکن ابن قیم وغیرہ اس صورت کو ایصالِ ثواب کے لئے جائز نہیں کرتے۔ کما صرح بہ الشامی فی اخر باب الجنائز قبیل باب الشہید۔

(د) اس کا جواب (ج) کے تحت میں آگیا کہ اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں۔ فقط محمد شفیع غفرلہ۔

دو بھائیوں کے مشترک مال کی تقسیم

سوال ۲۴۰ قاسم علی خاں مرحوم کے دو لڑکے عبداللہ خاں ومحمد سلیم خان۔ عبداللہ خان پسر کلاں مکان پر رہ کر کُل کاروبار خانہ داری وزمینداری وغیرہ انجام کرتے رہے۔ محمد سلیم خاں بیئس سال کی عمر سے پچاس برس کی عمر تک ملازمت کرتے رہے۔ اس زمانے میں جس قدر سرمایہ تنخواہ وغیرہ سے جو بچت ہوتی رہی برابر عبداللہ خان کو دیتے رہے۔ از قسم مال ونقد واسباب دیتے رہے۔ اس دَوران میں محمد سلیم خان مرحوم نے اپنی سعی وکوشش وسفارشات سے اپنے بھتیجے سراج الدین خان پسر عبداللہ خان کو مثل طفل خاص کے تعلیم دیکر سولہ سال ہوئے ملازم کرادیا۔ اس نے بحالتِ اشتراک وسرپرستی محمد سلیم خان کے حسبِ قاعدہ تنخواہ مقررہ سے پراونڈنٹ فنڈ میں ۱۵-۱۶ برس تک جمع کرتا رہا جو رقم معقول ہوگی ہے۔ اور کسی قسم کی امداد نمایاں

(19) محمد سلیم خان اپنے چچا کے علم میں نہیں دیا؛ ایسی صورت میں ان دونوں بھائیوں کی علیحدگی کی حالت میں محمد سلیم خان مذکور اس سرمایہ مجتمعہ میں شرعاً حصہ پانے کے مستحق ہیں یا نہیں۔ درانحالیکہ بحالتِ علیحدگی سامان پیدا کردہ محمد سلیم خان مذکور میں سے عبداللہ خان نے نصف لے لیا۔ اور گویا کُل اسباب مقسومہ دوکان مسکونہ پیدا کردہ محمد سلیم خان پر قبضہ کر لیا۔ پس بوجوہات مذکورہ محمد سلیم خان جائداد اپنی پیدا کردہ ونیز بھائی وبھتیجہ جو ان کے قبضہ میں ہے شرعاً کہاں تک پانے کے مستحق ہیں؟

(۲) دین محمد ایک لڑکا بیرونی لاوارث محمد سلیم خان مذکور نے جس کی عمر ۵-۶ سال کی تھی اپنے مورثِ اعلیٰ قاسم علی خان مرحوم کے سامنے پیش کیا اُنہوں نے اُس کو بحیثیت ملازم پرورش کیا جب یہ لڑکا سنِ تمیز کو پہنچا تو ہم لوگوں کی اجازت سے پردیس میں جاکر کماتا رہا۔ اور نقد وکپڑا وغیرہ برابر عبداللہ خان کے پاس بھیجتا رہا۔ اب بحالتِ علیحدگی باجازت عبداللہ خان بذریعہ مولا داد خان محمد سلیم خان کے بکسوں وصندوقوں کو دیکھا۔ اس خیال سے کہ کوئی رقم پوشیدہ رکھی ہو۔ چنانچہ اس کے بعد عبداللہ خان نے بھی اپنے بکسوں کو دِکھلایا اور ایک بکس کو دین محمد کا قرار دیا اور اُس نے بھی اپنا بکس ہونا تسلیم کیا یہ بکس فی الواقع دین محمد کا

ہوگا یا نہیں؟

الجواب۔ صورتِ مذکورہ میں چار قسم کے روپیہ وجائداد واشیار کا قصّہ ہے ایک تو وہ موروثِ اعلیٰ محمد قاسم علی خان سے وراثت میں اُس کے ہر دولڑکوں کی طرف منتقل ہوا۔ دوسرے جو سلیم خان نے اپنی ملازمت کے ذریعہ پیدا کر کے اپنے برادرِ کلاں عبداللہ خان کے سپرد کیا۔

تیسرے جو سلیم خان نے اپنے بھتیجے سراج الدین پر بحالتِ تعلیم یا بحالتِ ملازمت خرچ کیا۔ چوتھے وہ روپیہ جو سراج الدین کا پراونڈنٹ فنڈ میں جمع ہے

ان میں سے نمبر اوّل تو دونوں بھائیوں میں نصفا نصف مشترک ہے۔ اور نمبر دوم کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ یہ روپیہ یا دوسری چیزیں جو بحالتِ ملازمت سلیم خان نے اپنے بھائی کو دی ہیں۔ اگر اس نیت سے دی تھی کہ اُن کی مِلک بطور ہدیہ کر دینا مقصود تھا تب تو وہ عبداللہ خان کی مِلک ہو چکی سلیم خان کو اُن میں حق نہ رہا۔ اور اگر بطور امانت کے حفاظت کے لئے اُن کے پاس رکھی تھی تو یہ تمام اشیا سلیم خان کی مِلک ہیں عبداللہ خان کو ان میں سے کچھ نہیں پہنچتا۔ اور نمبر سوم میں بھی یہ تفصیل ہے کہ سلیم خان نے یہ روپیہ جو سراج الدین پر خرچ کیا ہے اگر بطور قرض اُس کو دیا تھا تو اب اُس کو حق ہے کہ سراج الدین کے مال سے وصول کرے خواہ وہ مال ہو جو پراونڈنٹ فنڈ میں جمع ہے یا کوئی دوسرا۔ اور اگر جو کچھ اُس نے خرچ کیا تھا وہ محض بصیغۂ ہمدردی وصلہ رحمی تھا تو اب سلیم خان کو سراج الدین سے اور اُس کے روپیہ سے جو پراونڈنٹ فنڈ میں جمع ہے کچھ لینے کا استحقاق نہیں۔

نمبر چہارم خالص سراج الدین کا حق ہے اس میں سے سلیم خان اگر لے سکتا ہے تو صرف اُس قدر جس قدر سراج الدین کے ذمّہ اس کا قرض ہوا۔ اور اگر قرض نہ ہو تو کچھ نہیں لے سکتا۔ اور اس کے والد عبداللہ خان نے اگر سلیم خان کے مال میں کوئی ناجائز تصرف بھی کیا ہو تو اُس کا بدلہ سراج الدین کے اس روپیہ سے لینا جائز نہیں جو سراج الدین کی ملک خاص ہے۔

(۲) عبداللہ خان یا دین محمد سے اس پر شہادتِ شرعیہ طلب کی جائے کہ یہ صندوق دین محمد کی مِلک ہے۔ تنہا دین محمد کا اقرار کرنا شرعاً اُس کی ملکیت ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں اور اگر شہادتِ شرعیہ سے دین محمد کی مِلک ہونا ثابت ہو جائے تو پھر اُس میں نہ عبداللہ خان کا کوئی حق ہے نہ سلیم خان کا۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ اپنی رضا سے

سارا مال ان میں سے کسی ایک کو یا اور کسی اجنبی کو دیدے اس کا دین محمد کو اختیار ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم محمد شفیع عفرلہٗ۔

لڑکی اپنے والد کا کیا ہوا نکاح بعد بلوغ فسخ نہیں کر سکتی۔

سوال ۲۴۱ ہندہ کا عقد گیارہ سال کی عمر میں اُس کے والدین نے زید سے کر دیا۔ اب ہندہ بالغ ہونے پر زید کو اپنا شوہر بنانا نہیں چاہتی کیا ہندہ زید کے عقد سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔؟

الجواب۔ چونکہ یہ نکاح والد کا کیا ہوا ہے۔ لہٰذا بعد بلوغ ہندہ کو اُس کے فسخ کا اختیار نہیں۔ کذا فی الھدایۃ و الدرالمختار والشامی الا بشرائط ذکرھا الشامی وھی غیر موجودۃ ھھنا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم محمد شفیع عفرلہٗ۔

قبرستان کو مسجد بنانا

سوال ۲۴۲ ایک قطعہ زمین مسلمان رعایا نے اپنے ہندو زمینداروں سے قبرستان کے لئے لی اور مدت سے اس میں اپنے مُردے دفن کرتے چلے آرہے ہیں۔ اب مسلمانوں کو مسجد کی ضرورت ہے اگر مسلمان قبرستان میں مسجد بنالیں تو جائز ہے یا نہیں۔ اور جو زمین ہندوؤں نے قبرستان کے لئے دی ہے وہ مسلمانوں کے دوسرے مصرف میں آسکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر یہ زمین ہندوؤں نے مسلمانوں کو ہبہ کر دی ہے اور مسلمانوں نے اسکو قبرستان کیلئے وقف کئے بغیر اسمیں قبریں بنالی ہیں تو اس قبرستان کی جگہ میں ایک طرف کو جہاں قبریں نہوں یا بوجہ قدامت بے نشان ہو چکی ہوں تو اُس جگہ پر مسجد بنا سکتے ہیں اور وہ تمام احکام میں مسجد ہی رہے گی۔

لیکن اگر ہندوؤں نے زمین بالکل ہبہ نہیں کی تو بغیر اُن کی اجازت کے مسجد نہیں بن سکتی البتہ اگر بلا اُن کی اجازت کے بھی کوئی جگہ وہاں پر نماز کے لئے بنالیں گے تو نماز وہاں بلا کراہت ادا ہو جائے گی۔ اگرچہ یہ جگہ مسجد کے حکم میں نہ ہوگی۔ بشرطیکہ قبلہ کی جانب میں کوئی قبر نہو۔ قال الشامی لا بأس بالصلوٰۃ فیھا (یعنی المقبرۃ) اذا کان فیھا موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیہ قبر ولا نجاسۃ کما فی الخانیۃ ولا قبلتہ الی قبر حلیہ شامی بحث مایکرہ فی الصلوٰۃ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع عفرلہٗ۔

بچہ کا حق پرورش باپ کے ہوتے ہوئے نانی کو ہے یا نہیں۔

سوال ۲۴۳ وہ لڑکا جس کی عمر ۲ ماہ ہے اُس کی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اُس کی پرورش کا حق کس کو ہے جب کہ اُس کا باپ حیات ہے اور وہ نانی وغیرہ کو دینا نہیں چاہتا۔ صرفہ بچے کا بذمہ پدر ہوگا یا نہیں۔ اور

(۲۱)

کس عمر تک؟

(۲) جہیز جو بوقت شادی لڑکی کو دیا گیا ہے اُس میں نانی کا بھی حق ہے یا نہیں۔ مہر کے حق دار کون کون ہیں اور کس کس حصے کے؟

الجواب۔ چھوٹے بچے کی پرورش کا حق ماں کے بعد نانی کو ہے اور وہ لڑکے کو سات سال کی عمر تک اپنی پرورش میں رکھ سکتی ہے اور اس زمانے میں بچے کا تمام خرچ باپ کے ذمہ ہوگا اور اگر بچے کا خود کوئی مال جائداد ہے تو اُس میں سے خرچ کیا جائے گا۔ قال فی الدر المختار من الحضانة ثم بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقہا او تزوجت باجنبی ام الام الخ وایضا فیه وفی کتب الشافعیة مؤنة الحضانة فی مال المحضون لو له والا فعلی من تلزمه نفقته قال شیخنا وقواعدنا تقتضیه فیفتی به وایضا قال فیه والحاضنة اما او غیرها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی در مختار من الحضانة فقط

(۲) جہیز کا سامان اور دَین مہر اور جملہ وہ سامان جو لڑکی کی مِلک ہے اُس کے ورثا میں حسب حصص شرعیہ تقسیم ہوں گے۔ اور اگر وارث صرف وہی ہیں جو سوال میں درج ہیں تو تقسیم اس طرح ہوگی کہ کل مال کا ایک چوتھائی شوہر کو اور چھٹا حصہ نانی کو اور باقی بیٹے کو ملے گا فقط　واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم　محمد شفیع عفرلہ۔

شیعہ و روافض سے سنیہ لڑکی کا نکاح

سوال ۲۴۴۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین۔ زید سنی المذہب اپنی لڑکی کا نکاح ایک شیعہ لڑکے سے کرنا چاہتا ہے۔ طرفین میں ایک زمانہ سے رشتہ مناکحت قائم ہے یہ انہیں اپنا مذہب اختیار کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتے اور وہ انہیں مجبور نہیں کرتے۔ زمانہ دراز سے ایسا ہوتا چلا آرہا ہے۔ کیا یہ نکاح شرعاً درست ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ روافض میں فرقے بہت مختلف العقائد والخیال ہیں۔ اور اسی بنا پر ہمیشہ متقدمین و متاخرین علما ان کے بارہ میں مختلف رہے ہیں۔ بعض حضرات نے مطلقاً کافر کہدیا۔ بعض نے مطلقاً تکفیر میں احتیاط کی اور بعض نے تفصیل کی جو روافض قطعیات اسلام کے خلاف کوئی عقیدہ رکھتے ہوں وہ کافر ہیں۔ مثلاً حضرت علی رضؓ کو معبود ہی کہتے ہوں یا حضرت صدیقہ رضؓ پر تہمت رکھتے ہوں جو قرآن کی نص قطعی کے خلاف ہے۔ وغیر ذلک اور جو لوگ ایسا کوئی عقیدہ نہیں رکھتے صرف حضرتِ علی رضؓ کو دوسرے صحابہ پر

افضل کہتے ہوں وہ کافر نہیں البتہ اہل سنت سے خارج ہیں۔ اور تبرا کرنے والوں کے متعلق بھی صحیح قول یہی ہے کہ کافر نہیں فاسق ہیں۔ قال الشامی ذکر فی المحیط ان بعض الفقہاء لا یکفر احداً من اہل البدع و بعضہم یکفرون البعض و ہو من خالف ببدعتہ دلیلاً قطعیاً ونسبہ الی اکثر اہل السنۃ الخ وایضاً قال فہذا فیمن یسب عامۃ الصحابۃ و یکفرہم بناءً علی تاویل فاسد فعلم ان ما ذکرہ فی الخلاصۃ من انہ کافر قول ضعیف مخالف للمتون والشروح بل ہو مخالف لاجماع الفقہاء شامی ص ۳۲۲ ج ۳ باب المرتد وایضاً قال الشامی نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ او انکر صحبۃ الصدیق او اعتقد الالوہیۃ فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقران ولکن لو تاب تقبل توبتہ۔ شامی باب المرتد ص ۳۲۱ ج ۳۔

عبارات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ جو روافض قطعیات اسلام کے خلاف کوئی عقیدہ نہیں رکھتے وہ کافر نہیں مگر اس میں شبہ نہیں کہ فاسق ہیں اور فاسق آدمی نیک صالح مسلمان کا کفو نہیں ہوتا۔ قال الشامی بعد تحقیق حقیق فی ہذا الباب فعلی ہذا فالفاسق لا یکون کفواً لصالحۃ بنت صالح بل یکون کفواً لفاسقۃ بنت فاسق شامی باب ص ۳۲۹ ج ۲

۲۴۴

پھر کفاءت لڑکی اور اُس کے اولیاء کا حق ہے اگر وہ ساقط کر دیں تو ساقط ہو جائے گا۔ قال فی الدر المختار وہی حق الولی لاحقہا وقال الشامی بل ہی حق لہا ایضاً۔ لہٰذا اگر لڑکی اور اُس کے سب اولیاء اس پر راضی ہو کر ایسے شیعہ سے نکاح کر دیں جو قطعاً اسلام کا منکر نہ ہو تو نکاح منعقد ہو جائیگا اور اگر لڑکی راضی ہو مگر اولیاء نہ ہوں یا بر عکس تو پھر یہ نکاح مکمل نہ ہوگا۔

بہر حال اپنی لڑکی کسی شیعہ مرد کے نکاح میں دینے سے تابمقدور احتراز ہی چاہئے لیکن اگر شرط مذکور کے ساتھ نکاح ہو گیا تو نکاح درست ہو جائے گا۔ فقط واللہ اعلم۔ محمد شفیع غفرلہ۔

الجواب صحیح۔ بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔

وصیت کی ایک صورت

سوال ۲۴۵ اسماعیل خاں نے مرض الموت میں وصیت کی کہ میرے ترکہ میں سے نصف میرے بیٹے فضل اللہ خاں کو اور نصف میرے بھتیجے یعقوب علی خاں کو دیا جاوے اور دختر کو پہلے حصہ دے چکا ہوں اور زوجہ کو بھی کچھ حصہ نہیں دیا اور مرنے کے

بعد ایک زوجہ انوار فاطمہ اور ایک دختر عزیز فاطمہ اور بھتیجا یعقوب علی اور ایک لڑکا فضل اللہ خاں وارث چھوڑے۔ پھر فضل اللہ خاں فوت ہوئے انہوں نے ایک والدہ انوار فاطمہ اور ایک بہن علاتی عزیز فاطمہ اور ایک برادر چچازاد یعقوب علی وارث چھوڑے تو ترکہ اسمعیل خاں کا کس طرح تقسیم ہوگا اور وصیت کا کیا حکم ہے؟

اس پر مولوی ضیاء الحسن صاحب نے یہ جواب لکھا تھا کہ ثلث میں سے نصف بھتیجے کو ملے گا۔

الجواب صحیح۔ اس پر دیوبند سے یہ لکھا گیا۔ وبمثلہ قال فی الھدایۃ ...... وقال فی البدائع ص۳۳۱ ج ۷ ولو اوصی بثلث مالہ لبعض ورثتہ ولاجنبی فان اجاز لبقیۃ الورثۃ جازت الوصیۃ لهما جمیعا وکان الثلث بین الاجنبی والوارث نصفین وان ردوا جازت فی حق الاجنبی وبطلت فی حصۃ الوارث وقال بعض الناس یصرف الثلث کلہ الی الاجنبی الی قولہ وھذا غیر لہذا بھتیجے کے لئے بطور وصیت کل مال کے ثلث میں سے نصف ملے گا۔ باقی مال بعد ادائے دین مہر و دیگر حقوق علی المیراث حسب تفصیل مذکور یعنی منجملہ ۲۷ سہام کے سہام انوار فاطمہ کو اور ۲۴ سہام عزیز فاطمہ کو اور ۷ سہام یعقوب علی خاں کو ملیں فقط۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع غفرلہ۔

خیار بلوغ کی بنا پر فسخ نکاح **سوال ۲۴۶** لڑکی نابالغہ یتیمہ کا نکاح اس کے چچا بعید نے بلا اس کی والدہ کے اپنے لڑکے سے کیا اور بوقت بلوغ لڑکی نے روبرو شاہدین عقد کو نامنظور کیا یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں اور وہ دوسری جگہ عقد کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ یہ نکاح اس صورت سے فسخ ہو سکتا ہے کہ یہ عورت اپنا معاملہ کسی مسلم حاکم کی عدالت میں یا دیندار مسلمانوں کی پنچائت میں پیش کر کے اس فتوے شرعی کے موافق فسخ نکاح کا حکم حاصل کرلے بغیر اس طرح حکم حاصل کرنے کے فسخ نکاح نہیں ہو گا کذا فی الھدایہ وقال فیہ ولیشترط فیہ القضاء۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

زوجہ کو ماں بہن کہنے سے طلاق وظہار نہیں ہوتا

سوال ۲۴۷۔ زوجین میں تنازع ہوا شوہر نے زوجہ کو ماں بہن کہا اور عورت نے اُس کو بھائی کہدیا۔ پھر زوجہ نے طلاق مانگی تو زوج نے انکار کیا۔ پھر باہم صلح ہوگئی نکاح باقی رہا یا نہیں۔؟ بینوا توجروا۔ اس پر مولوی طاہر حسن مدرس مدرسہ امداد العلوم میرٹھ نے وقوع طلاق اور ظہار کا حکم دیا تھا؛ دارالافتاء دیوبند سے حکم ذیل لکھا گیا:۔

الجواب۔ جواب مذکور صحیح نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں نہ طلاق پڑتی ہے نہ ظہار ہوتا ہے البتہ ایسے لفظ کہنا مکروہ ہے بشرطیکہ لفظ وہی کہے ہوں جو سوال میں مذکور ہیں والدلیل علیہ ما فی العالمگیریۃ ولو قال لہا انت امی لایکون مظاہراً وینبغی ان یکون مکروھاً ومثلہ ان یقول یا ابنتی ویا اختی۔ عالمگیری اصح المطابع ص۲۴۲ ج۱۔ باب الظہار۔ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہٗ

تحقیق متعلقہ تقلید شخصی وغیر شخصی

سوال ۲۴۸۔ تقلید از چہار مذہب بیکے کردن واجب ست یا سنت اگر سنت گفتہ شود ایں خلجان باقی است کہ ثبوت او از اجماعِ امت نیز ہست کہ او حجۃ قطعی است و شخصیکہ تقلید را بدعت می گوید آن چہ حکم دارد؟

الجواب۔ آنکس را رتبہ اجتہاد ندارد تقلید عالم و مجتہد کردن برائے او واجب است بنص قرآن واسئلوا اہل الذکر انکنتم لا تعلمون واحادیثِ کثیرہ دریں باب وارد شدہ است وایں قدر تقلید را تقلید مطلق می نامند۔ آنحضرات نیز تسلیم کردہ اند کہ خود را عامل بالحدیث می گویند و غیر مقلد ہستند۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں در تصانیف خود بتصریح آوردند باز تقلید مطلق بر دو نوع مشتمل است یکے آن کہ تقلید امام معین کنند و در جمیع احکام شرعیہ رجوع بعالم واحد نمایند و آنرا تقلید شخصی می نامند۔ و دوم آنکہ تعیین امام یا عالم واحد نکنند ہر کسے کہ بر وقت میسر آید از و سوال کردہ عمل کنند وایں تقلید غیر شخصی است ہر دو قسم فرد واجب است ہر دو را واجب خواہند گفت یعنی واجب ممیز بایں معنی کہ عبد مختار است کہ ازیں ہر دو بر ہر کہ عمل کند از عہدہ وجوب برآید۔ چنانچہ در حضرات صحابہ عمل بر ہر دو قسم ثابت است۔ تفصیلش فرصتے میخواہد بعضے ازاں آثار در رسالہ الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد مذکور است رجوع بآں کافی است۔

ایں حکم اصل مسئلہ است ولکن دریں زمانہ کہ غلبہ ہوائے نفسانی عام و شامل گشتہ و مصداق اعجاب کل ذی رائی برایہ بظہور آمدہ جمہور علماء اتفاق کردند کہ ازیں دو قسم اقتصار بر قسم اول واجب است تا کہ تلعب بالدین واتباع ہوا در پردہ دین۔ مذہب الثانی نشود وایں مسئلہ مجتہد فیہ است۔ اگر کسے این قدر را قطع نظر از تعصب واجب نہ پندارد و ائمہ سلف را احترام تام نماید و مقلدین را مشرک و گناہگار نداند مضائقہ نیست لکن شذوذ از جمہور امت و کافۂ علماء چیز لیست۔ بس منحوس کہ انسان را کشاں کشاں

…موعظہ می آرد واجتناب ازو ضروری است۔

پس حاصل کلام این است کہ تقلید امام معین دریں زمانہ نزد جمہور علمائے امت واجب است وترک…

اثم وگناہ۔ فقط واللہ سبحان وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

بعد فرائض اکتفا بر درود کردن | **سوال ۲۴۹۔** بسیار درود خواندن بر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم یعنی بعد ادا…

فرائض ہیچ عبادت نمیکند بغیر درود جائز است یانہ۔ واین راجر خواہد شود یانہ۔؟

الجواب۔ بعد ادائے فرائض اگر… اکتفا فقط بر فرائض کردہ وواجبات وسنن ترک کردہ بدر…

مشغول شود جائز نیست۔ یا زہم ثواب درود باو حاصل خواہد شد اگرچہ گناہ ترک واجب واسارت ترک…

زیادہ ازاں ثواب خواہد بود۔ البتہ اگر کسے فرائض وواجبات وسنن ادا کردہ ونیز حقوق عباد کہ باو متع…

باشد ادا نمودہ جملہ وقت در درود صرف کند پس این فضیلتے است بس عظیم حق تعالیٰ ہر مؤمن را نصیب…

گردانا د۔ فقط واللہ سبحان وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

بقصد زیارت روضۂ اقدس بمدینہ رفتن | **سوال ۲۵۰۔** زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کردن بقصد خا…

برائے زیارت رفتن بمدینہ منورہ جائز است یانہ۔؟

۱۸

الجواب۔ جائز است بلکہ مندوب وبعضے قریب بواجب گفتہ اند۔ روایات کثیرہ صحیحہ صریحہ در…

باب وارد شدہ است خیلے ازیں روایات۔ ملا علی قاری رحمہ در مناسک خود وسمہودی در وفاء الوفاء آوردہ…

ودر خلاصۃ الوفاء آوردہ کہ از روایات مشہورہ ثابت است کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ ہر سال دو کس برا…

ابلاغ سلام برروضۂ منورہ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ می فرستادند۔ فقط واللہ سبحان وتعالیٰ ا…

درحیات انبیاء علیہم السلام | **سوال ۲۵۱۔** انبیا علیہم السلام احیاء اند این حیات چہ معنی دارد۔ واقسام ح…

نیز تحریر فرمایند۔ چنانچہ حیات شہداء وحیات اولیاء وحیات انبیاء وغیرہا۔؟

الجواب۔ انبیاء علیہم السلام در قبور خود زندہ اند واین قدر از حدیث معتبر ثابت است کہ فرمود آنحضر…

صلے اللہ علیہ وسلم کہ حرام کردہ است حق تعالیٰ بدنہائے انبیاء را برزمین۔ وامثال آن این قسم احادیث د…

الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور سیوطی رحمہ باستیعاب آوردہ است۔ فقط واللہ سبحان وتعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع غ…

حکم آباء واجداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم | **سوال ۲۵۲۔** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آباء واجداد از حضرت آدم علیہ…

تا عبداللہ وآمنہ ہمہ مشرف باسلام بودند یا چہ طور دین ایشان بود۔؟

الجواب۔ دریں باب اختلاف است واخبار مختلفہ درین امر وارد شدہ است وسیوطی رحمہ…

رسائل مستقلہ برین مسئلہ نوشتہ اند وثابت کردہ اند کہ والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنتی ہستن…

واین امر اگرچہ پسند خاطر ہر مؤمن است وادب نسبتِ نبوت ہمین است ولکن ادب شرع وپاس حدود اسلام مقتضی این است کہ درین امر توقف کردہ باید وجسارت بر ہیچ گونہ حکم نکند وہمین است مختار محققین۔ فقط واللہ اعلم

اذن شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را در دنیا عطا شدہ است

سوال ۲۵۳۔ اذن شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را در دنیا عطاء شدہ است یا در قیامت خواہد شد۔؟

الجواب۔ مرتبۂ شفاعت مطلقہ در دنیا نیز عطا شدہ است واذن شفاعت خاصہ در قیامت خواہد بود۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

باپ کی موجودگی میں تایا نے بلا اجازت والد نابالغہ کا نکاح کر دیا اسکا حکم

سوال ۲۵۴۔ بلند شہر میں نابالغہ کا نکاح اُس کے تایا نے ایک شخص سے کردیا۔ حالانکہ باپ لاہور میں موجود تھا۔ اور اُس کے خط وغیرہ آتے تھے۔ باپ نے بعد اطلاع اظہار ناراضی کیا اور لڑکی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔؟ اور اگر ہوا بھی تو لڑکی کو بعد بلوغ اختیار فسخ ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ نکاح مذکور باپ کی اجازت پر موقوف تھا جب اُس نے اجازت کے بجائے اظہار ناراضی کیا تو نکاح صحیح نہ رہا۔ اور شرعاً غیر معتبر ہوگیا قال فی الدر المختار فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ۔ اور اگر بالفرض نکاح مذکور منعقد بھی ہوتا تب بھی لڑکی کو فسخ کا حق تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

19

تو مجھ پر حرام ہے جیسا کہ ماں بہن زوجہ کو کہنے کا حکم

سوال ۲۵۵۔ زید سے اُس کی بیوی کے بارہ میں تذکرۂ طلاق ہو رہا تھا کہ جب تمہاری طبیعت اس سے نہیں ملتی تو اس کو طلاق دیکر علیحدہ کردو۔ زید نے کہا کہ میں طلاق دینے کو تیار ہوں مگر وہ معافی مہر کی لکھدے اس کے بعد زید نے کہا کہ نہ وہ میری بیوی ہے نہ میں اس کا شوہر اور وہ مجھ پر حرام ہے جیسا کہ ماں بہن۔ مجھ پر حرام ہیں۔ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب۔ بلاشبہ ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔ قال فی الدر المختار وبانت علی حرام کامی صح ما نواہ من ظہار او طلاق۔ قال الشامی ولم اوما لو قامت دلالۃ علی ارادۃ الطلاق بان سألہ ایاہ وقال نو یت الظہار نہر۔ قلت ینبغی ان لا یصدق لان دلالۃ الحال قرینۃ ظاہرۃ تقدم علی النیۃ فی باب الکنایات فلا یصدق فی نیۃ الادنی لان فیہ تخفیفاً علیہ تامل۔ شامی باب الظہار۔ ومثلہ صرح فی باب کنایات الطلاق۔

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ الفاظ مندرجہ سے ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی خواہ نیت طلاق کی ہو یا نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

ایک مسجد پر جو زمین وقف ہو اُس میں دوسری مسجد باتفاق اہل محلہ بنانا جائز ہے

سوال ۲۵۶۔ ایک مسجد محلہ میں ہے

اُس کی جائداد صحرائی و سکنائی کے چند متولی ہیں۔ اب اُن میں سے بعض متولی بوجہ معذوری اور دُو... کے دوسری مسجد پہلی مسجد کی زمین میں بنانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ بارش وغیرہ میں نابینا اور ضعفاء کو وہاں جانے میں تکلیف ہوتی ہے۔ بوجہ دُور ہونے مسجد کے اور محلہ باعتبار آبادی بہت بڑا ہے۔ آیا دوسری مسجد پہلی مسجد کی زمین مں تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس زمین کے بدلے دوسری زمین مسجد کو دیدی جاوے اور اس مسجد کی زمین میں دوسری مسجد تعمیر کی جاوے۔ جو زمین معاوضہ میں دی جا... وہ آمدنی میں بہت زیادہ اور بہتر ہے۔ ؟

الجواب۔ صورتِ مذکورہ میں اس موقوفہ زمین کے عوض میں کوئی دوسری زمین (اگرچہ اس سے اچھی ہو) مسجد کو دیکر وقف کا بدلنا تو جائز نہیں۔ لیکن اگر محلہ والے آپس میں صلح کرکے آپس کے اتفاق سے اس مسجد کی زمین موقوفہ میں دوسری مسجد بوجہ ضرورتِ مندرجہ سوال بنالیں تو اس میں مضائقہ نہیں۔

اما الدلیل علی ما قلنا اولاً فقول لشامی۔ اعلم ان الاستبدال علی ثلثة وجوه الی قوله الثالث ان لا یشرطه ایضاً ولکن فیه نفع فی الجملة۔ وبدله خیر منه ریعاً ونفعاً وهٰذا لا یجوز استبداله علی الاصح المختار کما حرره العلامة قنالی زادة فی رسالته الموضوعة فی الاستبدال ثم قال بعد ذلك بورق فی هٰذه الصورة اقول وفی فتح القدیر ۲۰
الی قوله فینبغی ان لا یجوز لان الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیه دون زیادة ولانه لا موجب لتجویزه لان الموجب فی الاول الشرط وفی الثانی الضرورة ولا ضرورة فی هٰذا اذ لا تجب الزیادة بل بتقیته کما کان اقول ما قاله هٰذا المحقق هو الحق الصواب۔ انتہی کلام الشامی۔

اور یہ ظاہر ہے کہ زمین موقوفہ مندرجہ سوال کی صورت وُہی ہے جس کو شامی نے وجہ ثالث قرار دیا ہے کیونکہ واقفین نے بوقتِ وقف استبدال کی شرط نہیں لگائی تھی۔ (کما هو ظاهر کلامهم المذکور فی السوال) ومہما فتشنا عنہم بالمشافهة) واما الدلیل علی ما قلنا ثانیاً فلاجتماع امرین من تصریحات الفقهاء۔ الاول ما قاله صاحب البحر اخر احکام المسجد من کتاب الوقف ما نصه ولو کان بجنب المسجد ارض وقف علی المسجد فارادوا ان یزیدوا شیئاً فی المسجد من الارض جاز ذلك بامر القاضی۔ بحر ص۲۵۲ ج۵ والثانی ما قال صاحب البحر قبل ذلك باوراق۔ اهل المحلة قسموا المسجد وضربوا فیه حائطاً ولکل منهم امام علحدة ومؤذنهم واحد لا باس به والاولی ان یکون لکل طائفة موذن۔ وکما یجوز لاهل المحلة ان یجعلوا المسجد الواحد مسجدین فلهم ان یجعلوا المسجدین واحداً لاقامة الجماعة۔ بحر ص۲۵۰ ج۵)۔ عباراتِ مذکورہ سے

ثابت ہوا کہ جو زمین مسجد میں وقف ہو اُس کو مسجد میں داخل کرنا بھی جائز ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ محلہ والے ایک مسجد کی دو مسجدیں تقسیم کرکے بنالیں۔ لہٰذا صورتِ مذکورہ میں بھی دو مسجدیں محلہ والوں کے اتفاق اور صلح سے بنائی جاسکتی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔ الجواب صحیح بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔

| ایک مسجد کی موقوفہ زمین میں دوسری مسجد بنانا |

سوال ۲۵۷۔ ایک مسجد کی اراضی موقوفہ میں چند لوگوں نے بلا رضامندی برادری کے چند مکانات تیار کرلئے ہیں۔ جنہوں نے مکانات بنائے ہیں اُن سے روپیہ لیکر بلا مشورہ برادری کے اس مسجد کی اراضی میں دوسری مسجد بلا کسی تکلیف کے بنانا چاہتے ہیں اور مسجد مذکور کی آمدنی وغیرہ کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس کے تبادلہ میں دوسری زمین دیکر اسی اراضی مسجد والی میں ضد اور شر سے مسجد بنائی جاوے۔ اس صورت میں مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ محلہ والوں کی باہمی رضا سے دوسری مسجد پہلی مسجد کی زمین میں بنا سکتے ہیں۔ لیکن اس زمین کا بدلہ دیکر اُس مسجد کو وقف سے نکالنا جائز نہیں۔ کذا فی البحر الرائق ج۵۔ والشامی جلد۳۔ من الوقف ص۴۲۵ ج۵۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

| نکاح زانی با دیگر زناں جائز ست |

سوال ۲۵۸۔ کسیکہ با منکوحہ پدر خود زنا می کند نکاح این زانی با دیگرے از زناں جائز است یا نہ۔؟

۲۱

الجواب۔ بلا شبہ جائز ست۔ واگر بظاہر آیۃ کریمہ الزانی لا ینکحہا الا زانیۃ او مشرکۃ اشتباہے بخاطر رود۔ پس جوابش این است کہ این آیت بقول جماعتے از مفسرین مثل سعید بن المسیب وغیرہم منسوخ است۔ صرح بہ البغوی ونزد جماعتے مخصوص بقومے کہ مشرک بودند وزنا می کردند پس عدم جواز نکاح بوجہ شرک بود نہ بوجہ زنا ونزد بعضے مؤول بتاویلات دیگر است کہ بغوی در معالم التنزیل بتفصیل آوردہ اما جواز نکاح زانی وزانیہ پس بحدیث جابر رض ثابت است ان رجلاً اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ان امرأتی لا تمنع ید لامس۔ قال طلقہا۔ قال فانی احبہا وھی جمیلۃ قال استمتع بہا اخرجہ البغوی فی سورۃ النور تحت الآیۃ المذکورۃ۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

| خط میں بڑوں کو قبلہ وکعبہ لکھنا |

سوال ۲۵۹۔ در استعمال لفظ قبلہ در خطوط در حق والد و دیگر بزرگاں چیست حکم است۔؟

الجواب۔ قبلہ وکعبہ کے الفاظ مقام تعظیم میں مجازاً بولے جاتے ہیں۔ حقیقت کسی کے نزدیک مراد نہیں ہوتی اس لئے جائز ہیں مگر چونکہ موہم ہیں نیز ایک قسم کا غلو فی التعظیم ہے اس لئے مکروہ ہونا چاہئے۔ ھذا ما ادی الیہ النظر من القواعد ولم ار من نص علیہ بشئی فقط واللہ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

تحقیق متعلق آیت ربوا

سوال ۲۶۰ - احل اللّٰہ البیع وحرم الربوٰا - میں لفظ ربوا اگر مجمل ہے تو اس کی تفسیر کیا ہے؟ (۲) معنی ربوا کے کیا ہیں؟ (۳) نفع معین مشروط بالقرض ربا منصوص بالقرآن اور حدیث صحیح ہے یا نہ؟

الجواب - لغت میں ربوا کے معنی زیادتی کے ہیں۔ قال اللّٰہ تعالیٰ ویربی الصدقات۔ جمہور علماء مفسرین ومحدثین کے نزدیک آیت وحرم الربوٰا - مجمل ہے اور نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے جو اشیاء ستہ مشہورہ کی زیادتی کو ربوا فرمایا یہ اس کا بیان۔ کما رواہ عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الذہب بالذہب والفضۃ بالفضۃ والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء یداً بید الحدیث۔ رواہ مسلم۔ وفی الباب عن عمرؓ فی الستۃ وعن علیؓ فی المستدرک للحاکم وعن ابی ہریرۃ فی مسلم وعن انسؓ فی الدارقطنی وعن ابی بکرؓ فی الصحیحین وعن بلالؓ فی البزور وعن ابن عمرؓ فی البیہقی کذا فی التفسیر المظہری ص۳۰۷۔

پھر اصحاب ظاہر اور بعض حنابلہ نے تو فقط ربوا کو انھیں چھ چیزوں میں منحصر رکھا جن کا بیان احادیث مذکورہ میں ہوا ہے۔ اور جمہور علمائے امت ائمہ اربعہ اور اُن کے اصحاب اس طرف گئے ہیں کہ اس حدیث میں اشیائے ستہ ہی مقصود نہیں۔ بلکہ یہ حکم حرمتِ اشیائے ستہ میں معلول بعلت ہے اور عموم علت کی وجہ عام ہے۔ پھر علت کی تخریج میں باہمی ائمہ اجتہاد میں اختلاف ہے جس کی تفصیل کتب فقہ وتفسیر میں مفصل موجود ہے۔ تفسیر مظہری میں بھی کافی وضاحت کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ ان شئت فراجعہ۔ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک تقدین یعنی سونے چاندی میں تو علت فقط وزن ہے۔ اور باقی چار اجناس میں علت کیل اور جنس ہے اس لئے ہر اُس چیز میں حکم ربوا ثابت ہو جائے گا جو عہدِ نبی میں بذریعہ کیل (پیمانہ) فروخت کی جاتی تھی جبکہ اُس کو اُسی کی جنس کے ساتھ فروخت کیا جائے۔ والتفصیل فی کتب الفقہ والاصول۔

(۲) حدیث میں ہے کل قرض جر نفعاً فہو ربوا - یہ حدیث بھی آیتِ ربوا کا بیان ہے اس لئے نفع معین مشروط بالقرض آیت ربوا کے تحت میں حرام ہو گیا۔

(۳) اوپر نمبر ۲ میں مذکور ہو چکی۔ فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم - کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

قادیانی نے اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمان لڑکی سے نکاح کر لیا اسکا حکم

سوال ۲۶۱ - ایک شخص جس کی تحریر موجود ہے کہ میں احمدی نہیں ہوں اور نہ میرا لڑکا احمدی ہے۔ نکاح میرے لڑکے سے کر دو۔ جب نکاح ہو چکا تو معلوم ہوا کہ ابتک احمدی ہے اور لڑکا بھی احمدی ہے اور ہماری لڑکی کو بھی احمدی کرنا چاہتا ہے۔ آیا نکاح

جائز ہے یا نہیں۔ جب نکاح ہوا لڑکی نابالغ تھی اب بالغ ہے۔؟

الجواب۔ جمہور علماء جو مرزائی قادیانی کے عقائد پر مطلع ہوئے سب کے نزدیک وہ کافر مرتد ہے۔ اور اسی طرح وہ لوگ جو اُس کو باوجود ان عقائد کے معلوم ہونے کے مسلمان سمجھے خواہ نبی کہے یا مسیح یا جو کچھ بھی کہے بہرحال کافر مرتد ہے اس کی تحقیق کی ضرورت ہو تو مطبوعہ رسالہ فتاویٰ تکفیر قادیانی جس میں سیکڑوں علمائے ہندوستان کے دستخط ہیں منگا کر ملاحظہ فرمائیے۔ اور مرتد کا نکاح کسی طرح صحیح نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر بعد نکاح مرتد ہوجائے تو فسخ ہوجاتا ہے۔ قال فی الدر المختار ویبطل منه اتفاقًا ما یعتمد الملة وهی خمس النکاح والشهادة الخ۔ حاشیہ شامی من باب المرتد ص ۳۲۸ ج ۳۔

اس لئے اس لڑکی کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ دوسری جگہ نکاح کرنا شرعًا درست ہے۔ اس کے علاوہ صورتِ مذکورہ میں تو اگر قادیانی کو مرتد کافر بھی نہ مانا جائے تب بھی لڑکی اور اُس کے اولیاء کو فسخ نکاح کا اختیار ہے۔ کیونکہ خاوند وغیرہ نے بوقتِ نکاح اُن کو دھوکہ دیا ہے۔ قال الشامی لو تزوّجته علی انه حر او سنی او قادر علی المهر والنفقة فبان بخلافه الی قوله۔ لها الخیار۔ ثم قال بعد اسطر لو زوج بنته الصغیرة من ینکر انه یشرب المسکر فاذا هو مدمن له وقالت بعد ما کبرت لا ارضی بالنکاح ان لم یکن یعرفه الاب بشربه وکان غلبة اهل بیته صالحین فالنکاح باطل۔ شامی باب الکفارة ص ۳۶۴ ج ۲ مصری۔

عباراتِ مذکورہ سے یہ معلوم ہوا کہ اگر بالفرض قادیانی کو کافر نہ مانیں تب بھی صورتِ مذکورہ میں نکاح صحیح نہیں ہوا۔ یہ لڑکی دوسری جگہ شرعًا اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

طوطا حلال ہے | **سوال ۲۶۲**۔ طوطا حلال ہے یا حرام۔ زید حرام کہتا ہے کہ وہ پنجہ سے ہر ایک چیز پکڑ کے کھاتا ہے

الجواب۔ طوطا بلاشبہ حلال ہے اور زید جو حرمت پر استدلال کرتا ہے۔ صحیح نہیں کیونکہ ذی مخلب جس کو حدیث میں حرام فرمایا گیا ہے۔ اُس سے مراد یہ نہیں کہ پنجہ سے پکڑ کر کسی چیز کو کھائے بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ جانور جو پنجہ سے شکار کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ طوطا شکاری جانور نہیں اور نہ پنجہ سے جانوروں کا شکار کرتا ہے قال فی الدر المختار ولا یحل ذو ناب یصید بنابه فخرج نحو البعیر او مخلب یصید بمخلبه فخرج نحو الحمامة۔ کتاب الذبائح۔

اور حیوۃ الحیوان میں طوطے کے متعلق لکھا ہے ولیست من ذوات السموم ولا من ذوات المخلب ولا امر بقتلها ولا نهی عنه۔ الغرض حنفیہ کے نزدیک بلاشبہ طوطا حلال ہے۔ حیوۃ الحیوان میں علامہ دمیری نے ایک قول حرمت کا بھی نقل کیا ہے۔ مگر دمیری شافعی المذہب ہیں حنفیہ پر اُن کا

قول حجت نہیں اور انھوں نے بھی دوسرا قول حلت کا نقل کیا ہے۔ صـ۱۰۲ ج لفظ بعفا۔ فقط محمد شفیع عفرلہٗ

قسم کھائی اگر بعد اتنی میعاد کے شادی کروں تو ماں بہن سے کروں

سوال ۲۶۳۔ زید کی نسبت آمنہ سے ہوئی۔ نکاح نہیں۔ ایک موقع پر زید نے قسم کھائی کہ اگر ایک عرصہ معینہ کے اندر اندر شادی نہ ہوگی تو اگر زید پھر شادی کرے تو اپنی ماں سے کرے۔ اس میعاد کو گذرے عرصہ ہو چکا ہے۔ زید شادی کرسکتا ہے تو کس طریقہ پر

الجواب۔ شادی کرے اور پھر کفارہ قسم ادا کرے۔ کفارہ قسم یہ ہے کہ دس مسکینوں کو ایک دن صبح و شام دونوں وقتوں کا کھانا کھلاوے یا دس مسکینوں کو ایک ایک کپڑا کم از کم اتنا جس کا تہبند ہوسکے دیدے اور اگر اتنا خرچ موجود نہ ہو تو تین روزے پے در پے رکھے۔ کذا فی الہدایہ۔ فقط واللہ اعلم۔ محمد شفیع عفرلہٗ

بیمہ زندگی کا حکم

سوال ۲۶۴۔ اگر بیمۂ زندگی محض اس نیت سے کرایا جائے کہ یہ روپیہ پس انداز کرنے کا ایک ذریعہ ہوگا۔ اور درصورتِ مرگ قبل از وقت صرف اتنا روپیہ ورثاء کو ملے جتنا کہ میں نے قسط وار کمپنی کو دیا ہے۔ اس صورت میں بیمہ جائز ہوگا یا نہیں۔ اور زائد روپیہ لیکر کارِ خیر میں صرف کرنا جائز ہوگا یا نہیں۔؟

الجواب۔ زندگی کا بیمہ کرانا شرعاً دو وجہ سے ناجائز ہے۔ اول تو اُس میں قمار ہے۔ دوسرے سود۔ لیکن جبکہ بیمہ کرانے والے کی نیت زائد روپیہ لینا نہ ہو بلکہ اپنے راس المال کا تحفظ ہی مقصود ہو تو قمار اور سود دونوں نہ رہے۔ لیکن اس صورت میں اعانت ہے سود خوروں کی اور کفار کی کیونکہ وہ اس روپیہ سے فوائد حاصل کریں گے۔ اس لئے پھر بھی احتیاط ہی مناسب ہے۔ بازہم جوے اور سود کا گناہ نہ رہا بشرطیکہ روپیہ داخل کرنے کے وقت زائد روپیہ لینے کا ارادہ بہ نیت صدقہ بھی نہ ہو۔ اگرچہ بعد میں یہی اولیٰ ہوگا کہ زائد روپیہ لیکر صدقہ کردیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

مدارس اسلامیہ میں گورنمنٹ سے امداد لینا درست نہیں۔

سوال ۲۶۵۔ مدارس اسلامیہ میں گورنمنٹ سے امداد لینی خواہ جنگی سے یا ڈسٹرکٹ بورڈ سے یا محکمہ تعلیم گورنمنٹ سے جائز ہے یا نہیں۔ ایک زمانہ گذرا کہ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارہ میں منع فرمایا تھا۔ اب بعض کا خیال ہے کہ جب چندہ کی مدرسہ میں کمی ہے تو لینا جائز ہے۔؟

الجواب۔ اگر کسی طرح یہ اطمینان ہوجائے کہ گورنمنٹ اور اُس کے ارکان امداد دینے کی وجہ سے معاملات مدرسہ مثل نصاب تعلیم و تقرر مدرسین و ملازمین وغیرہ میں باضابطہ یا نجی طور پر بے ضابطہ مداخلت نہ کرینگے تب تو امداد لینا درست ہے۔ ورنہ نہیں لیکن چونکہ عادتاً یہ معلوم ہے کہ امداد دینے کے بعد اُنکی مداخلت اگر باضابطہ بھی نہ ہو نجی طور پر یقینی اور ضروری ہوجاتی ہے جس سے مدرسہ کے مقاصد میں خلل آنا لازمی ہے اسلئے ہمارے اکابر نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر آجتک اسکو روا نہیں رکھا اور مکاتب اسلامیہ کی خیر اسی میں معلوم ہوتی ہے کہ آزاد رہکر اپنی پرانی تعلیم پڑھائے جائیں۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ

نافرمان اور فاسق لڑکوں کو میراث سے محروم کردینا اور فرمانبردار اولاد پر تقسیم کردینا جائز ہے

سوال ۲۶۶ - ایک شخص کے چھ لڑکے دو لڑکیاں ہیں۔ منجملہ چھ لڑکوں کے چار لڑکے مطابق احکام شریعت ہر وقت اطاعت والدین میں مصروف رہتے ہیں۔ و جملہ اخراجات خورد و نوش و دیگر خدمات بھی حسب منشاء والدین بجالاتے ہیں اور جملہ ضروریات والدین کے کفیل رہتے ہیں۔ اور والدین کو حج بیت اللہ بھی کرادیا ہے۔ اس لئے والدین ان چاروں لڑکوں سے بہت زیادہ خوش ہیں۔ اور باقی دو لڑکے اپنے والدین کی ساتھ نہایت بُرا سلوک کرتے ہیں۔ یعنی والدین کی توہین کے علاوہ ہر دم گالیاں دیتے اور مقابلہ بھی کرتے ہیں۔ اور ہر قسم کی ایذا پہنچاتے رہتے ہیں۔ اور شراب پی کر بحالت نشہ مکان میں گھسکر اپنے والدین کو مارنے کے واسطے تیار ہو جاتے ہیں اور ایسی گالیاں دیتے ہیں جس سے والدین کے قلوب مجروح ہیں۔ اور سخت ناگواری ہوتی ہے؛

دریافت طلب یہ امر ہے کہ والدین بوقت تقسیم جائداد جس کے وہ مالک ہیں ان دونوں نافرمان اور بدکردار لڑکوں کو بوجہ اُن کی بدسلوکی اور بدکرداری کے جائداد و مال موجودہ سے محروم کردیں۔ اور کل مال و جائداد ہر چہار فرمانبردار لڑکوں و لڑکیوں کو دیدیں تو یہ عمل والدین کا عنداللہ و عندالرسول خلاف شرع تو نہ ہوگا۔ والدین کو شرعاً یہ حق حاصل ہے یا نہیں کہ اُن دونوں لڑکوں کو محروم کردیں۔ اور اگر اُنکی بدکرداری کی بناء پر بالکل مال و جائداد سے محروم کردیا جاوے تو والدین سے مواخذہ تو نہ ہوگا۔؟

الجواب۔ صورت مسئولہ میں بلاشبہ جائز ہے کہ ایسے نافرمان فاسق لڑکوں کو کچھ نہ دے بلکہ اگر یہ خطرہ ہو کہ جو مال ان دونوں لڑکوں کو۔ ملے گا اُس کو معصیت شراب نوشی وغیرہ میں صرف کریں گے تو افضل یہی ہے کہ اُن کو میراث سے محروم کردیں۔ لیکن اس کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ اپنی زندگی اور تندرستی کے زمانہ میں خود اپنے مال کو اولاد وغیرہ میں حسب منشاء تقسیم کردے۔ اور اُن کو مالک بنادے کیونکہ اگر اپنے سامنے نہ کیا بلکہ اس کی وصیت کی یا عاق نامہ لکھدیا تو شرعاً اُس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ بلکہ بعد انتقال وہ اپنے حصۂ شرعیہ کے مستحق ہوں گے۔ ہاں اس تقسیم میں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اپنی حیات میں جو چیز اولاد میں تقسیم کی جائے اُس میں لڑکوں اور لڑکیوں کا حصہ برابر لگانا چاہئے۔ میراث کے قاعدہ پر لڑکی کا حصہ آدھا نہ کرنا چاہئے۔ والدلیل علی جمیع ما قلنا ما فی خلاصۃ الفتاوی من کتاب الھبۃ صفحہ ج ۴۔

وھٰذہ عبارتہ وفی الفتاوی رجل لہ ابن و بنت اراد ان یھب لھما شیئاً فالافضل ان یجعل للذکر مثل حظ الانثیین عند محمد رح وعند ابی یوسف رح بینھم سواء وھو المختار لورود الآثار ولو وھب جمیع مالہ لابنہ جاز فی القضاء وھو اٰثم نص عن محمد کذا فی العیون

ولو اعطی بعض ولدہ شیئاً دون البعض لزیادۃ رشدہ لا بأس بہ وان کانا سواء لا ینبغی ان یفضل
ولو کان ولدہ فاسقاً فاراد ان یصرف مالہ الی وجوہ الخیر و یحرمہ عن المیراث ھذا خیر من
ترکہ لان فیہ اعانۃ علی المعصیۃ انتھی۔ وبمثلہ قال الشامی وصاحب درالمختار وفیہ لا بأس
تفضیل بعض الاولاد فی المحبۃ وکذا فی العطایا ان لم یقصد بہ الاضرار شامی کتاب الھبۃ ۔

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اولاد اگر فرمانبرداری اور نیکی کے اعتبار سے برابر ہوں تب تو ایک کو دوسرے سے زائد دینا شرعاً ممنوع ہے۔ لیکن باعتبار فرمانبرداری اور نیکی کے متفاوت ہوں تو بعض کو بعض سے زائد دینا جائز ہے اور فاسق ہونے کی صورت میں بالکل محروم کردینا بھی جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

پانچ بیٹوں کو تجارت کے لئے روپیہ دیا جس سے نفع حاصل ہوا۔ باپ اس نفع میں شریک ہوگا یا نہیں؟

سوال ۲۶۷۔ ایک شخص نے اپنی ذاتی رقم سے اپنے لڑکوں کو تجارت شروع کرادیا اور چند سال کے بعد اُس شخص نے وہ کل رقم واسطے ضروریات اُن ہی لڑکوں کے اُن سے واپس لیکر اُن کی شادی میں صرف کردی۔ اور رقم کا منافع اُن ہی لڑکوں کے پاس واسطے قائم رکھنے تجارت کے چھوڑدیا۔ وہ لڑکے آجتک اُسی منافع کی رقم سے معقول کاروبار کررہے ہیں اور اس وقت تجارت عمدہ پیمانہ پر ہے۔ تو اُس شخص کو اس تجارت میں کوئی حق پہنچتا ہے یا نہیں۔ اور وہ شخص تجارت میں عنداللہ شریک سمجھا جاوے گا یا نہیں؟ اور اگر وہ شخص تجارت میں سے کچھ طلب کرے تو اُس کا یہ مطالبہ شرعاً جائز ہوگا یا نہیں۔؟

الجواب۔ والد نے جو مال اپنے لڑکوں کو دیا تھا اگر صراحۃً اُن کی ملک کردیا تھا یا اس کے قرائن موجود تھے کہ بطور تملیک دیا ہے، تب تو وہ مال اُن لڑکوں کی ملک ہے اور اُس کا سارا نفع بھی اُنھیں کی ملک ہے اور راس المال جو واپس لیا گیا ہے وہ بھی اُن کا تبرع تھا۔ باپ کو بحیثیت شرکت اُن سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں ہوسکتا البتہ باعتبار اولاد ہونے کے اُن کے ذمہ واجب ہے کہ اگر والدین محتاج ہوں تو اُن کے خرچ کا تکفل کرے۔ اور اس حیثیت سے والدین کو بھی بوقت حاجت جبر کرنے کا حق حاصل ہے۔ اور اگر بطور تملیک نہیں دیا گیا تھا تو دو صورتیں ہیں پہلی تو کام کاج اصل میں خود باپ نے کیا اور لڑکے اُس کی ساتھ اعانت کرنے پر رہے۔ نیز لڑکوں کا خرچ اسی کی ساتھ شریک ہے اور یا باپ نے صرف مال دیدیا اور لڑکوں نے اپنے تجارت کرکے نفع حاصل کیا اور لڑکے خور د و نوش میں والد کی کفالت میں نہیں۔ پہلی صورت میں کل مال والد کا ہے۔ اصل بھی اور نفع بھی اور دوسری صورت شرکت فاسدہ کی ایک قسم ہے جس کا حکم شرعاً یہ ہے کہ اصل مال اور اُس کا کل نفع والد کا ہے اور لڑکوں کا حق المحنت بازار اور عرف و رواج کے مطابق دینا واجب ہوگا۔ والدلیل علی ما قلنا اولاً فی الشامی من کتاب الھبۃ صفحہ ج ۴۔ ولو دفع الی ابنہ مالاً فتصرف فیہ الابن

یکون للابن اذا دلت دلالۃ علی التملیک الخ والدلیل علی ما قلنا ثانیاً ما فی الشرکۃ الفاسدۃ من الشامی ص۳۴۳ ج۳ لما فی القنیۃ الاب وابنہ یکتسبان فی صنعۃ واحدۃ ولم یکن لہما شئی فالکسب کلہ للاب ان کان الابن فی عیالہ لکونہ معیناً لہ الا تری لو غرس شجرۃ تکون للاب انتہی کلام الشامی وقلت فما کان المال فیہ للاب کان کل للاب بالاولی۔ والدلیل علی ما قلنا ثالثاً فی الشرکۃ الفاسدۃ من الشامی ص۳۴۳ ج۳۔ حاصلہ ان الشرکۃ الفاسدۃ اما بدون مال واما بہ من الجانبین او من احدہما الی قولہ والثالثۃ لرب المال وللآخر اجر مثلہ۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ الجواب صحیح۔ بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔

غصہ کی حالت میں تین طلاقیں دیدی تو واقع ہوگئی

سوال ۲۶۸ میں نے جھگڑے میں غصہ کی حالت میں زوجہ خود کو ایک طلاق دو طلاق تین طلاق کہا جب میں دوسری جگہ گیا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ میں نے الفاظ مذکورہ زبان سے نکالے ہیں الغرض میری حالت خشم آلود تھی آیا بحالتِ غصہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوئی ؟

الجواب۔ صورتِ مسئولہ میں اگر یہ الفاظ اپنی زوجہ ہی کے لئے کہے تھے جیسا کہ ظاہر ہے تو از روئے قرآن وحدیث واجماعِ امت تین طلاقیں واقع ہوگئی۔ اگرچہ ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دینا خلافِ سنت اور گناہ ہے لیکن جب دیدی تو تینوں طلاق کے واقع ہونے میں تمام اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک کوئی شبہ نہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل اور تمام امت محمدیہ کا یہی مذہب ہے۔ کذا فی عمدۃ القاری شرح البخاری۔

اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کا اعلان مجمعِ صحابہ میں فرمایا۔ کسی نے اُس کا خلاف نہیں کیا۔ اخرجہ الطحاوی فی معانی الآثار بسند صحیح۔

اب بجز اس کے چارہ نہیں کہ بعد گذارنے عدت تین حیض کے کسی اور شخص سے کفو میں نکاح کرے اور پھر وہ اپنی مرضی سے اُس کو بعد جماع کرنے کے طلاق دیدے تو پھر اس کی عدت گذار کر خاوند اول کے نکاح میں آسکتی ہے۔ اور اگر اس کا خطرہ ہو کہ دوسرا خاوند طلاق نہ دے گا تو اُس کا ایک حیلہ یہ کیا جاسکتا ہے کہ عورت بوقتِ نکاح اس شرط پر نکاح کرے کہ اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا اُس کو اختیار ہو۔ پس جب وہ خاوند ایک مرتبہ جماع کر چکے تو یہ عورت اپنے اوپر خود طلاق واقع کر سکتی ہے۔ اور پھر بعد عدت خاوندِ اول کے نکاح میں آسکتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

متفرق مفید مسائل

سوال ۲۶۹۔ ظہر کی سنت پڑھنے کے بعد جماعت میں دیر ہو

توجو صاحب ترتیب نہیں ہو وہ قضا نماز پڑھ سکتا ہے۔؟ (۲) تلاوت کلام مجید کے لئے تیمم درست ہے یا نہیں۔؟ (۳) قرآن شریف پڑھکر اگر مردے کو بخشتا جاوے تو ثواب پہنچانے والے کو بھی اجر ملتا ہے یا کیا۔؟ (۴) اگر قبرستان کے احاطہ میں نماز جنازہ ادا کی جاوے اور جنازہ اور نمازیوں سے سمت مغرب میں قبریں واقع ہوں تو نماز جنازہ ہوجاتی ہے یا نہیں۔؟ (۵) قبرستان میں جو قبروں کے پٹاؤ کی ٹکڑے بچے ہوئے پڑے ہوتے ہیں یا جو لکڑیاں قبر کے گرد کھڑی کردی جاتی ہیں اگر ان کو سردی کے وقت جلاکر اہل جنازہ تاپیں تو کیسا ہے۔؟

(۶) بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ مردے کو جمعرات یا جمعہ کے سپرد کردو یہ کیا اصطلاح ہے۔ یعنی اگر کوئی بدھ کے روز مرے تو اس کو مغرب کی قرین دفن کریں کہ جمعرات شروع ہوجاوے۔ سوال وجواب میں تخفیف کا سبب ہے اس کی کیا اصل ہے۔؟ (۷) جو شخص ظہر کی پوری نماز پڑھ چکا ہے اور جماعت شروع ہوگئی تو وہ امام کے پیچھے نفل کی نیت کرے گا۔ حالانکہ امام فرض پڑھا رہا ہے۔ آیا یہ درست ہے۔ اور بعد فرض ۲ سنت و نفل ظہر پڑھے یا پہلے پڑھ چکا ہے وہ کافی ہے۔؟ (۸) شوہر کے لاپتہ ہونے پر زوجہ کے لئے عقد ثانی ممکن ہے۔ مدت انتظار میں عدت کیسے گذر کریگی

(۹) دعائے گنج العرش کی کیا اسناد ہیں مطبوعہ تعریفات کیسی ہیں۔؟

(۱۰) امام کی جیب میں اگر ناپاک کپڑا ہو تو نماز ہوجاوے گی یا دہرائی جاوے۔؟ (۱۱) اگر ولی لڑکی کے نکاح میں دولہا سے یہ الفاظ کہکر ایجاب وقبول کرائے کہ اگر شوہر سے عورت کا اتفاق نہ رہا تو زوجہ مختار ہوگی کہ وہ اپنے نفس کو طلاق دے لے۔ اگر زوج زوجہ کو بلا رضامندی اپنے خسر کے کسی دوسری جگہ لے جاوے تو عورت پر طلاق بائنہ پڑجاوے گی اور دولہا کہے کہ میں نے بدیں شرائط مسماۃ کو اپنے نکاح میں قبول کیا یہ جائز ہے یا نہیں۔ (۱۲) جبکہ ہر کام کا مدار نیت پر ہے تو اگر کوئی کھانے پر فاتحہ دیکر خود کھالے تو اسکی نیت کا ثواب ملے گا یا نہیں۔؟ (۱۳) امام کو محراب میں کھڑے ہوکر نماز پڑھانا درست ہے یا نہیں۔؟ اور تنہا پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر محراب کو چھوڑکر اندر کھڑا ہوجاوے اور جماعت باہر صحن مسجد میں کھڑی ہے تو نماز ہوجائے گی یا نہیں۔؟

الجواب۔ پڑھ سکتا ہے کوئی حرج نہیں البتہ سنتوں اور فرضوں کے درمیان کوئی دنیوی کاروبار نکرے (۲) درست ہے اور بلا تیمم بھی جائز ہے۔ ومستندہ فی حدیث رد السلام بعد التیمم۔ (۳) ملتا ہے بلکہ دوگنا۔ ایک قرآن شریف پڑھنے کا اور دوسرا اپنے بھائی مسلمان کی اعانت کا۔ (۴) نماز تو ہر حال میں ہوجاتی ہے۔ لیکن اگر نمازی اور قبروں کے درمیان کوئی پردہ وغیرہ حائل نہیں۔ نیز اتنی دور بھی نہیں کہ خشوع کی ساتھ نماز پڑھنے سے اس کی نظر قبر پر نہ پڑے تو مکروہ ہے۔ اور اگر درمیان میں پردہ ہے یا اتنی دور ہے کہ سجدہ کی جگہ نظر رکھنے سے قبر پر نظر نہیں پڑتی تو مکروہ بھی نہیں۔ کذا فی الطحطاوی علی مراقی الفلاح والخلاصۃ مفصلا

(۵) بغیر اجازت مالکان جائز نہیں اور اگر عادۃً مالکان ان لکڑیوں کو اسی کام کے لئے چھوڑ دیتے ہیں تو بلا اجازت صریحہ بھی استعمال اور تاپنا جائز ہو گا۔ (۶) یہ کہنا تو لغو و فضول ہے۔ البتہ اتنی اصل ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن یا اُس کے قریب مرے اور جمعہ کے دن یا رات میں دفن ہو تو وہ انشاء اللہ عذاب قبر سے محفوظ رہیگا لیکن اس خیال سے کہ جمعہ کے روز دفن کریں گے مردہ کو پہلے سے ڈالے رکھنا جائز نہیں۔ اور نہ اس سے کچھ فائدہ۔ کیونکہ حدیث میں تاکید ہے کہ مرنے کے بعد مردہ کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنی چاہئے۔

(۷) بہ نیت نفل امام کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے اور نیت میں یہ سوچنا دل میں کافی ہے کہ میں نماز نفل پڑھتا ہوں زبان سے بھی کہلے تو مضائقہ نہیں کذا فی الہدایہ۔

(۸) اگر عورت کے پاس نان نفقہ کا سامان نہیں یا اُس کو یہ خیال ہے کہ گناہ میں مبتلا ہو جائے گی تو بلا مدت انتظار کے نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔ کسی مسلمان حاکم یا مسلمان کی پنچائت میں معاملہ پیش کر کے فسخ کا حکم حاصل کرے اور بعد تین حیض عدت گذرنے کو دوسری جگہ نکاح کرے۔ کذا فی مختصر الخلیل علی مذھب المالکیہ والفتوی فی ھٰذہ المسئلۃ علی مذھبھم منذ برھۃ من الزمان وقد افتی بہ الشامی فی زمانہ۔

(۹) سب غلط ہیں۔ (۱۰) نماز نہ ہو گی۔ (۱۱) نکاح میں یہ شرط لگا لینا درست ہے نکاح بھی نافذ ہے اور شرط بھی صحیح ہے۔ بشرطیکہ عورت کی طرف سے یہ کہا جائے کہ میں اس شرط پر نکاح کرتی ہوں کہ طلاق کا اختیار مجھے دیدیا جاوے۔ جب میں چاہوں گی طلاق واقع کر لوں گی اور پھر مرد اس کو قبول کرے۔ اور معاملہ برعکس ہوا یعنی مرد نے یہ کہا کہ میں تجھ سے اس شرط کے ساتھ نکاح کرتا ہوں کہ طلاق کا اختیار تجھی ہو گا تو نکاح تو ہو جائے گا مگر یہ شرط صحیح نہ ہو گی۔ یعنی عورت کو طلاق کا اختیار نہ ہو گا۔ صرح بہ الشامی فی باب الرجعۃ مسائل التحلیل ص۵۵۵ ج۲ ولفظہ۔ ولو خافت ان لا یطلقھا تقول زوجتک نفسی علی ان امری بیدی۔ زیلعی درمختار۔ قال الشامی ولو قال لھا تزوجتک علی ان امرک بیدک فقبلت جاز النکاح ولغا الشرط لان الامر انما یصح فی الملک او مضافا الیہ ولم یوجد الی قولہ والحاصل ان الشرط صحیح اذا ابتدأت المرأۃ لا اذا ابتدأ الرجل الخ

اس سے معلوم ہوا کہ شرط مندرجہ سوال کے ساتھ نکاح درست ہے۔ اور جب عورت شوہر سے کسی معاملہ میں ناراض ہو گی تو اُس کو اپنے اوپر طلاق واقع کر لینے کا اختیار رہو گا خواہ کوئی معاملہ ہو۔ البتہ اگر کسی معاملہ کو مثلاً اپنے گھر یا وطن سے باہر لیجانے وغیرہ کو مستثنیٰ کر دیا جائے تو وہ مستثنیٰ ہو جائے گا۔ حکم مسئلہ تو یہی ہے لیکن عورتیں ناقصات العقل ہیں اس لئے طلاق کو کھلی اُن کے سپرد کر دینا خلاف مصلحت شرعیہ و عرضیہ ہے۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ

اس شرط کے ساتھ اتنا اضافہ ضرور کر دیا جائے کہ اگر مجھے خاوند سے کوئی ایسی شدید تکلیف پہنچی جو عادۃً برداشت نہ کی جا سکے اور دو عادل نیک آدمی اس کا فیصلہ کر دیں کہ واقع میں یہ تکلیف ایسی ہی ہے تو مجھے طلاق واقع کرنے کا اختیار رہو گا۔

(۱۲) کھانے پر فاتحہ دینا یا پڑھنا خود ہی بدعت مذموم ہے۔ اُس پر کیا ثواب ہوتا۔ البتہ اگر کوئی کھانا بغرض صدقہ وخیرات یا ایصال ثواب پکایا تھا اور پھر اُس کو خیرات وصدقہ میں خرچ نہ کر سکا مثلاً یہ خود یا اس کے اہل وعیال بھوکے تھے مجبوراً اُن کو کھلا دیا تو انشاء اللہ اُس کو صدقہ کا پورا ثواب ملے گا۔

(۱۳) اس محراب کے اندر بھی اگر امام تنہا کھڑا ہو اور مقتدی باہر ہوں تو مکروہ ہے۔ البتہ اگر محراب سے باہر کھڑا ہو یعنی اُس کے اکثر قدم محراب سے باہر ہوں اگرچہ سجدہ محراب کے اندر کرتا ہو تو نماز میں کراہت نہ رہے گی اور تنہا نماز پڑھنا اس محراب میں نیز مسجد کی دیوار قبلہ میں جو محراب ہوتی ہے اُس میں بلا کراہت درست ہے۔ کذا فی علمۃ کتب الفقہ۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

نابالغہ کا نکاح اگر باپ نے کر دیا ہو تو کس صورت میں اُسکا فسخ جائز ہو۔

۳۳۳ **سوال ۲۷۰**۔ نابالغہ ہندہ کا عقد اُس کے باپ خالد نے زید سے کر دیا بعد بلوغ ہندہ نے بہ نفاذ حق خیار بلوغ اس نکاح سے انکار کر دیا۔ وجہ یہ بیان کرتی ہے کہ (۱) اس کے باپ خالد مرحوم نے اپنے خلاف مرضی کسی اثر سے یہ نکاح کر دیا تھا۔ (۲) زید شوہر فاسق و بدخلق اور غیر صالح ہے لہذا وہ باپ کے گھر سے رخصت ہونا نہیں چاہتی

الجواب۔ جو نکاح والد نے کیا ہے اُس کو بعد البلوغ لڑکی فسخ نہیں کرا سکتی۔ بشرطیکہ باپ کا آوارہ وفاسق اور لڑکی پر نامہربان ہونا پہلے سے مشاہد ہو۔ قال فی الدر المختار لزم النکاح ولو بغبن فاحش بنقص مهرها و زیادة مهره او زوجها بغیر کفؤ ان کان الولی المزوج بنفسه ابا او جدا الی قوله لم یعرف منهما سوء الاختیار مجانة و فسقا وان عرف لا یصح النکاح اتفاقا۔ درمختار باب الولی۔ البتہ اگر باپ فاسق وآوارہ اور لڑکی سے بے خبر ہو۔ تو اس نکاح کو بعد بلوغ کے فسخ کرانے کا اختیار رہتا ہے۔ کما مر من الدر المختار۔ نیز اگر باپ اور لڑکی دونوں نیک صالح آدمی ہیں اور جس شخص سے نکاح کیا گیا ہے اُس نے اپنے فسق کو چھپایا اور ان کو دھوکہ دیکر اپنے کو نیک صالح ظاہر کیا۔ پھر بعد نکاح معلوم ہوا کہ وہ شخص فاسق وفاجر ہے تو اب لڑکی اور اُسکے والد دونوں کو اختیار ہے کہ نکاح فسخ کرا دیں۔ قال الشامی نقلا عن فتح القدیر فی النوازل لو زوج ابنته الصغیرة ممن ینکر انه یشرب المسکر فاذا هو مدمن له وقالت لا ارضی بالنکاح ای بعد ما کبرت ان لم یکن یعرفه الاب بشربه وکان غلبة اهل بیته صالحین فالنکاح باطل لانه انما زوج علی ظن انه کفو۔ شامی باب الولی ص ۳۱۲۔

فہرست مضامین امداد المفتین جلد دوم

نمبر	مضامین	صفحہ	کتاب
١	مسئلۂ زیارت قبور وتوسل وتعلق ارواح موتی		بدعات
"	بقید وغیرہ	٩٧	
٢	مسلمان بچہ کو کافر عورت سے دودھ پلانا	١٠٢	خطر واباحت
٣	اجرت اور دلالی کی اجرت کا حکم۔	"	اجارہ
٤	شوہر کو اگر برص ہو تو زوجہ کو خیار فسخ حاصل نہیں	"	نکاح
٥	طلاق دینے کے بعد طلاق کا اقرار کرنا دوسری		طلاق
"	طلاق ہے یا نہیں۔	١٠٣	
٦	لفظ گذاشتم فارسی میں اور چھوڑ دیا اُردو میں	"	
"	صریح طلاق ہے۔	١٠٤	
٧	جرمانہ مالی جائز نہیں۔ اور تعزیر کی تعریف وغیرہ	١٠٦	تعزیر
٨	سینہ اور ساق وغیرہ کے بال منڈانا جائز ہے۔	١٠٧	
٩	سجدہ میں جاتے ہوئے دونوں ہاتھ سے پائجامہ درست کرنا	١٠٨	صلوة
١٠	مسجد جامع میں نماز پنجگانہ کیلئے تقرر امام اہل محلہ کا		"
"	حق ہے اور جمعہ کے لئے عام اہل شہر کا اور عند الاحناف		
"	کثرت کا اعتبار ہوگا۔	"	
١١	نماز عشاء کے باب میں دو حدیثوں میں رفع تعارض۔	١٠٩	"
١٢	حدیث افتراق امت کی تحقیق اور زنادقہ کے متعلق		بدعات
"	تفصیل	١١٠	
١٣	وقوع طلاق کیلئے شہادت شرط نہیں البتہ اثبات طلاق		طلاق
"	کے لئے ضروری ہے۔	١١١	
١٤	ایک مسجد کا سامان کا دوسری مسجد میں لگانا درست نہیں۔	"	وقف
١٥	طلاق پر آمادہ ہوں کہنے سے طلاق نہیں پڑتی۔	"	
١٦	ولو کان الواقف۔	١١٢	"
١٧	مسجد کا مال کسی مدرسہ یا فقراء میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟	١١٣	"
١٨	زوجہ کے ساتھ تخنیذ وغیرہ کا حکم۔	١١٤	نکاح
١٩	نابالغ کی زوجہ اپنا مہر نابالغ کی جائداد سے لے سکتی ہے		
"	ولی سے بدون اسکی ضمانت کے مطالبہ نہیں کر سکتی۔	"	"
٢٠	مجھ سے تم سے کوئی واسطہ نہیں کیا یہ طلاق ہے	١١٥	طلاق
٢١	مسجد کی اشیاء کا استعمال اُس مصرف میں ہو سکتا ہے جس کے		وقف
"	لئے وقف ہیں۔	١١٦	
٢٢	خطبہ عید سنت ہے اور جو شخص وہاں موجود ہو اُسکا		صلوة
"	سننا اُس پر واجب ہو جاتا ہے۔	"	
٢٣	بیٹھ کر اذان دینا بلا ضرورت مکروہ ہے۔	١١٧	"
٢٤	تراویح میں تکرار قل ہو اللہ احد جائز ہے مگر ترک		"
"	اُس کا اولیٰ ہے۔	"	
٢٥	تراویح میں ایک مرتبہ جہر بسم اللہ بہتر ہے۔	"	"
٢٦	گردن کے بال منڈانا۔	١١٨	خطر
٢٧	ختنہ کا ولیمہ بدعت ہے اور دعوت جس میں منکرات		"
"	ہوں اُس کی شرکت حرام ہے۔	١٢١	
٢٨	بیوی کو ماں بہن کہنے سے طلاق یا ظہار نہیں ہوتا۔	١٢٣	طلاق
٢٩	طلاق معلق مع عدم الاضافۃ الی الملک صراحۃً۔	"	"

نمبر	مضامین	صفحہ	کتاب
٣٠		١٢٤	بیع
٣١	معاہدہ بیع مکمل ہونیکے بعد اُن کے خلاف بلاوجہ کرنا		
"	گناہ ہے لیکن مشتری بائع کو مجبور نہیں کر سکتا۔	١٢٦	
٣٢	قبر نمازی کے سامنے ہو تو کس شرط سے نماز جائز ہے۔	١٢٧	صلوة
٣٣	کفار کے ساتھ کھانا۔	١٢٩	خطر
٣٤	مجالس یوم النبی	"	بدعات
٣٥	نشہ پینے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔	١٣٠	صلوة
٣٦	فٹ بال کھیلنا مکروہ ہے۔	"	خطر
٣٧	مسجد کے تیل کا استعمال۔	١٣١	وقف
٣٨	حلالہ بدون صحبت زوج ثانی کسی کے نزدیک نہیں ہوتا	١٣٢	نکاح
٣٩	مولانا محمد اسمٰعیل شہید رح کا واقعۂ شہادت۔	١٣٣	متفرقات
٤٠	طلاق نابالغ۔	"	طلاق
٤١	خاوند کا زوجہ کو یہ کہنا کہ مجھ سے پردہ کر لو صریح طلاق ہے	"	"
٤٢	ادھار کی وجہ سے قیمت میں زیادتی کرنے کا حکم۔	١٣٤	
٤٣	خاوند کا اپنی زوجہ کو یہ کہنا کہ عمر بھر تیری صورت نہ دیکھونگا		"
"	یہ الفاظ کنایہ طلاق ہیں یا کنایہ ایلاء۔	١٣٥	
٤٤	بھنگی جو مسلمان ہو جائے اس کے وہی حقوق ہیں جو عام		خطر واباحت
"	مسلمانوں کے ہیں۔	١٣٧	
٤٥	ایک نکاح میں اختلاف اور لفظاً نا طہ سے انعقاد نکاح		نکاح
"	کا حکم۔	"	طلاق
٤٦	عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا نہیں۔	١٣٨	
٤٧	ہندوستان میں بحالت موجودہ زنا کی سزا۔	"	تعزیر
٤٨	فسخ نکاح کے لئے مدعا علیہ کے غیر حاضر ہونیکی صورت		نکاح
"	میں کسی کو وکیل بنا کر کھڑا کرنا۔	"	
٤٩	والد کا کیا ہوا نکاح صغیرہ فسخ کرنے کی شرائط۔	١٣٩	"
٥٠	خطبہ کے وقت سلام وکلام اور نماز وتسبیح اور کسی کیلئے		صلوة
"	قیام تعظیم جائز نہیں۔	"	
٥١	مدت دراز تک زوجین میں علیحدگی رہنے سے عدت		عدت
"	ساقط نہیں ہوتی بلکہ روز طلاق سے عدت گذارنا پڑے گی	١٤٠	
٥٢	حالت غصہ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔	"	طلاق
٥٣	تاش کھیلنا، کسی پر افترا باندھنا، ہر نماز کے بعد		خطر
"	سجدۂ سہو کرنے وغیرہ کے احکام۔	١٤١	
٥٤	شیعہ عورت سے سنی کا نکاح کس صورت میں جائز ہے؟	١٤٢	نکاح
٥٥	ہندوستان میں بحالت موجودہ لعان ہو سکتا ہے		لعان
"	یا نہیں۔؟	"	
٥٦	تہمت زنا کے بعد اپنی غلطی کا اعتراف کیا تو تعزیر		"
"	ہوگی یا نہیں اور حد قذف جاری ہوگی یا نہیں	١٤٣	
٥٧	ماہ صفر کا آخری بدھ منحوس نہیں۔	١٤٤	صلوة
٥٨	کنپٹیاں کھلے ہوئے نماز کا حکم۔	"	
٥٩	جو جھوٹ بولے اور اس پر فخر کرے وغیرہ وغیرہ		"
"	اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔	"	

نمبر	مضامین	صفحات	کتاب
۶۰	مسائل اجارہ	۱۴۵	اجارہ
۶۱	ہندوستان میں کفار سے سود لینے کا حکم۔	۱۴۶	ربوا
۶۲	بجاہلیت عرب کے سب لوگوں کو ولد الحرام کہنا		خطرواباحت
"	غلطی اور گستاخی ہے۔	۱۴۸	
۶۳	ہبہ کے بعض مسائل۔	۱۴۹	ہبہ
۶۴	لے پالک بیٹے کا حکم۔	۱۵۰	فرائض
۶۵	حد زنا اور زانیہ کے متعلق بعض احکام	"	حدود
۶۶	اپنی عورت کے ساتھ کسی کو زنا کی حالت میں دیکھا		"
"	اور اس کو قتل کر دیا تو کیا حکم ہے۔	۱۵۱	
۶۷	حرمتِ مصاہرت کے متعلق چند سوال وجواب	۱۵۳	حرمات
۶۸	خطبہ جمعہ میں بعض بدعات اور اُنکے احکام۔	"	بدعات
۶۹	گونگے کی طلاق اور نفقہ نہ دینے کی صورت میں		طلاق
"	زوجہ کی تفریق۔	۱۵۵	"
۷۰	زوجہ کو یہ کہنا کہ مجھ سے تیرا کوئی تعلق نہیں۔	۱۵۶	"
۷۱	قبرستان کے متعلق بعض مسائل۔	"	وقف
۷۲	نابالغ کا نکاح ماں کی اجازت سے عصبات		نکاح
"	نہونے کی صورت میں نافذ ہے۔	۱۵۷	
۷۳	واقف آمدنی جائداد کو تاحیات اپنے لئے		وقف
"	مقرر کر دے تو جائز ہے اور وصیت ایک		۲
"	ثلث مال میں جائز ہے۔	۱۵۸	
۷۴	بعض مسائل نماز وامامت۔	"	صلوٰۃ
۷۵	رہن سے نفع اٹھانا جائز نہیں۔	۱۶۰	رہن
۷۶	مسئلہ متعلقہ امامت	"	صلوٰۃ
۷۷	ایک فصل میں غلہ ادھار دیکر دوسری فصل		ربوا
"	کی قیمت لینا جائز نہیں۔	۱۶۱	
۷۸	قرأت میں ایک غلطی اور اُس کا حکم۔	"	صلوٰۃ
۷۹	عدت میں نکاح بلکہ نکاح کی گفتگو بھی حرام ہے	"	طلاق
۸۰	قادیانیوں کا کافر ہونا اور اُن سے اختلاط کا		خطرواباحت
"	جائز ہونا۔	۱۶۲	
۸۱	مذبوح کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اُس کا سر		ذبائح
"	جدا کرنا مکروہ ہے۔	۱۶۳	
۸۲	عاقلہ بالغہ کا نکاح بدون اجازت ولی۔	"	نکاح
۸۳	مد زکوٰۃ سے مدرسین مدرسہ کو تنخواہیں دینا		زکوٰۃ
"	جائز نہیں۔ اور مسجد کا تیل امام یا مؤذن تو اپنے		وقف
"	خرچ میں لانا جائز نہیں۔	"	
۸۴	ایک مسجد کے قریب دوسری مسجد بنانا۔	۱۶۴	وقف
۸۵	کسی مال کا مالک لاپتہ ہوجائے تو کیا کیا جائے	۱۶۵	نفقہ
۸۶	یوم النبی کے جلسوں کا حکم۔	۱۶۶	بدعات
۸۷	ہندوؤں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا پاک ہے مگر		خطرواباحت
"	اجتناب اُس سے بہتر ہے۔	"	
۸۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں بعض		"
"	گستاخانہ اشعار۔	۱۶۷	
۸۹	اگر فلاں گاؤں میں نکاح کروں تو اُس عورت		طلاق
"	پر طلاق۔ اس جملہ کا حکم۔	۱۶۸	

نمبر	مضامین	صفحہ	
۹۰	بیمۂ زندگی کا حکم	۱۶۹	خطرواباحت
۹۱	فرشتے اور بچے بھی معصوم ہیں۔	"	"
۹۲	سنت فجر کے بعد لیٹ جانا۔	"	بدعات
۹۳	ایصالِ ثواب زندوں کو بھی کیا جاسکتا ہے۔	۱۷۰	"
۹۴	دو بھائیوں کے مشترک مال کی تقسیم۔	۱۷۱	شرکت
۹۵	لڑکی اپنے والد کا کیا ہوا نکاح بعد بلوغ		نکاح
"	فسخ نہیں کر سکتی۔	۱۷۳	
۹۶	قبرستان کو مسجد بنانا۔	"	وقف
۹۷	بچہ کا حقِ پرورش باپ کے ہوتے ہوئے		حضانت
۹۸	نانی کو ہے یا نہیں۔؟	۱۷۴	
۹۹	شیعہ ورافض سے سنیہ لڑکی کا نکاح۔	"	نکاح
۱۰۰	وصیت کی ایک صورت۔	۱۷۵	
۱۰۱	خیار بلوغ کی بناء پر فسخ نکاح۔	۱۷۶	"
۱۰۲	زوجہ کو ماں بہن کہنے سے طلاق ظہار ہوتا ہے یا نہیں	۱۷۷	طلاق
۱۰۳	تحقیق متعلقہ تقلید شخصی وغیر شخصی۔	"	تقلید
۱۰۴	بقصد زیارت روضۂ اقدس بمدینہ رفتن	۱۷۸	حج
۱۰۵	بعد فرائض اکتفا بر درود دگر دن۔	۱۷۸	متفرقات
۱۰۶	درحیات انبیاء علیہم السلام۔	"	"
۱۰۷	حکم آباء واجداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	"	"
۱۰۸	اذن شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را		
"	دردنیا عطا شدہ است۔	۱۷۹	
۱۰۹	تایا نے بلا اجازت والد کی موجودگی میں نابالغہ		نکاح
"	کا نکاح کر دیا اس کا حکم۔	"	
۱۱۰	تو مجھ پر حرام جیسا کہ ماں بہن زوجہ کو کہنے کا حکم۔	"	طلاق
۱۱۱	ایک مسجد پر جو زمین وقف ہے اُس میں دوسری		وقف
"	مسجد باتفاق اہل محلہ بنانا جائز ہے۔	۱۸۰	
۱۱۲	ایک مسجد کی موقوفہ زمین میں دوسری مسجد بنانا۔	۱۸۱	"
۱۱۳	نکاح زانی یا دیگر زناں جائز است۔	"	
۱۱۴	خط میں بڑوں کو قبلہ وکعبہ لکھنا۔	"	خطرواباحت
۱۱۵	تحقیق متعلق آیت ربوا۔	۱۸۲	
۱۱۶	قادیانی نے اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمان لڑکی		نکاح
"	سے نکاح کر لیا۔ اس کا حکم	"	
۱۱۷	طوطا حلال ہے۔	۱۸۳	ذبائح
۱۱۸	قسم کھائی اگر بعد اتنی میعاد کی شادی کروں تو ماں		نکاح
"	بہن سے کروں۔	۱۸۴	
۱۱۹	بیمۂ زندگی کا حکم۔	"	خطرواباحت
۱۲۰	مدارس اسلامیہ میں گورنمنٹ سے امداد لینا درست نہیں	"	"
۱۲۱	نافرمان اور فاسق لڑکوں کو میراث میں سے محروم		میراث
"	کر دینا اور فرمانبردار اولاد پر تقسیم کرنا جائز ہے۔	۱۸۵	
۱۲۲	پانچ بیٹوں کو تجارت کیلئے روپیہ دیا جس سے نفع حاصل		شرکت
"	ہوا۔ باپ اس نفع میں شریک ہوگا یا نہیں۔؟	۱۸۶	
۱۲۳	ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دیدی تو واقع ہوگئی۔	۱۸۷	
۱۲۴	چند متفرق مفید مسائل	"	
۱۲۵	نابالغہ کا نکاح اگر باپ نے کر دیا ہے تو کس صورت میں اس کا فسخ جائز ہے	۱۹۰	نکاح

ختم نبوت اُردو (حصۂ اوّل) (ختم النبوت فی القرآن) قیمت ۱۲/

حصۂ دوم (ختم النبوۃ فی الاحادیث) قیمت ۱۰/
حصۂ سوم (ختم النبوۃ فی الآثار) قیمت ۶/
حصۂ چہارم - جس میں مرزائیوں کے استدلال دربارہ اجرای نبوت کے نہایت کافی شافی منصفانہ جوابات ہیں جو قابلِ دید ہیں۔ (زیرِ طبع)

ہدیۃ المہدیین فی آیۃ خاتم النبیین - نایاب ۱/

رسالہ ختم النبوت کے تینوں حصّوں کا خلاصہ نہایت سلیس عربی زبان میں۔

التصریح بما تواتر فی نزول المسیح (عربی) ۱۲/

قابل دید کتاب ہے۔

مسیح موعود کی پہچان (۲/)

اس رسالہ میں تمام نشانات اور علامات کو ایک نقشہ کی صورت میں جمع کر دیا گیا ہے جو آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویہ میں مسیح موعود کے لئے وارد ہوئی ہیں۔ قابل دید ہے۔

التصویر لاحکام التصویر - ہر دو حصہ (۱۲)

تصویر کشی اور تصویر مکان میں رکھنے کی تحقیق اور اس کے احکام جو نصف دھڑ کی تصویر اور چھوٹی چھوٹی تصویروں اور بچوں کی گڑیوں وغیرہ کے متعلق احکام فقہیہ شرعیہ مع دلائل از قرآن وحدیث نہایت تحقیق کیساتھ لکھا گیا ہے جس کے آخر میں نئے فیشن کے شبہات کا بھی جواب دیا گیا ہے۔

آداب النبی (۴/)

جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کاملہ اور آداب و معجزات کو نہایت سلیس اُردو میں لکھا گیا ہے۔

آداب الاخیار (۱/)

آجکل موجودہ اخبار جس دہریت اور بیدینی کی طرف جل رہے ہیں ان کے لئے شرعی دستور العمل۔

آداب السفر (۱/)

سفر کے تمام احکام اور آداب اور دعائیں جو سفر کے موقع بموقع پڑھنے کے لئے تلقین فرمائی گئی ہیں۔ پسند فرمودہ حضرت مولانا تھانوی مدظلہم العالی۔

مساواتِ اسلامی کی حقیقت (۴/)

جس میں تمام اقوامِ عالم کے مقابلہ میں اسلامی مساوات کا نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ تفاخر بالانساب کی قباحت قرآن وحدیث سے واضح کی گئی ہے۔ ساتھ ہی انساب اور پیشوں کا باہمی تفاضل و نکاح میں کفارت کے اعتبار پر مکمل بحث ہے مع ضمیمہ رسالہ تحمل السبب فی فصل النسب مصنفہ حضرت حکیم الامت مجدد الملۃ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم۔

کفر و اسلام کی حقیقت (۰۳/)

یعنی کسی مسلمان کو کن صورتوں میں خارج از اسلام کہا جاسکتا ہے اس اہم مسئلہ پر قرآن وحدیث اور اقوالِ سلف کی تائید میں مکمل اصولی بحث کرنے کے بعد جس قدر فرقے ہندوستان میں ایسے ہیں جو اپنے عقائدِ باطلہ کی وجہ سے اسلام سے خارج ہیں۔ مثل قادیانی، چکڑالوی، آغاخانی اُن کے عقائد خود ان کی کتابوں سے نقل کر کے اس کی تردید کتاب وسنت سے کی گئی ہے۔

آداب الشیخ والمرید (۲/)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کے ایک رسالہ کی اُردو شرح جس میں پیر و مرید کے نہایت اہم اور ضروری آداب مذکور ہیں جن سے آجکل عام طور پر غافل ہیں مع حواشی مفیدہ وتقریظ وتصدیق از سیدی ومرشدی حضرت حکیم الامت مجدد الملۃ مولانا تھانوی دامت برکاتہم۔

الدر المنضود فی اسانید شیخ الہند محمودؒ

بزبان عربی ۱/

حضرت شیخ الہندؒ کی اسانید حدیث کو مع مختصر حالات بزرگانِ دار العلوم دیوبند کے جمع کیا گیا ہے اور رسالہ الیانع الجنی کا ضمیمہ بنا دیا گیا ہے۔

ملنے کا پتہ ناظم ادارۃ الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور۔

خطبہ غیر عربی میں کیوں جائز نہیں

مسمی بہ اعجوبہ فی عربیۃ خطبۃ العربیۃ (۳ر)

جس کو مرشدی حضرت حکیم الامۃ دامت برکاتہم نے باستیعاب ملاحظہ فرما کر پسند فرمایا اور تقریظ کے ساتھ ایک تذنیب کا اضافہ فرمایا۔ خطبہ جمعہ کے خاص عربی زبان میں ہونے کی شرعی اور عقلی ضرورت اور عربی زبان کی خصوصیات اور فضائل۔ اور غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی پڑھکر ترجمہ کرنے کا بدعت و مکروہ ہونا اور اس شبہ کا جواب کہ جب لوگ عربی نہیں سمجھتے تو خطبہ عربی میں پڑھنے سے کیا فائدہ وغیرہ وغیرہ؛

شب برات کے احکام و فضائل اور بدعات مروّجہ کا رد۔ قیمت ار

فتویٰ انجکشن جس میں کتب فقہ کی معتبر عبارات سے ثابت کیا گیا ہے کہ روزہ میں انجکشن لینا مفسد روزہ نہیں ہے۔ مع تصدیق حضرت حکیم الامۃ تھانوی دامت برکاتہم و اکابر علماء دیوبند۔ قابل قدر رسالہ ہے قیمت ۔ر

چرم قربانی کا فروخت کرنا اور اسکے احکام کی تفصیل

مسمی بہ رفع التلاحی عن جلود الاضاحی

جس میں چرم قربانی کی فروخت جائز اور ناجائز یا مکروہ ہونے کی صورتوں کا بیان ہے مع عبارات فقہیہ۔ قیمت صرف ار

مروجہ سیرت کمیٹی اور اس کی شرعی حیثیت قیمت ۰ر

احکام الخطاب فی بعض احکام اللحی والخضاب

جس میں داڑھی کے کترنے اور منڈانے وغیرہ کے ضروری احکام اور خضاب کی جائز و ناجائز قسموں کا مفصل بیان ہے ار

بعض التفصیل لمسئلۃ التفضیل حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کے ایک فارسی رسالہ کی اُردو شرح جس میں ایک چیز کو دوسری چیز پر فضیلت حاصل ہونے کا معیار اور اصول قرآن و حدیث کے دلائل سے بیان کرنے اور شیخین رضی اللہ کی افضلیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ثابت کی گئی ہے قیمت ۳ر

التعرف فی تحقیق التصرف حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کے عربی رسالہ کی اُردو شرح جسمیں مصطلح صوفیہ تصرف و توجہ کی حقیقت اور اُس کے احکام شرعیہ بیان کئے گئے ہیں مع اصل متن کے طبع کی گئی ہے قیمت ار

خط اور ٹیلیفون کے شرعی احکام یعنی

کشف الظنون عن احکام الخط و التلفون

رویت ہلال وغیرہ کے بارہ میں خط اور تار ٹیلیفون وائرلیس کے معتبر یا غیر معتبر ہونیکے مفصل احکام ار

دعا و نیاز بعد انواع نماز

شرح اُردو رسالہ

استحباب الدعوات بعد انواع الصلوات (۱۰ر)

یہ رسالہ حضرت حکیم الامۃ دامت برکاتہم کی تازہ تصنیف بزبان عربی ہے جسمیں نماز کے بعد دعا مانگنے کا مستحب و مسنون ہونا احادیث صحیحہ معتبرہ سے ثابت کیا ہے احقر نے اُس کی اُردو میں شرح لکھکر مع اصل متن کے طبع کیا ہے

ذوالنون مصری حضرت ذوالنون مصری جو مشہور عارفین و محققین میں سے ہیں اور جن کے نام نامی سے شاید ہی کوئی لکھا پڑھا مسلمان ناواقف ہو اُن کے سوانح حیات۔ اور ملفوظات کو نہایت مستند تاریخ ابن عساکر سے اُردو میں ترجمہ کر کے جمع کیا ہے قیمت ا ر

رطب العرب عربی زبان میں قصیدہ نعتیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام مع ترجمہ اُردو۔ قیمت ۰ر

قضاء الارب من رطب العرب (بزبان عربی) قیمت ار

فتاویٰ دار العلوم دیوبند۔ جلد اوّل (عہ)

ایضاً جلد دوم . . . . (عہ)

مذکورہ بالا کتابیں اور ہر قسم کے قرآن شریف و حمائلیں معریٰ و مترجم اور درسی و غیر درسی کتابیں نہایت ارزاں قیمت پر ملنے کا پتہ

ناظم دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

الحمد للہ والمنۃ کہ ایں خزینۂ علوم فقہیہ و ذخیرۂ فتاویٰ

جلد ثالث

فتاوی دار العلوم دیوبند

کہ مشتمل ست بر

عزیز الفتاوے

از افاضات زین مسند الافتاء والتدریس مفتی اعظم حضرت مولنا عزیز الرحمن صاحب

قدس سرہ سابق مفتی دار العلوم دیوبند

و

امداد المفتین

از جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہ مدرس دار العلوم دیوبند

بار اول در سنہ ۱۳۵۶ھ

از دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور شائع گردید

اعلان

یہ کتاب اور مولانا محمد شفیع صاحب کی دیگر تالیفات و نیز اکابر دار العلوم دیوبند کی مفید تصانیف بکفایت ملنے کا پتہ

ناظر دار الاشاعۃ دیوبند ضلع سہارنپور

فہرست مضامین عزیز الفتاویٰ ا سنہ ۳۳ھ

نمبر	مضامین	صفحہ
	کتاب الایمان والعقائد	
۱	سجدہ لغیر اللہ کے متعلق ایک مکمل بحث	۱
۲	انبیاء، اولیاء، کو حاضر و ناظر سمجھنا کفر ہے اور چند دوسرے عقائد کا حکم۔	۵
۳	امکان کذب اور امکان نظیر کی تحقیق	۶
۴	گاؤں میں جمعہ جائز ہونے کی شرط۔	//
۵	اللہ تعالیٰ کو جوہر یا عرض کہنے والا اہلسنت والجماعت سے خارج ہے؟	۶
۶	مرد صالح کو ڈانٹنے اور کلمۂ توحید سے روکنے سے انسان فاسق اور بد دین ہو جاتا ہے	۷
۷	"میں قرآن کو نہیں مانتا" کے الفاظ سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔	//
۸	قراءۃ متواترہ سے انکار یا اسے اچھا نہ سمجھنا گناہ کبیرہ اور کفر ہے۔	//
۹	حدیث معراج کے متعلق ایک سوال۔	۸
	کتاب رد علی البدعات	
۱۰	بکرہ چڑھاوہ کا اور نذر ماننے کے بارہ میں	۹
۱۱	نماز کے بعد التزام لا الہ الا اللہ وغیرہ کرنا بدعت ہے	//
۱۲	قدم بوسی و قبر بوسی حرام ہے۔	//
۱۳	بروز عرفہ غیر عرفات میں جمع ہو کر نماز پڑھنا بدعت ہے۔	۱۰
۱۴	مسجد میں تعزیہ داری کرنا گناہ اور بدعت ہے کفر نہیں۔	//
۱۵	چند ضروری مسائل	//
۱۶	بزرگ کے پیروں کو بوسہ نہیں دینا چاہیے	۱۱
۱۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام آنے پر انگلیوں کو بوسہ دیکر آنکھوں پر ملنا [illegible]	//
۱۸	محفل میلاد مروجہ بدعت ہے۔	۱۲
۱۹	محض شرکت مجلس شیعہ سے رافضی نہیں بنتا	//
۲۰	مذہب روافض کی قیام اور اسکی بطالت۔	//
۲۱	پیر کی تصویر کو سجدہ کرنیوالے کافر ہیں۔	//
۲۲	صدقہ و خیرات کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہ کرنا چاہیے۔	۱۳
۲۳	یا رسول اللہ کہنا علاوہ درود کے نہیں چاہیے	۱۴
۲۴	دفن میت کے وقت اذان کہنا بدعت ہے	//

نمبر	مضامین	صفحہ
۲۵	بوقت ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھے چومنا	۱۴
۲۶	مزار پر چادر چڑھانا شرک نہیں۔	۱۵
۲۷	بدون ختنہ نکاح جائز ہے اور عرس میں شامل ہونا بدعت ہے۔	//
۲۸	بعض بدعات کی تردید۔	//
۲۹	اولیاء اللہ سے دعائیں مانگنا بدعت اور شرک ہے۔	//
۳۰	سوم دہم چہلم وغیرہ بدعات میں داخل ہیں	//
	کتاب الصلوٰۃ	
۳۱	والدین کی نافرمانی کرنیوالے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔	۱۷
۳۲	تحقیق متعلقہ وقت عشاء۔	//
۳۳	قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہوگیا پھر بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کرلیا تو نماز ہوگئی۔	//
۳۴	جھوٹی حدیث بنانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔	۱۸
۳۵	جو شخص مریدین کی مستورات سے پردہ نہ کرے وہ بیعت کے قابل نہیں۔	//
۳۶	غیر مقلد کی امامت، احتیاط الظہر کا حکم زندہ جانور کا صدقہ	//
۳۷	فدیہ نماز۔	۱۹
۳۸	پرانی مسجد کو درست اور آباد کرنا بہت ضروری اور کار ثواب ہے۔	//
۳۹	مسجد محلہ میں امام ابوحنیفہ رح کے مذہب میں دوسری جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے	۲۰
۴۰	معذور غیر معذور کا امام نہیں بن سکتا۔	۲۰
۴۱	غیر مقلدین متعصبین اور قادیانیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔	//
۴۲	امام کا بین السواری میں کھڑا ہونا مکروہ ہے	//
۴۳	قرآن غلط پڑھنے والے امام کا حکم۔	//
۴۴	بحالت نماز پنکھا کھچوانا۔	//
۴۵	تراویح میں ختم قرآن شریف مسنون ہے	۲۱
۴۶	شبینہ کا حکم	//
۴۷	لقمہ دیکر الگ ہو جاؤں گا تو لقمہ صحیح ہوگیا	//
۴۸	ایک مسئلہ متعلقہ قرأت۔	//
۴۹	رکعات تراویح و وتر کی تعداد کی تحقیق	۲۲

نمبر	مضامین	صفحہ
۵۰	اذان خطبہ کا جواب۔ ریل میں استقبال قبلہ وغیرہ	۲۳
۵۱	عیدین میں تکبیرات زوائد ترک ہوگئیں تو اعادہ نماز واجب نہیں۔	//
۵۲	امامت ولد الزنا، فاتحہ مروجہ، پیشہ قصاب وغیرہ کے احکام۔	//
۵۳	نماز جنازہ جوتہ پہنکر درست ہے یا نہیں	۲۴
۵۴	جماعت صبح کھڑے ہونے کے بعد سنت فجر کس جگہ پڑھے	//
۵۵	نماز مسافر مسلمہ زانیہ کے بچہ پر نماز جنازہ وغیرہ۔	۲۵
۵۶	چارپائی پر نماز بعذر و بلاعذر جائز ہے۔	//
۵۷	گاؤں میں جمعہ جائز ہونے کی شرط	//
۵۸	نماز میں خلاف ترتیب سورتیں پڑھنا	//
۵۹	لنگڑے اور پست قامت کی امامت۔	۲۶
۶۰	امام کو قرأۃ میں سہو ہو جائے تو امام کیا کرے اور مقتدی کیا۔	//
۶۱	نجس چیز کا خارجی استعمال جائز ہے یا نہیں	//
۶۲	صدف کا کھانا جائز ہے یا نہیں۔	۲۷
۶۳	ناپاک چربی سے بنا ہوا صابون استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں۔	//
۶۴	دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے یا نہیں	//
۶۵	غیر ماکول جانور کو ذبح کرنے سے اس کے پیٹ سے نکلا ہوا انڈا پاک ہو جاتا ہے یا نہیں	//
۶۶	صف میں باعتبار جوانب ثواب میں کمی بیشی ہے یا برابر اور جاہل آدمی کو امام کے پیچھے کھڑا ہونا کیسا ہے۔	۲۸
۶۷	مسجد میں پہلے سے کپڑا رومال وغیرہ بچھانے کا حکم	//
۶۸	مسجد میں پہلے آنے کا حکم۔	
۶۹	مختلف حوائج سے واپس آنے کے بعد اپنی جگہ بیٹھے یا دوسری جگہ۔	
۷۰	مسجد کی دائیں طرف اذان اور بائیں طرف اقامت کا کچھ ثبوت ہے یا نہیں۔	۲۹
۷۱	غیر مقلد اگر اچھے عقائد والا ہو تو اسکے پیچھے نماز درست ہے۔	//
۷۲	ذبح کرنیکی اجرت لینے والے امام کے پیچھے نماز درست ہے۔	//
۷۳	کتے کے چمڑے کو دباغت دیکر اس پر نماز پڑھنا جائز ہے	//

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۷۴	جماعت ثانیہ کا حکم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۲۹
۷۵	اثنار صلوٰۃ فجر میں طلوع شمس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اس کی دلیل۔	״
۷۶	اقامت کے بعد عمل کثیر کرنے سے اقامت کا اعادہ کیا جائے۔	۳۰
۷۷	عمامہ وغیرہ ضروریات نماز میں سے نہیں ہے	״
۷۸	شرعی مسافت سفر انگریزی میل کے حساب سے ۵۴ میل ہے۔	״
۷۹	سائل اور عسال کی امامت کا حکم۔	۳۱
۸۰	نماز عصر مثل کے بعد ہی پڑھنی چاہئے	״
۸۱	تراویح کی نماز بیس ہی رکعت کی ہے۔	۳۲
۸۲	امام کا مقتدیوں سے علیحدہ رہنا مکروہ ہے	۳۳
۸۳	سفر میں قصر نماز پڑھنے کے وجوب کی دلیل	״
۸۴	نماز میں سورتوں کی تقدیم و تاخیر سے سجدۂ سہو لازم نہیں۔	״
۸۵	سجدہ میں شک ہو تو سجدۂ سہو کرے	״
۸۶	سجدۂ سہو کرنے کے بعد اگر کوئی اسی سجدہ کرنیوالے کی اقتدا کرے تو صحیح ہے	۳۴
۸۷	نماز میں قہقہہ سے نماز وضو دونوں فاسد ہوجاتی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۸۸	امام شافعی کی متابعت کرنے سے نماز ہوجاتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۸۹	نماز کی دو رکعتوں میں قرأت کا حکم	۳۵
۹۰	قصر میں سنتیں پڑھنی چاہئیں۔	״
۹۱	تمام سجدہ میں اگر پاؤں زمین سے اٹھے رہیں تو نماز فاسد ہوگی۔	״
۹۲	سنن میں سنت رسول اللہ کہنا ضروری نہیں کہے تو حرج نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۹۳	جمعہ کی اذان ثانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہے۔	۳۶
۹۴	ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا خلاف اَولیٰ ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۹۵	مقیم مقتدی مسافر امام کے بعد کس طرح پوری کرے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۹۶	نمازیں اگر قضا ہوئیں تو ان کا قضا کرنا واجب ہے۔ اور اگر مر گیا تو ورثہ فدیہ دیں	۳۷
۹۷	اگر قضا نمازوں کی تعداد معلوم نہ ہو تو ظن غالب پر عمل کرنا چاہئے۔	״
۹۸	مقتدی امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہیں	۳۸
۹۹	الحمد اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنی چاہئے	״

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۰۰	اگر سورۃ پڑھنا بھول جائے تو رکوع سے لوٹ کر سورت پڑھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۳۸
۱۰۱	قرآن مجید کی کسی آیت کا اگر نماز میں ترجمہ پڑھے تو نماز جائز نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۱۰۲	نماز عمداً چھوڑنے والے کی سزا۔	۳۹
۱۰۳	نماز محلہ کی مسجد میں پڑھنی چاہئے۔	۴۰
۱۰۴	علم دین کی وجہ سے جماعت ترک کرنا اچھا نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۱۰۵	جمعہ کے بارے میں احتیاط الظہر کا حکم۔	۴۱
۱۰۶	بعد نماز عید اسی عیدگاہ میں نماز پڑھنے کا حکم۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۱۰۷	جمعہ میں جب امام خطبہ کے لئے نکلے اس وقت کلام مطلقاً حرام ہے۔	״
۱۰۸	وجوب جمعہ کے لئے مصر کی مقدار۔	۴۴
۱۰۹	گاؤں میں جمعہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۱۱۰	چند مسائل متعلق جمعہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۱۱۱	نماز عیدین کے بعد دعا مانگنا مستحب ہے	۴۶
۱۱۲	نماز سنت و عیدین وغیرہ میں سجدۂ سہو کا حکم۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۱۱۳	صلوٰۃ عیدین میں اذان و تکبیر وغیرہ کہنا درست نہیں ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۴۷
	جنائز	
۱۱۴	میت کی روح مکان میں آتی ہے یا نہیں۔	״
۱۱۵	جنازہ قبرستان میں کس طور سے لیجانا چاہئے۔	״
۱۱۶	بے نمازی کو جنازہ کی نماز نہ پڑھنا مکروہ ہے	״
	کتاب الزکوٰۃ	
۱۱۷	غیر کی طرف سے ادائے زکوٰۃ کے بارے میں	۴۸
۱۱۸	فطرہ و زکوٰۃ و گوشت قربانی بھنگی کو دینا جائز ہے یا نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۱۱۹	حکم متعلقہ مختلف اموال صدقہ۔	۴۹
۱۲۰	مال زکوٰۃ کو تجارت میں لگانے کا حکم۔	״
۱۲۱	دھان وغیرہ کی زکوٰۃ کا مسئلہ۔	״
۱۲۲	سرکاری مال گذاری ادا کرنے سے عشر ساقط ہوجاتا ہے یا نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۱۲۳	مصارف عشر و خراج و زکوٰۃ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵۰
۱۲۴	حکم صدقۂ فطر و وزن صاع کی تحقیق۔	״
۱۲۵	سیدہ کی زوجہ غیر سید کو زکوٰۃ لینا درست ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۲۶	سو روپیہ کی زکوٰۃ اڑھائی تولہ چاندی ہے اگرچہ اس کی قیمت ایک روپیہ ہو لیکن اگر روپیہ سے زکوٰۃ دے گا تو اڑھائی روپیہ دینا ہوگا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵۰
۱۲۷	ہندوستان کی زمینوں میں عشر نکالنا احوط ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵۱
۱۲۸	خویش و اقارب کو زکوٰۃ دینا باعث مزید اجر و ثواب ہی کا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۱۲۹	مثقال کی تحقیق۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵۲
۱۳۰	نصاب زکوٰۃ کی تفصیل۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵۳
	کتاب الصوم	
۱۳۱	متعلق ہلال رمضان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵۳
۱۳۲	صوم یوم شک کا حکم۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵۴
۱۳۳	اگر ملاعبت سے انزال ہوجائے تو کفارہ واجب نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۱۳۴	سفر میں روزہ رکھنے کا حکم۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۱۳۵	ہلال عید کی شہادت کے بارہ میں۔	۵۵
۱۳۶	روزہ میں شطرنج کھیلنے سے ثواب کامل نہیں ملتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۱۳۷	شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا افضل ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۱۳۸	ایک شخص کو سحر کھاتے ہوئے صبح صادق ہوگئی اور اذان بھی ہوگئی اس نے ناواقفی سے پھر قصداً کھانا کھایا تو قضا آوے گی یا کفارہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۵۶
۱۳۹	کفارۂ صوم کے بارہ میں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۱۴۰	اگر ہلال رمضان کے بارے میں امام نے فاسق کی گواہی قبول کرلی تو رمضان ثابت ہوجائے گا۔ اس کے بعد اگر کوئی روزہ توڑے گا تو کفارہ لازم ہوگا۔	״
۱۴۱	مقدار فدیۂ رمضان اور اسکا مصرف	۵۷
۱۴۲	رویت ہلال رمضان کے متعلق۔	״
	کتاب النکاح والرضاع	
۱۴۳	عقد نکاح لفظ انشاء اللہ کے ساتھ منعقد ہوجاتا ہے یا نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	״
۱۴۴	شیعہ و اہل سنت کی مناکحت کے بارے میں۔	۵۸
۱۴۵	لڑکی سنیہ کا نکاح شیعہ بدعقیدہ سے کرنا	״
۱۴۶	مزنیہ کی سوتیلی لڑکی سے نکاح کرنا۔	۵۹

نمبر	مضامین	صفحات
۱۴۷	نکاح بالوکیل کے بارہ میں۔	۵۹
۱۴۸	مجلس خطبہ کے متعلق۔	۶۰
۱۴۹	ایک بہن سے باپ کا اور دوسری بہن سے بیٹے کا نکاح درست ہے یا نہیں۔ ..	۶۰
۱۵۰	بالغہ حرہ کا نکاح بلاولی صحیح ہے یا نہ	″
۱۵۱	چچا کی پوتی سے نکاح درست ہے یا نہیں۔	″
۱۵۲	نکاح موقوف کے بارہ میں۔	″
۱۵۳	عجم میں نسب کا اعتبار ہے یا نہیں۔ ..	″
۱۵۴	باوجود ناراضی کے اقرار کر لینے سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں۔	۶۱
۱۵۵	اگر ولی اقرب سفر میں ہو تو ولی ابعد نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔	″
۱۵۶	لڑکی بالغہ کا باپ بلا اس کی رضامندی کے جبراً نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ ..	″
۱۵۷	نکاح ثانی کے متعلق۔	″
۱۵۸	محرمات سے نکاح کرنے کے بارے میں	۶۲
۱۵۹	خاوند سفر میں ہو تو نکاح ثانی کا کیا حکم ہے	″
۱۶۰	نومسلمہ کا نکاح تین حیض گذرنے پر درست ہے	۶۲
۱۶۱	نابالغہ کا نکاح بدون اجازت ولی کے جائز نہیں۔	″
۱۶۲	بھتیجہ کی زوجہ بیوہ سے نکاح درست ہے بشرطیکہ محرمات میں نہ ہو۔	۶۳
۱۶۳	خاوند کو دودھ پلانے سے کیا حکم ہوتا ہے۔	″
۱۶۴	مرضعہ کی سب اولاد رضیع کی بہن بھائی ہیں یا نکاح درست ہے۔	″
۱۶۵	نکاح میں شرط لگانا جائز ہے۔ ..	″
۱۶۶	طلاق مغلظہ کے بعد خلوت صحیحہ سے نکاح درست ہے۔	۶۴
۱۶۷	ہنسی میں بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔	″
۱۶۸	جب تک ایجاب و قبول کے شاہد موجود نہ ہوں نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ ...	۶۵
۱۶۹	عورت کے مسلمان ہونے پر وہ اپنے شوہر عیسائی کے نکاح سے نکل جاتی ہے	۶۶
۱۷۰	زوجہ اولیٰ کی ناراضگی کے باوجود شوہر نکاح ثانی کر سکتا ہے۔	″
۱۷۱	آجکل کی باندیوں سے جماع کرنا سخت گناہ ہے	″
۱۷۲	شیعوں کے بعض فرقوں سے نکاح جائز ہے	۶۷
۱۷۳	جب تک شوہر طلاق نہ دے عورت اسی کے نکاح میں رہے گی۔	″
۱۷۴	نکاح بیوہ ایک امر سنت ہے۔ ...	۶۸
۱۷۵	جب دادا موجود ہو تو لڑکی کے نکاح میں والدہ کو کچھ دخل نہیں۔	۶۹
۱۷۶	عنین سے جدا ہونے کی بدون طلاق کے ہندوستان میں اور کوئی صورت نہیں	″
۱۷۷	بالغہ عورت کا نکاح بدون اس کی اجازت کے کوئی نہیں باندھ سکتا۔	″
۱۷۸	بوقت نکاح اگر اصلی باپ کی جگہ سوتیلے باپ کا نام لیا گیا تو نکاح منعقد ہو گیا۔	
۱۷۹	شوہر وکیل نکاح منجانب زوجہ ہو سکتا ہے اور نکاح صحیح ہے۔	۷۱

کتاب الطلاق

نمبر	مضامین	صفحات
۱۸۰	خلع اور مطالبۂ مہر کے بارے میں۔	″
۱۸۱	تعلیق طلاق قبل از نکاح و بعد نکاح کی تفصیل۔	۷۲
۱۸۲	سب گھر والوں کو طلاق دیدی کہنے سے زوجہ پر طلاق پڑ گئی۔	
۱۸۳	زوجہ کو یہ کہنا کہ تو مثل میری بیٹی یا ہمشیرہ کے ہے۔	۷۳
۱۸۴	اگر تجھ کو رکھوں تو اپنی ماں کو رکھوں اس لفظ سے ظہار نہیں ہوتا۔ ...	″
۱۷۵	صورت خلع۔ اور اختیار طلاق بزوجہ اور طلاق معلق بشرط کے احکام۔	″
۱۷۶	بذریعہ خط طلاق دینے کا حکم۔	۷۴
۱۷۷	"میں نے تجھ کو چھوڑا" اس سے طلاق واقع ہو جائے گی۔	۷۵
۱۷۸	تو مثل میری لڑکی اور مثل میری بہن کے ہے" کے الفاظ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے	″
۱۷۹	جس شخص کے دو زوجہ ہیں اگر وہ یہ کہے کہ میری زوجہ پر تین طلاق تو کس پر طلاق ہوگی۔	″
۱۸۰	طلاق نامہ تحریری میں اگر تین دفعہ "طلاق دیتا ہوں" کے الفاظ لکھے تو طلاق بائنہ پڑ جائے گی۔	۷۶
۱۸۱	حرمت مصاہرہ سے نکاح فسخ نہیں ہوتا جب تک طلاق واقع نہ ہو۔ ...	″
۱۸۲	خلع کا ایک مسئلہ۔	″
۱۸۳	حلالہ سے بچنے کے لئے اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں۔	۷۷
۱۸۴	"میں اس بات سے خوش ہوں کہ تو میرے سامنے ہی کسی سے نکاح کرے" یہ الفاظ کنایہ طلاق کے حکم میں ہیں۔	۷۷
۱۸۵	طلاق معلق سے بچنے کا ایک حیلہ۔	۷۸
۱۸۶	جب طلاق کے عادل گواہ موجود نہ ہوں اور شوہر انکار کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔	″
۱۸۷	وقف سے پنشن دینا کیسا ہے۔	۷۹
۱۸۸	کسی کام کے لئے چندہ کیا گیا پھر اس کی ضرورت نہ رہی تو رقم چندہ کو کیا کیا جائے۔	″
۱۸۹	مدارس اسلامیہ وقف ہیں یا نہیں۔	″
۱۹۰	خائن آدمی متولی بنانے کے بارہ میں	″
۱۹۱	بشرط مصلحت متولی پیشگی تنخواہ مالِ وقف سے دے سکتا ہے۔	۸۰
۱۹۲	قرآن مجید جو بطور وقف مساجد میں رکھے جاویں اُن کا حکم	
۱۹۳	وقف نہ کرنے کا وعدہ وارث سے کیا پھر اُس کو توڑنا اور وارث کو محروم کرنا	
۱۹۴	متولی وقف شرائطِ وقف کے مطابق موقوف شے میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے	

احکام المسجد

نمبر	مضامین	صفحات
۱۹۵	جو مسجد مالِ حرام سے بنی ہے اسمیں نماز کا حکم	
۱۹۶	مسجد کے جلسہ میں مسجد کے ملازم سے کام لینا	
۱۹۷	مسجد یا مدرسہ میں نقارہ بجانے کا حکم۔	
۱۹۸	تولیت مسجد وغیرہ کے متعلق۔	
۱۹۹	نیچے حجرہ اور اوپر مسجد ہو تو کیا حکم ہے۔	
۲۰۰	دوسری مسجد بنانا اور پہلی مسجد کو نماز عیدین کے لئے خاص کرنا۔ ...	
۲۰۱	کسی ہندو نے جو زمین کہ مسلمانوں کو نماز پڑھنے کیلئے دی ہو وہ مسجد ہے یا نہیں	
۲۰۲	مسجد کی اینٹیں غسل خانہ میں لگانیکا حکم	
۲۰۳	کرایہ کی زمین پر مسجد بنانیکا حکم۔ ...	
۲۰۴	مسجد شکستہ کے سامان کو دوسری میں لگانیکا کیا حکم ہے۔	
۲۰۵	مسجد میں کھانا اور سونا مکروہ ہے۔ ..	
۲۰۶	کسی مسجد کو توڑ کر دوسری جگہ مسجد بنانا جائز نہیں۔ اور ناجنس کے مال سے بنی ہوئی مسجد میں نماز مکروہ ہے۔ ...	

بقیہ فہرست بر صفحہ ۳ ٹائیٹل

کتابُ الایمان وَ العقائد

سجدہ لغیر اللہ کے متعلق ایک مکمل بحث

سوال ۳۰۹ لغت میں معنے سجدہ فروتنی وسر برزمین نہادن لکھا ہے۔ اور جواہر
غیبی میں اقسام سجدہ اور کون سجدہ کس کس کو درست ہے۔ بادلائل لکھتے ہیں یہ کہ در فتاوی تیسیری گوید السجدۃ اثنان
سجدۃ العبادۃ وسجدۃ التحیۃ۔ سجدۃ العبادۃ للہ تعالیٰ خاصتہ وَ سجدۃ التحیہ بدون اللہ
تعالیٰ لوجہ التکریم فی خمسۃ حال جائز للقوم ان یسجدہ للنبی والمریدین للشیخ والرعیۃ للملک
والولد للوالدین والعبید للمولی فی کل حال یرخص۔ فتاوی سراجی اذا سجد الانسان سجدۃ
تحیۃ لایکفر۔ فتاوی خانی۔ وان سجد الرجل للسلطان وکان قصدہ التعظیم والتحیۃ دون
الصلوٰۃ لایکفر۔ فتاوی کافی۔ قال صدر الشہید من سجد لغیر اللہ تعالیٰ ویرید التحیۃ دون العبادۃ
لایکفر۔ وقول ابن عباسؓ سجدۃ التحیہ بمنزلۃ السلام ودر مرعاد العبادست کہ ملائکہ علیہم السلام حضرت
آدم علیہ السلام را سجدہ نمودن سببش آن بود کہ حق تعالیٰ جل شانہ حضرت آدم علیہ السلام را بنور ذات متجلی کرد۔ سجدہ
9 درحقیقت آدم علیہ السلام را نبود بل نور وذات صفات حق تعالیٰ شانہٗ را بود چنانچہ امروز سجدہ قبلہ وکعبہ را این ست
مر رب الکعبۃ وقبلہ راست وپیش بزرگاں کہ سر برزمین می نہند سجدہ نیست آں تعظیم وتکریم نور ذات وصفات معبود حقیقی
است کہ مشائخ واولیائے کرام بدون نور ذات متجلی اند مولانا رومؒ فرمایند ؎

چونکہ ذات پیر را کردی قبول　∴　ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

اور حدیث ترمذی شریف سے قلب مومن بوجہ تجلی گاہ رب العزۃ کعبہ شریف سے افضل ہے۔ عن ابن عمرؓ
انہ نظر یوماً الی الکعبۃ فقال ما اعظمک وما اعظم حرمتک والمومن اعظم حرمۃ عند اللہ تعالیٰ
منک۔ اور ایسے ہی قول مولانا روم سے مفہوم ہوتا ہے ع از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است۔

اور نیز فتاوی قاضی خاں میں ہے ولو قیل للمسلم اسجد للملک والا اقتلک لاباس ان یسجد
للملک سجدۃ التحیۃ والتعظیم لا سجود العبادۃ لان سجود التعظیم لا یکون کفراً عرف ذلک
لامر اللہ تعالیٰ للملائکۃ بسجود آدم علیہ السلام واللہ لا یأمر احداً بعبادۃ وغیرہ وکذلک اخوۃ
یوسف علیہ السلام سجدوا لیوسف علیہ السلام۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سجدہ تعبد تو بلاشک وبالاتفاق مخصوص بذات پروردگار عالم ہی ہے اور سجدہ تحیۃ وتعظیم
کا موافق مضمون کتب مذکورۃ الصدر جائز ودرست ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ماں باپ پیر ومرشد وغیرہ کے لئے اس واسطے

کہ سجدہ تحیۃ وتعظیم درحقیقت سجدہ نہیں ہے بلکہ بہتر اسلام ہے بقول ابن عباس رضؓ اور سجدہ تعبد شروط ہے مقام دیدن پاک واستقبال قبلہ کی ساتھ اور سجدہ تحیہ میں یہ شروط نہیں، ہیں اسی واسطے فقہا و متوصفین رحؒ نے جائز رکھاہے اور حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جو زوجہ کو سجدہ زوج سے اور اپنی ذاتِ پاک قدسی صفات کو سجدہ سے منع فرمایا ہے۔ اس امرپاک کی سجدۂ تعبدی ہی مراد لیا جاوے گا۔ ورنہ جواز و عدم جواز میں تناقض وتخالف واقع ہوگا۔ حالانکہ دونوں جانب دلائل ہیں تو معلوم ہوا کہ اس سجدہ سے تعبدی مراد ہے اور بس۔ اور غیر مجوزین سجدہ تحیہ کو سجدہ حضرت آدم علیہ السلام ویوسف علیہ السلام کو یہ کہدینا کہ ادیان سابقہ منسوخہ ہمارے لئے دلیل نہیں ہیں یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا اس واسطے کہ ادیان منسوخ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمیع احکام یا اوصاف منسوخ ہوں ہو سکتا ہے کہ بعض بعض احکام واوصاف باقی رہیں ایسے بہت سے احکام ہیں۔ چنانچہ دین حضرت ابراہیم علیہ السلام منسوخ ہوا لیکن بعض بعض بعض احکام بصفت وجوب۔ یا سنن باقی رہ گئی مثل ختنہ وقربانی وسعی صفا ومروہ وغیرہ۔

تو اسی طرح حکم سجدہ کا بھی سمجھنا چاہئے کہ وجوب ساقط اور اباحت باقی رہ گئی ہے اور بالکل ہی منسوخ کہدینا یہ تو بعید معلوم ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ کتابیں غلط ہیں یا صحیح اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی یہ تاویل ہوسکتی ہے یا نہیں اور سجدہ آدم علیہ السلام کی یہ تاویل درست ہے یا نہیں؛

دلائل واضحہ سے بیان فرمایا جاوے تاکہ بالکل تشفی ہو جاوے اور یہ سب شکوک جاتے رہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب وباللہ التوفیق واضح ہو کہ سجدہ غایۃ تذلل ونہایت تواضع وعبودیت ہے اسی لئے وارد ہوا لاتسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون۔ نہ سجدہ کرو آفتاب کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو پیدا کیا۔ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ اور اسی کی بندگی کرنے والوں میں شمار ہونا چاہتے ہو۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ رضؓ نے بعیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھ کر یہ عرض کیا یا رسول اللہ تسجد لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم ولو کنت امرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرءۃ ان تسجد لزوجہا الحدیث اس پر صاحب مرقاۃ تحریر فرماتے ہیں قولہ فقال اعبدوا ربکم) ای بتخصیص السجدۃ لہ فانہا غایۃ العبودیۃ ونہایۃ العبادۃ۔ اکرموا اخاکم ای عظموہ تعظیما یلیق لہ بالمحبۃ القلبیۃ والاکرام المشتمل علی الاطاعۃ الظاہریۃ والباطنیۃ وفیہ اشارۃ الی قولہ تعالیٰ وما کان لبشر ان یؤتیہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ و لکن کونوا ربانیین۔ وایماء الی قولہ ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وانما سجدۃ البعیر فخرق العادۃ واقع بتسخیر اللہ تعالیٰ وامرہ فلا مدخل لہ صلی اللہ علیہ وسلم

فی فعلہ و البعیر معذ و رحیث انہ ماموٗر من ربہ کامر اللہ تعالٰی ملائکۃ ان یسجدوا لآدم

پس واضح ہوا کہ سجدہ غیر اللہ کے لئے کسی طرح جائز نہیں ہے اور سجدہ تحیہ پہلی شریعتوں میں جائز تھا جو اس شریعت غرا میں مطلقاً منسوخ ہو گیا۔ اور ظاہر ہے کہ جب جواز اور اباحت منسوخ ہو گئی تو سجدۂ تحیہ حرام ہو گیا۔ اور سجدہ بعیر کے قصہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو سجدہ سے منع فرمایا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ تحیہ کو بھی حرام فرما دیا اور شریعت اسلام میں سجدۂ تحیہ کی حرمت متفق علیہ ہے کسی کو اس میں خلاف نہیں ہے۔

جملہ کتب تفاسیر و فقہ سے یہ واضح ہے البتہ فقہاء یہ تحریر فرماتے ہیں کہ سجدہ بہ نیت تحیہ سے کافر نہیں ہوتا۔ اور سجدۂ عبادت سے کافر ہو جاتا ہے۔ پس فتاویٰ سراجی و فتاویٰ خانی اور کافی سے جو یہ نقل کیا گیا ہے لایکفر اس سے اس قدر معلوم ہوا کہ کافر نہ ہو گا مگر اس سے جواز سجدۂ تحیہ کا کسی طرح ثابت نہیں ہوتا بلکہ وہی فقہاء جو لایکفر لکھتے ہیں یہ تصریح فرماتے ہیں کہ وہ شخص فاسق مرتکب کبیرہ ہے۔ عالمگیریہ میں ہے والتواضع لغیر اللہ حرام کذا فی الملتقط من سجد للسلطان علی وجہ التحیۃ او قبل الارض لایکفر و لکن یاثم لارتکابہ الکبیرۃ ہو المختار قال الفقیہ ابو جعفر و ان سجد السلطان بنیۃ العبادۃ او لم تحضرہ النیۃ فقد کفر کذا فی جواہر الاخلاطی و فی جامع الصغیر تقبیل الارض بین یدی العظماء حرام و ان الفاعل و الراضی اثمان کذا فی التاتارخانیۃ و تقبیل الارض بین یدی العلماء و الزھاد فعل الجہال و الفاعل و الراضی اثمان کذا فی الغرائب الانحناء للسلطان او لغیرہ یکرہ لانہ یشبہ فعل المجوس کذا فی جواہر الاخلاطی و یکرہ الانحناء عند التحیۃ و بہ ورد النہی کذا فی التمرتاشی عالمگیریہ۔

درمختار میں ہے و کذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء و العظماء فحرام و الفاعل و الراضی بہ اثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن و ہل یکفر ان علی وجہ العبادۃ و التعظیم کفر و ان علی وجہ التحیۃ لا و صار اثماً مرتکباً للکبیرۃ و فی الملتقط التواضع لغیر اللہ حرام۔

رد المحتار معروف بہ شامی میں ہے قال القہستانی و فی الظہیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقاً و فی الزاہدی الایماء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود و فی المحیط انہ یکرہ الانحناء للسلطان و غیرہ و ظاہر کلامہم اطلاق السجود علی ہذا التقبیل تمہ۔ اختلفوا فی سجود الملائکۃ قیل کان للہ تعالٰی و التوجہ الی آدم للتشریف کاستقبال الکعبۃ و قیل بل لآدم علی وجہ التحیۃ و الاکرام ثم نسخ بقولہ علیہ السلام لو امرت احداً ان یسجد لاحد لامرت المرءۃ ان تسجد لزوجہا تاتارخانیۃ قال فی تبیین المحارم و الصحیح الثانی و لم یکن عبادۃ لہ بل تحیۃ و اکراماً و لذا امتنع عنہ ابلیس و کان جائزاً فیما مضی کما فی قصۃ یوسف علیہ السلام قال ابو منصور الماتریدی و فیہ

علیٰ دلیل نسخ الکتاب بالسنة انتھیٰ شامی جلد خامس کتاب الحظر والاباحة؛

تفسیر مدارک میں ہے وکان سجود التحیة جائزاً فیما مضیٰ ثم نسخ بقوله علیه السلام لسلمان رضؓ حین اراد ان یسجد له لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحدٍ الا اللّٰہ تعالیٰ۔

معالم التنزیل میں ہے۔ وکان ذلك سجود تعظیم وتحیة لا سجود عبادة کسجود اخوة یوسف له فی قوله عزوجل وخروا له سجدًا ولم یکن فیه وضع الوجه علی الارض انما کان انحناء فلما جاء الاسلام ابطل ذلك بالسلام۔

عبارت منقولہ سے واضح ہے کہ سجدہ تحیہ حرام وکبیرہ ہے اُس کے کفر ہونے میں خلاف ہے گناہ کبیرہ اور معصیت وحرام ہونے میں کچھ خلاف نہیں ہے۔ کتب معتبرہ کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ صاحب جواہر غیبی کا بحوالہ فتاوی تیسیر وغیرہ سجدہ تحیہ کے جواز کا بالکل غلط اور محض افترا ہے۔ جن کتابوں سے اُس نے لا یکفر نقل کیا ہے اُس کا حال دیکھ معلوم ہوا کہ عدم کفر کی ساتھ گناہ کبیرہ اور حرام ومعصیت ہونا وہ فقہا تصریح فرما رہے ہیں اور فتاویٰ تیسیری سے جو فی کل حال پر خص نقل کیا ہے یہ بالکل غلط اور فقہاء معتبرین کے اقوال اور نصوص قطعیہ کی رُو سے مردود وغیر معتبر ہے اور تفاسیر معتبرہ کی عبارات سے محقق ہوا کہ سجود تحیہ پہلی امم میں جائز تھا۔ اب منسوخ وباطل ہوگیا اور بعد نسخ اباحت حرمت کے سوا کوئی مرتبہ نہیں ہے پس یہ کہنا مجوز کا کہ وجوب منسوخ اور اباحۃ باقی رہ گئی بالکل غلط ہوگیا اور 12
قول مشائخ واولیائے کرام چونکہ متجلی بنور ذات ہیں اور یہ کہ مومن عند اللہ مکرم ومحترم ہے اس وجہ سے اُس کو سجدہ تحیہ درست ہونا چاہیئے کلام بیہودہ باطل ولغو ہے۔ اُس سے پوچھا جاوے کہ یہ کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی بوجہ اتم موجود تھی پھر آپ نے صحابہؓ کو کس تشدد سے سجدہ کرنے سے منع فرمایا۔ اور ہرگز کسی طرح اجازت نہ دی پس مولانا روم کے کلام سے سجدہ کی اجازت نکالنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ باقی فتاویٰ قاضی خاں میں جو یہ مسئلہ نقل کیا ولو قیل اسجد للملك والا قتلك لا بأس ان یسجد للملك سجدة التحیة الخ۔ یہ حالت اکراہ کا مسئلہ ہے۔ حالت اکراہ واضطرار میں حرام حلال ہو جاتا ہے اس سے حالت اختیار سجدہ تحیہ کرنے کی اجازت کہاں سے معلوم ہوئی۔

الغرض نصوص قطعیہ واحادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم وروایات فقہیہ معتبرہ وتفاسیر مستندہ سے حرمت سجدہ تحیہ وسجدہ عبادت کی ظاہر وباہر ہے اور علمائے محققین اور فقہائے عظام میں سے کوئی بھی اُس کے جواز کا قائل نہیں صرف یہ فرق ان ہر دو سجدہ میں ہے کہ سجدہ عبادت باتفاق کفر وارتداد ہے اور سجدہ تحیہ کو فقہائے محققین کفر نہیں فرماتے گناہ کبیرہ اور فسق لکھتے ہیں پس لفظ لا یکفر کتب فقہ میں دیکھکر اور آگے کی عبارت فقد صار اثماً مرتکباً للکبیرة حذف کرکے مجوز مذکور کا حکم جواز سجدہ تحیہ کا لگانا سخت جہالت اور غوائت اور بد دینی

ہے جو زندگو مصداق اس حدیث صحیح متفق علیہ کا ہے حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جھالا فسئلو فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔ الحدیث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

انبیاء واولیاء کو حاضر وناظر سمجھنا کفر ہے۔ اور چند دوسرے عقائد کا حکم

سوال ۳۱۰ انبیاء علیہم السلام واولیائے کرام کو حاضر وناظر سمجھنا اور بوقت مصیبت اُن کو پکارنا اور یہ اعتقاد کرنا کہ جس وقت اُن کو پکارا جاتا ہے فوراً کار برآری کر دیتے ہیں ایسا اعتقاد کفر ہے یا نہیں؟ (۲) انبیائے عظام واولیائے کرام کو ہمارے افعال کا غائبانہ طور پر علم ہے یا نہیں؟۔ (۳) اولیائے کرام کی نظر سے ہدایت ہوتی ہے یا نہیں؟ (۴) تقبیل ید عالم اور انحنا بوقت ملاقات درست ہے یا نہیں (۵) آستانہ وخانقاہِ اولیاء کے تقبیل درست ہے یا نہیں (۶) بعض بدعتی قصہ بیان کرتے ہیں کہ رابعہ بصریہ کا بیت اللہ نے استقبال کیا تھا اور طواف بھی رابعہ بصریہ کو بیت اللہ نے کیا تھا۔ یہ درست ہے یا نہیں؟ (۷) بعض بدعتی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک ملیح تھی کیونکہ جیسا نمک دوسری چیز میں ملکر یک لخت ہو جاتا ہے ایسی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات باری تعالیٰ کی ساتھ ایک ہو گئے ہیں۔ نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد۔ یہ اعتقاد رکھنا کیسا ہے؟ (۸) جو شخص بر سر اجلاس متبع شریعت یعنی متبع قرآن وحدیث یعنی حنفی المذہب کی اہانت کرے اور علماء کی توہین کی وعظ کہے۔ اُس کے لئے کیا حکم ہے۔؟ (۹) جو شخص ان سب باتوں کو جائز کہتا ہے اُس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں

۱۳ اور اُس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ یہ اعتقاد کفر ہے۔ نصوص صریحہ کے خلاف ہے۔ کلام پاک میں ہے ھو اللّٰہ فی السمٰوات وفی الارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سوائے خدا کے تمام جگہ کوئی حاضر ناظر نہیں ہے اور مصیبت کے وقت اور ہر وقت خدا تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اذا استعنت فاستعن باللّٰہ۔ جب مدد کی ضرورت ہو خدا سے مانگو غیر کی طرف توجہ نہ کرو۔

(۲) علم غیب باری تعالیٰ کا خاصہ ہے غیر کا دخل نہیں ہے۔ اولیائے کرام اور انبیائے عظام کو عالم بجمیع الاشیا سمجھنا اور اُس کا اعتقاد رکھنا کفر ہے اس سے توبہ کرے۔ لا یعلم الغیب الا ھو۔ قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللّٰہ۔ (۳) ہدایت اور ضلالت خدا کے قبضہ میں ہے۔ انک لا تھدی من احببت ولکن اللّٰہ یھدی من یشاء۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے غیر کا کیا ٹھکانا۔ (۴) تقبیل ید عالم یا صوفی پابند شریعت کی جائز ہے انحنا نہ چاہئے کیونکہ انحنا مشابہ سجدہ کے ہے اور سنت یہ ہے کہ سلام کرے اور دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے۔ فسلم علیہ واخذ بیدہ۔ (۵) خانقاہ وآستانہ کی تقبیل جائز نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار وکذا ما یفعلون من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام۔

(٦) اس خاص قصہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے باقی کرامات اولیاء اللہ کا اعتقاد کرنا اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ حق تعالیٰ کسی ولی کے لئے خلاف عادت ایسا ظاہر فرمادیوے۔ شامی میں ہے والانصاف ما ذکرہ الامام البیھقی حین سئل عما یحکی ان الکعبۃ تزور واحداً من الاولیاء بل یجوز القول بہ فقال نقض العادۃ علی سبیل الکرامۃ لاھل الولایۃ جائز عند اھل السنۃ۔ شامی جلد ثانی ص٣٠٥

(٧) یہ بالکل غلط ہے اور اُس کا اعتقاد کفر ہے اس میں حلول ذات باری تعالیٰ میں لازم آتا ہے اور یہ عقیدہ باطل اہل اسلام کا نہیں ہے۔ (٨) ایسا شخص جو کہ علمائے محمدیہ کی توہین کرے وہ فاسق ہے اُس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اگر اُس کے پیچھے نماز پڑھی تو اُس کا اعادہ واجب ہے۔ ایسے شخص کی نماز عند اللہ ذخیرہ ثواب نہیں ہے۔

(٩) جو شخص ان عقیدوں کا مثبت ہو اور معتقد ہو وہ کافر ہے اُس کے پیچھے نماز جائز نہیں اور نہ خود اُس کی نماز جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

امکان کذب اور امکان نظیر کی تحقیق

سوال ٣١١۔ کذب باری تعالیٰ ممکن ہے یا ممتنع اگر ممکن ہے تو اُس کے سہل معنی کیا ہیں۔ (٢) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر آپ معدوم النظیر نہ ہوں تو لانبی بعدی کے کیا معنے ہیں۔؟

۱۴ **الجواب**۔ اس کی مثال ایسی سمجھو کہ حق تعالیٰ مشرکین کی مغفرت نہ فرماوے گا جیسا کہ وعدہ ہو چکا ہے ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ لیکن اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ کافر کی مغفرت فرمادیوے مگر وہ ایسا نہ کرے گا بس یہ معنی ہیں امکان کذب کے کہ خلاف وعدہ تحت القدرۃ داخل ہے مگر ایسا نہ ہو گا۔ (٢) اسی طرح امکان نظیر کے معنے سمجھو کہ حق تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ آپ کی مثل کوئی نہیں اور نہ کوئی ہو گا لیکن حق تعالیٰ کو قدرت ہے آپ کے مثل پیدا کرنے پر حق تعالیٰ عاجز نہیں ہے اور علم کلام کا مسئلہ ہے مثل الممکن ممکن اسی طرح آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ آپ خاتم النبیین ہیں لیکن حق تعالیٰ قادر ہے آپ کے بعد نبی پیدا کرنے پر مگر بسبب وعدہ صادقہ پیدا نہ فرماوے گا۔
الغرض امکان ذاتی ہے اور امتناع بالغیر ہے فلا اشکال۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

گاؤں میں جمعہ جائز ہونے کی شرط

سوال ٣١٢۔ گاؤں میں جمعہ کی ادائیگی کے لئے تین چار ہزار آدمی کی آبادی شرط ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب۔ یہ اس بنا پر ہے کہ جمعہ کے لئے قریہ کبیرہ کی شرط ہے اور عرفاً قریہ کبیرہ وہی کہلاتا ہے جس میں تین چار ہزار آدمی آباد ہوں جس سے وہ مثل قصبہ کے ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اللہ تعالیٰ کو جوہر یا عرض کہنے والا اہل سنت والجماعت سے خارج ہے

سوال ٣١٣۔ ایک شخص نے جو اپنے آپ کو عالم حنفی کہتا ہے آیۃ کریمہ اللہ نور السموات والارض کے تحت میں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود

ہے اور ہر موجود کے لئے جوہر یا عرض ہونا لازم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ جوہر اور نور لطیف ہے۔ اُس شخص کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ایسا شخص اہل سنت وجماعت کے عقیدے کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے اُس کو امام نہ بنایا جاوے اور جب کہ وہ شخص اہل سنت سے خارج ہے تو حنفی ہونے سے بھی خارج ہے یہ جو وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اگر موجود مانا جاوے گا تو جوہر یا عرض ہونا لازم ہے۔ یہ قول اُس کا غلط ہے یہ انحصار عالم میں ہے اور حق تعالیٰ شانہ اس سے برتر ہے اُس کو نہ جوہر کہہ سکتے ہیں نہ عرض بلکہ وہ ذات پاک لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہے شرح فقہ اکبر میں ہے۔ وَھُوَ شئی لا کالاشیاء الخ ومعنی الشئی ای معنی کونہ شیئا لا کالاشیاء اثباتہ ای اثبات وجود بلا جسم والجوھر والعرض۔ ای فی اعتبار صفاتہ لان الجسم متركب ومتميز وذلك امارة الحدوث والجوھر متمیز وجزء لا یتجزی من الجسم والعرض کل موجود یحدث فی الجواھر والاجسام وھو قائم بغیرہ لا بذاتہ الی ان قال وحاصلہ ان العالم اعیان واعراض فالاعیان مالہ قیام بذاتہ وھو اما مرکب وھو الجسم او غیر مرکب کالجوھر وھو الذی لا یتجزی واللہ منزہ عن ذلک کلہ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

15

مرد صالح کو ڈانٹنے اور کلمۂ توحید کہنے سے انسان فاسق اور بددین ہو جاتا ہے	**سوال ۳۱۴۔** چند لوگ آپس میں مقدمہ فیصل کر رہے تھے۔ غوث محمد نہایت صالح پابند صوم وصلوۃ ہے اُس نے کہا کہ کلمۂ توحید پڑھو جو لوگ مقدمہ فیصل

کر رہے تھے اُنہوں نے مسمی غوث محمد کو خوب ڈانٹا اور ذلیل کیا اُن لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب۔ جن لوگوں نے غوث محمد کو ڈانٹا اور اُس کی تذلیل کی اور ایک مسلمان صالح کو ایذا دی اور کلمۂ حق کہنے پر اور اُس کے امر کرنے پر اُس کو ڈانٹا وہ فاسق اور بددین ہیں توبہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

میں قرآن کو نہیں مانتا کے الفاظ سے انسان کافر ہو جاتا ہے	**سوال ۳۱۵۔** زید اور بکر میں باہم جھگڑا تھا زید نے بکر سے کہا کہ آؤ بھائی موافق قرآن شریف کے فیصلہ کریں۔ بکر نے کہا کہ میں تمہارے قرآن کو نہیں مانتا ہوں۔ بکر کا

یہ کہنا کیسا ہے اور اُس کے لئے کیا حکم ہے اور قرآن شریف ایک ہی ہے یا مختلف؟

الجواب۔ قرآن شریف ایک ہی ہے مختلف نہیں ہیں اور کسی شہر اور کسی قوم کا قرآن شریف جدا جدا نہیں ہے۔ پس بکر کا قرآن شریف کی نسبت ایسا کہنا کلمۂ کفر ہے بکر کو توبہ کرنی چاہئے اور تجدید اسلام کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق توبہ کی اُس کو دیوے۔ اس کے سوا زیادہ کیا لکھا جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

قراۃ متواترہ کو انکار یا اسے اچھا نہ سمجھنا گناہ کبیرہ اور کفر ہے	**سوال ۳۱۶** تمام قرآن شریف میں لفظ علیہم کو حضرت امام حمزہ کوفی نے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے حالانکہ یہ قاعدہ لغوی کے خلاف ہے بعض لوگ اس پر اعتراض

کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت امام حمزہ نے غلط پڑھا ہے کسرہ پڑھنا چاہئے۔ اس کی حقیقت کیا ہے۔؟

الجواب۔ تمام قرآن شریف میں لفظ علیہم کو بیشک حضرت امام حمزہ کوفی رح نے بضم ہا روایت کیا ہے اور یہ قرأۃ متواترہ میں سے ہے جیسا کہ امام شاطبی رح نے قصیدہ شاطبیہ میں جو قرأۃ کی مسلم و مروج و مشہور کتاب ہے اس میں فرماتے ہیں علیہم الیہم حمزۃ ولدیہم جمیعاً بضم الھاء وقفاً وصلاً۔ مطلب اس شعر کا یہ ہے کہ یہ تین الفاظ وقفاً اور وصلاً حضرت حمزہ اس کو مضموم الہار روایت کرتے ہیں۔ غرض ان قراءات کا انکار یا استخفاف گناہ کبیرہ ہے اور کفر ہے۔ زید کی یہ ناواقفی ہے۔ حضرت حفص رح کی روایت جس کو ہم لوگ سب پڑھتے ہیں اور بوجہ چھپ جانے کے تمام دنیا میں مروج ہے اس میں بھی کئی لفظ بظاہر کے کچھ خلاف پائے جاتے ہیں جیسے سورۃ فتح کے شروع میں لفظ علیہُ اللہ بضم الہار ہے اور سورۃ کہف کے اخیر میں وما انسانیۂ الا الشیطان میں ہا کو نحو کے قاعدہ سے کسرہ ہونا چاہئے مگر حفص رح دونوں کو بضم ہار روایت کرتے ہیں۔

اصل ضمائر میں ضمہ ہی ہے بوجہ عروض عارض کے کسرہ دیدیا جاتا ہے ان مواقع پر عارض کا لحاظ نہیں کیا بوجہ اتباع اثر کے کیونکہ اولی مرتبہ اثر کا ہے بعد کو صرف نحو اور رسم خط عثمانی وغیرہ کا توافق دیکھا جاتا ہے فقط

حدیث معراج کی متعلق ایک سوال **سوال ۱۳۱۷** دو فریق میں اختلاف ہوا در بارۂ وضع قدم شریف حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں کندھے مبارک پر حضرت محبوب سبحانی شیخ سید عبد القادر جیلانی رح کے۔ فریق اول کہتا ہے کہ حدیث معراج میں کہیں یہ قصہ مذکور نہیں لہذا یہ قصہ خلاف ہے۔ فریق ثانی کا بیان ہے کہ یہ قصہ واقع ہوا ہے اور صحیح ہے اور فریق ثانی بعض کتب سے نقول پیش کرتا ہے۔ ہر دو فریق میں سے کون حق پر ہے اور یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں؟ ۱۶

الجواب۔ فریق اول حق پر ہے۔ درحقیقت حدیث معراج میں اور کسی حدیث صحیح میں یہ قصہ مذکور نہیں ہے اور درصورت صحت نقل اس قصہ کے حضرت محبوب سبحانی رح سے مؤول ہے ایسی تاویلات کے ساتھ جو لائق حالات اولیاء اللہ کے ہیں جیسے حضرت بایزید بسطامی رح کی معراج کی تاویلات ہیں اس قصہ کی بھی تاویل کی جاوے گی بہرحال نقل کرنا ایسے امور کا خصوصاً عوام جہال کے سامنے موجب گمراہی اور فتنہ کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ
مفتی دار العلوم دیوبند۔

کتاب الرد علی البدعات

...عادو کا اور نذر ماننے کے بارہ میں

سوال ۳۱۹۔ عوام قبروں پر بکرا چڑھاتے ہیں اور نذریں مانتے ہیں یا یہ کہتے ہیں ...فلاں پیر کا ہے پھر اُس کو بسم اللہ پڑھکر ذبح کرتے ہیں ایسے جانور کا کھانا حلال ہے یا حرام۔ اگر حرام ہے تو بعض تفاسیر ...به عند الذبح کی قید کا کیا مطلب ہے۔ جو شخص اُس جانور کی حلت کا قائل ہو اُس کو امام بنانا کیسا ہے؟

الجواب۔ جس جانور کو تعظیماً اور تقرباً الی غیر اللہ ذبح کیا جاوے اگرچہ بوقت ذبح اللہ کا نام اُس پر لیا جاوے ...کا ناحلال نہیں کہ وہ اہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہے اور مفسرین جو ماذبح لغیر اللہ کی ساتھ تفسیر کرتے ہیں اُن کا منشاء ...یہ بھی ایک فرد ہے ما اہل بہ لغیر اللہ کا اور نیز اُس وقت میں جس کو غیر اللہ کے نام پر پکارتے تھے اُس کو غیر اللہ کے ...ذبح بھی کرتے تھے۔ ورنہ دراصل محرم اہلال لغیر اللہ ہے جو بمعنے رفع الصوت ہے۔ کتب حنفیہ میں ایسے جانور ...ہونے کی تصریح ہے۔ پھر حنفیہ کے لئے کوئی محل ریب باقی نہیں۔ درمختار میں ہے۔ ذبح لقدوم الامیر ونحوہ ...من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ الخ۔

پس جو شخص اُس جانور کی حلت کا قائل ہو اُس کی امامت درست نہیں ہے اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ فقط

...بعد التزام لا الہ الا اللہ ...ا بدعت ہے

(۱۳) **سوال ۳۲۰**۔ ہر فرض نماز کے بعد زور سے لا الہ الا اللہ تین بار پڑھنا اور ایک بار محمد رسول اللہ پڑھنا اور بعد اس کے اللھم انت السلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر ناجائز ہے تو فرض نماز کے بعد کیا ...چاہئے۔ زور سے کلمہ پڑھنے سے مسبوق کی نماز میں خطرہ واقع ہوتا ہے؟

الجواب۔ ہر فرض نماز کے بعد التزام اس کا بدعت و مکروہ ہے درمختار میں مسجد کے مکروہات میں رفع صوت بذکر کو ...ہے اور ہر چند کہ ذکر جہر جائز و مستحب ہے لیکن اس ہیئت خاص و التزام خاص کی ساتھ خصوصاً جبکہ تشویش مصلین ...اندیشہ ہے لاریب غیر ثابت بلکہ مکروہ و بدعت ہے۔ فرض نماز کے بعد اللھم انت السلام الخ وغیرہ پڑھکر اگر اُس نماز کے ...سنتیں ہیں سنت ادا کرنا چاہئے ورنہ جو اوراد عبہ مقررہ ہیں وہ پڑھے یا جو کام چاہے کرے فقط واللہ اعلم

...و قبر بوسی حرام ہے

سوال ۳۲۱۔ قدم بوسی، قبر بوسی کے بارہ میں فتوی مفصل ارقام فرمایا جاوے؟

الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق و فی جامع الصغیر تقبیل الارض بین یدی العظماء حرام وان ...فاعل والراضی اثمان کذا فی التاتارخانیہ و تقبیل الارض بین یدی العلماء و الزھاد فعل ...جھال والفاعل والراضی اثمان کذا فی الغرائب الانحناء للسلطان او لغیرہ مکروہ لانہ یشبہ ...فعل المجوس کذا فی جواھر الاخلاطی و یکرہ الانحناء عند التحیۃ و بہ ورد النھی کذا فی ...التمرتاشی۔ عالمگیریہ۔ و عن انس رض قال رجل یا رسول اللہ الرجل یلقی اخاہ او صدیقہ اینحنی لہ

قال لا قال افیلتزمہ ویقبلہ قال لا قال افیاخذ بیدہ و یصافحہ قال نعم۔ رواہ الترمذی؛

پس معلوم ہوا کہ جھک کر کسی کی قدمبوسی کرنا اور قبر بوسی کرنا نہیں چاہئے جب کہ جھک کر سلام کرنا بھی درست نہیں

تو جھک کر قدمبوسی کرنا جو مشابہ بالسجود ہے کیسے درست ہو سکتا ہے۔ اور قبر بوسی اس وجہ سے بھی حرام ہے کہ تقبیل

ہے اور اس وجہ سے بھی حرام ہے کہ اس میں تشبہ بالسجود ہے اور اس وجہ سے بھی حرام ہے کہ اُس میں تعظیم غیر اللہ

و کل منہا حرام۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

بروز عرفہ غیر عرفات میں جمع ہو کر نماز پڑھنا بدعت ہے

سوال ۳۲۲۔ موضع ننگل علاقہ بہلور میں ہمارے جدا مجد نماز دوگانہ حج بروز عرفہ عصر ادا کیا کرتے تھے اور اس نماز میں ثواب حج حاصل کرنے کی نیت سے دیگر دیہات قریب کے لوگ اکثر شامل ہوا کرتے تھے اب بعض علماء منع کرتے ہیں کیا حکم ہے؟

الجواب۔ بروز عرفہ جمع ہونا لوگوں کا تشبہاً بالواقفین اور نفل با جماعت کثیرہ پڑھنا بخیال حصول ثواب لاریب بے اصل اور بدعت و مکروہ ہے فی رد المحتار و الحاصل ان الصحیح الکراہۃ کما فی الدر بل فی ظاہر ما فی غایۃ البیان انہا تحریمیۃ الخ و فی شرح المنیۃ و فی نحو ہذہ الاشیاء البدع الخ و من امرہم فہو بدعۃ و البدعۃ اذا لم تستلزم سنۃ فہی ضلالۃ انتہی فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن

مسجد میں تعزیہ داری کرنا گناہ اور بدعت ہے۔ کفر نہیں

سوال ۳۲۳۔ بعض لوگ مسجد میں تعزیہ رکھتے ہیں اور مجلس کرتے ہیں جس میں م... جاتے ہیں۔ ان امور کا مسجد میں کرنا کیسا ہے اور ان کا اصرار کفر ہے یا نہیں؟

الجواب۔ تعزیہ داری اور مجالس مرثیہ خوانی وغیرہ ہر جگہ اور ہر وقت حرام اور گناہ کبیرہ ہے بالخصوص ... میں یہ کام کرنا سخت ظلم اور معصیت اور موجب عتاب الٰہی ہے مسلمانوں کو ایسی حرکات سے توبہ کرنی چاہئے ... اور گناہ کبیرہ ہیں کفر نہیں ہیں اصرار کرنے والا ان امور پر فاسق ہے اور تعزیر کا مستحق ہے فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن

چند ضروری مسائل

سوال ۳۲۴ (۱) بروز جمعہ بعد ادائے فریضہ چار رکعت نماز بہ نیت آخر ظہر پڑھنیکا ... (۲) جمعہ کے روز بعد اذان ثانی مناجات کرنا کیسا ہے۔ (۳) اکثر جگہ رواج ہے کہ بعد نماز عید سب لوگ آپس میں مصافحہ کرتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہ۔ اور نوشہ کو بعد عقد اُسی مجلس میں مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب (۱) و فی البحر قد افتیت مرارًا بعدم صلوۃ الاربع بعدہا بنیۃ آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ و ہو الاحتیاط فی زماننا الخ درمختار پس نماز جمعہ کے بعد چار رکعت بہ نیۃ آخر ظہر نہ پڑھنی چاہئے۔ کما افتی بہ العلامۃ صاحب البحر۔ (۲) مکروہ ہے اور ممنوع ہے درمختار میں ہے و ان لا یجیب بلسانہ اتفاقًا فی الاذان بین یدی الخطیب باب الاذان و فی الشامی و اجابۃ الاذان حینئذ مکروہۃ۔ اور حدیث شریف میں ہے اذا خرج الامام فلا صلوۃ و لا کلام الخ پس معلوم ہوا

ن ثانی جمعہ دعا و مناجات زبان سے نہ کرے ۸

تخصیص مصافحہ کی کسی نماز کے بعد مکروہ ہے اسی طرح تخصیص بعد عقد کے مکروہ ہے فی الشامی و نقل
بیین المحارم عن الملتقطات انہ تکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلوٰۃ بکل حال لان الصحابۃ رضی اللہ
عنہم ما صافحوا بعد اداء الصلوٰۃ و لانہا من سنن الروافض الخ و فیہ عن المدخل و موضع
صافحۃ فی الشرع انما ھو عند لقاء المسلم لاخیہ لا فی ادبار الصلوٰۃ فحیث وضعہا الشرع
الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

| پیروں کو بوسہ نہیں دینا چاہئے | **سوال ۳۲۵**۔ کسی بڑے اور بزرگ کے پیروں کو بوسہ دینا اور چومنا کیا حکم |

مفصل بالدلائل جواب مرحمت ہووے؟

الجواب۔ احوط وارجح عدم تقبیل رجلین ہے کہ یہ تقبیل بعض صورتوں میں مشابہ سجدہ کے ہو جاتی ہے
اور تقبیل ارض بین یدی العلماء والمشائخ باتفاق حرام و کبیرہ گناہ ہے بلکہ بعض فقہاء نے اُس میں حکم کفر
کا کمافی الدر المختار و کذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء و العظماء
فالفاعل و الراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن و ھل یکفران علی وجہ العبادۃ
و التعظیم کفر و ان علی وجہ التحیۃ لا و صار آثما مرتکبا للکبیرۃ و فی الملتقط التواضع لغیر اللہ
حرام در مختار۔

ترجمہ یہ ہے اور اسی طرح وہ جو کرتے ہیں زمین کا چومنا سامنے علماء اور بزرگوں کے سو یہ حرام ہے اور اس فعل
کا کرنے والا اور جو اس سے راضی ہو دونوں گناہ گار ہیں کیونکہ یہ فعل مشابہ ہے بت پرستی کے اور کیا کافر ہو جاتا ہے یعنی
اس فعل کا سو اگر از راہِ عبادت و تعظیم اُس نے علماء و عظماء کے سامنے سر جھکایا ہے اور زمین بوسی کی ہے تو
کافر ہو جاتا ہے۔ اور اگر بطریق سلام اور تحیۃ کے ایسا کیا ہے تو کافر نہیں ہوتا اور گناہگار مرتکب کبیرہ گناہ کا ہوتا ہے۔ اور
ملتقط میں ہے فروتنی یعنی زمین بوسی وغیرہ غیر اللہ کے لئے حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

| آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام آنے پر انگلیوں کو بوسہ دیکر آنکھوں پر ملنا اچھا نہیں۔ | **سوال ۳۲۶**۔ اذان اور مجلس میلاد شریف میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا ہے تو انگلیوں کو بوسہ دیکر آنکھوں کو لگاتے ہیں اور کہتے ہیں |

کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس سے آنکھوں میں روشنی رہتی ہے۔ اور دوسرے موقعوں پر ایسا نہیں کرتے۔ اور جو
نہیں کرتا اُس کو ملامت کرتے ہیں۔؟

الجواب۔ علامہ شامی نے اذان کے اندر بعض روایات کی بنا پر ایسا لکھا ہے اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ خاص
اذان کے اندر ہے اقامت میں ثابت نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجلس میلاد شریف میں بھی نہ کرنا چاہئے۔ پھر یہ لکھا ہے

۱۵

کہ مرفوع حدیث سے اذان میں بھی ثابت نہیں ہے۔ پس احتیاط اس میں ہے کہ نہ کیا جاوے اور جب کہ اس کے کرنے والوں کا غلو حد سے بڑھ گیا ہے کہ تارک پر ملامت کرتے ہیں تو ایسی حالت میں ترک اس کا ضروری ہے اور فعل صحابہ سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

محفل میلاد مروجہ بدعت ہے

سوال ۳۲۷۔ محفل میلاد میں قیام کرنا جائز ہے یا نہ؟

الجواب۔ زمانہ ہذا کی محفل میلاد مروجہ بھی شرعاً درست نہیں ہے۔ اور قیام کا التزام بھی جائز نہیں کچھ کیا جاتا ہے یہ رسم و رواج خلاف شریعت ہے اور بدعت ہے اس کو ترک کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ

محض شرکت مجلس شیعہ سے رافضی نہیں بنتا

سوال ۳۲۸۔ زید مجلس شیعہ میں شریک ہوا جب اس سے دریافت اس نے کہا کہ میں شاعر ہوں اور خاندان انیس کے میراثی بحیثیت شاعری مجھے پسند ہیں۔ لہٰذا چند بار شریک ضرور ہوا ہوں اور کوئی خرابی مجھ میں نہیں ہے۔ اس صورت میں زید پر حکم مرتد ہونے کا کیا جاوے گا یا نہ۔ اور نکاح قائم ہے یا فسخ ہو گیا۔؟

الجواب۔ جب تک زید کا رفض محقق نہ ہو حکم ارتداد کا اور فسخ نکاح کا نہ ہو گا مگر زید جو خود مقر مراثی کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھنے کا وہ متہم ضرور ہے اُس کو آئندہ اس سے اور جملہ خیالات و عقائد فاسدہ سے بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مذہب روافض کی قیام اور اس کی بطالت

سوال ۳۲۹۔ مذہب روافض کب سے قائم ہوا۔ اور اس کے باطل ہونے کی کیا دلیل ہے۔؟

الجواب۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زمانہ صحابہ میں سے اس قسم کے مذاہب باطلہ روافض وخوارج خذلہم اللہ تعالیٰ ظاہر ہونے لگے تھے۔ پھر زیادہ شیوع ہوتا رہا۔ اور اُن کی بطلان کی دلیل حدیث مشہور ہے آپ نے فرقہ ناجیہ کی تفسیر ما انا علیہ و اصحابی۔ فرمایا اور اُن کا نام بھی فرمایا کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ؛

پیر کی تصویر کو سجدہ کرنے والا کافر ہیں

سوال ۳۳۰۔ ایک احرام پوش فرقہ اپنے پیر کی تصویر کو مسند پر اس طرح سجاتا ہے کہ گویا صاحب تصویر بحالت زندگی آرام کر رہے ہیں۔ پھر اُس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں یا قدم بوسی کرتے ہیں۔ یہ لوگ تارک صلوٰۃ ہیں اور بغیر توبہ کرائے طوائف کو مرید کرتے ہیں۔ اور اُن کی ناجائز آمدنی سے اپنی ہر قسم کی خواہش پوری کرتے ہیں اُن کا تمام وقت طوائفوں کے یہاں گذر جاتا ہے۔ کیا یہ لوگ دائرۂ اسلام میں ہیں۔ اور کیا اُن کے ساتھ مسلمانوں کی طرح رسم و ملت اور اتحاد رکھنا درست ہے یا نہ؟

الجواب۔ حدیث شریف میں ہے لعن الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد اور

میں ہے وکذا ما یفعلونه من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی
به آثمان لانه یشبه عبادة الوثن وھل یکفر ان علی وجه العبادة والتعظیم کفر وان علی وجه التحیة
لا وصار آثما مرتکبا للکبیرة در مختار۔ وفی الشامی قال الزیلعی وذکر الصدر الشهید انه لا یکفر
بهذا السجود لانه یرید به التحیة وقال شمس الائمة السرخسی ان کان لغیر اللہ تعالیٰ علی وجه التعظیم
قال القهستانی فی الظهیریة یکفر بالسجدة مطلقاً وفی الزاهدی الایماء فی السلام ای قریب الرکوع
کالسجود الخ شامی جلد۔

ظاہر ہے کہ یہ خلاف علماء وصلحاء کے سامنے تقبیل ارض وغیرہ میں ہے۔ اور سجدۂ تعظیمی کو مطلقاً سب علماء کفر فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ خاص باری تعالیٰ شانہٗ کی ساتھ مخصوص ہے اور تصاویر کی ساتھ معاملہ کرنا ایسا ہے۔ جیساکہ قبور کی ساتھ اور اُس پر لعنت وارد ہے۔ پس وہ لوگ جو تصاویر کی ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں ملعون ومردود ہیں اور اُن کے کفر میں اور مرتکب افعال شرک وکفر ہونے میں کچھ تردد معلوم نہیں ہوتا۔ اور بہرحال اُن کی ساتھ اختلاط وارتباط ومحبت ووداد قطعاً حرام وناجائز ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

صدقہ وخیرات کیلئے کوئی خاص دن مقرر کرنا کیسا ہے

17 **سوال ۱۳۲۱**۔ جمعرات کے دن کھانا پکاکر واسطے ایصال ثواب موتی کے دینا اور جمعرات کو اس کام کے لئے اس وجہ سے مقرر کرنا کہ یہ کام ایک وقت پر ہوتا رہے۔ اور جمعرات کی تعیین وتخصیص ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔ جیساکہ بدعتی لوگ سمجھتے ہیں۔ آیا جمعرات کے روز محض ایصال ثواب کے لئے معین کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگرچہ عقیدہ میں کچھ تخصیص ایصال ثواب موتی کے لئے کسی دن اور تاریخ کی نہیں ہے تو در اصل اُس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور جبکہ زید اور اُس کے بزرگوں کا عقیدہ تخصیص کا نہ تھا صرف مصلحت مذکورہ جمعرات کو اس کام کے لئے معین کیا گیا تھا تو اُن کے حق میں یہ فعل در اصل جائز تھا مگر چونکہ جیسا خود عقیدہ کی خرابی سے بچنا چاہئے ایسا ہی دوسروں کو بھی بچانا چاہئے۔ عوام کے خیال میں جمعرات کی تخصیص کچھ ایسی راسخ ہوگئی ہے کہ اس کام کا التزام اُن کے نزدیک مثل لازم کے ہوگیا ہے۔ پس بچنا اس تخصیص وتعیین سے سب کو ضروری ہوگیا کہ عوام کا عقیدہ درست ہو۔ اور اُن کے خیالات راسخہ نکل جاویں۔ دوسرے اُن لوگوں کے ساتھ مشابہت بھی نہ ہو جو عقیدہ تخصیص کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔

الغرض اب حکم یہ ہے کہ اگرچہ زید کا عقیدہ صحیح ہو مگر اُس کو یہ تعیین اور تخصیص اُٹھا دینی چاہئے۔ اگر دوام نہ ہو اور کبھی ناغہ ہوجاوے یہ اس سے اچھا ہے کہ ایک بدعت لوگوں کے قلوب میں راسخ ہو۔ شامی صفحہ ۲۲۵ جلد اوّل میں ہے وما یفعل عقیب الصلوٰة فمکروه لان الجهال یعتقد ونها سنة او واجبة وکل

مباح یودی اللہ فہ مکروہ الخ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ کوئی فعل دراصل مباح بھی ہو مگر عوام جہال اُس کو اُس کی حد سے متجاوز کر دیں اور معاملہ واجب کا سا کرنے لگیں تو چھوڑ دینا اُس کا سب کو چاہئے اور ارتکاب اُس فعل کا سب کے حق میں مکروہ ہے اگر ارتکاب کرنے والوں کا عقیدہ خراب نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

یارسول اللہ کہنا علاوہ درود کے نہیں چاہئے

سوال ۳۳۲۔ یا رسول اللہ کہنا کیسا ہے۔ اور صلوٰۃ وسلام نبی کریم پر جائز ہے۔ یا کیا بعد نماز دعا آہستہ مانگی جاوے۔ یا کیونکر۔ اور سماع موتی ابو حنیفہ کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں اور قبور پر پھول چڑھانا جائز ہے یا نہیں اور قبل اقامت درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب۔ یا رسول اللہ کہنا سوائے درود شریف کے دوسرے موقع پر نہیں چاہئے۔ اور صلوٰۃ وسلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اگر بدون کسی آمیزش بدعات کے ہے تو اس کے افضل ہونے میں اور موجب ثواب ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا اور دعا بعد نماز آہستہ مانگنا افضل ہے اور سماع موتی ابو حنیفہ کے نزدیک ثابت نہیں ہے اور قبر پر پھول چڑھانا بدعت ہے اور قبل اقامت درود شریف پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ فقط

دفن میت کے وقت اذان کہنا بدعت ہے

سوال ۳۳۳۔ میت کو دفن کرتے وقت اذان کہنا کیسا ہے؟

الجواب۔ وقت دفن میت کے اذان کہنا بدعت ہے اور سلف سے منقول نہیں ہے۔ شامی میں ہے۔ فی الاقتصار علی ما ذکر اشارۃ الی انہ لاباس بالاذان عند ادخال المیت فی قبرہ الخ وقد صرح ابن حجر فی فتاویٰ انہ بدعۃ الی اخرہ ما حققہ رحمہ اللہ وفی الدر المختار وہو سنۃ للفرائض الخمس الخ لاباس بغیرھا کعید الخ وفی الشامی قولہ لاباس بغیرھا من الصلوٰۃ والاقیند ب للمولود فی المہموم والمصرع الخ۔ شامی نے اذان وقت دفن کا اس موقع پر بھی انکار کیا ہے۔ فقط

حدیث قدسی کی تعریف

سوال ۳۳۴۔ حدیث قدسی کس کو کہتے ہیں؟

الجواب۔ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اللہ تبارک وتعالیٰ روایت فرماویں۔ فقط

بوقت ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھے چومنا

سوال ۳۳۵۔ ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی۔ شامی میں ہے تتمہ یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ منہا قرت عینی بک یا رسول اللہ الخ۔ اس عبارت سے تقبیل ظفرین اگرچہ بطریق مرفوع ثابت نہ ہو۔ مگر اس کی اصلیت ضرور معلوم ہوتی ہے جس سے اس کو بدعت کی حد میں لانا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ پھر ہمارے بزرگوں کا اس پر عمل نہ ہونا تعجب ہے۔ اور وجہ متروک ہونے کی کیا ہے؟

الجواب۔ ہندوستان میں اراضی مملوکہ مسلمین کو عشری سمجھنا چاہئے۔ وجہ ممانعت اور متروک ہونے کی

یہ ہوئی کہ عمل درحقیقت بطریق اعمال کے تھا نہ بطریق سنیت کے۔ پس جبکہ عوام اس کو سنت سمجھنے لگے اور تارک پر طعن وملامت ہونے لگا تو ایسا امر اگر مستحب بھی ہو تو قابل ترک ہے۔ اور صحابہ وتابعین کا اس پر عمل درآمد نہ ہونا دلیل ہے عدم ثبوت کی فاتباع السنۃ خیر من احداث بدعۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مزار پر چادر چڑھانا شرک نہیں

سوال ۳۳۶۔ ہندہ نے شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ کے مزار پر جاکر یہ مَنّت مانی کہ فلاں مدعٰی میرا پورا ہو جائے گا تو نظام الدین کے مزار پر چادر چڑھاؤں گی اور اثنائے گفتگو میں باصرار یہ بھی کہا کہ چاہے شرک ہو یا کچھ منت ضرور بالضرور پوری کروں گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا یعنی چادر باصرار چڑھائی۔ آیا اس صورت متذکرہ بالا میں ہندہ مشرکہ ہوئی یا نہیں اور نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ چادر چڑھانے کی مَنّت ماننا گناہ ہے۔ شرک نہیں ہے۔ پس یہ قول اس کا لغو ہے کہ شرک ہو یا کچھ اور تاویل اس میں ممکن ہے۔ پس چادر چڑھانے سے ہندہ گنہگار رہوئی مشرکہ نہیں ہوئی اور اس کا نکاح فسخ نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بدون ختنہ نکاح جائز ہے اور عرس میں شامل ہونا بدعت ہے۔

سوال ۳۳۷۔ سنا ہے کہ بدون ختنہ کے اگر لڑکے کا نکاح کردیا جاوے تو نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ یہ بات صحیح ہے یا غلط؟

(۲) عرس میں شریک ہونا اور عورتوں کو لیجانا جائز ہے یا نہیں؟

19

الجواب یہ غلط ہے کہ بدون ختنہ کے نکاح درست نہیں ہے یہ جاہلوں کی باتیں ہیں۔ بدون ختنہ ہوئے نکاح صحیح ہے کما ھو مقتضی اطلاق النصوص قال فی الدرالمختار وللولی الاتی بیانہ النکاح الصغیرۃ جبراً ولو ثیباً الخ فقط

(۲) عرس میں جانا اور شریک بدعات ہونا بدعت اور حرام ہے اور عورتوں کو لیجانا بھی وہاں حرام ہے وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن زوارات القبور رواہ احمد والترمذی الخ مشکوٰۃ شریف وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام کل بدعۃ ضلالۃ الحدیث۔ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد الحدیث فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

بعض بدعات کی تردید

سوال ۳۳۸۔ ربیع الاول میں کونڈا اور محرم میں کھچڑا اور محنک گیارہویں وغیرہ بزرگوں کے نام پر کرنا اور قبروں پر چادریں چڑھانا کیسا ہے اور ایسا کرنے والا بدعتی وضال ہے یا نہیں؟ اور اُس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔ اور میل جول رکھنا کیسا ہے۔ اور ایسے عقائد والے کے ساتھ مومنہ حنفیہ عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ یہ سب رسوم بدعت وضلالت ہیں مرتکب ان رسوم کا بدعتی ہے اُس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اگر

وہ ان رسوم کو نہ چھوڑے تو اُس سے متارکت لازم ہے اور اگر عقائد اُن کے حد کفر کو نہیں پہنچے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن اچھا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

اولیاء اللہ سے دعائیں مانگنا بدعت اور شرک ہے

سوال ۳۳۹ - اولیاء اللہ کو حقیقۃً قادر اور متصرف جاننا اور اُن سے مرادیں مانگنا اور مزاروں پر جا کر حاجتیں چاہنا کہ اے پیر صاحب مجھے ایک بیٹا دیدو اور میرا مقدمہ جتا دو فلاں مقصود حاصل کر دو۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اور مولانا روم قدس سرہٗ کا قول اولیاء را ہست قدرت ازالہ اس قول کا کیا مطلب ہے۔ ۱۳۳۳ھ

الجواب قادر متصرف علی الاطلاق حقیقۃً حق تعالیٰ ہے کسی کے لئے اولیاء اللہ میں سے یہ صفت ثابت کرنا عین شرک ہے۔ آیات واحادیث اس معنی میں بکثرت ہیں بندوں کا یہ فرض ہے کہ وہ جو کچھ مانگیں اللہ سے مانگیں اور مدد چاہیں تو اللہ سے چاہیں اگر دعا کریں تو اللہ تعالیٰ سے کریں۔ حدیث شریف میں ہے واذا استعنت فاستعن باللّٰہ اور سورۂ فاتحہ میں خود ارشاد ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور فرمایا ادعونی استجب لکم پس اولیاء اللہ سے مرادیں مانگنا اور اُن کو متصرف جاننا سب دامِ شیطان ہے اور بدعت ہے اور شرک ہے اور شعر مولانا روم کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی دعا حق تعالیٰ قبول فرماتا ہے جو کچھ وہ اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو عطا فرماتا ہے۔ اگر مقتضائے حکمت ہو۔ جیسا کہ لفظ ازالہ خود اس پر شاہد ہے اور قدرت کہنا اُس کو مجازاً ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوم، دہم چہلم وغیرہ بدعات میں داخل ہیں

سوال ۳۴۰ - زید کا قول ہے کہ اہل میت کو پہلے اور تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد کھانا تیار کرنا اور قبر پر کھانا اور شیرینی لیجانا اور قاریوں کو کلام اللہ پڑھوانے کو جمع کرنا مکروہ ہے اور اہل میت کی ضیافت لینا بھی مکروہ ہے اور دہم و چہلم وغیرہ کا کھانا فقہاء و صلحاء کو مکروہ ہے۔ بکر کہتا ہے کہ زید کا قول غلط ہے۔ ہر صورت اہل میت کا کھانا درست ہے۔ ہر دو میں کس کا قول صحیح اور کس کا قول غلط ہے۔؟ (۲۰) ۱۳۲۹ھ

الجواب زید کا قول صحیح ہے۔ بکر خلاف حکم شریعت کہتا ہے رد المحتار میں فتح القدیر سے منقول ہے ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اہل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ روی الامام احمد وابن ماجہ باسناد صحیح عن جریر بن عبد اللہ قال کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ وفی البزازیہ ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الاعدۃ لقرأۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقرأۃ سورۃ الانعام والاخلاص۔ الغرض زید کا قول اس بارہ میں صحیح ہے سوم دہم چہلم سب ممنوع و بدعت ہے اور کھانا کھانا میت کا موافق تفصیل فقہاء مکروہ ہے بکر کا قول بلا دلیل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

کتابُ الصَّلٰوۃ

والدین کی نافرمانی کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

سوال ۱۴۱۳ جو اپنے والدین کا نافرمان ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔ اور اپنے ہاتھ کی کمائی میں والدین کو کچھ مل سکتا ہے یا نہیں؟۔ اگر والدین فقیر ہوں تو اولاد مقدم ہے یا والدین۔؟

الجواب۔ امامت اُس کی مکروہ ہے۔ بسبب فاسق ہونے کے نکاح خوانی و ذبیحہ اس کا درست ہے کہ وہ مسلمان ہے اور والدین اس کے اگر محتاج ہیں تو ان کا خرچ اور نفقہ بیٹے پر واجب ہے اپنے عیال واطفال کو بھی اور والدین کو بھی دیوے سب کا نفقہ اس پر لازم ہے وتجب علی موسر النفقۃ لاصولہ الفقراء ولو قادرین علی الکسب الخ در مختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

تحقیق متعلقہ وقت عشاء

سوال ۱۴۲۳ مغرب کا وقت کس وقت ہوتا ہے اور عشاء کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟

الجواب۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا مذہب درباره وقت عشاء کے یہ ہے کہ سفیدی غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت ہوتا ہے اور سفیدی بعد سرخی کے ہوتی ہے۔ سفیدی کا غائب ہونا آج کل قریب نو بجے کے ہے پس جبکہ مغرب کا وقت ساڑھے سات بجے ہو تو عشاء کا وقت نو بجے کے قریب ہوگا کیونکہ آجکل فصل مابین وقت مغرب و عشاء قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے ہے۔ پس جو صاحب کہتے ہیں کہ وقت عشاء کا نو بجے ہوتا ہے وہ صحیح ہے۔ ساڑھے آٹھ بجے آجکل وقت عشاء کا موافق مذہب صحیح امام ابو حنیفہ کے نہیں ہوتا۔ البتہ صاحبین جو سرخی کو شفق فرماتے ہیں ان کے مذہب کے موافق ساڑھے آٹھ بجے ہوتا ہے۔ مگر امام صاحب کی اصل مذہب کے موافق نہیں ہوتا۔ گو روایات امام صاحب سے یہ بھی ہے جو صاحبین کا قول ہے۔ مگر صحیح قول یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک شفق سفیدی ہے جو بعد سرخی کے ہے اُس کے موافق وقت عشاء کا اُس وقت ہوتا ہے کہ سفیدی غائب ہو جاوے اور وہ قریب نو بجے کے یعنی نو بجے سے چار پانچ منٹ پہلے ہے یہ صحیح ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان کوئی دوسرا وقت نہیں ہے مگر جبکہ مغرب کا وقت سفیدی غائب ہونے تک رہتا ہے اور عشاء کا وقت بعد سفیدی کے ہوتا ہے تو پھر کچھ اشکال نہیں رہا۔ اور اس تحریر میں تینوں سوالات کا جواب پورا ہو گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا پھر بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو گئی

سوال ۱۴۳۳۔ امام قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا پھر متنبہ کرنے پر بیٹھ گیا اور سجدۂ سہو کر لیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب۔ اگر امام نے سہواً قعدہ اولیٰ نہ کیا کھڑا ہو گیا بعد متنبہ کرنے کے بیٹھ گیا اور سجدۂ سہو کر لیا تو صحیح

قول کے موافق اُس کی نماز صحیح ہوگئی لیکن اُس کو لوٹانا نہ چاہیئے تھا۔ یہ اُس نے بُرا کیا بعض فقہاء نے اس صورت میں فسادِ نماز کا حکم کیا ہے مگر صحیح یہ ہی کہ نماز ہوجاتی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

جھوٹی احادیث بنانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ ۶۵۵

سوال ۳۴۴۔ ایک شخص احادیث جھوٹی بنا کر بیان کرتا ہے۔ اور خلاف عقائد بہت باتیں بیان کرتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ اور اس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب۔ وہ شخص کذاب و مفتری یا دیوانہ ہے۔ جھوٹی روایات بیان کرتا ہے۔ اور حق تعالیٰ اور اُس کے رسول برحق پر بہتان لگاتا ہے۔ اور مصداق اس وعید کا ہوتا ہے من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ یعنی جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بناوے وہ شخص مبتدع و فاسق ہے۔ اُس کو امام بنانا درست نہیں ہے اور اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ فقط کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

جو شخص مریدین کی مستورات سے پردہ نہ کرے وہ بیعت کے قابل نہیں۔ ۶۵۶

سوال ۳۴۵ ایک شخص لوگوں کو مرید کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مریدین کی مستورات کو پیر سے پردہ کرنا نہیں چاہیئے اور بجائے تلاوت قرآن مجید کے اللہ اللہ کرنا چاہیئے ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟

الجواب۔ ایسا شخص بیعت کے قابل نہیں اور اُس کے قول و فعل کا اعتبار نہیں ہے مقتدا ہونے کے لائق نہیں اور امام بنانے کی قابل نہیں اُس کے مریدین فساق و مبتدعین ہیں نماز اُن کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔

غیر مقلد کی امامت۔ احتیاط الظہر کا حکم۔ زندہ جانور کا صدقہ۔ ۶۵۷

سوال ۳۴۶ غیر مقلد امام کے پیچھے مقلد مقتدی کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

(۲) جمعہ پڑھنا بہتر ہے یا احتیاط الظہر۔ اور خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں پڑھنا کیسا ہے؟

(۳) زندہ جانور کو خدا کے نام پر صدقہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) غیر مقلد حنفیوں کو مشرک کہے اُس کے لئے کیا حکم ہے

(۵) حنفی کو حنفی کس وجہ سے کہتے ہیں۔ (۶) امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ غیر مقلد امام اگر رعایت اس امر کی کرتا ہے کہ وہ امر نماز میں نہ کرے۔ جس سے مقلد حنفی کی نماز فاسد یا مکروہ ہو اور وہ متعصب نہ ہو تو اقتدا اُس کی درست ہے کتب فقہ حنفیہ میں اس کی تفصیل درج ہے

(۲) شہروں اور قصبات وغیرہ میں جہاں جمعہ بے تردد ہوجاتا ہے۔ وہاں احتیاط الظہر نہ پڑھیں کہ اس سے جمعہ میں شبہ ہوگا۔ صاحب درمختار نے صاحب بحر الرائق کا فتویٰ عدم جواز احتیاط الظہر کا نقل فرمایا ہے۔ فلیراجع اور خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں نہ پڑھیں نہ اول خطبہ کے وقت نہ دوسرے خطبہ کے وقت کما جاء فی الروایات اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام۔

(۳) درست ہے۔ (۴) ایسا غیر مقلد سخت گناہ گار اور فاسق و مبتدع ہے۔ ایسے غیر مقلد کے پیچھے نماز بھی درست نہیں۔ (۵) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقلید اور انتساب کی وجہ سے حنفی کہتے ہیں (۶) امام کے پیچھے الحمد اور سورۃ کچھ نہ پڑھنی چاہئے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے واذا قرء فانصتوا اور دوسری حدیث میں ہے من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ۔ فقط کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

فدیۂ نماز

سوال ۳۵۷ میت کی نماز کے فدیہ میں ایک نماز کے بدلے دو مسکینوں کو ایک وقت شکم سیر کر کے کھلانا کافی ہے یا نہیں اور تمام نمازوں کا حساب کر کے فی نماز دو دو آدمی ایک ہی وقت میں کھلا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ فدیہ ایک نماز کا نصف صاع گندم یا اُس کی قیمت ہے فدیہ میں تملیک اور اباحت دونوں درست ہیں لیکن اباحت میں یہ شرط ہے کہ ایک مسکین کو دو وقت کھانا کھلاوے۔ اگر دو مسکینوں کو ایک وقت شکم سیر کھانا کھلایا فدیہ ادا نہ ہوگا۔ جب تک کہ اُن میں سے ایک کو دوسرے وقت کھانا نہ کھلاوے۔ اسی طرح تمام نمازوں کا حساب کر کے فی نماز دو دو آدمیوں کو ایک وقت میں شکم سیر کھلانے سے فدیہ ادا ہوگا۔ وفدیۃ کل صلوٰۃ ولو وترا کصوم یوم وکذا الفطرۃ۔ درمختار۔ وھل یکفی الاباحۃ فی الفدیۃ قولان المشہور نعم وعمل لا التملیک قولہ المشہور فان ماورد بلفظ الاطعام جاز فیہ الاباحۃ والتملیک بخلاف ما بلفظ الاداء والایتاء فانہ لتملیک الخ۔ شامی کتاب الصوم۔ وان اراد الاباحۃ فدا ھم وعشاھم او غداھم وعطاھم قیمۃ العشاء او الغداء واطعمھم غدائین او عشائین او عشاء او سحورا واشبعھم جاز درمختار اطعم ۔ عشرین لم یجز الا عن نصف الاطعام فیعید علی ستین منھم غداء او عشاء او ۔ فی یوم اخر الخ درمختار وھکذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

پرانی مسجد کو درست اور آباد کرنا بہت ضروری اور کار ثواب ہے۔

سوال ۳۵۸ ایک مسجد ایک رئیس صاحب کی ہے اُس میں وقت پر نماز نہیں ہوتی اور یہاں کے نمازی اس وقت کی وجہ سے ایک دوسری مسجد کو جو ویران پڑی ہے آباد کرنا چاہتے ہیں۔ رئیس صاحب پرانی مسجد کی تعمیر و مرمت کو روکتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ پرانی مسجد کو درست اور آباد کرنا بہت ضروری اور کار ثواب ہے۔ پرانی مسجد کی تعمیر و مرمت کو روکنا جائز نہیں ہے۔ فریق غالب کا روکنا مسجد ویران کی تعمیر و آبادی کو بالکل ظلم اور جہالت ہے۔ ویران مسجد کو آباد کرنا اور اس کی حفاظت اور تعمیر و مرمت کرنا عین ثواب ہے قال اللہ تعالیٰ انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر۔ الآیۃ۔ اور فرمایا و من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی

فی خرابہا۔ الآیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مسجد محلہ میں امام ابوحنیفہ رحؒ کے مذہب میں دوسری جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے

سوال ۳۴۹ جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں کرنا کیسا ہے۔ ثواب ہی یا نہیں۔

الجواب۔ مسجد محلہ میں امام ابوحنیفہ رحؒ کے مذہب میں دوسری جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے قولہ ویکرہ ای تحریماً شامی۔ پس شرکت اُس میں درست نہیں اور مقتدی مستحق ثواب نہیں۔ جماعت ثانیہ کی عادت موجب تقلیل جماعت اولیٰ ہے۔ یہ بھی ایک وجہ فقہاء نے ممانعت جماعت ثانیہ کی تحریر فرمائی ہے۔ اور فعل مکروہ میں شرکت واعانت ظاہر ہے کہ موجب ثواب نہیں ہو سکتا۔ والتفصیل فی کتب الفقہ۔ اگر زیادہ تر اس مسئلہ کی تحقیق وتفصیل دیکھنا منظور ہے تو حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحؒ کا رسالہ کراہۃ جماعۃ ثانیہ ملاحظہ فرماویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

معذور غیر معذور کا امام نہیں بن سکتا۔

سوال ۳۵۰۔ ایک شخص کو عارضۂ ناسور ہے اور قطرہ قطرہ رطوبت خارج ہو کر کپڑے میں جذب ہو جایا کرتی ہے۔ اور یہ مرض دائمی ہے تو یہ شخص عصر کی وضو سے مغرب کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ اُسی کپڑے کو پہنے ہوئے نماز پڑھنا اور امام ہونا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ وہ شخص معذور ہے۔ اور معذور غیر معذورین کا امام نہیں بن سکتا۔ کما فی الدر المختار ولا طاہر بمعذور۔ اور معذور وقت کے اندر نماز اُس عذر کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اور کپڑے کے دھونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ اندیشہ ہے کہ کپڑے کو دھویا جاوے گا تو پھر نماز سے پہلے ناپاک ہو جاوے گا تو نہ دھونا درست ہے اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے تک درہم سے زیادہ ناپاک نہ ہو گا۔ تو دھونا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

غیر مقلدین متعصبین اور قادیانیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔

سوال ۳۵۱ غیر مقلدین کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ (۲) قادیانیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب۔ غیر مقلدین متعصبین کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیئے۔ (۲) قادیانیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں فقط

امام کا بین الساریں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

سوال ۳۵۲ مسجد کی بیرونی محراب میں امام کے کھڑے ہونے کی کراہت میں کوئی حدیث یا روایت فقہی ہے تو تحریر فرمائیے۔؟

الجواب۔ شامی جلد اص ۴۲۳ میں ہے الاصح مارُوی عن ابی حنیفۃ انہ قال اکرہ للامام ان یقوم بین الساریتین الخ اس روایت سے امام کے دَر میں کھڑا ہونے کی کراہۃ معلوم ہوتی ہے فقط

قرآن غلط پڑھنے والے امام کا حکم

سوال ۳۵۳ ایسے شخص کو امام بنانا کیسا ہے جو شین کی جگہ سین پڑھے اور سین کی جگہ شین پڑھے۔ اور جو نمازیں ان غلطیوں کی ساتھ پڑھی گئی وہ ہو گئی یا نہیں؟

الجواب۔ امام ایسے شخص کو بنانا چاہیئے جو قرآن شریف صحیح پڑھے اُس کو امام نہ بناویں جو غلطیاں مذکورہ کرتا ہے۔ جو نماز یں ان غلطیوں کی ساتھ پڑھی وہ ہوگئی مگر آئندہ کو اُسے امام نہ بناویں جب تک کہ وہ قرآن شریف کو صحیح ادا نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

بحالت نماز پنکھا کھچوانا

سوال ۳۵۴ کسی خادم کو مقرر کرنے کہ جب ہم نماز پڑھیں اُس وقت پنکھا کیا کرے جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ یہ امر آداب مسجد و نماز و نمازیوں کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ بحالت نماز میں کسی سے پنکھا کھچوایا جاوے خواہ باجرت ہو یا بلا اجرت۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

تراویح میں ختم قرآن شریف مسنون ہے۔

سوال ۳۵۵ تراویح میں قرآن شریف پڑھنا افضل ہے۔ یا سورہ الم ترکیف سے پڑھنا افضل ہے؟

الجواب۔ درمختار میں ہے۔ والختم مرة سنة الخ ولا يترك الختم لكسل القوم۔ درمختار۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ختم قرآن تراویح میں ایک بار سنت ہے اور سُستی قوم کی وجہ سے اس کو ترک نہ کریں اسی پر عمل ہے اور یہی معمول بہ ہے۔ باقی تفصیل شروح میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

شبینہ کا حکم

سوال ۳۵۶ شبینہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ شبینہ میں کچھ حرج نہیں ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ حفاظ جلدی نہ پڑھیں۔ ایسی جلدی کرنا جس میں حروف کچھ میں نہ آویں ممنوع ہے بجائے ثواب کے اُلٹا گناہ ہوتا ہے۔ فقط عزیز الرحمن عفی عنہ

اس نیت سے شریک جماعت ہو کہ امام کو غلطی پر لقمہ دیکر الگ ہو جاؤں گا تو لقمہ دینا صحیح ہوگیا

سوال ۳۵۷ جو شخص تراویح میں اس نیت سے شریک ہو کہ امام غلطی کر رہا ہے اُس کو بتلا کر علیحدہ ہو جاؤں گا تو اس نیت سے وہ مقتدی ہوگیا یا نہیں۔ اگر وہ لقمہ دیکر علیحدہ ہوگیا تو امام کی نماز ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب۔ مقتدی ہوگیا اور نماز پوری کرنی اُس کے ذمہ لازم ہوگئی۔ امام تو لقمہ لے گا اُسے کیا خبر کہ وہ بتلا کر علیحدہ ہو جاوے گا۔ نماز امام کی ہوگئی۔ اس نیت سے شریک ہونا بُرا ہے وہ نماز اُس کے ذمہ پوری کرنی لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

ایک مسئلہ متعلقہ قرأت

سوال ۳۵۸ ایک شخص سمع اللہ لمن حمدہ کو اس طرح پڑھتا ہے کہ ہولین مسموع ہوتا ہے آیا صحیح ہے یا غلط؟

الجواب۔ اس طرح پڑھنا اُس شخص کا باعتبار قرأۃ کے غلط ہے صحیح نہیں ہے قرأۃ کے قاعدہ میں یہ ہے کہ ضمہ اور کسرہ میں صرف کچھ بو واو اور یا کی آجاوے نہ یہ کہ صریح واو اور یا یعنی ہولین پڑھا جاوے۔ بالکل غلط

ہے چاہئے کہ وہ امام سمع اللہ لمن حمدہ پڑھیں اور ایسی قرأۃ سے معاف رکھیں۔ فقط عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

رکعات تراویح و وتر کی تعداد کی تحقیق

سوال ۳۵۹ تراویح کی آٹھ رکعت پڑھنی چاہئے یا بیس رکعت مشرح

مدلل تحریر فرمائیے۔ اور فاتحہ خلف الامام و آمین بالجہر میں کیا حکم ہے۔ صاف صاف تحریر فرماویں۔؟

الجواب۔ فتح القدیر میں ہے نعم تثبت العشرون من زمن عمر رضی اللہ عنہ فی الموطاء عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بثلاث و عشرین رکعۃ وروی البیہقی فی الموطا عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بعشرین رکعۃ والوتر قال النووی فی الخلاصۃ اسنادہ صحیح و فی الموطا روایۃ باحدی عشرۃ رکعۃ وجمع بینہما بانہ وقع اولاً ثم استقر الامر علی العشرین فانہ متوارث فتحصل من ھذا کلہ ان قیام رمضان سنۃ احدی عشرین عشرۃ رکعۃ بالوتر فی جماعۃ فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم ترک لعذر الخ فیکون سنۃ وکونہا سنۃ الخلفاء الراشدین وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین الی سنتھم الی ان قال فتکون العشرون مستحب الخ اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ سنت خلفائے راشدین بیس رکعۃ تراویح ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت خلفائے راشدین کے اتباع کا حکم فرمایا ہے۔ پس کتنا غیر مقلدین کا کہ بیس رکعت بدعت عمری جہالت ہے۔ حدیث سے اور شامی میں ہے۔ قولہ وھی عشرون رکعۃ ھو قول الجمہور وعلیہ عمل الناس شرقاً وغرباً۔

الغرض اس میں کچھ تامل نہیں ہے کہ زمانہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیس رکعت کا ہونا صحیح طریق سے ثابت ہے کما مر عن فتح القدیر۔ پس حنفیہ کے لئے یہ دلیل کافی ہے۔ پس اگر بالفرض یہ ثابت ہو کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیس رکعۃ تراویح کا ہونا صحیح حدیث سے ثابت نہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے تو بالاتفاق صحیح طریق سے ثابت ہے اور سنت خلفائے راشدین خود واجب الاتباع ہے۔ پھر بیس رکعت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ الرای النجیح و الحق الصریح نیز ایضاح الادلہ مولوی سید اصغر حسین صاحب دیوبندی سے بذریعہ ویلو طلب فرمالیں۔ پہلے دونوں رسالوں میں تراویح کی پوری تحقیق ہے اور حق الامر ظاہر فرما دیا ہے۔ اور ایضاح الادلہ مصنفہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب میں مسائل اختلاف رفع الیدین و فاتحہ خلف الامام و آمین بالجہر وغیرہ خوب تشریح کے ساتھ مذکور ہیں۔ حدیث صحیحہ سے مسائل امام صاحب رحمہ اللہ ثابت کئے ہیں۔ غیر مقلدین اُن کے جوابات سے عاجز ہیں۔ کتب مذکورہ ضرور منگا کر مطالعہ فرماویں۔ بندہ کو فرصت اُن دلائل کے نقل کرنے کی نہیں اور کچھ لکھنا تحصیل حاصل

...دن مطالعہ کتب مذکورہ غیر مقلدین کے دھوکہ دہی سے بیچارے مقلدین نجات نہ پاویں گے۔

تین وتر میں درمیانی قعدہ کا ثبوت ایسا بدیہی ہے کہ اُس کا انکار اہل عقل و اہلِ دین کا کام نہیں یہ جرأت
...مقلدین کو ہی ہے۔ صلوٰۃ اللیل ...... مثنیٰ فاذا خشی ان یصبح صلی رکعۃ واحدۃ فاوترت لہ ما قد صلی حدیث
...ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ بعد دو رکعت کے تشہد ہے۔ فتح القدیر میں ہے واخرج الحاکم
...الحسن ان ابن عمر رضی اللہ عنہ کان یسلم فی الرکعتین من الوتر فقال عمر رضی اللہ عنہ کان افقہ منہ ینھض فی
...الثانیۃ بالتکبیر۔ اس میں دو رکعت کے بعد نہوض مصرح ہے اور نہوض بعد بیٹھنے کے ہوتا ہے۔ نیز فتح القدیر
...ہے قال الطحاوی حدثنا ابو بکرۃ حدثنا ابو داؤد حدثنا ابو خالد قال سألت ابا العالیۃ
...الوتر فقال علمنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الوتر مثل صلوٰۃ المغرب ھذا
...وتر اللیل وھذا وتر النہار۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وتر مثل صلوٰۃ مغرب ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

خطبہ کا جواب۔ ریل میں استقبالِ قبلہ وغیرہ

سوال ۳۶۰ خطبہ کی اذان کا جواب دینا کیسا ہے؟
(۲) ریل میں قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہو اثنائے نماز میں معلوم ہو جاوے
...قبلہ سے رخ پھر گیا اُس کو قبلہ کی طرف رُخ کرنا چاہیئے یا نہ۔؟

الجواب۔ خطبہ کی اذان کا جواب دینا نہ چاہئے درمختار میں اس کی تصریح ہے۔ یہ اذان اُس حکم سے
...مستثنیٰ ہے بسبب حدیث اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام انتہی۔ فقط

(۲) قبلہ کی طرف رُخ کرنا ممکن ہو تو کرے اور اُس طرف کو پھر جاوے۔ اگر اُس طرف کو نہ پھر سکے نماز
...اعادہ کرے۔؟

عیدین میں تکبیرات زوائد ترک ہو گئی ... نماز واجب نہیں۔

سوال ۳۶۱ عیدین میں تکبیراتِ زوائد ترک ہو گئی تو نماز ہوئی یا نہیں؟
الجواب۔ رفع یدین تکبیرات زوائد عیدین میں سنت ہے۔ اگر رفع یدین نہ کیا
...نماز ہو گئی۔ لیکن آئندہ کو ایسا نہ چاہیئے۔ اس سنت کو ادا کرنا چاہیئے، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

...امامت ولد الزنا، فاتحہ مروجہ ... قصاب وغیرہ کے احکام۔

سوال ۳۶۲ ما قولکم رحمکم اللہ فی الفاتحۃ المروجۃ (۱) و (۲) حرفۃ
الذبح جائزۃ ام لا (۳) وامامت ولد الزنا اھل ھی جائزۃ ام لا۔
(۴) امامت صبی لم یبلغ الحلم فی الفرائض و النوافل یجوز ام لا (۵) و فی الافعال الاختیاریۃ
...العبد اختیار او لا۔؟

الجواب۔ تخصیص الفاتحۃ باحضار الطعام والشراب والتزامھا وظن العدام

انہا لازمۃ لایصال الثواب الی الاموات مخترعۃ مبتدعۃ یلزم ترکہا والاجتناب منہا فان کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد الحدیث فما ہو مردود عند اللہ وعند رسولہ یجب ردہ والاحتراز عنہ (۲) ہذہ الحرفۃ جائزۃ ماثورۃ ومروجۃ فی زمن الصحابۃ رض وکان معمولا بلا نکیر (۳) ان کان صالحا عالما ورعا یجوز امامتہ بل ھو اولیٰ من غیرہ اذا لم یکن غیرہ موصوفا بالاوصاف المذکورۃ۔ کذا حققہ فی الشامی وغیرہ۔ (۴) لایجوز امامۃ الصبی الذی لم یبلغ الحلم مطلقاً لا فی الفرائض ولا فی النوافل ولا فی التراویح وغیرہ علی الصحیح من المذہب۔

(۵) للعبد کسب واختیار فی افعالہ الاختیاریۃ وعلیہ مدار الثواب والعقاب۔ فقط

نماز جنازہ جوتہ پہنکر درست ہے یا نہیں۔ **سوال ۳۶۳** جوتہ پہنکر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو حکم اور نمازوں کا ہے وہی دربارہ طہارت مکان ولباس جوتہ وغیرہ جنازہ کی نماز کا حکم ہے اگر جوتہ مستعمل ناپاک ہے کوئی نماز اُس سے جائز نہیں۔ نہ نماز پنجگانہ، نہ نماز جنازہ اور اگر جوتہ پاک ہے تو ہر ایک نماز درست ہے۔؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

جماعت صبح کھڑی ہونے کے بعد سنت فجر کی کس جگہ پڑھے۔ **سوال ۳۶۴** اقامت کے بعد سنتیں فجر کی کب تک پڑھ سکتا ہے اگر سنت نہ پڑھی اور شریک جماعت ہوگیا تو پھر کس وقت سنت پڑھنا چاہئے۔ اور بعد اقامت کے کس جگہ سنت پڑھے۔؟

الجواب۔ صبح کے فرضوں کی تکبیر ہونے کے بعد بھی سنتیں صبح کی پڑھنی چاہئے۔ لیکن اُس جگہ نہ پڑھے جس جگہ فرض ہو رہے ہوں بلکہ اگر جماعت اندر مسجد کے ہے تو باہر فرش پر بلکہ علیحدہ فرش سے اگر کوئی جگہ ہو تو وہاں سنتیں پڑھکر شامل جماعت فرض میں ہو جاوے۔ اگر ایک رکعت فرض کے ملنے کی بھی امید ہے۔ تب بھی سنتیں پڑھ لے اور بعض نے فرمایا کہ التحیات ملجاوے تب بھی پڑھے۔ بہرحال چونکہ تاکید صبح کی سنتوں کی زیادہ ہے اس لئے اُن کو نہ چھوڑے۔ لیکن اُسی جگہ نہ پڑھے۔ جس جگہ جماعت فرض کی ہو رہی ہے۔ اور اس بارہ میں آثار صحابہ رض موجود ہیں۔ اور تحقیق اُس کی شرح منیہ میں ہے۔ اور اگر سنتیں نہ پڑھے۔ اور امام کی ساتھ شریک ہوگیا تو بعد فرض کے قبل طلوع شمس سنتیں نہ پڑھے بعد آفتاب نکلنے کے اور بلند ہونے کے اگر پڑھے اختیار ہے۔ کیونکہ اب وہ نفل ہیں چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نماز مسافر، مسلمہ زانیہ کے بچے پر نماز جنازہ وغیرہ

سوال ۳۶۵ مسافر امام نے سہواً پوری نماز پڑھ لی تو مقتدیوں کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ (۲) ایک مسافر نے منت مانی کہ سفر میں دو چار روز تک پوری نماز پڑھا کرونگا تو منت کے دنوں کی نماز پوری پڑھے یا قصر کرے یا ادر پوری پڑھنے میں گنا ہگار ہوگا یا نہیں اور مقیم کی نماز اُس کے پیچھے صحیح ہوگی یا نہیں؟ (۳) مسلمان عورت زانیہ ہندو کے پاس ہے اُس عورت سے جو اولاد ہو اور مر جاوے تو اُس کے جنازہ کی نماز پڑھنا چاہیئے یا نہیں؟ (۴) تارک الصلوۃ کے جنازہ کی نماز تنبیہاً ترک کرنا کیسا ہے۔ اور پڑھنا منع ہے یا کیا؟ (۵) ایک شخص التحیات پڑھکر بیٹھا بیٹھا سوگیا۔ پانچ چھ منٹ میں ہوش آیا سجدۂ سہو کرے یا نہیں اور نماز ہو لی یا اعادہ کرے؟

الجواب۔ مقتدیوں کی نماز فاسد ہوئی۔ شامی ص۳۹۱ ج اول لو اقتدی مقیمون بمسافر و اتم بهم بلا نیۃ اقامۃ و تابعوہ فسدت صلاتهم لکونه متنفلاً فی الاخریین؟

(۲) قصر کرنا چاہیئے یہ منت اُس کی لغو ہے کہ معصیت ہے اور خلافِ شرع ہے۔ قصداً پوری نماز پڑھنے میں گنہگار ہوگا اور مقیم کی نماز اُس کے پیچھے نہ ہوگی کما مر فلو اتم مسافر ان قعد فی الاولی تم فرضه و ساء الخ در مختار؛

(۳) پڑھنی چاہیئے لکون الاولاد مسلمین تبعاً لامهم؛ (۴) تارک الصلوۃ کے جنازہ کی ممانعت کہیں نظر سے نہیں گذری۔ بلکہ فقہاء کے اقوال اور حدیث شریف صلوا علی کل بر و فاجر سے یہی ثابت ہے کہ نماز پڑھنی چاہیئے۔ (۵) سجدۂ سہو کر لیوے نماز ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

چارپائی پر نماز بعذر و بلاعذر جائز ہے

سوال ۳۶۶ حالتِ عذر میں یا بلاعذر فرض نماز چارپائی پر پڑھنا درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ہر دو حالت میں درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

گاؤں میں جمعہ جائز ہونے کی شرط

سوال ۳۶۷ گاؤں میں جمعہ کی ادائیگی کے لیے تین چار ہزار آدمی کی آبادی کی شرط ہے اس کی کیا وجہ ہے۔؟

الجواب۔ یہ اس بناء پر ہے کہ جمعہ کے لئے قریہ کبیرہ کی شرط ہے اور عرفاً قریہ کبیرہ وہی کہلاتا ہے۔ جس میں تین چار ہزار آدمی آباد ہوں۔ جس سے وہ مثل قصبہ کے ہو جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نماز میں خلاف ترتیب سورتیں پڑھنا

سوال ۳۶۸ فرضوں کی پہلی رکعت میں قل ہو اللہ اور دوسری میں قل اعوذ برب الفلق پڑھی جاوے تو جائز ہے یا مکروہ اور تراویح کی پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس اور دوسری میں سورۂ بقرہ کی چند آیات پڑھنا کیسا ہے۔ اور پہلی رکعت میں غلطی سے سولہویں پارہ کا رکوع پڑھا اور دوسری

میں پندرھویں پارہ کا رکوع پڑھا یہ صورت مکروہ ہے یا کیا۔؟

الجواب۔ پہلی رکعت فرض میں قل ہو اللہ اور دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الفلق پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں ہے۔ اسی طرح تراویح میں پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس اور دوسری رکعت میں اول سورۂ بقرہ سے چند آیات پڑھنا جائز ہے اور سہواً اگر پہلی رکعت میں سولہویں پارہ کا رکوع اور دوسری رکعت میں پندرھویں پارہ کا پڑھا گیا تو اُس میں بھی کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ فرضوں میں قصداً ایسا نہ کرنا چاہئے۔ کہ مکروہ ہے۔ بھول کر تو حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سوال ۳۶۹ (لنگڑے اور پست قامت کی امامت) اعرج اور قصیر کی امامت کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ اگر اعرج ایسا ہے کہ پورا کھڑا نہیں ہو سکتا تو اُس کی امامت کو مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ لکھا ہے اور قصیر کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ وکذا الاعرج یقوم ببعض قدمہ فالاقتداء بغیرہ اولی الخ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سوال ۳۷۰ (امام کو قرأت میں سہو ہو جاوے تو امام کیا کرے اور مقتدی کیا) ایک امام کو بعد قرأۃ ما تجوز بہ الصلوٰۃ کے قرأۃ بھول گئی اور اس انتظار میں کہ کوئی مقتدی لقمہ دے گا اُس آیت کو مکرر پڑھتا رہا۔ اسی حالت میں ایک مقتدی نے اللہ اکبر کہا تاکہ امام رکوع میں چلا جاوے۔ چنانچہ امام بھی فوراً رکوع میں چلا گیا۔ اس صورت میں اولاً کیا کرنا تھا؟

الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق یہ تو صحیح ہے کہ امام کو بصورت مسئولہ بار بار پڑھنا اور مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرنا چاہئے تھا۔ کہ یہ مکروہ ہے جیسا کہ مقتدی کو فوراً لقمہ دینا مکروہ ہے۔ فی الشامی یکرہ ان یفتح من ساعۃ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی اٰیۃ اخریٰ الخ۔ لیکن حکم فساد صلوٰۃ کرنا اور بدعت سیئہ اس کو کہنا صحیح نہیں ہے۔ امام کے متنبہ کرنے کو سبحان اللہ کہنا مقتدی کا نص میں وارد ہے۔ اور فقہاء نے اس کے جواز کی تصریح کی ہے۔ پس اس وجہ سے نماز کو فاسد کہنا صحیح نہیں ہے۔ شامی میں ہے واحترز بقصد الجواب عما لو سبح لحسن استاذنہ فی الدخول علی قصد اعلامہ انہ فی الصلوٰۃ کما یاتی او سبح لتنبہ امامہ فانہ وان لزم تغییرہ بالنیۃ عندھما الا انہ خارج عن القیاس بالحدیث الصحیح اذا نابت احدکم نائبۃ وھو فی الصلوٰۃ فلیسبح الخ۔ شامی جلد اول۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سوال ۳۷۱ (نجس چیز کا خارجی استعمال جائز ہے یا نہیں؟) نجس چیز کا استعمال خارجاً درست ہے یا نہیں۔ اگر نہیں کیا میتہ اور شراب بھی اس میں داخل ہے۔ اگر داخل نہیں تو مابہ الفرق کیا ہے۔ اس کو استصباح دہن نجس پر کیوں قیاس نہیں کر سکتے؟

الجواب۔ شامی جلد اول ستر عورت کے بیان میں درمختار کے اس قول وله لبس ثوب نجس فی غیر صلوٰۃ

کی توضیح میں مذکور ہے۔ قال ط لم یتعرض لحکم تلویثہ بالنجاسۃ والظاہر انہ مکروہ لانہ استعمال بما لا یفید الخ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلا ضرورت نجس چیز کا استعمال خارجاً بھی مکروہ ہے اور شراب وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ بضرورت تداوی درست ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اُس میں علت اشتغال بما لا یفید موجود نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

دن کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال ۳۷۲ صدف کا کھانا جائز ہے یا نہیں۔ شبہ کی وجہ یہ ہے کہ صدف ایک ے کی پشت کی ہڈی ہے جس کو حلزون کہتے ہیں۔ یہ اُس کیڑے کا جزو ہے۔ جیسے کچھوے کی کھوپری کہ اندر ت کے ساتھ متصل ہوتی ہے۔ ایسے ہی حلزون کے گوشت کے ساتھ صدف متصل اور اُس کا جزو ہوتا ہے اور ابریشم کے حلزون کا گوشت حنفیہ کے نزدیک حرام ہے۔ ایسے ہی جملہ اجزاء ہونے چاہئیں؟

الجواب۔ صدف کا کھانا جائز ہے جیسا کہ موتی اور جواہرات کا۔ اور اس قسم کے ابحاث جیسا کہ جناب نے فرمائی ہیں۔ بظاہر اُس کی حلت میں قادح نہیں معلوم ہوئی۔ قاموس میں صدف کو غشاء الدر سے تعبیر کیا ہے۔ اور معروف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

چربی سے بنا ہوا صابون استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۱۳ **سوال ۳۷۳** صابون شحم نجس سے بنایا ہوا پاک ہے۔ از روئے کتاب وجہ اس کی تبدیلی ماہیت بیان کی ہے اگر یہ تبدیلی ماہیت ہے تو جملہ معجونات اور تریاق الافاعی میں بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ صورت وخاصیت ہر دو جداگانہ پیدا ہو جاتی ہیں؟

الجواب۔ یہ تو کتب فقہ میں تصریح ہے کہ علت طہارۃ صابون میں تغیر و انقلاب عین ہے۔ جس جگہ یہ علت پائی جاوے گی حکم طہارۃ دیا جاوے گا۔ مگر معجونات اور تریاق الافاعی میں یہ انقلاب بظاہر حاصل نہیں ہے اور غایۃ معجونات وغیرہ میں اگر یہ انقلاب مسلم ہوگا تو یہ ایسا ہے جیسا کہ دبس مطبوخ اذا کان زبیبہ متنجساً میں اس کا خیال ہوا۔ مگر شامی نے اس میں بحث کر کے اس کو حکم انقلاب عین سے خارج ٹھیرایا ہے۔ یوں تو ہر ایک مرکب میں خاصیت واثر جدا پیدا ہوتا ہے۔ مگر اس کو انقلاب عین نہ کہا جاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن۔

ائی جانور کا پیشاب پاک ہے یا نہیں؟

سوال ۳۷۴ دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے جیسا کہ مائی المولد کی تشریح میں کتب فقہ در مختار وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ فلو نفتت فیہ نحو ضفدع جاز الوضوء بہ لا شربہ۔ اور اس سے پہلے ہی ومائی مولد ولو کلب الماء و خنزیرہ کسمک و سرطان و ضفدع الخ در مختار۔ فقط

غیر ماکول جانور کو ذبح کرنے سے اُس کے پیٹ سے نکلا ہوا انڈا پاک ہو جاتا ہے یا نہیں۔ ؟

سوال ۳۷۵ غیر ماکول کو ذبح کرنے سے اُس کے پیٹ میں سے نکلا ہوا انڈا بھی پاک ہو جاتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب۔ بیضہ کا حکم اُس جانور کے گوشت کا سا ہے پس ذبح سے جو علماء طہارۃ لحم کے قائل ہیں وہ بیضہ
کی طہارۃ کے بھی قائل ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

صف میں باعتبار جوانب ثواب میں کمی زیادتی ہے یا برابر اور جاہل آدمی کو امام کے پیچھے کھڑا ہونا کیسا ہے؟

سوال ۳۷۶ صف میں باعتبار جوانب ثواب میں کمی زیادتی ہے یا برابر ثو
ملتا ہے۔ اور جو امام کے مقابل کھڑا ہو اُس کو زیادہ ثواب ملتا ہے یا کیا۔ او
امام کے قریب علماء کو کھڑا ہونا چاہیئے یا جاہل بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔ جاہل کو اما
کے قریب سے اُٹھا سکتے ہیں یا نہیں۔؟

الجواب۔ شامی میں ہے۔ قولہ وخیر صفوف الرجال اولہا الخ لانہ روی فی الاخبار ان اللہ
تعالیٰ اذا انزل الرحمۃ علی الجماعۃ ینزلہا اولاً علی الامام ثم تتجاوز عنہ الی من بحذائہ
الصف الاول ثم الی المیامن ثم الی المیاسر ثم الی الصف الثانی الخ۔ پھر اس کے بعد فرمایا قال فی الد
ان الافضل ان یقف فی الصف الآخر اذا خاف ایذاء احد الخ۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صفِ اوّل میں بھی باعتبار جوانب ثواب میں کمی بیشی ہے جو شخص امام کے محاذی
اُس پر رحمت کا نزول زیادہ ہے مگر دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہو تو پھر افضل یہی ہے کہ اُس جگہ کو چھوڑ دے
اور بہتر یہ ہے کہ امام کے قریب علماء و صلحاء کھڑے ہوں۔ لیکن جاہل کو بھی اُٹھانا نہ چاہیئے اور اُس کو ایذا
دینا چاہیئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ (۱۴)

مسجد میں پہلے سے کپڑا رومال وغیرہ بچھانے کا حکم

سوال ۳۷۷ مسجد میں پیشتر سے کپڑا رومال وغیرہ رکھکر قبضہ کرنا
ہے یا نہیں۔ اور اگر کوئی شخص مسجد سے اُٹھکر حوائج ضروریہ کے لئے مسجد سے باہر آوے اور رومال اپنی جگہ چھوڑ آوے
یا اُس جگہ کا مستحق ہوگا یا نہیں۔ اگر کوئی اُس جگہ بیٹھ گیا تو وہ شخص اُس کو اُٹھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ شامی میں ہے۔ وینبغی تقییدہ بما اذا لم یقم عنہ علی نیۃ العود بلا مہلۃ کما
لو قام للوضوء مثلاً ولا سیما اذا وضع فیہ ثوبہ لتحقق سبق یدہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص
پہلے سے آکر مسجد میں کسی جگہ بیٹھا اور پھر بضرورت وضوء وغیرہ وہاں سے اُٹھا اور اُس جگہ اپنا کپڑا رکھ گیا تو وہ زیا
مستحق ہے اُس جگہ کے ساتھ۔ پس اگر کوئی دوسرا اُس جگہ بیٹھ گیا تو وہ اُس کو اُٹھا سکتا ہے اور بدون اس حالت
مذکورہ کسی جگہ رومال رکھنا اور قبضہ کرنا اچھا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد میں پہلے آنے کا حکم

سوال ۳۷۸ جو مسجد میں پہلے آوے گا اُس کو ثواب زیادہ ملے گا یا کس کو؟

الجواب۔ جو پہلے آوے گا اُس کو ثواب زیادہ ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مختلف حوائج سے واپس آنے کے بعد اپنی جگہ بیٹھے یا دوسری جگہ

سوال ۳۷۹ اگر کوئی مختلف حوائج ضروریہ کے لئے مس

سے باہر جاوے۔ واپس آنے پر مقررہ جگہ پر بیٹھے یا جس جگہ چاہے بیٹھ سکتا ہے۔؟

الجواب۔ مسجد میں جس جگہ چاہے بیٹھ سکتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مسجد کی دائیں طرف اذان اور بائیں طرف اقامت کا کچھ ثبوت ہے یا نہیں؟

سوال ۳۸۰ دائیں طرف اذان اور بائیں طرف اقامت ہونے کا ثبوت شرعی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

غیر مقلد اگر اچھے عقائد والا ہو تو اس کے پیچھے نماز درست ہے۔

سوال ۳۸۱ غیر مقلد امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ غیر مقلد امام اگر عقیدے کا اچھا ہے تو نماز اس کے پیچھے درست ہے۔ مگر بہتر نہیں ہے اور اگر اس کا عقیدہ خراب ہے اور مقلدین کو مشرک جانتا ہے اور سب سلف کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی یعنی حرام ہے۔ بہر حال احتیاط لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

ذبح کرنے کی اجرت لینے والے امام کے پیچھے نماز درست ہے۔

سوال ۳۸۲ جو پیش امام ذبح کرنے کی اجرت لیتا ہو۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس کے پیچھے نماز درست ہے کچھ کراہت نہیں ہے اول تو حدیث شریف میں وارد ہے صلوا خلف کل برٍ و فاجرٍ الحدیث۔ اور ثانیاً ذبح کرنے پر اجرت لینا شرعاً ممنوع نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۵)

کتے کے چمڑے کو دباغت دیکر اس پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

سوال ۳۸۳ زید نے جلد کلب کو دباغت دیکر جانماز بنالی ہے اور مسجد میں بچھا کر اس پر نماز پڑھتے ہیں اور قرآن شریف اس پر رکھتے ہیں۔ یہ امر جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جلد کلب وغیرہ کے بارہ میں درمختار میں مذکور ہے۔ واعلم ان الکلب لیس بنجس العین عند الامام وعلیہ الفتویٰ وان رجح بعضھم النجاسۃ کما بسطہ ابن الشحنۃ فیباع ویؤجر ویضمن ویتخذ جلدہ مصلے ودلوا الخ شامی میں ہے۔ قولہ وعلیہ الفتویٰ وھو الصحیح والاقرب الی الصواب بدائع وھو ظاھر المتون بحر ومقتضیٰ عموم الادلۃ فتح۔

پس درمختار و شامی و بدائع و بحر الرائق و فتح القدیر سے ترجیح جواز کی معلوم ہوئی۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو محل اعتراض نہیں ہے۔ اور احتیاطاً نہ کرنا دوسری بات ہے۔ جواز میں کلام نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جماعت ثانیہ کا حکم

سوال ۳۸۴ جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں جس میں امام و مؤذن مقرر ہو مکروہ ہے۔ اور جو مسجد ایسی نہیں اس میں درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اشتغال صلوٰۃ فجر میں طلوع شمس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اس کی دلیل۔

سوال ۳۸۵ روی ابن حبان مرفوعاً بسند صحیح

عن ابی ھریرۃ من ادرک رکعۃ قبل ان تطلع الشمس ثم طلعت فلیصل الیھا اخری کذا فی کنز العمال ج ۴ ص ۷۹ ۔ اس حدیث کے مختلف الفاظ فتح الباری مصری ج ۲ ص ۴۷ میں باسانید متعددہ اور صحیحین میں بھی موجود ہیں۔ حنفیہ کا جو مسلک ہے کہ اثناء صلوٰۃ فجر میں طلوع آفتاب سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور حدیث من ادرک الخ میں امام طحاوی نے تاویلیں کی ہیں۔ حدیث کے مختلف الفاظ کو اگر دیکھا جاوے تو وہ تاویلیں ہرگز جاری نہیں ہو سکتی۔؟

الجواب۔ کتب میں جو تاویلات ہیں وہ آپ کی پیش نظر ہیں اُن کے لکھنے کی نہ فرصت نہ ضرورت۔ حضرت مولانا سلمہ نے جو کچھ مختصراً اس بارہ میں فرمایا ہے وہ عرض کئے دیتا ہوں۔

اوّل سوال کے متعلق یہ فرمایا کہ اصل روایت وہی معلوم ہوتی ہے من ادرک رکعۃ من الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد ادرک الصبح۔ اور روایت ابن حبان اور فتح الباری کو محمول اس پر کیا جاوے کہ راوی نے موافق اپنی فہم کے الفاظ کی زیادتی فرمائی۔ پس اس صورت میں اُن روایات کے علیحدہ جواب دینے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سوال ۳۸۶ اقامت کے بعد امام نے کھانا کھایا۔ یا زیادہ دیر تک باتیں کی تو نماز کے واسطے اعادہ اقامت کی حاجت ہے یا نہیں۔؟	اقامت کے بعد عمل کثیر کرنے سے اقامت کا اعادہ کیا جائے

(۱۶)

الجواب۔ عبارت شامی کی لان تکرارھا غیر مشروع اذا لم یقطعھا قاطع من کلام کثیر او عمل کثیر۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اعادہ اقامت کی جاوے اور اس میں امام کا نہیں اقامت کہنے والے کا جو موجب تاخیر صلوٰۃ ہو ابرابر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سوال ۳۸۷ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یا علماء سے بدون عمامہ کے نماز پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟	عمامہ وغیرہ ضروریات نماز میں سے نہیں ہیں۔

الجواب او کلکم یجد ثوبین وغیرہ احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ عمامہ ضروریات صلوٰۃ یا امامت سے نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سوال ۳۸۸ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ شرعی مسافت سفر انگریزی میل کے حساب سے جس کی مقدار سترہ سو ساٹھ گز ہے کتنی ہے اور میرٹھ سے دہلی کا سفر	شرعی مسافت سفر انگریزی میل کے حساب سے ۴۸ میل ہے۔

کرنے والا قصر نماز پڑھے گا یا پوری۔ جبکہ دونوں کے درمیان مسافت چھاؤنی سے ۵۰ میل ہے۔ اور شہر سے ۴۲ میل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

الجواب۔ جن مشائخ نے اعتبار فراسخ کا کیا ہے اُن کے نزدیک ادنیٰ مقدار قصر کی ۴۸ میل ہے۔ کیونکہ پندرہ

فرسخ کے سفر کو سفر شرعی اُن حضرات نے دیا ہے۔ بعض اقوال میں اس مقدار سے زیادہ بھی ہے مگر کم از کم ۴۵ میل کی مقدار کو لیا ہے بنائً علیہ اگر چھاونی سے سفر دہلی کیا جاوے گا مسافر ہو جاوے گا اور قصر لازم ہوگا اور شہر سے نہ ہوگا شرح منیۃ الکبیر میں ہے وصحح صاحب الہدایہ انہ لا یعتبر التقدیر بالفراسخ لکن قال المرغینانی وعامۃ المشائخ قدروھا بالفراسخ فقیل احد وعشرون فرسخا وقیل ثمانیۃ عشر وقیل خمسۃ عشر فرسخا۔ اور درمختار و شامی میں ہے ولا اعتبار للفراسخ علی المذہب الخ۔ الفرسخ ثلثۃ میل والمیل اربعۃ الاف ذراع (ای ذراع شرعی)۔ قولہ علی المذہب لان المذکور فی ظاہر الروایۃ اعتبار ثلثۃ ایام کما فی الحلیۃ قال فی الہدایہ ہو الصحیح احترازا عن قول عامۃ المشائخ من تقدیرہا بالفراسخ۔ ثم اختلفوا فقیل احد وعشرون وقیل ثمانیۃ عشر وقیل خمسۃ عشر والفتوی علی الثانی لانہ الاوسط وفی المجتبی فتوی ائمۃ خوارزم علی الثالث۔

اس عبارت سے واضح ہوا کہ اصل مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ تین دن کا سفر ہو اور وہ جگہ جس کی طرف سفر کا ارادہ ہے تین منزل ہو۔ لیکن بہت سے مشائخ نے فراسخ کا اعتبار کیا ہے۔ اور اُس میں فتوی ائمہ خوارزم کا پندرہ فرسخ یعنی ۴۵ میل پر ہے۔ مکرر آنکہ عبارات مذکورہ سے واضح ہے کہ اصل مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ تین منزل کا سفر ہو۔ پس اگر حساب منازل کا سہل ہو تو اُس کو دیکھا جاوے۔ مگر چونکہ ہر ایک کو اعتبار منازل میں دشواری ہوتی ہے اس وجہ (۱۷) سے مشائخ نے اُن منازل کی تحدید میلوں سے کر دی ہے جس میں تین قول ہیں جو اوپر معلوم ہوئے۔ میل کی مقدار شرعی ذراع سے چار ہزار ذراع لکھی ہے اور ذراع شرعی اس زمانہ کے گز کے حساب سے قریب دس گرہ کے ہوتا ہے پس اُس کے موافق میلوں کا حساب کر لیا جاوے اور ۴۵ میل کا اندازہ کر لیا جاوے کہ اس زمانہ کے میل سے اُس میں کس قدر فرق ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

(سائل اور غسال کی امامت کا حکم) **سوال ۳۸۹** جو شخص سوال کرتا ہے اور مردہ کو غسل دیتا ہے اُس کے پیچھے نماز درست صحیح اور جائز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ حدیث شریف میں ہے۔ صلوا خلف کل بر وفاجر۔ یعنی ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لو اس سے معلوم ہوا کہ سائل اور مردہ شو وغیرہ کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ البتہ اولی بالامامۃ وہ ہے جو مسائل نماز سے واقف ہو۔ اور صالح ہو خلاف شرع امور نہ کرتا ہو۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

(نماز عصر دو مثل کے بعد ہی پڑھنی چاہئے) **سوال ۳۹۰** کچھ لوگ یہاں پر نماز عصر ایک مثل پر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اول وقت یہی ہے۔ دوسرے گروہ لوگ ہیں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور بیٹھے رہتے ہیں۔ اور دیر کر علیحدہ جماعت کرتے ہیں۔ اس صورت میں صحیح کیا بات ہے۔؟

الجواب۔ احتیاط اس میں ہے کہ نماز عصر دومثل سے پہلے نہ پڑھیں حضرت امام ابو حنیفہ رح کا یہی مذہب ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ شرح منیہ میں احادیث صحیحہ امام صاحب کے مذہب کی دلیل میں نقل فرمائی ہیں شامی میں ہے۔ فیہ ان الادلۃ تکافئت ولم یظہر ضعف دلیل الامام بل ادلۃ قویۃٌ ایضاً کما یعلم من مراجعۃ المطولات وشرح المنیہ الخ۔ پس اچھا وہی لوگ کرتے ہیں جو ایک مثل پر عصر نہیں پڑھتے بلکہ دومثل کا انتظار کرتے ہیں کیونکہ عبادات میں احتیاط لازم ہے۔ ایک مثل پر پڑھنے میں شبہ وقت سے پہلے پڑھنے کا ہے۔ اور دومثل پر پڑھنے میں بے شبہ نماز وقت میں ہو جاتی ہے۔ پس شبہ میں پڑنا احتیاط کے خلاف ہے خصوصاً امر عبادت میں اور تاخیر عصر میں متعدد احادیث وارد ہیں۔ ایک مثل پر پڑھنے میں یہ فضیلت بھی ترک ہوتی ہے۔ لہذا جو لوگ ایک مثل پر جماعت کرتے ہیں اُن کو فہمائش کرنی چاہئے کہ بعد دومثل کے نماز پڑھا کریں۔ تاکہ اُس وقت سب شریک ہو جاویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

تراویح کی نماز بیس ہی رکعت کی ہے

سوال ۱۳۹۱ فریق اول کہتا ہے کہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان و غیر رمضان میں گیارہ رکعت تھی۔ جیسا کہ حدیث حضرت عائشہ رض سے ثابت ہے۔ تراویح وغیرہ سب اس میں داخل ہے۔ فریق ثانی کہتا ہے کہ تراویح علیحدہ نماز ہے وتر و تہجد نہیں۔ اسی لئے تراویح بیس رکعت پڑھنا چاہئے۔ اس میں حق بات کیا ہے۔؟ ۹۰/۵

الجواب۔ گیارہ رکعت جو حضرت عائشہ صدیقہ رض کی حدیث میں آئی ہے وہ تہجد اور وتر کی نماز ہے۔ جیسا غیر رمضان کا لفظ اس کا قرینہ صاف موجود ہے۔ کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں ہوئی۔ تراویح بیس رکعت ہیں اور اجماع صحابہ اس پر ہے۔ قال فی رد المحتار قولہ وھی عشرون رکعۃً۔ ھو قول الجمہور وعلیہ عمل الناس شرقاً وغرباً موطاء امام مالک رح میں یہ حدیث موجود ہے حدثنا مالک عن یزید بن رومان انہ قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رض فی رمضان بثلث وعشرین رکعۃً قولہ بثلث عشرین رکعۃً۔ قال البیہقی والثلث ھو الوتر واینا فیہ الروایۃ السابقۃ فانہ وقع اولاً ثم استقر الامر علی العشرین فروی البیہقی باسنادٍ صحیح انہم یقومون فی عہد عمر بعشرین رکعۃ وفی عہد عثمان وعلی مثلہ۔ فقط ۲۱

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

امام کا مقتدیوں سے علیحدہ رہنا مکروہ ہے

سوال ۳۹۲ امام محراب کے اندر کھڑا ہو اور مقتدی باہر یہ جائز ہے یا نہیں۔ اور درمیان کی دیوار کا در بھی یہی حکم رکھتا ہے یا کیا۔ اگر امام بلندی پر ہو اور مقتدی نیچے ہوں تو یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ امام بالکل محراب کے اندر کھڑا ہو اس طرح کہ قدم بھی باہر محراب سے نہ ہوں یہ مکروہ ہے ایسا نہ کیا جاوے۔ اور درمیان کی دیوار کا در بھی یہی حکم رکھتا ہے بالکل اس کے اندر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے۔ کذا فی الشامی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سفر میں قصر نماز پڑھنے کے وجوب کی دلیل

سوال ۳۹۳ ہر سفر میں باوجود امن و امان کے بھی ضرور نماز قصر ہی پڑھنا واجب ثابت نہیں ہوتا دلیل وجوب تحریر فرمائیے؟

الجواب۔ دلیل وجوب یہ حدیث ہے وعن یعلی ابن امیۃ قال قلت لعمر بن الخطابؓ انما قال اللہ تعالیٰ ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا فقد امن الناس قال عمر عجبتُ مما عجبتَ منہ فسألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال صدقۃٌ تصدق اللہ بہ علیکم فاقبلوا صدقتہ رواہ مسلم۔

11 حاصل یہ کہ یعلی ابن امیۃ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ حق تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ نماز کو قصر کرو۔ اگر تم کو خوف کفار کے فتنہ کا ہو۔ پس اب لوگ مامون ہیں وہ خوف نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے یہ شبہ پیش آیا تھا سو میں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے فرمایا اللہ کا انعام ہے اس کو قبول کرو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نماز میں سورتوں کے تقدیم و تاخیر سے سجدہ سہو لازم نہیں

سوال ۳۹۴ نماز میں سورۃ مقدم مؤخر پڑھنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ سجدہ سہو لازم نہیں مگر عمداً ایسا کرنا مکروہ ہے۔ و یکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرء منکوساً۔ در مختار فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سجدہ میں شک ہو تو سجدہ سہو کرے

سوال ۳۹۵ امام کو شک ہوا کہ میں نے ایک سجدہ کیا یا دو۔ اس صورت میں سجدہ سہو کرے یا نماز لوٹاوے؟

(۲) بلا ضرورت سجدہ سہو کرنے سے نماز دوہراوے یا نہ؟

الجواب۔ اگر ظن غالب کسی جانب نہیں تو ایک سجدہ اور کر کے سجدہ سہو کرے وجب علیہ سجود السہو فی جمیع صور الشک سواء عمل بالتحری او بنیٰ علی الاقل لکن فی السراج انہ

یسجد للسهو فی اخذ الاقل مطلقاً و فی غلبۃ الظن ان تکفر قدر رکن الخ درمختار فقط
(۲) دوہرانا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سجدۂ سہو کے بعد اگر کوئی اسی سجدہ کرنے والے کی اقتدار کرے تو صحیح ہے	**سوال ۳۹۶** امام فرض نماز میں التحیات پڑھنے بیٹھ گیا بعد سہو کرنے کے اب نیا مقتدی آکر نماز میں ملا فرمایئے کہ مقتدی نماز میں مل گیا یا نہیں۔ اور

احسن المسائل کے باب سہو میں ہے کہ اگر سہو والے نے نماز کا سلام پھیرا اور کسی شخص نے اس خیال سے کہ اُس پر سجدۂ سہو باقی ہے اقتدا کیا تو اگر یہ مقتدی امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے گا تو اُس کا اقتدار صحیح ہے ورنہ درست نہ ہوگا اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے سلام من علیہ سجود السهو یخرجه موقوفاً ان سجد عاد الیها والا لا وعلی هذا فیصح الاقتداء بہ الخ ان سجد میں سجد کی ضمیر من علیہ سجود السہو کی طرف راجع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر امام نے سلام کے بعد سجدۂ سہو کیا تو نماز سے خارج نہیں ہوا اقتدا اُس کا درست ہی مقتدی کا امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور احسن المسائل کی عبارت میں بھی مراد من علیہ السہو کا سجدہ کرنا ہے۔ یعنی اگر من علیہ السہو نے سجدۂ سہو کیا تو اقتدا اُس کا درست ہے فقط

۱۲ نماز میں قہقہہ سے نماز و وضو دونوں فاسد ہوجاتی ہیں۔	**سوال ۳۹۷** نماز میں قہقہہ کرنا وضو اور نماز دونوں کو فاسد کردیتا ہے یا صرف نماز کو۔؟

الجواب۔ نماز میں قہقہہ کرنے سے وضو اور نماز دونوں فاسد ہوجاتی ہیں کما فی الدر المختار و قہقہۃ بالغ یقظان یصلی بطهارۃ صغری مستقلۃ صلوٰۃ کاملۃ ولو عند السلام عمداً انتھی ملخصاً۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

امام شافعی کی متابعت کرنے سے نماز ہوجاتی ہے	**سوال ۳۹۸** حنفی مقتدی نے بمتابعت امام شافعی المذہب قبل سلام سجدۂ سہو کرلیا اور سلام پھیر دیا بعد سجدۂ تشہد نہیں پڑھا اُس کو تشہد پڑھنا

ضروری تھا یا نہیں۔ اور نماز مقتدی حنفی کی ہوئی یا نہیں؟

الجواب علامہ شامی نے جن اُمور میں متابعت امام کی کرنی چاہیئے اُن کی امثلہ میں یہ بیان کیا ہے ومثال ما تجب فیه المتابعة مما یسوغ فیه الاجتهاد ما ذکرہ القهستانی فی شرح الکیدانیۃ عن الجلابی بقوله کتکبیرات العید و سجد فی السهو قبل السلام والقنوت بعد الرکوع فی الوتر الخ ص۳۱۷ مصر فی تحقیق المتابعۃ۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی حنفی کو اس بارہ میں اتباع امام شافعی المذہب کا کرنا چاہیئے۔ پس صورت مسئولہ میں نماز حنفی مقتدی کی ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز کی دو رکعتوں میں قرأت کا حکم

سوال ۳۹۹ نماز میں اول رکعت سے دوسری رکعت میں زیادہ قرأت مکروہ ہے یہ بحساب آیتوں کے ہی یا بحساب حروف یا بحساب کلمات کے۔؟

الجواب۔ اگر آیتیں برابر یا قریب برابر کے ہیں تو عدد آیات کا اعتبار ہے کہ دوسری رکعت کی قرأت تین آیات سے زیادہ نہ ہو اور اگر آیات متفاوت ہوں طول وقصر میں تو حروف وکلمات کا اعتبار ہے الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

قصر میں سنتیں پڑھنی چاہئیں

سوال ۴۰۰ قصر میں سنتیں ووتر پڑھنا چاہئے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص دورہ میں ہے کہ روزانہ کوچ ومقام ہوتے ہیں ایسی حالت میں قصر کرے یا نہیں۔ اور وطن سے کس قدر فاصلہ پر ہووے تب قصر لازم ہے۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا بان کان فی خوف وقرار لا یاتی بہا ہو المختار۔

حاصل یہ ہے کہ مسافر اگر کسی جگہ ٹھیرا ہوا ہے اور عجلت نہیں ہے تو سنتیں پڑھے اور اگر سفر کی جلدی ہے یا خوف ہے تو سنتیں چھوڑ دے۔ پھر کہا کہ عند البعض سنت فجر بھی نہ چھوڑے۔ اگر جائے اقامت سے دورہ میں اتنی دور کا ارادہ کر کے چلا ہے جو تین منزل یعنی اڑتالیس میل ہے تو تمام دورہ میں ۱۳۳ قصر کرتا رہے پھر جب واپس جائے اقامت میں آوے اور کم از کم پندرہ دن کے قیام کی نیت ہو نماز پوری پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

تمام سجدہ میں اگر پاؤں زمین سے اٹھے رہیں تو نماز فاسد ہوگی

سوال ۴۰۱ بعض اردو کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جاویں تو نماز نہ ہوگی کم از کم ایک انگلی پاؤں کی زمین پر ٹکی رہے؟

الجواب۔ یہ مسئلہ قدمین کے اٹھنے کا درمختار وشامی میں بھی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالکل تمام سجدہ میں دونوں قدم اٹھے رہیں تو سجدہ نہ ہوگا۔ اور جب سجدہ نہ ہوا نماز نہ ہوئی۔ کم از کم ایک انگشت کسی وقت سجدہ میں زمین پر ٹھیر جاوے۔ یہ نہیں کہ اگر قدمین زمین سے اٹھ گئے اور پھر رکھ لئے تو اس میں بھی نماز نہ ہوگی بلکہ مطلب یہ ہے کہ بالکل اٹھے رہے تو نماز نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن

سنن میں سنت رسول اللہ کہنا ضروری نہیں کہے تو حرج نہیں۔

سوال ۴۰۲۔ سنن میں سنت رسول اللہ کہنا کیسا ہے۔؟

الجواب۔ ویکفی مطلق نیۃ الصلوٰۃ وان لم یقل للہ لنفل وسنۃ راتبۃ الخ درمختار یعنی سنت ونفل میں مطلق نیت نماز کی بھی کافی ہے اور تعین کرنا کہ سنت فجر ہے یا ظہر احوط ہے اگر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

جمعہ کی اذان ثانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہے

سوال ۴۰۳۔ روز جمعہ اذان ثانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ثابت ہے یا بعد میں ہوئی اور اُس کا پڑھنا کس جگہ ہے منبر کے برابر خطیب کے سامنے یا مسجد کے در میں کس جگہ افضل ہے یا دونوں جگہ کا حکم ایک ہی ہے۔؟ ۱۲۹۵

الجواب۔ اذان ثانی جو خطیب اور منبر کے سامنے ہوتی ہے یہ اذان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہے اور ہمیشہ اسی طرح منبر کے سامنے ہوتی تھی اور یہی افضل اور متوارث ہے۔ اذانِ اوّل جو منارہ پر ہوتی ہے یہ حضرت عثمان رضؓ کے زمانہ سے شروع ہوئی ہے اور اس پر اجماع ہو گیا۔ والتفصیل یطلب من الکتب فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا خلافِ اولیٰ ہے

سوال ۴۰۵ عشاء یا صبح کی نماز میں امام نے ایک رکعت میں دو سورۃ پڑھی تو کچھ کراہت تو نماز میں نہیں آئی۔؟

الجواب۔ ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا خلافِ اولیٰ ہے۔ نماز ہو جاتی ہے اور خلافِ اولیٰ سے مراد کراہت تنزیہی ہے۔ قال فی الشامی وذکر شیخ الاسلام لا ینبغی لہ ان یفعل علی ما ھو ظاھر الروایۃ وفی شرح المنیۃ الاولیٰ ان لا یفعل فی الفروض ولو فعل لا یکرہ ای لا یکرہ تحریماً

مقیم مقتدی مسافر امام کے بعد نماز کس طرح پوری کرے

سوال ۴۰۶ امام مسافر ہے اور مقتدی مقیم ہے۔ اگر مقتدی مذکور امام مذکور کے ساتھ چار رکعت والی نماز میں اوّل رکعت میں شریک ہوا ہو تو مقتدی اپنی نماز کس طرح پوری کرے۔ (۲) اور جو دوسری رکعت میں شریک ہوا ہو تو کس طرح نماز کو پوری کرے (۳) اور جو التحیات میں ملا ہو تو مقتدی اپنی نماز کو کس طرح پڑھے۔ ۱۴

نوٹ :۔ اس کا جواب مفتی عنایت الٰہی نے لکھا تھا کہ پہلی صورت میں مقتدی لاحق ہے امام کے ساتھ نماز تمام کرکے دو رکعتیں باقی ماندہ بلا قرأت پڑھے اور آخیر کی دونوں صورتوں میں مقتدی مسبوق ہے دوسری صورت میں امام کے سلام کے بعد کھڑے ہو کر پہلی رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور سورۃ پڑھے اور باقی دو رکعت میں صرف فاتحۃ الکتاب پڑھے اور تیسری صورت میں مقتدی چاروں رکعت میں۔ لہٰذا بعد سلام امام کے اوّل کی دو رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھے اور دوسری رکعت کے آخر میں صرف الحمد پڑھے۔ فقط

حررہ عنایت الٰہی ولدہ خلیل احمد

الجواب۔ کتب فقہ کی تفصیل کے موافق پہلا جواب صحیح ہے اور دوسرے اور تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں مقتدی لاحق و مسبوق ہے اور حکم ایسے مقتدی کا یہ ہے کہ پہلے وہ رکعت بلا قرأۃ ادا کرے جس میں لاحق ہے اور پیچھے وہ رکعت ادا کرے جس میں مسبوق ہے پس دوسری

صورت میں پہلی دو رکعت بلا قرأۃ ادا کرے اور پھر تیسری رکعت قرأۃ کی ساتھ ادا کرے اور تیسری صورت میں پہلی دو رکعت بلا قرأۃ ادا کرے اور پھر دو رکعت مع قرأۃ کے ادا کردے۔ ومقیم ایتم بمسافر قولہ ومقیم ای فھو لاحق بالنظر للاخیرتین وقد یکون مسبوقاً ایضاً کما اذا فاتہ اول صلوٰۃ امامہ المسافر شامی وحکمہ کھو تم فلا یاتی بقرأۃ الخ ویبدء بقضاء ما فاتہ عکس المسبوق الخ قولہ ثم ماسبق بہ بھا الخ ای ثم صلی اللاحق ما سبق بہ بقرأۃ ان کان مسبوقاً ایضاً الخ شامی۔

پس دوسری اور تیسری صورت میں مقتدی مقیم کو محض مسبوق قرار دینا تصریحات فقہاء کے خلاف ہے اور جملہ رکعات کو بقرأۃ ادا کرنا بھی خلاف ہے قاعدہ مقررہ فقہاء کے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

نمازیں اگر قضاء ہوئیں تو ان کا قضا کرنا واجب ہے اور اگر مر گیا تو ورثہ فدیہ دیں	**سوال ۴۰۷** کسی شخص سے چھ سال کی نمازیں قضا ہوئیں۔ اُنہیں قضا کرے یا فدیہ دے۔؟

الجواب۔ اگر وہ عزیز جن کے ذمہ چھ برس کی نمازیں قضاء ہیں زندہ ہیں تو اُن کے ذمہ فرض ہے کہ خود اُن نمازوں کو قضاء کریں سہل صورت یہ ہے کہ ہر ایک وقتیہ نماز کے ساتھ وہی نماز قضاء کر لیا کریں صرف فرض اور وتر کی قضاء لازم ہوتی ہے۔ چھ برس تک ایسا کریں۔

(15) اور اگر میت ہیں اور اُنھوں نے کچھ وصیت فدیہ دینے کی نہیں کی یا کی مگر مال اس قدر نہیں چھوڑا کہ فدیہ تمام نمازوں کا اُس سے ادا ہو جاوے تو ورثہ کے ذمہ فدیہ دینا لازم نہیں اگر ادا کریں تو یہ احسان اور تبرع ہے مگر پورا فدیہ دینا ہوگا۔ اس میں کچھ اختصار نہیں ہو سکتا۔ ایک نماز کا فدیہ پونے دو سیر گندم بوزن انگریزی ہوتا ہے۔ ایک دن کی نمازوں کا فدیہ مع وتر کے ساڑھے دس سیر گندم ہوئے اور ایک ماہ کا فدیہ تین سو پندرہ یعنی سات من ۳۵ ثار۔ اور ایک برس کی نمازوں کا فدیہ چورانوے من ۲ ثار گندم اور چھ برس کا فدیہ پانسو چونسٹھ من ۱۲ ثار گندم ہوئے۔ اس قدر گندم یا اُس کی قیمت فقراء کو دینا چاہیئے۔ اور اگر میت نے وصیت کی ہے اور مال بھی چھوڑا ہے تو پھر ادا کرنا فدیۂ مذکورہ کا فرض و لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

قضا نمازوں کی تعداد معلوم نہ ہو تو ظن غالب پر عمل کرنا چاہیئے	**سوال ۴۰۸** ایک شخص نے آغاز بلوغ سے مدۃ تک نماز نہیں پڑھی یا وقت بلوغ سے ایک زمانہ تک پڑھتا رہا پھر موقوف کر دی دونوں صورتوں میں

پھر نادم ہو کر ہمیشہ مسلسل پڑھتا رہا۔ ہر دو تقدیر میں یہ معلوم نہیں کہ ایک سال کی نمازیں فوت ہوئی یا دو سال یا تین سال کی ایک سال یقینی دو سال ظنی ہیں تین سال موہوم۔

اس صورت میں کتنی مدت کی نمازیں قضاء کی جاویں اور کس طرح قضاء کی جاویں۔؟

الجواب۔ ظن غالب پر عمل کرنا چاہیئے۔ پس جس کی مدت کی نمازیں بظن غالب فوت ہوئی ہیں اُنکی

قضاء کرے اور جو موہوم ہیں اُن کی قضاء ضروری نہیں ہے۔ احتیاط امر آخر ہے۔ اور ہر ایک نماز کی
قضاء اس طرح کرے کہ مثلاً پہلی ظہر کی نماز جو میرے ذمہ ہے وہ پڑھتا ہوں۔ اسی طرح عصر وغیرہ میں نیت
کرے۔ پھر اگر وہ نمازیں اُس کے ذمہ تھی تو ادا ہوجاویں گی۔ ورنہ نفلیں ہوجاویں گی۔ زیادہ قضاء کر لینے میں
کچھ حرج نہیں۔ جس قدر مدت کی نمازیں اُس سے قضاء ہوئی ہیں یقیناً یا بظن غالب اگر اُسی مدت تک
ہر ایک نماز وقتیہ کے ساتھ ایک وہی نماز قضاء کی پڑھ لیا کرے۔ اس طریق سے بھی ادا ہوجاویں گی۔ ا
حتی الوسع یقینی فوائت کی قضاء کرنے میں جلدی کرنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مقتدی امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال ۴۰۹ فرض نمازیں قرأۃ کے اندر مقتدی اپنے امام کو لقمہ دے ہے یا نہیں۔؟ ۱۰۵/

الجواب۔ اپنے امام کو لقمہ دینا مطلقاً درست ہے۔ یعنی اس سے کسی کی نماز فاسد نہیں ہوتی
امام مقدار فرض پڑھ چکا ہو یا نہ پڑھ چکا ہو۔ بخلاف فتحہ علی امامہ۔ فانہ لا یفسد مطلقاً لفاتح وا
الخ درمختار۔ شامی میں ہے تتمہ یکرہ ان یفتح من ساعتہ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ
ینتقل الی آیۃ اخری۔ یعنی مقتدی کو مکروہ ہے کہ فوراً لقمہ دے بلکہ کچھ انتظار کرے۔ کہ امام خود
یا دوسری جگہ سے پڑھنے لگے اور اسی طرح امام کو یہ مکروہ ہے کہ وہ بار بار اُس آیۃ کو لوٹا کر مقتدی کو (۱۶)
دینے پر مجبور کرے بلکہ اُس کو چاہیئے کہ دوسری آیۃ کی طرف منتقل ہوجاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الحمد اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنی چاہئے

سوال ۴۱۰ الحمد اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنی چاہئے یا نہیں

الجواب۔ شامی میں فرمایا کہ ابن ہمام وغیرہ نے مابین الحمد اور سورۃ کے بسم اللہ پڑھنے کو راجح کیا
اس وجہ سے کہ بسم اللہ کے جزو سورۃ ہونے میں اختلاف ہے الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر سورۃ پڑھنا بھول جائے تو رکوع سے لوٹ کر سورۃ پڑھے

سوال ۴۱۱ ایک شخص نماز میں الحمد پڑھکر رکوع میں چلا گیا سورۃ پڑ
بھول گیا رکوع میں یاد آیا۔ تو اب وہ شخص کیا کرے قرأۃ سورۃ کے لئے لو
یا کیا کرے اور نماز اُس کی ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب۔ قرأۃ سورۃ کے لئے لوٹے اور سورۃ پڑھکر پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کر
اور اگر رکوع سے نہ لوٹے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے بہ سبب ترک سورۃ کے جو واجب ہے تب بھی
نماز اُس کی ہوجاتی ہے۔ هکذا فی الدر المختار والشامی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

قرآن مجید کی کسی آیت کا اگر نماز میں ترجمہ پڑھے تو نماز جائز نہیں

سوال ۴۱۲ ایک زبردست عالم کا بیان ہے کہ اگر قرآن شریف ۱۲۸۱
کسی آیت کا ترجمہ اُردو میں پڑھ لیا جاوے تو نماز ادا ہوجاتی ہے کیو

قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے بلکہ اُس کا ترجمہ ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی زبان میں کیا
۔۔۔قرآن شریف کے نزول کا یہ ذریعہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل میں ڈالدیا اُنہوں نے
اپنی زبان مبارک سے ادا کیا۔ یہ بیان اُس مولوی صاحب کا صحیح ہے یا غلط۔؟

الجواب۔ اُس زبردست عالم کے حوالہ سے جو مسئلہ آپ نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب دین کے عالم نہیں ہیں۔ افسوس ہے کہ ایسے ایسے غلط مسئلے نام کے عالم بیان کرتے ہیں۔ الحمد یا کسی سورۃ کا ترجمہ نماز میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ قرآن شریف نام ہے اس کلام اللہ کا جو ما بین الدفتین ہے۔ یعنی دو پٹھوں کے درمیان میں جو کلام اللہ ہے یہی قرآن شریف ہے۔ یہی کلام اللہ ہے۔ اہل سنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔

پس اُس مولوی کا یہ کہنا کہ یہ عربی قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے بلکہ اُس کا ترجمہ ہے الخ بالکل غلط افترا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے انا انزلناہ قرآنًا عربیًا۔ اسی طرح بہت جگہ قرآن کو عربی فرمایا ہے۔ اور ایک جگہ یہ بھی ارشاد ہے۔ ولو جعلناہ قرآنًا اعجمیًا لقالوا لولا فصلت اٰیاتہ ءاعجمی و عربی۔ یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم قرآن قرآن کو عربی زبان میں نہ اتارتے اور اعجمی کرتے یعنی سوائے عربی کے دوسری زبان میں اتارتے تو کفار یہ اعتراض کرتے کہ عربی پیغمبر پر عجمی قرآن اتارا گیا یہ عجیب بات ہے اور فقہ کی کتابوں میں صاف یہ لکھا ہے کہ نماز میں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ البتہ جو شخص مسلم کوئی ایسی موٹی زبان کا ہے کہ اُس سے عربی لفظ نہیں کہے جاتے اُس کو تا وقتیکہ وہ سیکھے اور قرآن پڑھ سکے یہ درست ہے کہ ترجمہ ہی پڑھ لے کیونکہ وہ معذور ہے قرآن کے پڑھنے سے اور یہ کہنا اُس کا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈالدیا آپ نے اپنی زبان سے عربی الفاظ میں بیان کر دیا یہ عقیدہ بھی اُس کا اہل سنت کے خلاف ہے یہ نیچریت۔ اور مرزائیت کے خرابی معلوم ہوتے ہیں۔ اہل سنت اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت جبریل کے ذریعہ سے یہ قرآن شریف نازل ہوا ہے۔ خود قرآن شریف میں آیا ہے نزل به الروح الامین کہ اس قرآن کو روح امین یعنی جبریل علیہ السلام نے اللہ کے پاس سے اتارا ہے۔ الغرض ایسے بدعقیدہ والے کی بات نہ سننی اور نہ ماننی چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ؎

(17)

عمداً چھوڑنے والے کی سزا

سوال ۳۱۴ جو صریح نماز پڑھنے انکار کرے اور اکثر تساہلی سے نماز قضاء کرے تارک الصلوٰۃ ہو اُس کی سزائے شرعی کیا ہے۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے۔ فرض عین علی کل مکلف الخ و یکفر جاحدھا لثبوتھا بدلیل قطعی وتارکھا عمدًا مجانۃ ای تکاسلاً فاسق یحبس حتی یصلی لانہ یحبس لحق العبد فحق الحق

الحق وقیل یضرب حتی یسیل منہ الدم وعند الشافعی یقتل بصلوٰۃ واحدۃ الخ۔

یعنی نماز فرض عین ہے ہر ایک مسلمان عاقل بالغ پر اور اُس کی فرضیت کا منکر کافر ہے کیونکہ فرض ہونا نماز کا دلیل قطعی سے ثابت ہے اور چھوڑنے والا اُس کا قصداً سستی سے فاسق ہے اُس کو قید رکھا جاوے یہاں تک کہ نماز پڑھے کیونکہ جب حقوق عباد کی وجہ سے قید ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حق میں کیسے نہیں اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تارک نماز کو اتنا مارا جاوے کہ خون بہنے لگے اور امام شافعی رح کے مذہب میں ایک نماز کے ترک پر قتل کیا جا سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص نماز پڑھنے سے انکار کرے۔ اور یا تساہلی سے کوئی نماز قصداً چھوڑ دے وہ فاسق واجب التعزیر ہے اور جو شخص نماز کو فرض ہی نہ جانے اور فرضیت سے انکار کرے وہ قطعاً کافر ہے وہ مسلمان نہیں رہا۔ انکار فرضیتِ صلوٰۃ سے مرتد ہو جاتا ہے فقط

نماز محلہ کی مسجد میں پڑھنی چاہئے۔

سوال ۱۴۱۴ مسجد محلہ کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز کے لئے جانا کیسا ہے جس سے مسجد محلہ میں جماعت کی قلت ہوتی ہے؟

الجواب۔ درمختار میں ہے ومسجد حیہٖ افضل من الجامع۔ یعنی اپنے قبیلہ اور محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے اور زیادہ ثواب کا سبب ہے۔ جامع مسجد میں نماز پڑھنے سے۔ ردالمحتار معروف شامی میں ہے کہ یہ ایک قول ہے اور دوسرا قول اس کا عکس ہے کہ مسجد جامع میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ ان دو قول کو قنیہ میں نقل کیا ہے لیکن شرح منیہ اور مصفیٰ اور خانیہ میں اُسی قول کو اختیار فرمایا جس کو درمختار میں لکھا ہے۔ یعنی یہ کہ مسجدِ محلہ افضل ہے جامع مسجد سے پھر لکھا ہے کہ بلکہ خانیہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر مسجدِ محلہ میں کوئی مؤذن نہ ہو تو خود وہاں جا کر اذان کہے اور نماز پڑھے۔ اگرچہ تنہا ہو۔ کیونکہ اس پر مسجد محلہ کا حق ہے اُس کو ادا کرنا چاہئے انتہی۔

پس ان روایات اور ان کی سوا دوسری روایات سے ظاہر ہے کہ جب امام مسجد محلہ میں کوئی خرابی عقائد وغیرہا کی نہ ہو تو مسجد محلہ کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے۔ زیادہ ثواب مسجدِ محلہ میں نماز پڑھنے میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

علم دین کی وجہ سے جماعت ترک کرنا اچھا نہیں

سوال ۱۴۱۵۔ زید اگر علم دینی پڑھتا ہے تو جماعت عشاء کی ترک ہوتی ہے اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب۔ درمختار میں منقول ہے کہ مشغول ہونا علم فقہ کی تحصیل اور مطالعہ میں بعض علماء نے ترک جماعت کا عذر قرار دیا ہے۔ یعنی منجملہ اُن عذروں کے جن کی وجہ سے ترکِ جماعت احیاناً ہو جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے مشغولی علم فقہ کی ہے۔ لیکن اگر مواظبت ترکِ جماعت پر کرے تو معذور نہیں بلکہ واجب التعزیر ہے فقط عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

جمعہ کے بارہ میں احتیاط الظہر کا حکم

سوال ۴۱۶ - بعض علمائے دین نماز جمعہ کو فرض سمجھ کر جماعت سے ادا کرتے ہیں اور اُس کے بعد احتیاط الظہر بلا جماعت پڑھتے ہیں اور بعض علماء نماز جمعہ کو کئی وجوہات سے فرض نہ سمجھ کر صرف نماز ظہر جماعت سے ادا کرتے ہیں۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب وہ جگہ جس میں جمعہ کا حکم دریافت کیا جاتا ہے دو حال سے خالی نہیں ہے یا شہر و قصبہ یا بڑا قریہ ہے یا چھوٹا گاؤں ہے سو شہر اور قصبہ اور بڑے قریہ میں عند الحنفیہ بلا اختلاف جمعہ صحیح ہے وہاں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے۔ اور چھوٹے گاؤں میں عند الحنفیہ جمعہ صحیح نہیں ہے۔ وہاں صرف ظہر با جماعت پڑھنی چاہیئے۔ یہ بات کہ شہر میں جمعہ بھی ہو اور ظہر کی جماعت بھی ہو کسی طرح درست نہیں ہے۔ بلکہ فقہائے اعلام نے ظہر بلا جماعت کو بھی اُس جگہ میں منع فرمایا ہے جہاں جمعہ ہونے میں کچھ شبہ نہیں جیسے شہر اور قصبہ وفی البحر قد افتیتُ مراراً بعدم صلوٰۃ الاربع بعدھا بنیۃ اٰخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وَھُوَ الْاِحتیاط فی زماننا در مختار وفی الشامی وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ اللتی فیھا اسواق الخ وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ اللتی لیس فیھا قاض ومنبر وخطیب الخ شامی جلد اول ص۵۳۷ وفیہ ایضاً ولذا لومات الوالی اولم یحضر لفتنۃ ولم یوجد احد ممن لہ حق اقامۃ الجمعۃ نصب العامۃ خطیباً للضرورۃ الخ وبھذا ظہر جہل من یقول لا تصح الجمعۃ فی ایام الفتنۃ مع انھا تصح فی البلاد اللتی استولیٰ علیھا الکفار کما سنذکرہ فلو الولاۃ کفاراً یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ الخ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

بعد نماز عید اسی عید گاہ میں نماز جمعہ پڑھنے کا حکم

سوال ۴۱۷ - بعد نماز عید اُسی عید گاہ میں نماز جمعہ پڑھنا کیسا ہے۔؟

الجواب - بعد نماز عید کے اُسی عید گاہ میں بعد زوال جمعہ ادا کرنا درست ہے اور نماز ہو جاتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ حسب معمول نماز جمعہ جامع مسجد میں ادا کیا جاوے کیونکہ عید گاہ میں جاکر عیدین کی نماز پڑھنا اور اس کا مستحب ہونا خاص عیدین کے لئے ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

جمعہ میں جب امام خطبہ کیلئے نکلے اس وقت کلام مطلقاً حرام ہے

سوال ۴۱۸ - حدیث اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام سے مراد مطلق کلام ہے یا کلام دنیاوی۔ فقہاء کی عبارات سے کلام دنیاوی مراد معلوم ہوتی ہے کہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے کلام دنیاوی منع ہے تسبیح اذکار وغیرہ منع نہیں اب اس بناء پر خطبہ کی اذان کا جواب دینا یا دعاء وسیلہ پڑھنا جائز ہو گا۔ چنانچہ بعض عبارات

سے صاف ظاہر ہے واما الکلام فانما یکرہ منہ قبل شروع الخطبۃ الدنیوی لا الذی کالاذکار والتسبیح وبعد الشروع فیھا یکرہ مطلقاً ھذا ھو الاصح کما فی النہایۃ وغیرہ فلا تکرہ اجابۃ الاذان الذی یؤذن بین یدی الخطیب وقد ثبت ذلک من فعل معاویۃ رض فی صحیح البخاری ولا دعاء الوسیلۃ الماثورۃ بعد ذلک الاذان ھذا عند ابی حنیفۃ وعندھما لاباس بالکلام ای الدنیوی اذا خرج الامام قبل ان یشرع فی الخطبۃ واذا نزل قبل ان یکبر لان الکراھۃ للاخلال بالاستماع ولا استماع ھھنا بخلاف الصلوٰۃ فانھا قد تمتد کذا فی الھدایہ۔ اس میں قول مفتیٰ اور صحیح کیا ہے۔ جائز ہے یا مکروہ؟

الجواب۔ اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام میں ہمارے حضرات کا مسلک کلام کو عام رکھنا ہے جیسا کہ اطلاق حدیث سے ظاہر ہے اور صلوٰۃ کی ساتھ اُس کا منضم فرمانا اور بھی اس کا مؤید ہے اور خلاف صاحبین کا قبل شروع فی الخطبہ میں مشہور ہے اور امام صاحب کے نزدیک بھی بعض فقہا نے کلام دینی کو بعد خروج امام قبل خطبہ جائز نقل کیا ہے۔ لیکن مذہب مشہور امام صاحب کا یہی ہے کہ بعد خروج امام کلام مطلقاً ممنوع ہے خواہ دینی ہو یا دنیاوی اور نصوص فقہا بہت سی اس پر دال ہیں کہ امام صاحب کلام کو عام لیتے ہیں۔ پس اگر بعض فقہا نے قبل خطبہ کلام دینی کو جائز رکھا ہے اور اُس کو اصح فرمایا ہے جیسا کہ عنایہ و نہایہ سے منقول ہے تو انہوں نے مذہب صاحبین رحمہما اللہ کو اختیار فرمایا ہے باقی مذہب امام اعظم رح کا یہی ہے کہ کلام مطلقاً مکروہ ہے اور اجابت اذان بین یدی الخطیب مکروہ ہے۔

مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے جو تخطیہ صاحب درمختار کا کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے اور آپ نے جو عبارت مولانا موصوف کی نقل فرمائی ہے اور اُس کے آخر میں کذا فی الہدایہ ہے ہدایہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ حوالہ بجنسہا صحیح نہیں ہے کما لا یخفی علی من طالع الھدایہ۔

اب احقر بعض وہ عبارات لکھتا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کا خلاف مطلق کلام میں ہے دنیاوی ہو یا دینی اور امام صاحب مطلق کلام کو بعد خروج امام منع فرماتے ہیں۔ اور نیز یہ کہ اجابت اذان ثانی جمعہ مکروہ ہے۔ درمختار باب الجمعہ میں ہے وقالا لاباس بالکلام قبل الخطبۃ وبعدھا واذا جلس عند الثانی والخلاف فی کلام یتعلق بالآخرۃ اما غیرہ فیکرہ اجماعاً وعلی ھذا فالترقیۃ المتعارفۃ فی زماننا تکرہ عندہ لا عندھما واما ما یفعلہ المؤذنون حال الخطبۃ من الترضی ونحوہ فمکروہ اتفاقاً وتمامہ فی البحر والعجب ان المرقی ینھی

من الامر بالمعروف بمقتضی حدیثہ ثم یقول انصتوا رحمکم اللہ قلت الا ان یحمل علی قولھما؟

تنبیہ در مختار قولہ الا ان یحمل علی قولھما لانہ یقول ذلک قبل الخطبۃ وھما یحملان

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم والامام یخطب علی الشروع فیھا حقیقۃ فحینئذٍ لایکون المرقی

مخالفا للحدیث بقولہ بعدہ انصتوا اما علی قول الامام من حمل قولہ یخطب علی الخروج للخطبۃ

بقرینۃ ما روی اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام فیکون مخالفا للحدیث الذی یرویہ ویکرہ الخ

ردالمختار شامی؛

وفی الشامی ایضا قبیلہ والظاھر ان مثل ذلک یقال ایضا فی تلقین المرقی الاذان للمؤذن

فالظاھر ان الکراھۃ علی المؤذن دون المرقی لان سنۃ الاذان الذی بین یدی الخطیب تحصل

باذان المرقی فیکون المؤذن مجیبا لاذان المرقی واجابۃ الاذان حینئذٍ مکروھۃ الخ؛

شامی کے اس قول واجابت الاذان حینئذ مکروہتہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کراہت حنفیہ کے نزدیک ایسی مسلم... اور معروف ہے کہ اس میں کسی کو کچھ تامل اور خلاف نہیں ہے۔ پس اس کی صحت اس قول صاحب درمختار کی جو باب الاذان میں ہے واضح ہوتی ہے و ینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقا فی الاذان بین یدی الخطیب؛

البتہ اتفاقاً کے لفظ سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ کراہتہ امام صاحب کے قاعدہ کے موافق ہو نہ صاحبین کے قول کے موافق۔ مگر جواب اُس کا اول تو یہ ہے کہ غرض صاحب درمختار کی یہ ہے کہ مشائخ نے بالاتفاق اس بارہ میں قول امام صاحب کو اختیار فرمایا ہے اور بالاتفاق فتویٰ کراہت اجابت اذان ثانی جمعہ کا دیا ہے۔ ثانیاً یہ کہ اگرچہ قاعدہ صاحبین کا اس کے جواز کو مقتضی ہو مگر اُن سے تصریح اس کے جواز کی منقول نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ کراہت منقول ہے اور اسی قول صاحب درمختار کو اس بارہ میں حجت سمجھا جاوے کہ ظاہر ہے ھو اعلم بمذھب الاصحاب۔

اس صورت میں اتفاقاً کے معنے امام صاحب اور صاحبین کے اتفاق کے ہوں گے اور جبکہ ایسا بڑا شخص اس اتفاق کو نقل فرماتا ہے تو ہم کو محض اس بنا پر کہ صاحبین کا مذہب اس کو مقتضی نہیں انکار شایاں نہیں ہے۔ احقر کہتا ہے کہ مقتضیٰ قول صاحبین بھی اس اجابت کی کراہت کو ہے کیونکہ آخر کلمہ اذان کی اجابت بعد ختم اذان کے ہے جو وقت شروع فی الخطبہ کا ہے؛ نیز اجابت کی ساتھ دعاء وسیلہ بھی ہوتی ہے جو بعد اذان اور اجابت اذان کے ہے اور وہ وقت شروع فی الخطبہ کا ہے اور وہ بالاتفاق وقت کراہت کلام دینی و دنیاوی کا ہے اور اس میں یہ بحث کرنا کہ امام بھی اجابت کریگا

اور دعا و وسیلہ پڑھے گا تو شروع فی الخطبہ نہ ہوا جو صاحبین کے نزدیک اجابت کو مکروہ کہا جاوے محل تامل ہے کیونکہ اذان کے ختم ہونے کے بعد خطبہ کا شروع ہونا متوارث ہے اور دعوی امام کی اجابت کا کرنا خود فرع ثبوت اجابت کی ہے۔ حالانکہ تصریح فقہاء کی اس کے خلاف ہے۔

الی صل نخطبہ در مختار کے قول کا عجب در عجب ہے علامہ شامی کی تصریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کراہت اجابت اذان بین یدی الخطیب ایک مسلم امر ہے جیساکہ سیاق عبارۃ سے واضح ہے۔ اخیر میں یہ عرض ہے کہ بصورت اختلاف احوط بھی یہی ہے کہ اجابت کو ترک کیا جاوے۔ فقط واللہ اعلم۔

وجوب جمعہ کے لئے مصر کی مقدار

سوال ۱۹ ۴ - جس گاؤں میں جمعہ عند الحنفیہ جائز ہے وہ کتنا بڑا ہونا چاہئے اور جس گاؤں میں جمعہ جائز نہیں اس کی کیا شناخت ہے؟

(۲) جس گاؤں میں جمعہ جائز نہیں اس میں ظہر نہ پڑھنے کی وجہ سے لوگ گناہگار ہوں گے یا نہیں۔

الجواب - کتب فقہ میں اسی قدر ہے کہ قریہ کبیرہ جس میں بازار و دکانیں ہوں جمعہ واجب ہے اور قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں باقی یہ امر عرف پر چھوڑا گیا ہے کہ بڑا گاؤں کونسا ہے اور چھوٹا کونسا پس جس کو اہل عرف بڑا گاؤں سمجھیں وہ بڑا ہے اور جس کو چھوٹا سمجھیں وہ چھوٹا ہے محققین کی تحقیق یہ ہے کہ جو قریہ مثل چھوٹے قصبہ کے ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی اس میں آباد ہوں وہ قریہ کبیرہ ہے اور اس سے کم ہو وہ چھوٹا ہے۔

(۲) اور جس گاؤں میں جمعہ درست نہیں اس میں جمعہ ادا کرنے سے ظہر ساقط نہیں ہوتی اگر ظہر نہ پڑھیں گے تارک فرض ہو کر گناہگار ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

گاؤں میں جمعہ

سوال ۲۰ ۴ - ایک موضع کی آبادی بارہ سو تیرہ سو کی ہے اور اکثر دکانیں بھی ہیں۔ اور ضروریات بھی دستیاب ہوتی ہیں اور ہمیشہ سے یہاں جمعہ و عیدین ہوتے ہیں۔ اس قریہ میں جمعہ و عیدین کا کیا حکم ہے؟

الجواب - قریہ مذکورہ بڑا قریہ ہے اس میں جمعہ واجب و ادا ہو جاتا ہے۔ شامی میں ہے وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق قال ابو القاسم ہذا بلا خلاف اذا اذن الوالی او القاضی ببناء المسجد الجامع واداء الجمعۃ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن

چند مسائل متعلق جمعہ

سوال ۲۱ ۴ - جمعہ کے روز فرض وقت جمعہ ہے یا ظہر اور جمعہ قصر ظہر ہے یا کیا۔

(۲) نماز جمعہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً ہر جگہ فرض ہے یا مقید بالشرائط؟

(۳) ایسی بستی میں جہاں کوئی تعریف مصر کی صادق نہ آتی ہو۔ امام صاحب رح کے نزدیک جمعہ

پڑھنا مسقط ظہر ہے یا نہیں؟ (۴) جمعہ کے لئے شرط سلطان جو اصحاب متون لکھتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رح کا مذہب ہے یا نہیں؟ (۵) امام صاحب سے کوئی تصریح ہے کہ جہاں شرط سلطان نہ ہو وہاں بھی جمعہ پڑھو اور ظہر چھوڑ دو؟ (۶) متاخرین کے قول پر عمل کرنے والا ابوحنیفہ رح کا مقلد رہے گا یا نہیں (۷) نمبرداران دیوکی داران و اماماں مساجد کا ہونا شرط۔ مصر یا سلطان کے پائے جانے میں کافی ہے یا نہیں یعنی امیر یا قاضی جو حدود مصر میں ملحوظ ہیں اُن کی جا بجا نمبردار یا پیش امام ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۸) اگر کوئی شخص حنفی بوجہ تعدد جمعہ یا اشتباہ فی المصر کے بعد جمعہ ظہر پڑھ لے تو کیا وہ مذہب سے خارج ہو جاتا ہے؟ (۹) کسی فقہ کی معتبر کتاب میں بوقت اشتباہ فی المصر بھی ظہر بعد جمعہ پڑھنا لکھا ہے۔؟

الجواب صحیح یہ ہے کہ فرض وقت ظہر ہے اور جمعہ بدل ہے لان فرض الوقت عندنا الظہر لا الجمعۃ الخ شامی جلد اول فی بحث النیۃ۔ جمعہ قصر ظہر نہیں ہے بلکہ اس اعتبار سے فرض مستقل ہے کہ اُس سے ظہر ساقط ہو جاتی ہے۔ (۲) مقید بالشرائط ہے۔ (۳) نہیں (۴) کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان ہو تو اُس کا اذن ضرور ہے اور اگر نہ ہو تو جس کو امام مقرر کر لیا جاوے وہ امام جمعہ ہو سکتا ہے اور جمعہ صحیح ہے (۵) بعد اس کے کہ فقہاء کسی امر کو مفتی بہ مذہب میں قرار دیں تو ہمیں اس کے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ امام صاحب سے یہ قول صراحۃً منقول ہے یا نہیں۔ امّا نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وصححوہ الدر مختار قال فی الشامی قولہ واما نحن یعنی اہل الطبقۃ السابعۃ وھذا مع السوال والجواب ماخوذ من تصحیح الشیخ قاسم قولہ کما لو افتوا فی حیاتھم ای کما نتبعھم لو کانوا احیاء وافتونا بذلک فانہ لا یسعنا مخالفتھم الخ ور معراج الدرایہ میں مبسوط سے منقول ہے فلو الولاۃ کفارا یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیھم ان تلتمسوا والیا مسلما۔ انتہیٰ و فی الدر المختار ونصب العامۃ الخطیب غیر معتبر مع وجود من ذکر اما مع عدمھم فیجوز للضرورۃ در مختار (۶) ضرور رہے گا (۷) محض یہ امور کافی نہیں بلکہ یہ ضرور ہے کہ وہ بستی شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ مثل قصبہ کے ہو کہ اُس میں بازار و دکانیں ہوں اور ضروریات سب ملتے ہوں کما صرح بہ فی الشامی وغیرہ۔

(۸) مذہب سے خارج نہیں ہوتا (۹) جب کوئی جگہ مفتی بہ قول کے موافق محل جمعہ قرار پا گئی تو پھر وہاں ظہر بعد جمعہ پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ تعدد جمعہ کے خلاف کی وجہ سے کوئی شخص ظہر

احتیاطی پڑھے اور جب یہ منع ہے تو وہ بھی منع ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نماز عیدین کے بعد دعاء مانگنا مستحب ہے

۱۸۵۰ **سوال ۲۲۴۔** بعد نماز عیدین کے دعاء مانگنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں۔ اور اگر کوئی شخص گاہے اس دعاء کو ترک کرے تو موجب ملامت ہوگا یا نہیں۔ اور بعد خطبہ کے دعاء مانگنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب۔ نماز کے بعد عموماً و خصوصاً دعاء مانگنا احادیث سے ثابت ہے۔ پس نماز عیدین بھی اُس حکم میں داخل ہے وجہ خروج نماز عیدین کی اُس حکم سے کچھ نہیں ہو سکتی اور جبکہ حکم عام نمازوں کے بعد دعاء کے استحباب کا معلوم ہوگیا تو اُس کے بعد یہ کہنا کہ بالخصوص نماز عیدین کے بعد دعاء مانگنا منقول ہے یا نہیں بے موقع ہے۔ اور اس سوال کا جواب یہی ہوگا کہ ثابت ہے عن ابی امامۃ قال قیل یا رسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الآخر و دبر الصلوٰت المکتوبات رواہ الترمذی۔ و فی حدیث معاذ بن جبل قال صلی اللہ علیہ وسلم فلا تدع ان تقول فی دبر کل صلاۃ رب اعنی علی ذکرک و شکرک و حسن عبادتک الحدیث وعن سعد انہ کان یعلم بنیہ ھؤلاء الکلمات ویقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ بھا دبر الصلوٰت الحدیث مشکوٰۃ و فی حصن الحصین فی اٰداب الدعاء والصلوٰۃ ای ذات الرکوع والسجود والمراد ان نفع الدعاء المطلوب بعدھا فھی من باب تقدیم العمل الصالح والتوسل۔

الحاصل استحباب دعاء بعد نماز عیدین احادیث مذکورہ وغیرہا سے ثابت ہے اور خطبہ کے بعد دعاء ثابت نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز عیدین کے بعد دعاء کرنے میں ہے اُس کے ترک میں نہیں اور خطبہ کے بعد اتباع سنت دعاء نہ کرنے میں ہے باقی ترک ایسے امور مستحبہ کا ظاہر ہے کہ لائق ملامت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز سنت و عیدین وغیرہ میں سجدۂ سہو کا حکم

۲۳۸۵ **سوال ۲۲۳۔** نفل اور سنت اور عیدین وغیرہ کی نماز میں سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟

الجواب۔ درمختار میں ہے والسھو فی صلاۃ العید والجمعۃ والمکتوبۃ والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمہ فی الاولین الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ صلوٰۃ عید و جمعہ و فرض و نفل سب میں ترک واجب سے سجدۂ سہو لازم ہے لیکن متاخرین نے کہا ہے کہ عید و جمعہ میں اگر

مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کرے واسطے دفع فتنہ کے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

صلوۃ عیدین میں اذان و تکبیر وغیرہ کہنا درست نہیں ہے

سوال ۴۲۴۔ عیدین میں اذان و تکبیر یا الصلوۃ الصلوۃ کہنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ عن ابن جریج قال اخبرنی عطاءؒ عن ابن عباس وجابر بن عبد اللہ قالا لم یکن یؤذن یوم الفطر ولا یوم الاضحیٰ ثم سألتہ یعنی عطاءً بعد حین عن ذلک فاخبرنی قال اخبرنی جابر بن عبد اللہ ان لا اذان للصلاۃ یوم الفطر حین یخرج الامام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء ولا شئی لا نداء یومئذ ولا اقامۃ رواہ مسلم وفی الدر المختار والیسن لغیرھا کعید الخ۔

اس حدیث اور فقہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ عیدین میں اذان اور تکبیر اور نداء الصلوۃ الصلوۃ وغیرہ کچھ نہیں ہے مسنون طریقہ یہی ہے فقط

جنائز

میت کی روح مکان میں آتی ہے یا نہیں؟

سوال ۴۲۵۔ میت کی روح مکان میں آتی ہے یا نہیں اگر نہیں آتی تو خواب میں کیوں آتی ہے؟

الجواب خواب میں کسی میت کا نظر آنا اس کو مقتضی نہیں ہے کہ اُس کی روح مکان میں آوے بلکہ خواب میں نظر آنا بسبب تعلق روحانیت کے ہے مکان سے اُس کو کچھ تعلق آنے کا نہیں ہے۔ بہت سے زندہ لوگوں کو جو دور و دراز پر ہیں خواب میں دیکھا جاتا ہے۔ پس خواب کا قصہ جدا ہے۔ اجسام ظاہری کا اتصال اُس کے لئے ضروری نہیں ہے عالم ارواح دوسرا عالم ہے۔ فقط واللہ اعلم

جنازہ قبرستان میں کس طور سے لیجانا چاہئے؟

سوال ۴۲۶۔ جنازہ کو بوقت لیجانے قبرستان کے کس رُخ سے لیجانا چاہئے۔ یعنی مردے کے پاؤں کس جانب ہوں اور سر کس جانب؟

الجواب۔ جس طرف کو جاویں آگے سرہانا چارپائی کا رکھیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بے نمازی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا مکروہ ہے

سوال ۴۲۷۔ عبرت کی غرض سے بے نمازی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا اور بغیر نماز کے اُس کو دفن کر دینا کیسا ہے۔ مستحسن ہے یا نہیں؟

الجواب۔ یہ فعل جائز و مستحسن نہیں بلکہ حرام ہے اور ترک فرض ہے مسلمان بے نمازی کے جنازہ کی نماز پڑھنا مثل نمازی کے فرض ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام صلوا علی کل

برٍّ فاجرٍ الحدیث۔ اور فقہاء رح نے جنازہ کی نماز سے جن لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے جیسے بغاۃ وغیرہم اُن میں فساق و بے نمازوں کو شمار نہیں کیا پس فرض شرعی کا ترک کرنا بخیال عبرت درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

کتاب الزکوٰۃ

غیر کی طرف سے ادائے زکوٰۃ کے بارہ میں

سوال ۴۲۸۔ زید نے کچھ روپیہ اپنے باپ عمر کو اس طرح دیا کہ بوضع ملازمت ہمیشہ بطور خرچ ماہوار کے اپنے باپ کو دیتا رہا اور اُس کے پاس بھیجتا رہا عمر نے وہ تمام روپیہ خرچ نہیں کیا بلکہ تھوڑا خرچ کیا اور زیادہ باقی رکھا حتیٰ کہ اُس کی مقدار زیادہ ہوگئی اور یہ روپیہ عمر نے اس خیال سے بچایا کہ زید (پسر عمر) کے کام آوے گا۔ زید کو جب یہ معلوم ہوا اُس نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ کو اس روپیہ کی زکوٰۃ دینی چاہئے عمر نے کہا کہ یہ روپیہ تمہارا ہے میرا نہیں ہے میں زکوٰۃ اُس کی نہ دوں گا۔ پس زید کو اس روپیہ کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر زید ادا کرے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں بالتفصیل بیان فرماویں؟ والاجر عند اللہ۔

الجواب۔ زید نے جو روپیہ خرچ ماہواری کے طور سے اپنے باپ عمر کو دیا اور اُس کی پاس بھیجا عمر اُس کا مالک ہوگیا پھر جو کچھ روپیہ عمر نے بچایا اگرچہ اس خیال سے بچایا ہو کہ یہ روپیہ زید کے کام آوے گا اُس کا مالک عمر ہے اور بقدر نصاب ہو جانے پر بعد سال بھر کے زکوٰۃ اُس کی عمر پر واجب ہے۔ لیکن اگر زید عمر کی طرف سے عمر کی اجازت سے زکوٰۃ گذشتہ زمانہ کی اور آئندہ کی ادا کرے تو درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔ زید کو چاہئے کہ عمر کو اطلاع کر دے کہ میں زکوٰۃ اس روپیہ کی زمانہ گذشتہ کی ادا کرتا ہوں اور آئندہ بھی میں ادا کرتا رہوں گا آپ مجھکو اجازت دیدیجئے۔ قال فی التتارخانیہ الا اذا وجد الاذن او اجاز المالک اے اجاز انتقل الدفع الی الفقیر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

فطرہ و زکوٰۃ و گوشت قربانی بھنگی کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال ۴۲۹۔ گوشت قربانی کا اور اناج فطرہ کا اور مال زکوٰۃ کا بھنگی کو دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ زکوٰۃ دینا منع ہے فطرہ و گوشت قربانی دینا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

حکم متعلقہ مختلف اموالِ صدقہ

سوال ۴۳۰ - تجارت کا مال گوڑ ہے اس کی زکوۃ کس طرح دینا چاہیئے (۲) دھان جو زمین میں پیدا ہوتا ہے اس کی زکوۃ کا کیا حساب ہے ۔؟ (۳) زیور میں ہر سال زکوۃ دینا جائز ہے یا ایک دفعہ ۔؟ (۴) جو روپیہ زمین میں مدفون ہے اور اُس سے کسی قسم کا نفع نہیں ہے تو اُس میں زکوۃ ہے یا نہیں؟ (۵) بَیل زراعت کے اور گھوڑا سواری کا اور گائے دودھ پینے کی ان جانوروں میں زکوۃ ہے یا کیا ۔؟

الجواب - گڑ کی قیمت کر کے چالیسواں حصہ زکوٰۃ دی جاوے یا گڑ ہی زکوۃ میں دیدیا جاوے (۲) وہاں کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہے جو کچھ پیداوار زمین کی ہو اُس میں سے دسواں حصہ دیا جاوے ۔ (۳) زیور کی زکوٰۃ ہر سال دینا چاہیئے ۔ (۴) اُس روپیہ کی زکوٰۃ ہر سال دینا چاہئے ۔ (۵) اُن جانوروں کی زکوٰۃ نہیں ہے ۔ فقط واللہ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۔

مالِ زکوٰۃ کو تجارت میں لگانے کا حکم

سوال ۴۳۱ - ایسی انجمن قائم کرنا جس میں مالِ زکوٰۃ مساکین پر صرف ہوتا ہو جائز ہے یا نہیں ۔؟ (۲) مہتمم کے حوالہ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں ۔؟ (۳) مساکین پر صرف کرنے سے جو مالِ زکوٰۃ بچے اُس کو مہتمم تجارت میں لگا سکتا ہے یا نہیں ۔؟

الجواب - درست ہے ۔ (۲) مہتمم کے حوالہ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی جس وقت مستحقین کو پہنچے گی اُس وقت زکوٰۃ ادا ہوگی ۔ (۳) تجارت میں لگانا اُس کا درست نہیں اُس مالِ زکوٰۃ کو بعینہٖ صدقہ ۹
کر دیا جاوے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۔

دھان وغیرہ کی زکوٰۃ کا مسئلہ

سوال ۴۳۲ - جو دھان تجارت وغیرہ کے لئے نہیں ہیں ۔ اُس میں زکواۃ واجب ہے یا نہیں اور پانسو روپیہ میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ بھائی کا فطرہ دوسرے بھائی یا بھتیجے کو جو محتاج ہوں دینا کیسا ہے اور باپ کا فطرہ بیٹے کو دینا جائز ہے یا نہیں، قربانی کی کھال کسی کو دے سکتا ہے یا نہیں ۔؟

الجواب - دھان جو تجارت کے لئے نہیں ہیں اُس میں بیشک زکوٰۃ واجب نہیں ۔ البتہ اگر زمین عشری کی پیداوار ہے تو عشر اُس میں واجب ہے اور پانسو روپیہ میں زکوٰۃ واجب ہے ۔ روپے اشرفی میں نمو حکمی کو قائم مقام نمو حقیقی کے کر کے فقہائے نے ہر حال اُس میں زکوٰۃ کا حکم فرمایا ہے ۔ ہکذا فی عامۃ الکتب الفقہ ۔ بھائی کا فطرہ دوسرے بھائی کو جو محتاج ہے دینا جائز ہے ۔ اور بھتیجے کو بھی دینا جائز ہے ۔ باپ کا فطرہ پسر کو جائز نہیں اور قربانی کی کھال قبل از فروخت ہر ایک کو دے سکتا ہے اور بعد فروخت مصرف اُس کے قیمت کا فقراء وغیرہ ہیں ۔ مانند مصرف زکوٰۃ کی ۔ فقط واللہ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۔

سرکاری مال گذاری ادا کرنے سے عشر ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں؟

سوال ۴۳۳ - انگریز از ما یان خراج می گیرد ۔ آیا درین صورت عشر ساقط شود یا نہ؟ (۲) ما این پیر بزرگ ہستیم مردمان بسیار مریدان ما یان ہستند نذر و صدقات

وخیراۃ می دہند دریں آمدنی عشر لازم است یا نہ -؟

الجواب- احتیاط این است کہ عشر دادہ شود- (۲) دریں آمدنی عشر وخمس لازم نیست اگر از قسم نقدین است بعد مرور حول بشرط نصاب زکوۃ لازم خواہد شد وحساب زکوۃ از چہل درہم یا چہل روپیہ یکدرہم ویا یک روپیہ ہست- وقدر نصاب دوصد درہم یعنی ۵۲½ تولہ نقرہ ہست- فقط واللہ اعلم- کتبہ عزیز الرحمن-

سوال ۴۳۴- مصارف عشر وخراج وزکوٰۃ وصدقات وغیرہ کدام کس اند-؟ | مصارف عشر وخراج وزکوٰۃ

الجواب- مصارف زکوۃ درقرآن شریف موجود اند- فی قولہ تعالیٰ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاۗءِ وَالْمَسٰكِيْنَ الآیۃ- ومصرف عشر ونصف عشر وصدقۂ فطر وکفارہ ونذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ ہمان است کہ مصرفِ زکوٰۃ است ومصرف الجزیۃ والخراج الخ ومصالحنا کسد وبناء قنطرۃ وجسر وکفایۃ العلماء الخ درمختار فقط واللہ تعالیٰ- کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سوال ۴۳۵- فطرۂ عید کا وزن کیا ہے- اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے آٹھ رطل کا ایک صاع مقرر کیا ہے- اور ایک مولوی صاحب نے دو سیر چھ چھٹانک وزن صاع کا بیان فرمایا ہے- صحیح کیا ہے-؟ | حکم صدقۂ فطر وزن صاع کی تحقیق

۱۰ **الجواب**- وزن صاع وہی صحیح ہے جو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے- اسی پر فتویٰ اور عملدرآمد ہے وزن انگریزی سے وزن صاع کا قریب آدھ پاؤ اور ساڑھے تین سیر کے ہوتا ہے- اور نصف صاع پونے دو سیر ایک چھٹانک ہوتا ہے اسی کے موافق یہاں صدقۂ فطر ادا کیا جاتا ہے- اور اسی میں احتیاط ہے- اُن مولوی صاحب نے جو دو سیر چھ چھٹانک وزن صاع کا بیان کیا ہے صحیح نہیں ہے- جن لوگوں نے اُس کے موافق صدقۂ فطر ادا کیا اُن کو چاہئے کہ جو کچھ باقی رہا اُس کو بھی ادا کریں- فقط واللہ اعلم

سوال ۴۳۶- سید کی زوجہ پٹھانی اگر محتاج ہو تو اُسے زکوٰۃ لینا درست ہے یا نہیں-؟ | سید کی زوجہ غیر سید کو زکوۃ لینا درست ہے

الجواب- سید کی زوجہ جو پٹھانی ہے اور مصرفِ زکوٰۃ وصدقۃ الفطر ہے یعنی غریب ہے- تو اُس کو صدقۃ الفطر وزکوٰۃ لینا درست ہے- اُس سید پر کچھ گناہ نہیں- اور دینے والوں کا صدقہ فطر ادا ہو جاوے گا- فقط واللہ تعالیٰ اعلم- کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ-

سوال ۴۳۷- سو روپیہ بھر چاندی کے زیور کو اگر فروخت کرنا چاہیں تو پچاس روپیہ کو فروخت ہوگا اُس کی زکوٰۃ کس طرح دی جاوے

الجواب- چاندی کے وزن کے موافق زکوٰۃ دینی چاہئے- | سو روپیہ کی زکوۃ اڑھائی تولہ چاندی ہے اگرچہ اُس کی قیمت ایک روپیہ ہو لیکن اگر روپیہ سے زکوۃ دیگا تو اڑھائی روپیہ دینا ہوگا

قیمت کا لحاظ نہ ہوگا۔ پس سو روپیہ بھر چاندی کے زیور وغیرہ میں اڑھائی تولہ چاندی دینا چاہئے۔ خواہ روپیہ سے دیوے یا چاندی کی ڈلی اور زیور وغیرہ سے مثلاً زکوٰۃ میں اگر روپیہ دے گا تو ۲ عہ دینا ہوگا البتہ یہ اختیار رہے کہ اڑھائی تولہ چاندی ہی دیدے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ہندوستان کی زمینوں میں عشر نکالنا احوط ہے

سوال ۴۳۸ ۔ ہندوستان کی زمینوں میں عشر واجب ہے یا نہیں۔؟ (۲) اگر واجب ہے تو کاشتکار کے ذمہ ہے یا زمیندار کے؟ (۳) انگریزی گورنمنٹ کو جو مالگذاری دی جاتی ہے اس سے عشر ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ہندوستان میں جو اراضی مملوکہ مسلمین ہیں وہ عشری ہیں۔ کیونکہ اصل وظیفہ مسلمان کی زمین کا عشر ہے۔ پس بحالت اشتباہ احوط عشر نکالنا ہے۔ (۲) کاشتکار و زمیندار پر بحصہ رسد عشر لازم ہے۔ (۳) عشری زمین کی اگر مالگذاری دی جاوے تو عشر ساقط نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خویش واقارب کو زکوٰۃ دینا باعث مزید اجر و ثواب کا ہے

سوال ۴۳۹ ۔ زید چونکہ غنی ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ لہذا اگر زید اپنے چچازاد بھائی بہن کو جو کہ مفلس اور محتاج ہیں زکوٰۃ دے۔ اور ان کو نہ بتلاوے۔ کیونکہ اگر ان کو خبر ہوگی کہ یہ زکوٰۃ ہے تو وہ ناراض ہوں گے۔ ایسی صورت میں اگر زید ان کو زکوٰۃ دے اور نہ بتائے کہ یہ زکوٰۃ ہے تو زکوٰۃ کے ادا ہونے میں کوئی کلام تو نہیں۔؟ (۲) اور اس زکوٰۃ کے دینے میں علاوہ ادائے فرض زید کو صلہ رحمی کا بھی ثواب ملے گا یا نہیں۔؟ (۳) چونکہ زید نے زکوٰۃ کی خبر انھیں نہیں دی۔ اور قرینہ سے جانتا ہے کہ اگر انھیں معلوم ہوتا تو نہ لیتے۔ یا ناراضی ظاہر کرتے۔ اس لئے زید پر کوئی مواخذہ تو نہیں۔؟ (۴) زید چونکہ اسی زکوٰۃ دینے میں رواجاً شرعاً یا شرعی صلہ سے گریز کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے زید پر مواخذہ شرعی یا کم از کم ملامت تو نہیں۔؟ ۱۱

الجواب۔ زکوٰۃ کے ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ دینے والے کی نیت زکوٰۃ کی ہو۔ اور جس کو دی جائے وہ محل اور مصرف زکوٰۃ کا ہو۔ یہ شرط نہیں ہے کہ اس کو اطلاع زکوٰۃ کی بھی کی جاوے۔ پس اگر زید نے اپنے اعمام یا بنی اعمام کو جو محتاج اور مصرف زکوٰۃ ہیں زکوٰۃ دی اور ان سے یہ ظاہر نہ کیا کہ یہ زکوٰۃ ہے تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ وشرط صحة ادائها نية مقارنة للاداء در مختار قوله نية الخ اشار الى انه لا اعتبار للتسمية فلو سماها هبة او قرضا تجزيه فى الاصح الخ شامی۔

(۲) صلہ رحمی کا بھی ثواب ملے گا کما جاء فی الحدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدقة على المسكين صدقة وهى على ذى الرحم ثنتان صدقة وصلة رواه احمد والترمذی وغيرهما (۳) کچھ مواخذہ نہیں۔ (۴) کچھ مواخذہ اور ملامت نہیں بلکہ حدیث سابق سے

ظاہر ہوا ہے کہ یہ صلہ رحمی بھی ہے۔ اور زکوٰۃ بھی ادا ہو جاوے گی۔ اور دوہرا ثواب اُس کو ملے گا۔ ادائے زکوٰۃ کا اور صلہ رحمی کا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مثقال کی تحقیق

سوال ۱۴۴۔ غایت الاوطار ترجمہ درمختار میں لکھا ہے کہ مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ۲۵۵
ہوتا ہے اور نصابِ زکوٰۃ ساڑھے باوَن تولہ لکھی ہے عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں مثقال کو تین ماشہ ایک رتی کا لکھا ہے۔ اور نصاب زکوٰۃ ۳۶ تولہ ۵ ماشہ۔ یہاں پر پہلے صدقۂ فطر دو سیر گندم فی کس انگریزی وزن سے دیتے تھے۔ اب ایک مولوی صاحب فی کس سوا سیر دینے کو کہتے ہیں۔؟

الجواب۔ مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ کا ہونا بھی صحیح ہے۔ ترجمہ غیاث اللغات میں ہے مثقال بالکسر نام ایک وزن کا کہ ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔ اور اگرچہ اس میں بہت اختلاف ہے مگر قوی یہی ہے انتہیٰ۔ پس عمدۃ الرعایہ میں جو مثقال کو تین ماشہ ایک رتی کا لکھا ہے یہ وزن درہم کا ہے کیونکہ درہم کا وزن شرع میں وہ معتبر ہے جو وزن سبع کے نام سے مشہور ہے۔ یعنی سات مثقال برابر دس درہم کے ہو جاویں۔ پس سات مثقال کا وزن بحساب فی مثقال ۴½ ماشہ ساڑھے اکتیس ماشہ ہوا اُس کو دس پر تقسیم کیا تو فی درہم تین ماشہ اور ۱⅕ رتی ہوا۔ اسی وجہ سے غیاث میں درہم کو ساڑھے تین ماشہ کا لکھا ہے
تقریباً ایسا لکھا ہے۔ الغرض حساب صحیح اور احوط یہی ہے جو غایت الاوطار ترجمہ درمختار میں لکھا ہے۔ اور نصابِ ۱۲
زکوٰۃ ساڑھے باون تولہ چاندی اور ساڑھے سات تولہ سونا ہے۔ شامی کی تحقیق سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور حساب مذکور سے نصف صاع تقریباً پونے دو سیر بوزن انگریزی ہوتا ہے۔ پس فطرہ ایک شخص کا گیہوں سے پونے دو سیر ہوتا ہے۔ دو سیر دیدیا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ زیادہ ثواب ہے۔ مگر پونے دو سیر سے کم کرنا نہ چاہیئے۔ شامی جلد ثانی باب صدقۃ الفطر میں ہے۔ قولہٗ وَھُوَ ای الصاع الخ اعلم ان الصاع اربعۃ امداد والمد رطلان والرطل نصف منٍّ والمن بالدراھم مأتان وستون درھمًا وبالاستار اربعون والاستار بکسر الھمزۃ بالدراھم ستۃ ونصف وبالمثاقیل اربعۃ ونصف کذا فی شرح درر البحار فالمد والمن سواءٌ الخ۔

اس تحقیق کا حاصل یہی ہے جو بندہ نے لکھا ہے۔ ایک مَن یعنی ایک مد کا وزن چالیس ۴۰ استار اور ایک استار ۴½ مثقال۔ پس کُل ایک سو اسی ۱۸۰ مثقال ہوئے اس کے ماشہ ۸۱۰ ہوئے اور وہ مساوی ۶۷½ تولہ کے ہے یہ ایک مد کا وزن ہے پس دو ۲ مد یعنی نصف صاع ۱۳۵ تولہ کی برابر ہوئے۔ اور یہ دونوں بوزن انگریزی ۱॥ سیر ہوتا ہے۔ یعنی چھٹانک کم پونے دو سیر۔ اور ایک دوسرے حساب سے جو شامی کی عبارت میں من کا وزن دراہم سے لکھا ہے یعنی ایک من ۲۶۰ درہم کا اُس حساب سے نصف

صاع ۳ تولہ زیادہ ہوتا ہے۔ اسی بنا ء پر پونے دو سیر کا حکم کردیا جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن

نصاب زکوٰۃ کی تفصیل

سوال ۱۴۴۱۔ نصابِ زکوٰۃ کیا ہے مفصل تحریر فرمائیے۔؟

الجواب۔ نصاب نقرہ ساڑھے باون تولہ ہوتا ہے۔ کیونکہ شریعت میں دراہم کے اندر وزن سبعہ معتبر ہے اس کی تصریح جملہ کتب فقہ میں ہے اور وزن سبعہ یہ ہے کہ دس درہم برابر سات مثقال کے ہوں۔ اس حساب سے دوسو درہم برابر ۱۴۰ مثقال کے ہوئے۔ اور مثقال کا وزن معروف ساڑھے چار ماشہ ہے۔ چنانچہ اس کی تصریح بہت جگہ موجود ہے۔ اور علماء کبار نے اس کو اختیار کیا ہے۔ پس دوسو درہم برابر ۶۳۰ ماشہ کے ہوئے اس کو ۱۲ پر تقسیم کرنے سے ۵۲ ½ تو خارج قسمت نکلا یہی نصاب فقیہ ہی فقط

كتابُ الصَّوْمُ

متعلق ہلالِ رمضان

سوال ۱۴۴۲۔ رویتِ ہلالِ رمضان ۱۳۳۲ھ درہندوستان وکشمیر بروز جمعہ شب شنبہ واقع است۔ مفتیانِ شرع برآن فتویٰ دادہ است الا فرقہ الیست کوہستانی رویت ہلالِ مذکور بروز پنجشنبہ شب جمعہ ثابت می کنند۔ باخبار غیر ثقہ بعض می گویند کہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ چنان است کہ جمعہ است برمسائل فقہ عمل نہ کنند چوں لفتویٰ صدر ۲۹ رصیام مطلع صاف بود۔ اکثر مردمان رویت ۱۲۳

نہ کردہ اند۔ البتہ ۳۰ رصیام روز یکشنبہ چونکہ مطلع صاف بود عموماً رویت کردہ دوشنبہ عید نمودہ اند فرقہ کہ جمعہ قرار دادہ اند بلحاظ آن بلا رویتِ ہلال عام مسلمانان بروز یکشنبہ از جماعتی یکے مفتی شدہ فتوی افطار داد و عید نمودہ اند۔ چنانچہ بیان یک کس عفوف ہذا الرسال است کہ می گویند قبل از زوال رویت بروز یکشنبہ کردہ ہمانوقت عید نمودیم۔ دریں باب آنہارا قضائے روز یکشنبہ است یا کفارہ مع القضاء فتویٰ بچو ایں مفتی دریں باب نافذ است یانہ۔ فقط اُس شخص کا بیان یہ ہے کہ ہم نے بروز یکشنبہ قبل از زوال بوقتِ چاشت چاند دیکھا اُسی پر عید کی۔ اور ہم چاند دیکھنے والے تقریباً بیس آدمی تھے؟

الجواب۔ باخبار غیر معتبرہ یا رویتِ ہلال در نہار و رویتِ ہلال شبِ گذشتہ ثابت نمی شود پس اعتماد کردن برین دلائلِ ضعیفہ و عید کردن بروز یکشنبہ بلا رویتِ ہلال در شب آن حرام و معصیت است بر مفطران قضائے آں روزہ لازم است۔ اما الکفارۃ فلا لاختلاف الامام ابی یوسف رحمۃ اللہ فیما قبل الزوال۔ ولیکن اگر بعد ازاں رویتِ ہلال شوال بروز شنبہ بعد الغروب یعنی در شب یکشنبہ از جائے ثابت شود۔ پس بسبب آنکہ اختلاف مطالع معتبر نیست۔ قضائے روزہ یکشنبہ ساقط شود۔ چنانچہ دریں جاہمیں قصہ پیش آمدہ است کہ موافق رویۃ این بلد بروز دوشنبہ عید کردہ شد۔ یعنی بعد صیام ۳۰ روز بعد ازان

محقق شد کہ دربعض بلاد رویۃ ہلال شوال بروز شنبہ شدہ است و بروز یکشنبہ عید کردہ شد و او بیندگان ہلال ثقہ و معتبر اند از بندہ نیز ملاقی شدہ اند و بیان کردہ اند و در چند جا ہمیں قصہ پیش آمد۔ لہذا عید یکشنبہ ثابت شد و آنانکہ بلا حجت شرعیہ بروز یکشنبہ افطار صیام کردہ عید کردہ بودند۔ قضائے صوم از ایشان ساقط شد و حساب تقویم و یا حساب اہل ہنود بود و یا اول رمضان الماضی خامس رمضان الآتی و یا رابع رجب غرۂ رمضان و نحو آں ہیچک قابل اعتبار نیست و بارہا ایں حسابات را در عمر خود غلط یافتم وعلیٰ ہذا ہر کس کہ بروز یکشنبہ بریں بنار عید کردہ سعید نبودہ۔ الا آنکہ حسب اتفاق در بعض بلاد ہند حسب رویت عید بروز یکشنبہ ثابت شدہ نظر براں از شخص مذکور قضار ساقط است۔ نہ بوجہ صحیح بودن خیال آں کس بلکہ حسب اتفاق ہمیں عام و رویۃ بالنہار اللیلۃ الآتیۃ مطلقاً علی المذہب در مختار قولہ و رویۃ بالنہار الخ ای سواء رئی قبل الزوال او بعدہ وقولہ علی المذہب ای الذی ہو قول ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ ای ان قال والمختار قولہما شامی۔

پس بوقت چاشت چاند دیکھنے سے اُس روز عید کرنا جائز نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن

صوم یوم شک کا حکم **سوال ۴۴۳**۔ یوم الشک میں روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے۔ بعض لوگ یوم الشک میں روزہ ۲۷۵
رکھنے کو مکروہ کہتے ہیں۔ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے۔؟ ۴

الجواب۔ یہ مسئلہ صحیح ہے کہ شک کے روز روزہ رکھنا مکروہ ہے حنفیہ کا یہی مذہب ہے۔ البتہ انتظار کرنا کچھ دیر تک جب تک خبر آجاوے مستحب ہے ضروری نہیں۔ جس نے شنبہ کو روزہ نہیں رکھا اُس پر قضار آوے گی یہاں رُویت جمعہ کو ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

اگر ملاعبت سے انزال ہوجائے تو کفارہ واجب نہیں **سوال ۴۴۴**۔ اگر عورت سے ملاعبت کے وقت بلا دخول روزہ کی حالت میں انزال ہوجاوے تو کفارہ واجب ہے یا قضار۔؟ ۲۹۸

الجواب۔ اس صورت میں صرف قضار لازم آوے گی۔ کفارہ لازم نہیں ہے۔ درمختار میں ہے۔ او استمنیٰ بکفہ او بمباشرۃ فاحشۃ الخ قضیٰ۔ درمختار۔ اور باقی دن میں کھانے پینے سے رُکے فقط واللہ اعلم

سفر میں روزہ رکھنے کا حکم **سوال ۴۴۵**۔ سفر میں روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں، مسافت سفر کس قدر معتبر ہے۔ کتنے دن قیام کی نیت سے پوری نماز پڑھنی چاہیئے۔ اور قصر کس مقام سے کرنا چاہیئے۔؟ ۳۱۱

الجواب۔ سفر میں روزہ رکھنا درست ہے۔ اور ثواب ہوتا ہے۔ البتہ اگر نہ رکھے تو رخصت ہے منزل بارہ کوس یعنی سولہ میل کی لینی چاہیئے مجموعہ ۴۸ میل سفر ہونا چاہیئے۔ کم از کم پندرہ دن کے قیام کی نیت سے پوری نماز پڑھنی چاہیئے۔ اور قصر باہر شہر سے نکلکر شروع کرنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

(ثبوتِ) عید کی شہادت کے بارہ میں

سوال ۶۴۴۔ رمضان شریف کی ۲۹ر تاریخ کو باوجود مطلع صاف ہونے کے چاند نظر نہ آیا مگر شب کو ایک گاؤں کے چار آدمیوں نے آکر بیان کیا کہ ہم نے چاند بچشم خود دیکھا ہے۔ اور امام مسجد نے بیان کیا کہ اعتکاف میں جب چاند دیکھنے کی خبر مجھ کو ملی تو میں نے فوراً دیکھا اول چاند کی جھپکی مجھ کو معلوم ہوئی لیکن بادل آجانے سے مجکو چاند نظر نہ آیا۔ شہادتِ مذکورہ پر روزہ افطار کرنا اور عید کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور جن لوگوں نے عید نہیں کی وہ گنہگار ہیں یا نہیں اور روزہ افطار کرنے والوں پر روزہ کی قضاء آوے گی یا نہیں۔ اور جن لوگوں نے پہلے روز عید پڑھ لی اُن کو دوسرے روز کی عید میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر مطلع پر کچھ ابر تھا جیسا کہ امام مسجد وغیرہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ اور اکثر جگہ ۲۹ر رمضان کو باوجود آسمان صاف ہونے کے مطلع پر کچھ ابر تھا تو شہادتِ مذکورہ پر عید کرنا اور روزہ افطار کرنا درست ہے۔ اور جن لوگوں نے کسی شبہ کی وجہ سے عید نہیں کی اُن پر بھی کچھ گناہ نہیں۔ اور روزہ افطار کرنے والوں پر روزہ کی قضاء نہیں ہے۔ پہلے دن عید پڑھنے والوں کو دوسرے دن کی عید میں شریک ہونے کی ضرورت نہ تھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

روزہ میں شطرنج کھیلنے سے (ثواب) کامل نہیں ملتا۔

15 **سوال ۶۴۵**۔ ایک واعظ نے بیان کیا کہ جو شخص روزہ میں شطرنج وغیرہ کھیلے گا اُس روزہ کا ثواب کامل نہیں ملے گا اور حالانکہ شطرنج امام شافعی صاحب کے نزدیک جائز ہے۔ اور ابوہریرہ رضہ سے کھیلنا ثابت ہے۔ یہ قول اُس واعظ کا صحیح ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ واعظِ مذکور کا قول صحیح ہے جس روزہ میں شطرنج اور لہو ولعب میں مشغول رہا اور معصیت کا ارتکاب کیا اُس روزہ کا ثواب کامل نہ ملے گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ رواہ البخاری وفی حدیث اٰخر کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الظماء وکم من قائم لیس لہ من قیامہ الا السھر رواہ الدارمی قال الطیبی فان الصائم اذا لم یکن محتسباً اولم یکن مجتنباً عن الفواحش من الزور والبھتان والغیبۃ ونحوھا من المناھی فلا حاصل لہ الا الجوع والعطش الخ وفی الدر المختار وکرہ تحریماً اللعب بالنرد وکذا الشطرنج الخ۔ وفی الشامی فھو حرام وکبیرۃ عندنا الخ۔

پس جبکہ کتب فقہ میں تصریح ہے شطرنج کی ساتھ کھیلنے کی کراہت اور حرمت کی تو حنفیہ کے لئے کوئی عذر باقی نہیں ہے۔ امام شافعی کے قول سے حنفیہ کو حجت لانا صحیح نہیں ہے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کا شطرنج کھیلنا ثابت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا افضل ہے

سوال ۶۴۸۔ شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا افضل ہے۔ یا

پے درپے رکھنا؟

الجواب۔ درمختار اور شامی میں ہے کہ شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا افضل اور بہتر ہے اور پے درپے رکھنا ۲ شوال سے بھی جائز ہے۔ مکروہ نہیں ہے وندب تفریق صوم الست من شوال ولا یکرہ التتابع علی المختار۔ درمختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ایک شخص کو سحر کھاتے ہوئے صبح صادق ہوگئی اور اذان بھی ہوگئی اس نے ناواقفی سے پھر قصداً کھانا کھایا تو قضا آویگی یا کفارہ؟

سوال ۴۴۹۔ ایک شخص نے نیت روزۂ رمضان کی شب کو کرلی جس وقت سحری کھانے لگا صبح صادق ہوگئی۔ اور اذان ہوگئی اس نے اس خیال سے کہ اذان ہوگئی روزہ نہیں ہوا۔ قصداً کھانا کھالیا۔ اس صورت میں اس کے ذمہ کفارہ لازم آوے گا یا نہیں۔؟

الجواب۔ اِس صورت میں اگر واقعی صبح صادق ہوگئی اور اذان وقت پر ہوئی تو کفارہ لازم نہ ہوگا

کفارۂ صوم کے بارے میں

سوال ۴۵۰۔ ایک شخص غنی ہے اور اس کے ذمہ کفارے کے روزے آتے ہیں وہ متواتر روزے نہیں رکھ سکتا۔ اِس صورت میں یہ کفارہ مال سے ادا ہوسکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اُس کو روزہ ہی رکھنا چاہئے باوجود استطاعت روزہ کے اطعام درست نہیں۔ فان لم یستطع فاطعام ستین مسکینا۔ الآیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

اگر ہلالِ رمضان کے بارے میں امام نے فاسق کی گواہی قبول کرلی تو رمضان ثابت ہوجاوے گا اس کے بعد اگر کوئی روزہ توڑے گا تو کفارہ لازم ہوگا۔

سوال ۴۵۱۔ ولو شهد فاسق وقبلها الامام وامر الناس بالصوم فافطر هو او واحد من اهل بلده قال عامة المشائخ يلزمه الكفارة كذا فى الخلاصة:

اس عبارت میں وجوب کفارہ امام پر کس وجہ سے ہے۔ اور اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔؟

الجواب۔ اس عبارۃ عالمگیری کا حاصل یہ ہے کہ اگر ہلالِ رمضان کی گواہی ایک فاسق نے دی اور امام نے اُس کو قبول کرکے لوگوں کو حکم روزہ کا کردیا تو اُس کے بعد اگر وہ خود افطار کرے یا اور کوئی شخص اہل شہر سے روزہ توڑ دے تو کفارہ لازم ہوگا۔ وجہ اس کفارہ لازم ہونے کی یہ ہے کہ جبکہ فاسق کی گواہی کو امام نے قبول کرلیا۔ اور روزہ کا حکم کردیا تو رمضان ثابت ہوگیا۔ کیونکہ فاسق کی گواہی کو اگر امام در بارہ رمضان شریف قبول کرے تو معتبر ہے۔ اور رمضان ثابت ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص روزہ توڑے گا کفارہ لازم ہوگا۔ تو وجہ کفارہ افطار روزۂ رمضان ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مقدار فدیہ رمضان اور اُس کا مصرف | **سوال ۵۲۴** - کُل ماہِ رمضان المبارک کا فدیہ ایک آدمی کا کس قدر ہوتا ہے۔ اور میزان وفارسی پڑھنے والوں کو اگر فدیہ دیا جائے تو اُس میں ثواب ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ایک ماہِ رمضان کا فدیہ اسی وزن سے ۵۲ سیر گندم ہوتے ہیں ایک روزہ کا فدیہ پونے دو سیر ہے۔ اسی کے وزن سے۔ اور اس وقت قیمت ۵۲ سیر گندم کی تقریباً پانچ روپیہ ہوتی ہے۔ میزان اور فارسی پڑھنے والوں کو فدیہ دینے میں ثواب ضرور ہے۔ مگر حدیث پڑھنے والوں کو دینے میں زیادہ ثواب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

رویتِ ہلال رمضان کے متعلق | **سوال ۵۲۳** - فرقۂ قلیلہ لیکن ثقہ روز پنجشنبہ ہلال دیدہ روزۂ نخستین داشت سپس بعد تمام سیؔ روز بہ یکشنبہ عید نمود و فرقۂ ثانیہ بہ شنبہ روزۂ اوّل داشت و روز دوشنبہ عید کردہ تخطیہ فرقۂ اولیٰ کہ ہر دو وقت بہ رویتِ ہلال کار روز زہدہ است می کند کہ روزہ و عید شما ہر دو بر خطا است۔ پس دریں صورت صواب چیست و برخطا کیست و حکم روزۂ یکشنبہ لیپین چیست و بر مفطران جمعہ اول قضاء است یا نہ۔؟

الجواب۔ ہرگاہ رویتِ ہلالِ رمضان بروز پنجشنبہ برویت ثقات ثابت شد وسی روز تمام کردہ بروز یکشنبہ عید کردہ شد تخطیہ فرقۂ اولیٰ روا نیست و روزۂ یکشنبہ لیپین کسانے را کہ رویۃ پنجشنبہ نزد اوشان ثابت شد روا نیست و افطار جمعہ اولیٰ بحق اوشان جائز نیست و قضاء آن روزہ لازم ست ولیکن واضح باد کہ رویت نہار را اعتبار نیست۔ مثلاً اگر بروزِ جمعہ ہلال دیدہ شد آن ہلال شب آئندہ است نہ شب گذشتہ۔ دریں صورت روزہ جمعہ اولیٰ درست نیست بلکہ بروزِ شنبہ یکم رمضان خواہد شد وہمچنیں حساب معروفہ کہ چہارم رجب یکم رمضان است مثلاً ایں حساب ہم قابلِ عمل وقابلِ اعتبار نیست۔ چون معلوم شدہ بود کہ در بعض بلادِ کشمیر این امر ہم محل نزاع شدہ است ازین وجہ چند کلمہ متعلق آن تحریر کردہ شد۔ والسّلام علی من اتبع الہدیٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

9

کتاب النکاح والرضاع

عقدِ نکاح لفظ انشاء اللہ کے ساتھ منعقد ہوجاتا ہے یا نہیں۔؟ | **سوال ۵۲۴** - شخصے بعد المحفل گفت کہ دختر صغیرۂ فلاں را انشاء اللہ تعالیٰ اعنی بزبانِ بنگالہ معنیش اللہ ویلی می گویند بنکاح فلاں دادم پس بموجب شرع از اتصال جملہ انشاء اللہ نکاح منعقد خواہد شد یا نہ۔؟

الجواب. در ایجاب وقبول انشاء اللہ گفتن مفید جواز وصحت نکاح نخواہد شد کہ بالنشاء اللہ

تحقیق عقد حاصل نیست و قال فی الدر المختار ھو عقد یفید الملک المتعۃ وفی الشامی المنعقد مجموع ایجاب احد المتکلمین مع قبول او کلام الواحد القائم مقامھما الخ وینعقد بایجاب وقبول وضعاً للمضی لان الماضی ادل علی در مختار وقولہ علی التحقیق ای تحقیق وقوع الحدث الخ وظاھر ان لا تحقیق مع الاستثناء۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

شیعہ واہل سنت کی مناکحت کے بارہ میں

سوال ۵۵۴- شیعہ وسنت جماعت کی مناکحت باہم درست ہے یا نہیں۔ اگر بوجہ غلطی کے سنیہ کا نکاح شیعہ سے ہوگیا ہو۔ اور رُخصت نہ ہوئی ہو تو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب۔ باہم مناکحت شیعہ وسنیوں کی جائز نہیں ہے۔ سنّیہ لڑکی جس کا نکاح شیعہ سے کیا گیا وہ نکاح جائز نہیں ہوا۔ لڑکی کو رخصت نہ کیا جائے اور اُس۔ کے قبضہ میں نہ دیا جائے۔ دوسرے مرد سنی سے اُس کا نکاح کردیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

لڑکی سنیہ کا نکاح شیعہ بدعقیدہ سے کرنا!

سوال ۵۵۶- ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک مرد شیعی کے ساتھ جس کے عقائد باطل ہیں۔ یعنی حضرت عائشہ رض کا قائل ہے۔ اور سبِّ شیخین کرتا ہے الی غیر ذلک۔ اُس لڑکی کے باپ نے یہ خیال کرکے کہ یہ مرد شیعی مسلمان نہیں ہے۔ اسی وجہ سے نکاح صحیح نہیں ہوا۔ اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سُنی سے کردیا ہے۔ نکاح ثانی صحیح ہے یا نکاح اوّل باقی ہے۔؟

الجواب۔ روافض جو سبِّ شیخین کرتے ہیں اُن کے کفر میں اختلاف ہے۔ بعض فقہاء نے تکفیر کی ہے۔ اور محققین علماء عدم تکفیر کے قائل ہیں۔ لیکن جو روافض افک حضرت صدیقہ رض کے قائل ہیں وہ باتفاق کافر ہیں۔ اسی طرح بعض دیگر عقائدِ روافض غالیہ کے مثلاً یہ کہ حضرت جبرئیل نے وحی کے پہنچانے میں غلطی کی۔ یا حضرت علی رض خدا تھے۔ وغیرہ وغیرہ یہ اعتقاد باتفاق اہلِ سنت کفر ہیں۔ درمختار میں ہے فی البحر عن الجوھرۃ معزیاً للشھید من سب الشیخین او طعن فیھما کفر ولا یقبل توبۃ وبہ اخذ الدبوسی والوالیث وجزم بہ فی الاشباہ واقرہ المصنف الخ وفی الشامی واذا کان کذلک فلا وجہ للقول بعدم قبول توبتہ من سب الشیخین الی ان قال علی ان الحکم علیہ بالکفر مشکل ثم قال نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رض او انکر صحبۃ الصدیق رض او اعتقد الالوھیۃ فی علی رض او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن الخ۔

پس صورت مسئولہ میں نکاح اوّل جو شیعہ غالی سے ہوا صحیح نہیں ہوا۔ بلکہ باطل ہوا۔ اور دوسرا

نکاح صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سوال ۵۷ھ | ربیبہ کی سوتیلی لڑکی سے نکاح کرنا

زید کی دو زوجہ ہیں پہلی زوجہ سے کوئی اولاد نہیں دوسری زوجہ سے تین لڑکیاں ہیں۔ خالد نے زید کی پہلی زوجہ سے زنا کیا زید کی جو دوسری زوجہ سے لڑکی ہے اس سے خالد نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔؟

(۲) زید کی ایک بی بی موجود ہے۔ دوسرا نکاح کرنے کو جب گیا تو اُنھوں نے کہا کہ دوسری زوجہ کو طلاق دیدو زید نے اپنی سالی کا نام لیکر کہا کہ آمنہ کو طلاق ہے۔ اور آمنہ زید کی سالی کا نام ہے۔ زید کی زوجہ پر اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔؟

(۳) عمرو نے زبردستی کرنے کی وجہ سے زوجہ کو اس طرح طلاق دی کہ لفظِ طلاق کو آواز سے کہا ان شاء اللہ ذرا آہستہ سے کہ زبردستی کرنے والے لوگ نہ سنیں۔ طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔؟

الجواب۔ کرسکتا ہے۔ (۲) طلاق واقع نہ ہوگی۔ (۳) نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۵۸ھ | ایک شخص اصیل و وکیل کے بارہ میں

زید ایک طرف سے اصیل اور ایک طرف سے وکیل ہوکر نکاح اپنی مؤکلہ سے کرسکتا ہے یا نہیں۔؟

11 **الجواب۔** کرسکتا ہے۔ اُس کی صورت یہ ہے کہ وکیل یعنی زید دو گواہوں کی روبرو یہ کہے کہ فلانہ نے مجکو اختیار اپنے نکاح کا دیا اور وکیل بنایا۔ پس تم گواہ رہو کہ میں نے اپنا نکاح فلان بنت فلان سے کیا۔ پس نکاح صحیح ہوجاوے گا۔ فی الشامی ولو صرح بالتوکیل وقال وکلتك بأن تزوجي نفسك مني فقالت زوجت صح النکاح وایضاً فیه وصورته ان یکتب الیها یخطبها فاذا بلغها الکتاب وحضرت الشهود وقرءته علیهم وقالت زوجت نفسی منه الخ شامی جلد ثانی۔ فقط

سوال | خطبہ کے متعلق

اس ملک میں خطبہ عرفی منگنی اس طرح ہوتی ہے۔ کہ مجلس قائم ہوتی ہے۔ لڑکی کا ولی مجلس میں کھڑا ہوکر اعلان کرتا ہے کہ میں نے اپنی فلاں لڑکی بعوض اس قدر مہر فلاں ابن فلاں کو دی ہے۔ اور لڑکے کا ولی اُسی مجلس میں جواباً بیان کرتا ہے کہ ہمیں منظور ہے اس طرح اور ان الفاظ میں منگنا ہوجاوے تو کیا وہ لڑکا اپنی اس طرح کی منسوبہ کے ہوتے ہوئے جس میں ایجاب وقبول مجلس عام میں ہوکر زرمہر متعین ہوچکا ہے۔ لیکن ابھی وہ اس کو اپنے قبضہ میں نہیں لایا۔ اب اُس کو متروک کرکے اُس کی بیوہ ماں کی ساتھ نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ایسی صورت میں کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر وہ مجلس خطبہ اور وعدہ کی پختگی کی مجلس کہلاتی ہے نکاح کی مجلس نہیں کہلاتی تو اِس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ایسی حالت میں اُس

کی والدہ یعنی مخطوبہ کی والدہ سے نکاح درست ہے۔ مخطوبہ سے نکاح نہ کیا جاوے۔ اور اگر وہ مجلس نکاح کی مجلس کہلاتی ہے۔ تو یہ ایجاب وقبول نکاح کا ہو جاوے گا۔ اور نکاح منعقد ہو جاوے گا؛ اس حالت میں اُس کی والدہ سے نکاح حرام ہے۔ لقولہ تعالیٰ۔ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ۔ الآیۃ۔ اور در مختار میں ہے او ھل اعطیتنیھا ان المجلس للنکاح وان للوعد فوعد۔ اور شامی میں ہے قولہ ان المجلس للنکاح ای لانشاء عقدہ لانہ یفہم منہ التحقیق فی الحال فاذا قال الآخر اعطیتکھا او فعلت لزم ولیس للاول ان لا یقبل الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ایک بہن سے باپ کا اور دوسری بہن سے بیٹے کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

سوال ۴۶۰۔ زید پدر حقیقی ہے۔ اور بکر زید کا پسر حقیقی ہے۔ مسمی عمرو کے دو دختر حقیقی ہیں۔ مسمی زید وبکر مذکورہ بالا سے مسمی عمرو کی دونوں دختر کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ زید اور بکر سے دونوں دختران عمرو کا نکاح ہو سکتا ہے۔ یعنی ایک بہن پدر (زید) کی زوجہ ہو۔ اور دوسری بہن بکر (پسر زید) کی زوجہ ہو شرعاً اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ۔ الآیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ ۱۲

بالغہ حرہ مکلفہ کا نکاح بلا ولی صحیح ہے یا نہیں۔؟

سوال ۴۶۱۔ ایک لڑکی بالغہ عمر اٹھارہ[۱۸] سال نے گواہوں سے یہ بات کہی کہ میرا نکاح مسمی نبی بخش ولد وزیر کے ساتھ پڑھ دو۔ اسی بناء پر انہوں نے اُس کا نکاح پڑھا دیا۔ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر وزیر کا لڑکا نبی بخش کفو مسماۃ مذکورہ بالغہ کا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا۔ کما فی الدر المختار فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

چچا کی پوتی سے نکاح درست ہے یا نہیں۔؟

سوال ۴۶۲۔ چچا کی پوتی سے نکاح درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ نکاح چچا کی پوتی سے درست ہے۔ آیۃ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ۔ فقط۔

نکاح موقوف کے بارہ میں

سوال ۴۶۳۔ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اُس کے چچا نے بلا رضامندی اُس کے برادران حقیقی کے کر دیا۔ جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ولی نابالغہ کے نکاح کے اس صورت میں اُس کے بھائی ہیں۔ چچا نے جو نکاح نابالغہ کا کیا وہ موقوف تھا بھائیوں کی اجازت پر۔ جبکہ بھائیوں نے اجازت نہیں دی وہ نکاح باطل ہو گیا ہکذا فی کتب الفقہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

عجم میں نسب کا اعتبار ہے یا نہیں۔؟

سوال ۴۶۴۔ زید قوم کا افغان اور زراعت پیشہ ہے۔ اور ہند

قوم کی ہیرای اور اُس کے ورثار بھی زراعت پیشہ ہیں۔ زید ہندہ کا کفو ہے یا نہیں۔ دونوں صورتوں میں ہندہ کے ورثار کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ عجم میں نسب کا لحاظ نہیں ہے۔ اور پیشہ فی الحال دونوں کا یکساں ہے۔ لہذا مرد مذکور کفو اُس عورت ہندہ کا ہے اولیار ہندہ نکاح مذکور کو فسخ نہیں کر سکتے۔ قال فی الدر المختار وھذا فی العرب ای اعتبار النسب یکون فی العرب الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

باوجود ناراضی کے اقرار کر لینے سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں۔؟

سوال ۷۶۵۔ اگر لڑکی بالغ ہے اور اُس کی مرضی نہیں ہے۔ اگر کسی طرح اقرار کرا لیا جاوے تو نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں۔؟

(۲) ایک مرتبہ ایجاب وقبول کرانے سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں۔ اور عورت کو اختیار فسخ نکاح کا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ نکاح ہو جاتا ہے اور عورت کو اختیار فسخ نکاح کا نہیں ہے۔ اور شوہر کے گھر نہ جانے سے بھی نکاح نہیں ٹوٹتا۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ثلث جدھن جد وھزلھن جدٌ النکاح والطلاق والعتاق الحدیث او کما قال۔ (۲) نکاح ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اگر ولی اقرب سفر میں ہو تو ولی ابعد نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

۱۲۳ **سوال ۷۶۶**۔ نابالغہ بجز عم وام دیگر ولی ندارد۔ اکنون مادرش خواست کہ دختر خود۔ اکہ نابالغہ است بہ نکاح شخصی دہد۔ لیکن عمش کہ ولی اقرب است درانجا حاضر نیست۔ پس اگر مادرش کہ ولی ابعد است نکاح دختر خود دہد۔ منعقد گردد یا نہ۔؟

الجواب۔ بصورت بعد ولی اقرب کہ کفو خاطب انتظار جوابش نہ کند۔ و در اطلاع کردن و بر جواب عم آمدن کفو خاطب فوت می شود۔ درین صورت والدہ ولی نکاح می تواں شد و باجازتش نکاح نابالغہ می شود۔ فقط اللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

لڑکی بالغہ کا باپ بلا اس کی رضامندی کے جبراً نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔؟

سوال ۷۶۷۔ ایک لڑکی بالغہ کا نکاح اُس کے والد نے جبراً کر دیا۔ لیکن لڑکی ہرگز راضی نہیں ہے۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جبکہ لڑکی بالغہ ہے بدون اُس کی اجازت اور رضار کے نکاح نہیں ہوا۔ دوسرا نکاح اُس کا دوسری جگہ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نکاح ثانی کے متعلق

سوال ۷۶۸۔ ایک شخص سفر میں تھا اُس نے کہا کہ اگر میں ایک ماہ کے بعد گھر نہ آؤں تو میری زوجہ کو طلاق سمجھنا۔ چنانچہ وہ بعد ماہ کے گھر نہ آیا تو اُس کی زوجہ پر طلاق ہوئی یا نہیں۔ اور اُس کی زوجہ نے دوسرا نکاح کر لیا وہ صحیح ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ طلاق ہوگئی۔ اور دوسرا نکاح جو بعد طلاق اور عدت کے ہوا وہ بھی صحیح ہوا۔ فقط واللہ اعلم

محرمات سے نکاح کرنے کے بارہ میں

سوال ۶۹ ۷ھ اگر کسی شخص نے مثل پھوپی وخالہ کے ساتھ نکاح کرلیا اور اُس سے وطی بھی کی تو اس پر حد زنا واجب ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ حد زنا اُس پر جاری نہ ہوگی توبہ کرے اور اُس کو علیحدہ کردیوے۔ فقط واللہ اعلم۔

خاوند سفر میں ہو تو نکاح ثانی کا کیا حکم ہے؟

سوال ۷۰ ۷ھ۔ ایک عورت کا خاوند چین میں زندہ موجود ہے اور یہاں اُس کی زوجہ نوجوان کا کوئی وارث نہیں ہے اور اُس کا خاوند خرچ بالکل نہیں دیتا۔ اس وجہ سے اُس کی عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ دوسرا نکاح اُس عورت کا درست نہیں ہے۔ جب تک اُس کا خاوند طلاق نہ دے اُس وقت تک اُس کا دوسرا نکاح جائز نہیں ہے۔ جس طرح ہوسکے اُس سے طلاق لی جاوے۔ یا وہ خبر گیری کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نو مسلمہ کا نکاح تین حیض گذرنے پر درست ہے

سوال ۷۱ ۷ھ۔ ایک مولوی نے ایک چماری کو مسلمان کرکے فوراً ایک شخص سے نکاح کردیا۔ نکاح ہوا یا نہیں۔ اور وہ عورت مسلمان ہوئی یا نہیں۔؟

۱۴ ایک شخص کہتا ہے کہ جس کو مسلمان کیا جاوے چالیس روز تک اُس کے ہاتھ کا کھانا نہیں چاہیے۔

(۲) سنا ہے کہ بیوہ عورت بچے والی کا نکاح جائز نہیں۔ ایسی عورت کو نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اُسی وقت نکاح اُس کا جائز نہ تھا۔ تین حیض گذار کر نکاح کرنا چاہیئے تھا۔ وہ مسلمان ہوگئی مگر نکاح بعد تین حیض کے پھر کرنا چاہیئے۔ قبل نکاحِ جدید شوہر اُس سے علیحدہ رہے۔ ولو اسلم احدھما ثمہ لم تبن حتی تحیض ثلاث در مختار۔ اور مسلمان ہونے میں شک نہیں اُسی وقت اُس کے ہاتھ کا کھانا وپانی درست ہے۔ چالیس روز علیحدہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے

(۲) اگر بیوہ عورت بوجہ اولاد کی پرورش کے نکاحِ ثانی اپنا نہ کرے تو اُس کو ثواب ملتا ہے۔ لیکن نکاح کرنا درست ہے۔ نکاح کرنے میں کچھ گناہ نہیں۔ بلکہ اِس زمانہ میں چونکہ نکاحِ ثانی کو عیب سمجھتے ہیں اس لئے ضرور کرنا چاہیئے۔ اور ثواب زیادہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نابالغہ کا نکاح بدون اجازت ولی کے جائز نہیں۔

سوال ۷۲ ۷ھ۔ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اُس کے جیٹھ نے زبردستی سے کردیا بلا اجازت ولی کے جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ وہ لڑکی چونکہ نابالغہ تھی بدون اُس کے ولی کی اجازت کے اُس کا نکاح نہیں ہوسکتا لہٰذا وہ نکاح جو اُس کے جیٹھ نے کیا باطل اور ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بھتیجہ کی زوجہ بیوہ سے نکاح درست ہے بشرطیکہ محرمات میں سے نہو

سوال ۷۳ھ۔ اپنے بھتیجے کی زوجہ بیوہ سے نکاح درست اور جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اپنے بھتیجے متوفی کی بیوہ سے بعد گذرنے عدۃ کے نکاح درست ہے۔ لقولہ تعالیٰ وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَاءَ ذٰلِکُمْ۔ ولما لم تکن فی المحرمات فتدخل فی ماوراءھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خاوند کو دودھ پلانے سے کیا حکم ہوتا ہے؟

سوال ۷۴ھ۔ ایک عورت نے اپنے خاوند کو دودھ پلادیا تو نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں۔؟

الجواب۔ اس صورت میں نکاح قائم ہے۔ باطل نہیں ہوا۔ قال فی الدر المختار مص رجل ثدی زوجتہ لم تحرم۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ڈھائی برس کے بعد دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال ۷۵ھ۔ زید نے ایک لڑکی ساجدہ کے ساتھ دودھ پیا اڑھائی برس کے بعد۔ بکر زید کا بڑا بھائی ہے تو ساجدہ کا نکاح بکر سے ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔؟

الجواب۔ ساجدہ کا نکاح بکر کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ کوئی وجہ ممانعت وحرمت کی نہیں ہے درمختار میں ہے۔ وتحل اخت اخیہ رضاعاً الخ۔ اڑھائی برس کی عمر کے بعد حُرمتِ رضاعت ثابت 15
نہیں ہوتی اور اگر زید چھوٹی عمر میں یعنی اڑھائی برس سے کم میں بھی دودھ پیتا تب بھی زید کے بھائی بکر سے ساجدہ کا نکاح درست ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مرضعہ کی سب اولاد رضیع کی بہن بھائی ہیں یا نکاح درست ہے؟

سوال ۷۶ھ زید نے ہندہ کے ساتھ دودھ پیا یعنی زید نے ہندہ کی والدہ کا دودھ پیا ہندہ کی عمر دو سال تھی اور زید کی ایک سال تو زید کا نکاح ہندہ کی دوسری بہنوں سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ہندہ اور ہندہ کی سب بہنیں زید کی رضاعی بہنیں ہیں۔ زید کا نکاح ہندہ کی کسی بہن سے درست نہیں ہے۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نکاح میں شرط لگانا جائز ہے۔

سوال ۷۷ھ۔ ملک بنگال میں دستور ہے کہ دولہا سے علاوہ مہر کے ایک کاغذ بنام کابین نامہ رجسٹری شدہ لیتے ہیں اور اس میں چار شرائط ہوتی ہیں۔ منجملہ اُن شرطوں کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ بلا اجازت زوجہ کے دوسری شادی نہ کروں گا۔ اگر کروں گا تو طلاق ہے۔ اور یہ شرط فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ۔ کے مخالف ہے یا نہیں۔ اور بعض دفعہ یہ کابین نامہ قبل عقد بھی رجسٹری ہوتا ہے۔ کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ جواب مسئلہ مستفسرہ یہ ہے کہ فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ۔ میں امر وجوب کا نہیں ہے۔ بالاتفاق بلکہ امر اباحت ہے کہ اگر کرو تو جائز ہے۔ پس اگر لڑکی کے اولیاء اس وجہ سے کہ دوسرا نکاح کرنے کی صورت میں شوہر عدل نہ کرے گا اور ہماری لڑکی کو تکلیف پہنچے گی۔ ایسی شرط کرلیویں تو کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ عموماً یہ قاعدہ مقرر کرلینا اچھا نہیں ہے بہر حال جب شوہر اس تعلیق کو تسلیم کرے گا تو بصورت تحقق شرط وقوع جزا ضروری ہے۔ یعنی طلاق واقع ہوجاوے گی۔ قبل از عقد جب تک اضافۃ الی العقد نہ پائی جاوے تو اقرار ہر جگہ معتبر نہیں ہوتا لیکن جو صورت سوال میں درج ہے کہ دوسری زوجہ کی طلاق کو زوجہ ولی کے نکاح کے بعد پر معلق کیا ہے اس میں قبل عقد برابر ہے۔ اگر بعد نکاح زوجۂ اولیٰ وہ شخص دوسری زوجہ سے نکاح کرے گا۔ دوسری زوجہ پر طلاق واقع ہوجاوے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

طلاق مغلظہ کے بعد خلوت صحیحہ سے نکاح درست ہے ؎

سوال ۴۷۸۔ زید نے اپنی عورت مدخولہ ہندہ کو طلاق دی اور بعد عدت کے ہندہ مطلقہ سے عمر نے نکاح کیا اور ایک رات خلوت ہوئی پھر عمر نے ہندہ کو طلاق دی۔ ہندہ کہتی ہے کہ عمر نے میرے ساتھ وطی کی ہے۔ عمر وطی کا انکار کرتا ہے۔ اس صورت میں ہندہ زوج اول سے نکاح کرسکتی ہے یا نہ اور زوجین میں سے کس کا قول معتبر ہوگا۔؟ 16

الجواب۔ طلاق زوج ثانی کی واقع ہوگی۔ اور عورت کا قول معتبر ہوگا۔ عورت کو جائز ہے کہ بعد گذرنے عدت کے شوہر اول سے نکاح کرے۔ کما فی الشامی نقلاً عن البزازیۃ ان ادعت ان الثانی جامعہا وانکر الجماع حلت للاول۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

ہنسی میں بھی نکاح منعقد ہوجاتا ہے

سوال ۴۷۹۔ اگر کوئی شخص ہنسی میں اپنی لڑکی کا نکاح پڑھ دے منعقد ہوجاتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اس صورت میں نکاح ہوگیا۔ حدیث شریف میں ہے ثلث جد ھن جدٌ وھزلھن جدٌ۔ یعنی تین چیزوں میں جو ہنسی کرنے سے بھی ہوجاتی ہیں۔ اُن میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کو بھی فرمایا ہے۔ درمختار کتاب النکاح میں ہے۔ ولا یشترط العلم بمعنی الایجاب والقبول فیما یستوی فیہ الجد والھزل اذ لم یحتج لنیۃ بہ یفتی۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند

جب تک ایجاب وقبول کے وقت شاہد موجود نہ ہوں نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

سوال ۴۰۸۔ صغریٰ نے ایک پرچہ لکھکر زید کو دیا۔ اس بات کا کہ میں اس بات کا اقرار کئے دیتی ہوں کہ میرا نکاح زید کے ساتھ ہوگیا۔ آپ اس کو منظور وقبول کریں گے یا نہیں۔ زید نے کہا کہ میں ضرور منظور کرلوں گا۔ جانبین سے مکرر سکرر اس بات کا اقرار ہوگیا اس کے بعد صغریٰ کے بھائی نے صغریٰ کے ایک چھری ماری۔ صغریٰ کے چلانے سے مجمع زیادہ ہوگیا اُسی مجمع میں صغریٰ نے اقرار کیا کہ میرا نکاح زید کے ساتھ ہوگیا ہے۔ اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ صورت مسئولہ میں جو پرچہ لکھکر صغریٰ نے زید کو دیا۔ اور زید نے اُس کو منظور کیا۔ اُس سے نکاح منعقد نہیں ہوا کیونکہ شہود کے سامنے نہ وہ رقعہ پڑھا گیا، نہ زید نے قبول کیا۔ پس وہ لغو ہوا۔ اب رہا صغریٰ کا اقرار نکاح پچیس ۲۵ تیس ۳۰ آدمیوں کے مواجہ میں کہ میرا نکاح زید سے ہوگیا۔ اور زید نے اُس پر کہا کہ بسم اللہ مجھے منظور ہے۔ اس میں روایۃ درمختار یہ ہے کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر گواہوں کے سامنے اقرار ہوا تو وہ اقرار انشاء نکاح ہو جاوے گا۔ اور نکاح صحیح ہو جاوے گا۔ عبارۃ درمختار یہ ہے۔ ولا بالاقرار علی المختار الخ لان الاقرار اظہار لما ہو ثابت ولیس بانشاء وقیل ان کان بحضرمن الشہود صح کما یصح بلفظ الجعل وجعل الاقرار انشاءًا وہو الاصح ذخیرہ۔ علامہ شامی نے ذخیرہ کی عبارۃ نقل فرماکر صاحب فتح القدیر علامہ ابن الہمام کا یہ فیصلہ قاضی خان کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے کہ اگر اقرار رُوبرو گواہوں کے۔ اس صیغہ سے ہو کہ عورت کہے یہ میرا شوہر ہے اور مرد کہے یہ میری زوجہ ہے۔ تو نکاح منعقد ہو جاوے گا۔ اور اگر اقرار اس طریق سے ہو کہ عورت کہے میرا نکاح اس مرد سے ہوگیا ہے اور مرد بھی ایسا کہے تو نکاح منعقد نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ خبر کاذب ہے۔ عبارۃ ذخیرہ وقول فتح القدیر یہ ہے۔ وہذا الاقرار بمنزلۃ النکاح لانہ مقرون بالعوض فہو عبارۃ عن تملیک مبتداء فی الحال فان کان بحضرمن الشہود صح النکاح والا فلا فی الاصح انتہی ملخصًا وقال فی الفتح قال قاضی خان وینبغی ان یکون الجواب علی التفصیل ان اقرا بعقد ماض ولم یکن بینہما عقد لا یکون نکاحًا وان اقر الرجل انہ زوجہا وہی انہا زوجتہ یکون نکاحًا ویتضمن اقرارہما الانشاء بخلاف اقرارہما بماض لانہ کذب وہو کما قال ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا قال لامرءتہ لست لی امرءۃ ونوی بہ الطلاق یقع کانہ قال لانی طلقتک ولو قال لم اکن تزوجتہا ونوی الطلاق لا یقع لانہ کذبٌ محضٌ الخ

پس اس فیصلہ محقق کے موافق صورت مسئولہ میں نکاح نہیں ہوا کیونکہ یہاں اقرار بصیغہ ماضی

مذکور ہے۔ دونوں جگہ صغری اکا یہ لفظ مذکور ہے کہ میرا زید سے نکاح ہوگیا۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

عورت کے مسلمان ہونے پر وہ اپنے شوہر عیسائی کے نکاح سے نکل جاتی ہے۔

سوال ۴۸۱۔ ہندہ نے مذہب عیسوی کو ترک کرکے اسلام قبول کرلیا بکر اُس کا شوہر ہنوز کافر مذہب عیسوی پر قائم ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں اہل کتاب ہوں میرا نکاح قائم ہے۔ جب تک میں اُس کو طلاق نہ دوں اور ہندہ کو خلع لینے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔ ہندہ مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں اور خلع لینے کی ضرورت ہے یا نہیں اور اگر نکاح کرسکتی ہے تو کب تک کرسکتی ہے۔؟

الجواب۔ بکر کا قول غلط ہے۔ مرد کتابی کا نکاح عورت مسلمہ سے نہیں ہوسکتا۔ اور نہ باقی رہ سکتا ہے۔ البتہ ہندہ بفور اسلام اُس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوئی۔ بلکہ تین حیض گذرنے پر یا حائضہ نہ ہو تو تین ماہ کے بعد ہندہ بکر سے بالکل جدا ہوجاوے گی۔ اگر تین حیض یا تین ماہ کے اندر بکر شوہر اسلام لے آتا تو جدائی نہ ہوتی۔ بعد تین حیض وغیرہ کے ہندہ دوسرا نکاح مسلمان سے کرسکتی ہے۔ اور خلع لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ درمختار میں ہے۔ ولو اسلم احدھما ثمہ ای احد المجوسین او امرءۃ الکتابی فی دار الحرب ویلحق بھا کالبحر الملح لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثۃ اشھر قبل اسلام الآخر الخ۔ درمختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

زوجۂ اولی کی ناراضگی کے باوجود شوہر نکاح ثانی کرسکتا ہے۔

سوال ۴۸۲۔ میری شادی کو عرصہ ہوا مگر کوئی لڑکا بالا نہیں ہوا جس وجہ سے میں نے دوسری جگہ اپنی شادی کا بندوبست کیا۔ ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ پہلی زوجہ سے اجازت لو تب نکاح ثانی جائز ہوگا۔ اور پہلی زوجہ راضی نہیں انکار کرتی ہے۔ تو دوسرا نکاح باوجود ناراضی اور انکار زوجۂ اوّل کے درست ہے یا نہیں۔ اور اجازت زوجہ کی ضروری ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ یہ قول صحیح نہیں ہے کہ بدون اجازت پہلی زوجہ کے دوسرا نکاح صحیح نہ ہو بلکہ سائل کو دوسرا نکاح کرنا درست ہے۔ پہلی زوجہ کے انکار کی وجہ سے اور راضی نہ ہونے سے دوسرا نکاح ناجائز نہیں ہے۔ البتہ دوسرے نکاح کے بعد یہ ضروری ہے کہ ہر دو زوجہ کے حقوق پورے پورے ادا کرے۔ اور برابری اور عدل کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

آجکل کی باندیوں سے جماع کرنا سخت گناہ ہے

سوال ۴۸۳۔ بعض لوگ آجکل غیر منکوحہ عورتوں کو گھر میں رکھتے ہیں اگر اُن سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں مسلمان لوگ باندیاں رکھتے تھے۔ اور بلا نکاح اُن سے صحبت کرتے تھے۔ اگر وہ جائز تھی تو یہ بھی جائز ہیں۔؟

الجواب۔ باندیوں کا بیشک شرع میں یہی حکم ہے کہ جو باندی جس کی ملک ہو وہ اُس سے بلا نکاح صحبت کرسکتا ہے۔ قرآن شریف اور حدیث سے یہ حکم ثابت ہے۔ مگر باندی وہ ہے جو لڑائیوں میں کافروں کی عورتیں مسلمانوں کے ہاتھ آویں۔ یہ عورتیں جن میں شرائط باندیوں کی نہ پائی جاویں وہ شرعی باندیاں نہیں ہیں ان سے بلا نکاح صحبت درست نہیں ہے۔ یہ زنا ہے۔ اور زنا کا وعید اور عذاب جو کچھ قرآن و حدیث میں آیا ہے وہ سب مسلمانوں کو معلوم ہے۔ ایسی دلیری کرنا موجب سخت عذاب کا ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور ہدایت فرماوے۔ اگر وہ لوگ توبہ نہ کریں گے تو اس کا عذاب چکھیں گے۔ کسی کا کیا نقصان ہے انہیں پر مصیبت پڑنے والی ہے۔ والسّلام علی من اتبع الہدیٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

شیعوں کی بعض فرقوں سے نکاح جائز ہے۔

سوال ۴۸۴ شیعہ اور سنی کا عقد صحیح ہے یا نہیں۔؟ (۲) اگر شیعہ عورت سُنی کے نکاح میں ہو۔ اس صورت میں اُس کے وارث سنی ہوں گے یا شیعہ اگر کوئی رشتہ دار نہ ہو تو کیا کیا جاوے۔؟

الجواب۔ روافض کے کئی گروہ ہیں۔ اور عقائد بھی مختلف ہیں۔ اگر کسی گروہ کا عقیدہ کفر کی نوبت کو پہنچا ہو۔ اُس سے نکاح درست ہے۔ حضرت علی رضہ کو خدا قرار دینا۔ یا یہ کہ حضرت جبرئیل نے وحی میں غلطی کی۔ یا حضرت ابوبکر رضہ کی صحبت کا انکار کرنا۔ یا حضرت عائشہ رضہ کو متہم کرنا وغیر ذلک جو عقیدہ خلاف نصوص قطعیہ ہوں کفر ہے۔ ایسے عقیدے والے سے نکاح درست نہیں ہے۔ اور اگر حضرت علی رضہ کو فضیلت دیتا ہے یا سب صحابہ کرتا ہے تو وہ کافر نہیں ہے بلکہ فاسق ہے۔ نکاح درست ہے؛

(۲) جس عورت شیعہ سے نکاح درست ہو اُس کے وارث سنی بن سکتے ہیں۔ اور اگر ایسی ہے کہ جس سے نکاح درست نہیں اُس کے وارث سنی نہیں ہو سکتے اور اگر کوئی وارث نہ ہو تو کُل مال فقراء پر صدقہ کردیا جاوے فقط

جب تک شوہر طلاق نہ دے عورت اسی کے نکاح میں رہے گی۔

سوال ۴۸۵۔ ایک عورت منکوحہ اپنے خاوند کو چھوڑ کر دوسرے نامحرم شخص کی ساتھ فرار ہو کر مرتکب زنا ہوئی اور اُس شخص سے اولاد بھی ہوئی۔ اور اب وہ عورت توبہ کر کے اپنے پہلے خاوند کے پاس آنا چاہتی ہے تو تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں۔؟ اور اولاد جو دوسرے شخص سے پیدا ہوئی وہ کس کی ہے۔؟

الجواب۔ اگر شوہر اول نے طلاق نہیں دی تھی تو وہ عورت زوجہ اُسی شوہر اول کی ہے۔ نکاح اُس کا باقی ہے۔ تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اولاد جو کچھ شوہر اول سے علیحدہ رہنے کی زمانہ میں زنا سے ہوئی۔ وہ سب منسوب شوہر اول کی طرف ہوگی۔ لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاھر الحجر وقد اکتفوا بقیام فراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ الخدر مختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

نکاح بیوہ ایک امر سنت ہے لوگوں کی ناراضی سے اسے چھوڑنا نہیں چاہئے۔

سوال ۸۶۴ زید نے ایک بیوہ خاندانی مسماۃ ہندہ سے عقد کرلیا ہے اہل خاندان اس پر ناراض ہیں اور انواع اقسام سے نقصان رسانی کے درپے۔ جمعہ کے روز ایک واعظ صاحب نے۔ دورانِ وعظ میں یہ بیان کیا ہے کہ جس سنت کی اجراء سے فتنہ اُٹھے اُس پر عمل کرنا ناجائز ہے۔ اور مثال میں ایک واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا کہ خانہ کعبہ کی دیوار خمیدہ تھی۔ حضور نے فتنہ کے خوف سے اُس کو سیدھا نہیں فرمایا۔ اور یہ ارشاد فرماکر اُس کو اُسی حالت پر چھوڑ دیا کہ اس کے سیدھا کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا اس کو اسی حالت پر چھوڑتا ہوں؛

نظر برحالات معروضہ بالا زید متردد ہے کہ روایۃ اُس کے حال پر منطبق ہو کر عنداللہ اس کا مواخذہ تو نہیں ہوگا اور اگر خدانخواستہ مواخذہ دار ہے۔ تو اب زید کو کیا کرنا چاہئے۔ کہ آخرت کے مواخذہ سے بری ہو

الجواب۔ بیوہ سے نکاح کرنا شرعاً کسی طرح معیوب اور سبب طعن و ناراضی کا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ نکاح بیوہ کا آیات واحادیث وعمل مستمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضہ سے ثابت ہے طعن کرنیوالے اُس پر اور ناراض ہونے والا مخالف ہے حکم خداتعالیٰ ورسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ جو لوگ اہل خاندان اُس نکاح کی وجہ سے ناخوش وناراض ہیں۔ اور درپے ایذارسانی ہیں۔ اگر یہ ناراضی اور ایذارسانی محض اس وجہ سے ہے کہ بیوہ کے نکاح کو وہ معیوب اور سبب عار کا جانتے ہیں تو یہ سخت جہالت اور معصیت ہے۔ ایسے لوگوں کو توبہ کرنی چاہئے۔ ورنہ خوفِ کفر ہے؛

اُس واعظ کا بیان صحیح نہیں ہے۔ اُس نے جو مسئلہ بتلایا وہ بھی غلط ہے اور جو مثال میں واقعہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا وہ بھی غلط ہے وہ واقعہ اس طرح نہیں ہے جو اس نے بیان کیا بلکہ کتب حدیث مسلم شریف وابوداؤد وترمذی شریف وغیرہ میں وہ واقعہ اس طرح وارد ہوا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے یہ نذر کی تھی کہ اگر مکہ معظمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر فتح ہوگیا تو میں دو رکعت خانہ کعبہ کے اندر پڑھوں گی۔ جب مکہ معظمہ فتح ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر حطیم کے اندر داخل کیا اور یہ فرمایا کہ حطیم میں دو رکعت ادا کرلو کیونکہ حطیم بھی بیت اللہ میں سے ہے۔ تمہاری قوم نے بسبب قلتِ خرچ بوقتِ تعمیر حطیم کو خانہ کعبہ سے خارج کردیا۔ اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت سے قرب نہ ہوتا تو میں خانہ کعبہ کو توڑ کر از سرِ نو بنائے ابراہیمی کے موافق بناتا اور حطیم کو خانہ کعبہ کے اندر داخل کرتا اور چوکھٹ خانہ کعبہ کو زمین سے ملا دیتا اور دو دروازے خانہ کعبہ کے کرتا ایک دروازہ شرقی اور ایک غربی۔ اور اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو ایسا ہی کروں گا۔ انتہیٰ۔

پس معلوم ہوا کہ اُس واعظ نے جو واقعہ بیان کیا وہ صحیح نہیں ہے۔ اور نہ اس میں فتنہ کے خوف سے کسی سنت کو ترک کرنے کا ذکر ہے۔ بلکہ غرض آپ کی یہ تھی کہ قوم قریش چونکہ ابھی اسلام لائے ہیں زمانہ کفر اور جاہلیت قریب ہی ایسا نہ ہو کہ اُن کے ایمان و اسلام میں کچھ خلل واقع ہو۔ ادھر فی الحال خانہ کعبہ کا متغیر کرنا امر ضروری نہیں ہے اور پھر آپ نے یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ سال آئندہ تک اگر زندہ رہا تو اس کام کو کروں گا۔ مگر آپ کی وفات اُس سے پہلے ہی ہو گئی؛

الغرض اس واقعہ کو مسئلہ نکاح بیوہ سے کچھ مناسبت نہیں ہے۔ کسی امرِ دینی کو اس وجہ سے کہ لوگ ناراض ہوں گے۔ چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ اور زید پر اس نکاح کی وجہ سے کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ ماجور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

جب دادا موجود ہو تو لڑکی کے نکاح میں والدہ کو کچھ دخل نہیں؛

سوال ۴۸۷۔ خورشید بیگم لڑکی کا والد فوت ہو گیا۔ اُس لڑکی کا دادا نظام الحق اور والدہ موجود ہے۔ نظام الحق اُس لڑکی کے دادا نے اُس لڑکی کا نکاح عبد الرشید خان سے کر دیا۔ لیکن اُس کی والدہ رخصت کرنے سے انکار کرتی ہے۔ اس صورت میں خورشید بیگم کی والدہ اُس نکاح کو توڑ سکتی ہے یا نہیں اور نکاح مذکور صحیح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ ولی خورشید بیگم کا اس صورت میں اُس کا دادا نظام الحق ہے۔ پس اگر خورشید بیگم بوقتِ نکاح نابالغہ تھی تو جو نکاح اُس کا بحالت عدم بلوغ نظام الحق دادا نے کیا وہ صحیح ہو گیا اور خورشید بیگم مسمٰی عبد الرشید خان کی زوجہ ہو گئی۔ خورشید بیگم کی والدہ کو اختیار اُس نکاح کے توڑ دینے کا یا رخصت نہ کرنے کا نہیں ہے۔ اور اگر خورشید بیگم بالغہ ہے اور بوقتِ نکاح بالغہ تھی اور اُس سے اجازت نکاح کی نہیں لی گئی تھی یا اُس نے بعد اطلاع انکار کر دیا تھا تو نکاح صحیح نہیں ہوا۔ در مختار میں ہے وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر الخ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عنین سے جدا ہونے کی بدون طلاق کے ہندوستان میں اور کوئی صورت نہیں؛

سوال ۴۸۸۔ زید نے ہندہ سے نکاح کیا عرصہ کے بعد ہندہ نے زید سے کہا کہ تم قابلِ عورت نہیں ہو مجھے طلاق دیدو۔ اور زید کو تسلیم ہے کہ مجھ میں قوتِ مردانگی نہیں ہے۔ مگر شرم کی وجہ سے طلاق نہیں دیتا۔ اگر ہندہ بدون طلاق دینے کے نکاح ثانی کر لیوے تو درست ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ بدون طلاق دینے زید کے کوئی صورت ہندہ کے لئے دوسرے نکاح کی جواز کی[1]

[1] حال میں ایسی عورتوں کے مصائب و ضرورت پر نظر کر کے حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نے اُن کی خلاصی کیلئے شرعی صورتیں رسالہ حیلۃ الناجزہ للحلیلۃ العاجزہ میں جمع فرما دی ہیں۔ اُسکو دیکھ لیا جاوے۔ یہ رسالہ دار الاشاعت دیوبند سے ملتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ دو آنہ ۱۲ محمد شفیع غفرلہ

نہیں ہے۔ کیونکہ عنین کا مسئلہ یہاں جاری نہیں ہو سکتا کہ اُس میں اول تو یہ شرط ہو کہ ایک دفعہ بھی وطی نہ کرسکا ہو۔ دوسرے تاجیل قاضی و تفریق قاضی کی شرط ہے جو اس زمانہ میں دشوار ہے۔ جس طرح ہو زید سے طلاق لیوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بالغہ عورت کا نکاح بدون اس کی اجازت کے کوئی نہیں باندھ سکتا۔

سوال ۸۹ م۔ ایک شخص (الف) بمقام آگرہ۔ ایک عورت (ب) بمقام عظیم آباد صوبہ بہار میں رہتی ہے (ب) کا چچا (ج) بمقام آگرہ رہتا ہے اور (ج) کو کُل اختیار اجازت نکاح پرورش کا منجانب والدین (ب) کے حاصل ہیں اور (ب) بالغہ ہے عمر ۱۳-۱۴ سال ہے۔ ایسی صورت میں اگر عقد (الف) کا ساتھ (ب) کے بمقام آگرہ بموجودگی و اجازت (ج) کے بلاموجودگی (ب) کے کیا جاوے تو یہ عقد جائز ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ تیرہ چودہ برس کی عمر شرعاً بلوغ کی عمر نہیں ہے۔ البتہ اگر حیض وغیرہ علامات بلوغ موجود ہیں تو بالغہ شمار ہوگی۔ ورنہ پندرہ برس کی عمر ہونے کے بعد بالغہ شمار ہوگی۔ اس کے بعد واضح ہو کہ ب کے باپ نے اگر ب کے چچا ج کو اجازت نکاح ب کی دیدی ہے۔ اور ب بالغہ ہے تو ج بمقام آگرہ بلاموجودگی ب اور بلااجازت ب اُس کا نکاح کرسکتا ہے۔ نکاح صحیح ہو جاوے گا۔ اور اگر ب بالغہ ہے تو بدون اجازت ب کے نکاح صحیح نہ ہوگا اور سکوت ب کا اجازت لینے کے وقت کافی ہے کذا فی الکتب المعتبرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بوقت نکاح اگر اصلی باپ کی جگہ سوتیلے باپ کا نام لیا گیا تو نکاح منعقد ہو گیا۔

سوال ۹۰ م۔ ایک لڑکی کا باپ مرگیا اُس کی ماں نے اپنے شوہر کے حقیقی بھائی ذ نکاح کرلیا اُس لڑکی کا نکاح اُس کے چچا یعنی سوتیلے ...... باپ کی اجازت سے ہوا۔ اور بوقت نکاح بجائے نام اصل باپ کے سوتیلے باپ کا لیا گیا۔ پس اس صورت یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ نکاح صحیح ہوگیا۔ اگرچہ درمختار کی ایک عبارت سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ ایسی غلطی میں نکاح صحیح نہیں ہوتا وہ عبارت یہ ہے۔ غلط وکیلها بالنکاح فی اسم ابیها بغیر حضورها لم یصح للجهالة الخ۔ اس پر علامہ شامی نے یہ لکھا ہے۔ قوله لم یصح لان الغائبة یشترط ذکر اسمها واسم ابیها وجدها وتقدم انه اذا عرفها الشهود یکفی ذکر اسمها فقط خلافاً لابن الفضل وعند الخصاف یکفی مطلقا والظاهر انه فی مسئلتنا لایصح عند الکل لان ذکر الاسم وحده لایصرفها عن المراد الی غیره بخلاف ذکر الاسم منسوبا الی اب آخر فان فاطمة بنت احمد لاتصدق علی فاطمة بنت محمد تامل وکذا یقال فیما لو غلط فی اسمها الخ شامی۔

لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو درمختار کے اس قول للجہالۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ علت عدم جواز نکاح کی غلطی مذکور میں جہالت ہے جو صورت مسئولہ میں مفقود ہے۔ دوسرے درمختار کا مسئلہ بصورت غلطی کے فرض کیا گیا ہے کہ وکیل نے غلطی سے نام بدل دیا۔ اور صورت مسئولہ میں غلطی سے ایسا نہیں کیا گیا بلکہ بربنا علی العرف والشہرۃ ایسا کہا گیا۔ کیونکہ عُرف میں والدہ کے شوہر ثانی کو باپ کہا جاتا ہے۔ اور غرض جو رفع جہالت ہے وہ اس صورت میں حاصل ہے۔ کیونکہ مطلب اس نسبت کا یہ ہے کہ فلاں لڑکی جو فلاں شخص کی تربیت میں ہے اور فلاں لڑکا جو فلاں شخص کی تربیت میں ہے۔ اُن کا عقد ہوا ہے۔ بلکہ عجب نہیں کہ اصل باپ کی طرف نسبت کرنے میں وہ تعرف نہ ہو جو اس نسبت میں حاصل ہے۔ اور مقصود اصلی رفع جہالت ہے۔ جیسا کہ شامی میں درمختار کے اس قول (ولا المنکوحۃ مجہولۃ) کے تحت میں ہے

قلت وظاهره انها لو جرت المقدمات على معينة وتميزت عند الشهود ايضاً يصح العقد وهي واقعة الفتوىٰ لان المقصود نفي الجهالة وذلك حاصل بتعينها عند العاقدين والشهود وان لم يصرح باسمها كما اذا كانت احدٰهما متزوجة ويؤيده ما سياتي من انها لو كانت غائبة وزوجها وكيلها فان عرفها الشهود وعلموا انه ارادها كفى ذكر اسمها والا لابد من ذكر الاب والجد ايضاً۔ الخ شامی۔

الحاصل صورت مسئولہ میں نکاح منعقد ہو گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

و وکیل نکاح منجانب زوجہ ... سکتا ہے اور نکاح صحیح ہے۔

سوال ۹۱م۔ مسماۃ زینب چاہتی ہے کہ میرا نکاح عمر کے ساتھ ہو جاوے مگر زینب کو اپنے کنبہ والوں کے خوف ہے اس لئے عمر کو اپنے گھر پر بلا کر نکاح نہیں کر سکتی لہذا عمر ہی کو وکیل اپنی طرف سے مقرر کر دے اور وہ اپنا نکاح زینب سے کر لیوے تو درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اس طریق سے نکاح کرنا جائز اور صحیح ہے زینب اور عمر کا نکاح اس طور سے منعقد ہو جاوے گا۔ درمختار میں ہے ویتولی طرفی النکاح واحد بایجاب یقوم مقام القبول فی خمس صور کان ولیاً او وکیلاً من الجانبین او اصیلاً من جانب و وکیلاً او ولیاً من اخر او ولیاً من جانب وکیلاً من اخر الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

کتاب الطلاق

خلع اور مطالبہ مہر کے بارہ میں

سوال ۹۲م۔ عورت مہر مؤجل کا دعویٰ کس وقت کر سکتی ہے۔ خلع میں مہر

ساقط ہوجاتا ہے یا نہیں ۔؟

الجواب۔ مہر مؤجل کا دعویٰ و مطالبہ بعد طلاق یا موت شوہر کرسکتی ہے ۔ کیونکہ عرفاً مہر مؤجل کی یہ ہی مدت ہے ۔ کذافی العالمگیریہ ؎ خلع و مباراۃ میں مہر ساقط ہوجاتا ہے ۔ عورت مطالبہ مہر کا نہیں کرسکتی ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ؎

تعلیق طلاق قبل از نکاح و بعد نکاح کی تفصیل

سوال ۹۳ھ۔ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے کردیا ۔ اس شرط پر کہ اگر بکر زید کے مکان پر رہ کر زید کی امداد کاروبار میں نہ کرے تو ہندہ پر طلاق ہے ۔ اب اگر بکر عہد شکنی کرے تو یہ عہد شکنی طلاق سمجھی جاوے گی یا نہیں ۔؟

الجواب۔ اگر قبل از نکاح زید نے ہندہ سے تحریراً و تقریراً تعلیق مذکور کرائی ہے تو وہ لغو ہے طلاق واقع نہ ہوگی ۔ فلغا قوله لاجنبية ان زرت فانت طالق فنكحها فزارت الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سب گھر والوں کو طلاق دیدی کہدینے سے زوجہ پر طلاق پڑ گئی،

سوال ۹۴ھ۔ چند لوگوں نے ایک شخص سے کہا کہ تم مکان نہیں جلتے اُس شخص نے کہا کہ میں نے اپنے سب گھر والوں کو طلاق دیدی ہے ۔ لیکن نیت طلاق کی نہ تھی ۔ اور الفاظ مذکورہ مجلس مختلفہ میں بیس یوم کے اندر تین دفعہ اُس شخص کی زبان سے نکلے جب تیسری مرتبہ اُس شخص کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تو لوگوں نے کہا کہ تیری زوجہ پر طلاق پڑ گئی ۔ اُس وقت اُس کی زبان سے یہ نکلا کہ پڑجانے دو ۔ نیت اُس میں بھی نہ تھی ۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں ۔ اور ہوئی تو کونسی ہوئی ۔؟

الجواب۔ اس صورت میں اُس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی ۔ اور اب بدون حلالہ کے اُس سے شوہر اول کا نکاح درست نہیں ہے ۔ وہ عورت بالکل نکاح سے خارج ہوگئی ۔ قال نساء الدنیا او نساء العالم طوالق لم تطلق امرء ته بخلاف نساء المحلة والدار درمختار ۔ شامی میں ہے ولو قال کل عبد فی هذه الدار وعبیده فیها عتقوا فی قولهم الخ شامی اور صریح طلاق میں نیت کی ضرورت نہیں ہے ۔ اور یہ کہنا شوہر کا کہ پڑجانے دو اور سبب وقوع طلاق کا ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مفتی دار العلوم دیوبند

زوجہ کو یہ کہنا کہ تو مثل میری بیٹی یا ہمشیرہ کے ہے

سوال ۹۵۴ زید اپنی بیوی کو بہ نیت طلاق بحالت غصہ کہتا ہے کہ تو مثل میری بیٹی کے اور تو مثل میری ہمشیرہ کے ہے۔ اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی اور زید کی بیوی حاملہ بھی ہے۔ بغیر وضع حمل زید کا نکاح اُسی عورت کا صحیح ہے یا نہ۔ زید نے طلاق سے تین روز بعد نکاح کر لیا ہے۔ صحیح ہو گیا یا نہ۔؟

الجواب۔ اگر بہ نیت طلاق زید نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے ہیں کہ تو مثل میری بیٹی کے ہے اور تو مثل میری ہمشیرہ کے ہے تو ایک طلاق بائنہ اُس پر واقع ہو گئی زوجہ پر عدۃ واجب ہے عدت اُس کی وضع حمل ہے اور زید کا نکاح اُس سے عدت کے اندر یعنی وضع حمل سے پہلے بھی صحیح ہے۔ پس نکاح جو زید نے طلاق سے تین چار روز بعد کیا صحیح ہو گیا۔ درمختار میں ہے۔ وان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لو حذف علی برا او ظہارا او طلاقا صحت نیتہ ووقع مانواہ لانہ کنایۃ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اگر تجھ کو رکھوں تو اپنی ماں کو رکھوں اس لفظ سے ظہار نہیں ہوتا

سوال ۹۶۴۔ زید نے اپنی منکوحہ کو کہا کہ تجھ کو طلاق ہے اور قیامت تک تجھ کو نہ رکھوں گا۔ اگر پھر رکھوں تو اپنی ماں کو رکھوں۔ اب زید پشیمان ہو گیا۔ اور اپنی منکوحہ عورت کو پھر رکھنا چاہتا ہے۔ تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیئے۔ کفارہ ظہار کی تو ضرورت نہیں ہے۔؟

الجواب۔ صورت مسئولہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہو گی عدت میں رجوع کر سکتا ہے۔ اور بعد گذر جانے عدت کے نکاح کر سکتا ہے۔ یہاں ظہار نہیں ہے کیونکہ ظہار میں تشبیہ ہوتی ہے اور یہاں نہیں ہے کما نقلہ الشامی عن الصیرفیہ لو قال انت طالق والا رجعت الی علیک فرجعیۃ فقط

صورت خلع، اور اختیار طلاق بزوجہ اور طلاق معلق بشرط کے احکام

سوال ۹۷۴ زید نے اپنی نابالغہ یا مراہقہ زوجہ کے طلاق نامہ میں یہ لکھا کہ میں نے تم سے نکاح کیا تھا مگر تم سے میرے گھر باہر کا کام کاج نہیں چلتا ہے اور تم میری خدمت میں حاضر نہیں ہوتی ہو۔ اس لئے چونکہ تمہارے والد نے مہر معاف کر دیا اُس مہر کے بدلے میں میں نے تمہیں خلع تین طلاق دیا بعد اس کے عورت کے والد سے معافی مہر کی رسید لکھا کر دستخط کرا لئے۔ اس صورت میں زید کی زوجہ پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں۔؟

(۲) زید نے ہندہ کو نکاح کرتے وقت کابین نامہ میں لکھ دیا ہے کہ بلا اجازت بانوئی موصوفہ کے دوسری شادی یا نکاح نہیں کروں گا۔ اگر کر دوں تو بانوئی موصوفہ کو اختیار ہے کہ میری طرف سے اُس دوسری زوجہ پر تین طلاق واقع کر دے۔ اب زید نے ہندہ کو طلاق بائن دیدی ہے تو اگر

اس وقت زید نکاح کسی دوسری عورت سے کرے تو ہندہ اُس پر طلاق واقع کر سکتی ہے۔؟

(۳) زید نے کابین نامہ میں چند شروط لکھدینے کے بعد یہ لکھدیا کہ اگر شروطِ بالا میں سے کسی شرط کا خلاف کروں تو بیوی پر تیسری طلاق واقع ہوگی۔

اس دیار میں اکثر نکاح سے پہلے کابین نامہ رجسٹری کرا لیتے ہیں بعد اُس کے نکاح کراتے ہیں تو وہ شروط معتبر ہیں یا نہیں۔؟

الجواب اس صورت میں زید کی زوجہ مطلقہ ہوگئی۔ خلع الاب صغیرتہ بمالہ اومہرہا طلقت فی الاصح کما قبلت ھی وھی ممیزۃ ولم یلزم المال لانہ تبرع وکذ الکبیرۃ الا اذا قبلت فیلزمہا المال۔ قولہ فی الاصح الخ وقیل لا تطلق لانہ معلق بلزوم المال وقد عدم والاصح انہ معلق بقبول الاب وقد وجد بزازیہ شامی۔ قولہ لم یلزم المال ای لا علیہا ولا علی الاب علی قول ابن سلمۃ وعنہ یلزمہ وان لم یضمن جامع الفصولین اما اذا ضمنہ فلا کلام فی لزومہ شامی۔ (۲) ہندہ کو اختیار رہوگا کہ زید کی دوسری بیوی کو طلاق دیدے۔ شامی کتاب الایمان میں ہے وعلی ھذا لو قال لامرءتہ کل امرءۃ اتزوجہا بغیر اذنک فطالق امرءۃ طلاقا بائنا او ثلاثا ثم تزوج بغیر اذنہا طلقت لانہ لم تتقید یمینہ ببقاء النکاح لانہا ان تتقید بہ لو کانت المرءۃ تستفید ولایۃ الاذن والمنع بعقد النکاح ای بخلاف الزوج فانہ یستفید ولایتہ الخ بالعقد الخ (۳) اس صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی۔ کیونکہ تیسری طلاق دو ما قبل کو چاہتی ہے۔ کما فی الدر المختار وفی القنیۃ طلقت اخر الثلث تطلیقات فثلاث وطالق اخر ثلث تطلیقات فواحدۃ والفرق دقیق حسن۔

اس فرق کو علامہ شامی نے بیان فرمایا فراجعہ اور جزا میں استقبال کا لفظ وعد پر محمول نہیں شادی سے پہلے کا اقرار اور تحریر معتبر نہیں جب تک کہ بعد نکاح پھر اُس تحریر کا اقرار نہ کرے۔ فقط واللہ

بذریعہ خط طلاق دینے کا حکم

سوال ۴۹۸ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو لکھکر بھیجا کہ اگر مہر معاف کر دو تو ہم نے طلاق دیا۔ اور شوہر کی اس طلاق لکھنے کا ایک گواہ ہے۔ اور ایک حافظ بیان کرتے ہیں کہ خط میں طلاق لکھی ہوئی ہے اور خط بالکل مٹا ہوا اور مشتبہ ہے۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ اور دوسرا نکاح اس عورت کا صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ اس صورت میں گواہی طلاق کی پوری نہیں ہے کیونکہ شوہر کے طلاق لکھنے کا ایک گواہ ہے باقی حافظ صاحب وغیرہ صرف خط میں طلاق ہونے کو بیان کرتے ہیں۔ اور خط اوّل

دستخط اویسی ہی حجت نہیں ہے۔ اور بالخصوص یہ خط مٹا ہوا۔ اور مشتبہ ہے۔ پھر اُس میں جو کچھ پڑھا گیا وہ بھی مہر کی معافی پر طلاق کا معلق ہونا معلوم ہوا ہے۔ بہرحال ثبوت طلاق کا اس صورت میں کچھ نہیں ہے۔ بقاعدہ شرعیہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اور دوسرا نکاح اُس عورت کا درست نہیں ہے فقط

میں نے تجھ کو چھوڑا سے طلاق واقع ہوجائیگی

سوال ۴۹۹۔ ایک شخص اپنی عورت کو تین دفعہ یہ لفظ کہتا ہے کہ میں نے تجھ کو چھوڑا۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔؟

الجواب۔ یہ لفظ کہ میں نے تجھ کو چھوڑا کنایات میں سے ہے۔ پس اگر حالت غصہ یا مذاکرہ طلاق میں شوہر کی زبان سے یہ لفظ نکلا تو قاضی حکم طلاق کا کردے گا اور دیانۃً یعنی ما بینہ و بین اللہ تعالیٰ اگر شوہر نے نیت طلاق کی ہے تو طلاق بائنہ واقع ہوگی ورنہ نہیں۔ قولہ قضاءً اقید بہ لانہ لا یقع دیانۃً بدون النیۃ ولو وجدت دلالۃ الحال الخ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

تو مثل میری لڑکی اور مثل میری بہن کے ہے۔ الفاظ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے

سوال ۵۰۰۔ زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں بہ نیت طلاق کہا کہ تو مثل میری لڑکی اور مثل میری بہن کی ہے۔ اس صورت میں کونسی طلاق اُس کی زوجہ پر واقع ہوئی اگر طلاق بائن واقع ہوئی تو قبل وضع حمل شوہر اول سے نکاح درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر ان الفاظ میں زید کی نیت طلاق کی تھی جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوئی نکاح عدۃ میں یعنی قبل وضع حمل زید شوہر اول کا اُس سے درست ہے وان نوی بانت علیّ مثل امی او کامی الخ براً او ظہاراً او طلاقاً صحت نیۃ ووقع مانواہ لانہ کنایۃ در مختار فقط

کسی شخص کے دو زوجہ ہیں اگر وہ یہ کہے کہ میری زوجہ پر تین طلاق تو کس پر طلاق ہوگی۔؟

سوال ۵۰۱۔ شخصے گفت اگر من با ترا کلام کنم بر زوجۂ من سہ طلاق۔ بعد ازاں با او کلام کرد۔ وحالانکہ آں شخص را دو زوجہ است پس ہر ہر زن سہ طلاق باشد یا بریک زن وکدام زن۔؟

الجواب۔ بریک زن سہ طلاق واقع خواہد شد و اختیار تعیین مر شوہر است لو قال امرأتی طالق ولہ امرأتان او ثلث تطلق واحدۃ منہن ولہ خیار التعیین۔ وفی الشامی لا فرق فی ذلک بین المعلق والمنجز الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ف اصل مسئلہ یہی ہے مگر آجکل عرف بدل جانے کی وجہ سے حکم بدل گیا ہے۔ کیونکہ ہمارے عرف میں یہ لفظ طلاق صریح کے حکم میں ہوگیا ہے اس لئے خواہ مذاکرہ طلاق ہو یا نہ ہو قاضی طلاق کا حکم کریگا۔ علامہ شامی نے لفظ حرام کے تحت میں لفظ سرحت کا یہی حکم لکھا ہے کہ اگرچہ اصل سے کنایہ ہو مگر عرف میں بحکم صریح ہوجانے کی بناء پر اس لفظ سے بلا نیت طلاق وبلا مذاکرہ بھی قضاءً طلاق واقع ہوجاتی ہے ۱۲ بندہ محمد شفیع عفا عنہ

طلاق نامہ تحریری میں اگر تین دفعہ "طلاق دیتا ہوں" کے الفاظ لکھے تو طلاق بائنہ پڑ جائے گی۔

سوال ۵۰۲ ایک شخص نے اپنی زوجہ منکوحہ کو طلاق نامہ تحریری اس مضمون کا لکھا کہ منکہ مسمّی فلاں عرف فلاں عرض کرتا ہوں کہ مسماۃ فلاں بنت فلاں زوجہ فلاں جو کہ عرصہ پانچ چھ سال کا میری زوجیت میں مقید و گرفتار رنج و محن ہے، میری منکوحہ ہے۔ آج بتاریخ فلاں ماہ فلاں سنہ فلاں کو قید زوجیت اور نکاح سے خارج اور آزاد کرتا ہوں۔ اور طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں۔ اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی رجعت درست ہے یا حلالہ کی ضرورت ہے۔؟

الجواب۔ سوال مندرجہ بالا کا جواب بعض غیر مقلدین وغیرہ نے یہ لکھا ہے کہ صورت مسئولہ میں رجعت عدۃ میں درست ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ طلاق ہی واقع نہیں ہوئی۔ بعد ازاں مفتی صاحب نے جواب مندرجہ ذیل تحریر فرمایا ہے۔

اقول وبہ نستعین۔ زید کی منکوحہ پر تین طلاق واقع ہوگئی۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدھن جد وھزلھن جد وعد منھن الطلاق۔ اور بعد تین طلاق کے حرام مغلظہ ہونا مطلقہ کا اور نہ حلال ہونا شوہر اول کے لئے نص قطعی میں منصوص ہے۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ آیۃ اور احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ زید کی منکوحہ مطلقہ ثلاثہ بدون حلالہ کے زید کے لئے حلال نہیں ہے جن لوگوں نے حکم صحت رجعت کا عدۃ میں کیا یا وہ عدم وقوع طلاق کے قائل ہوئے۔ وہ مخالفت میں حکم خدا تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ فقط

حرمت مصاہرۃ سے نکاح فسخ نہیں ہوتا جب تک طلاق واقع نہ ہو

سوال ۵۰۳۔ ایک عورت کو اس کا خسر دق کرتا ہے۔ اور جبراً اس سے زنا کرتا ہے۔ عورت جب شوہر سے کہتی ہے تو وہ خاموش ہو جاتا ہے۔ اور کوئی تدبیر انسداد کی نہیں کرتا۔ اگر وہ عورت بدون طلاق لئے دوسرا نکاح کرے تو جائز ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ عورت اس کے خاوند پر حرام ہو جاوے گی۔ اور خاوند کو ضرور ہے کہ عورت کو علیحدہ کر دے۔ مگر جب تک طلاق نہ دے گا نکاح ثانی درست نہیں ہے۔ وبحرمۃ المصاھرۃ لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لھا التزوج باٰخر الا بعد المتارکۃ وانقضاء العدۃ کذا فی الدر المختار۔ اس سے معلوم ہوا کہ نکاح ثانی صورت مذکورہ میں جائز نہیں کیونکہ شوہر نے طلاق نہیں دی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن۔

خلع کا ایک مسئلہ

سوال ۵۰۴۔ ہندہ کو زید نے اس لئے روپیہ دیا تھا کہ تو اپنے شوہر سے خلع کرے اس بنا پر ہندہ نے زید کو روپیہ لیکر خلع کر لیا۔ اور عدۃ گذار کر زید کے ساتھ نکاح کر لیا۔ نکاح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ نکاح ہوگیا کیونکہ شرائط صحت نکاح پائی گئی۔ فان خالعہا الاب علی مال ضامنا له ای ملتزما لا کفیلا لعدم وجوب المال علیها صح والمال علیه کالخلع مع الاجنبی فالاب اولی الخ۔ قوله کالخلع مع الاجنبی ای الفضولی وحاصل الامر فیه انه اذا خاطب الزوج فان اضاف البدل ای نفسه علی وجه یفید ضمانه له او ملکه ایاه کاخلعها بالف علی الخ۔ دفعل صح پس جبکہ اجنبی شخص اپنے پاس سے مال دیکر شوہر سے خلع کرا سکتا ہے بلا امر و قبول زوجہ تو جبکہ زوجہ خود ایسا کرے کہ دوسرے شخص سے مال لیکر اپنے شوہر سے خلع کرے۔ بدرجہ اولیٰ بہتر و درست ہے۔ اور جبکہ خلع درست ہوا اور خلع طلاق ہے۔ پس بعد انقضاء عدۃ نکاح صحیح ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

حلالہ سے بچنے کے لئے اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں۔

سوال ۵۰۵۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق ایک مجلس میں دی اور عورت کا اُس سے علیحدہ ہونا باعث مضرت ہے حنفی مذہب میں کوئی طریقہ طلاق واقع نہ ہونے کا تحریر فرمایئے۔ اگر حنفی مذہب میں ایسا طریقہ نہ ہو تو حنفی کو خاص مسئلے میں دوسرے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہو سکتی ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہو گی۔ بدون حلالہ کے زوج اول کے لیے حلال نہیں ہے۔ اگرچہ باعث مضرت ہے۔ اگر مضرت تھی تو طلاق کیوں دی۔ اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب پر عمل کرنا جب جائز ہے کہ کوئی کراہت اس کی مذہب کی رو سے لازم نہ آوے اور یہاں کراہت بلکہ حرمت ہے۔ لہٰذا اس صورت میں جائز نہیں۔ قال فی الدر المختار لکن یندب للخروج من الخلاف لاسیما للامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذهبه۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اس بات سے خوش ہوں کہ تو میرے سامنے ہی کسی سے نکاح کرلے۔ یہ الفاظ کنایہ طلاق کا حکم میں

سوال ۵۰۶۔ ایک شخص نے ایک روز نہایت صفائی سے غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ سے یہ کہدیا کہ میں اس بات سے خوش ہوں کہ تو میرے سامنے ہی کسی سے نکاح کرلے۔ اس صورت میں طلاق بائنہ ہوئی یا رجعیہ یا وہ عورت اُس کی زوجہ بدستور باقی ہے۔؟

الجواب۔ یہ لفظ کنایہ ہے اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے کہا ہے تو ایک طلاق بائنہ اُس عورت پر واقع ہوگی۔ اور اگر نیت طلاق کی نہ تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کما فی الشامی عن الذخیرۃ اذهبی فتزوجی لایقع الا بالنیة وان نوی فهی واحدۃ بائنة الخ۔ اور صاحب درمختار نے جو یہ نقل کیا ہے کہ فتزوجی تقع واحدۃ بلا نیة۔ علامہ شامی نے فرمایا کہ یہ خلاف ہے۔ قاضی خاں کی تصحیح کے اور بحر و نہر وغیرہ نے اُسی کی تائید کی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

۴۵۹ طلاق معلق سے بچنے کا ایک حیلہ

سوال ۵۰۷۔ زید نے بحالت غصہ اپنے باپ سے جو ضعیف العمر بیمار ہیں۔ یہ کہدیا کہ اگر میں تمہاری خدمت اپنے ہاتھ سے کروں۔ تو میری زوجہ پر تین طلاق۔ لیکن زید اپنے اس قول سے نہایت پشیمان ہے۔ اور باپ کی خدمت کرنا چاہتا ہے۔ سوائے زید کے اور کوئی خدمت کرنے والا اُس کے باپ کا نہیں ہے۔ مگر خدمت کرنے میں تین طلاق واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر خدمت کرنے سے اُس کی زوجہ پر تین طلاق واقع نہ ہوں تو زید خدمت کرنے کو تیار ہے۔؟

الجواب۔ باپ کی خدمت کرنا ضروری اور واجب ہے۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ خدمت کرنے سے اُس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو جاویں گی۔ پس تدبیر تین طلاق سے بچنے کی یہ ہو سکتی ہے کہ اُس عورت کو ایک طلاق رجعی دیدی جاوے اور عدۃ یعنی تین حیض پورے ہونے دیں۔ یہانتک کہ عدۃ ختم ہونے پر وہ عورت شوہر کے نکاح سے خارج و علیحدہ ہو جاوے گی۔ اُس وقت باپ کی خدمت کرے قسم پوری ہو جاوے گی اور تین طلاق واقع نہ ہوں گی۔ کیونکہ وہ عورت اُس وقت محل طلاق نہیں ہے۔ پھر نکاح اُس عورت سے دو گواہ کے روبرو تھوڑے سے مہر کے ساتھ مثلاً دس درہم یعنی اڑھائی تین روپیہ کے ساتھ کر لیوے۔ اس تدبیر سے حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور پھر ہمیشہ باپ کی خدمت کرتا رہے طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ تعلیق اور قسم ایک دفعہ میں ختم ہو جاوے گی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۰۹۶ جب طلاق کے عادل گواہ موجود نہ ہوں اور شوہر انکار کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

سوال ۵۰۸۔ ہندہ زوجۂ زید اپنے میکہ میں گئی۔ جب زید نے طلبی کی تاکید زیادہ کی تو اُس نے یہ اقرار کیا کہ زید نے مجھے طلاق دیدی ہے اور دو گواہ ایسے پیش کرتی ہے کہ جو یہ بھی نہیں جانتے کہ نماز کے وقت کی فرض ہے۔ اور زید حلفیہ کہتا ہے کہ میں نے ہرگز طلاق نہیں دی اور کوئی لفظ اس قسم کا نہیں کہا۔ ایا اس صورت میں طلاق ثابت تو نہیں ہوگی۔؟

الجواب۔ جبکہ گواہان طلاق عادل و ثقہ نہیں ہیں۔ اور اُن کو یہ بھی معلوم نہیں کہ نماز کے وقت کی فرض ہے تو ظاہر ہے کہ اُن کی گواہی سے طلاق ثابت نہ ہوگی اور انکار شوہر کا بحلف معتبر ہوگا۔ جیسا کہ قاعدۂ معروفہ حدیث شریف میں ہے۔ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔ اور اس کی تصریح جملہ کتب فقہ میں ہے۔ اور درمختار میں در باب کنایات مذکور ہے۔ والقول لہ بیمینہ فی عدم النیۃ۔ پس اس صورت مسئولہ میں طلاق ثابت نہ ہوگی۔ اور زید اپنی زوجہ ہندہ کو لیجا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

کتاب الوقف

وقف سے پنشن دینا کیسا ہے۔؟

سوال ۵۰۹۔ اگر کسی دیرینہ ملازم وقف کو علیحدہ کرکے اُس کی حسن خدمات کی وجہ سے اُس کو پنشن دینا چاہیں تو شرعاً متولیانِ وقف۔ وقف میں سے اُس کو پنشن دے سکتے ہیں؟

الجواب۔ مال وقف سے پنشن دینا بدون شرط واقف کے درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسی کام کے لئے چندہ کیا گیا پھر اُس کی ضرورت نہ رہی تو رقم چندہ کو کیا کیا جائے؟

سوال ۵۱۰۔ مقدمہ کانپور کے لئے کچھ چندہ جمع کیا تھا۔ چندہ بھیجنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ مقدمہ طے ہوگیا۔ اور چندہ کی وہاں ضرورت نہ رہی۔ اُس روپیہ کو کیا کرنا چاہئے۔؟

الجواب۔ جو روپیہ مسلمانوں سے چندہ میں لیا جاتا ہے۔ جب تک وہ روپیہ اُسی مصرف میں صرف نہ ہو دینے والوں کی مِلک میں رہتا ہے۔ چندہ دہندگان سے دریافت کیا جاوے کہ اُن کی رائے کس مصرف میں صرف کرنے کی ہے۔ اُسی موقع میں صرف کیا جاوے۔ یا اُن کو واپس دیا جاوے۔ درصورت تعذر واپسی فقراء پر صدقہ کرنا چاہئے۔ اور فقراء پر صدقہ کرنے کی سہل صورت یہ ہے کہ کسی مدرسہ اسلامیہ میں طلبہ کے خرچ کے لئے دیدیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مدارس اسلامیہ وقف ہیں یا نہیں۔؟

سوال ۵۱۱۔ خازن العلوم اور جس قدر مدارس اس طرح قائم کئے گئے ہیں۔ وہ وقف ہیں یا نہیں۔؟

(۲) اور ایسی صورت میں اہلِ اسلام و بہی خواہانِ مدرسہ کے لئے مجلس انتظامیہ قائم کرسکتے ہیں یا نہیں۔؟ (۳) متولی اگر دعویٰ مِلکیتِ وقف پر کرے۔ نیز افعال فسق و فجور کا مرتکب ہو تو قابلِ عزل ہے یا نہ۔؟ (۴) کیا اس مدرسے کے لئے قیام مجلس کے لئے متولی مذکور سے اجازت کی ضرورت ہوگی یا مسلمان خود کرسکتے ہیں۔؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ مدرسہ خازن العلوم اور جملہ مدارسِ اسلامیہ جو اس قسم کے ہیں وقف ہیں دعویٰ مِلکیت کا کرنا باطل ہے۔ (۲) کرسکتے ہیں۔ (۳) دعویٰ مِلکیت کا کرنا باطل ہے کہ الوقف لا یملک ولا یملّک۔ کلام مشہور و مسلّم ہے اور دعویٰ مِلک و افعالِ فسق و فجور کی وجہ سے وہ قابلِ عزل ہے۔ وینزع وجوباً لو الواقف فغیرہ بالاولی غیر مامون او عاجزاً او ظہر بہ فسق کشرب خمر ونحوہ الخ وان شرط عدم نزعہ الخ در مختار فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

خائن آدمی کو متولی بنانے کے بارے میں!

سوال ۵۱۲۔ زید متولی وقف ہے لیکن نہ نماز پڑھتا ہے

اور مالِ وقف کو اپنے ذاتی اور ناجائز مصارف میں صرف کرتا ہے۔ اس صورت میں زید قابل تولیت کے ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ایسی صورت میں زید قابل اور لائق تولیت کے نہیں ہے۔ معزول کرنا اُس کا لازم ہے اور مسلمانوں کو وقف کی حفاظت ضروری ہے بشرطِ قدرت اس میں سکوت درست نہیں اور سعی کرنا حفاظت وقف میں جس طرح ہوسکے ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

> بشرط مصلحت متولی پیشگی تنخواہ مالِ وقف سے دے سکتا ہے

سوال ۵۱۳۔ متولیٔ وقف کو مالِ وقف سے بلا زمانِ وقف کو تنخواہ پیشگی شش ماہ دینا۔؟ (۲) مالِ وقف بطور قرض اپنے صرف میں لاکر پھیر ادا کرنا (۳) مالِ وقف سے کسی برادر مسلمان کو قرض دینا۔؟ (۴) کتاب وقف ایک مدرسہ خاص کی دوسری جا دینا۔؟ (۵) متولیٔ دو وقف کو ایک وقف کا مال دوسرے میں خرچ کرنا۔؟ (۶) تعمیر مکان وقف کو واسطے بشورۂ مسلمین قرض لینا مذہب حنفیہ میں جائز ہے یا نہیں۔؟ (۷) زمین ہائے مشترکہ کا روپیہ ایک شریک جو وصول کر کے اپنے پاس رکھے اُس روپیہ میں سے بے اطلاع شرکاء کسی کو قرض دینا جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ متولی اگر مصلحت سمجھے اور یہ کہ پیشگی تنخواہ دینے میں کچھ حرج نہیں ہو اور ضائع ہونے کا اندیشہ نہیں ہے تو کچھ حرج اس میں نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اپنے صرف میں بطور قرض مالِ وقف کو لانا جائز نہیں ہے۔ اگر ایسا کیا تو ادا کرنا اس کا ضرور ہے۔ فقط

(۳) مالِ وقف سے کسی برادر مسلمان کو قرض دینا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) کتب وقف جو کسی خاص مدرسہ کی وقف ہیں بلا اجازت واقف دوسرے مدرسہ میں مستعار دینا درست نہیں

(۵) دو وقف کے متولی کو ایک وقف کا مال دوسرے وقف میں صرف کرنا بصورتِ اختلاف واقف واختلاف جہۃ درست نہیں۔ جیسا کہ درمختار میں اس کی تصریح موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) تعمیر کی ضرورت ہو تو بشورۂ مسلمین اس کے لئے قرض لینا درست ہے۔ وقیل تجوز مطلقاً للعمارۃ چونکہ وجود قاضی اس زمانہ میں نہیں ہے۔ لہٰذا اس روایت پر عمل کرنا درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

(۷) جب تک تقسیم کر کے اپنا حصہ جداگانہ کر لیوے اُس وقت تک اس میں سے قرض دینا بلا اذن شرکاء جائز نہیں ہے۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ
مفتی دار العلوم دیوبند

قرآن مجید جو بطور وقف مساجد میں رکھے جاویں اُن کا حکم؛

سوال ۱۵۰۴ - اس مُلک میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی حادثہ مثلاً مرض وغیرہ ہو تو بالعموم علاوہ اور صدقات کے قرآن شریف ہدیۃً خرید کر مساجد میں وقف کر دیا کرتے ہیں۔ اور پیش امام اُن کو رکھ دیتے ہیں اور کسی کو پڑھنے نہیں دیتے۔ اب کثیر التعداد نسخے ہو گئے ہیں۔ اور اب اُن کی ضرورت بفضلہ تعالیٰ یہاں کے مدارس میں بھی نہیں ہے۔ ان نسخوں کو رکھ دیا جاوے یا مدارس بعیدہ میں وقفاً بھیج دیئے جاویں۔ یا فروخت کر کے اُن کی قیمت اُسی مسجد کے مصارف میں لگائی جاوے؟

الجواب - جو قرآن شریف کسی مسجد میں وقف کئے جاویں اُن کو نقل کرنا غیر جگہ درست نہیں ہے اور پیش امام کو یہ اختیار نہیں ہے کہ مسجد کے نمازی کو پڑھنے کے لئے نہ دے۔ کیونکہ اس صورت میں واقف کی غرض معدوم ہو جاوے گی۔ وہ یہ کہ غیر پڑھے اور واقف کو ثواب ملے۔ اگر پیش امام نے کسی کو پڑھنے نہ دیا تو گناہ گار ہوگا۔ ہاں اس کی حفاظت ضرور کرے۔ یہ نہیں کہ دولاب میں بند کر کے قفل لگا دے۔ اور اُن قرآنوں کی بیع بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ قابل نفع ہے۔ کما فی الشامی الجلد الثالث ص۳۶۷ باب الوقف نقلاً عن القنیۃ تقویۃً لو وقف المصحف علی المسجد ای بلا تعیین اھلہ یختص باھلہ المترددین الیہ ویستوی فی الانتفاع بہ الغنی والفقیر و فی ص۳۸۳ نقلاً عن الفتح القدیر واعلم ان عدم جواز بیعہ الا اذا تعذر الانتفاع بہ انما ھو فیما اذا ورد علیہ وقف الواقف؛

ان عبارۃ سے واضح ہو گیا کہ کلام مجید کا نقل کرنا یا بیع کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن

وقف نہ کرنے کا وعدہ وارث سے کیا پھر اُس کو توڑنا اور وارث کو محروم کرنا؛

سوال ۱۵۰۵ - زید اپنے بیٹے بکر سے اس بات کا پختہ وعدہ کیا کہ اگر بکر نکاح کرے تو زید اپنی جائداد وقف نہیں کرے گا۔ بکر ایک ہی وارث زید کا ہے اور بکر جو مناکحت کرنا نہیں چاہتا تھا اُس کا سبب یہ تھا کہ وہ متاہل زندگی کے کثیر اخراجات کی قابلیت نہیں رکھتا تھا اور نہ رکھتا ہے۔ پس اس وعدہ پر مناکحت کر لی۔ اب زید کسی رنجش کی وجہ سے چاہتا ہے کہ اس وعدہ کو توڑ دے کیا زید ایسا کر سکتا ہے۔ کیا زید اپنی کُل جائداد یا اُس کی ایک جزو کو وقف کر سکتا ہے۔ اگر زید ایسا کرے تو وہ وقف جائز ہوگا؟ اگر جائز ہے تو عند اللہ عہد شکنی میں ماخوذ ہوگا یا نہ؟ ایسا معاہدہ کر کے توڑنا شرعاً جائز ہے؟

الجواب - زید اگر اپنی کُل یا بعض جائداد کو وقف کر دے گا وقف صحیح و نافذ ہوگا۔ کیونکہ شرائط صحت وقف موجود ہیں قال فی الدر المختار وشرطہ شرط سائر التبرعات قال فی الشامی افاد ان الواقف لابد ان یکون مالکاً لہ وقت الوقف ملکاً تاماً الخ؛

باقی زید کی غرض اگر اس وقف کرنے سے اپنے پسر بکر کو محروم کرنا ہے۔ تو یہ گناہ ہے۔ زید اس میں گنہگار ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے۔ من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ رواہ ابن

ماجہ وغیرہ۔ اور دوسری حدیث میں ہے۔ انك ان تذر ورثتك اغنياء خير من ان تذرهم عالة يتكففون الناس الحديث۔ اسی لئے وصیت ایک ثلث میں جاری ہوتی ہے۔ اور ثلث سے زیادہ وصیت درست نہیں ہے۔ پس یہی لحاظ وقف میں رہنا چاہیئے کہ وارث محروم نہ ہو۔ ایک صحابی نے جن کی صرف ایک دختر تھی اپنے کل مال کے صدقہ کرنے کی وصیت کا ارادہ کیا تھا۔ اُس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ایک ثلث مال کی وصیت کی اجازت دی اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دی۔

پس زید بھی اس سے زیادہ وقف نہ کرے اور اضرار وارث کا ارادہ نہ کرے کہ یہ سخت گناہ ہے۔ البتہ اگر وقف اس طرح کرے کہ بکر بیع وہبہ وغیرہ نہ کر سکے تو اس میں اگر زید مصلحت سمجھتا ہے تو یہ درست ہے۔

اور واضح ہو کہ وقف دراصل ایک نیک کام اور قربت ہے۔ چنانچہ شرائطِ وقف میں یہ بھی ہے۔ ان یکون قربة لذاته درمختار۔ پس زید کا یہ عہد و وعدہ کہ میں وقف نہ کروں گا ایسا ہے جیسا یہ کہے اپنے مال کو صدقہ نہ کروں گا تو ایسا وعدہ قابلِ ایفا نہیں ہے۔ اور ایسے وعدے کے خلاف میں مواخذہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ ایسا معاہدہ توڑنا چاہیئے۔ لہٰذا اس وعدے کی وجہ سے زید پابند وقف نہ کرنے کا نہیں ہو سکتا۔ البتہ وہی تفصیل جو اوپر گذری اس میں ملحوظ رہے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

متولی وقف شرائطِ وقف کے مطابق شئی موقوف میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے۔

سوال ۵۱۷۔ زید کی تولیت میں کچھ اشیاء منقولہ باقی رہنے والی قابلِ انتفاع خلائق اُس کے والد الخالد کی وقف کردہ تھیں زید نے اپنے پسر عمر کو اُس وقف کا متولی قرار دیا اور وقف نامہ لکھکر علماء و قاضی شہر کی مواہیر سے مکمل کرا کے عمر کے حوالہ اور اشیائے موقوفہ کو اُس کی تولیت میں سپرد کر دیا۔ کئی سال بعد زید واقف کا انتقال ہو گیا۔ عمر متولی زید کی زندگی سے شرائطِ وقف کا پورا لحاظ کرتا رہا۔ اور جس قدر نفع رسانی اشیائے موقوفہ سے ممکن ہو سکی کرتا اُس وقف نامہ میں منجملہ دیگر شرائط وقف شرائط ذیل بھی ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے :۔

(۱) اگر متولی کو بسبب حوادثِ زمانہ ہجرت کا اتفاق پیش آوے۔ اور تحفظ اشیاء موقوفہ کی کوئی قابلِ اطمینان صورت متولی نہ سمجھے تو اشیائے موقوفہ ہمراہ جا سکتی ہیں۔؟

(۲) متولی اشیائے موقوفہ کو اپنے اطمینان کی جگہ جہاں مناسب سمجھے وہاں رکھے۔؟ (۳) غیر کے دستِ تصرف میں ہرگز نہ جانے دے۔ زید متولی اول کے انتقال سے تقریباً دو سال بعد عمر متولی ثانی کو بسبب ضروریات دینی و دنیوی بسبب حوادثِ زمانہ وطن سے ہجرت کا اتفاق ہوا۔ اور دوسری جگہ اقامت اختیار کی متولی اشیائے موقوفہ کو اپنا وطن چھوڑ کر تحفظ کا کوئی انتظام قابلِ اطمینان سمجھ میں نہ آیا اور نہ کسی کو قابلِ اطمینان ایسا جانتا ہے کہ اشیاء کی حفاظت تا مراجعت وطن اُس کے سپرد کر دے اور نیز اُن اشیاء موقوفہ کو وطن میں

بند کر دینے سے علاوہ خطرۂ چوری نہ خود منتفع ہو سکتا ہے اور نہ اہل حاجت کو نفع پہنچانے کا اطمینانی انتظام کر سکتا ہے۔ البتہ جائے اقامت میں عمر متولی ان سب امور کا انتظام اچھی طرح کر سکتا ہے۔ نظر براں عمر متولی اشیاء موقوفہ کو بنا بر شرائط وقف مذکورہ ایا شرعاً ہمراہ رکھ سکتا ہے یا نہ۔؟ اور در اندازوں کا مانع آنا جن کو اس وقف میں کسی طرح دست تصرف کا حق نہیں ہے۔ کیا معتبر ہو سکتا ہے۔ اور عمر متولی اشیاء موقوفہ کا عین اب وجد چلا آتا ہے، عمر دہ صالح ہے۔ اُس کی رائے کے خلاف یہ لوگ اُس وقف کے انتظام میں داخیل و منتظم ہو سکتے ہیں یا نہ۔؟

الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق قال فی ردالمحتار علی انہم صرحوا بان مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ۔ ص۴۲۲ جلد ثالث وفیہ ایضاً فان شرائط الواقف معتبرۃ اذا لم تخالف الشرع ھ۱ وفی ردالمحتار شرط الواقف کنص الشارع ای فی المفھوم والدلالۃ الخ قولہ فی المفھوم والدلالۃ کذا عبر فی الاشباہ والذی فی البحر عن العلامۃ قاسم فی الفھم والدلالۃ وھو المناسب الخ ردالمحتار ص۴۲۲ وفی الدرالمختار وان وقف علی المسجد جاز ویقرء فیہ ولا یکون محصوراً علی ھذا المسجد وبہ عرف حکم نقل کتب الاوقاف من محالھا للانتفاع بھا والفقہاء بذلک مبتلون فان وقفھا علی مستحقی وقفہ لم یجز نقلھا وان علی طلبۃ العلم وجعل مقرھا فی خزانۃ التی فی مکان کذا ففی جواز النقل تردد ۱ھ قولہ ففی جواز النقل تردد) الذی تحصل من کلامہ انہ اذا وقف کتبا وعین موضعھا فان وقفھا علی اھل ذلک الموضع لم یجز نقلھا منہ لا لھم ولا لغیرھم وظاہرہ انہ لا یحل لغیرھم الانتفاع بھا فان وقفھا علی طلبۃ العلم فلکل طالب الانتفاع بھا فی محلھا واما نقلھا منہ ففیہ تردد ناشئ عما قدمہ عن الخلاصۃ من حکایۃ القولین من انہ لو وقف المصحف علی المسجد ای بلا تعیین اھلہ قیل یقرء فیہ ای یختص المترددین الیہ وقیل لا یختص بہ ای فیجوز نقلہ الی غیرہ وقد علمت تقویۃ القول الاول بما مر عن القنیۃ ولبقی ما لو عمم الواقف بان وقفہ علی طلبۃ العلم لکنہ شرط ان لا یخرج من المسجد او المدرسۃ کما ھو العادۃ وقد منا عند قولہ ولا یرھن عن الاشباہ انہ لو شرط ان لا یخرج الا برھن لا یبعد وجوب اتباع شرطہ وحمل الرھن علی المعنی اللغوی تبعاً لما قالہ السبکی ولؤید ما قدمنا قبیل قولہ والملک یزول عن الفتح ومن قول ان شرائط الواقف معتبرۃ اذا لم تخالف الشرع وھو مالک فلہ ان یجعل مالہ حیث شاء ما لم یکن معصیۃ ولہ ان یخص صنفاً من الفقراء و کذا سیاتی فی فروع الفصل الاول ان قولھم شرط الواقف کنص الشارع فی المفھوم والدلالۃ

ووجوب العمل به قلت لكن لا يخفى ان هذا اذا علم ان الواقف نفسه شرط ذلك حقيقة اما بمجرد كتابة ذلك على ظهر الكتب كما هو العادت فلا يثبت به الشرط وقد اخبرني بعض قوام مدرسة ان واقفها كتب ذلك حيلة لمنع اعارة من يخشى منه الضياع الخ رد المختار وفي العالمگيريه ثم في وقف المصحف اذا وقفه على اهل المسجد يقرؤنه ان يحصون يجوز وان وقفه على المسجد يجوز ويقرء في هذا المسجد وذكر في بعض المواضع لا يكون مقصورا على هذا المسجد كذا في الوجيز للكردري واختلف الناس في وقف الكتب جوزه الفقيه ابو الليث وعليه الفتوى كذا في فتاوى قاضي خان عالمگیریہ۔

روایات مذکورہ سے بوضاحت ثابت ہو کہ عمر متولی اُن اشیائے موقوفہ کو دوسری جگہ منتقل کر سکتا بلکہ شرط واقف کی موافق بصورت مذکورہ اُس کو ضروری ہے کہ اُن اشیاء کو اپنی ساتھ اپنی حفاظت میں رکھے اور مخلوق کو نفع پہنچاوے کہ غرض واقف کی بدون اُس کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور غرض واقف کی رعایت کرنا لازم و واجب ہے۔ کما ہو عن الدر المختار وغیرہ۔ مانع آنا بعض ناس کا جن کو اس وقف میں کچھ تصرف کا اختیار نہیں ہے۔ شرعاً معتبر نہیں ہے اور عمر متولی جس پر کسی قسم کی خیانت و تصرف بیجا کا الزام نہیں ہے اُس کے خلاف رائے کسی کو کچھ مداخلت انتظام وقف مذکورہ میں جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احکام المساجد

جو مسجد مالِ حرام سے بنی ہے اُس میں نماز کا حکم! **سوال ۱۷۰۵**۔ ایک محلہ میں ایک مسجد بہت پُرانی ہے اور ہمیشہ نماز جمعہ اُس میں ہوتی ہے۔ اب ایک سود خوار تاجر نے ایک نئی مسجد تیار کرائی ہے۔ اور چاہتا ہے کہ جمعہ کی نماز اُسی میں ادا کی جاوے۔ اس صورت میں جمعہ کونسی مسجد میں پڑھا جاوے۔ اور جو مسجد سود کے روپیہ سے بنی ہے اُس میں نماز جائز ہے یا نہیں۔؟ اور وہ شخص سود خوار تجارت بھی کرتا ہے۔؟

الجواب۔ سود کے روپیہ سے اگر مسجد بنی ہو نماز اُس میں مکروہ ہے۔ لیکن جس شخص کی آمدنی تجارت بھی ہو تو یہ سمجھا جاوے گا کہ اُس نے مسجد میں تجارت کی آمدنی کا روپیہ لگایا ہے۔ اُس میں نماز صحیح ہے اور نماز جمعہ دونوں مسجدوں میں سے جس میں چاہیں پڑھیں۔ چاہے دونوں میں پڑھیں یہ بھی درست ہے۔ بہتر یہ ہے کہ صرف ایک جگہ جمعہ ہو۔ جس مسجد میں گنجائش زیادہ ہو اور حلال مال سے بنی ہو باتفاق رائے اُس میں سب جمعہ پڑھیں۔ اختلاف باہمی بُرا ہے۔ قال في الشامي اما لو انفق في ذلك مالا خبيثا او مالا سببه الخبيث والطيب فيكره لان الله تعالى لا يقبل الا الطيب فيكره تلويث بيته بما لا يقبله الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسی جلسہ کا خرچ مسجد کی آمدنی سے لینا جائز نہیں ہے۔

سوال ۵۱۸۔ جامع مسجد آگرہ میں ایک جلسہ ہوا۔ اس میں مسجد کے ملازموں سے کام لیا گیا اور جو کچھ روشنی وغیرہ میں خرچ ہوا وہ انجمن اوقاف سے دلوایا۔ اور اس جلسہ کے بانی ایک ممبر صاحب ہیں اس پر دو ممبر معترض ہوئے۔ ایک چوتھے ممبر صاحب نے جو کچھ روشنی میں خرچ ہوا تھا اپنے پاس سے دیدیا۔ مسجد کے ملازموں سے کام لینا درست ہے یا نہیں۔؟ اور مالِ وقف سے خرچ مذکور کرنا درست ہے۔؟

الجواب۔ اُن ملازموں سے یہ کام لینا تو ممنوع نہیں ہے۔ مگر خرچ روشنی وغیرہ کا آمدنی وقف سے لینا جائز نہیں ہے۔ وہ خرچ بذمہ اُس ممبر کے ہے جس نے خرچ کیا۔ اور کرایا اگر کسی دوسرے ممبر نے اُس کی طرف سے خود ادا کر دیا تو کچھ حرج نہیں ہے۔ غرض یہ ہے کہ وہ خرچ وقف پر نہ ڈالا جاوے۔ اصل ذمہ دار اور ضامن خرچ کنندہ ہے۔ اگر دوسرے ممبر نے ضمان ادا کردی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مسجد یا مدرسہ میں نقارہ بجانے کا حکم

سوال ۵۱۹۔ مسجد یا مدرسہ میں نقارہ بجانا کیسا ہے اور بجانے والا گنہگار ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ نقارہ وغیرہ بجانا بالعموم ہر جگہ حرام و ناجائز ہے اور بجانے والے فعل حرام کے مرتکب ہیں اور خصوصاً مسجد یا مدرسہ میں یا قریب مسجد کے نقارہ بجانا بہت ہی برا ہے۔ اور بجانے والے سخت فاسق و عاصی اور مبتدع ہیں۔ اُن کو توبہ کرنی چاہئے اگر وہ ایسا کریں تو اُن سے تعلقات ترک کر دیئے جاویں۔ فقط اور اگر اعلان افطار و سحر کے لئے رمضان المبارک میں خارج از مسجد بجایا جاوے تو جائز ہے۔ قیاساً علی طبل الغزاۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

تولیت مسجد وغیرہ کے متعلق!

سوال ۵۲۰۔ نجیب آباد میں ایک مسجد کے متولی کو موقوف کر کے چند لوگ متولی بن گئے۔ اور اُسی مسجد میں یعنی مسجد کے متعلق ایک حجرہ ہے۔ اُس کے آگے سائبان ہے اُس میں مدرسہ تجوید القرآن ہے۔ اُن متولیوں نے مدرس کو نوٹس دیا ہے کہ یا کرایہ حجرہ وغیرہ کا ادا کرو۔ ورنہ مدرسہ اُٹھالو۔ اسکی بابت کیا حکم ہے؟

الجواب۔ جو لوگ اُس وقت متولی مسجد ہیں اُنہیں کی رائے کے موافق عملدرآمد ہونا چاہئے۔ اگر وہ کرایہ طلب کریں۔ کرایہ دینا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نیچے حجرہ اور اوپر مسجد ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال ۵۲۱۔ ایک مسجد تعمیر کرائی ہے جس کے نیچے حجرہ ہے اور اوپر مسجد ہے۔ چونکہ مسجد کے نیچے جگہ خالی ہے اس لئے بعض علماء کا خیال ہے کہ اس میں نماز صحیح نہیں۔ ایسی حالت میں اس حجرہ کو اغراض مسجد کے لئے رکھا جاوے یا مؤذن کی سکونت وغیرہ کے لئے رکھا جاوے یا کرایہ پر دیکر کرایہ مسجد میں صرف کیا جاوے۔؟

الجواب۔ اُس حجرہ کو اغراض مسجد کے لئے رکھا جاوے۔ مثلاً بوریہ صف، لوٹہ وغیرہ مسجد کا اُس میں رکھا جاوے۔ اُس میں نہ مؤذن کو رکھا جاوے نہ کرایہ پر دیا جاوے۔ کیونکہ مسجد اوپر سے نیچے تک مسجد ہی ہوتی ہے۔ اُس میں اور کچھ تصرف کرنا جائز نہیں ہوتا اور نماز اُس مسجد میں صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ[1]

دوسری مسجد بنانا اور پہلی مسجد کو نماز عیدین کے لئے مخصوص کرنا

سوال ۵۲۲۔ ہمارے یہاں ایک مسجد ہے اور بہت دُور کے فاصلہ پر ہے تو یہاں دوسری مسجد بنانا درست ہے یا نہیں۔؟ اور پہلی مسجد کو نماز عید کے لئے خاص کر لینا بھی جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ دوسری مسجد بنانا موافق صورت سوال کے درست ہے۔ اور مسجد اوّل کو عید کی نماز کے لئے خاص کرنا بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

کسی ہندو نے جو زمین مسلمانوں کو نماز پڑھنے کے لئے دی ہو۔ وہ مسجد ہے یا نہیں۔ ؟

سوال ۵۲۳۔ ایک ہندو زمیندار نے مسلمان رعایا کو ایک قطعہ زمین مفت دیا تھا۔ مسلمانوں نے اُس جگہ میں مسجد وعیدگاہ بنالی تخمیناً تیس برس تک نماز پڑھی۔ دریں اثنا ایک مسلمان نے زمیندار سے وہ جگہ خرید لی اور مکان بنانا چاہتا ہے۔ اور مسجد کو توڑنا چاہتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر اُس ہندو زمیندار نے وہ قطعہ زمین رعایا مسلمانوں کو عاریۃً محض سکونت کے لئے دیا تھا اور رعایا نے بعض جگہ میں نماز کے لئے مسجد وعیدگاہ قائم کی تو اس صورت میں وہ قطعہ زمین بملک زمیندار ہے مسجد شرعی نہیں ہوئی۔ دوسرے مسلمان کو خرید نا اُس زمین کا زمیندار سے اور مکان بنانا اُس میں درست ہے اور اگر اُس زمیندار نے مسلمانوں کو مالک اُس قطعہ اراضی کا بنایا دیا تھا تو وہ مسجد وعیدگاہ ہوگئی۔ دوسرے مسلمان کو اُس کا خریدنا اور اُس میں مکان بنوانا درست نہیں ہے۔ لقولہ تعالیٰ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ۔ الآیۃ۔

پس صورت ثانیہ میں توڑنے والا مسجد کا اور مکان بنانے والا عاصی ہے۔ اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اُس سے اختلاط ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مسجد کی اینٹیں غسل خانہ میں لگانے کا حکم!

سوال ۵۲۴۔ جو مسجد گر پڑی اُس کی اینٹوں سے مرمت غسل خانہ جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ مسجد کی اینٹیں مسجد ہی میں لگانی چاہئیں۔ البتہ اگر مسجد دوسری اینٹوں سے بنوا دی جائے تو پھر پُرانی اینٹیں مرمت غسل خانہ وغیرہ میں لگا سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

[1] چند شرائط کے ساتھ نیچے کے حجرے کو کرایہ وغیرہ پر دینا جائز ہے جس کی تفصیل احقر کے رسالہ آداب المساجد میں ہے کو ضرورت ہو تو اُس کو دیکھیں محمد شفیع عفی عنہ

کرایہ کی زمین میں مسجد بنانے کا حکم:

سوال ۵۲۵۔ ایک گاؤں میں مسجد نہیں ہے اگر اُس گاؤں میں زمین کرایہ پر لیکر ٹین اور لکڑی کی ایسی مسجد بنائی جاوے کہ جس وقت ضرورت ہو اُٹھا کر دوسری جگہ رکھ لیں تو اُس میں نماز صحیح و درست ہو سکتی ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ یہ بنائے مسجد عارضی جس کی صورت سوال میں درج ہے جائز ہے اور نماز اُس میں جائز ہے یہ مسجد بوجہ اس کے کہ زمین اُس کی وقف نہیں ہے اگرچہ اصل مسجد نہیں ہے لیکن نمازوں کے صحیح ہونے اور اُس میں جماعت کرنے اور جماعت کا ثواب حاصل ہونے میں کچھ شبہ اور تردد نہیں ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام وجعلت لی الارض مسجداً وطهوراً اس مسئلہ کی واضح دلیل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مسجد شکستہ کے سامان کو دوسری مسجد میں لگانے کا کیا حکم ہے جس وقت اس کے ضائع ہونے کا خوف ہو

سوال ۵۲۶۔ ایک مسجد کے سامان کو دیمک لگ گئی ہے لہذا اُس کا سامان دوسری مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں۔ اگر اُس کا سامان وہیں چھوڑ دیا جاوے تو بدمعاش لوگ لیجاویں گے تو اُس کا سامان دوسری مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ ایسی حالت خطرات میں مسجد قدیم کے انقاض کو نقل کرنا یا بیع کر کے مسجد جدید کے صرف میں لانا درست ہے۔ مگر چونکہ جو جگہ ایک بار مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے۔ قال فی البحر وبہ علم ان الفتویٰ علی قول محمد فی الٰات المسجد وعلی قول ابی یوسف فی تابید المسجد شامی۔ لہذا احاطہ مسجد اُولیٰ کی بھی ضروری ہے اُس کے احاطہ کو محفوظ کر دیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مسجد میں اگر دو درجے ہوں تو دونوں کا حکم مسجد ہی کا ہوگا!

سوال ۵۲۷۔ ملک برہما میں اکثر جگہ مسجد کے دو درجے ہوتے ہیں۔ لیکن نیت بانی کی یہ ہوتی ہے کہ پچھلا درجہ نماز کے واسطے بناتا ہوں اور اگلا درجہ مصلیوں کی نشست و برخاست اور اکل و شرب کے لئے بناتا ہوں۔ اس صورت میں اگلے درجہ میں کھانا پینا اور سونا جائز ہے یا نہیں اور اگلا درجہ مسجد سے خارج ہے یا داخل مسجد ہے۔؟

الجواب۔ وہ تمام مسجد ہے دونوں درجے مسجد ہیں حکم مسجد کا دونوں جگہ جاری ہوگا۔ درمختار میں ہے۔ کہ مسجد میں کھانا اور سونا غیر معتکف کے لئے مکروہ ہے۔ یعنی خلافِ اولیٰ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت ایسا نہ کیا جاوے اور بضرورت درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

کسی مسجد کو توڑ کر دوسری جگہ مسجد بنانا جائز نہیں۔ اور فاحشہ کے مال سے بنی ہوئی مسجد میں نماز مکروہ ہے

سوال ۵۲۸۔ ایک گاؤں میں تین مسجدیں ہیں اور حسب فتویٰ مفتی صاحب وہاں جمعہ ادا ہو جاتا ہے۔ میں نے گاؤں والوں سے کہا تھا کہ ایک مسجد کو نماز جمعہ کے لئے خاص کر لو۔ اور دو مسجدوں کو نماز پنجگانہ کے لئے چھوڑ دو۔ گاؤں والے کہتے ہیں کہ تینوں مسجدوں کو توڑ کر ایک جدید مسجد جمعہ کی غرض سے تیار کی جاوے۔ اس صورت میں تینوں مسجدوں موجودہ کو توڑ کر ایک مسجد جدید جمعہ کے لئے

بنانا درست ہے یا نہیں۔؟ درمختار شامی میں جو فتویٰ تابید مسجد کے متعلق نقل فرمایا ہے وہ صحیح ہے یا کیا۔؟

(۲) کسی کے مال سے جو مسجد بنائی جاوے اُس میں نماز درست ہے یا نہیں۔ اور مال کسبی سے جو تالاب بنایا ہو اُس کا پانی استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب مساجد ثلثہ میں سے ایک مسجد کو جمعہ کے لئے خاص کر لینا اور باقی دو مسجدوں کو نماز پنجگانہ کے لئے چھوڑنا جیسا کہ آپ کی رائے ہے یہی عمدہ اور مطابق شرع ہے۔ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اور یہ درست نہیں ہے کہ اُن تینوں مساجد کو ویران کر کے اُن کے سامان سے مسجد جدید دوسری جگہ بنائی جاوے۔ کیونکہ جو جگہ ایک بار مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے۔ اُس سے حکم مسجد منفک و مستبدل نہیں ہو سکتا۔ پس اُن لوگوں کی رائے اس بارے نہ ماننی چاہئے جو مساجد اولیٰ کے ویران کرنے کو کہتے ہیں اور در بارہ نماز و بنائے مسجد نفسانیت کو دخل نہ دینا چاہئے۔ شامی وغیرہ میں تابید مسجد پر جو فتویٰ نقل کیا گیا ہے وہی صحیح و راجح ہے۔ باقی جمعہ وہاں پڑھنے نہ پڑھنے میں بندہ کی دوسری تحریر کو دیکھ لیا جاوے؛

کسی کے مالِ حرام سے جو مسجد تیار ہو اُس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اُس تالاب کے پانی کا استعمال جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

| خائن متولی کو معزول کرنا ضروری ہے |

سوال ۵۲۹۔ ایک شہر میں ایک مسجد کے نیچے دکانیں ہیں اُن کی آمدنی جو مسجد کے اخراجات سے زائد بچتی ہے اُسکو متولی اپنے ذاتی تصرف میں اُٹھا تا ہے۔ اور خرچ کرتا ہے۔ ایسا کرنا صحیح اور جائز ہے۔ کیا حکم ہے۔ ۵۹۹

الجواب متولی مذکور کو یہ چاہئے تھا کہ تمام آمدنی مسجد کی۔ دوکانات وغیرہ کی اُس مسجد کی ضروریات میں صرف کرے اور جو باقی رہے اُس کو مسجد کے لئے باقی رکھے اپنے ذاتی صرف میں لانا جائز نہیں ہے۔ اور اگر وہ ایسا کرے تو یہ خیانت ہے۔ اُس متولی کو معزول کرنا چاہئے اور مسلمانانِ اہلِ شہر و اہلِ محلہ اس وجہ سے اُس کو معزول کر سکتے ہیں اور دوسرے شخص کو متولی بنا سکتے ہیں۔ بانی کی طرف سے متولی بنایا گیا ہو یا بعد میں متولی ہوا ہو۔ ہر دو صورت میں اس کو علیحدہ کر سکتے ہیں۔ اور حساب و کتاب سمجھ سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسی حالت میں اُس میں مداخلت کرنا اور حساب سمجھنا۔ اور در صورت ثبوتِ خیانت اُس کو معزول کرنا ضروری و لازم ہے۔ درمختار میں ہے کہ اگر خود بانی بھی ایسی خیانت کرے تو اُس کو معزول کرنا چاہئے۔ متولی مذکور تو بالاولیٰ مستحق عزل ہے۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مفتی دارالعلوم دیوبند

مسجد کا سامان مدرسہ میں لگانا نہیں چاہئے۔

سوال ۵۳۰۔ ایک مسجد دریا برد ہوگئی اُس کا سامان وغیرہ رکھا ہے اہل محلہ نے اقرب مساجد تیار کرلی ہے اور اُس میں اُس سامان کی ضرورت نہیں ہے۔ تو اُس سامان کو مدرسہ اسلامیہ میں صرف کرسکتے ہیں یا نہیں۔؟

الجواب۔ اقرب مساجد ہی میں صرف کرنا چاہئے۔ اگر اس وقت ضرورت نہیں ہے تو اُس کے لئے اُس سامان کو محفوظ رکھا جاوے کہ وقت ضرورت کام آوے یا فروخت کرکے اقرب مساجد میں لگایا جاوے مدرسہ میں نہ لگایا جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

چندہ زبردستی بھی وصول کرلیا گیا تو کارِ خیر میں صرف کرنا کیسا ہے؟

سوال ۵۳۱۔ بغرض تعمیر عیدگاہ و مسجد و دیگر امورِ خیر چندہ تجویز ہوا۔ اور ہر قوم کا ایک گروہ مقرر ہوا۔ وقت وصول چندہ چند صاحبوں نے بطیب خاطر چندہ دیا۔ اور بعض نے قطعی انکار کردیا۔ اُس وقت ممبرانِ چندہ نے حکم دیا کہ جو شخص چندہ نہ دے اُس کا حقہ پانی بند کردو۔ اور غمی و شادی میں شریک نہ ہو۔ اور جو پیشہ کرتے ہیں اُس سے سودا نہ خریدو۔

اسی وجہ سے منکران نے چندہ دیدیا۔ اس چندہ سے عیدگاہ بنوانا جائز ہے یا نہ۔ اور اُس میں نماز پڑھنا کیسا ہے۔ اور چاہ بنوانا و پانی پینا وضو و غسل کرنا۔ اور کارِ خیر میں صرف کرنا اُس روپیہ کا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اس طرح زبردستی کرنا چندہ کے لینے میں جائز نہیں ہے۔ لیکن عیدگاہ جو اُس چندہ سے بنی اُس میں نماز بلاکراہت درست ہے۔ اور اُس چندہ سے جو چاہ بنایا گیا اُس سے وضو و غسل اور پانی پینا درست ہے۔ اور ہر ایک کارِ خیر میں مثلاً مدرسہ وغیرہ جس میں ایسا چندہ آیا تو اُس سے تنخواہ وغیرہ ملازمین کو اور اُس کو طلبہ میں صرف کرنا درست ہے۔ اصل یہ ہے کہ اس طرح تنگ کرکے لینا تو اچھا نہیں ہے۔ لیکن جب مالک نے کسی طرح طوعاً و کرہاً دیدیا اور کارِ خیر میں لگا دیا گیا تو آئندہ کو اس مال میں حرمت نہیں رہی۔ کیونکہ یہ چوری اور غصب کا مال نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد اگر مال حرام کی بھی بنائی جائے پھر بھی وہ کسی کی ملک میں نہیں آسکتی۔

سوال ۵۳۲۔ ایک شخص نے شراب کی آمدنی سے ایک مسجد بنائی اور کسی قدر دیوار مسجد کی بلند کی جب اُس کو معلوم ہوا کہ ایسے روپیہ سے مسجد بنوانا درست نہیں تو اُس مسجد کو ناتمام چھوڑ دیا اور اُس کا انتقال بھی ہوگیا۔ اب اُس کے ورثہ کی ملک ہوسکتی ہے یا نہیں۔ اور بیع وہبہ اُس کا درست ہے یا نہ۔ یا وہ مسجد کے حکم میں ہے۔ مسجد اس وقت میں ناتمام اور غیر محفوظ ہے؟ (۲) اگر کوئی شخص ورثا بانی سے اُس مسجد کو خرید کر از سرِ نو تعمیر کرادے تو جائز ہے یا نہ؟

(۲۲) اگر کسی شخص نے بذریعہ تجارت شراب روپیہ حاصل کیا اور اُس محصولہ سے تجارت غلہ وکپڑے کی کرتا ہو
تو اس روپیہ سے وہ شخص مسجد بنا سکتا ہے یا نہ۔ بصورت عدم جواز اگر وہ دوسرے شخص کے پاس سے قرض
لیکر مسجد بناوے اور پھر اپنے پاس کے روپیہ سے قرض ادا کر دے تو ایسی صورت سے مسجد بنانا درست ہے یا نہ

الجواب۔ مسجد میں مال حلال خرچ کرنا چاہئے اور تعمیر مسجد مالِ حلال وطیب سے کرنی چاہئے
حرام مال سے تعمیر مسجد کرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے ولا یقبل اللہ الا الطیب۔ الحدیث
شامی میں ہے قال تاج الشریعۃ اما لو انفق فی ذلک مالاً خبیثاً او مالاً سببہ الخبیث والطیب
فیکرہ لان اللہ تعالیٰ لا یقبل الا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بما لا یقبلہ الخ۔

پس چاہئے کہ اُس قدر دیواروں کو جو مالِ حرام اور خبیث سے تیار ہوئی ہیں اُٹھا کر حلال مال
اُس مسجد کو تعمیر کریں اور حفاظت اُس مسجد کی ضروری ہے بیع وہبہ کرنا اُس کا صحیح نہیں ہے۔ اور
وارثوں کی ملک میں نہیں آسکتی الوقف لا یملك ولا یملّك مسئلہ مشہور ہے۔ (۲) یہ اوپر معلوم ہو
کہ بیع وہبہ اُس کا ناجائز ہے۔ باقی اگر اس حیلہ سے کوئی شخص ورثہ کے قبضہ سے اُس کو نکالکر از سر
تعمیر کراوے اور تکمیل کر دے تو یہ بہت اچھا ہے اور کارِ ثواب ہے۔ (۳) پہلی صورت ناجائز ہے
البتہ اگر قرض لیکر مسجد بنا دیوے تو یہ جائز ہے۔ پھر اگر اُس قرض کو حرام آمدنی سے ادا کیا تو یہ گناہ
کے ذمہ ہوگا۔ بہرحال مسجد میں ایسے حیلوں سے بھی حرام روپیہ نہ لگاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسی مصلحت کی بنا پر کسی فریق کو مخصوص مسجد متعین کرنا خلاف شرع نہیں۔

سوال ۵۳۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ
کئی سو برس سے آباد ہے۔ وہاں کے مسلمانوں کی مردم شماری فی الحال
تقریباً آٹھ ہزار ہے اور وہاں مسجد تخمیناً اسّی کے قریب آباد ہیں ان کے علاوہ اور بھی مساجد ہیں وہاں
کے کُل مسلمان بجز چند شیعہ کے ابتدا سے حنفی المذہب متفق الخیال متحد العقائد والمسائل باہم شیر وشکر
طرح ملے جلے رہتے تھے اُن میں کسی قسم کا جنگ وجدال وتخالف نہ تھا مگر تقریباً تیس پینتیس برس سے
چند لوگ غالباً فی الحال اُن کی تعداد دو ڈھائی سو ہوگی۔ منکر مذہب غیر مقلد ہو گئے اور باہم سخت منا
ومخالفت پیدا ہو گئی۔ حتیٰ کہ بارہا فوجداری اور عدالت کی نوبت پہنچ گئی۔ غیر مقلدین نے اپنی عیدگاہ
اور جامع مسجد بھی بنوالی مگر بعض بعض ایسی بھی مسجدیں ہیں جن میں دونوں فریق نماز پڑھتے ہیں۔ ایسی
مسجدوں پر اکثر مذہبی جھگڑے ہو جایا کرتے ہیں؛ چنانچہ ان دنوں موجودہ سنہ ۱۳۲۲ھ محرم کو ایک مسجد میں دونوں
فریق جمع ہو گئے اور آپس میں مار پیٹ لٹھم لٹھا گھوسم گھوسا کر بیٹھے۔ بلکہ اُس کے ذریعہ سے دو فوجداریاں
اور بھی ہو گئی۔ جس سے قصبہ میں ایک ہل چل مچ گیا۔ پولیس آکر روک تھام نہ کرتی تو نہیں معلوم کیا ہوتا

آئے دن کی مذہبی فوجداری سے دونوں فریق تنگ آگئے۔ اب فریقین اس امر پر راضی ہیں کہ باہم صلح کر کے جھگڑے کو مٹا دیں۔ چنانچہ برضامندی فریقین چند اشخاص حکم مقرر کئے گئے ہیں اور بالاتفاق فریقین اقرار نامہ ثالثی میں یہ مضمون لکھا گیا ہے کہ ثالثان حسب شریعت وقانون و دیانت داری جو فیصلہ کردیں گے ہم فریقین کو منظور ہے۔ اب علمائے حقانی سے یہ استفسار ہے:۔

(۱) چونکہ تیس برس کے تجربہ ومشاہدہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس قصبہ میں جب دونوں فریق ایک نزاعی مسجد میں جمع ہو جاتے ہیں تو اکثر مذہبی شر وفساد کر بیٹھتے ہیں۔ اگر اس شر وفساد وفتنہ وپرخاش کے مٹانے کے لئے ثالثین دونوں کو الگ کر دیں۔ اور فریقین کے لئے خاص خاص مسجدیں نامزد کر دیں تو کیا یہ فیصلہ خلافِ شریعت ہوگا۔؟

الجواب۔ قرآن پاک میں اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ۔ یعنی بیشک اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اور یہ بھی ہے لَا تتبع سبیل المفسدین یعنی مفسدوں کے راستہ کی پیروی نہ کرو۔ اور یہ بھی ہے لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا۔ یعنی بعد اصلاح کے زمین میں فساد نہ کرو۔ اِن نصوص سے بخوبی واضح ہے کہ فساد برپا کرنا حرام اور اُس کا مٹانا واجب ہے چونکہ تیس برس کے تجربہ سے معلوم ہے کہ دونوں فریق کے اکھٹے ہونے سے شر وفساد وفتنہ برپا ہو جایا کرتا ہے۔ اس لئے محض بغرض انسداد فساد وحفظ امن و اصلاح بین الناس اگر ثالثین دونوں فریق کو الگ کر دیں اور دونوں فریق کے لئے مسجدیں خاص خاص نامزد کر دیں تو خلافِ شریعت نہ ہوگا۔ بلکہ وہ لوگ عند اللہ ماجور ومصیب ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسی شرعی مصلحت کی بنا پر کسی شخص کو جماعت سے روکنا خلافِ شرع نہیں۔

سوال ۵۲۴ اگر کسی نمازی کے ذریعہ سے حفظ امن میں خلل واقع ہوتا ہو۔ اور شر وفساد کا اندیشہ ہو یا عام نمازیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور اذیت پہنچتی ہو تو ایسے شخص کو بغرض حفظِ امن وانسداد شر وفساد جماعت سے روک دینا کیا شرع کے خلاف ہے۔؟

الجواب۔ جو کہ حفظِ امن میں خلل انداز ہو۔ اور باعث شر وفساد ہو۔ اور عام نمازیوں کو تکلیف دہ اور ایذا رساں ہو۔ اور اُس کا فعل موجب اشتغالِ طبع ہو۔ اُس کو جماعت سے روکنا قانونِ شرع کے مطابق ہے۔ حدیثیں اور آثار اور اقوالِ فقہا اس پر صاف دال ہیں۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی لہسن پیاز کھانے والوں کو مسجد سے روک دیا۔ بلکہ مسجد سے نکال دیا۔ نیز آپ نے اُن عورتوں کو جو خوشبو لگائے ہوں مسجد میں آنے سے بخوف فتنہ منع کر دیا۔ نیز آپ نے اُن لوگوں کے حق میں جو نمازی کے سامنے سے چلے جائیں جس سے نمازی کے خشوع وخضوع میں فرق آنے کا احتمال ہے اگرچہ نماز نہیں جاتی

فرمادیا ادرؤا ما استطعتم فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانما ھو شیطان ونحو ذلک - نیز آپ نے اُس شخص کو جس نے عمداً قبلہ کی جانب تھوک دیا تھا - امامت سے معزول کر دیا - اور اُس کو خدا اور رسول کا موذی قرار دیا اور عبداللہ بن مسعود رضہ نے اُن لوگوں کو جو مسجد میں جمع ہو کر بآوازِ بلند ذکر اور وِرد میں مشغول تھے مبتدع قرار دیکر مسجد سے نکلوا دیا - اور فقہاء نے بھی تصریح کی ہے کہ کچی لہسن و پیاز کھانے والوں کو اور ایسے ہی گندہ دہن اور جذامی اور مبروص اور ماہی فروش کو اور کُل موذی کو اگرچہ وہ زبان سے ایذا پہنچاتا ہو مسجد میں آنے سے روک دینا چاہیئے - بطور نمونہ کے چند روایات اور عباراتِ محدثین و فقہا ملاحظہ فرمایئے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکل من ھذہ الشجرۃ فلا یقربن مسجدنا ولا یوذینا بریح الثوم رواہ مسلم - وعن عمر بن الخطاب قال انکم ایھا الناس تاکلون شجرتین لا اراھما الا خبیثتین ھذا البصل والثوم رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وجد ریحھما من الرجل فی المسجد امر بہ فاخرج الی البقیع فمن اکلھما فلیمتھما طبخاً رواہ مسلم ج

نووی شرحِ مسلم میں لکھتے ہیں کہ فلا یقربن المساجد ھذا تصریح بنھی عن اکل الثوم ونحوہ عن دخول کل مسجد ھذا مذھب العلماء کافۃ۔

اور حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں - والحق بعضھم بذلک من بفیہ بخر او جرح او رائحۃ وزاد فالحق اصحاب الصنائع کالسماک والعاھات کالمجذوم ومن یوذی الناس بلسانہ الخ -

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرءۃ اصابت بخوراً فلا تشھد معنا العشاء الاخرۃ رواہ مسلم - وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقطع الصلوٰۃ شیٔ وادرؤا ما استطعتم فانما ھو شیطان رواہ ابوداؤد - وعن ابی سعید قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم الی شیٔ یسترہ من الناس فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانما ھو شیطان رواہ البخاری - وعن السائب بن خلاد وھو رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان رجلاً ام قوماً فبصق فی القبلۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینظر فقال لقومہ حین فرغ لا یصلی لکم فاراد بعد ذلک ان یصلی لھم فمنعوہ فاخبروہ بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال نعم وحسبت انہ قال انک آذیت اللہ ورسولہ رواہ ابوداؤد

وعن ابن مسعود رض انہ سمع قوماً اجتمعوا فی مسجد یھللون ویصلون علیہ والسلام جھراً فراح الیھم وقال ما عھدنا ذلک علی عھدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وما اراکم الا مبتدعین فما زال

یذکر ذلک اخرجهم من المسجد رواہ الطبرانی۔ اور درمختار میں ہے واکل نحو ثوم ویمنع عنہ وکذلک موذ ولو بلسانہ اھ۔ اور ردالمحتار میں ہے۔ وکذلک الحق بعضهم بذلک من بفیہ بخر اوبہ جرح لہ رائحۃ وکذلک القصاب والسماک والمجذوم والابرص اولی بالالحاق قال سحنون لا ارٰی الجمعۃ علیهم واحتج بالحدیث۔ والحق بالحدیث کل من اذی الناس بلسانہ وبہ افتی ابن عمر وھو اصل فی نفی کل من یتاذی بہ اھ ونحو ذلک فی مجالس الابرار وغیرہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

گورنمنٹ کے روپیہ لگنے سے مسجد بمسجد ہی رہتی ہے اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

سوال ۵۲۵ راج محل میں ایک مسجد اکبر شاہ کے وقت کی بنی ہوئی تھی اور وہ مسجد تخمیناً پچاس ساٹھ برس سے کسی طرح سے گورنمنٹ کے قبضہ میں تھی۔ مسلمانوں کی استدعا پر گورنمنٹ نے اڑھائی ہزار روپیہ لیکر مسلمانوں کے حوالہ کر دی اور دو سو روپیہ گورنمنٹ کی جانب سے مسجد کی مرمت کے لئے ملا۔ اُس روپیہ سے مسجد کی مرمت درست ہے یا نہ اور اس مسجد میں نماز جمعہ قائم کرنا اس وجہ سے کہ مسجد کی شان معلوم ہو۔ اور غیر اقوام کو بھی یہ بات معلوم ہو جاوے کہ اس میں مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ جائز ہے یا نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سرکاری روپیہ لگانا مسجد میں نقصان کا باعث ہے۔ اور جس مسجد میں پہلے سے جمعہ ہوتا ہے وہ پنجوقتی نماز سے آباد رہے گی۔ اُس کے غیر آباد ہونیکا اندیشہ نہیں ہے۔ اور ایک دالان جو سرکاری روپیہ سے اُس مسجد میں بنا ہوا ہے اُس میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہ۔ اور مسجد کی اندرونی دیوار اُٹھا دینے سے ایک چوکھٹ و کواڑ نکلتے ہیں اُنکو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب جمعہ کی نماز قائم کرنا اُس مسجد جدید اکبر شاہی میں بلا تامل درست ہے اور جو وجوہ سوال میں اُس کی آبادی کے متعلق لکھے ہیں اُن کی وجہ سے ضروری ہے کہ اُس میں جمعہ قائم کریں۔ بعض لوگوں کا اُس میں شبہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ سرکاری روپیہ لگنے سے اُس مسجد میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ اور دالان جو سرکار نے بنا کر مسلمانوں کے حوالہ کر دیا اُس میں بھی نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور وہ مسجد ہی ہے۔ اور مسجد قدیم جس میں پہلے سے جمعہ ہوتا تھا اگر اُس میں جمعہ کی نماز نہ پڑھیں اور اس اکبری مسجد میں پڑھیں تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مسجد قدیم پنجوقتی نماز سے آباد رہے گی۔ بہر حال شرعی کوئی وجہ ایسی نہیں ہے کہ مسجد جدید اکبری میں جمعہ قائم کرنا منع ہو۔ اس کے خلاف جو خیالات ہیں وہ بے اصل ہیں۔ اور چوکھٹ و کواڑ وغیرہ جو مسجد کی اندر کی دیوار اُٹھا دینے سے اور توڑنے سے حاصل ہوئی ہیں اُنکو فروخت کر کے مسجد مذکور میں صرف کر دینا یا اگر ضرورت ہو تو بعینہ اُن کو مسجد میں لگانا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مسجد کی چیز مسجد ہی میں صرف کی جائے | **سوال ۵۳۶**۔ ایک مسجد کا شہتیر اور کڑیاں بوسیدہ ہونے کی وجہ سے کارآمد مسجد نہیں رہی تو اُس شہتیر وکڑیوں کو مسجد کی دکان اور حجرہ میں لگا سکتے ہیں یا نہیں۔؟ شرح وقایہ میں لکھا ہے ونقضه يصرف الى عمارته او يدخر لوقت الحاجة اليها۔ وان تعذر صرفه اليها بيع وصرف ثمنه اليها۔ یہ مسئلہ صحیح اور مفتی بہ ہے یا کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ شرح وقایہ میں جیسا کہ اس مسئلہ کی نسبت لکھا ہے وہی صحیح اور مفتی بہ ہے۔ درمختار وشامی وغیرہما میں بھی ایسا ہی ہے۔ پس حالتِ موجودہ میں اُس شہتیر اور کڑی وغیرہ کو فروخت کر کے اُن کی قیمت کو مسجد کے مصارفِ ضروریہ کے لئے رکھا جائے۔ دکان اور حجرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ مسلمانوں کو اُس کی خریدنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اُس میں نفع مسجد کا ہے اگر فروخت نہ کیا جاوے گا اور کوئی اُن کو نہ خریدے گا۔ تو مسجد کا نقصان ہوگا یہ اچھا نہیں ہے۔ فقط

کتاب الحظر والاباحۃ

مرید کی مستورات کا پیر سے پردہ کرنا | **سوال ۵۳۷**۔ ایک شخص لوگوں کو مرید کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مریدین کی مستورات کو پیر سے پردہ کرنا نہیں چاہئے اور بجائے تلاوۃ قرآن شریف کے اللہ اللہ کرنا چاہئے۔ ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ ایسا شخص بیعت کے قابل نہیں اور اُس کے قول وفعل کا اعتبار نہیں ہے۔ مقتدا ہونے کے قابل نہیں اور امام بنانے کے قابل نہیں۔ اُس کے مریدین فساق اور مبتدعین ہیں۔ نماز اُن کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

توبہ کرنے سے مال حرام حلال ہو جاتا یا نہیں۔؟ | **سوال ۵۳۸**۔ ایک شخص بہت سود خوار تھا اور اُس کا تمام مال سود کی آمدنی سے ہے۔ اب اُس نے توبہ کرلی ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں کبھی .... سود نہ لوں گا اُس کے یہاں کا کھانا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ محض توبہ زبانی کرنے سے جو مالِ حرام اُس نے حاصل کیا تھا وہ حلال نہیں ہوا۔ بلکہ اُس کی توبہ کا طریق یہ ہے کہ جو مال جس سے حرام طریق سے حاصل کیا اُس کو یا اُس کے ورثہ کو واپس کرے یا معاف کراوے ورنہ صدقہ کرے۔ پس اگر اُس نے ایسا کیا تو اُس کی دعوت کھانا حلال ہے ورنہ نہیں۔ قال الشامی ولکن لایحل اذا علم عین الغصب مثلاً وان لم یعلم مالکه لما في البزازية اخذ مورثه رشوة او ظلماً ان علم ذلك بعينه لايحل له اخذه الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن مجید کی سورتوں کے نام حدیث سے منقول ہیں

سوال ۵۳۹ زید کہتا ہے کہ سورۃ البقرہ نام خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں رکھا۔ علماء نے خود یہ نام رکھ لیا ہے یہ قول صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ زید کا قول غلط ہے، متعدد احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نام سورتوں کے مروی ہیں۔ حدیث مسلم میں ہے اقرؤا الزھراوین البقرۃ وسورۃ آل عمران الحدیث رواہ مسلم مشکوٰۃ۔ ان الشیطان ینفر من البیت الذی یقرء فیہ سورۃ البقرۃ۔ الحدیث رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بڑی عمر کے غیر مسلم کو ختنہ ضرور کرانا چاہئے۔

سوال ۵۴۰۔ ہم دو بھائی نو مسلم ہیں ایک کی عمر ۲۵ سال دوسرے کی ۲۲ سال اگر ہم لوگوں کو ختنہ کرانی جائز ہیں تو ختنہ کرالیں یا جو حکم ہو۔؟

الجواب، چونکہ ختنہ شعار اسلام سے ہے۔ لہذا آپ صاحبوں کو ضرور کرانی چاہئے۔ ضرورت کی وجہ سے غیر کا نظر کرنا درست ہے۔ فی الدر المختار وجاز النظر قابلۃ وختان الخ۔ اگر خود ختنہ کرنے کی ہمت ہو تو سب سے اولیٰ و افضل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

پیلو مرغ حلال ہے۔

سوال ۵۴۱ پیلو مرغ حلال ہے یا حرام یعنی اُس کا کھانا حلال ہے یا حرام مدلل ارقام فرمایا جاوے۔؟

الجواب۔ پیلو مرغ حلال ہے کیونکہ وہ ذی مخلب نہیں ہے۔ پس جیسا کہ تمام مرغ حلال ہیں یہ بھی حلال ہے۔ درمختار میں ہے۔ ولا یحل ذو ناب یصید بنابہ او مخلب یصید بمخلبہ ای ظفرہ فخرج نحو الحمامۃ من سبع او طیر الخ ملخصاً۔ پس مرغ پیلو اس قاعدہ حرمت میں داخل نہیں ہے لہذا اُس کی حلّت میں کچھ شبہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

قبرستان میں جانوروں کو چرنے کے لئے نہ چھوڑا جائے

سوال ۵۴۲ قبرستان میں جانوروں کو چگنے کے لئے چھوڑنا جائز ہے یا نہ۔؟ گوبر اور پیشاب وغیرہ نجاست سے مُردوں کی روح کو تکلیف ہوتی ہے یا نہ۔؟ قبرستان کی حفاظت ضروری ہے یا نہ؟ قبرستان میں سے نجاست دُور کرنے والے کو ثواب ہوتا ہے یا نہ۔؟ مُردہ سُن سکتے ہیں یا نہ۔؟

الجواب۔ کتب فقہ میں یہ منقول ہے کہ جانوروں کو قبرستان میں نہ چھوڑا جاوے۔ عالمگیریہ کتاب الوقف صـ۳۶۲ میں ہے۔ فلو کان فیہا حشیش یحش ویرسل الی الدواب ولا ترسل الدواب فیہا کذا فی البحر الرائق۔ اور حدیث شریف میں ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبور وان یکتب علیہا وان توطأ رواہ الترمذی۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے

اس سے کہ قبریں پختہ کی جاویں اور اُن پر کچھ لکھا جاوے اور اس سے کہ اُن کو روندا جاوے یعنی اُن پر چلا پھرا جاوے پس جیسا کہ غایت تعظیم اور زیب وزینت اور تکلف قبور پر منع ہے۔ ویسا ہی اُن کی توہین بھی منع ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اپنے اختیار سے وہاں چہار پایوں کو نہ چھوڑا جاوے اور اُن کو راستہ نہ بنایا جاوے کہ اُن پر چلیں پھریں بلکہ حفاظت قبرستان عمدہ امر اور مستحب ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے۔ کسر عظم المیت ککسرہ حیاً قال الطیبی اشارة الی انہ لا یہان المیت کما لا یہان الحی۔ وقال ابن الملک والی ان المیت یتألم الخ وقد اخرج ابن ابی شیبة عن ابن مسعود رضی اذی المؤمن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ مرقاة۔

اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ مُردہ کو نجاست اور خباثت سے تکلیف پہنچتی ہے۔ اگرچہ خود قبر بھی بعض اوقات محل نجاست صدید میت وغیرہ ہوتی ہے۔ چنانچہ فقہاء نے قبرستان میں نماز مکروہ ہونے کی وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ قبور محل نجاست ہیں بایں ہمہ ہم کو حکم نظافت اور ستھرائی کا ہے۔ لہذا اپنے اختیار سے وہاں نجاست و پلیدی ڈالنا مکروہ ہے۔ اور جبکہ نجاست ڈالنا وہاں مکروہ ہوا تو لامحالہ نجاست دُور کرنے والے کو ثواب ہوگا کہ اماطة الاذی عن طریق المسلمین جب کہ موجب اجر و ثواب ہے۔ تو اموات کے لئے بھی یہ حکم جاری ہو سکتا ہے۔ مگر یہ واضح رہے کہ حد سے زیادہ جو امر تجاوز کرتا ہے وہ ممنوع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ تعظیم قبور کا رواج ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ اُن پر غلاف اور چادریں ڈالی جاتی ہیں اور یہ امور اکثر مفضی الی الشرک و دواعی شرک ہو جاتے ہیں کما ہو مشاہد اور سماع میت ثابت نہیں ہے۔ بلکہ عدم سماع پر نص قطعی وارد ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وما انت بمسمع من فی القبور وقال تعالیٰ انک لا تسمع الموتی۔ وقد اجاب فی الفتح وغیرہ عن الحدیث الاول وفیہ ای حدیث اھل قلیب بدر وادّلوا حدیث سماع قرع النعال بانہ مخصوص باول الوضع فی القبر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

تمت بالخیر

زمین پر موروثی قبضہ جائز نہیں خواہ مسلمان کی زمین ہو یا ہندو کی

سوال ۲۷۱ اگر موروثی زمین کی آمدنی کھانا حرام ہے تو پھر گاؤں میں ملازمت کرنا اور گاؤں والوں کے گھر کا کھانا بھی حرام ہونا چاہئے کیونکہ اُن ؤں کا گذارہ اکثر موروثی کی آمدنی پر ہے۔ ایک عالم سے معلوم ہوا کہ اگر زمیندار ہندو ہے اور لگان کم ہے اور زمین اچھی ہے تو اس آمدنی کا کھانا جائز ہے، اگر زمیندار مسلمان ہے اور وہ زمین چھڑانا نہیں چاہتا؟

الجواب۔ موروثی زمین کو مالک کی خلاف مرضی اپنے قبضہ میں رکھنا غصب ہے جو ناجائز ہے ں میں مجھے تو کوئی تفصیل مسلمان یا کافر کی نیز دار الحرب یا دار الاسلام کی سمجھ میں نہیں آئی۔ کیونکہ دار الحرب ں کافر سے جو معاملات فاسدہ اُس کی رضا سے کر لئے جائیں وہ جائز ہو جاتے ہیں۔ غصب اور چوری وغیرہ الت عدم جنگ جائز نہیں۔ کما ہو مصرح عند الفقہاء۔

حضرت گنگوہی رحہ کے فتاویٰ میں بھی مجھے یہ تفصیل جو سوال میں مذکور ہے نہیں ملی۔ لہذا اب موروثی ین سے نفع اٹھانا بغیر اس کے جائز نہیں کہ مالک زمین راضی ہو۔ اور رضا بھی قانون کے جبر سے نہیں بلکہ دل راضی ہو۔ پھر خواہ مسلمان کی ہو یا ہندو کی۔ اس صورت میں جائز ہے۔ لیکن اس میں بھی چونکہ یہ اندیشہ جب ہے کہ آئندہ اُس کی اولاد اپنا قبضہ خلاف مرضی مالک بھی جاری رکھے اس لئے اس کا ایسا کوئی انتظام ے جس سے یہ اندیشہ قطع ہو جائے۔ باقی رہا گاؤں میں ملازمت کرنا یا گاؤں والوں کے گھر کا کھانا یہ ۱۷

بلا شبہ درست ہے۔ جبتک یہ پوری تحقیق نہ ہو کہ یہ کھانا جو ہمیں کھلایا ہے حرام مال سے تھا۔ کیونکہ اُن کی کے یہاں عموماً مال حرام وحلال مختلط ہوتا ہے۔ اور ایسی صورت میں اُن کے گھر کا کھانا جائز ہے۔ فقط

لڑکوں سے ختم امتحان پر انعام لینا کیسا ہے

سوال ۲۷۲ میں اسکول میں بچوں کو تعلیم دیتا ہوں عام قاعدہ ہے امتحان سالانہ کے بعد سب مدرسین لڑکوں سے پاس ہونے کا انعام لیتے ہیں۔ بعض خوشی سے دیتے ہیں بعض مجبوراً دیتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ لڑکے جو ختم امتحان وغیرہ پر انعام دیتے ہیں۔ دو شرطوں سے جائز ہے۔ اول یہ کہ اگر لڑکوں کا خود بالغ ہے تو اپنی رضا سے دے اور اگر نابالغ ہے تو اس کے والدین کا راضی ہونا شرط ہے۔ دوسرے یہ کہ مدرس اپنا طرز ایسا نہ ڈالے جس سے طلبہ کو یہ معلوم ہو کہ اگر انعام نہ دیں گے تو ہمیں نقصان پہنچے گا۔ صرح بذلک فی خلاصۃ الفتاوی من الاجارۃ ومثلہ فی الشامیۃ۔

اسکول کے لڑکوں کے ہاتھ کتابیں فروخت کرنا

سوال ۲۷۳ مدرس لوگ بازار سے لڑکوں کے لئے اشیاء و ضروری کتابیں وغیرہ خرید کر لاتے ہیں اور نفع لگا کر اُن کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس صورت میں اگر مدرس لڑکوں سے یہ کہے کہ لاؤ میں تمہیں یہ چیزیں خرید کر لادوں

یا لڑکے کہیں کہ آپ بازار سے خرید کر ہمیں یہ چیزیں لا دیں تاکہ ہمیں خسارہ نہ ہو۔ تو آپ لڑکوں کے وکیل ہیں اور وکیل کو بیچ میں کوئی نفع لینا جائز نہیں بلکہ جس قیمت سے خریدیں گے اُسی قیمت سے لڑکوں کو دینا پڑے گا خواہ قیمت پیشگی دی ہو یا نہ دی ہو۔ اور اگر یوں کہے کہ یہ چیزیں میں فروخت کرتا ہوں تم مجھ سے لے لو تو اب اس کو اختیار ہے کہ جتنا چاہے نفع لگا کر دے خواہ قیمت پیشگی دیں یا نہ دیں وہو ظاہر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چھوٹے گاؤں میں جمعہ کا حکم

سوال ۲۷۴۔ چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ چھوٹے گاؤں جن کی آبادی تقریباً ڈھائی تین ہزار سے کم ہو اُن میں جمعہ کسی طرح جائز نہیں۔ جمعہ کے روز آپ کو ایسے گاؤں سے باہر چلے جانا مصلحت ہے اور اگر رہنا کسی وجہ سے ضروری ہو۔ اور عدم شرکت میں کسی سخت فتنہ کا ڈر ہو جس کو آپ برداشت نہ کر سکیں تو پھر شرکت کر لینا جائز ہے (افتاء علی مذہب الشافعی) لیکن اس صورت میں آپ کو امام کے پیچھے قراءۃ فاتحہ کرنا چاہئے تاکہ امام شافعی کے مذہب کے موافق جمعہ صحیح ہو جائے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفی عنہ

خسر نے بہو سے زنا کیا تو یہ اپنے شوہر پر حرام ہو گئی اور دوسری جگہ نکاح کرنے کی شرط یہ ہے کہ شوہر اُس سے متارکت کرے

سوال ۲۷۵۔ زینب کا نکاح زید سے ہوا زید کے والد نے زینب سے زبردستی زنا کیا تو زینب زید کے نکاح میں رہ سکتی ہے یا اُس پر حرام ہو گئی اور بدون طلاق دینے زید کے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر واقع میں زید کے باپ نے زید کی بیوی زینب سے زنا کیا ہے تو زینب زید پر قطعاً حرام ہو گئی لیکن دوسری جگہ نکاح اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کہ زید اُس کو چھوڑ دے اور چھوڑنے کی صورت یہ ہے کہ وہ زبان سے کہے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا یا عملاً چھوڑ دے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں صورتیں اختیار کرے اور اگر زید نہ چھوڑے تو زینب بذریعہ عدالت یا پنچائت اُس کو چھوڑنے پر مجبور کر سکتی ہے قال فی الدر المختار وحرم بالمصاھرۃ اصل مزنیۃ وفروعھن وقال فی البحر اراد بحرمۃ المصاھرۃ الحرمات الاربع حرمۃ المرأۃ علی اصول الزانی وفروعہ نسباً ورضاعاً الخ از شامی ج۲ ص۲۸۳

وقال فی الدر المختار وبحرمۃ المصاھرۃ لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لھا التزوج بآخر الا بعد المتارکۃ وانقضاء العدۃ حاشیہ شامی ص۲۹ ج۲ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفر لہ

مدرسین مدرسہ کی تنخواہوں میں تخفیف کس شرط سے جائز ہے

سوال ۲۷۶۔ مدرستہ الشرع سنبل کے متعلق جائداد وقف ہے امسال کی پیداوار اور عدم وصول لگان کی وجہ سے مجلس شوریٰ نے تمام ملازمین مدرسہ کی تنخواہوں میں تخفیف کر دی ہے۔ ایک مدرس عربی تخمیناً دس سال سے ملازم ہیں

اور دو مدرس امسال شوال سے ملازم ہوئے ہیں۔ ان کے تقرر کے وقت مہتمم صاحب نے یہ ظاہر کر دیا تھا کہ اگرچہ اس جگہ کی تنخواہ زیادہ ہے مگر بوجہ کمی سرمایہ کم پر معاہدہ کیا جاتا ہے باوجود اس معاہدہ کے وسط سال میں کمیٹی نے ان دونوں مدرسوں کی تنخواہ میں بھی کمی کر دی؟

(۱) آیا مدرسین عربی کی تنخواہ میں دوران سال میں کمی جائز ہے یا نہیں؟ (۲) مدرسین جدید العہد کی تنخواہ میں معاہدہ مسطورہ کی بناء پر کمی جائز ہے یا نہیں؟ (۳) دوسرے ملازمین کی تنخواہ میں تخفیف جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اصل اس باب میں یہ ہے کہ تدریس کے لئے ملازمت مدرسہ احکام دنیویہ کے اعتبار سے اجارہ کا حکم رکھتی ہے اگرچہ عند اللہ عبادت ہونے کی توقع ہے۔ اور احکام اجارہ میں اس کی ہر وقت گنجائش ہے کہ تنخواہ میں کمی بیشی کی جائے لیکن جس طرح متولی اور مہتمم مدرسہ کو تنخواہ میں کمی کرنے کا اختیار ہے اسی طرح مدرس کو اُس تنخواہ پر رہنے نہ رہنے کا اختیار ہے۔ لیکن یہ سب اُس وقت ہے کہ اجارہ اجارہ شہریہ ہو یعنی مدرس بھی ایک مہینہ تک کا پابند ہو اور مہتمم بھی یعنی ختم ماہ پر مدرس اگر ملازمت چھوڑ دے تو مہتمم کو کسی قسم کی شکایت پیدا ہوتی ہو۔ اور اگر مہتمم علیحدہ کر دے تو مدرس کو حسب قاعدہ کوئی شکایت نہ ہو۔ ایسی صورت میں تو حکم وہی ہے جو مذکور ہوا کہ ختم ماہ پر مہتمم کو تنخواہ میں تخفیف کرنے کا اور مدرس کو رہنے نہ رہنے کا اختیار ہوگا۔ اور اگر اسکو اجارہ
سنویہ (سالانہ) قرار دیا جائے یا کسی معاہدہ وغیرہ سے اجارہ سنویہ ثابت ہو جائے تو پھر نہ مہتمم کو وسط سال 19
میں کوئی تغیر تخفیف تنخواہ کے متعلق جائز ہے۔ اور نہ مدرس کو ختم سال سے پہلے بلا عذر شرعی چھوڑ کر جانا جائز ہے۔ (۲ و ۳) مدرسین جدید العہد اور جملہ ملازمین کا بھی یہی حکم ہے کہ پہلے یہ دیکھا جائے کہ اجارہ کس قسم کا ہے۔ ماہوار یا سالانہ۔ ہر دو صورت میں مدت اجارہ کی ختم ہو جانے کے بعد تخفیف کا اختیار ہے پہلے نہیں۔ وھذا خلاصۃ ما فی الدر المختار والشامی مما یتعلق بالمسئلۃ فقط محمد شفیع عفرلہ

ریزگاری میں اُدھار کس صورت میں جائز ہے

سوال ۷۷۲۔ زید عمر سے ایک روپیہ کی ریزگاری لینا چاہتا ہے مگر عمر کے پاس ۱۲ ار پیسے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ چار آنہ پیسہ بعد میں لیجانا تو کیا یہ بیع نسیہ میں داخل ہے اور جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر بارہ آنہ کی ریزگاری چاندی کی قسم سے دیتا ہے تب تو یہ صورت جائز نہیں کیونکہ بیع چاندی کی چاندی کے ساتھ ہے جس میں تفاضل کی طرح نسیہ بھی حرام ہے۔ اور اگر ۱۲ ار کے پیسے یا مروجہ نکلیاں وغیرہ گلٹ کے سکے دیتا ہے تو جائز ہے کیونکہ جنس مختلف ہوگئی اور قدر کا اتحاد اگر مانا بھی جائے تو اس سے نسیہ حرام نہیں ہوتا۔ علی القول المفتی بہ لما فی الدر المختار وغیرہ ومفادہ ان القدر بانفرادہ لا یحرم النساء بخلاف الجنس فلیحرر فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

سوال ۲۷۸ فتاوی رشیدیہ حصہ دوئم ص۱۳۵ پر مولانا نے لکھا ہے زاغ معروف | کوا حلال ہے یا نہیں؟ ۱۳۵۲ھ
یعنی کوا کھانا ثواب ہے اس کو پڑھکر نہایت بے چینی ہوئی اس کا جواب مدلل تحریر فرمایا جاوے؟

الجواب۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ کوا جو ہمارے یہاں عام طور پر ہوتا ہے اور جو دانہ وغیرہ بھی کھا
اور بعض نجاسات بھی کھالیتا ہے اس کا حکم مرغی کا سا ہے یعنی حلال ہے۔ شامی وغیرہ میں اس کی تصریح ہے
فتاوی رشیدیہ میں جو ثواب لکھا ہے وہ ایک وقتی وجہ سے لکھا گیا ہے یعنی جس جگہ لوگ اس کو حرام سمجھتے
وہاں اس کا کھانا ایک حکم شرعی کی تبلیغ واظہار حق کا حکم رکھے گا۔ اور ظاہر ہے کہ اس میں ثواب ہے۔ باقی کوا
کی حلت سو یہ فقط فتاوی رشیدیہ کا لکھا ہوا نہیں بلکہ حنفیہ کی تمام کتابوں شامی، درمختار، بدائع، عالمگیری
وغیرہ میں موجود ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

سوال ۲۷۹۔ کمترین کا کچھ جھگڑا سسرال والوں سے ہوگیا جس پر انھوں نے یہ ز | طلاق رجعی کا حکم ۱۳۵۲ھ
کہ ہماری لڑکی کو طلاق دیدو۔ ہم ہرگز تمہارے ہمراہ روانہ نہیں کرسکتے۔ کمترین نے بخار اور درد سر کی وجہ
گھبراکر غصہ میں صرف یہ کہدیا کہ جاؤ میں نے طلاق دی مگر کوئی تحریر نہیں دی۔ اس وقت عورت پانچ
حاملہ تھی اب عرصہ پندرہ بیس یوم کا گذرا ہوگا کہ کمترین کا سالہ اپنی ہمشیرہ کو لیکر میرے مکان پر آیا ہوا
کہتے ہیں کہ غصہ کو جانے دو اور اس کو اپنے گھر میں رکھلو۔ آیا اس کو کس طرح اپنے گھر میں رکھا جاوے؟ ۲۰

الجواب الفاظ مندرجہ سوال سے ایک طلاق رجعی عورت پر پڑگئی جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے ا
خاوند رجعت کرسکتا ہے اور اس رجعت میں عورت کی رضا بھی شرط نہیں۔ صورت رجعت یہ ہے کہ زبان
کہے کہ میں نے رجعت کرلی اور بہتر یہ ہے کہ رجعت پر دو گواہ بھی قائم کرے اور جبکہ عورت حاملہ ہے تو اس
عدت وضع حمل تک ہے اس سے پہلے پہلے آپ رجعت کرسکتے ہیں اور اگر عدت گذرگئی تو پھر بغیر تجدید نکا
جو تراضی طرفین سے ہوسکتا ہے اس عورت کو نہیں رکھ سکتے۔ ہذا خلاصۃ مافی الدر المختار من باب الرجعۃ فقط

سوال ۲۸۰۔ ایک شخص کے گھر میں ایک سو من دھان موجود تھے اس | ادھار کی وجہ سے قیمت زائد لینا ۱۳۵۲ھ
مہینہ کی مہلت پر تین روپیہ فی من کے حساب سے فروخت کردیئے اس وقت بازار میں دھان دو روپیہ
من بکتے تھے اس نے ادھار کی وجہ سے ایک روپیہ من نرخ بازار سے زیادہ لیا یہ بیع جائز ہے یا نہیں
ایک مولوی صاحب نے جواز کا فتویٰ دیا اور ایک مولوی صاحب نے عدم جواز کا۔ آیا صحیح اس بارے میں
ہے یہ بیع درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس مسئلہ میں تفصیل ہے اگر بوقت معاملہ کوئی قیمت متعین نہ کرے بلکہ یوں
اگر ادھار لوگے تو تین روپیہ من قیمت ہے اور نقد لوگے تو دو روپیہ من۔ یا یوں کہے کہ ایک مہینہ کی

پر دو روپیہ من اور تین مہینہ کے اُدھار پر تین روپیہ من دوں گا یہ صورت تو ناجائز ہے قال فی العالمگیریہ من الباب العاشر فی الشروط التی تفسد البیع۔ رجل باع علی انہ بالنقد بکذا وبالنسیئۃ بکذا اوالی شھر بکذا اوالی شہرین بکذا لم یجز کذا فی الخلاصہ عالمگیری کشوری صہ ۱۳۱ جلد ۳۔
اور اگر معاملہ اس طرح نہ کرے بلکہ پہلے یہ معلوم کرے کہ یہ شخص اُدھارے گا قیمت میں بہ نسبت نقد کے زیادہ بڑھادے تو جائز ہے لما فی الھدایۃ من باب المرابحۃ الا تری ان الثمن یزاد لاجل الاجل ومثلہ فی البحر والدر المختار والشامی والفتح۔ اور جو صورت زیادتی قیمت کی سوال میں ذکر کی گئی ہے وہ صورت ثانیہ کے اندر داخل ہے اس لئے یہ معاملہ جائز وصحیح ہے۔ البتہ قاضی خاں کی عبارت سے ایک شبہ ہوتا تھا اس کا مفصل جواب ربیع الاول کے پرچہ میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ فقط واللہ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

خلوت وصحبت سے پہلے طلاق میں عدت نہیں

سوال ۲۸۱۔ ایک عورت کا نکاح ایک شخص کے ساتھ ہوا تھا نکاح کے بعد نہ عورت مرد کے یہاں گئی اور نہ مرد عورت کے یہاں آیا۔ کئی سال بعد خاوند نے اس عورت کو طلاق دیدی یہ عورت عدت گذارنے کے بعد نکاح ثانی کرے گی یا اس پر بالکل عدت نہیں؟

الجواب۔ اس عورت کے ذمہ عدت نہیں۔ طلاق کے بعد فوراً دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔
۲۱ کما ہو منصوص القرآن المجید فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

بچہ کا حق پرورش ماں کو ہے لیکن اگر بچہ کے ضائع ہونیکا خطرہ ہو تو باپ رکھ سکتا ہے

سوال ۲۸۲۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دیدی اُس کی گود میں سوا سال کا بچہ ہے لیکن اُس کی ماں کی عادتوں سے عاجز آنے پر بچہ کا چار ماہ پہلے دودھ چھڑا دیا گیا تھا۔ اب حق پرورش ماں کا ہے یا باپ کا؟ اگر ماں کا ہے تو اُس کے رشتہ داروں کی طرف سے بچہ کی جان کا خوف ہے اس لئے بچے کو اُس کا باپ لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر واقع میں بچہ کی جان کا خوف ہے تو اُس کے باپ کو اختیار ہے کہ اُس کی ماں سے لیکر اپنے پاس رکھے قال فی الدر المختار ربیۃ الولد تثبت للام الا ان تکون مرتدۃ الی قولہ او غیر مامونۃ ذکرہ فی المجتبیٰ بان تخرج کل وقت وتترک الولد ضائعاً۔ فقط محمد شفیع غفرلہ۔

لفظ حرام تین دفعہ کہا تو ایک طلاق بائن پڑگئی

سوال ۲۸۳۔ ایک شخص نے روبرو گواہوں کے اپنی منکوحہ کو تین دفعہ کہا کہ تم میرے لئے مطلق حرام ہوچکیں اب اگر شوہر طلاق سے انکار کرے تو گواہوں کے بیان سے عند الشرع طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اور زبانی کہنا کافی ہوگا یا تحریر کی ضرورت ہوگی؟

الجواب۔ اگر واقع میں زید نے الفاظ مذکورہ کہے ہیں تو ایک طلاق بائنہ پڑگئی خواہ گواہ ہوں یا نہ ہوں اور زبانی کہے یا تحریر لکھے دونوں صورتیں برابر ہیں۔ البتہ حاکم کے سامنے یا پنچائت میں اگر معاملہ پیش ہوگا تو حاکم

طلاق کا حکم بغیر اقرار زوج یا گواہوں کے نہ کرے گا۔ اور اس صورت میں اگر خاوند منکر ہو۔ اور گواہ طلاق کی گواہی اور گواہوں میں شرائط شہادت موجود ہو تو حکم طلاق کا کیا جاوے گا۔ والدلیل علیہ ما فی الشامی و لو قال حلال ایزد بروی او حلال اللہ علیہ حرام لاحاجۃ الی النیۃ وھو الصحیح المفتی بہ للعرف وانہ یقع بہ البائن لانہ المتعارف شامی باب الکنایات ص۶۲۲ ج۲۔ و ایضاً قال الشامی و لا یرد انت علی حرام علی المفتی بہ من عدم توقفہ علی النیۃ مع انہ لا یلحق البائن و لا یلحقہ البائن لکونہ بائناً لما ان عدم توقفہ علی النیۃ امر عرض لہ لا بحسب اصل وضعہ انتہی شامی تحت قولہ والبائن یلحق الصریح ص۶۷۷ ج۲۔

عباراتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ لفظ حرام سے بلا نیت طلاق کے بھی طلاق بائنہ پڑ جاتی ہے۔ اور جب پڑ گئی تو دوسری اور تیسری مرتبہ جو پھر حرام کے الفاظ کہے اُن سے کوئی طلاق نہ پڑے گی۔ لہٰذا ایک طلاق بائنہ رہ گئی بدون حلالہ کے عورت کی رضا سے نکاح جدید بالفعل کر سکتا ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

| ماں باپ کو مارنیوالے کی سزا | **سوال ۴۸۴**۔ اگر کوئی شخص ماں باپ کو زدوکوب کرے تو ایسے شخص کو شرعاً کیا | ۱۳۳۱ |

سزا دی جاوے؟

۲۲ **الجواب**۔ والدین کے مارنے یا نافرمانی کرنے پر شرعاً کوئی حد خاص متعین نہیں بلکہ حاکمِ اسلام کی رائے اور اختیارات تمیزی کے سپرد ہے، کہ مجرم کی حالت اور جرم کی حیثیت کو دیکھکر جو سزا چاہے تجویز کرے۔ البتہ اگر بید یا کوڑے مارنے کی سزا تجویز کرے تو اُنتالیس عدد سے زیادہ اور تین سے کم کی تجویز نہ کرے۔ درمختار بہتر تو یہی ہے کہ کوئی خاص سزا متعین نہ کی جائے لیکن اگر اس کا ارادہ ہے تو بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ عدد کوڑے یا بید لگائی جائے اور پھر قید کر دی جائے جبتک کہ توبہ نہ کرے اور قرائن سے یہ ظاہر نہ ہو جائے کہ یہ سچے دل سے توبہ کرتا ہے اُس وقت تک قید سے نہ چھوڑے کیونکہ جو شخص عام لوگوں کو بے خطا مارتا ہے اُس کی سزائے تعزیری یہی کہ قید کر دی جائے اور بغیر توبہ نصوح کے نہ چھوڑا جائے۔

والدین کا مارنا یہ دوہرا گناہ ہے لہٰذا اس کی تعزیر میں کچھ کوڑے کی ضرب بھی بڑھا دی جائے قال فی الدر المختار من التعزیر ومن اتھم بالقتل او السرقۃ وضرب الناس حبسہ واخلد فی السجن حتی یتوب قال الشامی تظھر امارات التوبۃ شامی ص۲۶۰ باب التعزیر فقط

| غیر مقلدوں کی مسجد میں آمین بالجہر کہنا | **سوال ۴۸۵**۔ اگر حنفی امام کی اقتدا میں کسی دوسرے فرقے والے آمین بالجہر | ۱۳۳۲ |

کہدے تو امام و مقتدیوں کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ امام اور دوسرے مقتدیوں کی نماز تو بلاشبہ ہو جاتی ہے لیکن چونکہ مسئلہ مختلف فیہ

ہے اور بحث محض اولویت کی ہے جو لوگ جہراً کہتے ہیں ان کے نزدیک بھی جہراً کہنا کوئی گناہ نہیں اور جہراً کہنا فرض وواجب نہیں۔ اور جو لوگ سراً کہتے ہیں اُن کے نزدیک بھی سراً کہنا واجب نہیں۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ جس جگہ عام مقتدی اور امام آہستہ آمین کہنے والے ہوں اُن کے مجمع میں بلند آمین نہ کہے۔ اگرچہ اُس کے مذہب میں بلند کہنا افضل ہو۔ کیونکہ عوام مسلمانوں کو اس سے تشویش ہوتی ہے اور نئی بات سمجھ کر خلاف کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور فتنہ فساد کی نوبت آجاتی ہے جس کا باعث یہ شخص ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ محض ایک اولویت پر عمل کرنے کے لئے مسلمانوں میں فتنۂ اختلاف پیدا کر دینے کو کوئی عقلمند تجویز نہیں کر سکتا۔ اسی طرح حنفی مسلمانوں کو بھی یہ مناسب نہیں کہ صرف اتنی بات سے کہ کوئی شخص آمین بالجہر کہدے برافروختہ ہو جائیں۔ قال فی شرح المنیۃ الکبیر ص۲۷۵ لاہوری۔ قلنا تعارض روایتا الجھر والاخفاء فی فعلہ فیرجح الاخفاء باشارۃ قولہ فان الامام یقولھا فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

پاؤں دھونے سے مرض کا اندیشہ قوی ہو تو اُن پر مسح کر لیا جاوے

سوال ۲۸۶۔ ایک شخص عارضہ تنفس میں مبتلا ہے وضو کرنے میں پاؤں دھونے سے نزلہ ہو کر تکلیف دہ صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر وضو کیا جاوے اور پاؤں پر مسح کر لیا جاوے تو نماز جائز ہوگی یا نہ؟

۲۳ **الجواب۔** اگر تکلیف شدید ہو اور اُس سے بچنے کی دوسری صورت نہ ہو تو پاؤں پر مسح کر لیا جائے اور باقی اعضاء کو حسب دستور دھویا جائے وذلک لما فی الشرح الکبیر للمنیۃ وکذلک اذا کان علی اعضاء الوضوء کلھا او علی اکثرھا جراحۃ تیمم ولا یجب غسل الصحیح والتیمم لاجل الحرج وان کان علی اقلہ ای اقل بدنہ او اعضاء وضوئہ جراحۃ واکثر ای اکثر البدن او اعضاء الوضوء صحیح فانہ یغسل الموضع الصحیح ویمسح علی المجروح فلمریض الی قولہ ثم الکثرۃ فی الاعضاء قیل تعتبر من حیث العدد حتی لو کانت الجراحۃ فی راسہ ووجھہ ویدیہ ولم تکن فی رجلیہ یباح لہ التیمم (الیٰ) وعلی عکسہ لا یباح کبیری ص۶۲ کانپوری۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

جواب صحیح ہے اگر ٹھنڈے پانی سے نقصان ہو تو گرم پانی سے پاؤں دھو کر فوراً خشک کرلے اگر کوئی ترکیب بھی نافع نہ ہو تو سردی کے اوقات میں مسح کرے فقط بندہ اصغر حسین عفاعنہ۔

جوتے پہنکر مسجد میں جانا مکروہ ہے

سوال ۲۸۷۔ امام صاحب جبتک مصلی کے قریب نہ پہنچ جائیں وہ اپنے پیروں سے چپل نہیں اتارتے ان کے اس فعل میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر چپل پاک ہوں تو ایسا کرنا ناجائز تو نہیں لیکن ہمارے عرف ورواج میں جوتے

پہنکر کسی جگہ میں داخل ہونا احترام کے خلاف ہے اس لئے اس کا بھی ترک اولی ہے۔ آیت قرآنیہ فاخلع نعلیک سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مواضع ادب میں جوتہ پہنکر جانا خلافِ تعظیم ہے قال فی العالمگیریۃ من کتاب الکراھۃ صفحہ ۱۹۶ ج ۴ ۔ دخول المسجد متنعلاً مکروہ کذا فی السراجیۃ فقط محمد شفیع غفرلہ۔

اسکول میں مسلمان لڑکوں کا ہندو لڑکوں کی ساتھ اُن کی مخصوص وضع میں شریکِ دعاء ہونا جائز نہیں

سوال ۲۸۸ اہل ہنود کے انگریزی مدارس میں مسلمان طلباء تعلیم پاتے ہیں ان مدارس میں یہ قاعدہ ہے کہ روزمرہ اسباق سے پہلے تمام طالب علم و معلم ایک صف میں کھڑے ہو کر خدا کی تعریف کرتے ہیں اور کچھ ہندی زبان کے کلمات بھی پڑھتے ہیں۔ ایک مقامی مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر نے یہ حکم دیا ہے کہ ہندو لڑکوں کی ساتھ مسلمان لڑکے بھی اس پراتھنا میں جوتے اتار کر شریک ہوا کریں یعنی مسلم طلباء سے اپنی تقلید کرنے کیلئے کہا گیا ہے بصورت عدول حکمی کچھ سزا تجویز کیگئی ہے آیا مندرجہ بالا حکم کے متعلق شرعی حکم کیا ہے اہل ہنود کی تقلید کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ۔ مسلمان لڑکوں کو اس پراتھنا میں شریک ہونا ہرگز جائز نہیں اگرچہ ہندی کلمات بھی ہوں اور اگرچہ دعاء میں کوئی چیز اسلامی عقائد کے خلاف بھی نہ ہو۔ کیونکہ تعلیمات اسلامیہ کا ایک اہم جزو یہ بھی ہے کہ اپنی وضع قطع اور طرز معاشرت میں اور بالخصوص عبادات میں دوسری قوموں سے اپنا امتیازِ مذہبی قائم رکھیں اور اسکے خلاف کرنیکی شریعت میں ممانعت ہے۔ ۲۴
اذان کی ابتداء جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تو لوگوں نے بجائے اذان کے ناقوس بجاکر مسلمانوں کو وقت نماز کی اطلاع کرنا تجویز کیا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اسی لئے اس تجویز کو رد فرمادیا کہ یہ دوسری قوموں کا نشان اور طرزِ عبادت ہے آفتاب کے طلوع و غروب کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت اسلام نے اسی لئے کی ہے کہ اسوقت آفتاب پرست لوگ عبادت کرتے ہیں کسی مسلمان سے حالانکہ یہ احتمال بھی نہ تھا کہ وہ آفتاب کی عبادت کریگا لیکن آفتاب پرستوں کی ظاہری شرکت بھی اسلام نے پسند نہیں کی اور اسی مضمون کو قرآن کریم نے اس طرح بیان فرمادیا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار اور درحقیقت امتیاز مذہبی اور قومی شعار کا قائم رکھنا ایک عقلی قانون ہے جو ہزاروں حکمتوں پر مبنی ہے اور اسی لئے اکثر عقلاء دنیا اسکے پابند ہیں۔ آج یوروپین اقوام اپنے کو آزاد کہتی ہیں لیکن اپنے قومی شعار کی ایسی پابند ہیں کہ شاید کوئی ایشیائی بھی ایسا پابند نہیں کسی یوروپین کو آپ کبھی ہندوستانی لباس و وضع میں نہیں دیکھتے۔ اسی طرح ہماری ہموطن دوسری قومیں ہنود وغیرہ بھی اسکی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا جاتا کہ وہ ترکی ٹوپی وغیرہ کا استعمال کرتے ہوں یا مسجدوں میں یا مسلمانوں کی مذہبی جماعتوں میں ملکر دعاء و عبادت بجالاتے ہوں مسلمان جو اس سلسلہ میں ۔ سے آگے ہیں اُن کو کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ مذہبی شعار و عبادات میں دوسری قوموں کی ساتھ شریک ہو کر اپنا امتیازی حق کھو بیٹھیں۔ حدیث میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی ممانعت فرمائی ہے ارشاد ہے من کثر سواد قوم فھو منھم الی غیر ذلک من الاحادیث الواردۃ فی الباب فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

یزید کی ہلاکت کس سنہ میں ہوئی

سوال ۲۷۲ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد یزید کتنے سال زندہ رہا؟

الجواب۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جس سال شہید کئے گئے اُسی سال میں یزید بھی مارا گیا۔ قال السیوطی فی تاریخ الخلفاء واھلك اللہ یزید فی نصف شھر ربیع الاول من ھذا العام تاریخ الخلفاء مصری ص۱۴۲۔ فقط كتبه محمد شفیع عفرلہ۔

تاڑی بننے اور نشہ پیدا ہونے سے پہلے عرق درخت کا پینا جائز ہے

سوال ۲۷۳ عرق شجر تاوقتیکہ سکر نہ پیدا کرے پینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ تاڑی بننے اور سکر پیدا ہونے سے پہلے جس کو عرف میں منیرہ کہتے ہیں اُس کا پینا جائز ہے اور جب تاڑی بنجائے اور اُس میں نشہ پیدا ہو جائے تو پھر ایک قطرہ بھی حرام ہے حدیث میں ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر۔ رواہ ابوداؤد من ام سلمۃ وقال محمد والثلثۃ کل ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام من ای نوع کان کذا فی العینی شرح الکنز فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ كتبه محمد شفیع عفرلہ۔

چندہ مسجد سے کیا کیا خرچ جائز ہیں کیا ناجائز

سوال ۲۷۴ ایک مسجد کے لئے کوئی وقف نہیں چندہ پر اس کا مدار ہے اس چندہ سے امام ومؤذن کی تنخواہ اور خوراک دینا جائز ہے یا نہیں۔؟

۲۱ (۲) اگر کوئی جلسہ ہو تو اس چندہ سے اُس میں پان وغیرہ منگانا اور خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر خط وکتابت کی ضرورت ہو تو اُس میں خرچ کرنا چندہ کا پیسہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو چندہ لوگ مصارف مسجد کے لئے دیتے ہیں اُن میں سے مؤذن اور امام کی تنخواہ دینا جائز ہے۔ کذا فی الاشباہ والنظائر۔

(۲) جلسہ کے لئے پان وغیرہ کا خرچ اس میں جائز نہیں کیونکہ اہل چندہ نے اس کام کیلئے چندہ نہیں دیا

(۳) مسجد کے ضروری کاروبار کے لئے خط وکتابت کا جو خرچ ہو وہ بھی اس چندہ سے دینا جائز ہے فقط

متولی مسجد کے بعض اختیارات

سوال ۲۷۵ غلام محی الدین نے ایک مسجد نگینہ بازار کلاں میں اپنی لاگت سے تعمیر کرائی اور ایک دوسرے شخص غلام محی الدین کو اُس کا مہتمم بنا دیا۔ وہ تمام آمدنی مسجد کی دوکانات کی اپنے صرف میں لاتا رہا اُن کے انتقال پر شاہ عبدالرزاق قابض ہو گیا اور تمام زندگی دوکانات مسجد کی آمدنی اپنے صرف میں لاتا رہا اُن کے انتقال کے بعد اُن کا لڑکا احمد علی قابض ہو گیا۔ چند مسلمانان نگینہ نے اس بناء پر مقدمہ بازی کی کہ مسجد میں اُس کے پاس مستورات تعویذ گنڈہ کو آتی ہیں اور اُس کے حرکات ناگفتہ بہ ہیں۔ لہٰذا اس کو مسجد سے بے دخل کر دیا جائے۔ لیکن عدالت ہائی کورٹ نے احمد علی مذکور کو بدستور سابق قابض ومتصرف مانا۔ اور اُنھیں دکانات کی آمدنی سے بسر اوقات کرتا رہا۔ احمد علی مذکور نے اپنے انتقال پر دو لڑکے

نابالغ اور ایک لڑکی نابالغ اور ایک بیوہ وارث چھوڑے۔ چند مسلمانان نے ایک کمیٹی قائم کی جس میں چار ممبر مقرر ہوئے اور دکانات مذکورہ کے کرایہ داران نے بیوہ سے یہ کہلایا اور باور کرایا کہ ہم تیری امداد کرتے رہیں گے اور مبلغ دس روپیہ ماہوار خرچ تجھ کو اور تیرے بچوں کو دیتے رہیں گے۔ احمد علی کی بیوہ نے اُن کے کہنے پر اعتماد کر کے اس بات کو مان لیا۔ چنانچہ ممبر اُس کو آمدنی کرایہ دوکانات سے تقریباً ڈھائی سال تک دس روپیہ ماہوار دیتے رہے۔ بعد ازاں یہ تنخواہ دینی بند کر دی۔ تو جن ممبران نے یہ تنخواہ بند کی ہے وہ اس کے معاوضہ دار ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ اگر وہ جائداد اور دکانیں متعلقہ مسجد سب مسجد ہی کے لئے وقف ہیں۔ اُن میں واقف نے کسی دوسری جگہ صرف کرنے کی کوئی شرط نہیں لگائی تو اُس کا کوئی پیسہ مصالح مسجد کے سوا کسی کام میں خرچ کرنا جائز نہیں اس وقت تک جو مہتمم اول اور پھر اُن کی اولاد شاہ عبدالرزاق اور احمد علی وغیرہ نے اس کی آمدنی اپنے اوپر صرف کی یہ ناجائز و حرام تھی اُن کے ورثا نابالغان اور بیوہ نے اس آمدنی حرام سے دست برداری دیدی اس کا اجر و ثواب انشاء اللہ تعالیٰ اُن کو قیامت میں ملے گا۔ لیکن اس کے عوض میں مسجد سے دس روپیہ ماہوار اُن کو دینا جائز نہیں اور جن ممبران نے تنخواہ دینی بند کی ہے حق کیا وہ شرعاً اس کے ذمہ دار نہیں کہ عورت کو دس روپیہ ماہوار دیں لیکن چونکہ اُس سے وعدہ کیا گیا تھا اس لئے بہتر یہ ہے کہ جداگانہ کوشش کر کے خاص اس کام کے لئے چندہ کر کے اُس بیوہ کی کچھ خدمت کر دی جائے یا اگر اُسکے لڑکے اس قابل ہوں کہ مسجد کی کوئی خدمت کر سکیں تو خدمت کے صلہ میں اُن کو وظیفہ مسجد سے بھی دیا جا سکتا ہے تاکہ خلاف وعدہ نہ ہو جس پر حدیث میں وعید آئی ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ

سوال ۲۷۶ بغیر کرتہ کے صرف پاجامہ یا تہبند سے نماز کیسی ہوگی؟	تنہا پاجامہ پہنکر نماز مکروہ ہے

الجواب بغیر کرتہ کے صرف پاجامہ یا تہبند کے ساتھ نماز مکروہ ہے۔ کذا فی شرح المنیہ۔

سوال ۲۷۷ بنیان یا نیم آستین صدری سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۲) رومال سے بیٹ یا پیٹہ چھپا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟	تنہا بنیان ونیم آستین صدری کے ساتھ بھی نماز مکروہ ہے

الجواب۔ بنیان یا نیم آستین بلکہ پوری آستین کی بھی صدری پہنکر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح رومال وغیرہ سے بیٹ اور پیٹہ چھپا کر پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ کما فی عامۃ کتب الفقہ و تکرہ الصلوٰۃ فی ثیاب البذلۃ البتہ اگر کسی کے پاس دوسرا کپڑا موجود نہ ہو تو بلا کراہت نماز درست ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

۲۲

بجائے مسواک کے برش استعمال کرنا

سوال ۲۷۸ جو شخص بلا عذر بجائے مسواک کے بالوں کا برش استعمال کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب. مسواک کے بارہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جو صورت علی المواظبۃ ثابت ہو وہ تو یہی ہے کہ لکڑی سے مسواک کی جائے اور لکڑیوں میں بھی پیلو درخت کی لکڑی زیادہ پسندیدہ ہے لیکن اگر لکڑی کی مسواک اتفاقاً موجود نہ ہو تو اُنگلی سے یا موٹے کپڑے وغیرہ سے دانت صاف کر لینا مسواک کے قائم مقام ہو سکتا ہو قال فی الھدایہ وعند فقدہ یعالج بالاصبع۔ اس سے ظاہر ہوا کہ برش کا اصل حکم بھی یہی ہے کہ اگر اتفاقاً مسواک موجود نہ ہو تو اُس کا استعمال قائم مقام مسواک کے ہو جائیگا لیکن بطور فیشن اس کی عادت ڈال لینا مناسب نہیں اور نہ بلا ضرورت وہ مسواک کا قائم مقام ہوتا ہے. بالخصوص آجکل جو برش عموماً اس کام کے لئے آتے ہیں اُن میں خنزیر کے بالوں کا احتمال بھی ہے. اس لئے بہتر یہی ہے کہ برش کے استعمال سے احتراز کیا جائے. کہیں مسواک ہاتھ نہ آئے تو انگلی وغیرہ سے صاف کر لینے پر اکتفا کریں فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

سونے کے دانت بنوانا جائز ہیں

سوال ۲۷۹ کیا مرد سونے چاندی کے دانت بنوا سکتا ہے اگر جائز ہے تو اس کی علت کیا ہے؟

۲۳

الجواب. عوام کے لئے مسائل کی علت فقہاء کا فتویٰ ہے اصل قرآن وحدیث یا قیاس کے دلائل بیان کرنے میں یہ اندیشہ ہو کہ وہ دوسرے احکام میں اُنہیں علتوں سے اجتہاد کرنے لگیں جس کی نہ اُن میں اہلیت ہے اور نہ شرعی اجازت اس لئے صرف نقل فتوی پر اکتفاء کیا جاتا ہے اسی کو علت سمجھنا چاہئے مسئلہ کے متعلق عالمگیری کتاب الکراہیۃ باب عاشر صـ۲۱۲ ج ۴۔ کشوری میں ہے قال محمدؒ یشدھا بالذھب ایضاً وھو روایۃ عن الامام ابی حنیفہ ذکرہ الحاکم فی المنتقی وافتی فی خلاصۃ الفتاویٰ بجواز اتخاذ السن من الذھب۔ فقط کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ

سونے چاندی کے بٹن استعمال کرنا جائز ہیں

سوال ۲۸۰ کیا مرد کو سونے چاندی کے بٹن قمیص اور شیروانی وغیرہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو علت تخصیص کیا ہے؟

الجواب. اس مسئلہ کی تصریح درمختار کتاب الحظر والاباحۃ میں اس طرح ہے ولا باس بازرار الذھب والفضۃ فقط محمد شفیع عفرلہٗ

کسی سرکاری کاغذات میں کسی کا نام درج ہو جانے سے اُس کی ملک شرعاً ثابت نہیں ہوتی

سوال ۲۸۱ زید نے کسی وجہ سے اپنے روپیہ سے اپنی بیوی کے نام اپنی سکونت کے لئے ایک مکان خام دو سو روپیہ میں خرید کر اُسکو

اپنے روپیہ سے پختہ تعمیر کرایا۔ عرصہ تین سال چار ماہ کا ہوا کہ بیوی کا انتقال ہو گیا اُس مکان میں اُس کے لڑکے لڑکیاں وشوہر رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ مکان ملک زید رہے گا یا بیوی کا ترکہ متصور ہو کر اُس کی وارثان کو تقسیم ہوگا؟

الجواب۔ اگر فی الواقع زید نے یہ مکان اپنی زوجہ کی ملک نہ کیا تھا بلکہ کسی مصلحت سے کاغذات سرکاری میں اُس کا نام لکھوا دیا تھا تو یہ مکان زوجہ کی ملک نہیں ہوا۔ اور بعد اُس کی وفات کے اُس کے وارثوں کا اس میں حق نہ ہوگا بلکہ بدستور زید کی ملک میں رہے گا۔ کاغذات سرکاری میں کسی کا نام درج ہو جانے سے شرعاً اُس کی ملک ثابت نہیں ہوتی جبتک کہ مالک اپنی رضا سے اُس کو مالک نہ بنائے۔ اور قبضہ نہ کرائے وھذا کلہ ظاھر من عامۃ کتب الفقہ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

نکاح خوانی کی اجرت بطرز متعارف ناجائز ہے کسی کا حق نہیں	**سوال ۲۸۲** معاوضہ نکاح خوانی حق نکاح خوانی ہے یا حق زمیندار یا محلہ کی مسجد کے امام کا حق ہے یا زمینداران جس کو دلا دے اُس کا حق ہے

الجواب۔ شرعاً کسی کا حق نہیں۔ بلکہ معاوضہ نکاح خوانی متعارفہ کا لینا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ یا تو جبر فی التبرع ہے اور یا اجارہ فاسدہ اور دونوں ممنوع ہیں۔ مسائل اربعین میں حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب دہلوی رح نے خزانۃ الروایات سے اس کے متعلق عبارت ذیل نقل کی ہے و محاسنۃ القضاۃ فی دالم ظلم صریح و ھو ان یاخذ وامن الانکحۃ شیئاً ثم یجیزون اولیاء الزوج والزوجۃ بالمناکحۃ فانھم مالم یرضوا بشئی من اولیائھما لم یجیزوا بذلک فانہ حرام للقاضی والمناکح انتھی۔ البتہ بشرائط ذیل نکاح خوانی کی اجرت لینا جائز ہے اور وہ نکاح پڑھنے والے کا ہوگا۔ خواہ وہ کوئی شخص ہو۔ قاضی نکاح ہو یا کوئی۔ اور شرائط یہ ہیں (۱) نکاح پڑھنے کے لئے کسی کی خصوصیت نہ سمجھی جائے جس کا جس کو جی چاہے بلائے (۲) جس اجرت پر چاہیں جانبین رضامند ہو جائیں۔ (۳) کوئی شخص اپنے کو اس کا مستحق خاص نہ سمجھے (۴) اگر اتفاق سے کوئی دوسرا شخص یہی کام کرنے لگے تو اُس کو طبعاً ناگوار و امثال ذلک من شرائط الاجارۃ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دیدی تو تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ اس پر اجماع امت اور غیر کے دلائل کا رد	**سوال ۲۸۳** زید نے اپنی زوجہ ہندہ کے پاس کسی غیر شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھکر بخیال شبہ ارتکاب قصور زوجہ غصہ کی حالت میں تین طلاقیں دیدی بعد ازاں قصور زوجہ ثابت نہیں ہوا تو زید رجوع

کر سکتا ہے یا نہیں؟۔ اگر رجوع کر سکتا ہے تو کس صورت سے؟

مولوی صاحب ساکن اجمیری دروازہ دہلی مالک مطبع اخبار محمدی نہایت شد و مد سے بہ دلائل قرآ

وحدیث وصحابہ کرام کا عمل وفتویٰ اور بعض علمائے حنفیہ کے حوالہ سے اپنے اخبار کے تین تاریخوں کے پرچہ میں خوب مفصل لکھتے ہیں کہ ایک جلسہ میں تین طلاقیں دینا وہ ایک ہی طلاق شمار کی جاتی ہے جس سے رجوع کر سکتا ہے۔ آیا یہ دلائل مندرجہ اخبار صحیح ہیں یا نہیں ؟

الجواب۔ مطلقہ ثلثہ کا جو حکم اخبار محمدی نے لکھا ہے بالکل غلط اور اجماع امت کے خلاف ہے تمام ائمہ دین جن کی عمریں قرآن وحدیث ہی کے سمجھنے اور سمجھانے اور پڑھنے اور پڑھانے میں گذر گئی سب اس پر متفق ہیں کہ ایک ہی مرتبہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاقیں دے تو اگرچہ وہ اس طرح طلاق دینے سے گنہگار ہوا۔ لیکن طلاقیں تینوں پڑجائیں گی۔

امام مالکؒ جو حدیث نبوی کے سب سے پہلے مصنف اور سب سے بڑے محدث اور استاذ المحدثین ہیں اور امام احمد ابن حنبل جن کی تصانیف حدیث کتب حدیث کی روح ہیں، امام شافعی رح اور امام اعظم ابوحنیفہؒ جو حدیث وفقہ کے مشہور امام ہیں اور امام اوزاعی اور نخعی اور سفیان ثوری سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔ اس کے خلاف جس کسی نے کہا ہے وہ بالکل شاذ و قول مردود و مخالف اہل سنت والجماعت کے ہے۔ روافض وغیرہ نے اس کو لیا ہے کذا قالہ العینی فی شرح الصحیح البخاری ص۹۹۲ ج۴ اور صرف اتنی بات سن لینے کے بعد غالباً کسی مسلمان کو اس حماقت کی گنجائش نہیں رہتی کہ ان سب حضرات محدثین وائمۂ حدیث وفقہ کو حدیث رسول سے ناواقف قرار دے اور آج تیرہ سو برس کے بعد تمام امت کے خلاف ایک نئی شریعت امت کے سامنے پیش کرے۔

واقعہ یہ ہے کہ جن روایات کو اخبار محمدی نے اپنے مقصد کے ثبوت میں نقل کیا ہے یا منسوخ ہیں یا مؤول اور ان کے منسوخ ہونے پر خود حضرت عبداللہ بن عباس جو راوی حدیث ہیں شہادت دیتے ہیں کما اخرج ابوداؤد عن ابن عباس رض فی حدیث طویل۔ و ذلک ان الرجل کان اذا طلق امرأتہ فھو احق برجعتھا وان طلقھا ثلاثاً فنسخ ذلک فقال الطلاق مرتان الآیۃ ابوداؤد نے جو اس حدیث کے لئے باب منعقد کیا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابوداؤد کے نزدیک منسوخ ہونا ہی ہے کیونکہ ان کا ترجمۃ الباب یہ ہے (باب فی نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلث) اور یہی وجہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رض نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کے نسخ کا عام طور پر اعلان فرمایا اور ہزارہا صحابۂ کرام کی جماعت میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ فرمایا بلکہ سب نے تسلیم کرکے اس پر انعقاد اجماع کی حجت قائم کردی۔ یہ واقعہ حضرت فاروق اعظم کے اعلان کا طحاوی نے معانی الآثار میں سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اب یہ جرأت وجسارت کہ حضرت فاروق جیسے جلیل القدر صحابی بلکہ جمہور صحابۂ کرام کو اور پھر تمام امت و

25

ائمہ مجتہدین کو غلطی پر سمجھے اور آج ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد اخبار محمدی پر بذریعہ وحی حق واضح ہو یہ فقط اخبار محمدی ہی کا حصہ ہے۔ الحمد للہ کوئی مسلمان اب بھی اس کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ ہزار ہا صحابہ کرام اور کروڑوں علمائے امت اور تمام ائمہ مجتہدین نے اگر قرآن و حدیث کو معاذ اللہ نہیں سمجھا تو پھر کیا اخبار محمدی ترجمہ مشکوٰۃ دیکھکر دین کی حقیقت کو سمجھے گا ؎

سرِ خدا کہ عارف و زاہد کسے نہ گفت ✤ در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

معاذ اللہ یہ تو تلعب بالدین ہے۔ اس بحث کی مفصل تحقیق حنفیہ کی کتب مطولہ میں نہایت وضاحت سے درج ہے جس میں اخباری احمدی کی ایک ایک دلیل کا شافی جواب مذکور ہے۔ اس وقت اتنا ہی عرض کر دینا مسلمان کے لئے کافی سے زائد ہے۔ واللہ الہادی وہو الموفق۔ فقط کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

شوہر نفقہ دینے سے انکار کرے تو حاکم مسلم نکاح فسخ کر سکتا ہے

سوال ۲۸۴ مسماۃ بھوری کو اُس کا شوہر نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ اُس کو آباد کرتا ہے۔ بھوری کے باپ نے ہر طرح کوشش کی کہ بھوری کا شوہر یا خسر اُس کو لیجاویں مگر وہ بالکل انکار کرتے ہیں۔ اور اب شوہر کا کچھ پتہ نہیں گم ہے۔ اب مسماۃ بھوری دوسرا عقد کس طرح کر سکتی ہے؟

الجواب۔ صورت مذکورہ میں مسماۃ بھوری اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ اور صورت اُس کی یہ ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں یا دیندار مسلمانوں کی ایک مقتدر جماعت کی پنچائت کر کے اُس میں اپنا معاملہ پیش کرے حاکم اور سرپنچ کو شرعاً اختیار ہے کہ وہ اُس کے شوہر شریف کو طلب کرے اگر وہ آجائے تو اُس سے کہے کہ اپنی بیوی کے حقوق نان نفقہ وغیرہ ادا کرو۔ ورنہ نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔ اگر وہ انکار کرے یا حاضر نہ ہو دونوں صورتوں میں حاکم یا سرپنچ کو شرعاً اختیار ہے کہ تفریق کا حکم دیدے اور یہی حکم شرعاً طلاق کا قائمقام ہو جائے گا حکم کی تاریخ سے تین حیض عدت کے گذار کر مسماۃ کو اختیار ہو گا کہ دوسری جگہ نکاح کرے۔ وھذا فی الاصل مذھب مالک فی المفقود ومثلہ فی الاباء عن النفقۃ او اعسار الزوج وھھنا قد اجتمع امران کونہ مفقوداً او معسراً او ابیاً عن النفقۃ وفی احدھما یفسخ النکاح ففی الاثنین اولی فھذا فی الاصل مذھب الامام مالک افتی بہا علمائنا الحنفیۃ لشدۃ الضرورۃ الیہ فی بلادنا وقد صرح الشامی بما یقارب ما ذکرنا فی باب النفقۃ وکتاب المفقود الا انہ لم یذکر حکم دار الحرب وھو ما ذکرنا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

بینک کے سود کا حکم

سوال ۲۸۵ بینک میں جو روپیہ رکھا جاتا ہے اُس کا سود لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز نہیں تو خیراتی کام میں صرف کرنا بھی جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ہندوستان کو دار الحرب تسلیم کرتے ہوئے انگریزی بینک سے سود میں ائمہ کا اختلاف ہے

۲۶

امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رح جائز فرماتے ہیں اور جمہور ائمہ اور علمائے امت امام مالک امام شافعی امام احمد اور جمہور صحابہ و تابعین حرام فرماتے ہیں اور ہر نصوص قرآن و حدیث کو دیکھا جاتا ہے تو باطلاق سود کو سخت ترین حرام قرار دیتی ہیں اور کوئی استثناء و تخصیص اُس میں مذکور نہیں اور ادھر سود خواروں پر وعیدیں اس قدر شدید ہیں کہ سُنکر پتہ پانی ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ سود کھانے کے بہت سے گناہ ہیں جن میں سے ادنیٰ گناہ کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے (مشکوٰۃ باب الربوا) نیز ارشاد ہے کہ جو ایک درہم سود سے حاصل کیا جائے وہ چھتیس ۳۶ زنا سے زیادہ بدتر ہے (مشکوٰۃ) ان وعیدوں اور اُن کے اطلاق کو دیکھتے ہوئے احتیاط اسی میں ہے کہ جمہور علمائے امت کے قول پر عمل کیا جاوے جو دراصل امام صاحب کے قول پر بھی عمل ہے۔ کیونکہ اُن کے نزدیک اگر جائز بھی ہے تو واجب تو نہیں اس لئے فتویٰ یہی ہے کہ بینک کا سود لینا بھی ناجائز ہے اگر زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو رسالہ تحذیر الاخوان اور رفع الضنک عن منافع البنک ملاحظہ فرمائیں۔ فقط

صفر کے روزہ کا حکم

سوال ۲۸۶ ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ بلادِ ہند میں مشہور بایں طور ہے کہ اس دن خصوصیت سے نفلی روزہ رکھا جاتا ہے اور شام کو چُوری یا حلوا پکا کر کھایا جاتا ہے عوام اس کو چُوری روزہ یا پیر کا روزہ کہتے ہیں شرعاً اُس کی کوئی اصل ہے یا نہیں۔؟

۲۷ **الجواب۔** بالکل غلط اور بے اصل ہے اُس کو خاص طور سے رکھنا اور ثواب خاص کا عقیدہ رکھنا بدعت و ناجائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام سے کسی ایک ضعیف حدیث میں اس کا ثبوت بالالتزام مروی نہیں اور یہی دلیل ہے اس کے بطلان و فساد اور بدعت ہونے کی۔ کیونکہ کوئی عبادت ایسی نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تعلیم کرنے سے بخل کیا ہو۔ اور اسی لئے یہ بھی فرما دیا۔ کل من احدث فی امرنا فہو رد۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

متفرق مسائل نکاح وطلاق

سوال ۲۸۷ زن مومنہ نمازی۔ ایک شرابی، زانی مسلم بلکہ جو ہر افعال شنیعہ کا مرتکب ہو اس کی بیوی بننے کی مستحق ہے یا نہیں۔؟ (۲) اگر والدین نے زنِ موصوف کو بلا تحقیق ایک ایسے شخص کے عقد میں دیدی جو ہر بُرے افعال کا مرتکب ہو تو وہ اُس کی بیوی رہے گی یا نہیں۔؟ (۳) زید بحالت عتاب زبیدہ کے سر کے بال کاٹتے ہوئے اپنے گھر سے نکال دے یا میکہ پہنچا دے اور کہے کہ تم اپنی دوسری شادی کرلو ہم کو تم سے کوئی واسطہ اور سروکار نہیں۔ کیا زبیدہ زید پر حلال ہے یا نہیں۔؟ (۴) زید نے زبیدہ کو یہ الفاظ بھی کہے کہ تم ہماری نگاہوں سے دُور ہو جاؤ۔ اپنے میکہ چلی جاؤ۔ آج سے نہ تم میری بیوی نہ میں تمہارا شوہر۔ تو زبیدہ زید کی زوجیت سے باہر ہوئی یا نہیں۔؟ (۵) زید زبیدہ سے یہ کہے کہ میں تمہاری ماں سے لواطت کروں گا۔ اور تمہاری بہن سے بھی زنا کروں گا۔ آیا زبیدہ زید کی زوجہ حقیقی معنے میں رہی یا نہیں۔؟ (۶) زید اگر یہ اقرار کرے کہ جتنے

دنوں بھی زبیدہ کو رکھا ایک بازاری عورت سمجھتے ہوئے رکھا اور پھر بھی رکھیں گے تو اسی نیت سے رکھیں گے۔ اور میں کسی کے کہنے سے افعال شنیعہ سے باز نہیں آؤں گا۔ اگر زبیدہ کو منظور ہے میرا ساتھ دے ورنہ دوسرا عقد کرے۔ اس صورت میں زبیدہ کا عقد برقرار رہا یا نہیں۔؟ (۷) اگر زید اس امر کا اظہار کرے کہ زبیدہ نے میکہ جاکر اپنے سوتیلے باپ سے ناجائز تعلق پیدا کرلی لہٰذا وہ ہمارے لائق نہ رہی۔ ہماری جانب سے اُس پر طلاق ہوگئی نہ وہ میری بیوی رہی نہ میں اُس کا شوہر کیا یہ الفاظ معنے طلاق رکھتے ہیں یا نہیں۔؟ (۸) زبیدہ عرصہ ڈیڑھ سال کا میکہ میں ہے جس کے کفیل والدین ہیں اس عرصہ میں زید نے یا اُس کے والدین نے زبیدہ کے نان نفقہ کی خبر نہیں لی۔ فقط

الجواب۔ اگر بوقت نکاح عورت اور اُس کے اولیاء نے ایسے فاسق شخص سے نکاح کردیا ہے خواہ سہواً ہی کیا ہو یعنی اُس کا حال معلوم نہ تھا۔ اس لئے نکاح کردیا تو یہ نکاح صحیح اور لازم ہوگیا۔ اب نہ عورت کو اختیار فسخ ہے۔ نہ اُس کے اولیاء کو۔ البتہ اگر عورت یا اُس کے اولیاء نے منگنی یا نکاح کے وقت یہ شرط لگائی تھی کہ خاوند فاسق و بدمعاش نہ ہو۔ یا فریق ثانی نے دھوکہ دیکر یہ ظاہر کیا کہ وہ فاسق نہیں پھر معلوم ہوا کہ فاسق ہے تو زوجہ اور اُسکے اولیاء کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہے۔ قال فی الدر المختار لو زوجوھا برضاھا ولم یعلموا بعدم الکفاءۃ ثم علموا لاخیار لاحد الا اذا شرطوا الکفاءۃ او اخبرھم بھا وقت العقد فزوجوھا علی ذلک ثم ظھر انہ غیر کفولھا (۲۸) کان لھم الخیار والجیہ فلیحفظ شامی ص۳۳۲ ج۲ (۲) نمبر اول میں اس کا جواب آچکا۔ (۳) یہ الفاظ کہ تم دوسری شادی کرلو کنایہ طلاق کی قسم ثالث ہے جس کو اگر حالتِ غصہ میں یا مذاکرہ طلاق کے وقت کہے تو ایک طلاق بائنہ پڑجاتی ہے صورت مسئولہ میں بھی چونکہ غصہ میں کہا گیا ہے۔ لہٰذا ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔ (۴) یہ الفاظ کنایہ طلاق کی قسم دوم ہے جس سے بغیر نیت طلاق یا مذاکرہ طلاق کے طلاق واقع نہیں ہوتی لیکن اگر الفاظ مذکورہ ۳ حالتِ غصہ میں کہہ چکا ہے تو وہ طلاق کے لئے کافی ہیں۔ (۵) ان لفظوں سے کوئی طلاق وغیرہ نہیں پڑتی (۶) ان لفظوں کا بھی وہی حکم ہے جو ۳ میں مذکور ہوا۔ (۷) یہ الفاظ صریح طلاق کے ہیں اگر واقع میں یہ لفظ کہے ہیں تو ایک طلاق ان لفظوں سے پڑگئی خواہ نیت طلاق ہو یا نہو۔ (۸) الفاظ مذکورہ ۷ یا ۳ اگر کہے ہیں تو طلاق پڑگئی لہٰذا اب نان نفقہ کا قصہ نہ رہا۔

(نوٹ) اگر زید نے یہ الفاظ جو ۳ اور ۴ اور ۷ مذکور ہوئے مختلف اوقات میں علیحدہ علیحدہ کہے ہیں تو تین طلاقیں پڑجانے کا بھی احتمال ہے لیکن اس کا صحیح جواب جب ہوسکتا ہے جب ترتیب بتائی جائے کہ پہلے کونسے لفظ کہے اور پھر کونسے۔ فقط　　　واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع
عفی عنہ

...نہ جو خود نکاح کرے وہ معتبر ہے البتہ ...س کو خاص صورتوں میں فسخ کرسکتا ہے

سوال ۲۸۸ دختر نظام الدین نے خود جس کی عمر رجسٹر میں تیئیس سال لکھی ہے اپنا نکاح ایک شخص سے کر لیا اُس کے بعد لڑکی کے والد نظام الدین نے جبراً نکاح ...مذکورہ کا دوسری جگہ کر دیا۔ پہلا نکاح صحیح ہوگا یا دوسرا؟

الجواب۔ جب کہ لڑکی عاقلہ بالغہ ہے تو دوسرا نکاح جو والد نے جبراً کیا ہے قطعاً باطل ہے کیونکہ بالغہ عاقلہ ...جبر کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ کذافی الہدایہ وغیرہا۔ اور پہلا نکاح جو لڑکی نے خود بلا اجازت باپ کے کیا ہے ...نے کفو میں مہر مثل کے مطابق کیا ہے تو نافذ و مکمل ہوگیا اب اُس کو کوئی فسخ نہیں کرا سکتا۔ البتہ اگر نکاح ایسے ...نہیں کیا تھا یا مہر مثل سے کم میں کر لیا ہے تو باپ کو اس نکاح کے فسخ کرانے کا شرعاً اختیار ہے اور وہ بھی اس ...مسلمان کے یہاں درخواست دیکر فسخ نکاح کا حکم حاصل کرے۔ لما قال فی الھدایہ ویشترط فیہ ...پھر بھی دوسری جگہ نکاح کرنے کا کوئی حق بغیر لڑکی کی رضا کے نہیں۔ فقط محمد شفیع عفا اللہ عنہ

...ئے وصیت

سوال ۲۸۹ ایک عورت نے مرض الموت میں وصیت کی کہ میری موت کے بعد میرے ...ل سے ایک زیور طلائی (دو لڑہ) مسجد پر صرف کرنے کے لئے دیدینا۔ مرحومہ کی فوت کے بعد زیور طلائی اس کی ...ے پاس لائی کہ اس کو فروخت کر کے اپنی مسجد پر لگا دو۔ چنانچہ وہ زیور چھیانوے (۹۶) روپیہ میں فروخت کر کے سات ...ے خشت ہائے پختہ مسجد مذکورہ کے لئے خریدی جا چکی ہیں اب مسماۃ کا برادر حقیقی مطالبہ کرتا ہے کہ یہ اینٹیں واپس دو ۱۳
...سری مسجد پر خرچ کرتا ہوں۔ شریعت مطہرہ کا اس بارہ میں کیا حکم ہے؟

الجواب۔ جس نے آپ کو یہ زیور سپرد کیا ہے اگر متوفی نے اُسی کو وصیت کی تھی یعنی آپ کے سپرد کرنے والا میت کا ...یا اُس کا وکیل تب تو میت کے بھائی کا مطالبہ ناجائز۔ یہ اینٹیں اسی مسجد کی ہو چکی۔ اور اگر متوفی کا بھائی ہی وصی ...اور والدہ نے بلا اجازت اُس کے آپ کے سپرد کر دیا تو اُس کو حق ہے کہ یہاں سے لیکر دوسری مسجد میں ...لیکن اُس کے لئے بھی ایسا کرنا مناسب نہیں۔ اور یہ سب اُس وقت ہے جب کہ میت نے خود کوئی مسجد ...نہ کی ہو۔ اور اگر متوفی نے کسی خاص مسجد کو مقرر کر دیا ہو تو پھر اُسی مسجد میں دینا ضروری ہے۔ والدہ کو اور نہ بھائی کو ...خلاف کرنے کا حق نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

...کی وجہ سے قیمت بڑھانا ناجائز ...یں۔ اس کی مکمل تحقیق۔

سوال ۲۹۰ فتویٰ نمبر ۲۸۰ جو ماہ محرم میں شائع ہو چکا ہے جس کا مضمون یہ ...اُدھار کی وجہ سے قیمت بڑھانا جائز ہے یا نہیں۔ اُس پر قاضی خاں کی عبارت مندرجہ جواب نقل... ...مکرر استفتار کیا گیا اُس کا جواب یہ ہے

الجواب۔ قاضی خاں کی عبارت (لایجوز بیع الحنطۃ بثمن النسیئۃ اقل من سعر البلد فانہ ...ضرر واخذ ثمنہ حرام ایضاً۔ فی الایضاح ان البیع الحنطۃ بنقصان حکمہ البلد لاتہو

فاسد و ان اخذ الثمن بعد مضی المدۃ فھو حرام لان الثمن متفاضل بالحکم و
الربوا) مندرجہ فتاویٰ مولانا عبدالحی رح ص ۹۹ ج ۲۔ دیکھی اس کا ایک جواب تو خود اسی فتاویٰ میں صفحہ پر
کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت (قال محمد فی کتاب الحج قال ابو حنیفۃ فی الرجل یک
علی رجل مائۃ دینار الی اجل فاذا حلت قال لہ الذی علیہ الدین بعنی سلعۃ یک
ثمنہا مائۃ دینار نقدا بمائۃ و خمسین الی اجل ان ھٰذا جائز لانہما لم یشترطا
ولم یذکرا امرا یفسد بہ الشراء انتہی) مندرجہ کتاب الحج اس عبارت قاضی خاں کے معارضہ
کی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بوقت تعارض امام محمد رحمہ اللہ کی روایت کو ترجیح ہوگی اسی لئے تمام متون وش
میں اسی کی تائید کی گئی جن میں سے بہت سی عبارتیں تو فتاویٰ مذکور میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اور یہی عبار
باب المرابحہ میں ان لفظوں کی ساتھ ہے۔ الا تری ان الاجل یزاد لاجل الاجل۔

اسی طرح تمام شروح ہدایہ وکنز میں واقع ہے۔ لہٰذا اگر معارضہ تسلیم کر لیا جائے تو امام محمد رح اور جمہو
کی تصریحات کو ترجیح عبارت قاضی خاں پر متعین و متیقن ہے لیکن احقر کا خیال یہ ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ
دراصل دونوں عبارتوں میں کوئی معارضہ نہیں۔ بلکہ عبارت قاضی خاں اس پر محمول ہے کہ سوقت یو
کہ اگر نقد خرید و تو یہ قیمت ہوگی اور اُدھار خرید و تو یہ۔ یہ صورت باتفاق ناجائز ہے لما قال فی العالمگیریہ ۱۴

اور عبارت قاضی خاں کے یہ الفاظ بثمن النسیۃ الاخذ ثمنہ۔ بیان مذکور کے لئے مؤید بھی ہیں ا
الحج اور ہدایہ وکنز وغیرہ کی عبارتیں اس پر محمول ہیں کہ صلب عقد میں اس طرح نہ کہا گیا ہو کہ جس سے زیادتی
کا بعوض اجل ہونا متعین ہو جائے کیونکہ اجل و قرض کا عوض باتفاق حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صاحب
باوجود اس کے کہ باب المرابحہ میں اس کی تصریح کرتے ہیں ازدیاد ثمن لاجل الاجل جائز ہوتا ہے۔
اوائل کتاب الصلح میں لکھتے ہیں لانہ اعتیاض عن الاجل و الاعتیاض عن الاجل حرام۔

الغرض اگر زیادتی ثمن کے مقابلہ میں صلب عقد کے اندر اجل کا تذکرہ نہ ہو تو زیادتی ثمن خود مبیع کے
میں آجائے گی۔ اور اس میں ظاہر ہے کہ کوئی حرج نہیں کہ ایک مبیع کے مقابلہ میں جتنی زیادہ ثمن بھی کوئی لے
جائز ہے۔ ہاں اگر اجل کے مقابلہ میں زیادتی ثمن آئے گی تو وہ عوض اجل اور نفع قرض ہوگا۔ جس کو ہدایہ
عالمگیری نے حرام قرار دیا ہے اور جس کے متعلق حدیث میں ہے۔ کل قرض جر نفعا فھو ربوا۔ اور ق
کی عبارت کا بھی یہی محمل ہونا چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

فجر و عصر کے بعد جماعت کا تسبیح و تہلیل پڑھنا مستحب ہے اس کو درمیان دنیوی کلام بلا ضرورت اچھا نہیں۔

سوال ۲۹۱ بعد نماز عصر و فجر قبل دعا، امام جو تسبیح پڑھے
مستحب ہے یا سنت۔ اگر سنت ہے تو مؤکدہ یا غیر مؤکدہ (۲

...قبل دعا، امام و مؤذن و مقتدیوں کا باہم گفتگو کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب۔ سنت ہے مگر غیر مؤکدہ۔ کیونکہ مؤکدہ ہونے کے وجوہ اس میں موجود نہیں۔ (۲) بہتر تو یہ ہے کہ دعا ... فارغ ہوکر کلام کیا جائے تاکہ دوسروں کی تسبیح و تہلیل میں خلل نہ پڑے اور اپنے لئے بھی یہی مناسب ہے۔ کیونکہ ... نمازوں کے بعد جو دعا کی جاتی ہے اُس کی غرض یہی ہے کہ فرضوں کی ساتھ جو دعا متصل ہوگی اُس کے ... ہونے کی زیادہ توقع ہے کیونکہ حدیث میں دعا ر الصلوٰت وعقیب الصلوٰۃ کی فضیلت آئی ہے۔ اور جب دنیا ... سلسلہ کلام شروع ہوگیا تو یہ اتصال تام باقی نہ رہا۔ لیکن اگر کوئی ضروری کلام کر بھی لیا جائے تو کوئی گناہ نہیں۔ ... جو دعا مانگنا اور تسبیح و تہلیل کرنا ہی کوئی واجب یا سنت مؤکدہ نہیں ہے۔ فقط کتبہ محمد شفیع غفرلہ

...کہنا جائز ہے بشرطیکہ ... حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ نہ ہو

سوال ۲۹۲ خلاصۂ سوال یہ ہے کہ یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اصل یہ ہے کہ یا رسول اللہ کہنا نہ قطعاً جائز ہے اور نہ مطلقاً ناجائز ... تفصیل ہے کہ اگر کوئی شخص اس عقیدہ سے یا رسول اللہ کہتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہاں پر موجود ہیں ... اور میری آواز کو سنیں گے تو یہ جائز نہیں۔ بلکہ ایک نوع شرک ہے اور اگر محض تخیل کے طور پر شاعرانہ و عاشقانہ ... کہتا ہے تو جائز ہے۔ جیسے اہل معانی و بلاغت نے بیان کیا ہے کہ بعض اوقات معدوم کو موجود فرض ... اور غیر حاضر کو حاضر فرض کرکے خطاب کیا جاتا ہے اور یہ ایک نوع بلاغت ہے جو قرآن کریم میں بھی بکثرت موجود ... اشعار و نظم میں یہ نوع بلاغت بلا کسی نکیر کے تمام علماء کے نزدیک جائز بلکہ خود اجلہ علماء کا معمول ہے اور ... در حقیقت کسی عقیدہ وغیرہ کو دخل نہیں ہوتا بلکہ محبت کے آثار میں سے ہے۔ اسی لئے بعض لوگ کھنڈروں ... اور جنگلوں کو خطاب کرتے ہیں۔ کوئی بلبل و قمری کو خطاب کرتا ہے ؎

...اے کبوتر بام حرم چہ دانی ☆ زحال ماکہ جدا از حریم دلداریم

...و ظبیات القاع قلن لنا الیلای منکن ام لیلیٰ من البشر۔ وغیر ذلک۔ ہر زبان میں اس کی ... صورتیں ہیں اسی طرح محبانہ شوق میں اگر کوئی بلا عقیدہ حاضر و ناظر کے خطاب کرے تو مضائقہ نہیں۔ البتہ یہ ... کہ محض یا رسول یا رسول اللہ یا رسول اللہ کو وظیفہ بنائے اور عبادت سمجھ کر اسی لفظ کو رٹتا رہے۔ یہ بدعت ہے ... بے معنی بھی ہے۔ بخلاف یا اللہ کے کہ نفس ذکر اسم ذات عبادت ہے۔ جس صیغہ اور جس صورت سے بھی ہو۔ فقط

15

...طلاق اشارہ سے واقع ہوجاتی ہے

سوال نور محمد جو قدرتی گونگا اور بہرا ہے اُس کی شادی مسماۃ اختری ... حالت نابالغی میں ہوئی۔ ڈیڑھ سال ہوا۔ نور محمد نے بوجہ اختلاف باہمی اور ناداری کے عورت کا ہاتھ پکڑ کر ... باہر نکال دیا اور قفل مکان کا لگادیا۔ جب اُس سے طلاق کو کہا گیا تو اُس نے تحریر کا اشارہ کرکے کہا کہ جاؤ ... دی۔ اس صورت میں اُس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب۔ اگر فی الواقع مذکرہ طلاق پر اُس نے ایسا اشارہ کیا ہے جس سے حاضرین طلاق دینا سمجھے تو طلاق واقع ہوگئی بعد عدت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ اور عدت تین حیض ہیں۔ اور اگر حاملہ ہے تو وضع حمل۔ طلاق کل زوج الی قولہ اواخرس باشارتہ المعہودۃ فانہا تکون کعبارۃ الناطق استحسانا المعہودۃ ای المقرونۃ بتصویب منہ لان العادۃ منہ ذلک فکانت الاشارۃ بیانا اجملہ الاخرس شامی کتاب الطلاق ص۳۶۲ ج۲۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

کنوؤں میں ڈالنے کی سرخ دوا کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

سوال ۲۹۴ میونسپلٹی کی طرف سے جو دوا کنوئیں میں کیڑوں کے مرنے کے لئے ڈالی جاتی ہے۔ اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ بعض حضرات سے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ اس دوا میں کوئی نجاست شامل نہیں ہے اگر واقعہ یہی ہے تو پانی پاک ہے اُس کا استعمال جائز ہے۔ البتہ اگر پینا مضر ہو تو پینے میں استعمال نہ کیا جائے اس امر کا فیصلہ قطعی اُس وقت ہوسکتا ہے کہ اس دوا کے اجزاء مفردات مع کیفیات ڈاکٹروں سے تحقیق کرلئے جائیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

گانے بجانے سے جو روپیہ حاصل ہو وہ تعمیر مسجد میں نہ لگایا جائے البتہ ایک حیلہ سے لگ سکتا ہے

۱۶

سوال ۲۹۵ ایک شخص میراثی ہے اور وہ نمازی بھی ہے اور۔۔۔ کا پابند ہے۔ سوائے راگ کے اگر اس کا روپیہ تعمیر مسجد میں یا متعلقات میں لگایا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو روپیہ گانے بجانے سے حاصل کیا ہے اُس کو مسجد کے کسی کام میں نہ لگایا جائے بلکہ ایسا کی جائے کہ میراثی کسی سے روپیہ قرض لیکر مسجد میں دیدے اور پھر اس قرضہ کو جہاں سے چاہے ادا کردے روپیہ قرض لیکر مسجد میں دیا ہے۔ اس کا مسجد کی تعمیر او غسل خانہ وغیرہ ہر چیز میں لگانا جائز ہے۔ کذا فی الدر فی باب الضیافۃ من کتاب الکراہۃ۔

موقوفہ مکان کو دوسرے سے بدلنا یا فروخت کرنا جائز نہیں۔

سوال ۲۹۶ میرے دادا مرحوم نے اپنی حیات میں ایک مکان کا سدس بنام مسجد مستقل طور پر وقف کردیا تھا جس کی آمدنی کرایہ ۹ ماہوار ہے میں صرف ہوتی ہے بقیہ مکان بندہ کی رہائش میں ہے۔ ہر دو مکانات آپس میں ملحق ہیں بندہ کو بوجہ تنگی کے سخت تکلیف گوارہ کرنی پڑتی ہے۔ اگر مکان موقوف اس میں شامل ہوجاوے تو تکلیف مندرجہ سے رفع ہوسکتی ہے۔ اس صورت میں بطور بیع چار آدمی جو قیمت واجب کہدیں تو بیع ہوسکتی ہے یا نہیں۔ یا کسی دوسرے مکان سے جو مسجد کے لئے آمدنی میں باعث زیادتی ہو اور مسجد کے لئے مفید ہو تو شرعاً استبدال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جب کہ مکان موقوفہ آباد اور قابل کرایہ ہے تو اُس کا فروخت کرنا یا دوسری زمین سے بدلنا اگرچہ دوسری زمین نفع اور کرایہ میں اس سے زائد ہو) جائز نہیں۔ اعلم ان الاستبدال علی ثلاثۃ وجوہ الاوّل ان یشرطہ الواقف لنفسہ فالاستبدال فیہ جائز علی الصحیح الی قولہ والثانی ان لایشرطہ ولکن صار بحیث لاینتفع بہ بالکلیۃ بأن لایحصل منہ شئ اصلاً او لایفی بمؤنتہ فھو ایضاً جائز علی الاصح اذا کان باذن القاضی۔ والثالث ان لایشرطہ ایضاً ولکن فیہ نفع فی الجملۃ وبدلہ خیر منہ ریعاً ونفعاً وھذا لایجوز استبدالہ علی الاصح المختار کذا حررہ العلامۃ قنالی زادہ فی رسالتہ الموضوعۃ فی الاستبدال وھو ماخوذ من الفتح ایضاً وافاد صاحب البحر بمثلہ۔ شامی باختصار مطلب الاستبدال من الوقف ص۲۲۲ ج ۳۔ فقط

متعلقہ بدعات متفرقہ بر قبور اولیاء اللہ

سوال ۲۹۷ مسجد میں درگاہ ہے۔ درگاہ پر روزانہ اور جمعرات کو روشنی ہوتی ہے۔ روشنی کے لئے تیل وغیرہ کا انتظام مسجد کی آمدنی سے اور اہل محلہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ صرف درگاہ کے لئے تیل اتنی کثیر مقدار میں جمع ہو جاتا ہے کہ تمام درگاہ کی روشنی میں خرچ نہیں ہو سکتا اگر باقی ماندہ تیل کو امام مسجد اپنے ذاتی مصارف کتب بینی وغیرہ میں استعمال کرے تو جائز ہے یا نہ؟

(۲) جبکہ مسجد کے اندر حسب ضرورت کافی روشنی ہوتی ہے اور درگاہ کی روشنی کوئی فائدہ نہیں رکھتی روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں۔ نیز جمعرات کے دن جو ختم درگاہ پر ہوتا ہے اس میں شرکت کرنے والا کیا حکم رکھتا ہے؟ ١٧

(۳) بزرگان دین کے صدہا مزار ہیں جن کی فاتحہ خوانی جائز و ناجائز دونوں طرح ہو رہی ہے فاتحہ خوانی کے لئے مزاروں پر حاضر ہونے کو واجب اور فرض سمجھنا کیسا ہے۔ ایصال ثواب ہر جگہ سے ہو سکتا ہے یا مزاروں پر جانا ضروری ہے۔ نیز اس طریقہ سے دعا کرنا کہ یا حضرت آپ اللہ کے دوست ہیں اور اُس کے مقبول بندے ہیں۔ آپ خدا سے میرے لئے دعا کیجئے کہ خدا مجھے مقصد میں کامیاب کرے۔ یہ دعا جائز ہے یا نہیں۔ مزاروں پر عرس ہوتے ہیں ان میں شرکت کرنا کیسا ہے۔؟

(۴) زید سنتا ہے کہ فلاں بزرگ کی درگاہ نہایت عالی شان ہے اس کو سن کر وہ سفر طے کر کے درگاہ کو دیکھنے کو جاتا ہے۔ یہ جانا کیسا ہے۔

(۵) زید کہتا ہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو فلاں بزرگ کی درگاہ پر چادر چڑھاؤں گا۔ اور وہاں بنام خدا نیاز کروں گا۔ یہ کیسا ہے؟ اگر زید کا کام حسب منشا ہو جائے تو چادر چڑھانا اُس پر واجب ہے یا نہیں؟

(۶) مولود شریف جو مروجہ طریقہ سے ہوتا ہے کیا حکم رکھتا ہے۔ مولود میں قیام جائز ہے یا نہیں۔؟

(۷) شیخ عبدالقادر جیلانی کی گیارہویں ایصال ثواب کے لئے جائز ہے یا نہیں۔؟

(۸) بزرگوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لئے جو کھانا مزاروں پر بھیجا جاتا ہے جائز ہے یا نہیں۔ اگر مکان میں فاتحہ دلاکر ایصالِ ثواب کر دیا جائے تو کیا ثواب کم ہوتا ہے۔ جیسے اکثر لوگوں کا مقولہ ہے کہ نیاز قبول نہیں ہو سکتی جب تک مزاروں پر نہ بھیجی جائے؟

(۹) حضرت امام حسین علیہ السلام کی فاتحہ خوانی جو عشرۂ محرم میں ہوتی ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔ نیز ان کا ذکرِ شہادت پڑھنا کیسا ہے؟ فقط

الجواب۔ قبروں پر چراغ جلانا جائز نہیں حدیث میں ہے لعن اللّٰہ زائرات القبور والمتخذین علیہا السراج۔ اس لئے جو تیل درگاہ کی روشنی کے لئے دیا جاتا ہے۔ اُس کو اصل مزار پر جلانا نہ چاہئے۔ البتہ اگر مزار کے متعلق حجرے ہوں یا راستہ پر روشنی کی ضرورت ہو وہاں جلایا جاسکتا ہے۔ اور اگر کوئی مسجد درگاہ ہی کے متعلقات میں سے ہو تو اُس مسجد میں بھی یہ تیل جلایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح حجرۂ امام اگر متعلقاتِ درگاہ میں ہو تو اُس میں بھی جلا سکتے ہیں۔ ورنہ بلا اجازت مالک دوسری جگہ استعمال کرنا جائز نہیں۔ اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ تیل بطور نذر مزار پر چڑھایا ہے تو کسی جگہ بھی اُس کا استعمال جائز نہیں۔ کیونکہ غیر اللہ کے نام کی نذر حرام ہے اور اُس چیز کا استعمال بھی حرام ہے جس کی نذر کی گئی ہو۔ صرح بہ فی البحر الرائق من کتاب النذر۔

(۲) قبر پر چراغ جلانا حرام ہے۔ کما مر۔ اور ختمِ قرآن میں اگر دوسری بدعات نہ ہوں تو شرکت میں مضائقہ نہیں۔ لیکن پھر بھی ترک اولیٰ ہے کہ یہ چیزیں اگرچہ بالفعل بدعات نہ ہوں رفتہ رفتہ بدعت سے بھی آگے تجاوز کر جاتی ہیں۔ ۱۸

(۳) ایصالِ ثواب کے لئے قبر پر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہر جگہ سے پہنچتا ہے۔ البتہ قبر پر جانے سے دوسرے فوائد ہیں عامہ مؤمنین کی قبروں پر جانے سے عبرت اور اعزاء واقربا کی قبروں پر عبرت کے ساتھ ادائے حق بھی اور بزرگوں کی قبروں پر اس کی ساتھ برکات بھی۔ دعا میں صاحبِ قبر کو خطاب نہ کرنا چاہئے بلکہ یوں دعا کرے تو مضائقہ نہیں کہ یا اللہ فلاں مقبول بندے کے طفیل سے ہمارا کام کر دے۔

(۴) اگر وہاں بدعات ومنکرات میں مبتلا نہ ہو تو جائز ہے۔ (۵) چادر قبر پر چڑھانا خود بھی ناجائز ہے اور نذر اس کی کرنا دوسرا گناہ ہے۔ اور یہ نذر صحیح بھی نہیں ہوئی۔ (۶) ناجائز ہے اور اگر بدعات وتعینات مروجہ سے خالی ہو تو جائز ہے۔ (۷) ایصالِ ثواب جائز ہے بشرطیکہ گیارھویں کی تخصیص نہ کرے۔

(۸) مزار پر بھیجنا فضول اور لایعنی حرکت ہے۔ ہر جگہ سے ایصالِ ثواب ہو سکتا ہے۔ اور اگر یہ عقیدہ ہے کہ اس کے بغیر ثواب ہی نہ پہنچے گا تو بدعت بھی۔ (۹) ایصالِ ثواب یا ذکرِ شہادت کے لئے عشرۂ محرم کی تخصیص لغو اور بدعت ہے بلا تعیین کبھی کسی وقت اور کبھی کسی وقت کرے تو جائز اور ثوابِ عظیم ہے فقط محمد شفیع غفرلہ

خلع کے لئے مرد و عورت دونوں کی رضا اور الفاظ خلع یا طلاق ضروری ہیں۔

سوال ۲۹۸ سید امیر علی نے انگریزی قانون کی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر عورت اور مرد کا آپس میں اتفاق نہ ہوتا ہو تو عورت قاضی کے یہاں دعوی کرے اور نااتفاقی پر گواہ پیش کرے تو قاضی مرد کو جبراً عورت سے مال دلواکر فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے۔ اور بخاری باب الخلع کا حوالہ دیا ہے۔ آیا حدیث بخاری امرأۃ ثابت بن قیس الحدیث اور آیۃ الطلاق مرتان سے یہ مسئلہ نکل سکتا ہے یا نہیں۔ اور حنفی قاضی اس پر فیصلہ کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ صورتِ مذکورہ میں خلع کے لئے مرد کی رضا شرط ہے قاضی کو اختیار نہیں کہ محض آپس کی ناموافقت طبع کی وجہ سے بدون خاوند کی طلاق یا خلع کے فسخ نکاح کا حکم کردے اور جبراً عورت سے مال دلوادے اور صحیح بخاری میں جو امرأۃ ثابت بن قیس کی حدیث اس معاملہ میں مذکور ہے اُس سے ہرگز یہ مضمون نہیں نکلتا جو قانون میں درج کیا گیا۔ کیونکہ اُس کے آخری جملے یہ ہیں۔ اتردین علیہ حدیقۃ قالت نعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل الحدیقۃ وطلقہا تطلیقۃ رواہ البخاری کذا فی المشکوٰۃ باب الخلع ان الفاظ میں تصریح ہے کہ امرأۃ ثابت کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مال دینے پر اور ثابت کو طلاق دینے پر مجبور نہیں فرمایا بلکہ عورت سے دریافت فرمایا کہ تم مال دینے پر راضی ہو۔ اُس کے اظہارِ رضا کرنے کے بعد ثابت
19 خاوند سے فرمایا کہ طلاق دیدو۔ اگر قاضی کو حق تھا کہ عورت کو مال دینے پر مجبور کرے اور پھر بلا طلاق خاوند فسخ کا حکم دیدے تو آپ یہ کیوں فرماتے اتردین علیہ حدیقۃ نیز طلقہا تطلیقۃ۔ بلکہ الفاظ مذکورہ تو صاف دلیل اس کی ہیں کہ کسی قسم کا جبر نہ عورت پر کیا گیا نہ مرد پر۔ اور نہ بلا طلاق خاوند فسخ کا حکم دیا گیا۔ اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے کہ خلع میں رضاء طرفین شرط ہے اور پھر بھی بغیر الفاظ مخصوصہ کے طلاق واقع نہیں ہوتی قال فی البدائع واما رکنہ یعنی الخلع اذا کان بعوض الایجاب والقبول لانہ عقد علی الاطلاق بعوض فلا تقع الفرقۃ ولا یستحق العوض بدون القبول۔ شامی کتاب الطلاق ص۵۷۳ ج۲۔ البتہ یہ دوسری بات ہے کہ اگر خاوند عورت کے حقوق ادا نہ کرتا ہو تو قاضی اُس کو مجبور کرے کہ حقوق ادا کرو ورنہ اُسی کو اسی پر مجبور کرے کہ طلاق دیدے اگر اس طرح مجبور کرکے طلاق خود خاوند سے دلوادے تو طلاق بلاشبہ پڑ جائے گی وھو ظاہر مگر بلا طلاق خاوند حاکم خود فسخ کا حکم صورتِ مسئولہ میں نہیں دے سکتا۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

عبدالرحمٰن کو رحمٰن کہکر پکارنا بُرا ہے اور اجکل یہ نام نہ رکھنا اولیٰ ہے

سوال ۲۹۹۔ کسی کا نام عبدالرحمٰن اور کسی کا عبدالغفور۔ اور کسی کا عبدالشکور ہے۔ مگر پکارنے والے صرف رحمٰن اور غفور و شکور پکارتے ہیں یہ گناہ کبیرہ ہے یا نہیں؟

الجواب۔ چونکہ پکارنے والوں کی غرض اس لفظ سے عبدالرحمٰن اور عبدالغفور ہی ہوتی ہے۔

صرف اختصار کے لئے ایسا کرتے ہیں اس لئے گناہ کبیرہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں البتہ ایسا کرنے میں ایک قسم کا سوءادب ہے اس لئے نامناسب ہے اور اسی بناء پر آج کل ایسے نام رکھنا بھی خلاف اولی اور نامناسب ہے کیونکہ عموماً لوگ ایسا اختصار کرتے ہیں۔ باقی لفظ شکور اس میں تو کوئی مضائقہ ہی نہیں کیونکہ یہ لفظ حق تعالی کی ساتھ خاص نہیں۔اگر خود کسی کا نام ہی فقط شکور رکھدیا جائے تو جائز ہے۔ ایسے ہی رحیم اور علی اور کبیر اور رشید وغیرہ جو اسمائے الٰہیہ میں سے ہیں لیکن مخصوص بذات حق تعالی نہیں وہ بھی اگر کسی کا نام رکھدیئے جائیں تو جائز ہے۔ قال فی العالمگیریۃ فی الباب الثانی والعشرین من کتاب الکراھۃ احب الاسماء الی اللہ تعالی عبد اللہ و عبد الرحمن لکن التسمیۃ بغیر ھذہ الاسماء فی ھذا الزمان اولی لان العوام یصغرون ھذہ الاسماء للنداء و التسمیۃ باسم یوجد فی کتاب اللہ کالعلی و الکبیر و الرشید و البدیع جائز لانہ من الاسماء المشترکۃ فقط

عورت کی ذات یا قوم کو طلاق دینے سے عورت مطلقہ ہوجاتی ہے

سوال ۳۰۰ زید نے اپنی بیوی سے غصہ کی حالت میں یہ کہا کہ طلاق ہے تیری ذات پر کہ جو تو آج شام کو یہاں رہے۔ اور وہ گھر موجود ہے۔ اور دو دفعہ کہا ہے۔ اور زید ذات سے مراد اُس کے خاندان کو سمجھا ہوا ہے اور قوم کو۔ اور اکثر لڑائی جھگڑہ میں زید نے اپنی بیوی کو چار پانچ سال کے اندر چند مرتبہ یہ لفظ زبان سے نکالا ہے۔ چونکہ زید کا خیال ان لفظوں سے اُس کو غیرت اور شرم دلانے کا تھا تو اس بارہ میں حکم شریعت کیا ہے۔؟

الجواب۔ یہ شخص چونکہ لفظ طلاق دو مرتبہ سے زائد حسب تصریح سوال کہہ چکا ہے۔ اس لئے عورت پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئی اور اب دوبارہ بغیر حلالہ اس کے نکاح میں کسی طرح نہیں آسکتی۔ طلاق کے لفظ بولنے میں نیت پر مدار نہیں نیت جو کچھ بھی ہو طلاق ضرور پڑجاتی ہے باقی رہا یہ کہنا کہ ذات سے مراد قوم اور اُس کا خاندان سمجھا ہوا تھا سو اس سے بھی کچھ کام نہیں چلتا کیونکہ اس خاندان میں یہ عورت بھی داخل ہے اس پر بھی ضمناً طلاق پڑے گی۔ کما صرح بہ فی العالمگیریہ و لو قال نساء ھذہ البلدۃ او القریۃ طوالق و فیھا امرأتہ طلقت کذا فی۔ فتاوی قاضی خان عالمگیری ص ۳۱۶ مصری فقط

واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

نکاح سے سات ماہ بعد جو بچہ پیدا ہو وہ خاوند ہی کا ہے اُس پر بدظنی کرنا گناہ ہے۔

سوال ۳۰۱ زید نے ہندہ سے نکاح کیا بعد ساڑھے سات ماہ کے ہندہ کے لڑکا پیدا ہوا تو لوگوں نے زید پر طعنہ زنی شروع کی اور کہنے لگے کہ یہ بچہ زید کے نطفہ سے نہیں ہے۔ کیونکہ ہم عرف میں اکثر دیکھتے ہیں کہ نو مہینہ کے بعد بچہ پیدا ہوتا ہے۔ آیا لوگوں کا کہنا صحیح ہے یا نہیں ؟۔

الجواب۔ شرعاً ادنیٰ مدت حمل چھ ماہ ہے بعد نکاح چھ ماہ کے جو بچہ پیدا ہو وہ شرعاً خاوند ہی کا بچہ ہے اُس پر بلا وجہ بدظنی کرنا اور تہمت رکھنا سخت گناہ ہے۔ بالخصوص سات آٹھ ماہ کے بعد تو بچہ کا پیدا ہو جانا اور زندہ رہنا بکثرت محقق ہے۔ اس پر طعنہ زنی سخت گناہ ہے۔ اگر دارالاسلام ہوتا تو طعنہ زنی کرنے والوں پر حد جاری کی جاتی۔ لیکن ہندوستان میں بحالت موجودہ حدود جاری نہیں ہو سکتی۔ بہر حال یہ بچہ شرعاً زید ہی کا ہے اور ثابت النسب ہے محض اس وجہ سے کہ ساڑھے سات ماہ میں پیدا ہوا ہے بدظنی کرنا ہرگز جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ الذین یرمون المحصنٰت الغافلات المومنات الآیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

پچھلی صف میں کوئی آدمی اکیلا ہو تو اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچنے کا حکم

سوال ۳۰۲۔ اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ جماعت ہو رہی ہو۔ اور صف میں جگہ نہیں تو وہ شخص کس جگہ کھڑا ہو۔ بہشتی گوہر میں مولانا اشرف علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ صف میں سے ایک آدمی کو کھینچ لے۔ تو کس جانب سے کھینچے۔

(۱۹)

الجواب۔ آجکل چونکہ جہالت عام ہے اگر اگلی صف سے کسی کو کھینچا گیا تو غالب گمان یہ ہے کہ وہ کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے گا کہ نماز خراب ہو جائے۔ اس لئے کسی کو کھینچنا مناسب نہیں تنہا پچھلی صف میں مجبوراً کھڑا ہو جائے۔ جیسا کہ خود حضرت مولانا موصوف دام مجدہم نے بہشتی گوہر میں اس کی تصریح فرما دی ہے۔ اور اگر آدمی سمجھدار مسائل جاننے والے ہوں اور اس کا خطرہ نہ ہو کہ نماز فاسد کرلے گا تو یوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بائیں جانب سے کسی کو کھینچ لے اور اگر داہنی جانب سے کھینچے تو بھی مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

باجازت راہن بھی مرہون کا نفع لینا جائز نہیں

سوال ۳۰۲ کیا اجازت راہن سے مرہون کا نفع کھانا مرتہن کو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب شئی مرہون کا نفع حاصل کرنا صحیح یہ ہے کہ باجازت راہن بھی جائز نہیں قال الشامی قلت والغالب من احوال الناس انہم انما یریدون عند الدفع الانتفاع ولولاہ لما اعطاہ الدراھم وھذا بمنزلۃ الشرط لان المعروف کالمشروط وھو مما یعین المنع۔ شامی کتاب الرھن صفحہ ۳۲۹ جلد ۵

ہندوستان دارالحرب ہے

سوال ۳۰۳ ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام یا دارالامان۔ کیا دارالامان بھی دارالحرب کی قسم ہے؟

الجواب۔ ہندوستان موجودہ زمانہ میں ہمارے حضرات کے نزدیک دارالحرب ہے۔ اور دارالامان اگرچہ دارالحرب کی کوئی قسم نہیں لیکن دارالحرب والوں سے صلح و مسالمت شرعاً جائز ہے۔ اور مسالمت کی صورت میں امن قائم رکھنا ضروری ہو جاتا ہے اس لئے اگر کوئی دارالحرب کو بحالت مسالمت دارالامان کہدے تو مضائقہ نہیں۔ هذا هو المستفاد من الشامی باب الاستیمان۔ فقط کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

دارالحرب میں غیر مسلموں سے سود لینے کا حکم

سوال ۳۰۴ کیا ہندوستان میں آجکل سرکاری بنک اور ڈاکخانہ اور غیر مسلموں سے سود لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ دارالحرب میں غیر مسلموں سے سود لینے میں اختلاف ہے۔ امام اعظم اور امام محمدؒ جائز فرماتے ہیں۔ اور جمہور علماء اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمدؒ اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسفؒ حرام فرماتے ہیں۔ روایات اور آیات قرآن کریم میں بظاہر مطلقاً سود کی حرمت اور سخت سخت وعیدیں مذکور ہیں۔ اس لئے احتیاط یہی ہے کہ ناجائز قرار دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

ولدالزنا نے دھوکہ دیکر شریف عورت سے نکاح کرلیا تو اُس کو فسخ کا اختیار ہے۔

سوال ۳۰۵ میرے والد کو چند لوگوں نے دھوکہ دیکر میرا نکاح مسمی مولوی کی ساتھ بعوض مبلغ پانسو روپیہ ایک اشرفی مورخہ ۲۹ رشوال ۱۳۲۹ھ کرادیا۔ نکاح کے بعد فوراً معلوم ہوا کہ مسمی مولوی اپنے باپ کے مرنے کے اور ماں کے بیوہ ہونے کے چار برس بعد پیدا ہوا ہے۔ اس لئے تمام برادری کا اتفاق اُس کے حرامی ہونے پر ہو گیا ہے۔ جب مجھکو معلوم ہوا تو اُس کے گھر جانے سے انکار کر دیا کیونکہ میرا کفو نہیں اس بارہ میں حکم شرعی کیا ہے؟

الجواب۔ اگر واقع میں دھوکہ دیا گیا ہے یعنی بوقت نکاح یا بوقت منگنی وغیرہ اپنے آپکو یہ ظاہر کیا کہ میں فلاں شخص کا بیٹا ہوں تو عورت اور اُس کے اولیاء دونوں کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہے۔ قال فی الدر المختار قبیل باب العدۃ ص۳۵ ج ۲۔ وافاد البهنسی انه لو تزوج على انه حر او سنی او قادر على المهر والنفقة فبان بخلافه او على انه فلان بن فلان فاذا هو لقيط او ابن زنا كان لها الخيار فليحفظ۔ وقال الشامی فی باب الكفاءة منه وقال عن البحر لو انتسب الزوج لها نسباً غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفو فحق الفسخ ثابت للكل يعنى للمرأة والاولياء وان كان كفوا فحق الفسخ لها دون الاولياء۔

عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اگر واقع میں دھوکہ دیا ہے تو نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا۔ کما فی الدر المختار الكفاءة معتبرة عند ابتداء العقد للزومه او لصحته قال الشامی والثانی على رواية الحسن كما قدمنا اول الباب السابق اختلاف الافتاء فيهما وان رواية الحسن احوط شامی باب الكفاءة

لہٰذا عورت کو اختیار ہے کہ صورت مذکورہ میں اپنا نکاح دوسری جگہ کرے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ حاکمِ وقت سے اجازت لیکر ایسا کرے، تاکہ قانونی گرفت میں نہ آئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

الجواب صحیح بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ

مسجد میں دریاں اور شطرنجیاں بچھانا

سوال ۳۰۶ ایک شخص مسجد میں دریاں شطرنجیاں بچھانے سے منع کرتا ہے اور روکتا ہے مسجد کی تمام شطرنجیاں اور دریاں بیکار رکھی ہیں۔ اس بارہ میں کیا حکم ہے؟

الجواب۔ اصل میں تو بہتر یہی ہے کہ مسجد میں ایسے تکلفات سے پرہیز کیا جائے اور اسی لئے مسجد کے روپیہ آمدنی سے ایسے تکلفات کی چیزیں خریدنا جائز نہیں۔ لیکن اگر مسجد میں پہلے سے دریاں اور شطرنجیاں موجود ہوں تو اُن کا استعمال کرنا کوئی حرج نہیں بلکہ روکنے میں مال کا ضائع کرنا اور غرض واقف کے خلاف کرنا لازم آتا ہے اس لئے جس مسجد میں کہ دریاں موجود ہیں، بچھانے سے روکنا نہ چاہئے۔ فقط محمد شفیع عفرلہٗ

شوہر زوجہ کو نفقہ نہ دے تو عورت کس طرح نکاح فسخ کرے

سوال ۳۰۷ ایک شخص اپنی زوجہ کو نان نفقہ نہیں دیتا اور کسی قسم کی خبرگیری نہیں کرتا۔ اور حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا۔ اور طلاق بھی نہیں دیتا تو ایسی صورت میں مظلوم عورت کو کیا کرنا چاہئے۔؟

(۲۱) **الجواب**۔ اگر فی الواقع شوہر اپنی زوجہ کی خبرگیری نہیں کرتا اور نان نفقہ و دیگر حقوقِ زوجیت ادا نہیں کرتا تو عورت اپنا نکاح اس طرح فسخ کرا سکتی ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں یا دیندار مسلمانوں کی پنچائت میں اپنا معاملہ پیش کرے حاکم اور سرپنچ خاوند کو مجبور کریں کہ یا تو اپنی زوجہ کے حقوق نان نفقہ وغیرہ حسب قواعد شرعیہ ادا کرے۔ ورنہ طلاق دے۔ اور اگر وہ دونوں صورتوں کو منظور نہ کرے تو حاکم یا سرپنچ کو شرعاً اختیار ہے کہ تفریق کا حکم کردیں۔ اور یہی حکم شرعاً طلاق کا قائم مقام ہو جائے گا۔ وھذا فی الاصل مذھب مالک والشافعی افتی بہ علمائنا الحنفیۃ لشدۃ الضرورۃ الیہ وقد صرح الشامی فی باب النفقۃ بما یقاربہ ولکنہ ذکر حکم دار الاسلام و ما حکم دار الحرب فما قلنا۔

اور اگر اس وقت حاکم اور سرپنچ کے سامنے وہ ادائے حقوق کا وعدہ کرکے زوجہ کو لیجائے اور بعد میں پھر اُس پر ظلم کرے۔ یعنی حقوق نان نفقہ وغیرہ ادا نہ کرے تو پھر دوبارہ عورت کو اسی استغاثہ کا حق حاصل ہوگا۔

بدعات متعلقہ طعام میت

سوال ۳۰۸ ہمارے یہاں رواج ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اُس کے وارثوں کو تدفین میت سے پہلے تمام آبادی کے لئے کھانا تیار کرنا پڑتا ہے۔ تاکہ بعد از تدفین فوراً اُس ماتم کدہ میں آکر اہل دیہ کھانا کھاویں۔ اس طرح کھانے کا انتظام نہ کرنا اہل میت کے لئے ننگ و عار کا موجب ہوتا ہے ایسے کھانے میں زیادہ مراعات تونگروں اور غنیوں کی رکھی جاتی ہے۔ شاذو نادر ہی کوئی مسافر یا مسکین اس سے تناول کرسکتا ہی

ایسی دعوت کو صدقہ خیرات کہا جا سکتا ہے اور اس میں شریک ہو کر کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اور امید ثواب ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ یہ رسم بالکل بدعت و ناجائز ہے اور علاوہ بدعت ہونے کے اسراف محض ہونے کی وجہ سے بھی حرام ہے نیز اس لئے بھی کہ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی حالت اس کی مقتضی ہے کہ اپنے پیسہ پیسہ کو احتیاط سے خرچ کریں قرض سے بچیں اور اس رسم کے ہوتے قرض سے بچنا تقریباً ناممکن ہے۔ فی اخر الجنائز من فتح القدیر ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ روی الامام احمد عن جریر بن عبد اللہ قال کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ۔

اور اس دعوت میں اغنیاء کو کھلانا اور بھی زیادہ ظلم علی ظلم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

| بعض احکام رضاعت | **سوال ۲۰۹** عمر کی دو عورتیں ہیں بانو، حمیدہ۔ رشیدہ سے ایک لڑکا ایک لڑکی ہے۔ حمیدہ کی |

دختر کے ایک لڑکے نے اپنی سوتیلی نانی یعنی بانو کا دودھ پیا ہے۔ ایسی صورت میں حمیدہ کی دختر کے لڑکے کا عقد کیا حمیدہ کے لڑکے کی دختر کے ساتھ جائز ہے۔ رضاعی صورت سے لڑکا لڑکی کا چچا ہوتا ہے؟ (۲) بچہ کے دودھ پینے کی شریعت میں کوئی تعداد مقرر ہے۔ ایک مرتبہ دو مرتبہ؟ (۳) اگر صورت اول میں عقد سہواً ہو گیا ہو تو شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲۲)

الجواب۔ غالباً سوال میں غلطی سے لفظ رشیدہ لکھا گیا ہے صحیح اس کی جگہ بانو ہے اگر واقع میں ایسا ہی ہے یعنی حمیدہ کا نواسہ جو بانو کا رضاعی بیٹا ہے اس کا اور بانو کی پوتی کا آپس میں نکاح مقصود ہے تو حکم شرعی یہ ہے کہ یہ نکاح جائز نہیں کیونکہ نسبی چچا سے نکاح حلال نہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ جو عورتیں نسب سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا رضاعی چچا سے بھی نکاح جائز نہیں۔ فانہ لیس من المستثنیات المعروفۃ قال فی الدر المختار ولا حل بین الرضیعۃ وولد مرضعتھا ای اللتی ارضعتھا وولد ولدھا لانہ ولد الاخ۔ قلت کذلک بنت الاخ حیث لا فرق بین الذکر والانثی۔ (۲) کوئی مقدار محدود نہیں صرف اتنا کافی ہے کہ ایک مرتبہ دودھ بچہ کے حلق سے اتر جائے۔ کذا فی عامۃ کتب الفقہ۔ (۳) اگر سہواً مرد و عورت مذکورہ بالا کا نکاح کر دیا گیا ہے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ فوراً دونوں میں تفریق کر دینی چاہیئے۔ فقط محمد شفیع غفرلہٗ۔

| نذر و نیاز کا مال اغنیاء کو جائز ہے یا نہیں؟ | **سوال ۲۱۰** نذر اللہ مستطیع شخص کے لئے کھانا حلال ہے یا حرام؟ |

الجواب۔ نذر اللہ کی مختلف صورتیں ہیں۔ اگر اس طرح نذر کی ہے کہ اس قدر مال للہ کے لئے صدقہ کروں گا تو اس کے مستحق صرف فقراء ہیں۔ اغنیاء کو کھانا حرام ہے۔ اور اگر اس کی نذر کی ہے کہ میں مجاہدین یا طلبائے دین کے اوپر خرچ کروں گا تو اس میں مجاہدین اور طلباء اغنیاء کو بھی کھانا اور کھلانا درست و صحیح ہے۔ فی البحر نذر ان

یتصدق بما ینار علی الاغنیاء ینبغی ان لا یصح قلت و ینبغی ان یصح اذا نوی ابناء السبیل لانھم محل الزکوٰۃ۔ قلت دلیل وجہ عدم الصحۃ فی الاول عدم کونھا قربۃ الخ شامی باب النذر ص ۳۷ ج ۳

روافض کے گھر کا کھانا

سوال ۱۱۳۱ روافض کے گھر سے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ وہ صحابۂ کرام رضؓ کو گالی گلوچ کرتے ہیں اور کھانا بھی ان کا مشتبہ ہوتا ہے؟

الجواب۔ اگر اُس میں گمان غالب اس کا ہے کہ اُنھوں نے کوئی نجاست وغیرہ ملائی ہے جیسا کہ بعض متعصب روافض کے متعلق بہت سے لوگوں کے بیانات سے معلوم ہوا ہے۔ تب تو اُس کا کھانا ناجائز ہے۔ اور اگر یہ گمان غالب نہیں تو پھر بھی اُن کا کھانا کھانا باوجود اس کے کہ وہ صحابۂ کرام پر تبرا کرتے ہیں۔ نہایت بے غیرتی ہے۔ کسی شریف آدمی سے نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی آدمی اُس کے باپ دادا کو گالیاں دے اور وہ پھر اُس کے یہاں کھانا کھائے۔ البتہ مواقع ضرورت میں اگر ناپاکی کا گمان غالب نہ ہو تو سخت ضرورت کی وجہ سے کھا لینا مضائقہ نہیں۔ فقط محمد شفیع غفرلہٗ

مجنون کی بیع کا حکم

سوال ۱۱۳۲ محمد صادق علی خاں کو دورۂ جنون تھا۔ بعض اوقات تین چار روز تک صحیح العقل رہتے تھے قدرے فتور اس حالت میں بھی رہتا تھا اور دورہ کے وقت قطعی مخبوط الحواس ہوتے تھے۔ چند آدمیوں کے سامنے اُنھوں نے صحیح حالت میں یہ تاکید کی کہ لڑکیوں کا حق نہ مارنا۔ اُن کی دو لڑکیاں ایک لڑکا موجود ہے لڑکے نے اُن سے کل جائداد کا بیعنامہ کرا لیا ہے صحیح ہے یا نہیں؟

(۲۳)

الجواب۔ یہ بیعنامہ اگر بحالتِ جنون کیا ہے تو بیع صحیح و نافذ نہیں ہوئی۔ لہٰذا لڑکیاں بھی اس جائداد میں حسب حصہ شرعیہ شریک ہیں۔ اور اگر بحالتِ صحت کیا ہے اور اس حالت میں بھی اُس کی عقل میں کچھ فتور رہتا تھا جیسا سوال میں مذکور ہے۔ تو یہ بیعنامہ ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر ولی نے بوقت معاملہ اس بیعنامہ کو نافذ کیا تو نافذ ہو جائے گا۔ بشرطیکہ اُس میں غبن فاحش نہ ہو ورنہ نہیں۔ ولی مجنون کے لئے اُس کا باپ ہے یا جس کو اس کے باپ نے وصیت کی ہو پھر دادا پھر اُس کا وصی اور یہ کچھ نہ ہو تو پھر حاکم اسلام اُس کا ولی ہے بیٹے کو اس بارہ میں ولی نہیں قرار دیا گیا ہے۔

الغرض اگر حالتِ مذکورہ میں بیع نامہ کیا ہے اور اُس کے ولی نے بھی اجازت دیدی تو بیع نامہ صحیح ہو گیا جائداد میں لڑکیوں کا کوئی حق نہ رہا۔ البتہ جس قیمت پر بیع نامہ کیا گیا ہے۔ اگر وہ قیمت اس نے مجنون یا اُس کی ولی کے سپرد نہیں کی تو اس قیمت کا مطالبہ لڑکیاں اپنے اپنے حصہ کے مطابق کر سکتی ہیں۔ اور عبارت سوال کی معلوم ہوتا ہے کہ بیٹے نے فقط بیع نامہ لکھوا لیا تھا۔ قیمت وغیرہ نہ دی تھی کیونکہ وہ لڑکیوں کے حق کو ثابت تسلیم کرتا ہے والدلیل علیہ ما فی الدر المختار باب الماذون وتصرف الصبی و المعتوہ الذی یعقل البیع والشراء ان کان نافعاً محضاً کالاسلام والاتہاب صح بلا اذن وان کان ضاراً

کالطلاق والعتاق والصدقۃ والقرض لا- وان اذن بہ ولیھم او ما تردد بین النفع والضرر کالبیع والشراء توقف علی الاذن انتھی ثم قال بعد ذلک وولیہ ابوہ ثم وصیہ ووصی وصیہ ثم جدہ ثم وصیہ ثم وصی وصیہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

| زوجہ کے متعلق یہ کہنا کہ طلاق ہی سہی | **سوال ۳۱۳** زید نے اپنے ماموں سے اپنی بیوی کی شکایت کی انہوں نے جواب |

دیا کہ یا تو ضبط کرو ورنہ طلاق دیدو چنانچہ زید نے بحالت غصہ یہ کہدیا کہ طلاق ہی سہی۔ اب زید نادم ہے اور زوجہ کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں۔ زید کو کیا کرنا چاہئے۔ زید کی زوجہ حاملہ بھی ہے؟

الجواب۔ الفاظ مذکورہ سے ایک طلاق رجعی پڑگئی جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر خاوند کو رجعت کر لینے کا حق ہے اور اس رجعت میں عورت کی رضامندی شرط نہیں۔ اور جبکہ یہ عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل تک ہے اس سے پہلے پہلے رجعت کر سکتا ہے۔ صورت رجعت یہ ہے کہ زبان سے کہدے کہ میں نے رجعت کر لی۔ اور پھر اس کی ساتھ تعلقات زن وشوہری قائم کرے۔ اور مستحب یہ ہے کہ رجعت کرنے پر دو گواہ کرے۔ قال فی الدر المختار وتصح ای الرجعۃ بنحو راجعتک وبالفعل مع الکراھۃ بکل ما یوجب حرمۃ المصاھرۃ کمس الی قولہ وان ابت انتھی۔ ای سواء رضیت بعد علمھا او ابت شامی من الرجعۃ ص۵۲۵ ج۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

| مسجد کے قرب میں مسجد سے اونچی تعمیر بنانا جائز ہے | **سوال ۳۱۴** مسجد کے پہلو میں مسجد سے اونچی تعمیر بنانے کا شرعاً |

کیا حکم ہے؟

الجواب۔ مسجد سے اونچی تعمیر مسجد کے پہلو میں بنانا جائز ہے۔ خود بیت اللہ شریف کے اردگرد سیکڑوں مکانات بیت اللہ سے اونچے بنے ہوئے ہیں۔ اور کسی نے اُن پر نکیر نہیں کی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

| نومسلموں کا نکاح، خطبہ کی اذان وغیرہ | **سوال ۳۱۵** ایک عورت مسلمان شادی شدہ عیسائی ہو جاتی ہے۔ عرصہ کے |

بعد پھر وہ مسلمان ہوتی ہے کیا پہلا نکاح قائم ہے یا دوبارہ نکاح ہونا چاہیئے۔؟

(۲) ایک عورت غیر مذہب شادی شدہ مسلمان ہوتی ہے ایک ہفتہ کے بعد خاوند بھی مسلمان ہو جاتا ہے۔ آیا نکاح سابق بحال ہے یا دوسرا نکاح کیا جاوے۔ بعد اسلام لانے کے عورت کا نکاح دوسری جگہ کر دیا تھا اب حق نکاح کس کا ہے۔؟

(۳) مرتہن جو نفع مرہون کا کھاتا ہے اور اپنا پورا روپیہ راہن سے وصول کرتا ہے یہ سود تصور ہوگا یا کیا۔؟

(۴) خطبہ کی اذان آیا صف اوّل میں امام کے سامنے پڑھی جاوے یا باہر صحن مسجد میں امام سے دور ہو کر پڑھی جاوے۔؟

(۵) اقوام سید وقریشی جو اقوام دیگر ہیں وہ شادی لڑکیوں کی کرسکتے ہیں۔؟

الجواب۔ تجدید نکاح کی ضرورت ہے کیونکہ بوجہ ارتداد پہلا نکاح فسخ ہوچکا تھا۔ کذا فی الہدایۃ والدر۔

(۲) دار الحرب میں عرض اسلام کا اعتبار نہیں بلکہ اتنی مدت انتظار کرنا ضروری ہے کہ عورت کو تین حیض آجائیں جب تین حیض (اور اگر حیض نہیں آتا تو تین ماہ) گذر جائیں اُس وقت اس عورت کا نکاح اپنے خاوند کافر سے فسخ ہوگا لہٰذا اس سے پہلے اگر دوسرا نکاح کردیا گیا ہے تو وہ صحیح نہیں ہوا۔ ہفتہ کے بعد جب وہ خاوند مسلمان ہوا عورت اُسی کو ملے گی اور نکاح جدید کی ضرورت نہیں۔ قال فی الهدایہ واذا اسلمت المرأة فی دار الحرب وزوجها کافر او اسلم الحربی وتحته مجوسية لم یقع الفرقة علیها حتی تحیض ثلث حیض ثم تبین من زوجها وهذا لان الاسلام لیس سببًا للفرقة والعرض علی الاسلام متعذر لقصور الولایة ولابد من الفرقة دفعًا للفساد فاقمنا شرطها وهو مضی الحیض مقام السبب کما فی حفر البیر۔ هدایہ باب نکاح اهل الشرك۔

(۳) رہن کی آمدنی سود ہی کے حکم میں ہے وهذا هو القول المختار المفتی به کذا قاله الشامی۔

(۴) امام کے سامنے اور قریب ہونی چاہیئے پھر مسجد کے اندر ہو یا باہر دونوں طرح درست ہے۔

(۵) کرسکتے ہیں برضائے اولیاء۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

۲۵

جمع بین الاختین کی حرمت پر عقلی ونقلی دلائل

سوال ۳۱۶ جمع بین الاختین کی حرمت کی وجہ بدلائل عقلیہ وفلسفہ بوضاحت تحریر فرمائی جاوے؟

الجواب۔ عقلی وجہ ایک تو عام ہے جو تمام شرعی احکام کی عقلی حکمتوں پر مشتمل ہے اور وہی عوام کے لئے زیادہ مفید ہے وہ یہ کہ قرآن مجید کی حیثیت انسانوں کی ساتھ یا تو ایسی ہے جیسے شاہی قانون اور رعایا کی۔ اور یا ایسی جیسے طبیب اور مریض کی کیونکہ قرآن کریم ہمارے لئے ایک نسخہ شفاء ہے جو ظاہری اور باطنی امراض سے پاک کرنے والا ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ اس کا شاہد ہے۔ اب دونوں حیثیتوں میں سے جس کو بھی لیا جائے اُس کا مقتضیٰ عقلی ہر عقلمند کے نزدیک یہ ہے کہ ایک مرتبہ پورے غور وخوض اور تحقیق وتفتیش سے اس کو ثابت کرلیا جائے کہ یہ قانون جس بادشاہ کی طرف سے آیا ہے وہ واقع میں ہمارا بادشاہ اور واجب الاطاعت ہے۔

یا یہ نسخہ جس طبیب نے تجویز کیا ہے وہ نہایت حاذق اور مہربان طبیب ہے اس کے تحقیق کرنے میں جتنی دیر لگے اور جتنی کوشش صرف کرے وہ مقتضائے عقل ودیانت ہے لیکن جب یہ تحقیق ہوجائے کہ بادشاہ واقع میں واجب الاطاعت بادشاہ ہے تو پھر رعایا کو اس نکتہ سنجی کا حق نہیں رہتا کہ تعزیرات کی ہر دفعہ کی متعلق

حکمت اور فلسفہ پوچھے کہ فلاں دفع میں جو چار سال کی قید تجویز کی ہے اور فلاں میں دو سال کی اس کی حکمت وفلسفہ کیا ہے۔ ہم نے کسی کو نہیں دیکھا کہ پوسٹ آفس کے ذمہ داروں سے لفافہ کے ڈھائی تولہ پر ایک آنہ اور اُس سے زائد ایک ماشہ ہوجانے پر دو آنہ محصول لینے کی حکمت وفلسفہ کا سوال کیا ہو۔ جس کی وجہ غور کرنے سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ لوگ اُن کو بادشاہ اور صاحبِ قانون سمجھتے ہیں اس لئے ہر ہر جزو میں فلسفہ نہیں پوچھتے؛

اسی طرح اگر آپ کسی ڈاکٹر یا طبیب کی طرف رجوع کریں یہ تو آپ کا فرض ہے کہ اس کے ماہر ڈاکٹر ہونے کی تحقیق اُس کی سندات اور مریضوں کی شہادت کے ذریعہ کرلیں لیکن جب آپ نے اُس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیا تو کسی عقلی قانون میں آپ کو یہ حق نہیں کہ ڈاکٹر صاحب سے نسخہ کے ہر جزو پر مباحثہ کیا کریں کہ آپ نے فلاں دوا کیوں لکھی اور اس کی اتنی مقدار کیوں رکھی؛

افسوس ہے کہ ایک ڈاکٹر کے قول وفعل پر اعتماد ہوسکتا ہے۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر یہ اعتماد کیوں نہیں ہوسکتا۔ کیا وجہ ہے کہ وہاں ہر ہر جزو میں فلسفہ نہیں پوچھا جاتا اور یہاں ہر چیز میں اس کا سوال ہے۔ اگر غور کیجئے تو اُس کی وجہ اس کے سوا نہیں کہ ڈاکٹری اور تعزیرات اور قوانین حکومت کی عظمت قلوب میں ہے اور شریعت اور قوانین شرعیہ کی عظمت سے قلوب خالی ہیں اسی لئے ایسے سوالات پیدا ۲۶
ہوئے ہیں۔ اسی بنا پر میرے نزدیک ایسے سوالات کا یہی عام جواب کافی ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر اطمینان ہے اور آپ کی عقل ودیانت میں کوئی شبہ نہیں ہے تو کسی کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ ہر ہر جزو احکام شرعیہ میں فلسفہ پوچھا کرے اور اگر اس کا شوق ہی ہے تو ہمارے نزدیک بھی اس کا وہی جواب ہے جو ڈاکٹر صاحب ایسے سوالات کا جواب دیں گے یعنی اگر آپ کو ہر ہر چیز کا علم معلوم کرنے کا شوق ہے تو ڈاکٹری پڑھئے اور دس برس اس کی تعلیم میں خرچ کیجئے تو آپکو خود بخود انکشاف ہوجائے گا کہ کوئی جزو خلاف عقل نہیں اس کے بغیر ان تحقیقات کا حق نہیں؛

درحقیقت یہی جواب عوام کے لئے کافی ہے۔ باقی تبرعاً اتنا اور عرض کردیتا ہوں کہ اس حکم قرآن یعنی جمع بین الاختین کی حرمت میں خدا ہی جانتا ہے کہ کس قدر حکمتیں ہوں گی۔ لیکن ایک حکمت جو بالکل سرسری نظر سے ہر شخص سمجھتا ہے وہ بھی ایسی اہم ہے کہ اس کی وجہ سے بھی جمع حرام ہوسکتا ہے وہ یہ ہے کہ عادۃً دو سوکنوں میں اتحاد واتفاق اور تعلقات محبت قائم نہیں رہ سکتے۔ اب اگر دو بہنیں ایک نکاح میں جمع ہوگئی تو اُن کی آپس میں قطع رحمی لازم آجائے گی۔ جو سخت ناجائز ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

سوال ۳۱۷ ماقولکم فی تصویر صورۃ الانسان اووجھہ سواء کان مع البدن الذی لا یعیش الانسان بدونہا ام السولا سایستھن اولغیرہ ھل ھو حرام ام حلال۔؟

(چہرہ یا نصف اعلیٰ کی تصویر بنانا بھی حرام ہے)

الجواب۔ اس پر جواب مولوی محی الدین صاحب کا لکھا ہوا تھا کہ صرف چہرہ کی تصویر بنانا بھی مطلقاً ناجائز ہے پر مفتی صاحب نے حسب ذیل تحریر لکھی ہے:۔

ومما یؤیدہ مارواہ الطحاوی عن ابی ھریرۃ فی معانی الآثار ص۳۶۶ ج۲ الصورۃ الراس فکل شئی لیس لہ فلیس بصورۃ انتھی وما فی کنز العمال عن معجم الاسمٰعیل عن ابن عباسؓ الصورۃ الراس الحدیث ص۲ ج۲ وایضاً یصرح بہ ماذکرہ العلامۃ الزبیدیؒ فی شرح الاحیاء عن عکرمۃ کل شئی لہ راس لہ فھو صورۃ شرح ص۲ ج۲ وقال العینی فی شرح صحیح البخاری المراد من الصورۃ التی فیہا الروح مما لم یقطع راسہ اولم یمتھن البدایع من کراھۃ الصلوٰۃ۔ وان لم تکن مقطوعۃ الرؤس فتکرہ الصلوٰۃ فیہ فقد ظھر مما ذکرنا العبارات ان الصورۃ الممنوعۃ الاستعمال ما کان لھا راس ووجہ واما صنعتھا فھو حرام مطلقاً تصویر سواء کان استعمالھا جائزاً اولا قال العینی فی شرح الصحیح وھو من الکبائر سواء صنعہ یمتھن اولغیرہ فحرام بکل حال عمدۃ القاری ص۳۰۹ ج۱۰ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

19

سوال ۳۱۸ لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان ص۲۴۶ جلد۴ الیواقیت الجواھر جلد۲ ص۲۲ فقہ اکبر ص۱۰ میں بھی یہی مضمون ہے؟

(حیات عیسیٰ علیہ السلام پر حدیث لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین سے اشکال اور اُسکا جواب)

الجواب۔ حدیث لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین۔ دوتین کتابوں میں مذکور ہے مگر سب میں بلاسند مذکور ہے جب تک سند معلوم نہ ہو کیسے یقین کرلیا جائے کہ یہ حدیث صحیح یا قابل عمل ہے اگر اس طرح بلاسند روایات پر عمل کریں تو سارا دین برباد ہوجائے اسی لئے بعض اکابر محدثین نے (غالباً حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ نے) فرمایا ہے لولا الاسناد لقال من شاء ماشاء۔ دوسرے اگر بالفرض سند موجود بھی ہو اور فرض کرلو کہ صحیح بھی ہو تو غایت یہ ہے کہ یہ حدیث دوسری احادیث سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و حیات کے متعلق اور درجہ تواتر کو پہنچ گئی ہیں اُن کی معارض ہوگی۔ اور تعارض کے وقت شرعی اور عقلی قاعدہ یہی ہے کہ اقویٰ کو ترجیح ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایک غیر معروف حدیث ان تمام صحیح اور قوی متواتر اور مشہور احادیث پر راجح نہیں ہوسکتی یہ قادیانی ہی مذہب کی خصوصیت ہے کہ مطلب کے موافق نہ ہو تو صحیح بخاری ومسلم کی حدیث کو معاذ اللہ ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے لئے تیار ہوجائیں۔ اور مطلب کے

بزعم خود موافق ہو تو ضعیف روایت کو ایسا اہم بنائیں کہ صحیح اور متواتر روایات پر ترجیح دیدیں۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں کرسکتا۔ اس حدیث کی تحقیق پر مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہم ناظم تبلیغ دارالعلوم نے ایک مستقل رسالہ بھی لکھا ہے مگر غالباً ابھی تک طبع نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث عاش عیسیٰ علیہ السلام مائۃ وعشرین سنۃ سے وفات مسیح کا شبہ اور اس کا جواب۔

سوال ۳۱۹ ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین و مائۃ سنۃ۔ الحدیث کنز العمال صنہ۱۲ ج ۶ جلالین مجتبائی صنہ۵۔ اس حدیث سے وفات ثابت ہوتی ہے؟

الجواب۔ اس حدیث سے وفات کا ثابت کرنا قادیانی فراست ہی کی خصوصیات سے ہے۔ اولاً اس لئے کہ حدیث خود متکلم فیہ ہے۔ بعض محدثین نے اس میں کلام کیا ہے۔ ثانیاً اگر حدیث ثابت بھی ہوجائے تو صحاح میں جو قوی اور صریح و صحیح روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی اور نزول فی آخر الزماں کے متعلق وارد ہیں۔ یہ حدیث اُن کا معارضہ عقلاً و اصولاً نہیں کرسکتی۔ ثالثاً نزول عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کرنے والی احادیث احقر نے اپنے عربی رسالہ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح میں جمع کردیا ہے جو تقریباً سو۱۰۰ احادیث ہیں ضرورت ہو تو اس کا مطالعہ کرلیا جاوے) حدیث کی مراد صاف یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر ایک سو بیس ۱۲۰ سال زندہ رہے۔ آسمان پر زندہ رہنا چونکہ بطور معجزہ ہے۔ اس لئے اُس حیات کو حیات دنیوی میں شمار نہ کرنا چاہئے تھا اور نہ کیا گیا۔ اور اس حدیث میں زمین اور اس عالم عناصر کی حیات کا ذکر ہے بطور اعجاز جو حیات کسی کے لئے ثابت ہو اُس کا اس میں شمار کرنا اور داخل سمجھنا عقل و نقل کے خلاف ہے فقط

جس طرح حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اُٹھایا گیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہ اُٹھایا گیا؟

سوال ۳۲۰ خلاصہ سوال یہ کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیوں ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آسمان پر کیوں نہ اُٹھائے گئے

الجواب۔ حق تعالیٰ کے معاملات ہر شخص کے ساتھ جداگانہ ہیں کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرے کہ جو معاملہ نوح علیہ السلام کی ساتھ کیا وہی موسیٰ علیہ السلام کی ساتھ کیوں نہ کیا۔ اور جو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا وہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیوں نہ کیا۔ اور نہ صرف ان معاملات و واقعات سے ایک نبی کو دوسرے نبی پر کوئی ترجیح و تفضیل دی جاسکتی ہے۔ جب تک دوسری صحیح و صریح روایات تفضیل پر دلالت نہ کریں۔ انبیاء علیہم السلام کی تاریخ پڑھنے والوں پر مخفی نہیں کہ بعض انبیاء کو آروں کے ذریعہ دو ٹکڑے کردیا گیا اور بعض کو آگ میں ڈالا گیا اور بعض کو خندق وغیرہ میں پھر کسی پر یہ آفات و مصائب اوّل ہی جاری کردیئے اور کسی کو آخر الامر بچالیا اور کسی کو اوّل ہی سے محفوظ رکھا۔ اب یہ سوال کرنا کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھا کر زندہ رکھا گیا ہے ایسے ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ معاملہ کیوں نہ کیا گیا۔ یہ تو ایسا ہی سوال ہے

جیسے کوئی یوں کہے کہ جو معاملہ موسیٰ علیہ السلام اور لشکر فرعون کے ساتھ بنص قرآن کیا گیا وہی معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار مکہ کے ساتھ کیوں نہ ہوا۔ کہ جنگِ اُحد میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا دندانِ مبارک شہید ہونے اور چہرۂ انور زخمی ہونے کی نوبت آئی۔ آپ کو ہجرت کر کے وطن اور مکہ چھوڑنا پڑا، غار میں چھپنا پڑا، سب کفارِ قریش پر ایک دفعہ ہی آسمانی بجلی کیوں نہ آگئی۔ یا دریا میں غرق کیوں نہ ہوگئے۔ جیسے یہ سوال حق تعالیٰ کے معاملات میں بیجا ہیں ایسے ہی یہ بھی بالکل بیجا اور نامعقول سوال ہے کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ رکھا آپ کو بھی زندہ آسمان پر اٹھانا چاہئے تھا۔ کیونکہ زیادہ دنوں تک زندہ رہنا یا آسمان پر رہنا ان سے کوئی فضیلت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ زیادتی عمر فضیلت ہوتی تو بہت سے صحابۂ کرام اور عوام امت کی عمریں آپ سے دوگنی ہوئی ہیں اُن کو بھی افضل کہہ سکیں گے اور اسی طرح اگر آسمان میں رہنا یا چڑھنا ہی مدارِ فضیلت ہو تو فرشتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ماننا لازم آئے گا جو نصوص شرعیہ اور اجماع امت کے خلاف ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قد خلت من قبلہ الرسل سے وفات پر استدلال اور اُس کا جواب۔	**سوال ۱۲۳۱** ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ سورۂ آل عمران۔ اس آیت سے وفات عیسیٰ علیہ السلام پر استدلال کرنا کیسا ہے؟

(۲۱) **الجواب۔** قد خلت من قبلہ الرسل سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرنا اُنہیں لوگوں کا کام ہے جنہیں عربی عبارت سمجھنے سے کوئی علاقہ نہیں اور جو محاورات زبان سے بالکل واقف نہیں کیونکہ اول تو اس جیسے عبارات سے کسی خاص واقعہ مشہورہ پر کوئی اثر محاورات کے اعتبار سے نہیں پڑتا بلکہ اُس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی طبیب سے پوچھے کہ پرہیز کس چیز کا ہے وہ کہدے کہ ترشی اور تیل مت کھاؤ۔ باقی سب چیزیں کھاؤ کوئی چیز مضر نہیں۔ اب اگر یہ بے وقوف جاکر پتھر اور لوہا کھائے یا سنکھیہ کھائے۔ اور استدلال میں قادیانی مجتہدین کا سا استدلال پیش کرے۔ کہ حکیم صاحب نے کہا تھا کہ ترشی اور تیل مت کھاؤ۔ ترشی اور تیل کے سوا ساری چیزیں کھاؤ کوئی مضر نہیں اور ساری چیزوں میں پتھر اور لوہا اور سنکھیہ (زہر) بھی داخل ہے۔ لہذا میں جو کچھ یہ کھاتا ہوں حکیم صاحب کے فرمانے سے کھاتا ہوں۔

انصاف کیجئے کہ کوئی عقلمند اس کو صحیح العقل سمجھے گا۔ اور پھر یہ بھی انصاف کیجئے کہ اس قادیانی استدلال میں اور اس میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ ذرا غور سے معلوم ہوجائے گا کہ اگر بالفرض خلت کے معنی موت ہی ہوں تو بھی اس سے اُن انبیاء کی موت ثابت نہیں ہوسکتی جن کے متعلق قرآن وحدیث کی دوسری نصوصِ حیات ثابت کرتی ہیں۔ جیسے سب چیز کھاؤ کے قول سے پتھر اور زہر کا کھانا داخل مراد نہیں ہوسکتا۔ اس کے علاوہ خلت کے معنے لغت میں موت کے نہیں بلکہ گذر جانے کے ہیں۔ خواہ مر کر خواہ کسی دوسرے طریقہ سے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ہوا۔ امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں اس لفظ کے یہی معنے لکھتے ہیں۔ والخلو یستعمل فی الزمان والمکان

لکن لما تصور فی الزمان المضی فسر اهل اللغة خلا الزمان بقولهم مضی الزمان و ذهب
قال تعالیٰ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل انتہیٰ۔

یہ لفظ صریح ہیں کہ خلت کے معنی قرآن شریف میں چلے جانے اور گذر جانے کے ہیں۔ جس میں عیسیٰ علیہ الس
اور دوسرے انبیاء بلاشبہ برابر ہو گئے۔ تعجب ہے کہ قادیانی خانہ ساز پیغمبر کے صحابی اتنی سی بات کو کیوں نہیں
اور اگر حق تعالیٰ اُن کو چشم بصیرت عطا فرمائے تو وہ اب بھی غور کریں تو سمجھیں گے کہ یہ آیت بجائے وفات عیسیٰ
دلیل ہونے کے حیات کی طرف مشیر ہے کیونکہ صریح لفظ مات وغیرہ چھوڑ کر خلت شاید اللہ تعالیٰ نے اسی
اختیار فرمایا ہے کہ کسی بے وقوف کو موت عیسیٰ علیہ السلام کا شبہ نہ ہو جائے۔ اگرچہ محاورہ شناس کو تو پھر بھی
کی گنجائش نہ تھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

آیت اموات غیر احیاء سے وفات مسیح پر استدلال اور اُس کا جواب۔

سوال ۲۲۲ اموات غیر احیاء الآیۃ سے وفات عیسیٰ علیہ السلام
ہوتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اموات غیر احیاء کی تفسیر باعتبار لغت بھی اور جو کچھ مفسرین نے تحریر فرمایا ہے اُس کے
بھی یہی ہے کہ یہ سب حضرات ایک معین مدت کے بعد مرنے والے ہیں۔ نہ یہ کہ بالفعل مر چکے ہیں اور یہ
ہی ہے جیسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے انك میت وانهم میتون۔ تو کیا ۲۲
تھا کہ معاذ اللہ آپ اس وقت وفات پا چکے ہیں۔ بلکہ باتفاق وہی معنی مذکور مراد ہیں کہ ایک وقت معین
پانے والے ہیں۔ یہ بھی جھوٹی نبوت کی نحوست ہے کہ اتنی سی بات سمجھ میں نہ آئی۔ فقط

شیخ اکبر کے قول سے نبوت غیر تشریعی کے جریان پر استدلال اور اُس کا جواب۔

سوال ۲۲۳ شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ لا نبی بعدی کے
ہیں کہ تشریعی نبوت ختم ہو چکی لیکن غیر تشریعی نبوت ختم نہیں ہوئی۔ یہ صحیح ہے

الجواب۔ شیخ محی الدین ابن عربی کا قول استدلال میں پیش کرنا اول تو اصولاً غلطی ہے کیونکہ مس
ختم نبوۃ عقیدہ کا مسئلہ ہے جو باجماع امت بغیر دلیل قطعی کے کسی چیز سے ثابت نہیں ہو سکتا اور دلیل قطعی
کریم اور حدیث متواتر اور اجماع امت کے سوا کوئی نہیں۔ ابن عربی کا قول ان میں سے فرمائیے کس میں داخل
اس لئے اُس کا استدلال میں پیش کرنا ہی اصولی غلطی ہے۔ ثانیاً خود ابن عربی رح اپنی اسی کتاب فتوحات میں
میں اس کی تصریح کرتے ہیں کہ نبوت تشریعی ہر قسم کی ختم ہو چکی ہے۔ اور جس عبارت کو سوال میں پیش کیا ہے اس
صحیح مطلب خود فتوحات کی تصریح سے یہ ہے کہ نبوت غیر تشریعی ایک خاص اصطلاح شیخ اکبر رح کی ہے جو مرادف ولایت
ورنہ وہ نبوت جو مصطلح شرع ہے کیونکہ جمیع اقسام نبوت کے انقطاع پر خود فتوحات کی بے شمار عبارتیں شاہد ہیں
ابن عربی اور دوسرے حضرات کی عبارتیں صریح وصاف رسائل مذکورۃ الصدر میں کچھ مذکور ہیں۔ اور قلمی احقر

پاس منقول ہیں۔ لیکن سب کے نقل کرنے کی فرصت وضرورت نہیں۔

اسی طرح صاحب مجمع البحار اور ملا علی قاری بھی اپنی دوسری تصانیف میں اس کی تصریح کرتے ہیں جو جمہور کا مذہب ہے یعنی ہر قسم کی نبوت ختم ہوچکی ہے آئندہ یہ عہدہ کسی کو نہ ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

شیعہ کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا جائز ہے اور کسی کے نام کا کتبہ مسجد کی تعمیر میں لگانا درست نہیں

سوال ۳۲۴ ایک خاندانی مسجد سیدوں کی وقف کردہ اور تعمیر کردہ ہے۔ اس خاندان میں شیعہ وسنی ہر دو فریق برابر کے ہیں۔ لہذا ہمیشہ سے سنی وشیعہ ہر دو فریق اس میں نماز پڑھتے ہیں کبھی کوئی تکرار یا فساد نہیں ہوا کیونکہ یہ لوگ باہمی قریبی رشتہ دار ہیں۔ اور باہم ان کے رشتہ ناطہ ہوتے رہتے ہیں۔ اس مسجد کا چوبی برآمدہ دیمک خوردہ اور بہت ہی شکستہ ہوگیا تھا باوجود حافظ کے کہنے کے کسی نے توجہ نہیں کی۔ لیکن ایک سید کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی اُس نے تخمیناً ہزار بارہ سو روپیہ خرچ کرکے مسجد کا برآمدہ از سرِ نو بنوادیا اور دوسری مرمت وپختگی بھی کرادی۔ اور اپنے نام کا کتبہ لگادیا۔ اب جبکہ کام قریب الاختتام ہے تو اُسی خاندان کے سید طرح طرح کے مشورے کررہے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ جدید برآمدہ گرادینا چاہئے کبھی کہتے ہیں کہ شیعوں کی تعمیر ناجائز ہے اس میں نماز کیسے پڑھیں۔ کبھی سنتے ہیں کہ شیعوں نے اپنا قبضہ جمایا ہے حالانکہ خانۂ خدا وقف ہے۔ ایسی سنی وشیعہ ہم جدیوں کی وقف شدہ مسجد پر اگر شیعوں نے تعمیر جدید کردی تو کیا وہ ثواب کے مستحق نہیں۔ اور کیا ایسی مسجد میں اہلسنت والجماعت لوگوں کو نماز پڑھنا جائز ہے۔ کیا ایسی تعمیر کو گرانا جائز ہے۔ جو لوگ ایسا پروپیگنڈا کررہے ہیں اُن کے لئے کیا حکم ہے؟

۲۳

الجواب۔ وقف کے لئے یہ شرط ہے کہ اعتقاد واقف میں نیز قواعدِ اسلامیہ کی رُو سے وہ کام ثواب کا ہو جس پر وقف کیا جائے۔ مسجد یا اُس کے متعلقات کی تعمیر ظاہر ہے کہ قواعدِ اسلامیہ کی رُو سے اعلیٰ درجہ کا ثواب ہونے کے ساتھ شیعہ مذہب کے پیرو کے نزدیک بھی بلاشبہ ثواب وعبادت ہے۔ اس لئے اہلِ تشیع اگر کوئی وقف کریں یا واقف کی مرمت وتعمیر میں روپیہ وغیرہ دیکر وقف کریں تو یہ وقف شرعاً صحیح ومعتبر ہے اور اُن کو ثواب بھی ہوگا بشرطیکہ نیت ثواب کی ہو۔ اور جب وقف صحیح ہوگیا تو پھر اُس کا انہدام جائز نہیں اور جو شخص انہدام کی کوشش کرے وہ ایک ناجائز شرعی کا مرتکب ہے قال فی الدر المختار وشرطہ (یعنی الوقف) شرط سائر التبرعات الی قولہ وان یکون قربۃ فی ذاتہ وقال قبل ذلک بشیئ۔ وسببہ ارادۃ محبوب النفس فی الدنیا ببر الاحباب وفی الآخرۃ بالثواب یعنی بالنیۃ۔

لہذا صورتِ مذکورہ میں تعمیر برآمدہ وقف ہوچکی اُس کا گرانا یا گرانے کی کوشش کرنا جائز نہیں

البتہ اپنے نام کا کتبہ جو تعمیر کنندہ نے نصب کردیا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں۔ اور غالباً باعث فساد ہی چیز ہوگی۔ جبکہ بانی کی نیت محض ثواب واخلاص کی ہے تو پھر نام کندہ کرانے کی کیا ضرورت ہے اور کتبہ کے علیحدہ کردینے سے اُن کا کیا حرج ہے۔ اور اگر نیت میں کوئی فساد و تغلب ہی جس کے لئے کتبہ بطور نہب لگایا ہے تو بیشک سنی مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ ایسے تغلب کی صورت کو قائم نہ رہنے دیں بلکہ تعمیر کنندہ سے کہیں کہ اگر آپ محض اخلاص و عبادت کے لئے تعمیر کراتے ہیں تو اپنا کتبہ واپس لیجئے۔ ورنہ ایسی تعمیر کی مسجد کو ضرورت نہیں جس میں کوئی شخصی تغلب قائم ہوتا ہو۔ بلکہ مسجد کا خام و ناتمام رہنا اس سے بہتر ہی صورت مذکورہ میں رفع فساد اور فیصلہ کی بین بین صورت یہی ہے کہ اپنے نام کا کتبہ وغیرہ لگانے کی کسی کو اجازت نہ دی جائے نہ سنی کو نہ شیعہ کو۔ جس کو کچھ خرچ کرنا ہو فی سبیل اللہ بلا نام و نمود خرچ کرے تاکہ ثواب بھی زیادہ ہو۔ اپنے نام کے کتبے مساجد و اوقاف پر قائم کرنا ویسے بھی خلافِ سنت ہے۔ صحابہ کرام کے اب تمام اوقاف اس سے خالی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ

ذبح فوق العقدہ کا حکم

۲۵۴

سوال ۳۲۵ عقدہ کے اوپر سے جانور کو ذبح کیا گیا یعنی عقدہ بطرف گردن اور جسم کے رہ گئی سر کی طرف نہ رہی تو اس طرح کا مذبوح حلال ہے یا حرام۔ عندالذبح عقدہ کا دھڑ کی طرف رہنا لازمی ہے یا نہیں۔؟

۲۴

الجواب۔ ذبح کا مدار شرعاً اکثر عروق کے قطع ہو جانے پر یعنی منجملہ چار عروق کے حلقوم[1]، مری[2] ودجین[3] کے تین عروق قطع ہو جائیں تو ذبح متحقق ہو جائے گا خواہ کسی طریق پر قطع کیا جائے فوق العقدہ ہو یا تحت العقدہ بلکہ حلق کی جانب سے ہو یا گدّی کی جانب سے۔ البتہ جس صورت میں جانور کو تکلیف زیادہ ہو اُس کا اختیار کرنا دوسری حیثیت سے ممنوع و مکروہ ہے۔ لیکن حلت ذبیحہ پر اُس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اب یہ بات تجربہ کے متعلق رہ گئی کہ فوق العقدہ ذبح کرنے سے عروق ثلثہ قطع ہو جاتی ہیں یا نہیں اگر ہو جاتی ہیں تو ذبیحہ درست ہے ورنہ نہیں۔ لیکن اکثر اہل تجربہ کے بیان سے قطع ہو جانے کی تصدیق ہوئی ہے۔ ہذا المحصل ما اختارہ مشایخنا فی ہذا الباب و ہذا ہو الذی ختم الشامی کلامہ علیہ بعد تحقیق حقیق و تفتیش ایتق و لفظہ اقول والتحریر للمقام ان یقال ان کان بالذبح فوق العقدۃ حصل قطع ثلاثۃ من العروق فالحق ما قالہ شراح الہدایۃ تبعاً للرستغفنی والا فالحق خلافہ اذ لم یوجد شرط الحل باتفاق اہل المذہب و یظہر ذلک بالمشاہدۃ او سوال اہل الخبرۃ فاغتنم ہذا المقال ودع عنک الجدال شامی کتاب الذبائح ص۲۰۱ ج۵۔ و یؤیدہ ما فی الخلاصۃ والدر المختار وغیرہ وذبحہا من

فقہاء ان بقیت حیۃ حتی تقطع العروق والا لم تحل لموتہا بلا ذکوٰۃ از شامی صفحہ ۲۰۵ ج ۵۔
فقد دلت ہذہ العبارۃ علی ان مدار الذبح انما ہو قطع العروق بای طریق کان فقط
واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔ الجواب صحیح ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ۔

ترغیب نماز کے لئے چند جدید صورتیں اور بے نماز سے قطع تعلق کا حکم

سوال ۳۲۶ کیا قبل اذان یا بعد اذان مسلمانوں کو اُن کے گھروں پر جاکر نماز کے لئے بلانا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

(۲) چند شخصوں کو ایک جگہ آواز ملا کر ایسے اشعار پڑھنا جس میں نماز کی ترغیب اور مسلمانوں کو ساتھ چلنے کی تاکید ہو۔ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

(۳) اگر کوئی شخص باوجود کوشش کے پھر بھی نماز پڑھنے سے انکار کر دے تو ایسے شخص کا بائیکاٹ کردینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جائز ہے اور تعاون وتحریض علی العبادۃ کی ایک نوع ہے تعاونوا علی البر والتقویٰ الآیۃ (۲) آواز ملا کر پڑھنا مناسب نہیں ویسے ہی پڑھیں تو مضائقہ نہیں۔ ترغیب جہاد وترغیب صلوٰۃ وغیرہ کے لئے ایسا کرنا مستحسن ہے۔

۲۵ (۳) تعزیراً اگر کچھ دنوں کے لئے مسلمان ایسا بھی کریں تو جائز ہے۔ لیکن اگر وہ اس پر بھی باز نہ آئے تو ہمیشہ کے لئے یہ صورت قائم نہ رکھیں۔ بلکہ جب اُس کی ہدایت سے مایوسی ہو جائے تو پھر ایسے حقوق جو عام مسلمانوں کے لئے شرعاً عاید ہوتے ہیں۔ مثلاً سلام وکلام، عیادتِ مریض اور نمازِ جنازہ وغیرہ اُن کو جاری کردیں۔ البتہ خصوصی تعلق میل جول نکاح شادی کھانا کھلانا وغیرہ اس میں اُس وقت تک ہرگز شریک نہ کریں جب تک توبہ نہ کرے۔ البتہ درصورتِ تعزیر وقطع تعلقاتِ مذکورہ بھی بیوی کے لئے اجازت نہیں ہے کہ وہ خاوند کی اطاعت جائز معاملات میں چھوڑے۔ قال فی اتحاف الابصار والبصائر فی ترتیب الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۹۰ مصری ویکرہ معاشرۃ من لا یصلی ولو کانت جنۃ الا اذا کان الزوج لا یصلی لم یکرہ للمرأۃ معاشرتہ کذا فی نفقات الظہیریۃ فقط

چند مسائل متعلقہ سجدۂ سہو ومکروہاتِ نماز

سوال ۳۲۷ ایک شخص نے چادر یا رومال اس طرح گردن میں لپیٹ کر نماز پڑھی کہ ایک سرا پشت پر رہا اور ایک سینہ کی طرف آیا اُس کی نماز مکروہ ہوئی یا نہیں۔؟

(۲) اکثر دیکھا گیا ہے کہ مقتدی امام سے سجدۂ سہو کراتا ہے۔ یعنی جب امام پہلا سلام پھیرتا ہے تو مقتدی تکبیر کہکر سجدہ میں جاتا ہے اور امام سجدۂ سہو کرتا ہے تو نماز بلا کراہت جائز ہے یا نہیں۔؟

(۳) عورتوں کو غیر مرد کا کپڑا پہننا درست ہے یا نہیں۔؟ (۴) امام پر سجدۂ سہو واجب نہ تھا مگر اُس نے

کرلیا نماز درست ہوئی یا نہیں ؟ (۵) وجوب سجدہ سہو میں تردد ہو تو کیا کرے۔؟ (۶) احتیاطاً سجدۂ سہو کر لینا بلاکراہت درست ہے یا نہیں۔؟ (۷) امام نے قرأۃ میں غلطی کی مقتدی کے لقمہ دینے سے صحیح پڑھ لیا ایسی حالت میں سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں؟ (۸) اگر شک ہوجائے کہ سجدۂ سہو کیا یا نہیں تو کیا کرے۔؟ (۹) پہلی رکعت عشاء میں الم ترکیف پڑھی اور دوسری میں سہواً سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ والعصر پڑھی تو نماز مکروہ ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب۔ جس کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اُس میں تو داخل نہیں مگر اب عرف ورواج پر موقوف ہے اگر یہ ہیئت عرفاً تواضع وخشوع کے خلاف ہو اور متکبرین کی عادت ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔ قال فی شرح المنیہ ویکرہ للمصلی کل ما ھو من اخلاق الجبابرۃ عموماً لان الصلوۃ مقام التواضع والتذلل والخشوع الخ کبیری شرح منیہ ص۳۰۵

(۲) جائز ہے قال الشامی شک الامام فلحظ الی القوم لیعلم بھم ان قاموا قام والا قعد لاباس بہ ولا سھو علیہ اخر سجود السھو من الشامی ص... جلد اوّل۔

(۳) بلا ضرورت نہیں چاہیئے۔ اور اگر ضرورت ہو مثلاً دوسرا کپڑا موجود نہ ہو تو مضائقہ نہیں؛

(۴) نماز درست مگر خلاف اولیٰ ہوئی کذا یستفاد من الشامی والدر ...؛

(۵ و ۶) غلبۂ ظن پر عمل کرے۔ اگر غلبۂ ظن یہ ہے کہ سجدہ واجب نہیں تو پھر سجدۂ سہو کرنے میں احتیاط نہیں بلکہ ترک میں احتیاط ہے؛

(۷) واجب نہیں؛ (۸) غلبۂ ظن پر عمل کرے اور اگر غلبہ نہ ہو بلکہ جانبین مساوی ہوں تو سجدۂ سہو کرے؛ (۹) مکروہ نہیں ہوئی کیونکہ سورتوں کی ترتیب کے خلاف کرنا بالقصد مکروہ ہے۔ نسیاناً نہیں۔ کذا فی الکتب الفقہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

کسی کو یہ کہنا کہ اوّل خدا تعالیٰ کے اور دوسرے تمہارے سپرد ہے

سوال ۳۲۸ بوقت رخصت داماد خود را یا وقت سفر کردن یا بوقت مردن می گویند کہ دختر من یا اہالی و ورثہ من اوّل بنزد خدا و بعدہ بدست تو سپردم۔ ایں چنیں گفتن جائز است یا نہ۔؟

الجواب۔ ایں چنیں گفتن جائز نیست بلکہ اندیشہ کفر است چہ بعض علماء ایں قسم کلمات را در کلمات کفریہ نقل کردہ اند چنانکہ در خلاصۃ الفتاویٰ قاضی خاں وغیرہ آوردہ اند۔ ولکن احتیاط در باب فتویٰ این است کہ حکم بکفر قائلین ایں کلمہ نکردہ شود۔ آرے گناہ است ترک آں واجب۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

۲۶

۳۵۵

ہندو قانون کے مطابق لڑکی کو حق نہ دینا اور بلا اجازت دوسرے شرکا کی جائداد وقف کرنا

سوال ۳۲۹۔ فدوی کی قوم میں ہندو لاء رائج ہے اور وراثت کے معاملہ میں ہندو لاء سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔ ایک شخص فوت ہوا اُس نے ایک بیوی اور ایک لڑکی، دو برادر چچازاد وارث چھوڑے تو محمدن لاء کے مطابق دو آنہ بیوی کو اور آٹھ آنہ لڑکی کو اور چھ آنہ برادران چچازاد کو تقسیم کیا گیا۔ اب لڑکی فوت ہوئی اُس کی والدہ چاہتی ہے کہ ہندو لاء پر عمل کر کے کل حصہ اور ترکہ لڑکی کا حاصل کر کے اُس کی طرف سے وقف کردے۔ اغلب ہے کہ اس کو دوسرے وارث بھی منظور کرلیں۔ ایسی حالت میں ہندو لاء پر عمل کرنا جائز ہوگا یا نہیں۔؟

الجواب۔ لڑکی متوفی کے انتقال ہوتے ہی اُس کا کُل ترکہ اُس کی شرعی وارثوں کی ملک ہو چکا اب اُس کو کسی قانونی حیلہ سے اپنے قبضہ میں لانا اور پھر وقف کرنا ہرگز جائز نہیں اور اگر ایسا کر دیا گیا تو شرعاً وہ وقف قابلِ اعتبار نہ ہوگا۔ بالخصوص ہندو لاء پر اپنے اختیار سے عمل کرنا یا کرانا کہ دوسرا مستقل گناہِ کبیرہ ہے بلکہ اندیشۂ کفر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون وفی اٰیۃ اخری الکافرون؛

اور ظاہر ہے کہ حکم کرنا اور کرانا ایک ہی حکم رکھتا ہے۔ لہٰذا وارثوں کا شرعی حصہ اُن کے وارثوں کو ہی دیا جائے اس میں مرحوم کے لئے ثواب زیادہ ہے اس کے خلاف کرنے پر آپ لوگوں کو مفت میں گناہ عظیم ہوگا اور مرحوم کو اس ناجائز طریق سے کچھ فائدہ نہ پہنچے گا۔ البتہ اگر سب وارث راضی ہو کر مجموعہ کا یا اُن میں سے بعض فقط اپنے حصہ کا وقف کسی کارِ خیر پر بغرض ایصالِ ثواب مرحوم کردیں تو یہ بلاشبہ جائز اور وارث اور موروث دونوں کے لئے باعث ثوابِ عظیم ہے اور جبکہ بقول سائل وارث راضی ہو سکتے ہیں تو پھر ہندو لاء پر عمل کرنا سراسر غلطی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

بندوق کی نوکدار گولی کے شکار کا حکم

سوال ۳۳۰۔ ایک آلہ لوہے کا باریک نوکدار ہے۔ یہ ہوائی بندوق میں رکھکر چھوڑا جاتا ہے اور چھوٹے پرندوں سے لیکر چیل اور خرگوش تک کو مارلیتی ہے اس چیز سے اگر بسم اللہ اللہ اکبر کہکر شکار مارا جائے اور شکار مرجائے یا اتفاقاً ذبح نہ کیا جاسکے تو شکار حلال سمجھا جائے گا یا نہیں۔ اور اس کے مارے ہوئے شکار کا وہی حکم ہے جو تیر سے مارے ہوئے شکار کا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ آلہ مذکورہ کی شکل دیکھنے سے۔ نیز اُس حال سے جو سوال میں درج ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آلہ تیر کی طرح زخم کھولتا ہے۔ بندوق کی عام گولی اور چھروں کی طرح جسم کو کوٹتا نہیں۔ لہٰذا اس کا حکم تیر ہی کا حکم ہے۔ یعنی اگر بسم اللہ کہکر چھوڑا جائے اور جانور اس کے ذریعہ مرجائے تو حلال ہوگا۔ کما ھو حکم السھم فی عامۃ کتب الفقہ۔ لیکن یہ مسئلہ چونکہ محض قواعد سے لکھا گیا ہے کوئی صریح جزئیہ

نظر سے نہیں گذرا اس لئے دوسرے علماء سے بھی تحقیق کر لینا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

نکاح نابالغہ میں ولی قریب و بعید کے اختیارات کی مکمل بحث اور یہ کہ ولی کی عداوت کن صورتوں میں ثابت ہوسکتی ہے اور جب ثابت ہوجاوے تو ولایت نکاح پر اُس کا کیا اثر ہے ۲۷۸۸

سوال ۱۳۲۱۔ لیاقت النساء بیگم جہانگیر النساء کی نابالغہ علاتی ہمشیرہ ہیں اور تلاوت علی خاں جو نابالغہ موصوفہ کے علاتی ماموں ہوتے ہیں۔ نابالغہ کے والدین کی جانب سے وصی ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ نابالغہ کی والدین کی وصیت کے بموجب اُنھوں نے اپنی وصایت ولایت سے جہانگیر النساء نابالغہ کا عقد نکاح میر احمد علی خاں کے ساتھ جو نابالغہ کے قریبی عزیز ہوتے ہیں کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد نابالغہ اور اُس کی معاش و جائداد پر کورٹ آف وارڈز کی نگرانی قائم ہوئی۔ اب نابالغہ کی علاتی ہمشیرہ لیاقت النساء بیگم کو باجلاس عدالت مجاز یہ عذر ہے کہ میں بحیثیت علاتی ہمشیرہ ہونے کے بمقابل علاتی ماموں نابالغہ سے قریب تر اور مستحق ولایت ہوں اس لئے عقد نکاح صحیح نہیں ہوا۔ مخفی مبادکہ لیاقت النساء ہمشیرہ علاتی کو نابالغہ سے ایک عرصہ سے سلسلۂ مخالفت یعنی بمقابل نابالغہ محکمجاتِ سرکاری میں مقدمات دائر ہیں ایسی حالت میں شرعی نقطۂ نظر سے حسب ذیل تنقیحات کی ضرورت ہے؟

(۱) کیا ایسے ولی یا ولیہ کی ولایت (جسے نابالغ نابالغہ سے وجہ مخالفت اور اُس کے مقابل مقدمہ بازی ہو رہی ہو) قابلِ تنسیخ ہے یا نہیں۔؟

(۲) کیا وہ عقد جو ولی بعید نے بحالتِ موجودہ مخالف ولی قریب کے بلا اجازت اپنی ولائت سے کر دیا ہو صحیح اور قابلِ نفاذ ہے یا موقوف سرے سے باطل ہے؟

(۳) کیا لیاقت النساء بیگم کو صورتِ مسئولہ میں عقد کے انفساخ کا اختیار حاصل ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ از مفتی صاحب حیدر آباد۔ شریعت مطہرہ میں وصی کو نابالغ نابالغہ کے مال و جائداد کی نگرانی کا حق حاصل ہے کہ وہ مجاز عقد نہیں یعنی وہ اپنی وصایت سے نابالغ یا نابالغہ کا نکاح نہیں کرا سکتا قولہ لا الخ فان الولی فیہ الاب و وصیہ والجد و وصیہ والقاضی و نائبہ صفحہ ۲۲۴ باب الولی رد المحتار۔ الوصی لا ولایۃ لہ فی النکاح صغیر و صغیرۃ سواء اوصی الیہ الاب صفحہ ۱۳ باب الاولیاء ج ۲ عالمگیری۔

علاتی بہن اور علاتی ماموں دونوں اولیاء ذوی الارحام میں شامل ہیں۔ اور عصبات کے عدم موجودگی میں انھیں حق ولایت حاصل ہے۔ لیکن علاتی بہن بہ نسبت علاتی ماموں کے قرابت قریبہ رکھتی ہے اس لئے بمقابل علاتی ہمشیرہ علاتی ماموں ولی بعید ہوں گے۔ وان لم تکن عصبۃ فالولایۃ للام ثم الاخت لاب وام ثم لاب ثم لولد الام ثم ذوی الارحام ثم للحاکم۔ علی حاشیہ صفحہ ۱۲۲ باب الاولیاء جلد ۳ بحر الرائق

اگر ولی نابالغ یا نابالغہ کا مخالف ہو یا بعض خاندانی حالات و تنازعات کی وجہ سے نابالغین کے لئے کسی

بھلائی کی توقع نہ ہو تو ولایت باقی نہ رہے گی۔ لیس کل ولی لحسن المرافعۃ والخصومۃ ولا کل قاضی یعدل ولو احسن الولی وعدل القاضی فقد یترک الفتنۃ للتردد علی ابواب الحکام واشتغالاً لنفس لخصومات فیتضرر الصغیر فکان منعہ دفعاً لہ ص۴۵۹ باب الولی جلد ۲ رد المختار۔

اگر ایسے ولی قریب کے موجود ہونے پر جو ولایت کی اہلیت رکھتا ہو ولی بعید نے اپنی ولایت سے نابالغ یا نابالغہ کا عقدِ نکاح کرادیا تو نفسِ نکاح جائز و منعقد ہو جائے گا۔ لیکن اُس کا نفاذ ولی قریب کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ وان زوج الصغیر او الصغیرۃ ابعد الاولیاء فان کان اقرب حاضراً وھو من اہل الولایۃ توقف نکاح الابعد علی اجازتہ ص۱۳ ج۲۔ باب الاولیاء عالمگیری؛

صورتِ مسئولہ میں تلاوت علی خاں جہانگیر النساء بیگم نابالغہ کے والدین کی طرف سے وصی ہونے کے لحاظ سے اُن کی جائداد و دیگر مالی نگرانی کا حق رکھتے تھے لیکن عقد کرا دینے کے مجاز نہ تھے البتہ اُن کی حیثیت علاتی ماموں ہونے کی وجہ سے بمقابل لیاقت النساء بیگم ہمشیرہ علاتی نابالغہ ولی بعید کے ہے۔ انھوں نے جہانگیر النساء بیگم نابالغہ کا جو عقد نکاح اپنی ولایت سے میر احمد علی خاں سے کر دیا وہ صحیح ہے لیکن لیاقت النساء بیگم ہمشیرہ علاتی ولی قریب کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ چونکہ ولیہ قریب نابالغہ کے مقابل مقدمات سرکاری میں فریق ہیں۔ اور بلحاظ اس دیرینہ مخالفت کے ظاہر ہے کہ اُن سے نابالغہ کے متعلق کسی بھلائی کی توقع نہیں اس لئے اُن کی ولایت اس معاملہ میں ساقط و بے اثر ہے اور وہ بحالت موجودہ عقد منعقد کی انفساخ کا اختیار نہیں رکھتی۔ عدالتِ مجاز میں لیاقت النساء بیگم ہمشیرہ علاتی کا بمقابل نابالغہ فریق ہونے کا ثبوت مکمل ہو جانے کے بعد ولی بعید تلاوت علی خاں کی ولایت سے جو عقد ہوا ہے وہ موقوف بھی نہ رہے گا بلکہ نافذ ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مفتی اول بلدہ و صدارت العالیہ سرکار عالی؛

الجواب۔ از حضرت مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند:۔

یہ صحیح ہے کہ تلاوت علی خاں کو بحیثیت وصی ہونے کے نکاح صغیرہ کا اختیار شرعاً نہ تھا کما صرح بہ فی العالمگیریۃ والشامی لیکن ولی بعید ہونے کی حیثیت سے ان کا کیا ہوا نکاح منعقد ہو گیا۔ مگر ولی قریب یعنی لیاقت النساء بیگم کی اجازت پر موقوف رہا کما ھو مصرح فی الدر المختار وعامۃ الکتب؛

اب جبکہ لیاقت النساء بیگم اس نکاحِ موقوف کو جائز نہیں رکھتی تو حسب قاعدہ یہ نکاح باطل و غیر معتبر ہو گیا۔ باقی رہا یہ کہ عداوت کی وجہ سے لیاقت النساء کا حق ولایت ساقط کر دیا جائے یہ بچند وجوہ محل نظر ہے الف محض اتنی بات سے کہ جہانگیر النساء بیگم اور لیاقت النساء بیگم کے درمیان مقدمات و خصومات عدالت میں دائر رہے ہیں۔ شرعاً عداوت کا ثبوت نہیں ہوتا کیونکہ عدالت میں کسی کے مقابل اپنے جائز حقوق کو طلب

کرنے کے لئے مقدمہ دائر کرنا شرعاً کوئی عداوت نہیں۔ قال فی الدر المختار من اول القضاء ثم انما یثبت العداوة بنحو قذف او جرح او قتل ولی لا بمخاصمة نعم هی تمنع الشهادة فیما وقعت فیه المخاصمة قال الشامی من ابن وهبان وقد یتوهم بعض المتفقهة من الشهود ان من خاصم شخصاً فی حق او ادعی علیه یصیر عدوه فیشهدون بینهما بالعداوة ولیس کذلك وانما تثبت بنحو الخ شامی اول کتاب القضاء ص۳۳۲ ج۴)

ب ثانیاً ولی کی عداوت یا خیانت یا فسق ثابت ہو جانے سے بھی ولایت کا حق ساقط نہیں ہوتا۔ البتہ جو تصرف نکاح وہ کرتا ہے اگر اُس تصرف میں قصداً اضرار یا عداوت ثابت ہو جائے تو قاضی اور حاکم قبل البلوغ بھی اس تصرف کو رد کر سکتے ہیں اور بعد البلوغ لڑکی کو فسخ کرانے کا اختیار ہوگا بلکہ اگر نکاح غیر کفو میں یا مہر میں غبن فاحش کے ساتھ کیا ہو تو نکاح ہی منعقد نہ ہوگا۔ اسی پر فتوی ہے اور محققین کے نزدیک بھی مختار ہے لما فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتوی لفساد الزمان وقال فی الفتح بعد ذکره بروایة الحسن رحمه واختیرت للفتوی لما ذکر ان کم من واقع لا یرفع ولیس کل ولی یحسن المرافعة والخصومة ولا کل قاض یعدل ولو احسن الولی وعدل القاضی فقد یترك انفة للتردد علی ابواب الحکام واستثقالاً لنفس الخصومات فیتقرر الضرر فکان منعه دفعاً له فتح القدیر ص۱۵۷ ج۳

یہ عبارت دراصل اس صورت کا بیان ہے کہ عورت بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں خود کرے تو یہ نکاح بقول مفتی بہ منعقد نہ ہوگا۔ اور یہی حکم اُس صورت کا ہے جبکہ نابالغہ کا نکاح علاوہ باپ اور دادا کے کوئی دوسرا ولی غیر کفو میں کر دے۔ یا باپ اور دادا کا فاسق اور خائن ہونا ثابت ہو جائے تو پھر اُن کا بھی یہی حکم ہوگا کہ غیر کفو میں یا غبن فاحش کے ساتھ نکاح کیا تو منعقد نہ ہوگا صرح بهما فی الدر المختار والشامی وسیاتی بیانه الغرض ولی کی اگر عداوت ثابت ہو جائے تو خاص وہ معاملہ جس میں عداوت کا ظہور اور قصد اضرار پایا جائے وہ معاملہ نافذ نہ ہوگا لیکن مطلقاً حق ولایت اس سے ساقط نہیں ہوتا۔ والدلیل علیه ما فی الدر المختار الولی هو لغة خلاف العدو وعرفا العارف بالله تعالی وشرعاً العاقل البالغ الوارث ولو فاسقاً علی المذهب مالم یکن متهتکا۔ قال الشامی فی القاموس رجل متهتك ومتهتك لا یبالی ان یهتك ستره۔ قال فی الفتح اذا کان متهتکاً لا ینفذ تزویجه ایاها بنقص عن مهر المثل ومن غیر کفو وسیاتی هذا وحاصله ان الفسق وان کان لا یسلب الاهلیة عندنا لکن اذا کان الاب متهتکاً لا ینفذ تزویجه الا بشرط المصلحة ولما قوله وبهذا ظهر ان الفاسق المتهتك وهو بمعنی سیئ الاختیار لا تسقط ولایته مطلقاً لانه لو زوج من کفو بمهر المثل صح کما سیاتی بیانه شامی اول باب الولی ص۳۰۳ ج۲

بمثلہ صرح فی ص۳۱۸ ج ۲ - ثم قال ان السکران او المعروف بسوء الاختیار لو زوجہا بکفوء من
بمہر المثل صح لعدم الضرر المحض وفی الفتاوی الخیریۃ فی تفسیر سوء الاختیار ما نصہ قال بن
شتہ فی مجمع لو عرف من الاب سوء الاختیار لسفہہ او لطمعہ لا یجوز اتفاقاً ومثلہ فی الدرر
الغرر الی قولہ قال فی فتح القدیر من زوج ابنتہ القابلۃ للتخلق بالخیر والشر ممن یعلم انہ شریر
فاسق فہو ظاہر سوء اختیارہ خیریہ باب الاولیاء ص۲۳ ج اول وقال فی الفتح حاصلہ ان القرابۃ
تصور الشفقۃ مقتضاہا ولایۃ غیر ملزمۃ الی قولہ وہذا لما اثبتنا فیہ من الخیار عند البلوغ
وقبلہ من القاضی عند الاطلاع علی عدم النظر من تنقیص مہر او عدم کفاءۃ فتح القدیر
ص۱۷۳ ج ۳ -

عبارات مذکورہ شامی وفتاویٰ خیریہ وفتح القدیر اس قدر مشترک کے لئے تقریباً صریح ہیں کہ ولی سے
عدم شفقت ونظر بلکہ خیانت وطمع یا فسق بھی ثابت ہو جائے تو ولایت مطلقاً ساقط نہیں ہوتی البتہ
ولی کوئی نکاح خلافِ مصلحت غبن فاحش کے ساتھ یا غیر کفوء میں کردے تو وہ نکاح نافذ نہ ہوگا اگرچہ ولی
دادا ہی کیوں نہ ہو جس سے معلوم ہوا کہ اگر بالفرض لیاقت النساء بیگم کی عداوت ثابت بھی ہو جائے
حق ولایت ساقط نہیں ہوتا - اور جو عبارت لیس کل ولی یحسن المرافعۃ الخ سقوط ولایت کے لئے
جاتی ہے اُس سے اس کا ثبوت نہیں ہوتا اور نہ وہ اس کے متعلق ہے بلکہ اُس کا محل اور مفہوم
ہے جو اوپر بحوالہ فتح القدیر نقل کیا گیا ہے۔

البتہ ایک بات باقی ہے وہ یہ کہ بتصریح فقہاء اگر کسی کفوء کی جانب سے منگنی کی جائے اور ولی اقرب
اُس کو رد کردے تو ولی اقرب کی ولایت ساقط ہو جاتی ہے - لیکن اس صورت میں صحیح ومفتی بہ قول
حق ولایت کا حق ولی اقرب سے منتقل ہو کر ہر ولی بعید کو نہیں پہنچتا بلکہ صرف قاضی کو پہنچتا ہے قال
البحر قالوا واذا خطبہا کفوء وعضلہا الولی تثبت الولایۃ للقاضی نیابۃ عن العاضل البحر ص۱۳۲ ج ۳
العلامۃ ابن عابدین فی حواشی البحر ومثلہ فی فتاواہ الشامیہ فی تفسیر العضل بل ینبغی التفصیل
یقال ان کان الکفوء الاخر حاضراً وامتنع الاب من تزویجہا من الاول دار او تزویجہا من
لا یکون عاضلاً لان شفقتہ دلیل علی انہ اختار لہا الانفع اما لو حضر کفوء وامتنع من
تزویجہا لہ دار او انتظار کفوء اخر فہو عاضل لانہ متی حضر الکفوء لا ینتظر غیرہ خوفاً من فواتہ
ان تنتقل الولایۃ الی الابعد اذا غاب الاقرب انتہیٰ۔

نیز یہ بات کہ حق ولایت صورت عضل میں ہر ولی بعید کی طرف منتقل نہیں ہوتا بلکہ صرف قاضی کو پہنچتا ہے

اس کی تصریح بحر سے اوپر مذکور ہو چکی ہے اور علامہ شامی نے حواشی بحر اور رد المختار میں اس پر نہایت مفصل کلام کیا ہے اور شرنبلالی کے رسالہ کشف المعضل فی من عضل سے اس کی بہت سی تائیدات نقل فرمائی ہیں فمن رام التفصیل فلیراجعہ حواشی البحر ص۱۳۶ ج ۳ (خلاصہ حکم)

لہٰذا جب ایک کفو کی جانب سے مسماۃ جہانگیر النساء بیگم کے نکاح کی طلب ہوئی اور اُس کے ماموں تلاوت علی نے جو ولی بعید ہیں) اُس کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح ولی اقرب یعنی لیاقت النساء بیگم کی اجازت پر موقوف تھا۔ اب غور طلب یہ امر ہے کہ جس وقت لیاقت النساء کو اس نکاح کا علم ہوا انہوں نے اس کی اجازت صراحۃً دی یا نہیں اور اگر نہیں دی تو کوئی معقول عذر ایسا پیش کیا کہ کوئی دوسری جگہ کفو کے اندر موجود ہے جس سے کرنا چاہتی ہے اور اُس طرف سے بھی طلب موجود ہے۔ یا ایسا عذر پیش نہیں کیا بلکہ بلا وجہ انکار کیا؛

صورتِ اولیٰ میں کہ لیاقت النساء بیگم نے اجازت صراحۃً دیدی ہو۔ نکاح نافذ و صحیح ہو گیا۔ اب اُس کو نکاح فسخ کرانے کا کوئی حق نہیں؛

صورتِ ثانیہ میں کہ کوئی عذر معقول انکار کے لئے پیش کیا ہے تو جو نکاح تلاوت علی خاں نے پیش کیا تھا باطل ہو گیا اور اب لیاقت النساء کے ہوتے ہوئے کسی کو جہانگیر النساء کا نکاح بحالتِ صغر سنی کرانے کا حق نہیں؛

صورتِ ثالثہ میں کہ نکاح مذکور سے انکار بلا وجہ کیا۔ اس کی اجازت بجائے لیاقت النساء قاضی شرع کی طرف منتقل ہو گئی۔ اگر قاضی نے جائز رکھا تو وہ نکاح جائز و نافذ ہو گیا۔ لیکن در صورتِ جواز بھی بعد بلوغ لڑکی کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہو گا صرح بہ الشامی والدر المختار۔ ہاں اس جگہ ایک چوتھی صورت بھی ہے وہ یہ کہ قاضی اُس جگہ موجود نہ ہو جیسا کہ عام بلادِ ہند میں ہے تو پھر ولی اقرب سے ولایت منتقل ہو کر بجائے قاضی کے ولی بعید ہی کی طرف پہنچتی ہے تو اس صورت میں جو نکاح ولی بعید تلاوت علی خاں نے کیا تھا وہ صحیح ہو جائے گا۔ بشرطیکہ اب مکرر اُس کی اجازت دے کما فی الدر المختار ولو تحالت الولایۃ الیہ بعد الامجد لم یجز الا باجازتہ بعد التحول انتہیٰ؛

پھر اس صورت میں بھی لڑکی کو خیار بلوغ دیا جائے گا والدلیل علیہ ما فی حواشی البحر للشامی ویمکن ان یجاب یحمل ما فی الخلاصۃ علی ما اذا لم یکن قاض انتہیٰ بحر ص۱۳۶ ج ۳ یعنی ان الانتقال الی الولی البعید الذی صرح بہ فی الخلاصۃ انما یکون اذا لم یکن ثم قاض فی والله تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

الجواب صحیح الجواب صحیح

بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ محمد رسول خاں عفی عنہ

...نکاح کرنے کی دو صورتیں

سوال ۲۳۲۔ دو لڑکیوں کا نکاح جن میں ایک بالغہ اور ایک مراہقہ ہے۔ ...کے ولی نے ان پر سختی کر کے اور دھمکا کر کہا کہ اگر نکاح نہ کروگی تو تم پر سختی کی مار ہوگی۔ ڈرتے ہوئے سخت وحشت ...حالت میں اُنہوں نے دبی ہوئی زبان سے جان بچانے کی خاطر ہاں کہا۔ جن کے ساتھ نکاح کیا وہ بالکل ...ٹے بچے ہیں جو اُن کے پسند نہ تھے۔ اور پندرہ دن کے بعد اُنہوں نے انکار کیا جو ابتک انکار پر مصر ہیں ...اُن کا نکاح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ بالغہ کا نکاح جو اُس کے ولی نے زبردستی جبراً کرایا اور اُس نے مجبور ہو کر اجازت دی یہ ...کل صحیح و لازم ہوگیا۔ اب بجز موت یا طلاق اُس سے علیحدگی کی صورت کچھ نہیں۔ البتہ نابالغہ مراہقہ کا ...جو جبراً ولی نے کیا ہے۔ اگر یہ ولی باپ اور دادا کے سوا، کوئی دوسرا شخص ہے تو لڑکی بالغ ہونے کی ...نکاح کو فسخ کرانے کا اختیار رکھے گی اور کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں مقدمہ دائر کر کے حکم فسخ حاصل ...گی بشرطیکہ بفور بلوغ اپنی ناراضی کا اعلان کردے اور اگر ولی مذکور لڑکی کا باپ یا دادا ہے تو یہ نکاح ...لازم ہوگیا بعد بلوغ بھی لڑکی کو اختیار نہ ہوگا۔ وھذا کلہ ظاھر مذکور فی عامۃ الکتب واما ...النکاح ھی الاکراہ فقد صرح بہ الشامی حیث قال اذ حقیقۃ الرضا غیر مشروطۃ فی النکاح ...صحتہ ھی الاکراہ۔ ثم قال عباراتھم۔ مطلقۃ فی ان نکاح المکرہ صحیح کطلاقہ ولفظ المکرہ ...للرجل والمرأۃ شامی کتاب النکاح ص ۲۷۹ ج ۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

...کابین نامہ میں یہ لکھنا کہ اگر زوجہ کی بلا اجازت ...نکاح کروں تو زوجہ پر طلاق بائن؟

سوال ۲۳۳۔ زید نے شادی کرتے وقت کابین نامہ میں لکھدیا کہ زوجہ سعیدہ کی بغیر اجازت اگر دوسری شادی کروں تو زوجہ موصوفہ ...طلاق سے بائن ہو جائے گی۔ دو برس گذرنے کے بعد زید نے سعیدہ کی بغیر اجازت دوسری شادی ...تو مسماۃ سعیدہ مطلقہ ہوگئی یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر یہ معاہدہ بعد انعقادِ نکاح لکھا گیا تھا یا یہ الفاظ لکھے گئے تھے کہ بعد نکاح سعیدہ اگر دوسری ...ی کروں تو سعیدہ پر طلاق۔ تب تو دوسری شادی کرنے سے سعیدہ پر حسب معاہدہ تین طلاقیں واقع ...ہوں گی۔ اور اگر معاہدہ قبل از نکاح لکھا گیا اور اس معاہدہ میں کوئی لفظ ایسا بھی نہیں تھا جس میں نسبت ...اضافت نکاح کی طرف ہو تو طلاق نہیں پڑی۔ کذا فی الشامی والعالمگیریہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

...رسالہ شہادۃ القرآن متعلقہ ...بشریت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سوال ۲۳۴ رسالہ شہادت القرآن والخبر علی بشریۃ خیر البشر کا مطالعہ کیا۔ مصنف دام مجدہ کی سعی مشکور پر دل سے دعا نکلی یہ رسالہ رسالہ فیصلہ بشریت مصنفہ ...جناب امام بخش صاحب ویدی کا جواب ہے اور الحمد للہ کہ ہر پہلو سے کافی و وافی ہے حق طلب کے لئے شافی

اور معاند کے لئے مسکت ہے جن مواضع میں مبتدعین کی فتنہ پروازی سے یہ مسئلہ بحث میں آچکا ہے۔ وہا
اس کی اشاعت ضروری ومناسب ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف دام مجدہٗ کو جزائے خیر اور رسالہ ہذا کو مقبولیت عا
عطا فرما کر مسلمانوں کے لئے مفید بنائے آمین۔

نفس رسالہ کے متعلق تو جو رائے تھی عرض کر دی لیکن درحقیقت اس بدیہی اور اجماعی مسئلہ کا بحث
پڑجانا اور اختلاف ومناظرہ کا قائم ہونا۔ طرفین سے رسائل لکھے جانا یہ کوئی علمی بحث نہیں۔ بلکہ مسلمانو
علمی واعتقادی زندگی کا مرثیہ ہے کہ جس مسئلہ پر قرآن کریم کی نصوص صریحہ ایک دو نہیں بہت سی وار
اور جس کا اعلان خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر کیا ہو۔ اور جس کو صحابہ کرام کی پوری جماعت ن
اپنا عقیدہ رکھا ہو۔ اور جو تمام امت محمدیہ کا ایسا متفق علیہ عقیدہ رہا ہو کہ ساڑھے تیرہ سو برس کی مد
میں کسی شخص نے اس میں خلاف نہ کیا آج نام کے مسلمان ہیں کہ اُس مسئلہ کو بھی خلاف وجدال کا معرکہ
جب اس مسئلہ میں بھی خلاف ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام بشر تھے۔ تو کیا ان لوگوں سے بعید نہیں کہ کل کو خ
خدا ہونے میں بھی کلام کرنے لگیں۔ ایسی یاوہ گوئی کا جواب اس کے سوا کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر
کہ ان لوگوں کو بشریت وانسانیت عطا فرما دیں اور چشم بصیرت کھول دیں اور خود سرور کائنات صلی اللہ
کی عدالت عالیہ میں جن کی شان میں یہ لوگ بعنوانِ تعظیم سخت گستاخی کر رہے ہیں، عرض کریں ؎

اے بسرا پردہ یثرب بخواب ٭ خیز کہ شد مشرق ومغرب خراب

واللهم اليك المشتكى وانت المستغاث وابهم المستعان ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم فقط

میونسپل بورڈ یا کونسل وغیرہ کی ممبری کے لئے ناقابل آدمی کے لئے رائے دینا جائز نہیں

سوال ۳۳۵۔ کسی فاسق فاجر آدمی کے لئے میونسپل بورڈ وغیرہ کی ممبری کا ووٹ دینا کیسا ہے۔؟

الجواب۔ ممبری خواہ میونسپل بورڈ کی ہو یا کونسل وغیرہ کی سب کے متعلق رائے دینا در ح
اس کی شہادت دینا ہے کہ یہ شخص ہمارے نزدیک امانتدار اور مسلمانوں کا یا قوم کا خیر خواہ اور حق ش
ہے جس شخص کے متعلق رائے دینے والے کو یہ معلوم ہو کہ اُس میں یہ اوصاف موجود نہیں اُس کے
رائے دینا جھوٹی شہادت ہے جو کسی طرح جائز نہیں۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع عفی عنہ

ایک طلاق کے بعد تین طلاق کا اقرار کاذب

سوال ۳۳۶- زید نے غصہ میں اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں بعد کو میں نے اُن سے دریافت کیا تو اُنہوں نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے آیا ہوں بلکہ تین طلاق۔ پھر میرے بہنوئی کے سامنے بھی اُنہوں نے یہی اقرار کیا۔ اس بارہ میں کیا حکم ہے؟

الجواب۔ اس پر مولوی افتخار علی صاحب نے حکم وقوع تین طلاق کا لکھا تھا۔ جس پر مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

جواب صحیح ہے تین طلاقیں واقع ہوگئی۔ کیونکہ اگر واقع میں اس سے پہلے تین طلاقیں دے چکا ہے جس کا اب بیان کرتا ہے تب تو تین طلاقوں کا وقوع ظاہر ہی ہے۔ اور اگر فی الواقع پہلے تین طلاقیں نہ دی تھی اور اب تین طلاقوں کا جھوٹا اقرار کرتا ہے۔ تب بھی تین طلاقیں واقع ہوگئی۔ کیونکہ جھوٹے اقرار سے بھی طلاق پڑجاتی ہے۔ تو اس صورت میں ایک طلاق تو پہلے ہی پڑچکی تھی باقی دو طلاقیں اس جھوٹے اقرار سے پڑگئی۔ قال الشامی ولو اقر بالطلاق کاذبًا اوھازلًا وقع قضاءً لا دیانۃً خانیہ۔ وقال بعد ذلک بورق ثم نقل عن البزازیۃ والقنیۃ لو اراد بہ الخبر عن الماضی کذبًا لا یقع دیانۃً۔ عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ قضاءً تین طلاقیں صورت مذکورہ میں پڑگئی۔ البتہ اگر یہ شخص اس کا دعوی کرتا ہے کہ میں نے جھوٹا اقرار تین طلاق کا کیا تھا تو دیانۃً تین طلاقیں نہ پڑتی مگر وہ خود اُس کا اب تک مدعی نہیں ہوا۔ جس سے معلوم ہوا کہ اُس کی نیت اخبارِ کاذب کی نہ تھی اس لئے دیانۃً بھی تینوں پڑگئی اور بہرحال جب معاملہ عدالت یا پنچائت میں پہنچے گا تو عمل قضاء کے احکام پر ہوگا اور تین ہی طلاقیں مانی جائیں گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

لڑکا اور لڑکی کب بالغ ہوتا ہے

سوال ۳۳۷- بلوغت مرد اور عورت کی کس عمر میں ہوتی ہے۔ نیز ولی والدہ ہوسکتی ہے یا نہیں۔ جبکہ اس کے تین چار لڑکے موجود ہوں۔؟ (۲) اگر لڑکی کی والدہ رضامند ہو اور بالغ لڑکا ناراض ہو تو نکاح والدہ کی اجازت سے جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ لڑکے کا بلوغ اصل میں انزال و احتلام سے ہوتا ہے اور لڑکی کا حیض آنے یا حاملہ ہونے سے یا احتلام سے۔ لیکن اگر کسی لڑکے یا لڑکی میں مذکورۃ الصدر علامات بلوغ میں سے کوئی نہ پائی جاوے تو پندرہ برس کی عمر سے اُس کو شرعًا بالغ سمجھا جائے گا۔ خواہ لڑکی ہو یا لڑکا۔ فی الدر المختار فان لم یوجد فیہما شئی ای من امارات البلوغ فحتی یتم لکل منہما خمس عشرۃ سنۃ بہ یفتی قال الشامی ھذا عندھما وھو روایۃ عن الامام وبہ قالت الثلاثۃ شامی ص۱۲۵ ج۵ باب الحجر

(۲) لڑکے اگر نابالغہ لڑکی کے حقیقی بھائی یا باپ شریک بھائی ہیں تو اُن کے ہوتے ہوئے والدہ کو

حق ولایت نہیں پہنچتا۔ اگرچہ تربیت والدہ ہی نے کی ہو۔ ولی درباره نکاح بھائی ہی ہو سکتے ہیں لقوله یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق ثم لاب ثم العم الشقیق الخ شامی باب الولی کتاب النکاح ص۳۱۹ ج ۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

عورت کو یہ کہنا کہ مجھی تجھ سے کچھ واسطہ نہیں

سوال ۳۳۸۔ زید کہتا ہے کہ میں نے دھمکانے کی نیت سے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ اگر تم فلاں شخص کے مکان جاؤگی تو ہم سے تم سے کچھ واسطہ نہیں۔ عورت اُس مکان میں چلی گئی تو طلاق ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر فی الواقع زید کی نیت اپنے الفاظِ مذکورہ سے طلاق کی نہ تھی بلکہ محض دھمکانے کی نیت تھی تو طلاق نہیں پڑی۔ اگر نیت طلاق ہوتی تو طلاق پڑجاتی۔ قال فی العالمگیریہ والخلاصہ لم یبق بینی و بینک عمل یقع الطلاق ان نوی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

مال حرام کا حکم

سوال ۳۳۹۔ زید کی بہن ہندہ نے ناجائز کمائی سے کچھ رقم وجائداد پیدا کی۔ (۲) ہندہ کے باپ نے کچھ حقیت زمینداری جائز چھوڑی (۳) ہندہ فوت ہوگئی اُس کا ترکہ زید و دیگر ورثار کو پہنچا۔ زید نے مال متروکہ ہندہ سے تجارت کرکے نفع اُٹھایا۔ (۴) زید کے یہاں دعوت کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) زید کلام مجید حفظ کرتا ہے حافظ کو زید سے تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب قال فی العالمگیریۃ من کتاب الکراھیۃ الباب الثانی عشر اکل الربا وکاسب الحرام اھدی الیہ او اضافہ وغالب مالہ حرام لا یقبل ولا یاکل مالم یخبرہ ان ذلک المال اصلہ حلال ورثہ او استقرضہ وان کان غالب مالہ حلالاً لا باس بقبول ھدیتہ والاکل منہ کذا فی الملتقط عالمگیری کشوری ص۲۲۳ ج۴۔ و مثلہ فی الاشباہ القاعدۃ الثانیۃ من النوع الثانی ص۱۲۷ ج اول مصری۔ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اگر اکثر مال حلال ہے تو اُس کے یہاں بلا تحقیق وتفتیش دعوت کھانا جائز ہے۔ نیز اُس سے اُستاذ حافظ وغیرہ کو تنخواہ لینا بلا تحقیق و بلا شبہ جائز ہے اور اگر اکثر مال حرام ہے اور اُس سے کم حلال ہے تو تحقیق کرنی چاہیے۔ اگر وہ یہ کہے کہ میں جو تنخواہ تمہیں دیتا ہوں یا جو کھانا کھلاتا ہوں وہ مال حلال سے ہے یا یوں کہے کہ مجھے وراثت میں ملا ہے تو کھانا اور لینا جائز ہے ورنہ نہیں۔ صورتِ مسئولہ میں اول تو خود ہندہ کا مال حلال و حرام کا مجموعہ تھا اور پھر زید نے اُس کو اپنی سعی سے بڑھایا جس سے مظنون یہی ہے کہ مال حلال زیادہ ہے حرام کم۔ سو اس لئے اُس کے یہاں دعوت کھانا وغیرہ بلا تحقیق بھی جائز ہے۔ نیز اُس کو مال مشتبہ وراثت میں ملا ہے اُس نے خود کوئی حرام کا کسب نہیں کیا اس کی وجہ سے اور بھی زیادہ سہولت پیدا ہوگئی۔ بہرحال جو شخص اُس کے یہاں دعوت کھاتا ہے

اُس کے پیچھے نماز بلاشبہ جائز ہے کسی قسم کی کراہت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

مسجد کی زمین میں کسی کا حق نکل آیا تو اُس کا حکم کیا ہے

سوال ۳۴۰۔ نور محمد نے اپنی خرید کردہ زمین مسجد کے لئے وقف کردی اور اس میں مسجد تیار کرکے چودہ۔ پندرہ سال تک نمازیں پڑھی اب ایک شخص کا حق اس مسجد کی زمین میں تخمیناً ڈیڑھ ہاتھ نکلا اور وہ دعوے دار ہے۔ لہٰذا واقف کا وقف باطل ہوا یا نہیں؟

الجواب۔ اصل مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ نور محمد نے جس زمین کو مسجد کے لئے وقف اور مسجد بنایا تھا اگر فی الواقع اُس میں کسی شخص کا حق مشترک نکل آیا تو یہ مسجد نہ رہی بلکہ نور محمد کی ملک کی طرف لوٹ گئی۔ اور اُس کے ورثہ کا حق ہوگیا۔ اور جس قدر زمین اس شخص کے حصہ میں آئے وہ اس کی ہے۔ قال فی العالمگیریۃ من الوقف اول الباب الحادی عشر فقد جعل المسجد جزاً شایعاً فیبطل کما لوجعل ارضہ مسجداً ثم استحق شقص منہا شایعاً یعود الباقی الی ملکہ۔ عالمگیری مصری ص۳۵۶ ج۲۔ لیکن چونکہ عوام کی نظروں میں یہ مسجد بن چکی ہے اور اس قدر قدیم زمانہ سے کہ چودہ پندرہ سال کا عرصہ ہوتا ہے سب اس کو مسجد ہی جانتے رہی تو اب اگر اس کو تقسیم کرکے اپنے اپنے ملک
19 ومصرف میں لائے تو عجب نہیں کہ لوگوں کے قلوب سے اصل مساجد کا احترام اُٹھ جائے اور اصل مساجد تک اس فعل کا اثر پہنچنے لگے اس لئے اگر سب حصہ دار راضی ہوجائیں تو بہتر یہی ہے کہ اسکو مسجد ہی رہنے دیں اور اب ان کی طرف سے یہ مسجد ہوجائے گی جس کا ثواب بھی ملے گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قادیانی کے ساتھ مسلمہ کا نکاح جائز نہیں

سوال ۳۴۱ حنفی کا نکاح قادیانی کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مرزائی قادیانی کے متبعین خواہ قادیانی پارٹی سے متعلق ہوں یا لاہوری سب جمہور علماء امت اہل ہندوستان وحجاز ومصر وشام کے اجماع واتفاق سے خارج از اسلام ہیں جس کی وجہ مفصل ومدلل حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تبلیغ دارالعلوم دیوبند کے رسالہ اشد العذاب میں مذکور ہے اور فتاویٰ علمائے ہندوستان کے مہری و دستخطی جداگانہ چھپے ہوئے ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو ان دونوں رسالوں کو ملاحظہ فرمالیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ فرقہ قادیانی مسلمان نہیں اس لئے کسی مسلمان مرد وعورت کا نکاح اُن سے جائز نہیں اور اگر کسی نے پڑھ بھی دیا تو شرعاً معتبر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

بعض مسائل شفعہ

سوال ۳۴۲۔ زید نے اراضی مملوکہ معینہ واقع شہر دہلی تعدادی چار کنال خالد پر بیع قطعی کردی بکر پسر زید نے مجلس علم میں طلب شفعہ کیا بعد پورا کرنے شرائط شفعہ کے قاضی کے یہاں

دعویٰ دائر کیا گیا (۱) بکر بوجہ قرابت حق شفعہ رکھتا ہے اور علاقہ قرابت موجب شفعہ ہے یا نہیں؟ (۲) بعد وجود سبب شفعہ سکوت بکر مجلس علم میں بلا عذر اور عدم طلب علی الفور بلکہ بصورت امتداد مجلس مبطل شفعہ بکر ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور فتویٰ طلب علی الفور پر ہے جو کہ مختار صاحب جواہر الفتاویٰ ہے یا فتویٰ قول ابن کمال و متون پر ہوگا (۳) اعلان شفعہ کرنے کے بعد عرصہ چھ ماہ تک شفیع کو قاضی کے یہاں دعویٰ میں تاخیر کرنے کا حق ہے یا تاخیر کرنے سے شفعہ باطل ہو جائے گا فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے یا ظاہر مذہب پر (۴) بکر بوجہ قرابت مستحق شفعہ ہونے پر اس عبارت سے استدلال کرتا ہے ق لو باع الاب دارا و ولدہ الصغیر شفیعھا کان للصغیر اذا بلغ ان یاخذھا بالشفعۃ۔ کیا یہ استدلال صحیح ہے؟

الجواب (۱) محض قرابت کی وجہ سے بیٹے کو یا کسی دوسرے عزیز کو حق شفعہ حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ حق شفعہ کا مدار اتصال ملک پر ہے۔ پس اگر اس گھر میں جس کو باپ نے فروخت کیا ہے بیٹے کی کوئی شرکت ہے یا اس کے پڑوس میں اُس کا کوئی مملوکہ مکان ہے تو اس کو حق شفعہ حاصل ہوگا ورنہ نہیں۔ قال فی الدر المختار وسببھا اتصال ملک الشفیع بالمشتری بشرکۃ او جوار الخ۔

(۲) درصورت ثبوت حق شفعہ صحیح و مختار وہی قول ہے جو درمختار نے جواہر الفتاویٰ سے نقل کیا ہے۔ شامی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہی ظاہر الروایت ہے۔ اور دلیل کے اعتبار ۲۰
سے بھی یہی اقویٰ ہے لقولہ علیہ السلام الشفعۃ لمن واثبھا اخرجہ عبد الرزاق فی مصنفہ من حواشی الھدایہ قال الشامی ظاھر الھدایہ اختیارہ ونسبہ الی عامۃ المشائخ قال فی الشرنبلالیۃ وھو ظاھر الروایۃ حتی لو سکت ھُنَیۃً بغیر عذر ولم یطلب او تکلم بکلام لغو بطلت شفعتہ کما فی الخانیۃ والزیلعی وشرح المجمع وقولہ علیہ الفتوی ترجیح صریح ھی من ظاھر الروایۃ شامی باب طلب الشفعۃ ص۱۵۵ ج۵۔ وفی فتاوی قاضی خاں۔ اما طلب المواثبۃ فوقتہ فور علم الشفیع بالبیع ان اخبرہ بالبیع رجلان او رجل وامرأتان او رجل عدل فسکت ھُنَیۃً ولم یطلب الشفعۃ بطلت شفعتہ۔ صاحب ہدایہ اور قاضی خاں دونوں نے جواہر الفتاویٰ کی روایت کو ترجیح دی ہے اور ان میں سے ایک ترجیح بھی کافی ہے اور جب دونوں متفق ہوں تو ترجیح میں شبہ نہیں رہتا اور شامی نے مختلف مواضع ردالمختار میں تصریح کی ہے کہ قاضی کی ترجیح سے عدول نہیں کرنا چاہیئے لانہ فقیہ النفس

(۳) صحیح و مختار یہ ہے کہ اگر طلب خصومت و تملیک میں ایک ماہ بلا عذر تاخیر کرے گا تو حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ وھذا ھو قول محمد رح وفی الدر المختار وقیل یفتی بقول محمد رح قال الشامی القائل شیخ الاسلام وقاضی خان فی فتاواہ وشرحہ علی الجامع ومشی علیہ فی الوقایۃ والنقایۃ

والذخیرۃ والمغنی وفی الشرنبلالیۃ عن البرہان انہ اصح بہ یفتی بہ قال یعنی انہ اصح من تصحیح الہدایۃ الخ شامی ص۲۶۰ ج ۵

(۴) عبارت مذکورہ سے استدلال بالکل غلط ہے جو عبارت نہ سمجھنے پر مبنی ہے کیونکہ اُس میں وہ صورت مذکورہ ہے کہ بیٹا بوجہ شرکت یا جوار کے حق شفعہ رکھتا ہو جیسا کہ الفاظ ذیل اُس کی تصریح کرتے ہیں۔ وولد لا الصغیر شفیعہا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

پرانی مسجد جس کی ضرورت نہ رہی اُس کو کیا کیا جاوے

سوال ۲۴۳ - قدیم مسجد کے متصل نئی مسجد بنائی گئی تو پرانی مسجد کی جگہ میں دکان یا حوض یا مدرسہ یا مکان وغیرہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب - پرانی مسجد کو نہ دکان بنا سکتے ہیں نہ حوض نہ باغیچہ وہ اُسی طرح مسجد ہے اور قیامت تک مسجد رہے گی۔ بہتر تو یہ ہے کہ اُس کو مسجد میں شامل کرلیں یا جداگانہ ہی رہنے دیں اور مثل معتکف کے بناویں رمضان میں لوگ اُس میں اعتکاف کیا کریں اور اگر شامل نہیں کر سکتے تو پھر اُس کو اپنی جگہ پر حفاظت و احترام کے ساتھ محفوظ رکھنا واجب ہے۔ ہاں یہ کر سکتے ہیں کہ مسجد کا سامان بوریئے وغیرہ اُس میں رکھدیا کریں وفی المجتبیٰ لایجوز لقیم المسجد ان یبنی حوانیت فی حد المسجد او فنائہ بحر الرائق ص۲۴۹ ج ۵ وفی الخانیہ اذا خرب ولیس لہ ما یعمر بہ وقد استغنی الناس عنہ لبناء مسجد اٰخر الی قولہ قال ابو یوسف ھو مسجد ابداً الی قیام الساعۃ لایعود میراثاً ولا یجوز نقلہ ونقل مالہ الی مسجد اٰخر سواء کانوا یصلون فیہ اولا وھو الفتوی کذا فی الحاوی القدسی وفی المجتبی
21
واکثر المشائخ علی قول ابی یوسف ورجحہ فی فتح القدیر ایضاً بحر ص۲۵۱ ج ۵ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

انگریزی ترجمہ قرآن کا

سوال ۲۴۴ - قرآن پاک کا ترجمہ انگریزی میں بغیر عربی عبارت کیسا ہے۔ اور قرآن کے عربی الفاظ کو انگریزی وغیرہ میں پیش کرنا یا چھاپنا کچھ منع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص کو قتل کا حکم فرماتے تھے؟

الجواب - اگر قرآن مجید کی عربی عبارت رسم خط وغیرہ کسی چیز میں کوئی تغیر نہ کیا جائے اور نیچے قرآن مجید کا صحیح ترجمہ کسی عالم ماہر کا کیا ہوا ہو خواہ کسی زبان میں۔ اُردو یا انگریزی یا فارسی تو جائز ہے اور اگر کسی عالم کا کیا ہوا نہ ہو تو جائز نہیں کیونکہ اُس میں مغالطوں اور تلبیسات کا احتمال ہے۔ حنفیہ کا یہی مذہب ہے۔ امام مالک رح کا یہ قول احقر کی نظر سے نہیں گذرا۔ اور اگر ثابت بھی ہو تو بلاشبہ مؤول عن الظاہر ہے فقط

کفارہ رمضان اگر متعدد ہوں کس صورت میں تداخل ہوگا

سوال ۲۴۵ - ایک ہی رمضان کے دو کفارے اور دونوں جماع کے ایک دوسرے میں مدغم ہو جاویں گے یا الگ الگ۔ اور دو رمضان کے دو کفارے

بھی مدغم ہو سکتے ہیں یا نہیں۔؟

الجواب۔ اس صورت میں مشائخ کا اختلاف ہے اور صحیح و مختار للفتوی یہ ہے کہ اگر دونوں کفارے جماع ہی کے ہیں تو داخل وادغام نہ ہوگا خواہ ایک رمضان کے ہوں یا دو رمضانوں کے اور اگر دونوں کفارے جماع کے نہیں تو تداخل ہو جائے گا خواہ ایک ہی رمضان کے ہوں یا دو رمضانوں کے۔ بشرطیکہ دوسرا کفارہ واجب ہونے سے پہلے پہلا کفارہ ادا نہ کر دیا ہو۔ قال فی الدر المختار ولو تکرر فطرہ ولم یکفر للاول یکفیہ واحدۃ ولو فی رمضانین عند محمد وعلیہ الاعتماد بزازیہ ومجتبی وغیرھما واختار بعضھم للفتوی ان الفطر بغیر الجماع تداخل والا لا در قال الشامی فقد اختلف الترجیح ویتقوی الثانی بانہ ظاہر الروایۃ شامی ص ۱۳۹ ج ۲ مطلب الکفارۃ من الصوم

ایک شخص نے مرنے سے پہلے خود غسل کرکے کفن پہن لیا اور لوگوں سے کہا کہ مجھے غسل وکفن دینے اور نماز جنازہ پڑھنے کی ضرورت نہیں اسکا حکم

سوال ۴۶۳۔ خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان شخص نہایت دیندار پابند صوم وصلوۃ تہجد گذار نیک صالح تھا سال کے اکثر حصہ میں روزہ دار رہتا تھا۔ البتہ یہ فعل اُن سے سرزد ہوا کہ مرنے سے تین دن پہلے لوگوں کو بلاکر قبر تیار کراکر کفن منگا کر جنازہ منگا کر غسل وضو کرکے لوگوں کو نیک کاموں کی تلقین کرکے اپنے کفن پر خود لیٹ کر کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے جان دی۔ کیا صرف ۲۲
اپنے آپ کو غسل نہ دینے اور نماز جنازہ نہ پڑھنے کی ہدایت کرنے سے بیدین، غیر مسلمان، مردود وغیرہ کہا

(۲) مذکورہ بالا مسلمان کی ہدایت پر عمل کرنے والے یعنی انھیں غسل نہ دینے اور نماز جنازہ نہ پڑھنے وا بیدین، مرتد یا ملحد ہو سکتے ہیں۔؟

(۳) اُن کی قبر پر تعمیر کرنا۔؟ فاتحہ خانی کرنا کیسا ہے؟ (۴) ان کو سلطان الاولیا، قطب الاقطاب وارث نبی وغیرہ القاب سے یاد کرنا۔؟ (۵) ان کی موت کو موت اختیاری کہنا۔؟ (۶) ان کے نام سے نیاز ڈبوں میں ڈالنا۔؟ (۷) ان کے سالانہ عرس میں شرکت کرنا۔؟ (۸) انھیں ولی اللہ ماننا جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ پہلے یہ بات سمجھ لینی ضروری ہے کہ جاندار چیز خواہ انسان ہو یا دوسری قسم کے حیوانات موت کی وجہ سے نجس ہو جاتے ہیں۔ لیکن حق تعالی نے خاص مسلمان مردہ کو یہ عزت بخشی ہے کہ جب اُس کو غسل دیدیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔ بخلاف کافر اور دوسرے جانداروں کے کہ اُن کو اگر سو دفعہ غسل دیں تو وہ پاک نہیں ہو سکتے اسی لئے مسلمان میت کو غسل دینا واجب ہے اور نماز جنازہ پڑھنا فرض ہے۔ بغیر غسل دینے کے نماز جنازہ بھی نہیں ہو سکتی اور اگر کوئی پڑھ بھی لے تو ادا نہیں ہوتی قال فی الشامی کتاب الجنائز ان الآدمی حیوان دموی فیتنجس بالموت کسائر الحیوانات

وهو قول عامة المشائخ وهو الاظهر بدائع وصححه فی الکافی قلت ویؤیده اطلاق محمد نجاسة غسالته وکذا قولهم لو وقع فی بئر قبل غسله نجسها وکذا لو حمل میتا قبل غسله وصلی به لم تصح صلاته وعلیه فانما یطهر بالغسل کرامة للمسلم ولذا لو کان کافرا نجس البئر ولو بعد غسله انتهی؛

اس لئے اس میں شبہ نہیں کہ جن صاحب نے یہ حرکت کی ہے کہ لوگوں کو غسل اور نماز جنازہ سے روکنے کی صورت پیدا کردی۔ بڑی جہالت کا کام کیا۔ اور اگر صراحۃً منع کیا تو سخت گناہگار اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوا لیکن اگر اُس کے پہلے حالات شریعتِ مطہرہ اور سنتِ نبویہ کے موافق تھے اور احکام شرعیہ کا پابند تھا تو مسلمانوں کو چاہئے کہ صرف اس جہالت کے کام کی وجہ سے ان کو بُرا نہ کہیں اور معاذ اللہ کافر اور مرتد کہنا تو سخت گناہ ہے۔ قد نص الامام الغزالی فی الاحیاء وابن حجر فی الزواجر بانہ لا یجوز تحقیر احد من الاموات وان کان من الفساق فی حیوتہ؛

الغرض کسی مسلمان کو اگرچہ کیسا ہی فاسق بھی ہو زندگی میں بھی کافر کہنا حرام ہے۔ چہ جائیکہ بعد موت کے بالخصوص، اس لئے (۱ و ۲) اس شخص کو مردود یا غیر مسلمان کہنا جائز نہیں۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کا
۲۲۳ یہ فعل نہایت بُرا اور سخت گناہ ہے؛

(۳) قبر پر تعمیر کرنا مطلقاً ممنوع ہے۔ خواہ کسی کی قبر ہو کذا فی المشکوٰۃ فی حدیث علی رض وقالت العلماء قاطبۃً۔ قبر پر جاکر اگر بغیر مخصوص مروجہ بدعات کے قرآن مجید کی کوئی صورت پڑھکر ثواب پہنچائے تو جائز بلکہ ثواب ہے۔

اور اگر مروّجہ بدعات و رسوم اور تعین تاریخ وغیرہ کی ساتھ ہو تو اُلٹا گناہ ہے؛

(۴) جو لغزش اور شرعی خطا اُن سے ہوگئی ہے اُس کو تسلیم کرنے کے بعد اگر کوئی اُن کو دیندار اور بزرگ سمجھے تو مضائقہ نہیں کیونکہ اتفاقاً گناہ وخطا کا سرزد ہو جانا ولایت یا بزرگی کے خلاف نہیں لیکن اس گناہ کی فضول تاویلیں ہرگز نہ کرے۔ ورنہ گنہگار ہوگا؛

(۵) موت کو خود اختیاری کہنا بالکل غلط اور ناجائز عقیدہ ہے۔ موت کسی اختیاری نہیں ہوتی سب حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ البتہ حق تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام کو اختیار دیا جاتا ہے۔ غیر انبیاء کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا؛

(۶) نذر و نیاز سوائے حق تعالیٰ کے کسی امیر و فقیر کے نام کی جائز نہیں۔ کذا فی البحر الرائق والشامی؛

(۷) عرس کرنا اور اُس میں شریک ہونا سب بدعات و سیکڑوں منکرات و معاصی کا مجموعہ ہے مسلمان کو

اُن سے احتراز واجب ہے۔ (۸) جن لوگوں متوفی کی ہدایت کے موافق بلاغسل ونماز دفن کردیا وہ سب گناہگار رہوئے استغفار کرنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا بعد وفات کے زندہ ہوکر مسلمان ہونا

سوال ۷۴۳ ایک واعظ صاحب نے یہ حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ خداوند کریم میرے والدین کو زندہ کردے تاکہ میں اُن کی خدمت کروں۔ اُسی وقت دونوں قبریں شق ہوگئیں اور دونوں زندہ ہوگئے پھر آپ نے دونوں کو اپنی شریعت پر مسلمان کیا۔ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی رح نے اس حدیث کی شرح میں تین مستقل رسالے لکھے ہیں۔ اور اس حدیث کی توثیق کی ہے۔ اور شامی نے باب المرتد میں بھی حدیث کی تصحیح اکابر محدثین سے نقل کی ہے۔ ولفظہ الا تری ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اکرمہ اللہ تعالیٰ بحیاۃ ابویہ لہ حتی اٰمنا بہ کما فی حدیث صححہ القرطبی وابن ناصر الدین حافظ الشام وغیرھما فانتفعا بالایمان بعد الموت علی خلاف القاعدۃ اکرامًا لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم شامی مصری صفحہ ۳۱۵ ج ۳۔ فقط محمد شفیع غفرلہ

ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح حرام ہے۔

سوال ۷۴۴ زید نے اپنی بی بی کلثوم بی بی کو طلاق ثلاثہ دیکر اُسی روز کلثوم کی سوتیلی بہن قادری بی بی سے نکاح کرلیا۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ کلثوم بی بی پر تین طلاقیں واقع ہوکر حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی۔ مگر قادری بی بی سے بھی جو نکاح کیا ہے وہ درست نہیں ہوا کیونکہ اُس کی بہن کلثوم بی بی کی عدت ابھی تک نہ گذری تھی اور ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح ناجائز وحرام ہے۔ قال فی الدر المختار وحرم الجمع بین المحارم نکاحًا ای عقدًا صحیحًا وعدۃ ولو من طلاق بائن ازشامی باب المحرمات صفحہ ۳۹۰ ج ۲۔ فقط

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

مسجد ضرار کا حکم اور صحیح مطلب

سوال ایک قصبہ میں مسلمانوں نے بوجہ شرارت پہلی مسجد سے پچاس قدم کے فاصلہ پر ضداً دوسری مسجد بنائی ہے یہ مسجد ضرار بن سکتی ہے اور اس میں نماز جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ یہ مسجد جو مسجد قدیم کے قریب بنائی گئی ہے اگر فی الواقع ضد کی وجہ سے اور مسجد قدیم کی جماعت توڑنے کے لئے بنائی گئی ہے تو اس کے بنانے والوں کو کچھ ثواب نہ ہوگا بلکہ گناہ ہوگا اور یہ مسجد ضرار کے مشابہ ہوگی لیکن اس کے باوجود بلاشبہ مسجد بن گئی اس کے تمام احکام مسجد ہی کے احکام ہیں۔ حائضہ اور جنبی کو اس میں داخل ہونا وغیرہ جائز نہیں اس کا گرانا جائز نہیں۔ جو شخص اس میں نماز پڑھے اُس کو مسجد ہی کا ثواب ملے گا البتہ مسجد قدیم میں نماز پڑھنا بہ نسبت اس مسجد کے زیادہ افضل و بہتر ہے۔ الغرض بہ نیت ضد مسجد بنانا گناہ ہے۔ لیکن اس مسجد کو مسجد ضرار نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ یہ حقیقی مسجد ہے اس کی مسجدیت میں کوئی خلل نہیں کیونکہ مسجد ضرار تو درحقیقت مسجد ہی نہ تھی بلکہ کفار نے اُس کا نام محض تلبیس کے لئے مسجد رکھدیا تھا وہ تو اصل میں ایک مکان اس لئے بنایا تھا کہ مسجدِ قبا کی جماعتِ مسجد کو کم کیا جائے اور مسلمانوں میں باہم تفریق ڈالی جائے اور وہاں اسلام اور مسلمانوں کے نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشورے اور تدبیریں کی جائیں؛

اور ظاہر ہے کہ مسلمان جو مسجد بناتا ہے خواہ کسی وجہ سے ہو نیت اُس کی مسجد ہی بنانے کی ہوتی ہے۔ امور مذکورہ سب اُس میں نہیں ہوتے۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ولادت

سوال ایک شخص کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پسلی چاک کر کے پیدا کئے گئے ہیں یہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب۔ یہ مضمون اگرچہ کوئی محال بات نہیں لیکن کسی حدیث سے یا تاریخ کی معتبر کتاب سے ثابت نہیں۔ اس لئے ایسی بحثوں میں پڑنا ہی فضول ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح و متفق علیہ فضائل اتنے ہیں کہ آدمی عمر بھر بیان کئے جائے تو ختم نہ ہوں فقط واللہ اعلم۔

کچھ مدت کیلئے نکاح کرنا حرام ہے

سوال کہ یہ جائز ہے کہ مدت معین کر کے نکاح کر لیا جائے۔؟

الجواب۔ یہ نکاح حرام ہے اس کو فقہاء کی اصطلاح میں نکاح موقت کہتے ہیں صرح بحرمتہ فی الھدایہ وغیرھا۔ البتہ اگر کوئی زبان سے یہ عقد نہ کرے اور دل میں یہ نیت ہو کہ کچھ دنوں کے بعد طلاق دیدیں گے تو نکاح درست ہوجائے گا اگرچہ یہ بھی سخت بُرا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بواسیر جس سے ہر وقت رطوبت جاری ہو اُس کا حکم

سوال بادی بواسیر جس میں ہر وقت رساؤ رہتا

اور حبس کا روکنا ممکن نہ ہو۔ ایسی صورت میں ادائگی نماز کی کیا صورت ہوگی۔؟

الجواب۔ جبکہ بواسیر کی رساوٹ کسی وقت بند نہیں ہوتی تو یہ شخص معذور ہے اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز فرض کے وقت میں ایک مرتبہ وضو کرے اور پھر اسی وضو سے اس وقت کے اندر اندر جتنی چاہے نمازیں اور قرآن شریف پڑھے سب درست ہوں گی۔ اگرچہ رساوٹ جاری رہے۔ اور کپڑے بھی خراب ہوں البتہ جب دوسری نماز کا وقت آیا تو یہ وضو کافی نہ ہوگا دوبارہ وضو کرنا پڑے گا۔ کذا فی الھدایہ والدر المختار وغیرہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

۲۲۶ **غیر مسلموں سے بھی سود کا معاملہ ناجائز ہے**

سوال علاوہ اہلِ اسلام کے دیگر مذاہب کے لوگوں سے سود لینا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ سود لینا کسی سے جائز نہیں مسلمان ہو یا ہند۔ احتیاطی فتویٰ یہی ہے اگرچہ بعض علماء کا اس میں خلاف ہے کیونکہ حدیث و قرآن میں اس کی وعیدیں اس قدر سخت آئی ہیں کہ سود کے شبہ سے بھی بچنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

۲۲۷ **سود کے معاملہ کرنے والے اور کاتب و شاہد کے لئے حدیث کی وعیدیں**

سوال سود دینے والے اور کاتب و شاہد کے حق میں کیا وعید ہے۔ اگر منع کرنے کے بعد بھی نہ رُکے تو کیا برتاؤ کیا جاوے؟

الجواب (۱) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٰکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء رواہ مسلم وغیرہ من الترغیب والترھیب للمنذری؛

(۲) وعن عبد اللہ یعنی بن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الربوا ثلث وسبعون باباً ایسرھا ان ینکح الرجل رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط البخاری ومسلم ورواہ البیہقی من طریق الحاکم ثم قال ھذا اسناد صحیح والمتن منکر الخ

(۳) وعن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الدرھم الذی یصیبہ الرجل من الربوا اعظم عند اللہ من ثلاثۃ وثلاثین زنیۃ یزنیھا فی الاسلام رواہ الطبرانی فی الکبیر من طریق عطاء الخراسانی عن عبد اللہ ولم یسمع منہ ورواہ ابن ابی الدنیا والبغوی وغیرھما موقوفاً علی عبد اللہ وھو الصحیح قال العبد محمد شفیع غفرلہ ان الموقوف فی ھذا الباب کالمرفوع حکماً لکونہ مما لایدرک بالقیاس کما ھو متفق علیہ عند ارباب الاصول؛

حدیث ۱ سے معلوم ہوا کہ سود کھانے والے اور دینے والے اور اُس کے لکھنے والے اور شہادت دینے والے سب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

اور حدیث ۲ سے ثابت ہوا کہ سود میں تہتر[۷۳] قسم کے بڑے بڑے گناہ ہیں جن میں سے ادنےٰ گناہ کا مرتبہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔

حدیث ۳ سے معلوم ہوا کہ سود سے جو درہم حاصل کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تنتیس[۳۳] زنا سے بھی زیادہ بدتر ہے، سود کھانے والے کیساتھ مسلمانوں کو یہ معاملہ کرنا چاہئے کہ اگر کوئی شخص اس پر قدرت رکھتا ہے کہ بجبر واکراہ اُس کو سود کھانے سے روکدے تو جبراً روکے اور اگر اس کی قدرت نہیں تو زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل میں مکروہ سمجھے اور خود اُس سے علیحدہ ہوجائے۔ کذا مروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم صریحاً صحیحاً۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

زمین کے حقوق پانی اور راستہ وغیرہ اگر مشتری کو نہ ملیں تو وہ ان کے عوض میں ثمن کم کرسکتا ہے

سوال محمد ابراہیم کے ہاتھ محمد قاسم وغیرہ نے ایک قطعہ زمین بیع کیا اور بیعنامہ بھی لکھدیا۔ اور نصف قطعہ زمین مذکورہ کا دوسرے شخص عبدالرحمٰن کو بیع کردیا اس ثانی بیعنامہ کی وجہ سے مشتری اول محمد ابراہیم کی حق تلفی ہوتی ہے گفتگو کرنے پر محمد قاسم بائع نے چند شخصوں کو ثالث مقرر کردیا اور اُن کے پاس مبلغ یکصد روپیہ اس لئے رکھا کہ میں عبدالرحمٰن مشتری سے محمد ابراہیم کے حقوق محفوظ کرادوں گا۔ اگر میں اس میں کامیاب نہ ہوں تو ثالث اور حکم اس روپیہ کی رقم کو محمد ابراہیم کو اس کے نقصانات کی عوض میں بطور تاوان دیدیں چنانچہ محمد ابراہیم مشتری اول کے حقوق بحال نہیں ہوئے تو وہ سو روپیہ جو ثالثوں کے پاس رکھے ہیں وہ محمد ابراہیم دے سکتے ہیں۔ اور دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ یہ سو روپیہ بمعاوضہ نقصان حقوق کے مشتری کو لینا اور ثالثوں کو اُس کے حوالہ کردینا شرعاً جائز ہے۔ قال فی خلاصۃ الفتاوی اشتری ارضاً بشربھا فاذا لاشرب لہا فاراد المشتری ان یاخذ الارض بحصتہا او یرجع الی البائع بحصۃ الشرب من الثمن له ذلك خلاصہ ص۲۶۸ ج۳ فقط

منگنی کرنے کے بعد بلا عذر شرعی اُس سے پھرجانا گناہ ہے

سوال جو شخص اپنی لڑکی تین جگہ منسوب کرنے کو نامزد کرکے تاریخ مقررہ شادی سے ایک دو یوم پہلے پھر منحرف ہوکر جواب دیدیوے تو ایسے شخص کی نسبت شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ اگر بلا عذر شرعی ایسا کرتا ہے تو سخت گنہگار ہے اول تو اس لئے کہ جب منگنی کو منظور کرلیا تو ایک وعدہ ہوگیا وعدہ کرکے بلا عذر شرعی پھرجانا جائز نہیں۔ دوسرے اس لئے کہ اس میں فریق

ثانی کا نقصان ہوتا ہے مسلمان کو نقصان پہنچانا جائز نہیں۔ البتہ اگر کوئی عذر شرعی پیش آجائے مثلاً لڑکی نامنظور کردے یا لڑکے کا کوئی ایسا حال یا عادت معلوم ہو کہ جس کی وجہ سے نکاح کرنے کو عادۃً لوگ پسند نہ کرتے ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ابوداؤد کی ایک حدیث مرفوع میں اس مضمون کی تصریح ہے فقط

داڑھی منڈانے والے کی گواہی معتبر ہے یا نہیں ۲۲۴۹

سوال

الجواب۔ داڑھی منڈانے والے شرعاً فاسق ہیں اور فتویٰ اس پر ہے کہ فاسق آدمی اگر صاحب وقار و مرتبہ اور ذی وجاہت ہو جس کی وجہ سے جھوٹ نہ بولتا ہو۔ الغرض جس کے متعلق ظن غالب یہ ہو کہ اگرچہ دوسرے گناہوں میں مبتلا ہے مگر جھوٹ نہیں بولتا اُس کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے پس اگر فیصلہ کنندہ علماء کو ان داڑھی منڈانے والوں کے صدق پر غلبۂ ظن ہو تو اُن کی گواہی قبول کرسکتے ہیں۔ ورنہ نہیں۔ قال الشامی فی جامع الفتاویٰ واما شہادۃ الفاسق فان تحری القاضی الصدق فی شہادۃ تقبل والا فلا اھ وفی الفتاوی القاعدیۃ ھذا اذا غلب علی ظنہ صدقہ وھو مما یحفظ درر اول کتاب القضاء وظاہر قولہ وھو مما یحفظ اعتمادہ شامی کتاب الشہادۃ ص۱۲ ج۴ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

قبرستان میں بہت پُرانی قبروں کی جگہ نئی قبریں بنانا جائز ہے۔ ۲۲۵۰

سوال شہر کراچی میں اہل شہر کے مسلمانوں کو میونسپل کمیٹی کی طرف سے مُردوں کے دفن کرنے کو کچھ قطعہ زمین کا دیا گیا تھا۔ اب وہ قطعہ زمین قبروں سے پُر ہوگیا ہے۔ اور میونسپل کی طرف سے اب جگہ کی بھی گنجائش نہیں ہے سوائے اس کے کہ پھر اس میں ہی مُردوں کو دفن کیا جائے ایسی میں کیا ہونا چاہیئے۔ اور یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اس قبرستان میں جو قبریں اس قدر پُرانی اور بوسیدہ ہوگئی ہوں کہ اُن کے مُردے عادۃً مٹی ہوگئے ہوں اُن قبروں کی جگہ پر دوبارہ دوسرے مُردوں کو پھر دفن کیا جاسکتا ہے۔ لیکن جن قبروں کے مُردے ہنوز مٹی نہیں ہوئے اُن کو اکھاڑ کر اُن میں دوسرے مُردے دفن کرنا جائز نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ اسی قبرستان موجودہ میں مکرر مُردوں کو دفن کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس ترتیب سے کہ جو قبریں بہت پُرانی ہوچکی ہیں اول اُن کی جگہ میں دفن شروع کیا جائے۔ قال فی جنائز العالمگیریۃ ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ کذا فی التبیین عالمگیری مصری ص۱۵۶ ج۱

زمین اور درخت بٹائی پر دینا جائز ہے مگر جانور کی پرورش بٹائی اور حصہ پر کرانا جائز نہیں۔ ۲۲۵۱

سوال قابضان اراضی جو کھیت کو خود جوت کر اور تخم ریزی کرکے کسی غیر شخص کو رکھوالی اور حفاظت کے لئے دیتے ہیں اور حفاظت کنندہ کو بحساب پیداوار کچھ حصہ طے کردیتے ہیں۔ اور درختوں میں ایسی شکل کا

کا کیا حکم ہے۔ یا کوئی مالک مویشی گائے بھینس بکری کے بچوں کو پرورش کرنے کے لئے دوسروں کو دیدیتے ہیں اور اُن بچوں میں پرورش کنندہ کا حصہ مقرر کر دیتے ہیں یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ صورت مذکورہ اراضی زراعت اور درختوں میں جائز ہے۔ بشرطیکہ کھیتی پکنے اور پھل کی بڑھوتری بند ہونے سے پہلے پہلے معاملہ کر لیا جائے۔ اس کے بعد معاملہ مذکور درست نہ ہوگا۔ اور گائے بیل وغیرہ جانوروں میں یہ صورت ناجائز ہے۔ اور اگر کسی نے ایسا کر لیا تو جانور پورا اصل مالک کی ملک ہوگا۔ اور پالنے والے کو اتنے دنوں کام کرنے کی اجرت جس قدر اُس جگہ کا معمول ہو دینی پڑے گی قال فی متن الدر المختار باب المساقات۔ هی دفع الشجر الی من یصلحه بجزء معلوم من ثمره وهی کالمزارعة حکماً وخلافاً ثم قال لرفیه ای الشجر المذکور ثمرة غیر مدرکة یعنی تزید بالعمل وان مدرکة قد انهتت لا تصح کالمزارعة لعدم الحاجة قال الشامی تزید بالعمل دفع کرماً معاملة لایحتاج لماسوی الحفظ ان بحال لولم یحفظ یذهب ثمره قبل الادراك جاز ویکون الحفظ زیادة فی الثمار وان بحال لا یحتاج للحفظ لا یجوز ولا نصیب للعامل من ذلك ثم قال الشامی فی فان دفعه وقد انتهی عظمه ولا یزید قلیلاً ولا کثیراً لانه لم یرطب قد الی قوله وکذلك الزرع مالم یبلغ الاستحصار واذا استحصد لم یجز دفعه لمن یقوم علیه ببعضه شامی باب المساقاة صنہ۲۷ ج۵۔

ولیضاً قال الشامی لودفع الغنم والدجاج ودود القز معاملة لایجوز کمافی المجتبی۔ ثم قال وکذا لودفع بقرة بالعلف لیکون الحادث لضفین شامی اول کتاب المساقات ص۱۹۷ ج۵ فقط

سوال سیدزادی کا نکاح شیخ، مغل، پٹھان سے جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ سیدزادی کا نکاح اُن شیوخ سے جو شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی وغیرہ کہلاتے ہیں یعنی جن کا سلسلۂ نسب قریش کے ساتھ ملتا ہے بدون اجازت اولیاء بھی جائز ہے ان کے علاوہ دوسرے عجمی لوگ جو شیخ کہلانے لگے اسی طرح مغل، پٹھان وغیرہ اقوام کا نکاح سیدزادی سے بلا اجازت اولیاء صحیح نہیں البتہ ان لوگوں میں سے اگر کوئی شخص عالم ذی منصب و وجاہت ہو تو اُس کے نکاح کو سیدزادی اور دیگر قرشیات کے ساتھ قاضی خاں نے جائز قرار دیا ہے۔ (ومثلہ فی الاشباہ والنظائر ۱۲)۔ لیکن ابن ہمام نے قاضی خاں کا قول نقل کرنے اور اُس کا استدلال ابو یوسف رح کے قول سے پیش کرنے کے ساتھ ہی یہ بھی سے عدم کفاءت کی تصحیح نقل کی ہے ولفظہ والاصح انه لیس کفوًا للعلویة فتح القدیر مصری صنہ۱۹ جلد۳۔

اس لئے عالم ذی منصب نہ ہونے کی صورت میں تو مختار للفتوی یہی ہے کہ انعقاد نکاح ہی بغیر اجازت ولی نہ ہوگا کما صرح بہ فی الدر المختار والشامی اور عالم ہونے کی صورت میں احتیاط یہ ہے کہ انعقاد نکاح تسلیم کرکے اولیاء کو فسخ کا اختیار دیا جائے۔ اما الدلیل علی ما قلنا اولاً فما قال فی الدر المختار تعتبر الکفاءۃ نسباً فقریش بعضھم اکفاء البعض وبقیۃ العرب بعضھم اکفاء بعض ھذا فی العرب واما فی العجم فیعتبر حریۃ واسلاماً الخ قال الشامی المراد بالعجم من لم ینتسب الی احدی قبائل العرب ویسمون الموالی والعتقاء وعامۃ اھل القری والامصار فی زماننا منھم سواء تکلموا بالعربیۃ اولا۔

الا من کان لہ نسب معروف کالمنتسبین الی احد الخلفاء الاربعۃ او الی الانصار ونحوھم شامی باب الکفاءۃ وایضاً فی الدر المختار باب الولی ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی لفساد الزمان واقرہ الشامی ایضاً۔

خلاصہ حکم یہ ہے کہ سیدزادی کا نکاح سید اور اُن شیوخ سے جو شیخ صدیقی، فاروقی، عثمانی وغیرہ ہیں بلا اجازتِ ولی بھی جائز ہے اور ان کے علاوہ دوسری اقوام شیخ اور مغل پٹھان وغیرہ سے بلا اجازت ولی جائز نہیں البتہ اگر ان میں سے کوئی عالم ہو تو نکاح بلا اجازت ولی بھی منعقد ہو جائے گا مگر اولیاء کو فسخ کرانے کا پھر بھی اختیار رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

جو روپیہ گورنمنٹ نے کسی مسلمان سے بطور ٹیکس لیا ہے وہ اُس کو گورنمنٹی بینک وغیرہ سے بنام سود وصول کرسکتے ہیں۔ ۲۷۵۶

سوال گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنے پرائمری بانڈ کے نوٹ جاری کئے ہیں اور ان پر بحساب ۳ فی صدی سالانہ سود ملتا ہے میں کہ گورنمنٹ آف انڈیا کو تقریباً تین ہزار روپیہ سالانہ انکم ٹیکس دیتا ہوں تو کیا میرے لئے جائز ہوگا کہ میں بانڈ خرید کر اس کا سود لینا اس نیت سے لوں کہ مجھے گورنمنٹ یہ رقم انکم ٹیکس جو شرعاً ایک ناجائز مطالبہ ہے۔ وصول کرچکی ہے وہ میں واپس لے رہا ہوں۔ جو لوگ گورنمنٹ کو کسی قسم کا ٹیکس وغیرہ نہیں دیتے اُن کو مذکورہ قسم کا سود لینا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جس قدر روپیہ گورنمنٹ آپ سے بذریعہ ٹیکس وصول کرتی ہے اُسی قدر روپیہ آپ گورنمنٹی بینک یا دوسرے محکمات سرکاری سے جس طرح ممکن ہو وصول کرسکتے ہیں۔ گورنمنٹ اُس کا نام سود رکھے یا کچھ اور آپ اپنا جائز مطالبہ وصول کرنے کی نیت سے لیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں اور آپ کے حق میں سود نہ ہوگا ایسے مواقع میں فقہاء رحمہم اللہ نے اس کی بھی اجازت دی ہے کہ اپنے حق کی مقدار چوری یا غصب کرکے بھی اگر کوئی شخص اپنے مدیون سے وصول کرے تو جائز ہے۔ قال الشامی فی باب حد السرقۃ

فاذا ظفر بمال مدیونہ له الاخذ دیانة بل الاخذ من خلاف الجنس علی ما نذکرہ قریباً
شامی ص۲۱۸ ج۳

دوسرے مسلمان جن کا کوئی مطالبہ ٹیکس وغیرہ کی وجہ سے بذمہ گورنمنٹ نہیں ہے اُن کے لئے سود لینا جائز نہیں۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے لیکن سود کے بارہ میں جو وعیدیں شدید قرآن وحدیث میں عموم کے ساتھ وارد ہوئی ہیں اُن کو دیکھتے ہوئے احتیاط فتویٰ میں یہی ہے کہ ناجائز قرار دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

بیوی کو یہ کہنا کہ تو میری ماں بہن کی جگہ ہے

سوال زید اپنی زوجہ ہندہ کو کئی مرتبہ کہہ چکا ہے کہ ہندہ میری ماں بہن کی جگہ ہے۔ آیا زید کا نکاح ہندہ سے قائم ہے یا ساقط ہوگیا۔ اور زید روزانہ ہندہ کو زدوکوب کرتا ہے۔ اور گندے الفاظ کہتا ہے؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار ان نوی بانت علی مثل امی الی قولہ براً او ظهاراً او طلاقاً صحت نیتہ ووقع مانواہ لانہ کنایة قال الشامی وینبغی ان لا یصدق فی ارادة البر اذا کان فی حال المشاجرة وذکر الطلاق شامی باب الظهار ص۹۷ ج۲

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ زید کے الفاظ مذکورہ میں قول مفتی بہ کے مطابق دو احتمال ہیں۔ ایک طلاق بائنہ کا اور دوسرا ظہار کا۔ اب زید سے حلفیہ دریافت کیا جائے کہ اُس کی مراد ان دونوں میں سے کیا ہے۔ اگر کہے کہ طلاق ہے تو طلاق بائنہ پڑگئی۔ تین حیض عدت کے گذار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے اور اگر کہے کہ ظہار مراد ہے تو جب تک وہ کفارہ ظہار ادا نہ کرے۔ عورت اُس پر حرام ہے کفارہ ظہار ہندوستان میں بحالتِ موجودہ یہ ہے کہ دو ماہ تک یعنی ساٹھ روزے بلا ناغہ پے درپے رکھے اور اگر روزے رکھنے کی قدرت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ کذا فی الدر المختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بھیڑ کی قربانی پر ایک شبہ اور اُس کا جواب

سوال ایک عالم فرماتے ہیں کہ بھیڑ کی اضحیہ ناروا ہے جس کا ثبوت نص قطعی سے باعتبارِ لغت پیش کرتے ہیں۔ آیۃ کریمہ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ۔ ضان کا معنی بلحاظِ لغت مالہ الیۃ بھیڑ میں مفقود ہے۔ لہٰذا قربانی ناجائز ہے۔ اس مسئلہ کا پورا جواب تحریر فرمایا جاوے؟

الجواب۔ لغت کی معتبر کتب اور فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ضان کا لفظ عربی زبان میں عام ہے اُون والے جانور میں خواہ بھیڑ ہو یا دُنبہ یعنی ذوات الالیہ ہو یا غیر ذوات الالیہ۔ نہایہ ابن اثیر میں اور اُس کی تلخیص مصنفہ سیوطی رح میں ہے ضان کمثل عنم ذات صوف عجاف ضوائن جمع

ضائن وھی الشاۃ من الغنم خلاف المعز نہایہ صـ۱ ج ۲

اسی طرح عام کتب لغت میں یہ الفاظ اس کی تفسیر میں منقول ہیں۔ ذو الصوف خلاف الماعز من الغنم جمعہ ضأن وضئین الخ اس سے معلوم ہوا کہ بھیڑ جو عموماً ہمارے دیار میں پائی جاتی ہے یہ بھی ضان کے اندر داخل ہے اس لئے بلاشبہ اُس کی قربانی جائز ہے اس کے خلاف جمہور امت کے خلاف ایک قول کا اختیار کرنا شرعاً معتبر نہیں۔ اور جس کسی اہل لغت نے مالہ الیۃ سے تفسیر کردی ہے وہ بلحاظ کثرت فی بلاد العرب ایسا کیا ہے تخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

جھوٹ طلاق کا اقرار کر لینا

سوال زید کی بی بی اپنے میکہ بھاگ کر چلی گئی دوسرے روز زید خود اس کے یہاں گیا جب واپس آیا تو موضع میں اور تمام رشتہ داروں میں شور مچ گیا کہ زید نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی اس کے بعد بعض لوگوں نے زید سے پوچھا کہ تم نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی ہے زید نے کہا جی ہاں۔ بعد ایک سال گذر جانے کے زید نے کہا کہ میں نے تو محض جھوٹ کہا تھا۔ طلاق نہیں دی تھی۔ آیا طلاق پڑگئی یا نہیں

الجواب۔ اگر فی الواقع اس نے جھوٹ بہکانے کی نیت سے طلاق کا اقرار کیا تھا تو دیانۃً طلاق نہیں لیکن قضاءً پڑگئی یعنی جب معاملہ پنچائت یا عدالت میں جائے گا تو وہاں اس کی نیت کی شنوائی نہ ہوگی حاکم اور سرپنچ کے لئے ضروری ہوگا کہ اس کو طلاق قرار دے اور جب حاکم یا سرپنچ اس کو طلاق دیکر تفریق کا حکم کردے گا تو پھر دیانۃً بھی عورت حرام ہوجائے گی۔ لیکن اگر الفاظ مذکورہ ہی کہے گئے ہیں تو صرف ایک طلاق رجعی پڑی ہے اس لئے مرد کے لئے بہتر ہے کہ اگر اس عورت کو رکھنا چاہتا ہے تو احتیاطاً رجعت ضرور کرے بشرطیکہ عدت نہ گذری ہو۔ ورنہ نکاح جدید کرے تاکہ حرمت کے خطرہ سے نکل جائے۔

قال الشامی فی طلاق المکرہ ولو اقر بالطلاق کاذباً اوھازلاً وقع قضاءً لادیانۃً ثم قال بعد ذٰلک نقل عن البزازیۃ والقنیۃ لواراد بہ الخبر عن الماضی کذباً لا یقع دیانۃً الخ شامی صـ۴۲۲ ج ۲ وصـ۴۲۳ ج ۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

حق تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں مثل انسان کے اعتقاد رکھنے والا گمراہ ہے۔

سوال اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ جس طرح ہمارے ہاتھ پیر ہیں اسی طرح اللہ پاک کے بھی ہیں تو ایسے شخص پر کیا حکم ہے

الجواب۔ یہ شخص گمراہ ہے اہل سنت والجماعت سے خارج ہے لیکن تکفیر سے کف لسان کی جائے تو بہتر ہے اور بعض حضرات نے کافر بھی کہا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

حق تعالیٰ کا جہنم میں اپنا بایاں پیر رکھنا کیا حدیث سے ثابت ہے اور اس کا کیا مطلب ہے

سوال ۳۶۶ کیا یہ صحیح ہے کہ جہنم جب شور کرے گی تو اللہ پاک اپنا بایاں پیر اُس میں رکھیں گے اور اُس کا مطلب کیا ہے؟

الجواب۔ حدیث صحیح ہے جسکے الفاظ یہ ہیں۔ فاما النار فلا تمتلی حتی یضع اللہ رجلہ فتقول قط قط قط فہنالك تمتلی ویزوی بعضھا الی بعض۔ (بخاری ومسلم از مشکوٰۃ ص ۳۰۳) لیکن یہ حدیث متشابہات میں سے ہے جو کہ متکلم یعنی حق تعالیٰ۔ اور مخاطب یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک راز ہے۔ امت کو اس کے معنی کی اطلاع نہیں دی گئی بلکہ اسکے پیچھے پڑنیکی اجازت بھی نہیں دیگئی کیونکہ آقا کی اسرار مخصوصہ کی تفتیش میں لگنا ایک غلام کیلئے سخت گستاخی ہے پھر بندہ اور معبود کا تو پوچھنا کیا۔ اسلئے جمہور کا یہی مذہب ہے کہ متشابہات کے معانی کی تحقیق میں نہ پڑنا چاہئے بلکہ اسپر ایمان لانا چاہئے کہ جو کچھ حق تعالیٰ کی مُراد ہے وہ حق ہے۔ اگرچہ ہم نہیں جانتے اور ہمارے نہ جاننے سے کیا ہوتا ہے۔ ہم تو اپنے پیٹ کے اندر کی حالات کو بھی نہیں جانتے اور بڑے سے بڑا ماہر اپنے نفس وروح کی حقیقت کو نہیں جانتا حق تعالیٰ کے اسرار کو جاننے کا دعویٰ کوئی صحیح العقل انسان نہیں کرسکتا۔ اور یہ بات صرف مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر مذہب کے لوگوں میں یہ قدر مشترک مسلم ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات وصفات اور افعال کی حقیقت کا ادراک انسان نہیں کرسکتا۔ کما ہو مصرح فی کتب الکلام والفلسفۃ فقط

فاسق کی گواہی طلاق میں معتبر ہے یا نہیں؟

سوال ۳۶۷ طلاق کے بارہ میں شاہدین کا عادل ہونا شرط ہے یا نہیں؟ (۲) طلاق کے بارہ میں بے نمازی کی گواہی مقبول ہے یا نہیں؟

(۱۷)

الجواب۔ وقوع طلاق کے لئے شہادۃ شرط نہیں اگر کوئی بھی گواہ نہ ہو یا ہو اور مقبول الشہادۃ نہ ہو بہرحال طلاق پڑجائے گی۔ البتہ عدالت یا پنچائت میں اگر مقدمہ پہنچا اور مرد نے طلاق کا انکار کیا تو حاکم یا سرپنچ بغیر شہادۃ مقبولہ شرعیہ کے وقوع طلاق کا حکم نہ دے گا۔ اور اس صورت میں فاسق کی گواہی ایک شرط سے مقبول ہوسکتی ہے وہ یہ کہ فاسق صاحب مرواۃ ووقار اور ذی وجاہت ہو۔ اور اس کے متعلق یہ بات معلوم ہو کہ یہ بوجہ اپنی وجاہت کے جھوٹ نہیں بولتا۔ سو اگر قاضی کو اس کے سچے ہونے کا گمان ہو تو اُس کے لئے جائز ہے کہ اس کی گواہی قبول کرے۔ کذافی الدر المختار والشامی باب الشہادۃ۔

(۲) بے نمازی بھی فاسق ہے اُس کی گواہی کا حکم ۱ میں معلوم ہوچکا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

لکڑی یا کوئی سامان ایک مسجد کے لئے خریدا گیا پھر اس کی ضرورت نہ رہی اُسکا حکم

سوال ۳۶۸ ایک شخص نے کسی خاص مسجد کے ستون لگانے کے لئے لکڑی وقف کی اور اب اس لکڑی کی اس مسجد میں ضرورت نہیں رہی اس وقت یہ لکڑی دوسری مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ درست نہیں بلکہ اس کو فروخت کرکے اسی مسجد کے دوسرے مصارف میں لگایا جائے یا محفوظ رکھا جائے کہ جب آئندہ ضرورت ہو تو اُس میں صرف کیا جائے گا۔ وھذا محصل کلام الشامی

فی ص۱۲۸ ج۳۔ وکلام البحر من الوقف ص۲۵۳ وصرح بہ فی اتحاف البصائر فی ترتیب الاشباہ والنظائر ص۱۲۰۔ حیث قال ولا یقال انہ الحاجۃ الیہ لانا نقول قد علل فی النوازل بجواز ان یحدث للمسجد حدث الی اخر ما فصلہ منہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

کسی شرعی جرم کے مرتکب سے ترک تعلقات کرنا

سوال ۳۶۹ قوم نے زید کو فعل ناشائستہ سے باز رکھنے کے لئے حقہ پانی بند کردیا تھا ڈیڑھ سال بعد زید سے معافی مانگنے کے لئے کہا گیا زید نے معافی نہ مانگی اس کے بعد زید سے مکمل طور پر تعلقات منقطع کردیئے۔ اب زید نے عدالت میں ازالہ حیثیت عرفی کا دعوے کیا ہے۔ شرعاً زید اور عام مسلمانوں کے لئے کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ ہندوستان میں چونکہ حدود شرعیہ جاری نہیں ہوسکتی اس لئے جو مسلمان کسی سخت جرم کا ارتکاب کریں۔ جیسے زنا، سود خواری، شراب خواری، ترک نماز وغیرہ تو ایسے لوگوں کے ساتھ اگر عام مسلمان کچھ دنوں کے لئے بطور تنبیہ اُس سے تعلقات منقطع کرلیں اور اُس کو اپنے حقہ پانی میں شریک نہ کریں۔ بیاہ شادی میں اُس کے شریک نہ ہوں تو یہ جائز ہے بلکہ مستحسن ہے لما فی اتحاف البصائر فی ترتیب الاشباہ والنظائر ص۲۹ یکرہ معاشرۃ من لایصلی ولو کانت زوجۃ الا اذا کان الزوج لا یصلی لم یکرہ للمرأۃ معاشرتہ کذا فی نفقات الظہیریۃ انتہی فقط واللہ اعلم

گورنمنٹ انگریزی کی دی ہوئی زمین پر مسجد یا بنائی ہوئی مسجد کا حکم!

سوال ۳۷۰۔ گورنمنٹ کی طرف سے جو مساجد بنائی جاتی ہیں یا زمین واسطے بنانے مسجد کے دی جاتی ہے تو ان مساجد کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ غیر مسلم کے وقف کے لئے شرط یہ ہے کہ کسی ایسے کام کے لئے وقف ہو جو قواعد اسلامیہ کے اعتبار سے بھی ثواب کا کام ہو۔ اور اُس کافر کے اعتقاد میں بھی ثواب ہو۔ جب یہ دونوں شرطیں پائی جائیں تو کافر کا وقف صحیح ہے ورنہ نہیں۔ مثلاً فقراء و مساکین کی خدمت تمام مذاہب میں ثواب سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے کوئی کافر کسی مذہب کا ہو اگر اس کام کے لئے وقف کرے تو وقف صحیح ہو جائے گا۔ لہٰذا اگر کوئی غیر مسلم بہ نیت ثواب مسجد بنادے اور اُس کا اعتقاد یہ ہو کہ مسجد بنانے سے ثواب ملے گا تو یہ مسجد تمام احکام میں مسجد شرعی ہوگی۔ گورنمنٹ کی طرف سے جو مساجد بنائی جاتی ہیں یا جگہ دی جاتی ہے اُس میں چونکہ اعتقاد ثواب نہ ہونے کا شبہ ضرور ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ مسلمان اُس جگہ پر قبضہ کرکے اپنی طرف سے مسجد بنادیں یا بنی ہوئی مسجد گورنمنٹ نے مسلمانوں کے حوالہ کردی تو وہ اپنی طرف سے اُس کو مسجد قرار دیں۔ تاکہ وقف کی صحت میں شبہ نہ رہے قال الشامی عن البحر ان شرط وقف الذمی ان یکون قربۃ عندنا وعندھم کالوقف علی الفقراء او علی مسجد القدس بخلاف الوقف علی بیعۃ فانہ قربۃ

عندهم فقط وعلیٰ حج و عمرة فانه قربة عندنا فقط شامی اول کتاب الوقف ص ۳۶/۹۲ فقط واللہ اعلم

عرس مروج کا حکم

سوال ۱۷۳۱۔ عرس سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باذبح حیوانات بتاریخ وفات دم قیام بوقت ذکرِ ولادت آں واعراس مشائخ کبار مثل عرس خواجہ اجمیری وخواجہ بغدادی وغیرہما وفاتحہ چہارم وچہلم وششماہی وسالانہ نمودن مسلمانان را بحکم شرع شریف جائز باشد یا نہ۔؟

الجواب۔ جملہ افعال مذکورہ بدعات وسیئات ہستند کہ در خیر القرون نشانے واثرے از ینہا ثابت نتواں کرد بلکہ بسیارے از ینہا از منہیات شرعیہ صریحہ وصحیحہ است بنا علیہ ارتکاب چیزے از ینہا ناجائز وگناہِ عظیم است۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من احدث فی امرنا هذا فهو رد مشکوٰۃ وظاہر است کہ اگر چیزے ازیں افعال ثواب وخیر بودے صحابہ کرام وتابعین وائمہ دین کہ تشنۂ ہر خیر بودند در تحصیل ازیں ثواب جد وجہد بکار می بردند پس عدم ثبوتش بقواعد شرعیہ ثبوت عدم گشتہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

برات کو کھانا دینا درست ہے یا نہیں

سوال ۱۷۳۲۔ بارات کو جو کھانا لڑکی والوں کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں اور وہ کھانا عقد سے پہلے ہونا چاہئے یا بعد؟

الجواب۔ اس مسئلہ کا جواب پہلے بھی لکھا گیا ہے جس کا حاصل یہ تھا کہ دعوت خواہ برات کی ہو یا ولیمہ وغیرہ کی اگر تمام منکرات ومکروہات سے پاک ہو تو جائز ہے بلکہ مندوب ہے لیکن حضرت مولانا موصوف نے تجربہ اور عام حالات کی بنا پر یہ محسوس فرمایا کہ ایسی دعوتوں میں منکرات ومکروہات تقریباً لازم اور جزو لاینفک ہیں اور اس میں شبہ نہیں کہ جب کوئی دعوت منکرات مندرجہ جواب پر مشتمل ہو تو بلاشبہ ناجائز ہے۔ بلکہ اگر خود منکرات پر مشتمل نہ ہو مگر دوسرے لوگوں کے لئے ذریعہ بننے کا اندیشہ ہو تب بھی ایسی دعوتوں کو ترک ہی کرنا چاہئے اس بحث کو علامہ شاطبی نے کتاب الاعتصام میں بہت مفصل لکھا ہے۔ اور ایک مستقل فصل اس پر منعقد کی ہے۔ کہ بعض چیزیں اپنی ذات سے جائز بلکہ مندوب ہوتی ہیں لیکن آئندہ کو ان سے یہ خطرہ ہوتا ہے کہ باعث منکرات بن جائیں گی تو ان کو بھی ترک کرنا چاہئے ولفظہ قد یکون اصل العمل مشروعا ولکنه یصیر جاریا مجری البدعة من باب الذرائع ثم ساق له دلائل من الحدیث ما فیه مقنع فلیراجع کتاب الاعتصام ص ۹۲ ج ۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

سنی لڑکی کا نکاح رافضی لڑکے سے

سوال ۱۷۳۳۔ زید رافضی اور اس کی بیوی سنی اور لڑکے ماں کے طریقہ پر اپنے کو سنی بتاتے ہیں۔ ان لڑکوں کا نکاح سنی لڑکیوں کے ساتھ رافضی عقیدہ سے توبہ کرانے کے بعد جائز ہے یا نہیں اور اگر قبل توبہ کے کر دیا جائے تو کیا حکم ہے جبکہ لڑکے باپ کے شامل حال ہوں۔؟

الجواب۔ توبہ کرانے کے بعد بلاشبہ جائز ہے۔ اور قبل توبہ جائز ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ

لڑکیاں کسی ایسی عقیدہ والی نہ ہوں جو صراحۃً قرآن وحدیث کی تصریحات کے خلاف ہیں۔ مثلاً حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہ پر تہمت رکھنا، یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ کے ساتھ قدرت وغیرہ میں شریک ماننا وغیرہ۔ کذا ذکرہ الشامی فی باب المرتد وھو الاولی بالقبول فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۶۹۵

احکام الاعلام

بالتکبیر والاعلام

یعنی:

نماز کمیٹیوں کے جلوس جھنڈے اور تکبیر کیساتھ نکالنے کا حکم!

سوال ۴۷۳ لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کے واسطے جھنڈا گلی گلی لیکر گھومنا۔ نعرۂ تکبیر بالجہر المفرط کرتے رہنا لوگوں کے گلوں میں پرتلہ ڈالنا وغیرہ وغیرہ یہ امور کیسے ہیں اگر منع ہیں تو مخالفت کی تصریح ممانعت کے الفاظ تلاش کر کے لکھیں کہ علاوہ غزوات کے جھنڈا اُٹھانا ثابت نہیں ہے اگر ثابت ہے تو اُس کو مع حوالۂ کتب معتبرہ تحریر فرمائیں۔؟ ۲۰

الجواب۔ اصل اس باب میں یہ ہے کہ اذان اور نماز کے درمیان لوگوں کو نماز کے لئے بلانا اور جمع کرنا (کسی متعارف ذریعہ سے) مشائخ اور ائمہ نے بضرورت جائز بلکہ (۱) مستحسن قرار دیا ہے جس کو اصطلاح میں تثویب کہتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں میں روزافزوں غفلت اس کی مقتضی ہے کہ بار بار تنبیہ کی جائے اور اس تنبیہ کے لئے مشائخ رحمہم اللہ نے کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں فرمایا بلکہ (۲) ہر زمانہ اور ہر جگہ کے عرف پر چھوڑا ہے کہ جو چیز لوگوں میں نماز کو بلانے کے لئے متعارف ہو جائے وہی ہر جگہ عمل میں لائی جائے۔ اور یہ بعینہ ایسا ہے جیسے رمضان المبارک میں ابتدار اور انتہائے سحر کے لئے ہر شہر وقصبہ میں اپنے عرف کے موافق مختلف صورتیں اختیار کی جاتی ہیں۔ کہیں گھنٹہ بجاتے ہیں کہیں نقارہ وطبل اور کہیں گولہ یا توپ چھوڑی جاتی ہے اور عموماً فقہاء نے اس کو جائز و مستحسن قرار دیا ہے جیسا کہ شامی نے کتاب الخطر والاباحۃ میں ذکر کیا ہے اس لئے امورِ مذکورہ سوال میں جو چیزیں فی نفسہا جائز ومباح ہوں اور کسی جگہ وہ نماز کو بلانے کا ذریعہ متعارف بن جائیں تو اُن کا استعمال جائز ہوگا۔ اور یہ طریقہ اگرچہ تثویب کے معروف طریقہ سے کچھ جُداگانہ صورت ہے لیکن اشتراکِ مقصد سے اُس کا حکم اختیار کر سکتا ہے۔ البتہ اس میں دو چیزوں کی رعایت زیادہ ضروری ہے ایک تو یہ کہ ان امور میں کوئی

یز ایسی داخل نہ ہو جو فی نفسہ ناجائز و مکروہ ہو۔ دوسرے یہ کہ ان میں غلو اور تعدی نہ کی جائے؛

(۳) مثلاً امور مندرجہ سوال میں بہت سے آدمیوں کا جمع ہونا غزل خوانی کرتے ہوئے بازاروں اور
وچوں میں پھرنا مکروہ ہے اس کو ترک کرنا چاہئے؛

(۴) جھنڈا اُٹھانا فی نفسہ جائز و مباح ہے اور کسی نص میں اس کی ممانعت وارد نہیں۔ لیکن ابتدائی
ذان کے وقت جھنڈے کی تجویز بعض صحابہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں پیش کی تھی حضور
نے اس کو کچھ پسند نہ فرمایا سو اگرچہ وہ اذان کا معاملہ تھا اور یہ ایک درمیانی بے ضابطہ اعلان ہے۔
ور ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا تاہم ذوقاً ترک بہتر معلوم ہوتا ہے؛

(۵) امر دوم یعنی غلو اور تعدی کی توضیح یہ ہے کہ اس میں کسی خاص وضع واطوار کو تمام شہروں اور قصبوں
کے لئے لازم و ضروری نہ قرار دیا جائے۔ بلکہ ہر جگہ کے لوگوں کو اپنے اپنے طرز پر اپنی تجویز کے موافق
زاد چھوڑا جائے۔ نیز اگر کچھ لوگ بالکل بھی اس کو نہ کریں اور اس میں شریک نہ ہوں تو اُن کو ہرگز بُرا بھلا
نہ کہا جائے۔ اُن پر کسی قسم کا طعنہ و تشنیع نہ کی جائے؛

(۶) اور جب اس قسم کا غلو ہونے لگے تو پھر اُس کا ترک ضروری ہو جائے گا۔ والدلیل علی ما قلنا
اولاً فلما فی الدر المختار ویثوب بین الاذان والاقامۃ فی الکل للکل بما تعارفوہ
فی الشامیۃ لظهور التوانی فی الامور الدینیۃ قال فی العنایۃ احدث المتاخرون التثویب
بین الاذان والاقامۃ علی حسب ما تعارفوہ فی جمیع الصلوت سوی المغرب اھ شامی
باب الاذان ص۲۶۱ ج۱۔ وقال فی البحر وھو اختیار المتاخرین لزیادۃ غفلۃ الناس وقلما
یقومون عند سماع الاذان وعند المتقدمین ھو مکروہ فی غیر الفجر بحر باب الاذان ص۲۷۵ ج۱
واما قلنا ثانیاً فلما فی البحر لیس لہ لفظ یخصہ بل تثویب کل بلد علی ما تعارفوہ
اما بالتنحنح او بقولہ الصلوۃ الصلوۃ او قامت قامت لانہ للمبالغۃ فی الاعلام وانما یحصل
بما تعارفوہ فعلی ھذا اذا احدث الناس اعلاماً مخالفاً لما ذکر جاز کذا فی المجتبی بحر ص۲۷۵ ج۱
وذکرہ الشامی بلفظہ عن النھر والمجتبی شامی ص۲۶۱ ج۱۔ واما ما قلنا ثالثاً فلما شاع فی عامۃ
کتب الفقہ والحدیث من منع التغنی للناس ولاسیما بالاجتماع والسعی فی الشوارع والرساتیق
وھو اغنی من ان یذکر لہ نقل ولئن انکتفی فیہ ببعض الکلمات۔ قال فی الفتاوی
الخیریۃ من کتاب الکراھۃ والاستحسان ص۱۷۹ ج۲۔ ذکر محمد فی السیر الکبیر عن انس
بن مالک رضی اللہ عنہ انہ دخل علی اخیہ البراء بن مالک وھو یتغنی بالحدیث قولہ وھو یستغنی

۲۱

بظاہر لا حجۃ لمن یقول لا باس للانسان ان یتغنی اذا کان یسمع ویؤنس نفسہ وانما یکرہ
اذا کان یسمع ویؤنس غیرہ انتہیٰ کلام الخیریہ وبمثلہ قال الشامی من الحظر والاباحۃ
وقال وبہ اخذ السرخسی وذکر شیخ الاسلام ان کل ذلک مکروہ عند علمائنا شامی ص ج ۵
وایضاً قال فی الخیریۃ لان التغنی واستماع الغناء حرام اجمع علیہ العلماء وبالغوا فیہ ومن
اباحہ من المشائخ الصوفیۃ فلمن تخلی عن الہوی وتحلی بالتقوی ثم قال والحاصل انہ لا
رخصۃ فی باب السماع فی زماننا لان جنیداً رحمہ اللہ تاب عن السماع فی زمانہ اخیر
ص ۲۹ ج ۲۔ واما ما قلنا رابعاً فلما فی السنن الکبیر للبیہقی من ابی عمیر بن انس رضی عن عمومۃ
من الانصار قال اہتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم للصلوۃ کیف یجمع الناس لہا فقیل
لہ انصب رایۃً عند حضور الصلوۃ فاذا راوھا آذن بعضہم بعضاً فلم یعجبہ ذلک
سنن بیہقی ص ۳۹ دائرۃ المعارف) واما ما قلنا خامساً وسادساً فلما قال الطیبی فی شرح حدیث
الانصراف من الصلوۃ الی الیمین ما نصہ فیہ ان من اصر علی مندوب وجعلہ عزماً
لم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان فکیف من اصر علی بدعۃ او منکر
من مجموعۃ الفتاویٰ لمولانا الشیخ عبد الحی اللکھنوی رح ص ۲۹۵ ج ۲ ۲۲

تنبیہ :۔ یہ تمام افعال مذکورۃ فی السوال چونکہ زیادہ تر ان کا مقصد بے نماز لوگوں کو نماز کی ترغیب
دینا اور نمازی بنانا ہے۔ نمازیوں کو جماعت کے وقت پر مطلع کردینا بھی اس کے ضمن میں محقق ہوجاتا ہے
اس لئے یہ افعال ایک حیثیت سے تثویب ہیں اور ایک حیثیت سے تبلیغ۔ لہٰذا اس کو کلیۃً تثویب کا حکم
بھی نہیں دیا جاسکتا۔ مثلاً تثویب کے لئے بتصریح فقہاء مؤذن ہی ہونا شرط ہے یہاں یہ شرط نہیں۔ رو
تثویب کو بعض اکابر نے پسند نہیں کیا تو اس سے اس خاص طرز کا ناپسند ہونا لازم نہیں آتا لیکن بایں ہمہ
مجموعی حیثیت سے ایک تماشہ کی صورت بنادینا مکروہ معلوم ہوتا ہے۔ اگر صرف اس پر اکتفا کیا جائے
کہ چند آدمی تکبیر یا اور کوئی کلمۂ مناسب کہتے ہوئے نکل جائیں تو مضائقہ نہیں زیادہ ڈھونگ بنانا
مناسب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

الجواب صحیح بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔ الجواب صحیح محمد رسول خاں عفا عنہ

الجواب صحیح۔ حقیق بالاتباع والعمل ولعل الحق لا یعدوہ ولا بد لما یفعل للعبادۃ ان یقع
عبادۃ لا تلہیاً وتلعباً۔ محمد اعزاز علی غفرلہ۔

سوال ۵۲۴۵۔ ہندہ نابالغہ ہے اس کے ایک | نابالغہ کی والدہ اور دو علاتی بھائی ہیں۔ تو ولی نکاح علاتی بھائی ہیں

والدہ حقیقی اور دو بھائی بالغ علاتی ہیں والد قضا کر گیا۔ ان میں سے ولی کون ہے؟

الجواب۔ صورت مذکورہ میں دونوں علاتی بھائی ولی قریب ایک درجہ کے ہیں اور اُن کے بعد والدہ کا درجہ ہے پس علاتی بھائی دونوں مل کر اگر عقد کر دیں یا کوئی ایک اُن میں سے عقد کر دے تو صحیح و نافذ ہو جائے گا بشرطیکہ کفو میں اور مہر مثل کے ساتھ کیا جائے۔ الغرض علاتی بھائیوں کو حق ولایت میں ترجیح ہے۔ کذا فی الشامی والبدائع فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

زنا سے جو لڑکی پیدا ہوئی اُس سے زانی کا نکاح حرام ہے

سوال ۲۷۶۔ ایک مسلمان نے کافرہ عورت سے زنا کیا اس کافرہ کی لڑکی مسلمان ہوگئی اس لڑکی سے مسلمان مذکور کا نکاح جائز ہے؟

الجواب۔ جس لڑکی کی ماں سے زنا کیا ہے اگرچہ بحالت کفر کیا ہو یہ لڑکی اس زانی کے نکاح میں کسی طرح نہیں آسکتی۔ قال فی الدر المختار حرم بالصہریۃ اصل مزینۃ الیٰ قولہ وفرعہن۔ فقط

نماز کے بعد امام کو کس طرف بیٹھنا چاہئے؟

سوال ۲۷۷۔ پانچوں وقت فرض نماز جماعت کے بعد امام کس طرف منہ کر کے دعا مانگے؟

۲۳

الجواب۔ جن نمازوں کے سنتیں ہیں یعنی ظہر، مغرب، عشاء ان میں تو امام قبلہ ہی کی طرف متوجہ ہو کر مختصر سی دعا مانگے اور پھر ختم کر کے سنتوں میں سب مشغول ہو جائیں اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں یعنی فجر اور عصر ان کے بعد اولیٰ یہ ہے کہ سب بیٹھ کر تسبیحات مسنونہ پڑھیں اور اس وقت امام کو چاہئے کہ قبلہ کی طرف متوجہ نہ رہے۔ پھر اختیار ہے کہ داہنی جانب یا بائیں جانب رخ پھیرے یا مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جائے۔ بشرطیکہ کوئی مقتدی مسبوق اُس کے پیچھے نماز میں مشغول نہ ہو۔ اور اگر ایسا ہو تو صرف داہنے یا بائیں جانب ہی بیٹھنا چاہئے کذا فی البدائع والکبیری شرح المنیہ فقط واللہ اعلم۔

خسر نے بیٹے کی بیوی کو شہوت سے چھو دیا تو وہ بیٹے پر حرام ہوگئی اور اُس کے دوسرے احکام

سوال ۲۷۸۔ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی منکوحہ کو کئی بار شہوت سے بوسہ دیا اور پستان وغیرہ کو ہاتھ لگایا اور بغل میں لیا۔ آیا وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگئی یا عورت مذکورہ کی ساس اُس کے خسر پر حرام ہوگئی؟

الجواب۔ اگر فی الواقع لڑکی کا بیان صحیح ہے تو یہ لڑکی اپنے خاوند پر حرام ہوگئی اس کی ساس اس کے خسر پر حرام نہیں ہوئی۔ لیکن یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح اُس وقت تک نہیں کر سکتی جب تک خاوند اُس کو چھوڑ نہ دے۔ یعنی زبان سے کہدے کہ میں نے تجھکو چھوڑ دیا ہے۔ اور اگر وہ چھوڑنے پر راضی نہ ہو (حالانکہ لڑکی کے بیان کی تصدیق کرتا ہے) تو لڑکی کو اختیار ہے کہ عدالت موجودہ کے ذریعہ یا پنچائت وغیرہ کے ذریعہ سے اُس کو چھوڑنے پر مجبور کرے اور اگر خاوند نے لڑکی کے بیان کی

تصدیق نہیں کی تو پھر حاکم اُسے چھوڑنے پر مجبور نہیں کر سکتا وفی امالی ابی یوسف امرأۃ قبلت ابن زوجھا وقالت کانت عن شہوۃ ان کذب بھا الزوج لا یفرق بینھما ولو صدق فیھا انہ عن شہوۃ وقعت الفرقۃ الخ خلاصۃ الفتاوی صن جلد ۲۔ وقال فی متن الدر المختار وحرم بالصہریۃ اصل مزنیتہ۔ وممسوسۃ بشہوۃ الی قولہ وفروعھن ثم قال وبحرمۃ المصاہرۃ لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لھا التزوج باٰخر الا بعد المتارکۃ وانقضاء العدۃ۔ وقال الشامی وعبارۃ الحاوی الا بعد تفریق القاضی او بعد المتارکۃ ثم قال والمتارکۃ لا تتحقق الا بالقول ان کانت مدخولاً بھا۔ شامی باب المحرمات ص $\frac{۲۹}{۲ج}$ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۳۷۹ اہل ہنود کے جنازہ کے ہمراہ مرگھٹ تک جانا شرعاً کیسا ہے؟ (۲) اُن کے مکان ماتم پرسی وصبر وتسکین دینے کو جانا کیسا ہے؟	کافر کی عیادت وتعزیت اور جنازہ کے ساتھ جانے کے احکام

الجواب۔ کافر کی عیادت جائز ہے اور جب مرجائے تو اُس کے وارثوں کی تعزیت بھی جائز ہے مگر تعزیت اس مضمون سے کی جائے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اُس سے بہتر بدلا عطا فرمائے۔ لیکن کافر کی جنازہ کی ساتھ مرگھٹ تک جانا یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں جیفہ کافر کی تعظیم وتکریم ہے اور وہ مستحق اہانت ہے نہ کہ مستحق تعظیم۔ نیز جنازہ کے ساتھ جانے کا ایک مقصد شفاعت لہٰذا بھی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کافر شفاعت کا اہل نہیں۔ قال فی العالمگیریۃ الباب الرابع عشر من الکراھیۃ ولا باس بعیادۃ الیھودی والنصرانی وفی المجوسی اختلاف کذا فی التھذیب۔ ویجوز عیادۃ الذمی کذا فی التبیین الی قولہ۔ واذا مات الکافر قال لولدہ او قریبہ فی تعزیتہ اخلف اللہ علیک خیراً منہ واصلحک ای اصلحک بالاسلام الخ عالمگیری کشوری ج وصرح باھانۃ جیفۃ الکافر فی جنائز الشامی والدر المختار حیث قال فیغسل غسل الثوب النجس وایضاً قیدہ بالاحتیاج ای اذا لم یکن لہ قریب غیرہ من اھل ملتہ ثم قال فلو قریب فالاولی ترکہ لھم۔ شامی ص $\frac{۵۹۶}{۱ج}$ فقط

سوال ۳۸۰ بزرگوں کے یا والدین کے پاؤں پر گرنا، قدموں کو چومنا جائز ہے یا نہیں	والدین اور مشائخ کے قدم چومنے کا حکم

الجواب۔ والدین یا مشائخ وعلماء کے پیر چومنے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء جائز فرماتے ہیں۔ بعض ناجائز اور بہرحال سب کے نزدیک اولیٰ ہے اور اُن کے سامنے زمین پر گرنا یا زمین چومنا یہ سب کے نزدیک حرام ہے۔ قال فی الدر المختار طلب من عالم او زاھد ان یدفع الیہ قدمہ ویمکنہ من قدمہ لیقبلہ اجابہ وقیل لا یرخص فیہ ثم قال وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن اھ از شامی ص $\frac{۳۳۷}{۵ج}$ کتاب الحظر والاباحۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع

خطبہ جمعہ کے متعلق ایک تحقیق

سوال ۳۸۱ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ جمعہ میں خطبہ کا طویل ہونا اور نماز کا قصیر ہونا شرعاً کیسا ہے؟ بعض مساجد میں امام صاحب خطبہ جمعہ تقریباً پندرہ منٹ میں ختم فرماتے ہیں اور نماز جمعہ تقریباً چار پانچ منٹ میں۔ پس ارشاد فرمائیں کہ ان امام صاحب کا یہ طرز عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ فی جمعۃ العالمگیریۃ من سنن الخطبۃ۔ الرابع عشر تخفیف الخطبتین بقدر سورۃ من طوال المفصل ویکرہ التطویل۔ عالمگیری کانپوری ص۱۵۷ ج۱)

عبارت مذکورہ سے واضح ہوا کہ خطبہ جمعہ کو طویل پڑھنا مکروہ ہے اور حد یہ ہے کہ طوال مفصل کی ایک سورت کی برابر ہو اس سے زیادہ ہوگا تو وہ طویل اور مکروہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ یہ خلاف سنت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ جو عام کتب حدیث میں منقول ہے یہ تھی۔ کہ خطبہ مختصر۔ اور نماز اس کی نسبت سے طویل پڑھاتے تھے۔ جو امام اس کے خلاف کرتے ہیں وہ خلاف سنت کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ مدرس دار العلوم دیوبند۔
۳ شعبان ۵۶ھ

الجواب صحیح
بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔

الجواب صحیح
شمس الحق عفا اللہ عنہ مدرس دار العلوم دیوبند۔

الجواب صحیح
محمد اعزاز علی عفی عنہ مدرس دار العلوم

الجواب صحیح۔ مسعود احمد عفا اللہ عنہ۔ نائب مفتی دار العلوم دیوبند۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) عقیقہ کی کھال کو فروخت کر کے اُس کی قیمت کا ڈول بنوا کر مسجد میں ڈلوا دیا۔ تو اُس کے پانی سے وضو اور نماز ہوگی یا نہیں۔؟ کیونکہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کے پانی سے وضو نہیں ہوتا۔ اور اگر بالفرض وضو کر بھی لیا تو نماز نہیں ہوتی۔ چونکہ یہ مسکین کا حق تھا۔؟

(۲) عقیقہ کی ایک ران سالم قابلہ یعنی (دائی) کو دینا جائز ہے یا نہیں۔؟ یہاں پر لوگوں میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ ایک ران سالم دایہ کو دینا ضروری سمجھتے ہیں۔؟

(۳) عقیقہ کی ہڈیاں دفن کرنا کیسا ہے۔؟ چونکہ یہاں پر لوگ ہڈیوں کو ایک جگہ جمع کر کے دفن کیا کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ان ہڈیوں کا دفن کرنا ضروری ہے۔ بوجہ شرافت کے۔ لہٰذا ان مسائل کا جواب مع حوالۂ کتب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب (۱) وضو، اور نماز تو درست ہو جاوے گی مگر اس شخص کے ذمہ واجب ہوگا کہ جس قدر پیسے عقیقہ کی کھال کی قیمت سے وصول ہوئے تھے۔ اُس کا صدقہ کرے۔ ورنہ گناہگار ہوگا۔ کیونکہ یہ پیسے واجب التصدق

تھے (کذا فی البحر الرائق) اس نے بجائے صدقہ کے ڈول بنوا دیا تو صدقہ کرنا اُس کے ذمہ رہا۔ مگر اُس ڈول سے وضو کرنے یا اُس سے نماز ادا کرنے میں خلل کی کوئی وجہ شرعی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) عقیقہ کی ران دایہ کو دینا دراصل جائز بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ مگر اس کو ضروری سمجھنا بدعت اور گناہ ہے۔ جس جگہ یہ رواج ہو جاوے کہ اس کو ضروری سمجھتے ہوں وہاں نہ دینا ہی اولیٰ ہے۔ اصل جواز کی تو یہ حدیث ہے:۔

اخبرنی عبد الملک انہ سمعت اباعبد اللہ یقول فی عقیقۃ ویھدی الی القابلۃ منہا یحکی انہ اھدی الی القابلۃ حین عق الحسین رضی اللہ عنہ یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال الخلال انبأنا محمد بن احمد قال حدثنی ابی ثنا حفص بن غیاث ثنا جعفر بن محمد عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرھم ان یبعثوا الی القابلۃ برجل من العقیقۃ ورواہ البیھقی من حدیث حسین بن زید عن جعفر بن محمد عن ابیہ ان علیاً رضی اللہ عنہ اعطی القابلۃ رجل العقیقۃ (کذا فی تحفۃ الودود باحکام المولود للحافظ ابن القیم ص۲۷)

اور ضروری سمجھنے کے بدعت وگناہ ہونے کی دلیل شرح منیہ کی عبارت ذیل ہے:۔

حیث قال فی ذکر سجدۃ الشکر اما یفعل عقیب الصلوٰۃ فمکروہ لان الجہال یعتقدونہ سنۃ وکل مباح یودی الیہ فمکروہ (کبیری شرح منیہ ص۶۲۳)

اور طیبی شرح مشکوۃ میں حدیث الصراف عن الیمین کے بیان میں مذکور ہے۔ فیہ ان من اصر علی مندوب وجعلہ عزماً ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان فکیف من اصر علی بدعۃ او منکر (از مجموعۃ الفتاویٰ ص۲۹۵ ج۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) بعض علماء اس کو مستحسن سمجھتے ہیں کہ عقیقہ کی ہڈیاں توڑی نہ جاویں بلکہ ایک جگہ جمع کر کے دفن کر دی جاویں۔ مگر امام مالک رح فرماتے ہیں کہ جس طرح عام قربانیوں کا حکم ہے کہ ہڈیاں توڑی جاتی ہیں۔ اسی طرح عقیقہ کا بھی حکم ہے۔ کوئی فرق نہیں ہے۔ کما فی تحفۃ الودود باحکام المولود۔ قول مالک تکسر عظامہا ویطعم منہا الجیران (ص۲۷)۔ امام اعظم ابو حنیفہ رح سے اس بارے میں کوئی تصریح منقول نہیں دیکھی۔ مگر کتب حنفیہ میں اس قدر مذکور ہے کہ عقیقہ عام احکام میں مثل قربانی کے ہے۔

ظاہر اس سے یہی ہے کہ گوشت اور ہڈیوں کے معاملہ میں بھی قربانی ہی کا حکم ہے۔ اس لئے ہڈیوں کو جمع کر کے دفن کرنے کا التزام اور اس کو ضروری سمجھنا اچھا نہیں خلاف مذہب بھی ہے۔ اور اندیشہ بدعت کا بھی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ مدرس دارالعلوم دیوبند۔ ۲۲ر جمادی الثانیہ ۱۳۵۲ھ

فوٹو کے متعلق شرعی تحقیق

سوال ۳۸۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین۔ اس بارے میں کہ جدید فوٹو گرافی سے جو تصویریں کھینچی جاتی ہیں۔ اُن میں آئینہ کی طرح عکس آتا ہے۔ البتہ غیر مستقل اور مستقل طور پر صورت قائم ہو جانے کا فرق ہے۔ پس ارشاد ہو کہ بلا ضرورتِ شدیدہ مثلاً لازمی پاسپورٹ وغیرہ اس جدید طریقہ فوٹو گرافی سے جاندار کے پورے قد کی تصویر کھینچنا اور کھچوانا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟ پس اگر جائز ہے تو کیوں؟ اور اس میں کیا مصلحت ہے۔؟ اور اگر ناجائز ہے تو اس طرح سے تصویر کھینچنے والے اور کھچوانے والوں کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے۔؟ آیا ایسے اشخاص کے پیچھے نماز میں اقتدا، درست ہے۔؟ اور کیا یہ لوگ فاسق کے حکم میں داخل ہیں۔؟ اور اس قسم کی تصویریں اپنے پاس رکھنا درست ہے یا نہیں۔؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ کسی جاندار کی صورت بنانا خواہ مجسمہ کی صورت میں ہو یا نقش اور رنگ کی صورت میں اور پھر خواہ قلم سے اُس کی نقاشی کی جاوے۔ یا پریس وغیرہ پر اُس کو چھاپا جاوے اور یا فوٹو کے ذریعہ عکس کو قائم کیا جاوے یہ سب بلاشبہ تصاویر و تماثیل ہیں جن کی حرمت پر اس قدر احادیث صحیحہ وارد ہیں کہ اگر تواتر کا دعویٰ کیا جاوے تو غالباً صحیح ہوگا۔ فوٹو کی تصویر کو یہ کہنا کہ یہ تصویر نہیں۔ بداہت کا انکار ہے۔ اور یہ شبہ کہ آئینہ اور پانی میں اپنا عکس دیکھنا ممنوع نہیں اور فوٹو بھی ایک عکس ہے۔ بالکل بے معنی اور بے اصل ہے۔ کیونکہ فوٹو عکس نہیں۔ بلکہ عکس کے ذریعہ تصویر بنانا ہے۔ یعنی بجائے اس کے کہ تخمینہ اور نظر سے تصویر کھینچی جاتی فوٹو میں عکس سے تصویر بنائی جاتی ہے بمسالہ کے ذریعہ عکس کو پائدار بنانا ہی تصویر کشی ہے۔ عکس اُسوقت تک عکس ہے جب تک کہ اُس کو پائدار نہ کیا جاوے۔ اور جب مسالہ کے ذریعہ سے قائم کر لیا گیا تو وہ عکس کی حد سے نکل گیا اور تصویر بن گیا۔ اُس کو تصویر کے مفہوم سے نکالنا نصوصِ شرعیہ کی تحریف ہے۔ جو ایک مستقل دوسرا گناہِ عظیم ہے۔ اس مسئلہ کی مکمل تحقیق احقر کے رسالہ کشف السجاف عن وجہ الاستنکاف اور رسالہ التصویر لاحکام التصویر موجود ہے۔ ضرورت ہو تو اُس کو دیکھ لیا جاوے؛

اور جب یہ معلوم ہوگیا کہ فوٹو کے ذریعہ تصویر بنانا اور قلم وغیرہ سے تصویر کھینچنا دونوں ایک ہی حکم میں ہیں۔ تو یہ بھی واضح ہو گیا کہ جاندار کا فوٹو لینا یا فوٹو کھچوانا دونوں گناہِ کبیرہ ہیں۔ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ارشاد ہے:۔

اشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذین یصورون ھذہ الصور (بخاری و مسلم بطرق متعددۃ والفاظ مختلفۃ) نیز بخاری و مسلم کی طویل حدیث میں ہے۔ کل مصوّرٍ فی النار۔ یعنی ہر مصور جہنم میں جائے۔

قال تعالیٰ۔ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ الآیۃ۔

اور فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔ قال اصحابنا و غیرھم تصویر صورۃ الحیوان حرام اشد التحریم وھو من الکبائر سواء صنعہ لما یمتھن اولغیرہ فحرام بکل حال لان فیہ مضاھاۃ بخلق اللہ تعالیٰ وسواء کان فی ثوب او بساط او دینار او درھم او فلس او حائط (الی قولہ) وبہ قال جماعۃ العلماء مالک

والسفیان وابوحنیفہؒ انتہی۔ وفی رد المختار ویکرہ الدخول الی بیت فیہ صور علی سقفہ او حیطانہ او
علی الستور والازر والوسائد العظام (الی قولہ) وکذلک نفس التعلیق لتلک الصور الخ (شامی مکروہ
الصّلوٰۃ۔ ومثلہ فی البحر الرائق صـ۲۶ ج ۱)

احادیثِ مذکورہ اور عباراتِ فقہاء سے یہ بھی ثابت ہے کہ فوٹو اور مطلقاً تصویر کھینچنا، کھنچوانا۔ اور اُن کا استعمال کرنا اور اُن کا اپ
پاس رکھنا گناہِ کبیرہ ہے۔ اور کرنے والا ان افعال کا فاسق ہے۔ اور نماز اُس کے پیچھے جبکہ دوسرا امام صالح ملسکتا ہو
مکروہ تحریمی ہے۔ کما صرح بہ فی رد المحتار وعامۃ کتب المذہب۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر محمد شفیع عفا اللہ عنہ مدرس دار العلوم دیوبند۔ ۲۳ر شعبان ۱۳۵۶ھ۔

الجواب صحیح
شمس الحق عفا اللہ عنہ مدرس دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح
محمد اعزاز علی غفرلہ مدرس دار العلوم دیوبند۔

الجواب صحیح
بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔

الجواب صحیح۔ مسعود احمد عفا اللہ عنہ، نائب مفتی دار العلوم دیوبند۔

(سب جائداد پوتے کے نام کردی اور ملک کردی تو دوسرے وارثوں کا اُس میں حق ہے یا نہیں؟) ۱۴۰۵

سوال ۳۸۴۔ زید نے انتقال فرمایا۔ مرحوم نے اپنی جائد
اپنی حین حیات میں خود کے رُو برو اپنے پوتے کو تحریراً وقف
بخش دی تو یہ آیا اس جائداد کے بخشدیئے جانے کے بعد اس میں کسی اور وارث کا کوئی حصہ شرعاً نکل
ہے یا نہیں۔؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ اس صورت میں اگرچہ زید بوجہ وارثوں کو محروم کرنے کے گناہگار ہوا لیکن اُس
انتقال کے بعد کسی وارث کو جائداد میں کوئی حق باقی نہیں رہا۔ بلکہ وہ جائداد تمام پوتے کی ملک ہے مگر ش
یہ ہے کہ یہ ہبہ اور بخشش زید نے مرض موت میں نہ کی ہو۔ بلکہ بحالتِ تندرستی کی ہو۔ دوسرے ا
جائداد پر پوتے کو قبضہ مالکانہ تمام اشتراکیت سے علیحدہ کر کے زید یا ہو۔ خلاصہ یہ کہ یہ ہبہ صحیح ہو کر ملک
ثابت ہوگی۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بلا عذرِ شرعی ایسا کرنا اور دوسرے وارثوں کو محروم کرنا گناہ ہے۔ ا
کوئی شرعی عذر ہو تو گناہ بھی نہ ہوگا۔ حدیث میں ہے من قطع میراث وارثہ قطع اللّٰہ میراثہ من ا
قال فی خلاصۃ الفتاوی من الہبۃ ولو وھب جمیع مالہ لابنہ جاز فی القضاء وھو اثم نص عن محم
ھکذا فی العیون خلاصہ صـ۲۶۰ ج ۴۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

(بڑے گاؤں اور اُس کے فناء میں جمعہ جائز ہے۔ اور فناء مصر کی تعریف) ۱۴۰۶

سوال ۳۸۵۔ صلوٰۃِ جمعہ قریہ کبیرہ میں جائز ہے یا نہیں ا
جائز ہے تو کس دلیل سے۔ اور فناء میں بھی جائز ہے یا نہیں۔ اور آ
پاس کے چھوٹے مواضعات فناء مصر میں داخل ہیں یا نہیں۔؟

الجواب۔ بڑے گاؤں میں جمعہ جائز ہے اور اُس کے فنار میں بھی لیکن اُس کے آس پاس جو چھوٹی گاؤں ہیں وہ اُس بڑے گاؤں کے فنار میں داخل نہیں بلکہ جداگانہ بستیاں ہیں۔ اس لئے وہاں جمعہ جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ فنار مصروہ جگہ کہلاتی ہے جو مصالح مصر مثل عیدگاہ۔ یا جانوروں کی چراگاہ وغیرہ کے لئے چھوڑی جاتی ہے۔ دوسری بستیاں فنار نہیں کہلاسکتی۔ اور بڑے گاؤں اور قصبات میں جمعہ کا جواز اسی بات پر مبنی ہے کہ وہ مصر کے حکم میں ہیں۔ اور تعریف مشہور بڑے گاؤں کی یہ ہے کہ جس میں بازار اور گلی کوچے ہوں اور تمام ضروریات ہمیشہ وہاں ملتی ہوں۔ ویدل علی ما قلنا ما فی الشامی عن القہستان وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ اللتی فیہا اسواق (شامی باب الجمعہ ص۵۳۷ جلد اول۔

وفی الدرالمختار وھو یعنی الفناء ما حولہ الی قولہ لاجل مصالحہ کدفن الموتی ورکض الخیال۔ من شامی ص۵۳۷ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

سحر کرنے اور رد سحر کرنے کا حکم!

سوال ۳۸۶۔ زید مع اپنی زوجہ ہندہ وساے بکر کے اپنی بہو صالحہ پر بلاوجہ محض خباثت نفس کی بنا ء پر طرح طرح کے ظلم وستم کرتا چلا آیا ہے۔ صالحہ پر ہر قسم کی تہمت وبہتان بدکاری کی تراش کر اس کو تمام عالم میں بدنام کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ عفیفہ و پاکدامن ہے۔ علاوہ اس ایذا رسانی کے جادو سحر سفلی عمل کرتا اور کراتا ہے۔ اور علانیہ کہتا پھرتا ہے کہ اگر صالحہ جادو سے نہ مرسکی تو میں خود خنجر سے جان لوں گا چنانچہ صالحہ نہایت تکلیف میں مبتلا ہے سحر ثابت ہو گیا ہے ایسے موذیوں کے لئے شرع شریف میں کیا حکم ہے۔ اگر ان سحر کرنے والوں پر صالحہ کے والدین جواب میں ویسا ہی سحر کرادیں تو صالحہ کے والدین یا صالحہ قابل مواخذہ تو نہیں ہیں۔ شرک تو عائد نہیں ہوتا۔؟

الجواب سحر کی مختلف اقسام ہیں بعض تو کفر محض ہیں اور بعض نہیں۔ جو اقسام کفر ہیں اُن کا استعمال کرنا یا سکھنا سکھانا ہر حال میں حرام قطعی ہے خواہ دفع ضرر کے لئے ہو یا کسی اور غرض سے۔ البتہ جو قسم سحر کی کسی عقیدۂ کفریہ پر مشتمل نہیں وہ اگر دوسروں کے اضرار کے لئے بلاوجہ شرعی استعمال کیا جاوے تو وہ بھی حرام ہے اور اگر رد سحر یا دفع ضرر کے لئے کیا جائے تو یہ دوسری قسم جائز ہے۔ اور تفصیل ان دونوں قسموں کی یہ ہے کہ جس سحر میں شیاطین وجنات وغیرہ سے استعانت وامداد طلب کی جائے اور اُن کو متصرف و مؤثر مانا جائے یا جن میں قرآن شریف یا دوسرے اسلامی شعائر کی توہین کرنی ہو وہ تو کفر ہے۔ اور جس میں یہ باتیں نہ ہوں بلکہ خواص ادویہ وغیرہ سے یا کسی اور خفی طریق سے اثر ڈالا جاتا ہو وہ کفر تو نہیں مگر اُس کا کرنا بقصد اضرار حرام ہے۔ اور بقصد دفع ضرر جائز۔ لہٰذا صالحہ کے لئے قسم دوم سحر کا استعمال جائز ہے۔ اور اگر جان بچنے کی کوئی دوسری صورت نہ ہو تو قسم اول کا استعمال بھی جائز مگر خلاف اَولیٰ ہے۔ بشرطیکہ دل میں عقیدہ اسلامیہ کے

خلاف کوئی عقیدہ نہ رکھے صرف زبان سے کلمات کہے قال الشامی وفی ذخیرۃ الناظر تعلیمہ فرض لرد ساحراھل العرب وحرام لیفرق بہ بین المرأۃ وزوجہا وجائز لیوفق بینہما ثم قال فہذہ انواع السحر الثلاثۃ قد تقع بما ھو کفر من لفظ اواعتقاد اوفعل وقد تقع بغیرہ کوضع الاحجار وللسحرۃ فصول کثیرۃ فی کتبہم فلیس کلما یسمی سحراً کفراً اذ لیس التکفیر بما یترتب علیہ من الضرر بل لما یقع بہ مما ھو کفر کاعتقاد انفراد الکواکب بالربوبیۃ او اھانۃ القرآن او کلام لکفر ونحو ذلک اھ شامی کتاب العلم ص۳۲ ج۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

شوہر کو مطیع کرنے کے لئے تعویذ کرنے کا حکم

سوال ۳۸۷۔ بلاد دکن میں دستور ہے کہ شوہر کو مطیع کرنے کے لئے پان کا بیڑا اس طرح کھلایا جاتا ہے کہ پان کا بیڑا بی بی غسل کرتے وقت انگوٹھے میں دبالیتی ہے اس پر تمام پانی غسل کا گرتا ہے وہی پان شوہر کو عام طور سے کھلایا جاتا ہے یہ طریقہ موجب مواخذہ ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ شوہر کو بلاوجہ شرعی مطیع کرنے کی تدبیریں خواہ بیڑا اندکور کھلانے سے یا کسی تعویذ وغیرہ کے ذریعہ سے مکروہ ہے۔ البتہ اگر شوہر ظلم کرتا ہے اور اُس کے جائز حقوق ادا نہیں کرتا یا اس سے نفرت رکھتا ہے تو یہ تدبیریں جائز حدود کے اندر جائز ہیں اور اس صورت میں بیڑا اندکور بھی کھلانا جائز ہے بشرطیکہ اُس پر کوئی نجاست نہ لگی ہو غسل کا پانی تو مفتی بہ قول کی موافق نجس نہیں ہے۔ قال الشامی ورد فی الحدیث النھی عن التِوَلَۃِ بوزن عنبۃ وھی ما یفعل لیحبب المرأۃ الی زوجہا شامی باب العلم ص۳۱ ج۱ فقط

سرکاری زمین میں عارضی طور پر مسجد بنانے سے وہ جگہ مسجد نہ ہوگی،

سوال ۳۸۸۔ ایک عارضی منڈی دو سال سے آباد ہے اہل اسلام۔ کئی مرتبہ مسجد بنانے کی اجازت مانگی مگر افسروں نے اجازت نہ دی۔ اب اجازت دی ہے جس میں افسروں نے یہ تحریر کردیا ہے کہ جب یہ عارضی منڈی اُٹھائی جاوے گی تو مسجد بھی گرائی جاوے گی کیا یہ عارضی مسجد بنائی جاوے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ایسی مسجد جس کے لئے یہ شرط ہے کہ جب منڈی اُٹھائی جائے گی تو مسجد بھی گرادی جائیگی شرعاً مسجد نہ ہوگی اور نہ اُس کے احکام مسجد کے مانند ہوں گے لیکن نماز پڑھنے کے لئے مختصر سی ایسی جگہ باجازت سرکار بنالی جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ اگرچہ یہ حقیقی مسجد نہ بنے گی لیکن ایک گونہ مسجد کا فائدہ جماعت وغیرہ کا اہتمام اور جگہ کی پاکی وصفائی وغیرہ اس سے بھی حاصل ہوجائے گا۔ اور یہ ایسی مسجد ہوجائیگی جیسی حدیث میں ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اپنے گھروں میں مسجدیں بناؤ مشکوۃ؛ لیکن باتفاق امت جو جگہ گھروں کے اندر نماز کے لئے بنائی جاتی ہیں وہ احکام مسجد میں نہیں ہوتی لیکن اہتمام نماز اور پاکی وصفائی وغیرہ ان سے بھی حاصل ہوجاتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا بھی

حکم فرمایا۔ الغرض اس جگہ پر مسجد کی صورت بغرض نماز و جماعت بنا لینا مناسب ہے اگرچہ حقیقی مسجد نہ بنے اور اس کا پہلے ہی سے اعلان کر دیا جائے کہ یہ اصلی اور حقیقی مسجد نہیں۔ جب ضرورت نہ رہے گی منہدم کر دی جائیگی ھذا الذی ذکرناہ ملخص مافی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

سوال ۳۸۹۔ | مؤذن تکبیر کہے تو مقتدی کس وقت کھڑے ہوں | یہاں عموماً رواج ہے کہ جس وقت تکبیر کہی جاتی ہے جب تک پوری نہیں ہوتی اُس وقت تک مقتدی تمام بیٹھے رہتے ہیں اور امام بھی بیٹھا رہتا ہے جب تکبیر پوری ہو جاتی ہے تب نماز پڑھائی جاتی ہے۔ یہ مسئلہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جس وقت تکبیر پڑھنے والا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ پر پہنچے اُس وقت مقتدیوں کو کھڑا ہو جانا چاہئے اور اگر اس سے پہلے شروع تکبیر ہی سے کھڑے ہو جائیں تب بھی جائز ہے کوئی مضائقہ نہیں۔ اور جبکہ امام پہلے سے مصلے پر موجود نہ ہو باہر سے آئے تو جس وقت امام مصلے پر کھڑا ہو تو بہتر ہے کہ سب اُسی وقت کھڑے ہوں۔ قال فی المحلی شرح الموطا۔ قال ابوحنیفۃ و محمد رح یقومون عند حی علی الصّلوٰۃ و شرع الامام عند قد قامت الصّلوٰۃ الیٰ قولہ واما اذا لم یکن الامام معھم فالجمھور علی انھم لا یقومون حتی یروہ لما فی البخاری اذا اقیمت الصّلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی۔ محلی شرح موطاء فقط واللہ اعلم۔

سوال ۳۹۰۔ | گرو کی ایک صورت | اجارہ ذیل کی صورتوں میں سے کس صورت میں جائز ہوگا۔ اور یہ صورت شرعاً اجارہ کی ہے یا نہیں۔ ایک شخص سے کسی نے کچھ روپیہ بطور قرض لیا۔ اور قرضخواہ کو روپیہ ادا ہونے تک قرضدار نے کچھ جائداد انتفاع کے لئے دیدیا۔ تو اب اس کی دو صورتیں ہیں۔ مالگذاری زمیندار کی مالک والا ادا کرتا ہے۔ یا روپیہ دینے والا۔ کیا دونوں صورتیں جواز کی ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ یہ صورت اگر اسی طرح سے ہے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو رہن کی صورت ہے اجارہ نہیں خواہ مالگذاری کوئی ادا کرے اور رہن سے انتفاع اگرچہ باذن مالک ہو قول مفتی بہ پر حرام ہے اور کل قرض جر نفعاً فھو ربوا کے تحت میں داخل ہے۔ جیسا کہ شامی نے باب الربوا میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ البتہ یہ شخص روپیہ دینے والا اپنے قرضدار کی جائداد کو اپنے قبضہ میں اس شرط سے رکھ سکتا ہے کہ اس کے منافع مالک زمین کو دیدے اور مالگذاری وغیرہ بھی سب مالک ہی ادا کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع

سوال ۳۹۱۔ | طلاق کے بعد چھوٹی لڑکیوں کی پرورش کا حق ماں کو ہے | زید اپنی بی بی کو طلاق دینا چاہتا ہے لیکن زید کے نطفہ سے تین لڑکیاں ہیں ایک بعمر پانچ سال اور دوسری قریب چار سال اور تیسری بعمر ... ہے۔ لہٰذا بعد دینے طلاق کے تینوں لڑکیاں کس کے پاس رہیں گی؟

الجواب۔ اگر طلاق دیدی گئی تو بعد تفریق تینوں لڑکیوں کی تربیت کی مالک اُن کی والدہ ہوگی۔

جب تک کہ وہ بالغ نہ ہوجاویں۔ لڑکیوں کی تربیت کا جبکہ وہ صغیر السن ہوں باپ کو اپنے پاس رکھکر پرورش کرنیکا
اختیار نہیں۔ البتہ سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد باپ کو اختیار ہے کہ لڑکیوں کو اپنے پاس رکھے اور اُن کا انتظام کرے
قال فی الدر المختار والام والجدۃ احق بہا حتی تحیض وغیرھما احق بہا حتی تشتھی وقدر بتسع وعن محمد
ان الحکم فی الام والجدۃ کذلک بہ یفتی لکثرۃ الفساد وقررہ الشامی والبحر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تحریری طلاق کا حکم!

سوال ۳۹۲۔ طلاق ذریعہ تحریر بگواہی چند گواہان ضلع غیر میں بذریعہ رجسٹری بھیجی جائے
تو جائز ہوگی یا نہیں۔؟ (۲) طلاق نامہ دوسرے شخص کے پاس بھیجاوے وہ زید کی بیوی کو مضمون سے آگاہ کرے
رسید اپنی دیدیوے یا لینے سے انکار کرے تو جائز ہوگا یا نہ۔؟

الجواب۔ طلاق بذریعہ تحریر بھی جائز ہے۔ اگر طلاق غیر مشروط لکھی تو جس وقت الفاظ طلاق کا غذ
آئے اُسی وقت طلاق پڑجاوے گی۔ بشرطیکہ طلاق نامہ میں اپنی عورت کو خطاب ہو۔ کذا فی الدر المختار والشامی؛
(۳) طلاق نامہ دوسرے شخص کے پاس بھیجے اور وہ عورت کو سُنا دے یہ بھی جائز ہے اور طلاق تو لکھنے کے
ساتھ ہی پڑجاوے گی۔ سُنائے یا نہ سُنائے۔ اور وہ سُن کر رسید دے یا نہ دے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ طلاق
اطلاع عورت کو کردی جاوے۔ تاکہ وہ عدت میں مشغول ہوجائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

زکوٰۃ، صدقۃ الفطر وغیرہ کا روپیہ مسجد پر خرچ نہیں کرسکتے؛

سوال ۳۹۳۔ چرم قربانی اور صدقہ فطر اور زکوٰۃ اور منّت اور نذر کی آمدنی کی رقم
کی تعمیر مرمّت فرش بتی اور نادار طلبہ کی کتب اور خورونوش میں صرف کی جاسکتی ہے یا نہیں
یہی رقم غریب کے کفن اور مسجد اور تالاب اور پُل وغیرہ کے تعمیر میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار یصرف الی کلھم او بعضھم الی قولہ تملیکاً لا اباحۃ کما مر لا یصرف الی
مسجد ولا الی کفن میت وقضاء دینہ قال الشامی نحو مسجد کبناء القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانہار وکل ما
شامی کتاب الزکوٰۃ ص ج ۲ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ جس جس صورت میں زکوٰۃ کا روپیہ مصرف زکوٰۃ فقراء و مساکین وغیرہ کی
نہ بنایا جاوے اُس میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جس سے ثابت ہوا کہ اُمور مسئولہ میں سے نادار طلبہ کی خورونوش یا کپڑے وغیرہ
خرچ کرنے سے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی اس کے علاوہ مدرسہ یا مسجد کے دوسرے اخراجات تعمیر مرمّت، فرش،
میں مدّ زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا جائز نہیں اور اگر کیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور یہی حکم صدقۃ الفطر اور قیمت چرم قربانی
اور نذر وغیرہ کا ہے۔ البتہ ایک حیلہ سے یہ تمام قسم کی رقمیں تمام امور مذکورۃ الصدر میں خرچ ہوسکتی ہیں وہ یہ ہے
کسی فقیر مسکین کو اس کا مالک بنا کر پھر اُس سے درخواست کی جائے کہ وہ مسجد یا مدرسہ کی مدات مذکورہ میں بطور چندہ
طرف سے دیدے اگر اُس نے ایسا کر لیا تو اس روپیہ کا مدات مذکورہ میں خرچ کرنا صحیح و درست ہوگا اور ادائے زکوٰۃ میں بھی
نہ رہے گا۔ کذا فی الدر المختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

لڑکی کا باپ مجنون ہو تو اُسکی ولایت ساقط ہوگی یا نہیں۔؟

سوال ۳۹۴۔ ہندہ نابالغہ کا نکاح اُس کی والدہ اور ماموں نے زید نابالغ سے جو ہندہ کی والدہ کا ماموں زاد برادر ہوتا تھا بلا خوشی و مرضی ولی جائز یعنی پدر حقیقی مسماۃ ہندہ کے جو کہ بقید حیات تھا کر دیا مگر پدر ہندہ خلل دماغ کی بیماری سے کبھی سالم العقل رہتا تھا اور کبھی دیوانہ رہتا تھا نکاح کے وقت صحیح العقل نہ تھا۔ اب ہندہ بالغ ہوگئی اور زید بدستور نابالغ ہے۔ ہندہ زید سے اپنا نکاح فسخ کرانے کی خواہشمند ہے کیا وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔؟

(۲) اور بعد نکاح مہر موجل پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ صورت مسئولہ میں جبکہ ہندہ کا والد کسی کسی وقت صحیح العقل والحواس بھی رہتا تھا تو اُس کی ولایت ساقط نہیں ہوئی۔ لہذا اب جو نکاح اُس کی والدہ نے کرادیا ہے یہ والد کی اجازت پر موقوف ہے ہوش میں آنے کے بعد اگر والد نے اس نکاح کی اجازت دیدی تو نکاح صحیح اور لازم ہوگیا یہانتک کہ بعد بلوغ بھی لڑکی کو حق فسخ باقی نہ رہے گا۔ اور اگر ہوش میں آنے کے بعد جب والد کو نکاح کی اطلاع ہوئی اُس نے اجازت نہ دی بلکہ انکار کیا یہ نکاح باطل ہوگیا۔ شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ فسخ کرانے کی کوئی حاجت۔

قال الشامی لکن ان کان ای الجنون مطبقا تسلب ولایته فلا تنتظر افاقته وفی غیر المطبق الولایة ثابتة له تنتظر افاقته کالنائم ومقتضی النظر ان الکفؤ الخاطب اذا فات بانتظار افاقته تزوج مولیته وان لم یکن مطبقا والا انتظر کما علی ما اختاره المتاخرون فی غیبة الولی الاقرب۔ (شامی باب الولی ص۳۲۵ ج ۲۔)

عبارت مذکورہ تقریر مذکور کی تصریح کرتی ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر منگنی کرنے والے لوگ جلدی کرتے ہوں اور وہ یہ کہیں کہ ہم باپ کے ہوش میں آنے کا انتظار نہیں کرتے اور یہ موقع نکاح کے لئے اچھا ہے اور کفو میں ہے پھر اس کے ہاتھ سے جاتے رہنے کا اندیشہ ہو تو یہ والدہ اور ماموں کا کیا ہوا نکاح بھی نافذ ہوجائے گا۔ اگرچہ باپ ہوش میں آکر اجازت نہ دے لیکن اس صورت میں بعد بلوغ لڑکی ہندہ کو اختیار ہوگا کہ بالغ ہوتے ہی اس نکاح سے بیزاری کا اعلان کردے۔ اور پھر کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں یا مسلمانوں کی پنچائت میں اپنا مقدمہ پیش کرکے فسخ نکاح کا حکم حاصل کرے اور دوسری جگہ نکاح کرلے

(۲) مہر...... کچھ واجب نہیں کیونکہ فسخ نکاح کی صورت میں نکاح کالعدم ہوجاتا ہے۔ مہر واجب نہیں رہتا۔ صرح بہ الشامی ص۲۱۲ ج ۲ ۔ استنبولی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

نماز کے متعلق چند ضروری اور مفید سوال و جواب

سوال ۳۹۵۔ نماز میں امام کو نیت باندھکر سب سے پہلے سبحانک اللھم پڑھنا چاہئے یا نہیں۔ اور مقتدی کے لئے کیا حکم ہے۔ اگر مقتدی اُس وقت جماعت میں شامل ہوا جب کہ

امام قرأۃ بآواز بلند شروع کرچکا یا دوسری یا تیسری رکعت کی کسی حالت میں ہے تو مقتدی کو سبحانک اللھم پڑھنا چاہئے یا نہیں اور اگر پڑھے تو کس وقت۔؟ (۲) اگر ایک شخص نے تین یا چار رکعت نماز فرض یا دیگر نماز سنت وغیرہ کی نیت باندھکر نماز شروع کی اور آخری قعدہ میں سہو یا قصداً سیدھا کھڑا ہو جائے اس کی نماز ہوئی یا نہیں۔؟ (۳) اوقات نماز ہر موسم کے لئے جداگانہ ہے یا یکساں اُن کا حساب گھڑی وغیرہ سے ہے یا کس حساب سے ہر نماز کا وقت کب سے کب تک رہا کرتا ہے۔؟

(۴) اُن اشخاص کی نماز و روزہ وغیرہ کی پابندی کے لئے شرع کا کیا حکم ہے جو ایک گورنمنٹی عمارت میں کچھ مقرر عرصہ کے لئے بکار سرکار زندگی بسر کرتے ہوں۔ جن کے لئے گورنمنٹ برطانیہ کا علانیہ قانون ہو کہ کسی شخص کو علانیہ طور سے مذہبی رسوم ادا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔؟

الجواب امام اور مقتدی دونوں قرأت شروع کرنے سے پہلے سبحانک اللھم پڑھنا چاہئے اور اگر کوئی مقتدی ایسی حالت میں شریک ہوا کہ امام قرأت شروع کرچکا ہے تو اگر قرأت جہریہ ہو تو سبحانک اللھم نہ پڑھے اور اگر قرأت جہری نہیں بلکہ آہستہ قرأۃ پڑھنے کا وقت ہو تو سبحانک اللھم پڑھ لے اسی طرح امام رکوع یا سجدہ میں ہو تب بھی اگر یہ گمان ہو کہ سبحانک اللھم پڑھکر اس رکوع یا سجدہ کو امام کے ساتھ پالے گا تو سبحانک اللھم پڑھے ورنہ ترک کردے پھر جب اپنی باقی ماندہ نماز پڑھنے کے لئے اُٹھے اُس وقت شروع میں سبحانک اللھم پڑھ لے۔ قال الشامی عن قاضی خان ولو ادرک الامام بعد ما اشتغل بالقرأۃ قال ابن الفضل لا یثنی وقال غیرہ یثنی وینبغی التفصیل ان کان الامام یجھر لا یثنی وان کان یسر یثنی وھو قول شیخ الاسلام خواہر زادہ۔ وقال الشامی فی اول جزم بہ فی الدرر وقال فی المنح وصححہ فی الذخیرۃ وفی المضمرات وعلیہ الفتویٰ (شامی ص۴۵۲ ج۱ استنبولی۔

(۲) اس کو چاہئے کہ کھڑا ہونے کے بعد جب یاد آئے تو پھر قعدہ کی طرف لوٹ جائے اور آخر میں سجدہ سہو کرے اگر اُس نے ایسا کیا تو نماز صحیح ہوگئی مگر یہ اُس وقت تک ہے جب تک اُس زائد رکعت کا سجدہ نہ کیا اور اگر سجدہ بھی کرلیا تو اگر نفل ہے تو پھر بھی صحیح ہوگئی اور اگر فرض ہیں تو نفل بن گئے مگر فرض ادا نہ ہوا فرض دوبارہ پڑھے کذا فی الہدایہ وعامۃ الکتب۔

(۳) ہر موسم اور ہر خطۂ ملک کے لئے باعتبار طلوع وغروب آفتاب کے اوقات نماز جدا جدا ہوتے ہیں اپنے شہر یا گاؤں وغیرہ میں بذریعہ مطبوعہ جنتری معلوم ہو سکتے ہیں مثلاً آجکل ہمارے اطراف میں صبح کی نماز پونے چھ بجے ظہر کی نماز دو بجے عصر کی پانچ بجے مغرب کی سوا چھ بجے عشاء کی سوا آٹھ بجے ہوتی ہے۔ اور ہمارے یہاں آجکل طلوع آفتاب سوا چھ بجے کے بعد ہوتا ہے۔ اب اپنے یہاں کے طلوع

کو دیکھکر جس قدر یہاں سے کمی بیشی ہو وہ کردی جائے۔

(۴) اگر یہ ہو سکے کہ سرکاری عمارت سے نکل کر کسی آزاد جگہ میں آزادی کے ساتھ اذان واقامت کہکر نماز پڑھی جائے تو بہتر ہے لیکن اگر یہ صورت مشکل ہو تو آہستہ آہستہ اذان پڑھکر وہیں آہستہ آہستہ نماز ادا کرلینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں احادیث اور عمل صحابہ میں اس کی نظائر موجود ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

طلاق مدہوش کا حکم اور اُس کے متعلق شہادتوں پر جرح

سوال ۳۹۶۔ سوال وجواب متعلق طلاق آیا تھا جس کی ہمراہ بیان گواہان بھی منسلک تھے اس پر حضرت مفتی صاحب نے تحریر ذیل لکھی ہے:۔

یہ تو صحیح ہے کہ نظر بر حالات عامہ وعادۃ جاریہ اس طلاق دینے والے کو اُس مدہوش اصطلاحی کے تحت میں لانا مشکل ہے جس کے متعلق فقہاء نے طلاق واقع نہ ہونے کو تحریر فرمایا ہے۔ اس لئے اگر فی الواقع اس نے طلاق بلفظ ماضی یا حال دیدی ہے تو طلاق پڑ گئی ورنہ نہیں۔ دیانۃً تو اتنا ہی حکم ہے لیکن قضاءً جبکہ گواہوں کے بیانات مختلف ہیں فیصلہ کس طرح کیا جائے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ ان تمام گواہوں میں حبیب اللہ اور علی اکبر اور میقن بانو کے بیان کو تو اگر سچا بھی مانا جائے تب بھی اُس سے طلاق نہیں پڑتی۔ کیونکہ اُن کے الفاظ سے صیغۂ مستقبل ظاہر ہوتا ہے اور بلفظِ مستقبل طلاق واقع نہیں ہوتی اور راشر فعلی وموتن علی چونکہ اپنا ذاتی سماع بیان نہیں کرتے اس لئے اُن کی شہادت بھی ساقط ہوگئی۔ اور ملکہ بانو کا بیان مبہم ہے اُس سے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ الفاظِ مستقبل کے بولے تھے یعنی خواہم داد یا ماضی وحال کے یعنی دادم یا می دہم وغیرہ۔ اور تبارک علی کے بیان کو اگر صحیح قرار دیا جائے تو اس میں الفاظ کنایہ طلاق کے مذکور ہیں صریح نہیں لہذا وہ مرد کی نیت پر موقوف ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ بوقت اکراہ نیت طلاق کی ہونی مشکل ہے بلکہ محض وقت گذاری مقصود ہوتی ہے اور جبکہ خاوند نیت کا منکر بھی ہے اور مذاکرہ طلاق بھی سوال میں مذکور نہیں اس لئے اس شہادت سے بھی طلاق ثابت نہ ہوئی بلکہ نیت شوہر پر موقوف ہوئی۔ اب صرف جلال احمد کی شہادت رہ گئی جس سے تین طلاقوں کا وقوع صریح معلوم ہوتا ہے لیکن صرف ایک آدمی کی گواہی سے کوئی حکم طلاق کا شرعًا نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے صورتِ مذکورہ میں حاکم یا ثالث فیصلہ کنندہ وقوع طلاق کا حکم نہیں دے سکتا۔ البتہ اگر فی الواقع اُس نے طلاق دی ہے تو عند اللہ طلاق پڑ چکی۔ اب اس کو اس کے احکام کا پابند رہنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

قرض روپیہ دینے کی ایک صورت اور اُس کا حکم

۳۹۷۔ زید نے عمر سے کہا کہ میں آپ کو روپیہ دیتا ہوں آپ اس روپیہ سے گائے بیل بھینس کے فلاں قسم کے چمڑے خرید کر میرے ہاتھ فروخت کیجئے اور جب پانسو روپیہ کا مثلاً چمڑا جمع ہو جاوے تو مجھکو خبر دیجئے میں وقت مقررہ پر حاضر ہو کر دو روپیہ فی سیر کے حساب

سے لوں گا آپ جس نرخ سے چاہیں خریدیں اور میرے روپیہ سے جو مال خرید ہو گا بغیر میری اجازت آپ دوسرے سے فروخت نہیں کر سکتے۔

عمر نے ان تمام باتوں کو منظور کر کے زید سے پانسو روپیہ لے لیا اور بعد سیر چمڑا خرید کرنے لگا جب پانسو روپیہ کا چمڑا جمع ہو گیا تو زید کو خبر دی زید وقت مقررہ پر نہ آیا بلکہ پندرہ دن کے بعد آیا۔ ان پندرہ دن کے اندر عمر کے چمڑے کا وزن اتنا کم ہو گیا کہ دو روپیہ سیر کے حساب سے چھ سو روپیہ کی قیمت چار سو روپیہ ہوئی اب زید کے ایک سو روپیہ عمر کے یہاں باقی رہے ہے تو کیا زید کے لئے ایک سو روپیہ عمر سے وصول کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اور چمڑے کا وزن کم ہونے کی وجہ سے عمر کو یہ نقصان ہوا کہ اس کے چھ روپیہ کے چمڑے کی قیمت چار سو ہوئی۔ تو کیا عمر کو یہ دو سو روپیہ زید سے وصول کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ صورتِ مذکورہ دو چیزوں پر مشتمل ہے۔ ایک معاملہ اور دوسرا وعدہ۔ زید نے جو روپیہ عمر کو دیا یہ تو ایک معاملہ عاریت ہے لیکن روپیہ کی عاریت قرض کے حکم میں ہوتی ہے لما فی الھدایۃ وعاریۃ الدراھم والدنانیر والمکیل والموزون والمعدود قرض۔ لہذا جو روپیہ زید نے عمر کو دیا یہ اُس کے ذمہ قرض ہو گیا۔ پھر عمر نے جو زید سے کہا کہ تم اس روپیہ سے جس قدر چمڑا خرید و میں اُس کو ۳ سیر کے نرخ سے تم سے خریدوں گا اور تم بغیر میری اجازت کے کسی دوسرے کو نہ دینا۔ یہ ایک وعدہ اور معاہدہ ہے جس کا حکم شرعاً یہ ہے کہ اُس کا پورا کرنا ضروری ہے اور اُس کے خلاف کرنا گناہ ہے۔ لیکن خلاف کرنے کی صورت میں کوئی تاوان مالی اُس پر شرعاً عاید نہیں ہوتا۔ لہذا زید صورتِ مذکورہ میں خلاف وعدہ کرنے اور باعث نقصان بننے کی وجہ سے گناہگار تو ضرور ہوا لیکن عمر کو اُس سے تاوان مالی وصول کرنے کا کوئی حق نہیں۔ بلکہ عمر کو چاہئے تھا کہ جس وقت وہ مال خرید چکا تھا اور زید نے آنے میں دیر کی تو زید کو ایک مرتبہ متنبہ کر دیتا کہ اب میرا نقصان ہوتا ہے اگر تم نے خود آ کر یا کسی کو بھیجکر مال فی الحال وزن نہ کرایا تو میں دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالوں گا۔

حاصل یہ ہے کہ صورتِ مذکورہ میں زید کے لئے عمر سے ایک سو روپیہ وصول کرنے کا حق ہے اور عمر کو اپنے نقصان کا تاوان زید سے وصول کرنے کا حق نہیں۔ لیکن زید کو چاہئے کہ چونکہ وہ نقصان کا باعث بنا ہے تو عمر کو راضی کرے اور استغفار کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ

رضاعت کی ایک صورت

سوال ۲۹۸۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ سکینہ نے جب اُسکی والدہ بیمار تھی شاکرہ کی والدہ کا دودھ پیا اور شاکرہ کو سکینہ کی والدہ کا دودھ ایک دن پلایا گیا۔ اب سکینہ شاکرہ

ے حقیقی بھائی رؤف پر حلال ہے یا نہیں اور جب کہ سکینہ ورؤف کی مناکحت ہو چکی ہے اور ایک لڑکی بھی موجود ہے۔ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ اور درصورت ناجائز ہونے نکاح کے لڑکی ثابت النسب ہوئی یا نہیں۔ اور ولیمہ جو سکینہ کی حقیقی بہن ہے اور شاکر کی والدہ کا اُس نے دودھ نہیں پیا بلکہ شاکر نے ولیمہ کی والدہ کا دودھ سکینہ کی ساتھ پیا ہے۔ اب ولیمہ وشاکر کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟ (۲) کیا دودھ پینے والی پر دودھ پلانے والی کی کُل اولادیں حرام ہوں گی یا جس کے ساتھ پیا گیا ہو۔؟

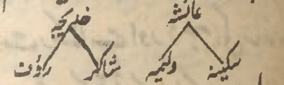

مفصل ارشاد فرمایا جاوے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ قال فی الدر المختار واحل بین الرضیعة وولد مرضعتها قال الشامی ای من النسب (الی قوله) واطلقه فافاد التحریم وان لم ترضع ولدها النسبی (الی قوله) وشمل ایضاً ما لو ولد قبل رضاعها الرضیعة ولو بسنین۔

عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ دودھ پینے والے پر دودھ پلانے والی عورت کی کُل اولاد حرام ہو جاتی ہے۔ دودھ ایک کے ساتھ پیا ہو یا چند کے ساتھ یا کسی کے ساتھ بھی نہ پیا ہو۔ بلکہ اگر نسبی اولاد نے اپنی والدہ کا دودھ بالکل بھی نہ پیا ہو تب بھی دودھ پینے والے پر یہ ساری اولاد حرام ہو جاوے گی۔

اب حالت مندرجۂ سوال صورت اُولیٰ میں سکینہ رؤف کی رضاعی بہن ہو گئی کیونکہ رؤف سکینہ کی دودھ پلانے والی عورت کا حقیقی بیٹا ہے۔ اور صورت ثانیہ میں شاکر ولیمہ کا رضاعی بھائی ہو گیا کیونکہ ولیمہ اس کی رضاعی ماں کی حقیقی بیٹی ہے اور معلوم ہو چکا کہ دودھ پلانے والی کی کُل اولاد حقیقی دودھ پینے والے پر حرام ہو جاتی ہے خواہ اُس کی ساتھ دودھ پیا ہو یا نہ پیا ہو۔ لہٰذا سکینہ رؤف پر اور ولیمہ شاکر پر حرام ہے اور جو نکاح لاعلمی سے ہوا وہ نکاح صحیح نہ تھا۔ اب علم ہونے کے بعد فوراً ایک کو دوسرے سے جدا ہو جانا ضروری ہے۔ اور جو لڑکی پیدا ہوئی وہ ثابت النسب ہے۔

فی الدر مختار (و) عدة المنکوحة نکاحاً فاسداً) فلا عدة فی باطل وکذا موقوف قبل الاجازة (مختار) لکن الصواب ثبوت العدة والنسب بحر وبمثله صرح الشامی عن الزیلعی ثم الحلوانی فی البحر وغیرهم (شامی باب العدة ص ۳۶ ج ۲۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

ہندوستان کی ریاستوں کا حکم کہ وہ مملوکہ جائدادوں کی طرح وراثت میں تقسیم کیجا سکتی ہیں یا نہیں

سوال ۳۹۹۔ مسلمانوں کے ایک خاندان میں قدیمی یہ دستور تھا کہ جاگیردار کے بڑے فرزند کو ولیعہد قرار دکیر والد کی وفات پر ولیعہد بصورت جاگیر قائم ہوتا تھا۔ حالانکہ شریعت کے یہ امر صریح خلاف ہے کہ اُس کی رُو سے دوسرے بیٹوں کو حق وراثت مساوی پہنچتا ہے۔ جیسا کہ بیگم صاحبہ بھوپال نے اپنی بحث میں جو ولایت جاگیر کی لیکن

اب بھوپال میں بجائے بڑے پوتے کے بیگم صاحبہ مرحومہ کا چھوٹا بیٹا تخت نشین ہوا اور آئندہ غالباً شریعت کے مطابق عمل ہوگا۔

پُرانے رواج کی رُو سے جاگیردار (الف) نے اپنے پہلے بیٹے (ب) کو اس کی پیدائش پر ولی عہد قرار دیا۔ چونکہ اُس (الف) کے نرینہ اولاد ۳۔۴ سے زیادہ تھی اُس کے دوسرے بیٹے (ج) ذاہل عملہ سے سازباز کرکے اپنے بھائی ولی عہد کی خلاف عمل کرکے خود جاگیر پر قابض ہوگیا۔ اور اعلان یہ کیا کہ (الف) شراب خوار ہے اور اگرچہ مسلمان ہے۔ ہندو درویشوں سے موانست رکھتا ہے اور (ج) کی ساتھ سرکشی کرنے سے حقدار باپ کی جاگیر کا نہیں ہے۔ اور قابل حد شریعت ہی جس پر اُس کو قتل کردیا۔ کیا ان صورتوں میں شریعت نبوی (ج) کے قتل کو جائز رکھتی ہے اگر جائز نہیں تو کس سزا کا (ج) مستوجب ہی۔ جواب بقید حکم صریح ہونا چاہیئے۔؟

(۲) (ج) کے دوستوں میں سے ایک کس (د) بھی (ب) سے ملتا تھا مگر وہ برہنہ پھرتا تھا۔ اور جب اس کو علماء کے روبرو لایا گیا تو اس کو تاکید ہوئی کہ برہنہ نہ پھرے مگر وہ برہنہ پھرتا رہا۔ اور کلمہ طیبہ میں سے صرف لا الہ کہتا تھا۔ جب اُس سے پوچھا کہ پورا کلمہ کیوں نہیں پڑھتا تو جواباً کہا کہ میں ہنوز لا الہ سے عمل تجاوز نہیں کرسکا اور اگر اس وقت باقی کلمہ پڑھوں تو وارد ہونے کے سبب ہی میں جھوٹا ہوں گا۔ ان دو وجہوں سے شریعت کیا حکم ایسے شخص کی ساتھ قائم فرماتی ہے۔ اور اگر (د) قتل کیا جاوے تو کس حکم کی رُو سے یہ عمل درست ہوگا۔؟

الجواب۔ ہندوستان کی موجودہ ریاستیں دو قسم پر ہیں ایک تو وہ جو باقاعدہ سلطنت و حکومت کی شان رکھتی ہیں جن میں سکہ اور فوج مستقل ہیں۔ دوسرے وہ کہ زمیندارہ کی حقیقت سے متجاوز نہیں جو بکو عرف میں دونوں قسموں پر لفظ ریاست کا اطلاق کردیا جاتا ہے اس لئے تنقیح کی ضرورت ہے۔ کیونکہ احکام دونوں کے جُدا جُدا ہیں۔

قسم اول کی ریاستیں ولی عہد یا نواب کی ملک نہیں ہیں اور نہ اُن کو مالکانہ تصرفات ریاست کے خزانہ میں کرنے کے حقوق حاصل ہیں اور عموماً ایسا کیا بھی نہیں جاتا۔ بلکہ خزانہ ریاست کا حساب کتاب اور آمد و خرچ اور تمام کاروبار جُدا ہوتا ہے اور ولی عہد اور نواب کی ذاتی جائداد و مالیات اُس سے بالکل ممتاز ہوتے ہیں اُس کا عملہ جُدا رکھا جاتا ہے۔

اور قسم دوم کی ریاستیں رئیس و نواب کی مملوک ہیں اور ان میں یہ صورتیں نہیں ہوتیں۔

قسم اول کی ریاستیں اصل میں سلطنت دہلی و لکھنؤ کے صوبے اور ان کے نواب سلاطین دہلی یا

کی طرف سے صوبہ دار مقرر تھے جب نظم سلطنت میں خلل آیا تو یہ صوبے خود مختار اور مستقل ہوگئے۔ انگریزی عملداری کے بعد خود مختارانہ حیثیت کلی طور پر تو باقی نہ رہی بازہم بہت سے اختیارات ملکی مستقل فوج اور مستقل سکہ اور اندرون ملک مستقل قانون کا رواج وغیرہ ان کے قبضہ میں رہے اس لئے ان کا شرعی حکم مملوکہ جائداد جیسا نہیں کہ نواب کے انتقال کے بعد میراث کی طرح تقسیم ہوں۔ بلکہ سلطنت وحکومت کا حکم رکھتی ہیں اور ان کے رئیس ونواب امیر و بادشاہ کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن چونکہ کامل اختیارات اور اُسقدر قوت نہیں رکھتے جو امیر المؤمنین کے لئے ہونے چاہئیں اس لئے عام احکام میں خلیفہ وامیر کے احکام ان کے لئے جاری نہیں کئے جاسکتے؛

اور قسم دوم کی ریاستیں البتہ مملوکہ جائدادیں ہیں اور ان کا حکم شرعی یہی ہے کہ بعد وفات مورث ورثہ حسب حصص شرعیہ تقسیم ہوں اس کے خلاف لڑنے والے اگر بلا رضاء دیگر ورثہ کرتے ہیں تو ظلم کرتے ہیں لیکن صورت مسئولہ میں خواہ ریاست قسم اول سے ہو یا قسم دوم سے (الف) کا قتل کرنا جائز نہ تھا کیونکہ شراب خواری یا ہندو درویشوں سے موانست کے الزام پر (اگر یہ الزام ثابت بھی ہو جائے) قتل مسلم جائز نہیں۔ اسی طرح یہ کہنا ہی غلط ہے کہ (الف) بوجہ (ج) سے سرکشی کرنے کے باپ کی جاگیر کا حقدار نہیں رہا کیونکہ اگر خود باپ کی بھی سرکشی کرتا تب بھی میراث سے محروم نہ تھا اُس کے ولی عہد کی سرکشی سے کیسے محروم الارث ہوسکتا ہے اور ولی عہد کوئی خلیفۂ وقت یا امیر المؤمنین نہیں اُس کی سرکشی کرنے پر بغاوت کا حکم دیا جائے اور باغی کو واجب القتل سمجھا جائے جب تک وہ کوئی اور ایسا کام نہ کرے جو موجب قتل ہو۔ لہٰذا (ج) کا (الف) کو قتل کرنا حرام ہے پھر چونکہ یہ قتل قتل خطاء میں داخل ہے اس لئے (ج) پر کفارۂ قتل اور دیت اُس کے عاقلہ پر واجب ہے اور کفارۂ قتل ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا ہے۔ اور قتل خطاء ہونا اُس کا اس وجہ سے ہے کہ اُس نے ہنود کی ساتھ موانست اور شراب خوری وغیرہ کی وجہ سے اُسکو کافر سمجھ کر یا اپنے کو امیر یا بادشاہ اور اُس کو باغی سمجھ کر قتل کیا ہے (اگرچہ اُس کا یہ خیال حقیقۃً غلط تھا)۔

قال فی الدر المختار والثالث خطاء وھو نوعان لانہ اما خطاء فی ظن الفاعل کان یرمی شخصا ظنہ صیدا او حربیا او مرتدا فاذا ھو مسلم (الی قولہ) وموجبہ ای موجب ھذا النوع من الفعل وھو الخطاء وما جری مجراہ الکفارۃ والدیۃ علی العاقلۃ۔ من الشامی ص۵۲۶ ج۵۔ وقال تعالیٰ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ؛

جواب (۲) (د) اور اگر یہ شخص ہوش وحواس اور عقل رکھتا ہے مجنون اور مجذوب نہیں تو اس کا یہ قول سخت گناہ اور قریب بکلمۂ کفر ہے لیکن صرف اس لفظ سے کفر کا حکم نہ دیا جائے گا کیونکہ اس کے قول

کا یہ مطلب لیا جا سکتا ہے کہ اگر یہ حکم کلمہ حق تو وہی ہے جو معروف و مشہور ہے یعنی لاالٰہ الااللہ مگر میں بالفعل تخلیۂ قلب عن غیر اللہ کی مشق میں مشغول ہوں اور کسی مسلمان پر کفر کے حکم کرنے میں انتہا درجہ کی احتیاط کرنا لازمی ہے۔ یہاں تک کہ اگر اُس کے کلام میں ۱۰۰ احتمال ہوں جن میں ننانوے احتمالات اُس کے کفر کے موئد ہوں اور صرف ایک احتمال ایسا ہو کہ اُس کے کلام کے معنے اسلامی عقیدہ پر اتر سکتے ہوں تو یہی احتمال مراد ہوگا۔ ننانوے احتمال اُس کے مقابلہ میں رد ہو جائیں گے صرح بہ فی جامع الفصولین باب کلمات الکفر و بمثلہ صرح فی شرح الفقہ الاکبر لملا علی قاریؒ صفحہ ۱۹۸۔

لہٰذا اس شخص پر حکم کفر وارتداد نہ لگایا جائے گا۔ اور اگر مجنون یا مجذوب ہی تو ظاہر ہے کہ اس کے افعال پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہو سکتا۔ بہرحال اس کا قتل کرنا حداً جائز نہیں۔ البتہ امیر وقت کو سزا ئے قید یا کوئی دوسری تعزیر قیام انتظام کے لئے دیدینا مصلحت و مناسب ہی فقط واللہ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

الجواب صحیح فقیر اصغر حسین عفا اللہ عنہ

زوجہ کو یہ کہنا کہ میں سال بھر تک تجھے نہ بلاؤں تو تجھکو اختیار ہے جو جی چاہے کرنا۔

سوال ۴۰۰۔ ایک شخص تین سال سے اپنی عورت کو نان نفقہ نہیں دیتا اور عورت کو اُس کی ماں کے یہاں یہ کہکر بھیجدیا کہ مجھسے کمایا نہیں جاتا تو یہاں رہ۔ ایک سال تک میرا انتظار کرنا اگر میں لینے آیا تو چلی آنا ورنہ پھر تجھے اختیار ہے جو جی چاہے کرنا۔ تین سال کے بعد عورت نے دوسرا خاوند کر لیا یہ جائز ہے یا کیا صورت ہونی چاہئے

الجواب۔ اگر فی الواقع اُس کے خاوند نے یہ کہا تھا کہ اگر میں ایک سال تک تجھے نہ لاؤں تو تجھے اختیار ہوگا جو جی چاہے کرنا تو اگر خاوند کی نیت ان الفاظ سے یہ تھی کہ پھر تجھے اپنے اوپر طلاق واقع کر لینے اور مجھسے تعلق زوجیت قطع کر لینے کا اختیار رہوگا۔ یا اس موقع پر طلاق کا ذکر تھا اُس پر یہ الفاظ کہے یا دوسرے قرائن و حالات ایسے تھے جن سے نیت طلاق کا یقین ہوتا ہو تو اب ایک سال گذر جانے کے بعد جب خاوند نے اُسکو نہیں بُلایا تو اگر جسوقت سال تمام ہوا اُسوقت اُسی مجلس میں اُس نے کہدیا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا یا طلاق واقع کر لی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گئی۔ اور اگر مرد کی نیت ان لفظوں سے طلاق کی نہ تھی اور نہ ایسے قرائن و حالات اور مذاکرہ طلاق تھا یا عورت نے سال تمام ہونیکے وقت فوراً اپنے اوپر طلاق واقع نہ کی تو اب ان لفظوں سے طلاق واقع نہ ہوگی اب عورت مذکورہ کیلئے مخلص یہ ہی کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں اگرچہ حکومت انگریزی کا ماتحت ہو یا دیندار مسلمانوں کی پنچائت میں اپنا معاملہ پیش کر کے حکم تفریق حاصل کرے اور حکم کی تاریخ سے تین حیض عدت کے گذار کر دوسری جگہ نکاح کرے۔ اس سے پہلے جو نکاح کیا ہے وہ نکاح شرعاً معتبر نہیں کذا فی کتب الفقہ۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

نابالغہ کا نکاح اُس کے دادا نے باوجود والد کے موجود ہونے کے کر دیا۔

سوال ۴۰۱۔ مسماۃ بکھان دختر حسین کا نکاح بعمر چار پانچ سال اس کے والد کی موجودگی میں دادا نے کر دیا تھا۔ لڑکا خورد سال تھا بعمر پانچ چھ سال۔ ایجاب وقبول نہ کر سکا نہ لڑکے کے والد نے قبول کیا۔ مجلس نے کہا کوئی بات نہیں۔ گھر کی بات ہے۔ اب لڑکی سولہ سترہ برس کی ہے۔ جب تیرہ چودہ برس کی تھی تو ناطے والے ناطہ لینے آئے مگر لڑکی کے والدین سے انکار کر دیا۔ والدین نے ناطہ والوں کو ٹال دیا۔ پھر ناطے والے دو تین سال متواتر آتے رہے اس عرصہ میں والدین اپنی لڑکی کو سمجھاتے رہے۔ کہ گھر اچھا ہے، بر اچھا ہے، خوشگی ہے۔ ضد اور ہٹ دھرمی ٹھیک نہیں۔ لڑکی نے جواب دیا یا تو میں مفرور ہو جاؤں گی۔ یا پھانسی کھا جاؤں گی۔ اس وجہ سے والدین لڑکی کے ساتھ متفق ہیں۔ اگر ایام نابالغی کا نکاح ناجائز ہو تو لڑکی کی منشاء کے مطابق دوسری جگہ نکاح کر دیا جائے۔؟

الجواب: بصورتِ مسئولہ میں لڑکی کے باپ نے اُس مجلس میں یا اُس کے بعد اگر صراحۃً زبانی اجازت اس نکاح کی دیدی ہے یا عملاً اجازت دیدی مثلاً اس نکاح کے مخصوص کاروبار کو خود اپنے عمل کیا اور جو جوڑا کپڑے یا زیور وغیرہ خاوند کی جانب سے آتا ہے اُس پر قبضہ کیا وغیر ذلک۔ تو یہ نکاح صحیح اور لازم ہو گیا اب لڑکی کو بعد بلوغ بھی فسخ کا اختیار نہیں اور علیحدگی کی صورت بجز اس کے نہیں کہ خاوند طلاق دے۔ اور اگر لڑکی کے والد نے اس نکاح کی اجازت نہ صراحۃً دی ہو۔ اور نہ عملاً تو دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بجائے اجازت کے انکار کر دیا ہو تو اس صورت میں یہ نکاح باطل ہو گیا اور اس کا کچھ اعتبار نہ رہا اور نہ فسخ کرانے کی حاجت رہی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نہ اجازت دی نہ انکار کیا بلکہ سکوت کیا تو اب بھی لڑکی کے بالغ ہونے تک یہ نکاح والد کی اجازت پر اور لڑکی کی بالغ ہونے کے بعد اُس کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر اُس نے اجازت دیدی تو جائز ورنہ باطل ہو جائے گا

فی الدر المختار فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ قال الشامی تقدم فی البالغۃ لو زوجت نفسہا غیر کفو فللولی الاعتراض ما لم یرض صریحاً او دلالۃً کقبض المہر ونحوہ ولم یجعلوا سکوتہ اجازۃ والظاہر ان سکوتہ ھھنا ایضاً کذلک فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد ما لم یرض صریحاً او دلالۃ۔

(شامی باب الولی ص ۳۲۳ ج ۲ مصری)

لیکن عبارت مندرجۂ سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ والد نے اس نکاح کی اجازت دیدی تھی جیسا کہ یہ لفظ اس پر صریح ہیں کہ والدین لڑکی کو سمجھاتے رہے۔ اس لئے حاصل یہی ہوا کہ یہ نکاح نافذ اور لازم

ہوگیا۔ اب فسخ کا اختیار کسی کو نہیں سوائے اس کے کہ خلع یا طلاق کے ذریعہ رہائی حاصل کی جائے
کوئی صورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

بیوی کو ماں کہدیا تو نکاح نہیں ٹوٹا۔

سوال ۴۰۲۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اپنے کسی عزیز سے زنا کرتے د
اس وجہ سے غصہ میں اس عورت کو ماں کہدیا۔ کہ یہ تو میری ماں ہے میرے کام کی نہیں رہی۔ اس صو
میں عورت پر طلاق واقع ہوئی یا کفارہ لازم ہے۔؟

الجواب۔ اگر یہی لفظ کہے ہیں جو سوال میں مذکور ہیں تو اس سے نہ طلاق پڑتی ہے اور نہ کوئی کفا
عائد ہوتا ہے۔ البتہ ایسا کہنا مکروہ ہے اور کہنے والا گنہگار ہے۔ استغفار و توبہ اُس کے ذمہ واجب
کذا فی الدر المختار۔ واصرح منہ فی العالمگیریۃ باب الظہار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اُس کی طرف سے اُس کا ولی

سوال ۴۰۳ ایک لڑکا نابالغ ہے اُس کی بیوی بالغ ہے
طلاق چاہتی ہے تو وہ لڑکا نابالغ بیوی کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں۔ یا لڑکے کا ولی طلاق دے سکتا
الجواب۔ نابالغ کی طلاق شرعاً معتبر نہیں اور نہ اُس کا ولی اُس کی طرف سے طلاق دے
اور دے بھی دے تو شرعاً معتبر نہیں۔ البتہ اگر لڑکے کے بلوغ میں دیر ہے اور لڑکی کے لئے نابال
طرف سے نان نفقہ کی کوئی صورت نہیں۔ نہ تو کوئی جائداد یا نقد اُس کی ملک میں ہے اور نہ اُس
باپ وغیرہ تکفل کرتا ہے تو لڑکی مسلمان حاکم کی عدالت میں درخواست دیکر حکم طلاق حاصل کر سکتی۔
شرعاً طلاق ہی ہوجائے گا۔ وھذا فی الاصل مذھب مالک افتی بھا العلماء الحنفیۃ لل
وقد صرح بہ الشامی فی بحث النفقۃ بما یقاربہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

جمعہ کی نماز بڑی جامع مسجد میں سب سے مقدم پڑھنا افضل ہے

سوال ۴۰۴۔ اگر جامع مسجد سے پہلے دوسری مسجد میں
جمعہ ہو جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔؟ بعض ناجائز کہتے ہیں؟

الجواب کچھ مضائقہ نہیں لیکن بہتر یہی ہے کہ دوسری مسجدوں سے مقدم بڑی جا
میں پڑھی جائے۔ للخروج عن خلاف الائمۃ کما فی رد المختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شف

اذان خطبہ کا جواب زبان سے نہ دے

سوال ۴۰۵۔ خطبہ کی اذان کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جائز نہیں۔ البتہ دل دل میں دینا بہتر ہے۔ کذا فی الدر والشامی۔ فقط واللہ تع

بچہ کو بوقت ولادت کسی بزرگ کا کپڑا پہنانا

سوال ۴۰۶۔ وقت پیدائش بچہ کو کسی بزرگ کا کپڑا پہنانا جائز

الجواب۔ بلا شبہ جائز اور باعث برکت ہے بشرطیکہ عقیدے میں کوئی فساد نہ ہو۔
میں اس کی نظیریں ملتی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

سیرت کمیٹی کے نام سے جو مجلس کیجاتی ہے اُسکا حکم

سوال ۷۰۷م - ۱۲ ربیع الاول کو مسلمانان نے جلسہ میلاد النبی منعقد کیا بعض لوگوں نے دوسرے دن دوسرا جلسہ کیا۔ اس جلسہ کے بارہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔؟

(۲) بعض لوگ دوسرا جلسہ کرنے والوں کو مرتد کہتے ہیں۔ اور یہ کہ اُن کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔ اور مرتد کہنے والوں کے لئے کیا حکم ہے۔؟

(۳) اگر کوئی مسلمان (العیاذ باللہ) مرتد ہو جائے تو وہ تائب ہو کر مشرف باسلام ہو سکتا ہے یا نہ۔؟

الجواب - جلسۂ میلاد جن تعینات و تقییدات کے ساتھ رائج ہو گیا ہے۔ ہمارے نزدیک تو یہ وہی مجلس میلاد ہے جس کو نئے لباس میں پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی قدیم محفل میلاد کی طرح بہت سی بدعات و منکرات پر مشتمل ہو گیا ہے جن میں سے بہت سی سوالات مندرجہ بالا میں بھی مذکور ہیں اس لئے ہمارے نزدیک تو ایک بھی مناسب نہیں۔ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہی حق ہے کہ سال بھر میں صرف ایک مرتبہ آپ کا ذکر مبارک وہ بھی صرف ایک دن کے لئے کر کے فارغ ہو جائیں اور وہ بھی بہت سی بدعات ملا کر مسلمان کا تو یہ منصب ہے کہ کوئی دن آپ کے ذکرِ مبارک سے خالی نہ جائے بلکہ اپنے ہر کام میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو یاد رکھے۔ الغرض ہمارے نزدیک تو جلسۂ میلاد کا صورتِ موجودہ میں منعقد کرنا ہی بدعت ہے ایک ہو یا دو دونوں برابر ہیں:

(۲) ایسے لوگ ہرگز اسلام سے خارج نہیں ہوتے۔ اُن کو خارج از اسلام کہنے والا سخت گناہگار ہے بلکہ اُس پر خوف کفر کا ہے۔ کما فی الخلاصۃ وقاضی خان:

(۳) بلاشبہ مشرف باسلام ہو سکتا ہے اور اُس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ البتہ بعض خاص جزئیات میں بطور سیاست فقہاء نے لکھا ہے کہ توبہ قبول نہ کی جائے گی۔ اُس کی یہ مُراد نہیں کہ وہ مسلمان نہیں ہو گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ سزائے ارتداد کو اُس سے معاف نہ کیا جائے گا۔ اور یہ جُزئی تو اُن میں کسی طرح درج بھی نہیں بلکہ جو شخص بلاوجہ لوگوں کو مرتد یا گمراہ کہتا ہے وہ خود گمراہ ہے۔ حدیث میں ہے من قال ھلک الناس فھو اھلکھم فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

نکاح کے وقت جو وعدے کئے گئے ان کا ایفا کس حد تک ضروری ہے؟

سوال ۸۰۷م - شوہر نے زوجہ سے قبل نکاح معاہدہ کیا کہ میں سُسرال میں رہوں گا۔ اور زوجہ کو اپنے گھر نہیں لیجاؤں گا۔ اور اس معاہدہ پر خسر نے زوجہ کے نام ایک جائداد لکھدی ہے۔ اس معاہدہ کا پورا کرنا کہا تک زید کے ذمہ ضروری ہے۔؟

(۲) اگر میں دوسری شادی کر لوں تو میری بیوی کو اختیار ہے کہ مجھ سے فارغخطی لیلے۔؟

(۳) کوئی راستہ شریعت میں ہے کہ میں دوسری شادی کر لوں اور پہلی بیوی کی فارغخطی بھی نہ ہو۔؟

(۴) اگر میں دوسری شادی کر لوں تو جائداد مجھے شیخ روشن نے دی ہے وہ شرعاً اُن کے ورثاء واپس لے سکتے ہیں۔؟ (۵) عقد سے بیشتر جو اقرار نامہ بابتہ اس کے کہ مسماۃ زینب کی رخصت انتہائی مجبوری میں ہوگی لکھا تھا شرعاً مجھے اس کا پابند ہونا پڑے گا یا نہیں۔؟

الجواب۔ ایفائے وعدہ ضروری ہے لیکن جب کوئی عذر شرعی پیش آجائے تو پھر واجب نہیں ر
حدیث میں ہے اذا وعد الرجل ونوی ان یفی فلم یف بہ فلا جناح علیہ وفی روایۃ اخری فلا
اثم علیہ رواہ ابو داؤد والترمذی وقال فی شرح الطریقۃ المحمدیۃ فی تفسیر ھذا الحدیث
فلم یف بہ لتعذر ذلک علیہ او تعسرہ اولم تسمح بہ نفسہ۔ حدیقہ شرح طریقہ ص۱۵۹ ج

صورت مذکورہ میں چونکہ آپ کا عذر عند الشرع مقبول ومعقول ہے کہ اب سُسرال میں گذارہ
کی مستقل صورت نہیں رہی اور ملازمت کے چھوڑنے میں قوی اندیشہ پریشانی وذلت کا ہے اس لئے
ملازمت ہرگز نہ چھوڑیں اور آپ کو شرعاً جائز ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھیں۔ اور بہتر یہ ہے
کہ بلا سخت مجبوری کے دوسرا نکاح نہ کریں کہ سخت پریشانیوں اور دینی ودنیوی ضرر کا باعث ہوجاتا ہے
(۲) اگر آپ نے معاہدہ میں کوئی ایسا لفظ نہ لکھا تھا کہ اگر میں بعد نکاح خلاف وعدہ کروں یا دوسری شادی
کروں تو زوجہ پر طلاق ہے تو طلاق یا فارغخطی نہیں ہوگی۔

اور اگر کوئی ایسا لفظ معاہدہ میں لکھا تھا تو وہ الفاظ بتائے جائیں۔ ۲و۳ میں مذکور ہوچکا۔

(۴) اس وعدہ کا ایفاء تو آپ کے ذمہ ضروری نہیں لیکن جو جائداد آپ کو اس وعدہ کی وجہ سے شیخ روشن نے
دی تھی اگر آپ وعدہ وفا نہ کریں تو مروۃً آپ کو مناسب ہے کہ وہ جائداد واپس اُن کے ورثاء کو دیدیں اگرچہ
قانوناً آپ کی ملک ہوچکی۔ (۵) جہانتک مجبوری ہو آپ کو اس اقرار نامہ کی پابندی ضروری ہے لیکن
خوف زنا وغیرہ عذر معقول ہے اس کی بناء پر کچھ دنوں کے لئے آپ اپنے پاس رکھیں۔ بقدر ضرورت رکھیں
اور پھر میکہ پہنچا دیں۔ اور جہانتک ہوسکے اس کی کوشش کریں کہ فریق ثانی کی رضا وخوشی سے معاملہ طے ہوجائے

عورتوں کے پردہ اور تعلیم کے متعلق چند سوال وجواب

سوال ۴۰۵ مسلمان آزاد بالغہ عورت منہ ہاتھ وقدم کھولکر باہر آمد ورفت کرسکتی ہے یا نہیں۔؟ (۲) عورت مذکورہ برقع اوڑھکر کسی غیر محرم سے گفتگو
یا تعلیم حاصل کرسکتی ہے۔؟ (۳) آجکل مروجہ طریق سے جو مسلمان بالغہ لڑکیاں کھلی گاڑیوں میں منہ ہاتھ
کھولکر اسکول کالج میں پڑھنے جاتی ہیں اور غیر محرم مدرسوں سے تعلیم حاصل کرتی ہیں یہ شرعاً جائز ہے
یا نہیں۔؟ (۴) طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ۔ اس سے کونسا علم مراد ہے۔؟
(۵) کن ضرورتوں کے وقت عورتیں برقع لیکر باہر آمد ورفت کرسکتی ہیں۔؟ (۶) شریعت نے عورتوں

کے لئے مردوں کی طرح تحصیل علوم وفنون میں اختیار دیا ہے یا نہ۔؟ فی زمانہ خصوصاً عورتوں کو تعلیم انگریزی اعلیٰ پیمانہ پر حاصل کرنا جائز ہے یا قطعی حرام۔؟ (۷) مخالفین قرآن وحدیث سے حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ آزاد بالغہ مسلمہ کو مُنھ ہاتھ قدم کھولکر سینہ گردن و تمام بدن پر چادر ڈالکر جہاں چاہے آمدورفت کرسکتی ہیں۔ اُن کا مستدل یہ آیت ہے یاایھا النبی قل لازواجك وبناتك۔ الآیۃ۔ اس آیت سے مفسرین نے کیا مستنبط کیا ہے۔ اور جمہور علماء کی اب کیا رائے ہے۔ اور یہی آیت نقاب کو ثابت کرتی ہے یا نہیں۔؟

(۸) مرد وعورت کے لئے مقدار فرض علوم شرعیہ کو چھوڑکر دیگر علوم وفنون میں منہمک ہوجانا جائز ہے یا نہیں۔؟ (۹) اجنبی مرد وعورت اجنبیہ پر معاً نظر پڑجانے سے سلام مسنون کا کچھ حکم ہے۔؟ (۱۰) غیر محرم مرد کا غیر محرم عورت کی طرف بلاخواہش دیکھتے رہنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱) عورتوں کے لئے علم انگریزی سیکھنے کی کیا صورت ہے۔؟ (۱۲) عورتوں کو نقاب ڈالنا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام سے ثابت ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس مخالفت کا منشاء ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ قرآن وحدیث کو دیکھکر ان لوگوں کو پردہ کشائی کا حکم معلوم ہوا۔ اور اس لئے وہ پردہ کا خلاف کررہے ہیں۔ بلکہ اس کا منشاء محض یورپ کی کورانہ تقلید ہے اور مذہب سے آزادی ہے اسلئے اسکا جواب وعلاج نہ فتووں سے ہے نہ قرآن وحدیث کے صحیح مطالب اُن کے سامنے پیش کرنے سے بلکہ اصلی علاج یہ ہے کہ کسی طرح ان کے قلوب میں قرآن وحدیث کی اور خدا اور رسول کی عظمت ومحبت اور خدا کا خوف پیدا ہو۔ ورنہ واللہ ان شبہات میں سے ایک بھی شبہ ایسا نہیں جو کسی سمجھدار انسان کو پیدا ہوسکے؛

اس مسئلہ پر ہندوستان میں قدیم سے بہت سے رسائل مستقل لکھے جاچکے ہیں اور ابھی تقریباً تیسرا سال ہوتا ہے کہ اخبارات میں اس مسئلہ کا ایسا طوفان اُٹھا تھا کہ کوئی پرچہ اس سے خالی نہ تھا اس سلسلہ میں بھی ہزاروں مضامین اور کافی شافی بحثیں ہر ایک آیت وحدیث پر آچکی ہیں اگر کسی کو قرآن وحدیث پر عمل کرنا ہو تو وہ کافی ہیں اور نہ کرنا ہو تو اس تحریر ہی سے کیا فائدہ ہوگا۔ اس لئے اجمالاً بعض سوالات کے احکام لکھے جاتے ہیں۔ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس جگہ دو مسئلے جداجدا ہیں اکثر شبہات تو اُن دونوں کی اختلاط اور جہالت سے پیدا ہوگئے ہیں وہ یہ کہ ایک تو حکم ستر نماز کا ہے اور ایک مسئلہ حجاب وپردہ پوشی یہ دونوں علیحدہ علیحدہ دو حکم ہیں ستر نماز کے لئے چہرہ اور ہاتھ اور قدم کا ڈھانپنا ضروری نہیں اور جن فقہاء نے انکے کھولنے کو تجویز کیا ہے وہ ستر نماز ہی کے متعلق لکھا ہے؛

اور دوسرا مسئلہ یعنی حجاب کے متعلق یہ ہے کہ اُس کا اصل مدار فتنہ پر ہے جتنا زیادہ احتمال فتنہ کا ہو اُسی قدر اُس کا انسداد ضروری ہے۔ چہرہ کھولنے میں بالکل ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ فتنہ ہے۔ بازو تک ہاتھ یا کمر وغیرہ کھولنے میں بھی اتنا فتنہ نہیں جتنا چہرہ کھولنے میں ہے اس لئے چہرہ کا اجنبی آدمیوں سے چھپانا مسئلۂ حجاب میں نہایت ضروری ہے اگرچہ مسئلہ ستر نماز میں ضروری نہیں یعنی نماز چہرہ کھولکر ہو جاتی ہے مگر اجنبی کے سامنے چہرہ کھولکر جانا جائز نہیں بلکہ یہ اُن اشد معاملات میں سے ہے جن میں فقہاء نے اپنی بیوی کو مارنے اور تعزیر دینے کی بھی اجازت دی ہے درمختار کتاب التعزیر میں ہے ویعزر الزوج الزوجۃ علی ترکھا الزینۃ الی قولہ او کشفت وجھھا لغیر محرم؛

اسی طرح عالمگیری کتاب الحظر والاباحۃ میں۔ اور عامہ کتب فقہ کی کتاب الکراہۃ وغیرہ میں صراحۃً چہرہ غیر محرم کے سامنے کھولنے کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ مگر ان بے علم مجتہد اور آزادی خیال کو کیا کیجئے کہ فقہ کا ایک ہی باب دیکھ کر فتویٰ جاری کر دیا۔ دوسرے ابواب سے قطع نظر ہے؛

دوسری بات یہ سمجھئے کہ مسئلۂ حجاب قرآن مجید میں بتدریج نازل ہوا ہے۔ ابتدائے اسلام میں بالکل پردہ نہ تھا۔ پھر قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم الآیۃ اور یدنین علیھن من جلابیبھن وغیرہ آیات نازل ہوئی جن میں پردہ کا ابتدائی درجہ مذکور ہے اس کے بعد دوسری آیات آئی جن میں پردہ کا خاص اہتمام ظاہر ہوتا ہے واذا سألتموھن متاعاً الی قولہ من وراء حجاب وغیرہ یہاں تک کہ بالکل گھر کے اندر رہ کر پردہ کرنے کا حکم بھی قرآن ہی میں نازل ہو گیا وقرن فی بیوتکن۔ لیکن ضروراتِ شرعیہ مثل نماز جماعت وغیرہ اس وقت تک مستثنیٰ تھی گو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے اُس وقت بھی افضلیت اسی کی سمجھ میں آتی تھی کہ عورتیں اپنے گھروں میں نمازیں پڑھیں جیسی ارشاد ہے صلوتھا فی بیتھا افضل من حجرتھا او کما قال۔ (مشکوٰۃ)

لیکن زمانہ نبوت کے بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اشارات وتصریحات کو سمجھنے والے صحابہ کرام نے زمانہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ان ضروراتِ شرعیہ میں بھی عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت کر دی۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی مضمون صراحۃً مذکور ہے کہ اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس حالت کو دیکھتے تو یقیناً عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے روک دیتے اور اسی لئے جمہور صحابہ کی عورتیں خلفائے راشدین ہی کے عہد میں مساجد میں جانے سے رُک گئی تھی؛

اس سے یہ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جب نماز جیسے اہم کام اور جماعت جیسی فضیلت کیلئے اُس کو نکلنے کی اجازت شریعت نے نہ دی تو کسی اور کام کے لئے کیسے اجازت ہوگی؛

حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید کی بعض آیات کو دیکھکر تمام اصول اسلامیہ اور احادیث نبویہ اور تفاسیر صحیحہ سے قطع نظر کرکے ایک مُراد متعین کرنا اور اُن سے حکم نکالنا ایک مستقل اصولی غلطی ہے کہ اگر بالفرض یہ حکم اتفاقاً صحیح بھی نکل آتا جب بھی جائز نہ تھا۔ حدیث میں ہے من فسر القرآن برایہ فاصاب فقد اخطاء یہاں بھی یہی آفت پیش آئی ہے اس لئے اُن آیات کو اپنے مدعا کا مثبت سمجھے ہوئے ہیں۔

(۱) تقریر مذکور سے معلوم ہوا کہ مسلمان بالغہ عورت یا قریب البلوغ کو مُنہ ہاتھ کھول کر باہر جانا جائز نہیں (۲) تعلیم حاصل کرنا بھی نامحرم مرد سے جائز نہیں البتہ اگر کوئی مسئلہ پیش آوے اور محرم کوئی آدمی الیسا نہ ہو کسی عالم سے دریافت کر سکے تو برقع وغیرہ کے پردہ کے ساتھ کسی عالم صالح سے مسئلہ پوچھ سکتی ہے۔ لیکن باضابطہ تعلیم کسی مرد اجنبی سے حاصل کرنا جائز نہیں۔ لخوف الفتنہ بل تحققھا (۳) ناجائز ہے۔ (۴) ظاہر ہے کہ یہ بے دینی کا علم مُراد نہیں بلکہ علم شرعی (۵) ایک ضرورت تو ملا میں مذکور ہوئی دوسری ضرورت یہ ہے کہ گذارہ کے لئے کوئی صورت نہ ہو تو برقع وغیرہ پردہ کے اندر کسی کا کام کاج کر دے۔ (۶) انگریزی تعلیم مروجہ مردوں ہی کے لئے جائز ہونا مشکل ہو رہا ہے۔ عورتوں کے لئے کہاں۔ عورتوں کو تو فقط ضروری دینی تعلیم اور اُمور خانہ داری سکھانا چاہئے۔ اور بس۔

اب تو جن یورپینوں کی تقلید لوگ کرتے ہیں۔ عورتوں کی آزادی وفحاشی سے عاجز آکر وہ بھی اسی تجویز کو تسلیم کر رہے ہیں چنانچہ دائرۃ المعارف مؤلفہ علامہ فرید وجدی مصری میں لفظ مرأۃ کے کے تحت میں امریکہ کے بڑے بڑے ماہرین کے اقوال ایسے ہی نقل کئے ہیں۔

(۷) جواب نمبر اول سے پہلے تمہید میں آچکا ہے۔ (۸) ہر دو کے لئے بقدر فرض علم حاصل کرنے کے بعد دوسرے علوم وفنون کی تحصیل اُس شرط سے جائز ہے کہ اُس میں کوئی دینی خرابی نہ ہو۔ اور عورت کے لئے فقط وہی تعلیم ہونی چاہئے جو ملا میں مذکور ہوئی۔ (۹) جوان عورت پر اگر نظر بلا اختیار پڑ جائے یا ویسے ہی بے پردہ ملنا ہو جائے تو سلام نہ کرنا چاہئے۔ بوڑھی عورت کو سلام کرنے میں مضائقہ نہیں کذا فی العالمگیریہ من کتاب الکراہیۃ۔ (۱۰) جائز نہیں نص قرآن میں یغضوا من ابصارھم اسی کی کی ممانعت کے لئے وارد ہے۔ (۱۱) اوّل تو اس آفت کے عورت کو سکھانے کی ضرورت ہی کیا ہے اور اگر بالفرض کوئی ضرورت ہو تو اپنے محرم سے سیکھ سکتی ہے۔ غیر سے نہیں۔ (۱۲) ابتدائے زمانہ میں ثابت ہو اور آخری زمانہ خلفائے راشدین میں تقریباً متروک ہو چکا تھا شاذ و نادر واقعات قابل تاویل ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

شوہر بے وقوف ہے اُس نے بیوی کو الفاظ طلاق کہدیئے اس کا حکم؛

سوال ۱۰۴۰ خلاصہ سوال یہ ہے کہ زید کا چھوٹا لڑکا لاعقل بیوقوف سیدھا ہے۔ اُس نے اپنی زوجہ کے متعلق یہ کہا کہ ہندہ میری بیوی نہیں رہی میں اُس کو طلاق دیتا ہوں۔ ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب صورت مذکورہ میں بکر کی بیوی پر طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔ کیونکہ طلاق صریح کے ساتھ ایک اور وصف کا اضافہ کر دیا یعنی یہ کہدیا ہے کہ وہ میری بیوی نہیں۔ رہا یہ کہ وہ بیوقوف ناسمجھ ہے تو اس بات سے وقوع طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑتا لما قال فی الدر المختار ویقع طلاق کل زوج الی قولہ او سفیھا خفیف العقل وقال الشامی السفہ فی اللغۃ الخفۃ، فی الاصطلاح خفۃ تبعث الانسان علی العمل فی مالہ بخلاف مقتضی العقل شامی ص۴۳۲ ج۲ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جماع کے وقت اگر کپڑا حائل ہو تو طلاق معلق علی الجماع واقع ہوگی یا نہیں؟

سوال ۱۰۴۱ - زید نے یہ کہا کہ اگر میں زوجہ سے بحالتِ حیض جماع کروں تو میری عورت کو تین طلاق ہے اس کے بعد بحالتِ حیض بوس و کنار کرتے ہوئے التقائے ختانین ہوا۔ زید برہنہ تھا اور عورت کپڑے پہنے ہوئے تھی باوجود کپڑے کے غیبوبت حشفہ ہوا۔ اور زید کو انزال ہوا۔ تو زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب صورتِ مسئولہ میں جس وقت دوسری مرتبہ غیبوبت حشفہ کے ساتھ انزال ہوا اُس وقت سے تین طلاقیں پڑ کر حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی۔ اور اب یہ عورت زید کے نکاح میں دوبارہ بغیر حلالہ نہیں آسکتی قال فی الاشباہ والنظائر فی احکام غیبوبۃ الحشفۃ ویترتب علیہ احکام وعد منھا وقوع الطلاق المعلق بہ ای بالوطی او الجماع ثم قال لا فرق فی الایلاج بین ان یکون بحائل اولا لکن بشرط ان تصل الحرارۃ معہ ھکذا ذکروہ فی التحلیل فتجری فی سائر الابواب؛

عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ غیبوبۃ حشفہ اگرچہ کسی حائل کپڑے وغیرہ کے ساتھ ہو مگر جب کہ لذت وحرارت پہنچی ہو تو حکم میں جماع کے ہے۔ لہذا صورتِ مذکورہ میں جماع متحقق ہوگیا اور تین طلاقیں جو جماع پر معلق تھی واقع ہوگئی۔ فقط

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع غفر لہٗ۔

فہرست مضامین امداد المفتین سنہ ۱۳ ہجری

مضامین	صفحہ	کتاب
زمین پر موروثی قبضہ جائز نہیں خواہ مسلمان کی زمین ہو یا ہندو کی۔	۱۹۳	
مدرس کے لئے لڑکوں سے ختم امتحان پر انعام لینا کیسا ہے۔	〃	
سکول کے لڑکوں کے ہاتھ کتابیں فروخت کرنا	〃	
چھوٹے گاؤں میں جمعہ کا حکم	۱۹۴	صلوٰۃ
خسر نے بہو سے زنا کیا تو یہ اپنے شوہر پر حرام ہوگئی اور دوسری جگہ نکاح کرنے کی شرط یہی ہے کہ شوہر اس سے متارکت کرے۔	〃	
مدرسین مدرسہ کی تنخواہوں میں تخفیف کس شرط سے جائز ہے۔	〃	
روپیہ کی ریزگاری میں ادھار کس صورت میں جائز ہے	۱۹۵	
تو احلال ہے یا نہیں۔	۱۹۶	
طلاق رجعی کا حکم۔	〃	طلاق
ادھار کی وجہ سے قیمت زائد لینا۔	〃	
خلوت وصحبت سے پہلے طلاق میں عدت نہیں	۱۹۷	
بچہ کا حق پرورش ماں کو ہے لیکن اگر بچہ کو ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو باپ رکھ سکتا ہے۔	〃	
لفظ حرام اگر تین دفعہ کہا تو ایک طلاق بائن پڑ گئی	۱۹۷	طلاق
ماں باپ کو مارنے والے کی سزا	۱۹۸	
حنفیوں کی مسجد میں آمین بالجہر کہنا۔	〃	صلوٰۃ
پاؤں دھونے سے مرض کا اندیشہ قوی ہو تو اُن پر مسح کر لیا جاوے۔	۱۹۹	〃
جوتے پہنکر مسجد میں جانا مکروہ ہے۔	〃	〃
اسکول میں مسلمان لڑکوں کا ہندو لڑکوں کیساتھ اُن کی مخصوص وضع میں شریک دعا ہونا جائز نہیں	〃	
یزید کی ہلاکت کس سن میں ہوئی۔	۲۰۱	
تاڑی بننے اور نشہ پیدا ہونے سے پہلے عرق درخت کا پینا جائز ہے۔	〃	
چندہ مسجد سے کیا کیا خرچ جائز ہیں کیا ناجائز۔	〃	
متولی مسجد کے بعض اختیارات۔	〃	وقف
تنگ پاجامہ پہنکر نماز مکروہ ہے۔	۲۰۲	صلوٰۃ
تنہا بنیان ونیم آستین صدری کے ساتھ بھی نماز مکروہ ہے۔		〃
بجائے مسواک کے برش استعمال کرنا۔ ..	۲۰۳	〃
سونے کے دانت بنوانا جائز ہیں۔	〃	
سونے اور چاندی کے بٹن استعمال کرنا جائز نہیں	〃	
نقل سرکاری کاغذات میں کسی کا نام درج ہو تو محض اس کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی۔	〃	

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	کتاب
۲۲۹	نکاح خوانی کی اجرت بطرز متعارف ناجائز ہے کسی کا حق نہیں۔	۲۰۴	نکاح
۳۰	ایک دفعہ تین طلاقیں دیدی تو تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اس پر اجماع امت اور غیر کے دلائل کا رد	〃	طلاق
۳۱	شوہر نفقہ دینے سے انکار کرے تو حاکم مسلم نکاح فسخ کر سکتا ہے۔	۲۰۶	نکاح
۳۲	بینک کے سود کا حکم	〃	ربٰو
۳۳	ماہ صفر کے روزہ کا حکم	۲۰۷	صوم
۳۴	متفرق مسائل نکاح وطلاق	〃	
۳۵	عاقلہ بالغہ خود نکاح کرے وہ معتبر ہے۔ ولی اسکو خاص صورتوں میں فسخ کر سکتا ہے۔	۲۰۹	نکاح
۳۶	مسجد کے لئے وصیت	〃	وقف
۳۷	ادھار کی وجہ سے قیمت بڑھانا جائز ہے اسکی مکمل تحقیق		
۳۸	فجر وعصر کے بعد جماعت کا تسبیح وتہلیل پڑھنا مستحب ہے اس کے درمیان دنیوی کلام کرنا اچھا نہیں	۲۱۰	صلوٰۃ
۳۹	یا رسول اللہ کہنا جائز ہے بشرطیکہ حضور کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ نہ ہو۔	۲۱۱	
۴۰	گونگے کی طلاق اشارہ سے واقع ہو جاتی ہے۔	〃	طلاق
۴۱	کنوئیں میں ڈالنے کی سرخ دوا کا پانی پاک ہے یا ناپاک	۲۱۲	
۴۲	گانے بجانے سے جو روپیہ حاصل ہو وہ تعمیر میں نہ لگایا جاوے۔ البتہ ایک حیلہ سے لگ سکتا ہے۔ ..	〃	کراہیۃ
۴۳	موقوفہ مکان کو دوسرے سے بدلنا یا فروخت کرنا جائز نہیں	〃	وقف
۴۴	متعلقہ بدعات متفرقہ بر قبور اولیاء اللہ ..	۲۱۳	
۴۵	خلع کے لئے مرد وعورت دونوں کی رضا اور الفاظ خلع وطلاق ضروری ہے۔	۲۱۵	طلاق
۴۶	عبد الرحمٰن کو رحمٰن کہکر پکارنا بُرا ہے اور آجکل یہ نام نہ رکھنا اولیٰ ہے۔	〃	
۴۷	عورت کی ذات یا قوم کو طلاق دینے سے عورت مطلقہ نہیں ہوتی	۲۱۶	طلاق
۴۸	نکاح سے سات ماہ بعد بچہ پیدا ہو وہ خاوند ہی کا ہے اس پر بدظنی کرنا گناہ ہے۔	۲۱۷	نکاح
۴۹	پچھلی صف میں کوئی آدمی اکیلا ہو تو اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچنے کا حکم		صلوٰۃ
۵۰	بلا اجازت راہن بھی مرہون کا نفع لینا جائز نہیں	〃	رہن
۵۱	ہندوستان دار الحرب ہے	〃	
۵۲	دار الحرب میں سود لینے کا حکم	۲۱۸	ربٰو
۵۳	ولد الزنا نے دھوکہ دیکر شریف عورت سے نکاح کر لیا تو اس کو فسخ کا اختیار ہے۔	〃	

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	کتاب
۵۴	مسجد میں دریاں اور سطرنجیاں بچھانا	۲۱۹	وقف
۵۵	شوہر زوجہ کو نفقہ نہ دے تو عورت کس طرح نکاح فسخ کرے۔	″	
۵۶	بدعات متعلقہ طعام میت	″	
۵۷	بعض احکام رضاعت۔	۲۲۰	
۵۸	نذر و نیاز کا مال اغنیاء کو جائز ہے یا نہیں	″	
۵۹	روافض کے گھر کا کھانا۔	۲۲۱	
۶۰	جنوں کی بیع کا حکم	″	بیوع
۶۱	زوجہ کے متعلق یہ کہنا کہ طلاق ہی ہی ہی	۲۲۲	طلاق
۶۲	مسجد کے قریب مسجد سے اونچی تعمیر بنانا جائز ہے	″	
۶۳	نو مسلموں کا نکاح۔ خطبہ کی اذان وغیرہ	″	نکاح
۶۴	جمع بین الاختین کی حرمت عقلی و نقلی دلائل	۲۲۳	
۶۵	صرف چہرہ یا نصف اعلیٰ کی تصویر بنانا بھی حرام ہے۔	۲۲۴	
۶۶	مسئلہ وفات عیسیٰ علیہ السلام پر حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ میں سے اشکال اور اس کا جواب۔	۲۲۵	
۶۷	حدیث عاش علیہ السلام مائۃ و عشرین سنۃ سے وفات مسیح کا شبہ اور اسکا جواب	۲۲۶	
۶۸	جسطرح حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھایا گیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہ اٹھایا گیا	″	
۶۹	آیۃ قد خلت من قبلہ الرسل سے وفات مسیح پر استدلال اور اسکا جواب	۲۲۷	
۷۰	آیت اموات غیر احیاء سے وفات مسیح پر استدلال اور اسکا جواب۔	۲۲۸	
۷۱	شیخ اکبر کے قول سے نبوت غیر تشریعی کی جریان پر استدلال اور اسکا جواب	″	
۷۲	شیعہ کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا جائز ہے اور کسی نام کا کتبہ مسجد میں لگانا نہ چاہیے	۲۲۹	
۷۳	ذبح فوق العقدہ کا حکم۔	۲۳۰	
۷۴	ترغیب نماز کیلئے چند جدید صورتیں اور بے نمازی سے قطع تعلق کا حکم	۲۳۱	
۷۵	چند مسائل متعلقہ سجدۂ سہو مکروہات نماز	″	صلوٰۃ
۷۶	کسی کو یہ کہنا کہ اول خدا تعالیٰ کے اور دوسرے تمہارے سپرد ہے	۲۳۲	
۷۷	ہندو قانون کے مطابق لڑکی کو حق نہ دینا اور بلا اجازت دوسرے شرکاء کی جائداد وقف کرنا۔	۲۳۳	وقف
۷۸	بندوق کی نوکدار گولی کے شکار کا حکم	″	
۷۹	نکاح نابالغہ میں ولی بعید و قریب کے اختیارات وغیرہ کا حکم۔	۲۳۴	نکاح
۸۰	جبراً نکاح کرنے کی دو صورتیں۔	۲۳۹	نکاح
۸۱	کابین نامہ میں یہ لکھنا کہ اگر زوجہ کی بلا اجازت دوسرا نکاح کریں تو زوجہ پر طلاق بائن	″	
۸۲	تقریظ بر رسالہ شہادۃ القرآن متعلقہ بشریت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	″	
۸۳	میونسپل بورڈ یا کونسل وغیرہ کی ممبری کیلئے نااہل کے لئے رائے دینا جائز نہیں	۲۴۰	
۸۴	ایک طلاق کے بعد تین طلاق کا اقرار کاذب	۲۴۱	طلاق
۸۵	لڑکا اور لڑکی کب بالغ ہوتا ہے۔	″	
۸۶	عورت کو یہ کہنا کہ تجھ سے کچھ واسطہ نہیں	۲۴۲	
۸۷	مال حرام کا حکم۔	″	
۸۸	مسجد کی زمین میں کسی کا حق نکل آیا تو اس کا حکم کیا ہے۔	۲۴۳	
۸۹	قادیان کیساتھ مسلمہ کا نکاح جائز نہیں۔	″	
۹۰	بعض مسائل شفعہ۔	″	•
۹۱	پرانی مسجد جسکی ضرورت نہ ہو اس کو کیا کیا جاوے۔	۲۴۵	
۹۲	انگریزی میں ترجمہ قرآن کا۔ ...	″	
۹۳	کفارہ رمضان اگر متعدد ہوں تو کس صورت میں داخل ہوگا	″	صوم
۹۴	ایک شخص نے مرنے سے پہلے خود غسل کر کے کفن پہن لیا اور لوگوں سے کہا کہ مجھ پر غسل و کفن دینے اور نماز جنازہ پڑھنے کی ضرورت نہیں اس کا حکم	۲۴۶	
۹۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد بعثت والدین کا زندہ ہو کر مسلمان ہونا	۲۴۸	
۹۶	ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح حرام ہے	″	
۹۷	مسجد ضرار کا حکم اور صحیح مطلب	۲۴۹	
۹۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت ولادت	″	
۹۹	کچھ مدت کے لئے نکاح کرنا حرام ہے	″	
۱۰۰	بواسیر جس سے ہر وقت رطوبت جاری ہو۔ اس کا حکم	″	طہارت
۱۰۱	غیر مسلموں سے بھی سود کا معاملہ ناجائز ہے	۲۵۰	ربوٰ
۱۰۲	سود کے معاملہ کرنے والے اور کاتب و شاہد کیلئے حدیث کی وعید	″	ربوا
۱۰۳	زمین کے حقوق پانی اور راستہ وغیرہ اگر مشتری کو نہ ملیں تو وہ اس کے عوض میں ثمن کم کر سکتا ہے	۲۵۰	
۱۰۴	منگنی کرنے کے بعد بلا عذر شرعی اس سے پھر جانا گناہ ہے	۲۵۱	
۱۰۵	داڑھی منڈانے والے کی گواہی معتبر ہے یا نہیں۔ ...	۲۵۲	
۱۰۶	قبرستان میں بہت پرانی قبریں بنانا جائز ہے۔	″	
۱۰۷	زمین اور درخت بٹائی پر دینا جائز ہے مگر جانور کی پرورش بٹائی اور حصہ پر کرانا جائز نہیں	″	
۱۰۸	سیدزادی کا نکاح شیخ، مغل، پٹھان کے ساتھ جائز ہے یا نہیں	۲۵۳	
۱۰۹	جو روپیہ گورنمنٹ نے کسی مسلمان سے بطور ٹیکس لیا ہو وہ اس کو گورنمنٹی بنک وغیرہ سے بنام سود وصول کر سکتے ہیں۔	۲۵۴	
۱۱۰	بیوی کو یہ کہنا کہ تو میری بہن کی جگہ ہے۔	۲۵۵	
۱۱۱	بھیڑ کی قربانی پر ایک شبہ اور اسکا جواب	″	
۱۱۲	جھوٹ موٹ طلاق کا اقرار کر لینا	۲۵۶	
۱۱۳	حق تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں مثل انسان کے اعتقاد رکھنے والا گمراہ ہے۔	″	
۱۱۴	حق تعالیٰ کا جہنم میں اپنا پاؤں رکھنا کیا حدیث سے ثابت ہے اور اس کا کیا مطلب ہے۔	۲۵۷	
۱۱۵	فاسق کی گواہی طلاق میں معتبر ہے یا نہیں	″	
۱۱۶	جو لکڑی یا کوئی سامان ایک مسجد کیلئے خریدا گیا پھر اسکی ضرورت نہ رہی اس کا حکم	″	
۱۱۷	کسی شرعی جرم کے مرتکب سے ترک تعلقات کرنا	۲۵۸	
۱۱۸	گورنمنٹ انگریزی کی دی ہوئی زمین پر مسجد بنائی ہوئی مسجد کا حکم	″	
۱۱۹	عرس مروج کا حکم	۲۵۹	
۱۲۰	برات کا کھانا درست ہے یا نہیں۔	″	
۱۲۱	رافضی لڑکی کا نکاح رافضی لڑکی کر	″	
۱۲۲	احکام الاعلام بالتکبیر [illegible]	۲۶۰	
۱۲۳	نابالغہ کی والدہ اور دو علاتی بھائی ہیں تو ولی نکاح علاتی بھائی ہیں۔		
۱۲۴	زنا سے جو لڑکی پیدا ہوئی اس سے زانی کا نکاح حرام ہے ...	۲۶۳	

نمبر شمار	مضامین	صفحات	کتاب
۱۲۵	خسر نے بیٹے کی بیوی کو شہوت سے چھودیا تو وہ بیٹے پر حرام ہو گئی اور اُس کے دوسرے احکام۔	۲۶۳	
۱۲۶	کافروں کی عبادت و تعزیت اور جنازہ کے ساتھ جانے کا حکم۔	۲۶۴	
۱۲۷	والدین اور مشائخ کے قدم چومنے کا حکم۔	〃	
۱۲۸	خطبہ جمعہ کے متعلق ایک تحقیق۔	۲۶۵	
۱۲۹	عقیقہ کی کھال کی قیمت کا ڈول بنوا کر مسجد میں رکھنا	〃	
۱۳۰	فوٹو کے متعلق شرعی تحقیق . . .	۲۶۷	
۱۳۱	سب جائداد پوتے کے نام کر دی اور مالک کر دی تو دوسرے وارثوں کا اُس میں حق ہے یا نہیں	۲۶۸	
۱۳۲	بڑے گاؤں اور اُس کی فناء میں جمعہ جائز ہے۔ اور فناء مصر کی تعریف	〃	
۱۳۳	سحر کرنے اور رد سحر کرنے کا حکم . .	۲۶۹	
۱۳۴	شوہر کو مطیع کرنے کیلئے تعویذ کرنے کا حکم	۲۷۰	
۱۳۵	سرکاری زمین میں عارضی طور پر مسجد بنانے سے وہ جگہ مسجد نہ ہوگی	〃	
۱۳۶	جب مؤذن تکبیر کہے تو مقتدی کس وقت کھڑے ہوں	۲۷۱	

نمبر شمار	مضامین	صفحات	کتاب
۱۳۷	اجارہ اور رہن کی ایک صورت	۲۷۱	
۱۳۸	بعد طلاق کے چھوٹی لڑکیوں کی پرورش کا حق ماں کو ہے	〃	
۱۳۹	تحریری طلاق کا حکم۔ . . .	۲۷۲	
۱۴۰	زکوٰۃ صدقۃ الفطر وغیرہ کا روپیہ مسجد پر خرچ نہیں کر سکتے	〃	
۱۴۱	کیا مجنون کی ولایتِ نکاح ساقط ہو جاتی ہے۔	۲۷۳	
۱۴۲	نماز کے متعلق چند مفید و ضروری سوال و جواب۔	〃	
۱۴۳	مدہوش کی طلاق کا حکم . . .	۲۷۵	
۱۴۴	قرض دینے کی ایک صورت کا حکم	〃	
۱۴۵	حرمتِ رضاعت کی ایک صورت	۲۷۶	
۱۴۶	ہندوستانی ریاستیں مملوک ہیں اور بعد د . . . . . تقسیم ہوں گی۔ یا سلطنت کا حکم رکھتی ہیں	۲۷۷	
۱۴۷	زوجہ کو یہ کہنا کہ سال بھر تجھے نہ بلاؤں تو تجھکو اختیار ہے۔	۲۸۰	
۱۴۸	نابالغہ کا نکاح اُس کے دادا نے باوجود والد کے موجود ہونے کے کر دیا۔	۲۸۱	
۱۴۹	بیوی کو ماں کہدیا تو نکاح نہیں ٹوٹتا		

نمبر شمار	مضامین	صفحات	کتاب
۱۵۰	نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اُسکی طرف سے اُسکا ولی		
۱۵۱	جمعہ کی نماز جامع مسجد میں سب سے مقدم پڑھنا بہتر ہے۔		
۱۵۲	اذانِ خطبہ کا جواب زبان سے نہ دے		
۱۵۳	بچہ کو بوقت ولادت کسی بزرگ کا کپڑا پہنانا۔ . . .		
۱۵۵	سیرت کمیٹی کے نام سے جو مجلس کی جاتی ہے اُس کا حکم . . .		
۱۵۶	نکاح کے وقت جو وعدے کئے گئے اُن کا ایفاء کس حد تک ضروری ہے۔		
۱۵۷	شوہر بے وقوف ہے اُس نے بیوی کو الفاظِ طلاق کہدئے اس کا حکم۔		
۱۵۸	جماع کے وقت اگر کپڑا درمیان میں حائل ہو تو طلاق معلق علی الجماع واقع ہوگی یا نہیں۔		

تمّت

بقیہ فہرست عزیز الفتاوی

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۲۰۷	گورنمنٹ کے روپیہ لگنے سے مسجد مسجد ہی رہتی ہے اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔	
۲۰۸	خائن متولی کو معزول کرنا ضروری ہے	
۲۰۹	مسجد کا سامان مدرسہ میں لگانا نہیں چاہیئے۔	
۲۱۰	اگر چندہ زبردستی بھی وصول کر لیا گیا پھر بھی اس کا کارِ خیر میں صرف کرنا درست ہے۔	
۲۱۱	مسجد اگر مالِ حرام سے بھی بنائی جائے پھر بھی وہ کسی کی ملک میں نہیں آسکتی۔	

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۲۱۲	کسی مصلحت کی بناء پر کسی فریق کو کوئی مخصوص مسجد متعین کرنا خلافِ شرع نہیں	
۲۱۳	کسی شرعی مصلحت کی بناء پر کسی شخص کو جماعت سے روکنا خلافِ شرع نہیں	
۲۱۴	مسجد کی چیز مسجد ہی میں صرف کیجائے	
	کتاب الحظر والاباحۃ	
۲۱۵	مرید کی مستورات کا پیر سے پردہ کرنا۔	
۲۱۶	توبہ کرنے سے مالِ حرام حلال ہو جاتا ہے یا نہیں۔	

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۲۱۷	قرآن مجید کی سورتوں کے نام حدیث سے منقول ہیں۔ . .	
۲۱۸	بڑی عمر کے غیر مسلم کو ختنہ ضرور کرانا چاہیئے۔	
۲۱۹	بیلو مرغ حلال ہے۔	
۲۲۰	قبرستان میں جانوروں کو چرنے کے لئے نہ چھوڑا جائے۔	

تمّت بالخیر

مُناجاتِ مقبول کارڈ سائز

از تصانیف حضرت مجدد الملت حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم۔

مع ترمیم و اضافات جدیدہ از حضرت مصنف مدظلہم

جس میں

احکام الرجاء فی احکام الدعاء | اسماء اللہ الحسنیٰ

حزب البحر | اسماء بدریین | مجموعہ شجرات چشتیہ | سبع احزاب مثنوی

کا مستقل اضافہ علاوہ ترمیمات کے کیا گیا ہے

مناجات مقبول:۔ اُن دعاؤں کا مجموعہ ہے جو حدیث و قرآن میں وارد ہوئی ہیں۔ جن کا پڑھنا انسان کو صبح و شام اور اپنے تمام اطوارِ زندگی میں احادیثِ صحیحہ میں وارد ہوا ہے اور جن کے سبب آدمی ہر مصیبت سے بچ سکتا ہے؛

یہ کتاب مختلف مطابع میں سیکڑوں مرتبہ چھپکر شائع ہوئی ہے لیکن اس مرتبہ دارالاشاعت دیوبند نے اس کو نہایت اہتمام سے طبع کیا ہے۔

جس کی خصوصیات یہ ہیں

(۱) کتابت نہایت اعلیٰ مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی سے کرائی گئی ہے جو آجکل بے نظیر کاتب مسلم ہیں؛

(۲) تصحیح متعدد علماء کی جماعت سے نہایت غور و خوض کے ساتھ کرائی گئی اور وہ اغلاط جو ابتک عام نسخوں میں چلے آتے تھے اُن کی اصلاح کی گئی ہے؛

(۳) کاغذ و طباعت نہایت عمدہ استعمال کیا گیا ہے؛

(۴) باوجود جلی قلم اور واضح ہونے کے تقطیع کارڈ سائز جیبی رکھی گئی ہے تاکہ سفر و حضر میں ساتھ رکھنا آسان ہو؛

(۵) ایک جدید رسالہ جو حضرت مصنف حکیم الامت دامت برکاتہم کے اذن و ایماء سے آدابِ دعاء اور اُن مکانات و اوقات کے متعلق لکھا گیا ہے جن میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حضرت کی اجازت سے اس کا جزو بنا یا گیا ہے۔ یہ بالکل جدید اضافہ ہے جو ابتک کسی مناجات میں نہیں تھا؛

(۶) اسماء اللہ الحسنیٰ جن کی فضیلت اور قبولیت دعا میں مؤثر ہونا احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔ معتبر کتب حدیث سے تنقیح کر کے اس میں لکھے گئے ہیں۔

(۷) اسماء بدریین جن کو پڑھکر دعا کی قبولیت اور مشکلات کی آسانی اکابر امت سے منقول ہے یہ اسماء بہت سے لوگوں نے ابتک شائع کئے مگر بلا تحقیق و بے سند۔ اور اسی وجہ سے بہت سے ضروری نام رہ گئے اور بہت سے ایسے نام اس میں درج ہو گئے جو اہل بدر میں سے نہیں ہیں۔ اور جو نام درج ہوئے وہ بھی غلط چھپتے آئے۔ اس مرتبہ مولانا محمد شفیع صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند نے محنت شاقہ اُٹھا کر اسماء رجال و تاریخ کی مستند کتابوں سے اس کی تحقیق کر کے ان اسماء کو ضبط کیا ہے؛

الغرض یہ نسخہ اپنی خصوصیات میں بے نظیر ہے اور ابتک جسقدر ایڈیشن طبع ہوئے ہیں سب سے زائد مضامین اور سب سے بہتر لکھائی چھپائی میں ممتاز ہے۔ رعایتی قیمت اعلیٰ کاغذ ۱۲؍ متوسط ۸؍ معمولی ۶؍

مناجات کی جلدیں مزید آسانی اور خوشنمائی کیلئے ہم نے اسکی جلدوں کا بھی خاص اہتمام کیا ہے۔ جزبندی کی جلدیں بنواکر اوپر بلاک کی سنہری چھپائی سے کتاب کا نام وغیرہ ثابت کیا گیا ہے۔ جلد کی قیمت صرف ۲؍

تبلیغ دین

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔ نہایت مفید اور مشہور کتاب اربعین کی تیس فصلوں کا نہایت عمدہ سلیس ترجمہ مع فوائد از حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی مدظلہم۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دامت برکاتہم۔ مرید و سالکین کو اس کتاب کے دیکھنے بلکہ سبقاً سبقاً پڑھنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ اصلی قیمت ۱۲؍ ہے لیکن اس وقت صرف ۷؍ قیمت کر دی گئی ہے؛

فتاویٰ محمدی مع شرح دیوبندی

صحابہ رضی اللہ عنہم کے استفتاء کے جوابات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما کر ان کی تسلی و تشفی فرمادیا کرتے تھے۔ اس قسم کے ایک سو بیس فتاویٰ کو نہایت معتبر و مستند کتب اسلامیہ سے انتخاب کر کے حضرت مولانا شیخ الہند کے امروارشاد سے اردو میں ترجمہ کر کے جمع کر دیا ہے۔ ہر استفتاء کے جواب کے ان متبرک کتب کا نام بھی لکھدیا ہے جس سے وہ فتوے نقل کئے ہیں۔ **حصۂ دوم** میں وہ بیس استفتاء ہیں جنکے جوابات صحابہ و تابعین سے منقول ہیں۔ ہر دو حصہ کے ہر ایک استفتاء و جواب کی شرح نہایت عام فہم اردو میں کی گئی ہے۔ قیمت ہر دو حصہ (۱۰؍)

یہ کتابیں و دیگر ہر قسم کی کتابیں ملنے کا پتہ:۔ **دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور**

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

الحمد للہ والمنۃ کہ ایں خزینۂ علوم فقہیہ ذخیرۂ فتاوی

جلد چہارم

۳۹۵ ۱۹

فتاوی دار العلوم دیوبند

کہ مشتمل ست بر

عزیز الفتاوی

از افاضات زین مسند الافتاء والتدریس مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب

قدس سرہ مفتی دار العلوم دیوبند

و

امداد المفتین

از جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہ مدرس دار العلوم دیوبند

بار اول در ۱۳۵۷ھ

از دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور شائع گردید

اعلان

یہ کتاب اور مولانا محمد شفیع صاحب کی دیگر تالیفات و نیز اکابر دار العلوم دیوبند کی تصانیف بکفایت ملنے کا پتہ

ناظم دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور

قابلِ دید تاریخی کتابیں

ثمرات الاوراق علمی تاریخی اخلاقی رچیدہ چیدہ مضامین کا کشکول چھوٹے چھوٹے مگر نہایت نافع اور مفید مختلف قسم کے مضامین کا عجیب وغریب ذخیرہ ہے مصنفہ مولانا محمد شفیع صاحب مدرس دار العلوم دیوبند چند حصوں پر تقسیم حصہ اول ۶ر دوم ۳ر

سیرت خاتم الانبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر نہایت مستند اور جامع سوانحعمری مصنفہ مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی۔ کاغذ وطباعت اعلیٰ قیمت ۱۰ر

رحمت رضوان حضرت امام ابو حنیفہ کے حالات اور فضائل مع نصائح کم استعداد مسلمانوں کے لئے مع جواب اعتراضات۔ قیمت ۱؎ر

مختصر سوانح شیخ الہندؒ مصنفہ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب ۔؎ر

مولوی معنوی حضرت مولانا رومی کی مفصل سوانحعمری از حضرت ممدوح۔ قیمت ۵ر

الصالحات یعنی نیک بیبیاں۔ عورتوں کے پڑھنے کے لئے قابل دید کتاب ۵ر

حیات خضر آپ کے متبرک حالات کو اور آپ کے نسب نبوت ولایت حیات وموت وزمانہ نبوت وغیرہ کے تمام اختلافات کو صحیح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام سے بعض صحابہ کی ملاقات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ انھیں حالات کے ضمن میں ذو القرنین یاجوج ماجوج اور بیت المقدس کے حالات بھی نہایت واضح طور پر مذکور ہوئے ہیں۔ قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۵ر

علم الاولین یہ ایک نہایت عجیب وغریب کتاب ہے اس میں ہر ایک کام کی ابتدا کرنے والے کو بیان کیا ہے مثلاً سب سے پہلے خدا نے کس چیز کو پیدا فرمایا دنیا میں سب سے پہلے کون درخت پیدا ہوا۔ قرآن مجید میں اول نقطے کس نے لگائے اعراب کس نے لگائے خانہ کعبہ کو اول غلاف کس نے پہنایا اس قسم کے سوال وجواب سے رسالہ بھرا ہوا ہے۔ آخر میں مؤلف صاحب نے نہایت ضروری مسائل عام معاملات کے متعلق تحریر کئے ہیں۔ قیمت ۱ر

خوابِ شیریں نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز سچا واقعہ ہے نواح دہلی کے باشندے حامد، ذاکر زاہد، تین شخصوں کا جمنا کے کنارے پر جانا اور پھر حامد کا وہاں سے گم ہو کر دفعتہً ہزاروں کوس دور ایک لق ودق میدان میں پہنچ جانا اور ایک نہایت عمر رسیدہ فقیر سے ملاقات اور دل زگاف داستان نیمہ پری کے تعلقات۔ ہجر ووصل کے حالات موقع بموقع برجستہ اشعار اس اصلی واقعہ کو خواب کے پیرایہ میں بیان کرکے دنیا کی بے ثباتی پر اس طرح ختم کیا ہے کہ پڑھنے والے کی نظر میں اس وقت تو دنیا بالکل بے حقیقت ہو جاتی ہے۔ قیمت ۲ر

السعیدین الشہیدین حضرت سعید ابن مسیبؒ اور سعید بن جبیرؒ کے نہایت دلچسپ حالات زندگی اللہ کے راستہ میں جانبازی اور حق کے لئے ہر قسم کی قربانی حجاج ظالم کے ساتھ مکالمہ اور پھر عجیب طرح سے شہادت قیمت ۳ر

درس عبرت ایک اندلسی عالم کا نہایت عبرت انگیز واقعہ درس تدریس مراقبہ وذکر کے بعد ایک نصرانی لڑکی کے عشق میں نصرانی بن کر خنزیر چرانا اور پھر اسلام کی طرف لوٹنا اور لڑکی کا مسلمان ہو کر ان کی خدمت میں آنا نہایت دلچسپ واقعہ بطرز ناول نہایت عمدہ رسالہ ہے۔ قیمت ایک آنہ (۱ر)

ذو النون مصری آپ اُمت کے اُن مشہور بزرگوں میں سے ہیں کہ مسلمانوں کو اُن کے تعارف کی حاجت نہیں۔ آپ کے حالات ومقالات تاریخ کی نہایت معتبر کتاب ابن عساکر سے اردو زبان میں ضبط کئے گئے ہیں یہ کتاب مسلمانوں میں حقیقی زندگی پیدا کرنے والی ہے مصنفہ مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی۔ قیمت ۱ر

فکر العبد الشفیع فی ذکر السید الشفیع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت پر ہزاروں قسم کی شہادتیں حق تعالیٰ نے ظاہر فرمائی ہیں، ان میں سے ایک قسم یہ بھی ہے کہ لا یعقل اور غیر ذی شعور کائنات عالم کی خموش زبانوں سے حکم محمد رسول اللہ ظاہر فرمایا گیا ہے جس کا سلسلہ ابتک عالم میں جاری ہے اس رسالہ میں اسی قسم کی شہادتوں کو جمع کیا گیا ہے۔ ۱ر

ملنے کا پتہ:۔ ناظم دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور

عزیز الفتاوی

جلد چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الایمان والعقائد

...اگر کلمۂ کفر نکلا تو فیما بینہ ... بین اللہ کافر نہیں ہوتا ہے

سوال ۳۲۴۵ - جہل در الفاظ سبب عذر است یا نہ۔ انکار امامت صغری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفر است یا نہ۔ قصد در الفاظ کفر خصوصاً درست 9
...معتبر است یا نہ۔ قول فتاوی خیریہ این است کہ اگر کسے بگوید والعیاذ باللہ اگرچہ رسول اللہ بیاید نیز این ...کم کفر نیست بلکہ قائل صفت حضور علیہ السلام کردہ ودیگر توجیہات رلیکہ صاحب خیریہ ظاہر ...مودہ کہ از جملہ کتب فقہ وعقائد خلاف است۔ آیا فتوی بعدم کفر قائل این قول جائز است یا نہ۔ ...ئے محمل صحت این قول دارد یا نہ؟

الجواب - قال فی رد المحتار بدليل ما صرحوا به من انه اذا اراد ان يتكلم بكلمة مباحة فجرى على لسانه كلمة الكفر خطاءً بلا قصد لا يصدقه القاضي وان كان لا يكفر فيما بينه وبين ربه تعالى الخ ثم ان مقتضى كلامهم ايضاً انه لا يكفر بشتم دين مسلم اى لا يحكم بكفره لامكان التاويل الخ ثم قال بان التاويل ان مراده اخلاقه الردية ومعاملته القبيحة لا حقيقة دين الاسلام الخ وفي الدر المختار واعلم انه لا يفتى بكفر مسلم امكن حمل كلامه على محمل حسن او كان في كفره خلاف ولو كان ذلك رواية ضعيفة كما حرره في البحر وعزاه في الاشباه الى الصغرى وفي الدرر وغيرها اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر وواحد يمنعه فعلى المفتي الميل لما يمنعه الخ

پس از عبارت منقولہ ظاہر شد کہ جاہل بالفاظ سب را کافر نباید گفت و قصد در الفاظ کفر معتبر است بلا قصد فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ کافر نمی شود و قول صاحب نہر یہ کہ نقل کردہ اند محل تاویل است تکفیر قائل نباید کرد۔ وانچہ سائل در بارہ انکار امامت صغری سوال کردہ است مفہومش معلوم نشد کہ حیثیت اگر مراد این است کہ انکار امام بودن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم در نماز کفر است یا نے۔ ظاہر است کہ این جہل است از منکر و دلیل عدم وقوف اوست از علم شریعت۔ پس منکر مذکور جاہل واحمق است تکفیراش نباید کرد ممکن است کہ بعض از جہال را معلوم نباشد کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امامت فرمودہ اند یانے حالانکہ امام بودن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از احادیث کثیرہ ثابت است۔ پس انکار ازاں جہل است ولیکن در تکفیرش مبادرت نباید کرد فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

امام اعظم پر مرجیہ ہونے کی تہمت اور غنیہ کی عبارت کا جواب؛

سوال ۴۴۵ - (۱) زید کہتا ہے کہ بخاری شریف صحیح ہے تو مذہب ابو حنیفہ باطل ہے۔ اور مذہب ابو حنیفہ رح صحیح ہے تو احادیث بخاری باطل ہیں۔

(۲) امام اعظم کو مرجی بڑے پیر صاحب کا بتلایا ہوا کہتا ہے بجواب اُس کے یہ کہا جانا صحیح ہے یا نہیں اوّل تو غنیہ بڑے پیر صاحب کی تسلیم نہیں اور بالفرض ہو بھی تو یہی کہتے ہیں کہ قطان کہتا ہے اور غنیہ کی صحت میں کلام کا شاہد غنیہ کا یہ جملہ وھو مجہنة العاو۔ اور اعتقاد جہتہ باری پر علامہ ابن حجر کی عبارتیں بس ہیں۔

(۳) طالب علم مذکور نے جب امام کو مرجی اور مولانا اشرف علی صاحب کو ہٹ دھرم بد مذہب کہا تو مدرسہ کے ایک سرپرست نے اُس کو تھپڑ مار دیا۔ اُس سے قصاص لیا جائے گا۔؟ (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک معراج جسمانی ہی ہوئی تھی۔ اور علاوہ اُس کے اور چند معراج روحانی بھی ہوئی ہیں یا نہ

(۵) وقت معراج کے عمر حضرت عائشہ کی کیا تھی۔؟

الجواب (۱) یہ قول زید کا بوجہ قلت درایت سرزد ہوا۔ اگر اُس کو فہم تطبیق بین الاحادیث ہوتا ایسی بات نہ کہتا۔ اگر امام ابوحنیفہ رح کے اقوال موافق احادیث بخاری شریف ثابت ہو جاویں تو پھر زید کے اس قول کا ابطال خود بخود ہو جاوے گا۔ (۲) شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے نقل کیا ہے ثم اعلم ان القونوی ذکر ان اباحنیفة رحمه الله كان يسمى مرجيًا لتاخيره امر صاحب الكبيرة الى مشية الله تعالى والارجاء التاخير وكان يقول انى ارجو صاحب الذنب الكبير والصغيرة واخاف عليهما وانا ارجو لصاحب الذنب الصغير واخاف على الذنب الكبير انتهى۔ واما ما وقع فى الغنية للشيخ عبد القادر الجيلانى عند ذكر الفرق الغير الناجية حيث قال ومنهم القدرية وذكر اصنافا منهم ثم قال ومنهم الحنيفة وهم اصحاب ابى حنيفة

نعمان بن ثابتؒ زعم ان الایمان ہو المعرفۃ والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ جملۃ
علیٰ ما ذکرہ البرہوتی فی کتاب الشجرۃ فہو اعتقاد فاسد وقول کاسد مخالف لاعتقادہ فی
الفقہ الاکبر الیٰ ان قال فاین ہذا الارجاء عن ذلک الارجاء ثم قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ
مطابق لنص القرآن وہو قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن
یشاء بخلاف المرجیۃ حیث لا یجعلون الذنوب مما عدا الکفر تحت المشیۃ الخ۔

(۳) ایسے بدزبان کو تعزیراً ضرب کرنا اور تھپڑ مارنا چاہیے تھا۔

(۴) وخبر المعراج ای بجسد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یقظۃً الی السماء ثم الی ما شاء اللہ تعالیٰ
من المقامات العلی حق فمن ردہ فہو ضال مبتدع الخ شرح فقہ اکبر۔ (۵) والتاویل الصحیح
ان المعراج کان بمکۃ فی اوائل البعثۃ حین لم تولد عائشۃ رضی اللہ عنہا الخ شرح فقہ اکبر فقط

ما یتعلق بالتفسیر والحدیث

تعارض مابین انما یتقبل اللہ من المتقین ومن یعمل مثقال ذرۃ الخ

سوال ۵۸۵۔ آیۃ کریمہ۔ انما یتقبل اللہ من المتقین اور آیۃ کریمہ
11 فمن یعمل مثقال ذرۃ الخ میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔؟

الجواب۔ تقویٰ کے ایک معنی یہ ہیں کہ شرک وکفر سے بچنا بعض مفسرین نے انما یتقبل اللہ
من المتقین کے یہ معنے بیان فرمائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مؤمنین ہی سے قبول فرماتا ہے۔ پس اس صورت
میں تمام مؤمنین اس میں داخل ہیں۔ اگرچہ وہ گنہگار ہوں۔ اب کچھ تعارض نہ رہا۔ اور ایک مطلب یہ ہے
کہ قبول کامل پرہیزگاروں سے ہوتا ہے۔ اور فساق وفجار سے بھی اگرچہ اعمال صالحہ مقبول ہوتے ہیں
مگر اس درجہ کے مقبول نہیں جیسے متقیوں سے اس صورت میں بھی کچھ اشکال نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ما ادری ما یفعل بی ولا بکم کی تفسیر

سوال ۵۸۶۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں
کہ آیت شریفہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم۔ منسوخ ہے یا نہیں۔ اس آیت کے ظاہر معنے کیا ہیں اور
کس درایت کی نفی ہے۔؟

الجواب۔ اس آیت کے ظاہری معنے میں وہی قول ہے جو قاضی بیضاوی۔ ابو سعود شیخزادہ علی البیضاوی
وغیرہ میں مذکور ہے کہ نفی ہے۔ درایۃ مفصلہ کی چاہے علم متعلق امور دنیا سے ہو یا آخرت سے۔ اس واسطے کہ
اس میں نفی تخصیص کا وجود نہیں ہے۔ بیضاوی میں ہے۔ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم فی الدارین
علی التفصیل شیخزادہ میں ہے۔ اختلف فی ان المراد بما نفی عنہ علمہ مما یفعل بہ وبہم

من احوال الدنیا ام من احوال الآخرۃ والمصنف حملہ علی ما ھو اعم من احوال الدنیا والآخرۃ
لعموم اللفظ وعدم المخصص۔ اور یہ نفی ہے اُس علم کی جو بغیر وحی کے ہو کیونکہ اس آیت کے ساتھ ہے۔
اِن اَتَّبِعُ اِلّا مَا یُوحٰی الی۔ بیضاوی ہی میں ہے وھو جواب عن اقتراحھم الاخبار عما لم یوح الیہ
من الغیوب او استعجال المسلمین ان یتخلصوا عن اذی المشرکین۔ آیت کا یہ مطلب باعتبار لفظ کے
ظاہر اور صریح ہے۔ اور اس صورت میں نسخ کی ضرورت نہیں ہے۔ تفسیر غرائب القرآن در غائب القرآن
میں علامہ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین النیساپوری فرماتے ہیں۔ والاصح عند العلماء انہ لاحاجۃ
الی التزام النسخ فان الدرایۃ المفصلۃ غیر حاصلۃ وعلی تقدیر حصولھا فانہ لم ینف الا الدرایۃ
عن قبل نفسہ وما نفی الدرایۃ من جھۃ الوحی۔ اور امام رازی، ابن جریر بغوی وغیرہ نے امور دنیویہ
غیر متعلق شانِ نبوت کی نفی پر محمول کیا ہے۔ اور اس حمل کی وجہ شان نزول کا قصہ ہے۔ ان اقوال کی بنا
پر بھی منسوخ نہیں ہے اور بعض نے نفی علم آخرت پر حمل کیا ہے یعنی ما ادری ما یفعل بی ولا بکم
فی الآخرۃ۔ اور اس حمل کی وجہ یہ ہے کہ اس آیۃ کے نزول کے بعد کفار نے اعتراض کیا تھا کہ جب اُن کو
اپنی نجات کی بھی خبر نہیں ہے تو ہم اُن پر ایمان کیوں لائیں محققین تو اس حمل کا انکار کرتے ہیں بلکہ محال
کہتے ہیں۔ مگر اس کی دو صورت ہو سکتی ہے۔ علم آخرت کی نفی کی تخصیص بھی اگر مان لی جاوے تو وہ علم اجمالی 12
ہوگا جس کی نفی ہوئی ہے یا تفصیلی۔ علم اجمالی کی نفی کی صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ مرنے کے بعد
میرا تمہارا کیا حال ہوگا۔ اس کا علم اجمالی بھی ہمیں نہیں ہے نعوذ باللہ۔ جو یہ مطلب لیتے ہیں وہ کہتے ہیں
کہ آیت لیغفر لک اللہ۔ الآیۃ کے نزول کے بعد یہ آیت منسوخ ہوگئی مگر یہ صحیح نہیں ہے۔

امام ابن جریر، ابن خزیمہ، حسن بصری وغیرہ نے ناجائز اور محال کہا ہے کہ آیت کا یہ مطلب
لیا جائے اور منسوخ کہا جائے کیونکہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ عرصۂ دراز تک باوجود نبی ہونے
واقعی آپ کو اپنی نجات میں شک تھا جو صریح باطل ہے اس کے علاوہ اس آیت کے قبل سورہ بنی اسرائیل
جن، مزمل، مدثر، اعراف، مریم وغیرہ نازل ہو چکی تھیں جس میں بڑی بڑی بشارتیں حضور کے متعلق
موجود ہیں پھر نجات کے علم حاصل نہ ہونے کے کیا معنے۔ اور علم آخرت تفصیلی مراد ہو تو وہ منسوخ نہیں
یہ تمام معانی محکم و ثابت غیر منسوخ ہیں۔

الغرض نسخ کسی صورت سے صحیح نہیں بنتا حالانکہ عموم لفظ سے عدول کی بھی کوئی وجہ نہیں

حررہ ابو البرکات محمد عبد الرؤف داناپوری۔

اقول بعد حمد اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ ان الراجح ما رجحہ المحققون کما

والسیوطی وابن جریر وابو سعود والبغوی والخازن وابن عباس فی تفسیرہ وغیرھم من المفسرین
وابو جعفر النحاس فی الناسخ والمنسوخ وغیرھم من علماء ھذا الفن الذین لم یعدو
ھذہ الآیۃ المذکورۃ فی السوال من المنسوخ کالسیوطی فی اتقانہ حتی قال الشاہ
ولی اللہ الدھلوی ان المجمع علیہ نسخ خمس آیات فقط لیست ھذہ منھا من ان المراد بقولہ تعالیٰ
وما ادری ما یفعل بی ولا بکم) فی الدنیا لا فی الآخرۃ لما یلزم علی الثانی من عدم علم النبی
بعد بعثتہ بما یصیر الیہ بعد الموت وذلک خلل فی ایمان من یعتقد ذلک وعلیہ
فالراجح عدم النسخ کما صرح بہ غیر واحد من المحققین واللہ اعلم۔
اما انا فالذی اعتقدہ واثق اللہ علیہ ھو ما ذھب الیہ القاضی البیضاوی فی تفسیرہ
بکون الآیۃ واردۃ فی نفی علم رسول اللہ باحوال الدنیا والآخرۃ تفصیلاً لا اجمالاً لحیث
قال رضی اللہ عنہ ما نصہ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم) فی الدارین علی التفصیل
اذ لا علم لی بالغیب۔ قلت ای علی التفصیل کلیاتھا وجزئیاتھا اذ ذلک من اختصاصیاتہ تعالیٰ
وحدہ لا شریک لہ وذلک لاینافی ان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی کثیر من المغیبات التی
لم یطلع علیھا احداً من خلقہ سواہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا ما اعتقدہ والسلام علی ۱۳
من اتبع الھدیٰ۔ فقط حررہ احمد موسیٰ مصری امام مسجد کلکتہ۔
جب ایک جماعت مفسرین ومحققین علماء کے نزدیک بلا نسخ کے آیت کا مطلب صحیح بنجاتا ہے
پھر نسخ کا احتمال غیر ضروری ہے۔ علاوہ ازیں احتمال نسخ سے نسخ نہیں ہوسکتا۔ فقط
عبد الوہاب بہاری مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ
القول بالنسخ فی ھذہ الآیۃ مما لایحتاج الیہ لان لھا محملاً صحیحاً لایحوم حولہ النسخ
ومن النسخ بالاحتمال لا یثبت فالقول بانھا محکم صحیح لاستر فیہ۔ عبد الصمد اسلام آبادی
للہ در المجیب فقد صرح بالصواب فی الجواب۔ فقط حررہ العبد السید محمد امیر علی مدرس مدرسہ عالیہ۔
اجاب من اصاب محمد یحیی مدرس مدرسہ عالیہ
قد اصاب من اجاب۔ فقط محمد عبد الشکور مدرس مدرسہ عالیہ۔
ھذا الجواب صواب وما احسن ما ذکر النیساپوری من معنی الدرایۃ ان نفیہ من جھۃ
نفسہ لا من جھۃ الوحی والحق ان قرن الصحابۃ والتابعین لم ینقل منھم ان ھذہ الآیۃ
منسوخ مع ان الجمل الاخباریۃ لا مجال للنسخ فیہ ومن ادعی النسخ فلا معول لہ عن جھت

النقل بل نہایۃ التاویلات الکاسدۃ۔ فقط حررہ محمد ناظر حسن مدرس مدرسۃ العالیہ۔

یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور نہ اس میں احتمال نسخ ہے۔ لانہ خبر۔ اور جو کسی نے منسوخ کہا ہے وہ مجاز اً فقط محمد اسحٰق مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

اقول وباللہ التوفیق اختلف فی معنی الآیۃ فاختار بعض المفسرین کصاحب الجلالین ان المراد نفی الدرایۃ ما یفعل بہ وبہم فی الدنیا وھو منقول عن الحسن وقال ابن الجوزی الصحیح فی معنی الآیۃ قول الحسن واختار بعض المفسرین ان المراد نفی الدرایۃ فی الآخرۃ و قدمہ البغوی علی الاول واسند فی تائیدہ حدیثاً فی قصۃ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ۔ واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم۔ قال البغوی ھو قول انس وقتادۃ وحسن وعکرمۃ وزاد القرطبی ابن عباس والضحاک ومعنی النسخ علی قول ھؤلاء الاکابر من الصحابۃ والتابعین ان نفی الدرایۃ قبل الاعلام بمغفرۃ الذنوب المقدمۃ والمتاخرۃ والغرض منہ رد قول الکفار الذین فرحوا بنزول ھذہ الآیۃ وقالوا کیف نتبع نبیاً لا یدری ما یفعل بہ ولا بنا فنزل لیغفر اللہ ما تقدم من ذنبک۔ وما تأخر وقالت صحابۃ رض ھنیئاً لک یا رسول اللہ الخ
۱۴ وتفصیلہ فی معالم التنزیل للبغوی واختار البیضاوی وغیرہ نفی الدرایۃ فی الدارین والامر فیہ ھین ولکن لا ینبغی ان یرد اقوال الاکابر ویعرض عن تفسیر السلف فانھم ھم المتبوعون والمعول علیھم فی ھذا الباب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب۔

کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی دارالعلوم فی الدیوبند یکم محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

آیت حاضر ہونے پر استدلال

سوال ۷۴۵۔ زید کہتا ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود ہیں اور انا ارسلناک شاھداً الخ میں شاہد کے یہی معنے ہیں کہ آپ ہر جگہ موجود ہیں۔ زید کا یہ قول صحیح ہو یا نہیں

الجواب۔ یہ قول زید کا پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا اور نہ پہنچ سکتا ہے۔ محض افتراء اور جہالہ ہے اور آیت انا ارسلناک شاھداً الآیۃ کا مطلب تفسیر جلالین میں یہ بیان فرمایا ہے کہ ہم نے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم کو اپنی امت کا گواہ بنا کر بھیجا ہے کہ تم قیامت کے دن اُن کی ایمان کی گواہی دو گے الخ۔ عبارت اُس کی یہ ہے انا ارسلناک شاھداً علی امتک فی القیامۃ۔ اور تفسیر مدارک میں وجئنا بک علی ھؤلاء شھیدا کی تفسیر میں مذکور ہے۔ ای شاھداً علی من امن بالایمان و علی من کفر بالکفر الخ۔ اور اُسی کے قریب جملہ تفاسیر میں ہے۔ پس زید کا قول اور استدلال اُس کا بالکل باطل ہے۔ فقط کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

تقاۃ ان تتقوا منہم تقاۃ کی تفسیر اور روافض کے تقیہ کا جواب

سوال ۵۴۸ - تقیہ کے لغوی اور اصطلاحی معنے کیا ہیں (۲) ہم سنیوں کو مذہب میں تقیہ مطلقاً ناجائز ہے۔ یا کسی خاص مقام اور خاص صورت میں جائز بھی ہے۔؟ (۳) ہماری کتابوں میں جو اجرا الکلمۃ الکفر علی اللسان مع اطمینان القلب بالایمان بحالت اکراہ میں جائز لکھا ہے تو اجراء مذکور تقیہ ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۱ و ۲ و ۳ - صاحب جلالین اس آیت کی تفسیر میں لا یتخذ المومنین الکافرین اولیاء الی ان تتقوا منہم تقاۃ لکھتے ہیں تقاۃ مصدر تقیۃ ای تخافوا مخافۃ فلکم موالاتہم باللسان دون القلب وھذا قبل عزۃ الاسلام ویجری فیمن فی بلد لیس قویا فیہا۔ صاحب جمل لکھتے ہیں تقاۃ التقیۃ یقال اتقی تقیۃ وتقاۃ۔ تفصیل اس کی تفسیر کبیر وغیرہ میں دیکھنا چاہیے فقط واللہ اعلم

صلوا خلف کل بر وفاجر کا کیا مطلب ہے؟

سوال ۵۴۹ حدیث صلوا خلف کل بر وفاجر کا کیا مطلب ہے

الجواب - اس حدیث کا مطلب صرف یہ ہے کہ نماز فاجر کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن دوسری احادیث اور نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ ہوتی ہے اور مکروہ بھی تحریمی۔ جیسا کہ شامی میں منقول ہے وہاں مفصل دیکھ لیا جاوے۔ انہوں نے وجہ کراہت بھی نقل فرمائی ہے فقط

15 چند عربی جملوں کے متعلق حدیث ہونے یا نہ ہونے کی تحقیق

سوال ۵۵۰ - ایک رسالہ میں ذیل کے جملوں کو حدیث لکھا ہے:-

(۱) انما نہیتکم عن صوتین احمقین صوت النوحۃ وصوت الغناء۔ (۲) کان ابلیس اول من تغنی واول من ناح (۳) التغنی حرام والتلذذ بہا کفر والجلوس علیہا فسق ومعصیۃ۔ یہ جملے حدیث ہیں یا نہ۔؟

الجواب - یہ جملے الفاظ مذکورہ کے ساتھ کسی حدیث کی کتاب میں نظر نہیں آئے جملہ اولیٰ کے متعلق جامع صغیر میں یہ الفاظ حدیث کے منقول ہیں۔ صوتان ملعونان فی الدنیا والآخرۃ مزمار عند نغمۃ ورنۃ عند مصیبۃ۔ رواہ البزار۔

اور جملہ ثالثہ کو صاحب درمختار نے بزازیہ سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ وفی البزازیۃ استماع الملاہی کضرب قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر ای بالنعمۃ فصرف الجوارح الی غیر ما خلق لاجلہ کفر بالنعمۃ لا شکر الخ۔ درمختار۔ اور جملہ ثانیہ کہیں نظر سے نہیں گذرا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جنازہ کے بعد دعا کے لیے کھڑے ہونے کی تحقیق بحوالہ حدیث

سوال ۵۵۱ - مرقات شرح مشکوۃ جزء خامس مصری صفحہ ۱۸۴۔

وفی روایۃ لہما عنہ وانہ وضع عمرؓ علی سریرہ فتکنفہ الناس

یدعون ویثنون ویصلون علیہ قبل ان یرفع وانا فیہم فلم یرعنی الا رجل قد اخذ بمنکبی من ورائی فالتفت فاذا ھو علی ابن ابی طالبؓ فترحم علی عمرؓ الی اٰخر الحدیث۔

یہی حدیث قسطلانی جزو سادس مناقب عمرؓ مصری ص۸۳ میں ہے۔ کیا حدیث مذکور حنفیوں کے یہاں معتبر ہے یا نہیں۔ اور اس سے جنازہ کو گھیر کر دعا کرنا سنت ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ اور اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دعا کرنا قبل نماز کے معلوم ہوتا ہے یا بعد نماز کے۔

الجواب۔ اس حدیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے کے پاس موجود تھے وہ اُن پر ثنا کر رہے تھے اور اُن کے اوصافِ حمیدہ بیان کر رہے تھے۔ جس کی تفصیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت میں موجود ہے جس کو بخاری و مسلم نے بایں الفاظ روایت فرمایا ہے۔ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال انی لواقف فی قوم فدعوا لعمرؓ وقد وضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبی یقول یرحمک اللہ انی لارجو ان یجعلک اللہ مع صاحبیک لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کنت وابوبکر وعمرؓ وفعلت وابوبکر وعمرؓ وانطلقت وابوبکر وعمرؓ ودخلت وابوبکر وعمرؓ وخرجت وابوبکر وعمرؓ فالتفت فاذا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ ۱۶

اس حدیث سے ثنا خیر اور دعا کی کیفیت معلوم ہو گئی۔ اور حضرت علیؓ کی دعا و ثنا کی کیفیت بھی مفصل واضح ہو گئی۔ جنازے پر عموماً ثنا خیر کا حکم حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جب کسی جنازے کو دیکھو تو اُس پر ثنا خیر کرو کہ یہ میت ایسا اور ویسا تھا۔ یعنی اُس کے اوصاف حمیدہ بیان کرو۔ اور مثلاً یہ کہو کہ یہ میت اچھا شخص تھا نمازی پرہیزگار تھا وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرماوے۔ تو اس سے اجتماع بقصد دعا اور اہتمام دعا کا بہیئت خاصہ ثابت نہیں ہوتا۔ حاصل یہ ہے کہ اتفاقاً کوئی امر پیش آنا دوسری بات ہے اور اُس کا التزام اور اصرار بہیئت خاصہ امر آخر ہے۔ اس اہتمام اور اصرار و التزام سے بہت سے امور مباحہ و مستحبہ بدعت ہو جاتے ہیں۔ اس فرق کو خوب سمجھ لینا چاہئے۔ اور نظائر اس کے کتب فقہ میں مذکور ہیں کہ ایک شئی اصل میں مستحب ہوتی ہے مگر التزام و اہتمام و اصرار سے بدعت ہو جاتی ہے۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

۵۵۲

ایک سو دس برس کا

فتویٰ دربارہ فاتحہ مروّجہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امابعد۔ ماہ ذی الحجہ کی تعطیلوں میں امسال فقیر کو سفر مرادآباد پیش آیا۔ بحالتِ سفر قصبۂ ٹانڈہ بادلی متعلقہ ریاست رام پور میں قیام تھا کہ میرے معزز و معمر میزبان حافظ عبدالرحیم خانصاحب کے والد کی قلمی و مطبوعہ کتابوں میں اتفاق سے ایک فتویٰ نظر سے گذرا جسکو حافظ صاحب کے والد حافظ میاں باقی محمد خاں صاحب مرحوم و مغفور نے اپنے ہاتھ سے نقل کر کے دوسری کتابوں کے ساتھ مجلد و محفوظ کر دیا تھا۔ آخر میں حافظ صاحب موصوف اس فتوے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"بماہ صفر ۱۲۴۷ھ حوالہ جناب مولوی محمود علی صاحب ساکن شہر بریلی و عنایت اللہ خانصاحب ساکن موضع موہن پور متعلقہ قصبہ بیلی بھیت باہم متفق شدہ بخدمت حضرت مولانا سیّد محمد حیدر علی صاحب رام پوری تشریف آوردند بمکان مولانا موصوف اقامت ورزیدند و فتویٰ دربارہ فاتحہ مروّجہ پیش کش حضرت والا نمودند" الخ

اس تحریر سے اور دیگر ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فتوے کے مفتی مولانا مولوی سید محمد حیدر علی صاحب ہیں جو اب سے ایک سو دس سال پیشتر ریاست رام پور کے نامی گرامی اجلّہ فضلا و محدثین میں سے تھے۔ وہ رام پور جہاں آج علمائے حقانی کا اثر بہت کم اور علمائے سوء اور جہلائے مبتدعین کا بہت زیادہ ہے یہ فتوےٰ فارسی میں ہے اور ممکن ہے کہ کسی زمانے میں چھپ بھی چکا ہے۔ مگر میرے لئے یہ بالکل ایک نئی اور عجیب شے تھی۔ فتوے کی جامعیت کو دیکھکر بے اختیار دل میں آیا کہ اس کا ترجمہ بامحاورہ کر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کر دوں۔ تاکہ عوام اہلِ اسلام متنبہ ہو جائیں جو علماء کے اشرات کو یہ کہہ کر زائل کرنا چاہتے ہیں کہ کیا پہلے مولوی نہیں تھے جو رسوم مروّجہ کو دور کرتے۔ آج تم لوگ نئی نئی باتیں پیش کرتے ہو:

وہ واقف اور خبردار ہو جائیں کہ علمائے حقانی ہر زمانے میں رسومات بدعت کی بیخ کنی فرماتے رہے ہیں اور ہر زمانے کے جاہل اہلِ زمانہ تمہاری طرح اُن کو رَدّ کرتے چلے آئے ہیں۔ فقط واللہ الموفق والمعین،

فقیر محمد احمد اللہ عمری مظفر نگری عفی عنہ متعلم دورہ
تفسیر و حدیث دارالعلوم دیوبند یکم صفر ۱۳۵۷ھ

صورت مسئولہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دینِ متین اس صورت میں کہ مسلمانوں کے ایک گروہ میں رواج ہے کہ بزرگوں اور مُردوں کے نام سے کھانا پکاتے ہیں اور اپنے اعزّا و اقارب وغیرہ کو مدعو کرتے ہیں۔ مگر جب تک اُس کھانے پر پہنچنے کے بعد سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی۔ نہ خود اُس میں کوئی تصرف کرتے ہیں۔ نہ صاحبانِ ضیافت کو کھانے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور فاتحہ اس طرح دلائی جاتی ہے کہ کھانا پکا کر سب کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے۔ اور چند اشخاص یا کسی خاص شخص سے کہا جاتا ہے کہ تم اس پر فاتحہ پڑھکر کھانے کا ثواب فلاں کی روح کو بخشدو۔ وہ شخص اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص یعنی قل ہو اللہ اور تکبیر (اللہ اکبر) اور درود شریف اُس کھانے پر پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ثواب اُس کا اور اُس کلمہ و کلام کا فلاں کی روح کو بخشدیا۔ شرعاً اس قسم کا عمل سنت ہے یا مستحب یا مباح

بینوا و توجروا

نوٹ: یہ فتویٰ اگرچہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب رح کا نہیں ہے لیکن جو فتاویٰ مفیدہ متقدمین کے ہمیں ہم پہنچتے ہیں اُن کو بھی عزیز الفتاویٰ میں درج کر دیا جاتا ہے۔ ۱۲

الجواب

صورتِ مرقومہ میں اگر کھانا متوفی بزرگوں کے نام سے بطور نذر کے پکا یا جائے تو یہ نذر بذاتہ حرام اور شرک ہے۔ کیونکہ نذر غیر اللہ تبارک وتعالیٰ جائز نہیں۔ اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ نے آیۂ وَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا الآیۃ کی تفسیر میں غیر اللہ کی نذر ماننے والے کو مشرکین میں سے قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ از ان جملہ کسانیکہ در ذبح و نذور و قربانیہا با خدا دیگراں را ہمسر می کنند۔ انتہی یعنی وہ لوگ بھی مشرکوں ہی میں شمار ہوں گے جو قربانی اور ذبیحہ اور نذروں کے ماننے میں دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیتے ہیں؛

اور اگر پکا ہوا کھانا خالصًا لوجہ اللہ کرتے اور دعوت کرکے لوگوں کو کھلاتے ہیں اور اُس کا ثواب متوفیوں اور بزرگوں وغیرہ کو بخشدیتے ہیں تو اس صورت میں اُس کا ثواب اُنھیں بزرگوں کو پہنچتا ہے کیونکہ مُردے زندوں کے اعمالِ حسنہ سے جو اُن کے لئے کئے جائیں نفع اٹھاتے ہیں؛

چنانچہ فتاویٰ بزازیہ و درمختار میں مذکور ہے۔ انہ ینفع المیت خلافا لمالک علیہ المعتزلۃ بناء علی ان عمل الخیر لا ینفع الغیر وقد عرف فی الکلام وقد شھد لہ الآثار بالمختار وعلیہ العمل فی الامصار فی کل الاعصار وانہ حجۃ۔ یعنی عمل خیر میت کو نفع دیتا ہے اگرچہ مالکیہ اس کے خلاف ہیں۔ اور معتزلہ اُن کی تائید کرتے ہیں۔ اسی بناء پر وہ کہتے ہیں کہ عملِ خیر سوا اپنی ذات کے دوسرے کو نفع نہیں دیتا مگر ان کے خلاف، علماء علم کلام سے قول پسندیدہ اور آثارِ صحابہ (مفتی بہ) شاہد ہیں (کہ میت کو عملِ خیر من الغیر ضرور نفع دیتا) اسی پر مختلف بلاد و امصار میں ہر زمانے میں عملدر آمد رہا ہے۔ اور یہی ہمارے لئے حجت ہے۔ مگر فاتحہ کی جو رسم ہندوستان کے مسلمانوں میں رائج ہے۔ وہ نہ سنت ہے، نہ مستحب، نہ مباح۔ بلکہ سراسر سنتِ سنیہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے بچند وجوہ؛

وجہ اوّل ۱۔ یہ کہ خالصًا لوجہ اللہ کھانا پکاکر مہمانوں کو کھلانا فی نفسہٖ مسنون ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کا اس پہ معمول رہا ہے اور کھانا کھلانے میں چار باتیں فرض ہیں اور چار سنت۔ جیسا کہ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے۔ اما الاربعۃ التی ھی فریضۃ اولھا ان لا تاکل الا من الحلال۔ والثانی ان تعلم انہ من اللہ تعالیٰ والثالث ان تکون راضیا والرابع ان لا تعصی اللہ تعالیٰ ما دامت قوۃ الطعام فیک واما الاربعۃ التی ھی سنۃ اولھا ان تسمی اللہ تعالیٰ فی الابتداء والثانی ان تحمد اللہ تعالیٰ فی الانتھاء والثالث ان تمضغ مضغًا نامًا والرابع ان لا تنظر الی لقمۃ غیرک وایضا فیہ ومن سنتہ ان یحمد اللہ تعالیٰ اذا فرغ من الطعام ولا ینبغی ان یرفع صوتہ بالحمد الا ان یکون جلسائہ فرغ من الاکل؛

یعنی وہ چار باتیں جو کھانا کھلانے کے لئے فرض ہیں، اُن میں سے ایک یہ کہ تم سوائے اکلِ حلال کے مالِ حرام اور مشتبہ میں سے نہ کھلاوے۔ دوسرے یقین کے ساتھ جان لو کہ توفیق اطعام اللہ کی طرف سے اور تم پر اُس کا احسان ہے۔ تیسرے یہ کہ فراخ حوصلگی اور رضائے قلبی کے ساتھ کھلاؤ۔ چوتھے یہ کہ جب تک اللہ تعالیٰ نے تم کو کھانا کھلانے کی قوت اور ہمت دی ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کیجیو؛

اور اُن میں سے چار سنتیں ہیں جو مہمان و میزبان دونوں کے لئے باعث اجر عظیم ہیں۔ اوّل یہ کہ ابتداء طعام میں بسم اللہ پڑھے۔ دوسرے یہ کہ ختمِ طعام پر اللہ کا شکر زبان سے ادا کرے۔ یعنی الحمد للہ کہے۔ تیسرے یہ کہ ہر ہر لقمے کو اچھی طرح چبائے (اہل اللہ کا تجربہ ہے کہ جس قدر زیادہ باریک ہو کر لقمہ حلق سے اُترے گا اُسی قدر اندرونی نورانیت اور اشراقِ قلب پیدا ہوگا۔ نیز یہ کہ خوب چباکر کھانا حکماء و صلحاء امت کا طریقہ ہے اور تو جل میں آسانی

پر عمل کرنا بے وقوفوں اور چوپاؤں کا کام ہے فاختر ما یحلو لک ۱۲ مترجم غفرلہ؛

چوتھے یہ کہ دوسرے لقمے پر نظر نہ ڈالے۔ نیز اسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ سنت طعام میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کھانے سے فارغ ہو الحمد للہ کہے۔ مگر آہستہ۔ جب تک کہ ابھی دوسرے فارغ نہ ہوئے ہوں جب اہل محفل کھانے سے فراغت کر چکے ہوں اُس وقت بآوازِ بلند الحمد للہ کہنے میں کوئی حرج نہیں؛

(فائدہ زائدہ از بندہ مترجم) دعائے مسنونہ ختم طعام پر پڑھنا زیادہ باعث ثواب ہے یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۃ اللہ کا شکر واحسان ہے کہ اُس نے ہم کو کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور مسلمان (فرمانبردار اپنا) بنایا۔ یا مثل اس کے اور مسنون دعا کتب حدیث میں سے یاد کرے۔ اور اپنے میزبان کے شکریہ میں اُس کے لئے ان الفاظ میں دعا کرے اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ اے اللہ انکے واسطے اپنے انعامات میں برکت دے جو تو نے ان کو دیئے ہیں اور اُن کی مغفرت کر اور اُن پر رحم فرما۔ ۱۲

پس اس بارے میں سنت سے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ اور ختم طعام پر الحمد للہ پڑھی جائے اور یہی طریقہ زمانۂ صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور فقہائے مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور حرمین شریفین کے رہنے والوں میں رائج ہوا۔ بلکہ تمام ملک حجاز میں آج تک اسی طرح جاری ہے۔ اس صورت میں فاتحہ مروجہ مسلمانانِ ہند بے شبہ ناروا اور ناجائز ہے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ المصابیح میں ہے۔ عن العرباض رضی اللہ عنہ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ثم اقبل علینا وجهه فوعظنا موعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب فقال رجل یا رسول اللہ هذه موعظة مودع فاوصنا فقال اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبدا حبشيا فانه من يعش منكم بعدی فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة۔

یعنی عرباض بن ساریہ صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھے اور ایسا بلیغ وعظ بیان فرمایا کہ لوگوں کی آنکھیں اُس سے بہنے لگیں اور دل کانپ اُٹھے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ وعظ تو اُس شخص کا سا وعظ ہے جو اہل وعیال کو سفر پر جاتے وقت بوقت رخصت سنائے۔ آپ ہم کو اور وصیت فرمائیں (کہ آپ کے بعد ہمارے کام آئے) پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے حاکم کی بات سُنو اور مانو اگرچہ وہ غلام حبشی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بڑے بڑے اختلاف دیکھے گا۔ اُس وقت تم میرے طریقے اور میری ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو نہ چھوڑنا۔ بلکہ اُس پر مضبوط جمے رہنا اور اُس کو اپنے دانتوں سے مضبوط و مستحکم تھامے رہنا۔ اور نئی باتوں سے بچتے رہنا کیونکہ ہر نئی بات (دین میں) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی۔ وایضاً فیه عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن رغب عن سنتی فلیس منی وایضاً فیه عن عمرو بن عوف رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدين ليارز الى الحجاز كما يارز الحية الى جحرها وليعقلن من الحجاز معقل الاروية من راس الجبل ان الدين بدء غريبا وسيعود كما بدء فطوبى للغرباء وهم الذين يصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی؛

یعنی اُسی مشکوٰۃ میں یہ روایت بھی آئی ہے۔ انس رضی اللہ عنہ سے کہا انھوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے میری سنت سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں۔ نیز یہ کہ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک دین (اسلام) حجاز میں اس طرح مضبوطی سے جم جائے گا۔ جیسا کہ سانپ اپنے بل میں جھپٹ جاتا ہے اور لوگوں کو

چاہیے کہ وہ حجاز سے ایسے بندھ جائیں جس طرح پہاڑی بکرا پہاڑ کی چوٹی سے (پہاڑ کی چوٹی پر چڑھکر اپنے آپکو دشمنوں سے محفوظ کرلیتا ہے) بیشک دین شروع میں اجنبی تھا۔ اور آخر میں بھی اجنبی ہوجاویگا۔ پس خوشخبری ہو جیو غرباء کو اور وہ۔ وہ لوگ ہیں کہ ایسے وقت دین کی اصلاح کریں گے۔ جبکہ میرے بعد میری سنت کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہوگا؛

(فائدہ جلیلہ از مترجم) اس حدیث میں بعض کم علم واعظ غریب اور غرباء کا ترجمہ محاورہ اُردو کے موافق بے زر غریب اور مفلس کرکے غریب مسلمانوں کو خوش کرتے اور اپنا اُلّو سیدھا کرلیتے ہیں۔ حالانکہ لغت حجاز میں غریب اُس اجنبی مسافر کو کہتے ہیں جسکو پردیس میں کوئی نہ جانتا ہو۔ مقصود یہ ہے کہ اسلام کی ابتداء غرابت اجنبیت سے جبکہ اسکا کوئی ہمدرد و مونس نہ تھا وطن میں مسافر و انجان تھا۔ مکہ والے سوائے چند انفاس طیبہ کے سارے دشمن تھے۔ اہل مدینہ کی نصرت و اعانت سے مستحکم ہوا۔ آخر میں بھی کوئی ومددگار نہ رہیگا سوائے ایک اجنبی جماعت علماء کے جنکو اہل زمانہ اجنبی سمجھیں گے۔ اور اُنہیں کے اخلاص و للہیت پر اسلام قائم رہے گا۔ یہانتک کہ وہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مٹ چکی ہوگی دوبارہ قائم کرینگے۔ پس اُن اصلاح کنندہ مہدیین کو رضا ولقاء باری تعالیٰ کی بشارت

وجہ دوم۔ یہ کہ امر دین میں کوئی نئی بات بعد زمانۂ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد مبارک صحابہ تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے پیدا ہو۔ اور مخالف سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور عمل صحابہ ومجتہدین رحمہم اللہ تعالےٰ کے جو شئی بھی ظاہر ہوگی مثل فاتحہ مروجہ مسلمانان ہند وغیرہ کی وہ ضرور نہایت مکروہ

وجہ سوم۔ یہ کہ مالی خیرات کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ایک نقدی مثل روپیہ اشرفی وغیرہ تقسیم کرنا۔ یا غلہ کی جنس سے گیہوں، چنا، چاول وغیرہ صدقہ کرنا۔ یا پارچہ جات سوتی مثل سر یصاف، تن زیب، محمودی وغیرہ اور اونی کپڑے مثل شال دوشالے شملے وغیرہ ایسے ہی کمبل، لحاف، توشک وغیرہ خیرات کرنا اور ان کے علاوہ چوپائے ڈھور ڈنگر، ہاتھی، اونٹ، گھوڑے وغیرہ اللہ واسطے اور راہِ خدا میں۔ ہتھیاروں، ظروف مسی (برتن) وغیرہ ہبہ کرنا اور باغات وحویلی وغیرہ وقف فی سبیل اللہ کرنا۔ تعجب ہے کہ ان سب خیرات کرتے وقت کسی ایک پر بھی رسمی فاتحہ نہ پڑھی جائے سوائے پکے ہوئے کھانے کے۔ آخر اس کا سبب کیا ہے؟ اس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ ہندی مسلمانوں نے بہت سی باتیں باہمی میل جول کے اثر سے متاثر ہوکر اپنی ہمسایہ قوم ہندوؤں سے لے لی ہیں۔ اور اُن کسی قدر تغیر کے ساتھ اپنے اندر رواج دے دیا۔ اُن میں سے بعض صریح کفر اور شرک محض ہیں۔ جیسے کہ بزرگوں کے مزارات پر سجدہ کرنا اور اُن کے نام کی نذریں مان کر قربانی وذبیحہ کرنا۔ اور ان بزرگوں سے بذاتہ (بلاواسطہ) التجا کرکے مال اولاد رزق وغیرہ مانگنا؛

ایسے ہی بعض باتیں اُن میں سے حرام محض ہیں، جیسے کنگنا، سہرا، منڈھا، دوگڑہ وغیرہ لغویات شادی بیاہ نکاح وغیرہ میں بجالانا۔ اور دساسول۔ بچھتر معلوم کرکے اُن میں نئے کام نہ کرنا؛

نیز تیتر گیدڑ وغیرہ کی آوازوں سے شگون لینا۔ اور بیواؤں کا نکاح ثانی نہ کرنا۔ بلکہ جبراً اُن کو نکاح سے روکنا۔ ایسی بعض اُن میں سے مکروہ ہیں (بکراہت تحریمہ) مثل فاتحہ مروجہ کے؛

اب جاننا چاہیئے کہ اہل ہنود جو نیک عمل اپنے گمان میں کرتے ہیں بلا کسی قید کے بجالاتے ہیں سوا پکے ہوئے کھانے جبکہ اُس کا ثواب اپنے مُردوں کو پہنچانا چاہتے ہیں۔ اُس کو اپنی اصلاح میں کناگت کہتے ہیں جبتک کہ زنار دار (برہمن) کھانا سامنے رکھکر اُس پر اپنی پڑھائی دگاتری کے منتر پڑھکر مُردوں کو نہیں پہنچا لیتا ہے اُس کھانے میں کچھ بھی تصرف جائز نہیں سمجھتے؛

ہندی مسلمانوں نے اس طرز کو پسند کرکے اپنے موتی (مُردوں) کو ثواب پہنچانے کا طریقہ فاتحہ کی صورت میں اپنے یہاں رائج کرلیا مگر چونکہ یہ عمل سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف مانا جاچکا ہے۔ زمانۂ خیر القرون صحابہ وتابعین وتبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لیکر آجتک اور خود حرمین شریفین کے رہنے والوں کے نزدیک بھی جیسا کہ ہم اوپر بیان کرآئے ہیں اس لئے کسی صورت میں بھی اشد کراہت سے خالی نہیں۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں وارد ہوا ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابغض الناس الی اللہ ثلثۃ مُلحِدٌ فی الحرام ومبتغ فی الاسلام سنۃ الجاھلیۃ ومطلب امرء بغیر حق لیھریق دمہ۔ یعنی حضرت ابن عباس رضی سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے نزدیک لوگوں سے زیادہ تر دشمن تین شخص ہیں۔ ایک ناحق کسی شخص کے حرم مکہ کے اندر کجروی کرنے والا یعنی امور محترمہ کا ارتکاب کرنے

ف مولانا کے تعجب کا ازالہ ہم اس ایک شعر سے کرتے ہیں ۔ شریعت میں نہیں کچھ اس کی بنیاد ＊ ہے عبد البطن ملانوں کی ایجاد ۱۲

دوسرا اسلام میں رسوم جاہلیت کا رواج دینے والا یعنی کفر کی رسم وراہ طلب کرنے والا۔ تیسرا ناحق کسی شخص کے خون کا طلب کرنیوالا فی بزازیہ مروی عن ابن المبارک رؤی فی المنام قیل لہٗ ما فعل اللہ بک قال عاتبنی واوقفنی ثلاثین سنۃ بسبب انی نظرت باللطف الی مبتدع فقال لم لا تعادی عدوی فی الدین۔ یعنی فتاویٰ بزازیہ میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا کہا مجھ پر عتاب ہوا اور تیس سال جواب دہی کے لئے موقف میں ٹھہرائے رکھا محض اس قصور پر کہ میں نے ایک بدعتی کو نگاہ لطف سے دیکھا تھا۔ پس مجھ سے کہا گیا کیوں تو نے میرے دین کے دشمن سے عداوت نہ رکھی۔ (اعاذنا اللہ منہا)؛

رفع اشکال۔ شاید کسی کو یہ اشکال پیش آئے کہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص و تکبیر و درود کا پڑھنا فی نفسہٖ عبادت ہے اور یہی عبادت فاتحہ مروجہ میں ہے۔ پس اس صورت میں فاتحہ خوانی کیوں مکروہ ہوئی؟

پس جاننا چاہیے کہ ہر عبادت کے لئے احکام شرعی کے مطابق ایک محل و مقام مخصوص ہے خصوصاً فاتحہ و تکبیر وغیرہ کے لئے۔ اگر یہ عبادت بے محل واقع ہوگی تو اُس کے پڑھنے والے پر ضرور عتاب ہوگا۔ جیسا کہ نماز فرائض وغیرہ میں ایک ایک مرتبہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ مشروع ہے اور تشہد میں التحیات۔ اگر کوئی شخص ہر رکعت میں یا کسی ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ دو مرتبہ پڑھے۔ یا التحیات میں الحمد پڑھ دے۔ اگر سہواً ہو تو سجدۂ سہو لازم آئے گا۔ ایسے ہی قعدۂ اولیٰ میں درود شریف پڑھنا سجدۂ سہو کو مستلزم ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ دیگر اعمال کو بے محل و بے موقع ادا کرنا۔ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خلاف سنت پر عمل کرنیکی ممانعت نہایت شدت کے ساتھ فرماتے تھے۔ اگرچہ وہ عمل فی نفسہٖ عبادت ہو۔ چنانچہ فتاویٰ تاتارخانی میں ہے وقد صح انہٗ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان قوماً اجتمعوا فی مسجد یہللون ویصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویرفعون اصواتہم فذہب الیہم ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال ما عہدنا ہذا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما اراکم الا مبتدعین فما زال یذکر ذلک حتی اخرجہم من المسجد۔ یعنی یہ روایت صحت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا گیا کہ ایک قوم مسجد میں جمع ہو کر ذکر لا الہ الا اللہ اور درود شریف کا بآواز بلند کیا کرتے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ اُس مسجد میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ہم نے زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی ایسا طریقہ مقرر نہیں کیا۔ اور میں تم کو نہیں دیکھتا ہوں مگر یہ کہ تم لوگ بدعتی ہو۔ برابر یہی فرماتے رہے یہانتک کہ انکو مسجد سے نکالدیا؛

وجہ چہارم۔ یہ کہ ہر عمل خیر پر اُس وقت ثواب مترتب ہوتا ہے جبکہ وہ عمل تمام ہو جائے۔ اور عمل خیر کی نیت کرنے سے وہ عمل تمام نہیں ہوتا۔ اور صدقے کا عمل اُس وقت تمام ہوگا جبکہ وہ صدقہ مستحقین کو پہنچ جائے۔ اور جب تک کھانا مالک کے قبضہ و تصرف میں ہے اُس پر ثواب کا ترتب نہیں ہوتا۔ اس خیالی ثواب کا موتیٰ کو بخشنا محض لغو اور باطل ہے؛

اور نہایت عجیب بات ہے کہ ایسے ثواب کے پہنچانے میں گویا مُردوں کو دھوکا دیا جاتا ہے کہ بغیر ثواب کے مترتب ہوئے اس عمل کا ثواب اُن کی طرف عائد کرتے ہیں۔ اور جس وقت مستحقین کو وہ عمل خیر صدقہ وغیرہ پہنچ جاتا ہے اُس وقت خاموشی اختیار کرتے اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے اُن کو اس طعام کا ثواب بخشدیا۔ یہ امر محض شیطانی شعبدہ ہے کہ ناحق ان بیچاروں کو غلطی میں ڈالتے ہیں۔ اس لئے کہ شرع شریف میں ثواب کا بخشنا قبل از حصول محض لغو ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ ایک شخص قرآن شریف پڑھنے سے پہلے کہے کہ میں نے قرآن کا ثواب جس کی میں نیت کر رہا ہوں فلاں میت کو بخشدیا ایسا کلام صریح لغو و بے فائدہ ہے؛

وجہ پنجم۔ یہ کہ کھانا کھلانے اور قرآن شریف پڑھنے کے لئے لوگوں کو جمع کرنا حالت تعزیت اور سوگ میں شرعاً مکروہ ہے جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والفقراء للختم او لقراءۃ سورۃ الانعام والاخلاص والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ۔ یعنی میت کے مرتے ہی پہلے اور تیسرے دن اور ہفتہ کے بعد کھانا تیار کرنا اور کھلانا مکروہ ہے اور قبر میت پر لیجانا مخصوص موسموں میں (مثل ایام عرس وغیرہ کے) اور لوگوں کو دعوت دینا قرآن شریف

پڑھنے کے لئے اور صلحاء وفقراء کو ختم قرآن کے لئے یا سورۂ انعام وسورۂ اخلاص پڑھنے کے لئے جمع کرنا؛

حاصل کلام یہ کہ قرآن شریف پڑھوانے کے وقت مجلس اکل وشرب منعقد کرنا ہر حال میں مکروہ ہے۔ اور فاتحہ مروجہ میں یہ تمام صورتیں کراہت کی ظاہرا موجود ہیں؛

وجہ ششم۔ یہ کہ ہاتھ اٹھانا صرف دعاء کے لئے مشروع ہے۔ جیساکہ فتاوی تاتارخانی اور السغناقی میں ہے عن محمد ابن حنفیۃ رحمہ اللہ تعالیٰ قال الدعاء اربعۃ دعاء رغبۃ ودعاء رھبۃ ودعاء تضرع ودعاء خفیۃ وفی دعاء الرغبۃ یجعل بطون کفیہ الی السماء وفی دعاء الرھبۃ یجعل ظھر کفیہ الی وجھہ وفی دعاء التضرع یعقد الخنصر والبنصر ویحلق الوسطی والابھام ویشیر بالسبابۃ ودعاء الخفیۃ ما یفعل المرء فی نفسہ۔ یعنی محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ دعاء کی چار قسمیں ہیں۔ ایک دعاء رغبت (اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضاء اور آخرت میں اُس کے انعام جنت اور دیدار الٰہی کی طلب وخواہش کے اظہار کے لئے دعاء مانگنا)۔

دوسری دعاء رہبۃ (اللہ کے قہر وغضب اور زیغ قلب سے پناہ مانگنے اور آخرت میں اُس کی ناراضی اور دوزخ اور اُس کے عذاب سے بچنے کے لئے دعاء کرنا) تیسری دعاء تضرع (نہایت عاجزی سے گڑگڑا کر دعاء مانگنا) چوتھی دعاء خفیہ (دل ہی دل میں یا بآہستگی اللہ تعالیٰ سے کچھ طلب کرنا)؛

دعائے رغبۃ میں ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف پھیلائے۔ اور دعائے رہبۃ میں اپنی ہتھیلیوں کی پشت کو اپنے چہرے کے مقابل رکھے جس طرح فریاد کرتے ہوئے رکھتا ہے۔ اور دعائے تضرع میں خنصر وبنصر کو ہتھیلی سے ملا کر بیچ کی انگلی (وسطی) اور ابہام (انگوٹھے) سے حلقہ کرے اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کرے۔ اور دعائے خفیہ (پوشیدہ) بغیر زبان ہلائے دل ہی دل میں کرے؛

پس فاتحہ مروجہ میں کھانے پر ہاتھ اُٹھانا ان دعاؤں میں سے کسی ایک دعاء کے لئے بھی نہیں بلکہ یہ تو محض ایک اور بخشش ہے کیونکہ خود کہتے ہیں کہ میں نے اس طعام وکلام کا ثواب فلانے کی روح کو بخشدیا۔ اور عطاء ودعاء کا بالکل عکس ہے۔ پس اس صورت میں ہاتھ اُٹھانا صریح خلاف شرع ہے؛

(ایک خطرہ کا جواب اور شبہ کا ازالہ)۔ اگر کسی کے دل میں یہ خطرہ گذرے کہ سورۂ فاتحہ فی نفسہ دعاء ہے۔ پس فاتحہ مروجہ میں کیوں یہ دعاء سے خارج ہوگئی۔ اس کی توضیح اس طرح ہے کہ سورۂ فاتحہ اُس وقت دعاء ہوتی ہے جبکہ دعاء کی نیت سے پڑھی جائے۔ اور رسمی فاتحہ میں تو سرے ہی سے دعاء مد نظر نہیں۔ بلکہ مقصود سورۂ فاتحہ وغیرہ کی قرأت کا ثواب ہے جو کہ ارواح اموات کو بخشا جاتا ہے۔ نیز حالت قرأت میں سورۂ فاتحہ پڑھتے وقت ہاتھ اُٹھانا کسی روایت سے ثابت نہیں۔ حالت نماز میں جو کہ تمام عبادات کا خلاصہ اور جامع ہے قرأت فاتحہ کے وقت ہاتھ اُٹھانا مشروع ہوتا۔

اس کے علاوہ یہ قیاس اُس وقت درست ہوتا جبکہ فاتحہ دینے والے صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے وقت ہاتھ اُٹھایا کرتے اور سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھتے اور مُردوں کا نام لیتے وقت ہاتھ چھوڑ دیا کرتے۔ چونکہ رواجاً اول سے آخر تک ہاتھ اُٹھائے رکھتے ہیں اس لئے فاتحہ مروجہ اوّل سے آخر تک حکم واحد میں ہے (یعنی تمام مجموعہ دعاء نہیں بلکہ عطاء ہے جیسا اوپر ثابت کیا گیا)؛

پس اس صورت میں سورۂ فاتحہ کو دعاء قرار دینا اور اُس کی آڑ لینا بالکل ایسا ہے جیساکہ ڈوبنے والا دریا میں تنکے کا سہارا ڈھونڈھتا ہے جو بے سود ولاحاصل ہے۔ بلکہ اگر کوئی اس رسم کا مؤید یہ کہے کہ میں تو صرف سورۂ فاتحہ کو دعاء کے ہاتھ اُٹھا کر پڑھتا اور اُس کے بعد میت کی بخشش ومغفرت اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہوں جو خود دعاء ہے اُس کے لئے ہاتھ اُٹھانا جائز وروا ہے پھر بھی یہ صورت موافق قاعدۂ شرعیہ کے درست نہیں کیونکہ شرعاً کھانے کو دعاء کے لئے بنانا اور دعاء کو حضوری طعام کے ساتھ مشروط کرنا جائز نہیں؛

وجہ ہفتم۔ یہ کہ اجابتِ دعار کے لئے احادیثِ صحیحہ کے مطابق تین قسم کے محل ومواردا اور اوقات ثابت ہیں۔ اور فاتحہ مروّجہ ان تینوں اقسام سے خارج ہے۔ اوّل اوقاتِ اجابت۔ مثل شبِ قدر (شعبان میں ہو یا رمضان میں) اور روزِ عرفہ۔ در ماہِ رمضان، نیز شبِ جمعہ۔ اور آدھی رات کا وقت اور آخری تہائی رات۔ اور صبح صادق۔ اور جمعہ کے دن ایک ساعت مقبولیت وغیرہ دوسرے احوالِ اجابتِ دعار۔ یعنی دعار کن کن حالات میں مقبول ہوتی ہے۔ وہ یہ ہیں۔ ہر اذانِ نماز کے بعد سے اقامتِ صلوٰۃ تک۔ اور بعد اذان سننے اور ختم ہونے کے۔ اور جہاد میں صف آرائی کرتے وقت۔ روزہ افطار کرتے وقت، تلاوتِ قرآن مجید کے بعد متصل۔ اور جس وقت بارش ہو رہی ہو وغیرہ

تیسرے مکاناتِ اجابت۔ یعنی کن کن مکانات کو اجابتِ دعار کے لئے خصوصیت حاصل ہے۔ منجملہ ان کے اکثر مقامات حرم محترم ومکہ معظمہ مثل طواف، زیرِ میزاب رحمت، خانہ کعبہ کی داخلی میں، چاہ زمزم پر، صفا مروہ کے میدان میں، سعی صفا مروہ کی حالت میں، مقامِ ابراہیمؑ میں، میدانِ عرفات میں اور مزدلفہ ومنیٰ میں، رمی جمرات کرتے ہوئے وغیرہ۔ پس کھانا سامنے رکھ کر دعار کرنا (اور قبولیتِ دعار کی آرزو کرنا) ان تینوں اقسام سے خارج اور سعی لاحاصل ہے؛

وجہ ہشتم۔ یہ کہ حکم شرعی یہ ہے کہ جس وقت کھانا سامنے آئے فوراً بلا تاخیر کھانا شروع کر دے۔ اُس وقت توقف وتاخیر کرنا ناجائز ہے۔ یہاں تک کہ اگر روٹی یا چاول مثلاً آگئے ہیں اور ابھی قلیہ یا شوربا وغیرہ نہیں پہنچا تو اُس کا بھی انتظار نہ کرے۔ جیساکہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔ لا ینتظر الادام بعد حضور الطعام یعنی کھانا سامنے آنے کے بعد سالن کا انتظار نہ کرے بلکہ کھانا سامنے آنے پر نماز جماعت کو مؤخر کر دینا جائز ہے جیساکہ مشکوٰۃ میں ہے۔ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا وُضع عشاء احدکم واقیمت الصلوٰۃ فابدءوا بالعشاء ولا یعجل حتی یفرغ منہ وکان ابن عمرؓ یوضع لہ الطعام واقام الصلوٰۃ فلا یاتیہا حتی یفرغ منہ وانہ یسمع قراءۃ الامام متفق علیہ۔ یعنی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس وقت تم میں سے کسی کے سامنے شام کا کھانا رکھدیا جائے اور عشار کی نماز کی تکبیر اقامت کہدی جائے۔ (عشارِ اولیٰ ہو یعنی مغرب کی نماز یا عشارِ آخر) تو تم کھانے کو مقدم رکھو اور باطمینان کھاؤ جلدی نہ کرو۔ یہانتک کہ فارغ ہو جاؤ۔ اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ جب اُن کے سامنے کھانا آجاتا تھا اور جماعت کھڑی ہو جاتی تھی۔ تو وہ بغیر کھانا کھائے جماعت میں شریک نہ ہوتے تھے حالانکہ اُن کے کانوں میں امام کی قرأت کی آواز آتی رہتی تھی۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا ہے؛

صورتِ مروّجہ فاتحہ خوانی میں کھانا سامنے رکھا ہوا ہے۔ فاتحہ دینے والے کا انتظار ہو رہا ہے کھانا ٹھنڈا ہو جائے اُن کی بلا سے، خلافِ سنّت ہو تو ہوا کرے۔ مالکِ طعام نہ خود کھاتا کھلاتا ہے، نہ دوسروں کو کھلانے کی اجازت دیتا ہے۔ خواہ اس میں گھنٹے گذر جائیں۔ یہ تحدید سراسر زیادتی اور خلافِ شریعت وبدعت ہے۔ پس ہر زمانے میں مسلمانوں پر لازم اور ضروری ہے کہ عوام الناس کی خلافِ شرع رسموں کے پابند ہوں اور امور خلافِ شرع پر اصرار نہ کریں (کیونکہ گناہِ صغیرہ پر اصرار کرنے سے کبیرہ کا ارتکاب ہو جاتا ہے ۱۲ م) انبیار علیہم السلام کے زمانے میں ہزاروں آدمی رسومات کی پابندی سے وادیٔ ضلالت میں گر کر ہلاک ہوگئے ہیں۔ معاذ اللہ منہا۔ اور جس وقت کسی بات میں اختلاف ہو کتاب اللہ وسنتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنا چاہیئے جیساکہ فرمایا باری تعالیٰ نے وَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ۔ الآیہ۔ یعنی اگر کسی شی میں تمہارا باہمی تنازع

ف کھانے پر فاتحہ دلوانے کا رواج عموماً جمعرات کی رات کو ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہ شبِ جمعہ مقبولیتِ دعار کا محل ہے۔ بلکہ اُن لوگوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ جمعرات کی رات میں دنیا بھر کے مسلمان مُردے اپنے اپنے زندہ عزیزوں کے گھر ثواب کے امیدوار ہو کر آتے ہیں۔ چونکہ اس کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں اس لئے یہ خیال غلط اور بے بنیاد ہے۔ رہا مقبولیتِ دعار کا وقت جمعرات کا دن یا جمعہ کی رات کا ہونا۔ اس کی تو سرے سے نیت ہی نہیں اور الاعمال بالنیات ہے اعمال کا مدار نیت پر ہے وہ یہاں مفقود ہے۔ لہذا یہ بھی باطل ہوا۔ واللہ اعلم ۱۲ بندہ مترجم عفرلہٗ۔ ملے ہم نے اپنے اساتذہ اور اکابر کو دیکھا کہ مجلسِ دعوت میں جب کھانا اُنکے سامنے رکھا گیا تو ایک لقمہ سے ابتدار بالطعام کر دیتے تھے۔ کھانے کی اجازت کا انتظار نہ فرماتے تھے۔ تاکہ اس کراہتِ شرعیہ سے بچ جائیں ۱۲ م

ہو تو اللہ و رسول کی طرف رجوع کرو۔ جو شخص سنت حضرت رسالت کی حبل المتین کو ایسے وقت مضبوط پکڑے گا جبکہ امت میں بدعت کا فساد رونما ہو سو شہیدوں کا ثواب پائے گا جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد۔ رواه البيهقي في كتاب الزهد يه عن ابن عباس رضي الله عنهما والله اعلم بالصواب

محمد عمران	محمد غفران	عبد العلی	إن الله غفور رحيم ۱۲۳	عبد الرحمن ۵	شاہ زبردست ۱۲۲۳	شاہ سکندر میاں	سید محمد حیدر علی
مہر مولوی	مہر مولوی	مہر مولوی	مولوی عبد الرحیم صاحب اخوندزادہ	مہر مولوی	مہر مولوی	مہر مولوی	مہر مولانا مولوی

(عرض مترجم) اللہ اکبر اس ایک رسم فاتحہ مروجہ میں کس قدر مفاسد شرعیہ ہیں جن کو وجوہات کے ضمن میں بصراحت بیان کر دیا گیا ہے۔ اسقدر موانع اور مفاسد کے ہوتے ہوئے کیا کوئی صاحب عقل سلیم اس کی اباحت کو بھی کم از کم تسلیم کر سکتا ہے۔ حاشا و کلا ہرگز نہیں۔ بلکہ اس بدعت کو بدعت سیئہ کہنا سراسر زیبا اور لائق ہے اور بدعت سیئہ کی توضیح خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمادی ہے جس سے کسی مسلمان کو انکار کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ كل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار ہر نئی بات دین میں بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا ٹھکانا جہنم ہے۔ ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے فاضل مجیب کو اور ان کے درجات قرب بیش از بیش بلند فرمائے۔ ایک رسم فاتحہ کے ضمن میں متعدد بدعات کا مدلل و مفصل رد فرمادیا۔ جزاه الله عنا وعن سائر المسلمين ۱۲ احقر محمد احمد اللہ عمری مظفر نگری

خاتمہ ترجمہ نقل عبارت ناقل فتویٰ ہذا

ماہ صفر ۱۲۴۷ھ میں جناب مولوی محمود علی صاحب ساکن شہر بریلی اور عنایت خاں ساکن موضع موہن پور متعلقہ قصبہ بلی بھیت باہم متفق ہو کر خدمت میں حضرت مولانا سید محمد حیدر علی صاحب رام پوری مرحوم و مغفور رام پور تشریف لائے اور حضرت مولانا موصوف کے مکان پر قیام کیا اور ایک فتویٰ در بارۂ فاتحہ مروجہ طعام حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کیا۔ مولانا موصوف نے مفصل و مشرح جواب تحریر فرما کر دوسرے علمار مستند کی مہریں کرا کے اُن کو سپرد کردی اُس کی نقل مطابق اصل اس عاصی نے لکھوا کر اپنے پاس محفوظ رکھ لی۔ فقط

اوپر کی تحریر ترجمہ شدہ حافظ باقی محمد خاں صاحب عرف میاں صاحب کی ہے۔ آپکے صاحبزادے حافظ عبد الرحیم خاں صاحب قصبہ ٹانڈہ متعلقہ رام پور اسٹیٹ ضلع مرادآباد کی مسجد میاں والی میں جو آپ کے والد کے نام سے مشہور ہے۔ امام اور عالم ہیں حافظ صاحب موصوف نہایت خلیق مہمان نواز ہیں قصبہ کا ہر چھوٹا بڑا باپ کی برابر آپکی عزت کرتا ہے سیکڑوں حافظ آپکے شاگرد ہیں۔ آپکے والد میاں صاحب علاقہ صوات بنیر ضلع پشاور والے نسبا شیخ علوی ہیں آپکا سلسلۂ نسب محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ بوجہ ولائتی اور افغانستانی ہونیکے پٹھان اور افغان مشہور ہو گئے نو عمری میں ترک وطن کر کے ہندوستان تشریف لائے حضرت امیر المومنین میر سید احمد صاحب مجدد سیزدہم صدی قدس سرہٗ کے مرید ہو کر اس قصبہ میں اقامت فرمائی۔ چند ہی روز میں اس قدر ہر دلعزیز ہوئے کہ آپ کی مسجد جسمیں آپ امامت کراتے تھے آجتک مسجد میاں والی مشہور ہے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست ٭ تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔ قصبہ ٹانڈہ مسلمان بخارونکی بستی اور مراد آباد سے گوشہ شمال مشرق میں اُس سڑک پر واقع ہے جو کاشی پور ہوتی ہوئی نینی تال چلی گئی۔ کسی زمانے میں کفر و شرک کا ماویٰ و مسکن تھا۔ یہاں کے باشندے وہ زبانی معلوم ہوا کہ کوئی گھر نہ تھا جسمیں ہولی دیوالی وغیرہ ہندوانی تیوہار نہ منائے جاتے ہوں مر اختیارات پہنچنی نہیں تھی۔ قبر گور پرستی اور عام تھی۔ اللہ تعالیٰ اجزاء خیر اور مدارج علیا عطا فرمائے حضرت میاں صاحب موصوف کو کہ آپکے فیض صحبت اور تبلیغ و ہدایت سے دفعۃً قصبے کی کایا پلٹ گئی وہ بستی جو کفر و شرک کا صنم خانہ بنی ہوئی تھی الحمد للہ آپ کی برکت سے کعبۂ توحید بن گئی۔ مسلمانوں کا کوئی گھر نہیں جو حضرت میاں صاحب کا مداح و ثنا خواں نہ ہو۔ آج آپ کے اور آپ کے خلف صالح حافظ عبد الرحیم صاحب کے باقیات صالحات سے صدہا حافظ اور متعدد عالم قصبہ میں نظر آتے ہیں۔ ایک مدرسہ و یتیم خانہ صرف اہل قصبہ کی امداد سے جاری ہے جس میں تمام ضروری دینی تعلیم قصبہ کے بچوں اور بیرونی لاوارث طلبا کو دی جاتی ہے۔ پردہ کا رواج عام ہے۔ الا ماشاء اللہ کوئی بوڑھی بڑی عورت باہر نظر آتی ہے۔ عقائد میں پکے حنفی اور متبع سنت نبوی حضرات شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ کے کثرت سے مرید ہیں۔ حالانکہ اس قصبہ کے اطراف و جوانب میں وہی پرانی لکیر کے فقیر بدعتی اس کثرت سے ہیں کہ العظمة لله۔ في الحقيقت حفت الجنة بالمكاره کا نقشہ یہیں نظر آرہا ہے۔ اللهم زد فزد۔ سعدی رحمۃ اللہ کا یہ مصرعہ بر جاکہ گلے است خار است وجائے کہ گنج است آنجا مار یہاں پر صادق ہو رہا ہے۔ یہ سب اس فتوے کے کاتب و ناقل حافظ محمد خاں صاحب کے اخلاص کا نتیجہ ہے۔ والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم۔ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

کتاب الطہارۃ

بیوی سے ہمبستری ہوئی صبح کو وہ حائضہ ہوگئی تو غسل جنابت فرض نہیں بعد ختم حیض پر غسل کرے

سوال ۵۵۳- ایک شخص اپنی بیوی سے ہمبستر ہوا صبح کو اُس کی بیوی حائضہ ہوگئی تو اُس کی بیوی پر غسل جنابت فرض ہے یا نہ؟

الجواب- غسل جنابت اُس پر فرض نہیں رہا حیض سے پاک ہو کر غسل کرے۔ فقط

اگر ایک تالاب میں ناپاک پانی موجود ہے اور بارش کی وجہ سے اپانی جا ملا مگر کچھ حصہ پانی تالاب سے نہ نکلا تو یہ پاک ہے

سوال ۵۵۴- ایک تالاب میں ناپاک پانی موجود ہے بارش ہوئی اور پانی پاک اوپر سے آیا اور ناپاک پانی کو جو ایک کنارے تالاب کے تھا نکال کر دوسرے کنارے تک لے گیا پھر بکثرت پانی سے بھر گیا مگر کچھ حصہ پانی کا تالاب سے باہر نہیں نکلا۔ یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب- وہ پانی پاک ہوگیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

شامی کی ایک عبارت کا مطلب

سوال ۵۵۵- عبارت شامی مندرجہ ذیل کا کیا مطلب ہے بان یدخل من جانب ویخرج من آخر حال دخولہ وان قل الخارج قال ابن الشحنۃ لانہ صار جاریاً حقیقۃً وبخروج بعضہ وقع الشک فی بقاء النجاسۃ الخ

الجواب- یہ عبارت شامی کی درمختار کے اس قول کی شرح میں ہے۔ ثم المختار طہارۃ المتنجس بمجرد جریانہ قولہ بمجرد جریانہ ای بان یدخل من جانب ویخرج من آخر۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر ایک طرف سے پانی داخل ہو اور دوسری طرف سے اُسی وقت پانی نکلے۔ اگرچہ نکلنے والا قلیل ہو۔ ابن شحنہ فرماتے ہیں کہ وجہ پاک ہونے کی یہ ہے کہ وہ پانی جاری ہوگیا حقیقۃً اور بعض ناپاک پانی کے نکل جانے سے بقاء نجاست میں شک ہوگیا پس شک کے ساتھ نجاست کے بقاء کا حکم نہ کیا جاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن۔

جو رطوبت زخم سے باہر نہ ہو اور سائل نہ ہو اس سے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ کپڑے ناپاک ہوتے ہیں

سوال ۵۵۶- بواسیر کی پھنسی بعد مواد نکلنے کے مثل داد کے ہو جاویں اور اندر اُن کے رطوبت ہو مگر سائل نہ ہو۔ البتہ اُٹھتے بیٹھتے وقت کپڑے کو لگتی ہو تو اس صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور کپڑا ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب- جو رطوبت زخم سے باہر نہ تھی اور سائل نہ ہو اُس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ کذا فی کتب الفقہ اور کپڑا بھی ناپاک نہیں ہوتا کیونکہ قاعدہ کلیہ فقہاء لکھتے ہیں مالیس بحدث لیس بنجس پس جو صورت آپ نے تحریر فرمائی ہے اُس میں نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ کپڑا ناپاک ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن۔

زخم کی جو رطوبت خواہ دبنے سے نکلے یا دبانے سے وضو ٹوٹتا ہے

سوال ۵۵۷- زخم ایسے موقع پر ہے کہ نشست و برخاست

سے دبتا ہے جو رطوبت دبنے کی وجہ سے نکلے وہ ناقض وضو ہوگی یا نہ۔ قصداً دبانے یا بلا قصد دبنے میں کوئی فرق ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ دبنے یا دبانے سے اگر رطوبت سائلہ نکلے جو کہ موقع زخم سے باہر بہ جاوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر نکلکر زخم میں ہی رہی تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ الغرض بلا قصد دبجانے یا قصداً دبانا برابر ہے اگر خود دب کر بہنے والی رطوبت باہر نکل آوے جو دباکر نکالی جاوے اور وہ بھی زخم سے باہر تک بہ جاوے تو وضو ٹوٹ جاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ہاتھ پیروں میں جب زخم ہو تو مسح کی کیفیت اور حکم

سوال ۵۵۸۔ جب ہاتھ پیر میں زخم ہو اور پانی لگانے سے اندیشہ بڑھنے کا ہو تو کس طریق سے مسح کرے زخم کے آس پاس خشک جگہ تو ضرور رہے گی۔ اگر پھایہ رکھا ہوا ہے تو کیا پھایہ پر مسح کرے اور اگر اُس پانی کے اندر جانے کا اندیشہ ہو تو کیا آس پاس مسح کر لیوے اور اُس کا کیا طریق ہے اور اگر پٹی زخم سے زیادہ جگہ پر ہو تو کس طرح مسح کرے۔ اور حاجت غسل میں کیا کرے۔؟

الجواب۔ جبکہ دھونے سے اندیشہ زخم کے بڑھنے کا ہو تو اُس پر مسح درست ہے مسح میں تر ہاتھ پھیرنا ہوتا ہے اُس جگہ پر اوّل تو یہ حکم ہے کہ اگر بلا پٹی پھایہ کے تر ہاتھ پھیرنے میں کچھ اندیشہ نہ ہو تو بلا پٹی پھایہ کے اُس جگہ پر تر ہاتھ پھیرے۔ اگرچہ بعض بعض موقع اُس میں خشک رہ جاوے اور بلا پٹی وغیرہ مسح کرنے میں زخم کا خوف ہے تو پٹی یا پھایہ پر تر ہاتھ پھیرے آس پاس کی جگہ خشک رہ جانے سے کچھ حرج نہیں۔ ہاتھ سب جگہ پھیرے۔ اگرچہ پانی کہیں لگے اور کہیں نہ لگے جیساکہ مسح میں ہوتا ہے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور پٹی اگرچہ موقع زخم سے زیادہ ہو تمام پٹی پر مسح کرے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور غسل کی ضرورت ہو تب بھی یہی حکم ہے کہ زخم کی جگہ مسح کرے جیسے اوپر مذکور ہوا اور باقی بدن کو دھوئے اور پانی بہاوے۔ فقط واللہ اعلم

چشمہ دار کنویں میں اگر حیوان گر کر مرجائے تو اُس کی طہارت کا طریقہ

سوال ۵۵۹۔ ایک چاہ چشمہ دار میں جس میں دو ڈھائی بالنس پانی ہوگا ایک بھنگی جس کا بدن اور کپڑے نجس تھے گر کر مرگیا دوسرے روز اُس کو نکالا گیا۔ اب کس قدر پانی نکالنے کے بعد چاہ مذکور پاک ہوگا۔؟

الجواب۔ اس صورت میں دو سو سے وجوباً تین سو استحباباً ڈول تک پانی نکالنے سے چاہ پاک ہوگا جزم بہ فی الکنز والملتقی وھو مروی عن محمد وعلیہ الفتوی۔ خلاصہ وتاتارخانیہ عن النصاب وھو المختار معراج عن العتابیہ وجعلہ فی غایتہ روایۃً عن الامام وھو المختار والایسر کما فی الاختیار وافاد فی النھر ان المائتین واجبتان والمائۃ الثالثۃ مندوبۃ الخ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

جس کنویں میں جانور مرجائے اور ریزہ ریزہ ہوجائے تو اُسکو اتنے دن چھوڑ دے کہ ہڈی گوشت مٹی گارا بن جائے پھر سارا پانی نکالدے

سوال ۵۶۰- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کتا چاہ مسجد میں کہ جس میں زیادہ بیس ہاتھ پانی ہے اور کتے کو گرے ہوئے ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہوا جس میں جھام لگوائی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوکر نکلیں تو احتمال ہے کہ ضرور اُس میں ہڈیاں کتے کی باقی ہوں گی اور پانی بھی دو ہاتھ کم ہوگیا تھا۔ بالکل تمام پانی نہیں نکل سکتا۔ اب شریعت کا کیا حکم ہے کس طرح وہ چاہ پاک ہو سکتا ہے۔ پانی اُس کا خوب نکلوا دیا جائے اور ہڈی باقی رہ جاوے تو اُس کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ ایسے چاہ کے پاک ہونے کی صورت فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ اُس چاہ کو اتنے عرصہ تک چھوڑ دیا جاوے کہ اُس کتے کی ہڈیاں وگوشت وپوست گل کر مٹی اور گارا ہو جاوے اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ چھ مہینہ تک اُس کو چھوڑ دیا جاوے اُس کے بعد کل پانی اُس کا نکالدیا جاوے اور کل پانی نکالنا دشوار ہو تو بوجہ چشمہ دور ہونے چاہ کے تو دو سو ڈول سے تین سو تک نکالنے سے چاہ پاک ہو جاوے گا کما فی رد المحتار ینزح کل مائہا بعد اخراجہا الا اذا تعذر کخشبۃ او خرقۃ متنجسۃ فینزح الماء الی حد ظہور الماء نصف الدلو لطہر الکل تبعا الخ وفی الشامی واشار بقولہ متنجسۃ الی انہ لابد من اخراج
11 عین النجاسۃ کلحم میتۃ الخ قلت فلو تعذر ایضا ففی القہستانی عن الجواہر لو وقع عصفور فیہا فعجزوا عن اخراجہ فما دام فیہا فنجسۃ فیترک مدۃ یعلم انہ استحال وصار حمأۃ وقیل مدۃ ستۃ اشہر الخ شامی۔ لیکن جبکہ علۃ طہارۃ استحالہ ہے یعنی مٹی وگارا ہو جانا اُس جانور کا تو ظاہر ہے کہ ہر ایک جانور کے لئے بقدر چھوٹے بڑے ہونے کے مدت مختلف ہوگی۔

اور یہ صورت بھی طہارت آب چاہ ہو سکتی ہے کہ جھام لگا کر اُس کی مٹی نکلوائی جائے جب بظن غالب ہڈیاں اُس کی نکلجاویں اور گوشت وپوست کا مٹی ہو جانا معلوم ہو جائے تو پانی اُس کا نکلوا دیا جائے پانی پاک ہو جاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

بہشتی زیور میں جو لکھا ہے کہ سانپ اور چوہے کی کھال پاک نہیں ہوتی دباغت سے یہ موافق کتب فقہ کے ہے

سوال ۵۶۱۔ بہشتی زیور میں جو لکھا ہے کہ سانپ اور چوہے اور سور کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ کتب فقہ میں ہے یطہر الجلد بالدباغت۔ الا الخنزیر والآدمی تو چوہے کی کھال اس بنا پر پاک ہونی چاہیئے وہ صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ مسئلہ مرقومہ بہشتی زیور صحیح ہے اور عبارت کتب فقہ وکل اہاب اذا دبغ فقد طہر الخ کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ امر تو ظاہر ہے کہ دباغت سے کُل کھالیں سوائے انسان وخنزیر کے پاک ہو جاتی

ہیں۔ رہا سانپ و چوہے کی کھال کا دباغت سے پاک نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اُن میں بسبب صغر کے دباغت ممکن نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار وما لا یحتملها فلا وعلیه فلا یطهر جلد حیة صغیرة وفارة الخ پس نہ ہوگی پاک چھوٹے سانپ اور چوہے کی کھال الخ۔ یعنی جبکہ اثر دباغت حقیقی و حکمی بوجہ صغر قبول نہیں کرتیں تو پاک بھی نہیں ہوتیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نجس تیل صابون بنانے سے پاک ہوجاتا ہے

سوال ۵۶۲۔ بہشتی گوہر میں لکھا ہے کہ ناپاک تیل کا اگر صابون بنالیا جاوے تو پاک ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ یہ مسئلہ درمختار جلد اول صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ مجتبائی میں بایں عبارت مذکور ہے ویطہر زیت تنجس بجعله صابونًا الخ اور وجہ اُس کی پاک ہونے کی انقلاب عین ہے۔ شامی میں اسی قول کے تحت میں مذکور ہے وعلیه یتفرع مالو وقع انسان اوکلب فی قدر الصابون فصار صابونًا یکون طاهرًا لتبدل الحقیقة الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

اگر کلی کرنے میں مُنھ سے خون نکلتا ہو تو کلی چھوڑ دینا چاہئے

سوال ۵۶۳۔ ایک شخص اگر کلی کرتا ہے تو اُس کے منھ سے خون نکلتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد بند ہوجاتا ہے۔ تب وہ وضو ختم کرتا ہے۔ چونکہ کلی کرنے سے وضو ٹوٹنے کا اندیشہ ہے اس لئے اگر وہ کلی نہ کرے اور نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ایسی حالت میں کلی نہ کرنا درست ہے بدون کلی کے نماز صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حیض ونفاس کے بعد جو سفیدی آتی ہے اگر فرج داخل سے ہے تو ناپاک ہے۔

سوال ۵۶۴۔ حیض اور نفاس سے فارغ ہوکر جو سفیدی آتی ہے وہ اگر کپڑے کو یا بدن کو لگ جاوے تو بدن و کپڑا پاک رہے گا یا نہیں۔؟

الجواب۔ رطوبت فرج خارج پاک ہے واما رطوبة الفرج الخارج فطاهرة اتفاقًا درمختار۔ اور رطوبت فرج داخل ناپاک ہے ومن وراء باطن الفرج فانه نجس قطعًا درمختار۔ پس اگر وہ سفیدی پانی اندر سے آیا ہے تو وہ ناپاک ہے۔ اگر قدر درہم سے زیادہ ہو یا کپڑے کو لگ جاوے تو دھونا چاہئے فقط

جو پیپ کہ زخم سے باہر نہ ہو وہ ناپاک نہیں۔ اور نجاست کم از درہم اگر کپڑے پر لگ گئی پھر پانی کی وجہ سے پھیل گئی تو مانع صلوٰۃ نہیں

سوال ۵۶۵۔ اگر کوئی نجاست مثلاً پیپ لہو وغیرہ کپڑے کو لگ جاوے مگر مقدار درہم سے کم لگے بایں طور کہ ابھی وہ زخم کے منھ سے بہ کر علیحدہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ فوراً پائجامہ کو لگ گئی اور پھر پانی پڑ کر مقدار درہم کی برابر یا اس سے زائد ہوگئی تو وہ کپڑا پاک ہے یا نہیں۔ اور بدن بھی پاک ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جو پیپ زخم سے باہر نہیں بہی وہ ناپاک نہیں ہے۔ اگر کپڑے یا بدن کو لگ جاوے اگرچہ مقدار درہم سے زیادہ ہو کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا۔ وہ اگر پانی پڑ کر زیادہ بھی ہوجاوے تو کچھ حرج نہیں۔

...جیسا کہ درمختار میں ہے وکل ما لیس بحدث لیس بنجس الخ اور نجاست اگر درہم سے کم بدن یا کپڑے کو
...اور پانی لگ کر زیادہ ہوجاوے تو وہ مانع عن الصلوٰۃ نہیں ہے کما فی الشامی وان کثر باصابۃ
...الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

...پانی میں نجس چیز اگر واقع ہو جائے اور معلوم نہ ہو کہ کب پڑی ہے اُسکا حکم

سوال ۵۶۶۔ ماتت فارۃ فی البئر ثم عجن من ھذا الماء او من ماء الذی نزح قبیل ھذا العلم ھل یوکل ھذا العجین ام لا۔؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار وقالا من وقت العلم فلا یلزمھم شئی قبلہ وفی رد المحتار قولہ ...لا یلزمھم ای اصحاب البئر بشئی من اعادۃ الصلوٰۃ او غسل ما اصابہ ماءھا کما صرح بہ الزیلعی الخ ...وقال فی فتاوی النفاوی قولہما ھو المختار۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قول صاحبین رح کے موافق جو کہ ...مفتی بہ ہے حکم اُس عجین کا جو قبل از علم وقوع نجاست اُس پانی سے گوندھا گیا طہارت وحلت اکل ہے فقط

...مستعمل جوتا کنوئیں سے نکالنا چاہئے اور اُسکا حکم

سوال ۵۶۷۔ اگر جوتہ کنوئیں میں گر جاوے تو اُس کا نکالنا کنوئیں سے ...ضروری ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ مستعملہ جوتہ کا کنوئیں سے نکالنا چاہئے۔ پھر اگر اُس پر پلیدی معلوم ہو تو پانی کنوئیں کا نجس ...اور کنوئیں سے حسب قاعدہ پانی نکالنا چاہئے اور اگر پلیدی معلوم نہ ہو تو پانی ناپاک نہیں ہے۔ فقط

(۱۴۳)

...نجس زمین پر جب پانی ڈالدیا جائے اور جاری ہو کر اس قدر زائل کرے تو زمین پاک ہو جاتی ہے

سوال ۵۶۸۔ نجس زمین پر اگر پاک پانی زیادہ بہا دیا جاوے تو زمین پاک ہو جاوے گی یا نہیں۔؟

الجواب۔ زمین پاک ہوگئی اور پانی بھی پاک ہے کما فی الشامی عن الذخیرۃ اذا صب علیہا ...الماء فجری قدر ذراع طہرت الارض والماء طاہر بمنزلۃ الماء الجاری۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

...ناپاک کپڑا بارش میں پھیلا ہوا ہو اور بہت پانی ...اس پر پڑ جائے تو بغیر نچوڑنے کے پاک ہوگیا

سوال ۵۶۹۔ جو کپڑا نجس ہے اگر وہ تمام برسات صحن میں دیوار پر پڑا رہا اور کبھی نچوڑا نہیں گیا۔ یا ناپاک کپڑے پر اس قدر پانی ڈالا گیا کہ ازالۃ ...نجاست ہوگیا مگر کپڑا نچوڑا نہیں گیا تو ان صورتوں میں کپڑا پاک ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ وہ کپڑا پاک ہوگیا کما فی الدر المختار اما لو غسل فی غدیر او صب علیہ ماء کثیر ...او جری علیہ الماء طہر مطلقاً بلا شرط عصر و تجفیف و تکرار غمس ھو المختار فقط واللہ اعلم

...آنکھ دکھنے میں جو آنسو نکل آتے ہیں فتح القدیر ...کی بنا پر جب تک سبب ہونا اُس کا ظاہر نہ ہو ناقض ...وضو نہیں اگرچہ درمختار میں مطلقاً ناقض قرار دیا ہے

سوال ۵۷۰۔ آنکھ دکھنے میں جو آنسو نکل آتے ہیں وہ پاک ہیں یا نہیں۔؟

الجواب۔ درمختار میں لکھا ہے کہ وہ آنسو یا پانی وغیرہ جو

دُکھتی آنکھ سے نکلے ناقض وضو ہے تو اس سے نجس ہوتا ہے۔ مگر صاحب فتح القدیر کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے جب تک پیپ ہونا اُس کا ظاہر نہ ہو ناقض وضو نہیں کما قال الفقہاء ما لیس بحدث لیس بنجس۔ فقط

گندک کو اگر پیشاب میں پکایا جاوے پاک نہیں ہوتا۔ کما فی الشامی	**سوال ۵۷۱**۔ اگر گندک کو پیشاب میں پکائی جاوے اور اُس کو اتنا پکا کہ پیشاب باقی نہ رہے تو وہ گندک پاک ہوجاوے گی یا نہیں۔؟

الجواب۔ وہ گندک کبھی پاک نہ ہوگی کما فی الشامی والخانیۃ اذا صب الطباخ فی القدر مکان الخل خمراً غلطاً فالکل نجس لا یطہر ابداً وما روی عن ابی یوسف انہ یغلی ثلاثاً لا یوخذ بہ وکذا الحنطۃ اذا طبخت فی الخمر لا تطہر ابداً الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سانپ کا تیل نجس مغلظ ہے	**سوال ۵۷۲**۔ سانپ کا تیل پاک ہے یا ناپاک۔؟

الجواب۔ سانپ کا تیل نجس مغلظ ہے اگر بدن پر مقدار درہم جگہ سے زیادہ پر لگایا جاوے تو بدون دھونے کے پاک نہ ہوگا۔ اور نماز نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

اعضاء وضو کو رومال سے پوچھنا درست ہے	**سوال ۵۷۳**۔ وضو کرنے کے رومال سے بدن پوچھنا درست ہے یا نہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جب ریش کا پانی زمین پر گرتا ہے تو فرشتوں کو اُٹھانے میں تکلیف ہوتی ہے یہ کہاں تک صحیح ہے۔؟

الجواب۔ اعضائے وضو کو رومال سے پوچھنا مستحب اور آداب میں سے ہے۔ درمختار میں ہے من الآداب تعاہد موقیہ وکعبیہ الخ والتمسح بمندیل الخ۔ اور شامی نے اس میں زیادہ تفصیل کی ہے خلاصہ یہ ہے کہ رومال سے پوچھنا مکروہ نہیں ہے بلکہ جائز ہے اور مُنھ کا پوچھنا بھی درست ہے۔ اور ریش کا بھی۔ اور اگر نہ پونچھا جاوے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ اور یہ قول کہ ریش کا پانی گرنے سے فرشتوں کو اُس کے اُٹھانے کی تکلیف ہوتی ہے بے اصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

کتاب الصلوٰۃ

اگر کوئی شخص پہلے سلام کے ختم ہوتے ہوئے دوسرے سلام کے ختم ہونے سے پہلے جماعت کے شریک ہوا جماعت کا ثواب نہیں ملتا	**سوال ۵۷۴**۔ اگر کوئی شخص جماعت میں دوسرے سلام کے ختم ہونے سے پہلے اور پہلے سلام کے بعد شریک ہوجاوے تو اُس کو جماعت کا ثواب ہوگا یا نہیں۔؟

الجواب۔ وہ شخص جماعت میں شریک نہیں ہوا اور جماعت کا ثواب اُس کو نہیں ملا۔ درمختار میں ہے وتنقضی قدوۃ بالاول الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ڑھی کے متعلق شرعی فتویٰ

سوال ۵۷۵۔ زید عالم شریف النسب ہے مگر داڑھی قصر کراتا ہے تو زید کی
مت درست ہے یا نہ۔؟ اور داڑھی کس قدر رکھنی چاہیئے۔؟

الجواب۔ وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین اوفروا
ی واحفوا الشوارب وفی روایۃ انھکوا الشوارب واعفوا اللحی متفق علیہ۔ اس حدیث سے داڑھی
چھوڑنا اور زیادہ کرنا اور مونچھوں کا کتروانا اور کم کرانا ثابت ہوا اور داڑھی کا منڈوانا اور کتروانا جبکہ داڑھی قبضہ
زیادہ نہ ہو حرام ہے۔ پس اگر زید مرتکب فعل حرام کا ہے کہ قبضہ سے کم داڑھی کو کترواتا یا منڈواتا ہے تو وہ
سق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ زید میں اگر سب باتیں موافق شرع کے ہیں لیکن ایک
ت میں وہ خلاف اور فعلِ حرام کا مرتکب ہے تو وہ فاسق ہے۔ اُس کو چاہئے کہ اس فعلِ حرام سے بھی توبہ
ے اور داڑھی نہ منڈاوے۔ اور نہ کتروائے۔ البتہ اگر قبضہ سے زیادہ ہو تو زیادہ کا کتروانا فقہاء نے جائز لکھا ہے فقط

ین سنت و فرض کلام دنیاوی ثواب کم کرتا ہے

سوال ۵۷۶۔ ھل الکلام الدنیوی بین السنۃ التی
لظھر والتی قبل الفجر وبین فرضیھما مفسد للسنۃ ام موجب لانحطاط ثواب السنۃ ام وایضاً
ل والشرب۔؟

15 **الجواب**۔ موجب لنقص الثواب لا مفسد لھا قال فی الدر المختار ولو تکلم بین السنۃ
ض لا یسقطھا ولکن ینقص ثوابھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

متعلق ایک فتویٰ

سوال ۵۷۷۔ زید نے عشاء کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی اب وتر جماعت سے
سکتا ہے یا نہیں۔ زید کا قول ہے کہ شامی میں لکھا ہے کہ وہ شخص وتر کو جماعت سے نہ پڑھے۔؟

الجواب۔ صورت مسئولہ میں شامی میں بیشک ایسا ہی نقل فرمایا ہے جیسا کہ مجیب اول زید
نے فرمایا لیکن طحطاوی نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی وہ وتر
عت سے پڑھ سکتا ہے۔ حیث قال قولہ فلیراجع تنبیہ التعلیل فی المسئلۃ السابقۃ لقولھم لانہا
ن یصلی الوتر بجماعۃ فی ھذہ الصورۃ لانہ لیس تبع للتراویح ولا للعشاء عند الامام
رحمہ اللہ تعالیٰ حلبی طحطاوی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اذان میں کیسا ہے

سوال ۵۷۸۔ اذان ترجیع کے ساتھ کہنا افضل ہے یا بلا ترجیع۔؟

الجواب۔ عند الحنفیہ اذان میں ترجیع نہیں ہے۔ بلکہ در مختار میں فرمایا کہ ترجیع مکروہ ہے ولا ترجیع
مکروہ ملتقی۔ شامی نے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی مراد ہے اور یہ بھی شامی میں ہے لاتفاق الروایات
بلالاً لم یکن یرجع وما قیل انہ رجع لم یصح ولانہ لیس فی اذان الملک النازل من السماء

بجمیع طرقہ الخ وما روی من التربیع فی اذان ابی محذورۃ لا یعارضہ ما رواہ الطبرانی الخ فقط

فرض مغرب سے پہلے دو رکعت نفل مکروہ ہے	**سوال ۵۷۹**۔ فرض مغرب سے پہلے دو رکعت نفل رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے پڑھنا ثابت ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ فرض مغرب سے پہلے دو رکعت نفل مکروہ ہیں کیونکہ اس میں تاخیر فرض مغرب لازم آتی ہے۔ شامی میں ہے وروی محمد عن ابی حنیفۃ عن حماد انہ سئل ابراھیم النخعی من الصلوۃ قبل المغرب قال فنھی عنھا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر لم یکونوا یصلونھا ثم اجاب عما ورد من فعل بعض الصحابۃ ومن امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصلوتھا لانہ اذا اتفق الناس علی ترک العمل بالحدیث المرفوع لا یجوز العمل بہ لانہ دلیل ضعفہ الخ شامی

اقتدا حنفی کا شافعی کے پیچھے درست ہے اہل حرمین کا اس پر عمل ہے۔	**سوال ۵۸۰**۔ شافعی المذہب کی اقتدا امام حنفی المذہب کے پیچھے درست ہے یا نہ؟ ایک شخص اقتدا شافعی المذہب کی امام حنفی کے پیچھے

ناجائز بتلا کر عدم جواز پر عبارت ذیل کا حوالہ درج کر کے ایک خط بذریعہ رجسٹری بھیجدیا ہے جس سے آپس میں تفرقہ پڑ گیا ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔ قال شیخنا ابن حجر الھیثمی تبعاً لشیخہ الذکری الانصاری کذا لو کان الامام لا یعتقد وجوب بعض الارکان او الشروط وان اتی بھا لانہ یقصد بادائھا النفلیہ وھو یبطل عندنا کما فی فتح المعین الخ (۱۶)

الجواب۔ مذہب حنفیہ میں اس بارہ میں تحقیق یہ ہے کہ اقتدا حنفی با امام شافعی المذہب جائز ہے معتبر عند الشافعیہ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے نزدیک بھی اقتدا شافعی با امام حنفی درست ہے اور جس کی روایات اُس شخص منکر نے لکھکر بھیجی ہے اس قسم کی روایات مذہب حنفیہ میں بھی ہیں مگر وہ معتبر نہیں ہیں اسی قبیل سے یہ روایت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ علمائے حرمین کا عمل اس کے خلاف ہے وہاں برابر شوافع حنفیہ کا اور حنفیہ شوافع کا اقتدا بلا انکار کرتے ہیں۔ باقی روایات ہر قسم کی ہوتی ہیں مگر اعتبار محققین کے قول کا ہے۔

پس ایسی روایات سے کچھ تردد جواز اقتدا شافعی با امام حنفی نہ ہونا چاہئے۔ پوری تفصیل کتب شافعیہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ جو زیادہ یہاں موجود بھی نہیں ہیں۔ اور دیکھنے کی فرصت بھی نہیں۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بچوں کا صف میں کھڑا ہونا

سوال ۵۸۱۔ بے ریش لڑکوں کا صف میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟

الجواب۔ نابالغ لڑکوں کو مردوں سے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ لیکن اگر ایک لڑکا ہو تو اُس کو مردوں کی برابر صف میں کھڑا ہونا درست ہے۔ درمختار میں ہے ثم الصبیان ظاہرہ تعددھم فلو واحدا أدخل الصف وھکذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سجدۂ تلاوت کے متعلق

سوال ۵۸۲۔ تاخیر سجدۂ تلاوت جائز است یا نہ؟

الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق قال فی الدر المختار وھی علی التراخی علی المختار وفی الشامی قولہ یجب ای موسعاً الخ شامی فثبت ان الصحیح فی سجدۃ التلاوۃ ھو الوجوب علی التراخی وان کان الافضل ھو الاداء علی الفور کذا فی الدر المختار ویکرہ تاخیرھا تنزیہاً فقط واللہ اعلم۔

نماز میں سونے کا مسئلہ

سوال ۵۸۳۔ نماز میں کوئی شخص اس طرح سو گیا جو مفسد صلوۃ نہیں اور اس نماز میں بقدر سہ تسبیح ادائے فرض میں تاخیر ہو گئی تو سجدۂ سہو لازم ہو گا یا نہیں؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار فان اتی بہا او باحدھا بان قام او رکع او سجد او قعد الاخیر نائما لا یعتد بما اتی بہ بل یعیدہ وھل یسجد لتاخیر الرکن الظاہر نعم۔ عبارت شامی مندرجہ بالا سے معلوم ہوا کہ سجدۂ سہو لازم ہونا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

نماز قصر کا حکم

سوال ۵۸۴۔ اگر پیمائش کرتے ہوئے آس پاس کے گاؤں میں پھرنا ہو اور جائے قیام سب جگہ تین منزل سے کم ہے۔ اور پیمائش کرتے ہوئے کبھی اس گاؤں سے اُس گاؤں میں اور اُس سے تیسرے اور چوتھے میں تو اس طرح فاصلہ بہت سے گاؤں کا تین منزل سے بہت زیادہ ہو جاوے گا لیکن پہلے معلوم نہ ہو تو نماز کے قصر کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ اس طرح پیمائش میں پھرنے سے جب کہ اول ارادہ تین منزل کے سفر کا نہیں ہے یا معلوم نہیں ہے اگرچہ پھرتے پھرتے زیادہ ہو جاوے نماز کے قصر کا حکم نہیں ہے۔ نماز پوری پڑھنی چاہئے۔ فقط

امام نے بجائے لحافظون کے لنافظون پڑھا نماز ہو گئی

سوال ۵۸۵۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام نے نماز کی پہلی رکعت میں مقدار دس آیات کے بعد سہواً بجائے لحافظون کے لنافظون پڑھا ہے۔ اس صورت میں نماز فاسد ہو گی یا نہیں؟

الجواب۔ نماز ہو گئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

امام کا محراب میں کھڑے ہونے کا طریقہ

سوال ۵۸۶۔ ایک مسجد کا در اور ستون ایسا ہے کہ امام اگر اُن دونوں جگہوں میں کھڑا ہو کر نماز پڑھاوے تو مقتدی بخوبی امام کو دیکھ سکتے ہیں۔ تو ایسی دونوں جگہوں میں نماز

پڑھنا کیسا ہے ایا مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی -؟

الجواب - قال فی الشامی والاصح ماروی عن ابی حنیفۃ انہ قال اکرہ ان یقوم بین السار یتین الخ - اس سے معلوم ہوا کہ امام کو در یا محراب میں اس طرح کھڑا ہونا کہ قدم بھی باہر نہ ہوں مکروہ اور مراد مکروہ سے کراہت تنزیہی ہے - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ -

وطن اصلی میں اگرچہ نیت دو دن کی ہو مگر پوری نماز ادا کریگا - اور وطن اقامت میں پندرہ دن کی نیت اقامت کرنیسے

سوال ۵۸۷ - ایک شخص نے کسی وجہ سے اپنے اہل عیال کو الف شہر سے ب شہر کو بھیجدیا - اور وہ الف کے گرد و نواح میں مسافت طے کرکے وقت گذارتا ہے اگر وہ شخص الف شہر میں آئے جہاں اُس کا کا مکان مقفل ہے تو وہاں وہ مقیم کہلایا جائے گا یا مسافر -؟

دوسرے جب وہ شخص ب شہر میں جائے جہاں اُس کے کُل عزیز و اقارب ہیں مگر وہاں اُ قیام دس روز سے بھی کم ہے اور اُسے الف شہر کو واپس آنا ہے جہاں وہ مستقل طور پر قیام پذیر ہے تو ا صورت میں وہ ب شہر میں مقیم سمجھا جائے گا یا مسافر اُس کو ہر طرح کا آرام ب شہر میں ہے اور الف شہر میں اُس کے اہل و عیال عارضی طور پر چلے گئے ہیں -؟

الجواب - معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا وطن اصلی ب شہر ہے جہاں اُس کے کل عزیز و اقارب ہیں پس اگر اُس کا وطن اصلی ب شہر ہی ہے تو وہاں پہنچتے ہی فوراً نماز پوری پڑھنی چاہئے اور الف شہر اگر وہ بوجہ ملازمت رہتا ہے تو وہ وطن اقامت ہے اگر وہاں پندرہ دن یا زیادہ کے قیام کی نیت ہو نماز پوری پڑھے ورنہ قصر کرے - حاصل یہ ہے کہ وطن اصلی میں نماز پوری پڑھنی چاہئے - اگرچہ ایک روز کو وہاں آوے - اور وطن اقامت میں اگر پندرہ دن کی نیت قیام کی ہو تو پوری نماز پڑھنی چا ورنہ قصر کرے - اور وطن اصلی وہ ہے جہاں اُس کی پیدائش ہے اور والدین رہتے ہیں اور نکاح ہے - غرض جس جگہ کا وہ اصلی رہنے والا ہے وہ وطن اصلی ہے - جب تک اُس کو چھوڑ کر دوسرا وطن بنالیوے وہی وطن اصلی رہے گا - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ختم فی التراویح کے متعلق چند احکام

سوال ۵۸۸ - بعض حافظ پانچ سات روز میں ایک مسجد میں قرآن تراویح میں پورا ختم کرکے دوسری مسجد میں دوسرا ختم تراویح میں سُناتے ہیں - یہ درست ہے یا نہیں؟ دوسری مسجد والوں کی تراویح درست ہوتی ہیں یا نہیں - حافظ لوگ اور بعض عالم اس کو جائز بتلاتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ حافظ کو ایک ختم سنت ہے - دوسرا ختم نفل ہے - اور مقتدیوں کے واسطے ختم سنت ہے تو سنت والوں کی نماز نفل والے کے پیچھے کیسے ہوگی اس کی تحقیق فرماویں -؟

الجواب۔ ایک مسجد میں پانچ سات روز میں قرآن شریف ختم کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم
نفلوں کو کرنا درست ہے اور دوسری مسجد والوں کی تراویح صحیح ہیں۔ کیونکہ تراویح کی نماز تمام
رمضان شریف میں سنت موکدہ ہے۔ پس دوسری مسجد میں جو حافظ نے تراویح پڑھائی وہ بھی
سنت مؤکدہ ہوئی اور مقتدیوں کی تراویح بھی سنت موکدہ ہوئی۔ لہذا دونوں کی نماز متحد ہوئی
علاوہ بریں نفل پڑھنے والے کے پیچھے سنت بھی ہو جاتی ہیں اور یہ شبہ کہ ختم قرآن شریف ایک بار
سنت مؤکدہ ہے۔ دوسرا اور تیسرا ختم نفل ہے۔ ساقط ہے کیونکہ اصل نماز امام کی سنت موکدہ ہے
ختم کے سنت نہ ہونے سے وہ نماز سنت نہ ہونے سے خارج نہیں ہوئی۔ اور مقتدیوں کی نماز میں
کچھ نقصان نہیں آیا۔ لیکن افضل اور بہتر اس زمانہ میں یہ ہے کہ امام حافظ ایک ختم سے زیادہ تراویح
میں نہ پڑھے۔ تاکہ مقتدیوں کو گراں نہ ہو۔ کما فی الدر المختار لکن فی الاختیار الافضل فی زماننا
قدر ما لا یثقل علیہم و فی الشامی ومنہم من استحب الختم فی لیلۃ السابع والعشرین رجاء
ان ینالوا لیلۃ القدر الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

11 مسبوق کے پیچھے اقتدار صحیح نہیں | **سوال ۵۸۹**۔ ایک شخص نماز جماعت میں تیسری یا چوتھی رکعت
میں شامل ہوا۔ نماز ختم ہونے کے بعد یہ شخص مثلاً زید اپنی نماز پوری کر رہا تھا کہ عمر نے زید کو جو چوتھی
رکعت میں شامل جماعت ہوا تھا اپنا امام کر لیا اور اُس نے بعد پورا کرنے اپنی نماز کے سلام پھیر دیا تو
جماعت درست ہوگی یا نہیں۔؟

الجواب۔ جو شخص تیسری یا چوتھی رکعت میں امام کے ساتھ شامل ہوا اور اقتدار امام کا کیا وہ
مسبوق کہلاتا ہے جس وقت وہ اپنی باقی ماندہ نماز پوری کرنے کھڑا ہو تو اُس کے پیچھے کسی کو اقتدار کرنا
درست نہیں ہے۔ درمختار میں ہے۔ لایجوز الاقتداء بہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

احتیاط الظہر کے متعلق | **سوال ۵۹۰**۔ میں احتیاط الظہر نہیں پڑھتا نہ پڑھنے میں کچھ خرابی تو نہیں۔؟

الجواب۔ امصار و قری کبیرہ میں یعنی جس جگہ نماز جمعہ عند الحنفیہ واجب ہے اور ادا ہو جاتی ہے
وہاں احتیاط الظہر ترک کر دینا چاہئے یہی احتیاط ہے۔ اور درمختار میں صاحب بحر کا فتویٰ اسی پر نقل
کیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مسبوق مقتدی کی نماز پوری کرنے کی ترکیب | **سوال ۵۹۱**۔ اخیر قعدہ میں امام کے سلام کے ساتھ ہی مقتدی
سلام پھیریں یا مقتدی اپنی باقی ماندہ درود دعا پوری کر کے سلام پھیریں۔؟

الجواب۔ ساتھ ہی سلام پھیریں۔ البتہ اگر کسی مقتدی کا تشہد یعنی التحیات کچھ باقی رہ جائے

تو اُس کو پوری کرکے سلام پھیرے۔ شامی میں ہے۔ والحاصل ان متابعۃ الامام فی الفرائض والواجبات من غیر تاخیر واجبۃ فان عارضہا واجب لاینبغی ان یفوتہ بل یاتی بہ ثم یتابعہ کما لو قام الامام قبل ان یتم المقتدی التشہد فانہ یتمہ ثم یقوم الخ بخلاف ما اذا عارضہا سنۃ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جنگل میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

سوال ۵۹۲۔ جنگل میں نماز پڑھنے کی جو بڑی فضیلت آئی ہے تو تنہائی ہے یا جماعت سے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جنگل میں جماعت بہت دشوار ہے؟

الجواب۔ جنگل میں نماز پڑھنے کی فضیلت ہے اُس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسجدوں سے زیادہ اُس میں فضیلت ہے۔ حدیث شریف سے مساجد کا خیر البقاع ہونا ثابت ہے۔ بلکہ مطلب اُس کا یہ ہے کہ جب کوئی شخص جنگل میں ہو اور وقت نماز کا آگیا تو وہیں نماز پڑھ لے۔ اگر چند آدمی ہیں جماعت کریں۔ اگر ایک ہے تنہا پڑھے۔ ہر طرح فضیلت حاصل ہے۔ شامی میں ہے وردی فی الخبران من صلی علی ھیئۃ الجماعۃ ای باذان واقامۃ ولوکان منفرداً۔ صلت بصلوتہ صفوف الملائکۃ

امرد کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے

سوال ۵۹۳۔ ایک نوعمر بے داڑھی مونچھ کا لڑکا ایک مسجد کی امامت پر مقرر کیا جاتا ہے وہ حالت قیام نماز میں بیباکانہ آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور اکثر اپنی مصنوعی تجوید سے آکبر آء اللہ اکبر (نعوذ باللہ منہا) کہتا ہے جماعت کے اکثر ناواقف مسلمان اس کی امامت کو جائز سمجھ کر اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ اور جو شخص بوجہ مذکورہ اس کی اقتداء کو مکروہ جان کر انکار کرتا ہے اور اپنے گھر میں یا مسجد میں بعد نماز جماعت علیحدہ نماز پڑھنے کو ترجیح دیتا ہے اُس کو جماعت گنہگار سمجھکر ترک تکلم وغیرہ کرتے ہیں۔ امام مذکور کی امامت، مقتدین کا یہ فعل۔ اور منکر کا انکار جائز ہیں یا کیا۔؟ اقتداء کرنے والے حق پر ہیں یا وہ لوگ جو اقتداء نہیں کرتے۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے وکذا تکرہ خلف امرد وسفیہ الخ اور شامی میں ہے الظاہر انہا تنزیہیۃ الخ۔ حاصل یہ ہے کہ امرد کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے۔ نماز ہوجاتی ہے لیکن اگر کوئی غلطی مفسد صلوٰۃ اُس سے سرزد ہو تو نماز نہیں ہوتی۔

جو لوگ امرمذکور کے پیچھے نماز جائز سمجھکر پڑھتے ہیں وہ حق پر ہیں۔ نماز اُس کے پیچھے صحیح ہے البتہ اللہ کی ہمزۂ اولیٰ کو مدکرنا مفسد صلوٰۃ ہے۔ ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ لیکن اگر اس مدکو چھوڑ دے اور اللہ اکبر وہ صحیح طریق سے پڑھے یعنی بالحذف تو نماز صحیح ہے۔ پس اگر یہ نسبت مدکی اُس امام کی طرف صحیح ہے تب تو تارکین نماز خلف امام مذکور حق پر ہیں اور نیز طعن نہیں ہوسکتا۔ اور ایسا نہیں ہے تو پھر اُس امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے حق پر ہیں۔ امام کے امرد ہونے کی وجہ سے

ترک جماعت درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

وتر باجماعت پڑھنے کا حکم

سوال ۵۹۴۔ اگر نماز تہجد بعد نماز فرض عشاء، مابین سنت و وتر کے ادا کرے بارہ رکعت یا آٹھ یا دس یا چھ یا چار۔ اور اکثر آدمی شوقین نماز تہجد ہوں تو اگر اس نماز کو جماعت سے ادا کرے یا اخیر شب میں جماعت سے پڑھ لے تو کچھ حرج یا کچھ گناہ تو نہیں۔ سُنا گیا ہے معتبر ذرائع سے کہ جناب مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے کہیں لکھا ہے کہ اگر اس نماز کو جماعت سے پڑھے تو کچھ مضائقہ نہیں یہ مستحبات سے ہے۔؟

الجواب۔ بعض احادیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد نماز عشاء قبل النوم اگر نوافل تہجد پڑھ لی جاویں تو ثواب تہجد کا حاصل ہوتا ہے۔ شامی میں ہے وهذا يفيد ان هذه السنة تحصل بالتنفل بعد صلاة العشاء قبل النوم۔ اور جماعت سے ادا کرنا تہجد کا مکروہ ہے۔ اگر بتداعی ہو۔ درمختار میں ہے ای یکره ذلك لو على سبيل التداعي بان يقتدي اربعة بواحد الخ۔ اور حضرت مولانا گنگوہی کی طرف نسبت کرنا جماعت تہجد کے جواز کو صحیح نہیں ہے۔ حضرت مولانا اس سے منع ہی فرماتے تھے۔ فقط

قاتل محض توبہ سے فسق سے خارج نہیں ہوتا جب تک اسکے ورثاء کو راضی کرینگے اسکے پیچھے نماز کا حکم

سوال ۵۹۵۔ قاتل سے قصاص نہیں لیا گیا مقتول سے
۱۳ خون معاف کرا نہیں سکتا۔ فقط توبہ کرلی۔ اب بعد توبہ بوجہ ذمہ داری حق العبد فاسق قرار دیا جاوے گا یا نہیں اور نماز اُس کے پیچھے مکروہ ہوگی یا نہیں۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے لا يصح توبة القاتل حتى يسلم نفسه للقود وهبانيه۔ شامی میں ہے ای لا تكفيه التوبة قال فی تبيين المحارم واعلم ان توبة القاتل لا تكون بالاستغفار والندامة فقط بل يتوقف على ارضاء اولياء المقتول الخ۔ اس موقع پر شامی کو بھی دیکھ لیجئے اتنی بات معلوم ہوئی کہ محض توبہ سے قتل کا گناہ معاف نہ ہوگا اور فاسق رہے گا۔ اور نماز اُس کے پیچھے مکروہ ہوگی۔ فقط

امام اگر چوتھی رکعت سے سہواً اُٹھ گیا اور پانچویں چھٹی میں کوئی شریک ہوا تو اُس کی نماز نہیں ہوئی

سوال ۵۹۶۔ امام پانچویں رکعت میں کھڑا ہو گیا چھ رکعت پوری کر کے سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دیا۔ پانچویں رکعت میں ایک آدمی اور شریک ہو گیا تو اُس کی نماز ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب۔ امام اگر چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ کر سہواً کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو چھٹی رکعت۔ ملالے اور سجدۂ سہو کرے۔ فرض اُس کے پورے ہو گئے۔ اگر کوئی شخص پانچویں یا چھٹی رکعت میں اُس امام کا مقتدی ہو تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ امام کی وہ دو رکعت نفل ہیں۔ ہکذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مغرب اور وتر کی قضا کی صورت

سوال ۵۹۷۔ اگر مغرب کے فرض تہجد کے وقت تین رکعت پڑھے کہ دو نفل ہوگئی اور ایک رکعت اکارت ہوگئی مگر اس پہ عرض ہے کہ بعد دوسری رکعت کے جو تیسری رکعت کو کھڑا ہوا تو ایک تو تاخیر سلام پھیرنے میں ہوئی دیگر جب تیسری رکعت کو کھڑا ہوا تو دوگانہ نفل کا واجب ہوگیا اور پھر تیسری پر سلام پھیر دیا۔ اس صورت میں کچھ گناہ ہوا یا نہ۔؟

الجواب۔ حالت توہم میں تین رکعت نہ پڑھے بلکہ چار پوری کرے تین قعدہ سے جیساکہ امام صاحب کے فعل قضاء کی تاویل کی گئی ہے۔ درمختار میں ہے وما نقل ان الامام قضی صلوٰۃ عمرہ فان صح نقول کان یصلی الوتر والمغرب اربعًا بثلاث قعدات الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مذہب حنفیہ میں بسم اللہ ابتداء الحمد اور ابتداء سورۃ میں خفیہ طور سے پڑھنا سنت ہے

سوال ۵۹۸۔ امام عاصم رح کے نزدیک بسم اللہ قرآن مجید کا جزو ہے یا نہیں اگر ہے تو فرضوں و نوافل میں امام و مفرد کو ہر سورت کے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں۔؟ امام عاصم رح کی تقلید اس مسئلہ میں کرنی ہوگی یا نہ تراویح میں بسم اللہ جہراً پڑھنا ہر سورت کے شروع میں ضروری ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ حنفیوں کو بسم اللہ کے بارہ میں اپنے فقہاء مذہب کا اتباع ضروری ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ بسم اللہ کے جہر کو منع فرماتے ہیں۔ آہستہ پڑھنے کا حکم فرماتے ہیں۔ پس حنفیوں کو چاہئے کہ الحمد اور سورت سے پہلے بسم اللہ سنت سمجھکر پڑھیں۔ لیکن آہستہ پڑھیں۔ اس بارہ میں امام عاصم رحمۃ اللہ کا اتباع نہ کریں یعنی بسم اللہ کو جہر سے نہ پڑھیں خواہ نوافل و تراویح ہوں یا فرض۔ ہکذا فی الدر المختار وغیرہ۔ فقط

عورتوں کو پشت قدم ڈھکنا ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے۔

سوال ۵۹۹۔ عورتوں کو نماز میں پیروں کا چھپانا واجب ہے یا نہیں۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک قدمین نہ چھپے نماز نہیں ہوتی ہے۔

الجواب۔ نماز میں پشت قدمین کا ڈھکنا فرض نہیں ہے اگر قدمین کھل جاویں تو نماز ہو جاتی ہے معتبر اور معتمد یہی ہے اگرچہ اس میں اختلاف ہے اور حدیث شریف میں جو ظہور قدمین کا ڈھکنا آیا ہے اُس سے یہ مطلب ہے کہ ایسا کرنا بہتر ہے سو اس میں کچھ کلام نہیں ہے کہ یہ بہتر ہے۔ لیکن اگر پیر کھل جاویں تو نماز ہو جاتی ہے۔ ہکذا فی الدر المختار والشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

وطن اصلی کے معنے

سوال ۶۰۰۔ درمختار میں وطن اصلی میں اس جگہ کو بھی لکھا ہے اوتا ہلہ یعنی نکاح کرنے کی جگہ تو کیا مطلقاً وہ جگہ جہاں نکاح ہوا ہے وطن اصلی ہے یا اس کا کچھ اور مطلب ہے اور اُس کی کیا تفصیل ہے

الجواب۔ وطن اصلی کے یہ معنی لکھتے ہیں کہ وطن قرار ہو یعنی وہاں رہنا مقصود ہو۔ پس موضع تاہل یعنی تزوج وطن اصلی اُسی وقت ہوتا ہے کہ وہاں رہنا مقصود ہو۔ اور اُس کی زوجہ

وہاں رہتی ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر کسی جگہ سے نکاح کرکے عورت کو لے آیا تو پھر بھی وہ موضع نکاح وطن ہوجاوے۔ حاصل یہ ہے کہ جس جگہ اس کی زوجہ رہتی ہے اور اُس کو وہاں رہنا مقصود ہے تو وہ بھی وطن اصلی ہے۔ اگر دو زوجہ دو شہروں میں رہتی ہیں تو دونوں وطن اصلی ہیں۔ ولو کان له ببلد تین فایهما دخل صار مقیماً۔ شامی۔ اس عبارت سے واضح ہے کہ زوجہ کا وہاں کا ہونا اور رہنا معتبر ہے محض نکاح کرکے کہیں سے لے آنا یہ سبب وطن بننے کا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

عورت تابع شوہر ہے

سوال ۶۰۱۔ عورت کا وطن اصلی اُس کی سسرال ہے یا والدین کا گھر وطن ولادت سے کیا مراد ہے مطلقاً یا وہ جگہ جس کو عرف میں وطن کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی جگہ ملازم ہو اور اُس کا وطن وہاں سے سفر شرعی کی مسافت ہو تو اگر یہ شخص ملازمت کی جگہ سے دس بارہ میل کا سفر کرے تو مسافر ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ عورت تابع مرد کے ہے شوہر اُس کا جہاں اُس کو رکھے وہیں اُس کا وطن ہوگا۔ وطن ولادت وہ ہے جہاں وہ پیدا ہوا۔ اور اُس کے والدین وہاں رہتے ہیں۔ ملازمت کی جگہ جہاں وہ مقیم ہے۔ اور بوجہ اقامت کے نماز پوری پڑھتا ہے تو جب تک وہاں سے مسافت شرعیہ کے سفر کا ارادہ سے نہ نکلے گا قصر نہ کرے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

(۱۵)

نماز فرض کے بعد دعاء کی مقدار

سوال ۶۰۲۔ جس نماز کے بعد سنت موکدہ ہیں اُس نماز میں دعاء مانگنے کی کتنی تعداد ہے اور جس نماز کے بعد سنت مؤکدہ ہوں اُس میں امام دعاء زیادہ دیر مانگے تو اُس کی تابعداری کرنی چاہیے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جن نمازوں کے بعد سنت موکدہ ہیں اُن میں فرضوں کے بعد زیادہ تاخیر کرنے کو مکروہ لکھا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ کچھ حرج نہیں ہے۔ پس بہتر ہے کہ امام جتنی دیر دعاء مانگے اُس کی ساتھ دعاء مانگے۔

لاحق مقتدی کی امامت کی ایک صورت

سوال ۶۰۳۔ امام ظہر کی نماز پڑھا رہا ہے جو اُس کے پیچھے کا آدمی ہے اُس کی وضو ٹوٹ گئی اتنے وہ وضو کرکے آیا امام ایک رکعت پڑھ چکا ہے۔ جب وہ آدمی آکر شامل ہوگیا تو امام کی وضو ٹوٹ گئی وہ اُس آدمی کو اپنا خلیفہ بنا کر چلا گیا وضو کرنے۔ وہ مقتدیوں کی نماز کو پورا کرے تو اپنی تین رکعت ہوتی ہیں۔ اور اپنی نماز کو پورا کرے تو مقتدیوں کی پانچ رکعت ہوتی ہیں۔ کیا کرنا چاہیے۔؟

الجواب۔ جب مقتدی کی وضو ٹوٹ گئی اور وہ وضو کرنے گیا اور اُس کی ایک رکعت فوت ہوگئی تو وہ لاحق ہے اُس کو حکم یہ ہے کہ جس وقت وہ آوے پہلے اپنی رکعت فوت شدہ پڑھے پھر امام کے

شریک ہو۔ پس اگر اُس نے ایسا کیا تو اُس کی نماز امام کے برابر ہوگئی اور اگر اُس نے اپنی فوت شدہ رکعت پہلے ادا نہ کی اور امام کے شریک ہوگیا اور پھر امام کی وضو ٹوٹ گئی اور اُس نے اُس لاحق کو امام بنا دیا تو اُسکو چاہئے کہ جس وقت امام کی چوتھی رکعت پوری ہو جاوے تو یہ شخص کسی مدرک کو خلیفہ بنا دیوے۔ جو اوّل سے امام کے شریک تھا وہ سلام پھیر دے گا اور وہ شخص اپنی رکعت فوت شدہ اُٹھکر پوری کرے۔ فقط۔

نابینا غیر محتاط کی امامت کا حکم

سوال ۶۰۴۔ ایک نابینا غیر محتاط جس کی قرأت کی حالت یہ ہے کہ حروف و حرکات کو مخارج سے حسب قاعدہ تجوید ادا نہیں کرتا اور آواز بھی اچھی نہیں ہے۔ اس صورت میں ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے کہ نابینا کا امام ہونا مکروہ تنزیہی ہے اور اس کی علت یہ ہے کہ وہ نجاست وغیرہ سے نہیں بچ سکتا اور لوگوں کو اُس کی امامت سے کراہت ہوتی ہے۔ شامی نے کہا کہ اگر نابینا موجودین میں زیادہ مسائل نماز سے واقف ہو تو پھر اُس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے بلکہ اُس کی امامت افضل ہے بینا سے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوب نابینا کو صحابہ کا امام مقرر کیا اور وہ آپ کے سفر میں جانے کے بعد امام ہوتے تھے۔ الحاصل اگر یہ وصف نابینا میں نہ ہو تو اُس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور آواز کا اچھا ہونا۔ اور حروف کو مخارج سے پوری طرح ادا کرنا اور تجوید کی ساتھ پڑھنا امور مستحسنہ میں سے ہے۔ اگر کسی نے قواعد تجوید کے موافق نہ پڑھا لیکن کوئی غلطی ایسی نہیں کی کہ نماز میں فساد لازم آوے تو نماز ہوگئی۔ اُس نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

قضا نماز کی ترکیب

سوال ۶۰۵۔ اگر خالی عصر کی یا ظہر و عصر دونوں نمازیں قضاء ہیں۔ عصر مغرب وقت ان تینوں نمازوں کو کس طرح ادا کرے جبکہ مغرب کا وقت نماز کے لئے تھوڑا ہے اگر قضا ہو نمازوں کو مقدم کرتا ہے تو نماز مغرب کا وقت بھی ہاتھ سے جاتا ہے کس طرح ترتیب جائز ہے۔ اور جبکہ یہ جائز ہے کہ اگر چار یا پانچ نمازوں کی قضاء میں ترتیب نہ دے تو جس وقت میں جو نماز وقتیہ پڑھے گا نفل شمار ہوں گی۔؟

الجواب۔ مغرب کا وقت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے رہتا ہے ظہر و عصر کو اوّل قضاء کر کے پھر مغرب کی نماز وقت میں پڑھ لے۔ اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر وقتیہ کا وقت تنگ ہو جاوے کہ سوائے وقتیہ کے قضاء کی گنجائش نہ رہی تو پھر ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ اُس حالت میں وقتیہ پہلے پڑھے اور قضاء بعد میں پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نماز میں آیت سجدہ کا حکم

سوال ۷۰۶۔ بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ اگر سجدۂ تلاوت کی نیت رکوع میں کر لی جاوے تو سجدہ ادا ہو جاتا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر امام نے آیت سجدہ پڑھ کر رکوع کیا اور رکوع میں نیت سجدہ کی کر لی تو امام اور سب مقتدیوں کی طرف سے سجدہ ادا ہو جاوے گا یا نہیں؟

الجواب۔ امام نے اگر نیت سجدہ کی رکوع میں کی تو اگر نماز سری ہے کہ مقتدیوں کو آیت سجدہ کی خبر ہی نہیں ہوئی تو امام کی نیت کافی ہے۔ اور اگر نماز جہری ہے اور مقتدیوں نے نیت سجدہ کی نہیں کی اگرچہ امام نے کر لی ہو تو مقتدیوں کو امام کے سلام کے بعد سجدۂ تلاوت کر کے پھر قعدہ اخیرہ کر کے سلام پھیرنا چاہیئے۔ الغرض امام کی نیت مقتدیوں کی طرف سے کافی نہیں ہے کذا فی الدر المختار پس ایسے موقع پر چاہیئے کہ امام سجدہ کی نیت نہ کرے بلکہ سجدہ ہی کرے تاکہ مقتدیوں کو دقت نہ ہو ان کا بھی سجدہ ادا ہو جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اگر باہر سے کوئی شخص اندر والے کو آواز دے تو کھنکارنا درست ہے نماز نہ توڑے

سوال ۷۰۷۔ کس حالت میں اگر دروازہ کوٹھے کا اندر سے بند کر کے کوئی نماز شروع کرے اور دوسرا شخص باہر سے اندر جانا چاہے جبکہ اندر والے شخص کا احوال نماز پڑھنے کا معلوم نہیں۔ حالانکہ باہر والے نے ایسا تنگ کیا ہے کہ اندر والے کو نماز کا رجوع مشکل ہو گیا ہے اب نمازی کیا طریقہ اختیار کرے۔ (الف) اسی نماز قائم ہوئی حالت میں مقابلہ دشمن از قسم انسان یا حیوان یا حشرات الارض کس طرح کرے جس میں اندیشہ نقصان ہو؟

الجواب۔ ایسی حالت میں اگر کھنکارنے سے کام چل جاوے تو کھنکارنا درست ہے تاکہ باہر سے آنے والا سمجھے کہ نماز پڑھ رہا ہے۔ جیسا کہ درمختار میں کہا او للاعلام انہ فی الصلاۃ فلا فساد علی الصحیح۔ اور نماز توڑنا اس صورت میں درست نہیں ہے۔ کما یظہر من تفصیل العلماء۔

(الف) نماز توڑ دے۔ درمختار میں ہے ویباح قطعہا لنحو قتل حیۃ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام راتب مسجد کا اولیٰ بالاقامت ہے غیروں سے اگرچہ وہ اعلم نہ ہو

سوال ۷۰۸۔ زید کو اپنے والد سے کل حق امامت اور مسجد وغیرہ کا ملا۔ اور زید میں خلاف شریعت ہرگز کوئی بات ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ نہایت متقی پرہیزگار دیندار سید عالم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر مستقیم۔ اور قوم بھی زید ہی کی امامت پر خوش اور راضی ہے۔ اگر ایسے شخص کا حق جبراً ضبط کر کے خالد نماز پنجگانہ جمعہ وغیرہ پڑھاوے زید کی موجودگی میں تو شرعاً خالد کو امامت کرنا اور اس کے پیچھے لوگوں کو اقتدا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ درمختار میں ہے واعلم ان صاحب البیت ومثلہ امام المسجد الراتب اولی بالامامۃ

من غیرہ مطلقاً ای وان کان غیرہ من الحاضرین من ھو اعلم واقرء منہ الخ۔ شامی۔ پس معلوم ہوا کہ اولی بالامامت اس صورت میں زید ہے نہ خالد۔ اور ایسی حالت میں کہ زید امام قدیم ومقرر کردہ قوم ہے خالد کو جبراً امام بننا ناجائز اور مکروہ ہے۔ لحدیث ابی داؤد ولا یقبل اللہ صلوٰۃ من تقدم قوماً وھم لہ کارھون۔ در مختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نماز کے متعلق چند ضروری سوالات وجوابات

سوال ۹۰۴۔ اگر جماعت میں مقتدی سو گیا اور امام کے ساتھ ایک سجدہ کرنا رہ گیا تو نماز ہوئی یا نہیں۔؟ (۲) اگر نماز میں درود شریف مکرر پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں۔؟ (۳) فرض میں یا سنت میں سورت کے بجائے التحیات پڑھ جاوے اور پھر یاد آوے تو کیا سورت ملاوے اور سجدۂ سہو کرے یا نہ کرے؟ (۴) نماز کے اندر تین سجدے بھولکر کرے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔؟ (۵) اگر سجدہ میں التحیات پڑھنے لگے تو کیا کرنا چاہئے۔؟ (۶) نماز میں بھول کر دو دفعہ الحمد پڑھ گیا تو سجدۂ سہو ہوگا یا نہیں۔؟ (۷) مقتدی نے یہ سمجھکر کہ امام پانچویں رکعت کو کھڑا ہوتا ہے لقمہ دیدیا اور درحقیقت وہ چوتھی ہی تھی۔ تو مقتدی کی نماز کیسی ہوئی۔؟ (۸) نماز میں ایک آیت بھولکر چھوٹ گئی اور پھر سجدہ سہو کا کر لیا تو نماز کیسی ہوئی۔؟ (۹) جبکہ سجدۂ سہو واجب نہ ہو اور سجدہ سہو ...... اور کسی وہم پر کرے تو نماز کیسی ہوتی ہے۔؟ اکثر لوگ ذرا سے وہم پر مثلاً ترک سنت ہی پر سجدہ سہو کر لیتے ہیں۔؟ (۱۰) فرض چار رکعت کی نیت تھی مگر پانچ رکعت کے تمام پر یاد آیا تو سجدۂ سہو کرنے سے کیا نماز صحیح ہو جائے گی۔ جبکہ وہ چوتھی رکعت کے قعدہ میں بھی نہ بیٹھا ہو۔ اور اگر قعدہ میں بھی بیٹھا ہو تب۔ اور اگر ایک رکعت اور ملالی جاوے تو کیا یہ چار فرض اور دو نفل ہو جائیں گے۔ یا سب کے سب نفل۔ (۱۱) جمعہ کے روز اذانِ اول ایک شخص نے کہی اور اذان جمعہ منبر کے سامنے کی دوسرے نے تو تکبیر کہنا کس کا حق ہے؟ (۱۲) کوئی شخص اذان یا تکبیر غلط کہے تو دوبارہ لوٹائی جاوے یا نہیں۔؟ ۱۰

الجواب۔ جب تک سجدہ نہ کرے گا نماز نہ ہوگی اُس کو چاہئے کہ جس وقت بیدار ہوا فوراً اُس سجدہ کو کر کے امام کے ساتھ ہو جاوے۔ ورنہ امام کے سلام کے بعد ایک سجدہ ادا کر کے پھر سجدہ سہو کر لیوے۔ بدوں ادا کرنے اُس سجدہ فوت شدہ کے اُس کی نماز نہ ہوگی۔ (۲) اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں (۳) سورۃ پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔ (۴) سجدہ سہو لازم ہے۔ (۵)۔ نماز ہوگئی اور جس وقت یاد آوے التحیات کو چھوڑ کر سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے گا تب نماز صحیح ہے۔ (۶) سجدۂ سہو لازم نہیں۔ (۷) مقتدی کی نماز میں کچھ حرج نہیں ہوا۔ (۸) اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہ تھا لیکن اگر کر لیا نماز ہوگئی۔ (۹) نماز ہو جاتی ہے (۱۰) اگر چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ گیا ہو تو سجدہ سہو کرنے سے نماز فرض ادا ہو جاتی ہے

ور اگر چھٹی رکعت ملالی تھی تو دو نفل ہو جاویں گی۔ اور اگر چوتھی رکعت میں نہ بیٹھا تھا تو نماز فرض نہیں ہوئی گر چھٹی رکعت ملالی چھ نفل ہو جاویں گی۔ (۱۱) دونوں میں سے جو چاہے تکبیر کہدے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے (۱۲) لوٹائی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

وتر کی نماز میں ہاتھ اٹھانے کی وجہ

سوال ۶۱۰۔ وتر کی نماز میں جب قنوت پڑھتے ہیں تو ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہنے کی کیا وجہ ہے۔؟

الجواب۔ وتر کی تیسری رکعت میں تکبیر کہکر ہاتھ اُٹھانے کی یہ وجہ ہے کہ مصنف ابی بکر بن شیبہ میں ایسا ہی وارد ہوا ہے۔ باب تکبیر القنوت ورفع الیدین حدثنا عبد السلام بن حرب عن لیث ن عبد الرحمن بن الاسود عن ابیہ ان عبد الرحمن مسعود رض کان اذا فرغ من القرأۃ کبر م قنت فاذا فرغ من القنوت کبر ثم رکع ومثلہ عن البراء حدثنا عبد الرحمن بن حمد المحاربی عن لیث عن الاسود عن ابیہ عبد اللہ انہ کان یرفع یدیہ اذا قنت فی الوتر صنف ابی بکر بن شیبہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

عت ثانیہ مطلقاً مکروہ ہے

(11) **سوال ۶۱۱**۔ جماعتِ ثانیہ مطلقاً ناجائز ہے۔ یا اُس میں کوئی تفصیل ہے؟

الجواب۔ قال فی رد المحتار ولنا انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان خرج لیصلح بین قوم د الی المسجد وقد صلی اہل المسجد فرجع الی منزلہ فجمع اہلہ وصلی بہم ولو جاز ذلک ی تکرار الجماعۃ فی المسجد) لما اختار الصلاۃ فی بیتہ علی الجماعۃ فی المسجد ولأن فی الاطلاق ذا تقلیل الجماعۃ معنیً فانہم لا یجتمعون اذا علموا انہا لا تفوتہم واما مسجد الشارع ناس فیہ سواء لا اختصاص لہ بفریق دون فریق اہ ومثلہ فی البدائع وغیرہا ومقتضی ہذا ستدلال کراھۃ فی مسجد المحلہ ولو بدون اذان ویؤیدہ ما فی الظہیریۃ لو دخل جماعۃ مسجد بعد ما صلی فیہ اہلہ یصلون وحدانًا وھو ظاہر الروایۃ شامی جلد اوّل ص۳۷۱۔ ی موضع اخر منہ وروی عن انس ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانوا اذا فاتتہم جماعۃ فی المسجد صلوا فی المسجد فرادی الخ ص۲۶۵ باب الاذان۔

ان روایات سے ظاہر ہوا کہ ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ جماعتِ ثانیہ مسجدِ محلہ میں مطلقاً مکروہ ہے گرچہ بلا اذان واقامت ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سنت فجر اگر قضا ہوئی تو امام محمد رح کے نزدیک طلوع کے مستحب ہے قضا کرنا۔

سوال ۶۱۲۔ جو شخص فجر کی جماعت میں شامل ہو گیا اور سنتیں نہیں پڑھی وہ بعد فرض کے سنت پڑھی یا سورج نکلنے بعد پڑھے؟

الجواب۔ وہ شخص بعد فرض کے آفتاب نکلنے سے پہلے سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ ہے اگر چاہے آفتاب نکلنے کے بعد زوال سے پہلے پہلے پڑھ لیوے یہ بہتر ہے۔ کما فی الشامی واما اذا فاتت وحدہا فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراھۃ النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذا عندھما وقال محمد احب الی یقضیھا الی الزوال الخ شامی صـ۴۶۲ جلد اوّل۔ فقط واللہ اعلم۔

نماز میں اللہ اللہ کسی عارض کے کہنے کی وجہ سے قول مفتی بہ نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال ۶۱۳۔ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے ناگاہ بندوق یا گولہ کی آواز اُس کے کان میں آئی بے اختیار اُس کے مُنھ سے محض الا اللہ نکل گیا اس صورت میں نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہ۔؟ لفظ الا اللہ بغیر لا الہ کے ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟ ۱۳۴۰ھ

الجواب۔ قال فی الدر المختار ولو سقط شئ من السطح فبسمل او دعی لاحد او علیہ فقال آمین تفسد ولا یفسد الکل عند الثانی والصحیح قولھما الخ وفی رد المحتار قولہ فبسمل الخ یشکل علیہ مافی البحر لو لدغتہ عقرب او اصابہ وجع فقال بسم اللہ قیل تفسد لانہ کالانین وقیل لا لانہ لیس من کلام الناس وفی النصاب وعلیہ الفتوی وجزم بہ فی الظہیریۃ وکذا لو قال یارب کما فی الذخیرۃ الخ۔ پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں راجح عدم فساد نماز ہے اور ذکر الا اللہ بدون لا الہ کے صوفیائے کرام میں معروف و مروج ہے اور درست ہے کیونکہ مقصود اس سے اثبات بعد النفی ہے اسی لئے صوفیائے کرام جو یہ ذکر فرماتے ہیں تو اوّل پورا کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔ پھر اُسی نفی اول کی ساتھ اثبات کا کلمہ متصل کرتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ مقصود الا اللہ سے یہی ہوتا ہے کہ کوئی معبود و مقصود اللہ کے سوا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن۔

مجموعہ مسافت اگر مدت سفر شرعی ہو یا زیادہ تو قصر کرنا چاہئے

سوال ۶۱۴۔ دورہ میں مجھ کو اطراف دیہات میں پھرنا ہے اور مسلسل بیس روز پچیس روز یا دس روز جیسی صورت ہو میں اپنی مستقر سے باہر رہتا ہوں مگر کسی ایک مقام پر ایک ہفتہ سے زائد قیام کی اجازت نہیں لیکن یہ مقامات مستقر سے تین دن تین رات کی مسافت پر نہیں ہوتے ہیں بلکہ مستقر کے اطراف ایک دائرہ میں گردش رہتی ہے مسلسل لمبی مسافت کا لحاظ کیا جاوے تو سفر مدت مقررہ سے بڑھ جاتا ہے اور تمام سفر کا لحاظ کیا جاوے تو بہت زیادہ مسافت ہو جاتی ہے۔ اندریں صورت نماز میں قصر واجب ہے یا نہیں۔؟ ۱۳۴۳ھ

الجواب۔ چونکہ مجموعہ مسافت مدت سفر شرعی سے زیادہ ہے اس لئے مستقر تک آنے تک اس صورت میں نماز کو قصر کرنا چاہئے۔ قال فی الدر المختار حتی یدخل موضع مقامہ

ان سار مدة السفر الخ قوله ان سار مدة السفر قيد بقوله حتى يدخل اى انما يدوم على القصر الى الدخول ان سار ثلثة الخ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

الصاق کعبین در رکوع سنت ہے

سوال ۶۱۵۔ الصاق کعبین در رکوع وسجود سنت مؤکدہ یا مستحب

الجواب۔ قال فی الدر المختار فی بیان سنن الصلوٰة والصاق کعبیہ فی الرکوع وفی رد المحتار قوله والصاق کعبیه) ای حیث لاعذر۔ ازیں عبارت واضح است کہ بلاعذر الصاق کعبین از سنن مؤکدہ است وممکن است کہ مراد از الصاق محاذات در رکوع وسجود کعبین باشد۔ فقط

قطع صلوٰة کے وجوہ واجبہ ومستحبہ ومباحہ

سوال ۶۱۶۔ شکستن نماز فرض وغیرہ بکدام وقت وبچہ وجہ روا باشد؟

الجواب۔ وجوہ قطع صلاة را در باب ادراک الفریضة از در مختار وشامی بہ بینند در شامی است عن خط صاحب البحر علی هامشه ان القطع یکون حراماً ومباحاً ومستحباً وواجباً فالحرام بغیر عذر والمباح اذا خاف فوت مال والمستحب القطع للاکمال والواجب لاحیاء نفس وفی الدر المختار ویجب القطع لنحو انجاء غریق او حریق ولو دعاه احد ابویه فی الفرض لا یجیبه الا ان یستغیث به الخ فقط واللہ اعلم

قبل اضارع وقت اذان سنت ہے

سوال ۶۱۷۔ اذان کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر درود شریف پڑھنا کیسا ہے۔؟ (۲) دلائل الخیرات میں یہ حدیث لکھی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ جو لوگ غائبانہ آپ کو درود بھیجتے ہیں۔ اور جو لوگ آپ کے بعد میں پیدا ہوں گے اور وہ درود بھیجیں گے۔ ان دونوں کے درود کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا میں تو بگوش سنتا ہوں درود اہل محبت کا اور پیش ہوتا ہے مجھ پر درود غیر اہل محبت کا بواسطہ ملائکہ کے۔ یہ حدیث کون سی کتابوں کی ہے اور صحیح ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اذان میں جب نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سُنے درود شریف پڑھنا مستحب ہے اور اذان کا جواب دینا بھی مستحب ہے۔ پس جس وقت مؤذن سے کلمۂ اشہد ان محمد رسول اللہ سُنے خود بھی یہ کلمہ کہے کہ صلے اللہ علیہ وسلم کہے (۲) اُس روایت دلائل الخیرات کا حال معلوم نہیں کہ صحیح ہے یا نہیں۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کس کتاب کی حدیث ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

تنحنح بلا عذر تحسین صوت کے لئے بھی مفسد صلوٰة نہیں ہے

سوال ۶۱۸۔ اگر فرض نماز میں امام صاحب بلا عذر تنحنح کریں جو محض حسن صوت کے لئے ہو۔ اور جس کی تعداد تین مرتبہ تک پہنچ گئی ہو تو اس تنحنح کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں۔؟

اور نیز سورۂ والضحیٰ کی قرأة اس طرح ہو کہ جس قدر الف مقصورہ سورۂ مذکورہ میں واقع ہیں اُن تمام کو یائے ساکنہ اور اُس کی حرف ماقبل کو مکسور کرکے پڑھیں۔ جیسا والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ الخ

(۱۳)

سورہ اور لفظ ربُکَ وَمَا قُلِیَ بضم قاف پڑھیں تو کیا یہ قرأت درست ہے اور اس سے نماز صحیح ہوجاتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار والتنحنح بلاعذر الخ فلو لتحسین صوتہ الخ فلا فساد علی الصحیح الخ اس سے معلوم ہوا کہ حسنِ صوت کے لئے تنحنح کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ تین بار یا کم و بیش ہو لاطلاق الروایۃ۔ اور سورہ والضحیٰ میں اس طرح قراۃ کرنا جس طرح آپ نے لکھا ہے امالہ ہے۔ اور امالہ عند القراء صحیح ہے اور اُس کی اقسام اور کیفیات قراء سے دریافت کرنا چاہیئے وما قُلی بضم قاف لحن ہے اور کوئی قراۃ معلوم نہیں ہوتی قراء سے تحقیق بھی کرلیں۔ امالہ سے وما قلی تو ہوجاوے گا۔ لیکن قاف کے ضمہ کی کوئی وجہ نہیں اور معنی میں تبدل کا شبہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اصل وقلاک ہے وما قلاک ہے کاف بوجہ رعایت فواصل حذف ہوگیا۔ مطلب اوپر سے یہ ہے اور تم کو تمہارے رب نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑا۔ اور نہ تم کو مبغوض رکھا۔ پس جبکہ قلا کی جگہ قُلی بضم قاف پڑھا گیا تو صیغہ مجہول کا ہوگیا۔ اور اشکال یہ پیش آیا کہ ضمیر اگر رب کی طرف پھیری جاوے تو خلاف مقصود ہے اور سیاق آیۃ مناسب نہیں اگرچہ مفسد صلاۃ بھی نہیں لامکان احتمال تاویل الصحۃ اور اگر ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع کریں تو ماقبل ومابعد کے طرز کے خلاف ہے۔ جیسا کہ ماقبل میں ماودعک ربک مذکور ہے۔ اور مابعد میں وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ الی السورۃ۔ سب میں خطاب ہے اور وما قلی ماضی مجہول غائب کا صیغہ ہوگا۔ بہرحال اُس کے غلط ہونے اور لحن ہونے میں کلام نہیں۔ گو فسادِ نماز نہیں ہوا۔ فقط

نابالغ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی | سوال ۶۱۹۔ نابالغ کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں۔؟ ۱۵۹۰

الجواب۔ حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ نابالغ کا اقتدا بالغین کو فرض و نفل کسی میں درست نہیں ہے۔ پس تراویح بھی نابالغ کے پیچھے نہیں ہوتی۔ یہی مذہب صحیح حنفیہ کا ہے اور بلوغ پندرہ برس کی عمر میں ہے۔ لہذا تاوقتیکہ لڑکا بالغ ہو اُس کو امام نہ بناویں ویسے نفلوں میں قرآن شریف اُس کا سُنتے رہیں یعنی وہ لڑکا نفل کی نیت باندھکر کھڑا ہوجاوے اور سُننے والے ویسے ہی بیٹھ کر اُس کا قرآن شریف سُنتے رہیں۔ جب پندرہ برس کا پورا ہوجاوے امام تراویح بنادیں۔ قال فی الدر المختار ولا یصح اقتداء رجل بامرأۃ وخنثیٰ وصبی مطلقاً ولو فی جنازۃ ونفل الخ علی الاصح الخ۔ اور شامی میں ہے والمختار انہ لایجوز فی الصلوات کلہا۔ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

ایک ہاتھ والے کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے | سوال ۶۲۰۔ جس کا ایک ہاتھ شانہ سے پیدائشی نہیں ہے درانحالیکہ اور کوئی آدمی نماز پڑھانے کی قابل نہیں ہے یا موجود ہے مگر نماز پڑھانے سے گریز کرتا ہو۔ اُس کے پیچھے ۱۵۹۱

نماز درست ہوگی یا نہیں۔ اور اُس کو امام مقرر کر دینا ایسی مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - جس کے ایک ہاتھ ہو اُس کی امامت کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ کذا فی الشامی۔ یعنی مکروہ تنزیہی۔ پس اگر کوئی دوسرا شخص لائق امامت کے موجود ہو اُس کو امام بنا دیں۔ ورنہ ایک ہاتھ والے کے پیچھے ہی نماز پڑھیں کہ تنہا نماز پڑھنے سے اُس کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے ہذا ان وجد غیرہم والا فلا کراہۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے | **سوال ۷۲۰**۔ زید صدور کا رشوۃ خوار اور کذاب ہے نماز پنجگانہ کا بہت محافظ نہیں بلا وجہ ترک کرتا ہے اور بزرگان دین کی شان میں کلمات گستاخانہ کہتا ہے۔ اُس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب - قال فی رد المحتار واما الفاسق فقد عللوا کراہۃ تقدیمہ بانہ لا یہتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً ولا یخفی انہ اذا کان اعلم من غیرہ لا تزول العلۃ فانہ لا یؤمن ان یصلی بہم بغیر طہارۃ فہو کالمبتدع تکرہ امامۃ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم لما ذکرنا قال ولذا لم یجز الصلوۃ خلفہ اصلاً عند مالک وروایۃ عن احمد الخ جلد اول شامی ص۳۷۶ باب الامامۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز عشاء نصف شب کے بعد مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟ | **سوال ۷۲۱**۔ نماز عشاء بعد نصف شب کے مکروہ تحریمی ہے یا نہیں۔ اور اگر بعد نصف شب کے پڑھی جاوے تو واجب الاعادہ ہے یا نہیں۔ مولانا عبدالحی صاحب مجموعہ فتاوی جلد اول ص۳۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مکروہ تحریمی ہے نماز عشاء کی بعد نصف شب کے اور واجب الاعادہ ہے اور اگر اعادہ نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور مولانا اشرف علی صاحب بہشتی زیور میں لکھتے ہیں کہ نماز کا وقت صبح صادق تک ہے اور بعد نصف رات کے مکروہ ہے اور ثواب کم ہو جاتا ہے۔ ان دونوں تحریروں میں کونسی تحریر صحیح ہے۔ اگر کبھی نماز عشاء بعد نصف رات کے پڑھی جاوے تو اُس کا اعادہ کیا جاوے یا نہیں۔ اور اگر واجب الاعادہ نہیں ہے تو مولوی عبدالحی صاحب کے فتوے کا کیا مطلب ہے۔ بینوا و توجروا

الجواب - بعد نصف شب کے عشاء کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ بعض نے مکروہ تحریمی فرمایا اور بعض نے مکروہ تنزیہی۔ فان اخرہا الی ما زاد الی النصف کرہ لتقلیل الجماعۃ - درمختار قولہ کرہ ای تحریما لما یاتی تقییدہ فی المتن اور تنزیہاً وہو الاظہر کما تذکرہ من الحلیہ - شامی۔ ثم قال تحت قول الماتن تحریماً کذا فی البحر عن القنیہ لکن فی الحلیہ ان کلام الطحطاوی یشیر الی ان الکراہۃ فی تاخیر العشاء تنزیہیۃ وہو الاظہر ۱۲ شامی پس جو فقہاء مکروہ تحریمی فرماتے ہیں ان کے نزدیک واجب الاعادہ

نہیں کیونکہ مکروہ تنزیہی کا مآل خلاف اولیٰ کی طرف ہے اور علامہ شامی کے قول اور حلبہ کی روایات سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی ہونا اظہر ہے اور وجہ اظہر ہونے کی یہ ہے کہ علت اس کراہت کی تقلیل جماعت ہے نہ یہ کہ وقت میں کوئی خرابی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مولانا عبدالحی صاحب نے اگر واجب الاعادہ لکھا ہے تو مکروہ تحریمی کی روایت کو لیکر احتیاطاً واجب الاعادہ لکھا۔ اور مولانا اشرف علی صاحب کا مطلب اگر مکروہ سے مکروہ تنزیہی ہے تو انھوں نے دوسرے قول کو جو اظہر ہے اختیار فرمایا اور یہ بھی اقرب الی الصواب ہے کہ کراہت تنزیہی ہے اور اعادہ کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن۔

خارج عن الصلوٰۃ شخص اگر لقمہ دے مصلی کو تو مصلی مکث کرکے اپنی ذات سے عمل کرے

سوال ۶۲۲۔ ایک روز نماز عشاء کی جماعت میں خادم دوسری رکعت میں شریک ہوا مگر امام کے ساتھ دونوں طرف سلام پھیر کر نماز ختم کی اور دعاء مانگی۔ مگر اُسی وقت ایک دوسری مقتدی نے جو اپنی نماز امام کے ساتھ پوری کرچکا تھا مجھے جتلایا کہ تم کھڑے ہو کر نماز پوری کرو۔ پس اگر اس حالت میں یہ عاصی کھڑا ہو کر نماز پوری کرلیتا تو نماز ہو جاتی یا نہیں اور جس صورت میں کہ میں نے اُن کا کہنا نہیں مانا بلکہ از سرِ نو چار فرض ادا کئے۔ تو یہ نماز ہو گئی یا نہیں۔ میرے نہ ماننے کی یہ وجہ ہوئی کہ دل میں یہ خیال اور شبہ پیدا ہوا کہ خارج از نماز لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔؟ بینوا توجروا۔ ۱۶۷۶

الجواب۔ اگر اُس شخص کے بتلانے کے بعد کچھ تأمل کرکے خود یاد آجاتا کہ میری ایک رکعت باقی رہی ہے اور اس بناء پر اُٹھکر ایک رکعت پوری کرکے نماز پوری کرکے سجدۂ سہو کرلیا جاتا تو نماز ہو جاتی۔ کیونکہ وہ امتثال غیر شخص کا نہیں ہے بلکہ جب کہ خود یاد آگیا تو اُسی کی طرف کھڑا ہونا منسوب ہوگا۔ درمختار میں ہے حتی لو امتثل امر غیرہ فقیل لہ تقدم فتقدم او دخل فرجۃ الصف فوسع لہ فسدت بل یمکث ساعۃً ثم یتقدم برایہ اور شامی میں عدم فساد کی تصحیح کی ہے وفی البحر عن الشرنبلالی عدم الفساد وتقدم تمام الکلام علیہ الخ شامی جلد اول۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تثویب امام ابی یوسف نے بضرورت قاضی ومفتی کو جائز رکھا ہے اب جبکہ یہ مسئلہ نہیں جائز نہیں

سوال ۶۲۳۔ بعض دیہات وقصبات میں نماز عشاء کے اور نماز فجر کے قبل الصلوٰۃ کہنا اگر سنت ہے تو رائج کیوں نہیں متروک کیوں ہے؟ ۱۶۷۷

الجواب۔ یہ تثویب ہے جس کو بضرورت جائز رکھا گیا تھا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ نے خاص قاضی وغیرہ کے لئے اس اطلاع کو جائز رکھا تھا کہ یہ لوگ مسلمانوں کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں اُن کو وقت جماعت کی اطلاع کی ضرورت ہے وخصہ ابو یوسف بمن یشتغل بمصالح العامۃ کالقاضی والمفتی والمدرس واختارہ قاضی خان الخ پس اب یہ قصہ ہی نہیں لہذا تثویب بھی متروک ہو گئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن۔

امام کا نماز جہری میں مقتدی سے لقمہ نہ لینے کا حکم

سوال ۲۲۴۔ اگر کوئی شخص نماز جہریہ میں قدرے قرات پڑھکر بھول گیا۔ مقتدی نے بغرض یاددہانی لقمہ دیا مگر امام نے لقمہ نہ لیا حتی کہ مکرر سہ کرر پر بھی امام نے لقمہ نہ لیا بلکہ نماز کو فسخ کرکے ازسرنو تحریمہ سے نماز پوری کی امام کا یہ فعل جائز ہے یا ناجائز۔؟ (۲) جس شخص کو ایسی صورت پیش آئے تو اُس کو نماز فسخ کرکے ازسرنو تحریمہ کرنا چاہیئے یا انتقال الی آیۃ والی سورۃ اخری کرنا چاہیے۔ یعنی درصورت عدم قرأۃ مایجوز بہ الصلوٰۃ۔؟ (۳) اگر کوئی شخص صورت بالا میں نماز فسخ کرکے ازسرنو تحریمہ پر زور دے اور انتقال الی آیۃ وسورۃ اخری کو ناجائز کہے اور فسخ نماز میں اس عبارت کو حجت پکڑے جو کہ صبح کی سنتوں کے متعلق ہے اذ اخاف فوت الجماعۃ یترکہا۔ صورت میں اس عبارت کو فسخ نماز کی دلیل بنانا صحیح ہے یا نہیں۔؟ (۴) عبارت مذکورہ میں یترکہا کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی کو جماعت کی فوت ہوجانے کا خیال ہو۔ اور اُس نے سنتیں شروع نہ کی ہوں سنتوں کو چھوڑ کر جماعت میں ملجاوے یا یہ معنی بھی ہیں کہ اگر کسی نے بامید جماعت سنتیں شروع کی اور بعد شروع خوف فوت جماعت ہوا تو سنتوں کو توڑ کر جماعت میں ملجاوے۔ لفظ "یترکہا" دونوں صورتوں کو شامل ہے یا کسی ایک صورت کو اور کونسی صورت کو۔ اگر ثانی صورت کو شامل ہے تو حدیث لاتبطلوا اعمالکم کا کیا مطلب ہے۔؟

الجواب (۱و۲) امام کو اس صورت میں لقمہ لیلینا چاہیئے تھا یا دوسری آیت یا سورت کی طرف انتقال کرنا چاہیئے تھا۔ اور اگر بقدر "ماتجوز بہ الصلوٰۃ" یا قدر مستحب مقدار قرأۃ ہوچکی تھی تو رکوع کر دینا چاہیئے تھا۔ توڑنا نماز کا ایسی حالت میں فقہاء نے نہیں لکھا۔ ردالمحتار میں ہے تتمۃ یکرہ ان یفتح من ساعۃ کما یکرہ للامام ان یلجیئہ الیہ بل ینتقل الی اٰیۃ اخری لا یلزم من وصلہا ما یفسد الصلوٰۃ او الی سورۃ اخری او یرکع اذا قرء قدر الغرض کما جزم بہ الزیلعی وغیرہ فی روایۃ قدر المستحب کما رجحہ الکمال الخ وفی الدر المختار بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفاتح واٰخذ بکل حال الخ وفی الشامی قولہ بکل حال ای سواء قرء الامام ما تجوز بہ الصلوٰۃ ام لا انتقل الی اٰیۃ اخری ام لا تکرار الفتح ام لا ہو الاصح۔ پس جبکہ فقہاء نے اس قدر وسعت اس میں رکھی ہے تو پھر نماز کو فسخ کر دینا مناسب نہ تھا اور بحکم "لاتبطلوا اعمالکم"۔ اس حالت میں نماز کو توڑ دینا ممنوع تھا۔ (۳) یہ امر اوپر واضح ہوا کہ ایسی حالت میں فقہاء نے لقمہ لینے کو یا انتقال الی آیت اخری (۴) یا الی سورۃ اخری کو جائز رکھا ہے۔ پس اُس کو ناجائز کہنا اور نماز کو توڑ کر دوبارہ تحریمہ باندھنے (۵) پر زور دینا بوجہ جہل کے ہے۔ مسائل شرعیہ سے عالم وفقیہ ایسا نہیں کہہ سکتا اور یہ احتیاط نہیں ہے

بلکہ وہم ہے اور خطا رہے۔ اور عبارت مذکورہ کو اس بارہ میں دلیل لانا اور صریح روایاتِ جواز و حکم اقتصار کو چھوڑنا دوسرا جہل ہے۔ اور یہ استدلال غلط ہے۔ نیز کہا گئے یہ معنی ہیں کہ شروع نہ کرے نہ یہ کہ شروع کرکے قطع کردے۔ شروع کرکے قطع کرنے کی ممانعت فقہاء نے صراحۃً لکھی ہے۔ والشارع فی النفل لایقطع مطلقاً ویتم رکعتین وکذا سنۃ الظہر وسنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الامام یتمہا اربعاً علی القول الراجح لانہا صلاۃ واحدۃ ولیس القطع للاکمال بل للابطال خلافاً لما رجحہ الکمال در مختار قولہ خلافاً لما رجحہ الکمال حیث قال وقیل یقطع علی راس الرکعتین وھو الراجح الخ شامی۔ فقط

سوال ۶۲۵۔ اگر کوئی شخص نماز میں آمین اپنے طور کہے کہ ایک دو آدمی قریب کے سن لیں تو عند الاحناف نماز ہوئی یا نہیں؟ | ایک دو آدمی کے سننے سے جہر نہیں ہوتا | ۱۹۲۵

الجواب۔ عند الحنفیہ آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔ لیکن اگر دو آدمی برابر کے سن لیں تو وہ جہر نہیں وہ بھی آہستہ میں داخل ہے۔ کما قال فی الدر المختار وادنی المخافتۃ اسماع نفسہ ومن یقربہ ولو رجل او رجلان فلیس بجہر الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سوال ۶۲۶۔ قبر کہنہ و جدید کو مسجد میں شامل کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ بینوا و توجروا؟ | قبر جبکہ برابر کردی جائے تو وہاں نماز پڑھنا درست ہے | ۱۹۲۶

الجواب۔ قبر کہنہ و جدید کا جبکہ نشان باقی نہ رہا مثلاً یہ کہ مٹی برابر کردی جاوے کہ سطح زمین کے برابر ہوجاوے تو اس میں کچھ حرج نہیں اور نماز وہاں درست ہے۔ اور اگر بہت مرتفع ہے۔ شرح منیۃ الکبیری میں ہے وکذا قال فی الفتاوی۔ لاباس بالصلوٰۃ فی المقبرۃ اذا کان فیہا موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیہ قبر۔ وھذا لان الکراھۃ معللۃ بالتشبیہ باھل الکتاب وھو فیما کان علی الصفۃ المذکورۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سوال ۶۲۷۔ ایک شخص عمدہ قرآن شریف پڑھتا ہے اور نیک آدمی ہے۔ غرض شہر بھر قابل امامت کے اس شخص کو جانتا ہے۔ صرف ایک شخص اس پر یہ الزام کہ یہ سفلی عمل پڑھتا ہے۔ اس نے دو بندوں کو گواہ کرلیا ہے کہ بیشک یہ سفلی عمل پڑھتا ہے۔ وہ انکار کرتا ہے۔ اب یہ فرمائیے جو شخص ایسے نیک امام پر کہ جس کو تمام بستی کے آدمی اچھا جانیں الزام لگاوے اس کی کیا سزا ہے؟ | اگر کسی پر جھوٹی تہمت لگائی جائے تو امامت کی درستی | ۱۹۲۷

الجواب۔ جبکہ اس الزام و تہمت کا ثبوت نہ ہو جو امام پر لگایا تو امامت اس کی بلاکراہت درست ہے۔ جھوٹا الزام لگانے والا فاسق ہے اور عاصی ہے توبہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

لنگڑے کے پیچھے نماز بلا کراہتہ درست ہے

سوال ۶۲۸۔ ایک شخص کے پیر میں لنگ ہے۔ اور مسجد کا امام ہے لیکن قرآن شریف اچھا پڑھتا ہے۔ نماز ایسے امام کے پیچھے پڑھنی درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ شامی میں ہے۔ وکذا اعرج یقوم ببعض قدمہ بالاقتداء بغیرہ۔ اولی تاتارخانیہ۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ لنگڑے کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

برص کے پیچھے نماز مکروہ جب ہے کہ اسکا برص ظاہر ہو

سوال ۶۲۹۔ اگر کسی شخص کے زیرِ ناف سفید داغ ہوں تو اُس کی امامت کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ امامت اُس کی بلا کراہت درست ہے۔ کیونکہ فقہاء نے جو ابرص کی امامت کو مکروہ لکھا ہے تو اُس میں یہ قید ہے کہ ابرص اس کا ظاہر ہو۔ اور یہ داغ ظاہر نہیں۔ وکذا تکرہ خلف امرد وسفیہ ومفلوج وابرص شاع برصہ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

فاسق امام کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے

سوال ۶۳۰۔ امام فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہونے کے خیال سے اپنے گھر میں یا مسجد میں قبل جماعت یا بعد جماعت اکیلا نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز۔ اور اکیلا نماز پڑھنے والا تارکِ جماعت تو نہ کہلائے گا۔؟

(۱۱) **الجواب**۔ درمختار میں ہے وفی النہر عن المحیط صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعۃ الخ

اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے قولہ نال فضل الجماعۃ) افاد ان الصلوٰۃ خلفہما اولیٰ من الانفراد۔ الخ پس معلوم ہوا کہ تنہا پڑھنے سے یہی بہتر ہے کہ جماعتِ مذکورہ میں شامل ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمٰن

جب دو آدمی امام و مقتدی ہوں۔ مقتدی کا پیچھے ہٹنا افضل ہے جبکہ ثالث آدمی مل جائے

سوال ۶۳۱۔ امام و مقتدی صرف دو آدمی ہیں اس لئے برابر کھڑے ہوئے ہیں۔ اب تیسرا آدمی اور آ گیا تو امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے ہٹے۔؟

الجواب۔ اس حالت میں امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے کو ہٹے دونوں امر جائز ہیں۔ لیکن مقتدی کا پیچھے ہٹنا اولیٰ ہے بہ نسبت امام کے آگے بڑھنے سے۔ کما فی الشامی وھو اولیٰ من تقدمہ لانہ متبوع الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

باب فی الجمعۃ والعیدین والجنائز

جامع مسجد کا فرش عیدگاہ میں بچھانا درست نہیں

سوال ۶۳۲۔ جامع مسجد کا فرش عیدگاہ میں بچھانا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جامع مسجد کا فرش چٹائی وغیرہ عیدگاہ میں بچھانا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

نماز جمعہ کا سوائے جامع مسجد کے دوسری مسجد میں ہونے کا حکم

سوال ۶۳۳۔ نماز جمعہ سوائے جامع مسجد کے دوسری مسجد میں بھی جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ دوسری مسجد میں بھی سوائے جامع مسجد کے جمعہ بلا کسی شرط کے درست ہے۔ فقط

نماز عیدین کے بعد مصافحہ بدعت ہے

سوال ۶۳۴۔ نماز عیدین کے بعد مصافحہ و معانقہ آپس میں کرنا سنت سے ثابت ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ نماز عیدین یا دیگر نمازوں کے بعد تخصیص مصافحہ کی کرنا اور اُسی وقتِ خاص میں اُس کو سنت جاننا اور معمول بہ ٹھیرانا بعض فقہاء نے منع لکھا ہے۔ اور تبیین محارم میں اُس کو روافض کے طریقہ سے لکھا ہے۔ اور مکروہ فرمایا ہے۔ شامی میں ہے ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انه یکرہ المصافحة بعد اداء الصلوٰت بکل حال لان الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم ما صافحوا بعد اداء الصلوٰة ولانها من سنن الروافض اھ ثم نقل عن ابن حجر من الشافعیة انها بدعة مکروهة لا اصل لها فی الشرع الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

عید کی نماز سے پہلے مطلقاً نفل منع ہے اور بعد میں مصلی میں منع ہے

سوال ۶۳۵۔ چہ فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ خواندن نماز نفل در عیدگاہ قبل یا بعد نزد علماء حنفیہ رواست یانہ؟

الجواب درمختار میں ہے ولا یتنفل قبلها مطلقاً وکذا لا یتنفل بعدها فی مصلّها قال الشامی قوله وکذا لا یتنفل کما فی الکتب الستة عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما انه صلی الله علیه وسلم خرج فصلی یوم العید لم یصل قبلها ولا بعدها وهذا النفی بعدها محمول علیه فی المصلّی الخ

اذان ثانی جمعہ کا جواب زبان سے نہ دینا چاہیئے

سوال ۶۳۶۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خطبہ ثانی کی اذان کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ درست نہیں۔ کما فی الدرالمختار وینبغی ان لا یجیب بلسانه اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

منبر یا محراب میں ہونا چاہیئے

سوال ۶۳۷۔ منبر کس جگہ ہونا چاہیئے اگر مسجد کی محراب کے اندر داہنے حصہ میں پختہ اینٹ کا منبر بنایا جاوے اور منبر کے بعد اس قدر جگہ محراب میں باقی رہے کہ اُس میں امام کھڑا ہو سکے تو جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ شامی میں ہے ومن السنة ان یخطب ای المنبر علیه اتباعاً به صلی الله علیه وسلم

کان ثلث درج الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو صورت سوال میں درج ہے درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز جمعہ عند الحنفیہ مخصوص بمصر است

سوال ۶۳۸۔ ماقولکم رحمہم اللہ دریں مسئلہ کہ فی الحال در صوبہ بنگال جم غفیر در دیہات نماز جمعہ ادا می کنند۔ صرف بایں وجہ کہ از ایام ماضیہ ہر خاص و عام نماز جمعہ بایں چنیں قریہ ادا کردہ می آیند۔ وگروہے از علمائے حنفیہ آں دیار می گویند کہ نزد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ گرچہ در دیہات نماز جمعہ روا نیست مگر بایں مسئلہ تقلید امام شافعی رح در قریہ نماز جمعہ می گذاریم۔ پس قول اوشاں چگونہ است و نماز جمعہ ہر خاص و عام وگروہے موصوفان از علمائے کرام ادا شود یا نہ۔ بر مسلک حنفیہ جواب مدلل تحریر فرمایند۔ بینوا و توجروا؟

الجواب۔ جمعہ باتفاق حنفیہ مخصوص بمصر است در قریٰ جائز نیست۔ کذا فی الہدایہ۔ صلوٰۃ الجمعۃ لا تصح الا فی مصر جامع او مصلی المصر ولا تجوز فی القریٰ۔ ومنقول از امام ابوحنیفہؒ در بیان مصر ہمیں است کہ بازار وکوچہا و حاکم نافذ کنندہ حدود داشتہ باشد۔ کذا فی المواہب للطرابلسی۔ مگر چوں تسلط کفار غالب شد و حاکم اسلام مفقود شد پس تحقیق شرط حاکم نافذ کنندہ مفقود شد۔ پس اگر قریٰ مشمول عنہا بازار وکوچہا میدارند پس بموجب روایت مذکورہ جمعہ واعیاد آنجا بوجہ شرائط دیگر آنہا
(۱۳) شبہ روا است۔ والا فلا لما فی الشمنی فلا یؤدی فی مفاضہ ولا قریۃ۔ لما روی البیہقی فی المعرفۃ وعبد الرزاق وابن ابی شیبۃ فی مصنفیہما عن علی انہ قال لا جمعۃ ولا تشریق ولا صلوٰۃ الفطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او مدینۃ عظیمۃ ولان لما فتحت الامصار والمدائن فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقری کثیرۃ ولم ینقل عنہ علیہ السلام انہ امر باقامۃ الجمعۃ فیہا انتہی۔ وظاہر است کسانیکہ نماز جمعہ در دیہات بتقلید شافعیہ ادا می کنند در نماز پنجگانہ و شرائط تعداد و دیگر مسائل بر مسلک شافعیہ عمل نمی کنند۔ ایں را تلفیق گویند و تلفیق نزد فقہا باطل است۔ پس قول بعض علماء حنفیہ در بارہ جواز صلوٰۃ جمعہ در دیہات بتقلید شافعی ہرگز صحیح و درست نیست و نماز جمعہ اوشاں نہ نزد حنفیہ صحیح می شود و نہ نزد شافعیہ۔ پس گناہ ترک نماز ظہر و قیام جمعہ بصورت عدم جواز او بر وے لازم می آید۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن

تعریف معتبر و مفتی بہ تعریف اور ما یسع اکبر مساجدہم تعریف کی نقض

سوال ۶۳۹۔ عند الاحناف وجوب جمعہ کیلئے مصر تو یقیناً شرط ہے لیکن چونکہ تعریف مصر میں اختلاف عظیم ہے۔ لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ تعریف معتبر و مفتی بہ کونسی ہے اور اس کا ماخذ کیا ہے۔ مدلل بیان فرماویں۔ وہ قریہ جس کی آبادی ۱۲۰۰ یقیناً ہے۔ اور پانچ مساجد بھی ہیں اور تمام حوائج اہل قریہ بھی دستیاب ہوتی ہیں اور صاحب ہدایہ کی تعریف نعد اوعنہ انہم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدہم لم یسعہم کالبعینہ

مصداق ہے۔ اور صاحب شرح وقایہ کی عبارت ہٰذا اولا یسع اکبر مساجدہ اہلہ مصر پر بھی انطباق ہے علاوہ بریں چونکہ قریہ مذکور میں شریف اہل علم آباد ہیں۔ اُن کی وجہ سے گردونواح کے اہل دیہات برائے شرکت جمعہ جمع ہوجاتے ہیں۔ اور خوب مجمع ہوجاتا ہے۔ لہٰذا بیان فرمایئے کہ قریۂ مذکورہ میں بنابر تعریف صاحب ہدایہ وشرح وقایہ جمع جائز ہے یا نہ۔ بہ ثانی شق میں دلیل اعراض عن التعریفین وما قول مفتی بہ ضرور تحریر فرمائیں عند اللہ ماجور وعند الناس مشکور ہوں۔

الجواب۔ مصر کی یہ تعریف وھو ما لا یسع اکبر مساجدہ اھلہ المکلفین بہا۔ منقوض ہے صحیح یہ ہے کہ عرفاً وہ بستی شہر یا قصبہ کہلائے جانے کی مستحق ہو۔ اور قریہ کبیرہ جو مثل قصبہ کے ہو۔ اور اب ضروریات عرفاں وہاں ملتی ہوں وہ بھی بحکم مصر ہے شامی میں ہے۔ وتقع فرضاً فی القصبات والقریۃ الکبیرۃ التی فیہا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب الخ شامی۔ و فی باب العیدین من الدر المختار عن القنیۃ صلاۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ در مختار۔ شامی میں ہے ومثلہ الجمعۃ الخ پس معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں ہے۔ حالانکہ تعریف مالا یسع اکبر مساجدہ الخ۔ بہت سے قریوں پر صادق آتی ہے اسی لئے شامی نے اس تعریف کے ذیل میں ۱۴ نقل فرمایا ہے۔ قولہ وما لا یسع ھذا یصدق علی کثیر من القریٰ الخ اور اس تعریف پر یہ بھی نقض کیا گیا ہے کہ حرمین شریفین کی مسجد حرام اور مسجد نبوی اس تعریف سے خارج ہوئی جاتی کیونکہ وہاں "مالا یسع" صادق نہیں آتا بلکہ اُن مساجد میں وہاں کے رہنے والوں سے بہت زیادہ وسعت ہے۔ کذا فی شرح المنیۃ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

عید اور جمعہ کی نماز قریہ صغیرہ میں مکروہ تحریمی ہے

سوال ۲۰۴۰۔ گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہ۔؟ ۹۲۶

الجواب۔ عید کی نماز گاؤں میں مکروہ تحریمی ہے کیونکہ نماز عیدین کے لئے وہی شرائط ہیں جو جمعہ کے لئے ہیں۔ اور جبکہ وہ نماز عید نہ ہوئی تو نفل ہوگی۔ اور نفل کو بتداعی وجماعت کثیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ کما فی الدر المختار۔ وفی القنیۃ صلاۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ الخ قولہ صلاۃ العید ومثلہ الجمعۃ۔ شامی قولہ بما لا یصح ای علی انہ عید والا فہو نفل مکروہ لادائہ بالجماعۃ۔ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

اذان بین یدی الخطیب کا جواب دینا اور دعا پڑھنا ممنوع ہے۔

سوال ۲۰۴۱۔ خطیب کے سامنے جو اذان کہی جاتی ہے اُس کا جواب دینا اور اُس کے بعد دعا پڑھنا کیسا ہے۔؟ ۹۲۷

الجواب۔ اذان بین یدی الخطیب کا جواب دینا اور اُس کی بعد دعا پڑھنا درمختار و شامی سے ممنوع ثابت ہوتا ہے۔ درمختار باب الاذان میں ہے وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب الخ صفحہ ۲۶۵ جلد اول شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اگر قریب کے چند چھوٹے چھوٹے گاؤں کے آدمیوں کو جمع کر لیا جائے تو شہر کا حکم نہیں ہوگا اور جمعہ جائز نہ ہوگا

سوال ۳۴۶۔ اگر قریب کے چھوٹے چھوٹے گاؤں کے مردوں کو جمع کر لیا جاوے جس کی مردم شماری دو اڑھائی ہزار ہو جاوے تو وہ بحکم شہر ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور جمعہ وہاں درست ہو جائے گا یا نہیں۔؟

الجواب۔ مواضع جو بنگال میں ہیں اُن کی کیفیت معلوم ہونے سے یہ معلوم ہوا کہ وہ قریٰ صغیرہ ہیں ہر ایک بستی اُن میں سے قریہ صغیرہ ہے۔ کیونکہ ہر ایک بستی میں جو علیحدہ نام کے ساتھ موسوم ہے چند مکانات ہوتے ہیں۔ اور غالباً ہر ایک بستی میں اُن مواضع میں سے تیس ۳۰ یا چالیس ۴۰ یا پچاس ۵۰ یا قدرے کم و بیش آدمی ہوتے ہیں۔ پس اُن میں سے کسی موضع او قصبہ میں شرائط ادا و وجوب جمعہ متحقق نہیں ہیں اور یہ امر کہ چند مواضع کو جمع کر کے اُن کی آبادی اور مردم شماری کو دو اڑھائی ہزار آدمی تک پہنچا کر اُس کو ایک بڑا قصبہ یا بڑی بستی شمار کی جاوے قواعد شرعیہ کے اعتبار سے۔ اور نیز عرف و عادت کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔ البتہ جو جگہ ایسی ہو کہ وہ شہر یا قصبہ یا بڑا قریہ ہو۔ اُس میں جمعہ واجب و ادا ہوتا ہے۔ سو بنگالہ میں بعض بعض ایسے شہر ہیں جن میں شرائط جمعہ موجود ہیں۔ باقی وہ دیہات جو چھوٹے چھوٹے ہیں مثل محلوں کے وہ اگرچہ متصل اور قریب ہوں مگر وہ سب ملکر ایک شہر نہ کہلایا جاوے گا۔ بلکہ وہ چھوٹے چھوٹے دیہات سب متفرق قریہ ہیں کہ اُن میں سے کسی میں بھی جمعہ نہیں ہو سکتا۔ قال فی رد المحتار وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض و منبر و خطیب کما فی المضمرات والظاہر انہ ارید بہ کراہۃ النفل بالجماعۃ الخ باب الجمعۃ صفحہ ۵۳۷ ج ۱۔ وفی باب العیدین من الدر المختار وفی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ الخ وفی رد المحتار للشامی قولہ صلوٰۃ العید و مثلہ الجمعۃ صفحہ ۵۵۵ ج ۱ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اگر کسی شخص موذی کو خواہ باللسان ہو یا بدبو منہ سے آتی ہو۔ عیدگاہ سے نکال دیا جاوے تو درست ہے

سوال ۳۴۷۔ زید بحالت نشہ عیدگاہ میں آیا لوگوں کو بدبو کی وجہ سے تکلیف ہوئی لوگوں نے اُس کو نکال دیا۔ اُس نے ہتک کی نالش کی یہ اخراج شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب یہ اخراج شرعاً جائز ہے۔ ویمنع منہ وکذا کل موذ ولو بلسانہ۔ درمختار۔ فقط واللہ اعلم۔

15

سوال ۶۴۴ - بعد نماز عیدین کے یا بعد خطبہ کے دعا مانگنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین وتبع تابعین سے منقول ہے یا نہیں-؟ ۱۴۸۴

(بعد نماز عید دعا مانگنا حدیث سے ثابت ہے)

الجواب - نمازوں کے بعد دعا مانگنا احادیث سے ثابت ہے۔ اور نماز کے بعد دعا کی مقبولیت کی بشارت ہے۔ پس اس حکم عام میں عیدین کی نماز بھی داخل ہیں۔ کوئی وجہ ان کے خروج کی اُس حکم عام سے نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان۔ لہٰذا دعا مانگنا ہاتھ اُٹھا کر بعد نماز عیدین کے مستحب ہے جیسا کہ تمام نمازوں کی بعد مستحب ہے۔ ہمارے اکابر کا بھی یہی طریقہ رہا۔ عن ابی امامۃ قال قیل یارسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الآخر ودبر الصلوٰت المکتوبات۔ رواہ الترمذی وفی حدیث معاذ بن جبل قال فلا تدع ان تقول فی دبر کل صلوٰۃ رب اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک الحدیث وعن سعد انہ کان یعلم بنیہ هؤلاء الکلمات ویقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ بهن دبر الصلوٰۃ الحدیث۔ وفی الحصن الحصین فی اٰداب الدعاء والصلوٰۃ ای ذات الرکوع والسجود والمراد ان تقع الدعاء المطلوب بعدها فهی من باب تقدیم العمل الصالح والتوسل الخ۔

پس ان روایات وعموم ادلہ کے بعد یہ کہنا کہ دعا بعد نماز عیدین بالتخصیص منقول ہے یا نہیں ایسا ہے جیسا کوئی یہ کہے کہ خاص ظہر کے یا عصر کے بعد یا فلاں خاص نماز کے بعد دعا ثابت ہے یا نہیں۔ الحاصل ۲۶ جیسا کہ یہ تمام نمازیں اس حکم میں داخل ہیں اسی طرح عیدین کی نمازیں بھی اس میں داخل ہیں۔ فقط۔

کتاب الجنائز

سوال ۶۴۵ - ایک شخص مرگیا ہے جس نے تمام عمر میں کبھی نماز نہیں پڑھی تھی۔ اس کی نماز جنازہ چالیس قدم بذریعہ رسی کے کھینچکر ایک دوسرے شخص نے پڑھائی اُن لوگوں کے لئے کیا حکم ہے۔؟ ۱۴۸۵

(مسلمان اگر عمر بھر بھی نماز نہ پڑھے تو اُسکے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے۔)

الجواب - واقعی رسی میں باندھکر بے نمازی مسلمان کے کھینچنے کا شریعت سے حکم نہیں ہے۔ ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔ اُس کے لئے استغفار کرنا چاہئے اور نماز جنازہ بے نمازی مسلمان کی پڑھنی چاہئے۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ صلوا علی کل برٍ وفاجر الحدیث۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اگر کسی مصیبت سے بت پرست اپنا بچہ کسی مسلمان کو دیدے اور وہ بچہ مرجائے تو اُس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جاوے گی

سوال ۶۴۷ کسی بُت پرست نے بوجہ کسی مصیبت کے اپنے شیر خوار بچہ کو کسی مسلمان کو دیدیا۔ اب وہ طفل انتقال کر گیا اُس کی جنازہ کی نماز پڑھی جاوے گی یا نہیں۔؟ اور تجہیز و تکفین مثل مسلمانوں کے ہوگی یا نہ؟

الجواب۔ اُس بچہ پر نماز نہ پڑھی جاوے گی۔ اور تجہیز و تکفین مثل مسلمانوں کے نہ کریں گے۔ کما فی الدر المختار کصبی سبی مع احد ابویہ لایصلی علیہ لانہ منعہ ای فی احکام الدنیا لا العقبیٰ الخ

قبر میں میت کا منہ کس طرف ہونا چاہیے؟

سوال ۶۴۸۔ میت کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف کرنا ضروری ہے یا کہ داہنی کروٹ پر لٹانا سنت ہے۔؟

الجواب۔ کتب فقہ میں یہ لکھا ہے ویوجّہ الیہا وجوبًا یعنی میت کو متوجہ کیا جائے قبلہ کی طرف اور یہ واجب ہے اور شامی میں لکھا ہے لکن صرح فی التحفۃ بانہ سنۃ یعنی تحفہ میں یہ تصریح کی ہے کہ قبلہ کی طرف متوجہ کرنا میت کو سنت ہے۔ اور در مختار میں ہے وینبغی کونہ علی شقہ الایمن۔ اور لائق ہے ہونا میت کا داہنی کروٹ پر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

غسّال کے پیچھے نماز وغیرہ درست ہونے کی تحقیق

سوال ۶۴۹۔ جو شخص غسل میت کا پیشہ کرے اُس کے پیچھے نماز پڑھنا اور گواہی اُس کی شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو فتاویٰ خیریہ والے نے جو غاسل میت کی امامت کو مکروہ اور گواہی کو نامعتبر لکھا ہے اُس کا کیا مطلب ہوگا۔؟

الجواب۔ غسل میت پر اُجرت لینے کے جواز و عدم جواز میں اختلاف ہے در مختار میں ہے والافضل ان یغسل المیت مجانًا فان ابتغی الغاسل الاجر جاز ان کان ثمہ غیرہ الخ وفیہ تفصیل ذکرہ الشامی و عبارۃ الفتح ولا یجوز الاستیجار علی غسل المیت ویجوز علی الحمل والدفن واجازہ بعضہم فی الغسل ایضًا الخ شامی۔ پس مجوزین قائل جواز امامت بلا کراہت وقبول شہادت ہیں اور غیر مجوزین قائل کراہت امامت وعدم قبولِ شہادت ہیں۔ پس قول صاحب فتاویٰ خیریہ مبنی قول عدم جواز پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دفن کے بعد میت کو قبر سے نکالنا جائز نہیں

سوال ۶۵۰۔ اگر بوجہ عذر کے میت کو تابوت میں رکھکر گھر میں دفن کرے اور بعد زائل ہونے عذر کے اُس تابوت کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ دفن کے بعد میت کو یا اُس کے تابوت کو قبر سے نکالنا درست نہیں ہے ولا یخرج منہ بعد اہالۃ التراب الالحق آدمی کان تکون الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ۔ در مختار۔ فقط۔

نماز جنازہ میں مقتدیوں کو ثنا و درود پڑھنے کی تحقیق

سوال ۶۵۱۔ نماز جنازہ میں امام کے پیچھے ثنا و درود دعا پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہ پڑھے تو کیا حرج ہوگا۔؟

الجواب۔ نماز جنازہ میں مقتدیوں کو امام کے پیچھے ثنار و درود و دعار و تکبیر پڑھنا چاہیئے۔ درمختار میں ہو کہ ان سب کا پڑھنا سنت ہو۔ اگر نہ پڑھا تو ترک سنت ہو گا اور بعض فقہار نے دعار کا پڑھنا فرض فرمایا ہے۔ کذا فی شرح المنیہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

میت خنثی مشکل کو غسل مرد دے یا عورت؟

سوال ۶۵۲۔ ایک میت کہ جس کا ستر مرد اور عورت دونوں کا ہو تو اُس کو غسل مرد دے یا عورت۔؟

الجواب۔ اگر میت خنثی مشکل ہو تو اُس کو غسل نہ دیا جاوے گا نہ مرد غسل دے نہ عورت بلکہ تیمم کرا دیا جاوے ویتیمم الخنثی المشکل در مختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

میت کے پیچھے باجرت معروفہ و مشروط قرآن پڑھنا جائز نہیں

سوال ۶۵۳۔ اس طرف رواج عام ہو کہ اگر کوئی شخص مرجاوے تو بعد دفن کے قرآن شریف پڑھاتے ہیں جمعہ تک اور ملانے یہ فتویٰ دیا ہے کہ قیامت تک حساب منکر و نکیر و ضغطہ قبر رفع ہو جاتا ہو۔ آیا بعد دفن کے قبر پر قرآن پڑھانا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اُجرت معروفہ یا مشروطہ پر جو قرآن شریف میت کے لئے پڑھواتے ہیں اس میں محققین نے لکھا ہے کہ میت کو ثواب نہیں پہنچتا۔ کیونکہ جب پڑھنے والے کو ثواب نہ ہوا بوجہ نیت اجر عوض کے تو میت کو کہاں سے ثواب پہنچے گا۔ البتہ اگر کوئی شخص للہ قرآن شریف کا ثواب میت کو پہنچاوے تو انشاء اللہ تعالیٰ اُس کا ثواب میت کو ملے گا خواہ مکان پر پڑھکر ثواب پہنچاوے یا گھر پر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن

زوج اپنی عورت کو غسل نہیں دے سکتا

سوال ۶۵۴۔ بی بی اگر مرجاوے تو خاوند اُس کو غسل دے سکتا ہو یا نہیں

الجواب۔ نہیں دے سکتا۔ ویمنع زوجہا من غسلہا ومسہا لا من النظر الیہا علی الاصح فیہ درمختار ثم اجاب عن غسل علی رض فاطمۃ رض بانہ محمول علی بقاء الزوجیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن۔

نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا کیسا ہو

سوال ۶۵۵ (مع جواب دیگر علمار) جنازہ کی نماز مسجد میں حنفیہ کے نزدیک پڑھنا کیسا ہے۔ مکروہ تحریمی ہو یا تنزیہی۔ بصورت ثانیہ کراہت کی علت کیا ہے اور اگر علت مرتفع ہو جاوے تو کیا حکم ہے۔ اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ مسجد میں پڑھی یا نہیں۔ اور حضرت ابوبکر رض کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی یا نہیں۔ اور اگر جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھی جاوے تو درست ہوگی یا نہ۔

جواب اوّل اول نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا مکروہ تنزیہی ہو اس کی کراہت کی علت یہ ہے کہ مسجد فرض نماز اور اُس کے توابع ونوافل کے لئے بنائی جاتی ہے نہ کہ نماز جنازہ کے لئے اس لئے اُس کی اصلی غرض کے خلاف استعمال میں لانا ہو جو جماعت کراہت ہے۔ لہذا اگر علت رفع ہو جاوے یعنی صرف نماز جنازہ کے لئے کوئی مسجد مخصوص ہو تو اس میں نماز جنازہ ادا کرنا جائز ہے۔

قول ثانی۔ نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اس کی کراہت کی علت یہ ہے کہ مسجد کو پاک صاف رکھنے کا حکم ہے اور میت کو مسجد میں لانے سے نجاست گرنے کا احتمال ہے۔ اگر نجاست گری خلاف حکم کا ہوا جو باعثِ کراہت ہے۔ لہٰذا اگر علت رفع ہو جاوے یعنی مسجد تلویث ہونے کا احتمال نہیں ہے تو نمازِ جنازہ مسجد میں ادا کرنا درست ہے؛

قول ثالث۔ جنازہ کی نماز مسجد میں حنفیہ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اور بعض علماء تحریمی کے قائل ہیں۔ اگر نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھ لی جاوے تو بھی درست ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُوپر دونوں بیٹوں بیضاء کے نماز جنازہ مسجد میں پڑھی ہے۔ اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی نماز بھی مسجد میں پڑھی گئی ہے۔ اور آنحضرت سے صاف آیا ہے کہ من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا شی علیہ۔ یعنی جو شخص نماز جنازہ مسجد میں پڑھے اُس پر گناہ نہیں۔ اور سُنن ابی داؤد میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے من صلی علی خیال فی المسجد فلا شی علیہ یعنی جو پڑھے نماز جنازہ کی مسجد میں پس نہیں ہے کوئی خوف اُوپر اُس کے۔ پس اس حدیث سے اجازت معلوم ہوتی ہے۔ ان تینوں قول میں کونسا صحیح ہے اور جو صحیح نہیں اس کا مدلّل جواب دیں۔؟ (9)

الجواب۔ صحیح اور مختار عند الحنفیہ یہ ہے کہ نماز جنازہ کی مسجدِ جماعت میں مطلقاً مکروہ ہے۔ خواہ جنازہ مسجد میں ہو یا خارج عن المسجد ہو۔ کیونکہ علت کراہت کی یہ ہے کہ مسجد فرائض خمسہ کے لئے اور ان کے توابع کے بنائی گئی ہے اور مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے کی ممانعت حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے۔ روایت ابو داؤد و احمد میں ہے۔ من صلی علی میت فی المسجد فلا شئ لہ اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے۔ فلیس لہ شئ اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے۔ من صلی علی میت فی المسجد فلا صلوٰۃ لہ پہلی دو روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ جس نے جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھی اس کو کچھ ثواب نہ ہوگا۔ اور ابن ابی شیبہ کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ اس کی نماز نہ ہوگی یعنی کامل نماز نہ ہوگی۔ اور ایک روایت ابی اور ابن ماجہ کی یہ ہے۔ فلا اجر لہ یعنی اس کو ثواب کچھ نہ ملے گا۔ بہرحال یہ جملۂ روایات ممانعت کی دلائل قویہ ہیں اور صحابہ میں جن کی نماز مسجد میں پڑھی گئی وہ بوجہ کسی خاص ضرورت کے۔ جو شراح نے لکھدیا ہے اُن سے استدلال درست نہیں۔ اور حضرت عائشہ رضؓ نے جب ارادہ سعد بن وقاص کے جنازہ کی نماز کا مسجد میں پڑھنے کا کیا تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اُس پر انکار کیا۔ چنانچہ صاحبِ لمعات اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ان عائشۃ لما توفی سعد بن ابی وقاص قالت ادخلوا بہ المسجد حتی اصلی علیہ فانکر ذلک علیہا الحدیث انکار الصحابۃ والتابعین مع کثرتہم دلیل

علی ان الامر استقر بعد ذلک علی ترکہ وتنبیغہ الخ لمعات علی المشکوٰۃ ۔ باقی یہ کہ نمازِ جنازہ مسجد میں مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی اس میں دونوں قول حنفیہ کے ہیں دلائل سے قول کراہت تحریمی کا راجح ہے اور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یعنی فرضیہ ساقط ہو جاتی ہے ۔ لیکن چونکہ مکروہ وممنوع ہے لہذا ایسا نہ کرنا چاہئے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۔

نقل عبارت شاہ صاحب حدیث ابی داؤد میں فلاشئی لہ ہے تخریج ہدایہ میں ہے قال الخطیب المحفوظ فلاشئی لہ الا سعد ابن عربی وقاص کے واقعہ میں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امہات المومنین نے مسجد میں محض دعا کی ہے ۔ مؤطا مالک میں ہے انہا امرت ان یمر علیہا بسعد بن ابی وقاص فی المسجد لتدعو لہ اھ ۔ قصہ سہیل کا جو عہدِ نبوت میں واقع ہوا ہے ایک ہی واقعہ ہے کما فی المؤطاء ممکن ہے کہ مینہ کے عذر سے ہوا ہو ۔ سنت نہیں اور مصلی جنائز کے عہدِ نبوت میں مسجد کے جنب میں تھا ۔ کما ذکر السمہودی ۔ وقائع میں تطرقِ احتمال ہوتا ہے ۔ شرائع میں ایسا نہیں ۔ فقط محمد انور عفا اللہ عنہ مدرس اول

اگر مسلمان تمام عمر نماز نہ پڑھے تب بھی اُس کی نمازِ جنازہ پڑھنی چاہئے

سوال ۶۵۶ ۔ ایک شخص نے نماز عمر بھر نہیں پڑھی بعد مدت دراز کے وہ مر گیا ۔ پس اُس شخص کے غسل وجنازہ وغیرہ کی نسبت کیا حکم ہے ۱۹۸۹
ہمارے اطراف کے ایک مولوی صاحب نے ذیل کی آیت سے اُس کے غسل وجنازہ کی ممانعت فرمائی ہے ۔ ایا یہ صحیح ہے یا نہیں ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ ۔

الجواب ۔ حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل برٍ وفاجرٍ ۔ الحدیث ۔ موافق اس حدیث کے ہر ایک مسلمان کے جنازہ کی نماز وغسل ہونا ضروری ہے اور بے نمازی بھی مسلمان ہے اس کے جنازہ کی نماز اور غسل بھی ضروری ہے اور فقہاء رحمہم اللہ نے جن لوگوں کو مستثنیٰ فرمایا ہے اُن میں بے نمازی کو داخل نہیں فرمایا ۔ اور آیت موصوفہ سے استدلال بے نمازی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنے کا محض غلط اور باطل ہے ۔ آیتِ مذکورہ میں کفار ومنافق کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنے کا امر فرمایا ہے ۔ یا یوں کہو منافقین وکفار کے جنازہ کی نماز سے منع فرمایا ہے ۔ مسلمانوں کے جنازہ کی نماز کی ممانعت اس کو سمجھنا سخت غلط بیانی اور دھوکہ ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۔

بدعات مروجہ میت

سوال ۶۵۷ ۔ بدعات مروجہ میت کے متعلق کیا حکم ہے ۔ ؟ ۱۹۹۲

الجواب ۔ اقول وباللہ التوفیق ۔ دفن میت سے فارغ ہو کر واپسی میں جو اہلِ میت نے کھانا آنحضرت صلی اللہ کے سامنے رکھا اس کو شرح منیۃ الکبیر میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے ۔ علی انہ قد عارضہ ما رواہ الامام احمد بسند صحیح وابو داؤد عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار فاخرج

مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فرئیتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل رجلہ اوسع من قبل راسہ فلما رجع استقبلہٗ داعی امرتہ فجاء وجی بالطعام فوضع بین یدیہ ووضع القدم فاکلوا ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یلوک لقمۃً فی فیہ ثم قال انی اجد لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اھلہا الی اٰخر الحدیث۔

اس روایت کو نقل کر کے صاحب شرح منیہ لکھتے ہیں فھذا یدل علی اباحۃ صنع اھل المیت الطعام والدعوۃ الیہ۔ لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ واقعہ خاص ہے اور اتفاقیہ ہے۔ لیکن جبکہ رسم ہو جاوے۔ اور طرح طرح کی خرابیوں کو مشتمل ہو۔ جیسا کہ اس زمانے میں ہے تو پھر اُس کی ممانعت میں شبہ نہیں۔ علاوہ بریں حدیث جریر کنا نعد الاجتماع الیٰ اھل المیت وضعھم الطعام من النیاحۃ مقتضی حرمت ہے اور یہ واقعہ محتمل مقید اباحت تو حسب قاعدہ اصول محرم کو ترجیح ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

میت کو دفن کے بعد نکالنا جائز نہیں

سوال ۶۵۸۔ زید باشندہ بھاگلپور مرد مسلمان اتفاق سے برائے سیر و سیاحت دارجلنگ میں آیا جو غالبًا بھاگلپور سے دارجلنگ تک ریل میں قضاء کار بتقضائے الٰہی فوت ہو گیا اس کے باپ کو بذریعہ تار اطلاع دی گئی۔ زید کے باپ نے بھاگلپور سے تار کا جواب دیا کہ اُس کو تمام مسلمان 11 مقبرہ میں دفن کر دو۔ چنانچہ از روئے شرع شریف مطابق حکم تار اُس کی تجہیز و تکفین مسلمانوں کے مقبرہ میں کی گئی۔ اب آٹھ یا نو روز کے بعد زید کا والد آیا اُس نے اپنی خواہش ظاہر کی کہ مردہ کو قبر سے نکال کر اپنے وطن بھاگلپور لیجاؤں گا۔ چنانچہ گورنمنٹ سے اجازت طلب کی گورنمنٹ سے حکم ہوا کہ مذہبی معاملہ ہے گورنمنٹ کو کوئی حق نہیں ہے۔ مسلمانوں سے دریافت کرو اُس پر ایک درخواست انجمن اسلامیہ میں اُنھوں نے دی انجمن اسلامیہ کے پیش امام مسجد نے فتویٰ دیا کہ لیجا سکتے ہیں اور مُردہ کو قبر سے نکال سکتے ہیں۔ خود شریک ہوئے اور عام مسلمانوں کے نام انجمن سے ایک نوٹس جاری ہوا کہ کل مسلمان اس کارِ خیر میں شریک ہوں۔ نعش بھاگلپور روانہ ہو گئی۔ چونکہ ہم چند مسلمانوں کو اس نئی بات ہو جانے سے تشفی نہیں ہوئی۔ لہٰذا بذریعہ استفتاء ہٰذا دریافت کرتے ہیں کہ جو نئی بات ہوئی کہ جس کو ہم لوگوں نے کبھی دیکھی نہ سُنی اِس لئے تشفی نہیں ہوئی۔ تو آیا حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا صحابہؓ یا تابعینؒ کے زمانہ میں ایسا واقعہ ہوا یا نہیں۔ اور مطابق مذہب حنفیہ مردہ مدفون کو قبر سے نکال لیجانا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ میت کو دفن کرنے کے بعد نکالنا اور کسی دوسری جگہ لیجانا درست نہیں ہے۔ شامی میں ہے واما نقلہ بعد دفنہ مطلقًا۔ قال فی الفتح واتفقت کلمۃ المشائخ فی امرأۃ دفن ابنھا وھی فی غیر بلدھا فلم تصبر وارادت نقلہ علیٰ انہٗ لایسعھا ذٰلک الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مردوں اور عورتوں کو عید سے پہلے یا بعد عید کی نماز کو سنت پڑھنا مکروہ ہے

سوال ۶۵۹۔ مردوں اور عورتوں کو عیدین کی نماز سے پہلے یا بعد میں نفل پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ اور غسل کرنا اور اچھے کپڑے پہننا کیسا ہے؟

الجواب۔ در مختار میں ہے ولا یتنفل قبلها مطلقًا الخ وکذا لا یتنفل بعدها فی مصلاها فانه مکروه عند العامة الخ ترجمہ یہ ہے کہ نہ نفل پڑھے پہلے عیدین کی نماز کے مطلقاً اور اسی طرح بعد نماز عیدین کے عیدگاہ میں کہ یہ اکثر کے نزدیک مکروہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ مردوں اور عورتوں کو سب کو مکروہ ہے اور غسل کرنا اور اچھے کپڑے بدلنا اُس دن سب کو مستحب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قریہ صغیرہ میں جمعہ ادا نہیں ہوتا

سوال ۶۶۰۔ عند الاحناف وجوب جمعہ کیلئے مصر تو یقیناً شرط ہے۔ لیکن چونکہ تعریفِ مصر میں اختلافِ عظیم ہے۔ لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ تعریف معتبر و مفتی بہ کونسی ہے اور اس کا ماخذ کیا ہے۔ مدلل بیان فرماویں۔ وہ قریہ جس کی آبادی ۱۲۰۰ یقیناً ہے اور پانچ مساجد بھی ہیں اور تمام حوائجِ اہل قریہ بھی دستیاب ہوتی ہیں۔ اور صاحبِ ہدایہ کی تعریف هذا وعنه انهم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدهم لم یسعهم کا بعینہ مصداق ہے۔ اور صاحب شرح وقایہ کی عبارت هذا اولا یسع اکبر مساجده اهله مصر پر بھی انطباق ہے۔ علاوہ بریں چونکہ قریہ مذکورہ میں شریف اہلِ علم آباد ہیں اُن کی وجہ سے گرد و نواح کے اہلِ دیہات برائے شرکتِ جمعہ جمع ہوتے ہیں اور خوب مجمع ہو جاتا ہے۔ لہذا بیان فرمائیے کہ بنابر تعریف صاحبِ ہدایہ و شرح وقایہ جمعہ جائز ہے یا نہیں ثانی شق میں دلیل اعراض عن التعریفین و ماخذ قول مفتی بہ ضرور تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔؟

الجواب۔ مصر کی یہ تعریف وهو ما لا یسع اکبر مساجده اهله المکلفین بها منقوض ہے۔ صحیح یہ ہے کہ عرفاً وہ بستی شہر یا قصبہ کہلائی جانے کی مستحق ہو۔ اور قریہ کبیرہ جو مثل قصبہ کے ہو۔ اور ضروریات مردماں وہاں ملتی ہوں وہ بھی بحکم مصر ہے۔ شامی میں ہے وتقع فرضًا فی القصبات والقریٰ الکبیرة التی فیها اسواق الی ان قال فیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر الخ شامی و فی باب العیدین من الدر المختار عن القنیة صلاة العید فی القریٰ مکروه تحریمًا۔ شامی میں ومثله الجمعه الخ۔ بس معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں ہے۔ حالانکہ تعریف ما لا یسع اکبر مساجده الخ بہت سے قریوں پر صادق آتی ہے۔ اس لئے شامی نے اس تعریف کے ذیل میں نقل فرمایا ہے۔ قوله وما لا یسع هذا یصدق علی کثیر من القریٰ۔ الخ۔ اور اس تعریف پر یہ ہی نقض کیا گیا ہے کہ حرمین شریفین کی مسجدِ حرام و مسجدِ نبوی اس تعریف سے خارج ہوئی جاتی ہے۔ کیونکہ وہاں ما لا یسع صادق نہیں آتا بلکہ ان مساجد میں وہاں کے رہنے والوں سے بہت زیادہ وسعت ہے۔ کذا فی شرح المنیہ۔ فقط واللہ تعالیٰ

قریہ مخصوصہ میں جمعہ کا جائز نہ ہونا جواب سابق سے واضح ہے۔ کیونکہ جس تعریف کی بنا پر اسمیں جمعہ کے جواز کا خیال ہوتا تھا جبکہ وہ تعریف ہی منقوض ہوگئی تو جمعہ اس بنا کے رُو سے کیسے صحیح ہوگا اور قریہ مخصوص بلحاظ آبادی قریہ کبیرہ بھی نہیں ہے بلکہ قریہ صغیرہ ہے اس وجہ سے اس میں جمعہ ادا ہونے کے شرائط موجود نہیں ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ قریہ کبیرہ ہونا باعتبار کثرت آبادی کی ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اگر عیدگاہ حرام پیسے سے بنی ہوئی ہو تو اُس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

سوال ۶۶۱۔ اگر کسی عیدگاہ کو ہیجڑے نے بنوائی ہو جس کا پیسہ ناچ گانے سے حاصل ہوا ہو۔ اور اُس جگہ کو لوگ ہیجڑے کی چھتری کہتے ہوں اس عیدگاہ میں نماز پڑھنی اچھی ہے یا کسی میدان میں۔؟

الجواب۔ نماز عیدین شہر سے باہر جنگل میں یا عیدگاہ میں پڑھنا مسنون ہے اور جس عیدگاہ میں حرام پیسہ لگا ہو۔ اس میں مکروہ ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ میدان میں پڑھیں۔ قال فی الدر المختار اما المتخذ لصلاۃ جنازۃ وعید فہو مسجد فی حق جواز الاقتداء۔ وفی الشامی قال تاج الشریعۃ اما لو انفق فی ذلک مالاً خبیثاً او ماسببہ الخبیث والطیب فیکرہ لان اللہ تعالیٰ لا یقبل الا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بما لا یقبلہ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

۱۳

بعد صلوٰۃ عیدین مصافحہ کرنا بدعت ہے

سوال ۶۶۲۔ درباره مصافحہ بعد الصلوٰۃ۔؟

الجواب۔ لکن قد یقال ان المواظبۃ علیہا بعد الصلوٰۃ خاصۃً قد یؤدی الجہلۃ الی اعتقاد سنیتہا فی خصوص ہذہ المواضع الی ان قال ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انہ تکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلوٰۃ بکل حال لانہا من سنن الروافض الخ۔ آخر عبارت سے یہ واضح ہوا کہ یہ طریقہ روافض کا ہے اس لئے اس کا التزام نہ کرنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

عید کی نماز جنازہ سے پہلے اور خطبہ جنازہ کے بعد ہونا چاہیئے

سوال ۶۶۳۔ بعد ادائے عید قبل از خطبہ صلوٰۃ جنازہ بہ کراہت جائز ہے یا بلا کراہت یا خلاف اولیٰ ہے۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے کہ عید کی نماز جنازہ کی نماز سے پہلے ہونی چاہیئے۔ اور جنازہ کی نماز خطبہ سے پہلے ہونی چاہیئے۔ پس مقدم کرنا جنازہ کا خطبہ عیدین پر ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خطبہ جمعہ کے درمیان وعظ کہنا اور اردو فارسی کے اشعار پڑھنا مکروہ ہے

سوال ۶۶۴۔ خطبہ جمعہ میں اُردو فارسی واشعار نظم ونثر پڑھنا کیسا ہے۔؟

الجواب۔ خطبہ جمعہ میں اُردو فارسی ونظم ونثر پڑھنا مکروہ وبدعت ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے مسوی ومصفی شرح مؤطا میں تحقیق فرمایا ہے کہ عربی ہونا خطبہ کا سنت مستمرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہؓ کا ہے کبھی اس کا خلاف سلف سے نہیں منقول ہوا۔

اور جو عمل مستمر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ رضؓ کا ہو وہ سنت ہے۔ اُس کا خلاف بالضرورت بدعت ہو گا۔ یہ بھی حضرت شاہ صاحب موصوف نے ارقام فرمایا ہے کہ صحابہ رضؓ باوجودیکہ بلادِ عجم فارس وغیرہ تشریف لے گئے اور مسائل دینیہ اور احکام شریعت ان کو ان کی زبانوں میں تعلیم فرمائے۔ لیکن خطبہ میں کچھ تغیر نہیں کیا اور اس میں رعایت مخاطبین کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ خطبہ وعظ اور نصیحت ہے اُن کی زبانوں میں ترجمہ نہیں کیا۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ قرآن شریف بغرض وعظ و تذکیر نازل ہوا ہے۔ اور قرآن شریف سے تذکیر مقصود ہے لیکن نماز میں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھنا درست نہیں۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ خطبہ مثل شطر صلوٰۃ کے ہے۔ جیسا کہ شامی میں ہے۔ قولہ بل کشطرھا فی الثواب هذا تأويل لما ورد في الأثر من ان الخطبة كشطر الصلوٰة فان مقتضاه انها اقامت مقام ركعتين من الظهر عما قامت الجمعة مقام ركعتين منه الخ شامی باب الجمعة وفی بیان الصلوٰۃ ذکرہ الدعاء بالعجمیۃ لان عمر رضی اللہ عنہ نھی عن رطانة الاعاجم۔ والرطانة كما فى القاموس الكلام بالعجمية۔ الغرض روایات فقہیہ سے اور عمل صحابہ سے بھی ثابت ہے کہ خطبہ میں اُردو وفارسی نظم و نثر مکروہ اور بدعت ہے اور درمیان خطبہ کے وعظ کہنا بھی ایسا ہی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ ۱۴

۱۹۹

کتاب الزکوٰۃ

سادات کو ہر زمانہ میں زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔

سوال ۶۶۵۔ سادات کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں اور امام صاحب کی ظاہر روایت سے جواز معلوم ہوتا ہے۔؟

الجواب۔ ظاہر مذہب اور مفتی بہ مذہب حنفیہ کا یہی ہے کہ سادات کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے درمختار میں ہے ثم ظاهر المذهب اطلاق المنع قوله اطلاق المنع يعني سواء فی ذلک كل الازمنة وسواء في ذلك دفع بعضهم لبعض ودفع غيرهم لهم الخ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مفتی دار العلوم دیوبند

پراوڈنٹ فنڈکی روپیہ وصول ہونیسے پہلے زکوۃ نہیں

سوال ۶۶۶ - بعض ملازمت ہائے انگلشیہ میں ایک طرز پراوڈنٹ فنڈ کا جاری ہے۔ پراوڈنٹ فنڈ یہ ہے کہ تنخواہ ملازم میں سے ایک مقدار ہر ماہ میں کٹتی رہتی ہے اور وہ زرِ رقم جمع ہوکر بوقت علیحدگی خود ملازم یا درصورتِ فوت ملازم اُس کے ورثہ کو ملتا ہے۔ اس سوال میں خالص بریلی کالج فنڈ کی بحث ہے جس کے قواعد میں ابتداءً یہ تھا کہ اگر ملازم چاہے تو پانچ فی صدی اپنی تنخواہ میں سے پراوڈنٹ فنڈ میں جمع کرتا رہے۔ لیکن جبکہ بعض ملازمین نے اس قاعدہ پر اعتراض کرکے پوری تنخواہ ماہانہ لینی چاہی تو کمیٹی منتظمہ کالج نے قاعدہ مذکورہ کے بجائے اجبار کردیا۔ جس سے ہر ملازم کی تنخواہ میں سے ماہانہ رقم وضع ہونے لگی۔ اور اختیار نہیں رہا کہ کبھی وہ حالتِ ملازمت میں بجز صورت علیحدگی یا فوت ہونے کے رقم مجرا کردہ لے سکے۔ یہ رقم مجرا شدہ وقتاً فوقتاً الہ آباد بنک میں ہر ملازم کے نام کی آگے تعداد رقم مجرا شدہ ششماہی اور سالانہ لکھی جانے لگی اور اُس پر منافع دوسرے خانہ میں لکھا جانے لگا۔ اور تیسرے خانہ میں رقم مجرا شدہ کے برابر رقم اور لکھی جانے لگی کمیٹی منتظمہ ملکہ گورنمنٹ کا عطیہ خاص ہی طرف سے یہ رقم ملازم کالج کے لئے تھی اور ہے یعنی وقت علیحدگی ملازم کے مجموعہ تینوں رقم کے ملنے کا قاعدہ ہوا۔ لیکن رقم مجرا شدہ از تنخواہ کے ملنے کا وقت علیحدگی ہر حال میں وعدہ تھا اور ہے پر اپنی رقم عطیہ کے ملنے کو کمیٹی نے اس بات کے ساتھ مشروط کیا کہ وقت علیحدگی ملازم کے اول کمیٹی کی (9)
طرف سے رزیلوشن تجویز ہوگئے۔ آیا اس ملازم کو رقم عطیہ ملے یا نہیں۔ حکم ہونے پر رقم مذکور عطیہ ملازم کو دی جاوے گی ورنہ نہیں۔ یہ طریقہ پنشن کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جو بوقت پیری یا علیحدگی ملازم کو امداد دے سکے اور ساتھ میں ایک نوع دباؤ یا لالچ دلانے کی صورت بھی ہے۔ اور ترغیب پروفیسران ومعلمانِ کالج کے لئے وفاداری گورنمنٹ کی کہ اُن کا روپیہ جزوِ تنخواہ جو جمع ہوکر زائد رقوم ہوکر ہزاروں تک ہوکر کمیٹی کے اختیار وقبضہ میں رہتا ہے اگر وہ وفادار نہ بنیں تو ان رقوم سے ہاتھ اُٹھائیں۔ بالجملہ دوم اگست ۱۹۱۵ء کو ایک پروفیسر کو رقم مبلغ ایک ہزار سات سو چوّن روپیہ چودہ آنہ ایک پائی مجموعہ ہرسہ مدات مذکورہ یعنی رقم مجرا شدہ از تنخواہ مبلغ چھ سو نوّے روپیہ ورقم سود یا منافع مذکورہ تعدادی دو سو اٹھائیس روپیہ دس آنہ آٹھ پائی ورقم عطیہ ازجانب کمیٹی مساوی رقم اول تعدادی چھ سو نوّے روپیہ کا بحمدہ تعالیٰ عطا ہوا۔ اور روپیہ پروفیسر کے ہاتھ میں آگیا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا اس رقم پر بعد حولان حول زکوٰۃ اُس کی ذمہ لازم وواجب ہوگی یا سرِ دست زکوٰۃ سنین ماضیہ کی واجب ہے۔؟

الجواب - ہرسہ رقم وصول ہوجانے کے بعد حولان حول ہونے کے بعد زکوٰۃ دینا واجب ہوگا۔

سنین ماضیہ کی زکوٰۃ کسی رقم کی بھی لازم نہ ہوگی۔ رقم منافع ورقم عطیہ پر عدم وجوب زکوٰۃ ظاہر ہے کہ ابھی مِلک مزکی میں ہی نہیں آئی اور رقم مجرا شدہ کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ شان مصادرہ موجود ہے اور اجبار اُس کی دلیل ہے اور معرض سقوط میں ہونا اُس کا مستبعد نہیں والاصل فیہ حدیث علی لا زکوٰۃ فی مال الضمار (در مختار) قولہ حدیث علی کذا عزاہ فی الہدایہ الی علی ولیس بمعروف وانما ذکرہ سبط ابن الجوزی فی آثار الصاف عن عثمان وابن عمر کذا فی شرح النقایہ لملا علی قاری (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہٗ

عشری زمین کی تعریف اور باوجود مالگذاری لینے کے عشر واجب ہے یا نہیں

سوال ۶۶۷۔ زمین عشری کی کیا تعریف ہے اور کیا اپنی سب زمین عشری ہے۔ اور سب کا عشر دینا واجب ہے۔ حالانکہ سرکار بھی مالگذاری لیتی ہے اور جو زمین مہاجن سے مسلمان نے لی ہے اُس کی آمدنی پر بھی عشر دیا جائے اور عشر مالک کے ذمہ ہے یا کاشتکار کے۔ اگر مالک خود کاشت کرے تو کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ عشری زمین کا مطلب یہ ہے کہ جس زمین میں عشر واجب ہو وہ عشری ہے۔ جس وقت پورا حال معلوم نہ ہو جیسا کہ اس وقت ہے تو عموماً یہ حکم کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی مملوکہ زمین عشری سمجھی جاتی ہے اور کفار کی مملوکہ اراضی خراجی۔ پس مسلمان کے پاس جو زمین مثلاً معافی کی چلی آتی ہے یا اُس نے کسی مسلمان سے خریدی ہے وہ عشری ہے اور جو زمین کافر سے خریدی ہے وہ خراجی رہے گی اور بعض حضرات نے ایسا بھی لکھا ہے کہ جب سرکار سب زمینوں کا محصول لیتی ہے تو سب خراجی ہی ہیں مگر مقتضائے احتیاط یہ ہے کہ مسلمان اپنی اراضی مملوکہ میں عشر نکالیں۔ زمین اگر اجارہ پر دی گئی تو امام کے نزدیک عشر مالک پر ہے۔ رقم اجارہ میں سے دسواں حصہ صدقہ کرے اگر مالک خود کاشت کرے تمام پیداوار کا دسواں حصہ نکالے۔ محصول سرکاری وغیرہ کچھ وضع نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فدیۂ صوم کا ایک مسئلہ

سوال ۶۶۸۔ فدیۂ صوم میں اگر ایک ماہ یا کم و بیش ایک مسکین کو کھانا دیا اور بقایا ایک ماہ یا کم و بیش کی قیمت اُسی کو ایک دفع ایک دن دیدی جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ کفارہ میں تو ایک محتاج کو ایک دن میں زیادہ دینے سے ایک دن کا فدیہ ادا ہوگا مثلاً قَسَم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو یا روزہ کے کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینے کا حکم ہے اگر ایک فقیر کو ایک دن میں زیادہ مقدار دے گا تو وہ ایک دن کا ہوگا زیادہ محسوب نہ ہوگا۔ اور جس کو رمضان کے روزوں کا فدیہ دینا درست ہے۔ اُس میں اگر ایک محتاج کو کئی روزہ کا فدیہ دیدے تو ادا ہو جاتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وبلا تعدد فقیر۔ شامی ہے۔ قولہ وبلا تعدد فقیر الخ ای

کفارۃ الیمین للنص فیہا علی التعدد الخ چونکہ آپ نے تصریح نہیں فرمائی کہ آپ کی مراد کفارۂ صوم کا ہے جو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا دیا جاتا ہے یا جو شخص عاجز روزہ رمضان کے رکھنے سے ہے وہ جو فدیہ ادا کرتا ہے وہ مراد ہے اول اور ثانی کے حکم میں فرق ہے کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا یا ناج یا نقد دیوے یا ایک مسکین کو ساٹھ دن دیوے یہ ضروری ہے ایک مسکین کو ایک دن میں زیادہ دے گا تو ایکدن ہی ادا ہوگا۔ الحاصل کفارہ میں تعدد فقراء کا یا تعدد ایام کا ضروری ہے اور فدیہ میں تعدد فقراء و تعدد ایام کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

زمین عشری سے اگر خراج لیا جاوے تو عشر دینا دیانۃً لازم ہے

سوال ۶۶۹۔ مولانا عبدالحی صاحب در مجموعۂ فتاویٰ جلد دوم ص۱۳۱ نوشتہ اند کہ ہر کہ در زمین مملوکہ خود باب باران کاشت کرد عشر غلہ بر رب الارض واجب الاداست۔ مگر در صورتیکہ خراج زمین مذکورہ بحاکم وقت دادہ شود دراں وقت عشر ساقط است بعبارت رد المحتار وغیرہا لا یجتمع العشر مع الخراج انتہیٰ۔ تفصیلِ این مسئلہ چگونہ است و قولہ لا یجتمع العشر مع الخراج چہ معنی دارد۔؟

الجواب۔ معنی قولہ لا یجتمع العشر مع الخراج انہ لا یوخذ من الارض الخراجیۃ العشر ولا من العشریۃ الخراج ولکن ان اخذ من العشریۃ الخراج فہل یسقط العشر فہو محل تامل۔ پس ظاہر است کہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم حکم زمین خراجی نوشتہ اند کہ اگر از زمین خراجی حکام خراج گرفتند ادائے عشر لازم نخواہد شد۔ لیکن اگر از زمینِ عشری خراج گرفتہ شد ظاہر آن است کہ دیانۃً بذمۂ مالک ادائے عشر لازم است۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

کس زمین پر خراج اور کس پر عشر ہے؟

سوال ۶۷۰۔ میرے پاس تین قسم کی زمین ہے ان میں سے کونسی زمین پر خراج ہے اور کونسی پر عشر یا کیا۔؟

قسم اول۔ جنگل سرکاری پڑا ہوا تھا۔ سرکار میں درخواست کی گئی وہ مجھے ملی اور میری مِلک میں ہے۔ قسم دوم۔ ایک کافر سے خریدی گئی جو میری مِلک ہے۔ قسمِ سوم۔ سرکاری زمین مثلاً ایک سال یا زیادہ کے لئے زراعت کے واسطے دی جاتی ہے۔؟

الجواب۔ در قسم اول زمین عشر لازم است لان العشر الیق بالمسلم وما اسلم اہلہ طوعاً او فتح عنوۃً وقسم بین جیشنا والبصرۃ ایضاً باجماع الصحابۃ عشریۃ لانہ الیق بالمسلم (در مختار) (لانہ الیق بالمسلم) ای لما فیہ من معنی العبادۃ (رد المحتار) فیہ دیوان المسلم او الذمی سقاہا مرۃً بماء العشر ومرۃ بماء الخراج فالمسلم احق بالعشر والذمی بالخراج الخ۔ و در قسم دوم خراج است

اوا شتری مسلم من ذمی ارض خراج یجب الخراج الخ درمختار ودر قسم سوم عشر در خارج لازم است لانہم صرحوا بان الملک غیر شرط فیہ بل سبب وجوبہ الارض النامیۃ وشرطہ ملک الخارج ای لا ملک الارض کما فی الاراضی الموقوفۃ کذا فی رد المحتار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ

صدقۂ فطر وزکوٰۃ کا ایک مسئلہ

سوال ۶۷۱۔ ایک شخص چند قطعہ زمین کا مالک ہے اُس کی آمدنی اہل وعیال میں صرف کرکے جو کچھ باقی رہتا ہے وہ مقدار نصاب سے کم ہے اور قیمت اُن قطعات کی دس نصاب ہوگی اُس پر قربانی اور صدقۂ فطر دینا واجب ہے یا نہ۔؟ برتقدیر عدم وجوب اخذ صدقۂ فطر ودیگر صدقات نافلہ وواجبہ جائز است یا نہ۔؟ (۲) کونسی زمین عشری اور کونسی خراجی ہے اگر زمین عشری سے خراج سرکاری لیلیا جاوے تو عشر ساقط ہوجاتا ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ وفی التتارخانیہ سئل محمد عمن لہ ارض یزرعہا او حانوت یستغلہا او دار غلتہا ثلثۃ آلاف ولا تکفی لنفقتہ ونفقۃ عیالہ سنۃ یحل لہ اخذ الزکوٰۃ وان کانت قیمتہا تبلغ الوفا وعلیہ الفتویٰ وعندہما لا یحل۔ پس معلوم شد کہ موافق قول امام محمد کہ مفتی بہ است صدقۂ فطر وقربانی برو واجب نیست واخذ زکوٰۃ وصدقۂ فطر وغیرہ اورا حلال است واحوط آن است کہ صدقۂ فطر بدہد وقربانی کند وزکوٰۃ وصدقۂ فطرنہ گیرد۔ (۲) اراضی مملوکہ مسلمانان راکہ حال آنہا معلوم نیست احتیاطاً عشری باید شمرد وعشر ازانہا باید داد واز زمین عشری اگر خراج گرفتہ شود عشر ساقط نمی شود۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اراضی دار الحرب کے متعلق مسئلہ

سوال ۶۷۲۔ پنجاب میں ممات زمین کا احیاء انگریزوں نے پنجابیوں سے کرایا ہے۔ نہریں انگریزی خرچ سے طیار ہوئی ہیں۔ آباد خود کاشتکار کرتے ہیں بعض کاشتکاروں سے سرکار نے قیمت لیکر زمین اُن کی ملک کردی ہے۔ بیع ہبہ وغیرہ کا اُن کو اختیار دیدیا ہے۔ محصول معین لیتے اور جن سے قیمت وصول نہیں ہوئی سرکار نے اُن کو موروثی قرار دیا ہے اُن کو بیع وغیرہ کا اختیار نہیں اُن سے محصول زیادہ لیتے ہیں یہ دونوں قسم کی زمین عشری ہے یا خراجی اور اجارہ کی صورت میں عشر مالک پر ہے یا مستاجر پر۔ اور مزارعت کی صورت میں کس پر۔؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ اراضی دار الحرب کو علامہ شامی نے عشری اور خراجی ہونے سے خارج کیا ہے جیساکہ وہ لکھتے ہیں ویحتمل ان یکون احترازا عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر الخ (شامی باب الرکاز) غالباً اسی بناء پر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے مالا بد منہ میں اراضی ہندوستان کو عشری قرار نہیں دیا باقی اس میں کچھ شبہ نہیں کہ عشر دینا احوط ہے اور زمین عشری کو اگر اجارہ پر دیا جاوے یا مزارعت پر تو اجارہ کے صورت میں امام صاحب موجر پر اور صاحبین مستاجر پر عشر واجب

فرماتے ہیں۔ والعشر علی الموجر الخ وقالا علی المستاجر۔ وفی الحاوی وبقولهما ناخذ الخ اور مزارعت کی صورت میں عشر دونوں پر بقدر حصّہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ہندوستان کی زمین نہ عشری ہو نہ خراجی اور عشر اجارہ کی صورت میں مستاجر پر ہوتا ہو

سوال ۶۷۳۔ عشری زمین کسے کہتے ہیں اور خراجی زمین کسی کہتے ہیں۔ جو لوگ زمینداروں کو مالگذاری ادا کرتے ہیں ان لوگوں پر کس حساب سے غلّہ میں صدقہ واجب ہے ؟

الجواب۔ شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمین عشری وخراجی نہیں ہیں احتیاطاً عشر دے تو بہتر ہے اور جو لوگ زمیندار کو مالگذاری ادا کرتے ہیں اُس میں اختلاف ہے کہ عشر کس پر واجب ہو۔ امام صاحب زمیندار پر واجب فرماتے ہیں۔ اور صاحبین مستاجر پر۔ اور در مختار میں ہے وبقولهما ناخذ اور شامی نے بھی بعد تفصیل وتحقیق کے صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے۔ اور مفتی بہ وماخوذ بہ کیا ہے حیث قال فلا ینبغی العدول عن الافتاء بقولهما ذلك۔ زکوٰۃ وصدقۂ فطر وقیمت چرم قربانی کا صدقہ کرنا فقراء پر لازم ہے اور مسجد اور پُل وچاہ وغیرہ میں صرف کرنا اُن کا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

(۱۳)

کتاب الصّوم

روزہ کی نذر مان کی پھر بیمار ہوگیا تو انتظارِ صحت کرے زندگی میں فدیہ نہ دے۔ مگر وقت موت وصیت لازم ہو

سوال ۶۷۴۔ ہندہ کا شوہر کسی آفت میں مبتلا ہوگیا تھا اُس نے چھ مہینے کے روزے پے بہ پے رکھنے کی نذر مان لی اللہ تعالیٰ نے اُس کے شوہر کو نجات بخشی۔ ہندہ ایفائے نذر میں تاخیر کرتی رہی کہ سخت بیمار ہوگئی۔ اب کیا کرے ؟

الجواب۔ انتظار صحت کا کرے بعد صحت کے روزہ نذر کے رکھے اگر اچھی نہ ہو تو وصیت فدیہ کی کرے کہ اُس کے مال میں سے اُس کے ورثہ فدیہ ادا کریں۔ اور فدیہ ایک روزہ کا مثل فطرہ کے ہے زندگی میں اس کو فدیہ دینا درست نہیں۔ یعنی اس فدیہ سے روزے ادا نہ ہوں گے۔ تندرست ہو کر پھر روزے رکھنے ہوں گے۔ ورنہ وصیت کرنا لازم ہوگا۔ وقضوا لزوماً ما قدروا بلا فدية ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصية الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

اعتکاف عشرۂ اخیر رمضان کا واجب نہیں ہے تو اس کی قضا بھی واجب نہیں

سوال ۶۷۵۔ زید نے رمضان شریف کے آخر عشرہ کا اعتکاف کیا۔ درمیان میں بیمار ہو کر اعتکاف توڑ دیا۔ اب بعد صحت کے اُس

اعتکاف کی قضاء کرے یا نہیں۔ اور روزہ بھی قضاء کرے یا نہ۔؟ اور بیماری میں پانچ روزے قضاء ہوئے اعتکاف میں وہ روزے ادا ہو سکتے ہیں یا نہ۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے۔ وشرط الصوم لصحۃ الاول اتفاقاً فقط علی المذہب قولہ لصحۃ الاول ای النذر (شامی) فلو شرع فی نفلہ ثم قطعہ لا یلزمہ قضاءہ لانہ لایشترط لہ الصوم علی الظاہر من المذہب الخ۔ اما النفل فلہ الخروج قولہ اما النفل ای الشامل للسنۃ المؤکدۃ (طحطاوی شامی) الخ ان روایات سے یہ ظاہر ہو کہ اعتکاف عشرۂ اخیرہ رمضان کی قضاء لازم نہیں ہوتی۔ علامہ شامی نے محقق ابن ہمام کا اس میں خلاف بھی نقل کیا ہے۔ لیکن اکثر متون و شروح اسی پر ہیں کہ اعتکاف عشرۂ اخیرہ رمضان واجب نہیں ہے اور قضاء سوائے واجب کے لازم نہیں ہوتی اور نفل بھی شروع کرنے سے اگرچہ لازم ہو جاتی ہے۔ مگر اعتکاف میں اُسی قدر واجب ہوگا جو اقل نفل ہے بہر حال مقتضیٰ ان روایات کا یہ ہے کہ اعتکاف کی قضاء نہیں اور صرف اُنھیں پانچ روزوں کی قضاء لازم ہے جو قضاء ہوئے ہیں اور ایک روزہ پہلی تاریخ رمضان کا جو نہیں رکھا گیا اُس کی قضاء لازم ہے اور اگر اعتکاف کی بھی قضاء کرے تو وہ روزہ رمضان کے جو قضاء ہوئے اُس میں وہ اعتکاف بھی ہو سکتا ہے۔ تو گویا اس اس صورت میں کُل دس روزے رکھے جاویں۔ چھ روزے قضاء رمضان کے ہو جاویں گے اور باقی چار روزے اور رکھنے چاہئیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ (۱۴)

ہلال رمضان وعیدین کے بارہ میں مختصر تحقیق

سوال ۶۷۶۔ ایک مولوی صاحب کے روبرو چار شہادتوں سے ثابت ہوا کہ پنجشنبہ کو تیسویں رمضان ہے بنا ءً مولوی صاحب موصوف نے حکم دیا کہ روز جمعہ عید فطر کریں اور جن لوگوں نے پنجشنبہ سے ابتداء صوم کی ہے ایک روزہ قضاء رکھیں زید نے اس حکم کی مخالفت کی۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔؟ ۹۵۱

الجواب ولو کانوا ببلدۃ لاحاکم فیہا صاموا بقول ثقۃ وافطروا باخبار عدلین مع العلۃ للضرورۃ الی ان قال وقیل بلا علۃ ای بہلال الصوم والفطر الخ (شامی) جمع عظیم یقع العلم الشرعی وھو غلبۃ الظن بخبرھم وھو مفوض الی رای الامام من غیر تقدیر بعدد علی المذہب عن الامام انہ یکتفی بشاھدین واختارہ فی البحر وصحح فی الاقضیۃ الاکتفاء بواحد ان جاء من خارج البلد او کان علی مکان مرتفع واختارہ ظہیر الدین الخ وقال فی الشامی واعتمدہ فی الفتاوی الصغریٰ ایضاً وھو قول الطحاوی الخ۔ الغرض شامی نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر قرائن سے صدق خبر مظنون ہو تو اُس پر بھی عمل کر سکتے ہیں وغلبۃ الظن حجۃ وجبۃ للعمل

کما صرح به الشامی وقال قبله والظاهر انه یلزم اهل القری الصوم بسماع المدافع او رویة القنادیل من المصر لانه علامة ظاهرة تفید غلبة الظن الخ فقط واللہ تعالی اعلم۔ کتبه عزیز الرحمٰن عفی عنه

اگر رمضان میں چھ روزے قضا ہوئے اور اُنکو شوال میں قضا کیٔ تو حدیث من صام رمضان واتبعه ستاً من شوال الخ کا ثواب حاصل ہوگا یا نہ۔؟

سوال ۶۷۷۔ ما قولکم فیمن فاته شئ من رمضان و صام ستاً من شوال بنیة القضاء والنفل معاً فهل یحصل له ثواب الفرض والنفل کما هو المعتمد عند الائمة الشافعیة ام لا فان قلتم نعم فهل یحصل الثواب المذکور فی خبر من صام رمضان واتبعه ستاً من شوال الخ۔ ام یحصل اصل السنة فقط وان قلتم لا فهل یحصل الثواب المذکور فی الخبر اذا صامها بعد قضاء رمضان ام لا کما هو عند الشافعیة بل یحصل عندهم اصل السنة الاخیر۔؟

الجواب۔ ظاهر خبر من صام رمضان ثم اتبعه ستاً من شوال کان کصیام الدهر رواه مسلم ان هذه الستة ینبغی ان یکون غیر رمضان۔ ایضاً لا یصلح فی الفرض نیة النفل ولا یحصل ثواب الست بالقضاء۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔ کتبه عزیز الرحمٰن عفی عنه۔

اخبار صوم اور افطار کی تحقیق

سوال ۶۷۸۔ خبر افطار ماہ رمضان میں ایا کتاب القاضی الی القاضی کی شرائط
(۱۵) ملحوظ ہیں یا نہیں اگر ملحوظ ہیں تو کونسی جزی ہے۔ اور خبر تار کی معتبر ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار واختلاف المطالع الخ غیر معتبر الخ فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رویة اولئك بطریق موجب الخ وقال صاحب رد المحتار فی شرح قوله بطریق موجب) کان یتحمل اثنان الشهادة او یشهد اعلی حکم القاضی او یستفیض الخبر الخ فظهر انه لاحاجة الی کتاب القاضی الی القاضی فی اخبار الصوم والافطار وانه لیس بطریق متعین للایجاب۔
خبر تار صوم وافطار میں شرعاً معتبر نہیں ہے۔ لیکن اگر قرائن دیگر بھی موجود ہوں تو مفید عمل ہو سکتی ہے۔ فقط

کفارۂ صوم کی چند صورتیں

سوال ۶۷۹۔ کفارۂ صوم میں اگر آٹھ دس برس کے بچے بھی کھانا کھلانے میں شریک ہوجائیں تو کفارہ ادا ہوگا یا نہیں۔؟ (۲) اگر پندرہ کو ایک روز اور باقی کو دوسرے روز کھلایا جائے تو جائز ہے یا نہ۔؟ (۳) اگر طعام کی قیمت دی جائے تو نابالغ اور عورت کو بھی دے سکتے ہیں یا نہیں۔؟ (۴) مدرسہ کا مہتمم کفارہ کے کھانا کھلانے کا وکیل ہو کر طلبہ کی خوراک میں روپیہ کو صرف کر سکتا ہے جو کفارہ ادا ہونے کی غرض سے رکھے ہیں۔؟

الجواب۔ آٹھ دس برس کے بچوں کو جو کہ قریب البلوغ نہ ہوں کھانا کھلانے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا۔ البتہ اگر اُن کو مقدار کفارہ تملیکاً دیدی جاوے مثلاً نصف صاع گندم یا اُس کی قیمت،

ہر ایک بچے کی مِلک کردی جائے تو درست ہے۔ کذا فی الدر المختار والشامی قال فی الدر المختار ولا یجزی غیر المراهق بدائع۔ (۲) درست ہے (۳) اس طرح کرسکتا ہے کہ کفارہ کے پورے روپیہ کا کپڑا خرید کر محتاج طلبہ کی مِلک کردے یہ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

فطرہ یک شخص بچند کس وبالعکس دادن جائز است	**سوال ۶۸۰**۔ فطرہ یک شخص بچند کس وبالعکس دادن جائز است یا نہ؟ ۱۲۱۹

الجواب۔ قال فی الدر المختار وجاز دفع کل شخص فطرته الی مسکین او مساکین علی ما علیه الاکثر وبه جزم فی الولوالجية والخانية والبدائع والمحیط وتبعهم الزیلعی فی الظهار من غیر ذکر خلاف وصححه فی البرهان فکان هو المذهب الخ کما جاز دفع صدقته جماعة الی مسکین واحد بلا خلاف یعتد به الخ۔ پس معلوم شد کہ فطرہ یک کس بچند کس وبالعکس دادن جائز است۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

روزہ کا حکم نابالغوں کے بارے میں مثل صلوٰۃ کے ہے	**سوال ۶۸۱**۔ نابالغ طلبہ کو رمضان کے روزے رکھنا ۱۵۲۵

ہے یا اُس میں سعی کرنا جبکہ روزہ رکھنے سے اُن کو ضعف ہوتا ہو۔ اور وہ تعلیم میں مصروف رہتے ہوں۔

الجواب۔ درمختار میں ہے وان وجب ضرب ابن عشر علیها بید لا بخشبة لحدیث مروا اولادکم بالصلوٰۃ وهم ابناء سبع واضربوهم علیها وهم ابناء عشر قلت والصوم کالصلوٰۃ علی الصحیح کما فی صوم القهستانی معزیا للزاهدی وفی خطر الاختیار انه یومر بالصوم والصلوٰۃ وینهی عن شرب الخمر لیألف الخیر ویترك الشر الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکوں کا حکم روزے کے بارے میں مانند نماز کے ہے کہ سات برس کی عمر سے نماز روزہ کا حکم کیا جاوے اور دس برس کی عمر میں مار کر نماز روزہ رکھوایا جاوے پس چاہئے کہ رمضان شریف میں بچوں سے تحصیل علم کی محنت کم لی جاوے۔ اسی وجہ سے مدرسہ اسلامیہ میں عموماً رمضان شریف کی تعطیل کردی جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

دو شخص عادل کی گواہی سے رمضان ثابت ہو جائے تو بعد اکمال ثلثین افطار واجب ہے یا نہ	**سوال ۶۸۲**۔ دو شخص عادل کی شہادت پر روزہ ماہ رمضان رکھا گیا بعد تیس روز کے افطار واجب ہے یا کہ جائز اور یہ عبارت در ۲۰۰۸

بعد صوم ثلاثین بقول عدلین حل الفطر۔ حل الفطر کا مفاد وجوب ہے یا کہ جواز۔؟

الجواب۔ جبکہ رمضان شریف کا روزہ عادلین کی شہادۃ پر رکھا گیا اور تیس تاریخ کو ابر غبار ہے تو افطار تیس دن کو واجب ہے اور مفاد حل الفطر کا اس صورت میں وجوب ہے قال الشامی والحاصل انه اذا غم شوال افطروا اذا ثبت رمضان بشهادة عدلین فی الغیم او الصحو الخ اور درمختار کی اس عبارت سے کچھ پہلے ہے جاز لهذا القاضی بشهادتهما واقع ہے اس پر درمختار نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ جاز وجوب کی منافی نہیں ہے کما قوله جاز الخ ان المراد بالجواز الصحة فلا ینافی الوجوب تأمل الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

تراویح کا بیس ۲۰ رکعت ہونا باجماع صحابہ ثابت ہے

سوال ٦٧٣ - حدیث صحیح سے رسول اللہ علیہ وسلم کا ۲۰ رکعت تراویح پڑھنا ثابت ہے - (۲) حضرت عمر بن الخطابؓ ابی بن کعب اور تمیم داری کو ۲۰ رکعت تراویح پڑھنے یا پڑھانے کا حکم دیا - یعنی انتظام کیا صحیح حدیث کا حوالہ دیں - بینوا توجروا - ؟

الجواب - حدیث مرفوع صحیح لذاتہ سے فقط دو امر ثابت ہیں اول یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو تراویح کی ترغیب فرمایا کرتے تھے - مگر اس حدیث میں کچھ عدد مذکور نہیں جیسا کہ بخاری میں ہے - عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الرمضان من قام ایماناً واحتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہ - یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فضیلتِ رمضان کی بابت فرماتے تھے کہ جو شخص فضیلتِ رمضان کا اذعان اور طلبِ آخرت کرتے ہوئے قیامِ رمضان کرے گا اُس کے سارے گذشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جائیگی قیامِ رمضان سے مراد صلوٰۃِ تراویح ہے - جیسا کہ علامہ عینی نے کرمانی سے نقل کیا ہے - دوم یہ ہے کہ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود تین دن صلوٰۃِ تراویح کی جماعت کا اہتمام فرمایا - حتیٰ کہ لوگوں کو اور گھر والوں کو اور عورتوں کو سب کو جمع فرمایا - لیکن تین دن سے زائد آپ نے یہ اہتمام نہ رکھا بلکہ جماعت کی مداومت ترک فرمادی - جس کی وجہ خاص ہے - عن ابی ذر قال صمنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یقم بنا شیئاً من الشھر حتی بقی سبع فقام بنا حتی ذھب ثلث اللیل فلما کانت السادسۃ لم یقم بنا فلما کانت الخامسۃ قام بنا حتی ذھب شطر اللیل فقلت یا رسول اللہ لو نفلتنا قیام ھذہ اللیلۃ فقال ان الرجل ٩
اذا صلی مع الامام حتی ینصرف حسب لہ قیام لیلۃ فلما کانت الرابعۃ لم یقم بنا فلما کانت الثالثۃ جمع اھلہ ونساءہ والناس فقام بنا حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح قلت ما الفلاح قال السحور ثم لم یقم بقیۃ الشھر رواہ الترمذی وابو داؤد والنسائی وابن ماجہ -

اس حدیث سے صلوٰۃ تراویح کی سنیت بخوبی ثابت ہوتی ہے اور جماعت کا ثبوت بھی بوجہ احسن ہوتا ہے اگرچہ آپ نے عذرِ خاص کی وجہ سے جماعت پر مواظبت ترک فرمادی جو اور احادیث میں صریحاً مذکور رہے ان میں بھی مثل ماسبق رکعات کے عدد کچھ مذکور نہیں ہیں - ہاں اس کے سوائے اور حدیث حسن لغیرہ اور آثار صحابہ بکثرت موجود ہیں روی ابن ابی شیبۃ من حدیث ابن عباسؓ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃً - اس حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ صلوٰۃ تراویح آپ نے بیس رکعتیں پڑھی ہیں - ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے - لیکن یہ کچھ مضر نہیں - کیونکہ اسکے مؤید آثار صحابہ کرام بکثرت موجود ہیں اور یہ حدیث بالفرض چھوڑ بھی دی جائے تو افعال واقوالِ صحابہ کرام آپ کے قول وفعل کے مفسر بن سکتے ہیں اور وہ بکثرت موجود ہیں - آثار صحابہ کرام - عن السائب بن یزید انھم

وکانوا یقومون فی رمضان بعشرین رکعۃً فی زمان عمر بن الخطابؓ۔ یہ اثر صریحاً اجماع صحابہ پر دال ہے وعن ابی الحسناء عن علیؓ انہ امر رجلاً یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعۃً وعن زید بن وھب قال کان عبد اللہ بن مسعود رضی یصلی لنا فی شہر رمضان فینصرف وعلیہ لیل قال الاعمش کان یصلی عشرین رکعۃ ویوتر بثلث من العینی جلد دوم ص ۳۵۷

الحاصل ان تمام آثار سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ تراویح مسنون ہے اور بیس رکعت ہے اور سب سے بڑھکر اور قوی دلیل تو یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے بیس رکعت کا حکم دیا تو تمام صحابہ حاضرین وغائبین نے سکوت کیا کسی سے انکار ثابت نہیں یہ اجماع پر دال ہے۔ اور علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین۔ و اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم پر نظر رکھتے ہوئے کوئی مسلمان بشرط انصاف تراویح کی بیس رکعت کی سنیت کا انکار نہیں کرسکتا۔ پس حق یہ ہے کہ بیس رکعت تراویح کی مسنون ہیں جیسا کہ ترمذی نے اکثر اہل علم سے حکایت کیا ہے وقال ابن حجر اجمع الصحابۃ علی ان التراویح عشرون رکعۃ وقال ابن عبد البر وھو قول جمہور العلماء۔ اور وہ آثار جن میں مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو تراویح پڑھانے کا حکم دیا ہو وہ یہ ہیں۔ عن السائب ابن یزید ان عمر بن الخطابؓ

١٠ جمع الناس فی رمضان علی ابی بن کعب وعلی تمیم الداری علی احدی وعشرین رکعۃً الخ قال ابن عبد البر ھو محمول علی ان الواحدۃ للوتر عینی جلد دوم ص ۳۵۷ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب و تمیم الداری دونوں کو امام بنایا کہ لوگوں کو اکیس رکعت رمضان میں پڑھائیں جس میں بیس تراویح ہیں اور ایک وتر جیسا کہ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ سائب بن یزید کی اس روایت سے تراویح کی بیس رکعتیں ثابت ہوگئیں اور یہ بحث سے خارج ہے کہ وتر کی کے رکعتیں ہیں۔ اور حضرت عمرؓ سے اس بارہ میں گیارہ و تیرہ وغیرہ کی بھی روایتیں ہیں جن کو شراح حدیث ابتدائے زمانہ عمرؓ پر محمول کرتے ہیں جب تک کہ اہتمام و انضباط تراویح کے متعلق نہیں ہوا تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ظاہر الروایۃ اور مفتی بہ قول عدم اعتبار اختلاف مطالع ہے اور خط پر عمل تب نہیں ہوسکتا کہ کوئی منکر ہو

سوال ۱۴۶۷۔ ایک شہر میں اور نیز اس کے قرب وجوار میں شعبان یوم شنبہ کو نہایت غلیظ ابر تھا۔ اس روز اس شہر میں نیز اس کے قرب وجوار میں چاند نہیں دیکھا گیا اور نہ کہیں سے خبر آئی مجبوراً شعبان کے ۳۰ یوم پورے کرکے روز یعنی دوشنبہ کو روزہ رکھا گیا رمضان کے ختم سے دو تین دن قبل ایک شہر سے جو ایک مہینہ کے راستہ سے زیادہ دور تھا یہ خبر بذریعہ خط آئی کہ یہاں ۲۹ شعبان کو ابر تھا مگر دو شخصوں کی شہادت پر رمضان پہلی یکشنبہ کو قرار دی گئی جس کے پاس یہ خط آیا وہ بھی عالم تھے۔ چنانچہ مکتوب الیہ یہ خط لیکر قاضی شہر کے

جو کہ عالم و دیندار ہیں آیا ہے۔ اور اس شخص کو میں خوب جانتا ہوں۔ اور یہ بھی میں پہچانتا ہوں کہ یہ خط
اسی شخص کا ہے۔ علاوہ بریں ایک اور جگہ سے آدمی آیا وہ کہتا ہے کہ مفتی صاحب نے اپنی جگہ منگل کی عید
کا اعلان کر دیا ہے۔ لہٰذا ہمارے نزدیک یکشنبہ کو پہلی رمضان قرار دینے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس
حساب سے آج یوم دوشنبہ کو ۳۰ رمضان ہے عید کی نسبت یہ اعلان دینا . . . . کہ چاہے آج چاند ہو یا
نہ ہو کل عید کا دن ہے اور روزہ حرام ہے۔ قاضی صاحب نے قبل اس کے کہ اپنی رائے کا اظہار کریں شہر کے
ایک بڑے مشہور عالم سے کہ جو وہاں کے مفتی بھی ہیں اور شہر کے لوگ اُن کو اپنا پیشوا جانتے ہیں مشورہ لیا
اور کُل کیفیت بیان فرمائی۔ انھوں نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ خبر قابلِ اعتبار نہیں۔ قاضی صاحب نے
بنا بریں علیہ اول تو علماء حنفیہ کا اس میں بڑا اختلاف ہے۔ چنانچہ بعض کے نزدیک اختلاف غیر معتبر ہے مطلقاً
اور بعض کے نزدیک معتبر ہے۔ اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ جن دو مقاموں میں ایک مہینہ کی مسافت ہو ایسے
مقاموں میں ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ کے لئے ملزم نہ ہوگی اور اس سے کم میں حکم ایک مقام کا دوسرے
مقام کے لئے لازم ہوگا۔ چنانچہ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے اہل بلدة اذا رأوا الهلال هل يلزم في حق كل
بلدة اختلفوا فيه فبعضهم قالوا لا يلزم فانى المعتبر في حق اهل بلدة رويتهم وفي الخانية لا عبرة باختلاف (11)
المطالع وقال القدوري ان كان بين البلدتين تفاوت لا يختلف به المطالع يلزم وذكر الحيواني انه صحيح من
مذهب اصحابنا انتهى۔ اور جامع الرموز میں ہے اقل ما يختلف به المطالع شهر اور طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح
میں لکھتے ہیں قوله عما ذهب اليه صاحب التجريد وهو الاشبه لان انفصال الهلال من شعاع الشمس يختلف
باختلاف الاقطار كما في دخول الوقت وخروجه وهذا مثبت في علم الافلاك والهيئة واقل ما اختلف المطالع
مسير شهر كما في الجواهر انتهى اور صاحب ہدایہ مختار النوازل میں لکھتے ہیں اهل بلدة صاموا تسعة وعشرين يوما
بروية واهل بلدة اخرى صاموا ثلثين بالروية فعلى الاولين قضاء يوم اذا لم يختلف المطالع بينهما واما اذا اختلف
لا يجب القضاء انتهى۔ اور جن علماء نے مطلقاً مطالع کو معتبر سمجھا ہے انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے
روی کریب ان ام الفضل بعثته الی معاوية بالشام قال فقدمت الشام وقضيت حاجتها واستهل علی شهر
رمضان وانا بالشام فرأيت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة في اخر الشهر فسألني عبد الله
بن عباس ثم ذكر الهلال متى رأيتم الهلال فقلت رأيناه ليلة الجمعة فقال انت رأيته فقلت نعم ورآه
الناس وصاموا وصام معاوية فقال لكنا رأيناه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى نكمل ثلثين او نراه
فقلت اولا يكتفي برؤية معاوية وصيامه قال لا هكذا امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال رواه الجماعة
الا البخاري وابن ماجة منتقی۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مصفی شرح مؤطا مطبوعہ فاروقی

کے ص۲۲۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔ مسئلہ۔ اگر ہلال در یک شہر دیدہ شد و دیگر شہر تفحص کردند و نہ دیدند اگر آن شہر قریب است لازم است حکم رویۃ ایشان اگر بعید است لازم نیست۔ بحدیث ابن عباس و بقیاس بر مسئلہ فطر و حج کہ در حیثیت منصوص شدہ و بجائے آن است کہ مراد بعد مسافت قصر است و ایراد کردہ نہ شود کہ مسافت قصر را بامر ہلال ہیچ تعلق نیست۔ زیرا کہ شرع علیہ الکتفا دہر برویۃ خود از جہت حرج است در تکلیف ما بلاغ اخبار نہ از جہت اختلاف مطالع و عادت قاضیہ است بلوغ اخبار در مواضع قریبہ پس اگر از آخر شہر یکہ دران رویت متحقق شد ہر دو در جگہ شد حکم آن لازم نیست۔

پس ان عبارات سے بخوبی واضح ہوگیا کہ اولی بہت سی علمار اختلافِ مطالع کو معتبر سمجھتے ہیں اور جو علمار اس کے قائل بھی ہیں کہ اہلِ مشرق کی رویت سے اہلِ مغرب کے لئے ثابت ہوجاتی ہے وہ بھی خط اور تار کا اعتبار نہیں کرتے۔ کیونکہ الخط یشبہ الخط۔ پس مفتی صاحب نے ان تمام علمار کے اقوال کو پیشِ نظر رکھکر غور اور خوض کے بعد نہایت نیک نیتی سے یہ رائے دی کہ میرے نزدیک یہ خبریں طریق موجب میں داخل نہیں ہیں۔ اس پر ایک رئیس صاحب اور ان کے مؤید علمار نے قاضی صاحب پر نہایت زور دیا کہ آپ ہمارے موافق ہوکر اعلان عید پر جو کہ پہلے سے ہی اپنے ہمراہ لکھکر لائے تھے دستخط کر دیجئے۔ قاضی نے فرمایا جبکہ میرا قلب اور اجتہاد اس ۱۲
پر اطمینان نہیں لاتا تو میں کیسے آپ کے موافق ہوکر زبردستی دستخط کردوں۔ یہ معاملہ دنیوی نہیں ہے جو آپکی خاطر سے آپ کے متفق ہوجاؤں۔ قیامت کے روز مجھ سے بازپرس ہوگی اس کا بار میری گردن پر رہے گا۔ جب رئیس اور ان کے مؤیدین نے نہایت زور دیا تو قاضی صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ صاحبوں کی رائے ہے تو آپ خود اعلان کردیں آپ کی مخالفت نہ کروں گا مگر دستخط نہیں کروں گا۔ رئیس اس پر خفا ہوئے حتیٰ کہ باوجود افطاری کے وقت ہوجانے کے افطاری کھانے سے بھی انکار کر دیا۔ اور قاضی کو مضرت پہنچانے کو تیار ہوگئے۔

اب سوال یہ ہے کہ قاضی کا اپنی تحقیقات اور اجتہاد کے موافق ان حضرات کے نہ ہونا اور ان کا خفا ہونا اور مجبور کرنا اور بغض رکھنا کیا کوئی رئیس یا عالم شہر کے قاضی یا مفتی کو اسکی تحقیقات کے خلاف رائے دینے پر مجبور کرسکتا ہے یا نہیں۔؟

(۲) کیا رمضان و عید میں خط کا بالکل اعتبار نہیں ہے۔ اور اگر ہے تو وہ کونسی صورتیں اور طریقے ہیں کہ جن سے خط کا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ محض کسی کا یہ کہدینا کہ میں کاتب کے خط کو پہچانتا ہوں کافی ہے یا نہیں اگر ہے تو کیوں۔ کیونکہ کلام تو اسی خط میں ہے جو کہ مکتوب الیہ کاتب کے خط کو پہچانتا ہو۔ اور جب پہچان ہی نہ ہوگا تو وہاں تشابہ ہی نہ ہوگا۔؟

الجواب۔ اقول و باللہ التوفیق۔ یہ امر ظاہر ہے اور کتبِ حقہ سے ثابت ہو کہ حالتِ ابر و غبار میں ایک
شخص عادل یا مستور کی گواہی سے بھی رمضانیت ثابت ہو جاتی ہے۔ پس دو عادل یا مستور کی گواہی سے
رمضانیت بدرجۂ اولیٰ ثابت ہو گئی۔ اور یہ بھی مسلّم ہے کہ صحیح و مختار مذہب کے موافق اختلاف مطالع ہلال صوم
و فطر میں معتبر نہیں۔ اہلِ مغرب کی رویت سے اہلِ مشرق پر حکم ثابت ہو جاتا ہے۔ اور جبکہ معتبر و راجح اور
ظاہر الروایت و مفتی بہ عدم اعتبار اختلاف مطالع ہے تو پھر اس میں بحث کرنا ہم مقلدین کے بے موقع ہے
کیونکہ فقہاء محققین کی توضیح کے بارہ میں ہمارے لئے کافی حجت ہی۔ درمختار میں ہے واختلاف المطالع غیر
معتبر علی ظاہر المذہب وعلیہ اکثر المشائخ۔ وعلیہ الفتویٰ بحر عن الخلاصہ و فی رد المحتار للشامی و
ہذا ظاہر الروایۃ الثانی وھو المعتمد عندنا وعند المالکیۃ والحنابلۃ متعلق الخطاب عاماً فی حدیث صوموا
لرؤیتہ الخ۔ البتہ اہلِ مغرب کی رویت اہل مشرق کے لئے ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اہلِ مشرق کو طریق
موجب سے اہلِ مغرب کی رویت متحقق ہو جائے اور طریق موجب کی تشریح رد المحتار میں اس طرح کی گئی ہے کہ دو
شاہد اگر دوسرے شہر کی رویت کی بیان کریں یا وہاں کے عالم و قاضی کے حکم کو دو شاہد بیان کریں یا خبر اس
(۱۳) شہر کی رویت کی عام و مستفید ہو جائے۔ صورتِ مسئولہ میں بظاہر ان ہر سہ امور میں سے کوئی امر نہیں
پایا گیا اس لئے قاضی صاحب کا اس پر حکم رمضانیت نہ کرنا موافق شریعت کے ہے۔ اعتراض اُن پر
بے موقع ہے۔ اور مجبور کرنا غیر مناسب ہی۔ باقی جن حضرات نے اس خط کو معتبر مان کر اس پر حکم کیا وہ بھی صحیح
ہے کیونکہ جن مواقع میں تدویر کا گمان نہ ہو وہاں فقہاء نے خط کو معتبر مانا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ باہمی خط و
کتابت میں احتمال تدویر بہت بعید و ضعیف ہے۔ شامی جلد رابع کتاب القاضی الی القاضی میں اس کی تصریح
ہے قال فی الفتح من الشہادات ان خط السمسار والصراف حجۃ للعرف الجاری بہ قال البیری ھذا الذی فی غالب الکتب
حتی المجتبی فقال فی الاقرار واما خط البیاع والصراف والسمسار فھو حجۃ وان لم یکن مصدّرا معنونا
یعرف ظاہراً بین الناس وکذالک ما یکتب الناس فیما بینھم یجب ان یکون حجۃ للعرف الخ۔
اور اس سے پہلے شامی میں یہ بھی ہے کہ خط کا غیر معمول بہ یا غیر معتمد ہونا قضا کے اعتبار سے ہے۔ یعنی قاضی
اس پر حکم نہ کرے گا وقت منازعت۔ نہ یہ کہ مطلقاً خط غیر معتبر ہے۔ و فی الاشباہ لا یعمل بالخط در مختار۔
قال الشامی عبارۃ الاشباہ لا یعتمد علی الخط ولا یعمل بمکتوب الوقف الذی علیہ خطوط القضاۃ الماضیین
ثم قال البیری المراد من قولہ لا یعتمد ای لا یقضی القاضی بہ عند المنازعۃ لان الخط مما یزور
ویفتعل الخ وذکر العلامۃ العینی فی شرحہ علی الاشباہ ان الشارح العلامۃ الشیخ علاء الدین رسالۃ
حاصلھا بعد نقلہ فی الاشباہ ان ابن سحنۃ وبن وھبان جزما بالعمل بدفتر الصراف ونحو لعلۃ الامن عن التزویر

کما جزم بہ البزازی والسرخسی وقاضی خان۔ الحاصل جس جگہ تزویر سے امن ہے وہاں خط پر عمل کرنیکو فقہاء نے لکھا ہے۔ پس جس کسی کے نزدیک خط معروف ہو۔ اور تزویر سے مامون۔ وہ اس پر عمل کر سکتا ہے۔ لہٰذا اُن لوگوں پر بھی کچھ اعتراض نہیں ہے جنہوں نے بوقت مذکورہ خط پر عمل کیا۔

(۲) جبکہ یہ امر محقق ہوا کہ بصورت امن عن التزویر خط کا اعتبار ہے اور وہ معمول بہ ہے تو اگر کوئی عالم یا قاضی یہ لکھکر بھیجے کہ میرے سامنے شہادت معتبرہ رویت ہلال کی گذری اور میں نے اس کو قبول کر لیا اور اس پر حکم کر دیا تو جو لوگ اس کے خط کو پہچانتے ہو یا قرائن سے معلوم ہو کہ اُس کا خط ہے کوئی وجہ تزویر و دھوکہ دہی نہیں ہے تو اُن لوگوں کو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ اور گویا اس عالم نے ان کے سامنے یہ بیان کر دیا کہ میں نے ایسا حکم کر دیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

> ہلال رمضان کے لئے ایک عادل یا مستور کی خبر کافی ہے۔ اور عیدین کے لئے دو عادل اور فاسق کی شہادت عند وجود قرائن صدق قاضی قبول کر سکتا ہے

سوال ۶۷۵۔ رویت ہلال رمضان وشوال وذی الحجہ میں بحالت ابر شہادت کے لئے کیسے اشخاص کی ضرورت ہے۔ عادل یا غیر عادل کسی مقام پر عادل گواہ موجود نہ ہوں تو غیر عادل کی شہادت معتبر ہوگی یا نہیں۔ فی زمانہ بوجہ کثرت فسق وفجور کس طرح پر عمل کیا جاوے۔ بحالت ابر (۱۴) اگر چند فاسق رویت کی شہادت دیں تو کیا اُن کی شہادت معتبر سمجھی جاوے گی۔ ایک شہر کی رویت دوسرے شہر کے واسطے ملزم ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار وقبل بلا دعویٰ الخ للصوم مع علۃ کغیم وغبار خبر عدل او مستور علی ما صححہ البزازی علی خلاف ظاہر الروایۃ لا فاسق اتفاقا وھل لہ ان یشہد مع علمہ بفسقہ قال البزازی نعم ربما قبلہ الخ وشرط للفطر مع العلۃ والعدالۃ نصاب الشہادۃ ولفظ اشہد ثم قال وھلال الضحی وبقیۃ الاشہر التسعۃ کالفطر علی المذہب الخ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہلال رمضان کے بارہ میں بصورت ابر وغیرہ ایک عادل یا مستور کی گواہی کافی ہے اور عید الفطر وذی الحجہ میں ہلال کے لئے دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں۔ یہ بھی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فاسق بھی گواہی دیدے کیونکہ ممکن ہے کہ قاضی حسب قول امام طحاوی رحمہ اللہ اُس کی شہادت مسموع کرے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر قرائن صدق گواہ قاضی کے نزدیک محقق ہوں تو وہ قاضی فاسق کی گواہی بھی قبول کر سکتا ہے۔ اور اس پر حکم کر سکتا ہے۔ ایک شہر کی رویت دوسرے شہر والوں کے لئے بھی لازم ہے۔ جبکہ دوسرے شہر والوں کی رویت اُس شہر والوں کے نزدیک محقق ہو جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

کتاب النکاح والرضاع

جو زیورات شوہر کی طرف سے زوجہ کو ملے وہ اگر مہر میں دیئے ہیں تو مہر میں محسوب ہونگے۔ اگر ہدیۃً دیا ہے تو مہر میں شمار نہ ہوگا اگر عاریۃً ہیں تو شوہر کی ملک ہے

سوال ۶۷۶۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دیا پس مہر مقرر شدہ میں زیورات از وقتِ نکاح تا وقتِ طلاق شمار ہونگے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر شوہر نے مہر میں حساب کر کے اور شمار کر کے زیور دیا ہے تو وہ مہر میں محسوب ہوگا۔ اور اگر ہدیۃً وہبۃً دیا ہے تو مہر میں شمار نہ ہوگا۔ اور اگر محض عاریۃً دیا تھا تو وہ زیور شوہر کی ملک ہے۔ اگر وہ چاہے مہر میں محسوب کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

باپ یا ولی اقرب اگر خبر گیری نہ کریں یا غائب ہوں تو نکاح ولی بعید کر سکتا ہے

سوال ۶۷۷۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو مع دو لڑکیوں کے نکال دیا اور بالکل اُن کی خبر گیری کسی قسم کی نہیں کرتا۔ جب لڑکیاں جوان ہوگئیں اور باپ نے کچھ توجہ اور خبر گیری نہ کی تو ماں نے مجبور ہو کر اُن کا نکاح کر دیا۔ اس صورت میں ماں ولی جائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ولی اقرب اس صورت میں باپ ہے ماں کا درجہ ولایت میں عصبات کے بعد ہے لیکن باپ اگر بالکل خبر گیری نہ کرے اور نکاح اولاد وغیرہ سے بالکل بے خبر رہے اور بے تعلق ہو جاوے تو کتب فقہ
۱۵ میں لکھا ہے کہ ایسی حالت میں ولی ابعد کو اختیار نابالغہ کا ہو جاتا ہے۔ درمختار میں ہے ویثبت للابعد من اولیاء البنت التزویج بعضل الاقرب ای بامتناعہ عن التزویج الخ اور غیبۃ ولی اقرب کی صورت میں بھی ولی ابعد کو اختیار نکاح کا ہو جاتا ہے وللولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب الخ مسافۃ القصر واختار فی الملتقی ما لم ینتظر الکفو الخاطب جوابہ الخ۔ پس صورتِ مسئولہ میں جبکہ باپ نے کوئی تعلق لڑکیوں کی خبر گیری اور نکاح وغیرہ سے نہیں رکھا اور کہیں اُن کے نکاح کی تجویز نہیں کی تو اس صورت میں ماں کا نکاح کیا ہوا صحیح ہوا۔ اور نیز جبکہ فی الحال وہ لڑکیاں بالغہ ہیں اور اُس نکاح کو اُنہوں نے جائز رکھا تو اگر وہ نکاح موقوف بھی تھا تو لڑکیوں کی اجازت سے صحیح ہو سکتا ہے۔ کما ھو القاعدۃ فی نکاح الفضولی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بالغہ اگر نکاح کی طلب اجازت پر خاموش رہے یا ہنسے تو اُسکی اجازت متصور ہوگی

سوال ۶۷۸۔ زید کا رشتہ تقریباً چار سال سے عمر کی دختر ہندہ سے جا رہا تھا اور زید اس عرصہ میں مدت تک مع والدہ خود عمر کے مکان پر مقیم رہا جس کی وجہ سے عمر کی دختر ہندہ قبل نکاح زید سے بخوبی واقف ہو چکی تھی۔ زید نے نکاح کا تقاضہ کیا تو عمر نے چند آدمیوں کے سامنے اپنی دختر مسماۃ ہندہ بالغہ کا نکاح زید سے کیا۔ اور قبل از نکاح عمر اپنی دختر ہندہ سے اجازت لینے گیا چنانچہ گھر میں چند عورتوں کے سامنے عمر نے ہندہ سے کہا کہ میں تیرا نکاح فلاں شخص قاری یعنی زید کے ساتھ کرتا ہوں۔ یہ سُن کر ہندہ ہنسی اور خاموش ہوگئی اس کے بعد نکاح پڑھا گیا

اور چند مہینے زید و ہندہ ایک جگہ رہے وغیرہ وغیرہ۔ اب عمر کہتا ہے کہ نکاح ہندہ کا صحیح نہیں ہوا۔ کیونکہ جب میں ہندہ سے اجازت لینے گیا تھا تو زید کا نام نہیں لیا تھا بلکہ بغیر نام ظاہر کئے بیٹی سے دریافت کر لیا تھا پھر بعد نکاح کے جب میں نے گھر میں جاکر زید کا نام ظاہر کیا اور ہندہ نے سُنا تو روئی اور یہ کہا کہ میں زید سے راضی نہیں ہوں۔ مگر میں بوجہ شرم اور مسئلہ نہ معلوم ہونے کے خاموش رہا۔ عمر کے اس کہنے سے اور اس حیلہ کی نکاح درست ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے فان استاذنہا ھو ای الولی فسکتت عن ردہ مختارۃ او ضحکت الخ فھو اذن ان علمت بالزوج الخ۔ پس موافق تفصیل سوال کے ہندہ کو جبکہ یہ معلوم تھا کہ اُس کا نکاح زید کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اُس پر اُس نے اجازت دی یا سکوت کیا یا ہنسی تو نکاح منعقد ہو گیا۔ اور بصورت صحت واقعہ مذکورہ انعقاد نکاح ہندہ و زید میں کچھ شبہ اور تردد نہیں۔ عمر والدہ ہندہ کا حیلہ مذکورہ پیش کرنا قرائن مذکورہ کی موجودگی میں بالکل کذب اور دانستہ معلوم ہوتا ہے۔ اور اس صورت میں عمر فاسق ہے اور امامت اُس کی مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مرضعہ کی تمام اولاد مرضع پر حرام ہے	**سوال ۶۷۹**۔ زاہدہ نے بکر کو دودھ پلایا اُس وقت اُس کی گود میں مریم

۱۶ تھی پس بکر اور مریم کا نکاح حرام ہوا۔ مگر زاہدہ کی دوسری لڑکی عابدہ جو مریم کے بعد پیدا ہوئی اُس کا اور بکر کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ مرضعہ کی تمام اولاد رضیع کے بہن بھائی ہیں۔ پس زاہدہ کی دختر عابدہ جو مریم کے بعد پیدا ہوئی وہ بھی بکر کی بہن رضاعی ہے اور آیت "واخواتکم من الرضاعۃ" میں داخل ہے اور نکاح بکر کا اُس سے بھی حرام ہے۔ والاحل بین الرضیع وولد مرضعتہا ای ولدھا لانہ ولد الاخ وقال قبیلہ وان اختلف الزمن والاب وفی الشامی قولہ وان اختلف الزمن الخ کان ارضعت الولد الثانی بعد الاول بعشر سنۃ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

زوجہ کا نفقہ زوجہ کیساتھ سفر میں نہ جانے سے ساقط نہیں ہوتا۔	**سوال ۶۸۰**۔ زوجہ اپنے شوہر کے ہمراہ جانے سے سفر میں انکار کرتی ہے اگر شوہر نفقہ بند کردے تو کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے اوابت الذھاب الیہ او السفر معہ او مع اجنبی لو مہ ما ینقلہا فلہا النفقۃ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے۔ نفقہ نہ دینے میں شوہر گنہگار ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند۔

رضاع کے متعلق مفصل دو فتوے

سوال ۶۸۱۔ زینب کہتی ہے کہ میری بہن حلیمہ اپنے زمانۂ حمل میں بیمار تھی اور اسی بیماری کی حالت میں اس کے لڑکی سلیمہ پیدا ہوئی چونکہ وہ نہایت کمزور تھی دودھ نہ کھینچ سکتی تھی۔ میری لڑکی اُس سے کئی ماہ قبل پیدا ہو چکی تھی اس لئے کہ دودھ اُتر آئے میں اپنی لڑکی ہندہ سے دو مرتبہ دودھ کھنچوایا تاکہ دودھ اُتر آنے کے بعد سلیمہ جو نہایت کمزور تھی دودھ پی سکے۔ دو ہی مرتبہ سلیمہ سے دودھ کھچوایا گیا۔ یہ نہیں معلوم کہ دودھ اُس کے پیٹ کے اندر پہنچا یا نہیں۔ حلیمہ کا دودھ ہندہ کو محض بغرض اُتر آنے دودھ کے دیا گیا ہے۔ رضاعت کی غرض سے نہیں دیا گیا جو رسم رضاعت کا اطلاق ہو سکے۔ کیا اس طریق سے دو مرتبہ دودھ کھینچنے سے ہندہ سلیمہ رضاعی بہنیں ہوئی یا نہیں۔ یہ قول صرف زینب مرضعہ کا ہے اُس کی والدہ بھی اس امر کی شہادت دی ہے۔ اور کوئی گواہ اس رضاعت کا نہیں زینب کا شوہر جب ہندہ پیدا ہوئی ہے گھر پر نہ تھا۔ کہتا ہے کہ میں صرف سماعی شہادت اپنی زوجہ سے سُن کر دیتا ہوں۔ ایا دو عورتوں کی شہادت اس بارہ میں کافی ہو سکتی ہے۔ اور کسی امام کے نزدیک چوسنے کی کوئی حد بھی معتبر ہے یا نہیں اور وقت ضرورت دوسرے امام کے مذہب پر فتوی دینے کی اجازت ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ (یہ جواب مولانا حسین احمد صاحب نے یہاں نوٹ سے لکھا ہے) رضاع شرعاً چوسنا پستان عورت کا ہے وقت مخصوص پر۔ درمختار میں ہے۔ مص ثدی ادمیۃ فی وقت مخصوص خواہ وہ چوسنا قلیل ہو یا کثیر ہدایہ میں ہے۔ قلیل الرضاع وکثیرہ سواء اذا حصل فی مدۃ الرضاع یتعلق بہ التحریم۔ مدت رضاعت کے اندر عورت نے اگر کسی بچے کو دودھ پلایا اگرچہ وہ قلیل ہی ہو حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ قلیل کی حد یہ ہے کہ یقینی پیٹ کے اندر دودھ کا جانا معلوم ہو جاوے۔ عالمگیری میں ہے۔ والقلیل مفسر بما یعلم انہ وصل الی الجوف اور اگر شک ہو تو ایسی صورت میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ درمختار میں ہے و یثبت بہ ان قل ان علم وصولہ بجوفہ من فمہ او انفہ لا غیر فلو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لم یحرم لان فی المانع شکا ولوالجیہ غایۃ الاوطار میں لکھا ہے۔ سو اگر لڑکے نے سر پستان مُنھ میں لیا اور معلوم نہ ہوا کہ دودھ حلق میں داخل ہوا یا نہیں تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ اس واسطے کہ حلت کے مانع میں شک ہے یعنی حلت اصل ہے اور بالیقین ثابت ہے اور مانع حلت یعنی دودھ کے اندر جانے میں شک ہے تو شک سے یقین زائل نہیں ہوتا ولوالجیہ۔ عالمگیری میں ہے المرأۃ اذا جعلت ثدیہا فی فم الصبی ولم تعرف مص اللبن یعنی القضا لیثبت الحرمۃ بالشک الخ عورت نے مُنھ میں چھاتی دی اور یقینی طور پر دودھ کا پیٹ میں جانا معلوم نہ ہوا تو بوجہ شک کے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ حرمت کیلئے اتنا یقین ضرور ہے کہ پیٹ میں اُتر جاوے اور اس پر پینے کا اطلاق ہو سکے۔ اگر دودھ کی کوئی چیز پکا کر بچہ کو دیدی تو اس سے تحریم ثابت نہ ہوگی اس لئے

(17)

کہ اس پر رسم رضاعت کا اطلاق نہیں آتا۔ عالمگیری میں ہے۔ ولوجعل اللبن مخیضا اورائبا اوشیرازاً او رجبنا اواقطا اومصلا فتناولہ الصبی لایثبت التحریم لان اسم الرضاع لایقع علیہ۔ کذا فی البدائع۔

صورتِ مسئولہ میں محض دودھ کا راستہ کھل جانے اور اُتر آنے کی وجہ سے دو مرتبہ چھاتی کا بچہ سے کھچوانا پایا جاتا ہے۔ اور یہ یقینی ثابت نہیں کہ دودھ اس کے پیٹ میں گیا تو ایسی حالت میں حرمت کے لئے کافی نہیں ہوسکتا اثباتِ رضاعت کے لئے محض عورتوں کی گواہی قابلِ قبول نہیں تاوقتیکہ ان کے ساتھ ایک مرد نہ ہو اسلئے اس میں ابطالِ ملک ہے اور وہ نہیں ثابت ہوتا۔ مگر شہادت دو مردوں یا ایک مرد، دو عورتوں سے۔ ہدایہ میں ہے۔ ولایقبل فی الرضاع شہادۃ النساء منفردات وانما یثبت بشہادۃ رجلین اورجل وامرأتین

جب اس رضاعت کو زینب کہتی ہے اور کوئی مرد زینب کا شوہر یا لڑکا یا سلیمہ کا باپ بھائی رویت و معائنہ کا گواہ نہیں تو محض ایک عورت یا دو عورت کی گواہی اس بارہ میں قبول نہیں۔ البتہ ان معاملات میں کہ جن میں مردوں کو اطلاع ممکن نہیں محض عورتوں کی گواہی مقبول ہوسکتی ہے وماسوی ذالک من الحقوق یقبل فیہا شہادۃ رجلین اورجل وامرأتین سواء کان الحق مالاً اوغیر مال مثل النکاح والطلاق والوکالۃ والوصیۃ ونحوذلک کی شرح میں کالعتاق والرجعۃ والنسب وتوابعہا کالاجارۃ والکفالۃ والاجل وشرط الخیار ذکرہ فی مبسوط شیخ الاسلام لہ۔ . . . ویقبل فی الولادۃ والبکارۃ والعیوب (۱۸)
بنساء فی مواضع لایطلع علیہ الرجال شہادۃ امرأۃ واحدۃ۔ شہادت کے لئے معائنہ ضرور ہے۔

عالمگیری میں ہے وفیہ ان یکون التحمل بمعائنۃ المشہود بنفسہ لابغیرہ الخ جب زینب کا شوہر وقتِ رضاعت موجود نہ تھا اور حلیمہ نے ہندہ سے صرف دو مرتبہ اپنی چھاتی میں دودھ اُتر آنے کے لئے کھچوائی مثل مرضعہ کے دودھ نہ پلایا۔ زینب کے شوہر نے باہر سے آکر خدا جانے کتنے دنوں بعد اس واقعہ کو کس طور سے سُنا ہوگا جس کی وہ اب اٹھارہ ۱۸ برس بعد تسامع کی بنا پر خبر و شہادت دیتا ہے۔ علم و یقین شاہد پر دلالت نہیں کرتا اور نہ یہ واقعۂ رضاعت ایسا ہے جو سب لوگوں میں عام شہرت رکھتا ہو جس کی بنا پر شہادت بالتسامع جائز ہو۔ شہادت لغت میں خبر قاطعہ کا نام ہے اور وہ ایسی تسامع سے درجۂ قطعیت کا حاصل نہیں کرسکتی۔ چونکہ لفظ اشہد بمعنی شہادت اور قسم اور اخبار حالی کو متضمن ہے اسلئے دوسرے الفاظ تیقن وعلم کے ساتھ شہادت نہیں دیتے۔ گویا شاہد اس طرح گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں مقر و مطلع ہوں اُس پر اور میں اُس کی خبر دیتا ہوں در مختار میں ہے۔ ولایشہد بمالم یعاینہ بالاجماع الافی عشرۃ علی مافی شرح الوھبانیہ۔ اور شاہد قاضی کے سامنے یہ بیان کرے کہ میں گواہی تسامع سے دیتا ہوں تو بقول صحیح وہ شہادت مردود

ہے۔ اور زینب کا شوہر کہتا ہے کہ میں گواہی تسامع سے دیتا ہوں۔ پس اس صورت میں نصاب شہادت تو کامل نہیں لیکن فقہاء فرماتے ہیں کہ خبر رضاعت دینے والا ایک ہو۔ اور اس کو دل میں صدق مخبر وثوق ویقین کے ساتھ جاگزیں ہو تو مستحب ہے اور اولیٰ ہے کہ اس سے بچے لیکن تنزہ و تفارق بوجہ عدم نصاب شہادت واجب نہیں۔ جیسا کہ عالمگیری میں ہے کہ مذہب حنفیہ کا جو کتب فقہ سے بیان کیا گیا۔ امام شافعی کے مذہب پر تحریم کے لئے کم از کم پانچ چسکیاں چاہئیں اُن سے دودھ کے پیٹ میں پہنچ جانے کا یقین ہو جاتا ہے۔ اور یہی ظاہر الروایت میں حضرت امام احمد کا مذہب ہے اور ان سے تین کی روایت ہے۔ اسی کو ہمارے مشائخ نے بھی اختیار کیا ہے۔ اور ثقات سے مروی ہے کہ قیاس بھی یہی ہے اور یہی حضرت زید بن ثابتؓ کا قول ہے۔ ابن عبید اور ابو ثور سفیان سے مروی ہے کہ دو چسکیوں سے عدم حرمت حدیث لاتحرم المصہ والمصتان سے مفہوم ہوتی ہے۔ حدیث ام الفضل بنت الحارث میں ہے کہ ایک اعرابی آیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ میرے ایک بی بی تھی دوسری میں نے اور کی۔ پہلی بی بی نے کہا میں خیال کرتی ہوں میں نے اس کو دو چسکی دودھ پلایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتحرم الاملاجۃ والاملاجتان۔ ہدایہ میں ہے۔ وقال الشافعی لایثبت التحریم الا بخمس رضعات بقولہ لاتحرم المصہ والمصتان ولا الاملاجۃ والاملاجتان۔ عینی میں زیر قول وقال الشافعی ہے وبہ قال احمد فی ظاہر الروایۃ واسحاق وعن احمد (19) ثلاث وعنہ واحدۃ وقال الرافعی وظاہر المذہب وجہان احدہما کقول ابی حنیفۃ والثانی ثلاث رضعات واختارہ مشائخنا وقال ثقات القیاس بثلاث رضعات وھو قول زید ابن ثابت کذا فی شرح الاقطع وقال ابن عبید وابو ثور انما تحرم الثلث من مفہوم لاتحرم المصۃ والمصتان ویروی عن عائشۃ انہا قالت لاتحرم الا سبع رضعات وعن حفصۃ لاتحرم الا عشر رضعات تحت قول لاتحرم المصۃ الخ روی ھذا الحدیث مرفوعا فروی قولہ لاتحرم المصۃ والمصتان وروی قولہ ولا الاملاجۃ والاملاجتان من حدیث ام الفضل بنت الحارث قالت دخل اعرابی علی رسول اللہ وھو فی بیتی فقال یا رسول اللہ الخ

فقط کتبہ حسین احمد مقیم فی بلدہ القباسو۔

الجواب الثانی

(یہ جواب مدرسہ دیوبند کی طرف سے ہے)۔ اقول وباللہ التوفیق حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ مدۃ رضاعت میں اگر قلیل میں کسی عورت کا بھی شکم رضیع میں چلا جاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور بظن غالب اگر بچہ کا دودھ پینا معلوم ہو جاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہے۔ پس صورت مسئولہ میں جبکہ دودھ حلیمہ کا ہندہ سے کھچوایا اور دو مرتبہ پستان حلیمہ کی ہندہ شیر خوارہ بچے کے منہ میں دی گئی گو غرض اس سے دودھ پلانا نہ تھا۔ صرف کھچوا کر پستان حلیمہ کا ہلکا کرنا تھا کہ سلیمہ جو ضعیف ہے دودھ

پی سکے لیکن ظاہر ہے کہ ہندہ نے اُس دودھ کو کھینچکر کلی تو کر نہیں دیا ہے بلکہ وہ ہندہ کے پیٹ میں ہی گیا اور جبکہ حلیمہ کے پستان میں دودھ بھرا ہوا تھا تو ظاہر ہے کہ ہندہ جو چند ماہ کی بچی تھی اس نے بظن غالب دودھ پیا اور ظن غالب کا ہی اعتبار ان امور میں ہے۔ لہذا مذہب حنفیہ کے موافق حرمت رضاعت ثابت ہے ویثبت به الخ وان قل ان علم وصوله بثبوته من فمه او انفه الخ لاغیر فلو التقم الحلمة ولم یدر ادخل اللبن فی حلقه ام لا لم یحرم قال العلامة الشامی قوله فلو التقم تفریع علی التقیید بقوله ان علم وفی القنیة امرءة کانت تعطی ثدیها صبیة واشتهر ذلک بینهم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمت ثدیی ولم یعلم ذلک الا من جهتها جاز لابنها ان یتزوج بهذه الصبیة الخ شامی۔ اس روایت سے ظاہر ہوا کہ اگر مرضعہ کے پستان میں دودھ نہ ہو تو اُس وقت پستان منھ میں لینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ اور اگر دودھ پستان میں بھرا ہوا ہو جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے اور بچہ دودھ کھینچنے والا قوی ہو تو دودھ پیٹ میں جانے میں کچھ شبہ نہیں معلوم ہوتا۔ البتہ اگر یہ واقعہ اس طرح دودھ پلانے کا مسلم نہ ہو تو پھر صرف دو عورتوں کی شہادت سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ کما فی الدر المختار والرضاع حجته حجة المال وهی شهادة عدلین او عدل وعدلتین الخ قوله حجة ای دلیل اثباته وهذا عند الانکار لانه یثبت بالاقرار مع الاصرار کما مر۔ وفی الشامی قوله وان قل اشار به الی نفی قول الشافعی الخ وروی عن ابن عمر انه قیل له ان ابن الزبیر یقول لا باس بالرضعة والرضعتین فقال قضاء الله خیر من قضاءه۔ قال تعالی وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ۔ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ ۳۰

سوتیلی ماں کی بیٹی جو دوسرے خاوند سے ہو اُس کی ساتھ نکاح جائز ہے۔	**سوال ۶۸۲**۔ زید کا باپ مرگیا اس کی سوتیلی ماں ہندہ نے دوسرا نکاح کرلیا۔ اب ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی اس لڑکی سے زید نے

نکاح کرلیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں۔؟ ۱۵۵۱

الجواب۔ زید کا نکاح ہندہ کی لڑکی سے جو کہ دوسرے شوہر سے پیدا ہوئی ہے شرعاً صحیح ہے کیونکہ محرمات میں اور قاعدۂ حرمت میں وہ داخل نہیں ہے بلکہ واحل لکم ما وراء ذلکم میں داخل ہے۔ کیونکہ ہندہ کی یہ دختر نہ زید کی اخیافی بہن ہے۔ نہ علاتی یعنی نہ ماں شریک بہن ہے نہ باپ شریک بہن ہے۔ اور حقیقی بہن نہ ہونا ظاہر ہے۔ بلکہ یہ لڑکی زید سے محض اجنبیہ ہے لہذا حلت میں کچھ شبہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

ہندو عورت و نکاح کا شرعی طریقہ	**سوال ۶۸۳**۔ احوال یہ ہے کہ یہاں سب لوگ ہندو رہتے ہیں کوئی

۷۰۰

مسلمان نہیں ہے۔ چالیس چالیس میل تک سب لوگ کافر رہتے ہیں۔ ہم نے دکان کی ہے عرصہ دو سال کا ہوا ایک عورت ہماری دکان میں رہنا چاہتی ہے اور ہمارے بھائی نے اس کو ایک روز مکان پر رکھ لیا ہے گناہ زنا کا ہوا یا نہ ہوا۔ اور نکاح اس کا کس طرح کرنا ہے یا کہ بلا نکاح۔ کیونکہ کافر ہے۔ اور اب دین میں آگئی ہے؟

الجواب۔ جو کافر عورت مسلمان ہو جاوے اور وہ کسی کافر کے نکاح میں ہو اُس سے اگر کوئی مسلمان نکاح کرنا چاہے تو تین حیض کے بعد نکاح کرے۔ تاکہ شوہر اول سے فرقت ہو جاوے ولو اسلم احدھما ثمہ لم تبن حتی تحیض ثلثا الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

عورت بوقت اجازت ولی ساکت ہوئی یا روئی بآواز یا خلوت برضا یا تمکین زوج وطی پر تو یہ رضا ہے

سوال ۶۸۳۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں بمذہب حنفیہ کہ ایک عورت مسمّٰی ہندہ کا نکاح اُسکے خاندانی بزرگ نے ایک قریب رشتہ دار لڑکے کے ساتھ تجویز کیا اور حسب رسم و عادت جب گواہ ہندہ سے اجازت لینے کو گھر میں آئے تو اُس نے کچھ جواب نہیں دیا اور صرف سکوت ہی پر اکتفا نہ کیا بلکہ ناپسندی کی وجہ سے رونا شروع کیا اور بہت عرصہ رونے کے بعد خاموش اور مغموم رہی اور تا ہنوز اس تجویز سے نہایت ناخوش (اور متفکر ہو کہتی ہے) کہ میرا نکاح شرعاً نہیں ہوا۔ چند ماہ کے بعد حسب مراسم جب رخصت کا وقت ہوا تو وہ اپنے شوہر کے یہاں نہایت غمگیدگی حالت میں روتی ہوئی ماں باپ کی مجبوری سے بھیجی گئی وہاں سے آنے کے بعد اب کسی طرح شوہر کے یہاں جانے پر راضی نہیں۔ اس اپنے خیال کو تحریراً و تقریراً باوقاتِ مختلفہ ظاہر کر چکی ہے۔ ہندہ ایک بالغ خواندہ اور شریف الخاندان عورت ہے شرعاً اُس کے خیال میں کیا حکم ہے؟ (۲۱)

الجواب۔ ولی یا اُس کے وکیل کی اجازت لینے کے وقت اگر لڑکی بالغہ خاموش رہے یا بلا آواز روئی تو شرعاً یہ اجازت سمجھی جاتی ہے نکاح ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح رخصت ہونے کے بعد اگر شوہر سے وطی و خلوۃ برضامندی زوجہ ہو تو یہ بھی علامت اجازت نکاح کی ہے۔ اس سے بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے فان استاذنہا الولی او وکیلہ الخ فسکتت الخ او بکت بلا صوت الخ فہو اذن وفیہ ایضاً و تمکینہا من الوطی و خلوۃ بہا برضاہا۔ حاصل یہ ہے کہ دل کی ناراضی اور ناخوشی کو نہیں دیکھا جاتا اگر بظاہر اُس نے وقت اجازت طلب کرنے کے انکار نہیں کیا اور سکوت کیا یا بدون آواز کے روئی تو یہ اجازت سمجھی جاتی ہے۔ اس صورت میں نکاح ہو جاتا ہے اور بعد نکاح کے ناراضی اور ناخوشی ظاہر کرنا مفید نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

شوہر عنین کا مفصل حکم دربارہ نکاح

سوال ۶۸۴۔ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اُس کے والدین نے ایک ایسے شخص سے جس کا اعضائے تناسل بہت صغیر ہے اور اُس کی جڑ میں ایک سوراخ ہے اُس میں سے پیشاب آتا ہے بعد بلوغ لڑکی کے یہ بات معلوم ہوئی۔ اس صورت میں اگر وہ لڑکی دوسرے شخص سے عقد کرنا

چاہے تو بلا طلاق کر سکتے ہیں یا نہ۔؟

الجواب۔ اگر وہ شخص جس سے نکاح اُس لڑکی نابالغہ کا کیا گیا ہے خنثیٰ مشکل ہو کہ اُس کا مرد اور عورت ہونا متحقق نہیں ہے تو وہ نکاح موقوف رہتا ہے بعد میں اگر متحقق ہو جاوے کہ مرد ہے، تو نکاح صحیح ہو جاتا اور اگر متحقق ہو جاوے کہ عورت ہے تو نکاح باطل ہے کیونکہ عورت کا نکاح عورت سے صحیح نہیں ہے اور خنثیٰ مشکل وہ ہے کہ اُس کی دونوں علامتیں ہوں مرد کی بھی اور عورت کی بھی یا کوئی بھی نہ ہو۔ اور اگر اخیر تک بھی اشکال باقی رہے کہ نہ اُس کا مرد ہونا معلوم ہو، نہ عورت ہونا تو نکاح باطل ہو جاتا ہے۔ صورتِ مسئولہ میں سائل نے یہ لکھا ہے کہ عضو تناسل اُس کا بہت صغیر ہے اور اُس کی جڑ میں سوراخ ہے کہ اُس سے پیشاب آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ خنثیٰ نہیں ہے بلکہ رجل ہے۔ لیکن نامرد اور عنین ہے اُس میں حنفیہ نے یہ تفصیل فرمائی ہے کہ اس صورت میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ پھر اگر عضو تناسل شوہر کا اس قدر صغیر ہے کہ مثل گھنڈی کے ہے کہ ادخال اُس کا فرج زوجہ میں ممکن نہیں ہے تو حکم اُس کا مجبوب یعنی مقطوع الذکر کا سا ہے کہ عورت کی طلب پر قاضی اُن میں فوراً تفریق کرا دیوے گا۔ اور جو ایسا نہیں بلکہ عنین ہے تو ایک سال کی مہلت شوہر کو بغرض علاج دی جاتی ہے۔ اُس کے بعد اگر عورت طلب کرے قاضی تفریق کرا دیوے گا مگر اس زمانہ میں جبکہ قاضی نہیں تو حَکَم مُسَلَّم فریقین یہ کام کرے گا۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو بدون طلاق دینے شوہر کے اور بدون گذرنے عدت کے اگر خلوت ہو چکی ہے دوسرا نکاح عورت کا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۲۲)

اپنی مطلقہ عورت سے نکاح کا حکم **سوال ۶۸۵**۔ اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کو چند بار طلاق دے یعنی تین دفعہ سے زیادہ یہ کہدے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی تو اب پھر اُس عورت سے بغیر حلالہ کے وہ نکاح کر سکتا ہے یا نہ اور اب اُس کی مطلقہ سے اُس کو تعلق زوجیت کا باقی رہا یا نہیں۔ اور حلالہ کی شکل کیا ہے۔ ایا جس سے اُس کا نکاح کرایا جاوے پہلے اُس سے شرط کر لی جاوے کہ نکاح کے بعد تو طلاق دیدینا اور صحبت نہ کرنا یا نابالغ سے اُس کا نکاح کرا دیا جائے۔ اور وہ نابالغ طلاق دیدے تب اُس سے پھر نکاح کیا جاوے۔ بینوا توجروا

الجواب بدون حلالہ کے اُس عورت مطلقہ ثلثہ سے شوہر اوّل کا نکاح درست نہیں ہے اور حلالہ میں شوہر ثانی کا وطی کرنا شرط ہے نابالغ غیر قادر علی الجماع سے حلالہ نہیں ہو سکتا اور پھر نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ مراہق یعنی قریب البلوغ اگر نکاح کر کے وطی کرے اور بعد بلوغ کے طلاق دے تو جائز ہے اور شرط طلاق کی شوہر ثانی سے نہ کرنی چاہیے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ بلکہ بعد نکاح وہ خود طلاق دے تو اُس وقت بعد گذرنے عدت کے شوہر اوّل نکاح کر سکتا ہے۔ در مختار میں ہے۔ وکرہ التزوج بھا تحریما للحدیث لعن اللہ المحلِّل والمحلَّل لہ بشرط التحلیل کتزوجتک علی ان احللک وان حلت للاوّل

لصحۃ النکاح وبطلان الشرط فلا یجبر علی الطلاق الخ اما اذا اضمر ذلک لا یکرہ وکان الرجل ماجوراً لقصد الاصلاح درمختار قولہ بشرط التحلیل تاویل للحدیث بحمل اللعن علی ذلک الخ شامی فقط

بچے کے حلق میں دودھ کا جانا محقق نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی

سوال ۶۸۶۔ بکر کی ماں نے زید کو جب وہ ایک سال کا تھا اپنا پستان زید کے منھ میں دیا جب زید نے پستان چوسا تو بکر کی ماں کے پستان میں جلن معلوم ہوئی اس نے زید کو علیحدہ کرکے پستان کو دبایا تو اندر سے پانی نکلا اس پانی کا زید کے حلق میں جانے نہ جانے کا بکر کی ماں کو کچھ علم نہیں ہے۔ اس صورت میں بکر کی ماں زید کی رضاعی ماں ہو سکتی ہے یا نہیں؟ زید کی لڑکی کا نکاح بکر سے جائز ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ باب الرضاع درمختار میں ہے۔ ھو مصّ من ثدی آدمیۃ ولو بکراً او میتۃ او آیسۃ الخ اور عالمگیریہ میں ہے۔ دخل فی فم الصبی من الثدی مائع لونہ اصفر تثبت حرمۃ الرضاع لانہ لبن تغیر لونہ الخ اور شامی میں ہے وفی القنیۃ امرأۃ کانت تعطی ثدیھا صبیۃ واشتھر ذلک بینھم ثم تقول لم یکن فی ثدی لبن حین القمتھا ثدی ولم یعلم ذلک الا من جھتھا جاز لابنھا ان یتزوج بھذہ الصبیۃ الخ وفی الفتح لو ادخلت الحلمۃ فی فی الصبی وشکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمۃ بالشک الخ روایۃ قنیہ وفتح القدیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت یہ کہے کہ میری پستان میں اس وقت دودھ نہ تھا اور بچہ کے حلق میں دودھ کا جانا محقق نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ اس صورت میں زید کی دختر کا نکاح بکر سے درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

(۲۳)

بالغہ کا نکاح بغیر مرضی ولی کے غیر کفو میں درست نہیں۔ اور کفو میں صحیح ہو جاتا ہے

سوال ۶۸۷۔ ایک لڑکی بعمر پندرہ سالہ بموجودگی باپ بلا مرضی باپ کے خود اپنا عقد کر سکتی ہے یا نہ؟ اور بالغہ و باکرہ کا حکم ایک ہے یا نہ۔؟ (۲) لڑکی پندرہ سالہ وطن چھوڑ کر دوسری جگہ جا کر نکاح کرے بلا اطلاع باپ کے یہ نکاح جائز ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ مذہب حنفیہ میں بالغہ اپنا نکاح اپنی رضا اور خوشی سے کر سکتی ہے۔ خواہ وہ بالغہ باکرہ ہو یا ثیبہ اور پندرہ برس کی عمر جب پوری ہو جاوے حکم بلوغ کا ہو جاتا ہے۔ لیکن جواز نکاح کے لئے یہ شرط ہے کہ کفو میں وہ عورت اپنا نکاح کرے اگر غیر کفو میں نکاح کرے گی نکاح باطل ہوگا۔ کما فی الدر المختار۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ الخ۔ (۲) اگر کفو میں نکاح کرے صحیح ہو جاتا ہے فقط

مہر مثل باپ کی عورتوں کے مانند جو اس کی بہن اور پھوپھی وغیرہ میں مثل ہو اور اس میں علاتی بہن اور حقیقی بہن برابر ہیں

سوال ۶۸۸۔ ایک عورت کا نکاح مہر مثل پر ہوا بعد چند روز کے میاں بیوی میں مہر کے متعلق اختلاف ہوا بیوی کا یہ قول ہے کہ میرا مہر مثل میری ماں اور حقیقی بہن کے برابر یعنی جتنا جتنا ان کا تھا اتنا ہی

میرا ہے۔ بخلاف خاوند کے وہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ تمہارا مہر تمہاری سوتیلی بہنوں کے برابر ہے۔ اب عند الشرع کس کا قول معتبر ہے اور خاوند کو کونسا مہر ادا کرنا ہوگا۔ اور وقت نکاح کے بجز مہر مثل کے کوئی تفصیل نہیں کی گئی تھی۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے ومہر مثلہا الشرعی مہر مثلہا اللغوی ای مہر امرأۃ تماثلہا من قوم ابیہا لا امہا الخ سنا وجمالاً الخ۔ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ باپ کے اقارب میں جو عورت اسکے مثل ہو عمر اور صورت اور دینداری وغیرہ میں اُس کے مہر کو دیکھنا چاہئے وہی مہر مثل ہے اور یہ بھی اس عبارت میں مذکور ہے کہ ماں اور اُس کے قبیلہ کے مہر کا اعتبار نہیں ہے۔ اور شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی بہن اور علاتی بہن میں کچھ فرق نہیں ہے۔ اُن میں جو اُس کے مماثل ہو عمر و صورت وغیرہ میں جو اُس کا مہر ہوگا وہی اس کا بھی ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

حجۃ رضاع مثل حجۃ مال ہے اور صورت شک میں رضاع ثابت نہیں ہوتی

سوال ۸۹ ۲ ۔ ایک بھائی کی لڑکی اور اُس کی بہن کا لڑکا ہے یہ ظاہر ہے کہ ان کا نکاح جائز ہے اس میں بات یہ ہے کہ بہن کا انتقال ہوگیا ہے۔ پرورش کے لئے وہی بچہ اُس عورت کو سونپا گیا کہ جس کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز اور اُنیس ۱۹ سال سے بیوہ تھی اُس شخص لڑکی والا اور اُس کی بہن لڑکا والی کی یہی والدہ تھی بچہ کو دودھ مختلف عورتیں جن کو رشتہ اور کفو سے کچھ تعلق نہیں تھا۔ پلاتی رہیں۔ اب نکاح کی بات سُن کر اُسی بیوہ عورت نے ظاہر کیا ہے کہ یہ بچہ میرے پستان چوسا کرتا تھا اگرچہ دودھ نہیں آتا تھا مگر پانی نکلتا تھا۔ اور یہ بیوہ مرضعہ ان کا نکاح ہونا نہیں چاہتی۔ اور صرف اُسی عورت کا یہ قول ہے۔ اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے والرضاع حجتہ حجۃ المال وہی شہادۃ عدلین وعدلتین وفیہ ایضاً فلو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم الخ

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت نہیں ہے۔ اور صرف ایک عورت کا قول معتبر نہیں ہے اُس کے قول سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ پس نکاح اُن دونوں میں جائز ہے یعنی بھائی کی لڑکی اور بہن کے لڑکے کا نکاح باہم درست ہے فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

۳ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ

نکاح کے وقت اگر عورت معلوم عند الشہداء ہو تو باپ کا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے

سوال ۶۹۰ زید نے ہندہ سے نکاح کیا۔ زید سے اس کے ایک لڑکا عمرو اور دو لڑکیاں سلمہ و عائشہ پیدا ہوئیں۔ پھر زید کا انتقال ہو گیا اسکے بعد ہندہ نے دوسرے شوہر بکر سے عقد نکاح کر لیا۔ بکر سے دو لڑکیاں جمیلہ و حبیبہ پیدا ہوئیں اور بکر بھی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ہندہ بمعہ ہر دو لڑکیوں جمیلہ و حبیبہ کے اپنے فرزند عمرو کے پاس آ گئی کچھ عرصہ بعد ہندہ نے اپنی لڑکی جمیلہ کی شادی کر دی۔ پھر خود ہندہ وفات پا گئی۔ دوسری لڑکی حبیبہ کی شادی اسکو سوتیلے بھائی عمرو نے خالد سے کر دی۔ بر وقت نکاح عمرو نے بوجہ عار حبیبہ کے والد کا نام بجائے بکر کے زید بتلایا حبیبہ مجلس نکاح میں حاضر نہ تھی۔ شہداء نکاح میں سے اکثر کو علم تھا کہ منکوحہ زید کی بیٹی نہ تھی۔ اس کے باپ کا نام بکر ہے۔ اور عمرو محض اپنی والدہ کا دوسرا شوہر چھپانے کی غرض سے بجائے حبیبہ کے باپ کے اپنے باپ کا نام بتا رہا ہے اور ناکح یعنی خالد کو اس قصّہ کا مطلق علم نہ تھا۔ حبیبہ بعد نکاح دو سال زندہ رہکر ایک لڑکی فاطمہ بنت خالد چھوڑ کر مر گئی؛

اب سوال یہ ہے کہ یہ نکاح جس میں دیدہ و دانستہ منکوحہ کی ولایت اُس کی غیر حاضری میں غلط بتلائی گئی شرعًا جائز ہوا یا نہیں۔ دوسرے حبیبہ کا مہر جو دو ہزار مقرر ہوا تھا اور وہی اُس کا ترکہ ہے شرعًا کس طرح تقسیم ہو گا۔ اُس کا شوہر خالد، دختر فاطمہ، حقیقی بہن جمیلہ، عمرو سوتیلا بھائی، دو بہن سوتیلی سلمہ و عائشہ زندہ ہیں۔ ہر ایک کو کتنا حصہ ملے گا۔؟

(۱۳)

الجواب چونکہ شہود کے نزدیک حبیبہ مجہولہ نہیں ہے۔ اور عمرو کا باوجود علم کے حبیبہ کو بنت زید کہنا قرینہ مجاز کا ہے اس لئے نکاح صحیح ہو گیا جیسا کہ شامی میں ولا المنکوحۃ کی شرح میں لکھا ہے فلو زوجتہ منہ ولہ بنتان لا یصح الا اذا کانت احدھما متزوجۃ فینصرف الی الفارغۃ الخ معناہ ما اذا کانت احدھما محرمۃ علیہ الخ قلت وظاہرہ انھا لو جرت مقدمات الخطبۃ علی معینۃ و تمیزت عند الشہود ایضًا یصح العقد وھی واقعۃ الفتوی لان المقصود نفی الجہالۃ وذلک حاصل بتعینہا عند العاقدین والشہود وان لم یصرح باسمہا کما اذا کانت احدھما متزوجۃ ویؤیدہ ما سیاتی من انہا لو کانت غائبۃ وزوجہا وکیلہا فان عرفہا الشہود و علموا انہ ارادھا کفی ذکر اسمہا والا لابد من ذکر الاب والجد ایضًا۔ الخ۔

اور اس صورت میں ترکہ حبیبہ کا بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث چار سہام ہو کر ایک حصہ اُس کے شوہر کو اور دو سہام اُس کی دختر کو اور ایک حصہ حقیقی بہن جمیلہ کو ملے گا۔ سوتیلا بھائی اور بہن محروم ہیں فقط

مہر سمی خلوت کی بعد پورا مہر واجب ہو جاتا ہے

سوال ۶۹۱۔ ایک لڑکے اور لڑکی نابالغ کا عقد چھ سال ہوئے ہوا تھا

لڑکی اس وقت بالغ ہے لڑکے کی نسبت مشہور ہے کہ وہ نامرد اور معذور ہے کوئی کام نہیں کر سکتا۔ ایسی صورت میں طلاق اور خرچ نان ونفقہ ومہر کے بارہ میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ اس عرصہ میں لڑکی اپنی سسرال میں بھی رہی ہے۔ اگر مرد طلاق دیدے تو مہر ادا کرنا ہوگا یا نہیں۔ اور نفقہ چھ سال کا ادا کرے گا یا نہیں۔؟

الجواب۔ بدون طلاق کے عورت اُس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہو سکتی اور اگر خلوۃ ہونے کے بعد شوہر طلاق دیوے گا تو مہر پورا لازم ہوگا۔ والخلوۃ الخ کالوطی فیما یجیئ ولو کان الزوج مجبوبا او عنینا او خصیا الخ (در مختار)۔ اور نفقہ گذشتہ زمانہ کا ساقط ہو جاوے گا۔ والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء الخ

رضاع کے بارہ میں مفصل فتویٰ

سوال ۶۹۲ حسرت فاطمہ نے دوست محمد و اصغر علی و دختر فاطمہ کی والدہ یعنی اپنی خالہ کا دودھ پیا ہے۔ یعنی اصغر علی کے دودھ میں شرکت کی ہے۔ تو اب دوست محمد کا نکاح حسرت فاطمہ سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور داؤد بیگ کے ایک لڑکی ایک لڑکا ہے۔ حسرت فاطمہ محمد بیگ۔ تو دختر فاطمہ جو احمد بیگ کی لڑکی ہے۔ اُس کا نکاح محمد بیگ سے جو داؤد بیگ کا لڑکا ہے ہو سکتا ہے یا نہیں۔ بعض مولوی کہتے ہیں کہ یہ دونوں نکاح جائز ہیں۔؟

الجواب۔ حسرت فاطمہ نے جبکہ اپنی خالہ کا دودھ مدۃ رضاعت میں پیا تو وہ مرضعہ حسرت فاطمہ کی والدہ رضاعی ہوگئی اور مرضعہ کی تمام اولاد حسرت فاطمہ کے بھائی بہن رضاعی ہوگئے۔ یعنی جیسے اصغر علی جس کی ساتھ حسرت فاطمہ نے دودھ پیا ہے۔ حسرت فاطمہ کا بھائی رضاعی ہے۔ اسی طرح دوست محمد دختر فاطمہ بھی حسرت فاطمہ کے بھائی بہن رضاعی ہیں۔ پس حسرت فاطمہ کا نکاح دوست محمد سے درست نہیں ہے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے اور درمختار میں ہے۔ واحل بین الرضیعۃ وولد مرضعتها ای التی ارضعتها وفیہ قبیلہ واحل بین رضیعی امرءۃ لکونہما اخوین وان اختلف الزمن والاب الخ۔ شامی میں ہے قولہ وان اختلف الزمن کان ارضعت الولد الثانی بعد الاول بعشرین سنۃ مثلا وکان کل منہما فی مدۃ الرضاع الخ شامی۔ البتہ دختر فاطمہ کا نکاح محمد بیگ سے صحیح ہے اور شاید اس سے شبہ اُن مولوی صاحب کو ہوا ہو۔ درمختار میں ہے۔ وتحل اخت اخیہ رضاعا الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بالغہ کا نکاح بدون اجازت صحیح ہے۔ اور اجنبی کی اجازت لینے پر اس کی تصریح شرط ہے

سوال ۶۹۳ ایک عورت نے اپنی نابالغہ لڑکی کے نکاح کے لئے قریب رشتہ دار کو بلا کر اپنے یہاں اسے نکاح کی غرض سے رکھا۔ عورت مذکور مرض الموت میں مبتلا ہو کر فوت ہوئی۔ اور مرتے وقت وصیت کر گئی کہ میری لڑکی کا نکاح اسی شخص سے کرنا (جس کو اس نے بلایا تھا) اور اگر نہ کیا تو قیامت میں دامنگیر ہوں گی۔ لڑکی بھی اس پر راضی تھی۔ اُس عورت کے مرجانے کے بعد دوسرے لوگوں نے زبردستی اس لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا۔ اب

لڑکی کئی مرتبہ بھاگ کر اپنے وطن میں آئی اور تیسری مرتبہ اب اُس شخص کے یہاں آگئی جس کو اُس کی ماں نے بغرض نکاح اپنے یہاں بلاکر رکھا تھا۔ سو اب یہ لڑکی اس کے لئے جائز ہے یا نہیں۔؟ اور وہ شخص جس سے نکاح کر دیا تھا طلاق کیسے دے سکتا ہے۔؟

الجواب۔ بدون اجازت بالغہ کے اُس کا نکاح صحیح نہیں ہے اور اجنبیوں غیر اولیاء کے اجازت لینے پر سکوت بالغہ کا بھی کافی نہیں ہے۔ پس اگر نکاحِ مذکور بلا اجازت بالغہ کے ہوا اور وہ اُس نکاح سے راضی نہیں ہوئی تو نکاحِ مذکور صحیح نہیں ہے۔ پس طلاق کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسری جگہ جس شخص سے اُس کی رضا ہے۔ نکاح کر سکتی ہے۔ قال فی الدر المختار ولا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح الخ وفیہ فان استاذنہا غیر الاقرب فلا عبرۃ لسکوتہا بل لابد من القول کالثیب الخ وفیہ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی الخ۔ فقط واللہ تعالٰی اعلم کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

| ناشزہ عورت کا حق ساقط ہوتا ہے شب باشی کا |

سوال ۶۹۴ زید کے دو زوجہ ہیں۔ ایک زوجہ کا نام ساجدہ ہے دوسری کا عابدہ۔ زید ساجدہ کے مکان میں شب باشی کرتا ہے۔ اور عابدہ کے پاس نہیں رہتا۔ اور وجہ علیحدگی عابدہ سے یہ ہے کہ وہ اپنی باری نہ سوت کو بخشتی ہے، نہ اجازت ساجدہ کے پاس شب باشی کی دیتی ہے۔ اور اپنے پاس بھی شب باشی کو منع کرتی ہے۔ زوج سے علیحدہ رہنا چاہتی ہے۔ اب زید کیا کرے کہ مواخذہ سے بری ہو (15)
اگر عابدہ کسی ترکیب سے زید کو یہ کہدیوے کہ ساجدہ کے پاس رہا کرو تو زید کے لئے کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ ایسی حالت میں عابدہ ناشزہ ہے اور ناشزہ کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ کذا فی الشامی ولا ناشزۃ فلا ینبغی التردد فی سقوطہ لہا الخ۔ پس اس صورت میں عابدہ کی باری میں ساجدہ کے پاس رہنا درست ہے اور جبکہ عابدہ کسی ترکیب سے یہ کہدیوے کہ ساجدہ کے پاس رہا کرو تو پھر ساجدہ کے پاس رہنے میں کچھ گناہ نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار والشامی۔ فقط واللہ تعالٰی اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

| شک میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی |

سوال ۶۹۷ زید نے دو یا پونے دو سال کی عمر میں اپنی دادی کا پستان چوسنا شروع کیا۔ اور دو تین سال تک ہر روز چوستا رہا۔ اُس کی دادی کی عمر اس وقت ستر اسّی سال کی تھی اُس کی پستانوں میں کسی نے اُس وقت دودھ نکلتا نہیں دیکھا اور نہ اُس نے کسی کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ میری پستان میں اُس وقت دودھ تھا۔ اب دادی کا انتقال ہو گیا ورنہ اس سے صاف طور سے معلوم کر لیا جاتا۔ اس صورت میں زید اپنے حقیقی چچا کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر دادی سے دریافت کیا جاتا اور وہ کہتی کہ میرے پستان میں اُس وقت دودھ نہ تھا تو اُسکا قول معتبر ہوتا لیکن جبکہ اُس کا انکار ثابت نہیں اور پستان کا برابر مُنھ میں لینا اور چوسنا محقق ہے تو احتیاط

اس میں ہے کہ اپنے چچا کی لڑکی سے جوکہ اُس کی رضاعی بھتیجی ہے نکاح نہ کرے لیکن قاعدہ کے موافق چونکہ دودھ پیتے دیکھنے کا اور دودھ اُترنے اور پستان سے نکلنے کا کوئی گواہ نہیں ہے اور رضاعت بدون دوگواہ کے ثابت نہیں ہوتی اس وجہ سے زید اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے۔ حکم ایسا ہی ہے۔ اور احتیاط اول صورت میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سوال ۷۹۸ | مہر مؤجل کے متعلق فتویٰ | ہندہ کا نکاح زید سے ہوا۔ اور مہر مؤجل قرار پایا۔ لیکن یا تو قاضی کی غلطی سے یا ہندہ کے باپ کی سازش سے رجسٹر قاضی میں مہر مؤجل تحریر نہیں ہوا۔ ہندہ لاولد ہے اور اُس کا باپ بہت مقروض ہے۔ اُس نے ہندہ کو اپنے قبضہ میں کرکے ہندہ کے نصف دین کا دعویٰ عدالت میں کردیا ہے۔ اس صورت میں مہر مؤجل کا اعتبار ہے یا کیا۔؟ جبکہ عرف یہاں کا یہ ہے کہ اگر دین مہر بلا صراحۃ ہوتا ہے تو تاقیام نکاح وتاحیات زوجین زوجہ کو کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے۔ ہندہ کا باپ کہتا ہے کہ رواج کا عدم ووجود اُس وقت معلوم ہوسکتا ہے کہ عدالت میں کوئی مقدمہ گیا ہو اور ناکامی ہوئی ہو۔ اور بلا عدالت کی تجویز کے رواج کا پتہ نہیں چلتا۔؟

الجواب۔ اعتبار اُسی کا ہے جو کچھ دربارۂ مہر قرار پایا تھا۔ پس جبکہ مہر مؤجل قرار پایا تھا تو مؤجل ہی لازم ہے اور مہر مؤجل کا مطالبہ بعد طلاق یا موت کے ہوسکتا ہے۔ عرف یہی ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سوال ۷۹۹ | حرمت مصاہرۃ کے لئے لڑکے کے لئے کم از کم ۱۲ سال اور لڑکی کے لئے ۹ سال کی عمر ہونی ضروری ہے | ایک لڑکے نے جس کی عمر گیارہ سال تھی۔ ایک عورت کے گوشوارہ میں دست اندازی کی۔ اور اس اثنا میں اُس لڑکے کو انتشار ہوا۔ اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوئی یا نہیں۔؟ اور اُس لڑکے کا نکاح اُس عورت کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ شامی میں ہے۔ فتحصل من هذا انہ لابد فی کل منهما من سنین المراهقة واقلها للانثی تسع وللذکر اثنی عشر لان ذلك اقل مدة یمکن فیها البلوغ کما صرحوا بہ فی باب بلوغ الغلام الخ باب المحرمات ص۲۸۲ جلد۲۔ وفی الدر المختار فی باب بلوغ الغلام وادنی مدتہ لہ اثنا عشرة سنة ولها تسع سنین هو المختار الخ فان راهقا بان بلغا هذا السن الخ۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں جبکہ عمر لڑکے کی گیارہ سال کی تھی تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی۔ اور اُس عورت کی دختر سے نکاح کرنا اُس کو درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سوال ۸۰۰ | رضاعت کے متعلق فتویٰ | دو سال ہوئے کہ زید کا عقد ہندہ سے ہوا تھا۔ اور اب معلوم ہوا کہ زید کی حقیقی ہمشیرہ نے زید کی منکوحہ کو یعنی ہندہ کو بچپن میں دودھ پلایا تھا تو اب کیا کرنا چاہیے۔؟

الجواب۔ اگر یہ محقق ہوگیا ہے۔ اور دو عادل گواہوں سے ثابت ہوگیا ہے کہ زید کی ہمشیرہ نے ہندہ کو مدت رضاعت میں دودھ پلایا ہے تو زید کو چاہئے کہ ہندہ سے علیحدگی کرے اور متارکت کرے۔ قال فی الدر المختار والرضاع حجتہ حجۃ المال وھی شھادۃ عدلین اوعدل وعدلتین لکن لا تقع الفرقۃ الا بتفریق القاضی لتضمنھا حق العبد الخ قال فی الشامی فلا بد من القضاء ای ان لم توجد المتارکۃ۔ فقط

مہر موجل میں اعتبار عرف کا ہے

سوال ۱۰۷ عرصہ تخمیناً اٹھارہ سال کا ہوا کہ ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا اور اس درمیان میں ایک بچہ بھی ہندہ کے بطن سے پیدا ہوکر فوت ہوگیا۔ اب ہندہ بالکل لاولد ہے اور ہندہ کا باپ علانیہ فسق وفجور میں مبتلا ہے اور حد درجہ کا مقروض ہے۔ اب کچھ عرصہ سے اُس نے ہندہ کو اپنے قابو میں کرکے ہندہ کے نصف مہر کا دعویٰ عدالت میں اس بیان سے دائر کر دیا کہ ہندہ کا مہر بلا صراحت معجل و موجل ہے زید نے ہندہ کے اخراجات کے واسطے بیس روپیہ ماہانہ اور ایک مکان کا بھی تاحیات ہندہ کی انتظام کر دیا تھا اور فریقین کے خاندان یعنی امروہہ کے سادات اہل سنت میں اگر مہر بلا صراحت مقرر ہوا ہو تو عورت کو بدون طلاق یا موت کے کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے۔ ہندہ کا باپ کہتا ہے کہ رواج کا عدم وجود اُس وقت معلوم ہوسکتا ہے جبکہ عدالت میں کوئی مقدمہ دائر ہو۔ اور ناکامی ہو بلا عدالت کی تجویز کے کسی رواج کا پتہ نہیں چل سکتا ہے۔ اب سوالات حسب ذیل ہیں۔؟ ۱۷

(۲) اگر مہر بلا صراحۃ ثابت ہو تو اندریں حالات کہ اگر عورت لاولد ہو اور اُس کا باپ عیاش ہو۔ اور فضول خرچ اور مقروض ہو۔ اور شوہر نے اُس کی سکونت اور خورونوش کا بھی انتظام کر دیا ہو۔ اور کسی قسم رواج کا بھی ثبوت نہ ہو تو زوجہ شرعاً بحیات زوجین کس قدر مہر پانے کی مستحق ہے یعنی نصف کی دعوے دار ہے یا خمس وربع کی۔؟

(۳) اگر مدعیہ کی طرف سے اُس کے دعوے کے موافق مہر کا بلا صراحت مقرر ہونا ثابت نہ ہوسکے اور زید ہی کا قول کہ مہر موجل قرار پایا تھا تسلیم کر لیا جاوے۔ تو ہندہ کس وقت مہر پانے کی مستحق ہے؟

(۴) اور اگر مہر تو بلا صراحت ثابت ہو مگر یہ بھی ثابت ہو کہ امروہہ کے اہل سنت سادات میں اگر مہر بلا صراحت مقرر ہوتا ہے تو بحالت حیات زوجین زوجہ کو کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے تو شرعاً ہندہ کو اس وقت کوئی جزو مل سکتا ہے یا نہیں؟

(۵) ہندہ کے باپ کا یہ قول کہ ثبوت رواج کے واسطے عدالت کی تجویز ضروری ہے صحیح ہے یا نہیں اور ثبوت رواج کے واسطے کسی حاکم یا قاضی کے فیصلہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ مہر موجل ہونا اگر ثابت ہو جاوے تو ہندہ مہر کا مطالبہ شوہر کے مرنے پر یا طلاق دینے پر

کر سکتے ہیں کما فی العالمگیریہ وھذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وھو الطلاق او الموت الخ باب المہر (ترجمہ) اور یہ اس لئے کہ غایۃ اور مدۃ معلوم ہے اور وہ طلاق ہے یا موت الخ۔ اور درمختار میں ہے الا التاجیل لطلاق او موت فیصح للعرف الخ ص ۳۵۹ شامی جلد ۲ (ترجمہ) مگر مدۃ مہر کی بوقت طلاق کے یا موت کے صحیح ہے عرف کی وجہ سے۔

(۲) اگر مہر کے معجل و مؤجل ہونے کی کچھ تصریح نہ ہو۔ اور عورت کا دعویٰ عدم تصریح کا ثابت ہو جاوے تو عرف کے موافق حکم ہوگا۔ اور جبکہ مدار عرف پر اور رواج پر ہے تو عرف و رواج وہاں کا دیکھنا چاہئے کہ عام طور سے جبکہ مہر مطلق ہو اور کچھ تصریح نہ ہو کس وقت مہر دیا جاتا ہے۔ قال فی فتح القدیر بل المعتبر فی المسکوت العرف الخ ص ۱۹۵ ج ۲ یعنی بلکہ معتبر اُس مہر میں جس میں کچھ تصریح نہ ہو عرف و رواج اُس شہر کا ہے۔

(۳) جبکہ مہر میں کچھ تصریح اور قید نہ ہو۔ اور عرف و رواج وہاں کا یہ ہے کہ تا قیام نکاح و تاحیات زوجین مہر نہیں دیا جاتا۔ تو اسی کے موافق عملدرآمد ہوگا۔ اور ہندہ کو کوئی جزو مہر کا اس وقت نہیں مل سکتا۔ جیسا کہ فتح القدیر کی عبارت مذکورہ میں گذرا۔ اور نیز فتح القدیر صفحہ مذکورہ میں قاضیخان سے منقول ہے۔ فان لم یبینوا قدر المعجل ینظر الی المرءۃ والی المہر انہ کم یکون المعجل لمثل ھذہ المرءۃ من مثل ھذا المہر فیجعل ذلک ولا یتقدر بالربع والخمس بل یعتبر المتعارف فان الثابت عرفا کالثابت شرطا الخ۔ پس اگر بیان نہ کریں مقدار معجل کی تو عورت کو اور اُس کے مہر کو دیکھا جاوے گا کہ ایسی عورت کے لئے ایسے مہر میں سے کس قدر مہر معجل ہوتا ہے۔ اُسی قدر اُس کو فی الحال دیا جاوے گا چوتھائی اور پانچویں حصہ کی کچھ تعیین اور تحدید نہیں ہے بلکہ متعارف کا اعتبار ہے اس لئے کہ جو امر عرف سے ثابت ہو وہ ایسا ہے جیسا کہ شرط سے ثابت ہو۔

(۴) ثبوت عرف و رواج کے لئے کسی فیصلہ کی اور عدالت کی تجویز کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اُس شہر کا عرف و رواج وہاں کے واقعات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ ہندہ کے باپ کا قول اس بارہ میں صحیح نہیں ہے جیسا عبارت قاضیخان مذکورہ ینظر الی المرءۃ والی المہر الخ سے واضح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نکاح فاسد میں مہر مثل واجب ہوتا ہے

سوال ۷۰۲ شخصے زوجۂ خود را سہ طلاق داد بعدہ قبل از تحلیل نکاح ساخت و مقاربت و قربان بایام بوجو رسید دریں صورت نکاح شرعاً صحیح شد یا نہ و مہر لازم است یا نہ۔

الجواب۔ دریں صورت نکاح صحیح نہ شد و مہر مثل در نکاح فاسد لازم می شود بعد دخول و صحبت قال فی الدر ویجب مہر المثل فی نکاح فاسد الخ بالوطی الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

حلالہ میں زوج کا قول معتبر ہے وطی میں اور نکاح کے صحیح ہونے میں۔

سوال ۷۰۳ زید نے اپنی عورت کو طلاق بائنہ دی اور عدت گذرنے کے بعد عورت کا نکاح زید کے بھائی سے کرا دیا۔ اور زید کے بھائی کو سمجھا دیا کہ نہیں

طلاق نہ کرنا۔ اور یہ عورت تمہاری زوجہ ہو چکی۔ دو چار روز کے بعد اُس نے طلاق دیدی تو بعد عدت شوہرِ اوّل سے نکاح کی تجویز ہوئی تو کیا حلالہ میں وطی محلل کی ضروری ہے یا نہیں۔؟ اگر وطی نہ ہوئی ہو تو حلالہ صحیح ہے یا نہ۔؟ اور اُس میں کس کا قول معتبر ہوگا۔؟

الجواب۔ شوہرِ ثانی کا وطی کرنا حلالہ میں ضروری ہے۔ بدون وطی وجماع شوہرِ ثانی کے مطلقہ ثلثہ شوہرِ اوّل کے لئے حلال نہ ہوگی۔ اور قول دربارۂ وطی عورت کا معتبر ہے۔ قال الزوج الثانی کان النکاح فاسدًا اولم ادخل بہا وکذبت۔ فالقول لہا (درمختار) وکذا فی البحر وعبارة البزازیة ادعت ان الثانی جامعہا وانکر الجماع حلت للاول وعلی القلب لا (شامی جلد ۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

خط کے ذریعہ نکاح منعقد ہونے کا بیان

سوال ۷۰۴ مثلاً ایک عورت نے ایک شخص کو خط لکھا کہ میں آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں اتنے مہر پر آپ منظور کریں اور اُدھر سے اس شخص نے اُس کے جواب میں لکھا کہ مجھے منظور ہے اور وہ شخص دو شخصوں کے سامنے پڑھکر اور اس کا جواب بھی ان کو سُنا کر لکھدیا۔ تو کیا یہ نکاح ہوگیا۔؟ مگر اس عورت نے خفیہ بلا دو گواہ شرعی کے یہ خط لکھا ہو تو کیا جب بھی نکاح ہو جاوے گا۔ یا اُدھر سے بھی دو گواہ شرعی ہونے کی ضرورت ہوگی۔ اور ان دونوں خطوں پر دونوں فریق کے گواہان کے دستخط بھی ہونے چاہئیں یا نہیں۔؟ 19

الجواب۔ شامی میں خط پر جوازِ نکاح کی یہ صورت لکھی ہے کہ مثلاً مرد عورت کو خط لکھے کہ میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اور عورت دو گواہوں کو بلا کر اُن کے سامنے اُس خط کو پڑھے اور یہ کہدے کہ میں نے اپنا نکاح اُس سے کیا الخ۔ اس صورت کے موافق یہ بھی جائز ہے کہ عورت مرد کو خط لکھے اور مرد دو گواہوں کے سامنے اُس کا خط پڑھے۔ اور یہ کہدے کہ میں نے اُس عورت سے نکاح کیا۔ غرض یہ کہ اگر دو گواہوں کے سامنے شوہر نے اُس خط کو پڑھ دیا۔ اور قبول کر لیا تو نکاح ہو گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمٰن

مطلقہ ثلثہ کا خاوند یا عورت اگر مرتد ہو جائیں تو بعد تجدید اسلام کے حلالہ ضروری ہے

سوال ۷۰۵ ایک شخص سنی نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دی بعد اُس کے ایسی صورت کا متلاشی ہوا کہ اپنے نکاح میں وہ بلا حلالہ آسکے۔ مفتیوں نے اس کو انکاری جواب دیا۔ شیعوں نے اُس کو بہکایا کہ ہمارے مذہب میں بلا حلالہ نکاح میں آسکتی ہے شیعہ ہو جاؤ۔ چنانچہ دونوں شیعہ ہوگئے۔ اور اُس عورت مطلقہ کو اپنے نکاح میں لے آیا۔ اُس شخص کی والدہ نے اُس سے گفتگو اور ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ اَب وہ شخص اس امر کا خواستگار ہے کہ میں سنی ہو جاؤنگا بشرطیکہ یہ عورت نکاح میں باقی رہے۔ اَب یہ امر دریافت طلب ہے کہ جبکہ اکثر علماء کے نزدیک شیعہ کافر ہیں۔ تو اب سنی ہو جانے کی صورت میں وہ عورت بلا حلالہ نکاح میں آسکتی ہے۔؟ اور اسلام بہدم

ماکان قبلہ کا اثر ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ قال فی الشامی ای لو طلقها ثنتین وھی امۃ ثم ملکھا او ثلاثا وھی حرۃ فارتدت ولحقت بدار الحرب ثم سبیت وملکھا لایحل لہ وطئھا بملک الیمین حتی یزوجھا فیدخل بھا الزوج ثم یطلقھا الخ پس اگر تسلیم کر لیا جاوے کہ رافضی ہونا ارتداد ہے تب بھی بعد سنی ہونے کے حلالہ کی ضرورت ہے۔ بدون حلالہ کے مطلقہ ثلثہ اپنے شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

سوال ۷۰۶۔ | زوجہ کو خاوند کے مجنون ہو جانے سے اختیارِ فسخ نہیں | ایک عورت اٹھارہ سالہ کا نکاح ایک اٹھارہ سالہ مرد سے ہوا۔ ایک مہینہ کے بعد مرد پاگل ہو گیا۔ چھ سال ہو گئے کہ اس کو مطلق ہوش نہیں بالکل دیوانہ ہے۔ مرد عورت دونوں کے کوئی جائداد نہیں، ان کا کوئی ولی نہیں۔ عورت اپنے نفقہ کے لئے سخت مضطر ہے۔ اس حالت میں عورت کیا کرے۔ اگر کوئی شرعی مخلص اُس کے لئے ہو تو بحوالہ کتاب بیان فرما کر اجرِ جزیل حاصل کریں۔؟ ۹/۱۵

الجواب۔ قال فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون و جذام وبرص ورتق وقرن وخالف الائمۃ الثلاثۃ فی الخمسۃ لو بالزوج ولو قضی بالرد صح فتح وفی الشامی فی العبارۃ خلل الخ والظاھر ان اصلھا وخالف الائمۃ الثلاثۃ فی الخمسۃ مطلقا ومحمد فی الثلاثۃ الاول لو بالزوج کما یفھم من البحر وغیرہ وفیہ ایضا قولہ ولو قضی بالرد صح ای لو قضی بہ حاکم یراہ فافاد انہ مما یسوغ فیہ الاجتھاد الخ وفیہ ایضا قبیلہ وقد تکفل فی الفتح برد ما استدل بہ الائمۃ الثلاثۃ ومحمد بما لا مزید علیہ الخ (شامی جلد ثانی ص۵۹۶) ۲۰

ان عبارات سے واضح ہوا کہ حنفی کو صورتِ واقعہ میں تفریق کا حکم دینا صحیح نہیں ہے اور یہ کہ راجح مذہب شیخین کا ہے۔ البتہ اگر قاضی شافعی المذہب وغیرہ تفریق کا حکم کر دے تو علیحدگی ہو جاوے گی فقط

سوال ۷۰۷ | ایک شخص متولی ایجاب قبول کر سکتا ہے نکاح میں | زید ایک نابالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح میں جانبین کی طرف سے وکیل نکاح مقرر ہوا ہے۔ اگر وہ بحالتِ وکالت دونوں کی طرف سے ایجاب اور قبول کرے۔ اور پھر لڑکی اور لڑکے کو قبولیت نہ کراوے تو نکاح درست ہے یا نہیں۔؟ ۸۸/۲

الجواب۔ نکاح اس صورت میں صحیح ہو گیا کما فی الدر المختار ویتولی طرفی النکاح واحد بایجاب یقوم مقام القبول فی خمس صور کان کان ولیا او وکیلا من الجانبین الخ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

زوجہ کے بیٹے کی بیوی اسی طرح بھتیجہ کی بیوی بعد طلاق یا موت کے حلال ہے

سوال ۷۰۸ دو بھائی حقیقی تھے زید و عمر۔ عمر جو بڑا بھائی تھا اُسکا نکاح مسماۃ زینب سے ہوا۔ اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا عمر کا انتقال ہوگیا بعد گذر جانے عدۃ کے مسماۃ زینب کا نکاح اُس کے چھوٹے بھائی زید سے کر دیا گیا۔ اُس سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوا۔ عمر کے لڑکے کا نام بکر تھا اور زید کے لڑکے کا نام خالد۔ اس کے بعد ان دونوں بھائی بکر اور خالد کا نکاح ایسی عورتوں سے ہوا جو دونوں حقیقی بہنیں تھی۔ سوال یہ ہے کہ صورتِ مسئولہ میں اگر عمر کے لڑکے بکر کی زوجہ کی وجہ سے بوجہ طلاق یا اُس کے انتقال کے نکاح سے علیحدہ ہو جاوے تو اُس کے چچا یعنی عمر کے چھوٹے بھائی زید سے بکر کی زوجہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار فجاز الجمع بین امرءۃ وبنت زوجہا وامرءۃ ابنہا۔ پس عبارت منقولہ سے ظاہر ہوا کہ اگر زوجۂ زید یعنی زینب بھی زید کے نکاح میں موجود ہو تب بھی زید اپنی زوجہ کے پسر اور اپنے بھتیجہ بکر کی زوجہ سے بعد طلاق یا موت بکر نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر زینب موجود نہ ہو تو جوازِ نکاح میں کچھ تردد ہی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

موطوئہ اب رضاعی سے نکاح حرام ہے

سوال ۷۰۹۔ موطوئہ اب رضاعی حلال است یا حرام۔ فتویٰ علمائے احناف چہ طور است۔؟

(۱۳)

الجواب قال فی رد المحتار قولہ ما یحرم من النسب معناہ ان الحرمۃ بسبب الرضاع معتبرۃ بحرمۃ النسب فیشمل زوجۃ الابن والاب من الرضاع لانہا حرام بسبب النسب ھکذا بسبب الرضاع وھو قول اکثر اھل العلم کذا فی المبسوط (بحر) الخ وفی الھدایۃ وامرءۃ ابیہ وامرءۃ ابنہ من الرضاع لا یجوز ان یتزوجہا کما لا یجوز ذلک من النسب لما روینا وذکر الاصلاب فی النص لاسقاط اعتبار المتبنیٰ علی ما بیناہ الخ وھکذا فی اکثر الکتب۔ پس معلوم شد کہ موطوئہ اب رضاعی نکاح باو حرام است وکتب فقہیہ معتبرہ بر حرمتش شاہد اند وہرگاہ قول اکثر فقہاء ہمین است و مقتضائے نص قطعی وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ ہم ہمین است۔ پس ظاہر است کہ ہمیں راجح است وفتویٰ ہم بران است فقط

موت احد الزوجین کی صورت میں پورا مہر لازم ہونا باجماع ثابت ہے

سوال ۷۱۰۔ بصورت تسمیہ مہر عند النکاح قبل خلوت اگر زوج فوت ہو جاوے تو فقہ کی کتابوں سے کل مہر کا واجب الاداء ہونا معلوم ہوتا ہے۔ فالمسمی عند الوطی او موت احدھما سواء کان الموت قبل خلوۃ او بعدہ۔ لیکن اس حکم کا ثبوت کہاں سے ہے۔ آیۃ قرآنی یا حدیث سے۔؟

الجواب۔ موت احد الزوجین کی صورت میں پورا مہر لازم ہونا باجماع ثابت ہے۔ جیسا کہ فتح القدیر

میں ہے۔ ولا اختلاف لاربعۃ فی ھذا۔ اور وہ حدیث جو عدم تسمیہ مہر و موت قبل دخول کی صورت میں پورا مہر لازم ہونے میں وارد ہے۔ اس اجماع کی دلیل ہے۔ وہ حدیث یہ ہے وعن علقمۃ عن ابن مسعود رضؓ انہ سئل عن رجل تزوج امرءۃ ولم یفرض لہا شیئاً ولم یدخل بہا حتی مات فقال ابن مسعود رضؓ لہا مثل صداق نسائہا لاوکس ولا شطط وعلیہا العدۃ ولہا المیراث فقام معقل بن سنان الاشجعی فقال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بروع بنت واشق امرءۃ منا بمثل ما قضیت ففرح بہا ابن مسعود رضؓ۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی مشکوٰۃ شریف) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن۔

۱۲۳۶ **حرمت حلیلہ اب رضاعی وابن رضاعی میں اکثر فقہاء کا قول ابن الہمام رحمہ سے ارجح اور احوط ہے**

سوال ۷۱۱۔ حلیلہ اب وابن رضاعی کو فقہاءؒ حرام تحریر فرماتے ہیں جیساکہ تمام کتب فقہ میں مذکور ہے۔ اور صاحب فتح القدیر اس کے خلاف تحریر فرماتے ہیں۔ چنانچہ فتح القدیر میں ہے ومقتضی الحدیث ان ما کانت اماً من الرضاعۃ او بنتا او اختاً او بنت اخ الخ تحرم فاثبات تحریم کل من الاب والابن من الرضاعۃ قول بلا دلیل بل الدلیل یفید حلہا وھو قید حلیلۃ الاصلاب فی الاٰیۃ؟

(۱۴)

الجواب۔ قولہ ما یحرم من النسب) معناہ ان الحرمۃ بسبب الرضاع معتبرۃ بحرمۃ النسب فشمل زوجۃ الابن والاب من الرضاع لانہا حرام بسبب النسب فکذا بسبب الرضاع وھو قول اکثر اہل العلم کذا فی المبسوط (بحر) وقد استشکل فی الفتح الاستدلال علی تحریمہا بالحدیث لان حرمتہا بسبب الصہریۃ لا النسب الخ (شامی)۔

اس عبارت اور نیز تمام کتب فقہ کی عبارات سے حرمت حلیلہ اب وابن رضاعی کی حرمت معلوم ہوتی۔ اور مقتضائے نص قرآنی وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَاؤُكُمْ الاٰیۃ۔ بھی یہی ہے۔ باقی امام ابن الہمام کا استدلال بالحدیث میں استشکال فرمانا از قبیل ابحاث محققین ہے جو بعض دلائل میں وہ فرمایا کرتے ہیں۔ اس سے اصل مسئلہ کا ابطال لازم نہیں آتا۔ علاوہ بریں جبکہ قول اکثر اہل علم کا یہی ہے۔ اور فقہاء نے عموماً محرمات نسبیہ وصہریہ کو رضاعاً حرام فرمایا ہے۔ تو اس صورت میں احوط وارجح باب حرمت میں قول اکثر فقہاء ہے۔ قال فی الدر المختار وحرم الکل مما مر تحریمہ نسباً ومصاہرۃ رضاعاً۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن

۱۲۳۷ **دار الحرب میں لعان نہیں ہوتا ......**

سوال ۷۱۲ ایک شخص کسی شہر میں ملازم تھا اور اپنی زوجہ کو برابر خرچ روانہ کرتا رہا۔ یہاں اُس کی زوجہ نے دوسرے مرد سے زنا کرایا۔ لڑکا پیدا ہوا۔ اب وہ نوکری چھوڑ کر گھر آیا ہے۔ اب کس طرح اپنی عورت کو ہمراہ رکھے۔ اور نسب اُس لڑکے کا اُس سے ثابت ہو یا کیا۔؟

الجواب۔ قال فی رد المحتار حیث قسم الفراش علی اربع مراتب۔ وقوی وھو فراش المنکو

ومعتدۃ الرجعی فانہ فیہ لاینتفی الا باللعان الخ اقول ومن شرائط اللعان کون القذف فی دار الاسلام کما فی الدر المختار فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام قولہ فی دار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایۃ الخ (شامی) وفی الدر المختار وقد اکتفوا بقیام الفراش بلادخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینھما سنۃ فولدت لستۃ اشھر منذ تزوجھا لتصور کرامۃ او استخدام الخ فتح الخ۔ پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نسب لڑکے کا شوہر سے ثابت رہے گا۔ اگر شوہر یہ کہے کہ میرا نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن

نکاح سے پہلے تعلیق بغیر اضافۃ الیہا کے لغو ہے

سوال ۷۱۳ ایک شخص نے موافق رسم قبیلہ کے وقت نکاح کے یہ لکھدیا کہ اگر میں زوجہ کو گھر سے نکالوں، یا سخت گالیاں دوں، یا ماروں یا نفقہ میں تنگی کروں تو میری طرف سے اس عورت کو تین طلاق ہیں۔ مجمع عام میں ان شرائط کا اقرار کیا بعد نکاح کے امور مذکورہ میں سے کوئی امر وقوع میں آگیا تو موافق شرط کے اُس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر نکاح سے پہلے یہ شرط لکھی ہے تو وہ لغو ہے اُس کا کچھ اثر بعد نکاح کے نہ ہو گا۔ جیسا کہ کتب فقہ میں ہے شرط الملک او الاضافۃ الیہ (درمختار)۔ اور اگر بعد نکاح کے یہ شرائط لکھی ہیں تو بوقت وجود شرط تین طلاق اُس کی زوجہ پر واقع ہو جاویں گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

(۱۵)

نابالغہ جس صورت میں اپنا نکاح بعد البلوغ فسخ کر سکتی ہو وہ بغیر قضاء قاضی نہیں ہو سکتا۔

سوال ۷۱۴۔ ہندہ صغیرہ نابالغہ کا نکاح اُس کے بھائی بکر نے زید کے ساتھ کر دیا جب ہندہ کو اول حیض آیا تو ہندہ نے گواہوں کے روبرو نکاح کو فسخ کر دیا اور خالد سے نکاح ثانی کر لیا۔ کیا فسخ نکاح ہندہ کا جبکہ قاضی بھی ہمارے مُلک میں موجود نہیں اور حَکَم بھی نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا کیا اور زوج اول ہندہ کا عالم کے روبرو نہیں آتا۔ نہ ہندہ زوج اول کو قبول کرتی ہے۔ اور اس وقت کے مولویان قاضی کے قائم مقام ہو سکتے ہیں یا نہ۔؟ اور جبکہ زوج اول حاضر نہیں ہوتا تو اس صورت میں فسخ نکاح کا حکم ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار ولکن لھما ای لصغیر وصغیرۃ الخ خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء قولہ بشرط القضاء لان فی اصلہ ضعفا فیتوقف علیہ کالرجوع فی الھبۃ وفیہ ایماء الی ان الزوج لو کان غائبا لم یفرق بینھما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب (نہر شامی ج۲ ص۳۰۶)

اس عبارت سے جملہ امور مستفسرہ کا جواب حاصل ہو گیا کہ اس فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی شرط ہے اور بصورت نہ ہونے قاضی کے حکم مسلم فریقین بھی شوہر کی موجودگی میں فسخ کر سکتا ہے۔ اور مولویان موجودین قائم مقام قاضی کے نہیں ہیں اور نہ بدون تسلیم فریقین حَکَم مقرر ہو سکتا ہے۔ اور نہ اُس کا حکم نافذ ہو سکتا ہے اور شوہر کے غائب ہونے کی صورت میں بھی حکم فسخ نکاح کا نہیں ہو سکتا۔ الحاصل صورت مسئولہ میں پہلا

نکاح فسخ نہیں ہوا۔ اور دوسرا نکاح باطل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نام غلط بتانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

سوال ۷۱۵۔ اگر نکاح خواں نے نام رفیتن کا نہ لیا اور وقت نکاح ۱۲۶۳

بجائے رفیتن وفاتن کہا اور نکاح رفیتن کے مکان پر منعقد ہوا۔ اور وفاتن نامی کوئی عورت اُس مکان میں موجود

نہیں۔ اس صورت میں نکاح منعقد ہو جاوے گا یا نہیں؟

الجواب۔ غلط وکیلہا بالنکاح فی اسم ابیہا بغیر حضورہا لم یصح للجہالۃ وکذا لو غلط فی

اسم بنتہ الا اذا کانت حاضرۃ واشار الیہا فیصح (در مختار) وفی الشامی وکذا یقال فیما لو غلط فی اسمہا

الخ۔ ان عبارات سے واضح ہوا کہ غلط نام لینے سے نکاح مذکور نہیں ہوا۔ یعنی رفیتن کا نکاح نہیں ہوا۔ البتہ اگر وہ

سامنے ہوتی اور اشارہ بوقت نکاح اُس کی طرف ہوتا۔ مثلاً اس طرح کہ اس عورت کا جو سامنے بیٹھی ہے تیرا

نکاح کیا گیا اور نام اُس کا غلط لیا تو نکاح ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر منکوحہ سامنے نہ ہو بلکہ اندر گھر کے ہو۔ اور نام غلط

لیا گیا تو نکاح نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نابالغہ کا نکاح بغیر ولی کی اجازت کے صحیح ہے

سوال ۷۱۶۔ زینب نالغہ نے بغیر اذن ولی ابعد کے بموجودگی حقیقی ۱۳۱۹

دادی وعدم موجودگی ماں کے بحضور شاہدین عمرو سے کر لیا اور ولی ابعد و ماں اس نکاح سے راضی ہیں۔ اگر یہ نکاح

صحیح ہے تو حدیث لا نکاح الا بولی کا کیا مطلب ہے۔ اور اس کا کیا جواب ہوگا؟ (۱۶)

الجواب۔ بالغہ کا نکاح بلا اذن ولی کفو میں صحیح ہے اور غیر کفو میں صحیح نہیں علی المذہب المختار۔

اور یہی محمل ہے حدیث لا نکاح الا بولی کا اُن فقہاء کے نزدیک جو غیر کفو میں نکاح کو صحیح نہیں کہتے اور جو

صحیح موقوف علی اجازۃ الولی کہتے ہیں۔ اُن کے نزدیک محمول ہے نفی کمال پر۔ اور مطلب یہ ہے کہ بدون

ولی کے اجازت کے جو نکاح ہو گا وہ قریب ہے کہ ٹوٹ جاوے۔ یعنی ولی اگر چاہے اُس کو فسخ کر سکتا ہے

اور شامی نے یہ بھی جواب دیا ہے کہ حدیث مذکور کے معارض ہے دوسری حدیث الایم احق بنفسہا من

ولیہا (رواہ مسلم) اور یہ قوی ہے اس حدیث "لا نکاح الا بولی" سے اس لئے راجح ہے اُس پر۔ الحاصل صورت

مذکورہ میں اگر نکاح زینب بالغہ نے کفو میں موجودگی شاہدین کے کیا ہے تو منعقد ہوگیا۔ فقط

کتبہ

عزیز الرحمن عفا اللہ عنہ

مفتی دار العلوم دیوبند

فہرست مضامین عزیز الفتاویٰ جلد چہارم

کتاب الایمان والعقائد

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱	خطاءً اگر کلمہ کفر نکلا تو فیما بینہ وبین اللہ کافر نہیں ہوتا	۱
۲	امام اعظم پر مرجئہ ہونے کی تہمت اور غنیہ کی عبارت کا جواب۔	۲

ما یتعلق بالتفسیر والحدیث

نمبر شمار	مضامین	صفحات
	دفع تعارض مابین انما یتقبل اللہ من المتقین ومن یعمل مثقال ذرۃ الخ	۳
	آیت ما ادری ما یفعل بی ولا بکم کی تفسیر	″
	آیت حاضر ہونے پر استدلال۔	۶
	آیت الا ان تتقوا منہم تقاۃ کی تفسیر اور روافض کے تقیہ کا جواب	۷
	صلوا خلف کل برٍ وفاجرٍ کا کیا مطلب ہے؟	″
	بعض عربی جملوں کے متعلق حدیث ہونے یا نہ ہونے کی تحقیق	″
	نماز جنازہ کے بعد دعا کیلئے مجتمع رہنے کی تحقیق بحوالہ حدیث	″
	فتویٰ دربارہ فاتحہ مروجہ۔	۹

کتاب الطہارۃ

نمبر شمار	مضامین	صفحات
	بیوی سے ہمبستری ہوئی صبح کو وہ حائضہ ہوگئی تو غسل جنابت فرض نہیں ہے ختم حیض پر غسل کرے۔	۱۰
	اگر کسی تالاب میں ناپاک پانی موجود ہے اور بارش کی وجہ سے بہت سا پانی جاملا مگر کچھ حصہ پانی تالاب سے نہ نکلا تو یہ پاک ہے	″
	شامی کی ایک عبارت کا مطلب۔	″
	جو رطوبت زخم سے باہر نہ ہو اور سائل نہ ہو اس سے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ کپڑے ناپاک ہوتے ہیں۔	″
۱۵	زخم کی جو رطوبت خواہ دبنے سے نکلے یا دبانے سے وضو ٹوٹتا ہے	″
۱۶	ہاتھ پیروں میں جب زخم ہو تو مسح کی کیفیت اور حکم۔	۱۸
۱۷	چشمہ دار کنوئیں میں اگر حیوان گر کر مرجائے تو اسکی طہارت کا طریقہ۔	″
۱۸	جس کنویں میں جانور مرجائے اور ریزہ ریزہ ہوجائے تو اس کو اتنے دن چھوڑ دے کہ ہڈی گوشت سب گارا بن جائے۔ پھر سارا پانی نکالدے۔	۱۹
۱۹	بہشتی زیور میں جو لکھا ہے کہ سانپ اور چوہے کی کھال پاک نہیں ہوتی دباغت سے یہ موافق کتب فقہ کے ہے	″
۲۰	نجس تیل صابون بنانے پاک ہوجاتا ہے۔	۲۰
۲۱	اگر کلی کرنے میں منہ سے خون نکلتا ہے تو کلی چھوڑ دینا چاہیے	″
۲۲	حیض ونفاس کے بعد جو سفیدی آتی ہے اگر فرج داخل سے ہے تو ناپاک ہے۔	″
۲۳	جو پیپ کہ زخم سے باہر نہ ہو وہ ناپاک نہیں۔ اور نجاست کم از درہم اگر کپڑے پر لگ گئی پھر پانی کی وجہ سے پھیل گئی تو مانع صلوٰۃ نہیں۔	″
۲۴	کنوئیں میں نجس چیز اگر واقع ہوجائے۔ اور معلوم نہ ہو کہ کب پڑی ہے اُس کا حکم۔	۲۱
۲۵	مستعملہ جوتا کنوئیں میں سے نکالنا چاہیے اور اُس کا حکم	″
۲۶	زمین نجس پر جب پانی ڈالدیا جائے اور جاری ہوجائے	
۲۷	قدر ذراع کے تو زمین پاک ہوجاتی ہے۔	″
۲۸	جو کپڑا بارش میں پھیلا ہوا ہو۔ اور بہت پانی اُس پر پڑجائے تو بغیر نچوڑنے کے پاک ہوگیا۔	″
۲۹	آنکھ دکھنے میں جو آنسو نکل آتے ہیں فتح القدیر کی تحقیق کی بناء پر جب تک پیپ ہونا اُس کا ظاہر نہ ہو ناقض وضو نہیں اگرچہ درمختار میں مطلقاً ناقض قرار دیا ہے	″
۳۰	گندم کو اگر پیشاب میں پکایا جاوے۔ پاک نہیں ہوتا کما فی الشامی	۲۲
۳۱	سانپ کا تیل نجس مغلظ ہے۔	″
۳۲	اعضاء وضو کو رومال سے پوچھنا درست ہے۔	″

کتاب الصلوٰۃ

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۳۳	اگر کوئی شخص پہلے سلام کے ختم ہوتے ہوتے دوسرے سلام کے ختم ہونے سے پہلے جماعت میں شریک ہوا جماعت کا ثواب نہیں ملتا۔	″
۳۴	داڑھی کے متعلق شرعی فیصلہ۔	۲۳
۳۵	درمابین سنت وفرض کلام دنیاوی ثواب کو کم کرتا ہے۔	″
۳۶	وتر کے متعلق ایک فتویٰ۔	″
۳۷	ترجیع اذان میں کیسا ہے۔	″
۳۸	فرض مغرب سے پہلے دو رکعت نفل مکروہ ہے۔	۲۴
۳۹	اقتداء حنفی کا شافعی کے پیچھے درست ہے اس آمین کا سن پڑھنا ہے	″
۴۰	بچوں کا صف میں کھڑا ہونا۔	۲۵

نمبرشمار	مضامین	صفحات
۲۱	سجدہ تلاوت کے متعلق	۲۵
۳۲	نماز میں سونے کا مسئلہ۔	〃
۳۳	نماز قصر کا حکم۔	〃
۳۴	امام نے بجائے لحافظون کے لنافظون	
	پڑھا نماز ہوگئی۔	〃
۳۵	امام کا محراب میں کھڑے ہونیکا طریقہ	〃
۳۶	وطن اصلی میں اگرچہ نیت دو دن کی	
	ہو مگر پوری نماز ادا کرے گا۔ اور	
	وطن اقامت میں پندرہ دن کی نیت	
	اقامت کرنے سے۔	۲۶
۳۷	ختم فی التراویح کے متعلق چند احکام	〃
۳۸	مسبوق کے پیچھے اقتدار صحیح نہیں	۲۷
۳۹	احتیاط الظہر کے متعلق	〃
۴۰	مسبوق مقتدی کی نماز پوری کرنے	
	کی ترکیب۔	〃
۴۱	جنگل میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان	۲۸
۴۲	امرد کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہی	〃
۴۳	وتر باجماعت پڑھنے کا حکم۔	۲۹
۴۴	قاتل صرف توبہ سے فسق سے خارج نہیں	
	ہوتا بدون اس کے ورثار کو راضی	
	کرنے کے اسکے پیچھے نماز کا حکم۔	〃
۴۵	امام اگر چوتھی رکعت سے سہواً اٹھ گیا	
	اور پانچویں یا چھٹی میں کوئی شریک	
	ہوا تو اُس کی نماز نہیں ہوئی۔	〃
۴۶	مغرب اور وتر کی قضا کی صورت	۳۰
۴۷	مذہب حنفیہ میں بسم اللہ ابتدا الحمد اور ابتدا	
	سورۃ میں خفیہ طور سے پڑھنا سنت ہی	〃
۴۸	عورتوں کو پشت قدم ڈھکنا ضروری	
	نہیں بلکہ مستحب ہے۔	〃
۴۹	وطن اصلی کے معنے	〃
۵۰	عورت تابع شوہر ہے۔	۳۱
۵۱	نماز فرض کے بعد دعا کی مقدار۔	〃
۵۲	لاحق مقتدی کی امامت کی ایک صورت	〃
۵۳	نابینا غیر محتاط کی امامت کا حکم	۳۲
۵۴	قضا نماز کی ترکیب۔	〃
۵۵	نماز میں آیت سجدہ کا حکم۔	۳۳

نمبرشمار	مضامین	صفحات
۵۶	اگر باہر سے کوئی شخص اندر والے	
	کو آواز دے، تو کھنکارنا درست	
	ہے نماز نہ توڑے۔	۳۳
۵۷	امام راتب مسجد کا اولی بالاقامت	
	ہی غیروں سے اگرچہ وہ اعلم نہ ہو۔	〃
۵۸	نماز کے متعلق چند ضروری	
	سوالات وجوابات۔	۳۴
۵۹	وتر کی نماز میں ہاتھ اُٹھانے کی	
	وجہ۔	۳۵
۶۰	جماعت ثانیہ مطلقاً مکروہ ہے	〃
۶۱	سنت فجر اگر قضا ہوئی تو امام	
	محمد رح کے نزدیک بعد طلوع کے	
	مستحب ہی قضا کرنا۔	〃
۶۲	نماز میں اللہ اللہ کسی عارض کے	
	کہنے کی وجہ سے قول مفتی بہ نماز	
	فاسد نہیں ہوتی۔	۳۶
۶۳	مجموعہ مسافت اگر مدت سفر شرعی	
	ہو یا زیادہ تو قصر کرنا چاہئے۔	〃
۶۴	الصاق کعبین دور کوع سنت ہی	۳۷
۶۵	قطع صلوۃ کے وجوہ واجبہ ومستحبہ ومباح	〃
۶۶	درود شریف وقت اذان سنت ہی	〃
۶۷	تنحنح بلاعذر تحسین صوت کیلئے	
	بھی مفسد صلوۃ نہیں ہے۔	〃
۶۸	نابالغ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی	۳۸
۶۹	ایک ہاتھ والے کے پیچھے نماز	
	مکروہ تنزیہی ہے۔	〃
۷۰	فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی	۳۹
۷۱	نماز عشا نصف شب کے بعد	
	مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔؟	〃
۷۲	خارج عن الصلوۃ شخص اگر	
	لقمہ دے مصلی کو تو مصلی مکث	
	کر کے اپنی ذات سے عمل کرے۔	۴۰
۷۴	تثویب امام ابو یوسف نے لضرورت	
	قاضی ومفتی کو جائز رکھا ہے۔ اب	
	جبکہ یہ معاملہ نہیں۔ جائز نہیں	
۷۵	امام کا نماز جہری میں مقتدی کے	
	لقمہ نہ لینے کا حکم	۴۱

نمبرشمار	مضامین	صفحات
۷۶	ایک دو آدمی کے سُننے سے جہر نہیں ہوتا	۴۲
۷۷	قبر جبکہ برابر کر دی جائے تو وہاں	
	نماز پڑھنا درست ہے۔	〃
۷۸	اگر کسی پر جھوٹی تہمت لگائی جائے	
	امامت اس کی درست ہے۔	〃
۷۹	لنگڑے کے پیچھے نماز بلاکراہت درست ہے	۴۳
۸۰	ابرص کے پیچھے نماز مکروہ جب ہی	
	کہ اُس کا ابرص ظاہر ہو۔	〃
۸۱	فاسق امام کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا	
	پڑھنے سے بہتر ہے۔	〃
۸۲	اگر دو آدمی امام ومقتدی ہوں۔	
	مقتدی کا پیچھے ... ہٹنا افضل	
	ہے جبکہ ثالث آدمی ملجائے۔	〃

باب فی الجمعۃ والعیدین والجنائز

نمبرشمار	مضامین	صفحات
۸۳	جامع مسجد کا فرش عیدگاہ میں	
	بچھانا درست نہیں۔	〃
۸۴	نماز جمعہ کا سوائے جامع مسجد کے	
	دوسری مسجد میں ہونے کا حکم۔	۴۴
۸۵	نماز عیدین کے بعد مصافحہ بدعت ہی	〃
۸۶	عید کی نماز سے پہلے مطلقاً نفل	
	منع ہے۔ اور بعد میں مصلی میں منع ہی	〃
۸۷	اذان ثانی جمعہ کا جواب زبان سے	
	نہ دینا چاہئے۔	〃
۸۸	منبر یسار محراب میں ہونا چاہئے۔	〃
۸۹	نماز جمعہ عند الحنفیہ مخصوص بمصر ہے	۴۵
۹۰	مصر کی معتبر ومفتی بہ تعریف اور تابع	
	اکبر مساجد ہم تعریف کی نقض۔	〃
۹۱	عید اور جمعہ کی نماز قریہ صغیرہ	
	میں مکروہ تحریمی ہے۔	۴۶
۹۲	اذان بین یدی الخطب کا جواب	
	دینا اور دعا پڑھنا ممنوع ہی	〃
۹۳	اگر قریب کے چند چھوٹے چھوٹے	
	گاؤں کے آدمیوں کو جمع کر لیا جائے	
	تو شہر کا حکم نہیں ہوا اور جمعہ	
	جائز نہ ہوگا۔	۴۷

۱۸

ع ۶۵ اس جگہ اصل کتاب میں غلطی ہوگئی بجائے ۶۶ درود شریف کے نقل اصلاح چھپ گیا ہے ناظرین اصلاح فرمالیں ۱۲

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۹۴	اگر کسی شخص موذی کو خواہ باللسان ہو یا بدبو مُنھ سے آتی ہو عیدگاہ سے نکالا جاوے تو درست ہے۔	۴۷
۹۵	بعد نماز عید دعا مانگنا حدیث سے ثابت ہے۔	۴۸
۹۶	مسلمان اگر عمر بھر بھی نماز نہ پڑھے تو اُسکے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہئے۔	″
۹۷	اگر کسی مصیبت سے بت پرست اپنا بچہ کسی مسلمان کو دیدے اور وہ بچہ مرجائے تو اُسکی نماز جنازہ نہ پڑھنی چاہئے	۴۹
۹۸	قبر میں میت کا مُنھ کس طرف ہونا چاہئے	″
۹۹	غسال کے پیچھے نماز وغیرہ درست ہونے کی تحقیق۔	″
۱۰۰	دفن کے بعد میت کو قبر سے نکالنا جائز نہیں	″
۱۰۱	نماز جنازہ میں مقتدیوں کیلئے ثنا و درود پڑھنے کی تحقیق۔	″
۱۰۲	میت خنثیٰ مشکل کو غسل مرد دے یا عورت	۵۰
۱۰۳	میت کے پیچھے باجرت معروفہ وشروط قرآن پڑھنا جائز نہیں۔	″
۱۰۴	زوج اپنی عورت کو غسل نہیں دے سکتا۔	″
۱۰۵	نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا کیسا ہے؟	″
۱۰۶	اگر مسلمان تمام عمر نماز نہ پڑھے تب بھی اُسکی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے۔	۵۲
۱۰۷	بدعات مروجہ میت۔	″
۱۰۸	میت کو دفن کے بعد نکالنا جائز نہیں	۵۳
۱۰۹	مردوں اور عورتوں کو عید سے پہلے یا بعد عید کی نماز کے سنت پڑھنا مکروہ ہے	۵۴
۱۱۰	قریہ صغیرہ میں جمعہ ادا نہیں ہوتا۔	″
۱۱۱	اگر عیدگاہ حرام پیسے سے بنی ہوئی ہو تو اُس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔	۵۵
۱۱۲	بعد صلوٰۃ عیدین مصافحہ کرنا بدعت ہے	″
۱۱۳	عید کی نماز جنازہ سے پہلے اور خطبہ جنازہ کے بعد ہونا چاہئے۔	″
۱۱۴	خطبہ جمعہ کے درمیان وعظ کہنا اور اُردو فارسی کے اشعار پڑھنا مکروہ ہے	″
	کتاب الزکوٰۃ	
۱۱۵	سادات کو ہر زمانہ میں زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔	۵۶
۱۱۶	پراوڈنٹ فنڈ کے روپیہ وصول ہونے سے پہلے زکوٰۃ نہیں۔	۵۷
۱۱۷	عشری زمین کی تعریف۔ اور باوجود مالگذاری لینے کے عشر واجب ہے یا نہیں	۵۸
۱۱۸	فدیۂ صوم کا ایک مسئلہ۔	″
۱۱۹	زمین عشری سے اگر خراج لیا جاوے ظلماً۔ تو عشر دینا دیانۃً لازم ہے۔	۵۹
۱۲۰	کس زمین پر خراج اور کس پر عشر ہے؟	″
۱۲۱	صدقۂ فطر و زکوٰۃ کا ایک مسئلہ۔	۶۰
۱۲۲	اراضی دار الحرب کے متعلق ایک مسئلہ۔	″
۱۲۳	ہندوستان کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی۔ اور عشر اجارہ کی صورت میں مستاجر پر ہوتا ہے۔	۶۱
	کتاب الصوم	
۱۲۴	اگر روزہ کی نذر مان لی پھر بیمار ہوگیا تو انتظارِ صحت کرے۔ زندگی میں فدیہ نہ دے۔ مگر وقتِ موت وصیت لازم ہے۔	۶۱
۱۲۵	اعتکاف عشرۂ اخیر رمضان کا واجب نہیں ہے تو اُسکی قضا بھی واجب نہیں	″
۱۲۶	ہلال رمضان وعیدین کے بارہ میں مختصر تحقیق۔	۶۲
۱۲۷	اگر رمضان میں چھ روزے قضا ہوئے اور اُن کو شوال میں قضا کر لئے تو حدیث من صام رمضان واتبعہ ستا من شوال الخ کا ثواب حاصل ہوگا یا نہ۔؟	۶۳
۱۲۸	اخبار صوم و افطار کی تحقیق۔	″
۱۲۹	کفارۂ صوم کی چند صورتیں۔	″
۱۳۰	فطرہ یک شخص بچند کس و بالعکس دادن جائز است۔	۶۴
۱۳۱	روزہ کا حکم نابالغوں کے بارہ میں مثل صلوٰۃ کے ہے۔	″
۱۳۲	دو شخص عادل کی گواہی سے رمضان ثابت ہوجائے تو بعد اکمال ثلثین افطار واجب ہوتا ہے۔	۶۴
۱۳۳	تراویح کا بیس رکعت ہونا باجماع صحابہ ثابت ہے۔	۶۵
۱۳۴	ظاہر الروایۃ اور مفتی بہ قول عدمِ اعتبار اختلافِ مطالع ہے اور ظاہر عمل تب نہیں ہوسکتا کہ کوئی منکر ہو	۶۶
۱۳۵	ہلال رمضان کے لئے ایک عادل یا مستور کی خبر کافی ہے۔ اور عیدین کیلئے دو عادل اور فاسق کی شہادت عند وجود قرائن صدق قاضی قبول کرسکتا ہے۔	۷۰
	کتاب النکاح والرضاع	
۱۳۶	جو زیورات شوہر کی طرف سے زوجہ کو ملے وہ اگر مہر میں دیئے ہیں تو مہر میں محسوب ہوں گے۔ اگر ہدیۃً دیا ہے تو مہر میں شمار نہ ہوگا اگر عاریۃً ہے تو شوہر کی ملک ہے۔	۷۱
۱۳۷	باپ ولی اقرب اگر خبرگیری نہ کریں یا غائب ہوں تو نکاح ولی بعید کرسکتا ہے	″
۱۳۸	بالغہ اگر نکاح کی طلب اجازت پر خاموش رہے یا سنے تو اُس کی اجازت متصور ہوگی۔	″
۱۳۹	مرضعہ کی تمام اولاد مرضع پر حرام ہے	۷۲
۱۴۰	زوجہ کا نفقہ زوج کے ساتھ سفر میں نہ جانے سے ساقط نہیں ہوتا۔	″
۱۴۱	رضاع کے متعلق مفصل دو فتوے	۷۳
۱۴۲	سوتیلی ماں کی بیٹی جو دوسرے خاوند سے ہو اُسکی ساتھ نکاح جائز ہے	۷۶
۱۴۳	اگر عورت بوقت اجازت ولی ساکت ہوئی یا روئی بلا آواز یا خلوت برضا یا تمکین زوج وطی پر تو یہ رضا ہے	۷۷
۱۴۴	خنثیٰ اور عنین کا مفصل حکم دربارہ نکاح۔	″

(۱۹)

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱۴۵	اپنی مطلقہ عورت سے نکاح کا حکم	۷۸
۱۴۶	بچے کے حلق میں دودھ کا جانا محقق نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔	۷۹
۱۴۷	بالغہ کا نکاح بغیر مرضی ولی کے غیر کفو میں درست نہیں۔ اور کفو میں صحیح ہو جاتا ہے۔	//
۱۴۸	مہر مثل باپ کی عورتوں کی مانند جو اُسکی بہن اور جمال وغیرہ میں مثل ہو اور اس میں علاتی بہن اور حقیقی بہن برابر ہیں	//
۱۴۹	حجۃ رضاع مثل حجۃ مال ہے اور صورت شک میں رضاع ثابت نہیں ہوتی	۸۰
۱۵۰	نکاح کے وقت اگر عورت معلوم عند الشہداء ہو تو باپ کا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔	۸۱
۱۵۱	نامرد سے خلوت کے بعد پورا مہر واجب ہوتا ہے	//
۱۵۲	رضاع کے بارہ میں مفصل فتویٰ	
۱۵۳	بالغہ کا نکاح بدون اجازت صحیح ہے۔ اور اجنبی کی اجازت لینے پر اس کی تصریح شرط ہے۔	۸۲

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱۵۴	ناشزہ عورت کا حق ساقط ہوتا ہے شب باشی کا۔	۸۳
۱۵۵	شک میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی	//
۱۵۶	مہر مؤجل کے متعلق فتویٰ۔	۸۴
۱۵۷	حرمت مصاہرت کے لئے لڑکے کے لئے کم از کم ۱۲ سال اور لڑکی کے لئے ۹ سال کی عمر ہونی ضروری ہے۔	//
۱۵۸	رضاعت کے متعلق فتویٰ۔	//
۱۵۹	مہر مؤجل میں اعتبار عرف کا ہے	۸۵
۱۶۰	نکاح فاسد میں مہر مثل واجب ہوتا ہے۔	۸۶
۱۶۱	حلالہ میں زوج کا قول معتبر ہے وطی میں اور نکاح صحیح ہونے میں	//
۱۶۲	خط کے ذریعہ نکاح منعقد ہونے کا بیان۔	۸۷
۱۶۳	مطلقہ ثلثہ کا خاوند یا عورت اگر مرتد ہو جائیں تو بعد تجدید اسلام کے حلالہ ضروری ہے	//

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱۶۴	زوجہ کو خاوند کے مجنون ہو جانے سے اختیار فسخ نہیں	۸۸
۱۶۵	ایک شخص متولی ایجاب و قبول کر سکتا ہے نکاح میں۔	//
۱۶۶	زوجہ کے بیٹے کی بیوی اسی طرح بھتیجے کی بیوی بعد طلاق یا موت حلال ہے	
۱۶۷	موطوئہ اب رضاعی سے نکاح حرام ہے۔	۸۹
۱۶۸	موت احد الزوجین کی صورت میں پورا مہر لازم ہونا باجماع ثابت ہے۔	//
۱۶۹	حرمت حلیلہ اب رضاعی و ابن رضاعی اکثر فقہاء کا قول ابن الہمام کا راجح اور احوط ہے	۹۰
۱۷۰	دار الحرب میں لعان نہیں ہوتا	//
۱۷۱	نکاح سے پہلے تعلیق بغیر اضافۃ الیہا کے لغو ہے	۹۱
۱۷۲	نابالغہ جس صورت میں اپنا نکاح بعد البلوغ فسخ کر سکتی ہے وہ بغیر قضاء قاضی نہیں ہو سکتا اور ہر عالم قاضی کے حکم میں نہیں	//
۱۷۳	نام غلط بتانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا	۹۲
۱۷۴	نابالغہ کا نکاح بغیر ولی کی اجازت کے صحیح نہیں	//

(۲۰)

بے نظیر جیبی مناجات مقبول مکمل

مع شش رسائل جدیدہ

آدابِ دعاء اوقاتِ دعاء | اسماء اللہ الحسنیٰ | مثنوی شریف کے اشعار دعائیہ | مجموعہ شجراتِ چشتیہ | حزب البحر مترجم | اسماء بدریین مع تحقیق محدثانہ

یہ کتاب سیکڑوں مرتبہ مختلف مطابع میں طبع ہو چکی ہے۔ لیکن اس مرتبہ جس قدر خوبیوں کی جامع ہے اُس کے اعتبار سے بے نظیر کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ اس کی چند خصوصیات یہ ہیں:-

(۱) کتابت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی کی ہوئی ہے جو آجکل فن کتابت میں ماہر اور بے مثل مشہور ہیں۔

(۲) طباعت اور کاغذ نہایت عمدہ۔

(۳) تصحیح کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ ماہر علماء سے بار بار تصحیح کرائی گئی ہے

(۴) تقطیع چھوٹی کارڈ سائز رکھی ہے تاکہ سفر حضر میں ساتھ رکھنا آسان ہو۔ اور باوجود چھوٹی تقطیع ہونیکے یہ عجیب چیز ہے کہ سمجھنے ہی سے متعلق ہے کہ قلم اسقدر جلی اور واضح ہے کہ بڑی تقطیع کا بھی عموماً ایسا نہیں ہوتا۔

(۵) رسالہ احکام الدعاء کا جدید اضافہ حضرت حکیم الامۃ دامت برکاتہم کی اجازت سے کیا گیا ہے۔ اور یہ رسالہ بھی حضرت کا نظر و تصحیح کیا ہوا اور پسند فرمودہ ہے۔

(۶) اسماء اللہ الحسنیٰ کا بھی جدید اضافہ کیا گیا ہے۔

(۷) اسماء بدریین مختلف مطابع میں طبع ہوئے مگر اسقدر مختلف کہ ایک دوسرے سے نہیں ملتا۔ اور کسی نے حوالہ ماخذ کا بھی نہیں دیا جس سے صحت و عدم صحت کا پتہ چل سکے اسلئے حسب ایماء حضرت مصنف دامت برکاتہم مولانا محمد شفیع صاحب مدرس دار العلوم دیوبند نے معتبر کتب حدیث و تاریخ سے از سر نو اسماء مبارکہ کو انتخاب فرما کر مع حوالجات لکھا ہے

قیمت [illegible] — قسم اول ۱۰ — قسم دوم [illegible] — سوم [illegible]

امداد المفتین

حصہ چہارم

صفحات [illegible] سوال بسلسلۂ سابق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

سود اور ترکِ نماز دونوں میں کونسا گناہ زیادہ ہے؟

سوال ۲۱۴۔ زید کا قول ہے کہ بے نمازی کا گناہ زیادہ بڑا ہے اور عمر کا قول ہے کہ سود کھانے والے کا گناہ زیادہ بڑا ہے۔ شرعاً کس کا قول صحیح ہے۔ اور بے نماز کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں۔؟

الجواب۔ ترکِ نماز اور سود کھانا دونوں کبیرہ گناہ ہیں۔ بعض حیثیات سے ترکِ نماز بڑھا ہوا ہے اور بعض حیثیات سے سود کھانا۔ اس اعتبار سے کہ نماز حق اللہ اور سود حق العباد میں داخل ہے۔ سود بڑھا ہوا ہے۔ اور حدیث میں ہے جو گوشت انسان کے بدن میں مالِ حرام سے پیدا ہوا ہو وہ جنت میں نہیں جا سکیگا۔ اور اس اعتبار سے کہ نماز تمام اعمال و عبادات کی اصل ہے۔ اور حدیث میں ہے جس نے نماز کو ڈھایا اُس نے اپنے دین کو ڈھا دیا۔ اس اعتبار سے ترکِ نماز بڑھا ہوا ہے۔ اور جہنم دوزخ میں پہنچانے کے لئے دونوں کافی ہیں۔ اور مثل مشہور ہے آب چو از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک بالشت۔ لیکن نمازِ جنازہ بے نماز اور سود خوار دونوں پر پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ یہ دونوں اگرچہ انتہائی فاسق ہیں مگر دائرۂ اسلام سے خارج نہیں۔ اور حدیث میں ہے صلوا علی کل برٍ و فاجرٍ فقط

بیوی کے نام زمین خریدی تو مالک بیوی ہے یا شوہر؟

سوال ۲۱۵۔ زید نے کسی وقت زمانۂ ملازمت میں اپنے روپیہ سے اپنی بی بی کے نام ایک احاطۂ اراضی افتادہ مبلغ دو سو روپیہ میں خریدا۔ اور اپنے روپیہ سے اُس پر مکان تعمیر کرایا۔ بی بی کا انتقال ہوا اُس کے جانشین ایک پسر ایک دختر اور شوہر ہوئے۔ مکان زمانۂ وفات بی بی سے شوہر کے قبضہ میں ہے۔ زید نے پسر و دختر کی شادی کر دی۔ لڑکے کو دوسرا مکان دیدیا۔ ایسی صورت میں اس مکان کا مالک تنہا زید ہوگا۔ یا ترکہ بی بی متصور ہوکر اس کے ورثا مالک ہوں گے

الجواب۔ صورتِ مذکورہ میں جس وقت زمین بیوی کے نام خریدی گئی اگر شوہر کی نیت یہ تھی کہ

بیوی کو یہ زمین ہبہ کرتا ہوں۔ اور پھر بیوی کو اُس پر قبضہ مالکانہ بھی دیدیا ہو تب تو یہ زمین بیوی متوفیہ کے ورثہ میں حسب حصص شرعیہ تقسیم ہوگی اور مکان کی تعمیر زید کی مِلک رہے گی۔ اور اگر زید کی نیت ہبہ کرنے کی نہ تھی اور نہ ایسے الفاظ کہے تھے کہ (میں نے تجھے دیدی ہے) بلکہ محض کسی مصلحت سے کاغذات سرکاری میں بیوی کے نام اندراج کرادیا تھا تو اس سے بیوی مالک نہیں ہوئی بلکہ شوہر ہی مالک رہا۔ اور اب صرف شوہر ہی کا حق ہے۔ بیوی کے ورثار کو اس میں سے حصہ نہ ملے گا صرح بہ فی الفتاوی الاسعدیہ فقط

سنتوں کی نیت کس طرح کرے؟ | **سوال ۱۴۴** ۔ سنتوں کی نیت بعبارتِ ذیل کرنا کیسا ہے۔ امام مسجد منع کرتے ہیں، نیت کرتا ہوں نماز کی واسطے اللہ تعالیٰ کے، دو رکعت نماز سنتِ رسول وقت فجر مُنھ میرا طرف کعبہ کے اللہ اکبر۔ اور امام مذکور بعبارتِ ذیل نیت کرنا بتلاتے ہیں۔ نیت کرتا ہوں نماز کی واسطے اللہ تعالیٰ کے دو رکعت سنّت مُنھ میرا طرف کعبہ کی اللہ اکبر۔ اور نماز جمعہ کی نیت اس طرح بتلاتے ہیں۔ دو رکعت نماز فرض وقت ظہر واسطے جمعہ کے۔ الخ؟ ۱۴۴۲

الجواب ۔ اصل اس معاملہ میں یہ ہے کہ نیت درحقیقت ایک فعل قلب ہے جو دل ہی سے تعلق رکھتا ہے اسی لئے اگر کوئی دل میں نیت نماز کرے اور زبان سے کچھ بھی نہ کہے۔ تب بھی نماز ہوجاتی ہے اور اگر دل سے نیت نہ کی اور زبان پر عبارت مندرجہ سوال سے بھی زیادہ مفصل عبارت پڑھ دی ۱۸
تب بھی نماز نہ ہوگی۔ صرح بہ فی عامۃ کتب الفقہ۔

البتہ عوام کے لئے بہتر یہ ہے کہ اول کی نیت کے ساتھ زبان سے بھی مختصر الفاظ کہہ لے صرح بہ فی الھدایہ۔ لیکن لمبی عبارتیں نیت کے وقت پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی لئے بہتر اور افضل طریقہ نیت کا یہ ہے کہ دل سے نیت کرے کہ میں دو رکعتیں سنتِ فجر پڑھتا ہوں اور زبان سے اس قدر کہہ لے سنتِ فجر۔ ایسے ہی فرضِ فجر۔ وہ طویل عبارتیں جو سوال میں درج ہیں۔ دونوں خلافِ اولیٰ ہیں۔ اور سنّت کے ساتھ لفظ رسول کا بڑھانا بہتر تو نہیں لیکن اگر کوئی بڑھائے تو کوئی ناجائز بھی نہیں۔ کیونکہ غرض اس جُملے سے باتفاق یہ ہوتی ہے کہ یہ سنتیں نص قرآن سے اگرچہ ثابت نہیں مگر طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لئے پڑھتا ہوں۔ اور اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور منع کرنے والوں نے شاید اس خطرے سے منع کیا ہو گا کہ لوگ یہ نہ سمجھنے لگیں کہ فرض تو ہم اللہ کے لئے پڑھتے ہیں اور سنتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ اور یہ کھلا شرک ہے کیونکہ نمازیں دونوں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ فرض کا ثبوت نص قطعی غیر متعارض فیہ سے ہے اور سُنتوں کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے۔ فقط بندہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

کسی امیدوار ممبری کو چندہ مسجد کی شرط پر ووٹ دینا

سوال ۱۵۱ھ۔ زید محض رئیس ہونے کی بنار پر اپنے شہر کی مجلس نمائندگان کارپوریشن یا میونسپل بورڈ کی رکنیت کے لئے آمادہ ہوتا ہے اور جب رائے دہندگان اُس کی قابلیت واہلیت کی بنار پر پس پیش کرتے ہیں تو وہ کسی مسجد کی تعمیر کی اعانت کا وعدہ کرتا ہے۔ اور چند رائے دہندگان کو اطمینان دلاتا ہے کہ اگر وہ رکنیت ممبری میں کثرتِ آرار سے کامیاب ہوگیا تو مسجد کی امداد کرے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ زید سے جب چند رائے دہندگان سودا کرتے ہیں کہ اگر فلاں جگہ کی مسجد یا یتیم خانہ میں چندہ دو تو ہم تمہارے حق میں رائے دیں گے اور زید ووٹ اور ممبری کے لالچ سے مسجد یا یتیم خانہ میں ایک رقم دیدیتا ہے یا دینا قبول کرلیتا ہے۔ کیا دونوں صورتوں میں زید کا فعل ثواب میں داخل ہوگا۔؟

الجواب۔ اگر واقعات مندرجۂ سوال صحیح ہیں تو عام حالات پر نظر کرتے ہوئے ایسا چندہ دینے سے چندہ دینے والے کو کچھ ثواب نہ ہوگا۔ اور چندہ لینے والے اگر اس بہانے سے چندہ وصول کرلیں اور رائے خلاف دیانت نہ دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اور اگر دیانۃً اس شخص کو ممبری کے قابل نہ سمجھتے ہوں محض چندہ کے لئے رائے دیں تو یہ چندہ بھی رشوت ہوجائے گا جو جائز نہیں۔ فقط کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ

دفن کے بعد میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا

19 **سوال ۱۶۱ھ۔** ایک شخص لاہور میں ملازم ہیں۔ ان کی بیوی کا انتقال ہوگیا جس کو عرصہ تین سال کا ہوگیا ہے۔ بیوی نے وصیت کی تھی کہ مجھے اپنے وطن ضلع جالندھر میں بعد مرگ دفن کیا جائے۔ لیکن بعض علمار کی رائے سے مرحومہ کو لاہور ہی میں دفن کیا گیا تھا۔ اب اس شخص کی یہ خواہش ہے کہ اس مرحومہ کی خاک استخوان کو جمع کرکے اور کسی صندوق وغیرہ میں رکھکر اسے اپنے وطن اصلی میں لیجاکر دفن کیا جائے کیا شرعاً یہ جائز ہے۔؟

الجواب۔ قال فی العالمگیریۃ و یستحب للقتیل والمیت دفنہ فی المکان الذی مات فی مقابر اولئک القوم وان نقل قبل الدفن الی قدر میل او میلین فلا باس کذا فی الخلاصۃ۔ وکذا لو مات فی غیر بلدہ یستحب ترکہ فان نقل الی مصر اٰخر لا باس بہ ولا ینبغی اخراج المیت من القبر بعد ما دفن الا اذا کانت الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ کذا فی فتاوی قاضی خان۔ جنائز عالمگیری مصری ص۱۵۷ ج اول۔

قاضی خاں کے الفاظ مذکورہ لا ینبغی سے معلوم ہوا کہ میت اگر کسی غیر وطن میں مرجائے اور دفن کردیا جائے تو وہاں سے نکالنا مکروہ ہے۔ اور پھر عبارت خلاصہ سے ثابت ہوا کہ مسافتِ طویلہ پر لیجانا دوسری کراہت ہے۔ اسی لئے ایسا کرنا مناسب نہیں۔ فقط کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔ الجواب صحیح محمد اعزاز علی عفرلہٗ۔

دیدینے کے لفظ سے نکاح بشرط نیت منعقد ہو جاتا ہے۔ ۲۷۷۵

سوال ۱۷۰۷ھ۔ رحم علی نے اپنی لڑکی کی روبرو گواہان ومجلس مسمی جہاں داد کو ان الفاظ میں دی۔ میں نے اپنی بیٹی مسماۃ بہشتان جہاں داد کو دیدی ہے۔ اور جہاں داد کے والد غلام علی نے بایں الفاظ قبول کی۔ میں نے رحم علی کی بیٹی مسماۃ بہشتان اپنے لڑکے کی زوجیت کے واسطے قبول کی۔ چونکہ لڑکی نابالغ تھی اس لئے مزید رسومات ادا نہ کی گئی۔ اب تقریباً پانچ سال کے بعد جب لڑکی بالغ ہوئی تو باپ نے لڑکی کا نکاح دوسرے شخص کے ساتھ کر دیا۔ اگر پہلا نکاح ہو گیا تھا تو دوسرا نکاح پڑھانے والے ناکح اور منکوحہ کے والدین اور گواہان کے لئے کیا سزا ہے؟

الجواب۔ اگر بیان مندرجہ سوال صحیح ہے تو صورت مسئولہ میں مسماۃ بہشتان کا نکاح جہاں داد کے ساتھ صحیح اور لازم ہو گیا۔ بشرطیکہ الفاظ مذکورہ سے نیت نکاح کی گئی ہو بعد بلوغ بھی اُن کو اس نکاح کے فسخ کرانے کا اختیار نہیں۔ کیونکہ جانبین سے والد کا کیا ہوا نکاح ہے۔ صرح بہ فی الہدایہ والدر المختار وغیرہ۔ اور (دیدینے) کے الفاظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ اگر شروط نکاح متحقق ہوں۔ لما فی الدر المختار انما یصح النکاح بلفظ تزویج ونکاح لانہما صریح وما عداھما کنایۃ الی قولہ کھبۃ وتملیک وصدقۃ الی بشرط نیۃ او قرینۃ۔ وفہم الشہود المقصود۔

۲۰ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ الفاظ مندرجہ سوال (جہاں داد کو دیدی ہے) اگر ان الفاظ سے نکاح کی نیت کی گئی تھی یا قرینہ اس کا موجود تھا اور گواہوں نے بھی یہی مقصود ان الفاظ سے سمجھا تھا تو نکاح ثابت ولازم ہو گیا۔ البتہ اگر الفاظ مذکورہ سے نیت نکاح نہیں کی گئی یا گواہوں نے ان الفاظ سے نکاح نہ سمجھا تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ پس صورت اولیٰ میں نکاح ثانی شرعاً باطل ہوگا۔ اور اس کے پڑھنے والے اور پڑھانے والے اور گواہ سب کے سب سخت گنہگار ہوں گے اگر ان کو پہلے واقعہ کا علم ہو۔ اور صورت ثانیہ میں نکاح ثانی صحیح ہوگا کسی کو کچھ گناہ نہ ہوگا۔ فقط محمد شفیع عفر لہ۔

بعد انعقاد نکاح مرضعہ نے رضاعت کی شہادت دی تو وہ تنہا معتبر نہیں۔ ۲۷۷۶

سوال ۱۸۰۸ھ۔ ساجدہ ماجدہ دو بہنیں ہیں۔ ساجدہ کے لڑکی اور ماجدہ کے لڑکا ہے۔ ساجدہ نے اسی لڑکی کا دودھ ماجدہ کے لڑکے کو پلایا۔ پندرہ برس ہوتے ہیں کہ ان دونوں کا نکاح نابالغی میں ساجدہ ماجدہ نے کر دیا۔ ماجدہ کا لڑکا اس زمانہ تک ساجدہ کی لڑکی کے ساتھ رہا۔ اور حقوق شوہری بھی ادا کرتا رہا۔ ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی جو فوت ہو گئی۔ اب جبکہ ماجدہ کا لڑکا جوان ہوا۔ اور ساجدہ نے دودھ پلانے کا اقرار بھی کیا۔ ساجدہ کی لڑکی ماجدہ کے لڑکے سے چھ ماہ بڑی ہے۔ یہ نکاح ہوا یا نہیں۔ نان نفقہ اُس پر واجب ہے یا نہیں۔ نکاح کرنے والے گنہگار ہیں یا نہیں۔؟

الجواب - صورتِ مسئولہ میں ساجدہ کی لڑکی ماجدہ کے لڑکے کے لئے باعتبار رضاعت کے بہن ہوگئی اور رضاعی بہن بھائی کا نکاح ایسا ہی حرام ہے جیسے نسبی کا۔ ویحرم من الرضاع ما یحرم من النسب۔ البتہ یہ سب اُس وقت ہے کہ جب حجتِ شرعیہ یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے دودھ پینا ثابت ہوجائے۔ تنہا ساجدہ کے اقرار سے حرمت ثابت نہ ہوگی اور نکاح فسخ نہ ہوگا۔

اور اگر حجتِ شرعیہ سے رضاعت ثابت ہوگئی تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ فوراً علیحدگی واجب ہے۔ اور جن لوگوں نے باوجود علمِ واقعہ کے نکاح کیا وہ سخت گنہگار ہیں۔ اور جب نکاح ہی صحیح نہیں تو نان نفقہ واجب نہیں۔ بلکہ اُس کو فوراً علیحدہ کردینا واجب ہے فقط بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

ایک نکاح پر دس ماہ گذر جانے کے بعد کسی کا یہ دعوی کرنا کہ یہ عورت میری منکوحہ ہے

سوال ۱۹۱۴ - ایک شخص نے اپنی لڑکی بکر بالغہ کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کردیا۔ جب وہ عورت اپنے خاوند زید کے ساتھ دس ماہ مراد آباد رہ چکی۔ اور اس عرصہ میں عمر اپنی والدہ کی فوتیدگی پر گھر آیا اور خیرات کرکے باوجود دیکھنے آبادی زید و بیوی کے واپس سفر میں چلا گیا بعد اُس کے گیارھویں ماہ میں آیا اور عید الضحیٰ کے روز بعد نماز عید عمر نے لڑکی کے باپ کو کہا کہ میرا نکاح تیری لڑکی کے ساتھ جب تیری اذن سے ہوچکا ہے تو تُو نے امام مسجد بکر لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کیوں پڑھا دیا۔ میرے ساتھ شرعی فیصلہ کر۔

جب لڑکی کا باپ شرعی فیصلہ پر آمادہ ہوا تو عمر پھر سفر میں چلا گیا۔ دو ماہ گذار کر پھر گھر آیا۔ اور شرعی فیصلے کے لئے لڑکی کے باپ کو بلایا اور دو گواہ بھی تیار ہوئے کہ ہمارے روبرو لڑکی مذکورہ کا ایجاب و قبول لڑکی کے باپ نے عمر کو کرادیا تھا۔ پہلے زید سے۔ حالانکہ یہ گواہ زید کے نکاح میں شامل رہے۔ ایک نے اُن میں سے وکیل لڑکی کا ہوکر اجازت لیکر مجلس میں زید کے ساتھ نکاح پڑھا تھا۔ اور ایک سال تک خاموش آبادی دیکھتے رہے۔ اور زید کے نکاح میں بھی شامل رہے۔

کیا مدعی عمر کا خاموش رہنا عرصہ دراز تک باوجود علم نکاح ثانی اور تصرف مالکانہ ناکح ثانی کے دعوے کو مسترد کرتا ہے یا نہ۔ اور گواہان کی گواہی کو باوجود وکالت نکاح ثانی کے اور علم تصرف مالکانہ ناکح ثانی کے اتنے عرصہ خاموش رہنا اور گواہی کو زبان پر نہ لانا۔ گواہی کو بھی مسترد کرتا ہے یا نہیں۔ میعاد شہادت حسبہ کی کیا ہے۔ اور کیا حکم بالا وجہ تاخیر حکم میں ایک ہفتہ گذار کر حکم دیوے تو حکم مسترد ہوتا ہے یا نہیں۔ اور صورت بالا میں مدعی اور گواہان کی گواہی کو بنا پر کیا حکم نکاح اول کا دے سکتا ہے یا نہیں۔ کیا لڑکی کا باپ بعد مسترد ہونے دعوے عمر اور شہادت گواہان کے امامت سے معزول ہوسکتا ہے یا نہیں۔

۲۱

الجواب۔ جواب دوسری کا لکھا ہوا ہے دیوبند سے تصدیق کی گئی۔ اقول وباللہ التوفیق
اگر واقعی صورتِ مرقومہ استفتائیہ صحیح ہے تو دعوی مدعی عمر کا شرعاً مردود ہوگا۔ کیونکہ عرصہ دراز ناکح
ثانی کو بضع میں تصرف مالکانہ کرتا دیکھتا رہا اور بغیر مانع کے ساکت رہا۔ حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار
متی ثبت ان الخصم عاین ذا الید یتصرف فی المتنازع فیہ تصرف الملاک وھو ساکت عن
المعارضۃ من غیر مانع کان ذلک مانع من الدعوی انتہی۔
اور گواہوں کا اتنے عرصے خاموش رہنا اور ثانی نکاح میں گواہ اور وکیل بن کر نکاح کرا دینا اور عورت
کے بضع میں ناکح ثانی کو سال بھر تصرف مالکانہ کرتے دیکھنا اور شہادت کو زبان تک نہ لانا شہادت کو مستر دکر دیتا
ہے۔ درمختار شامی ص۳۸۰ کتاب الشہادت و یجب الاداء بلا طلب لو الشہادۃ فی حقوق اللہ تعالی و
ھی کثیرۃ عد منہا فی الاشباہ اربعۃ عشر قال ومتی اخر شاھد الحسبۃ شہادتہ بلا عذر
فسق فترد۔ والعذر کمرض او بعد مسافۃ او خوف طریق میعاد شہادہ حسبہ کی اصح روایت
میں ایک ماہ ہے۔ شامی ص۱۷۲۔ اعلم ان التقادم عند الامام مفوض الی رای القاضی فی کل
عصر لکن الاصح عن محمد انہ مقدر بشہر وھو مروی عنہما ایضا۔ جب دعویٰ عمر کا
اور گواہان کی گواہی شرعاً مردود ہے تو کسی بے علم کا دعویٰ مدعی عمر کا سنکر اور گواہان کی گواہی لیکر حکم صحت ۲۲
نکاحِ اول کا دینا محض اتباعِ نفس ہے۔ کیونکہ مقلد بغیر قول مفتی بہ کے فتویٰ نہیں دے سکتا شامی ص۳۶
بل المقلد متی خالف معتمد مذھبہ لا ینفذ حکمہ وینقض ھو المختار للفتوی۔ اور قاضی
حکم میں بلاوجہ اگر تاخیر کرے تو فاسق ہو جاتا ہے۔ فی الاشباہ لا یجوز للقاضی تاخیر الحکم بعد وجود
شرائطہ الخ شامی ص۳۰۳ ج۴۔ وفی الفصل الاول من جامع الفصولین القاضی بتاخیر الحکم
یاثم ویعزر ویعزل یعنی قاضی اگر حکم میں بلاوجہ تاخیر کرے تو گنہگار ہوتا ہے۔ تعزیر کیا جاوے اور
معزول کیا جاوے۔ جب قاضی کا یہ حکم ہے تو ایسے بے علم کو جس کو قواعد شرعیہ سے بالکل واقفی نہیں
حق فتویٰ دینے کا کب حاصل ہے۔ درمختار۔ والفاسق لا یصلح مفتیا۔
بعدہ مردود ہونے دعوے مدعی اور گواہی گواہان کے لڑکی کے باپ کی امامت میں کوئی نقص شرعی نہیں تا کہ
اُس کو معزول کیا جاوے۔ لہذا حکم دیا جاتا ہے کہ بعد اظہار حق ہذا کے جو شخص بلاوجہ لڑکی کے باپ کو
ملامت کرے اور عمر اور گواہان مردود الشہادۃ کی پاسداری کرے اُس پر تعزیر شرعی قائم ہوگی۔
ھذا ما علیہ الاحناف رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین۔ فقط کتبہ احمد الدین
الجواب صحیح محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

نابالغ بچے اگر مردوں کی صف میں کھڑے ہوں تو اُن کی نماز بھی مکروہ ہوگی۔

سوال ۴۲۰۔ نابالغ لڑکے جماعت میں شریک ہوجاتے ہیں۔ تو اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہوتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اخرج ابن ابی شیبۃ عن ابی مالک الاشعری ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم اقام الرجال یلونہ واقام الصبیان خلف ذلک من شرح الھدایۃ للعینی وفی البحرالرائق الصبی الواحد لایکون منفردا عن الرجال بل یدخل فی صفھم وان لعل ھذا الترتیب انما ھو عند حضور جمع من الرجال وجمع الصبیان فحینئذ توخر الصبیان بحر ص۳۷۵ ج اول

عبارات مذکورہ اور عام کتب فقہ کی عبارات مشہورہ سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکوں کا مردوں کی صف میں کھڑا کرنا خلافِ سنت ہے۔ خواہ نمازِ جمعہ ہو یا دوسری نمازیں۔ نمازِ جمعہ میں جس شخص کے پاس کے کھڑے ہوں۔ اُس کو چاہئے کہ اُنھیں پیچھے ہٹائے۔ یا صف سے علیحدہ کسی جگہ کھڑا کردے۔ ورنہ نماز مکروہ ہوگی۔ فقط کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

قبلہ کی تحقیق

سوال ۴۲۱۔ شہر مرگوئی میں قبلہ کے بارے میں دو فرقے ہیں۔ بعض مسجدیں شمال طرف جھکی ہوئی ہیں۔ کمپاس کے حساب سے دس پندرہ ڈگری کا فرق ہے۔ بعض مسجدیں جنوب
21 طرف کسی قدر جھکی ہوئی ہیں۔ کمپاس کے حساب سے دس پندرہ ڈگری کا فرق ہے۔ اور قبرستان میں نمازِ جنازہ ادا کرنے کے لئے ایک نئی مسجد بنائی گئی ہے وہ قطب نما کے حساب سے بالکل ٹھیک مغرب یعنی قبلہ کی طرف ہے۔ اس کے بعد فرض کفایہ ادا کرنے کا پُرانا نماز گاہ توڑ کر ایک نیا بنایا ہے۔ وہ کسی قدر ٹیڑھا ہوگیا ہے۔ اگر کسی مسلمان کے انتقال کی خبر ہم کو ملتی ہے تو ہم لوگ جنازہ کی ساتھ جاکر پرانی نماز گاہ ہو یا نئی ہم فرض کفایہ ادا کرتے ہیں۔ پہلے فرقے والے لوگ کہتے ہیں کہ ان کے قبلہ کا کچھ ٹھکانہ نہیں یہ دو قبلے والے ہیں اور ان کے ایمان کا بھی کچھ ٹھکانہ نہیں اور ان کے پیچھے نماز بھی درست نہیں۔؟ (۲) ایسا کہنے والوں کے حق میں کیا حکم ہے۔؟ (۳) کیا پُرانی نماز گاہ میں نماز ہوجائے گی یا توڑ کر بنانا ہوگا۔ کیا صفیں ٹیڑھی اور جنازہ ٹیڑھا رکھکر پڑھنا ہوگا؟ (۴) کیا ہم دہلی، بمبئی، دیوبند، سہارنپور، وغیرہ کے فتاوی پر عمل کرسکتے ہیں۔ اور احیاء العلوم میں جو کعبۃ اللہ کا نقشہ درج ہے۔ اُسی کے مطابق عمل کرسکتے ہیں یا نہیں۔؟ (۵) احیاء العلوم کے مصنف شافعی ہیں تو قبلہ کے بارے میں ہم اس پر عمل کرسکتے ہیں۔ قبلہ کے بارے میں کوئی اور کتاب بھی ہے یا نہیں۔؟ (۶) کیا ہم اہل مشرق حنفی شافعی، مالکی، حنبلی چاروں کا قبلہ ایک ہی ہے۔؟

الجواب۔ اصل اس معاملے میں یہی ہے کہ ہم اہلِ مشرق کے لئے سمتِ مغرب قبلہ ہے اگر تھوڑا سا

فرق ہو جائے تو قبلہ کی سمت بدل جاتی ہے۔ جب کہ فتاویٰ مذکورہ سوال کے بیانات سے آپ کو معلوم ہو چکا ہے وہ سب شافعی فتاویٰ صحیح ہیں لہٰذا آپ لوگ دونوں حالتوں کی جہت میں اور نماز جنازہ میں بلاشبہ شریک ہو سکتے ہیں اور دونوں جگہوں میں نماز جنازہ درست و صحیح ہے۔ (۲) جو لوگ صورت مذکورہ کی وجہ سے آپ کو دو قبلہ والا وغیرہ کہتے ہیں وہ گنہگار ہیں۔ حدیث میں ہے سباب المسلم فسوق نیز میں قال هلك الناس فهو اهلكهم۔

(۳) نماز تو بلاشبہ ہو جائے گی لیکن اگر تحقیق سے یہ معلوم ہو جائے کہ شہر کی عام مساجد و نمازگاہوں وغیرہ سے اس کا رخ کچھ پھرا ہوا ہے تو بہتر یہ ہے کہ دفع فتنہ کے لئے اس میں صفوں کے نشانات عام مساجد کے رخ کی موافق قائم کر دیئے جائیں۔ اور اُسی کی موافق نماز پڑھی جائے۔ کیونکہ اس میں باہمی اختلافات بھی قطع ہو جائیں گے۔ اور اقرب الی عین القبلہ بھی ہونے کی توقع ہے۔ اور مسلمانوں کے آپس سے رفع فتنہ اور قطع اختلاف نہایت ضروری اور بڑے ثواب کا کام ہے۔ البتہ اس نمازگاہ کی تعمیر کو گرانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس میں بلا ضرورت اضاعت مال ہے۔

(۴) فتاویٰ مذکورہ صحیح ہیں۔ اور احیاء العلوم کا کلام بھی اُن کے خلاف نہیں ہے اسلئے اس پر عمل ۴۲
کر سکتے ہیں۔ (۵) احیاء العلوم کے مصنف شافعی ہیں۔ لیکن اس مسئلے میں اُن کا حنفیہ سے کوئی خاص خلاف نہیں اس لئے اُن کے قول کو لینا بھی گویا حنفیہ ہی کے قول کا لینا ہے۔ اس لئے جائز ہے۔ فتاویٰ شامی مسمّٰی بہ ردالمحتار فی شرح الدرالمختار میں بھی نقشہ دیکر بہت واضح طور پر اس مسئلے کو سمجھایا ہے اگر احیاء العلوم کے ماننے میں شبہ ہے تو شامی حنفی فتاویٰ کی معتبر کتاب ہے اس میں دیکھ لیا جائے۔

(۶) قبلہ سب کا ایک ہی ہے البتہ تعیین سمت کے بعض جزئیات میں خفیف سا اختلاف ہے فقط واللہ اعلم۔

سوال ۴۲۲ اسپرٹ شراب ہے یا نہیں اس کو چولھے میں جلانا جائز ہے یا نہیں؟	اسپرٹ شراب کے حکم میں ہے مگر چولھے میں جلانے کی اجازت ہے۔ ۱۰۸۵

الجواب۔ اسپرٹ شراب ہی کے حکم میں ہے اور نجس ہے۔ قال الشامی فی کتاب الطہارۃ وما یستقط من ورد الخمر فنجس حرام۔ لیکن بضرورت چولھے میں فقہائے متاخرین اجازت دی ہے۔
واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

مشترک زمین کو بغیر تقسیم کئے کوئی شریک مسجد مقبرہ کیلئے وقف نہیں کر سکتا

سوال ۳۳۴۔ ایک زمین کے سات مالکوں میں سے پانچ شرکا نے اپنے و نیز غیر موجودہ دو شرکا کی جانب سے ایک زمین کو بغرض تعمیر مزار ایک بزرگ مرحوم کے و نیز تعمیر خانقاہ و دیگر عمارات متعلقہ مزار وقف زبانی کیا اور اس وقف کا متولی بھی مقرر کر دیا۔ اور اس اعلان کے مطابق مزار تیار ہوا۔ اس کے گرد چہار دیواری بنی اور مراسم قل و عرس وغیرہ انجام پاتے ہیں۔ اور اس عملدر آمد کے خلاف کبھی ہر دو شرکا غیر حاضر نے اپنی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا بلکہ اسے بنظر پسندیدگی دیکھتے آئے مگر چار پانچ برس کے بعد جملہ ساتوں شرکا نے اس زمین کا وقف تحریری لکھا اور خلاف اغراض و شرائط و منشاء وقف زبانی اس پچھلے وقف تحریری میں شرائط رکھی۔ اب سوال یہ ہے:۔

(۱) کیا وقف زبانی از قسم مشاع ہے اور ناجائز ہے (۲) کیا باوجود تسلیم و رضا بالسکوت ہر دو شرکا غیر حاضر کے و نیز باوجود عملدر آمد بھی وقف ناجائز ہوا۔ (۳) اور اگر وقف ناجائز ہوا تو تدفین بر بنار وقف زبانی عمل میں آئی ہے۔ وہ شرعاً جائز ہوئی یا نہیں۔ اگر ناجائز ہے تو اسکے متعلق کیا صورت اختیار کی جائے۔؟

الجواب۔ قال فی البحر من الوقف فقد علمت انه قول محمد فلا یجوز وقف المشاع و قال ابو یوسف هو جائز الی قوله والخلاف فیما یحتمل القسمة اما ما لا یحتمل القسمة فهو جائز اتفاقاً اعتباراً عند محمد بالهبة والصدقة المنفذة الا فی المسجد والمقبرة فانه لا یتم مع الشیوع فیما لا یحتمل القسمة عند ابی یوسف ایضاً لان بقاء الشرکة یمنع الخلوص لله تعالی ولان المهایاة فی هذا فی غاية القبح بان یقبر فیها الموتی سنة و تزرع سنة و یصلی لله فیه فی وقت و یتخذ اصطبلاً فی وقت بخلاف الوقف لامکان الاستغلال والحاصل ان وقف المشاع مسجداً و مقبرة غیر جائز مطلقاً اتفاقاً انتهی بحر الرائق ص ۱۹۷ ج ۵

عبارت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ مقبرہ اور مسجد کا وقف مشاع و مشترک ہونے کی حالت میں مطلقاً باتفاق ائمہ حنفیہ درست نہیں اور دو شریکوں کا سکوت کرنا شرعاً وقف کرنے کے حکم میں نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اشباہ و نظائر میں لکھا ہے لا ینسب الی ساکت قول والذی نحن فیه لیس من المستثنیات التی ذکرہ من هذہ القاعدة هناك۔

پس صورت مذکورہ میں مقبرہ کا وقف ابتداءً مشاع ہوا جو باتفاق درست نہ تھا۔ لہذا یہ زمین اس وقت ساتوں شریکوں کی ملک تھی لیکن جبکہ ساتوں شریکوں نے ملکر تحریری وقف نامہ لکھا اس وقت سے وہ کل زمین وقف ہو گئی اور جو شرطیں اسوقت لکھی گئی وہی شرطیں معتبر ہونگی۔ فقط محمد شفیع

خیار بلوغ کی ایک صورت

سوال ۴۲۴۔ ہندہ کا نکاح بحالت نابالغی اُس کے ماموں نے کر دیا۔ بمجرد آثار ۲۸۰۷
بلوغ ہندہ نے مردوں اور عورتوں کو گواہ کرکے کہا کہ مجھے وہ نکاح جو فلاں کس کے ساتھ میری طفولیت میں ماموں نے کیا تھا مجھے نامنظور ہے اور یہ پارچہ خون آلودہ میرے پاس موجود ہے اس کو عورتیں دیکھ لیویں۔ بعد ازاں بعدالت پہنچکر تنسیخ نکاح کی درخواست پیش کی بعد ازاں ایک اور شخص کے ساتھ نکاح عام مجلس میں بخوشی و رضا اور رغبت والدہ کے مشورہ سے نکاح باقاعدہ کیا جو درج رجسٹر ہوا۔ چند یوم کے بعد ہندہ غیر شخص کے ساتھ مفرور ہو کر چلی گئی جب پکڑی گئی تو عدالت میں آکر کہا کہ میں پہلا نکاح فسخ کرانا نہیں چاہتی کیا پہلا نکاح بحال ہے یا نہ۔ اور دوسرا نکاح جو عام مجلس میں درج رجسٹر سرکاری ہوا یہ جائز ہوا یا نہیں کہ ابھی حکم عدالت سے تنسیخ کا نہ ملا تھا۔ عدالت جو حکم نہ دے تو کیا شرعاً پہلا نکاح اُس کے انکار پر رد ہو سکتا ہے یا نہ۔ اور نکاح ثانی جو اُس کی خوشی سے پڑھایا گیا ہے یہ جائز ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ صورتِ مذکورہ میں ہندہ کو فسخ نکاح کا اختیار تھا جس کی موافق اُس نے بفور بلوغ درخواست فسخ نکاح عدالت میں پیش کر دی۔ اس درخواست کی وجہ سے اُس کا حق فسخ محفوظ تو ہو گیا لیکن محض درخواست دینے یا خود بخود فسخ کر دینے سے نکاح فسخ نہیں ہوا بلکہ فسخِ نکاح حکم حاکم پر موقوف رہا۔ مگر عبارتِ سوال میں بیان کیا گیا ہے کہ حاکم نے حکم ابھی تک نہیں دیا تھا کہ اس حکم سے پہلے ہی دوسرا نکاح کر لیا تو یہ نکاح شرعاً صحیح نہیں ہوا بلکہ پہلا نکاح بدستور قائم ہے اور اب دوبارہ آکر جبکہ عورت نے اپنے حق فسخ کو صراحۃً باطل کر دیا یعنی یہ کہدیا کہ میں نکاح سابق باطل کرانا نہیں چاہتی تو اب پہلا نکاح ہی لازم ہو گیا، خلاصہ یہ ہے کہ فسخ نکاح کے لئے حکم حاکم شرط ہے اُس کے بغیر نکاح فسخ نہیں ہوا۔ اور نہ نکاح ثانی صحیح ہوا۔ لما فی الدر المختار ولھما خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ الی قولہ بشرط القضاء للفسخ فیتوارثان فیہ ویلزم کل المھر انتھی قال الشامی فان اختیار الفسخ لایثبت الفسخ الا بشرط القضاء اھ شامی باب الولی ص ۳۱۵ ج ۲۔ فقط کتبہ محمد شفیع عفر لہٗ

تمباکو پان میں کھانے کا حکم

سوال ۴۲۵۔ تمباکو کھانا جائز ہے یا حرام پان منہ میں ہوتے ہوئے درود شریف ۲۸۰۸
پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ تمباکو کھانا بلا تامل جائز ہے اور تمباکو منہ میں ہوتے ہوئے درود شریف اور قرآن شریف وغیرہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ کذا قال مولانا المحقق عبدالحی لکھنوی فی مجموعۃ الفتاوی جلد دوم ص ۲۹۵

حرمت مصاہرت کی ایک صورت

سوال ۴۲۶۔ عورت بیان کرتی ہے کہ میں اکیلی مکان میں تھی میرے سُسر نے آکر ۲۸۰۹
مجھ کو زیورات وغیرہ کا لالچ دیکر ہمبستری کی خواہش کی اور میرا ہاتھ پکڑکر شہوت سے پُر ہو کر کواڑ بند کر لئے

میں چلا کر ہاتھ چھڑا کر کواڑ کھول کر باہر نکل آئی۔ تو عورت اپنے شوہر پر حلال ہے یا نہیں۔ اور کس کا قول معتبر ہوگا۔ عورت کا یا سُسر کا۔؟

الجواب۔ صرف ہاتھ پکڑنے سے جبکہ موٹے کپڑے درمیان میں حائل ہوں حرمت ثابت نہیں ہوتی اور اگر اس سے زائد کوئی بات ہوئی ہے تو یہ عورت اپنے خاوند پر حرام ہو جائے گی۔ بشرطیکہ خاوند بھی اس کی تصدیق کرے لما فی محرمات الخلاصۃ عن امالی ابی یوسف ؒ ان کذبہا الزوج لا یفرق بینہما ولو صدقہا انہ عن شہوۃ وقعت الفرقۃ بینہما خلاصۃ الفتاوی ص ج ۲ ۲۷۔ والله تعالیٰ اعلم محمد شفیع غفرلہ

چچا کے انتقال کے بعد چچی سے نکاح جائز ہے۔

سوال ۴۲۷۔ دسوندہی کے انتقال کے بعد اُس کی بیوہ کا نکاح بعد عدۃ کے دسوندہی کے بھتیجہ مغلو سے کر دیا اس سے پہلے مغلو کے باپ سے تجویز تھی مگر اُس نے کہا کہ میں بوڑھا ہوں اس لئے میرے لڑکے مغلو سے شادی کر دو۔ اب بعض جاہل عورت کے دل میں شبہ ڈالتے ہیں کہ چچی تو ماں برابر ہوتی ہے اور دوسرے اس بیوہ کو باپ سے مانگی تھی اس لحاظ سے ماں ہی ہو گئی۔ لہذا صورتِ مسئولہ میں نکاح جائز ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ یہ محض جاہلانہ خیالات ہیں۔ شریعت میں ان کا کچھ اعتبار نہیں۔ مسماۃ کا نکاح مغلو کی ساتھ بلا شبہ صحیح ہو گیا۔ چچا کے انتقال کے بعد چچی سے نکاح شرعاً حلال ہے جو حرام سمجھے گنہگار ہے۔ اسی طرح محض باپ سے گفتگوئے نکاح ہو جانے کی بنا پر بیٹے کے لئے عورت حرام نہیں ہوئی۔ اور نہ کسی قسم کا شبہ حرمت کا پیدا ہوتا ہے۔ مسماۃ بے فکر ہو کر اپنے خاوند کے ساتھ رہے۔ فقط والله تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

امام کا محراب میں کھڑا ہونا کس حد تک ضروری ہے۔ اور صفِ اول کی تعریف

سوال ۴۲۸۔ امام کا محراب میں تنہا کھڑا ہونا کیسا ہے۔ عامۂ کتب فقہ میں مطلقاً مکروہ لکھا ہے اور شرح وقایہ میں ہے وقیام الامام فی طاق المسجد ای فی المحراب بان یکون المحراب کبیراً الخ۔ کبیراً کی قید احترازی ہے یا واقعی اگر قید احترازی ہو اور قیام امام محراب صغیر میں مکروہ نہ ہو تو محراب کبیر کی حد کیا ہے۔؟

(۲) یہاں پر ایک مسجد ہے کہ اگر امام کے قدمیں خارج محراب ہوں اور سجدہ محراب ہی میں ہو تو بھی صف اول سیدھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ محراب سے تھوڑے فاصلہ پر ستون ہیں۔ پس جو مقتدی ستون کی محاذات میں ہوتا ہے اس کو اور مقتدیوں سے کچھ آگے بڑھنا پڑتا ہے بغیر اس کے اس کو رکوع کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اور اگر محراب چھوڑ کر وسط مسجد میں کھڑا ہو تو صف بالکل سیدھی ہوتی ہے اور مسجد میں گنجائش بھی ہے تو کیا امام کو محراب میں کھڑا ہونا ضروری ہے۔ خواہ صف ٹیڑھی ہو جائے۔؟

(۳) صفِ اول اُس جگہ کا نام ہے جو مغربی دیوار سے متصل ہو یا اُن مقتدیوں کی صف ہے جو امام کی متصل صف میں ہوں

(۴) مسجد مذکور کی ہیئت ایسی ہے کہ فقط اس کے سامنے پونے تین ہاتھ چھوڑ کر سامنے کی دیوار قائم ہے اور ایسا محض خوبی کے لئے کیا گیا دیکھنے میں خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ حصّہ جو سامنے کی دیوار کے آگے ہے یہاں کے عرف میں برآمدہ مسجد کے نام سے معروف ہے۔ یہ حصّہ مسجد میں داخل ہے یا نہیں اس برآمدہ میں حجرہ بنا کر کسی کو رہنا جائز ہے یا نہیں۔ بانی مسجد نے مسجد ہی کی نیت سے بنایا ہے۔؟

الجواب۔ شارح وقایہ کی غرض اس عبارت سے یہ نہیں کہ وہ محراب صغیر اور کبیر کے حکم میں فقہی طور پر کوئی فرق ایسا کرنا چاہتے ہیں جیسے مسجد صغیر و کبیر میں بعض احکام فقہیہ متفاوت ہیں بلکہ درحقیقت شارح رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس جگہ محض صورتِ مسئولہ کا واضح کرنا اور ایک شبہ کا ازالہ مقصود ہے جو صورتِ مسئلہ کے تصور میں عرف قدیم کے اعتبار سے پیدا ہو سکتا تھا وہ یہ کہ سلف صالح رحمہم اللہ کے عہد میں مساجد کی محاریب اس قدر وسیع و فراخ نہ ہوتی تھی کہ اُن میں کوئی آدمی کھڑا بھی ہو سکے چہ جائیکہ پورا سجدہ رکوع وغیرہ وہاں کر سکے بلکہ محراب کی صورت زمانہ سلف میں صرف یہ تھی کہ وسط مسجد میں کوئی نشان دروازہ کی شکل کا یا اور کسی قسم کا بنا دیا جاتا تھا تاکہ وسط کا امتیاز پورا ہو جائے اُس میں امام کا کھڑا ہونا متصور ہی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ نماز پڑھنا اس لئے حکم کراہۃ الصلوٰۃ فی الطاق کی تصویر میں یہ اشکال بناءً علی الرسم القدیم عاید ہوا کہ یہ صورت تو متصور ہی نہیں۔ کراہت یا عدم کراہت کی بحث کیسی اس کا حل شارح نے اس طرح فرمایا۔ بان یکون المحراب کبیرًا یقوم فیہ۔ البتہ اس کے بعد وحدہ کی قید قید احترازی بیان حکم کے لئے ہے اور دلیل اس رسم قدیم کی شیخ جلال الدین سیوطی رح کا مستقل رسالہ ہے۔ مسمّی "اعلام الارانیب فی بدعۃ المحاریب" جس میں ثابت کیا ہے کہ یہ طریقہ مروّجہ زمانہ سلف میں نہ تھا۔ (۲) امام کے لئے محراب میں کھڑا ہونا کوئی سنّت نہیں بلکہ سنت صرف یہ ہے کہ وسط صف میں کھڑا ہو۔ اور چونکہ محراب وسطِ مسجد میں ہی بنائی جاتی ہے اس لئے عمومًا محراب میں کھڑے ہونے سے یہ سنّت ادا ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر محراب میں کھڑے ہونے سے کوئی دوسری سنّت فوت ہونے لگے۔ مثلاً تسویۂ صف وغیرہ تو پھر محراب میں کھڑا ہونا نہ چاہئے بلکہ محراب سے باہر ایسی جگہ کھڑا ہو جائے کہ صف سیدھی ہو جائے البتہ اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ امام وسطِ صف میں رہے۔ کذا فی عامۃ کتب الفقہ۔

(۳) یہ اختلاف صفِ اول کا جدار غربی کے متصل یا امام کے متصل ہونے کے متعلق ہمارے دیار کی عام مسجدوں میں تو متصور نہیں کیونکہ محراب کے اندر امام ہی کھڑا ہوتا ہے قدمین باہر رہتے ہیں۔ اور صفوف سب مسجد کے اندر ہوتی ہیں۔ تو جو صف جدار غربی کے متصل ہوگی وہی امام کے متصل ہوگی اُسی کو عرف اور شرع میں صفِ اوّل کہا جائے گا حضرات فقہاء شامی اور صاحب بحر وغیرہ نے جو

اس بارہ میں اختلاف نقل فرمایا ہے وہ ایک خاص صورت پر مبنی ہے جو عموماً ہمارے دیار میں نہیں وہ یہ کہ محراب اس قدر وسیع ہو کہ اُس میں امام آگے کھڑا ہو اور اُس کے پیچھے چند آدمیوں کی چھوٹی سی صف محراب کے اندر ہی ہو جائے۔ اس قسم کی محراب کا نام عرف قدیم میں مقصورہ ہے اور پھر بڑی صف مسجد کے اندر جدار غربی کے متصل ہوتی تھی تو اس میں اختلاف واقع ہوا کہ صف اوّل اس خاص صورت میں وہ چھوٹی صف ہوگی جو امام کے متصل مقصورہ کے اندر ہے یا بڑی صف جو جدار غربی کے متصل مسجد میں ہے اس اختلاف میں فقیہ ابو اللیث کا فتویٰ یہ ہے کہ بڑی صف کو صفِ اول کہا جائے گا۔ علامہ شامی کے طرز کلام سے اسی کی تائید معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال ہمارے یہاں تو جو صف امام کے پیچھے متصلاً ہوتی ہے وہی صف اوّل ہے خواہ جدار غربی کے متصل ہو جیسا کہ امام کے محراب میں کھڑا ہونے کی صورت میں ہوگا یا جدار غربی سے فاصلہ پر ہو جیسا کہ امام اگر محراب چھوڑ کر اندرون مسجد کھڑا ہو۔

(۴) اس معاملہ میں نیت بانی ہی معتبر ہوتی ہے جبکہ بانی نے اس جگہ کو بہ نیت مسجد بنایا ہے تو وہ قیامت تک کے لئے مسجد ہوگئی اُس کا تغیر کسی طرح کسی وقت جائز نہیں اُس میں نہ رہائش کا حجرہ بنا سکتے ہیں نہ کوئی اور مکان۔ اگرچہ وہ مصالح مسجد ہی کے متعلق ہو۔ البتہ مسجد کے بوریئے رکھنے کے لئے کوئی جگہ مسجد کے اندر علیحدہ کرسکتے ہیں جبکہ نمازیوں پر تنگی نہ ہو۔ صرح به فی العالمگیریه من الوقف واحکام المسجد والشامی وصاحب البحر من احکام المسجد۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ

شوہر سے بوقت نکاح شرط کی کہ تم نماز نہ پڑھوگے تو مجھ کو دوسرے شخص سے نکاح کا حق ہوگا

سوال ۴۲۹۔ ایک عورت کا نکاح مشروط ایک مرد سے ہوا اس شرط پر کہ عورت کی جانب سے یہ شرط ہوئی کہ تم کو نماز پڑھنا ہوگا۔ اگر تم نماز نہیں پڑھوگے تو میری خوشی ہے کہ دوسرے مرد سے نکاح کروں یا نہیں۔ اب عرصہ تین برس کا گذرا اس تین برس میں دو بچے بھی ہوئے۔ عورت اور اُس کا باپ شوہر سے بار بار کہتے ہیں کہ تم نماز سیکھو وہ نہ سُنتا ہے نہ نماز پڑھتا ہے۔ اب یہ عورت تنگ ہوکر باپ کے یہاں آگئی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس عورت کا نکاح دوسرے مرد نمازی کے ساتھ درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ عورت کے یہ الفاظ کہ میری خوشی ہے کہ دوسرے مرد کی ساتھ نکاح کروں یا نہیں۔ اگرچہ ان لفظوں میں طلاق کا اس کے اختیار میں ہونا مصرح نہیں۔ لیکن بطور اقتضاء النص کے مقدر ماننا ضروری ہے ورنہ کلام کی صحت کی کوئی صورت نہیں۔ جیسے کنایہ اعتدی اور ابتغی الازواج وغیرہ میں صحت کلام کے لئے لفظ طلاق بطور اقتضاء النص مقدر مانا جاتا ہے۔ اس لئے کلام مذکور کی صحت اس طرح ہوئی اگر تم نماز نہیں پڑھوگے تو میری خوشی ہے کہ میں اپنے اوپر طلاق واقع کرکے دوسرے مرد سے نکاح کرلوں

یہ الفاظ ہمارے عرف میں اختیار ہی کے مرادف سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے شرط مذکور پر عورت کو اختیار طلاق حاصل ہوگیا۔ اور جبکہ مرد نماز نہیں پڑھتا تو عورت کو حق حاصل ہے کہ اپنے اوپر طلاق واقع کرے اور عدت طلاق تین حیض گذر جانے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرلے۔ قال فی الدر المختار نکحھا علی ان امرھا بیدھا صح قال الشامی مقید بما اذا ابتدأت المرأۃ فقالت زوجت نفسی منک علی ان امری بیدی اطلق نفسی کلما ارید او علی انی طالق فقال الزوج قبلت الخ شامی ص۴۷۲ ج۲۔

تنبیہ:۔ یہ سب حکم اُس وقت ہے جبکہ خاص عقد نکاح میں ایجاب وقبول کے اندر یہ شرط لگائی گئی ہو یا بعد نکاح کے یہ شرطیں عورت نے پیش کی ہوں اور مرد نے قبول کرلیا ہو۔ اور اگر عقد نکاح سے پہلے یہ شرط لگائی ہو اور نکاح کی طرف اضافت بھی نہ کی ہو تو ان شرطوں کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ اور عورت کو طلاق کا اختیار نہ ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ

زوجہ کی حقیقی بہن سے نکاح کرلیا تو یہ نکاح فاسد ہے یا باطل اور ثبوت نسب و وجوب مہر کا حکم۔

سوال ۳۰۴ ۔ زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور کچھ مدت کے بعد سماۃ حمیدہ حقیقی بہن ہندہ سے نکاح کیا یہ اخیر نکاح باطل ہے، یا فاسد ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں اس نکاح کو فاسد قرار دیا ہے وان تزوجھا فی عقدتین فنکاح الاخیرۃ فاسد الخ ویثبت نسب الولد المولود فی النکاح الفاسد ویعتبر مدۃ النسب من وقت الدخول عند محمد وعلیہ الفتویٰ۔ یہ فتویٰ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب۔ یہ نکاح فاسد ہی ہے اور حسب قاعدہ نکاح فاسد نسب ثابت ہوجائے گا اور مہر بھی واجب ہوگا۔ عالمگیری کی عبارت صحیح اور مفتی بہ ہے۔ عالمگیری نے خود محرمات کے باب میں بھی عبارت مندرجہ سوال کے بعد اس کی تصریح کردی ہے۔ ولفظھا ان فارقھا بعد الدخول فلھا المھر ویجب الاقل من المسمی ومن مھر المثل وعلیھا العدۃ ویثبت النسب انتھیٰ عالمگیری مصری ص۲۶۰ جلد اوّل۔

اور شامی نے نکاح فاسد کے بیان میں صفحہ ۳۵۹ جلد ۲ میں نکاح فاسد کی مثال نکاح بلا شہود پیش کرنے کے بعد فرمایا ہے ومثلہ تزوج الاختین معاً ونکاح الاخت فی عدۃ الاخت۔ البتہ فصل محرمات میں شامی نے دونوں لفظ استعمال کئے ہیں۔ ایک جگہ باطل اور دوسری جگہ ایک ہی عبارت میں فاسد فرمایا ہے۔ پہلے فرماتے ہیں۔ فالباطل نکاح کل منھا اور اُس کے آگے فرماتے ہیں۔ ویجب بکل الاقل من المسمی ومن مھر المثل کما ھو حکم النکاح الفاسد۔ شامی فصل المحرمات ص۲۹۷ ج۲ مصری۔

اسی طرح بحر الرائق میں بعینہٖ یہی دونوں قسم کے الفاظ مذکور ہیں۔ بحر الرائق فصل المحرمات ص۱۰۳ ج۳ لیکن تحقیق یہی ہے کہ یہ نکاح فاسد ہی ہے جیسا کہ عالمگیری اور شامی بحث النکاح الفاسد کی تصریح سے ثابت

ہوا دوسرے مواضع میں جو باطل کا لفظ بولا گیا تو اس بنا پر کہ بعض حضرات کے نزدیک نکاح باطل اور فاسد میں کوئی فرق نہیں اور یا توسعاً فاسد پر باطل کا لفظ اطلاق کر دیا گیا کیونکہ قرائن سیاق وسباق سے اُس کی توضیح دشوار نہ تھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

پاسپورٹ کی ضرورت سے تصویر کھچوانا یا فوٹو لینا جائز ہے۔

سوال ۱۳۲۱ھ۔ در سلطنت ایرانیہ ہیچ کس داخل نمی شود مگر آنکہ پاسپورٹ ہمراہ داشتہ باشد و در پاسپورٹ لازم است کہ عکس صاحب پاسپورٹ ہم باشد مادامیکہ گیرندہ پاسپورٹ عکس خود را کشیدہ نیارد فواصل پاسپورٹ نمی دہد۔ آیا بہ سبب مرتب شدن قانون ایرانیہ ولاچاری گیرندہ پاسپورٹ اجازت می رسد کہ عکس خود را بکشد یا نہ۔؟

الجواب۔ اصل دریں مسئلہ این است کہ کشیدن تصویر وساختن آں بآلات فوٹو وغیرہ مطلقاً ناجائز است صرح بہ العلامۃ العینی فی شرح البخاری باوضح وائمہ۔ وہیچ چیز ازاں مستثنیٰ نساختند۔ البتہ علامہ شامی در مکروہات صلوٰۃ از رد المحتار روایتے از قہستانی آوردند عبارتش این است۔ ویاتی غیر ذی الروح لا یکرہ قال القہستانی وفیہ اشعار بانہ لا تکرہ صورۃ الراس وفیہ خلاف کما فی اتخاذھا کذا فی المحیط شامی مصری ص۳۵ ج اول۔ ازیں عبارت معلوم شد کہ کشیدن تصویر چہرہ یا سر یا مانند آں مختلف فیہ است کہ بعض حضرات فقہا تجویز کردہ اند۔ اگرچہ تحقیق دریں باب نیز جانب عدم جواز است کہ صاحب بدائع بآں تصریح کردہ اند وروایات حدیث نیز بر عدم جواز صراحۃً وارد شدہ اند۔ مگر در مسئلہ پاسپورٹ کہ مسلمان بسوی آں محتاج است وبدون کشیدن تصویر وقبول کردنش صورتے نہ بندد بناچار ومجبور اگر بر قول ضعیف عمل کردہ شود جائز باشد یعنی تصویر نصف اعلیٰ کہ آں را در انگریزی بسٹ می نامند کشیدہ کنانند۔ مر جواز حضرت حق جل شانہ آن است کہ انشاء اللہ تعالیٰ مواخذہ نخواہد شد باز ہم مسلم را باید کہ در ہمچو مسائل خود را متہم داشتہ رو باستغفار آرد۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

یک مسجد کا زائد مال دوسری مسجد پر خرچ کرنا۔

سوال ۱۳۲۲ھ۔ یک مسجدے عظیم است کہ آمدنی وقف او از حد زیادہ است حتی کہ در بینک سرکاری یک رقم کثیر است واز حاجت مسجد زائد است و دیگر مسجد ہائے خراب ویران افتادہ اند آیا از رقم مذکور دیگر مسجد وضرورت مسلمین رفع کردہ وصرف کردہ شود یا نہ۔؟

الجواب۔ اگر ازیں مسجد ایں قدر زائد است کہ در زمانِ آئندہ نیز حاجت بسوئے او افتادن متصور ومظنون نیست۔ ودر صورت جمع بودن ایں رقم احتمال اضاعت است جائز باشد کہ در دیگر مساجد کہ محتاج تعمیر وغیرہ باشد صرف کردہ شود۔ لیکن بجز مساجد و دیگر مصارف مسلمین وضروریات

عامہ مثل مدارس وغیرہ خرچ کردن دراں صورت نیز جائز نہ باشد کذا یستفاد من وقف الشامی والبحر وحواشی البحر للشامی۔ منلہ وقف فی العالمگیریۃ والاشباہ والنظائر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ

طلاق میں شہادت بلا دعویٰ کے بھی مقبول و مسموع ہے ۲۸۱۸

سوال ۳۲۳ھ۔ عبدالمجید نے اپنی عورت کو لڑائی جھگڑے میں باآواز بلند طلاق دی جس کو چند لوگوں نے سنا وہ سب لوگ خدا اور رسول کا درمیان دیکر بیان کرتے ہیں۔ بیانات منسلک استفتار میں آیا عورت پر طلاق پڑ گئی یا نہیں۔؟

الجواب۔ بیاناتِ مذکورہ کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ صورتِ مسئولہ میں خاوند طلاق کا اقرار نہیں کرتا اور عورت بھی اس کی مدعی نہیں۔ البتہ تینوں گواہوں کے بیان سے تین طلاق کا واقع ہونا ثابت ہوتا ہے تو اگرچہ یہاں پر عورت مدعی طلاق نہیں لیکن شہادات مذکورہ شرعاً سُنی جاسکتی ہیں اور اُن کا اعتبار کیا جاسکتا ہے کیونکہ طلاق و نکاح کے بارہ میں جو شہادات ہیں وہ شہادت حسبہ ہوتی ہیں جن میں دعوے کی ضرورت نہیں۔ کما فی الاشباہ والنظائر من الفن الثانی کتاب القضاء والشہادات تقبل الشہادۃ حسبۃً بلا دعویٰ فی طلاق المرأۃ وعتق الامۃ والوقف۔ اشباہ مصری ص۳۸۵ ج اول۔

الغرض گواہانِ مذکورہ کی گواہی اگر حسب قواعد شرعیہ سُنی جائے تو معتبر ہوسکتی ہے اور اس کی بنار پر طلاق ثلثہ صورتِ مسئولہ میں واقع ہوسکتی ہیں۔ لیکن تحریری شہادت جس طرح کہ یہاں بھیجی گئی ہے یہ طریقہ شہادت سُننے کا نہیں۔ بلکہ صورت اس کی یہ ہے کہ یا تو کسی مسلمان حاکم کے سامنے شہادت گذاری جائے اور یا دیندار مسلمانوں کی پنچایت قائم کی جائے جس میں کوئی عالم معاملہ فہم بھی شامل ہو۔ اور پھر پنچائت کے صدر کے سامنے گواہانِ مذکورہ سے باقاعدہ گواہی دلوائی جائے۔ اگر یہ لوگ حسب قواعد شرعیہ قابلِ شہادت ہوں گے تو سرپنچ ان کی گواہی سنکر حکم طلاق دے سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ

گرم کھانا کھانا خلافِ اولیٰ ہے اور چائے اس سے مستثنیٰ ہے ۲۸۲۵

سوال ۴۴۴ھ۔ گرما گرم کھانا اور پینا یہ دوزخیوں کا کھانا اور پینا ہے۔ یہ فرمودہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے یا نہیں۔ اس کی سند کس حدیث میں ہے اگر یہ صحیح ہے تو مسلمانوں کو گرم کھانا کھانا اور گرم چائے پینا شرعاً ناجائز ہے۔؟

الجواب۔ حدیث میں ہے ابردوا بالطعام فان الحار لا برکۃ فیہ او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے معلوم ہوا کہ بہت گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی اس لئے خلافِ اولیٰ ہے مگر ناجائز نہیں کہہ سکتے اور چائے یا اور ایسی ہی چیزیں جن سے مقصود ہی گرمی حاصل کرنا ہے۔ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ بلکہ درحقیقت اس حدیث کے مفہوم میں داخل ہی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد شفیع عفرلہ

ایک ہندو نے بایں شرط مسجد بنوائی کہ اس پر اوم۔ اللہ اکبر کا کتبہ لگایا جاوے !

سوال ۳۵۴ھ۔ ایک ہندو آریہ نے اپنا مکان مسجد بنانے کیلئے چند شرائط کے ساتھ وقف کیا منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ مسجد کی دیوار پر ایک پتھر نصب ہوگا جس پر عبارتِ ذیل کندہ ہوگی:۔

اوم۔ اللہ اکبر۔ یہ عبادت خانہ وقف کردہ حکیم ہیمراج آریہ میانوالی ستمبر ۱۹۲۸ء

یہ وقف صحیح ہے یا نہیں اور اس پر مسجد بن سکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ قال الشامی عن البحر وغیرہ ان شرط وقف الذمی ان یکون قربۃ عندنا و عندھم کالوقف علی الفقراء او علی مسجد القدس بخلاف الوقف علی بیعۃ فانہ قربۃ عندھم فقط او علی حج او عمرۃ فانہ قربۃ عندنا فقط شامی اول کتاب الوقف فی العالمگیریۃ من الوقف الباب الاول ولو جعل ذمی دارہ مسجداً للمسلمین وبناہ کما بنی المسلمون واذن لھم بالصلوۃ فیہ فصلوا فیہ ثم مات یصیر میراثا لورثتہ وھذا قول الکل کذا فی جواھر الاخلاطی ص۲۹۷ ج۲ مصری

عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ کافر کا وقف اس شرط کے ساتھ صحیح ہو سکتا ہے کہ کسی ایسے کام کیلئے وقف کرے جو ہمارے مذہب میں اور اُس کافر کے مذہب میں بھی ثواب ہو۔ مسجد بنانا ظاہر ہے کہ صرف ہمارے مذہب میں ثواب ہے۔ آریہ مذہب میں مسجد بنانا کوئی ثواب نہیں اس لئے اُس آریہ کا یہ وقف ہی صحیح نہیں اور نہ اُس پر مسجد بنانا صحیح ہے۔ البتہ اگر وہ آریہ یہ جگہ مسلمانوں کو دیدے (جیسا کہ تملیک نامہ کے الفاظ دیکھنے سے یہی ثابت بھی ہوتا ہے کہ اُس نے اس جگہ کا مسلمانانِ بلدہ کو مالک بنا کر اس کا اختیار دیا ہے کہ اس پر مسجد بنالیں) اور پھر مسلمان اپنی طرف سے وقف کریں تو مسجد بننا صحیح و درست ہو جائے گا اور اُس وقت اس مضمون کا کتبہ لکھدینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ زمین فلاں آریہ نے مسلمانوں کو مسجد بنانے کے لئے دی لیکن لفظ اوم اُس پر ہرگز نہ لکھا جائے کیونکہ یہ لفظ اگرچہ معنی کے اعتبار سے کوئی خرابی نہ رکھتا ہو۔ مگر لفظوں میں شعار ہنود ہے جس سے بچنا ہر مسلمان کو ضروری ہے۔ بالخصوص مسجد کے معاملہ میں فقط محمد شفیع غفرلہ۔

۱۷

جواب صحیح ہے اور صورتِ مسئولہ میں مسجد شرعی نہیں ہو سکتی اور یہ کتبہ شرعاً ناجائز ہے۔ اور اہلِ اسلام کو اس قسم کی ذلت سے بچنا ضروری ہے۔ خام مسجد بنا لینا اس سے بہتر ہے۔ مسجد کے کتبہ پر لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھنے کو اگر وہ آریہ گوارہ کرے تو مسلمان اُس سے روپیہ اور زمین لیکر مسجد بنادیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ اصغر حسین عفی عنہ۔

آخری جمعہ کے لئے دہلی کا سفر کرنا درست نہیں

سوال ۳۶۴ھ۔ ایک مولوی صاحب حدیث شد رحال

کا حوالہ دیکر فرماتے ہیں کہ جو لوگ رمضان المبارک میں الوداع کے جمعہ کی نیت سے دہلی وغیرہ سفر کر کے جاتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ چونکہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ کجاوے نہ کسے جائیں مگر تین مساجد کی طرف آیا یہ درست ہے کہ کسی مسجد کی طرف سوائے تین مساجد کے سفر کر کے جانا ناجائز ہے۔؟

الجواب۔ اگر اس قصد سے کہ فلاں جگہ کی مسجد میں ثواب زیادہ ہو گا سفر کر کے جائے تو سوائے مساجد ثلثہ کے ایسا کرنا واقعی جائز نہیں اور حدیث مندرجہ سوال اس کے ثبوت کے لئے صحیح ہے۔ بالخصوص جمعۃ الوداع پڑھنے کے لئے دہلی وغیرہ جانا یہ تو بہت سے مفاسد پر مشتمل ہے۔ اول تو جمعۃ الوداع کو ایسی اہمیت دینا جو دوسرے جمعات میں نہ سمجھی جائے یہ ایک خود ساختہ خیال اور بدعت ہے۔ ثانیاً اس کام کے لئے سفر کرنا فضول خرچی ہے۔ ثالثاً حدیث لاتشد الرحال الخ کے خلاف ہے۔ رابعاً بسا اوقات روزہ میں بھی سفر کی وجہ سے خلل آتا ہے وغیر ذلک۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

صدقۃ الفطر غیر مسلم کو دینا مکروہ ہے

سوال ۷۳۷ھ۔ صدقۃ الفطر غیر مسلم کو دینا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور فتویٰ اس پر ہے کہ غیر مسلم کو دینا جائز نہیں۔ قال الشامی الا فی جواز الدفع الی الذمی فی الخانیۃ جاز و یکرہ و عند الشافعی واحدی الروایتین عن ابی یوسف لا یجوز تاتر خانیہ وقدم عن الحاوی ان الفتویٰ علی قول ابی یوسف ج شامی باب صدقۃ الفطر ج۲ ۸۲ (۱۸)

صاحب نصاب کو صدقۂ فطر دینا جائز نہیں

سوال ۷۳۸ھ۔ صاحب نصاب کو صدقہ فطر دینا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ صاحب نصاب کو دینا جائز نہیں اور اگر دیتے وقت اُس کا صاحب نصاب ہونا معلوم نہ تھا تو ادا ہو جائے گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ

ہنود کا روپیہ مسجد میں کس طرح لگ سکتا ہے؟

سوال ۷۳۹ھ۔ ہنود کا روپیہ مسجد پر لگانا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اس شرط سے جائز ہے کہ وہ اس روپیہ کا مالک مسلمانوں کو بنا دے اور پھر مسلمان اپنی طرف سے مسجد میں لگائیں۔ بطور وقف کے اُن کا روپیہ مسجد میں نہیں لیا جا سکتا۔ ھذا ھو حاصل ما فی وقف الذمی من الشامی وغیرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ

مسجد کی وقف زمین میں میت کو دفن کر دیا گیا تو اس کا کیا حکم ہے۔؟

سوال ۷۴۰ھ۔ زید نے اپنے بھائی کی لاش ایسی موقوفہ مزروعہ اراضی میں جو کسی مقدس آستانہ اور مسجد کی خدمت کے لئے وقف ہے۔ نہ تدفین موتیٰ کے لئے اور نہ کبھی کسی کی لاش اس میں دفن کی گئی۔ بغیر اجازت متولی کے دفن کی (۱) کیا حقوق تولیت سے شرعاً باہر ہے کہ زید کی اس کارروائی کو وہ قبول فرمائیں یا سکوت اختیار فرمائیں (۲) بہر حال قبر مذکور کا احترام مثل احترام دیگر قبور مومنین واجب ہو گا یا نہیں۔ (۳) عدالت میں تخلیۂ ارض یا تسویۂ قبر کا استغاثہ زید پر

کرنا متولی کے لئے واجب ہے یا نہیں۔؟ (۴) اگر صورت ۳ میں فساد بین المسلمین کا خطرہ ہو تو شرعاً کون صورت مستحسن ہوگی۔؟ (۵) تسویہ کی صورت معین ہونے کی تقدیر پر اگر سرِدست رفع فساد کے خیال سے اغماض کیا جائے پھر بعد چندے مناسب وقت میں ہموار کرا کے مثل اراضی مزروعہ اُس زمین سے نفع حاصل کیا جائے تو جائز ہوگا یا نہیں۔؟

الجواب متولی وقف کے ذمہ شرائط واقف کی پابندی ضروری ہے جو کام شرائط واقف کے خلاف ہو۔ اگرچہ وہ فی نفسہ ثواب کا کام ہو بلکہ فرض اور واجب بھی ہو تب بھی متولی کو حق نہیں کہ شرائط واقف کے خلاف زمین موقوفہ کو اُس میں خرچ کرے۔ لہذا اُس زمین میں جو مسجد یا کسی جائز کار ثواب کے لئے آمدنی حاصل کرنے کے واسطے وقف ہو۔ متولی کو حق نہیں ہے کہ کسی شخص کے لئے قبر بنانے کی اجازت دیدے۔ صرح به عامة کتب الفقه۔ والفتاوی من الشامیة والعالمگیریة (۲) قبر کا احترام اور حکم عام امور میں عام قبروں کی طرح ہوگا۔ البتہ صرف اتنا فرق ہوگا کہ متولی کو حق ہوگا کہ اس لاش کو احترام کے ساتھ یہاں سے نکلوا کر دوسری جگہ احترام کے ساتھ دفن کرادے۔ کما هو حکم الارض المغصوبة صرح به فی العالمگیریة من الوقف (۳) اگر آپس کی رضاء اور مصالحت سے کام نہ ہو سکے تو تولیت پر استغاثہ کرنا لازم ہے (۴ و ۵) اگر افساد بین المسلمین کا قوی خطرہ ہو تو تخلیہ و تسویہ دونوں کو ترک کر دینا بھی جائز ہوگا۔ اور اگر تسویہ میں خطرہ نہ 19 ہو تو اس کو اختیار کر لیا جائے اور جو اس میں بھی خطرہ ہو تو یہی مناسب ہے کہ اتنے ایام تک چھوڑ دیا جائے کہ خطرہ باقی نہ رہے۔ پھر آہستہ آہستہ برابر کر دیا جائے کیونکہ فتنہ افساد بین المسلمین بہت سے مفاسد و معاصی پر مشتمل ہو جاتا ہے اُس کے لئے دوسرے ادنیٰ گناہوں کو برداشت کیا جا سکتا ہے اذا ابتلی المرأ ببلیتین فلیختر اهونهما۔ شرعی و عقلی قانون ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

جو مسجد محض ضد اور اختلاف کے لئے بنائی جائے وہ مسجد ضرار کے مشابہ ہو مگر بحکم مسجد ہے

سوال ۱۲۸۴۔ ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی ہذہ المسئلة کہ در قریہ الوک دیار ممکان امید علی سرکار از زمان قدیم مسجدے است و اہل آن قریہ باتفاق یکدیگر علی الدوام دراں مسجد نماز بجماعت گذاردہ می آید۔ اتفاقاً میاں امید علی سرکار و عبداللہ سرکار کہ یکے از دو شاہان قریہ است بوجہ امور دنیوی تنازع افتاد لہذا عبداللہ سرکار مع چندے کس از باشندگان ہماں قریہ جماعت دیگر مقرر کردہ مسجد جدید بنا نمودہ نماز می گذارد و ہر دو مسجد بالکل متقارب اند اکنوں باعث بناء مسجد جدید در جماعت مسجد قدیم ضرور شدید خلل عظیم افتادہ است۔ پس از اہل شرع پرسیدہ می شود کہ مسجد جدید کہ باعث تفریق الجماعت و موجب اضرار و تخریب مسجد قدیم و علت لنفاق بین المسلمین است بحکم مسجد ضرار خواہد شد یا نہ و در مسجد ضرار ادائے نماز جائز است یا نہ۔ بعض علما گویند۔ چونکہ

مقصود از بنا مسجدِ جدید تفریق الجماعت واضرار وتخریب مسجدِ قدیم ونفاق بین المسلمین است۔ لہذا الحکم مسجد ضرار خواہد شد۔ چنانچہ از دلائل مرقومۂ ذیل مصرح می گردد۔ در تفسیر کشاف می نویسد کل مسجد بنی مباہاۃً اور یاءً او سمعۃً اولغرض سوی ابتغاء وجہ اللہ تعالیٰ او بمال غیر طیب فہو لاحق بمسجد الضرار وفیہ ایضاً عن عطاء لما فتح اللہ الامصار علی ید عمر رضی اللہ تعالیٰ امر المسلمین ان یبنوا المساجد وان لا یتخذوا فی المدینۃ مسجدین یضار احدھما صاحبہ وھکذا فی المدارک تحت قولہ تعالیٰ مسجداً ضراراً وکفراً وتفریقاً بین المسلمین وارصاداً لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفنّ ان اردنا الا الحسنیٰ واللہ یشھد انھم لکاذبون۔ در مسجد ضرار ادائے نماز جائز نیست یعنی ممنوع است۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ بر ممانعت ادائے نماز در مسجد ضرار مستدل است۔ لا تقم فیہ ابداً۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما لا تصل فیہ منع اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصلی فی مسجد الضرار الخ من مجموعۃ الفتاویٰ لمولانا عبد الحی رحمھم اللہ تعالیٰ ھکذا احکم الکتاب۔ اللہ اعلم بالصدق والصواب

الجواب۔ یہ دوسری مسجد جدید تمام احکام میں مسجد ہی ہے اُس میں نماز پڑھنا بلا تأمل جائز ہے اور جس طرح دوسری مساجد واجب التعظیم ہیں اسی طرح اس کی بھی حرمت وعظمت رکھنا ضروری ہے دوسری مسجدوں میں اور اس میں کوئی فرق احکام میں نہیں۔ ہاں البتہ اگر اس کے بنانے والوں کی نیت تفریق ۲۰
جماعتِ مسلمین ہے تو بنانے والوں کو ثواب مسجد بنانے کا نہ ہوگا۔ لیکن محض اتنی بات سے اس کو مسجد ضرار نہیں کہہ سکتے غایت یہ ہے کہ مسجد ضرار کے مشابہ کہا جائے اور مشابہت صرف اس میں ہوگی کہ بانی کی نیت ثواب کی نہیں اور مستحق ثواب نہیں۔ باقی احکام مسجدیت میں مسجد ضرار کے حکم میں ہرگز نہیں۔ کیونکہ مسجد ضرار کی تعریف خود قرآن مجید میں چار قیدوں کی ساتھ مذکور ہے۔ اول مسلمانوں کی جماعت کو ضرر پہنچانا دوسرے کفر کی حمایت کرنا۔ تیسرے مسلمانوں میں تفریق ڈالنا۔ چوتھے خدا اور رسول کے خلاف جنگ کرنے والے کی امداد واعانت کرنا۔ جس جگہ میں یہ چاروں وصف موجود ہوں وہ بلاشبہ مسجد ضرار کے حکم میں ہے۔ اور اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ کیونکہ درحقیقت وہ مسجد ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ محض تلبیس کے لئے کفار اس کو مسجد کہنے لگتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جو جگہ کفر کی حمایت اور اعداء خدا ورسول کی تربیت واعانت کے لئے بنائی گئی ہو اُس کو مسجد کیسے کہا جا سکتا ہے۔

الغرض مسجد ضرار درحقیقت مسجد ہی نہ تھی بلکہ کفار نے محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اُس کا نام مسجد رکھ دیا تھا۔ اُس کا وہی حکم ہے جو قرآن میں مذکور ہے یعنی لا تقم فیہ ابداً۔ اور جو مسجد کسی مسلمان نے نماز پڑھنے کے لئے بنائی ہو خواہ اُس سے دوسری مسجد کی جماعت میں خلل بھی آتا ہو۔ ظاہر ہے کہ اُس میں

یہ تعریف مسجد ضرار کی صادق نہیں آتی۔ کیونکہ وہ نہ کفر کی حمایت کے لئے بنائی گئی اور نہ دشمنانِ خدا اور رسول کی اعانت و مشورت کے لئے۔ البتہ تفریق اور ضرر اس میں بھی پایا گیا اس لئے مسجد ضرار کے مشابہ ضرور ہو گئی۔ جس کی وجہ سے بنانے والے کو ثواب نہ ملا۔ لیکن احکام میں مسجد ہی کے رہی اور نماز پڑھنا اُس میں بلا تامل جائز رہا۔ حضرت فاروق اعظم رض کے فرمان کا یہی حاصل ہے کہ مسلمان ایسی مسجد بنانے سے بچیں۔ لیکن اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اگر کوئی مسلمان اس طرح قریب مسجد بنائے تو وہ مسجد بھی نہ ہوگی۔ بلکہ مسجد ضرار کی طرح اس میں نماز جائز نہ ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

حاملہ من الزنا کا نکاح

سوال ۴۴۲۔ کیا فرماتے علمائے دین کہ ایک عورت کافرہ کا خاوند عرصہ دو سال کا ہوا وفات پا چکا تھا اُس عورت کو زنا کا حمل عرصہ چار ماہ کا ہے۔ اب وہ عورت مسلمان ہو گئی۔ ایک مسلمان مرد سے اُس عورت کا نکاح ایک امام صاحب نے بحوالہ کتاب بہشتی زیور ۴؎ ص۸ کے مطابق کر دیا۔ اب وہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ حاملہ من الزنا، کا نکاح بحالتِ حمل جائز ہے اور اگر نکاح اُس شخص سے ہوا ہے تو اُس کو وضع حمل سے پہلے وطی کرنا بھی جائز ہے۔ البتہ اگر غیر زانی سے نکاح ہوا ہے تو مرد کو تا وضع حمل وطی کرنا جائز (۲۱)
نہیں ہے۔ در مختار میں ہے۔ وصح نکاح حبلی من زنا الخ وان حرم وطؤھا ودواعیہ حتی تضع لئلا یسقی ماءہ زرع غیرہ (فرع) لو نکحھا الزانی حل لہ وطؤھا اتفاقاً۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

بیت الخلاء پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا جائز نہیں۔

سوال ۴۴۳۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر بوقت رفع حاجت ضروری منہ جانب بیت المقدس ہووے یا منہ یا پشت بوقت حاجت ضروری جانب قبلہ ہووے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ ہر دو امور کی نسبت تحریر فرمایا جائے۔؟

الجواب۔ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ در مختار میں ہے وکما کرہ تحریما استقبال قبلۃ واستدبارھا لاجل بول او غایط الخ۔ اور حدیث شریف میں ہے اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلۃ ولا تستدبروھا الحدیث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع غفرلہٗ

مقروض مفلس کو قربانی کے بجائے ادائے قرض کرنا بہتر ہے۔ لیکن اگر قربانی کرے تو ثواب ملے گا۔

سوال ۴۴۴۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انسان کو قربانی کس حالت میں جائز ہے۔ اگر مقروض بھی ہے۔ اور خواہش دلی رکھتا ہو کہ میں قرضہ بھی لیکر قربانی دوں تو اُس کو جائز ہے یا ناجائز اور وہ اسکے ثواب کا حق دار ہے یا نہیں۔ اگر کسی نے قربانیاں دی ہیں کیا قربانی دینے والا ثواب کا حق دار ہے یا اس کے اقربا بھی ثواب کا حصہ لے سکتے ہیں۔؟

الجواب۔ جو شخص مالک نصاب ہو یعنی باون روپیہ نقد یا اس قدر روپیہ کا سامان جو حاجاتِ اصلیہ سے زائد ہو اُس کا مالک ہو تو اُس پر قربانی کرنا واجب اور ضروری ہے۔ اور اگر اس قدر سامان یا نقد نہ ہو تو ضروری نہیں اور جو شخص مقروض ہو اُس کو قرض ادا کرنے کی فکر چاہئے قربانی نہ کرے۔ لیکن اگر کرلی تو ثواب ہوگا کما عرف من القواعد الفقهیہ۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

ممبری کے لئے ووٹ دینے کا حکم | **سوال ۵۴۵**۔ زمانۂ الکشن میں جس کی طرف سے ووٹ دیا جاتا ہے اس سے روپیہ کافی مقدار میں وصول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم کو اس قدر روپیہ دو گے تو تمہاری طرف سے ووٹ دیں گے۔ یہ روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں۔؟ ٢٨٥٦

الجواب۔ روپیہ لینا اور دینا دونوں حرام اور رشوت ہیں تفصیل کے لئے پہلے ممبری اور ووٹ کی حقیقت از روئے شرع سمجھ لینی چاہئے اُس کی ساتھ اُس کے احکام خود معلوم ہوجائیں گے۔ ممبر خواہ میونسپل بورڈ کا ہو یا کونسل واسمبلی کا وہ ایک جماعت کا وکیل ہے کہ اُس کے خیر وشر کو پہچان کر حاکم کے سامنے یا مجالس مشاورت میں پیش کرے اور (ووٹ) رائے دینے کا حاصل یہ ہے کہ آپ اس کی وکالت تسلیم کرتے ہیں۔ اب از روئے شرع ممبر اور ممبری کی رائے دینے والوں پر علیحدہ علیحدہ کچھ فرائض عاید ہوتے ہیں مثلاً ممبر کا پہلا فرض یہ ہے کہ محض خوشامد یا لالچ یا جبر اور دباؤ سے اپنے آپ کو وکیل قوم نہ بنائے بلکہ اگر فی الواقع یہ شخص اہل ہو۔ اور لوگ بھی اس کی ممبری پر راضی ہوں تو ممبر بنجائے ورنہ نہیں۔ اسی طرح رائے دینے والوں کا بھی پہلا فرض یہ ہے کہ جبر واکراہ سے مغلوب ہو کر یا لالچ وطمع میں آکر رائے کسی کے حق میں نہ دیں۔ بلکہ اہل کو تلاش کریں اور اگر نامزد لوگوں میں سے کوئی بھی اہل نہ ہو تو اپنی رائے کو محفوظ رکھیں۔ کسی کے حق میں رائے نہ دیں۔ اور اہل کا مطلب یہ ہے کہ چند امور اُس میں ضرور موجود ہوں۔ (۱) دیندار اور نیک ہو (۲) سمجھدار معاملہ شناس ہو۔ (۳) اپنی رائے کو آزادی کے ساتھ مجلس میں پیش کرسکتا ہو (۴) رفاہِ عام کی پوری کوشش کرنے والا ہو۔ لوگوں پر معاملات میں ظلم نہ کرتا ہو۔

پس جو شخص شرائط مذکورہ کے خلاف کسی شخص کو رائے دیتا ہے وہ خیانت کرتا ہے۔ تو ایک گناہ تو خیانت کا ہوا اور اگر کچھ روپیہ لیکر یہ خیانت کی ہے تو دوسرا گناہ اس کا ہوا کیونکہ یہ روپیہ محض رشوت ہے جس کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

پیسوں کی بیع سلم جائز ہے | **سوال ۵۴۶**۔ بیع سلم در فلوس نافقہ جائز است یا نہ۔؟ ٢٨٥٧

الجواب صحیح مختار ہمین است کہ بیع سلم در فلوس جائز است۔ اما نزد شیخین پس خفائی نیست کہ اوشاں فلوس رائجہ را ثمن قرار نہ دادند بلکہ منجملہ متاع وعروض شمردند وبہمیں وجہ بیع الفلس بالفلسین تجویز فرمودند

صرح به فی الهدایه والدر المختار والشامی من باب الربوا۔ وامام بنزد امام محمد رح پس اگرچہ فلوس در
معاملات ربویہ نزد اوشان بحکم ثمن اند وبیع الفلس بالفلسین مثل بیع الدرہم بالدرہمین شمردہ ناجائز گفتہ اند
لیکن درباب سلم اوشاں نیز حسب روایت قویہ موافقت شیخین اختیار فرمودہ اند۔ پس سلم در فلوس رائجہ
باتفاق ائمہ ثلثہ جائز است۔ وذلك لما فی الشامیة وفیه خلاف محمد لمنعه بیع الفلس بالفلسین
لکن ظاهر الروایة عنه کقولهما وبیان الفرق فی النهر وغیرہ شامی ص ۲۲۵ ج ۴ وفی البحر وظاهر الروایة
عن الکل الجواز واذا بطلت ثمنیتها لا یخرج عن العدالة البحر الرائق ص ۱۵۶ ج ۶ فقط واللہ اعلم۔ محمد شفیع عفرلہ

بدعات مروجہ کی تحقیق | **سوال ۷۴۷**۔ گردانیدن قرآن شریف بر جنازہ طریق مسنون ہے یا نہیں
(۲) روٹی سامنے رکھکر فاتحہ پڑھنا سنت ہے یا بدعت۔؟ (۳) قبر پر جمعرات تک علماء کا بٹھانا کہ
عذاب سے بچ جاوے۔؟ (۴) ختم قرآن شریف پڑھکر اُجرت لینا۔؟ (۵) چالیسواں کرنا اور عرس مروجہ
جمعرات کا روز چہلم تک دعاء کے لئے خاص کرنا درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ بے اصل ہے اور اس سے صوم وصلوٰۃ فائتہ جو بذمہ میت ہوں ادا نہیں ہوتے۔ (۲)
یہ بدعت اور بے اصل ہے اس کی اصل شریعت میں نہیں ہے کما قال مولانا عبد الحی لکھنویؒ
فی مجموعة الفتاوی جلد اول ص ۸ (۳) یہ بھی بدعت ہے اور کچھ نفع اس تخصیص سے نہیں ہے اور قبور پر (۲۳)
اس طریق سے قرآن پڑھنے کو فقہانے مکروہ فرمایا ہے کما قال فی شرح الفقه الاکبر ثم القراءة عند القبور
مکروہة عند ابی حنیفة ومالك واحمد فی روایة رحمهم الله تعالی الخ (۴) قرأۃ قرآن پر اجرت لینا جائز
نہیں اور اجرت لیکر قرآن شریف پڑھنے سے نہ قاری کو ثواب ہوتا ہے نہ میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ قال
تاج الشریعة فی شرح الهدایه ان القرآن بالاجرت لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری، وقال العینی فی
شرح الهدایه ویمنع القاری للدنیا والاخذ والمعطی آثمان فالحاصل ان ما شاع فی زماننا من قرأة
الاجزاء بالاجرة لا یجوز لان فیه الامر بالقرأة واعطاء الثواب للامر والقرأة لاجل المال فاذا لم یکن
للقاری ثواب لعدم النیة الصحیحة فاین یصل الثواب الی المستاجر ولولا الاجرة ما قرأ احد لاحد
فی هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظیم مکسبا ووسیلة الی جمع الدنیا انا لله وانا الیه راجعون۔
شامی باب الاستیجار علی الطاعات (۵) یہ جملہ رسوم بدعت اور ممنوع ہیں اگر میت کو ایصال ثواب
مقصود ہو تو بلا تعیین وتخصیص جو کچھ میسر ہو فقراء کو خفیہ طور سے دیدیوے۔ فقط کتبہ مسعود احمد

قیدی کی بیوی کا حکم | **سوال ۷۴۸**۔ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا کچھ عرصہ سے دونوں میں نااتفاقی ہوگئی
ناگاہ سرقہ کے الزام میں زید کو تین سال کی سزائے قید ہوئی۔ زید کا کوئی عزیز یا دوست نہیں ہے جو ہندہ

اور اُس کے بچّوں کا کفیل ہو۔ نہ زید کی کوئی جائداد ہے جس سے گذر اوقات ہندہ کی ہو سکے۔ ہندہ کی گذر اوقات کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اب ہندہ کی خواہش ہے کہ زید سے اُس کا نکاح فسخ کرا دیا جائے۔ تو حاکمِ وقت کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ بہتر تو یہ ہے کہ کسی طرح بذریعہ خط و کتابت یا خود مل ملا کر خاوند سے طلاق حاصل کر لی ویسے اگر طلاق نہ دے تو خلع کر لیا جائے کچھ لالچ دلا کر مثلاً یہ کہ عورت مہر اپنا معاف کر دے اور وہ طلاق دیدے اور اگر یہ صورت ممکن نہ ہو اور زید کی ملک میں کوئی جائداد مکان و سامان وغیرہ بھی ایسا نہ ہو جس کو فروخت کر کے اُس کی بیوی اپنا گذر اوقات کر سکے تو پھر کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں اپنا معاملہ پیش کرے وہ حاکم اُس قیدی کو مجبور کرے کہ یا اپنی بیوی کے نفقہ کا کوئی انتظام بتلا ورنہ اس کو طلاق دے اب اگر وہ دونوں صورتیں نہ کرے تو پھر یہ حاکم خود طلاق کا حکم کر دے۔ حاکم کا یہ حکم قائم مقام طلاق کے ہو جائے گا۔ بشرطیکہ حاکم مسلمان ہو۔ وھذا فی الاصل مذھب الامام مالکؒ الا ان علمائنا الحنفیۃ افتوا علیہ لمکان الضرورۃ الشدیدۃ وقد ذکر العلامۃ الشامی فی باب النفقۃ ما یقارب ما ذکرنا غیر انہ ذکر حکم دار الاسلام والذی ذکرنا حکم دار الحرب۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ

(۴۲)

مسجد کے چراغ کے متعلق چند مسائل | **سوال ۴۹۴۔** اگر مسجد میں ایک ہی چراغ ہو تو وہ وقت نماز عشا جب جماعت صحن مسجد میں ہو رہی ہو تو باہر صحن مسجد میں رکھنا جائز ہے یا نہیں۔؟

(۲) نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد اگر مسجد کا چراغ گُل کر دیا جائے، تو کوئی گناہ تو نہیں۔؟

الجواب۔ صحن مسجد میں چراغ رکھنا بلا تامل جائز ہے۔ البتہ مسجد سے باہر لیجانا اور اپنی ضرورت کے لئے کسی نمازی یا متولی کو استعمال کرنا جائز نہیں۔ قال فی البحر کتاب الوقف فی احکام المسجد ولیس لمتولی المسجد ان یحمل سراج المسجد الی بیتہ الخ۔

(۲) نماز عشاء کے بعد مسجد کا چراغ گل کر دینا چاہئے کیونکہ بلا شرط واقف تمام رات چراغ جلانا عام مساجد میں جائز نہیں ہے۔ ولا باس بان یترک سراج المسجد فیہ من المغرب الی وقت العشاء ولا یجوز ان یترک فیہ کل اللیل الا فی موضع جرت العادۃ فیہ بذلک کمسجد بیت المقدس ومسجد النبی صلے اللہ علیہ وسلم والمسجد الحرام او شرط الواقف ترکہ فیہ کل اللیل الخ فقط

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

اشارہ بالسبابہ کی تحقیق

سوال ۴۵۰۔ رفع سبابہ کے متعلق کیا حکم ہے۔ کہتے ہیں کہ اشارہ کی احادیث از قسم آحاد ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اشارہ بالسبابہ سنت ہے اور شارح منیہ نے مانعین کے قول کو خلاف درایت و روایت ہونا لکھا ہے۔ والمراد من العقد المذکور فی روایۃ مسلم العقد عند الاشارۃ الی ان قال واشارہ باصبعہ التی تلی الابہام الخ کبیری ص ۲۸۹ اور ممانعت کرنے والے کا اس کو سجدہ شکر پر قیاس کرنا نا واقفی کی دلیل ہے اور اشارہ کا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہے جیسا کہ روایت کبیری میں مذکور ہے۔ اور نیز کبیری میں ہے وعن کثیر من المشائخ لایشیر اصلاً وصححہ فی الخلاصۃ وھو خلاف الدرایۃ والروایۃ اما الدرایۃ فما تقدم فی الحدیث الصحیح ولا محل لہ الا الاشارۃ واما الروایۃ فعن محمد رح ان ماذکرہ فی کیفیۃ الاشارۃ وھو قولہ وقول ابی حنیفۃ رح ذکرہ فی النہایۃ وغیرھا قال نجم الدین الزاھدی لما اتفقت الروایات عن اصحابنا جمیعاً فی کونہا سنۃ وکذا عن الکوفیین والمدنیین وکثرت الاخبار والآثار کان العمل بہا اولی الخ ان عبارات سے آپ کے سب شبہات کا کافی جواب ہوگیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

قصہ ہاروت ماروت کی تحقیق

سوال ۴۵۱۔ ہاروت ماروت کے قصے کا بیضاوی وغیرہ نے انکار کیا ہے۔ مگر سید امیر علی صاحب نے تفسیر مواہب الرحمٰن میں حافظ ابن حجر وغیرہ سے باسانید ثابت کیا ہے تو انکار صحیح ہے یا نہ۔ 17

الجواب۔ قصہ ہاروت و ماروت کا تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں بہت مفصل لکھا ہے مگر یہ سب اسرائیلی روایات سے لکھا گیا ہے۔ نیچے کی سندیں اگرچہ قوی بھی ہیں مگر منتہائے سند سب کا اسرائیلی روایات پر ہوتا ہے جن کا حکم یہ ہے کہ نہ اُن کی تصدیق کی جاوے نہ تکذیب۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اس قصہ کا ثبوت کسی روایت میں ہے نہیں۔ اور اسرائیلی روایت میں ہے اُن کا اعتبار نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

سجدۂ سہو کی تحقیق

سوال ۴۵۲۔ سلام سجدۂ سہو کا اکثر فقہاء نے ایک طرف لکھا ہے مگر بعض علماء نے دونوں طرف سلام پھیرنے کو ترجیح دی ہے۔ کونسا قول راجح ہے۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے یجب لہ بعد سلام واحد عن یمینہ فقط لانہ المعہود وبہ یحصل التحلیل وھو الاصح بحر عن المجتبی الخ اور شامی میں ہے (قولہ واحد) ھذا قول الجمہور منہم شیخ الاسلام وفخر الاسلام وقال فی الکافی انہ الصواب وعلیہ الجمہور والیہ اشار فی الاصل اھ وقیل یاتی بالتسلیمتین وھو اختیار شمس الائمۃ وصدر الاسلام اخی فخر الاسلام الخ وفی الحلیۃ اختار الکرخی وفخر الاسلام وشیخ الاسلام وصاحب الایضاح ان یسلم تسلیمۃ واحدۃ ونص فی المحیط علی انہ الاصوب وفی الکافی علی انہ الصواب الخ۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ ترجیح ایک طرف سلام پھیرنے کو ہے فقط

شیعہ نے دھوکہ دیکر سنی لڑکی سے نکاح کر لیا تو اُس کا کیا حکم ہے

سوال ۴۵۳- زید سنی کی لڑکی دھوکہ سے عمر شیعہ اپنے نکاح میں لایا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں- اور عمر جنازۂ زید کو کندھا دے سکتا ہے یا نہیں- عمر کو زید کے قبرستان میں مردہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں-؟

الجواب- اگر عمر نے اپنے آپ کو مثلاً سنی حنفی ظاہر کرکے زید کو دھوکہ دیکر اپنا نکاح زید کی لڑکی سے کر لیا اور واقع میں عمر شیعہ ہے تو اس صورت میں عورت اور اُس کے اولیاء کو فسخ نکاح کا حق شرعاً حاصل ہے درمختار میں ہے وافاد البہنسی انہ لو تزوجہ علی انہ حرّ او سنی او قادر علی المہر والنفقۃ فبان بخلافہ الخ کان لہا الخیار الخ اور عمر زید کے جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے اور عمر کو زید کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز ہے- اس قسم کے امور میں جھگڑا فساد کرنا نہیں چاہیئے- فقط واللہ تعالیٰ اعلم-

سنی لڑکی کو دھوکہ دیکر شیعہ نے نکاح کر لیا اُس کا مفصل شرعی حکم

سوال ۴۵۴- ایک نابالغہ لڑکی کا عقد ایک شخص سے کر دیا جس کے متعلق اُس کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ شیعہ ہے بلکہ ناکح نے اپنے مذہب کو قصداً مخفی رکھا بعد رخصت جب لڑکی کی والدہ اُس کو لینے کے لئے گئی تو معلوم ہوا کہ وہ شیعہ ہے- اور وہ لڑکی کو تبدیل مذہب پر مجبور کرتا ہے- آیا لڑکی کا نکاح اس شیعہ کے ساتھ صحیح ہوا یا نہیں اور وہ بغیر طلاق دیئے ہوئے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں-؟

(۱۸)

الجواب- قال فی الدر المختار من الکفاءۃ الا اذا اشترطوا الکفاءۃ او اخبرہم بہا وقت العقد فزوجوہا علی ذلک ثم ظہر انہ غیر کفوٴ کان لہم الخیار ولو الجیہ فلیحفظ وایضاً فی الدر المختار قبیل باب العدۃ لو تزوجتہ علی انہ حر او سنی او قادر علی المہر والنفقہ فبان بخلافہ الی قولہ کان لہا الخیار فلیحفظ وقال الشامی فی باب الکفاءۃ عن النوازل لو زوج بنتہ الصغیرۃ ممن ینکر انہ یشرب المسکر فاذا ہو مدمن لہ وقالت بعد ما کبرت لا ارضی بالنکاح ان لم یکن یعرفہ الاب بشربہ وکان غلبۃ اہل بیتہ صالحین فالنکاح باطل لانہ انما زوج علی ظن انہ کفوٴ اھ خلافاً لما ظنہ المقدسی من اثبات المخالفۃ بینہما کما نبہ علیہ الخیر الرملی قلت ولعل وجہ الفرق ان الاب یصح تزویجہ الصغیرۃ من غیر کفوٴ لمزید شفقۃ وانما فوت الکفاءۃ لمصلحۃ تزید علیہا وہذا انما یصح اذا علمہ غیر کفوٴ اما اذا لم یعلمہ فلم یظہر منہ انہ زوجہا للمصلحۃ المذکورۃ کما اذا کان الاب ماجناً او سکران لکن کان الظاہر ان یقال لا یصح العقد اصلا کما فی الاب الماجن والسکران مع ان المصرح بہ ان لہا ابطالہ بعد البلوغ وہو فرع صحتہ فلہذا من انتہی کلام الشامی- قلت وقد صرح فی الخلاصۃ بالبطلان حیث قال ان لم یعرف ابوہا

بشرب الخمر وغالب اهل بيته صالحون فالنكاح باطل خلاصة الفتاوى باب الكفاءة ص ۱۳ ج ۲)

حاصل جواب بنائً علی العبارات المذکورہ یہ ہے کہ صورتِ مسئولہ میں نکاح منعقد ہی نہیں ہوا بوجوہ ذیل:۔

(۱) ایک کثیر جماعت علماء اس طرف گئی ہے کہ مطلقاً سنی عورت کا نکاح شیعہ مرد کے ساتھ کسی حال منعقد نہیں ہوتا اگرچہ اُس کا شیعہ ہونا بوقتِ نکاح ظاہر بھی ہو۔ اور یہ اس لئے کہ آجکل شیعہ عموماً وہ لوگ ہیں جو قطعیات اسلام کا انکار کرتے ہیں۔ مثلاً صدیقہ عائشہؓ پر تہمت لگاتے ہیں یا تحریف قرآن وغیرہ کے قائل ہیں اور اس عقیدہ کے لوگ باجماع امت کافر ہیں۔ البتہ جو شیعہ قطعیات کے منکر نہیں اُن کے بارہ میں احوط یہی ہے کہ کفر کا حکم نہ کیا جائے

(۲) اگر فرض کیا جائے کہ یہ شیعہ جو صاحبِ واقعہ ہے قطعیات کا منکر بھی نہ ہو تب بھی باجماع امت فاسق ضرور ہے اور فاسق مرد عورتِ صالحہ بنت صالح کا کفو نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا شیعہ مرد سُنّی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ اور عباراتِ مذکورہ سے واضح ہو گیا کہ اگر کوئی غیر کفو کا آدمی عورت یا اُس کے اولیاء کو دھوکہ دے کر اپنے آپ کو اُس کا کفو ظاہر کرے اور بعد میں اس کے خلاف نکلے تو سرے سے نکاح ہی منعقد نہ ہوگا (علی المختار عند الشامی وصاحب الخلاصۃ)۔

۱۹ لہٰذا نکاح مذکور منعقد نہیں ہوا۔ بنائً علیہ عورت کو اختیار ہے کہ بالفعل بغیر کسی فسخ وغیرہ کرانے کے دوسری جگہ نکاح کرے لیکن بہتر یہ ہے کہ احتیاط پر عمل کرے اور محلہ کے مقتدر لوگوں کی پنچائت جمع کر کے پنچائت کے صدر سے اس کا حکم حاصل کرے۔ اور اگر حاکمِ وقت سے حکم حاصل کرے تو قانونی زد سے بھی بچ جائے گی۔ لیکن اصل حکم شرعی ان دونوں پر موقوف نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضلات کی طہارت کے متعلق تحقیق

سوال ۵۵۴۔ مسئلہ اس بارہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز پاک ہے۔ جواب لکھا ہوا آیا تھا اور جواب میں طہارت کے اقوال نقل تھے جیسا کہ شامی کتاب الطہارۃ میں لکھا ہے۔ اُس پر حضرت مفتی صاحب نے عبارتِ ذیل لکھی ہے:۔

مسئلہ زیرِ بحث میں مشائخ کے اقوال اور دلائل و آثار مختلف ہیں۔ حوالات مندرجہ جواب سے طہارۃ کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور ملا علی قاری رحمہ نے شرح شفاء میں طہارت کے تمام دلائل کو رد فرمایا ہے بہرحال مسئلہ نہ اعتقادیات میں سے ہے نہ حلال وحرام میں سے۔ اس لئے زیادہ کاوش کی حاجت نہیں۔ دونوں طرف گنجائش ہے۔ فقط

غلطی سے غیر کفو میں نکاح ہوجانے کے احکام

سوال ۵۵۶۔ اگر کوئی شخص اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کسی شخص سے اس خیال سے کر دے کہ وہ شخص اس کا کفو ہے اور لڑکی شوہر کے یہاں چلی جائے لیکن جب بوقتِ بلوغ لڑکی کو یہ معلوم ہوا کہ شوہر اس کا کفو نہیں ہے اور علم ہوتے ہی لڑکی اس امر کا اعلان کر دے کہ وہ اس کی زوجیت میں رہنا نہیں چاہتی لیکن اسکی ساتھ جبراً پہلی مرتبہ خلوت کی جائے تو کیا وہ اس نکاح کو فسخ کرا سکتی ہے؟

الجواب۔ اگر واقعہ مندرجۂ سوال صحیح ہے اور فی الواقع یہ شوہر اس لڑکی کا کفو نہیں اس کے والد کو بوقتِ نکاح اس کا غیر کفو ہونا معلوم نہ تھا اور اس شخص نے دھوکہ سے اپنے آپ کو لڑکی کا کفو ہونا بوقت نکاح ظاہر کیا تھا تو حکم شرعی یہ ہے کہ اس لڑکی کو فسخ نکاح کا اختیار شرعاً حاصل ہے بلکہ اوّل ہی سے نکاح باطل ہے لڑکی اور اُس کے اولیاء کو حق ہے کہ دوسری جگہ نکاح کر دیں اور احتیاط اس میں ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے یا مسلمانوں کی مقتدر جماعت کے سرپنچ وصدر سے تفریق کا حکم حاصل کر لیا جائے۔

لما قال الشامی عن النوازل لو زوج بنته الصغیرة ممن ینکر انه یشرب المسکر فاذا هو مدمن له وقالت بعد ما کبرت لا ارضی بالنکاح ان لم یکن یعرفه الاب بشربه وکان غلبة اهل بیته صالحین فالنکاح باطل لانه انما زوج علی ظن انه کفؤ اه الی قوله ولعل وجه الفرق ان الاب یصح تزویجه الصغیرة من غیر الکفؤ لمزید شفقته وانه انما فوت الکفاءة لمصلحة تزید علیها وهذا انما یصح اذا علمه غیر کفؤ اما اذا لم یعلمه فلم یظهر انه زوجها للمصلحة المذکورة کما اذا کان الاب ماجناً او سکران لکن کان الظاهر ان یقال لا یصح العقد اصلاً کما فی الاب الماجن والسکران مع ان المصرح به ان لها ابطاله بعد البلوغ وهو فرع صحته۔ (٢٠)
شامی اول باب الکفاءة ص ۳۱۶ مجتبائی۔ قلت وصرح ببطلانه فی الخلاصة من الکفاءة۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

زوجہ قابلِ جماع نہیں تو طلاق دینے پر نصف مہر واجب ہوگا

سوال ۵۷۴۔ ایک عورت سولہ سالہ نے ایک شخص سے نکاح کیا بعد میں معلوم ہوا کہ عورت قابلِ وطی نہیں ہے اگر مرد عورت کو طلاق دے تو عورت مذکورہ مستحق مہر ہے یا نہیں۔؟ ١٩٩٥

الجواب۔ قال فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشاً کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن وفی الشامی ورتق بالتحریک انسداد مدخل الذکر ثم قال فی الدر المختار وله شق رتق امته وکذا زوجته وهل تجبر الظاهر نعم لان تسلیم الواجب علیها لا یمکنه بدونه نهر شامی مجتبائی۔ ص ۵۹۷ ج ۲۔

اس عبارت فقہی سے معلوم ہوا کہ زوجہ میں عیب مذکور ہونے سے نہ نکاح میں کوئی خلل آیا اور نہ خیار فسخ حاصل ہوا ہاں زوج کو یہ ہر وقت اختیار ہے کہ جب چاہے طلاق دیدے۔ اور مہر ادا کرنا پڑے گا۔ البتہ بجائے کامل مہر کے نصف مہر ساقط ہو جائے گا۔ نصف ادا کرنا ہو گا۔ لقولہ تعالیٰ فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ۔ الآیہ۔ اور چونکہ عیب مذکور مانع وطی ہے اس لئے خلوت ہو جانے سے خلوت صحیحہ نہ ہوئی۔ لما فی الدر المختار فی ذکر الموانع ومن الحسی رتق بفتحتین التلاحم الخ خلاصہ یہ کہ صورتِ مذکورہ میں نصف مہر واجب ہوگا۔ فقط

راگ مزامیر وغیرہ کا حکم

سوال ۴۵۸۔ زید گانا کراتا ہے اور لوگوں کو ترغیب دیتا ہے اور کہتا ہے کہ گانا کرانے اور سننے سے بی بی پر طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (۲) شاہ اسحٰق صاحب دہلوی نے مسئلہ اربعین میں نقل کیا ہے:۔ من سمع الغناء من المغنی او من غیر المغنی او یری فعلاً من الحرام فحسن ذلك الخ یصیر مرتداً فی الحال الخ اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟ (۳) زید کہتا ہے کہ ہم بنک سے سود حرام ہی سمجھ کر کھاتے ہیں۔ اور گانا وغیرہ حرام ہی سمجھکر سنتے ہیں اور کراتے ہیں۔ اس صورت میں کیا حکم ہوگا۔؟

الجواب درمختار کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے۔ وفی السراج ودلت المسئلۃ ان الملاھی کلھا حرام ویدخل علیھم بلا اذنھم لانکار المنکر قال ابن مسعود صوت اللھو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات قلت وفی البزازیۃ استماع صوت الملاھی کضرب قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام استماع الملاھی معصیۃ والجلوس علیھا فسق والتلذذ بھا کفر ای بالنعمۃ فصرف الجوارح الی غیر ما خلق لاجلہ کفر بالنعمۃ لا شکر فالواجب کل الواجب ان یجتنب کیلا یسمع لما روی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ادخل اصبعہ فی اذنہ عند سماعہ الخ۔

۲۱

اس روایت سے معلوم ہوا کہ گانا سننا اور کرانا حرام ہے اور فسق وفجور ہے لیکن کفر نہیں ہے۔ اور اس کے ارتکاب سے مسلمان اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوتی۔ البتہ جو شخص فعل حرام کو حلال سمجھکر کرے اور اس کو بجائے حرام سمجھنے کے اچھا سمجھے اور تحسین کرے تو یہ موجب کفر وارتداد ہے۔ حضرت شاہ اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا یہی مطلب ہے۔

(۳) ایسا شخص فاجر اور حرام کا مرتکب ہوگا مگر کافر ومرتد نہ ہوگا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی فقط

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طیبہ بطرز ناول لکھنا بے ادبی ہے

سوال ۴۵۹۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک کتاب مسمی باعتماد محمود بطرز ناول لکھی ہے جس میں سیرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مجمل طور سے وقت پیدائش سے لیکر وصال تک لکھا اور اس میں ذات گرامی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بلفظ محمود اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلفظ خلیل تعبیر کیا لیکن کسی جگہ محمود کے ساتھ کسی تعظیمی لفظ کا استعمال نہیں کیا گیا۔ صرف لفظ محمود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے لایا گیا ہے اور ساری کتاب میں محمود وخلیل کو ایک عام انسان کی طرح ظاہر کیا گیا ہے۔ اور جس طرح کہ ناول میں انسان کے فرضی یا اصلی واقعات بیان کئے جاتے ہیں اسی طرح کتاب مذکور میں بے سرو پا واقعات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منسوب کئے گئے ہیں۔ اور نہایت بے ادبی کے ساتھ مثل عام لوگوں کے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے

اسمارگرامی درج کئے ہیں جیسے علی وغیرہ۔ حالانکہ خود مصنف نے اپنے نام کے ساتھ اسی کتاب کے سرورق پر حسب ذیل القاب تحریر کئے ہیں۔ آز رشحات قلم حقیقت رقم لسان الصلحار عزیز الشعرار ابوالصدق حضرت مولوی حافظ محمد یوسف علی خاں صاحب عزیز اسدی سابق ناظم دینیات۔

آب دریافت طلب حسب ذیل امور ہیں۔ (۱) کیا نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ کو کسی نام کے ساتھ مختص کر کے
بلا کسی تعظیمی لفظ کے بے ادبانہ لکھنا جائز ہے یا نہیں۔؟ (۲) کیا سیرت نبوی کو فرضی قصہ کے طرز پر ترتیب دینا
خلاف روایاتِ صحیحہ جائز ہے۔؟ (۳) نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی جانب کوئی لفظ یا لفظ یا کلام طویل منسوب
کرنا جس کا ثبوت کتب سیرت میں نہو جائز ہے۔؟ (۴) کیا کسی صحابی رضی اللہ علیہ کی جانب کوئی فلسفی تقریر
منسوب کرنا اگرچہ وہ اثبات وحدانیت کے لئے کیوں نہ ہو جائز ہے۔؟ (۵) کیا کتاب مذکور کی تعلیم طلبہ کو دینا
جائز ہے۔؟ (۶) کیا اسلام نے اعتماد نفس کی تعلیم دی ہے یا اعتماد علی اللہ کی کتاب مذکور کا اقتباس درج ذیل ہے
ص۱۳ ڈیڑھ سال گذرا تو محمود کے ہوش گوش کچھ اور ہی ہو گئے تھے ایک دن سونے سے پہلے وہ سلیم الفطرت بچہ
اپنے دادا سے اپنی ماں کو پوچھنے لگا اور وہی معمولی جواب سُنکر اس نے دریافت کیا ابا اللہ کہاں ہے۔ شفیق
دادا چُمکار کر ای جان عبدالمطلب وہ سب جگہ ہے۔ محمود (بھولے بھولے مُنھ سے) دادا ابا وہ نظر تو نہیں آتا
خواجہ عبدالمطلب (تعجب اور خوشی) سے ہاں بیٹا۔ دیکھو نا ہوا بھی تو نظر نہیں آتی۔ اللہ ہوا چلانے والا ہے۔ پھر وہ ۲۲
کیونکر نظر آئے۔ محمود اچھا ابا اللہ کا گھر کہاں ہے۔ ص۱۵ چچا کے یہاں محمود دو چار دن تو چپ چاپ رہا اور پھر
اُس نے اپنی شفیق چچی سے کہا اماں بی میں دن بھر گھر میں یوں خالی ٹھالی بیٹھا کیا اچھا لگتا ہوں۔ آپ چچا جان
سے پوچھ دیں تو یہ بھیڑ بکریاں ہی چرا لایا کروں۔ ص۱۶ محمود کے بے مثال ادراک دماغ اور بے نظیر حساس
طبیعت نے سال بھر کے متواتر موسمی مشاہدوں میں تدریج ارتقار کا مسئلہ پالیا۔ ص۱۸ محمود میاں خلیل ہمارے
شہر میں جو یہ ظلم اور خونریزی ایک مدت سے چلی آتی ہے۔ آخر بھئی یہ کب تک کبھی اس کمبخت کا انسداد بھی ہوتا ہے
خلیل صاحب کیا کہوں جب سے والد صاحب قبلہ آنکھوں سے معذور ہوئے ہیں اور خونبہا کے مقدمہ میں
میرے پاس آنے لگے ہیں۔ انھیں دیکھ دیکھ کر جو مجھ پر گذرتی ہے میرا ہی دل جانتا ہے۔ محمود تو پھر تم اپنے
پاؤں پہ کھڑے کیوں نہیں ہوتے۔ ارے بھئی اور ملکوں کے انعامات دیکھ رہے ہو یا نہیں۔ آج آدمی بہت کچھ
ہی کرتے ہیں۔ بھائی بھیڑ چال ہمیں پسند نہیں۔ ص۲۰ محمود (کفار سے خطاب) حضرات آپ میں اکثر بزرگ
نیک نفس تجربہ کار بھی ہیں میں نے جب ہوش سنبھالا ہے اتنی سی عمر میں یہ اندازہ کر لیا ہے کہ بقول میرے
دادا صاحب مرحوم کے انسان جس کام میں پڑ جاتا ہے پورا کر کے رہتا ہے۔ ص۲۴ محمود کو اپنے نفس پر بھروسہ
تھا اور اپنی عقل خداداد سے برابر قوم کی رہنمائی کرتا رہتا تھا۔ ص۱۰۷ خلاصہ صفیہ (محمود کی پھوپی) کو اپنا

قول جو خواجہ عبداللہ کے انتقال کے وقت رسمی طور سے نکل چکا تھا یاد آتا تھا اے ہے بچہ باپ پر بھاری ہے ص۹، اح کے بعد جب محمود مدینہ پہنچا تو اس کی عمر ترسٹھ برس کی ہو چکی تھی وہ اپنے حواس کی قوت اعتماد کی برکت اور اخلاق کا ثمرہ پا چکا تھا۔ الخ ساری کتاب اسی قسم کے طرز کلام سے بھری ہوئی ہے۔؟

(۲) زید نے ایک کتاب مسمی اعتماد محمود لکھی ہے اور وہ ناول کے طرز پر ہے اور آپ کے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر جو سب سے اشہر ہے محمود اور خلیل سے مکالمہ شروع کیا ہے محمود سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات لی ہے اور خلیل سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مراد لیا ہے۔ کتاب کو من اولہ الی آخرہ دیکھا گیا محمود کے نام پر نہ تو صلے اللہ علیہ وسلم کا اشارہ کنایۃً اور نہ صراحۃً موجود ہے۔؟ ع۳ شروع کتاب کو اس طور سے کیا جاتا ہے اللہ کی شان الٰہی محمود ماں کے پیٹ ہی میں تھا کہ باپ کو تجارت کی راہ میں آخرت کا سفر پیش آ گیا جوان بیوہ کو یہ خبر جیتے جی مار گئی۔ دن بیقراری میں رات آہ وزاری میں بسر ہوتی۔ بڑی بوڑھیوں نے باتیں بنائی لو بھینا جورو خصم کو کھا گئی۔ اے ہے بچہ باپ پر بھاری ہے۔ ع۴ آگے یہ مسطور ہے۔ اس واقعہ سی کئی دن گھر پر خورو نوش حرام رہا آخر جبر کا نام صبر۔ ع۵ ص۱۲ پر یہ لکھا ہے۔ اللہ آمین کرتے بچہ اٹھنا بیٹھنا سیکھا گھٹنوں چلا پاؤں لئے رسم آبائی کے موافق دودھ بڑھا اور خدا کے فضل سے چھٹے برس میں قدم رکھا ماں کے ساتھ ننھیال پہنچا۔ صورت ماشاء اللہ سیرت سبحان اللہ کچھ دن یونہی چوچلوں میں گذرے (۲۳) تھے تو ماں تو میکہ سے اللہ میاں کے یہاں پہنچی اور بچہ کو ددھیال پہنچا دیا گیا۔

ع۶ صابر بچہ دادا ابا کی چھاتی سے لپٹا رہتا اور جب کبھی ماں کی ہر ک اٹھتی تو پوچھتا ابا اماں کہاں گئی۔ بوڑھا دادا آنسو پیکر کہدیتا کہ بیٹا وہ تو اللہ کے یہاں گئی۔ ع۷ یہ رنگ دیکھکر مکہ والے اپنی ضد پر اڑ گئے انھوں نے محمود کو لالچ سے پرچانا چاہا کہ وہ بہت روپیہ فراہم کر دیں گے اس کو بادشاہ مان لیں گے اس کی شادی نہایت حسین باکرہ عورت سے کر دیں گے اور اس کے اس مراق کا علاج بھی اپنے خرچ سے کر دیں گے۔ ع۸ ص۷۶ میں ہے جب مکہ اس قدر آسانی سے فتح ہو گیا تو محمود کی مشن نے قبول عام کا درجہ حاصل کرنا شروع کیا۔ ع۹ ص۸۶ میں یوں مسطور ہے۔ اہل علم غور فرمائیں دنیا من حیث المجموع متغیر ہے اور ہر متغیر حادث اور ہر حادث کے لئے محدث کا ہونا لازمی کیونکہ ہر چیز بطور خود پیدا نہیں ہو سکتی اگر ایسا ہو تو وہ یقیناً تغیر و فنا سے مبرا ہو اس لئے کہ زوال و فنا ایک نقص ہے اور کوئی اپنے آپ کو نقص قبول نہیں کیا کرتا۔ پس جو چیز فطری طور پر زوال پذیر ہے وہ اپنے وجود میں بھی محدث کی محتاج ہے اور یہی محدث خدا ہے۔

ع۱۰ خلیل نے اس محشر خیز طوفان میں یہ کہکر بڑے بڑے ہمت والوں کی لغزش خیال اور مزلت قدم کی

اصلاح کی الا من کان یعبد محمداً فان محمد مات ومن یعبد اللہ فھو حی لا یموت؛

خلاصۂ کلام یہ نکلا کہ یہ کتاب جس کو ناول سے تعبیر کیا جائے مخرب اخلاق ہے یا نہیں۔ اور یہ الفاظ آپ کی شان میں استعمال کرنا سوءِ ادبی ہے یا نہیں۔ اور یہ خطبہ خلیل کا اس عبارت سے صحیح ہے یا نہیں۔ اور زید اگر کسی مسجد میں امام ہو اُس پر مقتدیوں کی نماز درست ہوگی یا نہیں۔ تاوقتیکہ زید توبہ نہ کرے۔ یا ایسے الفاظ سے علماء کے سامنے اقرار کرے کہ جس سے علماء فیصل کریں کہ زید تائب ہوگیا ہے۔؟

الجواب۔ یہ ناول سخت بیباکی و گستاخی سے لکھا گیا ہے اور بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے۔ اول یہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسے قول کی نسبت کرنا حرام ہے جو حضور نے نہ فرمایا ہو۔ اگرچہ اُس کی مضمون میں کوئی خرابی نہ ہو۔

حدیث میں اُس کے لئے سخت وعیدیں مذکور ہیں من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ اور اس ناول میں محض شاعرانہ طرز پر بہت سی بے اصل باتیں حضور کی طرف محمودی نام کے پردہ میں منسوب کی ہیں؛

دوم یہ کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات طیبات کو ایسے سوقیانہ انداز سے لکھا ہے جس میں گستاخی ظاہر ہوتی ہے؛ تیسرے اگر بالفرض لکھنے والے کی نیت گستاخی کی نہ ہو مگر الفاظ اس کے موہم ضرور ہیں۔ قرآن مجید میں صحابہ کرام کو اور عام مسلمانوں کو خطاب کرکے راعنا کہنے سے منع کیا ہے۔ ارشاد ہے لا تقولوا راعنا۔ وقولوا انظرنا۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ صحابہ کرام سے یہ احتمال بھی نہ تھا کہ وہ راعنا کے لفظ سے کوئی ایسے معنی مراد لیتے جس میں معاذ اللہ گستاخی کا کوئی پہلو ہوتا۔ مگر مسلمانوں کو شانِ نبوت کا ادب سکھلانے کے لئے ایسے الفاظ سے بھی روک دیا جس سے کسی شخص کو وہم گستاخی ہو سکے یا کوئی معنی خلاف ادب نکالنے کی گنجائش ہو۔ الغرض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل اور ہر حرکت و سکون امت کے لئے سنت و شریعت ہے۔ آپ کے حالات عام سوانح کی طرح نہیں کہ اُس میں شاعری کھپ سکے آپ کے حالات لکھنے والوں کا فرض ہے کہ شاعری سے قطع نظر کرکے صحیح صحیح واقعات بے کم و کاست لکھیں۔ اور لکھنے میں شانِ نبوت کا احترام ملحوظ رہے۔ عامیانہ اور سوقیانہ انداز نہ ہو۔ لہذا اس ناول کی اشاعت اور دیکھنا پڑھنا وغیرہ سب ناجائز ہیں مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے رسائل کی اشاعت بند کرنے کی کوشش کریں فقط

۲۴

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

جو مکان کرایہ کے لئے بنایا ہو اُس پر زکوۃ نہیں

سوال ۶۰ھ ۔ ایک شخص اپنے اصلی وطن سے باہر رہتا ہو اس شخص کا ایک مکان اپنے اصلی وطن میں ہے جو نصاب کو پہنچتا ہے اور یہ شخص دوسری جگہ کرایہ کے مکان میں رہتا ہے اور اپنا مکان بھی کرایہ پر دے رکھا ہے لیکن خود جو کرایہ ادا کرتا ہے وہ اپنے مکان کے کرایہ سے کہیں زیادہ ہے اور سوائے اس مکان کے اس کے پاس کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو نصاب کو پہنچے یہ شخص مستحق زکوۃ ہے یا نہیں بینوا وتوجروا۔؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار ولا فی ثیاب البدن الی قولہ ودور السکنی واقرہ الشامی ومثلہ فی العالمگیریۃ۔ وفی الخلاصۃ عن مجموع النوازل رجل اشتری جوالقًا بعشرۃ الاف درھم لیواجر من الناس فحال علیہا الحول لا زکوۃ علیہ الی قولہ وکذا الجواب فی اہل المکارین وحمر المکارین ثم قال ولو اشتری جاریۃً او عبداً للتجارۃ فاجرہ یخرج من ان یکون للتجارۃ وکذا فی الدار یواجرہا انتہی خلاصۃ الفتاوی ص۲۳۱ ج اوّل۔ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ سکونت کے مکان کو اگر کرایہ پر بھی دیا جائے جب بھی مکان پر زکوۃ نہیں آتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

اس کی تحقیق کہ حضرت عثمان غنیؓ کے دو صاحبزادے تھے جن کی طرف شیوخ عثمانی منسوب ہیں۔

(17) **سوال ۶۱ھ** ۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے کوئی بیٹا تھا یا نہیں اگر تھا تو اُس کا کیا نام تھا جس کی نسل سے ہم لوگ عثمانیوں کے سلسلہ میں چلے ہیں۔؟

الجواب۔ فی الانساب السمعانی ھذہ النسبۃ الی عثمان بن عفان اما نسبًا او ولاءً واتباعًا الی قولہ فمن انتسب الیہ ابو عمرو عثمان بن محمد بن عثمان بن عبد الملک بن سلیمان بن عبد الملک بن عبداللہ بن عتبہ بن عمرو بن عثمان بن عفان من اہل البصرۃ (الی قولہ) وابو عفان عثمان بن خالد بن عمر بن عبد اللہ بن الولید بن عثمان بن عفان۔ انساب باب العین والثاء۔ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے ہیں جن کی طرف عثمانی شیوخ منسوب ہیں ایک عمرو دوسرے ولید۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

دودھ بچانے کیلئے جانور کے بچہ کو مار ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال ۶۲ھ ۔ بعض اہل مواشی بچھڑے کٹڑے کو گائے بھینس بیانے کے بعد ذبح کر دیتے ہیں۔ تاکہ سالم دودھ اُن کو بچ جائے، زید کہتا ہے کہ یہ فعل حرام ہے اور ذبیحہ بھی حرام ہے۔ اور دلیل میں فتویٰ جواہر و نوادر کی یہ عبارت پیش کرتا ہے۔ قال ابو حنیفۃ ولا یجوز للمکلف ان یذبح الفصلان والحملان والعجاجیل حین ولدتہ من الشاۃ والجاموس والناقۃ۔ اور نیز دارمی کی ایک حدیث نقل کرتا ہے۔ دروی عن انس ان العجل فی بیت رجل فاراد الرجل ان یذبح لہ وقالت امرأتہ

ان لایذبحہ لانہ صغیر عاجز فوقع المنازعۃ بینہما فاتیا الرجل والمرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقص ذلک الامر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الامن ذبح منکم الفصلان والحملان والعجاجیل لیس لہم شفاعۃ ولہم جب الحزن ولہم خزی فی الدنیا وعوقب فی النار لانہ ظلم عظیم۔ تو دعویٰ زید کا ثابت ہو یا نہ

الجواب۔ دودھ بچانے کی غرض سے بچھڑے کٹڑے وغیرہ کو مار ڈالنا حرام ہے اور ایسا کرنے والا سخت گنہگار ہے اور مرتکب حرام ہے۔ لیکن اگر ذبح کرنے والا بچھڑے وغیرہ کا مسلمان ہو اور اُس نے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر بقاعدۂ شرعیہ ذبح کیا ہو تو کھانا اُس کا حلال ہے۔ چنانچہ روایت نوادر اور حدیث مذکورہ فی السوال میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو حُرمتِ ذبیحہ پر دلالت کرتا ہو۔ یہ محض زید کا قیاس ہو اور صحیح نہیں ہے بلکہ ذکاۃ شرعی کے بعد ذبیحہ حلال ہے۔ البتہ یہ فعل حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتتخذ واشیئاً فیہ الروح غرضاً۔ رواہ مسلم۔ اور نووی میں ہے (قولہ غرضاً) ہذا النہی للتحریم لقولہ لعن اللہ من فعل ہذا ولانہ تعذیب للحیوان واتلاف لنفسہ وتضییع لمالیتہ۔ مرقاۃ۔ اور دوسری حدیث میں ہو وعن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قتل عصفوراً فما فوقہا بغیر حقہا سالہ اللہ عن قتلہ قیل یارسول اللہ وما حقہا قال ان یذبحہا فیاکلہا ولا یقطع راسہا فیرمی بہا۔ رواہ احمد والنسائی والدارمی۔ فقط مسعود احمد

چند اموات کو ثواب بخشا جائے تو تقسیم ہو کر پہنچے گا یا سب کو پورا پورا؟

سوال ۴۶۳۔ اگر کوئی شخص پورا کلام مجید پڑھ کر اپنی والدہ کی روح کو پہنچاوے تو پہنچے گا یا نہیں۔ کیونکہ زید کہتا ہو کہ اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واہل بیت صحابہ کی ارواح کو بخش کر بعدہٗ اپنی والدہ کی روح کو پہنچانا چاہیئے۔ بکر کہتا ہے کہ اس طرح ثواب بخشنے سے تقسیم ہو کر ثواب پہنچے گا اس بارہ میں صحیح طریقہ کیا ہے۔؟ (۱۸)

الجواب۔ ثواب پہنچانے والا اگر پورے کلام مجید کا ثواب صرف اپنی والدہ کو بخشے گا تو اُس کو پورے قرآن شریف کا ثواب ملے گا۔ اور اگر اُس کی ساتھ دوسروں کو بھی شریک ثواب کرے گا تو سب کو تقسیم ہو کر پہنچے گا موافق قاعدہ کے۔ اور وسعت رحمت باری تعالیٰ سے امید ہو کہ ہر ایک میت کو پورا پورا ثواب پہنچاوے۔ شامی میں ہے۔ سئل ابن حجر المکی عما لوقرأ لاہل المقبرۃ الفاتحۃ ہل یقسم الثواب بینہم او یصل لکل منہم مثل ثواب ذلک کاملاً فاجاب بانہ افتی جمع بالثانی وہو اللائق بسعۃ الفضل۔ شامی ص ۶۰۵ جلد اوّل۔ مطلب القرأۃ للمیت من الجنائز۔ اور بہتر یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ثواب رسانی میں شریک کر لیا جائے تاکہ آپ کے طفیل اور برکت سے دیگر اموات کو بھی ثواب پہنچ جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد۔

تعمیر مسجد میں ہندو کا روپیہ لگانا کیسا ہے | **سوال ۴۶۴**۔ تعمیر مسجد میں کسی غیر مسلم کا روپیہ لگانا جائز ہے یا نہیں۔ اور فرش، غسلخانہ، حجرہ وغیرہ میں بھی لگ سکتا ہے یا نہ؟ غیر مسلم حکومت میں اگر مسجد کو مسلمان اپنے روپیہ سے تعمیر کریں تو زمین مسجد بھی غیر مسلم حکومت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ایسی زمین پر مسجد تیار کرنا کیسا ہے؟

الجواب۔ قال فی رد المحتار مخبراً للبحر وغیرہ ان شرط وقف الذمی ان یکون قربۃ عندنا وعندھم کالوقف علی الفقراء او علی مسجد القدس بخلاف الوقف علی بیعۃ فانہ قربۃ عندھم فقط او علی حج وعمرۃ فانہ قربۃ عندنا فقط انتہٰی شامی ص۳۹۲ جلد ۳۔

عبارت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ کفار کی جانب سے وقف صحیح ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ جس کام کیلئے وقف کیا جاتا ہے وہ ہمارے مذہب میں ثواب کا کام ہو۔ دوسرے یہ کہ اُن کے مذہب میں بھی وہ کام ثواب ہو اُن دونوں باتوں میں سے ایک بھی فوت ہو جائے گی تو وقف صحیح نہ ہوگا۔ اب دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ مسجد اور متعلقات مسجد مثل غسل خانہ وغیرہ کا بنانا ہمارے مذہب میں تو ثواب ہے۔ ہندو یا دوسرے غیر مسلموں کے مذہب میں یہ کوئی کار ثواب نہیں اس لئے اُن کی طرف سے مستقلاً یا بطور شرکت چندہ وقف نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر مقامی مصالح کے خلاف نہ ہو۔ اور اس کا اندیشہ نہ ہو کہ یہ لوگ آئندہ احسان جتائیں گے۔ یا اپنے مندروں میں ہم سے چندہ مانگیں گے تو اس صورت میں ان کا چندہ مسجد اور دوسرے اسلامی اوقاف میں لگا سکتے ہیں۔ کہ یہ لوگ اس روپیہ کا مالک کسی ایک مسلمان کو یا جماعت مسلمین کو بناویں اور وہ لوگ اپنی طرف سے اس کو مسجد میں صرف کر دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

ایک انجمن کی شرکت کے متعلق | **سوال ۴۶۵**۔ میرٹھ میں ایک انجمن قائم ہے اُس کی عملی کارروائی سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس انجمن کے قیام کی غرض بعض بانیان کے مخالفین کی توہین اور دل آزاری کرنا ہے۔ (۲) انتخاب ممبران میں قابلیت کا کچھ خیال نہیں کیا جاتا۔ (۳ و ۴) اپنے زعم کی وجہ سے ہر مخالف رائے کو گو وہ کیسی ہی مفید اور شرعاً جائز ہی کیوں نہ ہو اپنی اکثریت سے مسترد کر دیا جاتا ہے اور اپنی رائے ناجائز وغیر مفید کو قائم رکھا جاتا ہے۔ (۵ و ۶) انجمن کے قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دفعہ بھی داخل ہے کہ جو شخص انجمن کا ساتھ نہ دے اُس کو قوم و ذات سے خارج کر دیا جائے اور جو اس خارج شدہ شخص کا ساتھ دے اُس کو بھی ذات و قوم سے خارج کر دیا جائے۔ اسی دفع کی وجہ سے قوم میں بجائے تنظیم کے ہیجان پھیلا ہوا ہے۔ (۷) انجمن کے گروہ میں نہ حفظ مراتب کی پرواہ ہے نہ ایک کو دوسرے پر اعتماد۔ اور اس قدر خود سری ہے کہ یک طرفہ فیصلہ کرتے ہیں اور سالہا سال کے قومی تنازعات کو از سرِ نو زندہ کر کے تصفیے کرنا چاہتے ہیں۔ (۸ و ۹) مفید اور ضروری باتوں کی طرف توجہ نہیں کی گئی

(۱۰) طلاق بائنہ پر بلا نکاح ثانی اور طلاق مغلظہ ہو جانے پر بلا حلالہ بدستور زوجیت کو قائم رکھا جاتا ہے۔ اور عذاب خداوندی سے نڈر ہو کر اس کی معاونت کی جاتی ہے۔ (۱۱) قوم کی مستورات میں انگریزی لباس کھڑی ایڑی کا جوتہ۔ انگریزی طریقہ پر بال بنانا اور بالوں پر کنگھا لگانا رواج پا رہا ہے اُس کو نہیں روکا جاتا (۱۲) کسی کا شوہر ابتدائی عقد سے بیسیوں سال تک شراب نوشی اور قمار بازی اور عیاشی میں مصروف ہو اور زوجہ کے نان نفقہ کے لئے کچھ پروا نہ کرتا ہو تو ایسی صورت میں شوہر اور اُس کے حامی شخص سے ذمہ داری نان و نفقہ کی لیکر جانا مناسب ہے یا بغیر ذمہ داری۔ اور آئندہ اپنی عزت و ناموس اور زندگی کو برباد کرنا جائز ہے۔؟ (۱۳) جو گروہ اپنی ضد اور ہٹ کے مقابلہ میں خدا اور رسول اور علمائے شریعت کو ہیچ سمجھے اور علماء کی خدمت میں برائے تصفیہ حاضر ہونے سے پہلو تہی و انکار کرے اور عذاب خدا سے نڈر ہو۔ افترا کرے توہین و دل آزاری کرے۔ وعدہ خلافی کرے۔ اللہ کے حرام کو حلال جانے اور حلال کو حرام۔ اور یہ کہے کہ دو سو آدمیوں کے مقابلہ میں دو آدمیوں کی بات نہیں مانی جا سکتی۔ اگرچہ وہ بات کیسی ہی شرع کے مطابق اور مفید قوم ہو (۱۴) ایسی انجمن کے بانی، معاون، کارکن، یا جو شرکت کرے یا شادی بیاہ میں اُس کے احکام کا اتباع کرے اُس کے متعلق حکم شریعت کیا ہے۔؟

الجواب۔ اگر واقعات مندرجہ تحریر صحیح ہیں تو بلاشبہ یہ انجمن ایک عظیم الشان دینی اور دنیوی فتنہ کی بنیاد ہے۔ اس کی شرکت و حمایت اور اُس کے احکام کی پابندی سخت گناہ بلکہ بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے جن لوگوں نے اس کی شرکت و حمایت پر حلف کئے تھے اُن کو بھی اس سے علیحدہ ہو جانا واجب ہے اور کوئی کفارہ کسی قسم کا ان پر عائد نہ ہوگا۔ کیونکہ حلف میں اس کی تصریح ہے کہ انجمن کے احکام کی اطاعت دائرہ شریعت کے اندر کرے گا اور جو واقعات درج سوال ہیں اُن سے ثابت ہوا یہ انجمن سراسر احکام شرعیہ کے خلاف حکم کرتی ہے۔ لہذا اس کا خلاف کرنا اپنے حلف کا خلاف نہ ہوگا۔ حالات انجمن مندرجہ سوال بہت سے کبیرہ گناہوں پر مشتمل ہیں بالخصوص عنبر۱۰ و ۱۱ و ۱۲ تو صراحۃً شریعت اسلام کا مقابلہ ہے جس کے حق میں ارشاد خداوندی ہے۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔ اور دوسری آیت میں أُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ اور تیسری آیت میں أُولٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تفرقہ پردازی اور احکام شرعیہ کی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ فقط توضیح ۱۲ ذمہ داری لیکر جانا مناسب ہے بغیر اسکے جانا یا بھیجنا لڑکی کی حق تلفی ہے۔ ہرگز نہ چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۲۰

بیوی میرے لائق نہیں رہی ان لفظوں سے طلاق نہیں پڑی۔

سوال ۶۶۴۔ زید نے اپنے خسر کو خط لکھا کہ بکر کی زبانی معلوم ہوا کہ میری زوجہ کے ۲۳ مارچ ۱۹۳۸ء کو لڑکا پیدا ہوا ہے تعجب ہوا۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی

کیونکہ میں شروع نومبر ۳۳ء میں ایک سال کے بعد گھر گیا تھا یہ چار ساڑھے چار مہینہ میں لڑکا کس طرح پیدا ہوگیا اگر یہ بات صحیح ہے تو آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اب وہ میرے لائق نہیں رہی۔ کیا اس خط سے طلاق ہوگئی؟

الجواب۔ اس لفظ سے کسی قسم کی طلاق نہیں پڑی تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ ولو قال لاحاجة لی فیك ینوی الطلاق فلیس بطلاق (الی قوله) اذا قال لا ارید ك، او لا احبك او لا اشتهیك ولا رغبة لی فیك فانه لا یقع وان نوی فی قول ابی حنیفة رحـ کذا فی البحر عالمگیری ص ۳۱۵ ج ۱ مصری فقط

قادیانی کی تجہیز وتکفین اور نکاح شادی کی شرکت کا حکم

سوال ۶۷ھ۔ کسی قادیانی کی تجہیز وتکفین میں دیدہ دانستہ حصہ لینے والے مسلمان کے حق میں کیا حکم ہے۔؟ (۲) قادیانی کی شادی میں شریک ہونا اور امداد کرنا کیسا ہے؟ (۳) دعوت قادیانی کی مسلمان کے لئے کیسی ہے۔؟ (۴) علمائے دین کے فتوے کو غلط بتانے والے اور توہین کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے۔؟ (۵) عزیز واقارب دوست آشنا نیز برادری کے بھائی اور مسلمانِ قصبہ قادیانیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کریں تاکہ وہ عنداللہ ماخوذ نہ ہوں۔؟ (۶) قادیانی کی شادی کرنا کیسا ہے۔؟

الجواب۔ مرزا غلام احمد کے تمام متبعین خواہ کسی پارٹی کے ہوں جمہور علمائے اسلام کے اتفاق سے کافر ومرتد ہیں اُن کے جنازہ کی نماز پڑھنا یا شریک ہونا ہرگز جائز نہیں۔ اور جو کوئی مسلمان شریک ہو وہ گنہگار ہے توبہ کرنی چاہئے۔ (۲) یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ اس سے لوگ اُن کو مسلمان سمجھنے لگتے ہیں اور اُن کو اپنی گمراہی پھیلانے کا موقع ملتا ہے۔ قال تعالیٰ۔ وَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى۔ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ الآیة۔ (۳) ہرگز نہ کھانی چاہئے۔ بالخصوص ذبیحہ اُن کا بالکل مردار ہے اُس سے پرہیز ضروری ہے۔ (۴) ایسا شخص سخت گناہگار ہے بلکہ اندیشۂ کفر ہے توبہ کرنی چاہئے۔ صرح به فی کلمات الکفر من جامع الفصولین والبحر۔ (۵) مسلمانوں کو قادیانیوں سے کسی قسم کا تعلق شرکت شادی وغمی وغیرہ کا ہرگز نہ رکھنا چاہئے اگرچہ رشتہ داری وقرابت بھی ہو۔ رشتہ اسلام کے قطع کرنے والے کے ساتھ رشتہ قرابت کوئی چیز نہیں۔ (۶) قادیانی مرد یا عورت کا کسی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ مرتد ہیں اور مرتد کا نکاح کسی سے منعقد نہیں ہوسکتا۔ قال فی الدر المختار ولا یصلح ان ینکح مرتدا او مرتدة احدا من الناس مطلقا۔

(۲۱)

دلالی لینے کا حکم

سوال ۶۸ھ۔ دلالی لینا جائز ہے یا نہیں۔؟ جبکہ دلالی مشتری سے وصول کی جاتی ہو تو کیا حکم ہے۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب۔ اگر بائع یعنی مالک کی اجازت سے خود دلال مال کو فروخت کرے تو اُس کی اُجرت اور دلالی بائع کے ذمہ ہے اور اگر دلالی محض کوشش کرنے والا اور معاملہ کرنے والا ہے اور فروخت کرنیوالا

خود بایع ہے تو اس میں عرف اور رواج کا اعتبار ہوگا رواج کے موافق جس کے ذمہ دلالی ہوگی اُس سے لینا جائز ہوگا۔ درمختار میں ہے۔ واما الدلال فان باع العین بنفسہ باذن ربہا فاجرتہ علی البایع وان سعی بینہما وباع المالک بنفسہ یعتبر العرف۔ فتجب الدلالۃ علی البایع او المشتری او علیہما بحسب العرف جامع الفصولین۔ شامی۔ لیکن جواز مسئلہ مختلف فیہ ہے احتیاط ترک میں ہے۔ صرح بہ الشامی فی الاجارۃ

کتبہ مسعود احمد۔ الجواب صحیح محمد شفیع عفرلہ۔

سرکاری ملازمتوں کا حکم۔ **سوال ۹ ۷۶** ۔ کچھ دنوں سے گمنام اشتہارات اس مضمون کے شائع ہو رہے ہیں جو لوگ سرکاری ملازم ہیں وہ سب آزادی کی حمایت میں اپنی ملازمتیں چھوڑ دیں۔ اور جب تک دلی گورنمنٹ نہ چھوڑے اُس وقت تک تو ضرور ہی گورنمنٹی ملازمتیں ترک کر دی جائیں ان اشتہارات میں مسلمانوں کو بھی خاص طور سے مخاطب کیا گیا ہے۔ کیا مسلمانوں کو اس تحریک پر لبیک کہنا اور بغیر مصالح آل اندیشی کے اپنی ملازمتیں چھوڑ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جب تک مسلمان کے لئے اپنے گذارہ کا کوئی قابل اطمینان انتظام نہ ہو جائے اُس وقت تک اُس کو اپنی جائز ملازمت کا ترک ہرگز جائز نہیں۔ مسلمانوں کو اس گمنام پروپیگنڈا سے ہرگز متاثر نہ ہونا چاہئے۔ حدیث میں ہے۔ کاد الفقر ان یکون کفراً۔ بلاشبہ فقر و فاقہ کی وجہ سے ہزاروں گناہوں میں ابتلا کا قوی اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی بعید نہیں کہ دو چار مسلمان جو محض برائے نام سرکاری عہدوں پر ہیں اس بہانہ سے وہ عہدے ان سے خالی کرا کر ہمیشہ کے لئے ان کی جگہ پُر کر دی جائے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس اشتہار سے ہرگز متاثر نہ ہونا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

۲۲

جمعہ کی تعطیل مستحب ہونا **سوال ۷۰** ۔ ان منع التدریس فی یوم الجمعۃ وتشریق الامام ثابتۃ فی القرآن المجید او فی الحدیث والفقہ او طریقۃ مبتدعۃ جاریۃ مسلوکۃ بین الانام؟

الجواب۔ المنع عن التدریس یوم الجمعۃ ان کانت علی سبیل الانکار وردیۃ امرا ھو مشروع فھی طریقۃ مبتدعۃ لا یجوز انتفائھا وان کان الامتناع فیہ عن التدریس لرویۃ مستحباً وسنۃ مسلوکۃ للسلف الصالح لتفرغھم فی ھذا الیوم للعبادۃ ولکونہ یوم عیدنا بالنصوص الواردۃ فی ھذا الباب قال ابن القیم فی زاد المعاد جلد اول ص۱۱۱۔ مالفظہ انہ یوم الذی یستحب ان یتفرغ فیہ للعبادۃ ولہ علی سائر الایام مزیۃ بانواع العبادات واجبۃ ومستحبۃ فاللہ سبحانہ وتعالیٰ جعل لاھل کل ملۃ یوماً یتفرغون فیہ للعبادۃ ویتخلون فیہ عن اشغال الدنیا فیوم الجمعۃ یوم عبادۃ وھو فی الایام کشھر رمضان الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کرنیکا حکم

سوال ۱۷۴ ۔ زید نے حسب ذیل عبارت شائع کی ہے:۔
امیر معاویہ ملوکیت پرستی کی صف میں سب سے آگے کھڑا ہوا دنیا کو ملوکیت کی لعنت میں گرفتار کر رہا تھا۔ اس نے جمہوریت کو فنا کر کے ملوکیت کا تاج اس یزید کے سر پر رکھدیا جو شراب کے نشہ میں بیہوش رہتا تھا اور کتوں کا منھ چاٹتا تھا۔" یہ عبارت حضرت امیر معاویہ کی توہین ہے یا نہیں۔؟ اور یہ سب وشتم صحابہ ہے یا نہیں۔ جو شخص ایسا کہے اور اس کی اشاعت کرے اس کی ساتھ مسلمانوں کو کیا سلوک کرنا چاہیے۔؟

الجواب ۔ مذکورہ بالا عبارت بلاشبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین اور سب وشتم میں داخل ہے اس کا مرتکب سخت گناہگار فاسق اور اہل سنت والجماعۃ سے خارج ہے۔ جب تک توبہ نہ کرے۔ مسلمانوں کو اس سے اپنے خصوصی معاملات منقطع کر لینے چاہئیں۔ عقائد نسفی میں اہل سنت والجماعۃ کی خصوصیات کے ذیل میں ہے ونکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر اور شرح عقائد نسفی میں ہے فسبہم ان کان مما یخالف الادلۃ القطعیۃ فکفر کقذف عائشۃ رضی اللہ عنہا والا فبدعۃ وفسق وبالجملۃ لم ینقل عن السلف المجتہدین والعلماء الصالحین جواز اللعن علی معاویۃ واحزابہ رضی اللہ عنہم الخ۔ شرح عقائد ص ۲۳۹۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً کسی صحابی کے برا کہنے کے متعلق
۲۳ نہایت سخت وعیدیں ذکر فرمائی ہیں جن کو دیکھکر مسلمان کا پتہ پانی ہوجاتا ہے۔ چہ جائیکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے متعلق زبان درازی کی جائے۔ جن کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ذیل صادر ہوئے ہیں۔ یبعث اللہ تعالی معاویۃ یوم القیامۃ وعلیہ رداء من نور الایمان ابن عساکر وغیرہ۔ از کنز العمال ص۱۹۰ ج ۶۔ اللہم علمہ العلم واجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ۔ قال لمعاویۃ اخرجہ احمد والترمذی وقال حسن غریب والطبرانی وابن عساکر وغیرہ۔ اور صحابہ کرام کی شان میں ادنیٰ گستاخی کرنے والے کے لئے حدیث نبوی کا یہ ارشاد ہے اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم من بعدی غرضا فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ تعالیٰ یوشک ان یاخذہ۔ رواہ الترمذی عن عبد اللہ بن مغفل۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کے بغیر نماز پڑھنے کا حکم ۔

سوال ۱۷۲ ۔ اگر کسی نے مٹی کے ڈھیلے سے استنجا خشک کرنے کے بعد بھولکر یا عجلت کی وجہ سے بغیر پانی سے دھوئے وضو کر کے نماز پڑھ لی تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر نجاست نے مخرج سے تجاوز نہیں کیا تو نماز صحیح مگر مکروہ تنزیہی ہوگی اور اگر مخرج سے تجاوز کر گئی ہے تو قول مفتی بہ کے موافق بغیر دھوئے مطلقاً نماز نہ ہوگی فی الدرالمختار والغسل بالماء بعدہ ای الحجر الی قولہ سنۃ مطلقاً بہ یفتی سراج ویجب ای یفرض غسلہ ان جاوز المخرج وفی الشامی اذا تجاوزت مخرجہا یجب یعنی الاستنجا بالماء عند محمد قل او کثر وھو الاحوط۔ شامی ص۲۲۶ ج۱۔ ومثلہ صرح فی الھندیہ وصرح الشامی بان ترک السنۃ مکروہ ص۲۲۶ ج۱ شامی فقط

زندگی کا بیمہ	**سوال ۴۷۳**۔ زندگی کا بیمہ کرانا جائز ہے یا نہیں۔؟	۱۰۱۲

الجواب۔ زندگی وغیرہ کا بیمہ مروجہ شرعاً جائز نہیں کیونکہ اس میں سود بھی ہے اور قمار بھی۔ اور یہ دونوں چیزیں حرام ہیں۔ بقولہ تعالیٰ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ۔ الآیۃ۔ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ الآیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

نابالغ کی ساتھ خلوت ہوجانے سے عدت واجب ہوجاتی ہے۔	**سوال ۴۷۴**۔ ایک نابالغہ کا نکاح ہوا۔ اور تین چار سال تک آباد رہ کر پھر چھ سات سال غیر آباد رہی۔ اور اب بالغ ہے۔ غیر آباد ہونے کی حالت	۱۱۲۷

میں اس کو شوہر نے طلاق دیدی۔ کیا اس پر عدت ہے۔؟

(۲۱)

الجواب۔ اس صورت میں اس عورت پر عدت طلاق تین حیض گذرنے واجب ہیں اس کی بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ قال فی رد المحتار وتجب العدۃ بخلوتہ ای الصبی وان کانت فاسدۃ لان تصریحہم بوجوبہا بالخلوۃ الفاسدۃ شامل لخلوۃ الصبی کذا فی البحر من باب العدۃ انتھی۔ قلت وخلوۃ الصغیرۃ اللتی لا تجامع ایضاً فاسدۃ کما صرح فی الدر المختار وفیہا العدۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

اوقاتِ مکروہہ میں تلاوتِ قرآن کا حکم۔	**سوال ۴۷۵**۔ تلاوتِ قرآن یعنی قبل طلوع وغروبِ آفتاب یعنی درمیان	۱۱۶۴

عصر و مغرب جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ طلوع و غروب کے وقت تلاوتِ قرآن شریف اگرچہ جائز ہے لیکن اوقاتِ مکروہہ میں بہ نسبت قرأۃ قرآن کے دعاء اور درود و تسبیح افضل ہے۔ قال الشامی الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والدعاء والتسبیح افضل من قرأۃ القرآن فی الاوقات التی نھی عن الصلوۃ فیہا الخ

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

خیر الامور

(فی)

قدر المھور

یعنی مہر کی تعریف، اُس کی شرعی مقدار، جانبین میں غلو کی ممانعت سکہ رائجہ کے اعتبار سے مہر فاطمی کی تحقیق وغیرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال ۷۶۴ - مہر شرعی کیا چیز ہے اسی کو مہر مسنون اور مہر محمدی کہتے ہیں۔؟ (۲) اس مہر کی تعداد کم از کم کیا ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ کیا۔ بحساب سکہ رائج الوقت معلوم ہونا چاہئے۔ درہم، دینار، مثقال اور اوقیہ کی قیمت بحساب سکہ کلدار کیا ہے۔؟ (۳) ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ اور حضرت فاطمہ کا مہر کس قدر تھا۔ اور کونسا مہر زیادہ تر قابلِ تقلید ہے۔؟ (۴) مہر رائج الوقت جس کی تعداد ہزار ہا روپیہ ہوتی ہی مناسب ہے یا نہیں؟

الجواب - مہر عورت کا ایک حق مالی ہے جو خاوند کے ذمہ بوجہ عقد نکاح کے واجب ہوتا ہے۔ اور مہر مسنون اور مہر محمدی اُس مہر کو کہا جاتا ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عملاً ثابت ہو جس کا ذکر جواب ۳ میں آئے گا۔ (۲) مہر کی تعداد کم از کم دس درہم ہے۔ جس کی مقدار وزن رائج الوقت کی اعتبار سے دو تولہ ساڑھے ماشہ چاندی ہوتی ہے اور زائد کے لئے کوئی حد ایسی مقرر نہیں کہ اُس سے زائد مہر نہ ہو سکے۔ یہ دوسری بات ہو کہ بہت زائد مقرر کرنا مکروہ وممنوع ہے۔ اقل مقدار کی دلیل عبارت ہدایہ ہے۔ واقل المھر عشرۃ دراھم۔ نیز حدیث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لا مھر اقل من عشرۃ دراھم۔ اخرجہ الدارقطنی۔ اور زائد کے لئے کوئی حد شریعت میں مقرر نہیں۔ اور آیت کریمہ اٰتیتم احدٰھن قنطارا۔ سے زیادہ مہر کا نافذ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ درہم بحساب وزن مروج تقریباً ساڑھے تین ماشہ چاندی کا۔ اور دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کا ہوتا ہے۔ مثقال اور دینار کا وزن ایک ہے صرف یہ فرق ہو کہ دینار سونے کا ایک سکہ ہے اور مثقال ایک وزن کا نام ہے جو دینار کے برابر ہے۔ اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ والدلیل علیہ مافی الغیاث درہم سہ نیم ماشہ باشد۔ وایضاً قال العلامۃ القاضی ثناء اللہ الپانی پتی فی رسالۃ مالابد منہ نصاب زر بست مثقال است کہ ہفت ونیم تولہ باشد ونصاب نقرہ دوصد درم است کہ پنجاہ وشش روپیہ سکہ دہلی وزن آن می شود۔ انتہیٰ گفتم پس بہمیں حساب دینار چہار ونیم ماشہ می شود ودرہم سہ ونیم تقریباً۔ وفی الھدایۃ والاوقیۃ اربعون درھما ھدایہ باب زکوٰۃ الاموال ص۱۶۶ ج اوّل۔

وفی عمدۃ الرعایۃ معزیاً لفتح القدیر قولہ مثقالاً ھو لغۃ ما یوزن بہ وشرعاً اسم للمقدار المعین الخ
یقدر بہ الذھب ونحوہ وھو الدینار الواحد الا ان الدینار اسم للقطعۃ المضروبۃ المقدرۃ با
وفی شرح المختصر للبرجندی فی الخزانۃ الدینار ھو المثقال الخ۔ اور جب دینار و درہم کا وزن بحساب
و ماشہ معلوم ہوگیا تو سونے چاندی کا وقتی نرخ معلوم کر کے سکہ رائج الوقت سے اُس کی قیمت نکال لینا کچھ مشکل
نہ رہا۔ مثلاً مہر فاطمی کی مقدار پانسو درہم ہے جس کا وزن رائج الوقت ایک سو پینتالیس (۱۴۵) تولہ دس ماشہ ہوا۔
آجکل جبکہ چاندی کا نرخ ۸ر تولہ ہے تو سکہ رائج الوقت کے اعتبار سے پانچ سو درہم کی قیمت تقریباً تہہ
روپیہ ہوئی۔ (۳) حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رضؓ کا مہر چار ہزار درہم تھا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ
کا اور عام ازواج مطہرات کا مہر پانچ سو درہم لما روی عن ابی سلمۃ قال سالت عائشۃ رضؓ کم کان
صداق النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان صداقہ لازواجہ ثنتی عشرۃ اوقیۃ ونش قالت
اتدری ما النش قلت لا قالت نصف اوقیہ فتلک مائۃ درھم رواہ مسلم (از مشکوٰۃ)۔
وفی کنز العمال فی حدیث طویل ما اصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرأۃ من نسائہ
ولا اصدقت امرأۃ من بناتہ اکثر من اثنتی عشرۃ اوقیۃ الحدیث کنز ص۲۹۷ ج ۸۔
حضرت ام حبیبہ رضؓ اور حضرت فاطمہ رضؓ دونوں کے مہروں میں سے قابلِ تقلید حضرت فاطمہ رضؓ اور باقی ازواج
مطہرات کا مہر ہے کیونکہ وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا۔ بخلاف حضرت ام حبیبہ رضؓ
کہ اُن کا مہر نجاشی بادشاہ حبشہ نے مقرر کیا۔ اور اُسی نے ادا کیا تھا۔ عن ام حبیبۃ انھا کانت تحت عبید اللہ
بن جحش فمات بارض الحبشۃ فزوجھا النجاشی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامھرھا عنہ اربعۃ آلاف
وفی روایۃ اربعۃ آلاف درھم الحدیث۔ رواہ ابوداؤد والنسائی۔
(۴) بالکل نامناسب اور مکروہ اور سیکڑوں دینی و دنیوی مصائب کی بنیاد ہے۔ حضرت فاروقِ اعظم رضؓ
اس کے متعلق ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے الا لا تغالوا صدقۃ النساء فانھا لو کانت مکرمۃ فی الدنیا
وتقویٰ عند اللہ لکان اولکم بھا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما علمت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نکح شیئاً من نسائہ ولا انکح شیئاً من بناتہ علی اکثر من اثنتی عشرۃ اوقیۃ (رواہ
احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی۔
حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ ہزاروں روپیہ کی تعداد میں مہر مقرر کرنا ہرگز مناسب نہیں۔
جب مہر زیادہ مقرر کیا جاتا ہے تو کبھی اُس کے ادا کرنے کی نہ ہمت ہوسکتی ہے اور نہ کبھی اُس کا ارادہ
اور اس صورت کو کہ ادائے مہر کا ارادہ ہی دل میں نہ ہو۔ حدیث میں زنا فرمایا گیا ہے۔ الحدیث سرح ہ

مہر ق مختلفۃ۔ لیکن اس کی ساتھ ہی یہ بھی خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اگر کسی خاندان کی لڑکیوں کا مہر زیادہ مقدار میں رائج ہے تو جب تک سارا خاندان اپنا رواج بدل کر مہر میں کمی نہ کرے اُس وقت تک تنہا کسی لڑکی کا مہر کم باندھنے کا اختیار اُس کے اولیاء کو نہیں ہے۔ لوگ اس میں بہت غفلت کرتے ہیں کہ سارے خاندان کے مہر مثل کے خلاف اپنی لڑکی کا مہر کم کر دیتے ہیں جس کا اُن کو حق نہیں ہے۔

اور شاید یہی وجہ ہے کہ بہت سے حضرات صحابہ نے زیادہ زیادہ مہر پر نکاح کئے ہیں حالانکہ مہر فاطمی کا مسنون اور افضل ہونا اُن کو بھی (ظاہراً) معلوم تھا۔ زیلعی شرح کنز باب الکفارۃ میں ہے۔ ان الفاروق تزوج ام کلثوم بنت علی من فاطمۃ علی اربعین الف درھم وابن عمر رض تزوج علی عشرۃ الاف درھم وکان یزوج بناتہ علی عشرۃ الاف درھم وروی عن الحسن بن علی رض انہ تزوج امرءۃ فساق الیھا مائۃ جاریۃ قیمۃ کل واحدۃ منھن الف درھم وتزوج ابن عباس رض شمیلۃ علی عشرۃ الاف درھم وتزوج انس امرءۃ علی عشرۃ الاف درھم۔ قال الزیلعی ویجوز ان یکون ذلک مھر مثل کل واحدۃ منھن لانہ یختلف باختلاف الزمان ولا یدل ذلک علی الفضیلۃ بل ھو الظاھر لان المال کان قلیلاً فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم اتسع المسلمون بعد ذلک لما حصل لھم من فتوح البلاد (زیلعی شرح کنز ص ۱۳۱ جلد ۲)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ خود حضرت فاروق اعظم رض کا چالیس ہزار درہم مہر مقرر کئے جسکی مقدار سکہ رائج الوقت کے اعتبار سے تقریباً پانچ ہزار روپیہ ہوتے ہیں۔ اور جس لڑکی کا یہ مہر مقرر ہوا وہ بھی حضرت فاطمہ رض کی صاحبزادی ام کلثوم ہیں۔ اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عمر اور دوسرے حضرات صحابہ نے دس دس ہزار درہم پر اپنا اور اپنی صاحبزادیوں کا نکاح کیا جس کی مقدار آجکل کے سکہ رائجہ کے اعتبار سے تقریباً تیرہ سو روپیہ ہوتی ہے؛

الغرض مہر میں غلو کرنا اچھا نہیں۔ بلکہ تقلیل حسب سنت بہتر و افضل ہے لیکن اس کے خلاف میں بھی غلو کرنا جائز نہیں کہ مہر مثل کے خلاف لڑکی یا اُس کے اولیاء کو مہر فاطمی پر مجبور کر دیا جاوے یہ غلو اور جبر بھی بالکل خلافِ سنت اور خلافِ تعامل صحابۂ کرام ہے۔ اعتدال کی صورت یہ ہے کہ اپنے اپنے خاندان میں مہر مثل کم کرنے کی کوشش کی جاوے اور سب خاندان والوں کو احادیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور حضرت سیدۃ النساء کے مہر کی تقلید و اتباع کی ترغیب دی جاوے۔ اگر وہ سب قبول کر لیں تو بہتر ورنہ تنہا کسی ایک لڑکی یا اُس کے اولیاء کو اس پر مجبور نہ کیا جاوے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

مہر کے متعلق چند ضروری مسائل **سوال ۷۷۴** ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کے نکاح میں علاوہ مہر کے مثلاً سو روپیہ لیکر ویسا ہی ہضم کرے اور بوقتِ نکاح مہر متعین ہو حالانکہ زوجین حر ہیں۔ یہ طریقہ عند امامنا الاعظم صحیح ہے یا نہیں ہے۔؟ (۲) بعض لوگ بیوہ عورتوں کو بوجہ وارث ہونے کے مقہور بناکر کسی شخص سے فروخت کر دیتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں اگر نکاح کرے صحیح ہے یا نہ۔؟ بصورتِ جواز مہر اور متیقن ہو یا سابقہ دوام جو کہ وارثوں کی پاس بھی مکتفی ہو سکتا ہے۔ زوجین حر ہیں۔ بینوا بالدلیل توجروا عند اللہ الجلیل۔

(۳) ایجاب نابالغہ لڑکی کا ولی کرتا ہے مگر قبول نابالغ لڑکا خود ہی کرتا ہے تو شرعاً یہ نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں۔ بصورت عدم جواز دوبارہ نکاح کی کیا صورت ہوگی۔؟

الجواب ۔ قال فی الدر المختار اخذ اھل المرأۃ شیئاً عند التسلیم فللزوج ان یستردہ لانہ رشوۃ (شامی ص۳۷۶) عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ لڑکی والوں نے جو یہ روپیہ علاوہ مہر کے لیا ہے یہ رشوت ہے انکو اسکا لینا جائز نہیں اور خاوند کو حق ہے کہ ان سے واپس لے لے۔ (۲) یہ فروخت کرنا شرعاً کسی طرح معتبر نہیں ظلمِ محض ہے اور جو روپیہ اس کے عوض میں لیا گیا ہے وہ غصب ہے۔ اب اس عورت سے نکاح کرنا اسکی رضا سے ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اسکی کفو ہو۔ اور نکاح کیلئے مستقل باقاعدہ مہر مقرر ہوگا۔ جو روپیہ بطور غصب بیچنے والوں نے وصول کر لیا ہے وہ مہر کا قائم مقام نہیں بن سکے گا اور نہ عورت کو نکاح پر مجبور کیا جا سکتا ہے و ہٰکذا کلہ ظاہر۔ (۳) قال فی العالمگیریۃ اذا زوجت الصغیرۃ نفسھا فاجاز الاخ الولی جاز ولھا الخیار اذا بلغت کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری باب الاولیاء ص۲۶۷) ومثلہ فی البحر وغیرہ وقال محمد فی الدر مختار ونکاح عبد امۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازتہ قال الشامی والصبی کالعبد (شامی ص۳۳۵ ج۲) وینعقد نکاح الصبی الممیز بنفسہ موقوفاً علی اجازۃ الولی (بدائع ص۲۳۳ جزو ۲ فی فصل شرائط جواز النکاح)

عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ نابالغ اگر اپنا نکاح خود کرے خواہ ایجاب اس طرف سے ہو یا قبول تو یہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر ولی نے اجازت دیدی تو نکاح نافذ و صحیح ہو گیا ورنہ باطل رہا۔ باطل ہونے کی صورت میں از سرِ نو دو گواہوں کے سامنے ان دونوں نابالغہ اور نابالغ کے اولیاء دوبارہ نکاح کریں۔ فقط

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ

(۲۰)

زوجہ کو یہ کہنا کہ تجھ سے میرا نکاح نہیں ہوا۔ اس سے طلاق نہیں پڑتی۔

سوال ۷۸۴ھ - زینب اور اُس کی والدہ اقرار کرتی ہیں کہ زینب کا نکاح محمد شفیع سے ہوا ہے اور محمد شفیع روبرو گواہان کے اسٹامپ لکھدیتا ہے کہ نہ اس نے نکاح زینب سے کیا ہے، نہ زینب سے کوئی تعلق ہے تو زینب کا نکاح دوسری جگہ ہوسکتا ہے یا نہ؟

الجواب۔ اگر بذریعہ گواہان شرعی محمد شفیع سے نکاح کا ثبوت ہوجائے تو محمد شفیع کے اس انکار سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ زینب بدستور اُس کے نکاح میں رہے گی اور جب تک محمد شفیع طلاق نہ دے اور عدت نہ گذرے دوسری جگہ نکاح صحیح نہ ہوگا۔ البتہ اگر شہادت شرعیہ سے نکاح ہی ثابت نہ ہو تو پھر زینب کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہوگا۔ وان قال لہا اتزوجك ونوی الطلاق لا یقع الطلاق بالاجماع كذا فی البدایۃ۔ عالمگیری مصری ص ۳۱۵ ج ۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مجھ پر سات طلاقیں کہنے سے زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئیں

سوال ۷۸۵ھ - ایک شخص کی زوجہ گھر میں لڑائی جھگڑا کر رہی تھی اُس شخص کے باپ نے کہا کہ اگر تم میرے لڑکے ہوتے تو اپنی زوجہ کو گھر سے نکال دیتے۔ اس کے جواب میں وہ کہتا ہے کہ مجھ پر سات طلاقیں۔ نہ عورت کا نام لیا نہ اُس کے باپ دادا کا تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ اس پر ایک مجیب نے بوجہ نہ ہونے اضافت کے اور حالت غضب کے عدم وقوع طلاق کا جواب لکھا تھا۔ احقر کا جواب حسب ذیل ہے۔؟

21

الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق۔ صورت سوال اور قرائن سے صاف ظاہر ہے کہ شوہر نے بحالت غضب اپنی بیوی کو طلاق دی ہے کیونکہ گھر میں عورت یعنی طلاق دینے والے کی زوجہ لڑائی جھگڑا کر رہی تھی اس پر عورت کے خسر نے اپنے لڑکے کو کہا کہ اگر تم میرے لڑکے ہوتے تو اپنی عورت کو گھر سے نکالدیتے اس کے جواب میں لڑکا کہتا ہے سات طلاقیں۔ اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ شوہر نے اپنی بیوی کو سات طلاقیں دی ہیں۔ اگرچہ اضافت صریحہ یہاں نہیں ہے۔ اور نہ عورت سامنے موجود ہے۔ وقوع طلاق کے لئے ان دونوں چیزوں کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ شامی میں بحر سے منقول ہے لو قال امرأۃ طالق او قال طلقت امرأۃ ثلثا وقال لم اعن امرأتی یصدق اھ ویفہم منہ انہ لو لم یقل ذلك تطلق امرأتہ لان العادۃ ان من لہ امرأۃ انما یحلف بطلاقہا لا بطلاق غیرہا فقولہ انی حلفت بالطلاق ینصرف الیہا ما لم یرد غیرہا الخ وفی الدر المختار ومن الالفاظ المستعملۃ الطلاق یلزمنی والحرام یلزمنی وعلی الطلاق وعلی الحرام فیقع بلا نیۃ للعرف الخ۔

اور جو شخص طلاق دیتا ہے وہ غصہ ہی میں دیتا ہے۔ خوشی اور رضامندی کی حالت میں نوبت طلاق کی نہیں آتی۔ پس حالت غضب میں عند الحنفیہ بلا تأمل طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ شامی میں ہے ویقع طلاق

من غضب خلافاً لابن القیم الخ۔ پس جواب مجیب کا صحیح نہیں ہے۔ اور شخص مذکور کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی اب بدون حلالہ کے وہ دوبارہ مطلقہ عورت سے نکاح نہیں کر سکتا کما قال اللہ تعالےٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ الآیۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع غفرلہٗ۔

مسجد کی دیواروں پر آیات واشعار لکھنا۔ **سوال ۴۸۰** مسجد کے اندرونی حصہ میں سامنے قبلہ کی دیوار پر قرآن شریف کی ایسی آیتیں جس سے اہمیت اور فضیلت نماز کی ظاہر ہوتی ہو۔ نیز بسم اللہ وغیرہ لکھنا جائز ہے یا نہیں اگر لکھدی ہوں تو کیا کیا جائے۔ اور تاریخی اشعار کا کیا حکم ہے۔؟ ۲۱۲۵

الجواب۔ دیوار قبلہ پر اور برابر کی دیواروں پر آیات قرآنی وغیرہ لکھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس سے مصلی کا خیال منتشر ہوتا ہے اور خشوع وخضوع میں فرق آتا ہے۔ اور نیز اس بے ادبی کا بھی خیال ہے ایسا نہ ہو کہ دیوار مسجد گر جاوے اور آیاتِ قرآنی پامال اور بے حرمت ہوں۔ اس لئے جو آیات لکھی گئی ہیں بہتر یہ ہے کہ اُن کو چھلوا دیا جاوے۔ اور اشعار وغیرہ کا لکھنا بھی نہیں چاہئے اُس کا بھی یہی حکم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

شکار کھیلنا اور اُس کا پیشہ بنانا کیسا ہے؟ **سوال ۴۸۱** قرآن اور احادیث سے شکار کا مباح ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔؟ (۲) یہ کہنا کہ صرف تین دن فاقہ کے بعد شکار جائز ہے گناہ صغیرہ ہے یا نہیں؟ ۳۱۲۰

(۳) حلال جانوروں کا شکار کر کے فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ شکار کھیلنا مباح ہے بشرطیکہ مقصود اُس سے لہو ولعب نہ ہو در مختار میں ہے وھو مباح الا للمحرم فی غیر الحرام او للتلہی کما ھو ظاھر الخ (۲) یہ قول غلط ہے اور قائل گناہگار ہے۔ (۳) جائز ہے کما قال فی الدر المختار فالتحقیق عندی اباحۃ اتخاذہ حرفۃ لانہ نوع من الاکتساب وکل انواع الکسب فی الاباحۃ سواء علی المذہب الصحیح کما فی البزازیۃ وغیرہ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فرقہ آغاخانیہ کا حکم کہ وہ مسلمان ہے یا کافر **سوال ۴۸۲** شخصے از فرقہ اسمٰعیلیہ آغاخانیہ با زنے سنی حنفی مذہب نکاح نمودہ ازاں سہ فرزند متولد شدہ است۔ اکنوں زوجۂ مذکورہ شنیدہ کہ نکاح مرد مذکور با من صحیح نہ شدہ است لہذا از قبول کردن مرد آغاخانی انکار ورزیدہ و او را نیز خود نخواہد گذاشت۔ آیا باعتبار شرع نکاحِ مرد مذکور با زنِ مذکورہ صحیح شدہ است یا نہ۔؟ نیز اولادِ ثلثہ حوالہ مادر کردہ شود یا نہ۔؟ ۲۱۳۲

الجواب۔ صحیح اور مکمل جواب تو فرقہ آغاخانیہ کے مخصوص عقائد معلوم ہونے پر ہو سکتا ہے اجمالاً یہ ہے کہ اگر یہ فرقہ ضروریاتِ دین اور اسلام کے مسائل قطعیہ کا منکر ہے تو یہ باتفاق کافر ہے۔ مثلاً حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا قائل ہو۔ یا قرآن کے بارہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام

کی غلطی کرنے کا قائل ہو۔ یا صدیق اکبر کے صحابی ہونے کا منکر ہو وامثال ذلک۔ تو یہ شخص بلاشبہ کافر ہے اور مسلمان عورت کا نکاح کافر سے منعقد نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا یہ نکاح باطل ہے اور جو اولاد پیدا ہوئی وہ اپنی والدہ کے حوالہ کر دی جائے گی۔ اور زوجین میں تفریق کر دینا ضروری ہے۔ اور اگر اس فرقے کے عقائد میں کوئی چیز قطعیاتِ اسلامیہ کے خلاف نہیں تو نکاح درست و صحیح ہو گیا۔ اب بجز طلاق کے کوئی مخلص نہیں۔ لما فی الشامی نعم لا شك فی تکفیر من قذف السیدة عائشة او انکر صحبة الصدیق رضی اللہ عنہ او اعتقد الالوهية فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذلك من الکفر الصریح الخ شامی باب المرتدین ص۳۲ ج۳

(نوٹ) بعد میں آغاخانیہ کے عقائد اُن کی کتابوں سے بعض لوگوں نے نقل کر بھیجے جس میں ایسے صریح عقائد کفریہ بھرے ہوئے ہیں کہ کسی تاویل کی گنجائش نہیں اس لئے یہ لوگ بلاشبہ کافر ہیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم نے ان کے متعلق اپنے رسالہ القول الحقانی فی الحزب الآغاخانی میں یہی تحقیق فرمائی ہے۔ یہ رسالہ احقر کے رسالہ وصول الافکار الی اصول الاکفار کا ضمیمہ ہو کر شائع ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ ربیع الثانی ۵۵ھ۔

(۲۴۳) **سوال ۳۰۴۴**۔ سلام کا مسنون طریقہ کیا ہے۔؟ (۲) السلام علیکم کہتے ہوئے ہاتھ کا پیشانی یا سینہ تک اٹھانا سنت ہے یا نہیں۔ عوام

سلام کا مسنون طریقہ، ہاتھ کے اشارہ کا حکم، رواجِ عام کی پابندی کوئی چیز نہیں

بوقتِ سلام ہاتھ اُٹھانے کو سنّت و تہذیب کہتے ہیں۔ یہ قول درست ہے یا نہیں۔؟ (۳) ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرامینِ گرامی تخلقوا باخلاق الناس اتقوا مواضع التهم ما رآہ المسلمون حسناً فهو عند اللہ حسن ؕ سے بداہۃً ثابت ہوتا ہے کہ عوام کی موافقت کے لئے ہم بھی سلام کے وقت باہم تواضع و تعظیم کے لئے ضرور جُھکیں اور ہاتھ اُٹھاویں۔ یہ اقوال صحیح ہیں یا نہیں اور ہمیں سلام کے وقت ہاتھ اُٹھانا چاہئے یا نہیں۔؟ (۴) ہر وہ امر جو خیر القرون میں عام طور پر معمول بہ نہ ہو لیکن بعد میں مثل زمانہ حاضرہ موجودہ کے عام یا اکثر اہلِ اسلام میں معمول و مروّج ہو۔ اُس کی پابندی و عمل کو عوام ضروری خیال کرتے ہوں تو ہم ایسے عمل نو پیدا پر عوام کی موافقت کے لئے پابندی و عمل کریں یا بلحاظ خیر القرون احتراز کریں۔؟

الجواب۔ سلام کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ زبان سے السّلامُ علیکم کہے ہاتھ سے اشارہ نہ کرے اور جواب دینے والا وعلیکم السّلام کہے۔ یہی طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے معتبر طریق سے منقول ہے۔ (۲) ہاتھ سینہ یا پیشانی تک بوقت سلام اُٹھانا بلا ضرورت خلافِ سنّت ہے۔

البتہ اگر ضرورت ہو مثلاً جس کو سلام کیا جائے وہ دُور ہو یا بہرا ہو۔ اُس وقت ہاتھ سے اشارہ کرکے زبان سے لفظ سلام کہدینے میں بھی مضائقہ نہیں لیکن صرف اشارہ ہاتھ سے کر دینا اس وقت بھی سنتِ سلام ادا کرنے کیلئے کافی نہیں۔ (۳) ان ارشاداتِ عالیہ میں تخلقوا بالخلاق الناس تو کوئی حدیث ہی نہیں۔ اس سے حجت پیش کرنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ اور اتقوا مواضع التھم حدیث بیشک ہے لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ جو کچھ اچھا یا بُرا کام لوگ کرنے لگیں وہی سنت ہوجائے اور اُسی پر عمل کرنا صحیح ہوجائے۔ البتہ ما رأہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن سے کسی کو شبہ ہوجائے تو بعید نہیں۔ لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو یہ حدیث مرفوع نہیں ایک صحابی کا قول ہے۔ دوسرے اس حدیث میں عام مسلمان مراد نہیں۔ بلکہ خاص قرنِ صحابہ وتابعین کے مسلمان مراد ہیں کہ وہ جس چیز کو پسند کریں وہ اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہونے کی علامت ہے۔ ہر زمانہ میں مسلمانوں کا اور بالخصوص ہمارے دَور کے مسلمانوں کا یہ حکم نہیں اور نہ حدیث میں وہ مُراد ہیں۔ ورنہ آجکل تو جس قدر بُری باتیں اور معاصی اور بدعات ہیں عام طور پر مسلمان اُنہیں کو پسند کرنے لگے ہیں اگر اس قاعدہ کو عام کیا جائے تو سارے معاصی حسنات ہوجائیں گے؛

الغرض لوگوں میں کسی کام کے اندر خلافِ سنت رواج پڑجانے سے وہ کام جائز نہیں ہوجاتا اس لئے سلام کا طریقہ مسنونہ ہرگز نہ چھوڑا جائے۔ (۴) ۳ میں اس کا جواب آچکا کہ رواج عام کی وجہ سے طریقہ سنّت کو چھوڑنا جائز نہیں لقولہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نی ترکت فیکم امرین ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وسنتی ولقولہ علیہ السّلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین۔ مشکوٰۃ فقط واللہ اعلم

۴۲

طلاق کی ایک خاص صورت

سوال ۴۸۴ کسی نے غصہ کی حالت میں اپنی بی بی کو اس طرح طلاق دی۔ ایک طلاق دو طلاق بائن طلاق دیا۔ اس صورت میں کتنی طلاق واقع ہوگی۔ اور یہ جو اُس نے کہا بائن طلاق یہ پہلی دو طلاقوں کی صفت بن سکتا ہے یا کہ تین ہی طلاق واقع ہوں گی۔؟ ۲۱۵۵

الجواب۔ صورتِ مذکورہ میں اگر طلاق دینے والا یہ کہے کہ تیسرے لفظ (بائن طلاق) سے میری نیت جداگانہ تیسری طلاق دینے کی نہیں تھی بلکہ پہلی طلاق کی صفت بیان کرنا تھا۔ تو دیانۃً اُس کی تصدیق کی جاسکتی ہے لیکن اگر معاملہ حکومت یا پنچائت میں پہنچا تو حاکم اور سر پنچ کو اسکی تصدیق کرنے کا حق نہیں بلکہ حاکم و سرپنچ اس کو تین طلاق قرار دیکر حرمتِ مغلظہ کا حکم کریں گے۔ لما فی العالمگیریہ رجل قال لامرأتہ انت طالق انت طالق فقال عینت بالاولی الطلاق وبالثانیہ والثالثۃ افہامہا صدق دیانۃً وفی القضاء طلقت ثلثاً کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ انتھی۔ عالمگیری ص۲۳۳ ج ا ب ۲۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

حکایت کے صادق ہونے کے لئے نفس خبر میں محکی عنہ کی مطابقت کافی ہے۔ فنون بلاغت کی رعایت کافی نہیں

سوال ۴۸۵ ۔ ظاہر ہے کہ قول حکایت کے صدق میں محکی عنہ کی مطابقت ضروری ہے لیکن شبہ یہ ہے کہ اسی مطابقت میں اتحاد فی المضمون کی مانند وجود اور عدم فصاحت، بلاغت، فنون بدلیعہ بھی معتبر ہیں یا زبان اور لغت کی مثل غیر معتبر۔ مثلاً زید نے عمر کو جو بکر کے قیام کا سخت منکر ہے مخاطب بنا کر کہا واللہ ان بکر لقائم۔ اب ناقل نے زید کے قول کی حکایت اس طرح کی۔ قال زید لعمرو قام بکر۔ یا زید نے عمر سے جو بکر کے قیام سے خالی الذہن ہے مخاطب ہو کر کہا واللہ ان بکر القائم۔ اور ناقل نے زید کے قول کو اس طرح نقل کیا قال زید لعمرو قام بکر۔ کیا حکایتیں اپنے محکی عنہ کے ساتھ مطابق اور صادق ہیں یا نہیں۔؟

الجواب۔ صدق خبر کیلئے نفس واقعہ میں محکی عنہ کی مطابقت کافی ہے۔ فنون بدلیعہ اور بلاغیہ کا تحفظ ضروری نہیں۔ اسی وجہ سے باتفاق فقہاء اور محدثین روایت بالمعنی جائز ہے حالانکہ تمام وجوہ بلاغت کا تحفظ روایت باللفظ میں ہرگز نہیں رہ سکتا۔ البتہ اگر کہیں رعایت بلاغت نہ کرنے سے متکلم کی مراد بالکل بدل جائے تو وہ صدق خبر کے لئے مانع ہوگا۔ پس اگر ایسا قصداً کیا جائے تو قائل گنہگار ہوگا اور اگر نادانستہ ہوگیا تو گناہ نہ ہوگا۔ کما ہو مدلول القواعد فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع

(۱۵)

حقہ اور نسوار سے روزہ ٹوٹ جانے کی وجہ اور مضمضہ واستنشاق میں فرق

سوال ۴۸۶۔ ظاہر ہے کہ اکل وشرب مفطرات میں سے ہیں۔ حقہ اور نسوار اگر مفطر ہیں تو اکل و شرب کی حیثیت سے ہیں۔ اب شبہ یہ ہے کہ مضمضہ اور استنشاق کے جواز سے معلوم ہوتا ہے کہ اکل وشرب بغیر از ابتلاع ووصول الی الجوف نا تمام ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقہ اور نسوار بغیر مبالغہ کے مضمضہ اور استنشاق کا حکم رکھتے ہیں۔ سعوط اور قطور کا بغیر وصول الی الجوف والدماغ غیر مفطر ہونا ان کا مؤید اور شاہد ہے۔ چونکہ اکل وشرب میری عقل ناقص بموجب دو فعلوں کا مجموعہ ہے۔ وصول الی الفم والابتلاع افطار کا مدار اخیر پر ہے۔ شرب الدخان کا محاورہ مجاز پر مبنی ہے۔ جیسے ہندی میں ہوا کھانا۔؟

الجواب۔ یہ صحیح ہے کہ کسی چیز کا محض منہ کے اندر پہنچ جانا مفطر نہیں۔ کیونکہ دوسرا جزو یعنی ابتلاع کا فساد صوم کے لئے موقوف علیہ ہونا قابل غور ہے۔ کیونکہ بتصریح فقہاء مدار فسادِ صوم کا یہ ہے کہ کوئی مفطر چیز جوف دماغ یا جوف معدہ میں پہنچ جائے خواہ ابتلاع کے ساتھ یا بغیر ابتلاع۔ اسی وجہ سے اودویہ میں سعوط اور وجور کو نیز حقہ کو باجماع مفسدِ صوم مانا گیا ہے۔ حالانکہ ابتلاع متحقق نہیں۔ اور جب مدار یہ ہوا کہ مفطر کا وصول جوف دماغ یا معدہ میں ہو جائے تو بلاشبہ حقہ اور

نسوار وغیرہ ناقضِ صوم ہوجائیں گے۔ کیونکہ دماغ میں اُن کا پہنچ جانا یقینی ہے۔ ہاں اگر حقہ کا دم نہ بھرا جائے۔ بلکہ ویسے ہی خفیف سا دھواں منھ میں آجائے جو دماغ تک نہ پہنچے یا نسوار کو ناک کی نتھنہ میں رکھکر ایسی طرح نکال لیا جائے کہ دماغ میں نہ پہنچے تو بیشک وہ مفسدِ صوم نہیں۔ لیکن عرف وعادت کے اعتبار سے ایسا ہونا بہت بعید بلکہ عادۃً متعذر کہا جائے تو صحیح ہے اس لئے حقہ پینے اور نسوار سونگھنے کو مفسدِ صوم ہی کہا جائے گا۔ والدلیل علی ماقلنا ان المدار علی الوصول الی الجوف ما صرح بہ الفقہاء قاطبۃً واللفظ لخلاصۃ الفتاوی وما وصل الی جوف الراس او البطن من الاذن والانف والدبر فھو مفطر بالاجماع وفیہ القضاء وھی مسائل الافطار فی الاذن والسعوط والوجور والحقنۃ انتھی (خلاصہ) نیز عالمگیری میں ہے۔ وداء الجائفۃ والآمۃ اکثر المشائخ علی ان العبرۃ للوصول الی الجوف او الدماغ۔ عالمگیری ہندی ج ۱ ص ۱۲۷ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع۔

تھیٹر سینما دیکھنا جائز نہیں

سوال ۷۰۸۔ مسلمانوں کو تھیٹر بائیسکوپ میں جانا، تماشا دیکھنا اس میں کام کرنا یعنی گانا بجانا ناچنا، صورت، شکل لباس کا تبدیل کرنا اختلاط بالنساء عورتوں کا لباس پہننا وغیرہ۔ اور لوگوں کو اس میں شریک ہونے، ملازمت کرنے کی ترغیب دینا شرعاً کیسا ہے اور ترغیب دینے والے کے لئے کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ سخت گناہ اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہے اور جو شخص لوگوں کو اس کی طرف رغبت دلاتا ہو وہ اعلیٰ درجہ کا فاسق ہے اور شیطان کا کام کرتا ہے۔ جتنے لوگ اس کی تحریک سے اس گناہ میں مبتلا ہوں گے اُن سب کا گناہ اس کو بھی ہوگا اور اُن کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہ آئے گی۔ تھیٹر اور بائیسکوب کے تماشے بہت سے گناہوں پر مشتمل ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں (۱) قطع نظر تمام دوسرے محرمات سے خود یہ لہو ولعب ناجائز ہے۔ لما فی الدر المختار وکرہ کل لھو لقولہ علیہ السلام کل لھو المسلم حرام الا ثلاثۃ ملاعبۃ اھلہ وتادیبہ لفرسہ ومناضلۃ بقوسہ قال الشامی ای کل لھو وعبث فالثلاثۃ بمعنی واحد کما فی شرح التاویلات والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعہ کالرقص والسخریۃ والتصفیق وضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانھا کلھا مکروھۃ لانھا زی الکفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغیر ذلک حرام۔ شامی ص ۲۷۵ ج ۵ کتاب الحظر والاباحۃ۔

(۲) گانا بجانا مستقل ایک گناہ ہے۔ لقولہ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ۔ والاحادیث فی ھذا الباب کثیرۃ سردھا فی الروح المعانی تحت ھذہ الآیۃ۔ (۳) ناچنا

بھی مستقل گناہ ہے اور اُس کا دیکھنا بھی جیساکہ عبارتِ شامی مندرجہ ۱ سے معلوم ہوا۔
(۴) صورت و شکل بدل کر تلبیس کرنا بھی گناہ ہے۔ بالخصوص مرد کو عورت کی شکل یا عورت کو مرد کی شکل بنانا سخت گناہ ہے۔ حدیث میں اُس پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ ارشاد لعن اللّٰہ المتشبّھین من الرجال بالنساء ومن النساء بالرجال۔ (۵) اختلاط بالنساء ایک مستقل گناہ ہے اور بہت سے گناہوں کا مقدمہ ہے لقولہ علیہ السلام اذا خرجت استشرفہا الشیطان۔ (۶) اکثر ان تماشوں میں تصاویر سے کام لیا جاتا ہے جن کا بنانا اور استعمال کرنا اور دیکھنا سب گناہ ہیں والاحادیث فی ھذا متواترۃ المعنی اکثرھا مذکورۃ فی الصحاح وقد جمعتہا فی جزء مستقل سمیتہا التصویر لاحکام التصویر من رام التفصیل فلیراجعہ (۷) تصاویر بھی بعض اوقات شرمناک اور حیاسوز ہوتی ہیں جن کے اثرات اخلاق کے لئے نہایت مخرّب ہوتے ہیں۔ (۸) بعض تماشوں میں خود عورتیں گاتی بجاتی ہیں اور رقص کرتی ہیں۔ وہ علاوہ گانے وغیرہ کے خود بھی اُن کی طرف نظر کرنا اور اُنکا تماشہ دیکھنا ناجائز ہے۔
(۹) بعض فلم ان تماشوں کے کچھ واقعات کی نقل اُتارتے ہیں۔ جن میں بعض اوقات خلافِ واقع چیزیں بعض لوگوں کی طرف منسوب کر کے دکھائی جاتی ہیں جو افترا اور بہتان ہوتا ہے ۱۷
کیونکہ جس طرح زبان سے افترا ہو سکتا ہے اسی طرح نقل اُتارنا بھی اُن کی طرف نسبت کرنا ہے اور بہتان ہے۔ (۱۰) بعض فلم میں ایسے واقعات دکھائے جاتے ہیں جن میں اصحابِ واقعہ کی دل آزاری اور توہین ہوتی ہے۔ جو صریح غیبت ہے جس کی حُرمت قرآن میں منصوص ہے اور نقل اُتارنے کا غیبت ہونا حدیث عائشہ رضی اللّٰہ عنہا میں مذکور ہے۔ قالت عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا دخلت علینا امرأۃ فاومأت بیدی ای قصیرۃ فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام اغتبتہا وقال فی الدر المختار بعد نقل ھذہ الروایۃ ومن ذلک المحاکاۃ کأن یمشی متعارجاً او کما یمشی فہو غیبۃ بل اقبح لانہ اعظم فی التصویر والتفہیم۔ اگر پورا تتبع کیا جائے تو اسی قسم کے اور بہت سی گناہ ان تماشوں میں نکلیں گے۔ مسلمان کے لئے اتنے گناہوں کا ہونا ہی بچنے کیلئے کافی ہے اور جس کو خدا تعالیٰ کا خوف نہ ہو اُس کے لئے کوئی چیز مانع نہیں۔ فقط

واللّٰہ ولی التوفیق وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

ادائے نذر کے متعلق چند مسائل | **سوال ۸۸۴** سوال ہے جواب متعلق نذر اور تکفیر وغیرہ۔ برائے تصدیق آیا تھا مفتی صاحب نے اُس پر تحریر ذیل لکھی ہے:-

جواب میں دو باتیں قابلِ اصلاح ہیں باقی سب صحیح ہیں۔ اول یہ کہ حدیث کا انکار جن لفظوں سے کیا گیا ہے اُن میں کفر سے بچانے والی تاویل ہو سکتی ہے اس لئے فتویٰ کفر کا نہ دیا جائے گا۔ البتہ شدید گناہ اور خطرۂ کفر ہونے میں شبہ نہیں و ذلک لما فی البحر من احکام المرتدین و فی الخلاصۃ اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر ووجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر الخ ثم قال فی البحر فاکثر الفاظ التکفیر المذکورۃ لا یفتی بالتکفیر بھا وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئی منھا الخ بحر الرائق ص۱۲۵ ج۵ دوسری بات یہ ہے کہ نذر مطلق میں وفائے نذر کو علی الفور واجب لکھا گیا ہے اگر علی الفور سے مراد یہ ہے کہ کوئی وقت اس کے لئے معین نہیں تو صحیح ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ بلا تاخیر اُس کا ادا کرنا واجب ہے تو یہ صحیح نہیں۔

لما فی التوضیح المراد بالمطلق غیر الوقت کالکفارات والنذور المطلقۃ والزکوٰۃ اما المطلق فعلی التراخی لانہ ای الامر جاء للفور وللتراخی فلا یثبت الفور الا بالقرینۃ وحیث عدمت یثبت التراخی۔ توضیح تلویح مصری ص۱۶۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

سوال ۴۸۹۔ وتر میں بجائے دعاء قنوت کے اور کوئی دعا یا سورۃ پڑھ لی جائے تو نماز ہوگی یا نہ۔؟	وتر میں بجائے دعاء قنوت کے کوئی اور دعا پڑھنے کا حکم

الجواب۔ جو دعا کلام ناس کے مشابہ نہ ہو اُس کے پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے قال الشامی ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ الآیۃ۔ وقال ابو اللیث یقول اللھم اغفر لی یکررھا ثلاثا وقیل یقول یارب ثلاثا ذکرہ فی الذخیرۃ اھ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع غفرلہ۔

سوال ۴۹۰۔ زید نے قبل از نکاح مسماۃ زینب کی والدہ کو یہ تحریر لکھدی کہ زینب پر دوسری شادی کروں تو زینب مجھ پر طلاق ہے۔ ایک سال بعد اس تحریر کے زینب کا نکاح زید سے ہوا۔ اب اگر زید دوسری شادی کرے تو زینب مطلقہ ہوگی یا نہ۔؟	نکاح سے پہلے بلا اضافت الی النکاح تعلیق طلاق لغو ہے

الجواب۔ اس صورت میں جیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے جو تعلیق زید نے کی ہے وہ لغو ہے کیونکہ بوقت تعلیق زید مسماۃ زینب نہ اُس کے نکاح میں تھی اور نہ زید نے اضافۃ الی النکاح کی لہذا یہ تعلیق لغو ہے اگر زید نے بعد زینب کے دوسرا نکاح کیا طلاق زینب پر واقع نہ ہوگی۔ کما فی الدر المختار فلنا قولہا لاجنبیۃ ان زرت زیدا فانت طالق فنکحھا فزارت وکذا کل امرأۃ اجتمع معھا فی فراش فھی طالق فتزوجھا لم تطلق۔ اگر زید نے نکاح ثانی کیا تو زینب پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

تعزیہ داری کو روکنے کیلئے چار یاری وغیرہ کا جلوس نکالنا درست نہیں

سوال ۴۹۱۔ یہاں پہلے سے چار یاری جھنڈا اُٹھایا جاتا ہے۔ زید اسکو روکنے کی کوشش کررہا ہے اور مروجہ طریقہ کو ناجائز بتلاتا ہے۔ عمر نے زید سے کہا کہ اسکے بند کردینے سے اہل تشیع خوشیاں منائیں گے یہ دینی رسم ہے اس کو نہ روکو۔ زید نے جواب دیا کہ شیعوں کو رنجیدہ کرنے کے لئے ناجائز کام نہیں کیا جاسکتا۔؟

(۱) کیا زید کا قول صحیح ہے۔؟ (۲) از روئے شرع چار یاری جھنڈا اُٹھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۳) یہ جھنڈا اُٹھانا موجب خیر وبرکت ہے یا نہیں۔؟ (۴) رسم ورواج کو شریعت سے تعلق ہے یا نہیں؟ (۵) دین کے کسی فعل کو رسم ورواج کہا جاسکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ زید کا قول صحیح اور حق ہے لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ (۲) یہ شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے اور مرتکب اس کے سخت گنہگار اور فاسق ہیں اس کو ترک کرنا لازم ہے۔ حدیث میں ہے کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ (۳) موجب خسران اور وبال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (۴) شریعت مطہرہ کے مقابلہ میں رسم ورواج کی کچھ حقیقت نہیں ہے لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ (۵) دینی امر کو حکم شریعت کہنا چاہئے۔ رسم ورواج سے اُس کو تعبیر کرنا مناسب نہیں ہے۔ فقط مسعود احمد۔

جوابات صحیح ہیں۔ اور خلاصہ یہ ہے کہ ایک گناہ کو مٹانے کیلئے دوسرا مستقل گناہ کرنا عقل ونقل کے خلاف ہے ان ہی شیعوں کی رسم مٹانے کیلئے ایک نئی بدعت اسلام میں جاری کرنا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔ دوسری جائز تدبیریں کی جائیں کہ مسلمان اس میں شریک ہونے سے بچیں۔ مثلاً وعظ وتبلیغ کے ذریعہ یا حکومت کے ذریعہ لوگوں کو اس سے روکا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع عفرلہٗ۔

طلاق بغیر صریح اضافت الی المرأۃ کا حکم!

سوال ۴۹۲۔ اظہر اللہ نے کسی بات پر غصہ ہوکر اپنی بیوی کو مارپیٹ کی اس کے چچیرے بھائی وحاد اللہ نے جو وہاں موجود تھا یہ کہا کہ جب تو ہمارے سامنے ایسا کرکے بیٹھا تو میں بھی دیکھوں گا۔ اظہر اللہ نے کہا کہ اگر تو دیکھے گا تو دیکھ دیتا ہوں ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، بائن طلاق ... محمد کی بیٹی لطیفہ بانو۔ اظہر اللہ نے یہ بھی کہا کہ میری نیت طلاق دینے کی نہ تھی۔ تو اظہر اللہ کی بیوی پر ... ہوگئی یا نہیں۔؟ بینوا توجروا۔

اس پر ایک مولوی نے حکم عدم وقوع طلاق کا (بوجہ نہ پائے جانے اضافۃ صریحہ کے) دیا۔ اُس پر مسعود احمد نے حسب ذیل جواب لکھا ہے۔

الجواب۔ وقوع طلاق کے لئے اضافۃ صریحہ کا ہونا لازمی نہیں ہے اور اس مسئلہ میں اگر اظہر اللہ کی

زوجہ کا نام لطیفہ بانو ہے اور وہ انیس محمد کی بیٹی بھی ہو تو اضافہ صریحہ بھی موجود ہے اور تین طلاق اظہر اللہ کی زوجہ پر واقع ہو گئی کیونکہ جب اظہر اللہ نے اپنی زوجہ کا نام مع ولدیت لیکر تین طلاق دی تو اضافہ صریحہ پائی گئی اور طلاق واقع ہو گئی۔ اب شوہر کا یہ کہنا کہ میری نیت طلاق دینے کی نہ تھی۔ غلط اور غیر مسموع ہو کیونکہ صریح الفاظ طلاق میں کچھ اعتبار نیت وعدم نیت کا نہیں ہوتا۔ بنائً علیہ جواب مجیب کا صحیح نہیں فقط مسعود احمد

یہ جواب صحیح ہے صورتِ مسؤلہ میں بلاشبہ تین طلاقیں واقع ہو گئی۔ فقط محمد شفیع عفرلہٗ۔

زوجہ کو یہ کہنا کہ تجھ کو رکھوں تو اپنی ماں بہن کو رکھوں طلاق نہیں ہے

سوال ۴۹۳۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ اگر میں اس عورت کو رکھوں تو اپنی ماں و ہمشیرہ کو رکھوں۔ اب وہ شخص اپنی زوجہ کو رکھسکتا ہے یا نہیں۔؟ بینوا توجروا۔ ۲۲۵۵

الجواب۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے ولو قال ان وطئتک وطئت امی فلا شئی علیہ کذا فی غایۃ السروجی معلوم ہوا کہ اس صورت میں اُس عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ شوہر اُس کو رکھ سکتا ہے اور کچھ کفارہ وغیرہ اُس پر لازم نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد۔

قومہ اور جلسہ سہواً چھوڑدے تو مفتی بہ قول یہ ہے کہ سجدۂ سہو لازم ہے۔

سوال ۴۹۴۔ اگر کسی نے بھول کر قومہ ترک کیا تو سجدۂ سہو لازم آئیگا یا نہیں۔؟ ۳۲۶۶

الجواب۔ اگرچہ مشہور مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ قومہ اور جلسہ سنت ہیں اور ان کے ترک سہواً سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا لیکن متاخرین نے ترجیح اسی کو دی ہے کہ واجب ہیں اور ترک سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے۔ محقق ابن ہمام وغیرہ حضرات نے اسی کو اختیار فرمایا ہے کمافی ردالمحتار والحاصل ان الاصح روایۃ ودرایۃ وجوب تعدیل الارکان واما القومۃ والجلسۃ وتعدیلہما فالمشہور فی المذہب السنیۃ وروی وجوبہا وھو الموافق للادلۃ وعلیہ الکمال ومن بعدہ من المتاخرین وقد علمت قول تلمیذہ انہ الصواب وقال ابو یوسف بفرضیۃ الکل الخ۔ شامی مصری کلاں ص ۳۱۲/۱ فقط محمد شفیع عفرلہٗ۔ ۲۰

عورتوں کو مردوں کے مثل کپڑے پہننا حرام ہے

سوال ۴۹۵۔ کیا پردہ نشین عورت پر مردوں جیسے کپڑے واسکٹ، کوٹ وغیرہ پہننا جائز ہے یا حرام۔ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ کھانے اور کپڑوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت مستحب ہے اگر کرے تو بہتر ہے ورنہ کوئی گناہ نہیں ہے۔؟ مدرر

الجواب۔ عورتوں کو مردوں کے مثل کپڑے پہننا حرام ہے۔ اور سائل کا یہ کہنا کہ کھانے کے معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت واجب نہیں بلکہ مستحب ہے جس کے ترک کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ کم علمی پر مبنی ہے صحیح بات یہ ہے کہ کھانے پینے کے معاملہ میں جس کھانے یا

یا وضع کی ممانعت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اُس کا استعمال ناجائز اور گناہِ عظیم ہے۔ ہاں جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت نہیں فرمائی اُن کا بیشک یہی حکم ہے کہ اُس کا اتباع مستحب ہے واجب نہیں۔ مثلاً کدو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا تو اُس کو مرغوب رکھنا واجب نہیں مستحب ہے۔ واللہ اعلم۔ اور چونکہ عورتوں کے لئے مردوں کی وضع بنانا اور پھر مرد بھی غیر مذہب والے اس کی صریح ممانعت حدیث صحیح میں وارد ہے۔ اس لئے بلاشبہ عورتوں کے لئے کوٹ وغیرہ کا استعمال حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

نماز جنازہ قبرستان میں پڑھنے کا حکم

سوال ۴۹۶ زید نے ایک مقبرہ عامہ سے ایک مخصوص قطعہ کو برائے اپنے اموات جدا کر لیا۔ حالت یہ ہے کہ اس قطعۂ مخصوصہ میں چند قبور موجود ہیں بعض شمالاً بعض غرباً تو نماز جنازہ اس مخصوص قطعہ میں صحیح ہے یا نہیں۔ اور قبر اور مصلی کے درمیان کوئی حائل بھی نہیں۔ پھر میت کی چارپائی مصلی اور قبر کے درمیان سُترہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور اس حدیث صحیحہ کو جو کہ صحاح ستہ نے بطور نہی عن الصّلوٰۃ فی المقبرہ نقل فرمایا ہے۔ عام ہے یا مخصوص اگر نماز جنازہ اس سے مستثنیٰ ہو تو مخصص کیا ہوگا۔

الجواب- مقبرہ میں نماز پڑھنا جبکہ قبور بجانب قبلہ اور مصلی کے سامنے ہوں مکروہ ہے (۲۱)
درمختار میں۔ وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ وفی طریق ومزبلۃ ومجزرۃ ومقبرۃ الخ وقد عقد الحدیث العلامۃ نجم الدین الطرسوسی فی منظومۃ الفواید فقال نہی الرسول احمد عن البشر ٭ عن الصّلوٰۃ فی بقاع تعتبر ٭ معاطن الجمال ثم مقبرہ ٭ مزبلۃ طریق ثم مجزرہ ٭ وفوق بیت اللہ والحمام ٭ والحمد للہ علی التمام۔ فقط کتبہ مسعود احمد۔

جواب صحیح ہے اور حدیث نہی عن الصلوٰۃ فی المقبرہ عام ہے تخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اُس کے خلاف کی دلیل تعامل سلف ہے کہ نمازِ جنازہ قرونِ اولیٰ سے لیکر عہدِ ائمہ تک اور زمانہ مابعد میں بھی مقابر میں پڑھنے کا دستور نہ تھا اور روایاتِ فقہیہ بھی اس بارہ میں صریح ہیں کہ مقبرہ میں نماز مطلقاً ممنوع ہے۔ البتہ ایسی صورت میں کہ مقبرہ کی کسی جانب میں جگہ مقابر سے خالی ہو۔ اور قبریں سامنے قبلہ کے نہ ہوں یا اتنی دُور ہوں کہ نمازی کی نظر بحالتِ خشوع اُن پر نہ پڑے یا کوئی حائل مثل دیوار وغیرہ کے درمیان میں ہو تو پھر نماز مطلقاً خواہ جنازہ کی ہو یا فرائض الوقت میں سے جائز ہے۔ لیکن جنازہ کی چارپائی کا سُترہ کافی نہیں معلوم ہوتا۔ وذلک لما فی العالمگیریۃ وفی الحاوی وان کانت القبور ماوراء المصلی لا یکرہ فانہ ان کان بینہ وبین القبر مقدار مالو کان فی الصلوٰۃ ویمر انسان لا یکرہ فہہنا ایضاً

لا یکرہ عالمگیری مصری فی مکروہات الصلوٰۃ ص۱۰۸ ج۱ وصرح بالجواز مع حائل الحائط ونحوہ فی الخلاصۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

زوجہ کو یہ کہنا کہ تجھ کو چھوڑ دیا | **سوال ۴۹۷** خلاصہ سوال یہ ہے کہ سماۃ بلاول جان کا بیان ہے کہ میرے شوہر جہاندار خاں نے تین طلاق دیدی ہیں۔ نقل بیان گواہاں ہمرشتہ سوال ہے۔ ایک گواہ محمد اکرم خاں تین طلاق دینا بیان کرتا ہے۔ اور دوسرا گواہ محمد سوار خاں بیان کرتا ہے کہ میرے دریافت کرنے پر کہ عام لوگ اس کا چرچا کرتے ہیں کہ بلاول جان کو تم نے طلاق دیدی یہ صحیح ہے یا غلط۔ جہاندار نے کہا یہ بہ درست ہے۔ اور تیسرا گواہ بھگا خاں بیان کرتا ہے کہ میرے دریافت کرنے پر جہاندار خاں نے کہا کہ میں نے چھوڑ دی ہے۔ اور جواب ۱۵۴۲ میں آپ نے طلاق رجعی کا حکم دیا ہے تو طلاق رجعی کیسے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ صرف محمد اکرم خاں تین طلاق بیان کرتا ہے۔ مسل ارسال ہے۔؟

الجواب مسل مقدمہ سماۃ بلاول جان وجہاندار خاں دوبارہ بغرض تحقیق مزید وطلب دلیل موصول ہوئی اُس کو دوبارہ دیکھا گیا اور غور کیا گیا۔ صورتِ مسئولہ کا وہی حکم ہے جو پہلے لکھا جا چکا ہے۔ یعنی سماۃ بلاول جان پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی جو بعد عدت کے یعنی تین حیض آنے کے بعد بائنہ ہو جاوے گی۔ کیونکہ محمد اکرم خان گواہ تین طلاق صریح دینا بیان کرتا ہے۔ اور محمد سوار خان بیان کرتا ہے کہ اُس کے دریافت کرنے پر جہاندار خاں نے طلاق دینے کی تصدیق کی۔ اور بھگا خان بیان کرتا ہے کہ میرے دریافت کرنے پر جہاندار خاں نے کہا کہ میں نے چھوڑ دی ہے۔ اور چھوڑ دی سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ دراصل کنایہ ہے مگر غلبۂ استعمال سے صریح ہو گیا ہے۔ قال الشامی فی باب الکنایات تحت لفظ الحرام فان سرحتک کنایۃ لکنہ فی عرف الفرس غلب استعمالہ فی الصریح فاذا قال رہا کردم ای سرحتک یقع بہ الرجعی مع ان اصلہ کنایۃ ایضاً وما ذاک الا لانہ غلب فی عرف الفرس استعمالہ فی الطلاق الخ وصرح بہ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فی مجموعۃ الفتاویٰ جلد اوّل۔

پس جبکہ تین گواہوں کے بیان سے طلاق رجعی کا ثبوت ہو گیا تو وقوع طلاقِ رجعی میں کیا تردد ہے۔ اور اکرم خاں چونکہ تین طلاق بیان کرنے میں تنہا ہے۔ اسی لئے حکم تین طلاق کا نہیں دیا گیا اور طلاقِ رجعی میں عدت کے اندر زبان سے رجعت کر لینا اور یہ کہدینا کافی ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو رجوع کر لیا۔ درمختار باب الرجعت میں ہے۔ ھی استدامۃ الملک القائم الخ فادامت فی العدۃ الخ بنحو راجعتک الخ

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ مسعود احمد۔ الجواب صحیح بندہ محمد شفیع عفرلہ

(۲۲)

مسجد میں جگہ روکنے کیلئے اپنا کپڑا وغیرہ بچھانے کا حکم۔

سوال ۴۹۸ - اکثر مساجد میں یہ رواج ہوگیا ہے کہ بے وضو لوگ اوّل صف میں اپنا رومال وغیرہ رکھکر وضو کو باہر چلے جاتے ہیں یا باتیں کرتے رہتے ہیں۔ جماعت کے وقت آجاتے ہیں اور بعض محتاط لوگ صفِ اوّل کے شوق میں اپنے گھر سے وضو کرکے آتے ہیں اور یہ رومال رکھنے والے ان سے معارض ہوجاتے ہیں آیا رومال رکھنے والوں کا حق ہوجاتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب - جو شخص پہلے سے آکر مسجد میں نہ بیٹھا ہو وہ اپنا کپڑا کسی جگہ مسجد میں قبضہ کرنیکی غرض سے رکھدے یہ شرعاً جائز نہیں ہے اور اس سے اُس کا حق بھی قائم نہیں ہوتا۔ خواہ وہ وضو کے لئے جاوے یا اور کسی غرض سے جاوے۔ قال فی الدر المختار فی مکروھات الصلوٰۃ قبیل باب الوتر والنوافل وتخصیص مکان لنفسه ولیس له ازعاج غیرہ منه الخ قال الشامی فی شرح ھذہ الجملة ای لان المسجد لیس ملکاً لاحد بحر عن النھایه۔ پس جو محض جگہ قبضانے کے لئے ایسا کرتے ہیں اُن کو اس سے منع کرنا چاہئے۔ فقط۔ کتبہ مسعود احمد۔

فسخ نکاح کی ایک صورت

سوال ۴۹۹ نبی بخش کا نکاح مسماۃ کرم بنت وسایا سے مسماۃ مذکور کے بھائی نے کردیا ہے۔ جبکہ مسماۃ کی عمر ۱۳۔۱۴ سال تھی۔ اب مسماۃ کی عمر ۱۷ سال چھ ماہ کی ہے۔ ایام بلوغ سے اس وقت تک خاموش رہی ہے۔ اب پانچ ماہ سے عورت نے دعویٰ کیا ہے کہ میرا نکاح فسخ کردیا جاوے اس صورت میں نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب - قال فی الھدایه ثم خیار البکر یبطل بالسکوت ولا یبطل خیار الغلام مالم یقل رضیت الی قوله وخیار البلوغ فی حق البکر لا یمتد الی اٰخر المجلس انتھی ھدایه ص۲۹۷ ج ۲) و فی فتاویٰ قاضی خان واذا بلغت وھی بکر فسکتت ساعة بطل خیارھا قاضی خان ص۱۲۶ ج۱) ومثله فی العالمگیریة ص۲۷ ج۱) مصری۔ عبارت سے معلوم ہوا کہ کنواری لڑکی اگر بالغ ہونیکے بعد ایک گھڑی بھی سکوت کرے تو اُس کا اختیارِ فسخ باطل ہوجاتا ہے۔ لہٰذا صورتِ مذکورہ میں بلاشبہ اختیارِ فسخ باطل ہوگیا۔ لیکن اگر یہ لڑکی ابتدائے نکاح سے خاوند ہی کے پاس رہتی ہو اور اُسی کے گھر میں بالغ ہوئی ہو تو اُسکا اختیار محض سکوت سے باطل نہیں ہوتا۔ جب تک رضا کی تصریح زبان سے یا عمل یعنی صحبت یا طلب نفقہ وغیرہ سے نہ کرے۔ کذا فی قاضیخان۔ سو اگر واقعہ زیرِ بحث میں دوسری صورت ہوئی ہو تو اسکو مفصل لکھکر دوبارہ مسئلہ دریافت کرلیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

کفار کی دعوتوں کی شرکت کا حکم

سوال ۵۰۰ زید شہر کے معززین میں سے ہے۔ معززین شہر فرداً

فرداً ایک مسلمان اعلیٰ افسر کی الوداع پر دعوتیں کرتے ہیں جس میں ہندو، مسلمان، سکھ تمام معززین ہی صرف شامل ہوتے ہیں۔ ہندو یا سکھ صاحبان کے یہاں دعوت ہو تو مسلمانوں کی خوراک کا علیحدہ انتظام ہوتا ہے اُن کو کچی رسد ملجاتی ہے جس میں حلال گوشت بھی ہوتا ہے۔ اور مسلمان کے یہاں دعوت ہو تو اُسے بھی کچی رسد ہندو سکھ صاحبان کو دینی پڑتی ہے۔ کیا مسلمان کو جائز ہے کہ وہ کچی رسد میں جھٹکہ کا گوشت دے۔؟ اور شامل ہونا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب: ہندوؤں کی نیز دوسرے کفار کی دعوت قبول کرنا اس شرط سے جائز ہے کہ کھانے کے اندر کوئی حرام چیز شامل نہ ہو اور نہ مجلس طعام میں کوئی راگ باجہ وغیرہ ہو۔ کذا فی الدر المختار والشامی من الحظر والاباحۃ۔ اور پھر بھی بہتر یہی ہے کہ شرکت سے احتراز کرے۔ کفار و مشرکین کی ساتھ بیٹھکر کھانے کے متعلق فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ کبھی اتفاق سے کہیں رگھر جاوے اور ضرورت سمجھے تو مضائقہ نہیں۔ مگر بلاضرورت شریک ہونا یا عادت ڈال لینا ناجائز ہے لما فی العالمگیریۃ ان ابتلی بہ المسلم مرۃ او مرتین فلا باس بہ واما الدوام علیہ فیکرہ کذا فی المحیط عالمگیری کتاب الکراھیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

۱۸

۳۲۴۴

پرانی قبریں اگر برابر اور بے نشان کر کے فرش مسجد میں شامل کر لی جاویں تو وہاں نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں

سوال ۵۰۱ قصبہ کھاتولی میں اکبر خاں نے چھوٹی سی مسجد بنوائی بعد انتقال اُسی مسجد کے احاطہ میں جانب مشرق چار یا پانچ گز کے فاصلہ پر مدفون ہوئے۔ وقتاً فوقتاً فرش مسجد بڑھتا رہا۔ اب فرش زیادہ بڑھا گیا۔ لہذا وہ قبر فرش میں آگئی۔ قبر پر اور اُس کے اِردگرد مٹی ڈال کر فرش ہموار کر لیا گیا جس سے قبر لاپتہ ہوگئی۔ اس بارہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔ وہاں اب نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر نشانِ قبر باقی وقائم رکھا جائے تو اُس وقت نماز جائز ہوگی یا نہیں۔؟

الجواب۔ جبکہ قبر پرانی ہو جائے کہ میت بوجہ مرورِ زمانہ مٹی ہو جاوے تو ایسی پرانی قبر کو ہموار کر دینا اور اُس پر زراعت وتعمیر کرنا درست ہے بناءً علیہ قبر مذکور جبکہ پرانی ہو گئی تھی اور وہ فرش مسجد کے درمیان میں آگئی تھی تو یہ بہتر ہوا کہ اُس کا نشان باقی نہ رکھا گیا اور اُس کا ہودہ بلند نہیں کیا گیا اور اُس کو ہموار کر کے فرش کے برابر کر دیا گیا۔ اگر نشان باقی رکھا جاتا تو باعث کراہت ہوتا۔ اب نماز اُس جگہ بلا کراہت جائز ہے۔ شامی میں ہے وقال الزیلعی ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ اھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد۔

اور اگر قبر نمازی کے سامنے ہو تو نماز مکروہ ہوتی ہے صرح بہ الشامی والبحر والخلاصۃ وغیرہ فقط

ان قبر اسمٰعیل علیہ السّلام فی الحجر رواہ الحاکم فی الکنیٰ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا کنز العمال فضائل اسمٰعیل علیہ السّلام ص۲۳۳ ج سادس۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ مسنون نہیں

سوال ۵۰۲ ہر نماز کی ہر رکعت میں قبل شروع کرنے سورۃ فاتحہ اور بعد سورۂ فاتحہ قبل سورۃ کے بسم اللہ کا پڑھنا جیسا کہ فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص۳۷۴ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ من ترکہا فقد ترک مائۃ واربع عشرۃ اٰیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ۔ کذا فی المدارک ضروری معلوم ہوتا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے۔؟

الجواب۔ فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنا مسنون نہیں ہے البتہ امام اور منفرد کو ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ آہستہ پڑھنی چاہئے۔ درمختار میں ہے وکما تعوذ سمی غیر المؤتم الخ سرًا فی اول کل رکعۃ ولو جہریۃ لاتسن بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقاً ولو سریۃ الخ۔ معلوم ہوا کہ مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ امام اور منفرد کو ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی مسنون ہے اور درمیان فاتحہ اور سورۃ کے بسم اللہ پڑھنی مسنون نہیں ہے۔ اور جو حدیث فتاویٰ نذیریہ سے نقل کی ہے یہ قابل عمل نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد۔

یک لفظاً یا ایک مجلس میں تین طلاقیں حرمت مغلظہ کر دیتی ہیں۔ مخالفین کے شبہات کا جواب اور حلالہ سے بچنے کیلئے غیر مقلد ہو جانے پر وعید شدید

سوال ۵۰۳ زید نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کے بھائی عمر سے یہ کہا کہ میں نے تمہاری بہن کو ایک طلاق و یا دو طلاق دیا، تین طلاق دیا۔ مگر وقت طلاق زید اور عمر کے درمیان ایک مکان طویل حائل تھا جس کے باعث عدد طلاق میں یہ فرق پیدا ہو گیا ہے کہ زید تین طلاق کا قائل ہے اور عمر دو کا۔ پھر غصہ رفع ہونے کے بعد زید بے حد نادم ہے اور اب یہ کہتا ہے کہ مطابق حدیث ذیل کے اپنی بیوی مطلقہ سے رجعت کرتے ہیں۔ مسند امام احمد کی روایت ہے عن ابن عباس رضؓ قال طلق رکانۃ بن عبد یزید اخو بنی المطلب امرأتہ ثلثاً فی مجلس واحد فحزن حزناً شدیداً قال فسألہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف طلقتہا فقال طلقتہا ثلثاً فقال فی مجلس واحد قال نعم قال فانما تلک واحدۃ فارجعہا ان شئت قال فراجعہا۔ زاد المعاد ص۲۱۶ ج۲۔ ایا زید مطابق اس حدیث کے رجعت کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں کر سکتا تو اس حدیث صریح کا کیا جواب ہوگا۔؟

الجواب۔ جبکہ خود شوہر یعنی زید تین طلاق کا قائل اور مقر ہے تو اُس کی زوجہ پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئی اور وہ شوہر پر حرام ہو گئی۔ اب زید اُس سے رجعت یا نکاح بدون حلالہ کے نہیں

کرسکتا۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ الآیۃ۔ وقال الامام النووی فی شرح مسلم وقد اختلف العلماء فیمن قال لامرأتہ انت طالق ثلثاً فقال الشافعی ومالک وابوحنیفۃ واحمد وجماہیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلث الخ۔ واحتج الجمہور بقولہ تعالیٰ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا قالوا معناہ ان المطلق قد یحدث لہ ندم فلا یمکنہ تدارکہ لوقوع البینونۃ فلو کانت الثلاث لم تقع لم یقع طلاقہ ہذا الا رجعیا فلا یندم۔ واحتجوا بحدیث رکانۃ انہ طلق امرأتہ البتۃ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما اردت الا واحدۃ قال واللہ ما اردت الا واحدۃ فہذا دلیل علی انہ لو اراد الثلاث لوقعن والا فلم یکن لتحلیفہ معنی واما الروایۃ التی رواہا المخالفون ان رکانۃ طلق ثلثاً فجعلہا واحدۃ فروایۃ ضعیفۃ عن قوم مجہولین وانما الصحیح منہا ما قدمناہ انہ طلقہا البتۃ ولفظ البتۃ محتمل للواحدۃ و للثلاث ولعل صاحب ہذہ الروایۃ الضعیفۃ اعتقد ان لفظ البتۃ تقتضی الثلاث فرواہ بالمعنی الذی فہمہ وغلط فی ذلک الخ۔ (۲۰)

معلوم ہوا کہ رکانہ کی صحیح اور معتبر روایت میں طلاق ثلاث کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ اُس میں لفظ البتۃ مذکور ہے جس میں دونوں احتمال ہیں یعنی واحدہ کا اور ثلاثہ کا اسی لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے استفسار فرمایا ما اردت الا واحدۃ جس کا جواب وہ حلفیہ دیتے ہیں واللہ ما اردت الا واحدۃ جس سے صراحۃً معلوم ہوا کہ رکانہ نے اپنی زوجہ کو طلاق بلفظ البتۃ دی تھی جس میں دونوں احتمال ہیں یعنی واحدہ اور ثلاثہ کا اور اُن کی مراد اور ارادہ لفظ مذکور سے طلاق واحدہ کا تھا جیسا کہ اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر بحلف عرض کیا واللہ ما اردت الا واحدۃ اور جس روایت میں ثلاث کا لفظ ہے وہ روایت بالمعنی ہے راوی نے غلطی سے یہ سمجھا کہ لفظ البتۃ محتمل طلاق ثلاث کو بھی ہے اس لئے رکانہ نے طلاق ثلاثہ مراد لی ہے۔ اور نیز اس روایت کی تضعیف کی گئی ہے۔ اس لئے کہ اس کے رواۃ مجہولین ہیں جیسا کہ نووی میں مصرح ہے قال الشامی و ذہب جمہور الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من ائمۃ المسلمین الی انہ یقع الثلث قال فی الفتح بعد سوق الاحادیث الدالۃ علیہ وہذا یعارض ما تقدم واما امضاء عمر الثلث علیہم مع عدم مخالفۃ الصحابۃ لہ وعلمہ بانہا کانت واحدۃ فلا یمکن الا وقد اطلعوا فی الزمان المتأخر علی وجود ناسخ او لعلہم بانتہاء الحکم لذلک بإناطتہ بمعان علموا انتفاءہا فی الزمن المتاخر

ی ان قال وقد ثبت النقل عن اکثرهم صریحا بایقاع الثلث ولم یظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق
الا الضلال وعن هذا قلنا لو حکم حاکم بانها واحدة لم ینفذ حکمه لانه لایسوغ الاجتهاد
یه فهو خلاف لا اختلاف الخ اور تقلید سے رجوع کرنا باطل ہے اور غیر مقلد ہونے سے بھی حلالہ ساقط
ہیں ہو سکتا۔ اور بدون حلالہ شوہرِ اول مطلقہ ثلثہ سے نکاح دوبارہ نہیں کر سکتا درمختار میں ہے۔
ان الحکم الملفق باطل بالاجماع وان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقا وهو المختار فی المذهب
الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد۔

جواب صحیح ہے اور اس غرض کے لئے غیر مقلد ہونے سے بجائے حلالہ ساقط ہونے کے ایک دوسرا
گناہِ عظیم سر ہو جائے گا جس سے ایمان کا اندیشہ ہے کما قال الجوزجانی رح فی رجل ترک مذهب ابی حنیفة رح
لنکاح امرأة من اهل الحدیث فقال اخاف علیه ان یذهب ایمانه وقت النزع لانه استخف
مذهبه الذی هو حق عنده وترکه لاجل جیفة منتنة انتهی شامی کتاب التعزیر ص۲۶۳ج۳ فقط محمد شفیع غفرلہ

رسہ قرأت کے لئے جو وقف ہو وہ مدرسہ تجوید پر
رف ہو گا لفظ قرأت کے لغوی معنی معتبر نہ ہوں گے

سوال ۵۰۴ زید نے اپنی جائداد کو وقف کرنے کے وقت
ایک اسلامی مدرسہ کے لئے اپنے وقف نامہ میں بدیں الفاظ

(۲۱)

رقم معین کیا کہ مبلغ ایک سو بیس روپیہ سالانہ واسطے صرف بمد قرأۃ در مدرسہ۔ جس کو بکر متولی نے
سال تک بعد انتقال واقف ادا کیا۔ اب متولی مذکور یہ دیکھ کر کہ مدرسہ کے کاغذات میں اس درجہ کو
جو تجوید لکھا جا رہا ہے یہ چاہتے ہیں کہ واقف نے چونکہ یہ روپیہ بمد قرأۃ معین کیا ہے۔ لہذا درجۂ
تجوید میں ادا نہ کیا جائے۔ آیا متولی کا اس بہانہ سے چندہ کو روکنا صحیح ہے یا نہیں۔ اور آیا قرأۃ و تجوید
ایک ہیں یا نہیں۔؟

الجواب۔ لفظِ قرأۃ اور تجوید اپنے مفہوم لغوی کے اعتبار سے اگرچہ کچھ عام و خاص کا
فرق رکھتے ہوں۔ لیکن عرف و محاورات میں دونوں ایک ہی اصطلاحِ مخصوص اور فن مخصوص
کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں بلکہ ہمارے عرف میں فن تجوید کو بیشتر فن قرأۃ ہی کہا جاتا ہے۔
اسی کا استعمال زیادہ ہے بالخصوص عوام تو فن تجوید کو صرف فن قرأۃ کے ہی کے نام سے
جانتے ہیں۔ عُرف میں ان دونوں لفظوں کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں۔ متولی وقف کی یہ تاویل
بالکل باطل اور غلط اور ناقابلِ التفات ہے۔ اگر ایسی تاویلوں پر نظر کی گئی تو کوئی وقف اپنی
حقیقت و حقیقت پر قائم نہیں رہ سکتا۔ بالاتفاق فقہاء اس جیسے امور میں عرف کا لحاظ ضروری ہے
جیسا کہ علامہ شامی کتاب الوقف میں بالفاظِ ذیل تصریح فرماتے ہیں۔ علی انهم صرحوا بان

مراعات غرض الواقفین واجبة وصرح الاصولیون بان العرف یصلح مخصصاً شامی ص۳۶۱ ج۳ فقط

عورتوں کے ناقص العقل والدین ہونے کی حدیث سے ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابیات کی روایات معتبر نہ ہونے کا شبہ اور اُس کا جواب

سوال ۵۰۵ - زید کہتا ہے کہ مطابق حدیث تمام عورتیں ناقصات العقل والدین ہیں۔ اور یہ حدیث جس موقع پر بیان فرمائی گئی اُس مجمع میں ازواج مطہرات اور سیدۃ النساء فاطمہ زہرہؓ بھی موجود تھیں۔ لہٰذا اُن کو بھی ناقص العقل والدین سمجھنا ضرور ہے۔ تو پھر وہ حدیثیں جو حضرت عائشہؓ سے روایت کی گئی ہیں بہر صورت غیر معتبر ثابت ہوئیں۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔؟

الجواب - یہ حکم جو حدیث میں مذکور ہے عام حالات اور عام افراد نسوانی کے اعتبار سے آیا ہے بعض افراد کا اس سے مستثنیٰ ہونا اس کے خلاف نہیں جیسا کہ مشہور ہے ع نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد۔ چنانچہ خود قرآن کریم نے ازواجِ مطہرات کو عام عورتوں سے ممتاز کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ۔ الآیۃ۔ جس سے معلوم ہوا کہ اُمّہات المؤمنین عام عورتوں کی طرح نہیں اس کے علاوہ یہ نقصان عقل اور دین بہ نسبت مَردوں کے ہے۔ اور ہر زمانہ اور ہر قرن کی عورتوں کا قیاس اُسی زمانہ اور اُسی قرن کے مَردوں کیا جائے گا۔ تو ازواجِ مطہرات بہ نسبت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور صحابہ کرام کی عورتیں بہ نسبت صحابہ کرام کے ظاہر ہے کہ اُس درجہ کی عقل اور دین نہ رکھتی تھیں جس درجے کے ان کے مرد رکھتے تھے۔ اور اسی طرح قرون مابعد میں بھی ہر قرن کی عورتیں اُس قرن کے مَردوں سے عام حالات کے اعتبار سے دین و عقل میں ناقص رہی ہیں۔ اور اسی وجہ سے حضرت فاروقؓ رضی اللہ عنہ نے مردوں کی مشہور روایات کے مقابلہ میں عورت کی روایت کو قبول نہیں فرمایا۔ جیسا کہ کتب صحاح میں منصوص ہے۔

الغرض اوّل تو حدیث مذکور سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی عورت اس سے مستثنیٰ نہ ہو بلکہ آیت مذکورہ سے تصریحًا ازواج مطہرات کا مستثنیٰ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے نقصان عقلی ہر قرن کی عورتوں کا اُسی قرن کے مَردوں کے اعتبار سے ہوگا اس لئے سلف کرام کی عورتوں کو آجکل کے مردوں کے مقابلہ میں ناقص العقل کہنے کی بھی کوئی دلیل نہیں۔ فقط

لڑکی کے بلوغ کی تحقیق

سوال ۵۰۶ - ایک لڑکی جس کا باپ فوت ہوگیا دادا حقیقی موجود ہے پہلے اس لڑکی کی ماں نے برضا مندی و اختیارِ خود اُس لڑکی کے اس بنار پر کہ لڑکی جوان ہو

ہمراہ محمد زمان ولد محمد رمضان کردیا ہے۔ لڑکی کہتی ہے کہ میں بالغہ ہوں مجھے حیض آتا ہے نکاح خواں
نور دین ہے۔ اس کے بعد دادا حقیقی نے لڑکی مذکورہ کو نابالغہ سمجھکر اُس کا نکاح دوسرے شخص کی
ہمراہ کردیا اور دادا کا بیان ہے کہ عمر لڑکی کی ساڑھے تیرہ سال ہے۔ اس کا نکاح احمدالدین ہے۔
بیان گواہان منسلکہ استفتا ہیں۔ اور بیان لڑکی جنت خاتون اور اُس کی والدہ اور دادا کا بھی ہمرشتہ
سوال ہے۔ کونسا نکاح صحیح ہے۔ اگر پہلا نکاح صحیح ہے اور باوجود علم کے دوسرا نکاح پڑھا گیا تو نکاح خواں
اور گواہوں وغیرہ کے لئے کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ کمتر مدت بلوغ کی لڑکی کے لئے نو سال اور لڑکے کیلئے بارہ سال ہیں اس عمر میں
اگر دعویٰ بلوغ کا کریں اور ظاہر حال دعوے کا مکذب نہ ہو تو دعویٰ اُن کا معتبر ہوتا ہے۔ اور وہ
شرعاً بالغ سمجھے جاتے ہیں۔ بناءً علیہ دادا کے قول کے مطابق عمر لڑکی مسماۃ جنت خاتون کی ساڑھے
تیرہ سال کی ہے۔ اور وہ دعویٰ بلوغ کا کرتی ہے اور حیض آنا بیان کرتی ہے۔ لہذا قول اُسکا شرعاً
معتبر ہے۔ اور وہ بالغہ ہے۔ اُس اجازت سے جو نکاح اُس کا والدہ نے ہمراہ محمد زمان ولد رمضان
کیا ہے وہ نکاح صحیح اور منعقد ہوگیا اس کے بعد دادا نے جو نکاح جنت خاتون کا اُس کو نابالغہ ۲۳
سمجھکر ہمراہ شیر محمد نابالغ کے کیا وہ شرعاً صحیح نہیں ہوا۔ اور اس دوسرے نکاح کی وجہ سے دوسرا
نکاح خواں احمدالدین اور لڑکی کا دادا اور گواہ اور شرکائے نکاح وغیرہ سب گنہگار ہوئے۔ توبہ کریں
اور اس دوسرے نکاح کے ناجائز ہونے کا اعلان کردیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ بلوغ الغلام
بالاحتلام او الاحبال او الانزال والجاریۃ بالاحتلام او الحیض او الحمل کذا فی المختار۔
وادنی مدۃ بلوغ لہ بالاحتلام ونحوہ فی حق الغلام اثنتی عشرۃ سنۃً وفی الجاریۃ تسع سنین الخ
فان خبرا بہ ولم یکذبہما الظاہر قبل قولہما کما قبل قول المرأۃ فی الحیض واذا قبلنا قولہما فی
ذلک صارت احکامہما احکام البالغین الخ۔ عالمگیری جلد خامس الفصل الثانی فی معرفۃ حد البلوغ
اور درمختار میں ہے وادنی مدتہ لہ اثنتا عشرۃ سنۃً ولہا تسع سنین ہو المختار کما فی احکام
الصغار فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبہما الظاہر الخ۔
وھما حینئذ کبالغ حکماً الخ وفی الشامیۃ بلا لیۃ یقبل قول المراھقین قد بلغنا مع تفسیر کل
بما اذا بلغ بلا یمین الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد۔

عورت مرتد ہو جاوے تو فتویٰ اسپر ہے کہ نکاح فسخ نہ ہوگا۔ | **سوال ۵۰۷**۔ بعض بداطوار لوگ منکوحہ عورت کو جماع
حرام کے لئے اغوا کرکے لیجاتے ہیں جب شوہر قانونی چارہ جوئی کرتا ہے تو عورت کا آشنا اسے فرضی

طور پر بطریق حیلہ آریہ یا عیسائی بنادیتا ہے تاکہ وہ مرتد ہوجائے اور نکاح فسخ ہوجائے اور عدالتیں اس نکاح کو فسخ شدہ تصور کرلیتی ہے۔ آیا عورت کے ایسا کرنے سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے۔ موجودہ زمانہ کے حالات کو مدنظر رکھکر مشائخ بلخ کے قول پر فتوی ہونا چاہئے یا نہ۔؟ جب کہ عورت مذکور دل سے مسلمان ہے۔ اور فرضی طور پر مذہب تبدیل کرتی ہے تو اس سے نکاح فسخ ہوجاتا ہی یا نہیں۔؟

الجواب۔ آجکل ہندوستان میں ضروری ہی کہ مشائخ بلخ و بخاری کے قول پر فتوی دیا جائے کیونکہ بنابر مذہب حنفیہ کوئی دوسری صورت یہاں متصور نہیں۔ وجہ یہ ہی کہ مذہب حنفیہ میں اس مسئلہ کے متعلق تین قول ہیں۔ اول یہ کہ نکاح فسخ ہوجاتا ہے۔ لیکن قاضی اُس کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح پر مجبور کرے گا اور اسی خاوند کو جبرًا دلائے گا۔ یہ ظاہر الروایت ہی جو عامہ متون میں مذکور ہی دوسرا قول یہ ہے کہ نکاح ہی فسخ نہیں ہوتا جیسا کہ بہت سے مشائخ بلخ و بخاری کا فتوی ہی۔ اور درمختار نے اس پر فتوی دینے کو جائز کہا ہے۔ نیز نہر الفائق سے شامی نے بھی اس پر فتوی دینا نقل کیا ہے۔ اور فتاویٰ قنیہ میں بھی اس پر فتوی دیا گیا ہے۔ تیسرا قول نوادر کی روایت ہے کہ اسکو بجائے بیوی ہونے کے باندی بناکر اسی خاوند کی ساتھ رکھا جائے گا۔ صرح بہ فی الدر المختار وغیرہ یہ تینوں قول فتاویٰ قاضیخان، فتح القدیر، قنیہ، درمختار، شامی میں مفصل منقول ہیں اور یہ تینوں اتنی بات پر متفق ہیں کہ عورت مُرتد ہونیکے بعد اپنے سابق خاوند کے قبضہ سے ہرگز نہیں نکل سکتی بلکہ قولِ اول کی بنا پر اُسے تجدید نکاح پر بعد تجدید الاسلام مجبور کیا جائے گا۔ اور قولِ ثالث کی بنا پر کنیز بناکر رکھا جائے گا۔ لیکن ہندوستان میں بحالتِ موجودہ ان دونوں صورتوں پر مسلمانوں کو قدرت نہیں اس لئے ضروری ہے کہ وہی دوسرا قول یعنی عدم فرقہ جو مشائخ بخاری کا فتوی ہی اُسی پر فتوی دیا جائے۔ اس لئے صورتِ مسئولہ میں عورت کا نکاح فسخ نہیں ہوا۔ البتہ احتیاطًا تجدید نکاح کے بغیر اس سے وطی نہ کرنی چاہئے۔ لیکن اپنے قبضہ میں رکھنا بہرحال جائز ہی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۵۰۸ اگر میت کے وارث نوحہ کریں تو میت کو عذاب ہوگا یا نہ	میت کو لوگوں کو نوحہ کرنے سے تکلیف پہنچتی ہی

الجواب۔ حدیث شریف میں ہی وعن ابی موسی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من میت یموت فیقوم باکیہم فیقول واجبلاہ واسیداہ ونحو ذلک الا وکل اللہ بہ ملکین یلھزانہ ویقولان اھکذا کنت رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب حسن وعن ابی سعید الخدری قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النائحۃ والمستمعۃ رواہ ابوداؤد اور دوسری حدیث ان المیت لیعذب ببکاء اھلہ علیہ (مشکوۃ شریف) ان روایات واحادیث سے معلوم ہوا کہ میت کو بوجہ نوحہ کرنیکے تکلیف ہوتی اور نوحہ کرنیوالی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد۔ الجواب صحیح محمد شفیع

بزرگوں کے نام کی نذر نیاز کرنے کا حکم

سوال ۵۰۹۔ جو طریقہ اکثر عوام و مبتدعین میں ہے کہ نیاز رسول یا نیاز حسین یا نیاز غوث یا نیاز پیر وغیرہ کے نام سے کھانا کرتے ہیں یہ فعل جائز ہے یا نہیں۔ اور اس کھانے کا کھانا کیسا ہی اور اگر نیاز اللہ کے نام کھانا کیا جائے تو کیسا ہے۔ اور اس کا کھانا کیسا ہے۔؟

الجواب۔ اس نیاز کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت میں اس کا کرنا حرام اور سخت گناہ ہے۔ اور اُس کے کھانے کا بھی یہی حکم ہے۔ اور دوسری صورت میں چند شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ اور اُس کا کھانا بھی جائز ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر نیاز انھیں بزرگوں کے نام کی ہو یعنی اس سے ان بزرگوں کا تقرب مقصود ہو تو یہ حرام ہے اور اس کا کھانا بھی حرام۔ کیونکہ یہ نذر غیر اللہ ہے جس کی صریح ممانعت احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ سنن ابی داؤد میں حدیث ہے لا نذر الا فیما ابتغی بہ وجہ اللہ اور بحر الرائق میں ہے النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع حرام الی قولہ لانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذہ الا ان یکون فقیرا الخ اور اگر نذر اللہ تعالیٰ کے نام کی اور اُس کی رضا و تقرب کیلئے ہو صرف اتنا کیا جائے کہ ایصال ثواب کسی بزرگ کی روح کو کر دیا جائے تو یہ بشرائط ذیل جائز ہے:۔

(۱) کوئی تاریخ ہمیشہ کے لئے مقرر نہ کرے۔ (۲) جو کچھ کھلانا ہو اس میں فقراء کو کھلائے۔ اغنیاء اور 17
صاحب نصاب لوگوں کو اس میں کچھ نہ کھلائے (۳) اس کو لازم و واجب کی طرح جان کر نہ کرے اور اُن لوگوں پر طعن نہ کرے جو ایسا نہیں کرتے۔ (۴) قرض لیکر اپنی وسعت سے زیادہ خرچ نہ کرے (۵) اور بھی کوئی خلاف شرع کام اُس کی ساتھ نہ ملائے۔ اس صورت میں یہ نذر جائز بلکہ ثواب ہوگی اور اس کا کھانا بھی فقراء کے لئے جائز ہوگا فقط

مہر بہت زیادہ مقرر کرنا اور ادا کرنے کا خیال نہ کرنا گناہ ہے لیکن نکاح پر اس کا کچھ اثر نہیں

سوال ۵۱۰۔ آجکل و بار عام پھیل رہی ہے کہ مقدار مہر پانچ پانچ اور دس دس ہزار روپیہ جو صراحۃً ناکح کی حیثیت سے زیادہ ہوتا ہے اور ناکح اسکی ادائیگی سے عاجز ہوتا ہے۔ مقرر کر کے نکاح کیا جاتا ہے۔ اگر ناکح کی نیت ادائیگی کی نہ ہو محض مذاق سمجھتا ہو۔ یا نیت دینے کی ہو لیکن کسی طرح ادا نہیں کر سکتا۔ دونوں صورتوں میں نکاح پر تو کوئی اثر نہیں پڑتا۔؟ اور قربت زوجہ جائز طور پر ہوگی یا ناجائز۔؟

الجواب۔ ان دونوں صورتوں میں نکاح تو جائز اور صحیح ہو جاتا ہے۔ اور قربت و صحبت بھی جائز ہو جاتی ہے مگر ایسا خیال رکھنے والا سخت گناہگار فاسق ہے۔ اور پہلی صورت میں کہ اس کو محض مذاق (مزاح) سمجھے تو خوف کفر کا ہے۔ حدیث میں ایسے شخص کے لئے سخت وعید آئی ہے اور اُس کو زانی فرمایا گیا ہے۔ یعنی عذاب و عقاب میں وہ زانیوں کی طرح مبتلا ہوگا۔ الفاظ حدیث یہ ہیں عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل تزوج امرأۃ علیما

قل من المھر اوکثر لیس فی نفسہ ان یودی الیھا حقھا لخدعھا فمات ولم یؤد الیھا حقھا لقی اللّٰہ یوم القیامۃ وھو زان۔ (ترغیب ترھیب کتاب النکاح)۔ اور اسی بنا پر حدیث میں زیادہ مہر مقرر کرنے کی ممانعت آئی ہے الا لا تغالوا صدقات النساء لیکن بتصریح فقہا نکاح درست ہو جاتا ہے اگرچہ کوئی شخص مہر کی صراحۃً نفی بھی کر دے اور حدیث وعید کو تہدید پر محمول کیا جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

شوہر نے گھر کے اندر طلاق دی باہر دروازہ پر سننے والے کی شہادت معتبر ہوگی یا نہیں؟

سوال ۵۱۱۔ زید نے بوقت عشا جبکہ اس کی عورت پلنگ پر بیٹھی ہوئی تھی پلنگ کے پاس جاکر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے یوں کہا تو طلاق تو طلاق تو طلاق اس وقت تین عورتیں اندر موجود تھی اور ایک مرد دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ بعد ازاں والدہ وغیرہ کو یہ بھی کہا کہ میں اس کو یعنی اپنی عورت کو طلاق دی ہے۔ میرے پاس نہ آجائے اور میرے سے بات نہ کرے۔ اور دو تین برس قطع تعلق رہا۔ اب چند روز سے زید اُس کو اپنے پاس بلاتا ہے اور اپنا کام کراتا ہے آیا زید کی طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب۔ جبکہ زید نے اپنی زبان سے تین مرتبہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدی تو زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی اب زید بدون حلالہ کے دوبارہ اُس کو اپنے نکاح میں نہیں لا سکتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ۔ لیکن اگر زید طلاق دینے سے منکر ہو اور عورت دعویٰ طلاق کا کرے تو محض عورتوں کی گواہی سے عدالت میں طلاق ثابت نہ ہوگی اور حاکم حکم طلاق کا نہ کرے گا۔ اور جو شخص باہر دروازہ پر بیٹھا ہے اُس کی ۱۸
گواہی بدون شرائط مخصوصہ معتبر نہ ہوگی قال فی الھدایۃ کتاب الشھادۃ ولو سمع من وراء الحجاب لا یجوز لہ ان یشھد الخ لان النغمۃ تشبہ النغمۃ فلم یحصل العلم الا اذا کان دخل البیت و علم انہ لیس فیہ احد سواہ ثم جلس علی الباب ولیس فی البیت مسلک غیرہ فسمع اقرار الداخل ولا یراہ لہ ان یشھد لانہ حصل العلم فی ھذہ الصورۃ الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

سبقت لسانی سے کلمۂ کفر زبان سے نکل گیا تو کچھ گناہ یا کفر نہیں

سوال ۵۱۲۔ زید کی زبان سے سبقت لسانی سے اللہ تعالیٰ کی نسبت اشرف المخلوقات نکل گیا اور کہنا چاہتا تھا اشرف الحاکمین۔ فوراً عمر نے حکم لگا دیا کہ یہ کافر ہوگیا اور اس پر تجدید اسلام ضروری ہے۔ یہ حکم صحیح ہے یا غلط۔؟ (۲) عمر نے سبقت لسانی سے بجائے آیۃ انما المشرکون نجس کے انما الکافرون نجس کہا۔ حالانکہ یہ لفظ قرآن شریف میں نہیں ہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ سبقت لسانی اور غلطی سے اگر کوئی کلمۂ کفر زبان سے نکل جائے تو اس سے کہنے والا گناہگار بھی نہیں ہوتا۔ کافر ہونا تو بہت بعید ہے۔ صرح بہ فی البحر الرائق وغیرہ جس نے کفر کا حکم کیا محض غلطی کی حدیث صحیح میں ایک ایسے صالح بندہ کی تعریف و مدح وارد ہوئی ہے جس نے فرطِ مسرت کے وقت بوجہ سبقت لسانی کے یہ کہہ دیا تھا۔ انت عبدی وانا ربک۔ الغرض غیر اختیاری چیزوں پر شرعاً مواخذہ نہیں لا یکلف اللّٰہ نفسا

اِلَّا وُسْعَهَا۔ البتہ استغفار کرے اور آئندہ ایسی بے پروائی سے بچے۔ (۲) اگر غیر اختیاری طور پر سبقت لسانی سے ایسا سرزد ہوا ہے تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو نمبر اول میں گذرا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ

بحالت جماع کلام کرنا مکروہ ہے

سوال ۵۱۳۔ مرد اپنی اپنی منکوحہ سے حالتِ جماع میں کسی قسم کی گفتگو کرسکتا ہے یا نہ؟

الجواب۔ حالتِ جماع میں کلام کرنا مکروہ ہے لما فی الدر المختار ویکرہ الکلام فی المسجد و خلف الجنازۃ وفی الخلاء وفی حالۃ الجماع (درمختار حظر و اباحت ص۳۳۶) لیکن یہ جب ہے کہ کسی دوسرے سے کلام کرے۔ اور خود زوجہ سے کلام کرنے میں مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

شبِ برات کے بعض احکام

سوال ۵۱۴۔ مسلمانوں کو ایک طبقہ خاص شبِ برات کے موقع پر آتشبازی فروخت کرتا ہے اور خود بھی چھوڑاتا ہے جس سے عام لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ کسی کے گھر میں آگ لگتی ہے کسی کا چھپر پھنکتا ہے اور کوئی خود جلتا ہے۔ غرضیکہ بہت نقصان ہوتا ہے۔ ایسے اشخاص کے لئے کیا حکم ہے اور اُن کی امداد کرنا کیسا ہے۔؟

الجواب۔ ایسا آدمی سخت گناہگار فاسق ہے اور بہت سے گناہوں کا مرتکب ہے۔ اول تو اسراف و تبذیر ہے جس کے کرنے والے کو قرآن میں شیطان کا بھائی فرمایا ہے۔ دوسرے اپنے اور دوسرے مسلمانوں کی جان و مال کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ تیسرے مشابہت ہے کفار کی رسوم کے ساتھ۔ چوتھے یہ خیال کرنا کہ یہ شبِ برات کے آداب میں سے ہے۔ عقیدہ کا فساد ہے۔ الغرض بہت سے گناہوں پر مشتمل ہے۔ اور شبِ برات جیسی مبارک رات میں گناہ کرنا اور بھی زیادہ بدنصیبی کی بات ہے۔ اگر اس مسئلہ کی تفصیل معلوم کرنا ہو تو احقر کا رسالہ "شبِ برات" ملاحظہ فرمایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

اسلامی طریقہ کے خلاف عبادت کرنیوالا کافر ہے

سوال ۵۱۵۔ قانونِ فطرت کا متبع خدا کی وحدانیت کا قائل اور اُس کی ہستی کا مُقر، برگزیدہ مرسلانِ ایزدی کا معترف۔ محض اس بنا پر کہ وہ اپنا طریقہ عبادت طریقۂ عبادتِ اسلامیہ سے جدا رکھتا ہے۔ مشرک، کافر، دوزخی اور گنہگار کہا جاسکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جو شخص اپنا طریقۂ عبادت طریقۂ عبادتِ اسلامیہ سے جُدا رکھتا ہے وہ رسالت معترف ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگر وہ اس کا دعویٰ کرے تو محض نفاق اور جھوٹ ہوگا۔ کیونکہ رسالت کا اعتراف جو شرعًا معتبر ہے وہ یہ ہے کہ رسول کے احکام کو واجب الاطاعت سمجھے اور جب اُس نے اُس کے احکام و تعلیمات کو واجب الاطاعت نہ جانا تو وہ ہرگز رسول کا معترف نہیں۔ قرآن مجید کا صاف ارشاد ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ۔ الآیۃ لہٰذا ایسے شخص کو جو اپنا طریقۂ عبادت اسلامی طریقہ سے علیحدہ رکھتا ہو۔ کافر، دوزخی وغیرہ کہنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

19

کیا کافر کو بخشا جا سکتا ہے

سوال ۵۱۶۔ مشرک اور کافر کو اگر خدا چاہے تو بخشدے یہ کہنا درست ہے یا نہیں۔؟ ۱۳۴۰ھ

الجواب۔ یہ کہنا اس معنی کے اعتبار سے تو درست ہے کہ حق تعالیٰ کی قدرت میں یہ بات داخل ہے کہ سخت سے سخت کافر کو بخشدے لیکن چونکہ اُس نے خبر دیدی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر و مشرک کو ہرگز نہ بخشیں گے اس لئے اب اس خبر کا صحیح ہونا ضروری ہے۔ اور یہ جبھی ہو سکتا ہے جبکہ ان لوگوں کو بخشا نہ جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خلع کا جواز

سوال ۵۱۷۔ خلع کن کن صورتوں میں کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کا کیا طریقہ ہے کیا ایسا کسی عہد میں ہوا ہے؟

الجواب۔ جبکہ زوجین میں باہمی نباہ و توافق دشوار ہو جائے اور حق تلفی کا خطرہ ہو۔ اُس وقت خلع کیا جا سکتا ہے۔ قال تعالیٰ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ۔ فقط واللہ اعلم

کسی سلمان فنڈ کی امداد کے لئے سود لینا جائز نہیں

سوال ۵۱۸۔ بخوفِ سرقہ کوئی شخص بخیالِ تحفظ اپنی بیشتر رقم بنک یا ڈاکخانہ میں جمع کر کے سود کا مستحق ہو کر اس حق کو حاصل کر کے اپنے صرف میں لا سکتا ہے یا نہیں۔؟ اور کیا سود کا وصول نہ کرنا درست ہے جبکہ اس سے غیر مسلم سوسائٹیوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور کیا سود حاصل کر کے کسی رفاہِ عام میں خرچ کر دینا درست ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ بغرض تحفظ ایسے فنڈ میں روپیہ جمع کرنا جائز ہے جس میں سود نہیں لگایا جاتا۔ اور سود کو اسلئے حاصل کرنا کہ اُس کو کسی رفاہِ عام کے کام میں خرچ کیا جائے گا جائز نہیں۔ جیسے اسی غرض کے لئے چوری اور ڈاکہ ۲۰
جائز نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر نادانستگی یا غفلت سے کسی نے بنک میں روپیہ جمع کر دیا تھا تو اُس کا سود وہاں نہ چھوڑنا چاہئے۔ کیونکہ اُس سے عیسائیت کی تبلیغ کی جاتی ہے۔ بلکہ وہاں سے لیکر فقراء و مساکین پر صدقہ کر دینا چاہئے۔ اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں۔ کذا فی کتب المذہب۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

شارع اور مملوکہ گلی کوچوں کے احکام میں فرق۔ اور یہ کہ اُن میں تصرف کرنے کا کسکو اور کسطرح حق ہے

سوال ۵۱۹۔ ایک شخص نے مختلف سرکار کا وکیل بنکر ایک باغ کو محلہ کی صورت میں آباد کرنے کے لئے خریدا۔ اور پھر اُس میں مختلف ایسی وسیع سڑکیں ۱۳۴۲ھ
اور کوچے قائم کئے جن پر تانگے ٹھیلے وغیرہ بخوبی چل سکیں اور جملہ باغ کو قطعات کی شکل میں کیا اور مختلف خریداران کے ہاتھ فروخت کر دیا اور سڑکوں و کوچوں کو شارع عام قرار دیکر میونسپلٹی کے قبضہ میں دیدیا۔ جس نے سکنانِ محلہ کی آسائش کے لئے جن میں بعض خود خریدارانِ قطعات و نیز کرایہ داران آباد ہیں۔ نالیاں، پانی کا نل، بجلی اور پختہ سڑکیں بنوا دی۔ آندریں صورت اگر اصحاب جائداد کرایہ داران اور اس میونسپلٹی کے خلاف جس کے قبضہ میں تمام سڑکیں اور کوچے رفاہِ عام کے لئے دیدئے گئے تھے محلہ کی شارع عام پر جس پر کرایہ داران اور اصحابِ جائداد یکساں طور پر آمدورفت رکھتے ہیں کسی ایسی قسم کی پابندی عائد کرنا چاہیں جس کی وجہ سے تانگے، ٹھیلے وغیرہ اندر نہ جا سکیں جن کے لیجانے کی بوجوہ چند سخت ضرورت ہوتی ہے۔ تو کیا ان کو حقوق

عامہ میں یہ مداخلت بروئے شرع جائز ہوگی یا نہیں ۔؟

الجواب. گلی کوچے دو قسم کے ہوتے ہیں اور دونوں میں احکام کا تفاوت ہے ایک وہ کوچہ جو اہل محلہ کی مخصوص مِلک ہے. شارع عام نہیں۔ اس کو فقہاء سکۂ خاصہ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور اکثر اس قسم کے کوچے غیر نافذہ ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جو شارع عام ہیں خواہ ابتدائے آبادی سے ہی حکومت کی جانب سے اُسکو شارع عام قرار دیا گیا ہو یا کسی شخص کی مِلک تھا مگر اُس نے رفاہِ عام کے لئے وقف کردیا اور شارع عام بنادیا قسم اول کا حکم یہ ہے کہ باجازت جمیع شرکا کوچہ اُس میں ہر قسم کا تصرف جائز ہے۔ خواہ اُس تصرف سے گذرنے والوں کو تنگی ہو یا نہ ہو۔ اور بلا اجازت شرکا اُس میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں اگرچہ اُس میں گذرنے والوں کو اور رہنے والوں کا کوئی ضرر بھی نہ ہو۔ اور اس معاملہ میں عام آدمی اور کوئی شریک سب برابر ہیں اس لئے کوئی شریک بھی بغیر دوسرے شرکا کی اجازت کے اس میں کوئی تصرف نہیں کرسکتا۔ اور قسم دوم کا حکم یہ ہے کہ اُس میں تصرف کرنے کے لئے قاضی یا حاکم کی اجازت ضروری ہے اور حاکم کو بھی اجازت دینے کا حق اُس وقت ہے جبکہ وہ دیکھ لے کہ اس میں عام لوگوں کا کوئی نقصان نہیں۔ و ذٰلک لما فی العالمگیریۃ من الباب التاسع والعشرین من الکراھیۃ فان اراد احداث الظلۃ فی سکۃ غیر نافذۃ لا یعتبر فیہ الضرر عندنا بل یعتبر فیہ الاذن من الشرکاء انتھی۔ والمراد بغیر النافذۃ السکۃ الخاصۃ المملوکۃ کما یستفاد ۲۱
من عبارتہ بعد ذلک باسطر وفیہا بعد ذلک واما اذا کانت السکۃ فی الاصل احیطت بان بنوا دارا وترکوا ھذا الطریق للمرور فالجواب فیہ کالجواب فی طریق العامۃ بقی علی ملک العامۃ۔ انتھی عالمگیری مصری ص۳۲۱ ج۵ وفیہا قبل ذلک فی امر طریق العامۃ قال ابویوسف ومحمدؒ یباح لہ الانتفاع ای بالظلۃ اذا کان لا یضر ذلک بالعامۃ کذا فی المحیط۔

خلاصہ یہ ہے کہ باغ اور راستے ابتداءً مملوک تھے پھر شارع عام بنادیئے گئے۔ اب یہ امر تنقیح طلب ہے کہ شارع عام بنانے سے شرکا کی غرض وقف عام کرنا تھا یا محض اجازت مرور دیتے ہوئے اپنی مِلک میں رکھنا۔ پہلی صورت میں اب اُن کو راستہ بند کرنے یا کسی قسم کی پابندی جو گذرگاہِ عام کے لئے مضر ہو عاید کرنے کا کوئی حق نہیں رہا۔ اگرچہ تمام شرکا اس پر متفق ہوں۔ اور دوسری صورت میں اگر تمام شرکا متفق ہوکر بند کرنا چاہیں تو جائز ہے اگرچہ گذرنے والوں کو تکلیف ہو اور کرایہ داران کا بھی یہی حکم ہے۔ اور جس صورت میں کہ یہ جگہ مملوک اور سکۂ خاصہ ثابت ہو تو کرایہ داران اگر سب مالکان کے خلاف کوئی چارہ جوئی کریں تو یہ جائز نہیں۔ البتہ اُنکو یہ حق ہوگا کہ وہ اپنے عقد کرایہ کو فسخ کردیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

چند آدمی مجتمع ہوکر باآواز قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں

سوال ۵۲۰. کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ

ذیل میں کہ بہت سے لوگ ایک جگہ مجتمع ہوکر ختم کلام مجید کے وقت یا پانچ چھ آدمی حجرہ میں بیٹھکر آواز بلند کے ساتھ جو علی وجہ التلاوۃ قرآن مجید پڑھتے ہیں جس میں نہ اسماع مقصود ہوتا ہے اور نہ کوئی سنتا ہے۔ اب دریافت طلب امر ہے کہ اس طریقہ سے عموماً جو لوگ قرآن خوانی کرتے ہیں شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب - فی کراھیة العالمگیریة عن القنیة - یکرہ للقوم ان یقرؤا القرآن جملة لتضمنها ترك الاستماع والانصات المامور بهما ص۲۱۳ ج۲ - فی شرح المنیة الکبیر للحلبی ج وقیل لاباس به والکل فی القنیة والاصل ان الاستماع للقرآن اذا قرأ فرض کفایة لانه اقامة حقه بأن یکون ملتفتا الیه غیر مضیع وذلك یحصل بانصات البعض کما فی رد السلام حین کان لرعایة حق المسلم کفی فیه البعض عن الکل الا انه یجب علی القاری احترامه بأن لا یقرأ فی الاسواق ومواضع الاشتغال فاذا قرأ کان هو المضیع لحرمته فیکون الاثم علیه دون اهل الاشتغال دفعا للحرج فی الزامهم ترك اسبابهم المحتاج الیها - ص۴۶۵ ء

عبارت مرقومہ بالا سے معلوم ہوا کہ بہتر تو باتفاق یہی ہے کہ ہر شخص قرآن مجید علیحدہ علیحدہ ایسی طرح پڑھے کہ دوسرے لوگوں کے جو کاروبار میں مشغول ہوں کانوں میں نہ پڑے لیکن بضرورت وبقدر ضرورت اس کی
۲۲ اجازت دی گئی ہے کہ چند آدمی ایک جگہ جمع ہوکر قرآن مجید باآواز پڑھیں جیسا کہ مکاتب میں تعلیم وتعلم کے وقت جس کی اجازت عالمگیری کتاب الکراہیة میں مذکور ہے۔ اسی طرح چند طالب علم اگر ایک حجرہ میں یا چند آدمی ایک مسجد میں قرآن مجید باآواز پڑھیں تو یہ بھی جائز ہے لیکن جس جگہ لوگ دوسرے کاروبار میں مشغول ہوں وہاں پڑھنا باآواز بلند جائز نہیں ہے۔ اور اگر اُس نے پڑھا تو یہ گنہگار ہوگا۔ کاروبار والے اُس کی وجہ سے گنہگار نہ ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفرلہ۔

قرأت میں کوئی غلطی مفسد صلوۃ ہوگئی پھر اُس کو صحیح کرلیا تو نماز درست ہوگئی۔

سوال ۱۵۲۱ - تراویح میں قرأۃ کے اندر ایسی غلطی ہوگئی جس سے معنی بدل گئے۔ سامع کے بتلانے سے صحیح ہوگیا وہ نماز جس میں غلطی واقع ہوئی فاسد تو نہیں ہوئی۔ یہ سُنا ہے کہ مولانا گنگوہی کے یہاں ایسا مسئلہ پیش ہوا تھا۔ اُس پر یہ فرمایا تھا کہ جب فاسد ہوگئی پھر سامع کے بتلانے سے صحیح نہیں ہوسکتی۔؟

الجواب - فتاویٰ عالمگیری میں ہے ذکر فی الفوائد لو قرأ فی الصلاۃ بخطاء فاحش ثم رجع وقرأ صحیحا قال عندی صلاته جائزة الخ۔ اس روایت کی بنا پر جب سامع کے بتلانے سے صحیح پڑھ لیا تو نماز صحیح ہوگئی۔ اور حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے اگر اعادہ کرایا ہو تو وہ احتیاط اور اولویت کا درجہ ہے چنانچہ بہتر یہی ہے کہ نماز کا اعادہ کرلیا جائے۔ بشرطیکہ غلطی ایسی ہوئی ہو جس سے معنی قرآن کے غلط ہوگئے ہوں۔ فقط۔

تحیۃ المسجد بیٹھنے سے پہلے پڑھنا مستحب ہے

سوال ۵۲۲۔ اکثر نمازی مسجد میں داخل ہوکر دو چار سکنڈ بیٹھنے کے بعد سنت یا نفل پڑھنی شروع کرتے ہیں اور بعض حضرات بیٹھتے نہیں آتے ہی نماز میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ بہتر طریقہ کونسا ہے۔؟

الجواب۔ دو چار سکنڈ بیٹھنے کے بعد نماز شروع کرنا۔ اس کی کچھ اصل شریعت میں نہیں ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی نوافل و سنن میں مشغول ہوجائے۔ علاوہ ازیں حضرات اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کا عمل اسی پر رہا ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی نماز میں مشغول ہوجاتے تھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد

جواب صحیح ہے اور خود حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ تحیۃ المسجد بیٹھنے سے پہلے پڑھنا چاہئے قبل ان الجلس کی تصریح ہے۔ اس کے خلاف کرنا زیادتی ثواب سے محرومی کا سبب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع عفرلہ۔

عید کی نماز میں جنازہ آجاوے تو نماز کے بعد خطبہ سے پہلے نماز جنازہ پڑھی جاوے

سوال ۵۲۳۔ اگر عید کی نماز کے وقت جنازہ آوے تو اس کی نماز خطبہ کے بعد پڑھی جاوے یا پہلے۔؟

الجواب۔ عید کی نماز کے بعد خطبہ سے پہلے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے۔ کما قال فی الدر المختار و تقدم صلٰوتہا علی صلوٰۃ الجنازۃ اذا اجتمعا لانہ واجب عینًا والجنازۃ کفایۃ وتقدم صلوٰۃ الجنازۃ
۲۳ علی الخطبۃ و علی سنۃ المغرب وغیرہا الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد۔

بعد وفات والد ایک لڑکے کے نسب کا والد سے نفی کرنا اور اس کی تحریر ثبوت میں پیش کرنا شرعًا معتبر نہیں

سوال ۵۲۴۔ زید کے دو فرزند عمرو بکر مختلف البطن تھے۔ ہندہ کے بطن سے عمر اور حمیدہ کے بطن سے بکر۔ زید ہر دو فرزندان مذکورین کی تعلیم و تربیت و جملہ ضروریات زندگی کا کفیل تھا۔ اور جس طرح کہ اولاد کا حق شرعی والد کے ذمہ ہے ادا کرتا رہا۔ عمر فوت ہوگیا۔ بکر موجود ہے۔ اب فرزندان عمر بکر کے نسب کی نفی کرتے ہیں اور اپنے اس دعوے کے ثبوت پر زید کی ایک تحریر بطور دلیل پیش کرتے ہیں جس میں زید کا بکر اپنے فرزند ہونے سے انکار کرنا مرقوم ہے۔ حالانکہ برادران زید و غیرہم اس امر کے شاہد موجود ہیں کہ بکر زید کا فرزند حقیقی صلبی ہے زید نے بکر کو اپنا فرزند صلبی ہونیکا اقرار کیا۔ اور مثل فرزند کے پرورش کرتا رہا۔ پس ایسی صورت میں جبکہ زید نے بکر کو اپنا فرزند حقیقی صلبی ہونا تسلیم کیا اور اقرار و اعتراف کیا ہو۔ زید کے فوت ہونے کے بعد بکر کو میراث پدری سے محروم کرنے کی غرض سے بکر کے نفی نسب کی تحریر زید کی طرف منسوب کرکے جو پیش کی گئی ہے۔ اگر وہ تحریر فی الحقیقت زید کی ثابت ہوجائے تو کیا مجرد اس تحریر سے بکر فرزند زید ہونے کی نفی مقبول و معتبر قرار دی جاکر بکر کو اس کے والد زید کی ملک و معاش سے محروم کر دیا جائے گا۔ کیا اقرار بالنسب کے بعد نفی سے نسب منتفی ہوجائے۔ زید کا اپنی زبان سے بکر کو اپنے فرزند ہونے کا اقرار کرنا دو گواہوں سے ثابت ہونا ثبوت اقرار بالنسب کیلئے کافی ہے

یا تحریر ہونا ضروری ہے۔؟

الجواب - اگر حمیدہ کا نکاح زید کے ساتھ شہادت شرعیہ سے ثابت ہے تو خواہ زید بکر کے نسب کا اپنے ساتھ اقرار کرے یا نہ کرے اور اقرار پر گواہ ہوں یا نہ ہوں بہر حال بکر کا نسب زید سے ثابت ہوگا بلکہ اگر زید خود موجود ہو کر بھی بکر کے نسب کی زبانی نفی کرے تو اب یہ نفی ہرگز معتبر نہیں۔ کیونکہ نسب کی نفی بغیر لعان کے نہیں ہو سکتی اور زید نے بوقت ولادت لعان نہیں کیا۔ اور اب لعان کا اختیار نہیں رہا۔ الغرض اب بکر کے نسب کی نفی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ زید خود زبانی بھی نفی کرے۔ بالخصوص جبکہ وہ نفی بھی زبانی نہیں بلکہ محض تحریر سے جو شرعاً حجت نہیں۔ اور دلیل احکام مذکورہ کی عباراتِ ذیل جن پر نمبر ترتیب احکام مذکورہ کے لکھدیئے گئے ہیں۔ (۱) فی الباب الخامس من طلاق العالمگیریۃ قال اصحابنا لثبوت النسب ثلاث مراتب الاولیٰ النکاح الصحیح وما ھو فی معناہ من النکاح الفاسد والحکم فیہ انہ یثبت النسب من غیر دعوۃ ولا ینتفی بمجرد النفی وانما ینتفی باللعان فان کانا ممن لا لعان بینھما لا ینتفی نسب الولد (عالمگیری مصری کلاں ص۵۳۶ ج اول)

(۲) وفی الدر المختار باب القضاء عن الاشباہ لا یعمل بالخط واقرہ الشامی واتی علیہ ببحث نفیس وبعض الفاظہ فیہ قال البیری المراد من قولہ لا یعتمد علی الخط ای لا یقضی القاضی بذلک عند المنازعۃ لان الخط مما یزور ویفتعل کما فی مختصر الظھیریۃ (شامی ص۳۶۴ ج۴) واوضح منہ ماذکرہ الشامی فی تنقیح الفتاوی۔ حاصل یہ ہے کہ اگر حمیدہ کا نکاح شہادتِ شرعیہ سے ثابت ہو جائے، تو پھر زید کا انکارِ نسب شرعاً ہرگز معتبر نہیں اور شہادتِ نکاح کیلئے یہ بھی ضروری نہیں کہ مجلس نکاح کے عینی گواہ موجود ہوں بلکہ نکاح اور نسب وغیرہ میں محض شہادت تسامع ہی کافی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک مرد کو دیکھے کہ کسی عورت کے پاس آتا جاتا ہے اور لوگوں سے سُنے کہ یہ عورت اسکی بیوی ہے تو محض اتنی بات سے نکاح کی شہادت دے سکتا ہے اور وہ شہادت قبول ہو سکتی ہے ۲۴

کما فی الباب الثانی من شہادۃ العالمگیریۃ الشہادۃ بالشہرۃ والتسامع تقبل فی اربعۃ اشیاء بالاجماع وھی النکاح والنسب والموت والقضاء کذا فی محیط السرخسی۔ واذا سمع الرجل من الناس انہ فلان ابن فلان اوراٰی رجلاً یدخل علی امرأۃ وسمع من الناس انہ فلانۃ زوجۃ فلان (الی قولہ) وسعہ ان یشھد وان لم یعاین الولادۃ علی فراشہ او عقد النکاح (عالمگیری مصری ص۲۶۳ ج۳)۔ اور صورتِ مذکورہ میں جبکہ نسب کا اقرار اور اُسکے گواہ بھی موجود ہیں تو اگر نکاح پر شہادت بالتسامع بھی موجود نہ ہو جب بھی نسب بکر کا زید سے ثابت ہو جائیگا اور بکر اُسکا وارث ہوگا کما فی الباب السابع عشر من اقرار العالمگیریۃ اذا اقر بالابن مثلاً فالابن المقر لہ یرث مع سائر ورثۃ المقر فان انکر سائر الورثۃ نسبہ الخ۔

خلاصۂ فتویٰ یہ ہے کہ صورتِ مرقومہ میں بلاشبہ بکر کا نسب زید سے ثابت اور وہ اُس کا وارث شرعی مثل دوسری اولاد کے ہے، نفی نسب کی تحریر شرعاً محض بیکار ولغو ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ

کسی عالم کو گالی دینا مطلقاً کفر نہیں بلکہ تفصیل ہے

سوال ۵۲۵۔ باہر سے لکھا ہوا فتوی برائے تصدیق جواب آیا جس میں عالم کو گالی دینے پر کفر کا حکم عائد کیا گیا تھا۔

الجواب۔ عالم کی اہانت اگر کسی دنیوی بغض وعداوت کی وجہ سے نہ ہو بلکہ محض علم دین ہی کی وجہ سے ہو تو بلاشبہ یہ اہانت کفر ہے۔ اور کتب فقہ میں اسی اہانت کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ لیکن عام طور پر جو واقعات سے تجربہ ہوتا ہے عوام جو کسی عالم کی اہانت کرتے ہیں وہ محض علم کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ بلکہ اسباب زائدہ کی بنار پر ہوتی ہے۔ اور یہ اہانت بھی اس میں شبہ نہیں کہ سخت کبیرہ گناہ ہے مگر اس کو کفر نہیں کہا جا سکتا تکفیر مسلم کا معاملہ سخت اہم ہے اس میں اتنی عجلت اور جرأت مناسب نہیں۔ کما صرح بہ البحر من کتاب المرتدین و بمثلہ صرح فی جامع الفصولین۔ اور علامت اس کی یہ ہے سب علماء کی اہانت نہیں کرتے صرف کسی خاص عالم کی کرتے ہیں جس کی ساتھ کوئی واقعہ خاصہ پیش آتا ہو۔ ورنہ اگر محض علم کی وجہ سے اہانت کرتے تو سب کی کرتے۔ فقط واللہ اعلم۔

باپ بیٹے یا چند بھائی مشترک طور پر کسب کرتے ہیں اور کھانا پینا بھی مشترک ہے تو جو مال اس مشترک کسب سے حاصل ہو وہ کس کی ملک ہے اور تقسیم اسکی کس طرح ہو

سوال ۵۲۶۔ میرے والد زندہ ہیں اور کاروبار کچھ نہیں کرتے بوجہ مریض ہونے کے بیکار رہتے ہیں۔ اور ہم دو بھائی ہیں۔ ذریعۂ معاش کے لئے کوئی کام کرتے ہیں۔ حساب اور کھانا پینا سب کا شامل ہے تو

۱۷ سامان زیور وغیرہ کا مالک کون ہے۔ اور قربانی کس پر واجب ہے۔؟

(۲) بعض جگہ کئی برادر شاملات کاروبار کرتے ہیں۔ بعض جگہ تو کھانا پینا سب کا شامل ہوتا ہے۔ اور بعض جگہ علیحدہ ہوتا ہے اور کاروبار ذریعۂ معاش میں سب شامل ہوتے ہیں۔ اپنے حصہ کو تقسیم نہیں کرتے نہ خرچ کے لئے برابر نکالتے ہیں بلکہ ہر شخص اپنے خرچ کے مطابق لے لیتا ہے۔ تو قربانی ایک حصہ کافی ہے یا ہر ایک کی طرف سے علیحدہ ہونی چاہیئے۔؟

الجواب۔ فی رد المحتار من فصل الشرکۃ الفاسدۃ ص۳۸۱ ج ۳۔ عن القنیۃ الاب والابن یکتسبان فی صنعۃ واحدۃ ولم یکن لہما شئ فالکسب کلہ للاب الخ صورت مذکورہ میں مشترک سرمایہ کا مالک والد ہے اور اسی کے ذمہ قربانی ہے۔ البتہ جو نقد یا زیور والد نے کسی بھائی کی ملک کرکے اس کو دیدیا ہے وہ اگر بقدر نصاب ہے تو اس پر علیحدہ قربانی واجب ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی بھائی کی زوجہ کی ملک میں بقدر نصاب مال زائد از حاجت اصلیہ موجود ہے تو زوجہ کے ذمہ علیحدہ قربانی واجب ہوگی۔

(۲) وکذلک لو اجتمع اخوۃ یعملون فی ترکۃ ابیہم و نما المال فہو بینہم سویۃ ولو اختلفوا فی العمل والرای شامی ص۳۸۱ ج ۳) اس عبارت شامی سے ثابت ہوا کہ اس صورت میں جو کچھ مال موجود ہے اس میں سب بھائیوں کا حصہ برابر ہوگا۔ اب اگر ہر بھائی کے حصہ میں بقدر نصاب نقد روپیہ یا مال تجارت آجائے

تو ہر ایک کے ذمہ جُداجُدا قربانی وغیرہ واجب ہوں گی۔ ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

دوسرے شخص کی طرف سے بغیر اُس کی اجازت کے قربانی کرنے سے اُس کی قربانی واجب ادا نہ ہوگی

سوال ۵۲۷۔ کئی اشخاص کی طرف سے قربانی کی جائے۔ اُن میں سے ایک شخص یا کوئی اور شخص حصہ داران کے بغیر وہاں قربانی کی جگہ موجود ہو اور وہ غیر حاضر صاحبان کی طرف سے نیت کرلے تو قربانی ہو جائے گی یا نہیں۔؟ (۲) چند حصہ دار اگر بغیر وزن کئے باہم رضامندی سے کم و بیش گوشت لیلیں تو جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ایک شخص دوسرے کی طرف سے بغیر اُسکی اجازت و اطلاع کے قربانی نہیں کرسکتا اور اگر کرے تو اُس شخص کے ذمہ سے واجب ادا نہ ہوگا اور کسی شریک کی بھی قربانی درست نہ رہے گی۔ لما فی العالمگیریۃ ولو ضحی ببدنۃ عن نفسہ وعرسہ واولادہ لیس ہذا فی ظاہر الروایۃ وقال الحسن بن زیاد فی کتاب الاضحیۃ ان کان اولادہ صغاراً جاز عنہ وعنہم جمیعاً فی قول ابی حنیفۃ وابی یوسف رح وان فعل بغیر امرھما او بغیر امر بعضھم لا تجوز عنہ ولا عنہم فی قولہم جمیعاً لان نصیب من لم یامر صار لحماً فصار الکل لحماً عالمگیریۃ صفحہ ۱۳ ج ۵) (۲) قربانی کا گوشت اندازہ سے یا باہمی تراضی کی بنا پر کم و بیش لینا یا دینا جائز نہیں۔ اس میں جو زیادتی کسی طرف جائے گی وہ سود کے حکم میں ہو جائے گی۔ اور کھال اور سری پائے وغیرہ کو کسی حصہ میں لگانے کا جزئیہ جو شامی نے لکھا ہے وہ ہمارے دیار میں مروج نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔ ۲۰

کوکین کی تجارت سے حاصل شدہ روپیہ مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

سوال ۵۲۸۔ ایک کوکین کی کمائی سے خریدا ہوا مکان مسجد میں دیا گیا ہے اُس کی آمدنی مسجد کے کسی کام میں صرف کرسکتے ہیں یا نہیں۔؟

الجواب قال فی الدر المختار من کتاب الاشربۃ وصح بیع غیر الخمر مما مر ومفادہ صحۃ بیع الحشیشۃ والافیون وفی رد المحتار للشامی ثم ان البیع وان صح لکنہ یکرہ کما فی الغایۃ شامی صفحہ ثم قال فی الدر المختار ویحرم اکل البنج والحشیشۃ والافیون لانہ مفسد للعقل ویصد عن ذکر لکن دون حرمۃ الخمر۔ قال الشامی نقلاً عن البحر وقد اتفق علی وقوع طلاقہ ای آکل الحشیشۃ فتوی مشائخ المذہبین الشافعیہ والحنفیۃ لفتواھم بحرمتہ وتادیب باعتہ شامی صفحہ ۳۲۱ ج ۵)۔

عبارت مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ شراب کے علاوہ دوسری مسکرات منجمدہ مثل بھنگ، افیون۔ کوکین وغیرہ کے ان کا حکم شرعی یہ ہے کہ ان کا استعمال بقدر مسکر باتفاق علماء حرام ہے اور فروخت کرنا ان اشیاء کا مکروہ ہے لیکن جب فروخت کردے تو بیع صحیح ہوگئی یعنی زر ثمن پر قبضہ کرلینے سے بائع اس زر ثمن کا مالک ہوگیا گو اُس کا فعل مکروہ ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ کوکین فروش کا پیشہ اگرچہ مکروہ ہے۔ لیکن اُس کی کمائی اُس کی ملک میں داخل ہے۔ اور وہ اُس میں ہر قسم کے تصرفات کرسکتا ہے اور اس سے حاصل کی ہوئی جائداد کو وقف

کرسکتا ہے۔ اگرچہ مناسب اُس کے لئے یہ ہے کہ مسجد یا دیگر اوقاف میں ایسی کمائی صرف نہ کرے کما صرح بہ الشامی فی کتاب الصلاۃ) لیکن اگر کسی نے اسی کمائی کی جائداد کو مسجد بنا دیا۔ یا وقف کردیا تو اس وقف کی صحت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ کما صرح بہ فی الاسعاف ص۱۰ اذا وقف الحر العاقل البالغ ارضہ او دارہ او ما جری التعارف بوقفہ من المنقولات وھو غیر محجور علیہ والامر نذ یصح ام ما عند عامۃ العلماء انتھی اور وہ مسجد بلاشبہ مسجد ہے۔ اُس کے تمام آداب واحکام مثل دیگر مساجد کے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نمازی کسی اونچی یا نیچی زمین پر نماز پڑھتا ہو تو سامنے گذرنے کا حکم۔

سوال ۵۲۹۔ ایک شخص ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہے جو سطح زمین سے ایک ہاتھ نیچی ہے پس زمین پر چلنے والا شخص مار بین یدی المصلی بنکر گنہ گار تو نہ ہوگا۔ علی ہذا اگر اس کا برعکس ہو تو تب کیا حکم ہے۔ کیا یہ سطح سترہ کے حکم میں ہو جائے گی اور مسجد اور صحرا میں اس کا حکم ایک ہی یا جدا۔؟

الجواب۔ مسجد میں تو مطلقاً یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شخص نمازی کے آگے کو گذر گیا تو وہ گنہگار ہوگا۔ اور یہ فعل مکروہ ہے البتہ صحرا کا یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شخص سطح مستوی پر نماز پڑھ رہا ہے تو ماورا موضع سجود کے گذرنا جائز ہے۔ اور اگر کوئی شخص بلند یا پست جگہ نماز پڑھتا ہے تو بقدر ایک ہاتھ کے بلندی اور پستی کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ اس صورت میں محاذاۃ اعضاء کا اعتبار ہے یعنی اگر گذرنے والے کے اعضاء مصلی کے اعضاء کے محاذی ہوں تو گذرنا مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ شرح منیہ میں اس مسئلہ کو خوب مفصل لکھا ہے۔ اور بہت سے اقوال نقل کرکے نہایہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔ عبارت اُس کی یہ ہے وفی النہایۃ الاصح انہ ان کان بحال لو صلی صلاۃ الخاشعین بان یکون بصرہ حال قیامہ الی موضع سجودہ لا یقع بصرہ علی المار لا یکرہ وما صحح فی النہایۃ مختار فخر الاسلام ورجحہ فی النہایۃ بانہ اذا صلی علی الدکان وحاذی اعضاءہ اعضاء المار یکرہ المرور علی ما ذکر فی الہدایۃ وغیرہا وان کان المار اسفل وھو لیس موضع سجودہ یعنی انہ لو کان علی الارض لم یکن سجودہ فیہ لان الفرض انہ یسجد علی الدکان فکان موضع سجودہ دون محل المرور ضرورۃ ومع ذلک یثبت الکراہۃ اتفاقاً الخ والذی یظہر ترجیح ما اختارہ فی النہایۃ من مختار فخر الاسلام الخ فقط مسعود احمد۔ 19

الجواب صحیح۔ وتعمیم المسجد مبنی علی الاحتیاط والا فالکبیر منہ فی حکم الصحراء۔ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

حلق کے بال منڈوانے کا حکم اور سفید بال اکھاڑنے کی کراہت۔

سوال ۵۳۰۔ حلق کے بالوں کو استرے سے صاف کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟ (۲) سفید بالوں کو اکھاڑنا برائے تزئین کیسا ہے۔؟ (۳) سر کے بالوں کو حلق کرنا مسنون ہے یا نہیں۔؟

الجواب - حلق کے بالوں کو منڈوانا علامہ شامی رحمۃ اللہ نے ممنوع لکھا ہے قال العلامۃ الشامی فی کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ولا یحلق شعر حلقہ الخ شامی جلد خامس ص۲۶۱ مطبوعہ مصر (۲) مکروہ ہے قال فی الدر المختار ولا باس بنتف الشیب - قیدہ فی البزازیۃ بان لا یکون علی وجہ التزین (۳) سنّت ہے کما قال العلامۃ الشامی وذکر الطحاوی ان الحلق سنۃ ونسب ذلک الی العلماء الثلاثۃ الخ فقط کتبہ مسعود احمد - الجواب صحیح حلق کے بالوں کے منڈانے میں امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ہے شامی سے جو قول منقول ہوا ہے وہ امام صاحب کا مذہب ہے اور اُس میں احتیاط ہے لیکن امام ابو یوسف رح سے جواز منقول ہے کما فی العالمگیریہ وعن ابی یوسف لا باس بذلک انتہی ص۳۵۹/ج۵ فقط بندہ محمد شفیع غفرلہٗ -

جبراً طلاق لکھوائی گئی تو طلاق نہیں پڑی جبکہ زبان سے لفظ طلاق نہ کہا ہو	**سوال ۱۳۱۵** خلاصہ سوال یہ ہے کہ زید اپنی سُسرال گیا اُس کی سُسرال والوں نے اپنی زوجہ کو طلاق دینے پر مجبور کیا اور طلاق نامہ لکھکر اُس پر جبراً

۲۵۱۵

انگوٹھا زید سے لگوالیا - لیکن زید نے زبان سے الفاظِ طلاق نہیں کہے - اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں -؟

الجواب - شامی جلد ثانی طلاق مکرہ کے بیان میں ہے - وفی البحر ان المراد الاکراہ علی التلفظ بالطلاق فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرأتہ فکتب لا تطلق لان الکتابۃ اقیمت مقام العبارۃ ۲۰ باعتبار الحاجۃ ولا حاجۃ ھنا کذا فی الخانیہ الخ بنائً علیہ زید کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں - فقط مسعود احمد -

الجواب صحیح
بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

تمت الحصۃ الرابعۃ من امداد المفتین
وبہا تم الجلد الاول منہ

وستتلوہ الحصۃ الاولیٰ الجلد الثانی
ان شاء اللہ تعالیٰ والحمد للہ الذی
بعزتہ وجلالہ
تتم الصالحات

اختیار الصواب فی مختلف الابواب

بعد الحمد و الصلوٰۃ

احقر کے فتاویٰ اور دوسرے مؤلفات کے متعلق کبھی خود نظرِ ثانی کے وقت اور کبھی کسی بزرگ یا دوست کے متنبہ کرنے سے جہاں کہیں حذف و ازدیاد یا رجوع و تغییر کی ضرورت محسوس ہوئی اُس کو اختیار الصواب کے عنوان سے امداد المفتین کا جزو قرار دیتا ہوں- اور اس سلسلہ میں اس وقت مندرجۂ ذیل فتویٰ درج ہوتا ہے:-

متعلقہ امداد المفتین جلد چہارم ص ۳۴۳

21 رسالہ المفتی بابت ماہ رجب ۵۶ھ امداد المفتین کے صفحہ ۳۴۳ پر مقبرہ میں نمازِ جنازہ پڑھنے کے متعلق ارقام ہے کہ:- حدیث نہی عن الصلوٰۃ فی المقبرۃ عام ہے تخصیص کی کوئی دلیل نہیں ہے- بلکہ اس کے خلاف کی دلیل تعاملِ سلف ہے کہ نمازِ جنازہ قرونِ اولیٰ سے لیکر عہدِ ائمہ تک اور زمانۂ مابعد میں بھی مقابر میں پڑھنے کا دستور نہ تھا اور روایاتِ فقہیہ بھی اس بارہ میں صریح ہیں کہ مقبرہ میں نماز مطلقاً ممنوع ہے- البتہ ایسی صورت میں کہ مقبرہ کی کسی جانب میں جگہ مقابر سے خالی ہو- اور قبریں سامنے قبلہ کے نہ ہوں یا اتنی دُور ہوں کہ نمازی کی نظر بحالتِ خشوع ان پر نہ پڑے- یا کوئی حائل مثل دیوار وغیرہ کے درمیان میں ہو تو پھر نماز مطلقاً خواہ جنازہ کی ہو یا فرائض الوقت میں سے ہو جائز ہے- وذلک لما فی العالمگیریۃ- وفی الحاوی وان کانت القبور ماوراء المصلی لایکرہ فانہ ان کان بینہ وبین القبر مقدار مالوکان فی الصلوٰۃ ویمر انسان لایکرہ- انتھیٰ-

اس پر اشکال یہ ہے کہ جس میت کو بغیر نماز جنازہ پڑھے دفن کیا ہو اُس پر تین روز تک اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کو فقہاء جائز لکھتے ہیں تو آیا وہاں بھی سُترہ کی ضرورت ہوگی یا نہ-؟ اگر چند قبروں کے بیچ میں ہو تو اس وقت کس طرح نماز پڑھی جائے گی-؟

تتمۂ جلد اول فتاویٰ امدادیہ صفحہ ۹۱ پر مولانا سلمہٗ فرماتے ہیں کہ جائز ہے کیونکہ قبر نفس نعش سے زیادہ نہیں اور نعش کے سامنے ہونا جائز ہے تو قبر کے بدرجۂ اولیٰ جائز ہے-

مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۱۲ پر ہے کہ قبور میں اگر نماز جنازہ کی پڑھ دیوے تو درست ہی مگر خارج از قبور ہونا بہتر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جائز اور امداد المفتین کی عبادت سے کراہت معلوم ہوئی اور عالمگیری کی عبارت میں نماز غیر جنازہ معلوم ہوتی ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب نے فقط غیر اولیٰ فرمایا ہے اس میں تو کسی کا خلاف نہیں ہے۔ البتہ یہ بات کچھ کھٹکتی ہے کہ مولانا تھانوی سلمہ نے جو فرمایا ہے کہ (قبر نفس نعش سے زیادہ نہیں) قبر کو نعش کے مساوی جاننا محل تامل معلوم ہوتا ہے کیونکہ نعش مردہ مثل نائم کے ہے اور نائم کے سامنے پڑے رہنے سے نماز جائز ہے بخلاف قبر کے جو کہ قبر پرستی کے مشابہ ہے جو تحقیق ہو ارقام فرماویں براہ عنایت عبارات فقہیہ نقل فرماویں۔

الجواب۔ اصل جواب وہی ہے جو حضرت حکیم الامۃ نے تحریر فرمایا ہے۔ کیونکہ صلوٰۃ جنازہ صلوٰۃ نہیں بلکہ دعا ہے اسلئے نعش پر اور قبر پر جائز ہے تو قبرستان میں بھی جائز ہے نہی عن الصلوٰۃ فی المقابر سے مراد نہی عن الصلوٰۃ الحقیقۃ ہے۔ مگر مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے میں نہی عن الصلوٰۃ فی المقبرۃ کے ظاہری عموم کی بھی رعایت کر لی گئی ہے کہ صلوٰۃ سے گو مراد حقیقیہ ہے مگر لفظ بظاہر عام ہے جو صلوٰۃ جنازہ کو بھی فی الجملہ شامل ہے اس لئے احتیاط
اولیٰ ہے۔ باقی حضرت مولانا کے فتوے پر جو آپنے شبہ کیا ہے اس سے بڑھکر شبہ صلوٰۃ علی القبر پر واقع ہوگا۔ حالانکہ ۲۲
بالاجماع جائز ہے۔ دوسرے نعش مردہ کو مثل نائم کے کہنا غلط ہے۔ نماز سجدہ و رکوع کیساتھ نعش مردہ کو آگے رکھکر مکروہ ہے اور نائم کے سامنے جائز ہے۔ دونوں کی مساوات غیر مسلم ہے۔ اور نماز جنازہ میں قبر پرستی کا شبہ ہی نہیں

واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ ظفر احمد عفا عنہ ۱۵ ر شعبان ۵۷ھ

الجواب۔ جناب کا سوال اور امداد الفتاویٰ اور فتاویٰ رشیدیہ کے جوابات اور مولانا ظفر احمد صاحب کا جواب دیکھا ان سب کو دیکھکر اب یہی صواب معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ قبور کے درمیان بھی جائز ہے اور کراہۃ صلوٰۃ بین المقابر صلوٰۃ حقیقیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ صلوٰۃ جنازہ عام صلوٰۃ کے مفہوم میں درحقیقت داخل نہیں اسکے لئے مستقل دلیل کی ضرورت ہے اور مستقل دلیل اُس کی کراہۃ بین القبور پر کوئی ہے نہیں۔ بلکہ صلوٰۃ علی القبر کا جواز اُس کے جواز کی دلیل ہے اس لئے پہلے جواب سے رجوع کرتا ہوں۔ فقط

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وجزاکم اللہ تعالیٰ علی ما اہتممتم۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ
خادم دار العلوم دیوبند
۱۵ ر رمضان ۵۷ھ

ایضاً متعلقہ امدادالمفتین حصہ چہارم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ معروض یہ کہ المفتی بابت جمادی الاول ۱۳۵۵ھ امدادالمفتین کے صفحہ ۱۷۱ جواب پر جو سوال وجواب بچھڑے کٹڑے کے ذبح کرنے کے متعلق مسئلہ درج ہے اس کی مزید تحقیق کے لئے جناب کو تکلیف دیتا ہوں۔ چونکہ یہ مسئلہ ہمارے یہاں کثیر الوقوع ہے اوان سوار آج تک کسی علماء نے اس کی نفی نہیں کی۔

سائل نے کٹڑے بچھڑے ذبح کرنے کی نفی میں ایک تو امام صاحب کا قول پیش کیا ہے۔
لایجوز للمکلف ان یذبح الفصلان والحملان والعجاجیل حین ولدت من الشاۃ والجاموس والناقۃ۔ فصلان وحملان وعجاجیل کی کیا تعریف اور کتنی عمر ہونے تک اس کا ذبح ممنوع ہو حین ولادۃ سے لیکر کتنی عمر تک ممنوع ہے۔ دوسرے سائل نے نفی میں حدیث دارمی ارقام فرمائی ہے۔ قالت امرأۃ ان لایذبحلہ لانہ صغیر عاجز ۔ ۔ ۔ ۔ فاتیا الرجل والمرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقص ذلک الامر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الامن ذبح الفصلان والحملان والعجاجیل لیس لھم شفاعۃ ولھم حب الحزن ولھم خزی فی الدنیا ۲۳
وعوقب فی النار لانہ ظلم عظیم۔ آیا صغیر عاجز کو کہاں تک کہلایا جائے گا۔ اس کی حد کیا ہے۔ اور حدیث کس درجہ کی ہے۔ یہ جو مشہور ہے کہ حدیث موضوع کی علامات میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ فعل تھوڑا ہو عقوبت سخت اس میں درج ہو۔ اس حدیث میں یہ علامت درج ہے۔ کیونکہ اپنی ملک میں جائز طریق سے تصرف کرتا ہے۔ اگر یہ حدیث ثابت اور صحیح ہے تو پس نفی ذبح میں سائل کے یہ دونوں دلیل صریح نص ہیں۔ اور جواب میں جو فصلان وحملان کے ذبح کی نفی میں حدیث ابن عباس پیش کی گئی ہے قال لاتتخذ واشیئا فیہ الروح غرضا رواہ مسلم اس پر جو نووی نے غرض کی شرح میں فرمایا ھذا النھی للتحریم لعن اللہ من فعل ھذا ولانہ تعذیب للحیوان واتلاف لنفسہ وتضییع لمالیتہ۔ یہ حدیث فصلان وحملان کے ذبح کی نفی پر چسپاں نہیں ہوتی بلکہ ہر اس جانور پر صادق آتی ہے جس کو ایذار دیکر فقط مارا جاوے۔ اور پھر پھینک دیا جاوے کسی کام میں نہ لایا جاوے۔ اس لئے ایذاء وتضییع کی نفی ہوئی۔ جیسے شکاری تیر وبندوق سے کسی جانور کو بے ضرورت مار کر پھینک دیتے ہیں۔ اگر ضرورت لاحق ہو تو ممنوع نہیں۔ اور ضرورتیں دو ہیں ایک جانور کا موذی ہونا۔ دوسرا احلال ہونا۔ پس اگر موذی کو مارا جاوے پھر مارنے کے بعد

اگر وہ ایسا جانور ہے کہ قابل کھانے کے ہے تو کھایا جاوے اور اگر حرام ہے لیکن اس کا کوئی جزو قابل نفع ہے جیسا چمڑا وغیرہ۔ تو وہ دباغت سے کام میں لایا جاوے اس لئے امام صاحب کے نزدیک قتل حرام و حلال جائز ہے بامر فاصطادوا کے۔ دیکھو اس جواب میں دوسری حدیث عن عبداللہ ابن عمر میں صریح تضییع کی نفی کی گئی ہے۔ قال ان یذبحھا فیاکلھا ولا یقطع راسھا فیرمی بھا۔ فصلان و حملان کو تو ذبح کر کے کھایا جاتا ہے۔

پس جو اہل مویشی دودھ پر گذران کرتے ہیں تو کٹڑوں کو ذبح کر کے کھاتے ہیں تو ان پر اتلاف و تضییع مال صادق نہیں آتا۔ البتہ فصلان پر رحم کی غرض سے ممنوع ہے تو اس نص کی وجہ سے قیاس ساکت ہے۔

الجواب

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ مرسلہ سوال و جواب کا مطالعہ کیا اور امداد المفتین کے فتوے پر مکرر نظر کی۔ اس میں سائل کے بیان سے یہ ترشح ہوتا تھا کہ جانوروں کے بچے بوقت ولادت ذبح کر دینے سے اس کے سوا کوئی فائدہ متصور نہیں کہ دودھ سالم بچ جائے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ابتداء ولادت کے وقت گوشت عادۃً کھانے کے قابل بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے اس فتوے ۲۴
کا منشاء یہ تھا کہ جب بچے کے ذبح کرنے سے کوئی فائدہ نہیں محض اس کو دودھ بچانے کے لئے ضائع کرنا مقصود ہے تو یہ صورت ناجائز ہے۔ اس کی دلیل میں احادیث مندرجہ فتوی پیش کی ہیں لیکن جناب کے بیان سے معلوم ہوا کہ مذبوحہ بچہ بے فائدہ ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے گوشت اور چمڑے وغیرہ سے نفع اٹھا لیا جاتا ہے تو یہ صورت دوسری ہے۔ اس میں حکم یہی ہے کہ ذبح کرنا جائز ہے اور ذبیحہ تو ہر صورت میں حلال ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

خادم دارالعلوم دیوبند

۲ رمضان ۵۵ھ

المقالۃ المرضیۃ فی حکم سجدۃ التحیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علم انہ قد اجتمعت کلمۃ الامۃ المحمدیۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام علی ان السجود لغیر اللہ تعالیٰ ان کان علی وجہ العبادۃ والتقرب الیہ فھو کفر بواح وارتداد واضح اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ وھو مما یستحیل ان یباح فی شریعۃ من الشرائع او لامۃ من الامم فی وقت من الاوقات ولم یرو عن احد ممن ینتحل الی الملۃ الاسلامیۃ او غیرھا من الادیان السماویۃ من جوزہ او ارتکبہ وان کان علی وجہ التحیۃ والتعظیم لا العبادۃ فالمسجود لہ ان کان مما لا یسجد الیہ الا کافر وکان السجدۃ الیہ من شعار الکفرۃ کالسجود للصنم والشمس او لغیرھا من الابنیۃ والاشجار اللتی عرفت فی بلادنا من معبودات البراھمۃ فھو ایضاً کفر اجماعاً لا یختلف فیہ اثنان ولا ینتطح فیہ عنزان۔ وذلک

(۲۱)

ترجمۃ المقالۃ المرضیۃ فی حکم سجدۃ التحیۃ

(مسمّٰی)

اعدل التعلیم فی حکم سجدۃ التعظیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ جاننا چاہئے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی چند صورتیں اور ہر صورت کا حکم جدا ہی

سجدۂ عبادت اُمّتِ مسلمہ کا قرناً بعد قرن اس بات پر اتفاق رہا اور ہے کہ خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا خواہ وہ انسان زندہ ہو یا مُردہ خواہ وہ از قبیل جمادات ہو یا حیوانات۔ الغرض کوئی بھی خدا تعالیٰ کے سوا ہو اُس کو سجدۂ عبادت وبندگی کی نیت وارادہ سے کیا جاوے اور اس کو معبود قرار دیکر سجدہ کریں تو یہ سجدہ صریح کفر اور خروج عن الایمان ہوگا۔ اور اس کا مرتکب یقیناً کافر مرتد ہوجاوے گا۔ (حق تعالیٰ ہم کو اس سے محفوظ رکھے آمین)۔

لانا نحکم بالظاھر وظاھرہ لایسمع التاویل فان من سجد للصنم او الشمس او ذھب الی الکنائس مع شد الزنار ثم ذھب یتأول بانہ لم یفعل ذلک عبادۃ بل تحیۃ وتعظیما فقد کذب الظاھر وان اُعتُبِرت امثال ھذہ التاویلات اعذار المریق کافر کافر فان عبدۃ الاصنام کلھم یزعمون انھم انما یعبدونھا لیقربوھم الی اللہ زلفی۔ نعم کان ھذا الحکم مقصورا علی الظاھر واحکام الدنیا واما الباطن والحقیقۃ فھو مفوض الی عالم السرائر والضمائر۔

وذلک لما فی الاعلام بقواطع الاسلام للعلامۃ ابن حجر الھیثمی عن المواقف وشرحھا من صدق بما جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومع ذلک سجد للشمس کان غیر مؤمن بالاجماع لان سجودہ لھا یدل بظاھرہ انہ لیس بمصدق ونحن نحکم بالظاھر فلذلک حکمنا بعدم ایمانہ (الی قولہ) حتی لو علم انہ لم یسجد لھا علی سبیل العبادۃ واعتقاد الالھیۃ بل سجد لھا وقلبہ مطمئن بالتصدیق لم یحکم بکفرہ فیما بینہ وبین اللہ وان أجری علیہ حکم الکافر فی الظاھر۔ انتھی۔ ومثلہ فی کتاب الزواجر لابن حجر حیث قال وفی معنی ذلک کل من فعل فعلاً اجمع المسلمون علی انہ لا یصدر الا من کافر وان کان مصرحا بالاسلام کالمشی الی الکنائس مع اھلھا بزیھم من الزنانیر وغیرھا۔

والحاصل ان السجود لغیر اللہ تعالی ان کان بقصد العبادۃ او علی وجہ یکون شعار الکفرۃ ویعلم بظاھرہ انہ للعبادۃ وان انکر قصد العبادۃ فھو کفر اجماعا۔ بقی ما لم یقصد فیہ العبادۃ لغیر اللہ ولم یقع ۲۲

اور یہ سجدۃ العبادۃ کبھی کسی مذہب حق اور دین الٰہی میں مشروع اور مباح نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ کسی اہل علم نے علماء اہل السنۃ والجماعۃ میں سے اسکو کسی وقت جائز قرار دیا ہے۔ بلکہ تمام علماء سلف وخلف کا اجماع کفر وارتداد ہونے پر رہا ہے:

سجدۂ تعظیم البتہ سجدۂ تعظیم یعنی حق تعالیٰ کے غیر کو سجدہ بندگی وعبادت کے قصد سے تو نہ کریں بلکہ محض ادب وتعظیم کے طور پر جیسے قیام تعظیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سجدۂ تعظیمی کیا جاوے اس کے حکم میں تفصیل ہے۔ اگر یہ سجدۂ تعظیم ان چیزوں کو کیا جاوے جن کو سجدہ کرنا خاص کفر کی علامت اور کفار کا شعار ہے۔ جیسے بُت یا پیپل کا درخت یا گنگا، جمنا یا چاند سورج وغیرہ تو یہ سجدۂ تعظیم بھی باجماع اُمت اور باتفاق علماء کفر وشرک ہے۔ اس کا کرنے والا کافر مرتد ہے، اگرچہ اس کام میں نیت عبادت کی نہ رکھتا ہو کیونکہ احکام شریعت ظاہر عمل سے متعلق ہیں نہ نیات سے۔ البتہ ممکن ہے کہ عند اللہ سبحانہ وتعالیٰ وہ مؤمن ہو۔ مگر

ف۱ اعلام علی ہامش الزواجر ص۳۳ ج۲ ۱۲ منہ ف۲ زواجر ص۲۲ ج۱ ۱۲ منہ ف۳ نعم ان ثبت عذرہ من الاکراہ وامثالہ او علم بالیقین انہ فعلہ استہزاء وسخریۃ فلا یحکم بکفرہ کما فی الزواجر ص۲۲ ج۱ ومثلہ فی الاعلام ص۳۲ ج۲۔ ۱۲

لمسجود له كفرة فاختلفوا فى كونه كفراً وارتداداً بعد ما اتفقوا على انه حرام ومعصية كبيرة يخشى
عليه الكفر كما فى الاعلام[1] عن الروضة للنووى وليس من هذا ما يفعله كثيرون من الجهلة الظالمين من
السجود بين يدى المشائخ فان ذلك حرام قطعاً بكل حال سواء كان للقبلة اولغيرها وسواء قصد السجود
لله اوغفل وفى بعض صوره ما يقتضى الكفر اعاذنا الله تعالى من ذلك انتهى۔ وكما فى خطر ردالمحتار[2]
عن الزيلعى وذكر الصدر الشهيد انه لا يكفر بهذا السجود لانه يريد به التحية وقال شمس الائمة
السرخسى ان كان لغير الله تعالى على وجه التعظيم كفر۔ وفى الظهرية يكفر بالسجدة مطلقاً اه وفى كراهية
الهندية[3] من سجد للسلطان على وجه التحية اوقبل الارض بين يديه لا يكفر ولكن يأثم لارتكابه الكبيرة
هو المختار۔ قال الفقيه ابو جعفرؒ وان سجد للسلطان بنية العبادة اولم تحضره النية فقد كفر كذا فى جواهر الاخلاطى
انتهى۔ ثم من ذهب انه كفر مطلقاً قال انه لا فارق بين السجود للصنم والشمس وبين الآباء والمشائخ وغيرهم
من المخلوقين ومن فرق بينهما قال ان مشروعية التعظيم والتكريم فى حق الآباء والمشائخ وامثالهم وجواز
السجود لهم فى الشرائع السابقة كما فى قصة يوسف للابوين وفى قصة آدم عليه السلام للعالم الاكبر منهم
قامت شبهة دارئة لكفر من سجد لهم وعند وقوع الشبهة لا نحكم بالكفر وان كان على شفا حفرة منه ۲۳
خبران ۱۲
لخطر الحكم بكفر مسلم هذا ملخص ما فى الاعلام[4] بعد ما ذكر استشكال العز بن عبد السلام الفرق بينهما و

احکام دنیا کے لحاظ سے اِس کا مرتکب کافر شمار ہوگا۔ اور اس کی دلیل یہ ہے۔ علامہ ابن حجر ہیثمی اپنی کتاب الاعلام
بقواطع الاسلام میں شرح المواقف سے نقل فرماتے ہیں۔ جوکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو تسلیم کرے اور
اس پر ایمان لائے۔ اور بایںہمہ آفتاب کو سجدہ کرے تو وہ بالاجماع مؤمن نہیں۔ اس لئے شمس کو سجدہ کرنے سے
بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ مؤمن نہیں (ورنہ ایسی حرکت جوکہ بظاہر کفر ہے اختیار نہ کرتا۔) اور ہمارا حکم
باعتبار ظاہر کے ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کے مؤمن نہ ہونے کا حکم دیا گیا۔ ہاں اگر ہم کو یہ امر محقق ہو جائے
کہ وہ سجدۂ عبادت کے خیال سے نہیں کرتا اور اس کا اعتقاد یہ نہیں کہ آفتاب اس کا رب ہے۔ اور اسکا
دل ایمان سے پُر ہے تو دیانۃً اس کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ لیکن قضاءً اس کو کافر کہیں گے۔ (اور تمام
معاملات اس کے ساتھ وہی کئے جائیں گے جو کفار کے ساتھ کئے جاتے ہیں)۔

نیز کتاب الزواجر مصنفہ ابن حجرؒ میں ہے کہ جو شخص کوئی ایسے کام کرے کہ جو سوائے کافر
کے کسی دوسرے سے صادر نہیں ہوسکتا تو وہ شخص کافر کہا جائے گا (یعنی قضاءً نہ دیانۃً) اگرچہ وہ

[1] اعلام بقواطع الاسلام ص۳۴۷ ج۲-۱۲ منہ [2] ردالمحتار استمبولی ص۳۴۸ ج۵-۱۲ منہ [3] عالمگیری کتاب الکراہیۃ الباب
الثامن والعشرون ص۳۷۸ ج۵ طبع مصر ۱۲ [4] اعلام ص۳۴۳ ج ۱۲ منہ

وبعض الفاظه وعلى هذا فهذ الجنس (يعنى سجود التعظيم) قد ثبت للوالد ولو فى زمن من الازمان و شريعة من الشرائع فكان شبهة دارئة لكفر فاعله بخلاف السجود لنحو الصنم او الشمس فانه لم يرد هو ولا ما يشابهه فى التعظيم فى شريعة من الشرائع فلم يكن لفاعل ذلك شبهة لا قوية ولا ضعيفة فكان كافرًا ولا نظر لقصد التقرب فيما لم ترد الشريعة بتعظيمه بخلاف ما وردت بتعظيمه فاندفع الاستشكال واتضح الجواب عنه۔

هذا بيان مذاهب الامة فى السجود لغير الله تعالى وتفصيل احكامه ويستشكل عليها قوله تعالى

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا۔ الاٰية

والجواب عنه ما فى احكام القرآن للجصاص۔ وقد كان السجود جائزا فى شريعة ادم عليه السلام للمخلوقين ويشبه ان يكون قد كان باقيًا الى زمان يوسف عليه السلام فكان فيما بينهم لمن يستحق ضربًا من التعظيم ويراد اكرامه بتحية بمنزلة المصافحة والمعانقة فيما بيننا وبمنزلة تقبيل اليد وقد روى عن النبى صلى الله عليه وسلم فى اباحة تقبيل اليد اخبار وقد روى الكراهة الا ان السجود لغير الله تعالى على وجه التكرمة والتحية منسوخ بما روت عائشة وجابر بن عبد الله وانس رضى الله تعالى عنهم ان النبى صلى الله عليه وسلم قال ما ينبغى لبشر ان يسجد لبشر ولو صلح لبشر ان يسجد لبشر لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها۔ لفظ حديث انس بن مالك رض۔ له (۲۴)

له احکام القرآن للجصاص ص ۳۵ ج ۱ ۱۲ منہ

علانیہ اپنے اسلام کو ظاہر کر رہا ہو۔ جیسے یہودیوں کی کنیتہ میں یہود کی ساتھ اُن کے طریقہ پر زنار وغیرہ پہنکر جانا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا کے غیر کو سجدہ کرنا عبادت کی نیّت وارادہ سے یا ایسی نیّت وکیفیت سے کہ یہ معلوم ہو کہ عبادت کے طور پر سجدہ کر رہا ہے۔ اگرچہ وہ نیت عبادت کا منکر ہو تب بھی اس کا مرتکب بالاجماع کافر ہے

سجدہ تعظیم کی دوسری صورت دوسرا سجدۃ التحیۃ وہ ہے کہ اس میں قصد غیر اللہ کی عبادت کا نہ ہو۔ اور سجدہ بھی ان اشیاء کی طرف نہ ہو جن کو کفار سجدہ کیا کرتے ہیں۔ اور جن کی طرف سجدہ کرنا شعار کافروں کا سمجھا جاتا ہے۔ اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہ بھی کفر ہے۔ اور بعض نے اس کا انکار کیا۔ لیکن اس پر اتفاق ہے کہ یہ حرام قطعی اور گناہِ کبیرہ ہے۔ اور اس کا مرتکب قریب بالکفر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ردالمحتار میں امام زیلعی رح سے منقول ہے کہ اس سجدہ کی وجہ سے کافر نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کی نیت عبادت کی نہیں بلکہ تعظیم وتحیۃ مقصود ہے۔ اور امام شمس الائمۃ السرخسی فرماتے ہیں کہ اس

قال العبد الضعیف غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ان ملاحظۃ ما اختصت بہ الامۃ الامیۃ من المزایا فی الاحکام واحکامہا وما تکفل الحق سبحانہ وتعالیٰ لہا من حفظ ہذہ الشریعۃ واعلامہا انہا قد حُمیت عن اسباب الشرک ودواعیہ کما جُنّبت عن عینہ ودواھیہ فان من حام حول حمی اوشک ان یقع فیہ۔ بخلاف الامم السابقۃ فانہا قد حرم علیہا عین الکفر والشرک ولم یحرم علیہم کل ما عسیٰ ان یکون سببًا للابتلاء بہ۔ الا تری ان التصاویر والتماثیل وصنعہا کانت مباحۃ فی الشرائع السابقۃ کما فی قولہ تعالیٰ وَیَعۡمَلُوۡنَ لَہٗ مَحَارِیۡبَ وَتَمَاثِیۡلَ۔ الآیۃ۔ وقولہ تعالیٰ واخلق لکم کہیئۃ الطیر وامثالہ ولکن استعمالہا بالتعظیم والتکریم صار ذریعۃ الی الابتلاء بالشرک فنہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہذہ الامۃ عنہ؛

ومن ہذا القبیل نہیہ علیہ السلام عن الصلوٰۃ وقت الطلوع والغروب واستواء والشمس فی الظہیرۃ کما رواہ الستۃ ونہیہ علیہ السلام للعبید ان ینادو سیدہم بیاربّ وللسیّد ان ینادی عبدہٗ بیاعبد کما اخرجہ مسلم فی الصحیح۔ حذران یکون ذلک فی مدی لہم ذریعۃ الی الشرک وعبادۃ المخلوقین فتہلک الامۃ کما ہلک من قبلہا من الامم؛

(۲۵) سجدہ کی وجہ سے بھی کافر ہو جاوے گا۔ کیونکہ سجدۂ غیر اللہ کو بہ نیت تعظیم سے کرنا کفر ہے۔ اور فتاوی ظہریہ میں لکھا ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے خواہ کسی نیت وقصد سے ہو انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اور فقیہ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ جو سلطان اور بادشاہ کو سجدہ عبادت کی نیت اور عبادت سمجھ کر کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہی اسی طرح وہ شخص جس نے سجدہ کرتے وقت کوئی نیّت نہ کی ہو (بہ قول جواہر اخلاطی میں منقول ہی) عالمگیری کتاب الکراہۃ میں لکھا ہے کہ جو بادشاہ کو سجدہ بہ نیّت تعظیم کرے اور زمین کو بادشاہ کے سامنے چومے کافر نہیں ہوتا۔ مگر گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور یہ قول مفتی بہ ہے۔

جو لوگ کہ سجدۂ غیر اللہ کو مطلقاً کفر کہتے ہیں۔ تو اس میں ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جیسے سجدہ آفتاب اور بُت وغیرہ کو کرنا کفر ہے۔ اسی طرح اپنے آباء ومشائخ کو مخلوقات میں سے (اور اولیاء اللہ کے مزارات کو) سجدہ کرنا بھی کفر ہے (خواہ کسی نیت وارادہ سے ہو)۔

اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ آباء ومشائخ کے لئے سجدہ کرنا پہلی امتوں کے لئے جائز تھا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے سجدہ کیا (تو چونکہ یہ امر مسلم ہے کہ کفر اور اس کے افعال کی اجازت کبھی کسی مذہب سماوی میں نہیں ہوئی) تو آباء ومشائخ عظام کو سجدہ بطور تعظیم کے کرنا مماثل ومشابہ سجدۂ آفتاب وبُت وغیرہ کے نہیں۔ کیونکہ آفتاب وبُت ودرخت وغیرہ

فاذا تقرر هذا فقد حصحص الحق فی سجود التحیة انه لیس بکفر والشرک فی نفسه ولهذا أبیح فی ملل
الشرائع السابقة الا انه صار ذریعة الی الشرک فی القرون الخالیة فضلوا وهلکوا - فاقتضت العنایة الالٰهیة
لهذه الامة ان یحرم علیها السجود لغیر الله مطلقاً وان کان من قصد العبادة علی بون بعید - فنسخ ما کان
علیه الامم السابقة من جواز السجود بقصد التحیة والتکریم - هذا -

لا یقال کیف نسخت آیة القرآن المبین بخبر الواحد لانا نقول ان الروایة التی قالت الامة بکونها ناسخة قد بلغت حد الشهرة بل التواتر کما بینه حجة الله فی الارض شیخنا شرف المشائخ فی هوامش تفسیره بیان القرآن وهذه عبارته بلفظه سجدة التحیة کان مشروعاً فی شرع من قبلنا ونسخ فی شرعنا والناسخ ما رواه الترمذی عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لو کنت آمراً احداً ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها وفی العزیزی قال الشیخ حدیث صحیح اھ وقال الترمذی وفی الباب عن

جن کو سجدہ کرنا کفار کا شعار ہے۔ اُن کی تعظیم کا امر اور ثبوت اُمم اسلامیہ اور ملل حقہ اور ادیان سماویہ میں کہیں بھی نہیں۔

الغرض چونکہ سجدۂ تعظیمی آبار اور مشائخ عظام کے لئے ہم سے پہلی شریعتوں میں مشروع تھا۔ اگرچہ ہماری اُمت کے لئے حرام قطعی ہوگیا مگر جواز سابق کی بنار پر اس کا فعل کفر ہونا مشتبہ ہوگیا۔ اور یہ اصول (۲۶)
مسلّم ہے کہ اگر کوئی شبہ کسی کے کافر ہونے میں واقع ہوجائے تو اُس پر حکم کفر جاری نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا جو آبار یا مشائخ کو سجدۂ تعظیمی کرے۔ اس پر حکم کفر نہیں لگایا جائے گا۔ اگرچہ وہ شخص کافر ہونے کے قریب ہوجاتا ہے۔ (کتاب الاعلام ص۳۳ ج۳)۔

چنانچہ کتاب الاعلام میں لکھا ہے۔ چونکہ سجدۂ تعظیمی آبار و مشائخ کے لئے پہلی شریعتوں میں جائز اور مشروع تھا۔ تو اب سجدۂ تعظیمی جو کہ آبار یا مشائخ کو کرے اس کے مرتکب کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ اب اس کے فعل کفر ہونے میں جزم باقی نہ رہا (کیونکہ جب وہ کسی شرع میں مشروع ہے تو معلوم ہوا کہ وہ فعل کفر نہیں) اور سجدۂ آفتاب اور سجدۂ بُت وغیرہ کو کرنا یہ ایسا نہیں۔ کیونکہ یہ کبھی جائز نہیں ہوا۔ اور نہ ہوسکتا ہے تو اس کا مرتکب ضرور کافر ہوگا۔ کیونکہ یہاں پر اس کے جائز ہونے کا شبہ بھی نہیں ہوسکتا۔ اور پہلی صورت میں جائز ہونے کا شبہ ممکن تھا۔ اور جن امور کی تعظیم اسلام میں مشروع نہیں ان کو سجدہ کرنے کی نیّت کا اعتبار بالکل نہ ہوگا۔ کہ وہ یہ کہے کہ میں نے سجدہ تعظیم کے لئے کیا ہے نہ عبادت کے لئے اور مشائخ کو جو سجدہ کرے۔ اس میں نیّت کا اعتبار ہوگا۔ اگر نیّت عبادت کی سجدۂ مشائخ میں ہو تو اس کا فاعل کافر ورنہ عاصی ہوگا۔ اور یہ فعل تو گناہِ کبیرہ ہوگا۔ یہانتک بیان تھا مذاہب کا۔

معاذ بن جبل وسراقہ بن مالک وصہیب وعقبۃ بن مالک بن جعشم وعائشۃ وابن عباس وعبد اللہ بن ابی اوفی وطلق بن علی وام سلمۃ وانس وابن عمر اھ وفی نیل الاوطار وقد روی حدیث ابی ھریرۃ المذکو البزار باسناد فیہ سلیمان بن داؤد الیمامی وھو ضعیف واخرج قصۃ معاذ المذکورۃ فی لباب (التی عزاھا تان الی احمد وابن ماجہ عن عبد اللہ بن ابی اوفی) البزار باسناد رجالہ رجال الصحیح واخرجھا ایضاً البزار والطبرانی باسناد اخر وفیہ النحاس بن فھم وھو ضعیف واخرجھا ایضاً البزار والطبرانی باسناد خر رجالہ ثقات وقضیۃ السجود ثابتۃ عن حدیث ابن عباس عند البزار ومن حدیث سراقۃ عند الطبرانی ومن حدیث عائشۃ عند احمد وابن ماجہ ومن حدیث عصمۃ عند الطبرانی وعن غیر ھؤلاء حدیث عائشۃ الذی ذکرہ المصنف ساقہ ابن ماجہ باسناد فیہ علی بن زید بن جدعان وفیہ مقال (ضعفہ کثیرون ووثقہ بعضھم واخرج لہ مسلم مقرونا بغیرہ کما فی التھذیب) وبقیۃ اسنادہ من

ایک شبہ اور اسکا جواب

قرآن کریم میں وارد ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام کو ملائکۃ اللہ علیہم الصّلوٰۃ والسلام نے سجدہ کیا اور تمام مقرب بارگاہِ احد فرشتے جن میں حضرت جبرئیل ومیکائیل جیسے مقرب بھی شامل تھے۔ تمام ملائکہ کیساتھ (٢٧)
سجدہ میں گر گئے۔ اور یہ بحکم خداوند تعالیٰ ہوا۔ اور سجدہ نہ کرنے سے شیطان ذلیل وکافر اور شقیٔ ازلی ہوا تو اس تمام تر واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو سجدہ کرنا نہ فقط جائز ہے بلکہ مامور بہ ہے؛

جوابِ شبہ

امام ابوبکر جصاص حنفی اپنی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ سجدۂ تعظیمی حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بحکم الٰہی جاری کیا گیا تھا۔ اور سب سے پہلے ان کے لئے مشروع ہوا۔ پھر ان کی امت میں بھی مشروع رہا اور غالباً یہ سجدۂ تعظیمی کی مشروعیت برابر باقی رہی یہانتک کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کے زمانہ میں بھی ان کے بھائیوں نے ان کو سجدہ کیا۔ اور اُس زمانہ میں سجدہ غایت تعظیم کے لئے کیا جاتا تھا۔ جیسے کہ ہماری شریعت میں معانقہ تعظیماً مشروع ہے۔ اسی طرح دست بوسی بھی بعض علماء کے نزدیک بلاکراہت مشروع اور بعض مکروہ فرماتے ہیں۔ مگر سجدہ کو شرع شریف نے کبھی کسی حالت میں کسی ذات کے لئے جائز نہیں کیا اور نہ ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور سجدۂ تعظیمی کی مطلقاً ممانعت احادیثِ صحیحہ وصریحہ سے قطعی طور سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضؓ نے جب چاہا کہ حضور علیہ السّلام کو سجدہ کریں تو آپ نے اُن کو

رجال الصحیح (واوردھذا الحدیث ابن الجارود فی المنتقی فھو صحیح عندہ فانہ لایاتی الا بالصحیح کما صرح به السیوطی فی دیباجة جمع الجوامع) وحدیث عبداللہ بن ابی اوفی ساقه ابن ماجه باسناد صالح مختصرا وفی الترغیب للمنذری بعد روایت انس بن مالك مع قصة الجمل رواہ احمد باسناد جید رواہ ثقات مشھورون والبزار بنحوہ ورواہ النسائی مختصرا وابن حبان فی صحیحه من حدیث ابی ھریرۃ بنحوہ باختصار وفیه بعد روایت قیس بن سعد رواہ ابوداؤد وفی اسنادہ شریك وقد اخرج له مسلم ووثق (قلت لما سکت عنه ابوداؤد فھو حجة عندہ) وفیه بعد حدیث ابن ابی اوفی رواہ ابن ماجه وابن حبان فی صحیحه وساق فی کنز العمال بھذا الحدیث متونا عدیدۃ وطرقا کثیرۃ نسرد منھا سوی التی ذکرناھا انفا حاکم عن بریدۃ وقیس ابن سعد (ولم یتعقب علیھما السیوطی بل صححھما فی الصحیح فھما حدیثان صحیحان) والترمذی عن انس والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس والبیھقی عن ابی ھریرۃ وعبد بن حمید عن جابر والطبرانی فی الکبیر وسعید ابن منصور عن زید ابن ارقم اہ وفی الخصائص

روک دیا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ سجدہ کی مستحق فقط ذات حق جل وعلاشانہ ہے نہ اور کوئی۔ خواہ ولی ہو یا پیر یا نبی ہو یا کسی بزرگ کا مزار وغیرہ؛ ٢٨

الغرض کوئی بھی ہو اس کو سجدہ کرنا قطعی حرام ہے۔ جیسے کہ روایات سے ثابت ہے۔ اور اس کے راوی حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں کہ سب کا ماحصل یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی انسان کو سزاوار نہیں کہ کسی بشر اور آدمی کو سجدہ کرے اور اگر یہ زیبا ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے ازواج اور خاوندوں کو سجدہ کریں۔ اسلئے کہ خاوند کے حقوق زوجہ پر بہت زیادہ ہیں۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ سجدۂ تعظیمی شرعاً قطعی حرام ہے اس کا مرتکب عاصی ہے۔ اور یہ فعل گناہ کبیرہ ہے؛

فائدہ

جہاں حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس امت مرحومہ کو طرح طرح کی نعمتیں اور فضیلتیں عطا فرمائی ہیں اور کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ فرما کر اس امت کی شان کو دوبالا کیا ہے۔ اسی طرح اس کی ساتھ معاملہ بھی غایت رحمت کا معاملہ فرمایا ہے؛ اسی وجہ سے اس امت پر اس قسم کے احکام نازل فرمائے گئے جن سے کہ امت کی پوری طرح گمراہی سے حفاظت ہو۔ اور جب ایک چیز کو ممنوع کرنا منظور ہوا تو اس شے کی لوازمات اور وہ تمام چیزیں حرام قرار دی گئیں جو کہ ذریعہ ہو سکتی تھی اس شے تک پہنچنے کا مثلاً زنا حرام کیا تو اس کے دواعی بھی حرام کئے گئے۔ بُت پرستی حرام کی گئی تو ساتھ جاندار کی تصاویر کا بنانا اور رکھنا یہانتک کہ دیکھنا

یہی روایات کثیرۃ منہا روایۃ ثعلبۃ بن ابی مالک عند ابی نعیم وروایت یعلی بن مرۃ عند الطبرانی وابی نعیم وجدت فی قرطاس عتیق بخطی ولم یحضر نی الاٰن من این کنت اخذتہ ان الحدیث رواہ ابوداؤد والطبرانی والحاکم والبیہقی عن قیس بن سعد والترمذی عن ابی ھریرۃ والدارمی والحاکم عن بریدۃ واحمد عن معاذ والطبرانی عن سراقہ بن مالک وصہیب وعقبہ بن مالک وغیلان بن مسلم ورواہ ابن ابی شیبہ عن عائشۃ والبیہقی ایضاً عن ابی ھریرۃ کذا فی جمع الجوامع للسیوطی انتہی مافی القرطاس فہذہ اسانید جدیدۃ بعضہا صحیحۃ وبعضہا حسن وبعضہا ضعیف یقوی بآخر ومنتہی

بھی حرام قرار دیا گیا۔ اور چونکہ آفتاب پرست سورج کو صبح شام پوجتے ہیں۔ لہذا اس وقت خاص میں نماز فجر وعصر ممنوع قرار دی گئی محض اس وجہ سے کہ آئندہ کہیں لوگ یہ خیال نہ کرنے لگیں کہ یہ نمازیں تعظیم شمس کے لئے مشروع ہیں اور شرک کی بُری بلا میں گرفتار ہوجائیں۔ اور شریعت غراء میں اس کا بھی پورا لحاظ رکھا گیا ہے کہ الفاظ میں بھی اہل شرک سے ادنیٰ سی مشابہت پیدا نہ ہو۔ تاکہ کبھی ایک عرصہ دراز کے بعد یہ سبب شرک نہ ہوجائے اور اُمم سابقہ کی طرح یہ اُمت بھی ہلاک نہ ہوجائے۔

(۲۱) چنانچہ فرمایا کہ غلام اپنے آقا کو یارب کہکر آواز نہ دیا کرے۔ ادھر آقا کو بھی روکدیا کہ وہ اپنے غلام کو یا عبدی کہکر نہ پکارے۔ اس کی ہی برکت سے یہ امت مرحومۂ اسلام باوجودیکہ اپنی عمر کی تیرھویں صدی ختم کرچکی ہے مگر دین میں زیادتی ونقصان اور شرک وکفر میں بفضلہ تعالیٰ ایسی مبتلا نہیں ہوئی جیسی پہلی اُمتیں۔ اور بوعدۂ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ حفاظت میں رہیگی۔ اور یہ نعمت حفاظت تامہ خاصہ امت اُمیہ کا ہے۔ اور امم سابقہ میں یہ نعمت علی وجہ الکمل بحسب الاحکام نہ تھی۔ کیونکہ ان کے لئے حرام صرف وہ اشیاء تھیں جن کا حرام کرنا منظور تھا اور ان کے دواعی حرام نہ تھے۔ چنانچہ امم سابقہ کے لئے تماثیل وتصاویر کا استعمال مباح تھا۔ انہوں نے اس میں غلو کیا۔ اور احد جو کوئی نامور انسان ہوتا اس کی تصویر کی تعظیم کرنے لگتے۔ یہانتک کہ شرک وکفر کی مصیبت میں مبتلا ہوگئے۔ اس کے علاوہ ہزارہا نظائر اس کے موجود ہیں۔

الغرض اس تمام تقریر سے واضح ہوگیا کہ تحقیق اور امرحق سجدۃ التحیۃ کے بارے میں یہ ہے کہ یہ سجدۂ تعظیمی فی نفسہ کفر وشرک نہیں ہے۔ اسی وجہ سے پہلی امتوں میں سجدۂ تعظیمی جائز تھا۔ البتہ ذریعہ کفر وشرک ضرور ہے اور صورت بھی فعل کفر ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ سجدۂ تعظیمی امم سابقہ اور قرون ماضیہ میں ذریعہ شرک بن گیا تھا۔ اور وہ کفر میں اس کی وجہ سے مبتلا ہوگئے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ

هذه الاسانيد الى عشرين صحابيا لو اقتصرنا على الطرق المارة والحديث اذا روى من عشرة فهو متواتر على القول المختار۔ (كما فی تدريب الراوی) فهذا الحديث متواتر بالاولى وان اختلف احد فی تواتره للاختلاف فی لعدد الذی يحصل به التواتر فلا يمكنه ان ينكر من كونه مشهورًا ويكفی المشهور لنسخ المتواتر على ما تقرر فی الاصول واطلنا الكلام فيه للضرورة الداعية فی هذا الزمان والا يكفينا اجماع الامة ولم نر احدا من السلف والامن الخلف اختلف فی حرمة سجدة التحية مع تصفح كثير من كتب التفسير والحديث والفقه وما نقل عن بعض الصوفية فی كتب تواريخهم لم يثبت عنهم

دنیا میں عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوگئی۔ اور آخرت میں عذابِ ابدی کی مستحق ہوئی۔ تو اس بنا پر خداوند قدوس کی رحمت بے پایاں اور لطف و کرم عمیم کا تقاضا ہوا کہ اس امت خیر الامم پر انعام کیا جائے اور بقاءِ ہدایۃ اور نجات عن الضلالۃ کیلئے مناسب یہی ہے کہ ذریعہ کفر و شرک کو بھی حرام قرار دیا جائے۔ اگرچہ وہ ذریعہ بہت دُور کا تعلق کفر و شرک کیساتھ رکھتا ہو جیسے کہ تصاویر کا تعلق شرک سے۔ اسی وجہ سے سجدۂ تعظیمی کا جواز منسوخ ہوگیا۔ اور امتِ محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام کیلئے ہمیشہ کیلئے سجدۂ تعظیم ممنوع قرار دیا گیا۔ اس پر یہ شبہ ہے۔

شبہ سجدۂ تعظیمی جبکہ کفر و شرک کی مذکورہ صورتوں میں داخل نہ ہوا تو اُسکا جواز پہلی اُمتوں کیلئے آیات قرآنیہ سے ثابت ہے جیسے آدم علیہ السلام کیلئے فرشتوں سے سجدہ کرانا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور اُن کے صاحبزادوں کا حضرت یوسف علیہ السّلام کو سجدہ کرنا وغیرہ۔ تو اس حکم قرآنی کو اس اُمت کیلئے منسوخ قرار دینا اُسوقت صحیح ہوسکتا ہے جبکہ یا خود قرآنِ (۲۲) کریم میں اُسکا نسخ وارد ہوا ہو یا احادیثِ متواترہ سے نسخ ثابت ہو۔ اور مسئلہ مذکورہ میں بظاہر ایک خبر واحد (حدیث کی ایک اصطلاحی قسم ہے) کے سوا کوئی چیز ناسخ معلوم نہیں ہوتی۔ تو یہ نسخ کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟

جواب۔ اول تو آیات جو سجدۂ تعظیمی کے جواز کے متعلق نقل کی گئی سجدۂ تعظیمی کیلئے صریح نہیں۔ بلکہ دوسرے احتمالات بھی اُن میں ہیں جو اکابر مفسرین سے اُن کی تفسیر میں منقول ہیں جو آخر میں بضمن فائدہ نقل کیے گئے۔ لہٰذا جوازِ سجدہ کا حکم بوجہ ظنی الدلالۃ ہونیکے قطعی نہ رہا بلکہ ظنی ہوگیا۔ اور اُسکا نسخ خبر واحد سے بھی ہوسکتا ہے۔ علاوہ ازیں جس حدیث کی وجہ سے ہم ان آیات کو منسوخ قرار دیتے ہیں وہ خبر آحاد سے نہیں بلکہ حدیث مشہور ہے۔ بلکہ حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔ اور اس قسم کی حدیث سے آیتِ کریمہ کا نسخ باعتبار علم الموصول صحیح اور درست اور واقع ہے۔ اور اس حدیث کا مشہور اور حدِ تواتر کو پہنچنا بوضاحت ثابت ہے جس کی تفصیل حاشیہ بیان القرآن میں مذکور ہے، چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور حضرت سراقہ بن مالک اور حضرت صُہَیب رضہ اور حضرت عقبہ بن مالک بن جعشم۔ اور حضرت صدیقہ عائشہ رضہ اور حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اور حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ام سلمۃ، حضرت انس، حضرت ابن عمر۔ تو ثابت ہوگیا کہ یہ حدیث مشہور ہے نہ کہ خبر واحد۔ لہٰذا نسخ جائز ہے۔ اور بعض اکابر نے کثرۃ رواۃ کی بنا پر

وان ثبت فلا عبرة بقولهم لانهم ليسوا ممن يعتد بقولهم في الاجماع وان سلم كونهم ممن يعتد بقوله في الاجماع فلا يعتد به ايضاً في هذا المقام لان الاجماع السابق لا يرتفع بالاختلاف اللاحق نعم لا ايلام عليهم لعدم اشتغالهم بالتحقيقات العلمية ومع ذالك لا يحتج بقولهم وضعهم لاسيما اذا ثبت النكير عن بعض اكابرهم ويحتاج الى هذا الكلام اذا سلم ان سجود الملئكة لآدم وسجود اخوة يوسف وابيه له كان سجوداً حقيقياً وكان تحية لهما والحال انه مختلف فيه فقال

اس حدیث کو متواتر کہا ہے۔

الغرض حدیث ماینبغی بشر ان یسجد لبشر ولو صلح لبشر ان یسجد لبشر لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقہ علیہا۔ حدیث مشہور بلکہ متواتر۔ لہذا اس کے ناسخ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ کیونکہ یہ حدیث بیس صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے۔ اور جو حدیث دس صحابہ سے منقول ہو وہ موافق قول راجح ومختار متواتر ہے۔ لہذا یہ حدیث بھی علی وجہ الاتم متواتر ہوگئی۔ اور اگر کوئی متواتر بھی تسلیم نہ کرے تو مشہور ہونے سے منکر نہیں ہو سکتا۔ اور حدیث مشہور سے نسخ آیتِ کریمہ جائز ہے۔ جیسے کتبِ اصول میں مصرح ہے۔

٢٣ علاوہ ازیں اجماعِ امت یہی ہے کہ سجدۂ تعظیمی حرام ہے۔ اور کسی امام یا مجتہد یا فقیہ کا زمانہ سلف اور خلف میں اس بارے میں اختلاف مذکور نہیں۔ بلکہ اجماع تام اس کی حرمت پر ہے۔ رہا یہ امر کہ بعض صوفیہ سے کتب تواریخ میں جواز منقول ہے۔ اول تو یہ نقل صحیح نہیں۔ اور اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو ان کے قول کا اعتبار بمقابلہ اجماعِ اُمت کے نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اجماعِ علماء خلف وسلف اس کے خلاف پر قرنا بعد قرن رہا اور ہے۔ ساتھ ہی یہ امر بھی قابلِ لحاظ ہے کہ صوفیاء پر اس باب میں طعن بھی مناسب نہیں۔ کیونکہ وہ تحقیقاتِ علمیہ میں مشغول نہیں رہتے تھے۔ وہ معذور ہیں۔ لہذا ان کے فعل سے حجت پکڑنا درست نہیں خصوصاً جبکہ اکابر صوفیہ سے بھی حرمت سجدۂ تعظیمی منقول ہے؛

فائدہ

معترض نے جو حجت قرآن کریم سے پکڑی ہے وہ مختلف فیہ ہے۔ کیونکہ بعض مفسرین فرماتے ہیں خروا لہ سجدا اور فسجد الملائکۃ کلہم اجمعون۔ اس کے امثال کے معنے سجدۂ حقیقی کے نہیں بلکہ یہ کنایہ تعظیم سے ہے۔ اور اس کی تائید میں فقہ عرب سے کلام شعراء پیش کرتے ہیں۔ اور بعض مفسرین کا یہ قول ہے معنی خروا لہ اور اسجدوا لآدم کے یہ ہیں کہ پہلی آیت میں اخوۃ یوسف حضرت یوسف کو جہت سجدہ قرار دیا اور لآدم کے معنے ہیں۔ الی آدم کے ہے۔ اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ انھوں نے حق تعالے

بعضهم لم يكن سجودا حقيقا بل هو كناية عن التعظيم وقال بعضهم كان آدم و يوسف بمنزلة الكعبة لنا فاللام بمعنى الى وقال بعضهم اللام للسبب اى كانت السجدة لله تعالى شكرا على ما انعم الله عليهم لاجل يوسف وآدم على نبينا وعليهما السلام واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال وحينئذ لا يحتاج الى اثبات النسخ و يثبت الحرمة بخبر الواحد ايضا ونقول ايضا ان الآية وان كانت قطعی الثبوت ولكنها ظنی الدلالة فلا بعد فی نسخها بحدیث ظنی الثبوت قطعی الدلالة كما لا يخفى۔

واللہ اعلم بالصواب۔

کو سجدہ کیا۔ اس طور سے کہ اُن کے سجدہ کا رُخ حضرت یوسف علیہ السلام کی جانب تھا اور ان کو بمنزلہ قبلہ بنائے ہوئے تھے۔ اور اس طرح اسجدوا لآدم کے معنے کہ آدم کی طرف رُخ کرکے حق تعالیٰ کو سجدہ کیا۔

اور بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ لام کے معنے سبب کے ہیں تو معنی خروا له سجدا کے یہ ہیں کہ اخوۂ یوسف نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا حضرت یوسف کی وجہ سے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کی بڑی نعمت یعنی حکومت ان کے خاندان میں آگئی۔ بذریعہ حضرت یوسف علیہ السلام کے۔ اور معنے اسجدوا لآدم یہ ہیں کہ حکم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ کا کہ ہم کو سجدہ کرو۔ اس نعمت کی وجہ سے جو تم پر آدمؑ کی وجہ سے کی گئی ہیں۔

الغرض ان اقوال کو اگر تسلیم کیا جائے تو پھر اس جواب کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ یہ آیتیں منسوخ ہیں۔ بلکہ اس صورت میں کسی آیت سے سجدۂ تعظیم کا جواز مستفاد ہی نہیں ہوتا۔ وہو المرام۔

خلاصہ

تمام رسالہ کا یہ ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا اگر بقصد عبادت ہو یا بصورت عبادت خواہ نیت عبادت کی نہ ہو۔ یہ دونوں صورتیں باجماع کفر و شرک میں داخل ہیں۔ اس کے علاوہ جتنی صورتیں ہیں بعض علماء تو اُن کو بھی کفر و شرک قرار دیتے ہیں۔ اور بعض اس میں احتیاط کرتے ہیں۔ مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حرام و ناجائز اور قریب بکفر ہے۔ حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(۲۴)

حررہٗ سید حسن صینن عن الحوادث والفتن فی سبع عشر من شعبان المعظم ۱۳۵۶ سنہ ہجری

فہرست مضامین امداد المفتین حصّہ چہارم

نمبر شمار	مضامین	صفحات	کتاب
۱	سود اور ترک نماز دونوں میں کونسا گناہ زیادہ ہے	۲۸۹	متفرقات
۲	بیوی کے نام زمین خریدی تو مالک بیوی ہے یا شوہر	″	بیع
۳	سنتوں کی نیت کس طرح کرے۔؟	۲۹۰	صلوۃ
۴	کسی امیدوار ممبری کو چندہ مسجد کی شرط پر ووٹ دینا	۲۹۱	حظر
۵	دفن کے بعد میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا۔	″	جنائز
۶	دیدینے کے لفظ سے نکاح بشرط نیت منعقد ہوجاتا ہے:	۲۹۲	نکاح
۷	بعد انعقاد نکاح مرضعہ نے رضاعت کی شہادت دی تو وہ تنہا معتبر نہیں۔	″	رضاعت
۸	ایک نکاح پر دس ماہ گذر جانے کے بعد کسی کا یہ دعوی کرنا کہ یہ عورت میری منکوحہ ہے۔	۲۹۳	نکاح
۹	نابالغ بچے اگر مردوں کی صف میں کھڑے ہوں تو اُن کی نماز بھی مکروہ ہوگی۔	۲۹۵	صلوۃ
۱۰	سمت قبلہ کی تحقیق۔	″	″
۱۱	اسپرٹ شراب کے حکم میں ہے مگر چولھے میں جلانے کی اجازت ہے۔	۲۹۶	حظر
۱۲	مشترک زمین کو بغیر تقسیم کئے کوئی شریک مسجد و مقبرہ کے لئے وقف نہیں کرسکتا۔	۲۹۷	وقف
۱۳	خیار بلوغ کی ایک صورت۔	۲۹۸	نکاح
۱۴	تمباکو پان میں کھانے کا حکم۔	″	حظر
۱۵	حرمت مصاہرت کی ایک صورت۔	″	نکاح
۱۶	چچا کے انتقال کے بعد چچی سے نکاح جائز ہے	۲۹۹	″
۱۷	امام کا محراب میں کھڑا ہونا کس حد تک ضروری ہے اور صفِ اول کی تعریف۔	″	صلوۃ
۱۸	شوہر سے بوقت نکاح شرط کی کہ تم نماز نہ پڑھوگے تو مجھے دوسرے شخص سے نکاح کا حق ہوگا۔	۳۰۱	طلاق
۱۹	زوجہ کی حقیقی بہن سے نکاح کرلیا تو یہ نکاح فاسد ہے یا باطل اور ثبوت نسب و وجوب مہر کا حکم۔	۳۰۲	نکاح
۲۰	پاسپورٹ کی ضرورت سے تصویر کھچوانا یا فوٹو لینا جائز ہے	۳۰۳	حظر
۲۱	ایک مسجد کا زائد مال دوسری مسجد پر خرچ کرنا۔	″	وقف
۲۲	طلاق میں شہادت بلا دعوی کے بھی مقبول و مسموع ہے	۳۰۴	طلاق
۲۳	گرم کھانا کھانا خلافِ اولی ہے اور چائے اس سے مستثنی ہے۔	″	حظر
۲۴	ایک ہندو نے بایں شرط مسجد بنوائی کہ اُس پر اوم، اللہ اکبر کا کتبہ لگایا جاوے۔	۳۰۵	وقف
۲۵	آخری جمعہ کے لئے دہلی کا سفر کرنا درست نہیں	″	صلوۃ
۲۶	صدقۃ الفطر غیر مسلم کو دینا مکروہ ہے۔	۳۰۶	زکوۃ
۲۷	صاحبِ نصاب کو صدقۂ فطر دینا جائز نہیں	″	″
۲۸	ہنود کا روپیہ مسجد میں کس طرح لگ سکتا ہے؟	″	وقف
۲۹	مسجد کی وقف زمین میں میت کو دفن کردیا گیا تو اُس کا کیا حکم ہے۔؟	″	″
۳۰	جو مسجد محض ضد اور اختلاف کے لئے بنائی جاوے وہ مسجد ضرار کے مشابہ ہے مگر بحکم مسجد ہے۔	۳۰۷	″
۳۱	حاملہ من الزنا کا نکاح	۳۰۹	نکاح
۳۲	پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف رُخ یا پشت کرنا ناجائز نہیں۔	″	حظر
۳۳	مقروض مفلس کو قربانی کے بجائے ادائے قرض کرنا بہتر ہے۔ لیکن اگر قربانی کرے تو ثواب ملے گا۔	″	اضاحی
۳۴	ممبری کے لئے ووٹ دینے کا حکم۔	۳۱۰	حظر
۳۵	پیسوں کی بیع سلم جائز ہے۔	″	بیوع
۳۶	چند بدعاتِ مروجہ کی تحقیق۔	۳۱۱	بدعات
۳۷	قیدی کی بیوی کا حکم۔	″	طلاق
۳۸	مسجد کے چراغ کے متعلق چند مسائل۔	۳۱۲	حظر
۳۹	اشارہ بالسبابہ کی تحقیق۔	۳۱۳	صلوۃ
۴۰	قصۂ ہاروت ماروت کی تحقیق۔	″	حدیث
۴۱	سجدۂ سہو کی تحقیق۔	″	صلوۃ
۴۲	شیعہ نے دھوکہ دیکر سنی لڑکی سے نکاح کرلیا تو اُس کا کیا حکم ہے۔؟	۳۱۴	نکاح
۴۳	سنی لڑکی کو دھوکہ دیکر شیعہ نے نکاح کرلیا اُس کا مفصل شرعی حکم۔	″	″
۴۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضلات کی طہارت کے متعلق تحقیق۔	۳۱۵	متفرقات
۴۵	غلطی سے غیر کفو میں نکاح ہوجانیکے احکام	″	نکاح
۴۶	زوجہ قابلِ جماع نہیں تو طلاق دینے پر نصف مہر واجب ہوگا۔	۳۱۶	مہر
۴۷	راگ مزامیر وغیرہ کا حکم۔	۳۱۷	حظر

(۲۵)

نمبر شمار	مضامین	صفحات	کتاب
۴۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ طیبہ بطرز ناول لکھنا بے ادبی ہے۔	۳۱۷	حظر
۴۹	جو مکان کرایہ کیلئے بنایا ہو اُس پر زکوۃ نہیں	۳۲۱	زکوۃ
۵۰	اس کی تحقیق کہ حضرت عثمانِ غنی رضکے کوئی صاحبزادے تھے جنکی شیوخ عثمانی منسوب ہیں	〃	نسب
۵۱	دودھ بچانے کے لئے جانور کے بچہ کو مار ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔؟	〃	حظر
۵۲	چند اموات کو ثواب بخشا جائے تو تقسیم ہو کر پہنچے گا یا سب کو پورا پورا۔؟	۳۲۲	جنائز
۵۳	تعمیر مسجد میں ہندو کا روپیہ لگانا کیسا ہی۔؟	۳۲۳	وقف
۵۴	ایک انجمن کی شرکت کے متعلق۔	〃	حظر
۵۵	بیوی میرے لائق نہیں رہی ان لفظوں سے طلاق نہیں پڑی۔	۳۲۴	طلاق
۵۶	قادیانی کی تجہیز و تکفین اور نکاح شادی کی شرکت کا حکم۔	۳۲۵	ارتداد
۵۷	دلالی لینے کا حکم۔	〃	
۵۸	سرکاری ملازمتوں کا حکم۔	۳۲۶	حظر
۵۹	جمعہ کی تعطیل مستحب ہونا۔	〃	حظر
۶۰	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کرنیکا حکم	۳۲۷	〃
۶۱	پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کئے بغیر نماز پڑھنے کا حکم۔	〃	صلوۃ
۶۲	زندگی کا بیمہ۔	۳۲۸	حظر
۶۲	نابالغ کے ساتھ خلوت ہوجانے سے عدت واجب ہوجاتی ہے۔	〃	عدت
۶۴	اوقاتِ مکروہہ میں تلاوتِ قرآن کا حکم۔	〃	تلاوت
۶۵	خیر الامور فی قدر المہور۔	۳۲۹	مہر
۶۶	زوجہ سے یہ کہنا کہ تجھ سے میرا نکاح نہیں ہوا اس سے طلاق نہیں پڑتی۔	۳۳۳	طلاق
۶۷	مجھ پر سات طلاقیں کہنے سے زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئیں۔	〃	〃
۶۸	مسجد کی دیواروں پر آیات و اشعار لکھنا۔	۳۳۴	آداب المسجد
۶۹	شکار کھیلنا اور اسکا پیشہ بنانا کیسا ہی؟	〃	حظر
۷۰	فرقہ آغاخانیہ کا حکم کہ وہ مسلمان ہی یا کافر۔	〃	ارتداد
۷۱	سلام کا مسنون طریقہ، ہاتھ کے اشارہ کا حکم رواجِ عام کی پابندی کوئی چیز نہیں۔	۳۳۵	حظر
۷۲	طلاق کی ایک خاص صورت۔	۳۳۶	طلاق

نمبر شمار	مضامین	صفحات	کتاب
۷۳	حکایت کے صادق ہونے کے لئے نفس خبر میں محکی عنہ کی مطابقت کافی ہے۔ فنون بلاغت کی رعایت ضروری نہیں۔	۳۳۷	حظر
۷۴	حقہ اور نسوار سے روزہ ٹوٹ جانے کی وجہ اور مضمضہ واستنشاق میں فرق۔	〃	〃
۷۵	تھیٹر سینما دیکھنا جائز نہیں۔	۳۳۸	〃
۷۶	ادائے نذر کے متعلق چند مسائل۔	۳۳۹	نذر
۷۷	وتر میں بجائے دعار قنوت کے کوئی اور دعار پڑھنے کا حکم۔	۳۴۰	صلوۃ
۷۸	نکاح سے پہلے بلا اضافت الی النکاح تعلیق طلاق لغو ہے۔	〃	طلاق
۷۹	تعزیہ داری کو روکنے کے لئے چار یاری وغیرہ کا جلوس نکالنا جائز نہیں۔	۳۴۱	حظر
۸۰	طلاق بغیر صریح اضافت الی المرأۃ کا حکم۔	〃	طلاق
۸۱	زوجہ کو یہ کہنا کہ تجھ کو رکھوں تو اپنی ماں بہن کو رکھوں۔ طلاق نہیں ہے۔	۳۴۲	〃
۸۲	قومہ اور جلسہ سہواً چھوڑ دے تو مفتی بہ قول یہ ہے کہ سجدۂ سہو لازم ہے۔	〃	صلوۃ
۸۳	عورتوں کو مردوں کے مثل کپڑے پہننا حرام ہی	〃	حظر
۸۴	نماز جنازہ قبرستان میں پڑھنے کا حکم۔	۳۴۳	جنائز
۸۵	زوجہ کو یہ کہنا کہ تجھ کو چھوڑ دیا۔	۳۴۴	
۸۶	مسجد میں جگہ روکنے کے لئے اپنا کپڑا وغیرہ بچھانے کا حکم۔	۳۴۵	احکام مسجد
۸۷	فسخ نکاح کی ایک صورت۔	〃	نکاح
۸۸	کفار کی دعوتوں کا حکم۔	〃	حظر
۸۹	پرانی قبریں اگر برابر اور بے نشان کر کے فرش مسجد میں شامل کر لی جاویں تو وہاں نماز پڑھنی میں کوئی کراہت نہیں۔	۳۴۶	جنائز
۹۰	فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ مسنون نہیں	۳۴۷	صلوۃ
۹۱	بیک وقت یا ایک مجلس میں تین طلاقیں حرمت مغلظہ کر دیتی ہیں۔ مخالفین کے شبہات کا جواب اور حلالہ سے بچنے کے لئے غیر مقلد ہوجانے پر وعید شدید۔	〃	طلاق
۹۲	مدرسہ قرأت کیلئے جو وقف ہو وہ مدرسہ تجوید پر صرف ہوگا لفظ قرأت کے لغوی معنی معتبر نہ ہوں گے۔	۳۴۹	وقف

۲۶

نمبر شمار	مضامین	صفحات	کتاب
۹۳	عورتوں کے ناقص العقل والدین ہونے کی حدیث سے ازواج نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابیات کی روایات معتبر نہ ہونے کا شبہ اور اُس کا جواب۔	۳۵۰	حدیث
۹۴	لڑکی کے بلوغ کی تحقیق۔	"	
۹۵	عورت مرتد ہوجاوے تو فتویٰ اس پر ہے کہ نکاح فسخ نہ ہوگا۔	۳۵۱	ارتداد
۹۶	میت کو لوگوں کے نوحہ کرنے سے تکلیف پہنچتی ہے۔	۳۵۲	متفرقات
۹۷	بزرگوں کے نام کی نذر ونیاز کرنے کا حکم۔	۳۵۳	نذر
۹۸	مہر بہت زیادہ مقرر کرنا اور ادا کرنے کا خیال نہ کرنا گناہ ہے۔ لیکن نکاح پر اس کا کچھ اثر نہیں۔	"	مہر
۹۹	شوہر نے گھر کے اندر طلاق دی باہر دروازہ پر سُننے والے کی شہادت معتبر ہوگی یا نہیں؟	۳۵۴	طلاق
۱۰۰	سبقت لسانی سے کلمۂ کفر زبان سے نکل گیا تو کچھ گناہ یا کفر نہیں۔	"	ارتداد
۱۰۱	بحالتِ جماع کلام کرنا مکروہ ہے۔	۳۵۵	حظر
۱۰۲	شب برات کے بعض احکام۔	"	متفرقات
۱۰۳	اسلامی طریقہ کے خلاف عبادت کرنے والا کافر ہے۔	"	ارتداد
۱۰۴	کیا کافر بخشا جاسکتا ہے۔	۳۵۶	عقائد
۱۰۵	کسی مسلمان فنڈ کی امداد کے لئے سود لینا جائز نہیں۔	"	ربو
۱۰۶	شارع اور مملوکہ گلی کوچوں کے احکام میں فرق۔ اور یہ کہ اُن میں تصرف کرنے کا کس کو اور کس طرح حق ہے۔	"	شرکت
۱۰۷	چند آدمی مجتمع ہوکر بآواز قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں۔	۳۵۷	آداب القرآن
۱۰۸	قرأت میں غلطی مفسد صلوٰۃ ہوگئی پھر اُسکو صحیح کرلیا تو نماز درست ہوگئی۔	۳۵۸	قرأت
۱۰۹	تحیۃ المسجد بیٹھنے سے پہلے پڑھنا مستحب ہے۔	۳۵۹	صلوٰۃ
۱۱۰	عید کی نماز میں جنازہ آجاوے تو نماز کے بعد خطبہ سے پہلے نماز جنازہ پڑھی جاوے	"	جنائز
۱۱۱	بعد وفات والد ایک لڑکے کے نسب کا والد سے نفی کرنا۔ اور اُس کی تحریر ثبوت میں پیش کرنا شرعاً معتبر نہیں۔	"	نسب
۱۱۲	کسی عالم کو گالی دینا مطلقاً کفر نہیں بلکہ تفصیل ہے۔	۳۶۱	ارتداد
۱۱۳	باپ بیٹے یا چند بھائی مشترک طور پر کسب کرتے ہیں اور کھانا پینا بھی مشترک ہے تو جو مال اس مشترک کسب سے حاصل ہو وہ کس کی ملک ہے اور تقسیم اُس کی کس طرح ہے۔	"	شرکت
۱۱۴	دوسرے شخص کی طرف سے بغیر اُس کی اجازت کے قربانی کردینے اُس کی قربانی واجب ادا نہ ہوگی۔	۳۶۲	اضاحی
۱۱۵	کوکین کی تجارت سے حاصل شدہ روپیہ مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔؟	"	وقف
۱۱۶	نمازی کسی اونچی یا نیچی زمین پر نماز پڑھتا ہو تو سامنے گذرنے کا حکم۔	۳۶۳	صلوٰۃ
۱۱۷	حلق کے بال منڈوانے کا حکم اور سفید بال اکھاڑنے کی کراہت۔	"	حظر
۱۱۸	جبراً طلاق لکھوائی گئی تو طلاق نہیں پڑی جبکہ زبان سے لفظ طلاق نہ کہا ہو۔	۳۶۴	طلاق
۱۱۹	اختیار الصواب فی مختلف الابواب۔	۳۶۵	متفرقات
۱۲۰	الخ متعلقہ امداد المفتین حصۂ چہارم۔	۳۶۷	
۱۲۱	المقالۃ المرضیہ فی حکم سجدۃ التحیہ	۳۶۹	حظر
۱۲۲	ترجمۃ المقالۃ المرضیہ فی حکم سجدۃ التحیۃ	"	

فتاویٰ دار العلوم دیوبند

کی چار جلدیں اسوقت ۱۳۵۷ھ میں طیار ہیں۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ۔

ہر سال ایک نئی جلد طیار ہوتی ہے

مکمل بیان القرآن

حضرت مصنف دامت برکاتہم کے بہت سے اضافوں کے ساتھ مع

مستقل کتاب مسائل السلوک من کلام ملک الملوک

ووجوہ المثانی برحاشیہ

یہ قرآن مجید کی مکمل تفسیر جو حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم کی وہ تصنیف ہے جو اپنی بے نظیر خصوصیات کی بناء پر ہر طبقہ کے علماء و فضلاء اور اردو خواں حضرات کے نزدیک حل قرآن و رفع شبہات بیان لطائف، بلاغت قرآنی وغیرہ تمام ضروریات تفسیر میں بے مثل ہے۔

یہ تفسیر بارہ جلدوں میں ختم ہے۔ مضامین تفسیر کے مطابق مسائل فقہیہ وکلامیہ کی ہر آیت کی تحقیق کی ہے۔ ربط آیات کا بیان بالالتزام کیا ہے۔ یہ تفسیر اپنی خداداد مقبولیت عامہ کی وجہ سے بار بار چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ اس مرتبہ حضرت مولانا دامت برکاتہم نے اس پر مفصل نظر ثانی فرما کر اس قدر اضافات جدیدہ اور ترمیم فرمائی ہے کہ گویا کتاب بالکل دوسری ہو گئی۔

مزید فائدے کیلئے حضرت ممدوح کی دوسری مستقل کتابیں یعنی مسائل السلوک من کلام ملک الملوک کی کامل دو جلدیں جس کی قیمت تین روپیہ تھی اور وجوہ المثانی اس کے حاشیہ پر چڑھا دی گئی ہیں۔ اور بہ نہایت اعلیٰ صحت اور عمدہ کاغذ و طباعت کے طبع کی گئی ہے اور با ایں ہمہ قیمت میں پہلے سے بھی چار روپے کم کر دیئے یعنی مکمل بارہ جلدوں کی قیمت صرف سولہ (عـہ) روپیہ رکھی گئی ہے۔

مظلوم عورتوں کی مشکلات کا شرعی حل

یعنی

الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ

از اضافات قطب عالم مجدد الملت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم

آجکل جاہل اور بے رحم شوہروں کے ظلم اور زیادتی کی شکایت عام ہوتی جارہی ہے۔ بعض لوگ مفقود الخبر ہو جاتے ہیں۔ بعض بیوی چھوڑ کر باہر چلے جاتے ہیں اور کسی قسم کی خبر گیری نہیں کرتے۔ بعض پاس رہتے ہوئے نان نفقہ اور دوسرے حقوق ادا نہیں کرتے۔ بعض مجنون ہو جاتے ہیں۔ اور ہندوستان میں قاضی شرعی نہ ہونے کی وجہ سے ان عورتوں کے لئے کوئی رہائی کی شکل نظر نہیں آتی۔ یہاں تک بہت سی عورتیں تنگ ہو کر معاذ اللہ مرتد ہو گئیں۔ پنجاب میں خصوصیت سے یہ فتنہ بڑھا اس لئے ضرورت تھی کہ ان عورتوں کے لئے کوئی شرعی مخلص تحقیق کے ساتھ بیان کیا جاوے۔ الحمد للہ کہ حضرت حکیم الامت دامت برکاتہم نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور پانچ سال کے غور و خوض اور علماء مدینہ طیبہ سے بار بار مکاتیب اور علماء دیوبند و سہارنپور سے بار ہا مشوروں کے بعد یہ عظیم الشان کثیر الفائدہ کتاب مرتب فرما دی اور پھر تمام مشاہیر علماء ہند کے پاس تصدیق کے لئے بھیجکر تصدیقات حاصل کی۔ قیمت صرف ایک روپیہ دو آنہ (عـہ) محصول مع رجسٹری ۶ر۔

مفید الوارثین مکمل اردو

مع اضافات جدیدہ مناسخہ وغیرہ

(مصنف لطیف حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب ام مجدہم محدث دار العلوم دیوبند) میراث و فرائض کے علم حدیث کو نصف علم فرمایا گیا ہے۔ اسی لئے اس فن پر ہزار ہا کتابیں ہر زبان میں علماء امت لکھتے آئے ہیں۔ اردو زبان میں بھی سیکڑوں چھوٹی بڑی کتابیں موجود ہیں۔ مگر مفید الوارثین جن خصوصیات کی حامل ہے وہ یقین کیجئے کہ آپ کسی اردو کی کتاب میں نہ پائیں گے۔ معمولی استعداد کا آدمی اس کے مطالعہ سے ہزار ہا مسائل بتا سکتا ہے۔ طرز بیان ایسا دلچسپ کہ چھوڑنے کو جی نہ چاہے۔

پہلے اس میں مناسخہ کا بیان نہ تھا۔ اس مرتبہ اس کا مفصل بیان مع دوسرے اضافات کے بڑھا دیا گیا ہے۔

قیمت باایں ہمہ صرف ایک روپیہ چھ آنہ (عـہ) محصول ڈاک ۱ر

ملنے کا پتہ **ناظم دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور**

۲۸

[illegible]

Author ʻUsmānī, ...
Title Fatāwā-ʼē Dā...
MGl .U847f

due date

JAN 11